بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدۂ بوستان شیرین مقالی ثمر نورس اغصان بلندخیالی گوہر درج بلاغت اختر برج فصاحت مہر سپہر برتری

موسوم بہ

طلسم خیال سکندری

جلد دوم

مصنفہ شاعر باکمال نثار عدیم المثال اسوۃ الفصحا مداح خاص آل عبا مقرب بارگاہ داور منشی احمد حسین صاحب

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق رب صمد واحد و احد بانی بناے دو جہان حاکم اشیاے کون و مکان خداے یگانہ خالق عجائب و غرائب زمانہ کہ جسنے بیک لفظ کن تمام عالم کو پیدا کیا عندلیب خوشنوا کو رنگ گل کا شیدا کیا کیا حاکم بے نیاز ہی ہر غریب و فقیر کا کارساز ہی جب سختی آتی ہی تو اُسکی یہی تدبیر ہی کہ وہ ہی دستگیر ہی اُس کے اوصاف با انصاف کسکی مجال ہی کہ لکھ سکے بس اتنا کافی ہی کہ خیال کرے ہمارا خداے یکتا ہی سواے اُس کے اور کسکا آسرا ہی ہر نیک و بد مین معین و مددگار ہی ہر مصیبت مین انسان مجبور و ناچار ہی ہر وقت یہی دعا ہی نظم

این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد +	توقیع قبول روزیش باد
طغراست بنام بادشاہی	کو راست چو عرش بارگاہی
سلطان سریر ملک ہستی	بنیاد نہ بلند و پستی +
دارندۂ کاخ ہفت افلاک	سازندۂ آدم از کفِ خاک
بیناکنِ چشم اہل بینش	فیاض وجود آفرینش
نقاشِ نگارخانۂ غیب	منشیٔ صحیفہ ہاے لاریب

زینت گر آسمان ز انجم
برکوہ ہیل چرخ خود راے
دادانہ پئے ضبط پیل مستش
او دادہ زتار ہاے خورشید
بہ جبیں کہ دید دولت دین
شد قوس فلک کمان بہرام
او داد بہ آفتاب شاہی
زو یافتہ این عجوزۂ خاک
او کرد بنا سرا چۂ تن
بستہ زکمال قدرت از مو
او ساختہ این ہمہ عجائب

تشریف دہ زمین بہ مردم
او دادہ بہ ہند و زحل جاے
از قوس قزح گجک بدستش
ابریشم چنگ دعود ناہید
شبہا دہش زعقد پر دین
لشکر کشی اش چو کرد انعام
وز خیل کواکبش سپاہی
این پنبۂ صبح و چرخ افلاک
بکشاد در وزدیدہ روزن
بر منظر دیدہ طاق ابرو
او کردہ بناء این غرائب

علم لراعت رقم زبان بریدہ عجز و قصور کرتا ہی کہ وصف خالق کونین کون لکھ سکتا ہی

نعت سید المرسلین حبیب رب العالمین یکہ تاز عرصہ گاہ سبحان الذی
اسرےٰ اعنی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سبحان اللہ کیا رسول برحق بھیجا کہ جسنے شمع ہدایت روشن کی ظلمت کفر کو مٹایا تمام کتابین منسوخ ہوئین قرآن مجید فرقان حمید ہمارے حضرت پر نازل ہوا اُس کا سمجھنا بھی اُنھین کی ذات پر موقوف تھا قصص پیغمبران ماسلف سے ہدایت ہوئی حضرت موسےٰ کلیم اللہ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے جاتے تھے جواب وسوال ہوتے تھے مگر ہمارے نبی برحق حبیب رب مطلق اُس مقام پر پہونچے کہ صاحب قاب قوسین او ادنےٰ لقب ہوا سوال وجواب طالب ومطلوب اس طور سے ہوے کہ کتب معتبرہ مین مندرج ہین حضرت نے سوال کیا کہ کیون ای کارساز بے نیاز حضرت آدمؑ کو کل ملائک نے سجدہ کیا اسکا بدلہ مجکو کیا ملا پردۂ اسرار سے

آواز آئی کہ ای مظہر اسرار رب العزت تیرے نور کو صلب آدم مین قرار تھا اس وجہ سے حضرت آدم کا عز و افتخار تھا اُس سے ترک اولےٰ ہوا اُسکو بہشت سے باہر کیا تیری اُمت کو باوجود گناہ داخل فردوس برین کر کے اُنپر نظر رحمت کرینگے اسی طرح کُل نبیون پر حضرت محمدؐ کو فخر دیا ہر سوال کا جواب باصواب ملا انکی نعت مشکل ہی پروردگار ان کا مداح ہی جب بانیِ بنائے کون ومکان بہ محبت ارشاد فرمائے کہ یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلاً ای حبیب میرے اسقدر شب کی عبادت کرو کہ تمکو تکلیف نہ ہو پھر کوئی کیا اُنکی صفت کر سکے

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار وصی بلافصل احمد مختار زوج زہرائے نامدار

کیا اوصاف حمیدہ حضرت مرتضےٰ علیؑ کے ظاہر کرون کہ جسکو نبی برحق اپنا قوت بازو قرار دے لکھا ہی کہ حضرت گہوارے مین تھے جس دایہ کا دودھ پیتے تھے وہ کسی کام کو گئی تھی اور حضرت گہوارے مین تھے اُسکا فرزند صحن خانہ مین کھیل رہا تھا قریب ایک چاہ تھا وہان جا کر پہونچا اور اُس چاہ مین گرا جناب امیر علیہ السلام نے دست حق پرست اپنا گہوارے سے بڑھایا برادر رضاعی کو کنوئین سے نکالا کہ لڑکا پانی مین تر ہونے نہ پایا یداللہ لقب ہوا اور لکھا ہی کہ ایک اژدہا خانہ کعبہ مین رہتا تھا ساکنان خانہ کعبہ کے اطفال خردسال کو تکلیف پہونچاتا تھا اور اکثرون کو کھا جاتا تھا جب جناب یداللہ نامور پیدا ہوے تو وہ اژدہا نکلا حضرت کی طرف جانیکا قصد کیا حضرت نے دونون ہاتھ بڑھا کر اژدر کو چیر ڈالا جناب فاطمہ بنت اسد نے حیدر کرار آپ کا نام رکھا اِن کے بھی اوصاف با انصاف نہایت مشکل ہین لیکن چند اشعار پر اختتام کرتا ہون نظم

روان تو ہون طرف شاہ ذوالفقار قدم	دیار ہند سے دشت نجف ہی چار قدم
چلا اگر رہِ حبِّ علیؑ مین چار قدم	تو بڑھگیا مین نصیری سے بھی ہزار قدم
علیؑ کی راہ مین ہوتا ہی یہ شرف حاصل	کہ چومتے ہین فقیرون کے شہریار قدم

زہے وقار عجب زائرون کا رتبہ ہی ۔ فرشتے دوڑ کے لیتے ہین بار بار قدم
چلون نجف کو الٰہی ہو طاقتِ رفتار ۔ دکھائین آنکھون کو اُس باغ کی بہار قدم
ہوس نہ کم ہو کبھی راہِ شوق مولا مین ۔ جو دوڑنے کو لین مجکو دو ہزار قدم
تمھاری راہ دمِ تیغ ہو اگر مولا ۔ کرین قصور نہ چلنے مین زینہار قدم
وہی رہی روش راہ شوق مرگ کے بعد ۔ کبھی جو نخل اُگے تو سرِ مزار قدم
یہ مجھسے شوق زیارت کا ہی سخن ہر بار ۔ نکل تو شہر سے دشتِ نجف ہی چار قدم
یہ صاف راہِ نجف ہی کہ مثل بادِ نظر ۔ کبھی ہوے نہین آلودۂ غبار قدم
لکھین گے نامۂ زائرین اُتنے ہی حسنات ۔ فرشتے کرتے ہین اس واسطے شمار قدم
یہ شوق راہِ نجف ہی مجھے کہ بہرِ خرام ۔ برنگ موج ہین ہر وقت بیقرار قدم
کبھی تو لائیے میرے مزار پر تشریف ۔ ملون مین آنکھو نسے یا شاہ ذوالفقار قدم
صراط پر انھین لغزش نہ ہو دمِ رفتار ۔ یہ حشر مین ہین خدا سے امیدوار قدم
لئے جو وقت سواری کے دلسے شاہ کا نام ۔ گرے رکاب مین رکھے اگر سوار قدم
رہِ ادب مین کسی کو اگر ہوئی لغزش ۔ تو بھول کر ہوے اُسکے گلے کے ہار قدم
وقار شاہ سے سیکھی ہی اسنے سنگینی ۔ زمین پہ کوہ کے ہو کیون نہ استوار قدم
بنائے ارض و سما کس طرح نہ قایم ہو ۔ کہ درمیان ہی ترا ای فلک وقار قدم
اسیر کہتے ہین کودک مزاج اہل دول ۔ زمین پر نہین رکھتے یہ تیز سوار قدم

اوصاف جناب علی مرتضےٰ خدا ے تعالےٰ کرتا ہی ارشاد فرماتا ہی کہ علیؑ کا مرتبہ کسی نے نہین پہچانا مگر مین نے یا محمدؐ نے اور میرے حبیب کا رتبہ کسی نے نہین پہچانا مگر مین نے یا علیؑ نے اور مجکو کسی نے نہین پہچانا مگر رسولؐ نے اور اُسکے وصی نے پھر ہماری کیا زبان اور کیا تحریر و تقریر کہ ایسے بزرگ کے اوصاف باانصاف تحریر کرین رب اکبر اُن کا خود مدح خوان ہی

دو کلمۂ داستان شوکت بیان صاحبقران زمان کہ درۂ طلسم پر مقیم ہین

وباقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام پیہم مجھے
مسلسل مسیح بھی تقریر ہو
وہ آیا مرا ساقیِ باوفا
ارادہ کیا جھر ذبجاہ نے
نکل آئی پردہ سے اسدم پری
ادا نے کیا اُسکی پھر پائمال
یہ رونق ہوئی محفل عیش مین
نہ مجنون کی خواہش سے باہر ہوئی
نہان ہوگیا آنکھ سے آفتاب
دہن غنچہ ہاے سمن کو ملے
ہر اک سرو آخر اکڑنے لگا
کہ پھر آگئی رنگ پر داستان

کہ خواہش ہے ساقی کی ہر دم مجھے
چل اے توسن کلک زرین رقم
مرادین ملین اور ملا مدعا
پلائیگا رندون کو ہم شراب
رہی آرزو اپنے دلمین بھری
چمک کر جو شیشے سے باہر ہوئی
کہ جاگہ ہوئی پھر دلِ عیش مین
اُٹھا ابر آخر بصد شد و مد
ہوا دلکو رندونکے کیا ہی طلب
ہر اک پھول فخر عذار چمن
قد یار کا رنگ پڑنے لگا
امیر جہانگیر کا ذکر ہو +

نیا رنگ اس وقت تحریر ہو
کہ سامان تحریر ہوئے بہم
اُٹھایا گلابی کو اُس ماہ نے
چمکتا ہے پردے مین کیون آفتاب
سُنا دخت رز نے یہ جسدم سوال
یہ ثابت ہوا سب کو بجلی گری
مری لیلی وقت ظاہر ہوئی
کرے ساقیِ مہر صورت مدد
نہالان گلزار مضمون یہ کھلے
کہ ہے جوش پر رنگ برگ سمن
کہون اُسکو کلک جلالت نشان
قمر کو بھی اس رنگ کی فکر ہو

چہرہ ساقیان خمخانۂ رنج وملال و رندان بادہ خواران بزم حسن وجمال اس داستان رنگین کو بہ کیفیت تمام و بہ تکلف مالاکلام اس طرح تحریر کرتے ہین شعر مصنف مرصع نگاران شیرین ادا + چنین می نگارند این مدعا + سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ جب نورالدہر وایرج نوجوان داخل طلسم ہوے کہ ذکر انکے تحریر کرچکا ہون اور پھر تسطیر کرون گا صاحبقران زمان کو خبر پہونچی کہ دونون شیر گئے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے شہنشاہ ادج عیاری بڑے افسوس کی بات ہے کہ نورالدہر وایرج اندرون طلسم گئے یقین ہے کہ جاکر قیامت برپا کرین ہمکو بھی ضرور جانا چاہیے شاید اُن کی مدد کرین بقراط ثانی عرصہ دراز سے طلسم مین گیا ہے اُسنے کچھ نہ کچھ سامان کیا ہوگا کیا وہ غافل بیٹھا ہوگا مگر ہم کل اس قلعے مین جا دین گے یہ فرما کے طبل جنگی بجوایا سب سردارون کو معلوم ہوا کہ کل

صاحبقران زمان قلعۂ طلسمی مین جاوینگے مگر نورالدہر و ایرج نوجوان کو اور رستم
ملا ہم لوگ دیکھیے کس طرح جاوینگے سب سے پہلے رستم نے سمک یلداقی سے کہا کہ
ای برادر کل ہم بھی ساتھ صاحبقران عالی وقار کے جائینگے سمک یلداقی
نے کہا کہ بسم اللہ تامل نہ فرمائیے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کے وقت
صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار ہوے خواجہ عمرو نے رکاب تھامی صاحبقران
جو گھوڑا بڑھا کر طرف قلعے کے چلے عقب مین رستم و سمک یلداقی ہمراہ رکاب
صاحبقران ہوے خواجہ عمرو بھی امیر کی رکاب سے لپٹے ہوے آتے ہین جیسے ہی امیر
سامنے قلعے کے پہونچے قرنا نوازون نے قرنائین بجائین نقارہ نواز نے نقارہ بجایا
جو زنگی کہ سر قلعہ پر کھڑا تھا اُسنے آواز دی کہ یا صاحبقران زمان آپ کہان آتے ہین
وای رستم نوجوان انگشتر ساری کا بھروسا نکرنا یہ مقام طلسم خیال سکندری ہے۔
اگر صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا گھوڑے کو بڑھا کر قریب خندق پہونچے تھے کہ
خندق کے پانی نے جوش مارا اُسمین سے ایک نہنگ تڑپ کر نکلا چاہا کہ صاحبقران
کو نگل جاوُن صاحبقران نے ہاتھ تیغۂ عقرب کا مارا نہنگ کے دو ٹکڑے ہوے
صاحبقران نے اشقر کو جو مسلا خندق کو فرا گیا برابر پھاٹک کے پہونچے خواجہ عمرو
بھی اشقر سے لپٹے ہوے تھے خود بخود پھاٹک قلعے کا کھلا ایک نازنین مہ جبین جام
شراب ہاتھ مین لیے ہوے ظاہر ہوئی پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ جام
محبت نوش فرمائیے جیسے ہی اُس نازنین نے آنکھ لڑائی صاحبقران نے ہاتھ بڑھایا
خواجہ عمرو نے زیر شکم مرکب سے پتھر مارا کہ جام ٹوٹا سر اُس نازنین کا پھٹا وہ نازنین
لڑکھڑا کر گری صاحبقران زمان قلعے مین داخل ہوے علمشاہ بھی برابر پہونچے
کہتے ہوے کہ یہ غلام بھی آیا جیسے ہی قلعے مین پہونچے چار سمت سے نوبت نقارے بجنے لگے
نقارے کی آواز سُنکر ایک بادشاہ جلیل تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر چارقب شہنشاہی
در بر بارہ ہزار جوان پشت پر آیا صاحبقران عالیشان کو سلام کیا کہا کہ ای شہریار
تشریف لے چلیے یہ ملک مدت سے بے مالک و حاکم ہے آپ چل کر تخت پر بیٹھیں حکومت کرین

غلام بہرہ کی وزارت حاضر ہو رستم کے پہلو مین ایک تاجر آیا اُسنے کنٹھہ یاقوت احمر کا نذر دیا
کہا کہ ای شیر بیشہ جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت غلام کی دوکان بے مالک ہو اور
غلام لاولد ہو چل کر دوکان کی حکومت کیجیے رستم اُس تاجر کے ساتھ چلے صاحبقران
ساتھ بادشاہ کے گئے بادشاہ صاحبقران کو لیے ہوے دار الامارۂ شاہی مین آیا کہا
کہ حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین صاحبقران نے فرمایا کہ تاج و تخت تمکو مبارک ہو ہم
تخت پر نہین بیٹھتے اُس بادشاہ کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے اُس بادشاہ نے
عرض کی کہ حضور مجھسے اور ایک بادشاہ سے جنگ در پیش ہو وہ بادشاہ جلیل اس ارادہ
پر آیا ہو کہ اس ملک پر قبضہ کرے صاحبقران نے فرمایا کہ اُسکی کیا مجال ہو جو تمھارے
ملک پر قبضہ کرے یہ فرماکر اپنے مقام سے اُٹھے وہ بادشاہ بھی ساتھ ہوا باہر آ کے
اُس بادشاہ نے آواز دی کہ اہل فوج تیار ہو کر آؤ چالیس ہزار جوان نوبت و نقارے
بجاتے ہوے آئے صاحبقران زمان آگے آگے وہ بادشاہ پیچھے پیچھے اُسکی پشت پر
فوج جیسے ہی دار الامارہ سے نکلے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ تاجدار
پشت پر ساٹھ ستر ہزار فوج مقابلے مین آکر اُترا صاحبقران عالیشان کا لشکر بھی اُتر پڑا
اُس بادشاہ نے طبل جنگی بجوایا صاحبقران کو بھی ہرکارون نے خبر دی کہ اُس
تاجدار نے طبل جنگی بجوایا ہو کل اُسکا ارادہ ہو کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و
عناد و فساد کو دوبالا کرے جو تاجدار کہ صاحبقران کو لے کر آیا تھا صاحبقران نے
اُس سے فرمایا کہ تم بھی طبل جنگی بجواؤ یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین پہر رات گئے جب صاحبقران نے خاصے سے فراغت حاصل کی تو تاجدار
نے دست بستہ عرض کی کہ حضور ہمارے لشکر کا یہ دستور ہو جو بادشاہ ہوتا ہو شب
جنگ وہی طلایہ دیتا ہو صاحبقران نے کہا کہ ہمین بدل منظور ہو خواجہ عمرو نے
منع بھی کیا کہ حضور کا طلایہ پر جانا بہتر نہین صاحبقران نے نہ قبول کیا دس جوانون کو
ساتھ لے کر طلایے پر آئے بازارون مین انتظام کیا سامنے لشکر کے آکر ٹھہرے اس خیال
سے کہ شاید دشمن قصد شبخون کرے زلف لیلائے شب کمر سے گذری ہو کہ دیکھا وہ ہی

تاجدار گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر اسی جانب آتا ہی صاحبقران کھڑے ہوگئے پکار کر آواز دی کہ ای برادر ادہر اس طرف نہ آنا ورنہ بُرا ہوگا ہم طلائی بر ہین اُس تاجدار نے کچھ جواب نہ دیا اور گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا ساتھ والون سے کہا کہ یہ لوگ بہت کم ہین ان کو مار لو بارہ ہزار جوان لینا لینا کہہ کے آپڑے صاحبقران نے تلوار کھینچی مگر خواجہ اشقر سے لپٹے ہوے ہین کہتے جاتے ہین کہ ای شہریار اسم اعظم آلہی پڑھیے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ یہ لوگ غیر ساحر ہین اسم اعظم کی کیا ضرورت ہی مگر خواجہ عمرو نے جب بہت تاکید کی تو صاحبقران زبان اسم اعظم پڑھنے لگے اسم اعظم پڑھنے سے یہ نفع ہوا کہ اُس طرف والے جو غول باندھے ہوے آتے تھے وہ منتشر ہوگئے یہ دو سو جوان بجرأت لڑ رہے ہین کئی ہزار کو مار کر گرا دیا جب اُس طرف سُستی ہوئی اور صاحبقران نے دیکھا کہ وہ تاجدار دم سے ترغیب جنگ کر رہا ہی پکار کر آواز دیتا ہی کہ ہان یارو صاحبقران زمان کے ساتھ لوگ بہت کم ہین تم قتل ہونے پر بھی دس ہزار باقی ہو گھیر کر مار لو کوئی زندہ نہ بچنے پائے ارے ظالموان کے قتل ہونے سے طلسم کشا کو صدمہ پہونچے گا اگر یہ طلسم کشا سے مل گئے تو اور طلسم کشا کو زور ہوگا صاحبقران لڑتے ہوے قریب اُس تاجدار کے پہونچے للکارا کہ او نامردان تین سو پیادون کو کیون قتل کراتا ہی تو مقابلے مین آ تاجدار فوراً گینڈا جھکا کر سامنے صاحبقران کے آیا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا اُس وقت اسم اعظم پڑھنا موقوف تھا ہاتھ تیغۂ عقرب کا مارا تاجدار نے سر آگے کر دیا تلوار جو پڑی سراسر سر کو کاٹا جگرگاہ تک پہونچی تلوار تو صاحبقران نے کھینچ لی مگر سر اٹا خون کا جسم سے اُس تاجدار کے بلند ہوا جیسے ہی خون بلند ہوا ایک آندھی سیاہ اُٹھی خواجہ عمرو نے غل مچایا کہ ای آقاے نامدار غلام کو روکیے زمین سے پاؤن اُٹھے جلتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ رکاب تھامے رہو خواجہ عمرو رکاب سے لپٹ گئے اُس آندھی کے زد مین صاحبقران اشقر سمیت

اُڑے ہر چند کہ عمرو کہتا ہی آقاے نامدار اسم اعظم پڑھیے صاحبقران الامان الامان
کر رہے ہین زبان سے اسم اعظم کی لفظین نہین نکلتین گھوڑا اُڑا ہوا جاتا ہی خواجہ عمرو
رکاب سے لپٹے ہوے ہین بعد تھوڑے عرصے کے اشقر نے پانون زمین پر قائم کیے
صاحبقران نے دیکھا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہی صحراے ویران کف دست
میدان ریتی موج مار رہی ہی ہر طرف سے صداے زاغ و بوم آتی ہی صاحبقران نے
فرمایا خواجہ عمرو وہ شہر کیا ہوا خواجہ نے کہا کہ مین بھی حیران ہون صاحبقران زمان
اشقر پر سوار حیران کھڑے ہوے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے
پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار فوج سب نیزے چمکاتے ہوے وہ پہلوان نعرہ کرتا ہوا
سامنے صاحبقران کے آیا دیکھ کر آواز دی کہ کیون یا صاحبقران آپ اس
میدان مین کیونکر آئے بہتر یہ ہی کہ پلٹ جائیے وہ ہی شہر آپ کا مسکن ہی یہ سن کر
صاحبقران نے فرمایا نام تیرا کیا ہی ہم خود نہین جانتے کہ اس صحرا مین کیونکر آئے
کس طرح یہان تک گذر ہوا تمھین ہمکو وہان تک پہنچا دو تمھارے جبر کرنے سے
نہ جائین گے اُس پہلوان نے نعرہ کیا کہ منم مقرون صحرا نشین اور نیزہ مارا امیر
نے نیزے کو توڑ ڈالا اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے باڑھ بچا کے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ لپٹ پڑا امیر گھوڑے سے کودے وہ بھی گینڈے سے
اُترا آپس مین کشتی ہونے لگی دو پہر برابر صاحبقران عالیشان سے لڑا جب دوپہر
ڈھلی صاحبقران ریل کرے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کے
ہکہ مارا دونون گھٹنے مقرون کے آشنا بزمین ہوے خواجہ عمرو نے کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈال کر اللہ اکبر کہکر زور کیا سر سے بلند کر لیا چاہا کہ زمین پر مارون پہلوان
نے آواز دی کہ ای شہریار الامان میری گستاخی کو معاف فرمائیے امیر با توقیر نے
کلمہ پڑھایا مقرون صحرا نشین کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا عرض کی کہ سامنے
پہاڑ ہی اُسکے دامنہ مین رہتا ہون وہان تشریف لے چلیے صاحبقران زمان
کو غنیمت ہوا کہ مقام سکونت تو ملا ساتھ مقرون صحرا نشین کے دامنۂ صحرا مین

تشریف لائے دیکھا کہ ایک مکان بنا ہی بیرون قصر خیمے استادہ ہین مقرون نے ایک بارگاہ کلان استادہ کرائی لشکر والے خیمون مین اُترے صاحبقران کو لاکے مقام صدر پر جگہ دی ساقی بچے طلب کیے دورۂ جام بے اندیشۂ انجام شروع ہوا نازنینان مہ جبین و مہرجبینان مہرتمکین آکر سامنے بیٹھین بصد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگین نظم

عالم منطق مصور رہو تری تصویر کا ۔ مُنھ کتابی قطبی ہی خط حاشیہ ہی میر کا
رتبہ پہونچا ہی خموشی سے یہ مجھ دلگیر کا ۔ جو کوئی دیکھے اُسے شک ہو گلی تصویر کا
زندۂ جاوید ہین قربانیان تیغِ عشق ۔ سر کا کٹنا جانتے ہین چھوٹنا نکسیر کا
مثل شانہ دست رس اُس زلف پر ہوئے اگر ۔ دعوتِ افعی کرون بھر کر پیالہ شیر کا
جس سے لپٹا سوکھا مجنون کی طرح سے وہ درخت ۔ عشق پیچے پر مجھے ہوتا ہی شک زنجیر کا
ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی ۔ زخم کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا
سرخ باوصفِ سیہ کاری ہی رنگِ رو مرا ۔ سامنا ہوتا ہی کسکے عفو سے تقصیر کا
خط لکھونگا یار سیم اندام کو مین زر قلم ۔ روشنائی مین ہو دودہ روغن اکسیر کا
ہر شب آدینہ آتا ہی وہ طفلِ شمع رو ۔ اپنا تعویذ لحد بھی نقش ہی تسخیر کا
نوش سب بے صرفہ کرے خونِ گنہگاران عشق ۔ خون سے رنگین ہی پھلڑا تری شمشیر کا
غش کرینگے کودکان وحشت سے مجھ دیوانہ کی ۔ حلق بسمل ہی ہر اک حلقہ مری زنجیر کا
خود بیان رُخ کی صباحت کا کرا ای شیرین دہن ۔ قند کے کوزے سے جاری ہوئے دریا شیر کا
روسیہ دشمن کا یون پاپوش سے کیجے فگار ۔ جیسے سلمٹ کی سپر پر زخم ہو شمشیر کا
روک منھ پر وار قاتل کا سپر کیطرح سے ۔ مرد کے چہرے کا زیور زخم ہی شمشیر کا
معرکے مین ہاتھ قاتل کی کمر مین ڈالیے ۔ کھینچیے دامن سرمیدان گریبان گیر کا
چاک ہوتا ہی کتان میرے گریبان کیطرح ۔ یہ بھی دیوانہ ہی آتش جاندسی تصویر کا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی صاحبقران بھی خوش بیٹھے ہین مقرون صحرانشین مصروف خدمتگزاری ہی کہ فریاد والامان کی باہر سے صدا آئی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کیسا غلغلہ ہی مقرون نے ہرکارون کو اشارہ کیا کہ جلد خبر لاؤ ہرکارے دوڑے ہوے گئے

بعد تھوڑی دیر کے حاضر ہوے عرض کی کہ ای شہریار ایک نقابدار گلگون پوش ساٹھ ہزار فوج سے بطور شبخون آیا ہی طنابین خیمون کی کاٹ دی ہین خیمون مین آگ لگا دی ہی جو سوتے سوتے اُٹھا وہ مارا گیا کئی ہزار جوان مارے جا چکے ہین اور وہ نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہی آپ کے اہل فوج بھاگے جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ ای مقرون صحرا نشین یہ نقابدار کون ہی کس باعث سے تمھاری فوج پر آگرا کیا تمھارے اور اس کے کبھی کا فساد ہی مقرون نے عرض کی کہ مین آگاہ نہین یہ نقابدار کون ہی اور کس وجہ سے میری فوج پر آگرا مین اس نقابدار سے بالکل آگاہ نہین یہ سُن کر صاحبقران اپنے مقام سے یہ فرماتے ہوے اُٹھے کہ ای مقرون مجکو ظاہر ہین یہ نقابدار نامرد معلوم ہوتا ہی شبخون مارنا مردان عالم کا کام نہین ہی کہ شب کو آکے بیگناہ بندگان خدا کو قتل کرے یہ مردون کا کام نہین یہ کہتے ہوے باہر آئے پشت اشقر پر سوار ہوے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ خیمون مین آگ لگی ہوئی ہی طنابین کٹی پڑی ہین اہل فوج مقرون صحرا نشین بھاگے جاتے ہین صاحبقران نے نکلتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذو الجام	بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کر کے صاحبقران لڑنے لگے اب اہل فوج مقرون بھی ٹھہرے جس طرف جاتے ہین پلٹنون اور رسالون کو بھگاتے ہین کئی پہلوان ٹوک کر مارے نقابدار نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران لڑتے ہوے آتے ہین بڑے بڑے کئی پہلوان مارے گئے امیر نے ٹوک کر علمدار کو مارا جب علم فوج نقابدار گرا ساتھ والے بھاگنے لگے ملازمان مقرون نے دبا کر ڈالا نقابدار گھوڑا چمکاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا للکارا کہ یا صاحبقران یہ وار تو بیچیے یہ کہہ کے نیزہ مارا امیر نے نیزہ توڑ ڈالا نیزہ جو نقابدار کا ٹوٹا نقابدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور تلوار کا وار کیا صاحبقران نے بار بچا کر کلائی پکڑ لی نقابدار نے چاہا

کہ چھڑاؤن کشاکش جو ہوئی بند نقاب چہرے سے ہٹا صاحبقران عالیشان نے ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا بیتاب و بیقرار ہو گئے گھبرا کر بے اختیار پکار اُٹھے نظم

جب تیر نظر تا بہ جگر جائین گے لاکھون — دو چار تو کیا جی سے گذر جائین گے لاکھون
عیسی سے ترے عہد مین کچھ ہو نہ سکیگا — اک بات کے کہنے مین تو مر جائین گے لاکھون
وہ کوچۂ دلکش ہی ترا قاتلِ سفاک — گو جان سے جائین گے مگر جائین گے لاکھون
مشتاق قفس وہ ہون اگر خاک بھی ہون گا — صیاد کے گھر تک مرے پر جائین گے لاکھون
ہر اک یہان بجز فنا کے بھی بہت ہین — تلوار کے بھی گھاٹ اُتر جائین گے لاکھون

صاحبقران نے جو پکار کر یہ اشعار پڑھے نقابدار محجوب سا ہوا بند نقاب چہرے پر درست کیا اور ایک جانب گھوڑے کو بھگایا صاحبقران نقابدار کے پیچھے چلے ہر چند عمرو پکارتا ہی کہ ای آقائے نامدار آپ کہان جاتے ہین صاحبقران پلٹ کر جواب نہین دیتے فرماتے ہین جی گو یہ فرماتے ہین کہ ای یار وفادار تم بھی چلے آؤ مگر نقابدار کا مرکب بہت تیز جاتا ہی اشقرا ایسے مرکب پر صاحبقران نے کوڑہ اٹھایا یہ مرکب پرند کب کوڑہ کھاتا ہی بقول شاعر فرد راکب نے سانس لی کہ وہ کوسون روانہ تھا + تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا + اس طرح کا طرارہ بھرا کہ خواجہ عمرو تو تھک کر رہ گئے نہایت پریشان ہین کہ ای عمرو یہ کیا غضب ہوا ہاے آقائے نامدار سے چھوٹا کیا کرون نہین معلوم آقا نے کیا دیکھا کہ جو ایسے بدحواس ہو کر تعاقب مین گئے کہ پلٹ کر جواب بھی مناسب نہ دیا افسوس ہی نہین معلوم اُن پر کیا گذری شاید یہ نقابدار کوئی ساحر تھا یا شاطر تھا کہ آقائے نامدار کو لگا کرے گیا ہاے آقا نے میرا کہنا نہ سُنا خواجہ عمرو تو بصد حسرت و یاس اُسی جنگل مین مارے مارے پھر رہے ہین مگر صاحبقران نے لاکھ گھوڑا دوڑایا مگر برابر نقابدار کے نہ پہونچے نقابدار نکل گیا صاحبقران آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہوے وہ صورت زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی فرماتے ہین کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار ایک تو غریب الوطنی مین گرفتار تھے نہ مونس نہ ہمدم غم و الم پھر اُس عالم مین

یہ کیا رنگ دکھایا اشعار دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہی + کہون کچھ مُنھ سے کچھ نکلتا ہی + آفتِ تازہ سر پہ آن پڑی + کس بلا مین ہماری جان پڑی + ای باد صبا تو قاصد ہجران دیدہ ہی نامہ دار آفت کشیدہ ہی اس پیام کو سُن لے اور اُس بادشاہ حُسن سے عرض کرنا نظم ہانھ پاؤن مین درد رہتا ہی + رنگ چہرے کا زرد رہتا ہی + صبر و طاقت نے ساتھ چھوڑ دیا + تیری فرقت نے دل کو توڑ دیا + ناتوانی چڑھی ہی زور ون پہ + رنگ لاتا ہی روز خون جگر + ای صبا کہہ کے حال یہ سارا + اس غزل کو قمر کی پڑھ دینا نظم

کیا لکھون حال چاک دامان کا	تار باقی نہین گریبان کا +
بھر گئے وہ گھڑی مین سب جل تھل	وہ نگڑا تھا یہ ابر مژگان کا
نہ تڑپیو ذرا دلِ مضطر +	زخم اُٹھا لیجو تیر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونون جلنے لگین	حال لکھون جو آہِ سوزان کا
خشک ہو کر مرا تنِ لاغر	ہو عصا ابتو دستِ دربان کا
دیکھ پائے جو دستِ رنگین کو	زرد ہو رنگ شاخ مرجان کا
نار پستان کی کیا لکھون تعریف	یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا
ای قمر نقدِ جان عوض مین دون	پاؤن چھلاّ جو دست جانان کا

اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوے صاحبقران بدو اس معشوق کی یاد زیر لب فریاد کبھی آہ کرتے ہین کبھی تصویر خیالی سے فرماتے ہین کہ کیون ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان یقین ہی کہ ہمین یاد کرتی ہو کیا بے پروائی کی کہ گھوڑا بڑھا کر نکل گئین آنکھون سے مخفی ہوئین یہ نہ خیال فرمایا کہ ہمارا طالب کس حال مین ہوگا جیے گا یا مریگا کیونکر اپنی بسر کریگا صدمۂ فراق ہم سے نہین اُٹھتا اپنے پاس ہم کو بلاؤ ورنہ اسی صحرا مین جان دین گے کبھی اپنی پیشانی پر روتے ہین کہ کیون حمزہ یہ تو کس سے باتین کرتا ہی سراسر دیوانہ پن ہی یہ تو ظاہر ہوا کہ غریب الوطن ہی صاحبقران زمان کا تو یہ حال ہی کہ صحرا مین خاک اُڑا رہے ہین مگر اُس نقابدار کی یہ کیفیت ہی کہ ملکہ لالہ عذار نام دختر ملک لالان شاہ کہ بادشاہ قلعۂ لالا تیہ ہی فنون سپہ گری کو

خواب حاصل کیا ہی ایک دن لالان شاہ جو محل مین آیا بیٹی سے ذکر کیا کہ صاحبقران
بھی طلسم مین آ گئے ہر چند کہ راہ راست پر نہین آئے خلاف راہ سے تشریف لائے مگر
وہ صاحب اقبال ہین عیار اُن کا ارسطو فطرت لقمان حکمت کوئی تدبیر کریگا تا یہ
طلسم پہونچین گے ملکہ لالہ عذار نے پوچھا کہ ای والد نامدار آپ تین لاکھ فوج کے
مالک ہین خود بھی فنون سپہ گری مین طاق پہلوان آپ کے شہرۂ آفاق ہین کیون
نہین گرفتار کرلاتے لالان شاہ نے کہا کہ ای نور نظر دہ ذیو بند ادر دیوکش ہین
لاکھ دو لاکھ کی کیا حقیقت جاتے ہین صدہا دیو زاد اُن کے ہاتھ سے مارے گئے ہین
ملکہ نے پوچھا کہ اب وہ کہان ہین لالان شاہ نے کہا کہ مقرون صحرا نشین زیر
ہو کر کوہ بے ستون تک لایا ہی اُسی کے دربار مین ہین یہ کہ کے لالان شاہ نے
تصویر صاحبقران سامنے بیٹی کے پیش کی لالہ عذار تصویر صاحبقران زمان
کی دیکھ کر بیقرار ہو گئی گئی (بھی) فراق مین تڑپی وزیر زادی نے یہ صلاح دی
کہ چل کر شبخون مارئیے آپ کا جمال عابد کش وزاہد فریب ہی اگر آپ کو دیکھ لیا تو پھر
ہوش مین نہ رہین گے ملکہ نے وہی کیا کہ شبخون مار کے اپنی صورت دکھائی امیر
بیقرار ہوے اب ملکہ پلٹ کر باغ مین آئین وزیر زادی سے کہا کہ مین نے صورت
جو دکھائی صاحبقران بہت بیقرار ہوے گھوڑا بھگا کر چلے آئے وزیر زادی
نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین برائے خبر جاؤن کسی طور سے اُن سے ملون دریافت
کر کے اُن کو لاؤن ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ ای شعلہ رخسار کیا پوچھتی ہی اُن کا
بیقرار ہو کر اشعار پڑھنا دل پر چھریان چل گئین مگر حجاب نے دامن نہ چھوڑا ہر چند
چاہا کہ ٹھہرون مگر حجاب مانع ہوا مادیان بحری زیر ران تھی بھاگ کر نکل آئی وزیر زادی
نے مردانہ لباس پہنا نقاب چہرے پر ڈالی تلاش مین صاحبقران عالیشان کی
چلی صاحبقران تھک کر ایک نخل کے سائے مین بیٹھے ہین بحسرت گل ہاے
صحرا کی سیر کر رہے ہین جب پھولون پر نگاہ پڑتی ہی عارض دلدار یاد آتے ہین
سرو کو دیکھ کر قد کی رعنائی یاد آتی ہی غنچون کو دیکھ کر دہن محبوب کی مسیحائی پر خیال جاتا ہی

لیکن وزیرزادی نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین ہر مرتبہ پکارتے ہین کہ ای شہنشاہ خوبی وای گل گلزار محبوبی مقام افسوس ہی کہ تمکو ہماری بالکل یاد نہین اپنے چاہنے والے سے کوئی یون بیخبر ہوتا ہی دیکھیے تم تک کیونکر پہونچین وزیرزادی نے قریب آکر سلام کیا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک نوجوان کھڑا ہوا سلام کر رہا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای مہربان تم کون ہو کہ اس وقت مصیبت مین ہمکو سلام کرتے ہو وزیرزادی نے عرض کی کہ آپکی خیرخواہ ہون چلیے آپ کو معشوق نے بلایا ہی وہان بھی یہی کیفیت ہی صاحبقران یہ سُنکر اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ ہوے ملکہ قصر سے دیکھ رہی ہین کہ وزیرزادی صاحبقران کو لیے ہوے آتی ہی مگر صاحبقران کا عجیب حال ہی کہ دم بدم قدم بہ قدم یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے آتے ہین

نظم

ہر چشم کو دیدار ترا مدنظر ہی
اُس خال اُس ابرو کی ہمین خوب خبر ہی
موے رگِ گُل ہی کہ وہ باریک کمر ہی
بیکار بنائے نہین آنکھون کے پیالے
قالب کی طرح روح دکھائی نہین دیتی
گردش ہی اشارے سے ترے ہفت فلک کو
سونگھے جو اُسے سانپ کے سونگھے کا ہو عالم
دیدِ کمرِ یار کی مشتاق ہین آنکھین +
یہ صدمے اُٹھائے ہین جدائی مین کسی کی
شبنم کو رُلا کر وہ ہنساتا ہی گلون کو +
آفت ہی کوئی ذکر فقیرانہ ہمارا
کھول آنکھ کو اُٹھ خواب سے بیدار ہو غافل
کس گُل کے ہوا خواہون مین ہی آتش مسکین

جو گوشہ [illegible] مقصود اُسے تیری خبر ہی
یہ گوے سعادت ہی وہ چوگانِ ظفر ہی
مین ہیچمدان ہون مجھے کیا اِس کی خبر ہی
دیدار کا سائل ہو جو یارا ے نظر ہی
پنہان یہ مسافر ہی عیان گردسفر ہی
چشمک زنی انجم کی تری مدنظر ہی
اُس زلف کی بو مین سم افعی کا اثر ہی
ہستی مین تماشاے عدم مدنظر ہی
دو قطرۂ خون ہی نہ تو دل ہی نہ جگر ہی
خورشید سے بھی گرم مرا دشک قمر ہی
اک نعرۂ ہو مین دو جہان زیر و زبر ہی
حاضر پے آئینۂ خورشید سحر ہی +
کس نور کے تکّے کے لیے خاک بسر ہی

ملکہ قصر سے اُتر آئین دروازے پر آکر ٹھہرین جیسے ہی صاحبقران سامنے آئے
بے اختیار پکار اُٹھین فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ
خانہ خانۂ تست + صاحبقران نے بڑھ کر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا گویا دولت کونین
ہاتھ آگئی اب سراپاے معشوق اچھی طرح دیکھا کہ قد خوشنو سرو لب جو چہرہ آفتاب
عالمتاب عذار لاجواب ہونٹھون مین مسیحائی حُسن کی رعنائی وزیبائی خرامان خرامان
صاحبقران کو باغ مین لاکر مسند پر بٹھایا کنیزون کو اشارہ کیا جام وصراحی
موجود ہوے کنیزین آپس مین کہہ رہی ہین کہ حقیقت مین ہماری ملکۂ عالم نے عجب
معشوق دلفریب پایا کہ جسکے دیدار سے دیدۂ دل روشن ہوتے ہین دیکھو کیا صورت
زیبا ہی اور کیا طلعت جہان آرا ہی ہرچند کہ ہماری ملکہ بڑی حسین ہین مگر سامنے انکے
جمال بے مثال کے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ذرۂ بے قدر کو آفتاب سے کیا مثال رہی
صاحب جرأت و شوکت ہین ابھی صاحبقران مسند پر بیٹھے ہین اور ملکہ لالہ عذار
ٹہل رہی ہین کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی اور عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ کے والد
نامدار براے شکار گئے تھے یا تو پلٹے ہوے جاتے تھے یا اس طرف آنکلے ملکہ نے
صاحبقران سے کہا کہ آپ براے چند ساعت ہٹ جائیے صاحبقران زبان سے
فرمایا کہ سواے پروردگار کے اورکسی کا مجھے خوف نہین آتا ہی تو آنے دو ملک
لالان شاہ دروازے پر آکر گھوڑے سے کودا یقین کامل ہوا کہ لالان شاہ
اندر باغ کے آئیگا ملکہ دم بدم کہتی ہین کہ ای شہریار آپ نے بڑی گستاخی کی یقین ہی
کہ والد نامدار خفا ہون یہ اُنپر شاق ہوگا یعنی نامحرم کا قریب آکر بیٹھنا کیا عجب ہی مجھسے
بھی برہم ہون صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم تم کیون رنجیدہ ہو ملکہ لالہ عذار
نے سر جھکا کر کہا کہ صاحب مین یہ خیال کرتی ہون کہ دیکھیے والد کیا ارشاد فرمائین
صاحبقران نے فرمایا کہ اگر بسہولت آئین سر پر جگہ دون اگر کچھ تعرض کرین گے
تو سزا پائین گے مین گیا اُن سے پایہ کمی کا رکھتا ہون میرا تکیہ پروردگار پر ہی یہ
ذکر تھا کہ لالان شاہ سامنے سے آیا صاحبقران کو جو بیٹھے دیکھا پکار کر آواز دی

ادحمزہ ہمکو خبر ملی تھی کہ جد طلسم کشا طلسم مین آیا اگر تو اس باغ مین کیونکر پہونچا کیون لالہ عذار دشمن خداوند کو کیون گھر مین جگہہ دی قدرت ناراض ہونگے ملکہ لالہ عذار تو کانپنے لگین صاحبقران نے للکار کر آواز دی کہ ای لالان شاہ ہم تم کو اپنا بزرگ جانتے ہین ہم سے کسی قسم کی گستاخی نہ ہوگی لالان شاہ نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر باتوقیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر مین ہاتھ ڈالکر لالان شاہ کو اُٹھا لیا فرمایا کہ کیون لالان شاہ ہم تو تم کو بزرگ کہین اور تم نے ہاتھ تلوار کا مارا ہی شرط کہ زمین پر مارون استخوان چور چور ہون لالان شاہ ہاتھ باندھنے لگا کہا کہ ای شہریار بقراط کا حکم آیا تھا کہ صاحبقران تمھاری طرف آتے ہین اُن کو گرفتار کرکے روانہ کرو مجھے تو بڑا فخر حاصل ہوا کہ آپ میرے عزیز دار کہلائینگے صاحبقران نے ہاتھ سے رکھ دیا لالان شاہ قدمون سے لپٹ گیا امیر نے کلمہ بتایا لالان شاہ کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا گائنون نے دھوم مچائی اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے ایک نازنین سامنے مچل رہی ہی اور بتاتی جاتی ہی ہر شعر پر رنگ جماتی ہی کبھی آگے بڑھتی ہی زلف عنبرین چہرے پر لہرا رہی ہی دام کا جو نام آیا زلفون کو پھیلایا دام برائے گرفتاری مرغ روح بنایا کبھی دیوانہ پن بتاتی ہی عجب عجب طرح سے یہ غزل سُناتی ہی

نظم

باران کی طرح لطف و کرم عام کیے جا
آیا ہی جو دنیا مین تو کچھ نام کیے جا

ای نرگس خود کام ملے خاک مین کوئی
تو پیروی گردش ایام کیے جا

کاکل کا اشارہ یہی اُس رُخ سے ہی رہتا
مشتاق تو اپنے سحر و شام کیے جا

مرغ دلِ احباب خود اُڑ اُڑ کے پھنسینگے
ای زلف سیہ کشمکش دام کیے جا

رکھتا ہی اثر شوق کا اظہار بھی غافل
یار آنے ہی کا نامہ و پیغام کیے جا

عاشق کا جنازہ ہی ملا راہ مین پیارے
تو بھی تو میت کوئی دو گام کیے جا

شفتالوِ لب کو کبھی تاکا تو وہ بولے
ملنے کا نہین کچھ طمع خام کیے جا

اُلٹی ہی منت اُنکی تجھے بوسہ بھی ملیگا
آتش حرکت قابل دشنام کیے جا

صاحبقران زمان کا دماغ تر ہی لالان شاہ حالات پوچھ رہا ہی کہ یکایک محلدار
دوڑی ہوئی آئی اور عرض کی کہ باہر سے غریبوں کی آواز آرہی ہی کچھ لوگ فریاد والامان
کررہے ہین صاحبقران نے پوچھا کہ ای محلدار یہ کیسا ہنگامہ ہی محلدار
خاموش ہو رہی طرف لالان کے اشارہ کیا لالان نے عرض کی کہ ای
شہریار شعلۂ خونخوار نامے ایک پہلوان یہان رہتا ہی جب اُس نے حُسن وجمال ملکہ کا
شہرہ سُنا تو مجکو پیغام دیا کہ اپنی بیٹی میرے ساتھ منسوب کردو ورنہ لشکر کشی کرونگا
مین نے خوف سے جان کے اُس کے ساتھ نسبت قرار دی اور وعدہ کیا کہ فلان سال مین
شادی کردونگا اب وعدہ پورا ہو گیا وہ آیا اآپ کی بھی خبر سُنی ہی ملازمون کو ہمارے
قتل کر رہا ہی صاحبقران تیغۂ عقرب ٹیک کر اُٹھے پشت اشقر پر سوار ہوے لالان شاہ
پیچھے پیچھے کہتا ہوا چلا کہ ای شہریار وہ قوی تن وقوی سن ہی صاحبقران فرماتے ہین
کہ آپ ملاحظہ فرمایئے گا کہ کس طرح اُسکو سمجھاتا ہون ابھی مشکین باندھکر لاتا ہون
اگر میری قضا اُسکے ہاتھ سے ہی تو جان دونگا مگر یہ غضب سُن کر کہتا ہون کہ بندگان
خدا کو بے خطا قتل کر رہا ہی مین جا کر اُسکو جواب دون ملکہ بدحواس ہو گئین
پیچھے پیچھے حمزہ صاحبقران کے عجب حال پُر ملال سے چلین کہ دوپٹہ
سر سے ڈھلکا ہوا پانچے ہاتھ سے چھُوٹے ہوے سر کھلا ہوا آنکھون سے اشک حسرت
جاری کبھی فرماتی ہین کہ ای شہریار اُس ظالم کے مقابلے مین نہ جایئے وہ بڑا
زبردست ہی صاحبقران نے جھڑک کر فرمایا کہ ای ملکۂ عالم تم دخل نہ دو حال
کھُل جائیگا یہ کہتے ہوے باہر نکلے دیکھا کہ شعلۂ خونخوار لڑ رہا ہی جو سامنے آیا اُسے
قتل کیا تلوار سے خون ٹپک رہا ہی صاحبقران کو جو اندر سے آتے دیکھا پکار کے
آواز دی کہ کیون یا صاحبقران آپ کو کچھ خوف نہ آیا میری معشوقہ کے باغ مین
چلے آئے مین یہی خبر سُن کر آیا ہون صاحبقران نے للکار کر آواز دی کہ خبردار
ان غریبون کو کیون قتل کرتا ہی انھون نے کیا کیا ہی شعلۂ خونخوار نے ہاتھ روکا
تلوار کھینچے ہوے قریب صاحبقران کے آیا کہا کہ ای شہریار آپ بڑے بڑے لوگون سے

لڑے ہین مگر ایسے دلیر سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا امیر نے فرمایا زبان کو بند کر زبان شمشیر
سے کام لے کہ حال جرأت کھلے شعلۂ خونخوار نے خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا
مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا دوبارہ جو اُس نے وار کیا
صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا شعلۂ خونخوار لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ملکہ
لالہ عذار دروازے سے دیکھ رہی ہین دعائین مانگ رہی ہین کہ ای خالق
بے نیاز و ای رب کارساز صاحبقران زمان کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے نظم

نماید خدا طالبان لقا را — ز ہر چہرہ دیدار خود آشکارا
ہر آن بندہ کو می پرستد خدا را — بخاطر دہد دخل کی ماسوا را
مریض محبت نخواہد شفا را — تعلق بدردش نباشد دوا را
پرستار حکمش مسلمان و ہندو — غلامان درگہ یہود و نصارا
نہادند سر پیش بت بت پرستان — چو حق جلوہ بنمود از سنگ خارا
شہان را چہ تشبیہ با بندگانش — چہ نسبت بخاک درش کیمیا را
اگر بندہ چشم بصیرت کشاید — ز ہر نور بیند ظہور خدا را

پھر بکمال شعلۂ خونخوار صاحبقران سے لڑا بعد پھر پھر کے صاحبقران عالیشان
ریل کرلے دوڑے دس قدم ریل کر لائے وہان پر لا کے ہکہ مارا دونون گھٹنے اُسکے
آشنا بہ زمین ہوئے بارہ ہزار جوان جو اُسکے ساتھ ہین وہ سب زور صاحبقران
کا دیکھکر کانپ رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ یہ دیو بند اور دیو کش ہین ان سے کون
لڑ سکتا ہے وہ دیکھو صاحبقران نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا صاحبقران زمان نے
شعلۂ خونخوار کو اُٹھا لیا فوج مین اس کے غریو ہوا سب افسرون نے پکارا کہ
ای شہریار اس کی گستاخی کو معاف فرمائیے یہ آپ کے مرتبے سے واقف نہ تھا
کون آپ سے مقابلہ کر سکتا ہے صاحبقران نے سب کے کہنے سے شعلۂ خونخوار کو
چھوڑ دیا شعلۂ خونخوار قدمون سے لپٹ گیا صاحبقران نے کلمہ تعلیم کیا شعلۂ خونخوار نے
کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والے بھی مسلمان ہوے صاحبقران نے

در باغ پر شعلہ کو چھوڑ الالان شاہ کو ساتھ لے کر اندر باغ کے آئے ملکہ لالہ عذار نے تصدق اُتارا کہا کہ ای شہریار خدا نے آپ کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچایا امیر نے فرمایا کہ چندان زبردست نہین ہی فقط دیکھنے مین لحیم و شحیم ہی اب دروازے پر بطور نگہبانی حاضر ہی ای لالان شاہ مین یہ چاہتا ہون کہ اپنے کو پاس نورالدہر کے پہونچاؤن لالان شاہ نے عرض کی کہ بیچ مین ایک صحرا ہی کہ اُسکو صحراے باد انگیز کہتے ہین ہر وقت آندھی چلا کرتی ہی باد انگیز جادو وہان کی حاکم و ناظم ہی جب وہ صحرا فتح ہو سب طرف کا راستہ کھلے صاحبقران نے فرمایا کہ مقام افسوس ہی ہمارا یار وفادار ہم سے چھوٹ گیا دیکھیے کیونکر صحراے باد انگیز سے گذر ہو قصد کرین گے آئندہ خدا کے اختیار ہی صاحبقران بیٹھے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی پہلو مین لالہ عذار کے ماہ رخسار وزیرزادی بیٹھی ہی شعلۂ جوالہ نہایت کم سن شوخ و شنگ بےچین و بیقرار ملکہ نے اشارہ کیا کہ ای ماہ رخسار آج تم کچھ گاؤ ماہ رخسار نے شرما کر کہا کہ کنیز نے تو اسکو چھوڑ دیا اب آپ ملاحظہ کیا کرتی ہین کہ مہینون اتفاق نہین ہوتا صاحبقران نے بھی فرمایا کہ ای ماہ رخسار تمہارے گانے کے ہم بھی مشتاق ہین ماہ رخسار مجبور و ناچار ہو کر بیچ محفل مین آکے بیٹھی گلشن نام ایک کنیز کہ نہایت آراستہ و پیراستہ کام کرتی بھرتی تھی ماہ رخسار کے قریب آکے بیٹھی کہا کہ بی ماہ رخسار مین بایان بجاؤن اور تم گاؤ ماہ رخسار نے قبول کیا گلشن طبلہ بجانے لگی ماہ رخسار نے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

ہیبت سے مرغ روح بدن سے نکل گیا	تیر نگاہ جب کوئی سن سے نکل گیا
تکلیف ہو نہ بازوے قاتل کو اسلیے	ایک ایک استخوان مرے تن سے نکل گیا
کیا تنگ گورکن دل بیتاب سے رہے	تڑپا مین جب مزار کہن سے نکل گیا
کیا کیا نہ دود آہ نے کین سربلندیان	ایسا بڑھا کہ چرخ کہن سے نکل گیا
اے عدو رے سوز ہاتھ ابھی تک بندھے نہ تھے	شعلہ بھڑک کے تار رسن سے نکل گیا
بخشی درازدستیِ وحشت نے مخلصی	لاشہ مرا حجاب کفن سے نکل گیا

اب جائے حسن سبزۂ نوخیز ہی نمود
آب حیات چاہِ ذقن سے نکل گیا

لاشہ مرا لحد سے ہوا جا کے ہمکنار
دولھا کا اشتیاق دُلھن سے نکل گیا

مضمون آبدار نے جنبش لبون کو دی
گوہر سخن کا درج دہن سے نکل گیا

تن کاہش فراق سے مثل خیال تھا
گذرا لحد سے صاف کفن سے نکل گیا

پائی نہ قدر میرے سہی قد کے روبرو
بل راستی کا سرو چمن سے نکل گیا

اصلاح کی یہ نکہتِ گیسوے یار نے
سودا دماغ مشکِ ختن سے نکل گیا

رخ جلوہ گر ہوا شبِ زلفِ سیاہ سے
مدت کے بعد چاند گہن سے نکل گیا

یاران رنج دوست نے دین وہ اذیتین
مین منھ چھپا کے اپنے وطن سے نکل گیا

مانع ہوئی نہ کچھ سپرِ آسمان نسیم
ہر تیر آہ چرخ کہن سے نکل گیا

جب یہ اشعار ماہ رخسار نے گائے گلشن نے ایسا طبلہ بجایا کہ ماہ رخسار اُس سے بہت خوش ہوئی گلشن نے ہاتھ گلے مین ماہ رخسار کے ڈالدیے کہا کہ ای آفتاب عالمتاب آسمان خوبی و ای ماہ فلک محبوبی حقیقت مین کیا [illegible] گاتی ہو ماہ رخسار نے کہا کہ ای گلشن آج تو تو بہت گستاخ ہو گئی ہی سامنے صاحبقران تشریف رکھتے ہین اور لپٹی جاتی ہی الگ بیٹھ انسانون کی طرح بات کر گلشن نے صاحبقران کو بائین آنکھ کا تل دکھایا صاحبقران نے پہچانا کہ خواجہ عمرو آگئے خواجہ نے گلشن بنکر بے تکلفی سے ماہ رخسار کو کئی مرتبہ گلے لگایا اور خوب ستایا ملکہ لالہ عذار نے ہنس کر کہا کہ ای ماہ رخسار یہ خواجہ عمرو ہین جب تو ماہ رخسار نے ایک دوہتھڑ مارا اور کہا کہ نگوڑے دور ہو سرِ محفل مجھے ذلیل کرتا ہی خواجہ عمرو محفل سے اُٹھ کر بھاگے صاحبقران نے فرمایا کہ ای ماہ رخسار تمنے میرے عیار کو بھگا دیا ماہ رخسار نے عرض کی کہ حضور آپکے عیار نے خود میرے ساتھ گستاخی کی اور بھاگ بھی گیا مین اسکو کیا کرون مگر اب منع کر دیجیے گا کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ڈومنی بنکر بیچ محفل مین آئے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

عجب تیری ہی ای محبوب صورت
نظر سے گر گئے سب خوبصورت

صفائے قلب سے ہوتا ہی روشن
اِس آئینے کو ہی مطلوب صورت

نقاب اُلٹو رُخِ زیبا سے للہ
نہین بھاتی ہین محجوب صورت

جبین پر سے کرو چین شکن صاف
حسینون کو ہی یہ معیوب صورت

پری و حور بھی رکھتے نہ ہونگے
تمھاری شکل سے مجبوب صورت

وہ عاشق ہون مرے آگے ہو آتا
بنا کر حسن خوش اسلوب صورت

میدل صبر بیتابی سے ہوجائے
اگر دیکھین تری ایوب صورت

اُڑیگا شوق سے پیدا کریگا
کبوتر کی مرے مکتوب صورت

سر بازار تم سے جبکہ چاہے
ملائے یوسف یعقوب صورت

ہلا دین دل نہ کیونکر شعر آتش
صفا بندش ہی معنی خوبصورت

اس رنگ مین خواجہ عمرو نے یہ اشعار گائے کہ ماہ رخسار کو بھی توجہ اِنپر ہوئی لیکن ظاہر مین انکار کیا باطن مین اقرار صاحبقران نے فرمایا خواجہ صورت اصلی دکھا کر لالان شاہ و لالہ عذار سے ... دیا تب خواجہ عمرو نے صورت اصلی دکھائی صورت اصلی دیکھ کر ماہ رخسار نے کہا کہ اے شہریار یہ ساربان زادہ مجھے گھورتا ہی اسکو منع کیجے یہ جو محفل مین بیٹھے گا تو مین نہ بیٹھونگی خواجہ عمرو صحبت سے نکالے گئے ایک کنیز گلرخسار نامے تھی اُس کو بیہوش کیا اُس کی شکل بنے جب صاحبقران و لالہ عذار بارہ دری مین جانے لگے ماہ رخسار اپنی خوابگاہ کی طرف چلی راہ مین گلرخسار ملی ماہ رخسار کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ مین بھی آپ کے ساتھ چلونگی خوابگاہ مین ماہ رخسار کے آئی کہا حضور مین آپ کے پاؤن دباؤن گود مین پاؤن لے کر بیٹھے اس طرح سے پاؤن دبائے کہ ماہ رخسار سو گئی آپ بھی صورت اصلی بن کر پاس ماہ رخسار کے لیٹے اور سو گئے صبح کو باغ مین ہلڑ ہوا کہ بی ماہ رخسار یا تو انکار کرتی تھین یا خواجہ عمرو کو اپنے ساتھ لیے ہوے سو رہی ہین صاحبقران بھی بیدار ہوے لالہ عذار و دیگر کنیزین ہمراہ بالین پر خواجہ عمرو کے آئے خواجہ عمرو نے آنکھ کھول کر کہا کہ واہ حضور میان بی بی سو رہے ہین اور آپ لوگ چلے آئے ماہ رخسار کی جو آنکھ کھلی سرھانے اپنے

سب کا جماؤ دیکھا عمرو تو کود کر بھاگا ماہ رخسار پیٹنے لگی کہ اس ساربان زادے نے
مجھکو ذلیل کیا صاحبقران نے گلے سے لگایا فرمایا کہ اس ساربان زادے کا یہی طریقہ
ہی جسپر عاشق ہوتا ہی اُسکو یون ہی ذلیل کرتا ہی اور کان مین فرمایا کہ ہماری خاطر سے
خواجہ عمرو کو قبول کرو ماہ رخسار کہانے پر تو عاشق ہو ہی چکی تھی بہ ہزار مشکل
قبول کیا شب کو تو خوب جلسہ جمالالان شاہ نے اطلاع کی کہ حضور کی آرزوے
دل پوری ہوئی کہ خواجہ عمرو بھی آگئے اب مناسب ہی کہ خواجہ عمرو کو واسطے راستہ
کھولنے کے روانہ کیجیے صبح کو صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کوچ کی تیاری کرو
ہم طرف صحراے باد انگیز کے چلین گے مگر سُنا ہی کہ باد انگیز جادو بلا کی ساحرہ ہی
صبح کو لشکر تیار ہوا صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار ہوے شعلہ خونخوار
پہلوان کو منتظم لشکر کیا ملکہ کو قلعۂ لالانیہ پر چھوڑا کوچ کرکے چلے مگر باد انگیز جادو
کہ حاکم صحراے باد انگیز ہی سحر و ساحری مین بہت تیز ہی یکایک طائران سحر نے اُسکو
خبر پہونچائی کہ صاحبقران اسطرف آتے ہین محفل [illegible] بیٹھکر جو ذکر کیا صباے سحر خیز
نے کہا کہ ای مادر مہربان دریافت کر آؤن کہ صاحبقران زمان کس راستے سے آتے ہین
جاکر راستہ روک دون کوچ بندی کردون یہ کہکر روانہ ہوئی لیکن ہر طرف دیکھتی ہوئی
کوہ ہزار رنگ کہ برسر راہ واقع ہی اُس پر آکر ٹھہری صبح کا وقت تھا برسر کوہ
آکر ٹہلنے لگی درختون پر طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نسیم عنبر شمیم کا چلنا عجب لطف
دکھا رہا ہی کوہ ہزار رنگ سرسبز و شاداب ہی ہر طرف چشمہ ہاے لاجواب جاری ہین
کہ صحراسے گرد اُٹھی دیکھا کہ کچھ سپاہی اور کچھ شتر سوار اہتمام کرتے ہوے نمایان ہوے
صباے سحر خیز اہتمام سواری دیکھ کر ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئی بہ نگاہ غور دیکھنے لگی
اول سب کے ایک پہلوان کو دیکھا کہ گینڈے پر سوار اہتمام کرتا ہوا آکے پہونچا
صباے سحر خیز اُس پہلوان کو دیکھ کر حیران ہوئی کہ یہ کس جلیل کی فوج ہی کہ جسکا
مقدمۃ الجیش ایسا آیا لشکر کوہ سے کم اُترپڑا خیمے وغیرہ استاد کر رہا ہی تھوڑی دیر مین
پھر نقارے بجے دیکھا کہ وہی پہلوان براے استقبال جاتا ہی حیران ہی کہ کون آتا ہی

جسکے پینے کو یہ جاتا ہی اس حیرانی مین بیٹھی تھی کہ پھر ہرے علم ہاے زنگاری کے کھلے ہوے
نمایان ہوے گھوڑے عمدہ عمدہ پاکھرین سوتھونکی اُنپر پڑی ہوئین لشکر پہونچا بعد رسالہ دار
و کمیدانون کے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال ابرو ہلال مرکب سبزچشمی
پر سوار تمام رفقا گرد گھیرے ہوے وہی پہلوان مثل جاکران کمترین رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوے اہتمام سواری کرتا ہوا آتا ہی وہ جوان جو مرکب سبزچشمی پر سوار ہی خود زرین سر پر
زرہ داؤدی زیب جسم انور سلاح لگائے ہوے مرکب کو اُڑاتا ہوا آتا ہی آنکھ جو
لڑ گئی برچھی تھی کہ دل پر صبای سحر خیز کے پڑی تھر تھر کانپی لہرا کر گری بیہوش ہو گئی
بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوئی آنکھ جو کُھلی دیکھا کہ صاحبقران سامنے ٹہل رہے ہین
حیران ہی کہ کیونکر ملاقات کرون کیونکر پاس جاؤن صاحبقران زمان نے جو بہار صحرا
کی دیکھی خواجہ عمرو سے فرمایا کہ کنارے پر صحرا کے ایک خیمہ استاد کرو ہم اُسمین بیٹھین گے
خواجہ عمرو نے خیمہ استاد کرایا فرش وغیرہ اُس مین درست ہوا صبای سحر خیز کو ایسا
اشتیاق تھا کہ سارا دن اُسی تپسے پر کاٹا جب شام ہوئی تو دیکھا کہ ایک خیمے مین امیر
داخل ہین اور خواجہ عمرو روبرو بصد خوبی یہ اشعار نی مین نئے طور سے بجا رہے ہین نظم

یقین کو اپنے عاشق نے ہمیشہ بے خلل پایا — تصور جب ہوا صادق تجھے زیر بغل پایا
مقام ناز کیا ہی سینۂ عاشق مین آنے سے — جناب عشق نے ٹوٹا ہوا ہی یہ محل پایا
فراغت کب میسر آئی روحون کی کشاکش سے — نہین خالی مشقت سے کبھی دستِ اجل پایا
نہ غم ہی رنج اُٹھانے کا نہ کھٹکا ہی جگانے کا — نہایت بے تردد آنکھ نے خواب اجل پایا
دم طفلی سے جانین سیکڑون قربان ہوتی ہین — تمہارے مردم دیدہ کو بیمار ازل پایا
اسی کی مہربانی سے یہ تکلیفین اُٹھاتے ہین — دلِ مضطر کو ہمنے دشمن زیر بغل پایا
پسندِ طبع ہوتا ہی جو معشوقون کو مرجانا — ہمیشہ روح کو عاشق کی مشتاقِ اجل پایا
حقیقت مین پسند طبع صانع بے لباسی تھی — کہ جان نے تن کو تن نے جان کو عریان ازل پایا
مقرر صحبت ناجنس سے توقیر گھٹتی ہی + — ملے جب نقرہ و مس رتبۂ سیم دغل پایا
خدا کی راہ مین مرنا حیاتِ جاودانی ہی — فنا ہو کر بقا کے لطف کو نعم البدل پایا

نہین خالی رہیگا کوئی آسیب زمانہ سے
اکہی روز سو جائے یون ہی وہ فتنۂ عالم
نسیم اطراف مضمون کسقدر سرسبز ہین دیکھو

کسی کو آج حاصل ہی کسی نے رہ کے کل پایا
مزا بوسون کا ہمنے آج بے رد و بدل پایا
زمین شعر مین جس روز سے ہمنے عمل پایا

ملکہ نے جو یہ گانا سُنا بیقرار ہو گئین پہاڑ سے اُترین طرف اُسی خیمے کے چلین جب دروازے پر پہونچین دروازے پر خیمے کے چوبدارون کو کھڑے دیکھا اُن سے کہا کہ جا کر عرض کرو کہ دروازے پر ایک مشتاق حاضر ہی اگر حکم ہو تو باریاب ہو صاحبقران کو خبر پہونچی صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ جا کر دیکھو تو کون صاحب ہین خواجہ باہر آئے دیکھا کہ ایک مہ جبین زرین پوش دروازے پر کھڑی ہی مگر رنگ چہرے کا متغیر اُس نے خواجہ سے کہا کہ میری طرف سے صاحبقران کو آداب و تسلیمات عرض کیجیے اور عرض کیجیے کہ ہم مشتاق قدمبوسی ہین امیدوار ہین کہ زیارت سے مشرف ہون خواجہ نے نام پوچھا کہا کہ نام میرا صبائے سحر خیز ہی دختر باد انگیز خواجہ شگفتہ ہو گئے آکے صاحبقران سے عرض کی صاحبقران نے اُسے بُلایا جمال جہان آرا دیکھ کر نہایت پسند فرمایا ہاتھ پکڑ کے بٹھا لیا پوچھا کہ کیون ملکہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی کہ جاہ و جلال حضور کا سُنا زیارت کی مشتاق ہوئی اور یہ بھی خبر پائی کہ آپ کو منظور ہی صحرائے باد انگیز کو فتح کرین مین اسکی کیفیت عرض کرونگی صاحبقران زمان نے تخلیہ کیا صرف خواجہ و ملکہ و صاحبقران رہ گئے خواجہ عمرو گا رہے ہین اور بتا رہے ہین ملکہ تعریفین کرتی جاتی ہین کہ خواجہ اس فن مین تمہارا مثل نہین خواجہ عمرو نے کہنے سے ملکہ کے یہ اشعار عاشقانہ نئے طور سے بجائے نظم

شوخیون نے تری کچھ کام نکلنے نہ دیا
مدتون ضبط نے اشک آنکھ سے ڈھلنے نہ دیا
لاکھ احسان جنازے پہ گرانباری کے
کچھ نہ معلوم ہوا خواب مین دیکھا کسکو
اشک سے شمع کے پروانے کو شکوہ ہی یہی

رنگ حیرت سے زمانے کو بدلنے نہ دیا
پھر جو نظرون سے گرایا تو سنبھلنے نہ دیا
دو قدم کوچۂ محبوب سے چلنے نہ دیا
نیند کمبخت نے آنکھون ہی کو ملنے نہ دیا
کیون لگی میری بجھائی ابھی جلنے نہ دیا

دل مین جو کچھ تھا وہ کہہ ڈالتے مستِ مئے عشق / آگیا ہوش ذرا خم کو اُبلنے نہ دیا
کبک وطاؤس مین تلوار مقرر چلتی / ناز کی نے اُسے گلشن مین ٹہلنے نہ دیا
آہ تک کر نہ سکے محفلِ جانان مین فلک / یہ بھی حسرت تھی کوئی جسکو نکلنے نہ دیا
تھی جدھر بزم مین آنکھ اُسکی اُدھر سے نہ پھری / بخت نے گردشِ ساغر کو بدلنے نہ دیا
مل گئے خاک مین ہر چند اُٹھے اُٹھ نہ سکے / تیری ٹھوکر نے قیامت کو سنبھلنے نہ دیا
بام پر آئے تھے وہ ہم بھی وہین ہوتے جلا / رہ گئی کیون تپشِ شوق اُچھلنے نہ دیا

عین گرمی صحبت مین خواجہ عمرو نے دو تین جام صاحبقران کو پلائے اور دو ایک ملکہ کو بھی پلائے نشے کا جوش صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند تھی جب خواجہ نے دیکھا کہ اب صاحبقران بہت بیقرار ہین ہر مرتبہ جمال محبوب دیکھ کر ہنستے ہین ملکہ بھی صاحبقران کو دیکھ کر مسکراتی ہین خواجہ عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا اپنی تئین گرا دیا خراٹے کی صدا بلند کی ہر چند کہ جاگ رہے ہین مگر اپنے کو سوتے مین ڈالدیا پکار کر ایک خدمتگار سے کہا کہ خبردار کوئی آنے نہ پائے جب بالکل تخلیہ ہوا تو عاشق و معشوق دونون پلنگ پر آئے چونکہ نشے کا جوش تھا صاحبقران نے آرام فرمایا وہ معشوق خوشخو بھی سو گئی مگر باد انگیز جادو اپنے دربار مین بیٹھی ہی کنیزون سے پوچھا کہ آج ملکہ صباے سحر خیز نہین آئی صبح کو کہہ گئی تھی کہ لشکر حمزہ دیکھنے جاتی ہون کچھ مجھ سے آکر خبر نہین کہی کنیزون نے عرض کی کہ جس وقت سے تشریف لے گئین پھر پلٹ کر نہین آئین شاید اپنے باغ مین ہون یہ سُن کر باد انگیز جادو تخت پر سوار ہو کے چلی دل آرام وزیر زادی کو ساتھ لیا باغ پر ملکہ کے آئی دیکھا کہ باغ مین سناٹا ہی چند کنیزین جو وہان موجود تھین اُن سے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین اُنھون نے جوابدیا کہ کل غضب سے جو گئی ہین پلٹ کر نہین آئین باد انگیز کو کھٹکا ہوا کہا کہ کیون ای دل آرام مجھے خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو حمزہ کے جمال بے مثال کو دیکھ لے تو خرابی ہو اس لیے کہ ان مسلمانون کا جمال دلفریب ہی کیا ان کے دام سے کوئی نکل سکتا ہی دل آرام نے کہا کہ واری چل کر تلاش کیجیے میرا بھی دل دھڑکتا ہی اکثر شاہزادیان اس فریب مین پھنسین یہانتک

کہ طلسم ہفت پیکر ایسے طلسم کو معشوقان طناز نے فتح کرایا خدائی کو ہفت پیکر کی مٹایا
اُسکے بعد یہان کا معاملہ شروع ہوا قدرت نے کیسی کیسی کد کی شاہزادیان
قصر عشرت کی جاکر عاشق ہوئین قصر عشرت مین سوائے خداوند کے اور کسی کو دخل
نہ تھا لشکر دیکھنے کے حیلے سے گئین وہان جاکر پھنسین یہ بھی یقین تھا کہ بغیر فتح طلسم
نجات نہ ملیگی وہ ہی کیا کہ طلسم کو برباد کرایا چل کر ضرور تلاش کیجیے ابھی روز اول
ہی ذراسی تاکید مین مطلب نکل آئے گا باد انگیز جادو تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی اول
اُسی پہاڑ پر آئی دیکھا کہ صحرا مین سناٹا ہی اور ایک لشکر اُترا ہوا ہی ایک طرف
ایک خیمہ زربفتی استادہ ہی اور ایک جوان آفتاب مثال و خورشید جمال چھپر کھٹ
پر سو رہا ہی اور پہلو مین صبائے سحر خیز غافل پڑی سو رہی ہی باد انگیز جادو جلگی
وزیرزادی سے کہا کہ دیکھ یہ انجام ہوا پاس پڑی سو رہی ہی کوئی کنیز وغیرہ
ساتھ نہین ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہان آئی جمال حمزہ دیکھ کر مائل ہوئی
صحبت مین آنا کتنی بڑی بات تھی پہونچ گئی یہ کہ کر وزیرزادی کو اشارہ کیا کہ
ہٹ کر کھڑی ہو مین اس گیسو بریدہ کو لاتی ہون ہائے افسوس کن کن جادوگرون
نے خواہش کی مگر یہ پہلوے مسلمان مین جاکر بیٹھی یہ کہ کر تڑپ کر گری گرتے ہی
صبائے سحر خیز کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا صبائے سحر خیز نے چلا کر آواز دی کہ ای
شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی صاحبقران نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ ایک ساحرہ
نے اُس معشوقہ کو گرفتار کیا ہی چاہتی ہی کہ لے جائے صاحبقران اپنے مقام سے
اُٹھے چاہا کہ اُسے پکڑ لون مگر وہ ساحرہ ملکہ کو لے کر اُڑی ملکہ نے بیقرار ہو کے
آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز اب آپسے رخصت ہوتی ہی ملک عدم مین اگر خدا
چاہیگا تو ملاقات ہوگی اب یہ زندہ نہ چھوڑیگی نظم

بسکہ ہون محوِ تصور شاہدِ مستور کا	دل مین عالم ہو مرے فانوس شمع طور کا
مختصر تھا اسقدر لاشہ ترے رنجور کا	گنبد مدفن نظر آتا ہی بیضہ مور کا
میری ہستی اک صدا تھی جو نہ آئی کان تک	شور نہان ہون سو وہ بھی خندہ ہائے دور کا

مر گئے لیکن ہوا اسے شوق ہی جیکی ہوئی
کیا تر الطف خود نشی ہی طبیعت کو پسند
کھینچ لائی اُن کو ناثیر دعا آغوش مین
ترک لذت شرط ہی آرام ہستی کے لیے
تلخ طینت کے لیے شیرین زبانی ہی ضرر
سوز پنہان نے جلا کر مجکو ٹھنڈا کر دیا
گھر بنائے اسقدر کثرت سے رنج و یاس نے
ہیبت فریاد سے میری نکل سکتا نہین
مصرع ناسخ پسند طبع والا ہی نسیم

دوڑتا ہی ہر طرف شعلہ چراغ گور کا
ہم نشان تک بھی نہین رکھتے دہان گور کا
شکر بھوے عیش سے خون رہگیا مزدور کا
سر کچلوا تی ہی حرص قند ہر زنبور کا
دیکھتے ہین شہد سے لبریز منھ زنبور کا
آتش غم نے اثر پیدا کیا ہی نور کا +
دل مرے سینے مین چھتا ہو گیا زنبور کا
صور مین پوشیدہ ہی نالہ دہانِ صور کا
ماہ ہی اک خال رخسار شب دیجور کا +

صاحبقران زمان نے فرمایا کہ خواجہ گھوڑا لاؤ گھوڑا تیار ہو کر آیا جب صاحبقران سوار ہونے لگے تو خواجہ عمرو نے دوڑ کر دامن پکڑ ا کہا کہ آقا آپ تشریف رکھین مین ملکہ کو لاتا ہون صاحبقران کو سمجھا کر بٹھایا آپ باہنلاے عیاری لگا کے چلے باد انگیز جادو ملکہ کو لے کر قلعے مین آئی ایک برج مین بٹھا دیا صیقل جادو کہ منتظم کارخانہ شاہی ہی اُس کو بعہدۂ نگہبانی مقرر کیا اور آپ آکر حیران بیٹھی کنیزون سے کہتی ہی کہ کیون صاحبو بتاؤ اب کیا ہو گا ایسا نہ ہو کہ اس کے منگیتر کو خبر ہو جائے تو وہ قیامت برپا کریگا بلاے روزگار ہی پھر سب سے کہتی ہی کہ اس بدنصیب کو جا کر سمجھاؤ کہ عشق سے ہاتھ اُٹھائے جو کنیز سمجھانے جاتی ہی ملکہ کو مبہوت پاتی ہی جواب ملتا ہی کہ صاحبو مجھ کو نہ سمجھاؤ میرے پاس نہ آؤ مین اپنے ہوش مین نہین ہون میرا تو یہ حال ہی نظم

اُس اَن مِلے سے آج تو کچھ ہمسے میل ہی
یین بوسہ اُن لبونکا جنھین چومتا ہی غیر
طول امل سے ہوتی ہی نشو و نما کسے
آنکھین کسی کے جلوہ سے روشن خدا نے کین

تقدیر کے تماشے ہین قدرت کا کھیل ہی
دیتے ہو وہ شراب ہمین جس مین میل ہی
چڑھتی نہین منڈھے جو کبھی یہ وہ بیل ہی
گھی کے چراغ جلتے ہین کب انمین تیل ہی

چاہیے جو عشق کیون نہ ہو پانی ایک ہو — کیا خون دلمین آنکھ کے آنسو کا میل ہی
فرقت مین اپنی دل لگیان ہین نئی نئی — رونا بھی اک ہنسی ہی تڑپنا بھی کھیل ہی
آنکھون مین کٹ رہی ہی شب ہجر یار آج — میرے چراغ خانہ مین کیا تل کا تیل ہی
بوچھار ہم پہ سنگ حوادث کی ہی جلال — چرخ خمیدہ پشت نہین ہی غلیل ہی

کنیزین پاس باد انگیز کے آتی ہین کہتی ہین کہ حضور وہ اپنے ہوش مین نہین ہی کسکو سمجھائین وہ نہین مانتی باد انگیز کہہ رہی ہی کہ جاکر اطلاع کرد اگر نہ مانے گی اور عشق سے ہاتھ نہ اُٹھائیگی تو مین تجکو قتل کردنگی ملکہ جواب دیتی ہین کہ جلد مجھ کو قتل کر میری بھی یہی آرزو ہی کہ اُن کے نام نامی پر نثار ہوجاؤن یقین ہی کہ جب اُن کو خبر پہونچے تو مزار غریبان پر آئین شاید فاتحہ پڑھین روح کو شاد کرین کسی وقت بھولے ہوؤن کو یاد کرین مجکو بڑی یہی ہوس ہی یقین ہی کہ ہوس دل پوری ہو باد انگیز کہتی ہی کہ صاحب اس کو سودا ہوگیا ہی یہ تو اپنے آپ مین نہین ہی مگر خواجہ عمرو جو چلے تھے سامنے قلعے کے آکر ہو۔ دیکھا کہ بالائے قلعہ ہنگامہ ہی ایک فقیر بنکر در قلعہ پر آئے سپاہی بیٹھا تھا کہا کہ جاؤ اب ہماری نوکری ہی وہ سپاہی گیا آپ اُس مونڈھے پر بیٹھے دیکھا کہ ڈیوڑھی پر چراغ جل رہا ہی ایک کنیز اندر سے آتی ہی اُنگلی سے بتی اُکساتی ہی دوبارہ جو آئی ایک قورمے کی بوٹی روٹی پر رکھ کر لائی کہا کہ لو سپاہی یہ کھالو خواجہ نے دوڑ کر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ کیون صاحب آج شام سے ہماری خبر نہین لی کنیز غمزے کرنے لگی خواجہ چھیڑ چھاڑ کرنے لگے وہ بہت جھلائی اور خفا ہوئی کہا کہ او نالائق تو مجکو کیون چھیڑتا ہی ملکہ سے کہدونگی اسی مقدمے مین آفت برپا ہوچکی ہی ہنگامہ ہو رہا ہی مگر وہ مبہوت عشق خاموش بیٹھی ہی کسی سے کلام نہین کرتی آنکھون سے آنسو جاری ہین دیکھیے کیا انجام ہو خواجہ نے باتون مین لگا کر اُس کنیز کو بیہوش کیا اور اُس کی شکل بنکر اندر آئے ساتھ والیون سے پوچھا کہ صبائے سحر خیز کہان ہی کنیزون نے پتہ دیا کہ صیقل جادو کی نگہبانی مین ہی خواجہ اُسی طرف چلے سٹر پٹر کرتے ہوے کوٹھے پر آئے صیقل نے پکارا کہ ای

ریحانہ ادھر ہوتی جا خواجہ قریب صیقل کے پہونچے صیقل نے کہا کہ ای ریحانہ ہم نے
عرصے سے پان نہین کھایا ایک گلوری کھلاؤ منھ خشک ہو رہا ہی خواجہ نے ایک
پان نکال کر صیقل کو دیا کہا کہ بوا صیقل یہ پان کھاؤ ایک ایک پان اور کنیزون
کو بھی دیا اب تو سب کنیزین اُٹھین کہتی ہوئین کہ بوا ریحانہ ایک گلوری ہمکو بھی دو
خواجہ نے سب کو گلوریان کھلائین صیقل چھینک مار کر بیہوش ہوئی سب ساتھ والیان
اُٹھین جو اُٹھی وہ گر کر بیہوش ہوئی جب سب بیہوش ہو چکین تو خواجہ عمرو جلدی سے
قریب صبائے سحر خیز کے آئے کہا کہ ای ملکۂ عالم منم خواجہ عمرو دیکھو تھوڑے
ہی عرصے مین سب کو بیہوش کیا ملکہ سے کہا کہ چلو ملکہ نے کہا خواجہ مین کیونکر چلون خواجہ نے
عطر بیہوشی سُنگھا کر پشتارہ باندھا اب حیران ہین کہ باہر کیونکر نکلون حسبت وخیز
کرتے ہوے چلے چند ڈیوڑھیان طی کین قلعے سے نکلے میدان پکڑا آدھ کوس
راستہ طی کیا تھا کہ گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار
ساحران غدار اسباب سحر لیے ہوے پیدا ہوے عمرو نے جو ان سب کو
آتے ہوے دیکھا چاہا کہ کسی مقام پر چھپ جاؤن مگر اُس ساحر نے دور سے
دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی پکار کر آواز دی کہ میان جانے والے
ٹھہر جاؤ خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا ایک جانب چلے اُس ساحر نے ساتھ والون سے
کہا کہ اس کو گرفتار کرو جب ساحر چلے تو عمرو بھاگا کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرے
خیال مین گذرا کہ ملکہ کو ہوشیار کر دون ایک گوشے مین لا کر پانی کا چھینٹا دیا ملکہ
نے آنکھ کھول کر پوچھا کہ کیون خواجہ خیر تو ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ مین قلعے سے تم کو
نکال لایا ایک ساحر اس وضع کا گینڈے پر سوار مجکو پکار رہا ہی صبا نے کہا کہ اسی
بے حیا کے ساتھ میری نسبت قرار پائی ہی اور پلٹ کر دیکھا کہ سب سوار و پیدل اسی
طرف چلے آتے ہین بس ملکہ نے چند سنگریزے اُٹھائے اور اُن ساحرون پر پھینک مارے
چالیس پچاس ساحر مارے گئے اب تو سب پیچھے ہٹے ملکہ تڑپ تڑپ کے گرانے لگین
اشفاق جادو کہ سب کا افسر ہی اسنے جو ملکہ کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی

ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مجکو نہین پہچانا مین تو ایک ادنے تابعدار ہون میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی نظم

آسمان مرکے تو راحت ہو کہین تھوڑی سی — پاؤن پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی
خود بخود دیکھ دل شیدا کو ہی اندوہ وملال — کس جبین کے سبب درکار ہی چین تھوڑی سی
کونسا گل نہین گلزار جہان مین مغرور — کسکے چہرے پہ نہین ہی یان چین جبین تھوڑی سی
عفو ہو جائینگے ہرچند کہ لاکھون ہون گناہ — یہ عطا ہی تری رحمت کے قرین تھوڑی سی
چار دن اپنے محبون سے محبت کرتے — لذت عشق بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی
ای جنون تنگ نہو وسعت کونین کو دیکھ — یہین تھوڑی سی جگہ ہی نہ وہین تھوڑی سی
توبہ کرنا ہی گناہون سے تو کرتے غافل — ورنہ فرصت ہی دم بازپسین تھوڑی سی
مدت العمر ہی اک چشم زدن کا وقفہ — کرلین ہو حق یہ خرابات نشین تھوڑی سی
فکر رنگین سے لگا اسمین بھی اک باغ آتش — ربع مسکون سے الگ ہی یہ زمین تھوڑی سی

ملکہ یہ آوازین سنکر گھبرا کر لڑ رہی ہین اشتفاق جادو نے انہیں ساحرون کو اشارہ کیا کہ اسکو چہار طرف سے گھیر لو سب نے چہار جانب سے ملکہ کو گھیرا سحر چل رہے ہین قین بین کی آواز آتی ہی فضائے کارزار انفصال جادو چار ہزار ساحرون کا افسر غول سے نمتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم اب مین سحر کرتا ہون تمہارے قتل کا حکم آگیا کیا تمکو اب مین زندہ چھوڑونگا یہ کہکر سحر کیا گولہ آہن کا پھینکا ملکہ نے برق چمکائی گولہ کٹ کر زمین پر گرا پکار کر آواز دی کہ ای شور انگیز لینا یہ جانے نہ پائے ملکہ نے سحر اُس کا مٹایا جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا آگ برسنے لگی وہ آگ کو کب مانتا ہی اُسنے پانی برسایا آگ کو مٹایا چند سحر آپس مین رد و بدل کے ہوئے تھے کہ عمرو نے حقہ ہائے آتشبازی مارے حقہ ہائے آتشبازی جو پھٹے ساحر جابجا جلے ملکہ نے کان سے بجلی اُتاری اُسپر کچھ اسم سحر پڑھ کر اُس ساحر پر پھینک ماری ایک برق گری کئی سو ساحرون کے سر اُڑ گئے یکایک دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی آواز آئی کہ باشید ای کافران بے حیا وای نابکاران پردغا نعرہ صاحبقران

منم سرکن لشکر کافران	بہ بیشم نگون شد سر کافران	منم رہبر راہ دین خدا
امیر عرب قاتل اشقیا	منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون زبیشم فراری شدہ	وعفریت از تیغم عاری شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف	ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

مارکران جادوگرون کو مٹادونگا گیا ان مین سے کوئی زندہ بچیگا صاحبقران زمان لڑتے ہوے طرف افسر کلان کے چلے ملکہ نے بھی سحر کی بوچھار کی خواجہ نے حقہ ہاے آتشبازی مارے اب ساحر گھبرائے چاہتے ہین بھاگ جائین لیکن یہ تین کس بلاے روزگار ہین صاحبقران جنگ رستمانہ کر رہے ہین اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین ہرکارون نے یہ خبر بادانگیز کو پہونچائی کہ ای ملکۂ عالم غضب ہوا راہ مین ملکہ گھر گئین داماد آپ کا خبر سن کر آیا اُسنے عمرو کو روکا مگر عین وقت پر صاحبقران بھی آگئے اب جنگ ہو رہی ہی بادانگیز نے کل فوج کو حکم دیا کہ سب تیار ہون تھوڑے عرصے مین سب تیار ہوے ایک تخت پر سوار ہوئی نوبت ونقارے بجاتی ہوئی چلی اُس وقت پہونچی دیکھا کہ ملکہ صبا سحر خیز نے قیامت برپا کر دی ہی اور امیر چاہتے ہین کہ ملکہ کو لیکر نکل جاؤن ہزارہا ساحرون کے لاشے پھڑک رہے ہین اسنے بھی اپنے ساحرون کو اشارہ کیا کہ صاحبو تم لوگ چار طرف سے گھیر لو اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرو مین سزادونگی سر بازار قتل کرونگی کہ دیکھنے والون کو عبرت ہو بادانگیز نے آکر گھیرا ڈالا ملکہ نے جو مان کو دیکھا گھبرا گئی دعائین مانگنے لگی یکایک پکار اُٹھی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر میرے وارث کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاے نظم

بہ بخش ای مرد حق بہر خدا گنج	کہ یابی در عوض بے انتہا گنج
بہ محتاجان بدہ مالے کہ داری	کہ در عقبیٰ بکار آید ترا گنج
سخاوت کن سخاوت کن سخاوت	کنی اندر زمین مدفون چرا گنج
بدہ خود ورنہ باصد حسرت و رنج	بگیرند از تو وقت انتہا گنج

چو حاتم در سخاوت نامور باش	بدنیا گر ترا بخشد خدا گنج
زحق گنجینۂ عرفان طلب کن	کہ از ہر گنج ہست این بے بہا گنج

خواجہ عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ بلوے مین گھری ہوئی گھبرا رہی ہی ساحرون نے قصد کیا ہی کہ گھیر کر گرفتار کرین خواجہ نے دو ایک حقے آتشبازی کے مارے کہ آگ برسادی کئی سو ساحر جل کر خاک ہوے عمرو لڑتا ہوا قریب ملکہ کے آیا جال مار کے ملکہ کو زنبیل مین رکھ لیا ایک ساحر نے سحر کیا کہ عمرو بیقرار ہو گیا بیقرار ہو کر پکارا کہ ای آقاے نامدار میرے قریب آکر اسم اعظم پڑھیے امیر نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم پڑھا عمرو کے جسم مین طاقت آئی صاحبقران سے اشارہ کیا کہ اب لڑتے بھڑتے نکل چلیے مین نے ملکہ کو زنبیل مین رکھ لیا عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے مرکب کو مہمیز کر کے چلے جس غول پر پہونچے اُس غول کو منتشر کر دیا بڑے بڑے جادوگر مارے گئے صاحبقران اُن سب کے غول سے نکلے ساحرون نے چاہا کہ پیچھا کرین عمرو نے چند حقے آتشبازی کے مارے کہ ساحر پیچھے ہٹے صاحبقران و عمرو لڑتے بھڑتے اپنے مقام پر پہونچے مگر مشتاق جادو پاس بادانگیز کے آیا کہا کہ کیون مادر مہربان یہ کیا ہوا بادانگیز نے کہا کہ ای نور نظر یہ ظالم لشکر صاحبقران دیکھنے گئی تھی وہان جا کر آفت مین پھنسی مین جا کر گرفتار کرلائی تھی عمرو نے آکر عیاری کی رہا کر کے لے گیا مین نے بڑی کد وکاوش کی مگر کچھ نہ ہو سکا مشتاق نے کہا کہ مین مقابلۂ صاحبقران مین جاتا ہون یہ سُنکر بادانگیز نے کہا کہ تم چلو مین بھی آتی ہون صاحبقران لشکر مین آکر پہونچے تلوار کا خون پاک کیا مُنھ ہاتھ دھو کے بیٹھے تھے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار مشتاق جادو منگیتر ملکہ کا ہی براے مقابلۂ حضور آیا ہی صاحبقران نے فرمایا آنے دو اگر مقابلہ کریگا ہم موجود ہین مشتاق جادو نے اُترتے ہی طبل جنگی بجوایا یہ خبر امیر کو پہونچی امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون

لشکر میدان مین آئے مشتاق نے آکر صفین باندھین ساتھ والون کو جنگ کی ترغیب دے رہا ہی کہ یارو نہ گھبراؤ ایک سحر مین قیامت برپا کرونگا میرے سحر کی کون برداشت کر سکیگا یہ مغرور ایسی باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی۔ مشتاق نے دیکھا کہ آگے آگے صاحبقران عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر لشکر اس کروفر سے آکر پہونچے صفین آراستہ ہوئین مشتاق جادو نے بھی آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے مین گینڈا صف سے نکالتا ہون صاحبقران نے مرکب بڑھایا سامنے پہونچے مشتاق نے نیزہ مارا اگرا اسماے سحر پڑھتا جاتا ہی صاحبقران اسم اعظم الٰہی پڑھ رہے ہین نیزہ چل رہا ہی نقیب اشعار عبرت آثار پڑھ رہے ہین ہر طرف سے آوازین آتی ہین نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
اس چمن کی ہواے [illegible] دی
خاک جب ہو گئے قدِ رعنا +
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ
جب مٹے میکشان محفلِ درد +
جب ہوے خاک صاحبِ کاکل
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
گُل ہوا جب چراغ عارض یار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن
عندلیبون کے ہین یہی الحان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
دیکھ کر بے ثباتی عالم +

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان دش
آتشین زن چراغ عقل پہ ہی
تب ہوا سرد خوشنما پیدا
تب ہوا لالہ زیب محفلِ باغ
جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد
تب نظر آیا گیسوِ سنبل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
تب گلستان مین گُل ہوا اظہار
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
غافلو کل من علیہا فان
باغ مین آبشار روتے ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
اسی اندوہ مین کرد جو قیاس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر

خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
گُلِ سوسن کا ہی کبود لباس
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار عبرت آمیز سُن کر کڑک کڑک کر لڑ رہے ہین صاحبقران نے نیزہ اُسکا نکالا اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تلوار کا مارا مشتاق کے دو ٹکڑے ہوے مار کر اُسکو فوج پر جا پڑے ادھر سے لشکر صاحبقران پہونچا مگر باد انگیز جادو نے جب دیکھا کہ مشتاق لڑتے گیا تو یہ ہوا پہ ٹھہر رہی تھی دور سے دیکھا صبائے سحر خیز ایک کرسی پر بیٹھی تماشا دیکھ رہی ہی کڑک کر گری صبا کو اُٹھا لے گئی لشکر مین ہلڑ ہوا کہ صبائے سحر خیز کو کوئی لیے جاتا ہی صاحبقران نے جو یہ خبر سُنی کہ صبا کو کوئی اُٹھا لے گیا فرمایا کہ خواجہ بڑھ کر خبر تو لو یہ کیا معرکہ ہوا خواجہ عمرو بدحواس ہو کر دوڑے مگر باد انگیز ملکہ کو لیے ہوئے بالائے قلعہ آئی ماہ رخسار وزیر زادی نے کہ کئی دن سے پڑی ہوئی تھی آب و دانہ غم مین ملکہ کے ترک تھا خبر جو سُنی کہ ملکہ گرفتار ہو کر آئین فرش خاک سے اُٹھی دوڑی پاس باد انگیز کے آئی کہا کہ بی بی یہ کیا غضب ہی نسبت جس سے تھی وہ تو مارا گیا اب کہین اسکی شادی کرو گی کہ عمر بھر بٹھا رکھو گی یہ جو بدنامی مشہور ہو گی تو پھر کون اسکے ساتھ شادی کریگا مین سمجھائے دیتی ہون یہ تمھاری بدگمانی ہی ملکہ فقط سیر دیکھنے گئی تھین گانا سُن کر بیٹھ گئین نیند آئی سو گئین صاحبقران سے کوئی واسطہ نہین ہی آپکے کہنے سے انکو بھی ضد ہو گئی ورنہ ان کو مرد کے نام سے نفرت ہی بدنامی نہ بڑھایئے ورنہ مشہور ہو جائے گا کہ دختر باد انگیز صاحبقران پر عاشق ہوئی کوئی ساحر نہ پوچھیگا اس ہنگامے کو موقوف کر کے بیٹی کی شادی کیجیے اسطرح ماہ رخسار نے سمجھایا بجھایا کہ باد انگیز کے خیال مین آیا سچ کہتی ہی تیرا نام بڑا ہی تمام دنیا مین خبر پہونچ جائیگی اگر بیٹی کی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی ملکہ نے ماہ رخسار کی طرف دیکھا

ماہ رخسار نے اشارہ کیا کہ چند ساعت ٹھہر جائیے جب باد انگیز ہٹ جائین تب یہانسے
نکل چلیے یہ کہکے ماہ رخسار نے باد انگیز سے کہا کہ اب آپ کنارے ہٹ چلیے وہ
کنیزون مین بیٹھی ہین ذرا شگفتہ ہونے دیجیے باد انگیز ہٹ آئی ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین
آسمان پر آکر ماش کے دانے پھینکنے گئی ہزار ساحر جلے آگ برس رہی ہی باد انگیز نے جو دیکھا
کہ صبائے سحر خیز آسمان پر پہونچ گئی ہی اور وہان سے سحر کر رہی ہی ساحرون کو
اشارہ کیا کہ ارے اسکو گرفتار کرو ماہ رخسار نے بڑا فقرہ کیا سب ساحرون نے
جو سحر کی بوچھار کی ملکہ آسمان سے زمین پر گری باد انگیز نے قریب آکر خاک قبر جمشید
اُڑا دی ملکہ بیہوش ہوگئین دلالہ جادو دایہ کو دیا کہ اسے جنگل مین لے جا کر قتل کرو
دلالہ ملکہ کو لے کر جنگل مین آئی چاہا کہ قتل کرون خواجہ جو تعاقب مین چلے تھے دور سے
دیکھا کہ ایک ساحرہ صبا کو قتل کیا چاہتی ہی فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک
ساحر کی شکل بنے پکار کر آواز دی کہ خبردار اسکو قتل نہ کرنا یہ کہکر قریب آئے کہا ارے
تو کون ہی جو اسکو قتل کرتی ہی [illegible] خداوند نے کیا لکھا ہی یہ کہکر کاغذ ہاتھ مین دیا
دلالہ نے جو کاغذ کھولا بیہوشی اُڑی دلالہ بیہوش ہو کر گری خواجہ عمرو نے خنجر مارا
شکم چاک قصہ پاک ہوا باد انگیز جو سامنے قلعہ کے کھڑی تھی یکایک آواز کان مین آئی
کہ کشتی مرا نام من دلالہ جادو بود اور دیکھا کہ صبائے سحر خیز بلند ہو کر آسمان پر آئی
ماش کے دانے پھینک رہی ہی باد انگیز نے سحر کیا صبائے سحر خیز زمین پر آئی
آپس مین مان بیٹی کے سحر ہونے لگا لکہائے ابر آسمان پر آرہے ہین آگ اور پانی
برس رہا ہی لشکر والے جلے جاتے ہین کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی نعرہ امیر

یکے تیغ صمصام و قمقام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرد	بحکم خدا بستہ شمشیر چار بن کافران از جہان پاک کرد	امیر عرب ضیغم روزگار یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام

تلوار کھینچ کر آگرے صبائے سحر خیز کے سحر کو اور زیادہ زور ہوا صاحبقران لڑ رہے ہین
شعلہ جادو شوہر باد انگیز کا کہ خدمت خداوند مین گیا تھا ابر پر سوار چلا آتا تھا
آسمان پر سے دیکھا کہ زیر قلعہ تلوار چل رہی ہی اور زوجہ کو دیکھا کہ مضطر وحشی مثال

زیر قلعہ لڑ رہی ہو اور ایک طرف صاحبقران زمان مصروف جنگ ہین ساحر جنگ
سے صاحبقران کی تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین شفاے جادو نے جو اپنی زوجہ کو
اس حال مین دیکھا گھبرا گیا قریب زوجہ کے آیا پوچھا کہ صاحب یہ کیا ہنگامہ ہی
زوجہ نے سب حال بیان کیا کہ دختر تمھاری صاحبقران پر عاشق ہوئی مین اُسکو
گرفتار کرلائی تھی ماہ رخسار نے دم دے کر رہا کرا دیا مین نے پھر گرفتار کرلیا تھا
دلالہ جادو کو واسطے قتل کرنے کے دیا تھا عمرو نے فریب دے کر دلالہ جادو کو
مارا اور تمھاری دختر کو پھر رہا کیا دیکھو وہ لڑ رہی ہو اب جو مناسب ہو وہ کردیہ سنکر
شفاے جادو آسمان سے اُترا زمین پر آیا سامنے صاحبقران کے پہونچا للکارا
کہ او حمزہ بڑی جرأت پر کمر باندھی ہی یہ کہہ کے ایک دستک دی زمین شق ہوئی
ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا اور امیر پر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اُلجھا دے
سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے سر آگے کردیا تلوار نے امیر کی تا بہ صندوق
سینہ کاٹا صندوق سینہ سے ایک طائر نکلا اُس نے گرد سر صاحبقران ایک
چرخ مارا زنگی نے پکار کر آواز دی کہ دیکھ او حمزہ یون اسم اعظم بند کرتے ہین کہ
پہلو سے آواز آئی کہ ای آقاے نامدار غلام کو بچائیے امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ عمرو
کے جسم مین آگ لگی ہوئی ہو آواز دے رہا ہی کہ حرز ہیکل مجھپر پھینکیے صاحبقران نے
حرز ہیکل کو پھینکا عمرو نقلی نے رد کا نعرہ ہوا کہ منم شفاے جادو دیکھ حمزہ یون
اسم اعظم بند کیا اور حرز ہیکل کو بھی لے لیا یہ کہکر حرز ہیکل اور شیشئہ اسم اعظم اپنی
جھولی مین رکھا زوجہ سے اشارہ کیا زوجہ نے آکر امیر کو گرفتار کیا صبا نے جو یہ
معرکہ دیکھا سر پیٹنے لگی آواز دی نظم

اکثر اس بات پہ آتا ہی تبسم مجکو	دہن اُن کو نہ ملا تاب تکلم مجکو
اپنے کوچے سے اُٹھاتے نہین اب تم مجکو	آئے عیسےٰ بھی تو فرماتے ہوے قم مجکو
دل کو تعزیر نہ دو قتل کرو تم مجکو	حال دشمن پہ بھی آتا ہی ترحم مجکو
کیا ہنسی ہی دہن یار کا اب گم رہنا	کچھ نشان دے گئے آتا نہ تبسم مجکو

دل کو سمجھاتی تھی کچھ یاد تری سینے مین
یارب آباد رہین زیر فلک بادہ پرست
اک تماشا نگہِ یاس ہوئی تھی شبِ ہجر
کاٹنا حلق کا آسان تھین لیکن مشکل
مستعد نیش زنی پر رگ جان ہجر مین ہی
بیخودی سی جو شب وصل ہی کچھ دونون طرف
کون آیا تھا دم نزع کہ مین جی اُٹھا
[illegible]و امنِ دشتِ جنون پر مجھے پڑھنی ہی نماز
ڈنک سے پڑتے ہین ہر گام ترے کوچے مین
کوکب بخت سیہ کے یہ اشارے تھے فلک
لاکھ احسان تری بزم مین خاموشی کے
خواہشِ دل ہی کہ گھو آؤ ہمین [illegible] کی

رات بھر آئی ہی آواز تکلم مجکو+
لا کے میخانے مین گاڑا ہی ترحم مجکو
دیکھتا تھا مین فلک کو مہ وانجم سبکو
قطع کرنی ادھر امید ترحم مجکو
سانس کہتی ہی کہ سمجھے رہو گزدم مجکو
بدگمانی اُنھین ہوتی ہی توہم مجکو
ہوگئی موت کی ہچکی کی صدا قم مجکو
تربتِ قیس پہ کرنا ہی تیمم مجکو+
غیر کے نقشِ قدم ہوگئے گزدم مجکو
آنکھ شب بھر وہ دکھایا کیے انجم مجکو
بھولتے جاتے ہین انداز تکلم مجکو
عقل کہتی ہی وہان چلکے کرو گم مجکو+

یہ کہکر آواز دی یا صاحبقران آپ نے غضب کیا اسم اعظم بند کرا یا اور حرز ہیکل کو بھی خود حوالے کر دیا باد انگیز نے للکارا کہ او گیسو بریدہ گرم و سرد عالم ناچشیدہ اب اپنی تقدیر کو رو شفائے جادو نے قریب آکر اُس حسین مہجبین کا ہاتھ پکڑ لیا اور گرفتار کیا زبان مین سوزن دی خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن شفائے جادو نے آواز گیر دی خواجہ بھی مُنہ کے بل گرے خواجہ کو بھی شفائے جادو نے گرفتار کیا ہمراہیان صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا سب بھاگے بھاگ کر نکل گئے لیکن شفائے جادو نے ایک تخت سحر تیار کیا اُسپر صاحبقران زمان کو سوار کیا صبائے سحر خیز اور خواجہ عمرو کو بھی اُسی تخت پر ڈال لیا زوجہ سے کہا کہ کیون صاحب اب کیا صلاح ہی اگر ان سب کو قلعۂ باد انگیز مین قید کرتا ہون تو جان بچانا دشوار ہوگی طلسم کشا طلسم مین آچکا ہی اور دوسرا ہمچشم بھی طلسم کشا کا پھر رہا ہی وہ سب جو سُنین گے کہ جد عالی تبار قید ہوے اسی طرف آدین گے کس کس کو روکونگا

فرزند صاحبقران رستم نوجوان بھی صبح و شام مین اس طرف آوین گے تو اور بھی مشکل ہو گی صحراے بہارستان مین چلتا ہون بہار آموز جادو سب طرح مدد کریگی ظاہر مین تو وہ صحرا ہی مگر طلسم بے لوح ہی جو آئیگا وہ پھنسیگا باد انگیز نے کہا وہین چلیے شفاے جادو و باد انگیز ساٹھ ہزار ساحر کا لشکر ساتھ لے کر طرف صحراے بہارستان کے روانہ ہوے تین روز راہ مین گذرے چوتھے دن ایک صحراے سبزہ زار ملا ہزارہا آہو خوش چشم اُس صحرا مین پھر رہے تھے کہ یہ جو لشکر پہونچا وہ آہوان صحرائی ہر ایک کے پاس بہ محبت آتے تھے ایک ایک کو دیکھ کر روتے تھے باد انگیز نے پوچھا کہ کیون صاحب یہ آہو کون ہین شفاے جادو نے کہا کہ یہ سب قیدی ہین کسی طور سے یہان آئے اور گرفتار ہوے بہار آموز نے سب کو اسی صحرا مین چھوڑ دیا ہی یہ اسی صحرا مین پھرا کرتے ہین تم سب کے پاس اس حسرت مین آتے ہین کہ کبھی ہم بھی مثل تمھارے تھے اب گرفتار صحراے مصیبت ہین اگر ہو سکے تو ہمکو رہا کرو باد انگیز نے پوچھا کہ آخر انکو کوا [illegible] ہیگا شفاے جادو نے کہا کہ انکی رہائی دست حق پرست طلسم کشا پر موقوف ہی ایک طریقہ یہ بھی کتاب مین لکھا ہی کہ قید آنا صاحبقران کا باعث رہائی انکا ہوگا یہ سن کر باد انگیز کو سناٹا آگیا کہا کہ کیون صاحب اس مضمون سے بہار آموز کیا آگاہ نہ ہو گی شفاے جادو نے کہا کہ اہل طلسم اپنے غرور مین ہین مجھے کیا ضرورت ہی کہ اُن سب کو ہوشیار کرون لیکن اب وقت تباہی صحرا آگیا جو یہ سبب نکلا دیر تک زن و شوہر آپسمین یہ باتین کرتے رہے مگر شفاے جادو نے ایک عرضی لکھی کہ ای ملکۂ عالم یہ نیاز مند تابہ صحراے آہوان آگیا کچھ قیدیون کو لایا ہون امیدوار ہون کہ مجھے اپنے پاس بُلائیے یہ نامہ لکھ کر زمین پر پھینکا نخل سے ایک طائر گرا نامہ منقار مین دبا کے لے اُڑا بہار آموز جادو اپنے مقام پر بیٹھی تھی گلپوش جادو وزیرزادی و غنچۂ آرزو دختر بلند اختر تخت پر بیٹھی ہی تمام اہل دربار جمال بیمثال غنچۂ آرزو دیکھ رہے ہین جتنے تاجدار ہین ہر ایک کی یہی آرزو ہی کہ غنچۂ آرزو کے ساتھ ہماری

شادی کرے کہ آسمان سے طائر آیا نامہ گود مین بہار آموز کے ڈالدیا بہار نے وہ نامہ پڑھا پڑھنے کے ساتھ ہی غنچۂ آرزو کو حکم دیا کہ بی جاؤ شفاے جادو کو استقبال کرکے لاؤ اور قیدیون کو سپرد قیدخانہ کرنا کسی کنیز کو براے نگہبانی مقرر کردینا غنچۂ آرزو ہنس پر سوار ہوکے روانہ ہوئی چالیس کنیزین ہمراہ ہین یہان شفاے جادو اُترا ہوا ہی دوسرے دن ابر گلنار آسمان پر اُٹھا پھولونکی لپٹین آنے لگین پھول شگفتہ ہوے نخل سرسبز و شاداب ہوے عروسان چمن خوش ہو رہے ہین عروس بہار نے سامان استقبال کیا شفاے جادو اپنے مقام سے اُٹھا براے استقبال کھڑا ہوا کہ ابر آکر پھٹا دیکھا شفا نے کہ ملکہ غنچۂ آرزو ہنس پر سوار آکر پہونچی شفاے جادو نے لاکر بارگاہ مین اُتارا سامان دعوت مہیا کیا گائنین بلائین ساقی بچے حاضر ہوے جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک گائن نہایت حسین و جمیل بصد ناز و ادا سامنے آکر بیٹھی کر اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

رُکتا ہی دم نفاق عجب جسم و جان کے ہین
چھپتے نہین گواہ جو سوز نہان کے ہین +
کسطرح نالے کرتے ہین بن بھول ہی گیا
فریاد ہم کرین بھی خدا سے تو کیا کرین
خود آرزوے وصل ہی توڑے ہوے مجھے
ہل چل مین حشر کی وہی اپنی جگہہ پہ ہین
اپنا غمِ فراق نے دونون کو کرلیا +
عاشق تری گلی سے نہ جائین گے بے مٹے
نقشِ قدم پکارتے ہین راہ عشق مین
حسرت ہی بسملون کو بھی دم توڑیے تو یون
زیر مژہ ٹھہر گئے عارض پہ رہ گئے

کیون ای فراق دوست یہ جھگڑے کہا نکے ہین
چند اشک گرم اور یہ چھالے زبان کے ہین
احسان مجھ غریب پہ آہ و فغان کے ہین
مارے ہوے تغافلِ جورِ بتان کے ہین
صدمے تو نامرادیِ بخت جوان کے ہین
ثابت قدم جو معرکۂ امتحان کے ہین
اب دل جگر ہمارے نہین میہمان کے ہین
نقش زمین ہین داغ دل آسمان کے ہین
مٹجاے جو مِلے جسے نام و نشان کے ہین
انداز جانکنی وہ ترے نیمجان کے ہین
رنگ آنسوونکی چال مین مجھ ناتوان کے ہین

کیونکر اُٹھائین گنبد مدفن کا بوجھ وہ	سنا کی تہ مزار جو خواب گران کے ہین
کیا دوستونسے بھاگتے پھرتے ہین ای جنون	ہم موسم بہار مین پتے خزان کے ہین
بت اہل دیر کہتے ہین کعبے مین سب خدا	دو اک پتے یہ اُس صنم بے نشان کے ہین
رحمت کچھ آگے بڑھکے اُٹھین لیگی ای جلال	جو پیچھے پیچھے حشر مین پیر مغان کے ہین

صحبت عیش وجیش آراستہ ہی کہ غنچۂ آرزو نے کہا ای شفاے جادو قیدیون کو تو بلواؤ مین لے جاکر ان قیدیون کو کوہ بے ستون پر قید کرون شفاے جادو نے حکم دیا داروغہ قیدیون کو لے کر آیا سب کے آگے صاحبقران زمان ہرچند کہ قید آہن پہنے ہین مگر بل کرتے ہوے آئے جیسے ہی غنچۂ آرزو کی نگاہ جمال بیمثال صاحبقران پر پڑی دیکھا کہ رعب ودبدبہ وسطوت وصولت مثل چاکران کمترین ہمراہ ہین چہرہ مثل آفتاب عالمتاب روشن ہی ہرچند کہ خدا نے بیٹے اور پوتے عطا کیے ہین لیکن عارض پر جھری کا نام نہین آگر مثل اہل اسلام کے سلام کیا ایک پہلو پر خواجہ عمرو اور ایک پہلو پر ملکہ صبح سحر خبر غنچۂ آرزو نے پوچھا کہ یہ عورت کون ہی شفاے جادو نے کہا کہ ای غنچۂ آرزو اسی کی ذات سے سارے فساد پیدا ہوے حمزہ کو تا بہ قلعہ پہونچایا ملکہ بادانگیز کئی مرتبہ گرفتار کرکے لائین ایک مرتبہ یہ ساربان زادہ عیاری کرکے لے گیا یہ آخر کا فقرہ تھا کہ وزیرزادی نے دم دے کر رہا کرایا پھر تو قیامت برپا ہوئی قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو مین پہونچ گیا یہ شیشۂ اسم اعظم ہی اور یہ حرز ہیکل شیشے مین بیٹھی ہوئی ہی اس کو باحتیاط رکھنا غنچۂ آرزو نے شیشہ لیا مگر دل مین یہ ہی کہ صاحبقران کو چل کر قید سے رہا کردون انکا قید مین رہنا بہتر نہین شفاے جادو نے تینون قیدیون کو سپرد کیا غنچۂ آرزو تینون کو ساتھ لے کر چلی راہ مین خواجہ نے جو چشم وابرو غنچۂ آرزو کے دیکھے سمجھے کہ یہ آقا پر عاشق ہوئی کہا کہ ای ملکۂ عالم مین غریب ناحق کو پھنس گیا راہ راہ جاتا تھا مجکو بھی گرفتار کر لیا غنچۂ آرزو کچھ جواب نہین دیتی خاموش ہی جب خواجہ نے کئی مرتبہ کہا تو جواب دیا کہ اسے

شہنشاہ اوج عیاری آپ کے نام سے سب ساحر ڈرتے ہین کون آپ کو رہا کرے آپ
رہا ہوتے ہی آفت برپا کرین گے خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم میرا دستور ہی کہ جہان مین
قید ہوا جسکی قید مین رہتا ہون پہلے اُسی کی خدمت کرتا ہون جو حکم کیجیے وہ بجالاؤن
لیکن پہلے مجھے رہا کیجیے مگر غنچۂ آرزو نے نہ مانا خواجہ عمرو و صبا سے سحرخیز کو قید کیا
چند کنیزین برائے نگہبانی چھوڑین اور صاحبقران کو اپنے ساتھ لیا تھوڑی دور
کوہ سے آکر عرض کی کہ ای شہریار آپ کا قید رہنا مجھپر شاق ہوا دل مشتاق ہوا
کہ آپ کو قید سے رہا کرون لیکن اس صحراے ہولخیز مین کہان جائیے گا مین اپنے
باغ مین آپ کو لیے چلتی ہون وہان تشریف رکھیے مگر خواجہ کو قید سے نچھوڑونگی
خواجہ کی مکاری مشہور ہی امیر نے کہا کہ وہ خود قید سے رہا ہو جائے گا قید مین
نہ بیٹھا رہیگا ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ صاحبقران کو ہمارے باغ مین لے چلو مین
والدہ کے پاس سے ہوکر آتی ہون کنیزین صاحبقران کو لے کر چلین صاحبقران
نے کہا ملکہ شیشۂ اسم اعظم توڑ کر حرز ہیکل ہمین دو کہ مطالب نکلے ملکہ نے فوراً شیشہ
توڑا حرز ہیکل گلے مین ڈالدی جیسے ہی شیشہ ٹوٹا اور حرز ہیکل گلے مین آئی امیر
کے چہرے پر رونق آگئی رنگ رو جو متغیر تھا چہرے پر بحالی آئی ملکہ نے شیشۂ اسم اعظم
توڑکر صاحبقران کو طرف باغ دلکشا کے روانہ کیا اور آپ خدمت مین
بہار آموز کے آئی بہار آموز نے پوچھا کہ ای نور نظر کیا انتظام کیا ملکہ نے
کہا کہ درۂ کوہ مین تینون قید ہین جیسا مناسب ہو ویسا کیجیے گا بہار آموز نے
طرف باغ کے دیکھا سامنے خانہ باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی جیسے ہی بہار آموز
نے نگاہ ڈالی غنچے کھلکھلا کے ہنسے پھولون نے آنکھین کھولین ایک طائر شاخ
نخل سے اُڑا سامنے آکر بہار آموز کے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا بہار آموز نے
کہا کہ مین سمجھی غنچۂ آرزو بہار آموز کے پاس سے اُٹھی باغ مین آئی یہان خواجہ
درۂ کوہ مین قید ہوے شام کو ایک کنیز آئی اُسنے دونون قیدیون کو کھانا کھلایا
خواجہ نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اُسنے کہا کہ کیون خواجہ کیا کرتے ہو خواجہ نے کہا کہ

ای ملکۂ عالم میرے پاس کچھ روپیہ ہی چاہتا ہون کہ اُسکو اپنے پاس رکھ چھوڑ دا گر مین قید سے رہا ہوا تو تمسے لے لونگا ورنہ میری نذر و نیاز مین لگا دینا کنیز نے کچھ سوچکر کہا کہ لائیے خواجہ نے کہا کہ میرا ہاتھ تو کھولدو کنیز نے ہاتھ کھولا تب خواجہ نے پوٹلیان روپے کی دین ایک پوٹلی دی کہ اُس مین نری اشرفیان تھین کہا اسکو کھول کر گن لو کنیز نے جو گرہ کھولی دھوان نکلا بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اول زبان سے صباے سحرخیز کی سوزن نکالی صباے سحرخیز نے سوزن نکلتے ہی خواجہ کی سب قید کاٹی خواجہ نے کہا کہ تم تو کسی مقام پر ٹھہرو مین آقا کی تلاش مین جاتا ہون صباے سحرخیز بلند ہو کر آسمان پر آئی خواجہ عمرو صاحبقران کو تلاش کرتے ہوے باغ مین پہونچے دیوار پر سے دیکھا کہ صاحبقران زبان مسند پر بیٹھے ہین اور غنچۂ آرزو آئی ہی خاطر صاحبقران کی کر رہی ہی کہ خواجہ نے آکے صاحبقران سے ملاقات کی غنچۂ آرزو نے پوچھا کہ خواجہ تمنے کیونکر رہائی پائی عمرو نے کہا کہ مین تو کہتا تھا کہ جہان مین قید ہو اُسیکو قید کرتا ہی پہلے اُسی کا علاج کرتا ہون جس کنیز کو آپ نے کھانے کے لیے مقرر کیا تھا مین نے اُسکو بیہوش کیا اور مین نکل آیا غنچۂ آرزو نے کہا کہ خواجہ تمھارے گانے کی بڑی تعریف سُنی ہی کچھ ہمکو بھی سُناؤ خواجہ سامنے آکر بیٹھے سازندون نے ساز درست کیے خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے غنچۂ آرزو کے شروع کیے نظم

ترے رخسار کا مضمون جو ای جان جہان باندھا	تو گویا ہمنے اک گلدستۂ باغ جنان باندھا
دم فکر سخن اکثر ہماری طبع روشن نے	تجھے خورشید باندھا اور زمین کو آسمان باندھا
کبھی عشق بتان مین بندھ گیا مضمون تنہا نہ	تو ہمنے بخیہ کعبے کو سنگ آستان باندھا
زمین پر مثل طفل اشک لوٹا بیقراری سے	تصور میرے نے بھی گر ترا ای نوجوان باندھا
ہوا جو چاند ای خورشید رو یہ تیری فرقت مین	نہ تو کو تو باندھا تیغ گردونکو فسان باندھا
نہ نکلی بات منھ سے کہا کے اک تلوار قاتل کی	دہان زخم نے گویا مرا زخم دہان باندھا
جہان مین جتنے ہین جن دپری سب تجھپہ مرتے ہین	عبث تعویذ و منتر تونے ای جان جہان باندھا

جو مین بھی دیکھتا سینے کی تیاری تو کیا ہوتا	مرے آتے ہی پر بند قبا کیون مہربان باندھا
نہین لٹکایا ناسخ شملہ یہ اُس بحر خوبی نے	ہماری کشتی عمر روان مین بادبان باندھا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی غنچۂ آرزو مصروف خدمتگزاری ہی یہان بہار آموز نے کہ اپنے باغ مین بیٹھی ہی ایک طائر سے اشارہ کیا وہ طائر اُڑ گیا تھوڑے عرصے مین واپس آیا کچھ زمزمہ سرائی کرنے لگا بہار آموز سمجھ گئی فوراً طاؤس پر سوار ہوئی باغ دلکشا کی طرف چلی اُس وقت آکے پہونچی کہ صاحبقران تو مسند پر بیٹھے ہین اور خواجہ عمرو گا رہے ہین غنچۂ آرزو پہلو مین بیٹھی کہہ رہی ہی کہ ای شہریار اب کیا تدبیر کرون بڑے افسوس کی بات ہی کہ بدون قتل باد انگیز اور شفاے جادو آپ کا کیونکر نکلنا ہو مین حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون مصیبت یہ ہی کہ مادر مہربان کے قتل کا پہلو نکلتا ہی دل نہین قبول کرتا کہ مادر مہربان قتل ہون اور وہ آپ کی اطاعت نہ کرینگی مزاج مین اُن کے غرور ہی صاحبقران فرماتے ہین کہ مین کل ہی شفاے جادو اور باد انگیز کو فنا کردونگا اُسکے بعد جو مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا کہ آسمان سے آواز آئی او گیسو بریدہ مین سب تیری باتین سُن رہی ہون شفا اور باد انگیز ہمارے دامن پناہ مین آئے ہین تو نے بڑا ظلم کیا کہ اسم اعظم کھولدیا مین پھر بند کرسکتی ہون سنو مین بہار آموز جادو غنچۂ آرزو مان کو دیکھ کر بہت گھبرائی بہار آموز زمین پر آئی صاحبقران تلوار ٹیک کر اُٹھے بہار آموز نے سحر کیا امیر پر تلوارین برسنے لگین غنچۂ آرزو نے اُن تلوارون کو دفع کیا بہار آموز نے کہا کہ او بیحیا دھگڑے کو بچاتی ہی میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے یہ کہکر آواز دی کہ ای زنگار رنگ جادو صاحبقران کو لینا پہلوے باغ سے ایک عورت لحیم و شحیم سامنے آئی صاحبقران کو للکارا کہ او حمزہ مجھسے تو مقابلہ کر ایک سحر مین تجھ کو پھونک دونگی امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا خواجہ عمرو پر فوراً بہار آموز نے سحر کردیا کہ دونون پاؤن زمین مین جم گئے ہرچند کہ چاہتے ہین جست وخیز کرکے نکل جاؤن مگر ممکن نہین امیر نے اُس عورت پر ہاتھ تلوار کا مارا اُس نے سر آگے کردیا تلوار نے

سر کو کاٹا تا جگرگاہ تلوار پہونچی شکم سے ایک طائر نکلا اُسنے گرد سر امیر عالیشان
چرخ مارا بہار آموز نے اُس طائر کو شیشے مین بند کیا کہا کہ دیکھ او حمزہ اسطرح
اسم اعظم بند کرتے ہین مگر حرز ہیکل گلے مین صاحبقران زمان کے پڑی تھی جو سحر
بہار آموز کرتی ہی صاحبقران دفع کر دیتے ہین جہان حرز ہیکل کو جنبش ہوئی
سحر باطل ہوتا ہی جب بہار آموز نے دیکھا کہ سحر کی امیر پر تاثیر نہین ہوتی ایک
دستک دے کر غائب ہوگئی بعد دم بھر کے ظاہر ہوئی تلوار کھینچ کر جا پڑی گیی ہاتھ
تلوار کے صاحبقران پر مارے صاحبقران نے روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ
بہار آموز کے دو ٹکڑے ہوے باغ وغیرہ غائب ہوگیا نہ عمرو معلوم ہوتے ہین
نہ غنچۂ آرزو کا نشان ہی ناچار ہو کر ایک جانب چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا خواجہ
آتے ہین پکارتے ہوے کہ ای آقاے نامدار غلام کو ذرا حرز ہیکل دیجیے امیر
کو کھٹکا ہوا جیسے ہی عمرو قریب آیا حرز ہیکل کو جنبش دی عمرو نے ایک چیخ ماری
اور آنکھون کے سامنے سے غائب ہوگیا مگر آواز آئی کہ منم بہار آموز جادو پھر
صاحبقران آگے بڑھے اب نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ قلعۂ ذوالامان حصار ہے
اور بدر بن زلازل یک چشمی نے قلعہ پر بلوہ کیا ہی سلیمان شاہ فارسی اور
مظفر بن ضیغم خون آشام توپین مار رہے ہین مگر بدر نہین رُکتا جا کر پھاٹک
قلعے کا توڑا صاحبقران کو تاب نہ باقی رہی نعرہ کیا کہ او بے حیا خبردار آگے
نہ بڑھنا بدر پلٹ پڑا صاحبقران سے مقابلہ کیا صاحبقران نے بدر کو زخمی کیا
بدر سامنے سے بھاگا صاحبقران قلعے مین آئے اول درۂ قلعہ پر ملکہ گردیہ بانو
سے ملاقات ہوئی کلیجہ پکڑے ہوے سامنے آئین امیر نے پوچھا کہ کیون ملکہ خیر تو
ہی گردیہ بانو نے عرض کی کہ ای شہریار بدر کے ساتھ ایک جادوگر تھا اُسنے
سحر کیا میرے کلیجے مین درد ہی ذرا حرز ہیکل مجھے دیجیے صاحبقران نے جو زوجہ
کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو کر گلے سے حرز ہیکل اُتاری جیسے ہی ہاتھ مین گردیہ بانو کے
دی گردیہ بانو نے آواز دی کہ کاش او حمزہ منم بہار آموز میرا سحر دیکھا کہ

دم بھر مین کیا سامان بنایا یہ کہ کر امیر کو گرفتار کیا چند جادوگرنیان غنچۂ آرزو
و عمرو کو لے کر آئین بہار آموز نے سب کو قفس ہاے آہنی مین بند کیا اور اپنی
ساتھ والیون سے کہا کہ ان سب کو لے کر کوہ شفتالو پر جاؤ شقاق الجادو
بھائی میرا وہان کا حاکم ہی ان سب کو قتل کریگا سر میرے پاس بھیجدے گا مگر ملکہ
غنچۂ آرزو کا عجب حال ہی قفس مین تڑپ رہی ہی اور سر کو دھن رہی ہے
بیقرار ہو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی نظم

کون وہ دل ہی جو محوِ رُخِ جانان نہ ہوا — کون آئینہ ہی جو دیدۂ حیران نہ ہوا
پر لگائے مجھے وحشت نے اُڑا پھرتا ہون — مجھے پامال کوئی خار بیابان نہ ہوا
پھٹ گئے لاکھ گریبان مری حالت پر — صبح کا ہجر کی شب چاک گریبان نہ ہوا
ہون وہ دیوانہ میخوار کہ صحرا مین کبھی — چمن جز سایۂ اشجار مغیلان نہ ہوا
جو ہوا چاند ترے سبزۂ خط کو دیکھا — اس برس ماہ کوئی جز مہ شعبان نہ ہوا
شب تاریک جدائی نظر آتی ہی پہاڑ — شبچراغ آج بھی وہ لعل بدخشان نہ ہوا
لاکھ کافر کو کیا تونے مسلمان ناسخ — ہی یہ افسوس کہ تو آپ مسلمان نہ ہوا

بہار آموز نے جو ساتھ والیون سے کہا کہ ان سب کی قید لے جاؤ سبھون نے
عرض کی کہ اگر آپ ساربان زادے کی قید اپنے پاس رکھ لیجیے تو ہم صاحبقران
کی قید اور غنچۂ آرزو کی لے جائین ساربان زادے سے ہمکو خوف معلوم ہوتا ہی
ہر چند کہ بہار آموز نے ساتھ والیون کو سمجھایا مگر اُن سب نے قبول نہ کیا
تب بہار آموز نے جھلا کر کہا کہ کیا مین تم لوگون کے بھروسے پر سحر کرتی ہون
مین ابھی قید روانہ کرتی ہون یہ کہ کر کچھ روئی کے گالے جھولی سے نکالے اُسکے دو ابر
بنائے اُن ابرون پر پنجرون کو رکھا اور سحر کیا کہ وہ ابر چرخ مارتے ہوے چلے اور
پکار کر آواز دی ای ابر سحر کوہ شفتالو پر جاکے ٹھہرنا قیدی وہین پہونچ جائین
راہ مین کہین نہ رُکنا ابر تیز ہو کر چلا شقاق الجادو اپنے دربار مین بیٹھا ہی
کئی سو ساحر مصاحب اسکے حاضر صحبت ہین کہ ابر زنگاری آسمان پر نمایان ہوا اسنے

ہنس کر کہا کہ آج ہماری بہن کے سحر کا سامان معلوم ہوتا ہی کسی نے کہا کہ نہین حضور
کسی نے کسی پر موٹھ پھینکی ہی کہ وہ ابر آکر اُترا دیکھا کہ تین قفس اُس پر رکھے ہین اور
ایک نامہ ابر سے گرا اِس نے نامہ اُٹھا کے دیکھا مرقوم تھا کہ بھائی صاحب مین نے
حمزہ کو اور عمرو کو گرفتار کیا غنچۂ آرزو بھی لائق قتل ہی مین نے اسکو بھی روانہ کیا
کہ یہ گیسو بریدہ صاحبقران پر عاشق ہوئی میرے قتل پر کمر باندھی اب تمکو مناسب
ہی کہ انکو قتل کر کے سر ہمارے پاس روانہ کرو شقاق الجادو نے نامہ پڑھ کر
کہا کہ اب تو دن کم باقی ہی ان لوگون کو مجمع عام مین قتل کرنا چاہیے کل قتل کرونگا
تم مین کوئی ایسا ہی کہ شب کو انکی قید کی حفاظت کرے حمزہ اور غنچۂ آرزو کو
مین اپنے پاس رکھونگا فقط اس عیار کی قید کی حفاظت کرو سب ساحرون نے
کانون پر ہاتھ رکھے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران ہم عمرو کی قید کی حفاظت نہین کر سکتے
شقاق الجادو نے کہا کہ صاحبو کیا مین سلطنت تم لوگون کے بھروسے پر کرتا ہون
دائی امان سُبک رَو جادو کو بُلاؤ بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ
میلے کپڑے پہنے ہوے ایک لٹھیا بانس کی کہ اُسمین نشتر جلہ جیھڑے لپٹے تھے سامنے
آکر پہونچی شقاق کی بلائین لین کہا کہ کیون ای نور نظر آج کیا تھا کہ مجھ کو یاد کیا
مہینون صورت نہین دکھاتے ہو شقاق الجادو نے کہا کہ ای مادر مہربان
مجھے ہر وقت دعویٰ رہتا ہی کہ جب کوئی بڑا ساحر آئے تو دائی امان کو بُلاؤن
مگر آج محل یہ ہی کہ عمرو کی قید آئی ہی کوئی ساحر اسکا رکھنا قبول نہین کرتا ہی
حمزہ و غنچۂ آرزو کو اپنے محل مین قید کرونگا مگر عمرو کی قید آپ لے جائیے صبح
کو میدان خونی مین لے کر آیئے گا مین اُسی مقام پر قتل کرونگا سُبک رَو نے
کہا کہ ای نور نظر یہ بڑا ظالم اظلم ہی ایسا نہو کہ کچھ نہ کچھ فتور کرے شقاق نے
کہا کہ ای مادر مہربان مین رات بھر ان دونو نکی حفاظت مین رہونگا آپ فقط اسکی
حفاظت کیجیے سُبک رَو نے کہا کہ تیرا کہنا منظور مگر یہ شرط رہی کہ اگر رات کو تو بھی قید
اسکی طلب کریگا تو مین نہ دونگی رات بھر جاگ کر بسر کرونگی یہ کہ کے قفس خواجہ عمرو کا

اُٹھالیا راہ مین کہتی ہوئی چلی کہ کیون او ساربان زادے تونے دمامہ اور مشمش کو مارا آج اُنکے خون کا بدلہ ہوگا یہ کہتی ہوئی شہر کے راستون کو طی کرکے ایک محلہ ویران مین پہونچی جابجا مکان گرے ہوے پڑے تھے ایک مکان کی دیوار خام دروازہ گھنا ہوا زنجیر مین باندہ بندھے ہوے اُس مکان کو کھولا قفس کو لے کے اندر آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک دو پڑلہ چھپر پڑا ہی جالے جابجا لگے ہوے تمام مکان سیاہ ہو رہا ہی چوہلے پر چند ہنڈیان کالی کالی رکھی ہین قفس کو لاکر ایک مقام پر رکھدیا گھڑے مین سے ماش کی کھچڑی نکالی کچھ پتے وغیرہ سلگا کر کھچڑی پکائی مٹی کے طباق مین نکال کر بیٹھ کر خوب کھائی جب ڈکاری تو مُنھ سے دھوان نکلنے لگا شام کے وقت باہر آکر ایک چبوترہ مٹی کا تھا اُسپر کمبل بچھایا سامنے الگنی مین قفس لٹکا دیا کمبل پر آکے بیٹھی ایک طنبورہ نکالا کالی بوتل اُٹھا کر لائی ایک مٹی کے پیالے مین شراب اُنڈیلی اُسکو پی گئی بڑی بڑی مرچین کنکریان نمک کی بجاے گزک چبانے لگی جب کہ نشہ ہوا تو طنبورہ اُٹھایا اور [illegible] انے لگی یعنی بھجن سامری وجمشید کے گا رہی ہی خواجہ نے دیکھا کہ جو بات مین کہتا ہون یہ ملعونہ بہ غصہ جواب دیتی ہی اور کہتی ہی کہ او ساربان زادے مجکو دم دینا چاہتا ہی اور سونٹا اُٹھا کے ماردیتی ہی خواجہ بلک کر رہجاتے ہین جب خواجہ نے دیکھا کہ گانے مین خوب مصروف ہوئی اور بیٹھی جھوم رہی ہی یعنی اپنے گانے پر نازہی اور کہتی جاتی ہی کہ اس گانے کو سامری و جمشید پسند کرینگے خواجہ نے جب دیکھا کہ خوب جھوم جھوم کے گا رہی ہی ایک تان ماردی بجلی چمک گئی سُبک رَو نے طنبورہ روک کر کہا کہ ارے یہ آواز کہان سے آئی دل پر نشتر پڑا چار جانب دیکھا کچھ سمجھ مین نہ آیا پھر اپنے کام مین مصروف ہوئی خواجہ نے دوسری تان لگائی ابکے مرتبہ سُبک رَو نے دیکھ لیا کہا کیون ساربان زادے تونے تو کلیجے پر نشتر ماردیا اب گا مین تیرا گانا سُنونگی عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجکو قفس سے نکال لیجیے تو آپ کے سامنے گاؤن اور آپ کو راضی کردون سُبک رَو نے سیخچہ لوہے کا گرم کرکے عمرو کے جسم پر رکھدیا

عمرو آہ کر کے رہ گیا کہا کہ جلد گا چاہتا ہی کہ مین تجکو قفس سے نکالون کہ تو کوئی عیاری کر کے مجھے مارے جو اپنی زندگی چاہتا ہی تو جلد گا ورنہ پھر سیخچہ گرم کرتی ہون عمرو کانپ گیا کہ اس حرامزادی پر عیاری نہ چلیگی ناچار ہو کر یہ اشعار گانے لگے نظم

مئے سے روشن رہے دماغ اپنا ۔ گل نہ ہو ساقیا چراغ اپنا
ہجر مین تر ہوا دماغ اپنا ۔ خشک لب آپ ہی ایاغ اپنا
نکہت زلف کی سی آتی ہی ۔ نہین ملتا ہمین دماغ اپنا
کسکی ہم جستجو مین نکلے تھے ۔ نہین پاتے کہین سراغ اپنا
کیا ہی مذکور مرہم و کافور ۔ جب نمک سودہ ہو نہ داغ اپنا
ہی شب ہجر وادی وحشت ۔ دیدۂ غول ہی چراغ اپنا
رات دن گلرخون سے صحبت تھی ۔ یاد آتا ہی خانہ باغ اپنا
سو رہا جو لپٹ کے وہ گل تر ۔ دل ہوا آج باغ باغ اپنا
ہر گل صاف بن گیا چھالا ۔ کیسا [illegible] ہوا داغ اپنا

خواجہ بزرگ وشورہ گا رہے ہین شبک رو جھوم رہی ہی قضائے کار ملکہ سلطان جادو دختر خرد شقاق الجادو واسطے سیر کے نکلی تھی کہ علم موسیقی مین نہایت درجے کا کمال رکھتی ہی عمرو کے گانے کی آواز جو کان مین آئی بیقرار ہو گئی دروازے پر آ کے آواز دی کہ دادی امان دروازہ کھولو شبک رو نے عمرو کو منع کیا کہ اب خاموش رہ آواز دی کون ہی کنیزون نے جواب دیا کہ ملکہ سلطان جادو دختر شقاق الجادو جلد دروازہ کھولیے شبک رو نے دروازہ کھولا سلطان مع کنیزون کے اندر آئی کہا کہ دادی جان اس وقت کون گا رہا تھا شبک رو نے کہا کہ مین ہی گا رہی تھی سلطان نے کہا کہ واہ دادی جان تمھاری آواز کو تو مین خوب جانتی ہون خواجہ نے جو سلطان کو دیکھا ٹھنڈھی سانسین بھرنے لگے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم یہ پیر غلام گاتا تھا شبک رو نے ایک سونٹا عمرو کو مارا کہا کہ او ساربان زادے خاموش رہ سلطان نے

کہاکہ دادی امان آپ اسکو کیون مارتی ہین یہ جو کہتا ہی سچ ہی مجکو یقین آیا
کہ یہی گاتا ہوگا یہ کون شخص ہی سبک رو نے کہاکہ یہ تمھارے باپ کا قیدی ہی یہ سنکر
سلطان نے کہاکہ قفس مجکو دیجیے مین اپنے باغ مین لے جاکر اسکا گانا سنون
سبک رو نے کہاکہ چھوکری کچھ دیوانی ہوئی ہی یہ وہ ظالم اظلم ہی کہ تجکو دم دیکر
نکل جائیگا اور مین تیرے باپ سے شرمندہ ہونگی سلطان نے کہاکہ دادی امان
کیا غضب ہی آپ قیدی کا گانا سنین اور ہم جو مانگتے ہین تو آپ نہین دیتی ہین مین
جاکر ابا جان سے کہتی ہون یہ کہکے بال سر کے نوچ ڈالے روتی ہوئی محل مین
آئی شقاق الجادو پڑا ہوا سو رہا تھا زوجہ اسکی ریحانہ بانو ہی اسنے جو بیٹی کو
روتے ہوے دیکھا پوچھاکہ کیون نور نظر خیر تو ہی کیون آہ وزاری کرتی ہو سلطان
نے کہا ای اما جان بی سبک رو کو بڑا اختیار ہوا کہ قیدی کا گانا سن رہی ہین ہمنے
جو تھوڑی دیر کے لیے مانگا تو قفس نہ دیا سب کنیزون نے گواہی دی ریحانہ نے
شوہر کو جگایا ایک دہنہڑ مارکر کہاکہ بیٹی کو ساتھ لے جاؤ قیدی کو دلوا دو یہ بھی
گانا سُنے گی شقاق الجادو نے کہا ای نور نظر اسنے مجھسے وعدہ کرلیا تھاکہ مین شب
کو قیدی کو نہ دونگی کنیزون نے کہاکہ حضور خوب وعدہ کیا آپ تو مزے اڑا رہی ہین
اور ملکہ کو نہ دیا شقاق الجادو نے سلطان کو گود مین اٹھالیا سلطان کو
ہچکیان لگی ہوئی ہین شقاق الجادو گود مین لیے ہوے مکان پر سبک رو کے
آیا کہا دائی امان قفس دے دو سبک رو نے کہاکہ او نالائق لاڈلی بیٹیان لاڈ
مین خراب ہوتی ہین سلطان نے کہاکہ سو کنیزین میرے ساتھ رہتی ہین وہ جتنین
ہین کہ اس ساربان زادے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جائین ہم کو کیا دم دیگا ذرا بھی
مکر کرے تو بوٹیان کاٹ کر پھینک دین وہی غزل جو گا رہا تھا اسکو لکھوا لونگی بعد
اسکے آپ کو اختیار ہی شقاق الجادو نے کہاکہ ای نور نظر صبح کو میدان خونی
کی تیاری ہوگی وہین اسکی قید کو لے آنا سر کاٹ کر روانہ کر دونگا سلطان نے
کہاکہ خوب ایسا ہی ہوگا قفس لے کر اپنے باغ مین آئی کنیزون سے کہاکہ گرد آکر

بیٹھو کنیزین گرد بیٹھین خواجہ کو قفس سے نکالا خواجہ نے یہ غزل شروع کی *نظم*

مقابل آپکی آنکھو نکا آہو ہو نہین سکتا	انہین پیچ نے آتے جادو گرسے جادو ہو نہین سکتا
مری آنکھو نسے کیا نسبت کہ قطرہ آب نیسان کا	در نایاب ہو سکتا ہی آنسو ہو نہین سکتا
گدا ے کوچہ کیا درویش صحرا گرد کے آگے	کوئی کتا کبھی وحشت سے آہو ہو نہین سکتا
کرے کیا استغاضہ اُسکو استعداد لازم ہے	کہ برگ شاخ گلبن گل سے خوشبو ہو نہین سکتا
نزاکت شاخ گل مین ہی کہان اُس گل سے ہاتھونکی	کوئی گلبرگ بھی تعویذ بازو ہو نہین سکتا
ہی اُس آتش کے پرکالے سے فرقت ایکجا ہمین	سواے داغ حسرت گرم پہلو ہو نہین سکتا
جو او پہلو نشین تو گیا پہلو تہی ہمسے	جدا پہلو سے دم بھر درد پہلو ہو نہین سکتا
ہوا جو خود نما اس باغ مین جلدی فنا ہوگا	قیام رنگ گل تا ہستی بو ہو نہین سکتا

خواجہ اس لطف سے گانے کہ سلطان خوش ہو گئی اور خواجہ عمرو بھی سلطان پر عاشق ہوے سلطان نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری اب نہ گھبراؤ میری جان کے ساتھ تمھاری جان ہی جو بادا جان میرا سرکار تمہین بھی قتل کرین گے اب تم باغ مین پھرو مگر باہر نہ جانا خواجہ ٹہلنے لگے ٹہلتے ٹہلتے یکایک غائب ہوگئے سلطان رونے لگی کہا صاحبو خواجہ کو ڈھونڈھو کنیزون نے سارے باغ مین ڈھونڈھا کہین پتہ نہ لگا سلطان نے رو کر کہا کہ خواجہ تم ناحق غائب ہوے مین تمکو نہ دیتی خواجہ نے پہلو سے پکار کر کہا مین تو حاضر ہون جب آپ میری معین ہین تو مین کیون بھاگونگا سلطان نے منھ پھیر کر دیکھا کہ خواجہ کھڑے ہوے ہین دوڑ کر لپٹ گئی کہا کہ خواجہ کچھ خوف نہ کرو عمرو نے کہا کہ ملکہ جون جون رات گھٹتی ہی میرا خون گھٹا جاتا ہی ملکہ نے کہا کہ خواجہ نہ گھبراؤ اس عرصے مین ستارہ سحری چمکا ملکہ نے کہا کہ خواجہ قفس مین بیٹھ جاؤ اب لوگ لینے کو آوین گے وہان شقاق الجادو میدان مین آیا کہا کہ ابھی تک کیا معرکہ ہی کہ عمرو کو لے کر بیٹی نہین آئی دو سپہ سالار تھے سالار و اشرار اُن سے کہا کہ باغ ملکہ پر جاؤ عمرو کو لاؤ سالار و اشرار آئے دروازے پر باغ کے کھڑے کہلا بھیجا کہ عمرو کو دیجیے ملکہ نے اُنکو اندر بلوایا قفس مین عمرو کو دکھادیا

کہا دیکھو عمرو قفس مین قید ہی بادا جان سے کہدینا کہ رات کم باقی تھی مین غزل نہین
لکھنے پائی آج اور ٹال دیجیے کل مین خود دیکر آؤنگی آج اور معاف فرمائیے اشرار ہ
وسالار ڈرے کہ یہ پیاری بیٹی ہی ایسا نہ ہو کہ شاہ ہمسے خفا ہون کہہ گئے کہ ملکہ اسکو
باحتیاط رکھیے گا کل ہم آکے لیجائین گے جاکے شاہ سے بیان کیا کہ حضور ملکہ نے
بوجہ رات کم باقی رہنے کے گانا نہین سنا تھا آج سنین گی کل قیدی آدیگا شاہ یہ سنکر
پلٹ گیا یہان رات کو ملکہ نے جلسہ آراستہ کیا خواجہ نے یہ اشعار گانا شروع کیے قطعہ

کرتا نہین مرے دلِ افگار کا علاج + ہر دم ہی زخم روزنِ دیوار کا علاج
سوقوت ہی حنوط کے کافور پر دلا مجروح تیغ ابروِ خمدار کا علاج
اُس رشکِ گل کو طب مین مہارت ہی اسقدر چاہے کرے وہ نرگس بیمار کا علاج

گاتے گاتے خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک کمال آپ کو اور دکھاؤن کہ
ساقی گری کرون ملکہ نے کہا کہ خواجہ ساقی گری کیا مشکل ہی خواجہ نے کہا منھ
سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن پیرون سے ناچون سر سے شراب پلاؤن ملکہ نے کہا
کہ خواجہ یہ تو بہت مشکل ہی خواجہ نے کہا کہ کنجی میخانے کی مجھے دیجیے ملکہ نے کنجی
دی خواجہ میخانے مین آئے سب شراب مین بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی کہ ہم
ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے کنیزین دوڑین گلابیان پتلے اٹھا اٹھا کے
لے گئین خواجہ نے چالیس گلابیان درست کر کے کشتی مین لگائین لیکر محفل مین
آئے سلطان نے کہا کہ دیکھو عمرو کس سلیقے سے شراب لایا ہی کہ اگر زاہد بھی
دیکھے تو رال ٹپک پڑے خواجہ نے پانون مین گھنگرو باندھے سامنے کھڑے ہوکر
گت ناچنے لگے جام سر پر رکھا سلطان حیران ہی کہ خواجہ عمرو توڑے لیتے ہوے
آتے ہین مگر کیا مجال کہ شراب گرے سامنے سلطان کے آکر سر جھکایا اور
کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے سلطان نے دونون ہاتھ
بڑھا دیے جام لے کر پی گئی اب تو خواجہ نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین
سب کو شراب پلائی جب سب بیہوش ہوے تو سلطان کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا

سلطان کی شکل بنکر سو رہے جب صبح ہوئی کنیزون نے جگایا ملکہ نے اُٹھتے ہی پوچھا
کہ خواجہ عمرو کہان ہین سب کنیزین ڈھونڈھنے کو دوڑین چہار جانب ڈھونڈھا
کہین نہ پایا آکر عرض کی کہ حضور کہین پتہ نہین لگتا ملکہ نے سر دے مارا کہا کہ
صاحبو غضب ہوا عمرو مجکو ذلیل کر گیا اب مین باپ کو کیا جواب دونگی یہ کہکے
رونا شروع کیا اور دوڑین کہ مین اپنے کو کنوئین مین گرا دون کنیزین سب
لپٹی ہوئی ہین ملکہ فرماتی ہین کہ مجکو چھوڑ دو ارے کمبختو مین باپ کو اپنے کیا مُنھ
دکھاؤنگی یہ ہنگامہ تھا کہ اشرار و سالار خواجہ کو لینے آئے کنیزون نے کہا کہ
صاحبو عمرو غائب ہوگیا ملکہ جان دینے پر آمادہ ہین دونون افسر بھاگے اور
آکے اپنے مالک سے کہا کہ حضور عمرو غائب ہوگیا صاحبزادی جان دینے پر آمادہ
ہو رہی ہین جلدی چلیے ایسا نہ ہو کہ اپنے کو کنوئین مین گرا دین یہ سُنکر شقاق الجادو
گھبرا گیا پہلے گھر مین آیا زوجہ سے ذکر کیا ریحانہ نے کہا کہ صاحب جلدی جاؤ عمرو
نگوڑا قید تھا تو ہمین کیا فائدہ تھا ایسا نہ ہو کہ میری بچی پر کچھ زوال آجائے یہ سُنکر
شقاق روانہ ہوا اُس وقت باغ مین آیا کہ دیکھا ملکہ کنوئین مین پانون لٹکائے
بیٹھی ہین کنیزین لپٹی ہوئی ہین ملکہ کہتی ہین کہ ارے صاحبو میرا باپ آگیا اب مین
اُس سے کیا کہون مکار دغا کر کے چلا گیا مین اپنی جان دونگی شقاق نے آکے
بیٹی کو گود مین اُٹھایا ملکہ نے اپنے کو گود سے گرا دیا مُنھ پیٹ لیا کہا کہ ارے ان کمبختون
نے مجھے ذلیل کرایا باپ نے کہا کہ عمرو کہان جائیگا مین گرفتار کرا منگاؤنگا ملکہ نے
کہا کہ ای باپ یہ سو کنیزین مُنھ دیکھنے کو ہین ایک آدمی انکے روکے نہ رُکا شقاق
نے گود مین لیا سمجھاتا ہوا چلا کہ بیٹا نہ گھبراؤ عمرو سرحد سے اس پہاڑ کی نجا سکیگا
ملکہ کہتی ہی مین تو جان دونگی مجکو دھوکا دے گیا مان نے آکر جو یہ حال دیکھا دوڑ کے
بلائین لین کہا بیٹا کیون روتی ہو عمرو کو تمہارے باپ پکڑوا بلائینگے تمہاری کیا
خطا ہی سلطان رونا موقوف نہین کرتی عجب طرح کی قیامت برپا ہی یہی ہٹ ہی کہ
عمرو دھوکا دے گیا سلطان کا عجب حال ہی غیرت مین اپنی جان دیتی ہی مان باپ

سمجھا رہے ہین نہین مانتی آخر باپ گود مین لے کر بیٹھا سارا دن تڑپنے مین گذرا اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ ماہ تابان نے فوج زرین پوش مہر کو شکست دی لیلی شب نے نقاب چہرے سے اُلٹی مجنون روز دشت نجد مین چھپا ملکہ روتے روتے باپ کے کاندھے پر سو گئین ریحانہ نے کہا کہ صاحب بیٹی کو لٹا دو ایک طرف تم لیٹو اور ایک طرف مین یہ صلاح کر کے ایک طرف باپ لیٹا اور ایک طرف مان لیٹی کنیزین جا کر گوشون مین چھپین حکم ہو گیا کہ کوئی بات نہ کرے خواجہ نے دو پہر رات گئے آنکھ کھولی شقاق الجادو کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اُسکی شکل بنکر سوئے صبح کو جو آنکھ کھلی تیغہ کھینچا کنیزون کو قتل کرنا شروع کیا اور اُن سے کہا کہ حرامزادیو بتاؤ میری بیٹی کیا ہوئی محل مین ایک تلاطم ہے کہ لو صاحبو بیٹی غائب ہو گئی ریحانہ کو سامنے بلایا تلوار چمکا کر کہا کہ کیون حرامزادی اب تو راضی ہوئی بیٹی میری غائب ہو گئی ریحانہ نے سر جھکا کر کہا کہ لو صاحب یہ سر حاضر ہے کاٹ لو شقاق الجادو نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ریحانہ کے دو ٹکڑے ہوے اب تو سب کانپ گئے کہ زوجہ کو مار ڈالا وہی تیغہ خون آلود لیے ہوے باہر نکلا چوبدارون کو قتل کیا دربار مین آ کے حکم دیا کہ سُبک رو کو بلاؤ اسی ملعونہ کی ذات سے سارا فساد برپا ہوا ساحر گئے اور سُبک رو کو لائے شقاق الجادو نقلی نے پکار کر آواز دی کہ او ضعیفہ مکارہ اگر تو گانا نہ سُنتی تو یہ آفت کا ہے کو برپا ہوتی کیا مجھ سے مقابلہ کریگی یہ سُنکر سُبک رو نے کہا کہ ای نور نظر مین نے تجھکو خون جگر پلا کر پرورش کیا بھلا مین تجھسے مقابلہ کرونگی لڑکی کا غائب ہونا ایسا ہوا کہ تیرے غم سے میرا بھی کلیجہ خون ہو گیا حیران ہون کہ اُسکو کہان ڈھونڈھون شقاق الجادو نے تلوار گلے پر رکھی کہا کہ دیکھ او حرامزادی مین اپنے کو ہلاک کرتا ہون سُبک رو بیقرار ہو کے دوڑی کہتی ہوئی کہ ای نور نظر تو نے غضب کیا کہ زوجہ کو قتل کر ڈالا اب اپنے کو بھی ہلاک کیا چاہتا ہے مین اپنی جان تجھپر نثار کرونگی نیر ارنج نہ دیکھ سکونگی یہ کہہ کے قریب آئی چاہا کہ تلوار چھین لون شقاق الجادو نے کہا کہ او مکارہ دیکھ

خداوند آتے ہین اور مجکو بلاتے ہین کہتے ہین بہشت مین چلو ہین ضرور قدرت کے
ساتھ جاؤنگا ضعیفہ بلٹی عمرو نے پہلو سے ہاتھ مارا ضعیفہ کے دو ٹکڑے ہوے
مصاحبون نے جو دیکھا کہ ضعیفہ کو مار ڈالا ہر ایک کا قول تھا کہ شقاق الجادو غم
مین بیٹی کے اپنے ہوش مین نہین ہی زوجہ کو کسقدر چاہتا تھا لیکن اُسکو بھی مار ڈالا
اب ملک کو ویران کریگا وہ دایہ کہ جسکا دودھ پیا اور مادر مہربان کہتے تھے اُس کو
مارتے بھی افسوس نہ آیا کیسا ہاتھ مار دیا تخت پر آکے شقاق بیٹھا اشرار و سالار
دونون جادوگرون کو بلایا اشرار سے کہا کہ تو جو عمرو کو لینے گیا تھا تو نے میری بیٹی کو
ایسے سخت کلمے کہے کہ اُسی غیرت مین وہ نکل گئی ای سالار اشرار کا سر کاٹ لے
چند جادوگردن نے لپٹ کر اشرار کو قتل کیا جب اشرار قتل ہو چکا تو کہا کہ کیون
یارو میرے سردار قدیم کو تمنے قتل کیا اور مجکو نہ سمجھایا کہ اسکو نہ قتل کیجیے اب اُس کے
بدلے مین سالار کو بھی قتل کرو کہ اسنے اشرار کو قتل کرایا اور مجکو نہ سمجھایا ساحرون
نے بل کر سالار کو بھی قتل کیا ایک کو ایک سے قتل کرانا شروع کیا ہر ایک پر یہی
جرم رکھا کہ یارو مجکو سمجھاتے نہین مین تو بیٹی کے غم مین بدحواس ہو رہا ہون اور
تمھارے نزدیک کچھ بات نہین مناسب یہ ہی کہ باہر نکل جاؤ میرے ملک سے نکلو اب
مین اپنی بھی جان دونگا بعد ایسی بیٹی کے زندگی بیکار ہی تم لوگون نے اُسکو ایسے
کلمات کہے کہ غیرت مین اُسنے اپنے کو آوارہ کیا تم لوگ بھی مجھے صورت نہ دکھاؤ ایک
چولھا بنادو اُسپر ایک کڑھاؤ رکھو اُس مین تیل ڈال دو اور آگ روشن کرو تم سب
باہر جاؤ مین اپنی جان دونگا شقاق نقلی کیواسطے سب دعائین کرتے ہین کہ یہ ظالم بھی
اپنی جان دے تو فراغت ہو گئی ہی جادوگردن کو قتل کر چکا اب بیٹی کے غم مین خود جان
دیے گیا ہی بیٹی بھی ایسی تھی کہ رشک آفتاب و ماہتاب کلام مین لاجواب قد سرو
باغ خوبی عارض گل گلزار محبوبی اُسکا غائب ہونا اسپر بہت شاق ہوا اب جان دینے پر
آمادہ ہی بیشک یہ اپنی جان دیگا مگر نہین معلوم وہ معشوق کہان گئی اور کس صحرا مین
پہونچی آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار دیکھیے اُس پر کیا گذرے یہان جب

خواجہ نے دیکھا کہ سب باہر گئے اور اب مین اکیلا ہون اُس جادوگر کو زنبیل سے
نکالا اور دیکھا کہ تیل کھولنے لگا جادوگر جال مین لپٹا ہوا تھا جال کو کڑھاؤ مین جھاڑ دیا
وہ ساحر زبردست جو کڑھاؤ مین گرا ایک دناٹا ہوا بہت سے زاغ وزغن پیدا ہوے
غل مچاتے تھے اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شقاق الجادو بود سب لوگ جو
باہر تھے خوشیان کرنے لگے کہتے تھے کہ بڑا ظالم مرا خواجہ نے دروازہ کھولا سب نے
دیکھا کہ شقاق الجادو تخت پر بیٹھا ہی کانپنے لگے کہتے تھے وہ کون مرا تھا کہ جس کے
مرنے کی آواز آئی بعضے کہتے ہین شیطان ہو گیا کہ مرنے کی بھی آواز آئی اور تخت پر
بیٹھا ہی اس سے ڈرنا چاہیے سب آکر بیٹھے خواجہ نے پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین
منم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری شقاق الجادو کو مارا سب ساحرونکا
کام تمام کیا اب اطاعت کرو ورنہ تم سب کو قتل کرونگا سب قدمون پر گرے اور
کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوے جب سب کو خواجہ نے مسلمان کیا سب ملک
باسلام آباد ہوا سلطان کو زنبیل سے نکالا تخت پر بٹھایا ہوشیار کر کے کہا کہ ای
ملکۂ عالم مین نے خاتمہ کر دیا تمھاری ماں اور باپ کو مارا سب ساحرون کو
قتل کیا تم تخت پر بیٹھو یہان کی حکومت کرو اگر کوئی فساد کریگا مین آکر سمجھ لونگا
صاحبقران کو اور ملکہ کو قید سے رہا کیا جب یہ دونون قید سے چھٹے عمرو نے
امیر سے کہا کہ حضور یہان تشریف رکھیں مین اب جا کے شفا و باد انگیز کی گردن
لون وہ دونون صحرا مین چین کر رہے ہین خواجہ بشکل ریحانہ ایک محافہ بین
سوار ہوے شفا و باد انگیز صحرا مین اُترے ہوے ہین ذکر ہو رہا ہی کہ خواجہ و
امیر قتل ہو گئے ہونگے کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ ریحانہ آتی ہین سر امیر و
عمرو کے ساتھ ہین شفا و باد انگیز واسطے استقبال کے نکلے آگے دیکھا کہ محافہ
بیچ مین ہی ادھر اور اُدھر امیر و عمرو کے سر ہین سرون کو دیکھکر بہت خوش ہوے
کہتے تھے کہ وہ شخص مارے گئے کہ جنکی نہیب شمشیر سے ساحران ملک تھراتے تھے اب
کتنی بڑی سب کو خوشی ہوئی یہ کہہ کر شفاے جادو قریب محافہ آیا پوچھا کہ ای ملکۂ عالم

آپ نے کیون تکلیف فرمائی ریحانہ نقلی نے کہا کہ ای شفاے جادو شوہر نے میرے
امیر و عمرو دونون کو قتل کیا اب ایک کام کرو کہ بہار آموز کو بلواؤ اسی صحرا مین
ایک جلسہ ہو شب بھر جام مئے ارغوانی چلے صبح کو ہم تم سب مل کر طلسم کشا کو سر امیر
دکھائین گے وہ اپنے دادا کا سر دیکھ کر ہلاک ہو جائیگا طلسم کشائی سے ہاتھ اُٹھائیگا
بادانگیز نے آکر ریحانۂ نقلی کو اُتروایا بارگاہ مین لاکر پہونچایا شفاے جادو نے
نامہ لکھا کہ ای بہار آموز مبارک ہو کہ عمرو و امیر قتل ہوے زوجۂ شقاق الجادو
صحراے مرداریہ مین فروکش ہین جلد آؤ جشن ہوگا سامری و جمشید کی نذر و نیاز
بھی ہوگی بہار آموز کو جو یہ نامہ پہونچا مثل گُل شگفتہ ہو گئی اور نامے مین یہ بھی لکھا تھا
کہ ملکہ غنچۂ آرزو مرنے سے صاحبقران کے اپنے ہوش مین آگئین کہتی ہین کہ مین
اپنے ہوش مین نہ تھی بہار آموز نے اُسی وقت تیاری کی بارہ ہزار کنیزون کو اپنے
ساتھ لیا تخت پر سوار ہو کر چلی بیرون کو ساتھ رکھا ہی جب قریب صحراے مرداریہ
پہونچی شفاے جادو کو نامہ لکھا کہ مین حاضر ہوئی امیدوار جشن ہون بیشک اب
طلسم کشا کا چل کر کام تمام کرین گے یہ بڑا مژدہ سُنایا کہ غنچۂ آرزو اپنے ہوش مین آئی
تمھاری ذات سے یہ فتح ہوئی شفاے جادو یہ نامہ دیکھ کر خود گیا اور بہار آموز
کو لیکر آیا بہار آموز نے آکر ریحانۂ نقلی کے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ آپ کے
ملک پر جاکر خاتمہ صاحبقرانی ہوا اس شخص نے بہت سر اُٹھایا تھا جسکا یہ انجام ہوا
اب جس دن طلسم کشا کا سر ملے طلسم خیال سکندری محفوظ رہے یقین ہی کہ سر اُنکا
دیکھ کر کل مسلمانون کے حوصلے پست ہو جائین طلسم سے نکل کر بھاگین ریحانہ نے کہا
کہ ای بہار آموز میرا شوہر ایسا ہی زبردست ہی کہ جسنے ان فسادیون کو قتل کیا
اور خاک مین ملایا بر وقت قتل بڑا خوف تھا کہ ایسا نہ ہو دیوان پردۂ قاف آجائین
یا فرزند اسکے پہونچین یا طلسم کشا آجائے مگر ایسا انتظام کیا تھا کہ سب طرف سے راستہ
بند کر دیا تھا کوئی نہ آنے پایا عمرو نے بڑے بڑے مکر کیے مگر شوہر نے میرے کسی مکر کو
نہ مانا آخر قتل ہوے لیکن جس وقت عمرو قتل ہوا تھا چہار طرف ہنگامہ و شور تھا

دمامہ دشمش کی آواز آتی تھی کہ آج ہمارے خون کا بدلہ ہوا اب ہم نے قید سے رہائی پائی دنیا مین تو اب نہین آسکتے کیونکہ ہمنے جولہ تبدیل کرڈالا ہی اپنے بھائی اور بندون کے ساتھ رہین گے یہ کہکر ریحانہ نے کہا کہ ای فرزند سامان جشن کرو تاکہ روح سامری کو ثواب پہونچے قدرت کو بھی عرضیان لکھو کہ یا خداوند آپکو مبارک ہو جو آپ نے ادل مین لکھا تھا وہ سب منسوخ ہوا بہار آموز نے بارگاہ کو آراستہ کیا ریحانہ تخت پر بیٹھین سب ساحر گرد آکر حاضر ہوے ساز بجنے لگے اور یہ اشعار عاشقانہ گائے جاتے تھے نظم

ماہ نو سے جو وہ خورشید مقابل ہوگا
اُسپہ آفت نہین مُنھ سوے خدا ہی جسکا
مردم چشم ملائک ہین ترے خال سیاہ
شمس جانینگے منجم تجھے اور اُسکو قمر
مار ڈالا ہی جسے جان کے جون قاتل نے
غافلو نشہ دولت سے نہ اتنا بھکو
آسمان کو نہ بہت ناز سے دیکھا و ظالم
اُسنہی تجکو عبث لالہ رخون سے ناہیخ

یہ یقین ہی کہ نظر آتے ہی کامل ہوگا
طائر قبلہ نما کاہے کو بسمل ہوگا
روے خورشید پہ ایسا نہ کوئی تل ہوگا
آئنہ جب ترے چہرے کے مقابل ہوگا
زلف مشکین مین یقین ہی وہ مرادل ہوگا
دیکھنا کاسہ سر کاسہ سائل ہوگا
ابھی بیہوش ہر اک عرش کا حامل ہوگا
داغ حسرت کے سوا خاک نہ حاصل ہوگا

خواجہ نے تخت سے اُٹھ کر کہا کہ صاحبو آج بڑی خوشی ہی کہ دشمن سامری مارا گیا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ملک تباہ ہوے بڑے بڑے ساحر مارے گئے روح سامری کو کیا صدمہ پہونچا ہوگا لہذا دل چاہتا ہی کہ پتلے شراب کے منگاؤ اُس پر القاب سامری پڑھون کتاب ژندپاژند مین لکھا ہی کہ جو القاب سامری پڑھا ہوا جام پیے گا سو برس اُسکی عمر بڑھ جائیگی اس بات پر سب خوش ہوے پتلے شراب کے لاکر رکھے گئے خواجہ نے اُٹھ کر القاب سامری پڑھا شراب مین بیہوشی ملائی حکم کیا کہ سب ایک ایک جام پئین ساحرون کے دل خوشی تھے ایک سے ایک بغلگیر ہوتا تھا اور ہر ایک کا قول تھا کہ آج ہمارا دشمن سخت مارا گیا دیکھو اس محفل مین

سامری و جمشید بھی آئے ہین قدرت ناچ رہے ہین اور بتا رہے ہین کیا کیا اشعار گا رہے ہین جنکا ترجمہ یہ ہی نظم

خالی نہین فلک بھی جنون کے عذاب سے
پہنے ہی طوق دائرۂ آفتاب سے

ای چرخ تیر آہ ہوا رخصت آشنا
سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے

رہتی نہین کسی کی ہمیشہ برہنگی
پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے

دیو شب فراق نے کسکا لہو پیا
آتی ہی بوے خون قدح آفتاب سے

مجھ جمال ہون تپ دیرینہ ہی مجھے
مانگو دوا کے واسطے قرص آفتاب سے

ہر وقت حسن دختر رز کی ہی ٹکٹکی
آنکھین لڑی ہوئی ہین مری آفتاب سے

نظارہ ہاے حُسن سے سینہ ہی داغدار
حاصل ہی آفتاب مجھے آفتاب سے

ابر د کتاب حُسن مین پائے جو انتخاب
یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے

احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان وہ ہون
شرمائے گی نہ لاش کفن کے حجاب سے

ساقی نگاہ مست تری کام کر گئی
ٹپکی شراب شوق جگر کے کباب سے

آداب حُسن مین مجھے لب بستگی رہی
نکلی نہ بات بھی دم پرسش حجاب سے

سینہ کیا شگاف رُلایا اُنھین بھی خوب
دھوئین کدورتین جگر آب آب سے

قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے
اٹکے گلے مین گھونٹ نہ خنجر کی آب سے

تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی
مستی کو کھینچ لین گے حباب شراب سے

یہ لطف پھر کہان جو نہین بے نیازیان
طفلی کو میری ننگ ہی شیب و شباب سے

کیا کیا زبان تیغ نے بخشی حلاوتین
لبریز ہین دہان جراحت لعاب سے

میرا ہی دوست خود سبب دشمنی ہوا
آئین خرابیان دل خانہ خراب سے

ہان ای نسیم اپنی شفاعت کے واسطے
حاصل کرین گے خاک در بوتراب سے

اُس محفل مین عجب ہنگامہ ہی ریحانہ نقلی نے بہار آموز سے کہا کہ شیشۂ اسم اعظم حمزہ و حرز ہیکل کہان ہی وہ مجکو دو قدرت مانگتے ہین یہ چیزین آسمان پر لے جائین گے اب یہ چیزین دنیا مین نہ رہین گی فرشتون کے پاس رہین گی یہ سُنکر بہار آموز نے شیشہ اور

حرز ہیکل منگا کے خواجہ کو دی خواجہ نے شیشہ توڑ ڈالا اور حرز ہیکل کو اپنے پاس رکھ لیا سب کو ایک ایک جام پلایا جادوگر بلبلا نے لگے کوئی کسی کی داڑھی پکڑتا ہی کوئی کسی کی کلاہ اُتارتا ہی کوئی کسی کے گریبان مین ہاتھ ڈالتا ہی تھوڑے عرصے مین بہار آموز اپنے مقام سے اُٹھی سلام کرتی ہوئی دوڑی پکارتی ہوئی یا خداوند آپ نے بڑی تقدیر کامل کی کہ بڑا دشمن قتل ہوا ذرا میرے پاس آئیے اور میرے قدمون کو بوسہ دیجیے یہ کہتی ہوئی اُٹھی چند قدم چل کر گری سب جادوگر لیتا لیتا کہکر اُٹھے اور گر گر کر بیہوش ہوے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا غنچۂ آرزو گوشے سے نکلی برق گرانے لگی ایک طرف سے صبائے سحر خیز بھی پیدا ہو گئی گویا چھپی ہوئی تھی اور یہ تماشا دیکھ رہی تھی ان دونون جادوگرنیون نے جو ل کر برق گرائی صدہا جادوگر اور جادوگرنیون کے سر اُڑ گئے سب کو خواجہ نے قتل کیا غنچۂ آرزو و صبائے سحر خیز ہمراہ ہین چند جادوگرنیان اور ساحر جو قتل سے بچے تھے وہ ہمراہ ہوے خدمت مین صاحبقران کی پہونچے صاحبقران سب کو ساتھ لے کر جاہتے ہین کہ کوچ کرین خبر پہونچی کہ رستم نوجوان تشریف لاتے ہین امیر نے فرمایا کہ رستم کو تو دوکان پر تاجر کی چھوڑا تھا وہ کیونکر آئے مگر حقیر عرض کرتا ہی کہ تاجر نے رستم کی دعوت کی تھی عین دعوت مین ناچ راگ و رنگ ہوا ایک نازنین گلنار پوش تھی اُسنے دامن رستم کا تھاما بتا بتا کر چند اشعار پڑھے رستم بیقرار ہو گئے اُسنے اشارے سے وعدہ کیا کہ کوٹھے پر آئیے رستم اُٹھ کر کوٹھے پر گئے دیکھا کہ وہ ہی مہ جبین ایک زنگی کو پہلو مین لیے بیٹھی ہی رستم نے کلمات سخت کہے نازنین نے کہا کہ آپ کیون بگڑتے ہین یہ میرا شوہر ہی آپ اسکے وقت پر کیون آئے رستم نے زنگی کو مارا جب اُس عورت پر تلوار اُٹھائی تو وہ قدمون پر گرنے لگی اور کہا کہ اے شہریار میری خطا کو معاف فرمائیے ابران دیو کش نامے ایک پہلوان صحرامین فروکش ہی آپ کی خبر سُن کر آیا ہی مجکو چاہتا ہی کہ لے جائے اُس کے ہاتھ سے بچائیے رستم مقابلۂ ابران مین آئے اُسنے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین مقابلہ پڑا اُس سے نیزہ چلا جب نیزہ اُسکا

رستم نے نکالا پھر اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے روک کر ہاتھ جو مارا ایران
کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی ایران کے اندھیرا ہو گیا پانی برستا تھا نہرین
جوش مار رہی تھین اُسی عورت نے سامنے آکر کہا کہ ای شہریار اپنے کو اس
حوض مین گرا دیجیے پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھیے رستم حیران حیران
اُسکی جانب دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے پھر آواز آئی کہ اپنے کو حوض مین
گرا دو رستم کو کچھ نہ بن پڑا آخر بسم اللہ کہکر حوض مین کود پڑے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ بلندی سے کودا ہون کبھی سر تلے پانون اوپر کبھی پانون نیچے سر اوپر افتان
وخیزان زمین پر گرے تب آمد لشکر صاحبقران دیکھی بارگاہ مین آکے امیر
سے ملے اور سب حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای نور نظر مین بھی
عجب آفت مین مبتلا تھا مگر خواجہ نے بڑا کار نمایان کیا عمرو نے صلاح دی کہ
اب کوچ کیجیے امیر نے قصد کیا ہی کہ کوچ کرین رستم ساتھ ہین کہ یکایک صحرا سے
گرد اُڑی تمغاج خطائی گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج نیزے سب کے
ہاتھ مین نمایان ہوا اور سامنے لشکر امیر کے اُترا اُترتے ہی طبل جنگی بجوا دیا امیر
کو خبر پہونچی فرمایا کہ خواجہ تم بھی اپنے لشکر مین طبل جنگی بجواؤ یہان بھی طبل جنگی بجا
صبح کو تمغاج میدان مین آیا ادھر سے صاحبقران پہونچے تمغاج نے گینڈا
اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ یا صاحبقران زبان مین نے سنا ہی کہ آپنے
اپنے فرزند کا نام رستم رکھا ہی مین رستم کے مقابلے کا مشتاق ہون دیکھون تو کیسے
رستم ہین علمشاہ نے یہ سُن کر مرکب ٹھکرایا سامنے صاحبقران کے آکر عرض کی
کہ ای قبلہ وکعبہ اجازت میدان صاحبقران نے رخصت دی علمشاہ گھوڑا
اُڑا کر برائے مقابلۂ تمغاج چلے سہام جادو تمغاج کے ساتھ ہی عقاب کی
شکل بنی ہوئی ایک نخل پر بیٹھی ہی رستم جو مقابلے مین آئے سہام سحر کرنے لگی مگر
رستم کے ہاتھ مین انگشتر سامری ہی سحر تاثیر نہین کرتا رستم نے نیزہ تمغاج کا
نکالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پکڑ لی دن بھر کی کشتی مین

اُسے زیر کیا سوال اسلام کیا یہ بمکر مسلمان ہوا رستم ساتھ لے کر تمفاج کو خدمت صاحبقران مین آئے عمرو نے عرض کی کہ ای شہریار اسکے بشرے سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ بصدق دل مسلمان نہین ہوا صاحبقران نے جھڑک دیا مگر تمفاج ایک خیمے مین آکر داخل ہوا اس فکر مین ہی کہ رات کو رستم کے تئین قتل کرون رات کو اپنے مقام سے اُٹھا تیغہ کھینچے ہوئے خیمۂ رستم مین آیا چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون رستم کی آنکھ کھُل گئی للکارا کہ او نامرد کیا کرتا ہی تمفاج بھاگا رستم نکل کے گھوڑے پر سوار ہوئے تعاقب مین تمفاج کے چلے تمفاج بھاگا ہوا جاتا ہی ہلڑ جو ہوا سہام جادو نے خبر سُنی کہ تمفاج رستم کو تلوار مار کر بھاگا ہی اور رستم تعاقب مین جاتے ہین عقب سے سحر کرتی ہوئی چلی مگر جو سحر کرتی ہی وہ قریب رستم نہین پہونچتا حیران ہی کہ یہ کیا ماجرا ہی جو سحر تاثیر نہین کرتا تمفاج بدحواس بھاگا ہوا جاتا تھا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی پوچھا کہ یارو یہ کسکا لشکر ہی لوگون نے بیان کیا کہ ہنگام فیل کش نامے ایک پہلوان ساٹھ ستر ہزار فوج سے فروکش ہی تلاش مین ہی کہ طلسم کشا کو پاؤن تو قتل کرون یہ سُنکر تمفاج لشکر مین گھُس آیا بارگاہ مین ہنگام کی پہونچا ہنگام نے پوچھا کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان یہ کیا باعث ہی کہ جو تم اسقدر پریشان ہو اور کیون گھبرائے ہوے آئے ہو تمفاج نے کہا کہ ای برادر میرے تعاقب مین رستم آتا ہی چار پہر مین اُس سے لڑا وہ مجکو زیر کرکے لے گیا تھا رات کو مین نے قصد کیا کہ قتل کرون وہ جاگ اُٹھا میرے تعاقب مین آتا ہی ہنگام نے کہا کہ تم بیٹھو کیا مجال ہی کہ یہان کوئی آئے ٹکڑے اُڑا دون اس طور سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا ہنگام نے اُٹھ کر پوچھا کہ ارے یہ ہنگامہ کیسا ہی لوگون نے چاہا کہ کہین دیکھا کہ درگہ سالار کا سر ڈھلکتا ہوا آتا ہی ہنگام نے جو سر درگہ سالار کا دیکھا فوراً للکارا کہ ای رستم بس زیادہ گستاخی نہ کرنا رستم نے کہا کہ ہمارے دزد کو

حوالے کردو ہنگام نے تمفاج کو اشارہ کیا کہ ارے مارے کیون خوف کرتا ہے
تمفاج ہنگام کے کہنے سے بڑھا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا
اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر نعرہ کیا نعرۂ رستم علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت
مرزدق افگندہ شور + ہاتھ تلوار کا مارا تمفاج نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر
تیغۂ برق تاب دست زبردست رستم عالیجناب سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر
تلوار جو گری سراسر کلّے اور جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق
سینے سے مثل سیماب گذر کر زمین کو بوسہ دیا ہنگام نے للکار کر آواز دی کہ ای
رستم یہ کیا غضب کیا ہمارے سامنے اُس شخص کو مارا اگر جسنے ہمارے دامن مین پناہ
لی تھی اب کیونکر بچو گے نہین جانتے کہ مین نے فیلان جنگی کو چیر کر پھینک دیا ہے
ہنگام فیل کش میرا لقب ہے رستم نے کہا کہ تجھ ایسے بہت سے نامرد ہمارے ہاتھ
سے مارے جا چکے ہین مقابلے مین آیہ ذکر تھا کہ سہام جادو آکر پہونچی لاشہ تمفاج
کا دیکھ کر تڑپ گئی کہتی تھی کہ میرے پُرانے آشنا کو مارا اب مین راتون کو تڑپون گی
کون میری تسکین کریگا رستم پر سحر کیا رستم نے پلٹ کر ہاتھ سہام کا تھام کر ایک
طمانچہ مارا کہ سر سہام کا اُڑ گیا تھرا کر گری ہنگام کا ارادہ تھا کہ مقابلہ کردن
مگر یہ قوت رستم کی دیکھ کر تھرا گیا دوڑ کر قدمون پر گرا اور کہا کہ ای شہریار مین
آپ کی اطاعت کرتا ہون مجھے بقراط نے براے مقابلۂ طلسم کشا بھیجا تھا مین کئی
دن سے طلسم کشا کو تلاش کرتا پھرتا ہون آج تین دن سے اس مقام پر اُترا ہون
شب کو غولان صحرائی آتے ہین لشکر کو تباہ کرتے ہین امیدوار ہون اسکا انتظام
کر دیجیے مین ہمراہ رکاب رہون رستم نے سر ہنگام کا سینے سے لگایا اور وعدہ
فرمایا کہ انشاء اللہ آج ہی شب کو غولون کا انتظام کرین گے ہنگام بصدق دل
کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا لاکر محفل مین بٹھایا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز
آکر حاضر ہوے دورۂ جام بے اندیشۂ انجام شروع ہوا ایک گائن سامنے بیٹھ کر
یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی نظم

تیوری چڑھی ہوئی ہی کشیدہ نظر ہین آپ
کچھ اور حوصلہ ہی جو آئے اِدھر ہین آپ
صیاد رنج وفکر اسیری ہی کس لیے
سوز نفس سے خاک مرے بال وپر ہین آپ
ناحق اُٹھائین منتِ صیاد ہم نفس ٭
مو جسم ناتوان پہ یہان نیشتر ہین آپ
ہی آمد آمدِ نفسِ واپسین ہنوز
پہونچا یہان یہ حال مگر بیخبر ہین آپ
آگاہ سے ضرور نہین عرض مدعا
کیا کیجیے خوب واقفِ دردِ جگر ہین آپ
ہر روز شانِ حُسن نئی ہی جمال مین
خورشید ہین کبھی کبھی رشکِ قمر ہین آپ
حسرت فزا ہین جذب محبت کے حوصلے
یان اپنے نالہ ہاے سحر بے اثر ہین آپ
ای آہ ونالہ بعد فنا بھی نہ کم ہو جوش
اتنا رہے خیال شریک سفر ہین آپ
کوسون ضیاے حُسن نے بخشی ہی روشنی
کہتا یہی ہی نور کہ شاید بشر ہین آپ
ہی انتہاے شوق سے پرواز مرغ روح
قاصد ہم اپنے حال کے خود نامہ بر ہین آپ
فریاد ای جرس شب وصلت مین کس لیے
ہم دلفگار نالۂ مرغِ سحر ہین آپ
جلاد روزگار ملا ہی کسے خطاب ٭
اب شکر کیجیے کہ بڑے نامور ہین آپ
قربان جان ودل سے نہ کسطرح مین رہون
رونق فزاے شعلۂ داغ جگر ہین آپ
پروانے سے حجاب نہین کچھ بھی شمع کو
عاشق سے کیون گریز ہی معشوق گر ہین آپ
وا کیجیے نہ عقدۂ زلفِ دراز کو ٭
اتنا رہے خیال کہ نازک کمر ہین آپ
پایا غزل نے طول نہین کم ابھی امنگ
کچھ خیر ہی نسیم کہان ہین کدھر ہین آپ

کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا فریاد والامان کی صدا آنے لگی ہنگام نے سر اُٹھا کر کہا کہ ای یار دخبر تو لو یہ کیا معرکہ ہی ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار غولان بیابانی آگر گرے ہین لشکر کو تباہ کر رہے ہین رستم تلوار ٹیک کر اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوکر باہر آئے دیکھا کہ صدہا غولان بیابانی بندگان خدا کو قتل کر رہے ہین اور آنکھین اُنکی مثل مشعل کے روشن ہین جسکو پکڑا اچیر کر پھینک دیا کسی کا سر کھینچ لیا کسی کا ہاتھ توڑ ڈالا کسی کا پاؤن شکست کیا رستم نے سامنے آکر نعرہ کیا ایک غول قوی تن آنکھین چمکاتا ہوا سامنے رستم کے آیا چوب دست چرخ دیکر لگائی

رستم نے جو بدست کو قلم کیا ہاتھ تیغہ کیبتان کا مارا کہ غول کے دو ٹکڑے ہوے
دو چار غول جو مارے سب غول غلغلہ کرتے ہوے بھاگے رستم اُنکے پیچھے چلے ہنگام
نے پکار کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار انکے پیچھے نہ جائیے ایسا نہو کہ صحرا مین
جاکر گھیر لین تو مشکل پڑیگی رستم نے کہا کہ مین انکا تعاقب نہ چھوڑونگا اور مرکب
بڑھا کر چلے ایک صحرا مین غول آکر پہونچے غولون نے ایک چیخ ماری اور کئی ہزار
غول آئے رستم سب سے لڑنے لگے جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
نصف قتل ہوے اور نصف بھاگے جب سب غول بھاگ گئے رستم قریب درۂ کوہ کے
آئے کراہنے کی انسان کے آواز سُنی دل دُکھ گیا کہ کوئی بندۂ خدا کراہتا ہی اندر
درۂ کوہ کے آکر دیکھا کہ ایک بندۂ خدا تاجدار چت لیٹا ہوا ہی چھاتی پر اُسکی ایک
پتھر رکھا ہی درد سے کراہ رہا ہی رستم نے وہ پتھر ہٹایا اُس تاجدار نے اُٹھ کر رستم
کے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ حضور نے جان بچائی اس مصیبت سے نجات دی رستم
نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی تاجدار نے کہا کہ معین تاجدار حقیر کا نام ہی مین
اپنی دختر کو ساتھ لے کر واسطے شکار کے اس صحرا مین آیا یہان سے قریب ایک
باغ ہی اُس باغ مین ایک ساحرہ رہتی ہی کہ سرکردۂ غولان اُسکا نام ہی یہ سب
غول اُسی کے قبضے مین ہین اُسنے آکر سحر کیا کہ ہاتھ پانؤن میرے بیکار ہوے دختر
کو تو وہ لے گئی مجکو ان سب کے سپرد کیا اور کہا کہ تم اسکو کھانا ان بھیاؤن نے
مجھے پتھر کے نیچے دبایا تھا آج آپس مین وعدہ تھا کہ جب پلٹ کر آوین گے تو اسکو
کھا دین گے خدا نے آپ کو پہونچایا اب چل کر اُس ساحرہ کو قتل کیجیے کہ دختر میری
رہائی پائے رستم معین تاجدار کو ساتھ لے کر طرف باغ کے چلے جب سامنے
باغ کے پہونچے تو ایک صداے مہیب آئی کہ او معین تاجدار اور ایک کھاجہ
ہمارا لایا مین اسکو بھی کھاؤنگی افسوس ہی کہ دختر تیری مجھسے چھوٹی معین تاجدار
کانپنے لگا کہا کہ ای شہریار بھاگیے وہ ساحرہ آتی ہی باغ کے اندر سے ایک ساحرہ
نکلی کہ آنکھین اُسکی مثل مشعل کے روشن غلغلہ کرتی ہوئی آتی ہی رستم بلیتن آگے بڑھے

معین تاجدار تو ایک زرغے مین جا کر چھپا اُس ساحرہ نے سحر کیا طبقے زمین کے اُڑانے لگے صدہا درخت گرے مگر رستم کے قریب نہ آئے ہوا زور سے چل رہی ہی درخت گر رہے ہین مگر رستم کو کچھ صدمہ نہ پہونچا جب تو اُس ساحرہ نے آواز دی کہ ارے کیا ساتھی میرے مر گئے آکے اسے کھا لو وہ ہی غول جو بھاگ گئے تھے وہ سبکے سب حاضر ہوے کہا کہ ای سرکردہ یہ غول کُش ہی ہم اس سے مقابلہ نہ کرینگے ہمارے کئی ہزار بھائی اِسنے مار ڈالے مگر تیرے حکم سے اسپر حملہ کرتے ہین شاید غالب آئین دو ہزار غول نے رستم کو گھیرا چہار طرف سے حربے کرنے لگے مگر رستم نے تیغہ کیبتان کو کھینچا جس غول پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے آخر وہ غول بھاگے ساحرہ نے پر پرواز پیدا کیے اور اُڑ کر چلی رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کر کے مارا اُس ساحرہ کے سینے کو توڑ کر پار گذرا جل جل کر خاک سیاہ ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرکردہ غولان بود رستم معین تاجدار کو ساتھ لے کر باغ مین آئے بارہ دری مین آکر دیکھا کہ چند عورتین سر جھکائے ہوے بیٹھی ہین رستم نے اُنسے پوچھا کہ تم کون ہو بیٹی معین تاجدار کی کہان ہی اُن سبنے کہا کہ ای شہریار اُسی کی خدمت کے واسطے یہ ہمکو گرفتار کر لائی تھی آج رات کو جلسہ جما کر بیٹھی تھی اسکا شوہر بیتالک غول جو آیا اُسنے اُس معشوقہ کو پسند کیا کہا کہ اِسکو مین اپنے بیشے مین لے جاؤنگا اور اسکو گوشت اژدر کھلاؤنگا ہر چند کہ سرکردہ بگڑی کہ اسکو نہ لے جانے دونگی یہ بہت خوبصورت ہی میری رونق صحبت ہی مگر اُسنے نہ مانا کاندھے پر سوار کر کے لے گیا ہم لوگ ناچار بیٹھے ہین خوف کرتے ہین کہ اگر ہم لوگ یہان سے جانے کا ارادہ کرین تو پھر ہمکو ہمارے گھر سے پکڑ لائیگی رستم نے کہا کہ اب خوف نہ کرو وہ ساحرہ ماری گئی اپنے اپنے گھرون مین چین سے جا کر بیٹھو مگر اُس بیشے کا ہمکو نشان بتاؤ کہ جہان بیتالک غول اُس نازنین کو لے گیا ہی اُن عورتون نے نشان بتایا کہ بائین پر نکل کے اس باغ سے ایک صحرا ملیگا کہ بوے بد دماغ مین آئیگی پھر اُس صحرا مین پہونچیے گا بو کا باعث یہ ہی کہ ہڈیان انسان کی اُس صحرا مین پڑی ہین

جب آگے بڑھیے گا تو ایک نخل کلان سایہ دار ہی وہ ہی اُس غول بیتالک کا مسکن ہی
ایسا نہو کہ وہ آگاہ ہو جائے تو آپکو مشکل پڑیگی اگر اُسکی غفلت مین پہونچ گئے تو کیا
عجب ہی کہ آپ غالب آوین رستم باغ سے نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ بوے بد
دماغ مین آئی دیکھا کہ جابجا کھوپریان انسان کی اور دست و پا کی ہڈیان پڑی ہین
سامنے ایک نخل ہی نہایت سایہ دار اُسکے سائے مین وہ غول بیٹھا ہی ایک طرف
دختر معین تاجدار سر نگون بیٹھی رو رہی ہی غول کہتا ہی کہ آ کر میری آغوش مین بیٹھ
وہ نازنین کہتی ہی کہ تو جانور اور مین انسان کیونکر تیری آغوش مین بیٹھون تیرے
جسم سے بوے بد آتی ہی وہ غول منتین کر رہا ہی ملکہ منت نہین مانتی ملکہ نے جو اپنے
باپ کو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب مثال کے ساتھ ہین یا تو رو رہی تھی یا بے اختیار
ہنس پڑی بیتالک نے کہا کہ ای نازنین کیون ہنسی نازنین نے کہا کہ وہ تیرا قاتل
آپہونچا بیتالک چوبدست آہنی پکڑ کر اُٹھا اور پکار کر آواز دی کہ او جوان یہانتک
کسنے تجھے پہونچایا یہ وہ مقام ہی کہ جانوران درند گھبراتے ہین اس دشت مین نہین
آتے شاید قاتل سرکردۂ غولان تو ہی ہی یہ کہکر ایک چیخ ماری کہ کئی ہزار غول
ظاہر ہوے چہار طرف سے رستم کو گھیر لیا رستم لڑنے لگے جس غول کو ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے جب کئی سو غول مارے گئے تو بیتالک نے آ کر چوبدست آہن لگائی
رستم نے چوبدست کو تلوار سے کاٹا غول نے ڈنڈو کا پھینک کر چاہا کہ لپٹ پڑے دن
رستم نے ایک ہاتھ قلم کیا غول بھاگا رستم نے پیچھا کیا تھوڑی دور جا کے پلٹ پڑا
رستم نے ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوے اسکو مار کر پلٹے معین تاجدار تعریفین
کر رہا ہی کہ ای شہریار آپ کا جرأت مین مثل نہین مین تو آپ کی جنگ کا تماشا دیکھنے
چلا آیا مجھے خوف تھا کہ ایسا نہو یہ آپ پر غالب آئے مگر خدا نے فضل کیا یہ بھی ملعون
مارا گیا اب چل کر اُس آفت رسیدہ کو اُٹھائین جیسے ہی سامنے نخل کے آئے وہان
سناٹا پایا حیران ہو گئے پوچھا کہ کیون معین تاجدار دختر تمہاری کیا ہوئی معین نے
کہا کہ ای شہریار یہان سے قریب ایک کوہ ہی وہان کوہان قزاق رہتا ہی یقین ہی

که وه لے گیا اس طریقے سے معلوم ہوتا ہی که نشان سم مرکب پائے جاتے ہین وه
روز اس فکر مین رہتا تھا که یه غول ہٹے تو مین اس نازنین کو لے جاؤن رستم نے
کہا آرزو یه محال ہی قزاق اُسپر قبضه کر سکے ہم چل کر اُسکی بھی گوشمالی کرینگے معین
نے عرض کی که وه ہمیشه قزاقی کا جانتا ہی دن کو اُس سے مقابله پڑیگا رات کو
شبخون ماریگا آپ تک پہونچیگا اگر آپ کو بن پڑے تو گرفتار کر لیجیے گا مگر بہت ہی
سنبھل کر مقابله کیجیے گا رستم معین تاجدار کو ساتھ لے کر طرف پہاڑ کے آئے
دیکھا که حقیقت مین کوہان قزاق ملکه کو لایا ہی منتین کر رہا ہی ملکه کی نگاه رستم
پر پڑی تھی وه ہی صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی فرماتی ہین که ای کوہان
تو مجھے قتل کر ڈال مگر عصمت کا نام نه لے مجکو صدمه ہوتا ہی میرا تو عجب حال ہی نظم

مر گئی افسوس ای بلبل نه کیون سر توڑ کر — کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر
کیون مکدر ہو کہو کیا شی تمھین ملتی نہین — حکم ہو لا دون فلک سے یار اختر توڑ کر
خون کا قطره نه نکلا خشک تھا ایسا بدن — منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر
بعد مردن چاہیے صیاد کچھ الطاف بھی — قبر پر بلبل کی رکھدینا گُلِ تر توڑ کر
خسته جانون پر نه ایسا ظلم کرنا چاہیے — رنج بلبل کو نه دے گلچین گُلِ تر توڑ کر
دیکھتا روے مصفا کی جو تیرے روشنی — پھینک دیتا یار آئینه سکندر توڑ کر
سخت جانی کا برا ہو یار کو صدمے دیے — باندھ کر شمشیر آتے ہین وه خنجر توڑ کر
ایک قطره خون کا نکلا نه جسم خشک سے — حیرتی فصاد ہین نشتر په نشتر توڑ کر
اُسکے کوچے تک رسائی کسطرح ہو ای نسیم — کوئی بڑھ سکتا نہین حد مقدر توڑ کر

رستم نے نعره کیا که او قزاق ذلیل پر ای دختر کو لے آیا بہتر یه ہی که لا کر حاضر کر دیر نکر
کوہان کو اپنے زور پر بڑا دعوی ہی گینڈے پر سوار ہو کر کوه سے اُترا باره ہزار
قزاق ساتھ آئے کوہان سب سے کہتا ہی که تم سب الگ رہو مین اس کو ابھی
گرفتار کر لونگا ساحره کو مار کر بہت بلبلا یا ہی عورتون کو قتل کرکے زورون پر چڑھا
ہی میرے کوه کے سامنے آج تک کوئی غول نہین آیا جب غولون کی مجال نہین ہوئی تو یه

تو ایک مرد مسافر ہی جس معشوق پر میری جان جاتی ہی اُسکو مجھسے چھڑاتا ہی میرا تو
عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اس معشوقہ کے اشتیاق مین صبر نہ آئیگا دل میرا
اندر سے تڑپ رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی حسین و جمیل زبان کیسی طرارہ و فرار ہی اس جوان
کو قضا گھیر کر لائی ہی ابھی قتل کرتا ہون یہ کہتا ہوا سامنے آیا ساتھ والے سب جمکر
کھڑے ہوئے کوہان قزاق نے کہا کہ ای جوان پہلے تو حملہ کر لے کہ تیرے دلمین
حوصلہ نہ رہے رستم نے کہا کہ اپنا یہ دستور نہین کہ حریف پر پیش دستی کرین جب ہم کو
تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرین گے کوہان نے نیزہ مارا
رستم نے سنان نیزہ بچاکر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ توڑ ڈالا ملکہ بالاے کوہ
سے دیکھ رہی ہین دعا کر رہی ہین کہ ای کریم و کارساز و ای بندہ نواز اس ظالم
کے ہاتھ سے اس معشوق خوبرو رشک سرو لب جو کو بچانا روز سیاہ نہ دکھانا
تیرے نزدیک سب آسان ہی بندون پر تیرا احسان ہی یہ سُن کر رستم کو اور زیادہ
جوش و خروش ہوا آنکھ سے اشارہ کیا کہ ملکہ نہ گھبراؤ انشاءاللہ ابھی اس مغرور کو
زیر کرتا ہون کوہان نے جب دیکھا کہ نیزہ ٹوٹ گیا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار
خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور چاہا
تلوار چھین لون کوہان نے گریبان پر ہاتھ رکھا آپس مین کشتی ہونے لگی وہ بارہ ہزار
قزاق دیکھ رہے ہین تمنا ہی کہ ہمارا مالک کہے تو اس جوان کو گھیر کر مارلین علمشاہ
کوہان قزاق کو پکڑ لائے زمین پر لاکر دو تین گھسے مارے کہ پوست ماتھے کا اُڑ گیا
زرہ ٹکڑے ٹکڑے اور لباس پارہ پارہ گھبراکر اسنے آواز دی کہ یارو دیکھو رہے ہو
یہ جوان نابدولت کو مارے ڈالتا ہی گھیر کر مارلو بارہ ہزار قزاق لینا لینا کہکر چلے
رستم بھی نعرہ کرکے اُن سب پر جا پڑے بارہ ہزار سے اکیلے لڑ رہے ہین جسکے لپک کر
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جب چند افسر مارے گئے تو فوج بھاگنے لگی کوہان نے
دیکھا کہ اب کچھ زور نہین چلتا مغلوبہ مین بھی یہ جوان نہایت مشاق ہی پشت و پہلو
سے ہوشیار لڑ رہا ہی تھوڑی دیر مین اہل فوج نے دیکھا کہ چار سی جوان افسر اور

سرکردہ ہاتھ سے رستم کے مارے گئے دیکھیے اب کیا ہو یہ جوان سب کو جواب دیتا ہی مگر رستم جسکے قبضے مین تلوار دیکھتے ہین اُس سے چھین لیتے ہین اور چھین کر تلوار کو پھینک دیتے ہین اور اُسکو اُٹھاکر آسمان پر پھینک کر چو رنگ ہوائی قلم کرتے ہین افسرون کو جو اس طرح مارا کوہان قزاق گھبرا گیا جرأت کر کے پھر سامنے آیا اور پشت پر سے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے پلٹ کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا کوہان نے کہا کہ الامان رستم نے کہا امان بشرط ایمان کوہان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بارہ ہزار قزاقون کو بھی مسلمان کیا ملکہ کو محافہ مین سوار کیا مع کوہان قزاق و معین تاجدار طرف صاحبقران کے روانہ ہوے ایک صحرا مین آکر پہونچے دیکھا کہ کانٹے وہانکے اُنگلیان اُٹھا رہے ہین گویا بتا رہے ہین کہ اس طرف نہ آنا رستم اُسی صحرا مین اُتر پڑے ہر چند ساتھ والون نے کہا کہ یہ صحرا خراب و خستہ ہی یہان اُترنے کا ارادہ نہ کیجیے مگر رستم نے نہ مانا خیمے وغیرہ استادہ کرائے شام کو درختون کے جھاڑ روشن ہو گئے معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے صحرا کو منور و روشن کیا ہی روشنی سے اُسکی لشکر والے گھبرائے معلوم ہوتا ہی کہ بدن مین آگ لگی جاتی ہی رستم بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین کہ معین تاجدار نے آکر عرض کی کہ یہ صحرا آپ کے ملازمون کے واسطے بہت خراب ہی سب کا یہی قول ہی روشنی صحرا کی بڑھتی جاتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ بدن مین آگ لگ گئی ہی غلام کا بھی عجب حال ہی رستم نے فرمایا کہ خیال کر کے دیکھو تو کہ کوئی ساحرہ سحر کر رہی ہی اُس کے سحر کا یہ باعث ہی چند کس دوڑے ہوے آئے اور عرض کی کہ درۂ کوہ کے قریب آگ روشن ہی یا تو شعلے بھڑک رہے تھے یا اُن شعلون مین سے ایک ساحرہ نکلی اُسنے آواز دی کہ اے گرم رو کیا سبب ہی کہ تیرا سحر تاثیر نہین کرتا سب مسلمان پھر رہے ہین صرف اُن سب کو گرمی ہی معلوم ہوتی ہی جس وقت سے اُس ساحرہ نے یہ کہا کئی سو ملازم آپ کے دوڑے ہوے اُس آگ کے سامنے گئے اور پھاند پڑے آگ کا کام تو جلانا ہی اور اب تو تانتا لگ گیا ہی سب اُسی طرف جاتے ہین رستم تیغہ ٹیک کر اُٹھے

دیکھا کہ لوگ اُس آگ مین جا کر پھاندتے ہین وہان گئے اور جل گئے کئی ہزار ساتھ والے
آگ مین گر کر جل چکے ہین رستم نے ساتھ والون کو روکا خود قریب آگ کے آئے اور
نعرہ کیا کہ او مکارہ یہ کیا حرکت ہی سامنے آ تو حال معلوم ہو آگ مین جنبش ہوئی رستم
نے دیکھا کہ ایک دیر بنا ہوا ہی اُس مین ایک بُتِ کلان بیٹھا ہی رستم کو دیکھ کے
آواز دی کہ ای فرزند صاحبقران مقام افسوس ہی کہ تمنے قدرت کو نہین پہچانا
کوئی دلیل کرو تو تمکو قائل کر دین دیکھو تمہاری تلوار کیا کہتی ہی رستم تلوار کی طرف
متوجہ ہوے آواز آئی معلوم ہوا کہ تلوار باتین کرتی ہی ای رستم عالی شان خدائی
خداوند بقراط کی صحیح ہی کیون انکار کرتے ہو رستم نے تلوار کھول کر پھینک دی
اُس بت سنگی نے آواز دی کہ ای رستم یہ کیا جہالت ہی کہ جو تعریف خداوند کرے
اُسی کو پھینک دو سپر بھی تو یہی کہتی ہی رستم نے سپر کی طرف دیکھا پھُول کھلے سپر
نے آواز دی کہ ای رستم یہ تصویر خداوند ہی اسکو سجدہ کرو رستم نے سپر کو بھی
پشت سے اُتارا اور پھینک دیا بت نے آواز دی کہ تمہارے ہاتھ مین انگشتر ساحری
ہی اُس سے پوچھو دیکھو کیا کہتی ہی رستم نے انگشتر کو چمکایا انگشتر نے آواز دی کہ
خدائی خداوند بقراط کی حق ہی رستم نے انگشتر کو بھی اُتار کر پھینکا انگوٹھی آگ مین
جا کر گری ایک شعلہ مثل طائر کے گرا انگوٹھی کو اُٹھا کر لے گیا اب تو رستم نے دیکھا کہ
ہر سر موے جسم سے آواز آنے لگی کہ خدائی خداوند بقراط کی بر حق ہی رستم نے
عاجز ہو کر تلوار اُٹھالی اور کھینچ کر گلے پر رکھی بت نے آواز دی کہ اگر اپنی جان سے
بیزار ہو تو گلا کاٹ ڈالو رستم نے تلوار کھینچ لی گلا کٹ گیا فقط تسمہ لگا رہا شعلے
بھڑکے آگ وغیرہ غائب ہوئی ساتھ والون نے جو لاش رستم کی دیکھی روتے
پیٹتے قریب آئے لاشہ اُٹھایا روتے ہوے طرف صاحبقران کے چلے صاحبقران
نے تین دن رستم کا انتظار کیا انتظار کر کے خواجہ سے فرمایا کہ بڑھ کر دیکھو تو رستم پر
کیا گذری اب تک پلٹ کر نہین آئے میرا خود بخود دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی کہ نام
رستم لے کر رو دُن اور گریبان پھاڑ ڈالون عمرو نے صاحبقران کو سمجھایا کہا کہ غلام

جاتا ہی خبر لے کر خوذ آتا ہی یہ کہکر خواجہ چلے کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ رونے کی آواز کان مین آئی آکر دیکھا کہ ایک تاجدار اور ایک قزاق وضع اور کئی پہلوان لاش رستم لیے ہوے آتے ہین عمرو نے جو لاشہ رستم کا دیکھا اپنے تئین لاش پر گرادیا پکارتا تھا کہ ای رستم باپ کو دھوکا دے گئے صاحبقران تمھارا صدمہ نہ اُٹھا سکین گے اسی وقت اپنی جان دین گے کچھ آواز نہ آئی عمرو نے ساتھ والون سے کہا کہ یارو کیا سانحہ گذرا اُن سب نے تمام حال بیان کیا عمرو سمجھے کہ یہ شعبدہ ہی فرمایا کہ تم لاش لیکر خدمت صاحبقران مین نہ جاؤ ورنہ فرزند نوجوان کا غم ایسا ہوگا کہ اپنے کو ہلاک کرین گے مین جاکر رستم پیلتن کو لاتا ہون اُس گم گشتہ کا پتہ لگاتا ہون گوشۂ صحرا مین وہ سب اُترے صلاح یہ ٹھہری کہ اب لاش رستم دفن کرو خواجہ منع کر گئے کہ خدمت مین صاحبقران کی نہ جاؤ خدا ایسا کرے کہ خواجہ عمرو گئے ہین یہ مقدمہ لاش شعبدہ ہو اور اپنے آقا کے فرزند کو زندہ پائین یہ کہتے ہوے سب کے سب اُٹھے اُسی صحرا مین قبر کھودی جب رستم کو دفن کرنے لگے تو معین تاجدار نے کہا کہ ہاے کیا غضب کا مقام ہی ایسا آفتاب تابان رشک مہر درخشان پیوند خاک ہوتا ہی اس صحرا مین کون آکر خبر لے گا کون سرپرستی کریگا نازک مزاج فرزندان امیر کے سر کا تاج نظم

کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے	ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان
نہ جہان پرتوِ خورشید نہ تحریک صبا	نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہِ تابان
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین	طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

سب سردار رونے لگے دیر تک سب رویا کیے کہ ایک آواز ہیبتناک آئی ارے نادانو کیون روتے ہو خداوند لیقراط ثانی کو سجدہ کرو یہ مشکل آسان نہوگی اب تا روز قیامت رستم کو نہ پاؤ گے ہیچ بیٹھ کر اپنی جان دوگے اور کیا نفع ہوگا بہتر یہ ہی کہ یہان سے ہٹ جاؤ اور جاکر گوشۂ صحرا مین بیٹھو تب حال معلوم ہوگا یہ سنکر معین تاجدار وکوہان قزاق قبر کو چھوڑ کر ہٹے بجاے آب اسقدر روئے کہ

تمام قبر کو تر کر دیا اور آواز دی کہ ای آقا غلام رخصت ہوتے ہین یہ کہ کر لالہ زمان رستم گوشۂ صحرا مین آکر اُترے نہ کھانی کی فکر اور نہ پانی کا چین آٹھ پہر یاد مین اپنے آقا کی روتے ہین جب بہت گھبراتے ہین تو قبر کو دیکھ آتے ہین قبر پر گھانس جمی ہے آہوان صحرا آکر چرتے ہین مگر سب سبزہ چر کر روتے ہین اس بیکسی سے آہو روتے ہین کہ تمام طائران صحرا جمع ہو جاتے ہین پرون سے سر پیٹتے ہین منقار مین قبر پر رکھ کر اسقدر روتے ہین کہ قبر آنسوؤن سے تر ہو جاتی ہی کو ہان قزاق کہتا ہی کہ دیکھو یارو ہمارے آقاے نامدار کیسے ثابت قدم تھے کہ مذہب کے واسطے جان دیدی یہان تو سب سردارون کا یہ حال ہی کہ وہ غم مین رستم کے رویا کرتے ہین مگر خواجہ جو چلے تھے قریب درۂ کوہ کے آئے طریقے سے دریافت کیا کہ آگ کا دھان نشان بھی نہین درۂ کوہ مین سناٹا پڑا ہی سمجھے کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین دیکھیے کیونکر پتہ ملے اور کیونکر غنچۂ آرزو کھلے یہ سوچ کر چاہا کہ آگے بڑھون درۂ کوہ مین دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین میخواری کر رہی ہین اور نشے کے جوش مین تالیان بجاتی ہین اور یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہین

نظم

ستم ہی غیر جو اُن پر نثار ہو جاے
کسی کے آڑے کوئی جان ہار ہو جائے

بتون کا شوق سے دل دوستدار ہو جائے
مری طرف مرا پروردگار ہو جائے

کبھی جگر کو بھی درد فراق دے توفیق
شریک حال دلِ بیقرار ہو جائے

نہان تو دل مین ہوئی ہی کسیکی حسرتِ دید
جو آنکھ سے نہ کہین آشکار ہو جائے

ابھی اُٹھاتے ہین میرا جنازہ کیون احباب
وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے

پکارتے ہین شبِ وصل اُنکے شرم و حجاب
کنارے حسرتِ بوس و کنار ہو جائے

وہ تیر کا بزم سے کیونکر اُٹھے بہ آسانی
جو رنج اُٹھاکے بہت زیر بار ہو جائے

بغل مین میری رہے یا اُسی کے پہلو مین
کسی کا تو دلِ بے اعتبار ہو جائے

ستانے آتے ہین وہ آج ہم غریبون کو
اِدھر اُدھر ستم روزگار ہو جائے

اسی طرح کوئی ارمان نکلے سینے سے
کچھ آہ کا ہو دھوان کچھ غبار ہو جائے

علاج اُسکی تڑپ کا مین کیا بتاؤن تمھین
اُچھال دے یہ اگر اضطراب دل پس دفن
کمال عاشق کامل یہ ہی کہ ملتے ہی آنکھ

جو دل تسلیون سے بیقرار ہو جائے
اُلٹ پلٹ ابھی سنگ مزار ہو جائے
جلال وہ بُت بیگانہ یار ہو جائے

خواجہ ایک گوشے مین ٹھہرے ایک کنیز اُن مین سے واسطے رفع حاجت کے اُٹھی عمرو نے اُسکو بیہوش کیا اُسکی صورت بنکر سب کنیزون مین آئے دیکھا کہ وہ کنیزین کانپ رہی ہین ایک نے کہا کہ بُوا خیر تو ہی خواجہ نے کہا کہ اب نوکری کا وقت کب آئیگا ایک نے اُن مین سے کہا کہ اب ملکۂ عالم سو کر اُٹھی ہونگی ہمکو حاضر ہونا چاہیے عمرو نے کہا کہ بُوا چلو سب کے ساتھ باتین کرتے ہوے چلے کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کسی کا سر سے دوپٹہ اُتار لیا کسی کے چُٹکی لے لی کنیزین کہتی ہین کہ ای چنچل تجھے آج کیا سودا ہو گیا ایک ایک سے لپٹی جاتی ہی خواجہ نے کہا کہ مین آج سو رہی تھی کہ خواب مین سامری وجمشید آئے مین جیسے ملکہ کا نام بھول گئی سب نے کہا کہ اری دیوانی ملکہ آتش افروز نام ہی کئی دن سے پریشان ہو رہی ہین آج فرماتی تھین کہ مین اپنی جان دیدونگی یا معشوق کو قتل کردونگی عمرو نے پوچھا کہ معشوق کون ہی کنیز نے کہا کہ بُوا صحرا مین گئی تھین لشکر رستم کو تباہ کرنے فرزند صاحبقران یعنے رستم نوجوان کو گرفتار کر کے لائی ہین صورت زیبا دیکھ کر پھسل گئین اب اُسے سمجھاتی ہین کہ میرا وصل قبول کر وہ ایسا ضدی ہی کہ آب و دانہ بند ہونیکا صدمہ اُٹھاتا ہی مگر نہین قبول کرتا اور ملکہ نے کمال یہ کیا کہ ایک پتلہ ماش کے آٹے کا بنا کر ڈالدیا ساتھ والے اُن کے سمجھے کہ ہمارے آقا کی لاش ہی روتے پیٹتے اُسے اُٹھالے گئے اس وقت تک اُن سب کو عجائب وغرائب دکھاتی ہین عمرو نے کہا کہ مین چل کر راضی کردونگی سب نے کہا کہ ای چنچل اگر تیرے کہنے سے یہ معاملہ ہوا تو ملکہ تیرا بڑا مرتبہ کرینگی بہت ہی بیقرار ہین آج تو فرماتی تھین کہ ساری رات تڑپ تڑپ کر کٹی ایک لمحہ نیند نہین آئی تارے گن گن کر رات کاٹی خواجہ عمرو نے جو یہ حال سُنا خوش ہو گئے کہ شکر ہی رستم زندہ ملے خدا صورت رہائی کی کردیگا

دعائیں مانگتے ہوئے جاتے ہیں کہ ای رب کارساز و ای خالق بے نیاز عیاری سے مطلب نکلے اگر حمزہ کو خبر پہونچ گئی کہ رستم نے اپنی جان دی تڑپ تڑپ کر فوراً اپنی جان دیں گے اپنے کو ہلاک کریں گے دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار رہے بڑے بڑے حکما کہاں گئے سب خاک کا پیوند ہوے نظم

کجاست حکمت لقمان و فضل بطلیموس + کجاست علم فلاطون طبیب و جالینوس
خداست مالک ملک و خداست خالق خلق — خداست قادر و قیوم و قایم و قدوس
وجود ذات و پہ جلوہ از شئو و صفات — چو جان بہ پردۂ جسم و چراغ در فانوس
بہ ہر طریق پرستند خداے واحد را — ہنود و مسلم و عیسائی و یہود و مجوس
لباس فقر ہر آن کس کہ زیب تن سازد — دگر بہ جامۂ تلبیس کی شود ملبوس
گناہ گار گنہ گرچہ صد ہزار کند — ز فرط لطف الٰہی نمی شود مایوس
ہر آن کہ گنج زر و سیم و مال جمع کند — بوقت مرگ بہم بر زند کف افسوس
غریب بندۂ خاکی چہ آرزو دارد — کہ ہست در دل او فکر ننگ یا ناموس
بغیر مرگ رہائی نہ یافت از زندان — بہ بند حرص چو شد بندۂ خدا محبوس
گدا اخر اشد دولت ز خاکساری یافت — بخاک گشت سرافراز ہر کہ شد پابوس
شد از تعلق دنیاے بے وفا فارغ — چو گشت خاطر ہندی بہ بندگی مانوس

دعائیں مانگتے ہوے خواجہ جاتے ہیں جب باغ میں پہونچے تو دیکھا ہر درخت کی بیخ سے آگ نکل رہی ہی طائر شعلۂ جوالہ معلوم ہوتے ہیں خواجہ پھرتے پھراتے بارہ دری میں آئے دیکھا کہ آتش افروز بیٹھی ہی رستم سامنے گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی رستم چُپ بیٹھے ہیں آتش افروز کی جانب مُنھ نہیں کرتے آتش افروز نے سب کو دیکھکر کہا کہ حرامزادیو تم سب سیر کرتی پھرتی ہو اور میں اس آفت میں ہون کہ قلب پر چھُریان پھر رہی ہیں اب تو اپنا یہ حال ہی کہ جسکا بیان کرنا محال ہی نظم

ہی برنگ گل سراپا دہ بُتِ خونخوار سُرخ — کیون نہ ہو جائے رگِ گل کی روش زنار سُرخ
ہکو اُس بدمست کا رہتا ہی دن رات انتظار — کیون نہ ہون بے نشۂ مے دیدۂ بیدار سُرخ

ہو گئے مارے حسد کے سیکڑون دشمن سفید
دیکھ کر ای گل ترے رخسار آتشناک کو
خون مین تر رہتی ہین پلکین جب سی دیکھا ہے یار
ہی دگرگون حال محبوبون کا مجھسے بیشتر
کل خدا جانے سیہ رو کون ہوگا زاہدا
ہم سر عریان سے تو مین داغ سودا کے گھمنڈ
پنجۂ قاتل ہو رنگین مجھ مین اتنا خون کہان
ملگیا لیلی کو قیس پابرہنہ کا سراغ
سیر گلشن مین ہوا ثابت گلون کو دیکھ کر
تیر سی لگتی ہی دل مین بات جو کرتا ہی تو
ہو نمین وہ رنگین بیان جھولے جو میرے استخوان

گر لہو سے ہو گیا میرا تن افگار سرخ
ہو گئی گلشن مین چشم نرگس بیمار سرخ
الفت گل مین برنگ گل ہوے ہین خار سرخ
گر ہزارون زرد ہین گل تو کوئی دو چار سرخ
آج تو مانند گل ہی روے ہر میخوار سرخ
فصل گل مین ہی سر ہر شاخ پر دستار سرخ
ہی غنیمت اسکے ناخن بھی ہون گر دو چار سرخ
جبکہ صحرا مین نظر آئے لہو سے خار سرخ
ہی بجا دنیا مین روے مردم زردار سرخ
ہین لب نازک ترے مثل لب سوفار سرخ
مثل طوطی زاغ کی بھی ہو وہین منقار سرخ

چنچل نقلی نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو مین سمجھاؤن شاید یہ ظالم مانے ہرچند کہ ایسے ضدی نگاہ سے نہین گذرے مگر مین سمجھاؤن اگر میرا کہنا تاثیر کرے تو البتہ مان لے اور اگر نہ مانے تو قتل کیجیے ایسے ظالم کا مٹا دینا ہی بہتر ہی آتش افروز نے کہا کہ ای چنچل کئی مرتبہ یہی قصد کیا مگر دل نہین مانتا کہتا ہی کہ اسی کے ساتھ اپنی بھی جان دو اسکو کوئی آزار نہ پہونچے اپنے اوپر جو صدمہ گذرے وہ بہتر ہی یہ قید بیٹھا ہی میرے دل کو قلق ہوتا ہی یہ جی چاہتا ہی کہ ہتھکڑیان بیڑیان جو یہ پہنے بیٹھا ہی انکو مین پہن لون اسکو صدمہ نہ پہونچاؤن چنچل نقلی نے قریب رستم آکر بائین آنکھ کا تل دکھایا کہا کہ ای رستم بہتر اسی مین ہی کہ اس معشوق کو قبول کرو یہ وہ مرتبہ تمہارا کریگی کہ تمسے کوئی مقابلہ نہ کرسکیگا رستم نے کچھ جواب نہ دیا چنچل نے ٹھٹھا مارکر کہا کہ واری دیکھیے مطلب کی بات پر خاموش ہو رہا خاموش ہو رہنے سے یہی مراد ہی کہ دل اسکا چاہتا ہی مگر جو بات کہہ چکا ہی اسکی پیروی کررہا ہی اور قریب آکر کہا کہ ای رستم ایسی معشوقۂ خوبرو خوشخو کمند زلف کا ایک ایک حلقۂ مشک بو اسکو قبول نہین کرتے ہو

رستم نے پھر کچھ جواب نہین دیا چنچل نے کہا کہ واری یہ آپ پر شیدا ہی مگر اسکی باتون
سے ضد ہویدا ہی اب حضور کو مناسب ہی کہ جلسہ آراستہ کیجیے مین بیٹھ کر گاؤن اس کے
دل مین بھی مزا آئے یقین ہی کہ قبول کرے آخر کو قدمون پر گرنے لگیگا خداوند بقراط
نے عورت کو وہ مرتبہ دیا ہی کہ مرد ہمیشہ دیوانے رہتے ہین یہ جوان بھی تو بہی تن و
قوی من ہی ضرور توجہ کریگا ذرا کپڑے بدل ڈالیے دو انگلیان مستی کی لگا گئے کپڑون مین
عطر ملیے آتش افروز اچھا کہہ کر اُٹھی تھوڑی دیر مین بن ٹھن کر آئی مستی پر لالی بھی چھائی
گھونگھٹ نکال لیا پردے سے اشارے کرتی ہی رستم کو بہت ناگوار گذرتا ہی آخر
مُنھ پھیر کر کہا کہ خواجہ برائے خدا مجکو پریشان نہ کیجیے مین کئی دن سے اذیت بجان
و کارد براستخوان ہون بڑے بڑے اسنے صدمے دیئے اب اسکو نفک کرو ورنہ
اور فساد بڑھیگا خواجہ نے جام لبریز کیا کہا کہ ای آتش افروز ایک جام شراب
تو پیو تب کیفیت کُھلے یہ کہہ کر آتش افروز کو جام پلایا آتش افروز خوش ہوئی کہ اب
معشوق سے وصل ہوگا خواجہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ اری تم ٹکر ٹکر دیکھ رہی ہو
شراب پیو الگ بیٹھو ملکہ کے معشوق کو نظر لگا دوگی جسپر مالک اپنا دل دادہ و فریفتہ ہو
اُسکو اپنا مالک جانو کیون ملکہ عالم اسکے پاس انگشتر سامری تھی اُس کو آپ نے
کیا کیا آتش افروز نے کہا کہ وہ انگوٹھی میری جھولی مین ہی یہ تحفہ تو نایاب اس شخص
کو ملا تھا میری خوش نصیبی کہ مین نے دم دے کر لیا خداوند نے بھی فرمایا تھا کہ جب تم
انگشتر سامری لینا تب کوئی سحر کامل کرنا مین نے ایسا سحر کیا کہ انگشتر سامری خود
بخود باتین کرنے لگی ایسے یہ مذہب کے پابند ہین انگوٹھی نے جو تعریف بقراط ثانی کی
غصے سے کانپنے لگے انگشتر اُتار کر پھینک دی ایک شعلہ جوالہ اُٹھا لایا وہ میرا سحر
تھا اُسنے انگوٹھی لاکر مجکو دی ہین نے جھولی مین رکھ لی قدرت نے حکم دیا تھا کہ
انگوٹھی میرے پاس بھیجنا یہ انگشتر تحفہ جات سے ہی مین نے اسی خیال سے نہین بھیجی کہ
قدرت کسی کے سپرد کر دین گے میرے ہاتھ سے تحفہ جائیگا اب یہ انگشتر میرے پاس
موجود ہی اگر یہ راضی ہو تو انگوٹھی بھی لے جس طرح کہے مین قبول کرون زرہ

بنا دون وہ پہنے رہے جس سے لڑے اُسپر غالب آئے جان اپنی لڑادون طلسم کو
انکے ہاتھ سے فتح کراؤن رستم نے کسی بات کا جواب نہ دیا خاموش بیٹھے رہے چینچل
نے کہا کہ آپ کیون اسقدر لالچ دیتی ہین تمام دنیا کا دستور ہی کہ عاشق معشوق
پر احسان کرتے ہین وہ ہی آپ بھی کرین گی جو آپ سے ہو سکیگا کیا اُسمین کوتاہی کیجیے گا
یہ کہکر چینچل نے کہا کہ ای رستم اب ملکہ نشے مین ہین تخلیے مین لے جاؤ راز و نیاز کی
باتین کرو ملکہ کو کئی دن سے رنج ہی پھر دسترخوان بچھے خاصہ کھاؤ آتش افروز سے
مخاطب ہوکر کہا کہ کیون ملکہ اسی باغ مین رہو گی آتش افروز نے کہا کہ ای چینچل
باغ نگارین وہ باغ ہی کہ جس مین دنیا کے عجائبات موجود ہین اور بارہ دری مین
نازنینان مہ جبین وہ گانیوالیان ہین کہ جنکا گانا سُنکر زہرۂ فلک شرمائے اس آرام
سے بیر رہین گے کہ آٹھ پہر چین کیا کرین گے مگر قدرت مجھسے باغی ہوجائین گے مین
قدرت کو کیا جواب دونگی خواجہ نے رستم کو قفس سے نکالا کہا بس جاؤ آج تو ہماری
مالک کو شربت وصل سے سیراب کرو کئی دن سے صدمے اُٹھا رہی ہین پھر آٹھ پہر عیش
و چین ہی رستم نے آتش افروز کا ہاتھ تھاما آتش افروز غمزے کرنے لگی کہ صاحب
مجکو کہان لیے جاتے ہو مین آج تک مرد کے نام سے آگاہ نہین کیا مجھپر چھری پھیرو گے
رستم اُسکو لے کر طرف بارہ دری کے چلے آتش افروز ٹھنکتی جاتی ہی اور کہتی ہی کہ
ہی ہی مین کس مصیبت مین پڑی ایسے ظالم کے پالے پڑی ہون نہین معلوم کہان لیے جاتا
ہی اور اگر لے جائیگا تو میری زندگی نہ ہوگی مجھپر جو گذریگی سو گذریگی مگر تمھاری خوشی
کرونگی رستم کھینچ کر بارہ دری مین لائے آتش افروز پلنگ پر گر پڑی اور زار زار
رو رو کے کہا لو صاحب چھری پھیر دو مین جان دینے پر آمادہ ہون رستم بھی
پلنگ پر بیٹھ گئے آتش افروز خوش ہی کہ مطلب دلی حاصل ہوتا ہی رستم پلنگ نے
گلے پر ہاتھ رکھا آتش افروز تڑپنے لگی چاہتی ہی کہ سحر کرون زبان بند ہی رستم نے
ایک ہاتھ گردن پر رکھا اور ایک ہاتھ جھولی مین ڈالا انگوٹھی جو نکال کے پہنی
اور زیادہ بدن مین طاقت آئی اس زور سے گردن دبائی کہ پھڑک پھڑک کے

آتش افروز تمام ہوئی خواجہ جو یہان باہر بیٹھے تھے یکایک دیکھا کہ کنیزین جلانے لگین ابر آتش فشان آسمان پر آیا آوازین آنے لگین کہ کشتی مرا نام من آتش افروز جادو بود بیرون نے لاکھ غل مچایا کوئی تدبیر نہ بن پڑی خواجہ نے اتنے عرصے مین بارہ دری کو لوٹ لیا چھت پردے کاٹ لیے جو مال لیا نذر زنبیل کر لیا جب رستم بارہ دری سے نکلے تو دیکھا بارہ دری مین فرش بھی نہین ہی کنیزین سب جل گیئن خاک کے ڈھیر جابجا پڑے ہین خواجہ نے رستم کو ساتھ لیا اُس مقام پر آئے کہ جہان کوہان قزاق و معین تاجدار اُترے تھے سب نے جو اپنے آقا کو دیکھا نہال اور باغ باغ ہو گئے استقبال کر کے لائے سب سردارون مین رستم آکر بیٹھے سبھون کو بڑی خوشی حاصل ہوئی روشنی کرائی طوائف ہند حاضر ہوے جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صدا ہو شا ہوش اور نوشا نوش کی بلند ہوئی ایک خوش آواز نے بیٹھکر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

قدمونسے ہم لگے ہوے تھے یا جدا ہوے	منھدی تھے اُنکے پانونکی اب نقشِ پا ہوے
پوچھی گئے جو آکے کہا تم نے مرکہین	اچھی گھڑی تھی کوسنے ہمکو دعا ہوے
شاکی ہی اک زمانہ کہ ملتے نہین کہین	تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوے
پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا	رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوے
مدت سے دیکھتا نہین غیرونکے ساتھ بھی	جو لے نکلتے تھے اِدھر اُنکو وہ کیا ہوے
کیا خاک مین ملائینگے ارمان و یاس وصل	گم ہو گیا جو ایک کبھی دس سوا ہوے
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا	اہلِ وفا تھے چند کہ وہ بے وفا ہوے
افسوس دل لگاتے ہی لی قضانے جان	تیری ادا اُنکے بھی نہ حق سے ادا ہوے
اپنا ہی جانتا ہی تمھین گبر ہو کہ شیخ +	بت بن گئے کسی کے کسی کے خدا ہوے
کچھ شعر اب سُناؤ اس انداز کے جلال	انداز قافیہ ہو ردیف اُنمین کیا ہوے

عمرو نے عرض کی کہ ای رستم اب خدمت مین صاحبقران کی چلو رستم نے کہا کہ مین الگ جاؤنگا اپنے کو تا بہ طلسم کشا پہونچاؤنگا مجکو منظور یہ ہی کہ الگ ہو کر ممالک فتح کرون جب طلسم کشا کو پاؤن اُنھین کا ساتھ دون خواجہ عمرو ناچار ہو کر طرف صاحبقران کے

روانہ ہوے رستم نے دوسرے روز بغر فریدونی وحشمت جمشیدی ایک جانب کوچ کیا بحشمت تمام جاتے ہین راہ مین ایک مقام پر پہونچے تھے کہ صحراسے گرد اُڑی ایک پہلوان موسوم بہ میخوار اژدر درنے گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار فوج ساتھ آکے رستم کو روکا کہا کہ ای رستم ٹھہر جا نہ جب مجھپر غالب آنا تو آگے بڑھنا رستم نے لشکر اُتارا میخوار اژدر درنے طبل جنگی بجایا رستم نے بھی نوازش طبل جنگی کو حکم محکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین رات بھر تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے میخوار اژدر درنے گینڈا صف سے نکالا میدان مین آکر پہلے فنون سپہ گری دکھائے آواز دی کہ رستم کسکا لقب ہی میرے مقابلے مین آوین رستم نے مرکب اپنا پھیرا تاجدار سے رخصت ہوے تاجدار نے عرض کی کہ بسم اللہ خدا آپ کو مظفر و منصور کرے رستم گھوڑا اُڑا کر چلے ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ میخوار اژدر در کو غرور کا کیا باعث ہی سیاف جادو ایک ساحرۂ زبردست ہی کہ وہ مدت سے اسپر عاشق ہی اور اسکے ہر وقت ساتھ رہتی ہی ایک نخل پر آکے بیٹھی جیسے ہی رستم نے گھوڑا اُڑایا نصف میدان مین پہونچے دیکھا ایک اژدر مہیب صحراسے پیدا ہوا مُنھ کھول کر رستم پلیتن پر چلا ہرچند کہ رستم نعرہ کرتے ہین تلوار چمکاتے ہین مگر اژدر نہین رُکتا مُنھ کھولے چلا ہی آتا ہی قضائے کار ملکہ صدف دریانشین ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل ہی آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی اسکی نگاہ جو پڑی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو و خوشخو خود زرین کج بالائے سر لباس پُرتکلف زیب جسم الانور تیغہ کمر سے حمائل سپر بالائے پشت الانور ہلال و مہر تابان کا ساتھ نیزہ مثال زبان افعی ہاتھ مین ڈانڈ لچکتی ہوئی گھوڑا اُڑائے ہوئے جاتا ہی اور ایک اژدر آتش فشان قصد کرتا ہی کہ نگل لون مگر وہ شیر صولت گھوڑے سے کود پڑا ہی آستین چڑھا کر طرف اژدر کے جاتا ہی صدف دریانشین کا دل پانی ہو گیا کہ مفت مین ایک بہادر کی آبرو بر بنی ہی اپنے سحر کے زور سے سمجھی کہ یہ اژدر سحر ہی کسی نے بدشمنی بھیجا ہی کہ اس جوان کو

آزار پہونچائے یہ بھی خیال ہوا کہ اس جوان کی جرأت دیکھو اژدر پر سحر کیا کہ اژدر سُست ہوا مُنھ کھول کر رہ گیا اس اژدر جرأت نے قریب آکر دونوں کلّو نیں اژدر کے ہاتھ ڈالے اور زور کرکے چیر ڈالا دُم تک دو کر دیا صدف خوشی کے مارے اُچھل پڑی بے اختیار پکار اُٹھی کہ تیری جرأت کے نثار تو نے کیا کارنمایان کیا اژدر کو چیر ڈالا سیاف نے جو اپنے مقام سے یہ دیکھا یہ بھی سمجھی کہ اس جوان کے پاس کوئی شئ ایسی ہی کہ اسنے اژدر کو چیر ڈالا دوسرا سحر پھر کیا مگر رستم گھوڑے پر سوار ہوے اور سوار ہو کر گھوڑے کو تازیانہ کیا چند قدم چلے تھے کہ صحرا سے دھڑ دھڑکے کی شیر کے آواز آئی دیکھا کہ ایک شیر ببر ڈکارتا ہوا آتا ہی صدف دریانشین نے پھر سحر کرکے شیر کو سُست کیا یہ جوان جری گھوڑے سے پھاند پڑا قریب شیر کے پہونچا ایک گھونسا مار اکہ شیر کا سر پھٹ گیا صدف نے پھر تعریف کی ابکے رستم نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک نازنین دلجو نہایت حسین وجمیل گھبراہٹ مین دوپٹہ سر سے ڈھلکا ہوا بال چہرے پر بکھرے ہوے معلوم ہوتا ہی کہ ماران سیاہ گرد چشمۂ خورشید لہرا رہے ہین رستم نے بے ساختہ آہ کی پکار کے آواز دی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اپنی تو عجب کیفیت ہی نظم

واللہ تو ہی جسقدر ای چشم یار شوخ
عاشق وہ ہی جسے یہ ملین تین چار شوخ
جھوٹی تسلیون پہ کسی کی بہت ہنسا +
پوچھا جو اُسسے کیون مرے پہلو سے اُٹھ چلے
کم تھی نہ مار ڈالنے کو شوخی نگاہ +
جب شوخیونکے دیکھنے کا دل اُٹھائے لطف
صیاد کو بھی ساتھ لگا لائی باغ مین +
چشمک ہی تیری چال پہ شوخی کی ہر قدم
مجبور ایک کیا تپش دلسے ہین ہمین +

اتنی نہین ہی گردش لیل ونہار شوخ
دل شوخ طبع شوخ نگہ شوخ یار شوخ
اللہ کسقدر ہی دل بیقرار شوخ
بولے کہ ایک جا نہین لیتے قرار شوخ
اُسکو بنایا کیون مرے پروردگار شوخ
تم اک طرف ہو ایکطرف ہون ہزار شوخ
کیون عندلیب کتنی ہی فصل بہار شوخ
رنگ حنا ہی یا ٹون مین کیا ای نگار شوخ
شوخی پہ اپنی رکھتے ہین کب اختیار شوخ

کچھ تھی ابھی وہ آنکھ ابھی کچھ اور ہوگئی	دیکھے نہین ہین ایسے بھی بے اعتبار شوخ
عاشق برے سخن کے ہین معشوق بھی جلال	وہ شوخ طبع ہون جسے کرتے ہین پیار شوخ

رستم نے پکار کر جو یہ اشعار پڑھے صدف نے مسکرا کر جواب دیا کہ اپنے ہوش مین آؤ بہت نہ گھبراؤ ابھی اژدر نگل گیا ہوتا شیر کھا گیا ہوتا مجھے دعا دو کہ مین نے بچا لیا رستم نے کہا کہ کوئی اژدہا تم بھیجو ملکہ نے مسکرا کر آواز دی کہ ای اژدر ان لینا۔ ایک اژدہا گوشۂ صحرا سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا آیا چاہا کہ رستم کو نگل جاؤن رستم گھوڑے سے کود ے ہرچند کہ انگشتر کو چمکایا مگر کچھ نہ ہوا اژدہے نے دم کھینچا رستم کو دہن مین لیا رستم تڑپے ہاتھ بڑھائے دہن اژدر تک نہ پہونچے صدف نے پکار کر آواز دی کہ لو صاحب ہم پر ثابت ہوا کہ انگشتر سامری تمھارے ہاتھ مین ہی مگر ہم اُسکی حقیقت کیا جانتے ہین ہمارے سحر کے سامنے انگوٹھی کی کیا اصل ہی کسی کی کیا لیاقت ہی کہ ہمارے سحر پر دست انداز ہو دیکھو یون باطل ہوتا ہی یہ کہ کے ہاتھ چمکایا برق گری اژدر کے دو ٹکڑے ہوے رستم نے اُٹھنے کا قصد کیا مگر وہ ضعف ہی کہ اُٹھ نہین سکتے ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ جاؤ اپنے گھوڑے پر سوار ہو تب رستم اُٹھے جھاڑ پونچھ کر گھوڑے پر سوار ہوے ملکہ نے کہا کہ کیون صاحب آپ نے انگشتر سامری کو آزمایا ہمارے سحر کا تماشا دیکھا ایسے ایسے شعبدے بہت یاد ہین رستم کو حیرت ہوئی کہ یہ سحر مین یگانۂ آفاق حسن مین طاق ہی ایسی مہ جبین دل نشین کی کیا صفت ہو سکتی ہی صدف دریا نشین نے کہا کہ ای رستم حقیقت مین تم اپنے زمانے کے رستم ہو لیکن تمسے ملاقات کیونکر ہو رستم نے کہا کہ خانۂ بے تکلف ہی جب چاہیے تشریف لائیے سیاف جادو نے جو دور سے دیکھا کہ اسنے میرے سحر کو برطرف کیا ورنہ میرے سحر سے رستم کا بچنا دشوار تھا للکار کر آواز دی کہ بی صدف مین نے دیکھا رستم سے باتین کر رہی ہو یہ لوگ دشمنان خداوند ہین جو اسنے ملا وہ قدرت کا دشمن ہوا تمنے میرے سحر مٹائے قدرت سے جا کر شکایت کرونگی صحبت خداوند مین جگہ نہ پاؤگی یقین ہی کہ قدرت سزا دین

مین بیان کرونگی کہ میخوار اژدر در کے ساتھ مین تھی رستم کو گرفتار کرا دینی لیکن بی
صدف دریانشین نے سحر کرکے رستم کو بچا دیا اور اپنا شعبدہ دکھایا یقین تو یہ
ہی کہ تمھاری گرفتاری کا حکم ہو آئندہ قدرت کو اختیار ہی صدف دریانشین نے
دل مین کہا کہ یہ ضرور بیان کریگی قدرت کے سامنے ذلت ہو گی کیا عجب ہی قدرت
قید کرلین ای صدف دریانشین ساری آبرو مٹّی کی پناہ بانی مشکل ہو گی یہ سوچکر
آواز دی کہ بی سیاف اب کہان جاؤگی زمین پر آؤ کچھ شعبدۂ سحر دکھاؤ تمکو ابھی
ڈبو کے مارونگی یہ کہکر ہاتھ سے اشارہ کیا سیاف نے چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤن
مگر اُس اشارے کا یہ انجام ہوا کہ زمین پر آنا پڑا صدف دریانشین بھی سامنے
آئی رستم نے دیکھا کہ گاتی بندھی ہوئی ہی چست و چالاک قتل عاشق مین بے باک زمین پر
آکے سیاف کو للکارا سیاف نے کہا کہ اب مین کیا تمکو جانے دونگی گرفتار
کرکے لے چلونگی صدف دریانشین نے کہا کہ مین تمھارا بچپا کب چھوڑتی ہون
تمھارے قتل سے کب مُنھ موڑتی ہون سیاف نے ایک دوہتھڑ زمین پر مارا کہ آندھی سیاہ
چلی درخت ٹکرا کے گرنے لگے صدف کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پاؤن زمین سے اُٹھ
جائین گے صدف نے اپنے کو زمین پر قایم کیا مسکرا کر آواز دی کہ ای بوا
آبیار جلد حاضر ہو یہ وقت آبرو ہی ایسی ظالم کا سامنا ہی کہ ابھی کچھ کر رہی ہی تم اِسکو
ڈبو کے مار دیہ جو صدف نے کہا زمین شق ہوئی پانی پیدا ہونے لگا اسقدر فوارے
چلے کہ دریا ہو گیا دم بھر مین ایسا دریا تیار رہوا کہ پختہ گھاٹ بنے ہوے معلوم ہونے لگے
شوالے کنارے کنارے سیڑھیان خشتی برہمن وغیرہ اشنان کر رہے ہین پوتھیو نکا
جاپ ہر ہر کی صدا بلند ہی جو آتا ہی نہا کے چلا جاتا ہی کوئی دھوتیان نچوڑ رہا ہی
کوئی زنار دھو رہا ہی مچھلیان تڑپ تڑپ کر نکلتی ہین اُسی دریا مین گرتی ہین نہنگان
خون آشام بھی بہے ہوے چلے جاتے ہین اور آواز دیتے ہین صاف معلوم ہوتا ہی
کہ انسان کلام کر رہے ہین یہی آواز ہی کہ ای ملکہ صدف دریانشین ہم سب
حاضر ہین دشمن کی بربادی کے سامان ہین دیکھین بی سیاف کیونکر بچتی ہین جب یہ

دریا تیار ہوا تو صدف دریا نشین نے آواز دی کہ ای سیاف جادو دیکھو حرا کس بہار پر ہی سیاف نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ پھول کھل رہے ہین غنچون کی چٹک ہوا کی سنسناہٹ پھولون کی مہک بعض پھولون کی چمک جیسے ہی اُس صحرائے پُر بہار کو سیاف نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ حقیقت مین کیا فصل ہی نظم

دلا فصل بہاری ہی جنون زا ربع سکون ہی
گلستان جہان مین جو شجر ہی بید مجنون ہی

سمجھتا ہون مین شاخ گل کو اُسکا قد موزون ہی
صبا دیتی ہی جنبش جانتا ہون رقص موزون ہی

کرے کیا خال پر رغبت جو محو چشم میگون ہی
کہ آب زندگانی ہی شراب اور زہر افیون ہی

بنین گے بدرماہ نو نشان اُس نعل توسن کے
اگر ای شہسوار ایسا ہی حُسن روز افزون ہی

جہان موذی ہین دنیا مین سحر زر سے ہوتے ہین
کہ نقش زر خزانے مین بلائے مار افسون ہی

برابر جانتے ہین خشک و تر کے جز و کل کو ہم
جو ذرہ ہی وہ ہامون ہی جو قطرہ ہی وہ جیحون ہی

بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہونا نہین ممکن
کہ رنگ زندگانی ہی بدن مین جب تلک خون ہی

خدائے زر کیا پیدا اُڑا دینے کو دنیا مین
زمین مین جسکو پنہان کرتے ہین وہ گنج قارون ہی

نہو ادنے کو تا حسرت کبھی اعلے کے رتبے سے
زمین آرام سے ہی رات دن گردش مین گردون ہی

کیا ہی اسقدر لاغر فراق یار نے ہمکو
کہ کہتے ہین مرے ہمدم نہ لیلی ہی نہ مجنون ہی

کسی محبوب کو کیا ہی مرے محبوب سے نسبت
کہ رشک خال مشکین ہی جو اُسکی زلف کی جون ہی

اندھیرا سا اندھیر اچھا رہا ہی آگے آنکھون کے
شب تاریک مین مجکو خیال زلف شبگون ہی

نظر آتا ہی مجکو غیرت شمشاد کیون سہرہ
رباعی مین اگر موزون ترے قامت کا مضمون ہی

سخاوت کو بدل امساک سے ایسا کیا اسنے
کہ ہر ساغر مین جائے بادہ گلرنگ افیون ہی

سیہ مستون کی ہی رفتار میرے کلک مین ناسخ
دم فکر سخن مجکو خیال چشم میگون ہی

آنکھین سُرخ سُرخ نکل آئین پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی جو حکم ہو اُسکو بجا لاؤن صدف دریا نشین نے کہا کہ دریا کی سیر کرو سیاف جادو دریا کے کنارے آئی مچھلیان اشارے کرنے لگین کہ ہمارے پاس آؤ تامل نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تم کو تکلیف پہونچے صدف دریا نشین نے اشارہ کیا کہ بُوا کامل سیر کرو پکار کر آواز دی

کہ ای دریاے قہار تجھین یہ قدرت نہین ہی کہ ظاہر ہو سیاف بھی بخوبی ماہر ہو یہ جو پکار کے
کہا ایک گھڑیال نکلا منھ کو مثل قعر بلا کے کھولا سیاف سے اشارہ کیا کہ میرے دہن مین
پھاند پڑ سیاف نے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی جو حکم ہو اُسے بجالاؤن
صدف دریانشین نے پکار کر کہا کہ غرق دریاے لعنت ہو ایسی ڈوبو کہ پھر نہ ابھرو
ہم منع کرتے تھے کہ ہم سے مقابلہ نہ کرو یہ جو صدف دریانشین نے مسکرا کر کہا بس
سیاف دونون پاؤن جما کے دہن مین گھڑیال کے پھاند پڑی گھڑیال اپنا منھ بند کر کے
غائب ہوا موج بلند ہوے دریا کا جوش وخروش بڑھ گیا پانی گندلا ہوا میخوار نے
جو سر اُٹھا کر دیکھا دیکھا کہ دریا مین ایک قصر معقول بنا ہی سیاف جادو اُس قصر مین
بیٹھی ہی کنیزین خدمت کر رہی ہین میخوار کو دیکھ کر آواز دی کہ صاحب تم بھی یہان
آؤ تمھارا مجکو اشتیاق ہی جام چل رہا ہی تم بغیر محفل سونی ہی میخوار نے جو دیکھا کہ میری
معشوقہ مجکو بلاتی ہی اور حقیقت مین ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی میخواران خود پسند و
مے پرستان دردمند شراب پی رہے ہین ایک شخص سیاہ رو و تیرہ درون سیاف
کے گلے مین ہاتھ ڈالے بیٹھا ہی یہ دیکھ کر میخوار بہت جھلایا پکار کر آواز دی کہ او
گیسو بریدہ وای شوخ چشم جسکو پہلو مین بٹھایا ہی کیا تیرا باپ ہی مین ابھی آ کے تجکو
سزا دیتا ہون یہ کہ کے گینڈے سے کودا ٹہلتا ہوا قریب دریا کے آیا سیاف کا
نام لے لیکر پکار پکار کر گالیان دے رہا ہی کہتا ہی او بے حیا تو نے سامنے غیر کو پہلو مین
بٹھایا یہ کہتا ہوا دریا مین پھاند پڑا موجے نے کھینچ لیا زنجیر موج گلے مین پڑ گئی سیاف
ہر چند چاہتا ہی کہ سنبھلون مگر غیر ممکن ہی غوطے کھاتا ہوا چلا جاتا ہی کبھی ہاتھ جوڑ کے
پکارتا ہی کہ ای جان جہان مین تجکو سزا نہ دونگا جو تیرے مزاج مین آئے وہ کر لیکن
مجکو بچاے اب مین توبہ کرتا ہون کبھی تجکو کسی فعل کو منع نہ کرونگا یہ کہتا ہوا ڈوب گیا
غرق دریاے لعنت ہوا صدف دریانشین نے فوج کو اشارہ کیا کل افسر مع فوج کے
کمرین باندھ کر قریب دریا کے آئے جست کر کے گھوڑے دوڑائے دریا مین پھاند پڑے
دم بھر مین سناٹا ہو گیا خیمے بارگاہین اُڑین موجون نے دریا کی اُنکو بھی کھینچ لیا ملکہ نے

رستم کو آواز دی کہ اب آپ پلٹ جایئے اگر مزاج مین آئے تو ہمارے باغ مین آیئے کا کنیز بلانے آئیگی وہ آپ کو اپنے ساتھ لے جائیگی وہان صحبت عیش و نشاط ہوگی شب بھر صحبت بن رہنا صبح کو چلے آنا رستم پیلتن نے وعدہ کیا پلٹ کر اپنے لشکر مین آئے بارگاہ مین آکر بیٹھے کہ آواز زنگ کی کان مین آئی سمک یلداقی آکر پہونچا رستم نے پوچھا کہ ای یار وفادار کہان تھے کیونکر یہانتک آنا ہوا ہم عجب آفت مین مبتلا تھے سمک نے سب حال بیان کیا کہ میخوار اژدر در آیا تھا اُسکے ساتھ سیاف جادو تھی صدف دریا نشین نے آکر وہ سحر کیا کہ مجکو اُسکے سحر سے بچایا سیاف کو ڈبو دیا مگر صدف دریانشین سے وعدہ ہی شام کو کنیز آویگی وہ ہمکو لے جائیگی ای سمک تم بھی چلنا دن بھر اسی اشتیاق مین بسر کی لیلی شب نے نقاب چہرے پر ڈالی مجنون روز بصد سوز صحراے بجد مغرب مین گیا رستم منتظر بیٹھے ہین کہ چوبدار نے آکر عرض کی دروازے پر ایک کنیز حاضر ہی امیدوار باریابی ہی رستم نے سامنے بلایا کنیز ہنستی ہوئی سامنے آئی جھک کر سلام کیا رستم نے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی اُسنے عرض کیا کہ حضور کنیز کو موجۂ دریا بار کہتے ہین نہنگ بحری و کنارۂ جادو و دریاے جادو و سمندر جادو و کشتی نشین جادو و گرداب جادو وغیرہ ملکہ کی کنیزین ہین جو جسکو حکم ہوتا ہی وہ بجالاتی ہی مین ہی نے سیاف جادو کو ڈبویا گھڑیال بن کر مین ہی نکلی تھی رستم تلوار ٹیک کر اُٹھے موجۂ دریا بار کے ساتھ چلے سمک بھی ساتھ ہوا رستم نے راہ مین کہا کہ ای برادر صورت اپنی بدل لو سمک یلداقی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک مہ جبین کی شکل بنا رستم پیلتن کے ساتھ ہولیا وہ کنیز رُک رُک کے راستہ چلتی ہی رستم فرماتے ہین کہ ای موجۂ دریا بار جلدی جلدی چلو اشتیاق نے بہت بیقرار کیا ہی اب یہ کیفیت ہی ملکہ صدف کے فراق مین عجب صورت ہی نظم

طلب ای دوست تری دشمنِ راحت ٹھہری	جانِ بیتاب ہی ٹھہری نہ طبیعت ٹھہری
جتنی آنے سے ترے میری طبیعت ٹھہری	اسقدر بھی نہ کبھی وصل کی حجت ٹھہری

دیر سی دیر ادھر آنے مین کسی نے کی ہی ٭ نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری
حال دل پوچھ کے منظور رُلانا تھا اُنھین ٭ چھیڑ کی چھیڑ عنایت کی عنایت ٹھہری
ہمسے وہ پوچھتے ہین جسکو نہ دم بھر ہو قرار ٭ کیونکر اُس دلمین بتاؤ کوئی حسرت ٹھہری
خفقان ہی تھا مصاحب شبِ تنہائی کا ٭ دو گھڑی پاس مرے ٹھہری تو وحشت ٹھہری
فتنۂ حشر نہ ٹھہرا تری ٹھوکر کھا کر ٭ کچھ جو ٹھہری تو غریبون ہی کی تربت ٹھہری
تا کجا اُسکو جلاؤ گے جو ہر وقت مرے ٭ تم سلامت رہو میری تو یہ عادت ٹھہری
اپنے مطلب کے لیے سجدے اُنھین کرتا ہون ٭ بُت پرستی مری زاہد کی عبادت ٹھہری
سر گرے کٹکے تو قدمون پر گرے قاتل کے ٭ ہمسے تجھسے یہی اے شوق شہادت ٹھہری
سب یہ تیری نگہ شوخ کی چالاکی ہی ٭ کہ حیا آنکھ مین ٹھہری نہ مروت ٹھہری
دیدۂ شوق کی پتلی اُسے عاشق سمجھا ٭ پھرتے پھرتے جو نگاہون مین وہ صورت ٹھہری
میرے گھر تک جو پہونچ کر وہ پھرے اُلٹے پاؤن ٭ چال اُنکی مری اُلٹی ہوئی قسمت ٹھہری ٭
گردش چشم تری دیکھ کے حیرت ہی مجھے ٭ کیونکر ان شوخ نگاہون مین شرارت ٹھہری
بیقراری نے کیا شیفتۂ ساعت دل کو ٭ نہ وبالا ہی اک جا نہ کدورت ٹھہری
یہی انصاف ہی جس دلمین رہے یاد عدو ٭ کیون فلک جا کے وہین میری عداوت ٹھہری
بزم جانان مین مجھے دیکھ کے جلتی تھی جو شمع ٭ رات بھر سامنے کیون سوختہ قسمت ٹھہری
منھ تو کب خاک یہ عاشق کی کرم کرتا ہی ٭ آندھی آئی تو نہ وہ بھی کوئی ساعت ٹھہری
بخت کا مجھسے گلہ سُن کے کوئی کہتا ہی ٭ یہ بھی در پردہ ہماری ہی شکایت ٹھہری
وصل مین چھوڑ دیا سب نے اکیلا مجکو ٭ اے جلال آج نہ دلمین کوئی حسرت ٹھہری

علمشاہ یہ اشعار پڑھتے ہوے جاتے ہین قریب باغ کے پہونچے چند کنیزین دروازے پر موجود تھین رستم کو دیکھ کر بھاگین جا کر ملکہ سے اطلاع کی کہ رستم آپہونچے ملکہ نے روشنی وغیرہ کرائی ہی قفس طائران نغمہ سرا درختون مین لٹکا دیے ہین وہ طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین رستم کا ملکہ نے آکر استقبال کیا باغ مین لائین رستم آکر مسند پر بیٹھے ملکہ نے دیکھا کہ ایک نازنین ساتھ ہی پوچھا کہ اے شہریار یہ کون ہی رستم نے کہا کہ یہ آپ کی ملاقات کو آئی ہی

ملکہ نے پہلو مین جگہہ دی سمک آکر بیٹھا جب ملکہ نے جام پیش کیا نور رستم نے کہاکہ ای ملکہ عالم مذہب تمھارا کیا ہی ملکہ نے کہاکہ بقراط پرست رستم نے کہاکہ ای ملکہ وہ ایک شخص جھوٹا ہی لائق خدائی کے وہ وحدہ لاشریک ہی اُسکا اعتقاد کرو یہ سُن کر ملکہ بھی مطیع اسلام ہوئین کنیزوںنے کہاکنیزین بھی مطیع اسلام ہوئین رستم نے سمک سے اشارہ کیا سمک نے سامنے بیٹھ کر گانا شروع کیا ملکہ بہت خوش ہوئین کہا صاحب یہ نازنین توخوب گاتی ہی قضاے کار ملکہ کی ماں سمندر دریا شگاف اپنے قصر مین بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے کہاکہ کیون صاحب کل سے صدف دریا نشین نہین آئی کچھ تم لوگون کو خبر معلوم ہی کنیزون نے کہاکہ حضور ہم باغ مین حاضر تھے ملکہ بلکر آئین مگر گھبرائی ہوئی تھین آتے ہی حکم دیاکہ باغ کو آراستہ کرو کوئی آنے کو تھا اُسکا انتظار تھا سمندر نے جو یہ معاملہ سُنا گھبراکر کہاکہ اری کمبختو یہ بھی کچھ دریافت کیاکہ کون آنے والا تھا بڑا باعث خرابی یہ ہی کہ کنیزین جوان جوان اُسکی خدمت مین جمع ہین وہی سب اُسکو آوارہ کرتی ہین مین توجاکر دیکھون بقراط ثانی کے تصدق سے اب ماہ حسن کمال پر ہی شاہان جہان کے نامے چلے آتے ہین بعض نے تصویرین مانگین کئی سو تصویرین کھچواکر بھجوا چکی ہون جسنے تصویر دیکھی وہ دیوانہ ہوا لیلی مجنون کا عشق افسانہ ہوا کوئی اب اُنکا ذکر بھی نہین کرتا کہ لیلی مجنون کون تھے ہر ایک کی زبان پر صدف دریا نشین ہی کئی شاہزادے عشق زلف عنبرین مین سودائی ہوکر نکل گئے جنگل جنگل پھرتے ہین کئی دھونی رما کر بیٹھے ہین اگر کوئی افتاد پڑی تو یہ بدنامی دور تک پہونچے گی یہ کہتی ہوئی ایک عقاب پر سوار ہوئی عقاب کو اُڑاکر چلی آسمان پر آکے دیکھاکہ صدف دریا نشین پہلوے رستم مین بیٹھی ہی ایک نازنین نہایت حسین دریا مین پھولون کے غوطہ زن رشک چمن فخر نسرین دلستان سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گا رہی ہی نظم

تمسے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے	تم رہو آکے یہ مہمان رہے یا نہ رہے
خواب غفلت ہی ہی بہتر کہ ہم آغوش ہی یار	آنکھ کھلنے پہ یہ سامان رہے یا نہ رہے

ڈھونڈھنا تھا دل گم گشتہ کو بس ڈھونڈھ چکے
اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے

جس پری نے ہمین دیوانہ بنا رکھا ہی
وہی کہدے کہ ہم انسان رہے یا نہ رہے

بھجتے ہین کہین ہم دل کو مگر سوچ یہ ہی
پھر کے آنیکا بھی کچھ دھیان رہے یا نہ رہے

میری حیرت کو نہ پوچھیگا تمھارے آگے
آئینہ بزم مین حیران رہے یا نہ رہے

کنگھی زلفون مین کر دکیا دل عشاق سے کام
ایسے دو چار پریشان رہے یا نہ رہے

سجدہ جس دن سے کیا اک بت کافر کو جلال
شک ہی ہمکو کہ مسلمان رہے یا نہ رہے

یہ ہنگامۂ صحبت جو سمندر نے دیکھا جل گئی جی مین کہتی ہی کہ اس ظالم نے غضب کیا کیسا جوان جسین ڈھونڈھا ہی حقیقت مین اُسکا حُسن اِسکے حُسن پر غالب ہی مگر ظاہرا طریقہ سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص مرد مسلمان ہی خداوند بقراط ثانی کو بُرا کہہ رہا ہی اور حقیقت مین یہ نازنین بھی خوب گا رہی ہی اس عرصے مین ملکہ نے خوش ہوکر موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا اُس نازنین کو پہنا دیا یہ ناز و نیاز سمندر پر بہت شاق گذرا للکار کے آواز دی کہ کیون اوگیسو بریدہ ہمنے جس بادشاہ کی تصویر دکھائی اُس سے بیزار ہوئین اس مسلمان کو پسند کیا جو قدرت کو بُرا کہتا ہی وہ جوانامرگ تیرے پہلو مین بیٹھا ہی اختلاط کر رہا ہی صدف دریانشین نے جو سر اُٹھا کر ان کو دیکھا خوف کے مارے کانپ گئی رستم سے کہا کہ حضور غضب ہوا امان میری آگئی دیکھیے کیا کرے ملکہ تو کانپ رہی ہین مگر سمندر نے موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا یا سامری کہکر پھینک مارا موتی قریب آکر ٹوٹے چند موتی رستم پر گرے کہ پاؤن زمین نے تھام لیے انگوٹھی ڈالا ہاتھ قابو مین ہی مگر دفع سحر سمندر انگوٹھی نہ کرسکی چند موتی صدف پر گرے یہ بھی مثل تصویر تصور کے خاموش کھڑی رہگئی بیقرار ہوکے کہا کہ ای مادر مہربان مین خطاوار کلام کی ہون اور کوئی خطا مجھسے نہین ہوئی جب آپ حال سے آگاہ ہونگی یقین ہی کہ آفرین کہین فرزند صاحبقران رستم اُنکا لقب ہی فتاح طلسم کے چچا ہین کتاب مین صاف صاف لکھا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی جوان لوگون کی اطاعت کریگا بچ جائیگا ورنہ جان سے مارا جائیگا اس وجہ سے مین نے اطاعت کی

اور اگر نہ کرتی تو کیا کرتی بعد چندے طلسم کشنا کو لوح ملیگی اُس وقت کیسی ذلت ورسوائی ہوگی آخر سمندر زمین پر آئی ایک کنیز کو حکم دیا کہ ملکہ کی مشکین باندھ لے اُس کنیز نے باندھ لین اِس گانے والی کنیز نے جو دیکھا کہ اب رستم پیلتن کی مشکین بندھوائیگی گورے گورے ہاتھون سے ملکہ کی بلائین لین کہا واری ہم آپکی صاحبزادی کو منع کرتے تھے کہ خداوند بقراط ثانی کو بُرا نہ کہیے اُنھون نے میرا کہنا نہ مانا آخر اُس کا یہ انجام ہوا کہ ابھی آفت آگئی اب آپ کو اختیار ہی اگر مناسب جانیے تو ذرا بیٹھ جائیے گانا سُنیے کہ آپکو بھی معلوم ہو یہ ایسا گاتی ہی حضور مین قوم کی کسبی ہون مجکو بلوایا تھا کہ تجکو نوکر رکھین گے یہ جوان مجکو گھور گھور کر دیکھتا تھا مین منتین کرتی مگر گھورے ہی جاتا تھا سمندر نے جو کنیز کو حسین دیکھا حُسن وجمال پر اسکے شیفتہ و فریفتہ ہوئی کہا کہ تم بازاری ہو یہان کیون آکر بیٹھین کنیز نے کہا کہ حضور ہمارا پیشہ یہی ہی جو ہمکو بلوائیگا وہان جائین گے ابھی مجرے کے روپئے بھی نہین ملے حضور بیٹھ جائین تو مین آپ کو ایک چیز سُناؤن مین اپنی بہنون مین بدآواز ہون اور بہنین میری خوب گاتی ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ درودیوار کو مست کردین سمندر مسند پر بیٹھی کہا کہ ہان سُناؤ نام تمھارا کیا ہی اُس مہ جبین نے کہا کہ اس کنیز کو گمی جان کہتے ہین بیٹی چھمی جان کی ہون یہ کہکر سازندون کو اشارہ کیا سازندون نے ساز درست کیے اُسنے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

کوئی تو مطلب نکلتا نالہ و فریاد سے	لے نکلتے حسرتِ نو نکو بھی دلِ ناشاد سے
نالے بیٹے کتے ہوے نکلے دلِ ناشاد سے	قصد کوے یار ہی آتے ہین عشق آباد سے
ڈھونڈھیے کوئی دل آزاری کا پہلو اب نیا	مشورہ کر لیجیے چرخِ ستم ایجاد سے
ہم اسیرانِ قفس کو باغ پر صدقے اُتار	ہولِ لیکر چھوڑ دے اے باغبان صیاد سے
اُس سے تو ملتا ہی جو ترک ایک عالم کو کرے	شرط ہی سب کو بھلادے پہلے تیری یاد سے
خون بہا مین نے تو چھوڑا تھا دل خون گشتہ کا	حسرتین کہتی ہین ہم لین گے دیت جلاد سے
فصل گل آئی چمن مین ہمکو سودا ہوگیا	ہوش بھی جاتے رہے اُڑکر نکہت بر باد سے

مرئے فرقت کی اجابدے رہے ہین تہنیت	تبرہی شادی کا گھر شور مبارک باد سے
کشتہ تھے تیرے تغافل کے پڑے سویا کیے	ہم نہ چونکے صور اسرافیل کی فریاد سے
کسطرح نالے تمھین آہین رکین کیونکر جلال	دل مشبک ہی کسی کے ناوک بیداد سے

اس رنگ مین اُس مہ جبین نے یہ اشعار گائے کہ سمندر جوش مین آئی گلے سے موتیون کا مالہ اُتار کر دیا نازنین نے کہا حضور مین ایک کمال اور کرتی ہون ساقی گری بھی خوب کرتی ہون امید وار ہون میخانہ میرے سپرد کیجیے مین شراب درست کرکے لاؤن سمندر نے اشارہ کیا کہ میخانے مین جاؤ شراب کا تمھین اختیار ہی وہ نازنین جھپٹ کر میخانے مین آئی پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین دوڑین شراب اُٹھا کر لے جانے لگین سمندر دیکھ رہی ہی وہ نازنین چالیس گلابیان آراستہ کرکے محفل مین لائی گھنگرو پاؤن مین باندھے پہلے گت ناچی بعد اُسکے جُھک کر جام لبریز کیا سر پر رکھ کے توڑے لیتی ہوئی سامنے سمندر کے آئی کیا مجال جو قطرہ گرے بقول قمر مطلع ناچنے مین جو لیا یار نے ہنس کر توڑا + اہلِ محفل نے کیا اُس پہ نچھاور توڑا + سامنے سمندر کے آکر سر جُھکایا اور کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے سمندر جام کو اُٹھا کر پی گئی کچھ انجام کا خیال نہ کیا پیتے ہی گھبرا کر کہا کہ اس شراب مین کیا ملا تھا کلیجے مین آگ لگ گئی اُس نازنین نے عرض کی کہ حضور مین بھول گئی ذرا سی بیہوشی ملا دی سمندر بلبلا کر یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ او مہ جبین تو نے یہ کیا کیا مجھے بیہوشی کا جام پلایا جیسے ہی اُٹھی لڑکھڑا کر گری سمک نے نعرہ کیا اور ملکہ سے کہا کہ اب انکو باندھ دیجیے اور سمجھائیے اگر اطاعت آقا کی نہ کرینگی تو ابھی قتل کرونگا صدف دریانشین نے نان کو ستون سے باندھا سمک نے زبان مین سونزن دیکر ہوشیار کیا اب جو سمندر کی آنکھ کھلی دیکھا ستون سے بندھی ہون حیران ہو گئی جی مین کہتی ہی یہ کیا معرکہ ہوا مجکو کسنے ستون سے باندھا سمک نے پکار کر آواز دی کہ ای سمندر قدرت مالک بحر و بر کو دیکھ کہ ہمکو تجھپر غالب کیا بہتر یہ ہی کہ اطاعت دین اسلام اختیار کر ورنہ ابھی

قتل کر ڈالو نگار رستم پیلتن کی اطاعت کر شکر خدا کر کہ پروردگار نے تجکو یہ مرتبہ دیا کہ صاحبقران سے رشتہ ہوا انشاء اللہ بعد فتح طلسم صدف دریانشین سے رستم عقد کرینگے ہر چند کہ فتاح طلسم بنام نور الدہر بن بدیع الزمان ہی مگر ایسی کوشش کرو کہ طلسم کشا شہر یار کے سکندر ثانی جو بادشاہ سابق طلسم قید ہی اُسکے رہائی کی تدبیر کرا ؤ رستم کو وہان تک پہونچاؤ جرأت ان کی رہبری تمہاری کام آئیگی ورنہ قتل ہو جاؤ گی ہمیرے قبضے مین ہو سمندر جھلانے لگی بنگاہ قہر طرف سمک کے دیکھا صدف دریانشین اپنے مقام سے اُٹھی قدمون پر مان کے گر پڑی کہا کہ ای مادر مہربان یہ اوراق کتاب میرے پاس موجود ہین انہین بقراط ثانی نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی اب اُسکو جھوٹ بتاتا ہی چالیس نجومی جمع تھے جب یہ حکم لگائے ہین دیباچہ کتاب مین یہ سب اسباب مرقوم ہین پر اپنے لوگون کو یہ سب حال معلوم ہی کہ ایک دن بقراط نے جلسہ عام مین کہا کہ یار و جو ہونیوالا ہی اس طلسم مین اُسکو تحریر کرو وہ کتاب بجاے سند رہے ہر ایک وقت کام آوے جو جو ہمسے یاغی ہونے کو ہین اُنکا حال ہمپر ثابت ہو چالیس نجومی اپنے مقام سے اُٹھے کہا یا خداوند ہم لوگ اختر شناسی مین کمال رکھتے ہین جو جو ہونے والا ہی وہ سب ہمکو معلوم ہی بقراط نے قصر بند کرایا چالیس نجومیون کو ساتھ لیکر اُس قصر مین بیٹھا چالیسون ملکر حکم لگاتے تھے اور بقراط ثانی اُسپر خیال کرتا تھا جس بات کو پختہ جانتا تھا اُسکو تحریر کرتا تھا ورنہ نجومیون کو جواب دیتا تھا کہ میرے سامنے زیادہ نہ احکام بگھارو مین کیا کسی علم مین کم ہون دیکھیے مادر مہربان میرے مقدمے مین صاف صاف لکھا ہی کہ صدف دریانشین رستم پر مائل ہو گی اُسی کے زور پر رستم جمشید زرین ترکش بھائی کو سکندر ثانی کے رہا کرینگے اور اُسی کے سبب سے رہائی سکندر ثانی کی ہو گی جس وقت وہ چھوٹا ہر چند کہ تحفہ جات طلسمی اُسکے قبضے مین نہین ہین مگر سحر اُسکا قیامت برپا کریگا تحفجات بھی بوجوہات ملین گے وزرا اُسکے جابجا قید ہین وہ چھوٹ کر آوینگے کو ٹھے طلسم کے

بتائین گے وہ کوٹھے کھلین گے اُنمین سے تحفہ جات باہر نکالے جائینگے جس وقت
تحفہ جات زیب جسم کرکے بادشاہ جلیل تخت پر بیٹھے گا اور طلسم کشا ساتھ ہونگے
اور ایک طرف بمقابلۂ بقراط صاحبقران زمان مع فرزندان ذی شان و
سرداران نامی و پہلوانان گرامی ہونگے اس دھوم سے لشکر کشی ہوگی کہ سب لوگ
کہینگے اگر دارا اور کیقباد ہوتے تو اس لشکر کا تماشا دیکھنے آتے جاہ و جلال امیر
دیکھکر گھبراتے ای مادر مہربان تصور فرمائیے غصہ نہ کیجیے ورنہ باعث خرابی ہوگا
صدف دریا نشین نے ورق جو نکال کر دکھائے سمندر جادو نے اپنا سر
جھکا لیا کہا کہ ای نور نظر و ای پارۂ جگر مجھے قتل ہونے کا کچھ خوف نہین مگر مین
تیرے ساتھ ہون رستم پر نثار صاحبقران پر قربان کہ یہ مرتبہ حاصل ہو مین امیر
کی سمدھن کہلاؤن مجکو قدمون پر رستم کے گرا دو صدف نے زبان سے سمندر
کی سوزن نکالی سمندر دوڑکر قدمون پر گری رستم نے سر سینے سے لگا لیا
اور ہاتھ باندھکر کہا کہ آپ ہماری بزرگ ہین ایسی کوشش کیجیے کہ بادشاہ سابق
ہمارے ہاتھ سے رہا ہو سمندر بھی آکر صحبت مین بیٹھی کہتی ہی کہ ای شہریار مین کیا
کوئی بات اُٹھا رکھونگی اگر بادشاہ سابق آپ کی مدد سے چھوٹا تو بڑا فخر آپ کو
حاصل ہوگا اُس وقت جلسے کا عجب رنگ ہوا اسمک یلداقی نازنین حسین بنا ہوا
محفل مین بیٹھا ہی تانین مار رہا ہی یہ اشعار عاشقانہ سامنے سب کے گا رہا ہی نظم

تجھسے نہین مجھے دل و جان سی بھی شی عزیز
ہم اپنا خون بخشدین کیون ای فلک جسے
ہمدرد سے امید ہو کیا دل کو میرے جب
پہلو مین وہ بٹھاتے ہین جبتک ہی پاس دل
تنہائی فراق مین کیا دین گے میرا ساتھ
لیجاکے مجکو ڈال بھی دین پاے یار پر
پھرتے ہی اُسکے پھر گئے چشم و دل و جگر

پیاری ہی تجکو اک نگہ لطف ای عزیز
وہ ہمسے بزم مین کرے اک جام می عزیز
تاثیر اپنے نالے کی کرتی ہونی عزیز
مین بھی عزیز ہون مری خاطر بھی ہی عزیز
اس مرحلے کو کر نہین سکتے ہین طی عزیز
اسمین نکالتے ہین عبث کوئی پی عزیز
بیگانہ دار ملتے ہین اپنے ہین جی عزیز

بلبل بزدہ ہون کہ سارے چمن کا ہون دوست مین		گل سے زیادہ سبزۂ بیگانہ ہی عزیز
تصویر اپنی ہمسے نہ ای یار مانگنا		واللہ تجھسے ہی تو یہی ایک شی عزیز
کھتی ہی کوے یار مین میت جلال کی		آگر عزیز کر مری مٹی کو ای عزیز

اس رنگ سے سمک نے یہ اشعار گائے کہ سب وجد کر رہے ہین ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی سمندر تعریفین کر رہی ہی کہ ای شہریار آپ جرأت مین کامل ہین آپکا عیار پیشۂ عیاری مین بے مثل و بے نظیر ہی ان سے ڈرنا چاہیے رستم درست درست فرما رہے ہین فرماتے ہین حضور آپ نے عیاری نہین دیکھی انکے والد یعنے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری عیاری مین کامل واکمل ہین افراسیاب ایسے بادشاہ پر ایسی ایسی عیاریان کین کہ جابجا اُسکے دھوکے کھائے آخر ہار اگیا یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر شوہر اسکا گرداب دریاشگاف اپنے قصر عیش مین بیٹھا ہی کہ اس نے کہا صاحبو کچھ تمکو معلوم ہی بی سمندر کیون نہین آئین اور آج کئی دن سے صدف دریانشین بھی نہین آئی ذرا دریافت تو کرو کہ کہان گئین اور کیون نہین آئین ایک جادوگر آسمان بلند پرواز نامے یہ کہکر چلا کہ غلام خبر لاتا ہی باغ مین سمندر کے آیا دیکھا ویرانہ پڑا ہی چند کنیزین بیٹھی ہین آپسمین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ملکۂ عالم بڑے غصے مین گئی ہین دیکھیے بیٹی کا کیا انجام ہو اور وہ اُسکے ساتھ کس طرح پیش آوین آسمان بلند پرواز نے یہ سب ذکر سُنا اور صدف دریانشین کے باغ کی طرف چلا دل مین کہتا ہی نئی بات ہی مان بیٹی پر غصہ کرکے گئی ہی بیٹی سے نہین معلوم کیا خطا ہوئی آسمان اُڑتا ہوا آیا اُسوقت آکر پہونچا کہ ذکر خواجہ عمرو ہو رہا ہی سمندر کہتی ہی کہ ہمارے نزدیک تو یہی بیمثل و بے نظیر ہین مگر اب آپ کے تصدق سے خواجہ سے بھی قدمبوس ہونگے جب وہ ملین اور اُنکو دیکھین تو اُنکے حالات کو سمجھین کہ اس طور سے عیاری کرتے ہین سمک کہ رہا ہی کہ حضور حقیقت مین جناب قبلہ و کعبہ ہر عیاری مین فرد ہین صدہا جادوگر اُنکے ہاتھ سے مارے گئے آسمان بلند پرواز نے دیکھا کہ بیچ مین علمشاہ

بیٹھے ہین اور ایک پہلو مین سمندر دوسرے پہلو مین صدف دریانشین
جام گردش مین ہی سمک کی خاطرین ہو رہی ہین آسمان بلند پرواز نے سب
باتین دریافت کین مخفی پھرا کیا کنیزون سے حال پوچھا کنیزون نے بیان کیا کہ یہ
جو نازنین سامنے بیٹھی ہی یہ عیار ملکہ ہی اسی نے ملکہ سمندر کو گرفتار کیا تھا بیٹی
نے بہت سمجھایا اب مطیع اسلام ہوئین رستم کے ساتھ جائین گی یہ سب حال
دریافت کر کے آسمان بلند پرواز چلا اُس وقت آیا کہ گرداب دریا شگاف
یہی ذکر کر رہا ہی کہ آسمان ابھی پلٹ کر نہین آیا چند ہی ساعتین گذری تھین کہ
آسمان زمین پر آیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران بڑا غضب ہوا رستم پہ آپکی
صاحبزادی مائل ہوئی ہین اپنے باغ مین بلوایا جلسہ ہوا آپکی زوجہ صاحب
پہونچین کسی وجہ مین گرفتار ہوئین اطاعت رستم اور مذہب اُنکا قبول کیا اور
اب خوش بیٹھی ہین غلام جو گیا سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھ آیا خداوند کی
بُرائیان ہو رہی ہین فکر ہی کہ بادشاہ سابق کو رہا کرین اور بقراط ثانی کو جا کر
قتل کرین کہ طلسم پر قبضہ ہو حضور جلد چلین یہ سُنکر گرداب اپنے مقام سے اُٹھا
سب سے کہا کہ تم یہین بیٹھو میرے پیچھے کوئی نہ آئے ورنہ مجکو بڑا رنج ہوگا مین
جاتے ہی آفت برپا کرونگا زوجہ اور بیٹی پر قبضہ کرونگا بادشاہ سابق کا رہا ہونا
بہت دشوار ہی جو کوئی قصد کریگا بہت پچھتائیگا جب ہزارون آفتین جھیلے اور
اپنی جان پر کھیلے تب سکندر ثانی تک پہونچے اگر اُسکے پاس پہونچ بھی جائے
تو بھی اُسکا قید سے رہا ہونا دشوار ہی یہ سب کو سمجھا کر چلا یہان سمندر اور ملکہ
صدف بیٹھی ہین یہی صلاحین ہو رہی ہین کہ ای شہریار کل کوچ کیجیے اول طرف
صحراے مینوسواد کے چلیے اگر مینوسواد کو مار لیا تو بہ آسانی پہونچنا ہوگا
اور اگر وہان پھنسے تو خاتمہ ہوگا دیکھین تقدیر کیا دکھائے یکایک غرانے کی آواز
آئی سمندر نے دیکھا کہ کُنج باغ سے ایک دریا جوش مارتا ہوا آتا ہی سمندر
نے کہا بی بی صدف باپ تمھارے آپہونچے دیکھ لو وسط دریا مین جو چادر پڑی ہی

اور غراٹے کی آوازین آتی ہین یہ اُسی کا سحر ہی ہمارا مطیع ہونا ایسا تھوڑی تھا کہ اُسکو
خبر نہ ہو میرا دستور تھا کہ اُنکے ساتھ روز جلسے مین شریک ہوتی تھی آج کئی روز سے
وہان نہین گئی صدف دریا نشین یہ کہکر اُٹھی کہ ای مادر مہربان مین ابھی دریا کو
مٹاتی ہون سمندر نے کہا کہ بی بی اسکا مٹانا کیا آسان ہی گنبد ہفت شعلہ جو بنا یا ہی
اُسکا مٹنا بہت دشوار ہی یہ سحر اُسی کے متعلق ہی مگر صدف نے نہ مانا ہاتھونکو ہلاکر
گری اتنا تو ہوا کہ دریا کی جنبش موقوف ہوئی موجہ بلند نہ ہوا مگر صدہا مچھلیان صدف
کے لپٹ گئین ڈنک مچھلیون کے پڑ رہے تھے اور صدف لڑ رہی ہی سمندر نے جو
بیٹی کا یہ حال دیکھا کہ زخمون سے خون جاری ہی ہر مرتبہ تڑپ کر گرتی ہی کہ سب مچھلیون
کو مٹاؤن مگر کچھ زور نہین چلتا سمندر یہ کہکر اُٹھی کہ بی بی ہمارا کہنا نہ مانا آخر بلا مین
پھنسین اب اس دریا سے نجات دشوار ہی یہ کہکر اُٹھی پاٹ دوپٹے کا پھاڑا اُسی دریا
مین پھینکا وہ کپڑا جو دریا مین گرا موجہ بلند ہونے لگا مچھلیان سُست ہوئین ایک آواز
مہیب آئی کہ او بے حیا میرے سحر کو مٹاتی ہی یہ سحر وہ ہی کہ جب قدرت کے ساتھ لڑتا
اور طلسم کشا سامنے ہوتا تب یہ سحر کرتا تجھ ایسی نالائقون کی یہ مجال ہی کہ اس سحر کو
مٹائے سب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ گرداب شناوری کرتا ہوا دریا سے نکلا اور
پُکارتا ہوا کہ ای سمندر و صدف کیون قضا آئی ہی تم دونون مین سے ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا مگر سمندر دریا سے نکلی ایک ماہی کلان کو پکڑے ہوے وہ مچھلی
تڑپ رہی ہی مگر سمندر نہین چھوڑتی دریا سے بلند ہوئی کارد جھولی سے نکالی مچھلی
کا شکم چاک کیا کچھ خون اُسکا اپنے مُنھ پر ملا اور اُس شکم چاک مچھلی کو پھر دریا مین پھینکا
ایک سوئنس نے سر نکالا اور آواز دی کہ یارو تم لوگ نکل جاؤ بھاگ کر اپنی اپنی جان
بچاؤ وہ مچھلی جو دریا مین گری ظاہر مین شکم چاک تھا دریا مین گرتے ہی صحیح و سالم ہوگئی
اور تڑپنے لگی اسکے تڑپنے سے چند مچھلیان مر کر اُبھرتی ہین سمندر سحر کر رہی ہی
ہاتھ ہلاتی ہی اُنگلیون سے قطرے پانی کے گرتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ پانی مین انگارے
گر رہے ہین یا تو دریا بڑھتا آتا تھا یا جوش کم ہوا مگر صدف دریا نشین غوطہ مار کے

تھ مین دریا کے پہونچی دیکھا کہ ایک قصر بنا ہی بیچ مین ایک تخت بچھا ہی اُس تخت پر
گرداب دریا شگاف بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی صدف دریا نشین طرف قصر کے
چلی دیکھا کہ ایک نازنین بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہی نظم

ایسے پنجے ہین نہ ہین ایسی بشر کی ایڑیان
پنجۂ خورشید کے نیچے قمر کی ایڑیان

کیون نہ دیکھے اپنی ایڑی ایک تارہ دیکھ کر
کم نہین تارون سے اُس رشک قمر کی ایڑیان

ساق سیمین شاخ آہو ہی باغ حسن مین
اُنگلیان انگور کی ہین سیب تر کی ایڑیان

صانع عالم نے جب تیرا بنایا کالبد
پائون صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیان

بانکپن سے باغ مین چلتا ہی وہ پنجون کے بل
راہ مین لگتی نہین اُس فتنہ گر کی ایڑیان

زلفین دوڑی آتی ہین مانند مار یاسمین
ہین برنگ یاسمین تیرے اثر کی ایڑیان

جب صدف دریا نشین قریب اُس گانے والی کے پہونچی تو گانے والی نے
کہا کہ حضور آئیے تشریف رکھیے آپ کے والد بُلاتے ہین مگر صدف نے موتیون کا
مالا گلے سے اُتار اگرداب پر مارا چند موتی جو سر پر پڑے گرداب کا سر پھٹا سر کے
پھٹتے ہی خون جاری ہوا خون کے قطرے دریا مین جو جا گرے دریا کا جوش بڑھا سمندر
بھی سامنے آئی مگر یا غال پریشان پکارتی ہوئی کہ ای صدف دریا نشین اپنے تئین
ان قطرات خون سے بچا تا یہ بلا کا سحر ہی اس سحر سے بچنا دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہی
لیکن سر تو پھٹ چکا تھا لاشہ گرداب کا تڑپا خون کی چھینٹین بدن پر صدف کے
پڑین جو چھینٹ بدن پر پڑی معلوم ہوا کہ انگارہ پڑا جلنے لگی سمندر نے دوڑ کر پانی کا
چھینٹا مارا پانی جو پڑا آگ بجھنے لگی لیکن سمندر و صدف دونون لڑکھڑا کر گرین ایک
مچھلی دریا سے نکلی دونون کو نگل گئی اب گرداب اُٹھا یہان جب سمندر اور
صدف سحر کرنے گئین تو سمک نے عرض کی ای شہریار اُٹھیے ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد
بندگان عالی پر پڑے رستم تیغہ ٹیک کر اُٹھے کہ سامنے دیکھا ایک نہنگ دریا سے نکلا
سامنے رستم کے آیا مُنھ سے حباب چھوڑے رستم لڑکھڑا کر گرے نہنگ نے رستم کو بھی
نگل لیا سمک ایک گوشے مین آکر چھپا دیکھا کیا جب رستم و صدف و سمندر غائب ہوے

تو دیکھا دریا خشک ہو گیا سب کنیزون کو مچھلیان نگل گئین جو کنیز نکلی ایک مچھلی دریا سے
پیدا ہوئی تڑپ کر گری کنیز آہ آہ کرنے لگی مچھلی نے نگل لیا کوئی اُس ماہیت سے آگاہ
نہ ہوا سمک گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ کنیزین سب غائب ہوئین درخت سب جل گئے
خالی میدان پڑا ہی روتا ہوا چلا راہ مین آکر دیکھا کہ خواجہ ایک مسافر کو لوٹ رہے ہین
سمک آکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ غلام برباد ہوا رستم نوجوان یعنے فرزند
صاحبقران اس ترکیب سے آتے تھے کہ جاکر صاحبقران سے ملین مگر اثنائے
راہ مین صدف دریا نشین سے ملاقات ہوئی اُسکے باغ مین گئے اُسکی مان بھی آکر
مطیع اسلام ہوئی گرداب دریا شگاف باپ اُسکا جو آیا اُسنے قیامت برپا کردی
بیٹی کو اور زوجہ کو مع رستم گرفتار کرکے لے گیا غلام نے ہرچند چاہا کہ اتنا تو معلوم ہو
کہ یہ لوگ کہان گئے کہان قید ہوے مگر نہ معلوم ہوا عمرو نے کہا کہ بیٹا یہ تو دریافت کرو
کہ وہ ساحر کہان رہتا ہی تو مین جاکر عیاری کرون اور رستم کو چھڑاؤن سمک نے
کہا کہ میرے دریافت کرنے کا موقع نہین ہی حضور جب کمر ہمت باندھین گے تو سب
ظاہر ہو جائیگا خواجہ نے کہا کہ تمھارے آقا سے کبھی تک ملنا ہی زاہد خشک ہین
سمک نے کہا کہ قبلہ و کعبہ مین عرض کرتا ہون کہ اگر رستم رہائی پائین گے تو مین
دس ہزار روپئے آپ کی خدمت مین حاضر کرونگا خواجہ نے کہا کہ اچھا تم جاؤ اب
مین اسی فکر مین نکلتا ہون یہ کہکر خواجہ چلے سمک ایک جانب بھاگا خیال مین ہی
کہ جاکر صاحبقران سے اطلاع کردون تھوڑی دور چلا تھا کہ نشان لشکر امیر اسکو
ظاہر ہوا روتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا سب کیفیت ظاہر کی صاحبقران
نے فرمایا کہ تم جاؤ آقا کو اپنے تلاش کرو اور خواجہ بھی یقین ہی کہ فکر مین گئے ہون
اور مین بہ غیب رجوع کرتا ہون اگر معلوم ہو گیا تو اُسکی فکر کرونگا اور اگر نہ ظاہر ہوا
تو مجبور ہون سمک صاحبقران سے اطلاع کرکے چلا صاحبقران نے ایک خیمہ
استادہ کرایا اُسمین بخورات روشن کردیے اور تمام خوشبوئین آراستہ کین سجادہ بچھوایا
خود آکر بیٹھے دعائین کرنے لگے پکارتے تھے کہ ای کارساز دو ای رب بے نیاز مجھے یہ

معلوم ہو کہ رستم کہان قید ہوے اپنے فرزند کی رہائی کی تدبیر کردن نظم

شود ز دام غم و رنج در زمانہ خلاص
ہمیشہ گوشہ گزیند ز اختلاط عوام
ذلیل و خوار بود ہر زمان بدیدۂ خلق
درین سراے جہان است ہر شب و ہر روز
بہ بند رنج و بلا ہر کہ مبتلا گردد
مگر کسے بمسافر درین سفر آخر
کسے نہ گرشت ثانی بجال وے پرداخت
بہر صباح و بہر شام و ہر شب و ہر روز
مشو مخالف فرمان حضرت خالق
زبحر فکر بجہد جناب حق ہندی
تمام خلق بخلق و محبت و اخلاص
ز بندگان خدا ہر کہ ہست بندۂ خاص
بخیل و تنگدل و مرد ممسک و خراص
ہمیشہ آمد و رفت ہزار ہا اشخاص
بود بفضل خدایش امید استخلاص
رفیق راہ نگردد بوقت استخلاص
نہ دوستدار نہ ہمدم نہ خادم و نہ خواص
بہ رقص تازہ کند رقص گنبد رقاص
شوی و گرنہ تو ماخوذ در بلاے قصاص
برار گوہر مضمون بصورت غواص

دعائین کرتے کرتے صاحبقران بیہوش ہوے دیدۂ ظاہری بند ہوے اور دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل تاج پہنے ہوے قریب امیر کے آے پوچھا کہ ای شہریار آپ کس تردد مین ہین صاحبقران نے فرمایا مجکو خواہش یہ ہی کہ رستم نوجوان کو قید سے رہا کرون اُس تاجدار نے کہا کہ حضور نے قصد کیا ہی تو پورا ہوگا جب آنکھ کھلے تب طرف مشرق کے روانہ ہو جیے یقین ہی کہ کسی کی معرفت آپ کو احوال معلوم ہوگا صاحبقران خاموش ہو رہے لیکن خیال لگا ہوا ہی کہ اپنے کو تا بہ فرزند پہونچاؤن کہ آنکھ کھلی نماز سحر سے فراغت حاصل کر کے سردارونکو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو اُسی وقت لشکر تیار ہوا صاحبقران نے بموجب خواب اُس تاجدار کے طرف مشرق کے کوچ کیا مگر لشکر رواروی کیے ہوے جاتا ہی صاحبقران کی نگاہ براہ پر ہی کہ کوئی طریقہ معلوم ہو کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار جوانان نامدار رواروی کرتا ہوا آتا ہی ساتھ والون سے پوچھا یہ جو لوگ اُترے ہوے ہین یہ کون ہین امیر نے کل حال بیان کیا

اُس پہلوان نے کہا کہ مین آپ کو روکنے آیا ہون آگے نہ جانے دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ہم ضرور جائین گے تمھارے روکے سے نہ رُکین گے وہ پہلوان مقابلہ مین اُتر پڑا طبل جنگی بجوا دیا صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکر دن مین تیاریان ہوئین صبح کو آپس مین مقابلہ ہوا اُس پہلوان کا نام گُرد جنگ آزما ہی صاحبقران کو دیکھ کر بلبلانے لگا نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا امیر نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکر ہاتھ مارا امیر نے بارٹھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا گرد لپٹ پڑا امیر سے کُشتی ہونے لگی مگر صاحبقران نے پہر دن رہے گرد جنگ آزما کو زیر کیا سوال اسلام جو کیا اُسنے کہا کہ ای شہریار مین ہمیشہ سے مسلمان ہون خاص اسی واسطے آیا تھا کہ اسلام کو پختہ کرون شکر کرتا ہون کہ آپ سے مستفیض ہوا امیدوار ہون کہ حضور کے ساتھ رہون شرف ملازمت اختیار کرون صاحبقران گُرد جنگ آزما کو لیکر لشکر مین آئے جلسہ آراستہ ہوا گانا ہونے لگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای گرد جنگ آزما تمکو کچھ حال گرداب معلوم ہی گرد جنگ آزما نے عرض کی کہ حضور تشریف لے چلین مین سب نشان بتاؤنگا امیر ہمراہ ہوے صبح کو کوچ کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ایک صحرائے ویران مین پہونچے اُس صحرا مین ایک دیر بنا ہوا تھا گرد نے عرض کی کہ غلام کو اتنا معلوم ہی کہ اگر حضور نے اس دیر کو فتح کیا تو نشان قید رستم ملیگا گرداب کا بھی پتہ مل جائیگا گرداب دریا شگاف بڑا نیرنگ ساز و شعبدہ باز ہی جانتا تھا کہ میری تلاش ہوگی تو یہان آکر چھپا کہ اس صحرا مین کون آئیگا کیونکر نشان پائیگا صاحبقران اُسی وقت تیغ عقرب کھینچے ہوے طرف دیر کے چلے جیسے ہی دروازے پر دیر کے پہونچے بت سنگی جو رکھا تھا پکار اُٹھا کہ ای شہریار اور ای صاحبقران نامدار یہان نہ آئیے گا ورنہ بہت رنج اُٹھائیے گا صاحبقران کو فرزند کی ملاقات کا بڑا جوش ہی صاحبقران نے دیر مین قدم رکھا وہ بت اُٹھ کھڑا ہوا چاہا کہ بھاگ کے

نکل جاؤن صاحبقران نے دروازہ روکا اُس بت نے کہا کہ مجھے آپ کس واسطے روکتے ہین مین آپ سے نہ لڑونگا مگر آپ نے میرا کہنا نہ مانا کیا کرسکیے گا خود ڈر کر بھاگ جائیے گا یہ کہ کر آواز دی کہ ای گرداب دریا شگاف صاحبقران آئے ہین انکے ہاتھ سے مجھے بچاؤ یہ بولے دیر سے ایک شیر پیدا ہوا نعرہ کرکے صاحبقران پر جھپٹا یہ شیر بیشۂ عربستان ہین کب خوف کرتے ہین جیسے ہی شیر نے حملہ کیا امیر نے کلائیان تھام کر ایک گھونسہ مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا شیر جو تڑپا خون کی چھینٹین جسم پر بت سنگی کے پڑین تمام دیر مین بت سنگی دوڑا دوڑا پھرتا تھا اُف اُف کرتا جاتا تھا مُنھ سے پانی نکلتا تھا مگر آگ نہین بجھتی تھی صاحبقران زبان اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین آخر وہ بت سنگی جل جل کر خاک ہوا جب بت کو مار چکے تو مقام پر اُس بت کے آئے دیکھا ٹھہرہ نقب کا ہی حیران کھڑے تھے کہ کیا تدبیر کرون آخر بسم اللہ کہ کر نقب مین داخل ہوے چند سیڑھیان طی کی تھین کہ ایک صحراے ویران مین پہونچے امیر تو دیوانہ وار و وحشی مثال پھر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ پروردگار رحم اپنا شریک کر ورنہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے مجھسے مصیبت بادیہ گردی نہین اُٹھتی صاحبقران تو اس حال سے صحرا مین پھر رہے ہین مگر خواجہ عمرو جو تلاش مین نکلے ایک صحرا مین پھر رہے تھے کہ ایک آہو پیدا ہوا خواجہ نے جو دیکھا گلے مین آہو کے پٹہ پڑا ہی عمرو کو خیال آیا کہ اس آہو کو قتل کر دن یہ پٹہ قیمتی لون کمان مین تیر رکھ کر پیچھے آہو کے دوڑے آہو ایک مقام پر کھڑا ہو گیا بھاگا نہین عمرو نے تیر مارا تیر آکر ٹھیک پر آہو کے پڑا آہو لنجھیا کے گرا آواز آئی کہ او ظالم کیا غضب کیا آہوان جادو کو مارا ایک پنجہ گرا خواجہ عمرو کو اُٹھا کرلے گیا پنجے نے بلندی پر لا کر خواجہ کو پھینکا خواجہ نے دیکھا کہ ایک دریا موج مار رہا ہی اُسی مین گرے جب تہ بر پہونچے تو دیکھا کہ میرے ہاتھ اور پاؤن میرے اختیار مین ہین مگر سامنے ایک بارہ دری ہی اور ایک مہ جبین تخت پر بیٹھی ہی ایک نازنین سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گا رہی ہی عمرو سننے لگے نظم

مے عشرت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہی
آسمان اُسکا وہین کاسۂ سر لیتا ہی

قتل آنکھون کی سیاہی سے جو کر لیتا ہی
کار شمشیر سپر سے وہ نگر لیتا ہی

غیر کی کچھ نہ چلے گر نہ ہو دشمن اپنا
جو بدسنی کو سحر ہی سے تبر لیتا ہی

حشر کرتا ہی بپا پچھلے پہر سے شب وصل
دم چھری نیچے کہان مرغ سحر لیتا ہی

مول لیتا ہون کبوتر جو پئے نامہ بری
بیچنے والا پر و بال کتر لیتا ہی

غنچہ و گُل نظر آتے ہین بہم محفل مین
ہاتھ مین شیشہ اگر وہ گُل تر لیتا ہی

خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ وہ نازنین گا رہی ہی مُنھ پر ہاتھ پھیر اکہا باوا آدم درویش ازکل عالم پیش مجھکو ایک معشوقہ کی صورت عطا فرمائیے جیسے ہی مُنھ پر ہاتھ پھیرا دنیا کی ہوا بدل گئی ایک معشوقہ پری چہرہ کی شکل بنکر تیار ہوے قریب آکر کہا کہ صاحب اس طرح گاؤ کہ دل پر تاثیر ہو یہ کہکر ایک تان لگائی کہ وہ نازنین اُٹھ کھڑی ہوئی کہا صاحب بیٹھ کر گائیے آپ کا اسم مبارک کیا ہی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے کہا کہ مجھے محبوب گُل اندام کہتے ہین بیٹھ کر چند تانین لگائین کہ وہ نازنین گانیوالی رونے لگی کہا کہ اے محبوب کیا کہنا ایسا رنگ ہمسے نہین بن پڑا آپ کامل و اکمل ہین ہم بالکل جہل ہین آپ کو قدرت نے عجب مرتبہ دیا ہی خواجہ نے پھر تان لگائی وہ نازنین جو تخت پر بیٹھی تھی اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ کے گرد پھرنے لگی اور کہا کہ اے محبوب کیا خوب گاتی ہو تمھارے گانے مین تاثیر ہی آؤ بیٹھو ہماری مہمان رہو مگر تم کیونکر آئین عمرو نے کہا کہ مین نے خبر سُنی یہان جلسۂ عیش و نشاط ہی لہذا مین حاضر ہوئی کہ چلکر جلسے مین شریک ہون اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا ایک مکان مین لیکر آئی اُس مکان مین خواجہ نے دیکھا کہ اور بھی چند کنیزین ہین خواجہ عمرو وہان بیٹھے اُس نازنین سے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہی اُس نازنین نے کہا کہ اس مکان مین برائے چند ساعت شہنشاہ ساحران یعنی گرداب دریا شگاف آتے ہین رات بھر تشریف رکھتے ہین صبح کو پھر غائب ہو جاتے ہین خواجہ عمرو نے پوچھا کہ تمکو گرداب جادو سے کیا توسل ہی اُسنے کہا کہ گرداب مجھپر عاشق ہی اب تک

ہین نے اُسکا وصل قبول نہین کیا روز سوال کرتا ہے اور لالچ دیتا ہے مین انکار ہی
کرتی ہون خواجہ نے باتون مین لگا کر اُس نازنین کو بیہوش کیا اُسکو تو زنبیل مین
رکھ لیا آپ اُسکی صورت بنکر بیٹھے مگر حیران تھے کہ مین نے اسکا نام نہین دریافت
کیا ہے دیکھیے کیا گذرتی ہے اس سوچ مین بیٹھے تھے کہ کنیزون نے پکار کر کہا کہ کیون بی
رنگ آمیز اب تو شہنشاہ کے تشریف لانے کا وقت آیا خواجہ سمجھ گئے کہ رنگ آمیز
میرا نام ہے کہ یکایک آندھی چلی مکان تھرآیا زمین ہلنے لگی ابر سیاہ آسمان پر آیا قصر
پر آکے وہ پھٹا گرداب دریا شگاف ایک آہو پر سوار آیا مگر آہو کی پشت زخمی خون
بہتا ہوا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری نے اُٹھ کر دامن تھام لیا گرداب خوش ہو گیا
کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان آج تو تمنے نئی حرکت کی ورنہ جب مین
آتا تھا تو تم مُنھ پھیر کر بیٹھتی تھین خواجہ عمرو نے کہا کہ اب خیال آگیا ہمارے آپ
والی و وارث ہین یہان سے نکلنا ممکن نہین اب تمھاری ہی خدمت کرنا پڑیگی جو کہوگے
وہ قبول کرونگی اسپر گرداب بہت شگفتہ ہوا کنیزون سے کہا کہ ارے کھانا لاؤ ایک کنیز
نے دسترخوان بچھایا کھانا خوب تن کے کھایا جب کھانا کھا چکا تو اختلاط کرنے لگا خواجہ
گھبرائے کہا مین ذرا رفع حاجت کر آؤن خواجہ تو پیخانے مین آئے گرداب نے
جھولی سے پتلی نکالی کہا اری حرامزادی بتا عمرو کہان ہے پتلی نے ہنس کر کہا کہ وہ
یہین موجود ہے ابھی جس سے باتین کر رہے تھے وہی عمرو ہے آج تمکو زندہ نچھوڑیگا
قتل کر کے جائیگا یہ سُنکر گرداب بہت جھلایا خواجہ نے پاخانے سے دیکھ لیا کہ
گرداب زانو پر ہاتھ مار رہا ہے کہتا ہے کہ او ظالم تو مجھ تک کیونکر پہونچا آخر فتنہ زیر پا
کیا بوٹیان تیری کاٹ کر کھاؤنگا اب کہان جائیگا خواجہ عمرو پیخانے سے نکلے گلیم
اوڑھ کر گوشے مین کھڑے ہوے دیکھنے لگے اسی تصور مین تھے کہ گرداب جوش مین اُٹھا
ایک دو پتھر زمین پر مارا برق چمک کر گری سب کنیزون کے سر اُڑ گئے دوسرا دو پتھر
مارا کہ مکان جلنے لگا خواجہ نے جو دیکھا کہ دیوارون مین در پیدا ہوے ایک روزن
سے سر نکالا ایک جانب بھاگے مگر جدھر جاتے ہین راستہ نہین ملتا خواجہ عمرو ایک

گوشے مین ٹھہرے مگر کانپ رہے ہین کہ دیکھیے کیونکر جان بچے بلا کا ساحر ہی خواجہ عمرو تو گوشے مین بیٹھے دیکھ رہے ہین لیکن گرداب نے سارے مکان کو جلا دیا میدان ہو گیا اُس میدان مین کہین درخت بھی نہین ایک نخل چنار وسط جنگل مین واقع ہی جھپٹ کر قریب اُسکی پہنچ کے آیا دو تین پانون مارے غرق زمین ہو کر غائب ہوا خواجہ نے بعد غائب ہو جانے گرداب کے حیران و پریشان ہو کر ایک جانب چلنے کا رُخ کیا وہی جنگل ملا کہ جہان آہو کو شکار کیا تھا ایک طرف سے گانے کی آواز آئی ثابت ہوتا ہی کہ دس پانچ نازنینان مہ جبین مل کر یہ اشعار گا رہی ہین نظم

روئے ناصح اپنے منھ پہ رکھکے دامان تو سہی — اسکے یان پلئے نہ اک تار گریبان تو سہی
دیتے ہین زاہد دُرّے مجکو مومن جانکر — بیچ ڈالون مغبچون کے ہاتھ ایمان تو سہی
عندلیبون کو جلاتا ہی بہت ای باغبان — آتش گل سے جلے تیرا گلستان تو سہی
دیکھتا ہون دور سے اسپر خفا ہوتا ہی تو — چوم لون اکدن ترے رخسار تابان تو سہی
پھر نظر کرنے لگین مژگان جانان کیطرف — یار آنکھون سے کرون خار مغیلان تو سہی
دشتِ غربت مین وطن کے یاد آتے ہین چراغ — کور کردون دیدۂ غول بیابان تو سہی
ای پری پیکر ستم سے تو نہین آتا ہی باز — تیری مین نالش کرون پیشِ سلیمان تو سہی
جب نہ تب پردے مین چھپ جاتا ہی مجکو دیکھکر — چشم دل سے دیکھ لون مین تجکو عریان تو سہی
تیرگی دیکھی بہت اب آفتابِ داغ سے — صبح کردون تجکو ای شام غریبان تو سہی
رہن کردو اگر ترا عمامہ دلوا دون شراب — زاہدا تجکو کرون مرہون احسان تو سہی
اندنون پڑنے لگی اغیار پر تیری نگاہ — انپر آہون سے کرون اب تیر باران تو سہی
میکشی مین ای فلک ملتے نہین مجکو کباب — کر لون تیرے مرغ زرین کو مین بریان تو سہی

یہ آواز سُن کر خواجہ عمرو اُدھر متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک نخل مولسری کا ہی اُس مین رنگین رسّہ پڑا ہی اور پٹرا نہایت معقول ہی اُسپر نازنینان مہ جبین جھول رہی ہین ایک نے پکار کر کہا کہ میان جانے والے ہمکو پینگ دیتے جاؤ دوسری نے کہا بُوا اس نگوڑے کو نہ بلاؤ تیسری نے کہا کہ بُوا خیر تو ہی چوتھی نے کہا کہ ہمارے اللہ کا دشمن ہی

رہبر نہین رہزن ہی پانچوین نے کہا کہ بُرا اِسکا نام کیا ہی چھٹی نے کہا کہ وہی ساربان زادہ
مکار ہی عمرو بھاگا جی مین کہتا ہی گرداب دریا شگاف بڑا ساحر زبردست ہی
یہ اُسنے چوکیان بٹھائی ہین دوسری طرف جنگل مین آکر دیکھا چار پانچ لڑکے کھیل رہے ہین
عمرو کو دیکھ کر دوڑے کہتے ہوے کہ آؤ تم بھی کھیلو ایک نے کہا کہ اسکو نہ بلاؤ دوسرے
نے کہا کہ کیا نقصان ہی آکر ہمارے ساتھ کھیلے تیسرے نے کہا کہ یہ وہ ظالم ہی کہ جسکے
سائے سے ساحران غدار کانپتے ہین مشمش و دمامہ کو مارا جنکے مرنے سے نام ساحری
کا مٹ گیا اب کوئی ایسا ساحر نہین ہی ہر وقت سامری و جمشید کی نذر و لواتے ہین
چوتھے نے کہا کہ آخر بھائی نام تو لو کہ یہ کون ہی پانچوان بولا کہ وہی ساربان زادہ
تین روپئے کا پیادہ گرداب کی فکر مین نکلا ہی اُنکا بچنا بہت دشوار ہی یہ کہکر لڑکے
دوڑے کہ خواجہ کو پکڑلین خواجہ عمرو جست کرکے نکل گئے دور جا کے دیکھا کہ لڑکے
بلٹ گئے خواجہ تیسری جانب چلے دیکھا کہ چند گائے بھینسین چرہی ہین خواجہ عمرو کو
دیکھکر دوڑین کہ سینگون پر اُٹھالین نکل کر نہ جانے دین خواجہ جست کرکے بھاگے ہرچند
کہ وہ جانور تھے مگر مثل انسان آواز دیتے تھے کہ ساربان زادہ بھاگا جاتا ہی ای
گرداب دریا شگاف اہتمام کرنا یہ ظالم آیا ہی دیکھیے کیا کرے خواجہ چوتھی جانب
چلے کہ قہقہے کی آواز آئی خواجہ نے دیکھا کہ بیچ جنگل مین ایک مکان بنا ہی دروازے
پر چند خادم کھڑے ہین جنکے طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی کا انتظار کر رہے ہین عمرو
نے ایک نازنین بنکر ایک خدمتگار کو بیہوش کیا اُن مین مل کر کھڑے ہوے باتون مین
پوچھا کسکا انتظار کر رہے ہو اُن سب خدمتگارون نے کہا کہ افسر ہمارا یعنی مالک
اس صحرا کا گرداب دریا شگاف اس مکان مین آکر کھانا کھاتا ہی خواجہ نے
مکان مین سر ڈالکر دیکھا چند باورچی کھانا پکا رہے ہین دیگچیان کولون پر لگی ہین کھانا
برتنون مین نکال کر خوانون مین لگا رہے ہین خواجہ نے قریب آکر کہا کہ دیکھو بھائیو
شیر برنج مین داغ لگ گیا یہ کہکر اُسے کھولا بیہوشی ملائی اور کنارے ہوگئے ایک
آندھی سیاہ اُٹھی ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا آواز آئی منم گرداب دریا شگاف عمرو نے

دیکھا کہ گرداب آسمان سے اُترا خدمتگارون کا سلام لیتا ہوا اندر گیا تخت کا چوکا لگا تھا
اُسپر مسند بچھی تھی بیٹھ کر کہا کہ ارے جلد کھانا لاؤ عمرو نے جھپٹ کر خوان اُٹھا کر سامنے رکھا
کہ اُسی خوان مین کاسہ شیر برنج کا تھا گرداب نے کھولا شیر برنج کو سونگھا بھبک
بیہوشی کی آئی کہا خدمتگار یہ خوان اُٹھالے دوسرا خوان لا جیسے ہی خواجہ اُٹھانے کو
جُھکے گرداب نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اد ساربان زادے جس وقت تو یہان آیا اُسیوقت
مجکو نگہبانون نے خبر دی ہاتھ سے اشارہ کیا ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ رنگ وروغن
عیاری کا جو چہرے پر لگا تھا وہ اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی جھلا کر کہا کہ یار دمین نے
اِس مقام کا رہنا اختیار کیا کھانا کھانے مین فتور رہا مین نے ایک مقام کو مٹایا
دوسرا مقام قرار دیا یہ ظالم یہان بھی پہونچا اُس مکان کے مٹنے کے بعد امید نہ تھی کہ یہ
یہان پہونچیگا یہ ظالم پتہ لگا لیتا ہی اب تم سبھون کی کیا خوشی ہی میرے نزدیک تو یہ
بہتر ہی کہ اس ظالم کو قتل کرون یا قید رکھون قید رکھنے مین یہ اندیشہ ہی کہ بھلا یہ ظالم
قید رہ سکتا ہی جسکی قید مین جائے اُسی کو مٹائے اب میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ اس
ظالم کو قتل کردن اگر یہ قتل ہو جائے تو دنیا پاک ہو ساحرون کو امان ملے کسکی مجال
ہی کہ اس شخص کے ہاتھ سے بچے جہان یہ قید ہوا اسنے فتور برپا کیا ایسا دم دیتا ہی کہ
عیارون کو دام مکر مین لیتا ہی سب نے کہا کہ حضور بہتر ہی اگر اسکو آپ نے قتل کیا تو
رُکن مسلمانان گرایا صاحبقران زمان بھی قاتل ساحران ہین لیکن اسکی ذات سے
لشکر اسلام مین رونق ہی یہ کہکے عمرو کو مسلسل کیا کہا یار دمین نہ جاؤنگا جب تک
اسے قتل نکرلونگا خواجہ عمرو کو ایک کوٹھری مین قید کیا چند ساحر جہاندیدہ واسطے
نگہبانی کے مقرر کیے ہر ایک سے یہی حکم تھا کہ نگہبانی بوجہ احسن کرنا سونیکا ارادہ
ہرگز ہرگز نہ کرنا دوست دشمن کو پہچاننا کوئی اِدھر نہ آنے پائے خوب تاکید کر کے
خواجہ عمرو کو قید کیا گرداب ساحرون سے خبر کرنے کو گیا پہر رات نہ گذری تھی کہ
جادوگر آنے لگے جو ساحر آیا دس ہزار دو بارہ ہزار ساحرون سے آکر پہونچا یہانتک کہ
دس جادوگر نامی دگرامی بقراط ثانی کے سب خراجگزار جمع ہو گئے رات ہی کو دارین

استاد کرائین اپنے بیٹھنے کے واسطے ایک بارگاہ کلان استاد کرائی اُسمین اگر بیٹھا منظور ہی کہ ساری رات عیش مین بسر کرون ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آ کے جمع ہوے دل بہلنے کو ایک گائن کو حکم دیا اُسنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تا کجا فرقت مین کہیے ہائے خط / یا الٰہی جلد کوئی آئے خط
کچھ کہیگا اور کچھ لکھدینگے حال / وہ نہ غیروں سے کہین لکھوائے خط
رٹ لگی رہتی ہی یہ ہردم مجھے / نامہ بر دیجائے خط لیجائے خط
میرے بخت ایسے بھلا کب ہین رسا / قاصد اُسکا جو مرا پہونچائے خط
رات دن کرتا ہون سو کاغذ سیاہ / ہو گیا ہی کیا مجھے سودائے خط
ہی یقین زندہ نہ پائے مجکو ہائے / قاصد اُس محبوب سے گر پائے خط
دیکھنا اُفتاد جب پہونچے قریب / نامہ بر کے ہاتھ سے گر جائے خط
وہ پری پیکر اگر بھیجے مجھے / ہی یقین مرغ سلیمان لائے خط
غور سے دیکھون مین ہر مضمون کو / کوئی ساعت دل مرا بہلائے خط
درد دل لکھا ہی مین نے یک قلم / کیا عجب کھلنے ہی گر جلائے خط
ہو معطر یا الٰہی اب دماغ / عطر مالیدہ مجھے جلد آئے خط
رکھون ساقی نامہ اُسکا نام مین / گر مجھے ساقی مرا بھجوائے خط
خط کا کاغذ بھی نہ بھیجے گا مجھے / جانتا ہی وہ مجھے شیدائے خط
حال سوز ہجر جو مرقوم تھا / اُس بھبوکے نے مرے جلوائے خط
دوست میرا میرے پاس آتا ہی آپ / اب نہین ناسخ مجھے پروائے خط

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی جام مے ارغوانی گردش مین ہی صدائے ہو شا ہوش و نوشا نوش بلند ہی جون جون رات بڑھتی ہی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے جسم کا خون گھٹتا ہی بیقرار ہو کر خدا سے دعائین کر رہے ہین نظم

حالتِ اہل تعلق ہست در ہر حال ہیچ / گفتگو بے سود و لاحاصل کلام و فال ہیچ
در سرانجام مہامِ عالمِ فانی بود / بہرِ ہر انسان تلاش سعی و استقلال ہیچ

ہیچ قوت ہیچ طاقت ہیچ زور و ہیچ شور	ہیچ عاد و ہیچ سام و ہیچ رستم زال ہیچ
ہیچ شکل و ہیچ صورت ہیچ حسن است و جمال	خوبی رخسار ہیچ و زیب خط و خال ہیچ
ہند یاد در زندگی از یاد حق غافل مباش	ہیچ وقت و ہیچ روز و ہیچ ماہ و سال ہیچ

ساری رات اسی تہلکہ مین گذری کافر تو سب خوشیان کرتے ہین خواجہ رنجیدہ و کبیدہ بیٹھے ہین کبھی دعائین مانگتے ہین کبھی ساحران نگہبان کو فقرہ دیتے ہین گرداب نے سب سے کہہ دیا ہی کہ خبردار اس سارباں زادے سے بات نہ کرنا جس سے خواجہ بات کرتے ہین وہ مُنھ پھیر لیتا ہی اور کہتا ہی کہ ابے چپ رہ کیون مغز خراشی کرتا ہی کہ جلاد زرین پوش مہر خنجر ضیا ہاتھ مین لیکر بالاے چرخ زبرجدی آیا تمام جہان نورانی و منور ہوا لیلی شب بھاگ کر خیمۂ مغرب مین آئی گرداب دریا شگاف یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ شکر ہی خداوند بقراط ثانی کا کہ رات خیر و عافیت سے گذری ساحران نگہبان کو انعام و اکرام بہت کچھ دیا جلاد آکر موجود ہوے شلنگین لگانے لگے ایک جلاد نے ہاتھ پکڑکر کھینچا گردن پر کوے کا خط دیا منتظر کھڑا ہوا ہی کہ گرداب حکم دے تو قتل کردن ہر مرتبہ خنجر کو چمکاتا ہی خواجہ سرنگون بیٹھے ہین عرض کر رہے ہین کہ اے مالک بے نیاز و اے ربّ کارساز مجکو قتل سے بچالے یہ تو مین خوب جانتا ہون کہ سر کٹا اور بہشت مین پہونچا مگر ساری بہشت کو لوٹ لونگا لہذا مجکو بچالے اور اس آفت سے نجات دے رات بھر فقرے کیے کوئی فقرہ نہ چلا بڑے ظالم سے مقابلہ ہی آمادۂ قتل ہو رہا ہی تیرے نزدیک سب آسان ہی اگر بچالے تو احسان ہی ورنہ اگر بہشت مین کھلبلی ڈال دونگا حورون کے لباس لوٹونگا سب ساحر خواجہ کی باتین سُن سُن کر ہنستے ہین آوازے کستے ہین کہ یارو یہ وہ ظالم ہی کہ اس نے دمامہ دشمنش کو مارا ساحرون کو بڑا صدمہ پہونچایا گرداب نے اشارہ کیا کہ اب کیون تامل کرتا ہی اسکا سر کاٹ لے خدمت خداوند مین روانہ کرون جلاد خنجر لیکر چلا ناظرین کو یاد ہوگا کہ صاحبقران نقب مین داخل ہوے ہین نقب سے جو سر نکالا پہلے صحراے ویران ملا اُسکو طی کرکے سامنے قصر دیکھا ساحرون کی آواز آرہی ہی کچھ

ساحر باہر دوڑتے پھرتے ہین امیر نے پوچھا کہ اس قصر مین کیا ہی ساحرون نے کہا کہ
گرداب دریاشگاف اس مکان مین رہتا ہی عمرو گرفتار ہوا ہی قتل ہوا چاہتا ہی
بس صاحبقران مکان مین گھس آئے عمرو کو جو زیر تیغ بیٹھے ہوے دیکھا نعرہ کیا
کہ باشیدای کافران بے حیادای نابکاران بُردغا نعرہ صاحبقران زمان

امیر عرب ضیغم روزگار بکے تیغ عقرب بگیے ذوالجام	بحکم خدا بستہ شمشیر چار بن کافران ازجہان پاک کرد	بکے تیغ صمصام و قمقام بام سر سرکشان جابہ در خاک کرد

بڑھ کر جلاد کو مارا عمرو کی ہتھکڑی کاٹی گرداب نے پکار کر آواز دی کہ یارو حمزہ کو
مارلو جو ساحر حربہ کرتا ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہین سحر اُلٹا پلٹ جاتا ہی لڑتے
بھڑتے قریب گرداب کے پہونچے گرداب نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی عمرو بیچ مین
شعلہ ہاے آتش کے گھر گیا صاحبقران نے پڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہ ہاے آتش
پانی ہو کر بہ گئے عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے صدہا ساحرون کو جلایا امیر
لڑتے ہوے قریب گرداب کے پہونچے گرداب نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر بانوقیر
پر صدہا تلوارین گرین مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی صاحبقران نے اُلجھادے سے ہاتھ نکالکر
ہاتھ تیغ کا مارا تیغہ عقرب جو چمک کر گرا گرداب دریاشگاف نے اپنے کو گرادیا
غلطک مار کر پر پرواز پیدا کیے بلند ہوا چاہا کہ اُڑ کر نکل جاؤن صاحبقران زمان نے
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر مارا گرداب کے سینۂ پُر کینہ پر پڑا
پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشہ گرداب کا زمین پر گرا جلنے لگا خادم و خدمتگار اُس
آگ سے جلے تھوڑی دیر مین لڑائی فتح ہو گئی دو چار ساحر جو باقی رہ گئے تھے اُنھون نے
اطاعت کی صاحبقران نے تمام مکان چھانا کہین پتہ قیدیون کا نہ لگا تب اُن
ساحرون سے پوچھا اُنھون نے عرض کی کہ یہ مکان تو گرداب نے اپنے رہنے کے لیے
بنایا تھا آگے چلیے تفنگ جادو دایہ اُسکی ہی اُسکے پاس سب قید ہین صاحبقران نے
فرمایا خواجہ بڑھ کر خبر تو لو تفنگ جادو اپنے مکان مین بیٹھی ہی قیدیون کی حفاظت
کر رہی ہی صدف دریا نشین دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق بے نیاز دای

ربِّ کارساز مقام افسوس ہی کہ ہمارے وارثون مین سے کوئی نہ آیا ہمکو تو رہا کریگا نظم

اگر طالب بہ سوے من گراید +
دہ حق ہر چہ باید آدمی را +
دری بندد اگر بر روے مخلوق
دہد خلاق از ہر سمت دیدار
نماید رُخ چو گُل در سنبلستان
شود پوشیدہ گہ از چشم مردم
مہِ نو گہ بود گہ بدر کامل +
بہر عاشق نماید روے پُر نور +
کشاید چون حجاب ماسوا را +
زہر صورت خدا صورت نماید +

زحق مطلوب خود حاصل نماید
عنایت میکند چیزے کہ باشد
بفضل و لطف دیگر میکشاید
ولیکن دیدۂ بینندہ باید +
چو بلبل در فراق گُل سراید
گہ از کنج نہان خانہ بر آید
گہے کم گردد و گہ می فزاید
چو مشتاق ازل در جلوہ آید
دل از پہلوے مشتاقان رُباید
نقاب از چہرۂ انور کشاید +

یہ سب دعائین کر رہے ہین تفنگ جادو کہہ رہی ہی کہ صاحبو نہ گھبراؤ اب کے مرتبہ گرداب آدے تو سب کے قتل کا حکم دون کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی صدہا زاغ و زغن سر پیٹتے ہوے پیدا ہوے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای تفنگ غضب ہوا گرداب کو قدرت نے عدم مین بھیجا ہاے کس حسرت سے مارا گیا تفنگ نے پوچھا کہ ارے کسنے مارا زاغ و زغن نے پرون سے سر پیٹ کے کہا کہ ای ملکۂ عالم تمنے جس کو دودھ پلایا تھا اُسکو حمزہ نے مارا رات کو عمرو قید ہوا صبح کو صاحبقران آ گئے اس زور و شور سے لڑے کہ ہزارون جادوگر مارا گیا مقام افسوس ہی کہ ایسا ساحر زبردست یون مارا جائے اور اُسکے لیے کچھ نہ ہو سکے صدف دریانشین نے آواز دی کہ ارے کمبختو کیون روتے ہو جا کر قصر ویران مین اُسکی فکر کرو شاید قدرت رحم کرین تو اُسکو زندہ کردین تفنگ نے کہا کہ اب وہ زندہ نہ ہو گا صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا ہی مگر مین آج زمین ہلا دونگی اپنے پلائے سے خون کا بدلہ لونگی مرنا گرداب کا بالا بالا نہ جائیگا اُسکا خون رنگ لائیگا کہ چند ساحر دوڑے ہوے

آئے کہا دائی امان مبارک ہو کہ آپ کا پلا یا آتا ہی تفنگ مبارک مبارک کر کے کھڑی ہو گئی کہ سامنے سے دیکھا گرداب دریا شگاف منتا ہوا آتا ہی پکارتا ہوا کہ دائی امان ہین نے اپنے کو کس خوبصورتی سے بچایا اور اپنے ہم شبیہ کو قتل کرایا مین ایک گوشے مین چھپ رہا اب حمزہ تمھاری تلاش مین آتا ہی اپنے کو بچاؤ مین بھی یہ چاہتا ہون کہ حمزہ کو دام مکر مین پھنساؤن تفنگ نے قریب آکر بلائین لین کہا کہ ای نور نظر بڑی بات ہوئی کہ تم بچ گئے تمنے خوب اپنے کو بچایا بڑا پکا شعبدہ کیا مگر افسوس ہی کہ حمزہ نہین پھنسا گرداب نقلی نے کہا کہ دائی امان اب جو حمزہ آئیگا اُسے پھنسا لونگا دام جمشیدی میرے پاس ہی وہ جال مارون کہ حمزہ اُسمین پھنسے اور کچھ زور نہ چلے جب مین نے دیکھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نہین تو ہم شبیہ کو سامنے کیا آپ نکل گیا دائی امان ایک جام شراب پلاؤ تفنگ نے گلابی اُٹھا کر دی گرداب نقلی نے چاہا کہ جام پیون پھر کہا دائی امان پہلے تم پیو مین تمھاری زندگی کو غنیمت جانتا ہون یہ یقین ہی کہ ہان میرے سر پر ہی مین اور تم مل کر سحر کرونگا تو طلسم کشا کی بھی تدبیر ہو جائیگی اگر حمزہ گرفتار ہوا اور عمرو بھی پھنسا تو مسلمان کم قوت ہو جائینگے بہت گھبرائینگے تفنگ نے کہا کہ ای نور نظر حمزہ کا پھنسنا مشکل ہی گرداب نے کہا کہ حمزہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہی حرز ہیکل گلے مین رکھتا ہی ان تحفہ جات کا مٹنا نہایت دشوار ہی اسم اعظم تو بند ہو سکتا ہی مگر حرز ہیکل حمزہ ندے گا دو مرتبہ دھوکا کھا چکا ہی اب ہوشیار رہی لیکن ہم تم مل کر سحر کرین شاید حمزہ پھنسے یہ کہ کے جام منھ سے لگا دیا تفنگ جادو پی گئی جام پیتے ہی رقص کرنے لگی کہتی ہی کہ گت ناچونگی دیکھو ای نور نظر قدرت تشریف لائے ہین ناچ رہے مین مین گاتی ہون یہ کہ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

سیم و زر سے خبر ای گردشِ افلاک نہین
کیسہ اپنا بھی کم از کیسۂ دلاک نہین

فیض ساقی ہی برابر کس و ناکس پہ مدام
گردش جام ہی یہ گردشِ افلاک نہین

کم نہین غنچہ روش گل کی جدائی مین ہم
دل ہی صد چاک گریبان اگر چاک نہین

بند ہی راہ خزان چین کر و بادہ کشو
خاکساری مین کسی کو ہی بھلا کیا نسبت
ساتھ کیونکر تن خاکی ہو بھلا مثل غبار
آگیا جلد جو ایسا سبب اسکا کیا ہی
شب مہتاب کو فانوس کی حاجت ہی کیا
محتسب کیون مے گلرنگ کو کہتا ہی حرام
بد نصیب ایسے ہین اس صید کہ عشق مین ہم
واہ کس درجہ ہی تاثیر لب شیرین کی
ہنس کے کہتا ہی وہ ناصح کے رلانے کے لیے

بے سبب باغ مین یہ چار طرف تاک نہین
کوئی عنصر مرے قالب مین بجز خاک نہین
ہی مری روح روان توسن چالاک نہین
خط رخسار کی بھی یار اگر ڈاک نہین
حسن کا کچھ نہین نقصان جو پوشاک نہین
گر حلال اس سے کرے مجکو تو کچھ باک نہین
ہوگئے ذبح مگر لائق فتراک نہین
نیشکر ہی دہن یار مین مسواک نہین
دیدۂ تر نہ ہو دریا تو نگہ پاک نہین

تفنگ بیٹھی گا رہی ہی خواجہ نے کئی جام شراب کے پلائے کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہتی ہوئی اُٹھی کہ ارے یہ کیسی شراب تھی جسنے ہڈیان تک جلا دین یا خداوند آئیے یہ کہ کر جو اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گری گرداب نقلی نے نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نعرۂ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانیکا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد یا پوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون

صدف دریانشین نے جو دیکھا کہ تفنگ گری اور خواجہ عمرو خنجر لے کر چلے اشارہ کیا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری ابھی اسکو نہ قتل کرنا پہلے مجکو رہا کر لو تب اختیار ہی خواجہ نے زبان سے صدف کی سوزن نکالی صدف نے بڑھ کر سحر کیا تفنگ جادو خوک صحرائی بنگئی سمندر دریا شگاف نے پکار کے آواز دی کہ ای نور نظر اسکو خنجر سے قتل کرو صدف دریانشین نے خنجر سے تفنگ کو قتل کیا ایک دناٹا ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من تفنگ جادو بود دونون مان بیٹیان سحر کرنے لگین ملازمان تفنگ نے الامان کی آواز دی ایک کوٹھری یکایک

نمایان ہوئی خواجہ اُس کوٹھری کی جانب چلے ملازمون نے پکار کر کہا کہ اس کوٹھری کو
ہاتھ نہ لگائیے گا کہ دفعتہً چند گینڈے پیدا ہوے خواجہ پر حملہ کرنے چلے خواجہ عمرو
چیخ مار کر بھاگے صدف نے کان سے موتی اُتار کر پھینکا اور سمندر نے ایک گولا مارا
اُن گینڈون کو مٹایا جب گینڈے بھی مار گئے تب اُس کوٹھری کو خواجہ نے کھولا دیکھا
کہ رستم مسلسل و مطوق چھت مین اُس کوٹھری کی لٹک رہے ہین عمرو نے دوڑ کر نیمچہ
مارا رسن کٹی رستم کو رہا کیا صدف دریانشین نے عرض کی کہ ای شہریار تشریف
لے چلیے آپ کے ہمراہی گھبراتے ہونگے خواجہ تو یہ کہکر گئے کہ مین اب رخصت ہوتا ہون
صاحبقران انتظار کر رہے ہونگے تفنگ جادو بڑے غضب کی ساحرہ تھی کہ اُسکے
مرنے سے رستم نے رہائی پائی یہ گینڈے مقرر کیے تھے جب تک یہ نہ قتل ہوتے قید رستم
کا پتہ نہ لگتا آخر تڑپ تڑپ کر اسی کوٹھری مین مرتے خواجہ عمرو جب رستم پیلتن سے
رخصت ہونے لگے تو رستم سے کہا کہ دس ہزار روپیہ لاؤ تمھارے عیار نے ہم سے
وعدہ کیا تھا کہ جسوقت میرے آقا رہا ہونگے مین فوراً روپیہ دونگا رستم نے کہا کہ ابھی
سے پیجیے گا خواجہ نے کہا کہ خیر اب کبھی نہ پھنسو گے جب پہلے لے لونگا تب کوئی فکر
رہائی کرونگا تمھاری رہائی مین میرا بڑا نقصان ہوا اور زر کثیر صرف ہوا خواجہ
یہ کہہ سُن کر رستم سے رخصت ہوے اور امیر کی خدمت مین پہونچے صاحبقران نے
جو حال رہائی رستم سُنا خواجہ کو انعام دیا خواجہ نے دعائین دین اور کہا کہ آقا آپکا
فرزند بڑا کنجوس ہی مجھکو ایک حبہ نہین دیا لہذا اب کوچ کیجیے صاحبقران نے مع
لشکر کوچ کیا فکر رہائی جمشید زرین ترکش مین چلے اِدھر رستم و صدف دریانشین و
سمندر دریاشگاف بہ فکر رہائی جمشید چلے مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
کہ مع ارسطوے ثانی و نجم اختر شناس کاہن و ملکہ شعلہ جوالہ و ہماے مرصع پوش
و شبرنگ بن عمرو و دیگر ساحران نامی و گرامی ساتھ لیکر بفکر رہائی سکندر ثانی چلے
تھے کئی دن رہروی کی شعلہ جوالہ ایسی رہبر اور عاشق صورت شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان قدم بہ قدم ہدایت کرتی ہو کہ ایکطرف سے آواز عجیب آئی ای

شعلۂ جوالہ اسقدر جانبازی مناسب نہین ہی شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ای کاہن کچھ معلوم ہی کہ یہ کسکی آواز ہی کاہن نے کہا کہ مقیم گوہر پوش صدا دیتی ہی تا بہ سکندر ثانی پہونچنا بہت دشوار ہی حکیم ارسطو نے جواب دیا کہ ارے آواز دینے والے سامنے آ تو مزہ ہی آواز آئی کہ تم لوگ ہٹ جاؤ دخل نہ دو مین طلسم کشا سے سمجھ لونگی کاہن وغیرہ ہٹے اور جواب دیا کہ لے طلسم کشا سے سمجھ لے پہلوے صحرا سے ایک ساحرہ سیہ فام و بدانجام سیاہ کپڑے پہنے ہوے ظاہر ہوئی نگاہ جو نورالدہر پر پڑی بیقرار ہو گئی پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ جرأت مین ہمیشہ سے طالب دیدار تھی خداوند نے آج تیرا جمال دکھایا اب تو اپنی یہ کیفیت ہی او ظالم یہ صورت ہی نظم

ہجر مین میرا بدن کاہیدہ ہی　　سوز غم سے موے آتش دیدہ ہی
بھر رہا ہی دیر سے لے تا حرم　　کیا وہ بت نامِ خدا بالیدہ ہی
رات دن ہی میرے پہلو مین صنم　　پر نظر سے مثل دل پوشیدہ ہی
گور ستم کو جو دیکھا کھول کر　　ایک مشتِ استخوان بوسیدہ ہی
واے حسرت بعد مرجانے کے بھی　　مشتعل داغ دلِ رنجیدہ ہی
پھول انگارے ہوے رکھنے کے بعد　　قبر میری اسقدر تفتیدہ ہی

قطعہ

اسقدر ای گل ترے مکتوب کا　　منتظر میرا دلِ غمدیدہ ہی
دیکھتا ہون باغ مین غنچہ اگر　　جانتا ہون نامۂ پیچیدہ ہی

دل سے بھاگا دیو غم کو دیکھ کر　　اشک مثلِ کودکِ ترسیدہ ہی
بھنی جو چھوا کے چیکن یار نے　　جو مرا مضمون ہی وہ چیدہ ہی
ہی اگر تاریک فرقت مین جہان　　رات دن روشن چراغ دیدہ ہی
وصل کے مضمون ہین جس جزو مین　　جو لئے ورق ہین وہ بہم چسپیدہ ہی
طبع بھی موزون ہی گر موزون ہی قد　　کیا وہ بت نامِ خدا سنجیدہ ہی
داغ ہی اپنا جسے کہتے ہین گل　　بلبلِ نالان دلِ شوریدہ ہی
مرگیا پر ایسی غفلت ہی مجھے　　قبر پر بھی سبزۂ خوابیدہ ہی

[illegible]

کیون نہ ہو مرہون احسان یار کا　　　مجھ پہ ناسخ خود بخود گرویدہ ہی

نور الدہر نے پکار کر آواز دی کہ مین تو خود تمھارے اوپر عاشق ہون ایسی معشوقہ ابتک نہین دیکھی تمھارا نام نامی کیا ہی نام معلوم ہو تو نام لے کر دل کو تسکین دین کہا صاحب نام میرا مقیم گوہر پوش ہی نور الدہر نے کہا قریب آؤ ذرا گلے مین ہاتھ ڈالدو مقیم نور الدہر کو دیکھ کر ایسی مبہوت ہوئی کہ جھپٹ کر قریب آئی گلے مین شاہزادے کے ہاتھ ڈالنے لگی نور الدہر نے کہا کہ او بیہودہ دیکھتی ہی کہ یہ ساحر دیکھ رہے ہین اور تو گلے مین ہاتھ ڈالتی ہی داہنا ہاتھ تھا ما ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ سر اُس ساحرہ کا چنبر گردن سے اُڑ گیا مرتے ہی مقیم گوہر پوش کے یا تو صحرا ویران تھا یا شگفتہ ہو گیا درختون کو دیکھا جھومنے لگے پھولون سے بوے خوش آئی غنچے چٹکے آوازین دیتے تھے کہ ای طلسم کشا غضب کیا کہ مقیم گوہر پوش کو مارا صحرا کو آباد کیا کاہن نے کہا کہ ای شہریار آپ نے کمال کیا کہ اس ساحرہ کو مارا اسی کے مرنے سے صحرا شگفتہ ہوا ورنہ ویرانہ بڑھتا جاتا اب آج اسی مقام پر آرام فرمائیے ایک نخل کے نیچے اُتر پڑیے شبرنگ نے چادرہ بچھا دیا نور الدہر آکر بیٹھے کاہن ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار غل مچاتا ہوا آتا ہی کہ ای طلسم کشا غضب کیا کہ مقیم گوہر پوش کو قتل کیا صحرا کو دیکھو کہ کیا حال ہی صبا لڑکھڑاتی ہی ہر میناے شجر سے سر ٹکراتی ہی جام گل لالہ شراب شبنم سے معمور ہی کیفیت انتظار مین نرگس شہلا کو بھی سرور ہی ذرا سمجھ کر یہان ٹھہرنا یہ کہتا ہوا سامنے سے گذر گیا بعد تھوڑی دیر کے ہواے گرم چلی اور آواز آئی کہ او کاہن تو نے کیا سمجھ کے ساتھ دیا ہی دیکھ تیری تدبیر ہوئی جاتی ہی ایک عقاب آسمان سے پیدا ہوا تڑپ کر نجم اختر شناس پر گرا کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑا حکیم ارسطوے ثانی نے جو دیکھا کہ نجم کو پنجہ لیے جاتا ہی چند سنگریزے اُٹھا کر پھینکے دستک دی کہ وہ سنگریزے بلند ہو کر ہوا پر تھرانے لگے اور ایک دنا ٹا ہوا کہ تمام صحرا ہل گیا آواز آئی کہ منم ظلمات چہار چشم نجم نے پنجہ سے عقاب کے رہائی پائی اب وہ عقاب تڑپ کر حکیم پر گرا شعلۂ جوالہ نے کارد سحر نکال کر ماری

عقاب نے ایک چیخ ماری کہ کارد ایک نخل پر گری وہ نخل کٹا بیچ نخل سے ایک ساحرہ نکلی آواز دیتی ہوئی کہ منم طیران بلند پرواز ای شعلۂ جوالہ تمھاری طلب ہی قدرت نے یاد فرمایا ہی اب کیا حیلہ کروگی شعلہ جوالہ نے آواز دی کہ او طیران میرے مقابلے مین تو آ کچھ کمال سحر دکھا طیران نے ایک گولہ شعلۂ جوالہ پر مارا اُس عقاب کی تڑپ کبھی حکیم صاحب پر سایہ ڈالتا ہی کبھی سر پر نجم کے آتا ہی دوڑتا پھرتا ہی مگر جب بڑھ کر شعلۂ جوالہ پر عکس ڈالا ہمائے مرصع پوش نے پشت پر سے سحر کیا کہ طائر کا سر کٹ کر گرا اُس ساحرہ نے ایک چیخ ماری کہ او ہمائے مرصع پوش یہ تو نے کیا کیا اگر اس طائر کے مرنے سے تجکو کچھ نفع ہو تو البتہ ورنہ یہ فعل خالی از فائدہ ہوا اب کہان جائیگی بس ہمائے مرصع پوش نے دوڑ کر طائر کا مردہ بیسر اُٹھایا سر پر نگاہ ڈالنے لگی ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ سر اُٹھالون مگر سر ہاتھ مین نہین آتا تڑپ رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ سر زندہ ہی چاہتا ہی کہ بلند ہو کر نکل جاؤن آخر ہمائے مرصع پوش نے جھپٹ کر سر اُٹھالیا ادھر سر ہاتھ مین لیا کہ ساحرہ نے آواز دی وہ مارا بی ہمائے مرصع پوش اب دیوانی ہوئین کہا چلو مین تمھین برائے علاج لے چلون ہمائے مرصع پوش کا ہاتھ تھام لیا بلکہ ہمائے مرصع پوش ساتھ اُس ساحرہ کے چلین کہتی ہوئین کہ ای شہر یار رخصت ہی اب کنیز پلٹ کر نہ آئیگی نہین معلوم یہ کہان لے جائے شعلۂ جوالہ نے پکار کر آواز دی کہ ای طیران بلند پرواز ٹھہر جا ابھی تو جلدی نہ کر یہ کہہ کر موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا اور تاک کر مارا چند موتی ٹوٹ کر سر پر اُس ساحرہ کے گرے اُسنے ہاتھ ہما کا چھوڑ دیا ہما بھاگ کر پاس شعلۂ جوالہ کے چھپی مگر وہ ساحرہ ڈھونڈھ رہی ہی پکارتی ہی کہ ای ہمائے مرصع پوش میرے ساتھ چلو قدرت نے یاد فرمایا ہی اگر نہ چلوگی تو بہت پچھتاؤگی ہمائے مرصع پوش سامنے اُس ساحرہ کے آئی آپس مین سحر ہونے لگے اُس ساحرہ نے دو چار سحر کیے تھے کہ ہما مبہوت ہوئی یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ مجھے پاس قدرت کے لے چلو میرا بہت دل چاہتا ہی کہ قدرت کی زیارت کرون عرصۂ دراز گذرا کہ قدرت کی زیارت نہین کی بڑے افسوس کی بات ہی جب تو کاہن نے قریب آکر ایک پانی کا چھینٹا منہ پر مارا

کاہن نے منہ جو بلایا ہما ہوش مین آئی پکارتی تھی کہ مین خدمت مین خداوندکی نہ جاؤنگی نہین معلوم وہ ظالم کیونکر پیش آئے عجائب وغرائب اپنا دکھائے کاہن نے جھولی سے ایک طائر نکالا کاغذ کترا ہوا منقار مین روزن کاہن نے جو اُس طائر کو چھوڑا وہ زمزمہ سرائی کرنے لگا زمزمہ سرائی مین یہ آواز تھی صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار پڑھ رہا ہے نظم

یونہین صورت ہوئی تھی ہجر مین تغییر مجنونکی	بجائے نامہ لیجا قاصدا تصویر مجنون کی
وہ مجنون ہون کہ میرے سامنے ہی دم بخود مجنون	مری زنجیر نے کی بے صدا زنجیر مجنون کی
اگر معشوق کا ماتم نہ کرنا نامناسب تھا +	گران جانی سے مرنے مین نہ تھی تاخیر مجنونکی
انا لیلی کہا مجنون نے کھولی فصد لیلی کی	وہ ہی تاثیر لیلی کی یہ ہی تاثیر مجنون کی

طائر نے جو یہ آواز دی وہ ساحرہ جھومنے لگی اور آواز دیتی تھی کہ ای کاہن مجکو بھی ساتھ لو کیا مجال ہی جو کبھی شاہزادے کو ستاؤن جو آپ کا مطلب ہی وہ مجھپر ظاہر ہی کنیز جانتی ہی کہ آپ براے رہائی سکندر ثانی جاتے ہین دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے مگر کاہن نے ساحرہ کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای رفیق شفیق مقام قید تک سکندر ثانی کی ہمکو پہونچاؤ ساحرہ نے کہا کہ مین ضرور ساتھ رہونگی اور رہبری بھی کرونگی شعلۂ جوالہ نے بھی کچھ سحر کیا ہماے مرصع پوش نے موتیون کا مالا گلے مین ڈالدیا اب تو وہ ساحرہ قدمون پر گرتی ہی کہ فوراً آپ کو لے چلونگی مقام قید سکندر ثانی بتاؤنگی جو مشکل پڑیگی وہ جھیلونگی جان پر کھیلونگی آپ کا مطلب نکلے کسی بات مین تامل نہ کرونگی غرضکہ طیران بلند پرواز کو بھی ساتھ لیا پھر صحرا مین روانہ ہوے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا ایک دیر جنگل مین بنا ہی اُس دیر مین دن کو روشنی ہی نور الدہر نے گھبرا کر کہا کہ ای کاہن یہ کیا مقام ہی کہا حضور یہ مقام بُت سنگی ہی طیران نے جو روشنی دیکھی کہنی ہوئی دوڑی کہ او بُت سنگی یہ کیا اندھیر مچایا ہے جھپٹ کر قریب دیر پہونچی شمع مومی پر ہاتھ مارا او پروانے اِسکے ہاتھ مین آنے جھلا کر دوسرا ہاتھ مارا شعلۂ شمع کو توڑ لیا شعلہ جو ہاتھ مین آیا ہاتھ مین آبلہ پڑا وہ آبلہ پھوٹا

تمام بدن مین چھینٹین پڑین اعضاے جسم سے آگ نکلنے لگی جل جل کر دروازے پر دیر کے گری اب شعلے بھڑک کر طرف نور الدہر کے چلے کاہن نے بڑھ کر شمع پر گولہ مار اگولہ پھٹا دھوان نکلا تمام صحرا مین دھوان پھیل گیا روشنی ہونے لگی وہ شمع گل ہوگئی بحسرت آواز آئی کہ او ظالم یہ کیا کیا کئی سو برس سے یہ روشنی تھی تو نے اسے مٹایا فروغ نہ پائیگا بہت پچتائیگا دھوان جسقدر پیچیدہ ہو اٹھا بالاے آسمان جا کر غائب ہوا اُس اندھیرے مین گانے کی آوازین آنے لگین معلوم ہوتا تھا کہ دو چار نازنینان مہ جبین آوازین ملا کر یہ اشعار گا رہی ہین نظم

ہی شب وصل جو ای ماہ جبین تھوڑی سی
سمجھے ہم ابر سیہ سے نکل آیا تارا
وسعت آبادِ جہان تنگ ہوا زیر فلک
کیا لبالب ہی ترے تنگِ دہن مین شکر
تیرے ہی نام کی ای جان ہی بس گنجائش
سنگِ اسود کی طرح سب رُخِ زاہد ہو سیاہ
مین تو کرتا ہون بہت سی تری خاطر داری
غرۂ ماہِ مبارک ہی یہ دینداروں کا

ہی مرے جسم مین بھی جان حزین تھوڑی سی
کُھل گئی بالون سے جو تیری جبین تھوڑی سی
چاہیے مجکو جگہ زیرِ زمین تھوڑی سی
دیجیو ہمکو بھی ای طفل حسین تھوڑی سی
وسعتِ دل بھی ہی مانند نگین تھوڑی سی
کیا جو سجدون سے ہوئی تیرہ جبین تھوڑی سی
میری خاطر بھی تو ہو اوبتِ چین تھوڑی سی
پی شراب آج تو ای دشمنِ دین تھوڑی سی

ایک دناتا ہوا نور الدہر نے دیکھا دیر مین ایک تخت بچھا ہی اُسپر ساحرہ بیٹھی ہی گرد چند جادوگرنیان خوش آواز گلے باز دم بدم تانین لگاتی ہین اب کاہن نے کہا کہ ای شہریار اب آپ آگے بڑھیے اس ساحرہ کا سرباز جادو نام ہی طیران بلند پرواز کو جلا دیا اُسکا جل جانا ہی بہتر ہوا اگر طیران زندہ رہتی اور ہوش مین آتی تو بڑا فتور برپا کرتی مگر اب حضور کی جرأت کا کام ہی نور الدہر تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کو کھینچ کر طرف دیر کے چلے سرباز نے آواز دی کہ ای طلسم کشا یہ مقام وردو سامری و جمشید ہی اکثر خداوند بقراط ثانی بھی یہان آتے ہین تم مسلمان ہو یہان نہ آنا اگر آگے بڑھوگے تو مثل طیران جل جاؤگے شعلۂ جوالہ جھپٹ جھپٹ کر سحر کر رہی ہی سرباز اپنے

مقام سے اٹھی کہا کہ کیون شعلۂ جوالہ مجکو نہین پہچانا منم سرباز جادو دیکھو ابھی لشکر آتا ہی تم سب کو گرفتار کراتی ہون یہ کہکر آواز دی کہ ای سپہ سالار فوج ساحران لیکر آ یہ جو سرباز نے آواز دی صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر آ ہوے صحرائی پر سوار نعرے کرتا ہوا نمایان ہوا کہ منم افسر جادو ای سرباز نہ گھبرانا طلسم کشائی کیا مجال ہی کہ دیر مین قدم رکھے جل کر خاک سیاہ ہو گا پشت پر اُس ساحر کے بیس ہزار ساحر تھے سب نے سحر کرنا شروع کیے مگر شعلۂ جوالہ نے مسکرا کر آواز دی کہ ای افسر تو کیون دیوانہ ہوا ہی عمر طلسم تمام ہوئی اب یہ طلسم ٹوٹیگا کچھ باقی نہ رہیگا بقراط کے قتل کا زمانہ قریب ہی کیون مفت مین اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی دیکھ مین سحر کرتی ہون یہ کہکے کان سے بجلی اُتاری پھینک ماری برقین گرنے لگین ادھر نور الدہر ساحرون پر جا پڑے ساحر حیران ہین کاہن و حکیم وہمای مرصع پوش و شعلۂ جوالہ بھی سحر کر رہے ہین مگر نجم اختر شناس جب سحر کرتا ہی آسمان سے پتھر برستے ہین جس ساحر پر پتھر پڑا اُسکا سر پھٹ گیا کئی ہزار ساحر مر گرے مگر شعلۂ جوالہ نے جو دیکھا کہ نور الدہر پر بلوہ ہی بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگی کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار شاہزادے کو اس بلو سے بچا لے نظم

ہست نور ذات واحد جلوہ گر شام و صباح	گاہ در شمس و گہے اندر قمر شام و صباح
طالب دیدار را از انقلاب روز و شب	می نماید چہرۂ دلدار ہر شام و صباح
ذکر حق گویند ہر دم دام و دد وحش و طیور	حور و غلمان روز و شب جن و بشر شام و صباح
صنعت صناع اگر دیدہ را بکشا بببین	کن ز نور معرفت روشن نظر شام و صباح
اندرین دنیاے دون ضایع مکن عمر عزیز	بندگی کن در شب و روز و سحر شام و صباح
کن عیان از آہ سوزان سوز دل مانند برق	دار مثل ابر نیسان دیدہ تر شام و صباح
ہند یا فکر اقامت در جہان لا حاصل است	چون بہ بندی زین سرا رخت سفر شام و صباح

دعا مانگ کر قریب نور الدہر کے پہونچی کہا کہ ای شہریار لوح محفوظ کو جنبش دیجیے تاکہ ساحرون سے جان بچے نور الدہر نے لوح کو گلے سے اُتارا گردش دینے لگے ایک

ہالہ بنکر تیار ہوا ساحر جو سحر کرتے ہین اُس ہالے سے برق چمکتی ہی کہ ساحرون کا کام تمام کرتی ہی تھوڑے عرصے مین سب ساحر پامال ہوے نورالدہر لڑتے بھڑتے در دیر پر پہونچے سرباز نے جو دیکھا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا گھبرا گئی گانے والیون سے اشارہ کیا کہ ارے تم کیون خاموش ہوگئین اُن سب نے چاہا کہ ڈھول بجائین مگر بقول شخصے ڈھول کے اندر خول ڈھول نے آواز ہی نہ دی کس کس طرح سرباز خفا ہوتی ہی مگر گانے والیان خاموش بیٹھی ہین جب سرباز بہت خفا ہوئی تو جوابدیا کہ ملکۂ عالم ہم حیران ہین نہ ڈھول آواز دیتا ہی اور نہ ہماری آواز نکلتی ہی سرباز نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا گئی کہا تم سب ہٹو مین سہمناک کو بلاتی ہون بت سنگی کے قریب آکر ایک دو ہتھڑ مارا آواز دی کہ ای سہمناک نکلو یکایک دھوان نکلا دیکھا سب نے کہ جب دھوان شق ہوا تو ایک ساحرہ بلند بالا دھوئین سے ظاہر ہوئی غل مچاتی ہوئی کہ ای طلسم کشا اندر نہ آنا مگر حکیم اور کاہن پشت پر سحر کر رہے ہین ملکہ شعلۂ جوالہ نے اسقدر گولے دیر پر مارے کہ دیر چھانجر ہوگیا لیکن سہمناک نے کہ جو ساحرہ نئی آئی ہی وہ سحر کیا کہ شعلۂ جوالہ کی زبان بند ہوئی ہمانے بڑھ کر سحر کیا کہ یکایک زمین تھرائی ہمانے مرصع پوش خاموش ہوئی لڑکھڑا کے گری مگر نجم کاہن دونون کے گرد پھر رہا ہی کسی ساحر کو قریب نہین آنے دیتا سہمناک نے جو دیکھا کہ نورالدہر در دیر پر کھڑے ہین تلوار چمکا رہے ہین قوت دجرأت دکھلا رہے ہین جتنے ساحر آئے تھے سب مارے گئے لاشے پڑے ہین دریاے خون جاری ہی سہمناک جھپٹ کر قریب دروازے کے آئی ہاتھ بڑھا کر نورالدہر کو روکا نورالدہر نے کلائی پکڑی ایک طمانچہ مارا کہ سہمناک لڑکھڑا کر گری چاہا تڑپ کر نکل جاؤن مگر شیر کا سامنا ہی نکل کے کہان جاسکتی ہی سب ساحر جو موجود تھے ہر ایک کا قول ہی کہ یار و گیا کدین بڑا افسوس یہ ہی کہ طلسم کشا پر پنجہ قابض نہ ہوا سہمناک نے تڑپ تڑپ کر جان دی ایک دناٹا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من سہمناک جادو بود سرباز نے مُنھ اپنا پیٹ لیا اور پکار کر آواز دی کہ ای نجم مین طلسم کشا کی

اطاعت کرتی ہون مقام قید سکندر ثانی بتاؤنگی راہ مین جمشید زرین ترکش کی قید ملے گی وہان بھی لڑائی ہوگی حقیقت مین طلسم کشا صاحب اقبال ہی ہمناک ایسی جادوگرنی قتل ہوگئی یہ ساحرہ تھی کہ دس بیس لاکھ آدمی اسکو قتل نہ کرسکتے اسنے مدتون بقراط ثانی کی مصاحبت کی تھی یوجہ پاٹ بھی کرتی رہی وہ یون بہ حسرت قتل ہوئی یہ کہکر قدمون پر نورالدہر کے گری کہا کہ ای شہریار مین بصدق دل اطاعت دین اسلام کرتی ہون شعلۂ جوالہ نے بڑھکر سرباز کو اُٹھایا طریقۂ اطاعت تعلیم کیا سرباز نے ہاتھ ہلایا کہ وہ دیر گرابت ہاے سنگی فریاد کرتے تھے کہ دیکھو یارو انجام یہ ہوتا ہی سرباز نے کہا کہ ای شہریار آگے قصر ہشت پہل ہی ایک ساحر زبردست ہوشیار سرکش وہان کا حاکم وناظم ہی وہان چلکر مقابلہ کیجیے اول جمشید زرین ترکش کو چھڑائیے تب وہ صورت رہائی سکندر ثانی بیان کرے گا دیکھیے کیا ہو نورالدہر نے قبول کیا سرباز سب کے آگے آگے بڑھی جاتی ہی کہ سامنے دیکھا ایک قصر عالی بنا ہوا ہی ایک افسر بارہ ہزار جادوگر سب کو ساتھ لیے ہوے دروازے پر اُس قصر کے بیٹھا ہی سرباز نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار دیکھیے ہوشیار سرکش بیٹھا ہی نورالدہر نعرہ کرکے جاپڑے کہ منم گلِ گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان ومسلمانان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان بیت نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم وبقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + نعرہ کرکے مثل شیر جاپڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کاہن نے بڑھکر آگ برسائی شعلۂ جوالہ برق بنکر گری سرباز لڑتی ہوئی بڑھی قریب ہوشیار سرکش کے پہونچی کہا کہ ای ہوشیار کیا مقام جہالت ہی تصور توکرو ہمنے اطاعت کرلی جانتے تھے اطاعت نہ کرین گے توکیا ہوگا دیکھو توکون کون ساحر ساتھ ہین ارسطوے ثانی کہ بے مثل وبے نظیر ہین مگر کس لطف سے طلسم کشا کے ساتھ ہین افسوس آتا ہی کہ قتل ہوجاؤگے امان نہ پاؤگے بلکہ اگر بن پڑے توپاس بقراط ثانی کے جاؤ کہو کہ طلسم کشا سے اصلاح کرلین اور اس دعوی خدائی سے توبہ کرین کیا عجب ہی کہ طلسم کشا کو

رحم آجاے فرزند صاحبقران ہین کیا کسی بات مین تامل کرین گے ضرور اُسی کو اس
طلسم کا بادشاہ کردین گے سلطنت ملیگی کلی آرزو کی کھلے گی ہوشیار سرکش نے جوابدیا
کہ ای سرباز تجکو جان کا خوف تھا مگر ہمکو کچھ خوف نہین اور بی شعلہ جوالہ کی کیا
حقیقت ہی سب کو تڑپا تڑپا کر مارونگا سرباز جادو یہ سُنکر ہٹ آئی الگ آکے سحر
کرنے لگی قصر سے ہزارہا جادوگر نکلے سحر کرتے ہوے نورالدہر پر جا پڑے شاہزادے
نے جو آمد ساحران دیکھی نعرہ شیرانہ کیا کہ باشید ای کافران بیجیادای نابکاران
پُردغا نعرہ شیر سے زمین کانپ گئی ہر ایک یہی کہتا تھا کہ اس شیر دلیر سے کون لڑیگا
شمشیر برق جہندہ خود جری و بہادر صف شکن ایسے سے کون مقابلہ کرے سحر اسیر
تاثیر نہین کرتا اُلٹا پلٹ آتا ہی ہوشیار سرکش نے جو ساحرونکی باتین سُنین گھبرا گیا
کہتا تھا کہ یارو تم اپنی طرف سے تدبیر کرو دیکھین خداوند کیا تقدیر کرتے ہین حقیقت
مین قدرت بھی عاجز ہورہے ہین کیسے کیسے ساحر بھیجے مگر مطلب نہین نکلتا سرباز
نے اطاعت کرلی دیکھو ساتھ طلسم کشا کے لڑرہی ہی مین بھی شریک ہوجاؤن لیکن
خوف کرتا ہون کہ قدرت بہ بدی پیش آدین گے نہین معلوم کیا راگ لادین گے اسی
رحم سے بندون کو اطمینان ہی مگر قدرت کو کچھ قدرت اور اختیار نہین ہوشیار کا
ارادہ ہوا ہی کہ اب لڑ بھڑ کر نکل جاؤن جس طرح بنے جان بچاؤن شعلہ جوالہ کے
سحر نے بہت پریشان کیا ہی جتنے جادوگر آئے تھے سب مارے گئے دیکھیے انجام کیا ہو
ہر شخص یہی چاہتا ہی کہ اپنی جان بچاؤن ہمراہیان طلسم کشا جانبازو سرفروش جن کو
جرأت کا جوش یہی چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر ساحرون کو مارین یا جان دین مگر ہوشیار
نے قصد کیا کہ نورالدہر پر جا پڑون نجم کاہن لڑتا ہوا قریب آیا ہوشیار نے
وار تیغے کا کیا نجم کاہن نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی کمر مین
ہاتھ ڈال کے اُٹھایا ایک غریو ہوا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ بارگاہ بقراط ثانی مین
یہ جوان وحیدالعصر کہلاتا ہی یہان کون ہی کہ جو اسکو روکے جب کاہن نے ہوشیار کو
چرخ دیا سامنے نورالدہر کے لایا نورالدہر نے سمجھایا کہ ای ہوشیار سرکش دیکھو

تمہارے رتبے مین فرق نہ آئیگا اسی صحرا کی سلطنت لو مقام جمشید زرین ترکش بتاؤ
اور تا بہ سکندر ثانی ہمکو پہونچاؤ اگر اسکے خلاف کروگے تو بے شبہہ مارے جاؤگے یہ
سُنکر ہوشیار نے خیال کیا کہ اب کوئی صورت بچاؤ کی نہین عرض کی کہ غلام اطاعت
کرتا ہی جمشید زرین ترکش کی قید کا نشان بتاؤنگا تا بہ مقام قیدخانہ سکندر ثانی
پہونچاؤنگا نورالدہر نے ہوشیار کو گلے سے لگایا ہوشیار بصدق دل مطیع
اسلام ہوا سرباز نے بڑھ کر کہا کہ کیون ای ہوشیار سرکش ہمنے اول ہی تم کو
سمجھایا تھا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر کیا ہوا ہوشیار نے کہا کہ اب طلسم کشا کے ساتھ
ہین انشاء اللہ تا بہ سکندر ثانی لے جائین گے جو خدمت ہمسے ہوسکے گی بجالائینگے
اپنے مکان پر لا کے نورالدہر کو اُتارا سب ساتھ والے بھی اُترے گائنین آکر
گانے لگین نورالدہر مقام صدر پر بیٹھے گرد سردار آکر متمکن ہوے کاہن نے کہا
کہ حضور بڑے صاحب اقبال ہین یہ جو آج ساحر شریک ہوا سب راز و نیاز جانتا ہی
اسکی وجہ سے بڑے مطلب نکلین گے ضرور بادشاہ سابق کو رہا کرائیگا ہوشیار اپنے
مقام سے اُٹھا دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار حضور اب یکہ و تنہا جاوین ایک
صحرائے پُر آشوب ملیگا اُسی صحرا مین ایک قصر سیاہ ہی اُسمین جمشید قید ہی اُن لوگون
نے بڑی مصیبتین اُٹھائی ہین حضور کو دیکھ کر بحال ہو جائینگے یقین ہوگا کہ اب رہائی
پائین گے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین لیکن ابہام جادو کہ نگہبان جمشید ہی صبح کو
اُٹھ کر دربار مین آیا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا جب نشہ ہوا تو کہا یاروسنو اب
طلسم کشا آئے گا سرباز و ہوشیار بھی ساتھ ہونگے سب ہوشیار رہو سب نے کہا
کہ طلسم کشا کی کیا مجال ہی جو یہان آسکے گرفتار کرکے خدمت مین خداوندی اُسکو
روانہ کرینگے ساری جرأت بھلا دینگے اور ہوشیار کی تو کیا حقیقت ہی اگر اطاعت
کی تو ہمارا کیا کریگا ہم یہان ساٹھ ہزار جادوگر ہین ساٹھ لاکھ سے لڑسکتے ہین وہ سحر
کرین کہ زمین ہلادین چند نازنینان مہ جبین جو حاضر تھین اُنھون نے کہا کہ ای ابہام
کچھ فکر نہ کرو ہم لوگ ایسا گائینگے کہ طلسم کشا ہاتھ باندھ کر تمہارے سامنے آئے یہ کہکر

ساز درست کیے اور سامنے ابہام جادو کے یہ اشعار شروع کیے نظم

جب ای بتو نہ ہوے مجھسے باوفا کے تم
شریک ہوگئے کیونکر مرے خدا کے تم

دعاے بد بھی تو کرتے نہین مرے حق مین
کچھ ایسے بیٹھ رہے مجھسے ہاتھ اُٹھا کے تم

کبھی بُرا نہ کہا ہوگا ہمکو غیرون مین
سُنا ہی صاحب غیرت ہو انتہا کے تم

کسی کی پھرتی نگاہون مین ملتے گیسو ہین
اشارے ہوتے ہین آفت کے ہم بلا کے تم

نہ جانتے تھے جو وہ جرم عشق کی تعزیر
ہمین سے پوچھتے لائق ہو کس سزا کے تم

وہ کہتے ہین جو ہماری ادا پہ مرتے ہو
تو پھر خدا سے یہ طالب ہو کیون قضا کے تم

مین کیا سمجھ کے طلبگار وصل دوست کا ہون
کہ سننے والے ہو دشمن کی بھی دعا کے تم

تڑپ فراق کی کہتی ہی بیقرارون سے
دکھاؤ بل نہ بھروسے پہ دست و پا کے تم

کبھی نہ کام یہ رنگین اداؤن کے آتی
جو ہاتھ پاؤن نہ ہون شوخی حنا کے تم

یہ جانتا ہون لگاوٹ تمام بزم سے کی
خبر نہین کہ کسے لے گئے لگا کے تم ❊

پھر آگئے نالونکے سننے کا تھا نہ شوق ایسا
ضرور ہو گئے عاشق مری صدا کے تم

چھپے گی آنکھونکی چوری نہ ہمسے اسپر بھی
جو سات پردونمین رکھوگے دل چھپا کے تم

لگا کے ایک ہی خنجر ہمین کیا بے دم
امیدوار ہو پھر شور مرحبا کے تم

جواب دید کے طالب کو بت یہ دیتے ہین
دکھا تو دو اُسے بندے ہو جس خدا کے تم

تلاش منزلِ مقصود کی ہی اے نالو ❊
عصے بنو مرے شور شکستہ پا کے تم

دو چار وصل مین تو دو گھڑی بہم رہتے
حجاب اُٹھاتے جو حیرت کے ہم حیا کے تم

جلال سب سے رہے میل سب سے یا اللہ
کہ آشنا ہو بُتِ عالم آشنا کے تم ❊

نازنینان مہ جبین نے اس لطف سے یہ اشعار گائے کہ ابہام جادو جھومنے لگا کہا کہ صاحبو تمھین وہ تاثیر قدرت نے دی ہی کہ زاہد صد سالہ بھی مست ہو جائے امان بنائے حقیقت مین تمکو قدرت نے بڑا کمال دیا ہی جس وقت سامنے طلسم کشا کے یہ کمال صرف کرو گی ہاتھ باندھ کر سامنے چلا آئیگا ہم اُٹھ کر سر کاٹ لین گے گیا زندہ بچکر جانے دینگے یہان تو یہ انتظام ہو رہے ہین مگر شاہزادہ نور الدہر کو جو ہوشیار نے ہدایت کی

یکہ وتنہا چلے پہلے صحراے ویران مین گذر ہوا اُس سے گذر کر قریب ایک نخل کے پہونچے ہوشیار نے بتایا تھا کہ بقوت صاحبقرانی درخت کو اُکھیڑیے گا راستہ مکان ابہام کا پیدا ہوگا نور الدہر نے بائین بازو کا ہکہ مارا درخت چرچرایا داہنے بازو کا ہکہ مارا کہ درخت کو جنبش ہوئی نور الدہر نے لپٹ کر درخت کو بقوت صاحبقرانی اُکھیڑ لیا جیسے ہی درخت اُکھیڑا صاف دہنہ نقب کا پیدا ہوا بسم اللہ کہکر داخل نقب ہوے چند قدم چلے تھے کہ گانے کی آواز کان مین آئی طبیعت تو لہرائی مگر جب لوح محفوظ ٹل جاتی ہے یہی خیال ہوتا ہے کہ قیدی کو چھڑانے چلتے ہو ہوشیار ہو بس یہ سوچکر سیڑھیان طے کر رہے ہین دل کو رجوع کیا ہے کہ اے رب اکبر وای مالک بحر وبر اس مشکل کو آسان کر نظم

زحسنِ ایزدی شد جلوہ گر شمع بذوق وشوق حسنِ آبدارش بہ یک پا منتظر استادہ باشد سرش برد قضا با تیغ گلگیر نہ گشتی پرتو افگن نور یزدان بشرق وغرب در خوبانِ عالم برافروز از سخن بعد از مناجات	ق	خدا بنمود نور ذات در شمع بیفشاند گہر از چشم تر شمع بہر جا و بہر یک رہگذر شمع شود نازان بہ حسن خود اگر شمع اگر از مطلع الطاف بر شمع چو مہر ومہ نگشتی نامور شمع بہ بزم شعر ہندی این اگر شمع

دعائین مانگتے ہوے نقب سے نکلے ابہام دربار مین کہ رہا ہے کہ نازنینو اپنے گانے کو زور دو طلسم کشا آیا چاہتا ہے کہ نور الدہر نے نقب سے سر نکالا اور نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بے حیا وای نابکاران بُرد غا آگاہ ہو نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی پناہِ لشکرِ اسلام نور الدہر گز بمیش ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم ظفر بر یلانِ عرب یافتم	دیگر	کہ شاہانش جہانگیر وفلک گیتی ستان خواندہ عدو در رزمگاہش صد ہزاران لاامان خواندہ لقا را بیک دست بر داشتم شہ نوجوانان لقب یافتم

تلوار کھینچ کر سر پر اُن نازنینان مہ جبین کے آئے ساز شکست کیے اُن سب کو قتل کیا
ابہام کھڑا ہو گیا فوج کو آواز دی ساٹھ ہزار فوج مسلح ہو کر آئی نور الدہر جنگ
کر رہے ہین فوج نے آکر گھیرا ابہام نے آواز دی کہ یارو سحر نہ کرنا لوح محفوظ گلے
مین طلسم کشا کے ہی تیر و تلوار سے مارو جب نور الدہر گھر گئے تو ہوشیار سر کش کا
نعرہ ہوا سر باز جادو بھی آکر پہونچی شعلۂ جوالہ نے آتے ہی سحر کیا زمین کانپنے لگی ہما
نے آکر پتھر برسائے نجم اختر شناس نے آکر ستارے گرائے حکیم صاحب نے تو آکر
تہلکہ ڈالدیا اِن ساحرون نے وہ وہ سحر کیے کہ ابہام جادو گھبرا گیا پکار کر
آواز دی کہ یارو سنو مین تو جاتا ہون نازنینان مہ جبین قتل ہو گئین میرا کیا اختیار
رہا یہ کہکر دونون پانوٗن زمین پر مارے اِدھر تو ابہام غرق زمین ہوا اُدھر
ایک سناٹا ہوا کہ اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے نور الدہر نے آنکھ جو کھولی
اپنے کو ایک صحراے ویران مین پایا نہ وہ فوج تھی اور نہ وہ قصر تھا جنگل سنسان
کفِ دست میدان حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگے دیکھا جملہ سردار بھی چلے
آتے ہین مگر ایرج نوجوان مع یاقوت جنّی و مع شاپور شیر دل ایک صحرا مین
پہونچے ہین کہ نعرۂ نور الدہر کی آواز کان مین آئی بیقرار ہو کر کہا کہ ای یاقوت
کشتی گیر زادے کی آواز کان مین آرہی ہی یاقوت نے عرض کی کہ سامنے جو نخل
چنار ہی اسکو جلد اکھیڑیے ایرج نے بڑھ کر ہاتھ مارا کہ نخل چرچرایا نخل کو اکھیڑ کر
بقوت صاحبقرانی پھینکا دہنہ نقب کا ظاہر ہوا یاقوت نے کہا کہ اسمین کود پڑیے
ایرج نوجوان تیغۂ دو دمۂ سکندری کھینچے ہوے نقب مین کود ے اُسوقت
پہونچے کہ ابہام غائب ہو چکا ہی فوج والے حیران کھڑے ہین کہ نعرۂ ایرج کی
آواز آئی کہ ای نامردو کہان جاتے ہو نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر
که صاحبقرانم و آفاق گیر
چو تیغ یلی برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خاره زنم
زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ساحر تو گھبرائے ہوے تھے
سمجھے کہ یہ وہی جوان ہی تبر و شمشیر سے لڑنے لگے یاقوت جنّی نے آکے جنگ عجب

طور کی شروع کی کبھی ظاہر ہوتا ہی کبھی چھپ جاتا ہی ہزارون کو قتل کیا ایرج نوجوان
نے بھی تہلکہ ڈال دیا دربان جادو کہ سب کا افسر تھا لڑتا ہوا سامنے آیا ہاتھ
تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر وار
تیغ کا کیا تیغۂ دودمۂ سکندری دست زبردست ایرج نوجوان تلوار چمک کر جو
گری دربان جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی دربان کے سب ساحر بھاگے
انکے بھاگتے ہی ایک قصر نمایان ہوا ایرج نے آکر اُسکا قفل توڑا جیسے ہی اندر
اُس قصر کے آئے دیکھا کہ ہزارہا قیدی بیٹھے ہین زنجیرین بیڑیان پہنے ہوے ہین
زنجیرین ہلا رہے ہین ایرج نوجوان نے سب کی قید کٹوانا شروع کی ایکطرف
دیکھا کہ ایک تاجدار سرنگون بیٹھا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے رو رہا ہی ایرج
اُسکے قریب آئے کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی اُس
تاجدار نے ٹھنڈھی سانس کھینچی عرض کی کہ اس گمنام کا نام کیا ظاہر ہو شاید حضور
نے سُنا ہو جمشید زرین ترکش مجکو کہتے ہین بادشاہ سابق طلسم سکندر ثانی سحر
مین لاثانی کا مین برادر خُرد ہون جس وقت اس لبقراط ثانی نے آشوب کیا اور طلسم
پر قبضہ کر لیا پہلے ہمارے بھائی کو گرفتار کیا مین نے جو خبر سُنی مین لشکر لے کے پہونچا
اُسنے مجکو بھی قید کر لیا زمانہ دراز گذرا کہ اس زندان محنت مین گرفتار ہون مگر خواب
مین بشارتین معقول پائین تعجب ہی کہ اب تک اُسکا ظہور نہین ہوا ایرج یہ باتین
کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ ای جمشید اُٹھو جمشید کہتا ہی کہ ای شہریار طوق آہن
گلے مین پڑا ہی بار اُسکا اُٹھنے نہین دیتا اگر ہو سکے تو اسکو کاٹیے مگر ابہام جادو
کہ سامنے سے نورالدہر کے بھاگا تھا شعبدہ کال کر گیا تھا نورالدہر الگ
ہوے تھے جب اسکو معلوم ہوا کہ نبیرۂ حمزہ سرحد قید خانے سے الگ ہو ایکایک
پر پرواز پیدا کر کے چلا اُس وقت آیا کہ ایرج نوجوان جمشید سے باتین کر رہے
ہین تلوار نیام سے نکالی ہی ارادہ ہی طوق کاٹون کہ آسمان پر ابہام آکر پہونچا دیکھا
کہ یہ کون جوان ہی پہچانا کہ یہ تو اور کوئی شخص ہی وہین سے للکارا کہ باش اد گستاخ

خبردار قیدی کے قریب نہ جانا طوق کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچھتائیگا بہتر یہ ہی کہ سامنے
سے ہٹ جا ایرج نے للکارا کہ او نامرد مقابلے مین آ دور سے باتین بناتا ہے
قریب آ تو تجکو سزا دون ابہام نے وہین سے سحر کیا کہ ایرج کے ہاتھ سے تیغ
گرا یاقوت جنّی کہ بیرون قید خانہ تھا اُسنے جو آواز ابہام جادو کی سُنی بیقرار
ہوکر دوڑا اندر آکر دیکھا کہ ایرج کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی ہی حیران کھڑے ہوے
ہین چہار جانب دیکھ رہے ہین کچھ زور نہین چلتا یاقوت نے پکار کر آواز دی کہ
ای شہریار خیر تو ہی ابہام نے للکارا کہ او یاقوت جنّی تیری وجہ سے یہ یہانتک
پہونچے مگر وہ جوان کیا ہوا اُسکو گرفتار کرون تو تسکین ہو یہ کہکے ہاتھ اُٹھایا کہ
یاقوت پر سحر کرون یہ قوم جن سے ہی دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوا
اب ابہام نے ایرج کو مسلسل و مطوق کیا پاس اُسی تاجدار کے بٹھایا لیکن
یاقوت جنّی جو غرق زمین ہوکر بھاگا اُس صحرا مین آکر نکلا کہ جہان نورالدہر مع
کھڑے ہین ہوشیار سرکش و ملکہ شعلہ جوالہ و سرباز جادو سے کھڑے ہوے
پوچھ رہے ہین کہ یہ کیا شعبدہ تھا ہوشیار سرکش نے عرض کی کہ حضور نے دھوکا
کھایا ابہام زندہ نکل گیا حضور کا پنجہ نہ قابض ہوا اب آپ سامنے کوہ کے جائین
اور آواز دین کہ ای سہراب شیر شکار ذرا ہمارے پاس آؤ اندر سے درۂ کوہ
کے ایک جوان جوشان و خروشان نکلے گا آتے ہی آپ پر گرز ماریگا کہ گھٹنیون
تک آپ غرق زمین ہو جائین گے اور پھر سامنے سے بھاگیگا دوبارہ آکر اس زور سے
گرز ماریگا کہ آپ کمر تک غرق زمین ہونگے تیسری بار جو گرز مارے بفوراً [illegible] اُس سے
لپٹ پڑیے گا اور گرز چھین کر اُسی گرز سے اُسکا کام تمام کیجیے گا اُسی درۂ کوہ سے
راستہ قصر ابہام کا ملیگا نورالدہر اس تعلیم کو سُن رہے ہین کہ پہلو سے رونے کی
آواز آئی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو سر برہنہ گریبان چاک چہرے پر خاک ہائے آقاے
نامدار کہتا ہوا آتا ہی نورالدہر نے پوچھا کہ ای برادر تیرا آقا کون ہی اور اُسپر کیا
گذری کہا حضور آقاے نامدار میرے ایرج نوجوان ہین وہ بحالت [illegible] رہی

جمشید ثانی گئے تھے اول مین ابہام نور الدہر سے لڑچکا تھا اور نہین معلوم
کیا شعبدہ کیا تھا کہ جان اپنی بچائی اُس شیر کو ہٹا دیا یہ جوان پہونچ گئے ابہام
تو بھاگ گیا تھا دربان جادو کل فوج کا افسر تھا وہ انکے ہاتھ سے مارا گیا اور
سب ساتھ والے بھاگ گئے یہ لڑتے بھڑتے تا بہ قصر پہونچے قصد تھا کہ جمشید کو قید
سے رہا کرین اُسکی رہائی ممکن نہ ہوئی ابہام نے آکر گرفتار کر لیا غلام حیران ہی کہ
نور الدہر کو کہان ڈھونڈھون نور الدہر نے یاقوت کو گلے سے لگایا اور
فرمایا کہ جسکو تو ڈھونڈھتا ہی وہ حقیر مین ہی ہون ہوشیار سرکش سے فرمایا کہ ای
ہوشیار تمنے سنا کہ ایرج نوجوان قید ہو گئے مین افسوس کرتا ہون کہ ایسا نہو
اُنپر کوئی افتاد پڑے تو میرے لیے بڑی بدنامی ہی چھوٹے قبلہ و کعبہ شکایت کرینگے
لہذا ای یاقوت تم جاؤ مین آتا ہون انشاء اللہ اُنکو رہا کر کے لاتا ہون یہ کہکر قریب
اُس کوہ کے آئے کہا کہ ای سہراب شیر شکار رزم و دبیا با تو آرزوی محاربہ دارم
کہ اندر سے درۂ کوہ کے ایک جوان گرز آہنی لیے ہوے جھپٹا ہوا آیا اس جلدی مین
گرز مارا کہ اگرچہ شاہزادے نے سپر کو سامنے کر دیا مگر گھٹنون تک غرق زمین ہو گئے وہ جوان
گرز مار کر بھاگا بعد تھوڑی دیر کے پھر پیدا ہوا نور الدہر نے بمشقت تمام اپنے کو
زمین سے نکالا ہی کہ آواز آئی او طلسم کشا ابکی ضرب مین خاتمہ ہی اگر ہزار جان
رکھتا ہوگا تو سلامت نہ لے جائیگا یہ کہکے دوسرا گرز مارا نور الدہر نے ناچار
ہوکر سپر کو اُٹھا دیا مگر تا بہ کمر غرق زمین ہو گئے وہ شخص پھر بھاگا شاہزادہ نور الدہر
زمین سے نکلے تھے کہ سہراب پھر پیدا ہوا ابکے آکر گرز مارا نور الدہر نے کچھ جان
کا خوف نہ کیا اور کلۂ گرز پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا گرز چھین کر پھینک دیا سہراب
لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی نور الدہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا سر اُس
خود سر کا زمین سے ملا دیا سہراب نے بمشکل سر اُٹھایا اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی نور الدہر
نے کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا چاہا کہ زمین پر مارون کہ سہراب نے آواز دی ای
شہریار الامان نور الدہر نے کہا کہ امان بشرط ایمان سہراب نے کہا کہ مین تو

قاعدے کا پابند ہون آپ نے مجکو زیر کیا اب مجکو اطاعت مین کیا تامل ہی کیونکہ اب بقراط ثانی کا وقت زوال قریب آگیا ہی کہ صورتین زوال کی پیدا ہو رہی ہین یہ بھی ایک صورت زوال ہی نور الدہر نے چھوڑ دیا سہراب قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا کہا کہ غلام آپ کی مراد کو سمجھ گیا ہی اب تشریف لے چلیے ایرج نوجوان قید ہو گئے ہین اور ابہام جادو کا ارادہ ہی کہ اُنکو قتل کرے یہ سُنکر نور الدہر بیقرار ہو گئے فرمایا کہ اے سُہراب جلدی چلو سُہراب آگے بڑھا اُسی درۂ کوہ سے نکلے جیسے ہی درۂ کوہ سے باہر قدم رکھا ایک صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ملا عروسان چمن لباس سبز پہنے ہوے شرما رہی ہین ہواے سرد چل رہی ہی گل و غنچہ رنگین ہر شاخ خوش آئین کئی سو طائر ایک درخت پر بیٹھے یہ زمزمہ کر رہے ہین نظم

نہ لائی عالم بالا سے کیون طوبے کے مضمون کو　　خیالِ قامتِ موزون ہی میری طبع موزونکو
رہائی کی نہین تدبیر کوئی زلفِ پیچان سے　　یہ وہ مار سیہ ہی جو بھلا دیتا ہی افسونکو
بہت خالِ عذار آتشین سے جو مشابہ ہی　　برغبت اسلیے پیتے ہین سب لالے کی افیونکو
عجب کیا گر ہلالِ ابرو اک دن ماہ کامل ہو　　ترقی دمبدم کیسی ہی حسنِ روز افزون کو
نہ کچھ بھی راہ حیرت مین وہ رہجاتی ہی چلنے سے　　تری رفتار آئینہ بنا دیتی ہی جیحون کو
بسانِ سنگ تن مین ضبط آہِ شعلہ افشانسے　　بنا دیگا شرر سوزِ درون ہر قطرۂ خون کو
جو شب بیدار ہین وہ غافلونپر رہتے ہین غالب　　بہت ہی فوج پر جاتی ہی تھوڑی فوج شبخون کو
جو ہین بے شغل دنیا مین وہی کچھ عیش کرتے ہین　　ملا ہی دور گردون سے خمِ خالی فلاطون کو
یہ نادان کہتے ہین گردش مین لایا ہی خمِ گردون　　کہ گردش اُسنے دی ہی جسنے گردش دی ہی گردونکو
گلستانِ شہادت گاہ مین یہ طرفہ گل پھولا　　بنایا شاخ گل قاتل نے اپنے دستِ پُر خون کو
مجھے سمجھو کہ عاشق ہی اُسے سمجھو ہی دیوانہ　　ملاؤ گر مری تصویر سے تصویر مجنون کو
کیا بیہوش تونے جامِ مے دکھلا کے او ساقی　　کہ اکثر دیکھتا تھا مین کسی کی چشم میگون کو
اثر تھا نالۂ شبگیر مین حسنِ روز افزون ای نلسخ　　لیا کرتے تھے اکثر ہاتھ مین اُس زلف شبگون کو

سُہراب نے کہا کہ یہ جو طائر کا ان زمزمہ سرائی کر رہا ہی اسکو تیر سے ماریے نور الدہر نے

تیر مارا اُس طائر کے سینے کے پار گذرا طائر کے مرتے ہی ایک آندھی سیاہ اُٹھی بالکل
اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی نور الدہر نے اپنے کو در زندان
پر پایا نعرہ کرکے گھس پڑے ابہام جادو نے جو نعرہ نور الدہر کی صدا سُنی گھبرا گیا
بدحواس ہو کر چاہا کہ بھاگون مگر کدھر بھاگے تڑپ کر گرا بر پر دراز پیدا کیے بلند ہو کر
چلا سُہراب نے آواز دی کہ ای شہریار یہ جانے نہ پائے نور الدہر نے جلدی
سے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر تیر مارا سینہ
پر ابہام کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا جیسے ہی ابہام مرا اور آواز آئی کہ گشتی مرا
نام من ابہام جادو بود ایرج نوجوان کے ہاتھ پانون قابو مین آئے غصے مین
آکر قید کو توڑا جمشید زرین ترکش کا طوق توڑا جمشید بھی اپنے مقام سے
اُٹھا ایرج نوجوان لڑنے لگے کہ یاقوت جنی آکر پہونچا یاقوت نے کہا کہ ای
شہریار نکل چلیے اب سرداران نور الدہر آجادین گے ایرج نوجوان نے ایک
سوار کو مار کر گھوڑا لیا اور چمکا کر قید خانے سے نکلے ایک جانب گھوڑا ڈالکر نکل گئے
یاقوت جنی ہمراہ ہی مگر نور الدہر ساحرون سے لڑ رہے ہین جو سامنے آیا مارا گیا
لاشے پھڑک رہے ہین دریائے خون جاری ہی نور الدہر ساحرون سے لڑ رہے ہین
کہ انکے سردارون کا نعرہ ہوا کاہن نے آگردہ سحر کیا کہ ساحر ٹکرانے لگے فریاد و
الغیاث کرتے ہوئے بھاگے جمشید نے آکر قدمون کو نور الدہر کے بوسہ دیا اور
ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوا عرض کی حضور کے سبب سے رہائی پائی حضور ہی
کے ہمراہ رہونگا اب حضور تشریف لے چلین کہ تدبیر رہائی سکندر ثانی کرنا چاہیے
نور الدہر نے سب سردارون کو اپنے ساتھ لیا جمشید کو تخت پر بٹھایا نقارے پر
چوب پڑی دھوم سے لشکر لے کر چلے نوبت و نقارے بجاتے ہوئے جاتے ہین لشکر گران
ساتھ ہی جہان لشکر اُترتا ہی آبادی ہو جاتی ہی مگر قضائے کار سنگپاش جادو کہ نگہبان
سکندر ثانی ہی آٹھ پہر حفاظت کرتی ہی کہ چند ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی
کہ ای ملکۂ عالم جمشید زرین ترکش نے رہائی پائی طلسم کشا کے ساتھ آتا ہی جو کوئی

قصر راہ مین ملا اُسکو برباد کیا اب سوہان جادو سے مقابلہ ہی سنگپاش نے سوہان کو
نامہ لکھا کہ ای سوہان کوہ نشین لشکر جمشید کو روکنا مین مدد روانہ کرونگی سوہان کو جو
نامہ پہونچا نامہ پڑھکر اسنے جواب لکھا کہ ای ملکۂ عالم کیا مجال ہی جمشید زرین ترکش کی
کہ جو اس راہ سے گذرے ایسے شخص کو بھیجون کہ لشکر کو مٹا دے یہ کہکر سوہان نے ملکہ
گل گشت بیٹی سوہان کی ہی اُس سے کہا کہ بیٹا تم اتنی تکلیف کرو کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو روکو
اگر ہو سکے تو جمشید کو گرفتار کر لاؤ گل گشت جادو چلی طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی کئی سو
کنیزین ہمراہ ہوئین رواروی کرتی ہوئی آتی ہی جس صحرا مین لشکر نور الدہر فرد کش
ہی جمشید زرین ترکش تخت پر بیٹھا ہی پہلو مین نور الدہر بیٹھے ہین اور سرداران نامی مثل
شعلۂ جوالہ وغیرہ کرسیون پر بیٹھے ہین ناچ ہوتا ہی گائن یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

بہت بیچین میری خاطر بسمل مین رہتے ہین / کسی سے پوچھ لینا تھا انھین کس دلمین رہتے ہین
اشارے مجھ مین تیغ ناز کے بسمل مین رہتے ہین / کہ ہم بھی حسرت نظارۂ قاتل مین رہتے ہین
کسی پر بار ازخود رفتگی ہونے نہین دیتے / نہ رہتے کسطرح ہم یار کی محفل مین رہتے ہین
ہمارے نالے ہین یا بات ہی بھولی ہوئی کوئی / کہ آسکتے نہین دلسے لبونتک دلمین رہتے ہین
نہ پہونچینگے کہین مثل نگاہ نارسا ہم بھی / جہان سے چلتے ہین پھر کر اُسی منزل مین رہتے ہین
دل گم گشتۂ زلف سیہ کو پا چکین آنکھین / انھین تو ڈھونڈھ لین چھپکر جو انکے تلمین رہتے ہین
کدورت دلکی چشم خشک کا آنسو یہ کہتا ہی / نکل سکتے نہین ہم اُنکے آب وگل مین رہتے ہین
جو طالب دلکے ہین اُنسے یہ کہتا ہی دل سوزان / ہتھیلی کا پھپھولہ ہم کف سائل مین رہتے ہین
کسی مجنونکی میت دیکھکر تابوت مین دیکھون / نکل پڑتے ہین یا لیلی ادا محمل مین رہتے ہین
نہ پہونچا دل کبھی آغوش تک اُس بحر خوبی کی / اشارے دور ہی سے کشتی و ساحل مین رہتے ہین
مجھے ڈر ہی دل شیدا کو عقل اکدن نہ بہکا دے / یہ کیسے مشورے ہشیار اور غافل مین رہتے ہین
جلال اگر طریق عشق مین بہکا نہ دے کوئی / اُدھر رخ بھی نکرنا خضر جس منزل مین رہتے ہین

قضائے کار گل گشت جادو غصّے مین آتے آتے کوہ لمعان پر کہ مقابل لشکر ظفر اثر شاہزادہ
نور الدہر ہی اُتر کر ٹہلنے لگی سُنا کہ ایک بارگاہ مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی بہ نگاہ غور

طرف اُس بارگاہ کے دیکھنے لگی کنیزون نے کہا کہ حضور سحر کیجیے گُل گشت نے کہا کہ صاحبو
سمجھ لو ن بڑے بڑے ساحر سانھ ہین اسی وجہ سے بارگاہ کو دیکھ رہی ہون کہ کوئی ساحر نکلے
تو اسکو اُٹھا لاؤن قضائے کار ملکہ شعلۂ جوالہ کسی کام کو باہر نکلین گل گشت کی نگاہ
پڑی شعلۂ جوالہ جو باہر آئی کئی ہزار کنیزین پشت پر گرد تھنا بین روشن اس کروفر
سے شعلۂ جوالہ نے باہر نکل کر چہار جانب دیکھا کنیزون سے کہا کہ اس وقت تک تو خیر
ہی سوہان کوہ نشین نے کچھ انتظام نہین کیا مگر گل گشت نے جو جاہ وجلال ملکہ کا
دیکھا کنیزون سے کہا کہ جا کر دریافت تو کرو یہ کون نازنین ہی اور کس ضرورت کے لیے
باہر نکلی ہی ایک کنیز گئی اور دریافت کر کے سامنے گُل گشت کے آئی اور عرض کی کہ ای ملکہ
اسی کا نام شعلۂ جوالہ ہی یہی منظور نظر طلسم کشا ہی گل گشت نے حیران ہو کر کہا طلسم کشا
کیا کوئی فرشتہ ہی کہ جسپر ایسی شاہزادیان عاشق ہوئین یہ ذکر تھا کہ ہما مرصع پوش کی
نکلی باہر نکل کر شعلۂ جوالہ سے باتین کرنے لگی کہا حضور یقین کامل ہی کہ سوہان جادو
نے کسی کو بھیجا ہو شعلۂ جوالہ نے کہا کہ مین اسی بات کا انتظام کر رہی ہون کہ دیکھون
کون صاحب آئی ہین کہ نجم اختر شناس باہر آیا آکر پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم کیا انتظام
کیا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ابھی تک کوئی نہین آیا اگر کوئی آتا تو مین انتظام کرتی حکیم صاحب
باہر آئے آکر ملکہ شعلۂ جوالہ سے باتین کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سرباز آئی کہا کہ ای
ملکۂ عالم اگر حکم ہو تو دربار مین سوہان کے جاؤن وہان سے دریافت کر آؤن یہ سنکر
شعلۂ جوالہ نے کہا کہ کیون تکلیف کرو جو کوئی آئیگا ہمکو دریافت ہو جائیگا اس اثنا
مین ہوشیار سرکش آیا کلاہ کج کیے ہوے کہتا ہوا کہ ای ملکۂ عالم کچھ انتظام کیا ملکہ نے
کہا کہ ای برادر کیا انتظام کرون کوئی وہان سے نہین آیا یقین کامل ہی کہ کوئی سردار
وہان سے چلے جب آکے ہمکو ستائیگا تو ہم بھی انتظام کرلین گے چالیس سردار آکر جمع ہوے
گل گشت نے دیکھا کہ ایک سے ایک شاہزادی بہتر اور بہتر حسن مین رشک قمر فخر لیلاو
زلیخا ہی یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا گل گشت کہہ رہی ہی کہ مقام فخر و افتخار ہی کہ ایسی ایسی
شاہزادیان جس پر عاشق ہون اُسکا دماغ کیون نہ عرش اعلی پر ہو انتہائے فخر یہ ہی کہ

طلسم کشائی کا لقب پایا طلسم کشا کو زبان نہ ہلانا پڑتی ہوگی یہ جادوگرنیان کہ رونق طلسم خیال سکندری ہین سحر مین کمال رکھتی ہین سب انتظام کر لیتی ہونگی دیکھو ہوشیار سرکش کیسا اکڑ رہا ہی سرباز کہتی ہین کہ دربار مین سو ہان کے جاؤن مگر شعلۂ جوالہ جن صاحب کا نام ہی گھربار اپنا چھوڑا مان باپ سے منھ موڑا پرائے لشکر مین آکر اُترین انتظام مین مصروف ہین ہر ایک کا یہی ارادہ ہی کہ خداوند بقراط ثانی کو قتل کرائین بادشاہ سابق یعنی سکندر ثانی کو قید سے چھڑائین مگر کیا مجال ہی کہ یہان سے ایک قدم آگے بڑھ سکین ان سب کو گرفتار کر لونگی زبان ہلانے کی مہلت نہ دونگی میرا ارادہ شرط ہی ابھی سحر کرون یہ سب دیوانے ہو کر چلے آئین مگر تماشا تو دیکھ لون کہ کون کون صاحب ہین کن کن سے مقابلہ پڑیگا کس کس پر سحر کرنا ہوگا حکیم ارسطوے ثانی بڑے تکلف سے ہمراہ ہین انکی شرکت کا کیا باعث ہوا کنیزون نے کہا کہ انکی صاحبزادی طلسم کشا پر عاشق ہین حکیم صاحب نے بہت بہت آوارہ کیا آخر کو بیٹی کو دے دیا وہ جو سامنے بارگاہ زربفتی استادہ ہی اُسی مین دختر حکیم صاحب کا داخلہ ہی یہ سب شاہزادیان جا کر اُن کو سلام کرتی ہین گُل گشت نے کہا کہ آخر اسکا کیا باعث مرتبے مین تو ہمسر ہین سلام کیون کرتی ہین یہ سنکر کنیزون نے کہا کہ وہ سب سے زیادہ خوبصورت ہین حکیم طلسم کی بیٹی ہین عجائب اور غرائب مین بھی بے مثل و بے نظیر ہین کہ یکایک چند خدمتگار دوڑے ہوے آئے خدمتگارون نے نہین معلوم کیا کہا کہ سب صف باندھکر کھڑے ہوگئے سب کا یہی طریقہ ہی کہ سلام کو آمادہ کھڑے ہین گُل گشت نے پوچھا کہ یہ سب لوگ کیون آمادہ ہو کر کھڑے ہوگئے کنیزون نے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم کشا صاحب آتے ہین اسی وجہ سے سب مجرے کو آمادہ ہو کر کھڑے ہوے گُل گشت جادو دیکھ رہی ہی کہ اندر سے بارگاہ کے ایک آفتاب تابان یا ماہ درخشان ہتھیار لگائے ہوے برآمد ہوا گُل گشت جادو نے کہا کہ ارے یہ روشنی کیسی ہی سب کنیزون نے کہا کہ اے ملکۂ عالم طلسم کشا نہایت حسین و جمیل ہی یہ اُنکے حُسن کا ظہور رہی کہ چند رسالہ دار و کمیدان ہٹو بچو کرتے ہوے نکلے ایک کرسی لا کر بچھا دی سب سرداران مذکور مودب کھڑے ہین سب شاہزادیان باادب کھڑی ہین کہ دیکھا یکایک شاہزادہ نور الدہر

بفر فریدونی و بحشمت جمشیدی آکر کرسی پر جلوہ فرما ہوے پھر سب سلام کرکے کرسیون پر بیٹھے
جیسے ماہ تابان اپنے برج سے نکلا آکر بیٹھا گرد ستارے جمع ہوے ناگاہ جنگل مین شور ہوا سب
آدمیون کی آواز سنکر ایک شیر ببر جنگل سے نکل آیا دھڑو کہ مارکر چلا شعلہ جوالہ نے
چاہا کہ سحر کرون نورالدہر نے منع کیا ملکہ ہماے مرصع پوش گھبرا گئین کہا کہ ای
شہریار اسکو روک دون یہ کہکر ماش کے دانے جھولی سے نکالے نورالدہر نے ان کو بھی
منع کیا حکیم صاحب بڑھے نورالدہر نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ حکیم صاحب آپ تکلیف
نہ فرمایئے کمیدانون اور رسالہ دارون نے کمانین دوش سے اُتارین اور ارادہ کیا
کہ شیر کو تیر مارین نورالدہر نے انکو بھی منع کیا مگر ہوشیار سرکش اپنے زور کے بھروسے پر
بڑھا شیر نے دھڑو کہ مارا ہوشیار سرکش جیسے ہی جھوم کر بڑھا تھا تھرا کر گر پڑا
غش آگیا نورالدہر نے کہا کہ ہم اسی لیے منع کرتے تھے کہ جو صاحب جاوینگے
خائف ہونگے اسکو آنے تو دو دیکھو کس طرح اسکو مارتا ہون گل گشت دیکھ رہی ہی
کنیزون سے کہتی ہی کہ طلسم کشا کا بڑا کلیجہ ہی اتنا بڑا شیر آتا ہی اور کسی کو جانے نہین
دیتے کیسا کیسا جادوگر نیان سحر کو کہتی ہین ایک صاحب گئے تھے بڑا اپنے زور پر ناز تھا وہ بیہوش
ہوکے گرے مگر طلسم کشا کے تیور پر میل نہین بڑا جری و بہادر ہی کنیزون نے کہا کہ اگر ایسا نہ ہوتا
تو طلسم کشائی پر کیون قدم مارتا کتنے دربند فتح کیے قصر سکندری چھین لیا قدرت بھاگ کر
طلسم مین آئے اب قصر ہشت پہل مین ہین وہان سے نہین نکلتے یہی چاہتے ہین کہ ہمارے
ملازم طلسم کشا کو مارلین ہمکو تکلیف نہ پڑے ورنہ مشکل ہوگی خداوند ہر چند کہ سب کے خداوند
ہین مگر اس بندے سے ڈرتے ہین اور ابھی لوح نہین ملی ہی بادشاہ سابق نے رہائی نہین
پائی اُس پر یہ گھمنڈ ہی فقط جمشید زرین ترکش ساتھ ہوا ہی کہ شیر دھڑو کے مارتا ہوا قریب
آیا نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے للکارے کہ او سگ صحرائی کہان آتا ہی گل گشت ہنس پڑی
کہا کہ صاحبو تمنے سُنا شیر کا سگ صحرائی نام رکھا ہی اپنے زور پر بڑا ناز ہی شیر نے بڑھ کر منھ
کھولا ہاتھ اُٹھائے دھڑو کہ مارکر نورالدہر پر آیا اُس وقت گل گشت کانپنے لگی کہتی تھی
کہ ای خداے نادیدہ اس شہریار کو بچالے کنیزون نے کہا کہ حضور یہ مرد سپاہی ہین بھلا کب

خوف کرتے ہین یہ کیا شیر سے ڈرتے ہین گل گشت بفرط محبت کہہ رہی ہی کہ اہی شیر کا کام ہی کہ اتنے بڑے شیر صحرائی سے مقابلہ کرتا ہی لطف یہ ہی کہ ہتھیار بھی رکھدیے ہین نہتے مقابلہ مین پہونچے خداے نادیدہ بچاے اگر چوک گئے تو وہ چیر پھاڑ کر پھینک دیگا اے خالق کارساز وای رب بے نیاز وای خداے نادیدہ تو رحم اپنا شریک حال کر اور اس شخص کو بچاے نظم

نگرد نکتۂ وحدت کس از زبان تشریح
کہ ہست حرف ہمین خارج از بیان تشریح

نشد زبان تکلم بشرح آن جاری
نگشت نوک قلم آشنا بدان تشریح

بجاے ہر سر مو گر شود زبان پیدا
بیان زبندۂ عاجز نگرد دآن تشریح

بہر طریق و بہر مذہب و بہر ملت
کنند اہل زبانش بیک زبان تشریح

زکنہ ذات الٰہی کسے نشد واقف
فرشتہ کرد نہ تفصیل و انس و جان تشریح

کسے کہ واقف راز حقیقت حق شد
نشد زبان سکوتش روان بدان تشریح

شگفتہ صد گل رعناست اندرین گلزار
کند چہ بلبل کمزور و ناتوان تشریح

پُراز نکات عجیب است متن موجودات
چہ طاقت است کہ شارح کند ازان تشریح

زعام و خاص بپوشد چگونہ زاہد راز
کنند بر سر بازار عاشقان تشریح

نہند گوش بنظم تو اہل حق ہندی
اگر بوحدت و کثرت کنی بدان تشریح

حد درجہ گل گشت بیقرار ہی کنیزون نے کہا کہ واری آپ کیون گھبراتی ہین اگر طلسم کشا کو شیر ہلاک کرے تو باعث بہتری ہی ملکہ نے جھلا کر جواب دیا کہ ای نالائقو ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو ایسا نہ ہو کہ وہ شیر سے مغلوب ہون دیکھو کس دبدبے سے پہونچے ہین دل کو پریشانی ہوتی ہی ایسا نہ ہو کہ چوک جائین مگر وہ سردسپاہی ہوشیار جری و بہادر کس دبدبے سے پہونچا ہی وہ دیکھو شیر کی کلائیان پکڑ لین زور اسکا نام ہی کہ شیر لاکھ لاکھ چاہتا ہی کہ چھوٹون مگر چھوٹ نہین سکتا اور دیکھو کس زور سے گھونسہ مارا وہ شیر کا سر پھٹ گیا کس جرأت سے شیر کو مارا ایسے جری پر کون عاشق نہ ہو دیکھو درخت جھومنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین غنچے چٹک رہے ہین ہر ایک غنچے کا یہی قول ہی کہ تو بہادر بے نظیر ہی حسن مین رشک ماہ منیر ہی جب تو سب سردار اسکے نام پر جان دیتے ہین شعلہ جوالہ

ایسی حسینہ جان دبتی ہی اپنے مقام پر یہی کہا کرتی ہی نظم

نظر آجائین جو آئینے تری رانون کے
کیون اُلٹ جائین نہ دیدے ترے حیرانونکے

دیکھکر طاق حرم غش مین گرے سجدہ کنان
طاق یاد آگئے زاہد ہمین میخانون کے

غل مچایا ہی جنون کیا مری زنجیر نے آج
پھٹ گئے پردے گریبان کی طرح کانون کے

ہجر مین تیر سی لگتی ہی صفیر بلبل
بیضے ٹوٹے ہین مگر باغ مین پیکانون کے

پرتوِ شمع رُخِ یار جو دریا مین پڑا +
پر ماہی وہین پر ہو گئے پروانون کے

گرنے لگتا ہی مرے منھ سے مسلسل پانی +
لچھے یاد آتے ہین مجکو جو ترے بالون کے

غم دیا رنج دیا درد دیا سوز دیا +
ہو سکین مجھسے عوض کیا ترے احسانون کے

بادہ کش ایسے ہین ہم گر کبھی بے زر ہو جائین
ہین گدا بادہ فروشون ہی کی دکّانون کے

ہجر جانان سبب فکر سخن ہی ناسخ +
کیون نہ پُر درد ہون مضمون مرے اشعارونکے

کنیزون نے عرض کی کہ واری حقیقت مین جراُت مین انکا مثل نہین ہی بیشک یہ طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب و غرائب کے سیاح ہین قدرت ان کے خوف سے کانپتے ہین ضرور اس طلسم مین بڑے بڑے معرکے پڑینگے کُل آفتین یہ جوان جھیلے ہوے ہی کیون حضور اب یہ کہان جاتے ہین گل گشت نے کہا کہ فکر رہائی سکندر ثانی مین آئے ہین صاحبو مین تو نہ روکونگی مجکو توانکے حال پر رحم آتا ہی بلکہ مادر مہربان کو دھوکا دونگی کہ وہ انکے حال سے غافل ہون اور یہ بھی یقین ہی کہ جو ساحر انکے مقابلے مین آئیگا وہ مُنھ ہی کی کھائیگا بذلت مارا جائیگا اور دربار مین بی سوہان کے کون ہی جسکو بھیجین گی بڑا معتبر اُنکا وزیر اعظم ہی وہ سحر مین کمتر ہی مجھسے کون بہتر ہی یہ کہکر پھر گُل گشت نے کہا کہ کیون صاحبو تمھارا کیا ارادہ ہی سب نے کہا ہم تو حضور کے ساتھ ہین اگر حکم دیجیے تو سحر کرین کہا مین اپنے باغ سرسبز مین جاتی ہون یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئین صحرا مین ایک باغ پُر بہار ہی خاص انھین کے واسطے بنایا گیا ہی اُسمین آکر داخل ہوئین سیر چمن پر نگاہ نہ ڈالی نخل ہاے سرو کو جو اکڑتے دیکھا اور قمریون کو کوکو کرتے جھلا کے کہا کہ یہ کیون دیوانی ہوئی ہین انکا کیا ارادہ ہی قول زیب النسا مخفی مجھے بہت پسند آیا

رباعی واے بر شاعران نادیدہ + غلطی را بجود پسندیدہ + سرو را قد یار میگویند + سرو چوبیست ناتراشیدہ + گل کو عارض سے مثال دینا یہ بھی ناگوار خاطر ہی کجا عارض دلدار کجا یہ پھول نا ہموار غنچے کو دہن سے مثال دی یہ بھی غلطی کی یہ غنچۂ گل ہی یہ اُس کب دور تسلسل ہی اُسمین کہان یہ مسیحائی یہ رعنائی و زیبائی ہونٹھ مسیحاے زمان ہین ہزارون معجزے انمین نہان ہین خاک سیر گلزار دیکھون حیران و پریشان ہون کیا کرون کیونکر وہان تک جاؤن یہ قول شاعر ٹھیک ہی نظم

روٹھے ہوئے تھے آپ کئی دن سے من گئے — بگڑے ہوئے تمام مرے کام بن گئے

ہم روتے روتے کو رہوے جب وطن گئے — نرگس کے پھول لے کے گل یاسمن گئے

لینے کو ایک گل کی خبر ہم وطن گئے — بوے چمن کے واسطے سوے چمن گئے

باغ بہشت اور بھی سر سبز ہو گیا — مسموم جب یہان سے امام حسن گئے

چپ کیون لگی رہے نہ بھلا مجکو رات دن — کیا کیا جہان سے نہ مرے ہم سخن گئے

ایسے اشعار پڑھتی ہوئی ملکہ آکر بارہ دری مین بیٹھین کسی کام مین دل نہین لگتا کبھی کہتی ہین کہ کہان جاؤن کیونکر دل بہلاؤن بڑی آفت مین نے اپنے سر لی ہاے اُس ظالم کو کیونکر دیکھین گے ایسی نگاہ پڑی کہ دیوانی ہو گئی اب گھبراتی ہون کہ کیا تدبیر کرون وہ جلسہ دیکھا کہ خانۂ دل مین اُسکا اثر بیٹھ گیا اب اس نقش کا مٹنا دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہی کیون صاحبو مین کس طور سے اپنے کو وہان پہونچاؤن کس حیلے سے صحبت مین جاؤن معشوقان پریچہرہ ہنسین گی مجھپر آوازے کسین گی مگر اُن سب کے طعن و تشنیع مجکو گوارا ہین جب بہت دل گھبرایا تو کہا کہ صاحبو سامان شکار کرو کہ جنگل مین جا کر دل بہلائین شاید کسی سبب سے وہ بھی آوین ملاقات ہو کچھ راز و نیاز کی بات ہو یہ کہکر سوار ہوئین چند کنیزون کو ساتھ لیکر چلین کہتی تھین کہ ہر چند خود زخمی ہون مگر براے شکار جاتی ہون دیکھون کیا تحفہ لاتی ہون یہ کہ کے جنگل مین آئین شکار کھیلنے لگین کشش عشق نے یہ تاثیر دکھائی کہ طبیعت نورالدہر کی بھی گھبرائی فرمایا کہ ای شبرنگ تیاری کرو ہم براے شکار جائین گے بہلیے قراول حاضر ہوے باز بحری جرہ لگڑ جھگڑ سب ساتھ ہوے شبرنگ نے

رکاب پر ہاتھ رکھا نور الدہر کے ساتھ واسطے شکار کے چلا اُسی دشت مین نور الدہر بھی شکار
کھیل رہے ہین اُسی صحرا مین ملکہ کا بھی گذر ہی دور سے دیکھا کہ نور الدہر شکار کھیل رہے ہین
نور الدہر نے ایک باز کو تیہو پر چھوڑا ملکہ نے اپنے باز کو اشارہ کیا یہ بھی جاکے برابر
پہونچا اُس تیہو سے دونون باز لپٹے زمین پر گرے تیہو کو نوچنے لگے ادھر سے نور الدہر اپنا
گھوڑا ڈال کر آئے اُدھر سے نقابدار بادلہ پوش آیا نور الدہر گھوڑے سے کودے
فرمایا کہ ای نقابدار بہادر مین صورت کا مشتاق ہون نقابدار نے بند قبا چہرے سے
ہٹایا نور الدہر کی نگاہ پڑی جمال جہان آرا دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہوے ملکہ نے
باز کو لیکر بادیان کو تیز کیا نور الدہر عقب مین چلے پکارتے ہوے کہ ای جان جہان و ای
آرام دل مشتاقان جانے مین جلدی نہ کرو ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ چلے آؤ ہر چند کہ شبرنگ عرض کرتا ہی کہ ای آقاے نامدار تعاقب مین نہ جائیے ایسا
نہ ہو کہ حضور راہ بھولین یا کسی بلا مین پھنس جائین تمام اہل طلسم آپ کے دشمن ہو رہے
ہین نور الدہر کچھ جواب نہین دیتے نقابدار نے پلٹ کر کئی مرتبہ ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ چلے آؤ تم کسی کی سماعت نہ کرو نور الدہر گھوڑے کو بگٹٹ بڑھائے ہوے جاتے ہین
ہر مرتبہ جب گھوڑا قریب نہین پہونچتا تو فرماتے ہین کہ ای مرکب اصبل راہ کوے محبوب
کی رہروی کر عاجز نہ ہو وہان پہونچ کر آرام ملیگا لہذا تیز ہو کر چل زیادہ نہ مچل مرکب
بادرفتار طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی اور جہان گھوڑا اُڑ کا ملکہ بھی گھوڑی روک لیتی ہین ہاتھ
اُٹھا کر اشارہ کرتی ہین کہ چلے آؤ مرکب کو نہ روکو نور الدہر بدحواس ہو کر پھر گھوڑا
دوڑاتے ہین جب کئی کوس راستہ طی کیا تو دروازہ باغ کا دکھلائی دیا ملکہ مع مرکب اندر
باغ کے چلین جب دروازے پر باغ کے پہونچین پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسی باغ مین
آؤ یہ فرما کر بادیان کو بڑھایا نور الدہر بھی داخل باغ ہوے گھوڑے سے اُتر پڑے
گھوڑا ایک کنیز نے تھاما نور الدہر اندر باغ کے آئے دیکھا کہ گلہاے رنگارنگ ہین نہرین
سلسبیل آسا موجین مثل تلوار یا خنجر آبدار حباب مثال چشم معشوق گلعذار نخل سرسبز و شاداب
چمن لاجواب سیر کرتے ہوے وسط باغ مین آئے دیکھا کہ ایک چبوترہ نہایت معقول ہی اُس پر

شامیانہ با چوبہاے الماس نگار و طنابہاے سلک مروارید کھنچا ہے فرش مشجر بچھا ہے اسپر وہ معشوقہ پری چہرہ بیٹھی ہے چند کنیزیں گرد عہدے ہاتھوں میں لیے ہوے ایک گائن لباس زرق برق پہنے ہوے یجین شوخ و شنگ گندمی رنگ یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گا رہی ہے نظم

لکھا نصیب کا جو نامہ بر شتاب آیا — جواب نامہ مرے بعد یہ جواب آیا
گئی جو طفلی تو پھر عالم شباب آیا — گیا شباب تو اب موسم خضاب آیا
میں شوق وصل میں کیا ریل پر شتاب آیا — کہ صبح ہند میں تھا شام پنج آب آیا
ہوا جب اہل زمانہ کی طینتوں میں فرق — سمجھ گیا کہ بس اب وقت انقلاب آیا
نہیں وہ کعبہ کہ ہو دید حشر پر موقوف — جو کوے یار میں پہونچا وہ کامیاب آیا
چلے براق پر احمد تو سدرہ تک جبرئیل — کمال شوق سے تھامے ہوے رکاب آیا
کٹا تھا روز مصیبت خدا خدا کر کے — یہ رات آئی کہ سر پر مرے عذاب آیا
جمال یار لڑکپن میں آفت جان ہے — کنوئیں میں جھکا کیا یوسف کو گر شباب آیا
جواب صاف نکیرین کو میں کیا دونگا — نہ انکے پاس سے گر نامہ بر جواب آیا
کہاں ہے دلکو عبث ڈھونڈھتے ہو پہلو میں — تمہارے کوچہ میں مدت سے اسکو داب آیا
کسی کی تیغ تغافل کا میں وہ کشتہ ہوں — نہ جاگا نیزے پہ سو بار آفتاب آیا
نظر پڑی نہ مری رعب حسن سے رخ پر — اگرچہ سامنے میرے وہ بے نقاب آیا
گیا بہشت میں عصیاں بحساب سے میں — خدا نہ حشر کے دن بر سر حساب آیا
ہمیشہ صورت انجم کھلی رہیں آنکھیں — فراق یار میں کس رات مجکو خواب آیا
ہوا یقین کہ زمین پر ہے آج چاند گہن — وہ ماہ چہرے پر جو ڈال کر نقاب آیا
بنا تصور لیلی بصورت تصویر — کبھی جو قیس کی آنکھوں میں شبکو خواب آیا
وہ زود رنج ہے اسکو نہ چھیڑنا رعنا — ملوگے ہاتھ اگر بر سر عتاب آیا

وہ نازنین کھڑی ہو گئی مگر بسبب شرم و حجاب کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہے پیشانی عرق آلود مسکرا کر کہا کہ تشریف لائیے نور الدہر بیٹھ گئے ملکہ نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اس نے جام شراب پیش کیا شاہزادے نے ہاتھ ہٹا لیا گل گشت نے خود جام ہاتھ میں لیکر پیش کیا

نورالدہر نے پھر ہاتھ کھینچا ملکہ نے گھبرا کے پوچھا کہ ای شہریار یہ تو ظاہر ہی کہ آپ کی بہت معشوقین ہین اُنھون نے عہد لے لیا ہوگا کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا مجھے تو کوئی توسل نہین ہی مہمان جانکر خاطر کی مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف یہ کہکر اپنی آنکھون مین آنسو بھر لائین نورالدہر نے دامن سے اشک پاک کیے کہا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای غنچہ چمن محبوبی یہ باعث نہین ہی مذہب مین ہمارے تمھارے اختلاف ہی ظاہر ہی کہ لقراط ثانی کو مانتی ہو جس پروردگار یکتا نے زمین و آسمان خلق کیا اُسکی اطاعت کرو ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ جس وقت سے آپ کو دیکھا لقراط پرستون پر لعنت کی دل سے یہی اقرار کیا تھا کہ اگر ملاقات ہو تو اطاعت دین اسلام کرین گے ابھی آپ کو کام بہت ہین اس وجہ سے کلمہ نہین پڑھتی کہ بیکار ہو جاؤنگی بعد فتح طلسم دل سے اقرار کرتی ہون کہ سحر کو ترک کرونگی نورالدہر نے خوش ہو کر گلے مین ہاتھ ڈالدیے اختلاط ظاہری ہونے لگے کنیزین ہر حیلے سے اُٹھنے لگین نرگس شہلا نے آنکھین بند کر لین غنچون نے چٹکنا موقوف کیا پھولون نے مُنھ اپنے پھیر لیے یہ دونون عاشق و معشوق مسند پر بیٹھے ہین گائن سامنے بیٹھی گا رہی ہی چمک چمک کے بتا رہی ہی گویا پہلو بتانے کا ملا گریان اسکی سوہان جادو اپنی صحبت مین خوش بیٹھی ہوئی ہی کہ سامنے درخت پر ایک طائر نے آکر کچھ آوازین دین سوہان جادو نے ٹھنڈی سانس کھینچی کنیزون نے عرض کی کہ واری خیر تو ہی طائر نے کیا کہا کہ جو آپ کے ہوش اُڑ گئے سوہان نے کہا کہ صاحبو بڑا غضب ہوا بی گل گشت پہلو مین طلسم کشا کے بیٹھی ہین راز و نیاز ہو رہے ہین اب کیا تدبیر کرون خاموش رہون تو دل نہین مانتا خود جاؤن تو باعث خرابی ہی دل کو اس وقت نہایت بیتابی ہی یہ کہکر طرف مصاحبون کے پلٹی کہا صاحبو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جائے اور عاشق و معشوق کو گرفتار کر لائے دونون کو بالا علان خدمت خداوند مین روانہ کرون اس عشق کی سزا ملے ثمر جادو ایک ساحرہ ہی نہایت شوخ و شنگ وہ اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ واری لحاظ اُنکا آپ کے دم سے ہی جب اُنھون نے خداوند کو برا کہا تو اب میل کہان اس طرح قید کر کے لاؤن کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُنکے حال پر

گریہ وزاری کرین اور مجکو رحم نہ آئے کیا مین اُنسے کسی بات مین کم ہون سوہان یہ سنکر
خوش ہوئی ثمر جادو ایک شیشہ پانی کا ہاتھ مین لیکر چلی اُس وقت پہونچی کہ گل گشت
قریب نورالدہر کے بیٹھی آپس مین راز و نیاز کی باتین کر رہی ہین کہ آسمان سے
آواز آئی او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا کو اپنے باغ مین جگہہ دی اور یون
بیحجاب بیٹھی ہی منم ثمر جادو گل گشت نے چاہا کہ اُٹھ کر سحر کرون ثمر جادو نے وہ شیشہ
پانی کا پھینکا وہ ٹوٹا جس پر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا مگر نورالدہر پر تاثیر نہ ہوئی بیٹھے
رہے گل گشت جادو بھی بیہوش ہو گئی گائن جو سامنے بیٹھی تھی ہاتھ پھیلائے ہوے
تا رہی تھی اُسی شکل سے بیہوش ہو گئی ثمر جادو زمین پر آئی نورالدہر خاموش بیٹھے ہین
ثمر جادو سمجھی کہ مین نے اپنے سحر کا پھل پایا طلسم کشا بھی بیہوش ہی نیمچہ کھینچ کر بڑھی کہ پہلے
طلسم کشا ہی کا سر کاٹون گل گشت کو زندہ لے جاؤنگی اگر اسکو قتل کیا تو مان کے دل پر
کیا گذریگی کہے گی یہ کیا غضب کیا جب طلسم کشا کو قتل کیا تھا تو اُسکو زندہ کیون نہ لائی
دو چار روز روتی پیٹتی آخر تائب ہوتی ایسی ایسی باتین سوچ کر جیسے قریب نورالدہر
کے آئی نورالدہر نے کلائی پکڑلی ذرا جو زور کیا نیمچہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا ایک
جھٹکا مارا کہ مُنہ کے بھل سامنے آئی نورالدہر نے ایک طمانچہ مارا دیا کہ سر اُس خود سر کا
دور جا کر گرا ملکہ گل گشت کو ہوش آیا شاہزادے کی بلائین لے لین ہلڑ جو ہوا سب کنیزین
دوڑین آکے دیکھا کہ لاشہ ثمر جادو کا پڑا ہی ملکہ گل گشت حیران حیران دیکھ رہی ہی
کنیزون نے پوچھا کہ واری یہ کیا معرکہ ہوا گل گشت نے سب حال بیان کیا کہ ہر چند
میری آنکھین کھلی ہوئی تھین مگر منہ سے نہ بول سکتی تھی جب انکے قریب وہ آئی اُس وقت کی
بیقراری کا کیا ذکر کرون مگر ماشاء اللہ ایک طمانچے مین اُسکا کام تمام ہوا سر دور پڑا
تھا یکایک شق ہوا اندر سے سر کے ایک طائر نکلا زفیلین مارتا ہوا طرف سوہان کے
چلا گل گشت نے کہا کہ ای شہریار اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین بخیر و خوبی نکل چلیے والدہ
ماجدہ نے ہمارا پاس نہ کیا ہم بھی یہان نہ رہین گے آپ کے لشکر مین چلین گے نورالدہر
نے کہا کہ بسم اللہ سب تمھاری خدمت کرین گے گل گشت نے نقاب چہرے پر ڈال لی

نادیان پر سوار ہوئی نورالدہر بھی پشت مرکب پر سوار ہوے کنیزون نے کہا کہ واری ہمین بھی ساتھ ہے پیچھے چالیس کنیزین گھوڑیون پر سوار ہو کے ساتھ ہوئین نورالدہر کا مرکب سب کے آگے پشت پر ملکہ (مگر جلدی) مین گوشۂ نقاب چہرے سے ہٹا ہوا ہی بڑا خوف ہی کہ ایسا نہ ہو مادر مہربان کے سامنے جانا ہو تو کیسی رسوائی ہوگی اس رنگ سے جاتی ہین مگر روا روی مین جاتی ہین کہ جلدی لشکر مین نورالدہر کے پہونچ جائین کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی افلاک تاجدار واسطے شکار کے آیا تھا دس بیس ہزار جوان پشت پر سامنے جو آکر پہونچا نگاہ اسکی جمال بے مثال ملکہ پر پڑی دیوانہ ہوگیا قابو مین نرہا بیقرار ہو کر پکار اٹھا کہ ای معشوق خوشخو خوبرو میرے لشکر صبر کو پامال کیا میرا عجب حال کیا دیکھون کیونکر زندگی ہو انسانیت سے باہر ہون ایک نگاہ تو ادھر دیکھ لو کہ دلکو کچھ صبر آئے اب تو عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

یہ خجل ہو گلِ خورشید کہ شبنم ہو جائے ۔ دیکھے عالم جو ترا اور ہی عالم ہو جائے
سوچنا دل مین ذرا مرتبۂ جام شراب ۔ محتسب تو ہو جو ساقی تو ابھی جم ہو جائے
زاہدا چشمۂ دریاے کرم ہی خم مے ۔ ایک قطرہ پیے ممسک تو وہ حاتم ہو جائے
ہی بہت شہرہ دم تیغ صفاہانی کا ۔ ابروے یار اگر دیکھ لے بے دم ہو جائے
دیجیے افعی گیسو کو جو لہرون سے مثال ۔ چشمۂ آب بقا مین اثر سم ہو جائے
ساغرِ گل ہوے کیا خون ترے چہرے کے حضور ۔ گلِ شبو بھی چمن مین ابھی شبنم ہو جائے
اشک اور آہ کی یہ آب و ہوا کا ہی اثر ۔ آئے شادی جو مرے گھر مین تو وہین غم ہو جائے
ساقیا جام کا پیاسا ہون مہینہ بھر کا ۔ کہین شوال نہ اب مجکو محرم ہو جائے
تو شبِ تار مین بے پردہ جو ہو زیر فلک ۔ جو ستارہ ہو وہ اک نیر اعظم ہو جائے
کاش وہ دم ہی سے کر جائے کبھی وعدۂ وصل ۔ دلِ مضطر کو بھی تسکین کوئی دم ہو جائے
میکشی مین جو ترا کعبۂ ابرو یاد آئے ۔ ای صنم ساغر مے چشمۂ زمزم ہو جائے
کاہیکو باندھ کے احرام چلے کعبے کو ۔ حرم دلسے جو ناسخ کوئی محرم ہو جائے

افلاک تاجدار نے جو پڑھ کر اسطرح کے اشعار پڑھے نورالدہر کو کمال غصہ آیا

آواز دی کہ او بیحیا یہ کیا بکتا ہی بس سامنے سے ہٹ جا ورنہ بہت پچتائیگا افلاک نے
جو نور الدہر کو دیکھا کہا کہ او ظالم تو اس محبوب کو بھگائے لیے جاتا ہی یہ کہکر اپنی فوج
کو اشارہ کیا کہ اس جوان کا سر کاٹ لو اور معشوق کو گھیر کرلے چلو جب دس بارہ ہزار
جوان طرف نور الدہر کے چلے نور الدہر نے مرکب بڑھا کر نعرہ کیا کہ باشید اے
کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا منم گلِ گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و
مسلمانان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	دیگر	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہِ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش		عدو در رزمگاہش صدہزاران الامان خوانده
نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر		شہِ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر

تلوار کھینچ کر جا پڑے ملکہ نے دیکھا شاہزادہ تو تلوار کھینچ کر جا پڑا ایسا نہو کہ سب
فوج والے مجکو گرفتار کرلین جھلا کر ایک دستک دی ہر چند کہ نور الدہر ہان ہان
کرتے ہین مگر گل گشت کب مانتی ہی دستک جو دی ایک ہوائے گرم چلی کہ افلاک کے
ساتھ والون کے منھ جھلسنے لگے ملکہ نے دوبارہ دستک دی تلوارین برسنے لگین جسپر پڑی
اُسکے دو ٹکڑے ہوے بڑے زور و شور سے لڑرہی ہین ہر چند نور الدہر منع کرتے ہین کہ
ای ملکۂ عالم باعث بدنامی ہی میرے ہمچشم مجھپر ہنسین گے مگر ملکہ نہین مانتی ہین جب سحر کیا
سو دو سو کے سر اُڑ گئے مگر وہ طائر جو سر سے ثمر جادو کے نکلا تھا اُسنے یہ پھل دکھایا سوہان
بیٹھی ہی کہ طائر آکر نخل پر بیٹھا آنکھون سے آنسو جاری کچھ زمزمہ سرائی کرتا ہی کبھی ٹھنڈھی
سانسین بھرتا ہی سوہان نے گھبرا کر کہا کہ ای طائر سرکوب تیرے مالک پر کیا معرکہ گذرا
وہ طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہا کہ ای ملکۂ عالم طلسم کشا نے اُسکو مار ڈالا یہ سُن کر
سوہان طرف مصاحبون کے پلٹی کہا کہ صاحبو تم نے دیکھا طلسم کشا کے ہاتھ سے بہت ساحر
مارے گئے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اگرچہ لوح طلسمی نہین ملی مگر
لوح محفوظ تو مل گئی اُسی سبب سے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ثمر جادو نے اُسکا انتظام نہین
کیا آخر قتل ہوئی برگ جادو اپنے مقام سے یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ ای ملکۂ عالم کنیز جا کر

لاتی ہی ہر چند کہ سوہان نے کہا کہ اور جادوگر ساتھ لے لے مگر اُسکو ایسا اپنے سحر کا گھمنڈ تھا
کہ اکیلی ہی چلی باغ پر آکے چمکی دیکھا کہ باغ مین سناٹا پڑا ہی چند کنیزین چھپی ہوئی بیٹھی ہین کر
برگ نے آکر اُنکو پکڑا کہا بتاؤ ملکۂ عالم کہان ہین کہا حضور ساتھ طلسم کشا کے گئی ہین
چالیس کنیزون نے ساتھ دیا برگ جادو نے کہا کہ اگر آسمان پر جائین گی تو وہان سے
لاؤنگی اور اگر زمین مین گئین تو تحت الثرے مین جا کر لاؤنگی یہ کہتی ہوئی چلی دور سے دیکھا کہ
آسمان پر ابر چھایا ہوا ہی اُس سے تلوارین برس رہی ہین حیران ہوئی کہ یہ سحر تو گل گشت کا
معلوم ہوتا ہی تڑپکر وہان پہونچی دیکھا کہ طلسم کشا تو فوج مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین
اور ایک گوشے سے گل گشت سحر کر رہی ہی افلاک کے ساتھیون کے سر کٹ کٹ کر گر رہے ہین برگ
سحر کرکے گری کہ ملکہ کو اُٹھالے جاؤن مگر سناٹا جو ہوا گل گشت نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے
زور و شور سے آتی ہی چاہتی ہی کہ مجکو اُٹھالے جائے گل گشت نے آواز دی کہ ای برگ
مین نے تجھے پہچانا وہ سحر کرون کہ تیرا پتہ نہ لگے یہ کہکر سحر کیا کہ برگ جادو اُلٹ گئی دھم
سے زمین پر گری غلطاک مار کے اُٹھی ایک گولہ مارا گل گشت نے گولہ کاٹا گولہ کٹتے ہی ایک ثمن
سے دھوان نکلا کنیزان گل گشت بیہوش ہوکر گرین مگر گل گشت اپنے کو بچا رہی ہین اُس
دھوئین کو قریب نہین آنے دیتی ہین ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ برگ جادو کو مارون مگر برگ
ہر مرتبہ بلند ہو جاتی ہی اس طرح اپنے کو بچاتی ہی لیکن برگ جادو نے بلند ہوکر جھولی
سے ایک نشتر نکالا اپنی پیشانی پر مارا جو قطرے خون کے نکلے اُتنی ہی نازنینان مہ جبین اُن
قطرات سے بنکر تیار ہوئین سامنے گل گشت کے آکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہی ۔ خضر ہمرہ ہی تو رہزن کیا ہی
تُرش تیغ قضا کے آگے ۔ سرکشون کی رگِ گردن کیا ہی
آپ کر دیتے ہین ہر سخت کو نرم ۔ دستِ داؤد مین آہن کیا ہی
آپ کا دام بلا آفت ہی ۔ طائر عرش نشیمن کیا ہی
آپ کی برق غضب کے آگے ۔ مہ تو کیا ماہ کا خرمن کیا ہی
آپ سے ہو جو قوی مو ضعیف ۔ پیل تن کیا ہی تہمتن کیا ہی

آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہی	بس یہی ورد زبان ہی ناسخ

اُن نازنینان مہ جبین نے جو یہ اشعار مذکور پڑھے ملکہ گُل گشت خاموش ہوئین سحر کرنا بالکل موقوف کیا وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا برگ جادو نے اُتر کر گُل گشت کی کمر مین پنجہ دیا طرف نورالدہر کے متوجہ ہوئی اس عرصے مین افلاک تاجدار مار اگیا فوج والے بھاگ گئے نورالدہر نے اب دیکھا کہ جنگل مین سناٹا پڑا ہی گُل گشت کو ایک ساحرہ لیگئی حیران کھڑے ہین کہ شبرنگ بن عمرو سامنے آیا کہا کہ ای شہریار حضور کہان تھے نورالدہر نے سب حال بیان کیا شبرنگ نے عرض کی کہ حضور لشکر مین چلین غلام تلاش کرکے لائیگا نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ میرے دل کو بہت بیقراری ہی مجھے کیونکر چین آئیگا مین بھی ساتھ چلونگا نورالدہر سے شبرنگ نے کہا کہ حضور عیاری مین سرکار کو کیا دخل ہی غلام بہ عیاری تلاش کریگا نورالدہر نہین قبول کرتے فرماتے ہین کہ ای دوست صادق وای محب واثق میرا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

برسون ہوے سُنی نہین تقریر یار کی	دیکھی نہین ہمینون سے تحریر یار کی
ہین مطلع نہین شب تارِ فراق سے	آنکھون مین چھا رہی ہی یہ تنویر یار کی
نازک اگر ہی وہ تو ہوے ہم بھی ناتوان	کیا رفتہ رفتہ ہو گئی تاثیر یار کی
ہی چشم انتظار مین جاے نگاہ جان	آخر ہمین کریگی یہ تاخیر یار کی
مارا ہی بے اجل ہمین صورت دکھائیے	تقدیر سے زیادہ ہی تدبیر یار کی
برسون کے بعد آج جو آیا ہی میرے پاس	حالت ہی خوف غیر سے تغیر یار کی
کعبے سے کم نہین ہی ہمارا حریم دل	اسمین بھی ہی کھدی ہوئی تصویر یار کی
ہم سے اُلجھ کے غیر کے قابو مین پھنس گیا	کیا کیجیے کہ تھی یہی تقدیر یار کی
بچھیر جو کچھ ہوا سو مرے دل کے ہاتھ سے	ہی غیر کا قصور نہ تقصیر یار کی
بیڑی بھی خار دار بنی جیسے خار دشت	الفت نہ تھی جنون مرے پانوئنے خار کی
ناسخ ضعیف بھاری ہی زنجیر آہنی	کافی ہی اُسکی قید کو زنجیر یار کی

آخر شبرنگ نے نورالدہر کو طرفِ لشکر روانہ کیا خود تلاش مین جنگل جنگل پھر رہا ہی

کہین پتہ نہین ملتا ایک دن ایک قصر کے برابر پہونچا دیکھا کہ ایک تاجدار ایک تخت پر بیٹھا
ہی چند خادم و خدمتگار حاضر ہین شبرنگ نے ایک عورت کی شکل بنکر ایک خدمتگار کو
اشارے سے بلایا باتین کرتے کرتے اُسکو بیہوش کیا اور اُس خدمتگار کی شکل بنکر پاس اُس
تاجدار کے آیا خدمتگارون سے پوچھا کہ اس شہریار کا نام نامی کیا ہی اُن سب نے کہا کہ
سرنگ تاجدار اسکا نام ہی اس صحرا کا حاکم ہی انتظام کے لیے مقرر ہی شبرنگ خاموش
حاضر ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک کنیز ایک نامہ لیکر آئی ہاتھ مین سرنگ کے دیا سرنگ
نے نامہ پڑھکر کنیز کو واپس دیا کہا کہ کل مین حاضر ہونگا شریک جلسہ ہونا ضرور ہی یہ
سُنکر شبرنگ نے باتون مین پوچھا کہ ای شہریار یہ نامہ کسنے بھیجا آپ کہان جائین گے
سُرنگ تاجدار نے کہا کہ سوہان جادو راہ مین مقرر ہی اُسکی بیٹی گُل گشت جادو
طلسم کشا پر عاشق ہوئی اپنے باغ مین لائی اول ثمر جادو گرفتار کرنے کو گئی طلسم کشا نے
اُسے قتل کیا برگ جادو نے جا کر گُل گشت کو گرفتار کیا ایک ہفتہ گذرا ہی کہ مان بیٹی کو
سمجھاتی ہی مگر وہ نہین مانتی سوہان جادو نے جلسہ کیا ہی کہ سب ساحر جمع ہون اور
گُل گشت کو سمجھائین اگر راہ پر آئی تو فبہا ورنہ اُسکو خدمت خداوند مین روانہ کرین گی پھر
خداوند کو اختیار ہی مین بھی اُس جلسے مین جاؤنگا شبرنگ خاموش ہو رہا جی مین کہتا ہی کہ
مقام شکر ہی نشان تو پایا آئندہ پروردگار کو اختیار ہی دوسرے دن سرنگ تاجدار
چند مصاحبون کو ساتھ لے کر تخت پر سوار ہوا خدمتگارون کو آواز دی سبکے پہلے شبرنگ
سوار ہوا سُرنگ تخت اُڑاتا ہوا چلا تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ روشنی معلوم ہوئی روشنی
دیکھکر سُرنگ نے تخت اُتارا ایک باغ مین آکر تخت اُترا خرامان خرامان چلا شبرنگ ہمراہ
ہی وسط باغ مین آکر دیکھا شامیانہ کھنچا ہوا ہی بیچ مین مسند بچھی ہی اسپر سوہان بیٹھی ہوئی
رو رہی ہی جو ساحر آتا ہی اُسکو برابر بٹھا لیتی ہی کئی سو ساحر جمع ہین کہ ایک ابر سیاہ اُٹھا
سوہان نے کہا کہ اب ہمارا معین آتا ہی جو وہ کہیگا وہی کرین گے وہ ابر قریب آکر پھٹا
ایک ساحر کتاب ہاتھ مین لیے ہوے جلسے مین آکر اُترا سوہان نے تعظیم کی اور کہا کہ ای
انجم جادو ستارہ شناسی تمپر ختم ہی کتاب مین دیکھو کہ اس جلسے کا انجام کیا ہوگا کیونکہ

گل گشت جادو کسی طرح نہین مانتی کیا کرون مجکو کچھ بن نہین پڑتا انجم نے کہا کہ ای ملکہ عالم کیا عرض کرون کتاب مین صاف صاف لکھا ہی کہ آج کے جلسے مین عیار طلسم کشا آجائیگا بڑی قیامت برپا کریگا پہلے اُسکو تو گرفتار کرو سوہان نے پوچھا کسکی شکل پر ہی انجم نے کہا اتبک خدمتگار ہمراہ سُرنگ جادو آیا ہی یہ کہ کے کان مین کہا کہ سبز کپڑے پہنے ہی سُرنگ دیکھنے لگا شبرنگ نے جو دیکھا کہ میری تلاش ہو رہی ہی جلسے سے نکل گیا ایک گوشہ مین جاکر چھپا جب خدمتگارون مین سُرنگ جادو نے تلاش کیا اُس خدمتگار کو نہ پایا کہ جس کی تلاش ہی انجم نے کہا کہ اب آپ جلسہ موقوف کرین آرام فرمائیے وہ رات کو نکل کے عیاری کریگا گرفتار کر لیجیے گا فرزندان عمرو بلاے روزگار ہین یہ فقرہ بھی شبرنگ نے سُنا اُسی طرح چھپا بیٹھا رہا خیال مین آیا کہ ای شبرنگ نکل چلو جیسے ہی گوشے سے نکلا ایک طائر نے آواز دی کہ ای سوہان عیار جاتا ہی سوہان نے سحر کیا عیار کے پانوٴن زمین نے تھام لیے سوہان نے ساحرون کو اشارہ کیا وہ گرفتار کر کے شبرنگ کو سامنے لائے سوہان نے حکم دیا کہ اسکو قید کرو ایک قفس آہنی منگا کر اُسمین شبرنگ کو بند کیا جو کچھ کہ سوہان نے ارادہ کیا تھا وہ نہ ہوا یعنے ساحر جمع ہوے گل گشت کو پیش نہین کیا سب ساحر اپنے اپنے مقام پر چلے گئے لیکن شبرنگ نے دیکھا کہ ملکہ گل گشت قفس مین بیٹھی رو رہی ہین شبرنگ سے سب حال پوچھا شبرنگ نے بیان کیا کہ آقا خود آتے تھے یقین ہی کہ جب مین نہ جاوٴن تو خود ارادہ کرین حقیقت مین جب شبرنگ کو کئی دن قید مین گذرے نور الدہر نے یہان فراق مین گل گشت کے سیر و شکار موقوف کیا ایک روز دربار مین بیٹھے ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ شبرنگ پر نہین معلوم کیا گذری شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو کنیز جا کر تلاش کرے کیا عجب ہی کہ کوئی تدبیر بن پڑے یہ کہ کے ایک طاوٴس پر سوار ہو کر شعلۂ جوالہ ادھر سے چلی شبرنگ کو جب کئی دن گذرے جو کنیز کھانا کھلانے آتی تھی ایک دن شبرنگ نے کہا کہ ای گلگیر ہم تمسے کچھ باتین کرنا چاہتے ہین گلگیر نے کہا کہ ای عیار طرار کیا کہتے ہو شبرنگ نے کہا کہ ای ملکہ گلگیر یہ بتاوٴ کہ ہمارے مقدمے مین کیا حکم ہی گلگیر نے کہا کہ تمھارے مقدمے مین ملکہ نے خداوند کو نامہ لکھا ہی یقین ہی

کہ قتل کا حکم آئے شبرنگ نے کہا کہ ای گلگیر ہم مسلمانون کا دستور ہی کہ بعد مرنے کے تیجہ
اور دسوان اور چالیسوان ہوتا ہی روپیہ ہمارے پاس موجود ہی ہم چاہتے ہین اُسکو اپنے
پاس رکھو اگر ہم چھوٹین گے تو تمسے لے لین گے اگر قتل ہوے تو نذر و نیاز کر دینا تمھارا ہماری
روح پر احسان ہوگا گلگیر نے دل مین سوچا کہ قیدی کے مال کا کون دعوی کریگا جو دیوے
وہ لے لو کہا لاؤ روپیہ دو مین تمھارا تیجہ وغیرہ کر دونگی نتیجہ اچھا ہوگا شبرنگ نے کہا کہ مجکو
قفس سے نکالو ملکہ گل گشت دیکھ رہی ہین کہ گلگیر نے شبرنگ کو قفس سے نکالا شبرنگ نے
کہا کہ ہاتھ تو کھولدو گلگیر نے ہاتھ شبرنگ کے کھولے شبرنگ نے کچھ روپیہ کمر سے کھول کر
دیا پوٹلی مین بندھا ہوا تھا گلگیر نے اپنے آنچل مین باندھ لیا شبرنگ نے کمر سے اور پوٹلی نکالی
کہا کہ اسمین اشرفیان ہین مگر بوا اگن تو لو گلگیر نے گرہ پوٹلی کی کھولی جیسے ہی گرہ کھلی اُسمین
سے دھوان نکلا گلگیر بیہوش ہو کر گری شبرنگ نے ہتھکڑیان بیڑیان گلگیر کو پنھائین کہا
کہ ملکہ گل گشت نکل چلو گل گشت نے کہا کہ ای شبرنگ ہرچند کہ تمنے عیاری کی اور رہائی
پائی لیکن نکاسی دشوار ہی کئی سو طائر سوہان نے واسطے خبر کے چھوڑے ہین دمبدم اُس کو
خبر دیتے ہین جو تم بیان کر رہے ہو یہ سب خبر اُسکو ہو گی تدبیر کر رہی ہو گی مگر بہتر یہی ہی کہ ہمین
قفس سے نکالو شاید نکل جائین اور امان پائین شبرنگ نے قفس گل گشت کا کھولا اور
گل گشت کو قفس سے نکالا زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی ایک طائر اُڑ کر سامنے
آیا کچھ کہتا ہوا اُڑ گیا مگر گل گشت نے طائر کو نہ روکا شبرنگ سے کہا کہ اب سوہان کو
خبر ہو گئی آیا چاہتی ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ او گیسو بریدہ تو قید سے
رہائی پائیگی بین تجھے تڑپا کر مار ونگی کیا تجکو زندہ جانے دونگی گل گشت نے موتیون کا مالہ گلے
سے اُتارا اُسپر سحر کر کے پھینک مارا سوہان نے ہنس کر آواز دی کہ او نادان یہ سحر مجھپر
تاثیر نکریگا یہ کہکے ایک ہاتھ مارا کہ موتیون کا مالہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا موتی زمین پر گرے
موتی سارے ٹوٹ گئے سوہان نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر اپنی مار کر چند قطرات خون لیے
وہ خون پھینک مارا وہ قطرے جو گل گشت پر گرے لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی مگر شبرنگ نے
جو اتنی مہلت پائی نکل کے بھاگا قصر سے باہر نکلا طرف اپنے لشکر کے چلا مگر سوہان جادو جب

گُل گُشت کو بیہوش کر چکی پلٹ کر دیکھا عیار کو نہ پایا زانو پر ہاتھ مار کے کہا کہ ہی ہی غضب ہوا وہ ظالم نکل گیا یہ کہکر خود پلٹی دور سے دیکھا کہ شبرنگ بھاگا ہوا جاتا ہی ہاتھ ہلا کر ہنسی شبرنگ ایک نخل کے سائے مین پہونچا تھا کہ دیکھا ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُس نے مثل انسان کے آواز دی کہ میان عیار صاحب ذرا ٹھہر جاؤ آگے نہ بڑھو دیکھو تو کیا صحرا ہی کیا نسیم عنبر شمیم ہی اصل کیفیت یہ ہی نظم

دل ہو پر خون نہ گر شیشہ ہو دم بھر خالی
کبھی ہوتا نہین ابر مژہ تر خالی ÷
نظر آتا ہی جو ساقی مجھے ساغر خالی ÷
دست شمشیر کے مانند نہین عیب اگر
رنج کیدن بادہ پرستو ہی تہی دستی کا
گر چھلکتا ہی چھلکنے دے مرا ساغر عمر ÷
نظر آتا ہی نہین اُسکے سوا کچھ مجکو
عمر جاوید زر و زور سے کب ملتی ہی
آمد آمد ہی مرے یار کی اب ای ناسخ

اشک آنکھون مین بھرین پر نہو ساغر خالی
کھتے ہین خرچ سے ہوجائے سمندر خالی
روح سے جسم بھی ہوتا ہی برابر خالی
رہتے ہین ہاتھ جوانمردون کے اکثر خالی
بھر بھی جاتے ہین جو ہوجاتے ہین ساغر خالی
جام مے دیکھیو ساقی نہ ہو دم بھر خالی
کیون نظر آئے نہ بے یار بھرا گھر خالی
آبِ حیوان سے رہا جام سکندر خالی
جلد اغیار سے کاشانۂ دل کر خالی ÷

جب طائر نے یہ اشعار پڑھے شبرنگ کے پاؤن زمین نے تھام لیے دیکھا کہ سوہان آتی ہی پکارتی ہوئی کہ او عیار مکار کہان جائیگا تیری بھی یہ مجال ہی کہ میری سرحد سے نکل جائے بی گُل گُشت کو قید کر آئی ہون اب تمھاری فکر مین آئی تھی تمکو بھی قید کر لیا ہوا سے اُتری شبرنگ کو پنجے مین دبایا پھر اُڑی نہایت تیزی سے اُسی قیدخانہ مین لائی گلگیر کو ہوشیار کر کے پوچھا کہ ای گلگیر کس مکر مین پھنسی گلگیر نے سب حال بیان کیا اُسی قفس مین شبرنگ کو بند کیا گلگیر سے کہا کہ ہوشیار رہنا خبردار اس سے بات نکرنا بات کی اور پھنسین گلگیر نے عرض کی کہ اب اسکے دم مین نہ آؤنگی سوہان تو چلی گئی گلگیر بعہدۂ حفاظت بیٹھی حفاظت کرنے لگی مگر سوہان جو دربار مین آئی مصاحبون سے کہا کہ صاحبو تمنے سُنا شبرنگ نے گُل گُشت کو رہا کیا تھا دونون نکل چلے تھے مگر مین نے جلکے پھر اُن کو

گرفتار کیا مگر یقین یہ ہی کہ ان لوگون کی قید رہ نہ سکے گی میرا ارادہ ہی کہ ان دونو کو قتل کر دون
سب نے صلاح دی کہ قدرت کا جواب تو آیا نہین بے شک قتل کیجیے اُسی وقت میدان خونی
کی تیاری کی دار بن استادہ ہوئین جلاد حاضر ہوے مگر بیٹی کے واسطے بہت روتی ہی کہتی ہی
کہ صاحبو کیا غضب ہی یہ ظالم نہین مانتی اپنی ہی کہے جاتی ہی مین افسوس کرتی ہون لیکن
جلادون سے کہدیا کہ عیار کو قتل کرنا اس کمبخت کو ڈرانا کوئی مصاحب بچا لیگا یہی تدبیر ہی
شاید راہ پر آجائے جلادون سے اشارہ کیا جلاد خنجر کھینچ کر کھڑے ہوے نعرے کر رہے ہین
کہ یارو قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا یقراط ثانی کا کام ہی ملکہ سوہان جو حکم دین ہم
بجا لائین ایک جلاد سر پر شبرنگ کے آیا ایک گل گشت کو ڈرانے لگا مگر گل گشت
کب مانتی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دعائین مانگ رہی ہی کہ اے کارساز و اے
رب بے نیاز اس آفت سے بچا لے نظم

بندہ گر باشد بہ بند حرص بند	کی کند حاصل رہائی زین کمند
ہر کہ بر خاک تضرع سر نہاد	در سران سرزمین شد سربلند
بندہ صرف از بندگی حاصل کند	پایۂ عالی مقام ارجمند
این مسافر است در دنیا قیام	چند لحظہ چند ساعت روز چند
پس چرا اندر تلاش مال و زر	ہست سرگردان بہر پست و بلند
نیست جز صبر و قناعت در جہان	چارۂ درد دل این دردمند
حق در امید بر رویش کشاد	شد بکار بندگی ہر کس کہ بند
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون	تا شوی مانند گردون سربلند
ہند یا مپسند بہر دیگران	انچہ بہر خود نمیداری پسند

گل گشت دعائین مانگ رہی ہی شبرنگ کہ رہا ہی کہ مین قتل ہو جاؤن ملکہ کسی
نہ کسی طرح بچ جائے اور اگر یہ قتل ہو گئی تو مین شاہزادے کو کیا جواب دونگا فرمائینگے
کہ اے شبرنگ تجھسے کوئی صورت رہائی کی نہ نکالی لیکن سوہان ٹھہر ٹھہر کر حکم دے رہی
ہی شبرنگ نے جھلا کر آواز دی کہ او سوہان ہم تیرے قبضہ مین این چاہے قتل کر چاہے

بخش مگر ہمارا خون بالا بالا نہ جائیگا آقا اس حسرت سے تجکو قتل کرینگے کہ تو بھی یاد کرے گی اگر
تمام دنیا جمع ہو کے تجکو بچائیگی تو نہ بچ سکیگی سوہان نے آواز دی کہ او نگوڑے کیا بکتا ہی
مین بھی جانتی ہون کہ تو منظور نظر طلسم کشا ہی مگر مجکو نہ پا سکین گے تجکو قتل کرکے جاکر سکندر ثانی
کی نگہبانی کرونگی وہان کوئی نہ آسکیگا یہ کہکے اشارہ کیا کہ اسکو جلد قتل کر جلاد نے خنجر کھینچا
گردن پر کونے کا خط دیا چاہا کہ خنجر مارون یکایک آسمان سے برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے
ہوے سوہان نے کہا کہ یہ برق کسنے گرائی یہ تو کوئی بڑا گستاخ ہی شبرنگ بھی تن کر بیٹھا سمجھا
کہ کوئی مددگار آگیا یقین ہی کہ وہ رہا کریگا سوہان نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ حسین و
خوبصورت آسمان سے سحر کر رہی ہی سوہان نے للکارا کہ بی شعلۂ جوالہ مین نے تمکو پہچان لیا
کیون شامت آئی ہی شعلۂ جوالہ تڑپ کر گری چاہا کہ شبرنگ کو اُٹھالے جاؤن سوہان نے
سحر کیا شبرنگ ایک حباب مین چھپ گیا شعلۂ جوالہ ہر چند ارادہ کرتی ہی کہ شبرنگ کو مین
اُٹھالون مگر تا حباب نہین پہونچتی ہی آپس مین سحر ہو رہا ہی مگر شبرنگ رہائی نہین پاتا ہی
شعلۂ جوالہ نے اُس حباب پر پانی برسایا کہ حباب ٹوٹا شبرنگ چھوٹا پھر سحر کیا کہ قید کشکر
گری شبرنگ جست کرکے بھاگا سوہان نے غل مچایا کہ لینا یہ ناعیار جانے نہ پائے یہ سُنکر
چند ساحر پیچھے شبرنگ کے دوڑے شبرنگ نے پلٹ کر حقۂ آتشبازی مارا کئی ساحرون
کے مُنھ جلے شبرنگ بھاگ کر نکل گیا سوہان جو شبرنگ کی طرف پلٹی شعلۂ جوالہ تڑپ کر
قید گل گشت پر گری قید جو گل گشت کی کٹی اور زبان سے سوزن نکلی گل گشت بھی تڑپ کر
اُٹھی اب دونون نے مل کر سحر کرنا شروع کیا سوہان گھبرائی ہر چند کہ دونون کے سحر
دفع کر رہی ہی مگر حیران ہی کہ ایسا نہ ہو کسی کا سحر پڑ جائے تو میرا خاتمہ ہو گل گشت نے کہا
کہ بی شعلۂ جوالہ تمنے بڑا احسان کیا اپنی طرف اسے متوجہ کرو پھر مین مارے لیتی ہون یہ سُنکر
شعلۂ جوالہ نے کان سے بجلی اُتار کر ماردی برقین سوہان پر گرنے لگین سوہان اُن برقون
کو کاٹنے لگی اپنے اوپر نہین آنے دیتی گل گشت نے جو دیکھا کہ سحر شعلۂ جوالہ کا سوہان
دفع کر رہی ہی فوراً جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک بیضۂ زرین جھولی سے نکالا اُسپر کچھ سحر دم کیا
زمین پر مار دیا آواز دی کہ او اظلم جلد حاضر ہو دیکھا زمین شق ہوئی ایک زنگی آدمخوار تیغہ

کھینچے ہوے سامنے سوہان کے آیا للکارتا ہوا کہ بی سوہان اب کہان جاؤگی سوہان
گھبرائی مگر سحر شعلۂ جوالہ سے برقین گر رہی ہین ادہر سامنے زنگی آتا ہی دل مین کہتی ہی کہ
آخر دونون مین کسکو روکون ہر طرح مشکل ہی زنگی نے آکر تیغہ مارا سوہان نے باڑھ بچاکر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ طمانچہ مارون سر اسکا اُڑ جائے لیکن زنگی پیچھے ہٹا اپنے قریب
سوہان کو نہ آنے دیا جب زنگی تیغہ پکڑ کے جھپٹتا ہی سوہان قصد کرتی ہی کہ تلوار اسکی
چھین لون زنگی ہٹ جاتا ہی سوہان کو اپنے قریب نہین آنے دیتا کئی مرتبہ جو ہیر پھیر ہوا ملکہ
گل گشت نے دوسرا سحر کیا زمین کانپی ایک جوان دوسرا اُسی طرح تیغہ کھینچے ہوے ظاہر ہوا
للکارتا ہوا کہ او سوہان تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی اب کیا زندہ بچ سکتی ہی یہ کہکر زنگی
کو آواز دی کہ ہان بھائی صاحب آئیے اب سوہان نے چاہا کہ تڑپ کر ان دونون کے بیچ
سے نکل جاؤن گل گشت نے بال اپنے کتر کر پھینکے کہ پر جو پیدا ہوے تھے وہ گر گئے اب وہ ہان
گھبرائی ہاتھ چمکایا برق چمک کر چلی گل گشت نے برق کو کاٹا دونون ٹکڑے برق کے چمک کر
سوہان پر چلے زنگی نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا دوسرے جوان نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایک
تو سوہان نے روکا دوسرے کا ہاتھ پڑ گیا شانہ سوہان کا نشانہ ہوا پرنالہ خون کا بہا دوبارہ
گل گشت نے پھر سحر کیا کہ چند برقین چمک کر سوہان پر چلین ایک برق گری کہ سوہان کا
سر اُڑ گیا سوہان کے مرتے ہی صدائے گیر و دار بلند ہوئی آندھی سیاہ اُٹھی پتھر برسنے لگے
زاغ و زغن شکم سے سوہان کے نکلے آسمان سے آواز آتی تھی کہ کشتی مرا نام من سوہان
جادو بود کنیزون کو گھیر کر شعلۂ جوالہ نے مارا تھوڑے عرصے مین لڑائی فتح ہو گئی قلعہ سے
بہت سے جادوگر الامان کرتے ہوے آئے مطیع اسلام ہوے ملکہ شعلۂ جوالہ کو گل گشت
ساتھ لیکر داخل قلعہ ہوئی مگر سوہان کا لاشہ ہوا اُڑا کر لے گئی گل گشت نے شعلۂ جوالہ
سے کہا کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو لاؤ شعلۂ جوالہ و شبرنگ طرف لشکر نورالدہر کے چلے آکر
خبر کی کہ حضور مقام سوہان فتح ہوا نورالدہر کل لشکر کو لیکر قلعۂ سوہانیہ پر آئے اب یہ
منظور ہوا کہ یہان سے کوچ کرین تا بہ قید سکندر ثانی پہونچین کوچ کی تیاری ہونے لگی
وہان سنگپاش جادو نگہبان سکندر ثانی اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ لاشہ سوہان کا آکر

گرا گھبرا کر سنگپاش نے کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا سوہان کو کسنے مارا کہ چند طائر آئے
زمزمہ سرائی کر کے کہا کہ سوہان کو گل گشت نے قتل کیا سنگپاش نے سر پیٹ کر کہا کہ صاحبو
بیٹی نے مان کو کیونکر مارا طائرون نے عشق گل گشت بیان کیا کہ گل گشت نے جوش عشق مین
مان کو قتل کیا ایک طرف سے شعلہ جوالہ نے سحر کیا ایک طرف سے گل گشت سحر کر رہی تھی
سوہان سے بار نہ اُٹھ سکا آخر قتل ہوئی سنگپاش نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم نے سُنا
سوہان ایسی ساحرہ پر یہ اُفتاد پڑی اب تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جا کر طلسم کشا کو روکے
نعمان فیل گوش پہلوان بیٹھا ہی کہ سحر مین بھی طاق زور مین بھی شہرۂ آفاق ہی اپنے مقام سے
بل کر کے اُٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین سر طلسم کشا کا لاتا ہون سنگپاش نے کہا کہ ای نعمان تم یہ
گمان نہ کرنا کہ مین لڑائی مین سحر کرونگا اور طلسم کشا کو گرفتار کر لونگا طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا
نعمان نے کہا کہ مین زور مین کیا کم ہون ہڈیان طلسم کشا کی توڑ ڈالونگا مشکین باندھکر لاؤنگا
سنگپاش نے کہا کہ جلد جاؤ ایسا نہو کہ وہ وہانسے کوچ کرین تو مشکل پڑے راہ مین روکنا
نعمان فیل گوش اپنے مقام سے نکلا چالیس ہزار فوج ساتھ لیکر نور الدہر کو روکنے چلا
نور الدہر نے لشکر اپنا قلعۂ سوہانیہ سے باہر نکالا ہی ارادہ ہی کوچ کرین کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا کہ نعمان فیل گوش گینڈے پر سوار پشت پر چالیس ہزار ساحران غدار آکر
مقابلۂ نور الدہر مین اُترا نور الدہر کو خبر معلوم ہوئی کہ نعمان فیل گوش مقابلہ مین ہمارے
آیا ہی شعلہ جوالہ نے عرض کی کہ ای شہریار یہ جادوگر بھی ہی اور پہلوانی پر اپنی نہایت نازان
ہی نور الدہر نے کہا کہ سمجھا جائیگا یہ باتین تھین کہ نعمان نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ
خبر نور الدہر کو پہونچائی نور الدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین نعمان رات کو اُٹھا طلائے کے واسطے نکلا چار ہزار جوان ساتھ لیے طلائے پر آکر
عیار اسکا صبائے صبار ہ ہمراہ اُس سے کہا کہ دریافت تو کر کہ خیمہ طلسم کشا کا کون ہی اُسنے آکر
دریافت کیا معلوم ہوا کہ بیچ لشکر مین جو بارگاہ زربفتی ہی وہ بارگاہ نور الدہر ہی جب نعمان کو
یہ معلوم ہوا کئی مرتبہ پھرتا ہوا سامنے آیا اور نکل گیا اور لشکر نور الدہر مین ہوشیار سرکش
طلایہ دے رہا ہی یہ پھرتا ہوا جو سامنے آیا اور دیکھا کہ نعمان کھڑا ہی ہوشیار بھی ٹھہر گیا اس

خیال سے کہ نعمان کس تدبیر مین کھڑا ہی نعمان نے جو ہوشیار کو دیکھا پہچان کر سحر کیا کہ گھبرا کر
ہوشیار ادھر طرف چلا گیا یہی دل مین سب کے ہی گئی اب اس طرف نہ آئین بازارون مین پھر
رہے ہین صداے حاضر باش و ناظر باش بلند کر رہے ہین جب نعمان کو یقین ہوا کہ وہ لوگ اِدھر
سے ہٹ گئے ساتھ والون کو اشارہ کیا خیمۂ نورالدہر پر بطور شبخون آپڑے نگہبانون کو
قتل کیا قصد کیا کہ اندر گھس جاوٴن شبرنگ نے دوڑ کر نورالدہر کو جگایا نورالدہر
گھبرا کے اُٹھے نعمان نے طنابین بارگاہ کی کاٹ دین بارگاہ جو گری سب کو یقین کامل ہوا کہ
نورالدہر دب گئے مگر نورالدہر نے ایک ستون کو تھام کر بارگاہ کو روکا شبرنگ
سے کہا کہ تم نکل جاوٴ تو پھر مین نکلون شبرنگ سراچہ چاک کر کے نکل گیا نورالدہر بمشکل نکلے باہر آکر
دیکھا کہ نگہبان مارے گئے نعمان سحر بھی کر رہا ہی اور قتل کرتا پھرتا ہی نورالدہر نے نعرہ کیا کہ
کہ او مکار اسی بھروسے پر آیا تھا یہ منظور ہوا کہ شبخون سے کام کرے یہ کہکر اُس مجمع مین
لڑنے لگے مگر گھوڑا ممکن نہ ہوا نعمان نے عیار کو اشارہ کیا چالیس کمند اندازون کو ساتھ لیکر
اُسنے نورالدہر پر کمندین مارین شاہزادہ گرا ازروے بلوہ سب ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ
نورالدہر کو گرفتار کر کے لے گیا جب ہاڑ ہوا شعلۂ جوالہ خیمے سے نکلی قریب بارگاہ آکے
دیکھا کہ نگہبان کشتہ پڑے ہین اور نورالدہر کو گرفتار کر کے نعمان لے گیا شبرنگ روتا ہوا
سامنے شعلۂ جوالہ کے آیا اور سب حال بیان کیا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ای شبرنگ اب
یہ تکلیف تمکو ہوگی کہ جا کر لشکر مین دشمن کے رہو اور ہمکو خبر دو کہ وہ کس طرح پیش آتا ہی پھر
انشاء اللہ سمجھ لین گے سب سردار آکر جمع ہوے سب نے یہی صلاح دی کہ ای شبرنگ ہمکو
خبر پہونچانا ارسطوے ثانی نے بھی کہا کہ نعمان کی قضا لیکر آگئی ہی شہریار کو رات بھر کی اور
تکلیف ہی یقین ہی صبح کو ارادۂ قتل کرے ہم لوگ آمادہ رہین گے اور جا پڑین گے نعمان کی
کیا حقیقت ہی گل گشت نے کہا کہ تنکے چنوا کر اسکو مارونگی اپنے طور پر سب ساحرون نے اسی
طرح کہا شبرنگ بن عمرو صورت بدل کر چلا لشکر نعمان مین آیا نورالدہر کی قید کا نشان
نہین ملتا آخر شبرنگ ایک ضعیفہ کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا سامنے ایک تاجر کے آیا پوچھا کہ
کیون بیٹا تمکو معلوم ہی کہ طلسم کشا صاحب گرفتار ہو کے آگئے تھے اُنکا کیا انجام ہوا اُس نے

تیرے جوان بیٹے کو مارا اگر قتل کی تیاری ہو تو مین بھی ایک لاٹھی ایسی مارون کہ نگوڑے کی کمر ٹوٹ جائے تاجر نے کہا کہ اُسکی قید بدست صبا بے صبا رفتار طرف سنگپاش روانہ کردی چند سوار ساتھ ہین اور عیار ساتھ گیا ہی وہ وہین قتل ہو گا یہان مقام خوف تھا کہ اُسکے سردار آپڑتے انتہا کا مقابلہ پڑتا وہان کسی کو خبر نہ ہو گی قتل ہو جائین گے اور ایک نعمان نے کمال کیا کہ لوح محفوظ اُتار لی اور عیار کو دے دی اُس سے تاکید کی ہی کہ ہاتھ مین سنگپاش کے لوح محفوظ دینا اب کچھ زور طلسم کشا کا نہ چلے گا عیار نہایت عقیل ہی اس تدبیر سے پہونچائیگا کہ سامنے سنگپاش کے پہونچا دیگا شبرنگ یہ خبر دریافت کر کے بھاگا یہان سب سردار اسی انتظار مین بیٹھے ہین شبرنگ روتا ہوا آیا سب کیفیت بیان کی سب کے پہلے گل گشت اُٹھی پر پرواز پیدا کر کے چلی شعلۂ جوالہ یہ کہکر چلی کہ انشاء اللہ قید کو راہ مین لے لونگی کیا مجال ہی کہ تا بہ سنگپاش قید پہونچنے پائے ارسطوے ثانی یہ کہکر چلے کہ انشاء اللہ بارگاہ سنگپاش مین آگ لگا دونگا سرباز بھی روانہ ہوئی سب سے زیادہ ہوشیار سرکش شرمندہ ہی کہہ رہا ہی کہ مجھسے بڑی خطا ہوئی اگر مین سامنے سے بارگاہ نورالدہر کے نہ ہٹتا تو اُسکی مجال تھی کہ شبخون مار سکتا مین کنارے پر لشکر کے روک لیتا مگر صبا بے صبا رو راہ غیر معروف سے قید لے کر چلا جنگلون کو طی کر کے قریب قلعۂ سنگپاش پہونچا سنگپاش کو خبر ہوئی کہ قید طلسم کشا کی آتی ہی بارگاہ کو آراستہ کر کے بیٹھی ایک سوار کو بھیجا کہ شہر کو آراستہ کرو قید طلسم کشا کی لاؤ صبا بے صبا رو قید لیکر چلا ارابے پر نورالدہر بیٹھے ہوے ہین کرتا شبخوابی زیب جسم وہ بھی جا بجا سے پھٹا ہوا سر برہنہ قید شہر مین آئی نورالدہر شہر کو دیکھتے ہین کہ شہر آئینہ بند ہی دوکانین رنگی ہوئین دوکاندار دوکانون پر بیٹھے ہوے کمرون پر نازنینان مہجبین جا بجا مجرا ہو رہا ہی تماشہ مین بیٹھے ہین کسبیان یہ اشعار عاشقانہ آواز بلند گا رہی ہین

نظم

ہون وہ سوزان شعلہ بھاگے دور میری خاک سے	اپنے دامن کو سمیٹے طور میری خاک سے
ہی یون ہی نفرت جو اے مغرور میری خاک سے	خاک بھی تیری اُڑیگی دور میری خاک سے
گور مین روؤن جو اُس گورے بدن کی یاد مین	موج زن ہو چشمۂ کافور میری خاک سے

کیا مری تربت اثر مین تودۂ بارود رہے
میکشو تھا صاف دل ایسا کہ مرجانے کے بعد
بدنصیب ایسا ہون مین دیکھے نہ روے نان کبھی
مرگیا لیکن وہی رنگین مزاجی ہی مری *
ناتوان ایسا ہون برسو نمین نہ ساعت ہو تمام
ہی یقین بنوائے سرکہ بخت بد جاے شراب
توجہ اے خورشید رو آجائے تربت پر مری
خواب مین بھی جسطرف گذرا قدم کے ساتھ تھی
چونٹیون کے چھید تربت سے نظر آتے نہین
کیا ہی سرعت سے اُڑی جاتی ہی کوے یار کو
وہ سیہ دل ہون کہ چلتی ہی جو دن کو بھی ہوا
یہ نسیم کوے جانان رات کو آئے اگر *
زندگی بھر نیش غم ناسخ مجھے چبھتے رہے

بھاگتا ہی کیون وہ برق طور میری خاک سے
بن رہے ہین شیشۂ بلور میری خاک سے
کوئی بنوائے اگر تنور میری خاک سے
غازہ بنتا ہی براے حور میری خاک سے
شیشۂ ساعت جو ہو معمور میری خاک سے
ہو جو پیدا خوشۂ انگور میری خاک سے
حشر تک ہوگا صعود نور میری خاک سے
وہ پری رو ہوگیا مجبور میری خاک سے
میرے دلکے ہین عیان ناسور میری خاک سے
بھر ہی مین ہی ہوا معذور میری خاک سے
ہوتی ہی پیدا شب دیجور میری خاک سے
نیشکر ہو صبح کا کافور میری خاک سے
اب بنین گے خانۂ زنبور میری خاک سے

جب بیچ چوک مین ارابہ پہونچا نور الدہر نے کہا کہ ای عیار طرار اتفاق سے تمہارے شہر مین آئے ہین ذرا ارابہ ٹھہرالو تو ہم بھی یہان کا تماشا دیکھ لین صبا سے صبا رو نے جھلا کر جواب دیا کہ ملکۂ عالم تمہاری مشتاق بیٹھی ہین ارابہ یہان نہ ٹھہریگا نور الدہر نے کہا کہ ہم تو ضرور ٹھہرین گے صبا کے ہاتھ مین نیزہ تھا اُٹھا کر کہا کہ چپکے چلے چلیے ورنہ مار دونگا نور الدہر کو غصہ آیا کہا کہ او بیحیا تیری بھی یہ مجال ہی کہ ہمکو یہان سے لے چلے گا صبا نے پکار کے کہا کہ ای نگہبانان ارابہ ارابہ جلد بڑھاؤ ہماری بادشاہزادی مشتاق بیٹھی ہی نور الدہر نے دونون ہاتھ ارابے پر جما دیے اللہ اکبر کہکر لنگر مارا کہ پہیے زمین مین دھنس گئے کیا مجال کہ جو ایک قدم بڑھ سکے کوٹھون سے کسبیان دیکھنے لگین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ کیا صاحب زور و طاقت ہی دیکھو صاحبو بیل دیل بنگئے ٹرا کا رسیون کا پڑ رہا ہی مگر کیا مجال کہ ایک قدم آگے اُٹھا سکین کسی نے کہا کہ اگر ایسے نہ ہوتے تو ارادۂ طلسم کشائی کیون کرتے سیکڑون در بند فتح کیے

ملک باسلام آباد ہوے بڑے بڑے پہلوان مارے گئے جسنے دیکھا وہ عاشق ہوا ابھی تھوڑے دن کا
زمانہ گذرا کہ بی گل گشت نے عاشق ہو کر سوہان کو قتل کرایا اب بی سنگپاش کی شامت آئی ہی
نعمان فیل گوش کو بھیجا کہ اُسنے شبخون مارکے معرفت عیار کے حالت بلوے مین گرفتار کیا قید کو
بھیجا ہی مگر وہ وہ سردار ایسے ہین کہ اگر وہ آپڑین گے تو سنگپاش کو مشکل ہوگی صبا اپنا ہاتھ
باندھے کھڑا ہی کہ رہا ہی کہ ای شہریار مجھے معاف فرمائیے میری بے ادبی کا خیال نہ فرمائیے تشریف
لے چلیے نور الدہر کہتے ہین تماشا دیکھ لین گے تو چلین گے صبا سے صبا رو گھبرا رہا ہی دمبدم
عجز کرتا ہی کہ ای شہریار چلیے نور الدہر نے اب جواب نہ دیا فرمایا کہ ای صبا ذرا ٹھہر جاؤ
دیکھو تو بازار مین کیا ہنگامہ ہی سارے بازار والے وجد کر رہے ہین ہم ذرا تماشا دیکھ لین تب
چلین گے جب صبا نے دیکھا کہ کسی طرح یہ نہین چلتے تو بھاگا کہ جا کے سنگپاش کو خبر کر دون وہ
بادشاہ ہین شاید کچھ تدبیر کرین سنگپاش دربار مین بیٹھی ہی کہ صبا سے صبا رو گھبرایا ہوا آیا
عرض کی کہ ای ملکۂ عالم قیدی چوک مین آکر بگڑ گیا نہین چلتا سنگپاش اسی وقت سوار ہوئی
کہا کہ اگر میرا کہنا اُسنے مانا اور چل نکلا تو خیر ورنہ اُسی مقام پر قتل کرونگی کہ اہالی بازار کو
عبرت ہو نگہبانون کو حکم دیا کہ قید سکندر ثانی کی نگہبانی کرو صفین باندھ کر کھڑے ہوئے سنکر
ساٹھ ہزار جادوگر صفین باندھ کر کھڑے ہوے سکندر ثانی ہنس رہا ہی مگر تحریر کر چکا ہون
کہ سب سردار تو روانہ ہو چکے مگر جمشید زرین ترکش نے بعد روانہ ہونے جملہ سردارون کے
ساتھ والون سے کہا کہ بڑے تاسف کی بات ہی میرے بھائی کی رہائی کے واسطے یہ سب انتظام
ہو رہے ہین اور مین نامرد نہ جاؤن سب نے کہا کہ حضور چلیے ورنہ ہم لوگ بھی یہین رہجائینگے
جب حضور جائین گے تو ہم بھی پہونچین گے جمشید نے کہا کہ آپ لوگون کو حکم دیتا ہون کہ
آپ لوگ بھی صفین باندھ کر آئیے گا مین جاتا ہون بی گل گشت اپنے انتظام سے گئی ہین اور
شعلۂ جوالہ تو بلاے روزگار ہی سرباز جادو جرأت مین یکتا ہی ہوشیار سرکش کیسا
ساحر معقول ہی اُسکو بڑا افسوس ہی کہ مین رات کو کیون ہٹ گیا اگر مین موجود رہتا تو نعمان
کی مجال بھی کہ شبخون مارتا یقین ہی کہ اس لڑائی مین جان لڑا ئیگا یہ کہکر جمشید روانہ ہوا
دلمین خیال ہی کہ ای جمشید جیسا تجکو طلسم کشا نے بادشاہ لشکر کیا ہی ویسے ہی تیرے ہاتھ سے

کام سرزد ہون یہ کہتا ہوا بزور و شور رجاتا ہی مگر جب سنگپاش بازار مین پہونچی تخت پر سے
اُتر پڑی قریب نورالدہر کے آئی کہا کہ ای شہریار دربار آراستہ ہی سب آپ کے مشتاق ہین
نورالدہر نے فوراً لنگر اُٹھا لیا اور ابھر کھڑا کے چل نکلا اہل بازار مین ہلڑ ہوا کہ صاحبو کیا
کمال کیا حقیقت یہ ہی کہ فرزندان صاحبقران زور و طاقت مین بے مثل و بے نظیر ہین
ایسے طلسم مین یون بیخوف چلے آئے مگر لوح محفوظ کا جدا ہونا باعث خرابی ہوا کہ آفت مین
پھنس گئے اگر لوح محفوظ قبضے مین آجائے تو ابھی قیامت کردین غرضکہ سمجھا بجھا کر سنگپاش خود
قید کے ساتھ چلی جب دربارگاہ پر آکر پہونچی تو بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھی حکم دیا کہ قیدی کو لاؤ
نگہبان سر زنجیر تھام کر نورالدہر کو بارگاہ مین لائے نورالدہر نے بطور اہل اسلام سلام کیا
سب اہل دربار گھبرا گئے ہر ایک نے ملکہ سے کہا کہ اس جوان نے ہم سب کے سامنے خداے نادیدہ
کی تعریف کی ہم لوگ بہت شرمندہ ہوے اگر آپ حکم دین تو ابھی قتل کرین سنگپاش نے کہا کہ
صباے صبارو کو بلاؤ مین ابھی قتل کا حکم دیتی ہون ایک ایک ضرب سب لگانا کہ تمہارا دل
ٹھنڈا ہو لوگ جاکر صباے صبارو کو بلا کر لائے سنگپاش نے کہا کہ ای عیار طرار وہ مرتبہ
تیرا کرونگی کہ عالم عالم رشک کرے قدرت سے کہکر تجکو طرۂ پیغمبری دلواؤنگی تمام ملائک تیرے اختیار
مین رہینگے مگر افسوس ہی کہ تو نے سحر نہین سیکھا نہین تو آج مرتبہ بہت اعلی ہوتا صباے صبارو
نے تو بڑے پر ہاتھ ڈالا لوح محفوظ نکالی ہاتھ پر رکھکر سامنے سنگپاش کے پیش کی سنگپاش
نے چاہا کہ لوح محفوظ کو اُٹھاوے یکایک آسمان پر نعرہ ہوا کہ منم جمشید زرین ترکش نعرہ
کرکے اسطرح جلدی مین تڑپ کر گرا کہ لوح محفوظ کو اُٹھا لیا چاہا کہ تڑپ کر بلند ہون اور
لوح محفوظ کو قبضے مین کرون سنگپاش نے سحر کیا اور آواز دی کہ باش او مفتری تیری
بھی مجال ہی کہ لوح محفوظ لیجائے ہین بھلا کب جانے دونگی یہ جو سنگپاش نے کہا جمشید
پر تلوارین گرنے لگین دور سے جو ملکہ شعلۂ جوالہ نے دیکھا کہ جمشید نے لوح محفوظ کو اُٹھالیا
سنگپاش اُسپر سحر کر رہی ہی ایسا نہ ہو جمشید قتل ہو جائے تڑپ کر گری تلوارین توڑین اُن
تلوارون کا برسنا موقوف کیا ہوشیار سرکش کہ شب کی حرکت سے شرمندہ ہو رہا تھا یہ
بھی تڑپ کر قریب جمشید زرین ترکش کے آیا کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ آپ نے بہت بڑا

کارنمایان کیا کہ لوح پر قبضہ کر لیا مگر اب طلسم کشا کو رہا کرنا چاہیے لوح اُن تک پہونچے تو وہ رہائی پائین جمشید نے کہا کہ جسم پر طلسم کشا کے قید سحر نہین ہی قید آہن مین مبتلا ہین یہ سُنکر ہوشیار ربا جو ساحر سامنے آگیا کسی کو گھونسا مار دیا کسی کو اُٹھا کر دے مارا کسی کا سر بچاڑا نگہبانون نے جو دور سے دیکھا کہ ہوشیار مثل شیر خشمناک لڑتا ہوا آتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ سنگپاش دیکھا تمنے کس زور و شور سے ہوشیار سرکش آتا ہی یقین ہی کہ اپنے کو قریب طلسم کشا پہونچائے سنگپاش نے بڑھ کر سحر کیا کہ ہوشیار ٹھہرا یا قدم نہ اُٹھ سکتا تھا سرباز جادو نے جو دیکھا کہ ہوشیار سرکش رُک گیا ساحرون نے چاہا کہ گھیر کر ہوشیار کو مارین سرباز نے دوڑ کے سحر کیا کہ زمین کانپی آگ برسی ہوشیار کے پانؤن مین طاقت آئی گل گشت جادو نے آکر ایک گولہ سنگپاش پر مارا برق چمکی کہ شانہ سنگپاش کا نشانہ ہوا قریب لاکھ ساحران غدار کے دربار مین حاضر تھے پکار کر سنگپاش نے آواز دی کہ دیکھو صاحبو غضب ہوتا ہی ان سب کو مار لو لاکھ ساحرون کے افسر اُٹھے لینا لینا کہ کے چاہا کہ جا پڑین پہلو سے نعرہ ہوا کہ منم ارسطوے ثانی دوسرے پہلو سے نعرہ ہوا کہ منم نجم اختر شناس دونون ساحرون نے ملکر سحر کیا کہ نور الدہر پر اندھیرا چھا گیا اُس اندھیرے مین جمشید زرین ترکش پہونچا ہوشیار نے آکر قید نور الدہر کی توڑی جمشید نے لوح گلے مین پہنائی جب نور الدہر رہا ہوے تو رہا ہوتے ہی نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیا و ای نابکاران بدرغا نعرۂ شاہزادۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده

تلوار کھینچ کر لڑنے لگے انھین سردارون نے سلاح و سجوگ پہونچائے نور الدہر نعرہ کرکے مصروف جنگ ہوے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ کل فوج آکر پہونچی اب تو دربار مین سنگپاش کے تلوار چلنے لگی دربار مین سنگپاش کے اسقدر جادو تھا کہ خون کا دریا بہ رہا تھا عین گرمی جنگ ہی کہ نعرہ ہوا باشیدای مسلمانان ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا منم نعمان فیل گوش ہاے ملکہ عالم آپ نے غضب کیا کہ طلسم کشا رہا ہوا مین نے بمشکل گرفتار کرکے بھیجا آپ اتنا انتظام نہ کرسکین کہ قید طلسم کشا کو تو روکتین لیکن اب مین قیامت برپا کرونگا آپ الگ سے تماشا دیکھیے میری جرأت

اور بہادری کو ملاحظہ کیجیے سنگپاش جست کرکے ایک بلندی پر آکے کھڑی ہوئی نعمان جھومتا
ہوا چلا اُدھر سے ہوشیار سرکش آتا تھا ہوشیار نے للکارا نعمان نے بڑھ کر ایک دھکا دیا
کہ ہوشیار سرکش گرا سرباز جھپٹ کر آئی اور بڑھ کر سحر کیا نعمان نے دفع کرکے ایک دو تھپڑ
زمین پر مارا کہ سرباز بھی گری چاہا کہ دونون کے سر کاٹ لون گل گشت جادو جھپٹ کے
آئی کئی سحر نعمان پر کیے مگر نعمان نے اُن سحرون کو دفع کیا اور دفع کرکے ایک کارد پھینکی کہ
شانۂ گل گشت کا نشانہ ہوا نورالدہر نے جو دیکھا کہ کئی افسرون کو اسنے مارا انہین سرداران
نامی زخمی کیے جست کرکے بیچ مین آئے للکارے کہ او مکار کہان جائیگا عیار سے کام بچکا اب سحر
کرتا ہی شبرنگ نے جو دور سے دیکھا کہ جست کرتا ہوا صباے صبا رو دوڑتا پھرتا ہی اور
ساحرون کو ترغیب دے رہا ہی شبرنگ نے للکارا کہ او مکار مجھسے تو مقابلہ کر صبا پلٹ پڑا مگر
شاگرد اسکے بیچ مین آگئے چار شاگرد صباے صبا رو کے شبرنگ نے مارے جب چار شاگرد
مارے گئے اُس وقت صباے صبا رو نے بڑھ کر شبرنگ کو نیمچہ مارا شبرنگ بیٹھ گیا بیٹھ کر
نیمچے کو خالی دیا اور ہاتھ نیمچے کا مارا دونون پانون صبا کے اُڑ گئے اوپر سے شبرنگ نے پھر
دوسرا نیمچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا سنگپاش نے مُنھ پیٹ لیا کہا کہ ای نعمان غضب ہوا بڑا عیار
مارا گیا اسکے مرنے سے میری اور تمھاری کمر ٹوٹ گئی ای نعمان عیار کو لینا نعمان طرف شبرنگ
کے چلا نورالدہر کود کر سامنے آئے نعمان نے سحر کیا بسبب لوح محفوظ کے نورالدہر پر تاثیر
نہ ہوئی نعمان نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
پھینک دی نعمان لپٹ پڑا نورالدہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کر ایک ہتھ مارا کہ سر زمین سے
ملادیا نعمان لپٹا جاتا ہی نورالدہر نے دو تین ہتھے ایسے مارے کہ زرہ نعمان کی ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئی پیشانی سے خون بہنے لگا چوتھے زور مین ہتہ مارا کہ دونون گھٹنے نعمان کے آشنا بہ زمین
ہوے کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ نعمان چت گرا نورالدہر کود کے
چھاتی پر سوار ہوے ہر چند کہ انتہائی تلوار چل رہی ہی لاکھ ساحران سنگپاش مین ہین تمام دربار
لاشون سے بھرا ہی خون کا دریا بہ رہا ہی مگر نورالدہر نے اُس حال مین بھی سوال اسلام کیا
نعمان نے جواب سخت دیا نورالدہر نے اُٹھ کر ایک پانون دونون ہاتھون سے تھاما ایک

پاؤن کو دونون پاؤن سے دبایا اور مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینک دیا نعمان کے مرتے ہی
اندھیرا ہوگیا سنگپاش پیٹنے لگی کہتی تھی کہ وہ سردار مارا گیا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا افسوس
ہی کہ طلسم کشا کے مقابلے مین پہونچا آخر کو خوب لڑا طلسم کشا سے کب سر بر ہو سکتا تھا آخر اُسنے
چیر کر پھینک دیا کیا کرون کہین یہ ساحر کُش مارا جائے حقیقت مین لوح محفوظ مل کر طلسم کشا کو
یہ مرتبہ مل گیا ارے یارو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ جا کر سکندر ثانی کو قتل کر ڈالے یہ بادشاہ
باقی نہ رہے تو یہ آفت برپا نہ ہو طلسم کشا کو بڑی کد ہی کہ سکندر ثانی کو رہا کر دون اگر وہ
رہا ہو گیا تو قدرت بہت عاجز ہو نگے ہنگام جادو تنتا ہوا چلا سر سام جادو بھائی اسکا
یہ کہہ کر اُٹھا کہ ای برادر مین بھی آؤن جاتے ہی سر کاٹ لونگا آپ حکم دیجیے گا مین تلوار لے کر
چلتا ہون فورًا سکندر کا سر کاٹ لونگا امان نہ دونگا وہ آفت برپا کردون کہ زمین ہل جائے
جب طلسم کشا لڑ بھڑ کر قید خانے پر پہونچے تو لاشہ سکندر ثانی پائے حیران ہوجائے کہ یہ کیا
غضب ہوا ایسا جلیل یون مارا گیا سوائے افسوس کے اور کیا کرین گے ای ملکہ سنگپاش
اب اس وقت دربار مین غدر ہی لڑ بھڑ کر تم نکل جاؤ ہم لوگ سمجھ لین گے لشکر طلسم کشا کو امان
نہ دین گے یہ کہہ کر دونون بھائی دس ہزار فوج ساتھ لے کر چلے یہان سکندر ثانی زبان مین
سوزن قید آہن پہنے ہوے مار ان سیاہ جسم پر لپٹے ہوے بیٹھا ہوا ہنس رہا ہی کہتا ہی کہ شکر
ہی پروردگار کا آج میرا روز رہائی ہی سنگپاش نے بہت جستجو کی مگر کوئی جستجو نہ چلی ہی اور نہ چلیگی
شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ آقائے نامدار میری رہائی کی فکر مین ہین یہ ذکر ہو رہا ہی کہ ہنگام
آکر پہونچا برابر ہی ہنگام کے سر سام پہونچا دونون بھائیون نے کہا کہ ای سکندر ثانی
وقت تمھارا برابر ہوا جام عمر لبریز ہوا رشتۂ حیات منقطع ہو گیا سکندر ثانی نے ہنسکر کہا
کہ مجکو کون قتل کر سکتا ہی میرا وقت رہائی قریب آگیا کیون دیوانے ہوے ہو خود تمھاری قضا
آئی ہی یہ تو بتاؤ کہ آقائے نامدار کہان ہین بی سنگپاش کہان ہین کیا رنگ ہو رہا ہی یہ سُنکر
سر سام نے کہا کہ ای سکندر ثانی تمکو یہ دن نصیب نہ ہوگا کہ طلسم کشا کی صورت دیکھو ہر چند
کہ طلسم کشا دربار مین سنگپاش کے مصروف جنگ ہین مگر یہ ہمکو یقین کامل ہی کہ تم اُن تک
نہ پہونچو گے وہان جنگ ہو رہی ہی نعمان تو مارا گیا اور عیار بھی قتل ہوا مگر ان دونون کے

قاتل زندہ نہ بچین گے دار پر کھینچے جاوین گے دیکھو تمکو ابھی قتل کرتے ہین یہ کہکر حکم دیا کہ ہان یارو
میدان خونی کی تیاری کرو ان کی خوشی مٹاؤ یہ جو بیٹھے خوش ہو رہے ہین اسکا انجام دیکھین
کچھ تو انکو بھی صدمہ پہونچے ساتھ والون نے فوراً داربن استادکین جلاد آکر حاضر ہوے
شلنگین لگانے لگے آواز دیتے تھے **فرد** سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ
را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + سر سام وہنگام جلدی کر رہے ہین کہ یارو جلد اسکو
قتل کرو سکندر ثانی کو کھینچ کر باہر لائے سکندر ثانی ہنس رہا ہی کہ دیکھو ظہور ہوا چاہتا ہی
یہان نور الدہر بارگاہ سنگپاش مین مصروف جنگ ہین نعمان فیل گوش جسوقت سے
مارا گیا ہی جنگ کا وہ انتظام نہین ہی سرداران نور الدہر نے قیامت برپا کردی اور
لاشون سے بارگاہ کو بھر دیا مگر سنگپاش شریک جنگ نہین ہوتی الگ کھڑی ہی سب کو
ترغیب دے رہی ہی کہ ہان یاروان باغیون کو مار لو اہل فوج کہنے سے سنگپاش کے مصروف
جنگ ہین مگر سحر سے شعلۂ جوالہ وگل گشت کے بہت تنگ ہین سنگپاش نے جب دیکھا کہ
اہل فوج جمکر نہین لڑتے پکار کر آواز دی کہ یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی دیکھو
بڑے بڑے شاہون پر کیا گذری ابھی کل کا ذکر ہی کہ سوہان جادو نے کیا انتظام کیا مگر موت
اُسکی قریب تھی کچھ نہ بن پڑا جو تدبیر کی وہ اُلٹی ہو گئی آخر کو قتل ہوئی بیٹی نے اُسکی غضب کیا کہ
جاکر شریک طلسم کشا ہوئی اُسی نے سارے راز و نیاز بتائے اگر تصور کرو دنیا مین کون جیتا ہے
ہی سکندر اور کیقباد و منوچہر وغیرہ سب کی سلطنتین تباہ ہوئین حسرتین لیکر دنیا سے گئے **نظم**

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا	نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی +	کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اِس منزل سے	گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال	جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا	ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اِس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم	کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
یہ بھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار	جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

	رباعی	
ہو ملاقات تو یہ اہلِ فنا سے پوچھین		ای مقیمانِ عدم حال کہو کیا گذرا
راحت بین بسر ہوئی کہ ایذا گذری		کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس		کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری

یہ سُن سُن کر اہلِ فوج جم جاتے ہین لڑائی پر آمادہ ہوتے ہین قضائے کار شکاک جادو وزیر اعظم سنگپاش کا برابر کھڑا تھا سنگپاش نے کہا کہ ای شکاک لینا ان سب کو کہ جانے نہ پائین یہ سنکر شکاک جادو منتا ہوا چلا گل گشت کو للکارا کہ او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی گل گشت نے بڑھکر مقابلہ کیا شکاک نے کاردِ سحر ماردی کہ شانہ گل گشت کا زخمی ہوا شعلۂ جوالہ نے جو دور سے دیکھا کہ شکاک جادو ساحر زبردست ہی ایسا نہو کہ گل گشت کا کام تمام ہو جائے تو بڑا باعث خرابی ہی للکارا کہ او بے حیا خبردار گل گشت پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ باعث خرابی ہوگا اور جان بچانا مشکل ہوگی شکاک شعلہ جوالہ کیطرف چلا شعلۂ جوالہ نے پھولون کا ہار گلے سے اُتار اور یا سامری کہکر پھینک مارا جیسے ہی وہ ہار قریب شکاک آیا شکاک نے ہاتھ مار دیا ہار کے کئی ٹکڑے ہوے یہی ہار جیت تھی اب وہ ہار گلے کا ہار ہوا پھول برسنے لگے پھول جو زمین پر گرے شکاک نے اُٹھاکر سونگھے سونگھتے ہی مبہوت ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم کیونکر اپنے دل کو سمجھاؤن اور کسطرح خاموش رہون میری تو یہ کیفیت ہی نظم

کیا تری الفت مین ہین اک نالہائے عندلیب	ہی شکستِ رنگِ گل ہین بھی نوائے عندلیب
مثل پروانہ جو اُس محفل مین جائے عندلیب	آگ اپنے آشیانے کو لگائے عندلیب
تو ہی ایسا گل کہ تیرے نقش خاکِ پاک کا	عارضِ گل کے لیے غازہ بنائے عندلیب
دستِ جانان مین جو دیکھے طائر رنگِ حنا	اپنے سر پر بازوون سے خاک اُڑائے عندلیب
ساعد و بازوے جانان ہین برنگ شاخ گل	مرغ دل کا دم پھڑکتا ہی بجائے عندلیب
ایک دم بیٹھی تھی وہ آکر تری دیوار پر	چومتے ہین غنچۂ گل آج پائے عندلیب
گر مشابہ تیری زلفو ستے نہو ای رشک گل	دام مین کیون آپ کو ناحق پھنسائے عندلیب
ہو چلا ہی خشک ہر گل رشک روے یار سے	آب جو اشکون کی اب گل ہین بہائے عندلیب
چھوڑ دے گلشن مین ای صیاد اپنے دام سے	یہ زر گل ہی کفِ گل مین بہائے عندلیب

رشک اُسے آتا ہی سوتا ہی جو وہ گُل میرے ساتھ ۔ وصل کی شب کیون نہ نالون سے جگائے عندلیب

گُل یہ مرتے مرتے اُس خورشید پر بھی غش ہوئی ۔ اپنتو گلقند آفتابی ہی دوا اے عندلیب

ہی یہی مفہوم گل بانگِ صریر کلک سے ۔ ہی ابھی باقی بہت سا ماجرا اے عندلیب

ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا کہ اے ملکۂ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤن شعلۂ جوالہ نے مسکرا کر کہا کہ اے شکاک ہمکو سنگپاش نے بہت ستایا ہی جس طرح سے بنے اُسکا سر لاؤ کہ ہمکو آرام ملے اگر یہ ہمکو پا جائیگی تو قتل کریگی یہ سُنکر شکاک نے کہا کہ اُس حرامزادی کی کیا مجال ہی کہ تمکو صدمہ پہونچائے مین ابھی جاکر اُسکا سر لاتا ہون میری زندگی مین کسی کی مجال ہی کہ میری معشوقہ کو صدمہ پہونچائے شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ہم سب سامان تیار کرتے ہین اگر سر لیکر آؤگے تو ہم تمھارے ساتھ شادی کرین گے شکاک جھومتا ہوا چلا جب سامنے پہونچا تو للکارا کہ او گیسو بریدہ مین تیری تلاش مین تھا تو نے ملکہ شعلۂ جوالہ کو کیا صدمہ پہونچایا سنگپاش نے آواز دی کہ او بدخو کیا بیہودہ بکتا ہی کیون شامتین آئی ہین بہت پریشان ہوگا شکاک نے کہا کہ تیرا سر ملکہ نے مانگا ہی یہ تو احسان دیکھو کہ فرمادیا ہی کہ یہی سر بجا۔ مَرکے ہی پھر مجکو کچھ تکلیف نہ پڑیگی ایسی معشوقہ دستیاب ہو کہ عمر بھر چین کرون گھر مین لیکر بیٹھون عاشق و معشوق ایک مقام پر ہین سنگپاش نے جھلا کر کہا کہ او موئے مونڈی کاٹے تیری بھی یہ طاقت ہوئی کہ میرا سر لیجائیگا تیرے واسطے مین بہت ہون ایک طلسم کشا سے جو دبی تو تم سب نے جانا کہ سنگپاش ہم سے بھی دب جائیگی تمھارے واسطے بہت ہون سحر مین کیون دبون طلسم کشا کے پاس لوح محفوظ ہی اُسنے مجکو دنگ کیا بہت تنگ کیا مگر تدبیر کر رہی ہون کیا میری فکر خالی جائیگی وہ سحر کرون کہ تم ایسے دیوانے ہو جائین یہ کہکر گولہ جھولی سے نکالا للکار کر آواز دی کہ او بے حیا اپنے کو بچا دیکھون تو اس گولے سے کیونکر بچتا ہی یہ کہکر کھینچ مارا سینے پر شکاک کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سب دیکھنے والے حیران ہوگئے کہ سنگپاش نے وزیر اعظم کو مارا چندے گُستاخ ہو کر کہا کہ اے ملکۂ عالم یہ کیا خطاوار تھا سنگپاش نے جواب دیا کہ اگر اِسکو نہ مارتی تو یہ میرے قتل کا درپے تھا حقیقت یہ ہی کہ سحر مین شعلۂ جوالہ کے تھا سحر اُسکا اُتارنا مجھسے ممکن نہ ہوا ناچار ہو کر مین نے اِسے مار ڈالا جو ایسی حرکت کریگا اُسکا یہی حال کرونگی مگر لڑتے لڑتے ارسطوے ثانی نے

کہا کہ ای شہریار ہمسے بڑی خطا ہوئی چالیس سردار لڑنے والے موجود ہین اور کسی نے سکندر ثانی کی خبر نہ لی ای شعلۂ جوالہ ہم جنگ کو دیکھ رہے ہین تم بڑھ کر قیدی کی خبر لو اگر ہم لوگ کوشش نہ کرین گے تو لوح کیونکر دستیاب ہوگی شعلۂ جوالہ دریاے خون مین نہائی ہوئی ایک طاؤس پر سوار ہوکے چلی یہان وہ وقت ہی کہ سرسام نے سکندر ثانی کی زبان کی سوزن کو اور مضبوط کیا زنجیر پانوؔن مین باندھ کر کھینچا اب سکندر ثانی کو یاس ہوئی کہتا ہی کہ افسوس ہی طلسم کشا کی زیارت سے مشرف نہ ہوے ای خالق بے نیاز و ای ربِ کارساز رحم اپنا شریک کر اس مصیبت سے نجات دے اصل تو یہ ہی کہ تجھ مین ہر طرح کی قدرت ہی نظم

دیدہ بکشا تا جہان سر تا بپا آید نظر
جزو و کل از ابتدا تا انتہا آید نظر
آشنا آید نظر نا آشنا آید نظر
در چمن ہر سو بہار خوشنما آید نظر
ہر طرف روشن جمال دلربا آید نظر
روے آن شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ آید نظر
از حجابِ سینہ روے مدعا آید نظر
حاضر و ناظر بس و بیشت خدا آید نظر

غور کن تا جلوۂ قدرت ترا آید نظر
نیک و بد خرد و کلان شاہ و گدا آید نظر
ہر کسے در حالت خود مبتلا آید نظر
صورت نادیدہ در دیدہ صفا آید نظر
پرتو افگن نور حسنِ جانفزا آید نظر
چہرۂ آن شمع بزم دوسرا آید نظر
صورتِ واحد ز دیدہ جا بجا آید نظر
زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بلک بلک کر دعا مین مانگ رہا ہی سرسام نے بڑھ کر تیر و کمان اُٹھایا اور تیر مارا تیر اُلٹا پلٹا پلٹ کر اسی کے سینے پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا سرسام جو مرا ہنگام نے گھبرا کر آسمان کی طرف دیکھا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین طاؤس پر سوار نشۂ بادۂ حُسن سے سرشار اپنا ہاتھ ہلا رہی ہی ہنگام نے للکارا کہ او مہ جبین تو نے غضب کیا کہ میرے بھائی کو مارا یہ کہہ کر ایک دو پتھر مارا شعلۂ جوالہ نے اپنے مقام سے جنبش نہ کی اُسی طرح ہوا پر ٹھہرا رہی ہی جبکہ اِنے دوبارہ ارادہ کیا کہ سحر کرون شعلۂ جوالہ تڑپ کر گری دار کو کاٹ کر جھکی سکندر ثانی نے پکار کر کہا کہ ای مہ جبین تو نے بڑا احسان کیا اب مجکو اپنی زندگی سے یاس ہو گئی تھی یقین تھا کہ پیمانۂ عمر لبریز ہوا اگر قربان طلسم کشا کے کہ تم وقت پر پہونچین مشکل میری آسان ہوئی اگر تمسے ہوسکے

تو زبان سے سوزن نکال لو یہ سُنکر شعلۂ جوالہ تڑپ کر گری سکندر ثانی کی زبان سے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی سکندر ثانی نے قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا جھومتا ہوا مثل شیر غضبناک کے سامنے ہنگام کے پہونچا للکارا کہ او بیحیا تو ہمارا ملازم تھا آج یہ شوکت ہوئی کہ ہمکو قتل کرنے آیا ہی ہنگام نے چاہا کہ بھاگون سکندر ثانی نے آنکھ سے اشارہ کیا پائون اسکے زمین نے تھام لیے بڑھ کر ہاتھ تھاما اور ایک تمانچہ مارا کہ سر ہنگام کا دھڑ سے اُڑ گیا شعلۂ جوالہ نے بھی سحر کیا ہزارون کے سر کٹ کر گرے سب نے پکار کر آواز دی کہ حضور ہم سب آپ کے ملازم ہین ہمارے ساتھ بقراط ثانی نے فریب کیا ہم مطیع ہو گئے ہنگام جو مرا اب حواس ہم سب کے درست ہوے آپ کی ملازمت مین چالاک و چست ہوے امیدوار ہین کہ معاف فرمائیے ہم وہی تابعدار ہین سکندر ثانی نے ہاتھ روک لیا سب نے دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا جب سب تسخیر ہو چکے شعلۂ جوالہ نے کہا کہ اب وہان چلیے دربار مین قیامت کی تلوار چل رہی ہی طلسم کشا پر بلوہ ہی سکندر ثانی کو تخت پر سوار کیا شعلۂ جوالہ ساتھ ہوئی سکندر ثانی نے پوچھا کہ کیون ای شعلۂ جوالہ تم کیونکر شریک ہوئین شعلۂ جوالہ نے اپنا عاشق ہونا ظاہر کیا کہا کہ ای شہریار گل گشت جادو دختر سوہان بھی مثل ہمارے عاشق ہوئی وہ بھی مثل میرے جانبازی کر رہی ہی اور بھی کئی معشوقین ہین سرباز جادو کہ بہت منکسر مزاج ہی مگر ساحرونکے سر کا تاج ہی حکیم ارسطوے ثانی بڑے زور و شور سے شریک ہوے اُنکی دختر برخود طلسم کشا عاشق ہین حکیم صاحب نے عجائب و غرائب دکھا کر طلسم کشا کو پھنسایا اپنی بیٹی کا مرتبہ بڑھایا وہ بھی ساتھ ہین ابھی عیار سنگپاش طلسم کشا کو گرفتار کر کے لایا تھا ہم لوگون نے آکر بارگاہ مین بلوہ کیا نعمان فیل گوش ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا نعمان کا نام سُنکر سکندر کو بہت غصہ آیا کہا کہ ای شعلۂ جوالہ یہ ہمارے یہان کے خزانے کا مالک تھا آخر یہ انجام ہوا کہ مارا گیا مجھے اُس سے بڑا رنج تھا اب چلکر سنگپاش کو سمجھتا ہون مگر یہان بارگاہ مین تلوار چل رہی ہی سنگپاش نے بڑھ کر کئی سردارون کو مارا انور الدہر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق ارض و سما و ای مالک یکتا تیرا کیا شکر یہ ادا کر سکتا ہون وہ ساحر مجکو دیے کہ جنکا اس طلسم مین مثل نہین کس زور و شور سے لڑ رہے ہین اب اس لڑائی کو فتح کرا دے نظم

تو گوئی ہران کس کہ در رنج و تاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز تر ہا سندہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بکسے نازد و مارا تو بسے	من بیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

بلک کر جو یہ دعا کی نقارے پر چوب پڑی دیکھا کہ سکندر ثانی تاج سر پر رکھے ہوے لباس کہنہ مگر پر تکلف زیب جسم آیا دہین سے آواز دی کہ او نمک حرام منم سکندر ثانی حقدار اس طلسم کا تھین سب نے مجکو پھنسایا خداے برحق نے طلسم کشا کو پہونچایا جمشید زرین ترکش نے بڑھ کر سلام کیا بھائی کو سکندر ثانی نے گلے سے لگایا کہا کہ ای برادر قدرت خدا کو تمنے دیکھا کس طور سے ہماری اور تمھاری رہائی ہوئی خدا نے اپنا فضل کیا سنگپاش سکندر ثانی کو دیکھ کر کانپنے لگی چاہتی ہی کہ جھپٹ کر نکل جاؤن سکندر ثانی نے اشارہ کیا کہ کہان جاتی ہی زمین نے پانوئن تھام لیے سحر کرنے لگی سکندر پر آگ برسائی سکندر ان سحرون کو جلا کب مانتا ہی بیچ آگ مین کھڑا ہی مگر آگ تاثیر نہین کرتی جب آگ گری ہاتھ ہلا دیا آگ بجھ گئی سنگپاش نے بہت سحر کیے مگر سب بیکار ہوے سکندر تاج کو سنبھالتا ہوا زمین پر آیا طلسم کشا کو لڑتے ہوے دیکھا کہ شیر بیشۂ جرأت یکہ و تنہا ہزارون سے لڑ رہا ہی جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تعریف کرنے لگا کہ ای شہریار سبحان اللہ کیا جرأت و لیاقت ہی شکر کرتا ہون کہ خدا نے ایسا افسر عطا کیا کہ جو بے مثل و بے نظیر ہی حُسن مین رشک ماہ منیر ہی آج بڑی خوشی حاصل ہوئی عرصۂ دراز کے بعد رہا ہوا ان بیحیاؤن نے بڑے صدمے دیے آب و دانہ بند کیا تھا سے کوئی بات نہ کرتا تھا یہ وہ ہی ہمارے ملازم ہین کہ ہمیر بدعت کرتے تھے مگر صبر کیا جبر اختیار کیا آخر خدا نے یہ انجام دکھایا یہ کہکر ہاتھ ہلا دیا کئی سی کے سر اُڑ گئے معلوم ہوا کہ باد خزان چلی پتے درختون سے گرے اُنکو مار کر شاہزادے کے قدمون سے لپٹا اپنی مصیبت یاد کر کے بہت رویا نور الدہر نے پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ ای سکندر ثانی اب وقت فرحت قریب آیا پھر وہ ہی سلطنت اور اپنا طلسم ہو سکندر ثانی بہت خوش ہوا کہا کہ ای شہریار اب آپ تلوار نیام مین کرین غلام سمجھ لیگا یہ کہتا ہوا قریب سنگپاش کے پہونچا اُسنے جو سحر کیا سکندر ثانی نے کلائی پکڑ لی کہا کہ کیون او نمک حرام اُس بیحیا نے دعوی خدائی کیا تم سب نے اطاعت کی

خوف خدا نہ کیا اب پروردگار نے پھر ہمکو سرفراز کیا طلسم کشا مہربان ہوا ہمکو آکر چھڑایا ہم نے
اُنکی اطاعت کی سنگپاش نے چاہا کہ قدمون پر گرون سکندر نے ایک تمانچہ مار دیا کہ سر اُس
خود سر کا اُڑ گیا مرتے ہی سنگپاش کے تمام ساحر اور افسران فوج فریاد کرتے ہوے دوڑے
عرض کرتے تھے کہ ای شہریار ہم وہی تابعدار ہین آپ مالک و مختار ہین اگر مناسب ہو تو خطا
ہماری معاف کیجیے ورنہ یہ سر حاضر ہین قدم اقدس پر نثار کرین سب افسرون نے جو فریاد کی
سکندر ثانی رُک گیا افسرون کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا یارو ہمکو تو رحم آگیا مگر افسوس ہی
کہ تمنے وہ ہمارے ساتھ بدعت کی کہ جسکو بیان نہین کر سکتے سب نے عرض کی کہ غلامون کو اس
سنگپاش نے اپنے سحر مین پھنسا لیا تھا اب جو یہ مری تو ہمارے ہوش درست ہوے احسانات
سرکاری یاد آئے سب بزرگون نے آپ کی سرکار مین پرورش پائی ہمپر کوئی سحر نہ کرے تو خدمت
سے منھ نہ موڑین گے اب امیدوار ہین کہ خطاے گذشتہ معاف فرمائیے ہمیشہ ساتھ رہین گے
دشمن کو قتل کرین گے جفائین سہین گے ہر ایک ملازم جو سامنے آتا ہی یہی عذر کرتا ہی کہ ہمیشہ
غلامی کرین گے سحر مین سنگپاش کے مبتلا تھے حضور کی دشمنی دل مین بستی تھی یہی چاہتے تھے کہ
آپ کے دشمنون کے ساتھ برائی کرین اب خدا نے ہمکو فخر عطا کیا کہ ملازمت خاص مین حاضر ہوے
اب تابعدار ہوے نمکخوارون مین شمار ہوا چاہتے ہین کہ آٹھ پہر غاشیہ حکم کو دوش ہوش پر
رکھین مانند غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت رہین سکندر ثانی نے سب خطا معاف کر دی
نورالدہر کا استقبال کرایا مقام سنگپاش پر آکر عرض کی کہ یہ تاج و تخت حاضر ہی بسم اللہ
تخت پر بیٹھیے یہ تاج و تخت حضور کا مال ہی نورالدہر نے کہا کہ ای سکندر ثانی خدا نے
تمکو رہا کرایا تاج و تخت تمھارا ہی ہمارے بادشاہ کو خدا سلامت رکھے جب وہ تشریف لاوین گے
اُس وقت البتہ وہ تخت پر بیٹھین گے تم لوگ ماتحت رہو گے سکندر ثانی تخت پر بیٹھا جمشید
پہلو مین آکر بیٹھا عُمدۂ وزارت اُسکو ملا سرداران نورالدہر جا بجا اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
شبرنگ سے فرمایا کہ آج خوشی کا دن ہی بادشاہ سابق سے رہائی پائی کچھ گاؤ شبرنگ نے
یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

گرم تم کتنا کرو اپنے سمند ناز کو	کب پہونچتا ہی ہمارے ہوش کی پرواز کو

ہوش اُڑتے ہین جو سُنتا ہون تری آوازکو ۔ کیا ترے پردے سے نسبت پردہ ہاے سازکو
میری چاہت سے کیا آگاہ اُس طنازکو + ہی بجا سمجھون ذلیل اپنے دلِ غمازکو +
نالے کرآتا ہون ہرشب زیر دیوار اسلیے ۔ بھُول جائے تا نہ وہ کافر مری آوازکو
ہین لگائے کان مثلِ روزنِ دیوار ہم ۔ کب سُنین گے اُس پری کے پانوُن کی آوازکو
کود کا نہ ہوتے ہین مُردے بھی کاندھون پرسوار ۔ جانتے ہین ایک ہم انجام اور آغازکو
امتیازِ حق و باطل خود ستاؤن کو کہان ۔ کیون نہ فرعون ایک سمجھے سحر اور اعجازکو
ناتوانون سے زبردستون کے بازو ہین قوی ۔ وِرد ہوتا ہی کبادے ہی سے تیر اندازکو
جانورسے بھی مرا صیاد کرتا ہی حجاب + اسلیے رکھتا ہی اکثر بند چشمِ نازکو +
بال اُس کافر کے عارض پر نظر آتے نہین ۔ پر ہوے تیار میری روح کی پروازکو
کرتے ہین مشہور اُس محبوب کا مجکو عدو ۔ میرے دشمن بھی نہان رکھتے ہین میرے رازکو
گُل تو سب ہوتے ہین سبزے سے مگر ای بلبلو ۔ اُس گُلِ عارض پہ دیکھو سبزے کے آغازکو
رتبۂ عالی کوئی پاتا نہین تقلید سے ۔ کیا خلیل اللہ سے نسبت ہی آتشبازکو
دل اگر ہوتا ہی نالان مین سمجھتا ہون غنا ۔ سازِ عشرت جانتا ہون طالعِ ناسازکو +
میری غزلون کی چمن بندی جو دیکھے اک نظر ۔ پھر نہ خوش آئے گلستان بلبلِ شیرازکو
بلبلین کیا ہین جو وہ صیاد آئے باغ مین ۔ بھُول جائین طائرِ رنگِ چمن پروازکو
پھیر لایا جذبِ دل اُس شعلہ رو کو راہ سے ۔ دیکھین منکر رجعتِ خورشید کے اعجازکو
عالمِ سودا مین ہی ہمکو غنا شورِ جنون ۔ جانتے ہین سازہم زنجیر کی آوازکو +
جسنے ای ناسخ بساطِ ابر پر رکھا قدم ۔ عرش کہتے ہین اُسی کے فرشِ پاانداز کو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ سکندر ثانی نے عرض کی ای شہریار اب فکر لوح واجب و لازم ہی اگر مناسب وقت ہو تو حضور ایک دن کی مجکو مہلت دین جابجا میرے امرا و وزرا قید ہین اس جرم پر کہ اُنھون نے میری محبت نہین چھوڑی لہذا غلام جائیگا اور جاکر اُنکو رہا کریگا غلام نے تو آرام پایا وہ بھی قید سے رہا ہون سب تباہی مین ہین اس بے حیا بقراط ثانی نے ایسی بدعت کی کہ ہمکو عرض نہین کرسکتا ہزارہا بندگان خدا بے خطا قید ہوے بہت سے مارے بھی گئے جس روز اسنے

بلوہ کیا ہی اُس روز ہر گلی کوچے مین تلوار چل رہی تھی ثابت قدمان کوے محبت اس طرف کے خوب
خوب لڑے مگر مین تو گرفتار ہو چکا تھا کسکے بھروسے پر جانبازی کرتے آخر گرفتار ہوے اس بجیلانے
سب کو بلوایا سوال کیا کہ ہمکو سجدہ کرو اُن لوگون نے جواب دیا ہم جانتے ہین تجکو کہ تو شعبدہ باز
وحیلہ ساز ہی کبھی تجکو سجدہ نہ کرین گے تب اُسنے حکم دیا کہ لیجاکر سب کو قید کرو غلام جاکر جو زندہ
ہین اُنکو رہا کرے جو مر گئے خدا اُنکا انجام بخیر کرے عدم مین راحت پائین قبر مین لطف اُٹھائین
نور الدہر نے فرمایا کہ بسم اللہ اگر حکم ہو تو سردارون کو ساتھ کرون سکندر نے عرض کی کہ
حضور کا اقبال ساتھ ہی دامن دولت ہی اور میرا ہاتھ ہی مگر شعلۂ جوالہ نے عرض کی کہ کنیز حضور
کے ساتھ ضرور چلیگی ہر چند کہ سامنے حضور کے کسی کی سرکشی نہ چلیگی مگر یہ کنیز ساتھ رہیگی دشمنون کو
سمجھائیگی سکندر ثانی نے شعلۂ جوالہ کو ساتھ لیا طاؤس پر سوار ہو کے روانہ ہوے مگر شعلۂ جوالہ
آگے بڑھ گئی راہ مین صحراے آتش فشان ملتا ہی آتش فشان جادو وہان کی حاکم ہی اور
زبرجد جادو وزیر اعظم سکندر ثانی کا وہان قید ہی آتش فشان کے پاس ملکہ شعلۂ جوالہ
پہونچین آتش فشان نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم آج آنے کا کیا باعث ہوا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ای
آتش فشان کچھ خبر ہی کہ کیا انقلاب ہوا ہی سنگپاش قتل ہوئین بادشاہ سابق نے قید سے
رہائی پائی اب تمکو مناسب ہی کہ بڑھ کر شہنشاہ کا استقبال کرو خطا اپنی معاف کراؤ اب میان
بقراط ثانی کی خدائی نہ رہیگی لوح طلسمی کی تلاش ہی آتش فشان جادو یہ سُن کر کانپنے لگی
کہا کہ ای ملکۂ عالم تمنے بڑا احسان کیا مین آگاہ ہوئی اُسی وقت اپنے مقام سے اُٹھی زبرجد جادو
کو قید سے رہا کیا تخت پر سوار کرکے بہ اعزاز و اکرام لیکر روانہ ہوئی تھوڑی دور چلی تھی کہ دیکھا
سکندر ثانی طاؤس پر سوار آتا ہی مگر سحر تیار کر رہا ہی شعلۂ جوالہ نے لاکر آتش فشان کو قدمون
پر گرایا سکندر ثانی نے پشت پر ہاتھ رکھا زبرجد وزیر بھی ہمراہ ہوا اب صحراے گلگون حصار
کی طرف چلے گلگون خوشرنگ وہانکی حاکم ہی سکندر ثانی نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ جو حرکت
وفاداری کی آتش فشان نے کی گلگون خوشرنگ ایسا نہ کریگی وہ بڑی مکارہ ہی میرے
گھر کی مدار المہام تھی جاکر بقراط کی شریک ہو گئی وزیر ثانی میرا اُسی کی قید مین ہی حاکم بن کے
بیٹھی ہی وہ میری اطاعت کیونکر گوارا کریگی ضرور فساد برپا کریگی تم اُسے سمجھانے نہ جاؤ یہ سُن کر

شعلۂ جوالہ نے کہا کہ کنیز کو جانے دیجیے اگر نہ مانے گی تو کیا نقصان ہوگا سکندر ثانی کو بخوبی سمجھا کر شعلۂ جوالہ طرف صحراے گلگون حصار کے چلی عقب مین سکندر ثانی روانہ ہوا نور الدہر قلعۂ سنگپاش پر فروکش ہین ذکر ان سب کا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان شاہزادۂ غضنفر بیان ہوتے ہین باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا - ساقی نامۂ مصنف

مرے ساقیا آج تو تیز ہون
کہ مشتاق جام جنون خیز ہون
مجھے سیر صحراے الفت دکھا +
کہ رنگ خزان کا ہو دور ادا
ہر اک دشت بالکل جنون خیز ہے
کہ قیس جہانگیر بھی تیز ہے +
نہالان صحرا ابھی ہین سبز پوش
اُڑاتی ہے بلبل ہر اک گل کے ہوش
وہ جھکارتی ہے بشاخ جنون
کہ ہوتا ہے اس غل سے عاشق کا خون
ہر اک گل ہے یاروے محبوب ہے
ادائے گلستان بہت خوب ہے
مرے ساقی جم حشم دلربا +
مجھے جام صہباے الفت پلا
ہین مشتاق رندان میخوار بھی
کہ ہے رنگ پر آج گلزار بھی +
وہ ہو داستان خجستہ شعار
کہ ہو بلبلو نکو گمان بہار
جنون خیز صحراے پر ہول ہے
کرین بلبلین راہ الفت کو طی
لکھون وہ مضامین رنگین بیان
کہ حیران ہو بلبل بوستان
چہرۂ دیوانگان صحراے جانبازی و مشتاقان جہاد سربازی

اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگاران شیرین نژاد + نگارندہ احوال لطف جہاد + راوی شیرین بیان تحریر کرتا ہے کہ جب غضنفر بن اسد نے دیکھا کہ کل فرزندان صاحبقران خود صاحبقران واسطے فتح کرنے طلسم خیال سکندری گئے صحرا مین اُترا ہوا تھا بیٹھے بیٹھے وحشت ہوئی گھبرا کر رفیقون سے کہا کہ بھائیو تمنے سُنا اور دیکھا کہ سب صاحب براے فتاحی طلسم خیال سکندری گئے ہین مین صحرا مین فروکش ہون اس وجہ سے لشکر مین نہین جاتا کہ نانا جان تقاضا کرین گے کہ تحفہ جات ملک فرعونیہ خورشید کو دیدو اور مین یہ تحفہ جات ہرگز نہ دونگا مگر عیار طرار کی زبانی معلوم ہوا کہ سب صاحب تشریف لے گئے مجکو کیا نامرد سمجھے ہین نانا جان اپنے مقام پر رہتے مجھسے کہلا بھیجتے مین جا کے سمجھ لیتا یہ کہکر بوق ترکی بجایا مرکب باد رفتار پر سوار ہوے بہ یلغر چلے کئی دن کے بعد لوٹتے مارتے جس قریے مین پہنچے

زمیندار سے کہلا بھیجا آج ہماری تمہارے یہان دعوت ہی اگر اُسنے قبول کر لیا تو بہتر ہوا نہین تو
رات کو لوٹ لیا ایک دشت مین جاکر لشکر اُترا لوٹ مار کر لائے تھے رات بھر ناچ رہا صبح کو
فرمایا کہ صاحبو تم سب آرام کرو مین شکار کھیل آؤن سبنے کہا کہ ای شہریار نئی اقلیم مین آپ
آئے ہین یہ سرحدین کہ جنکو آپ نے طی کیا متعلق خیال سکندری ہین فرزندان امیر انکو
فتح کر گئے ورنہ ان صحراؤن مین آپ کا گذر نہ ہوتا سمجھ کر شکار کو جائیے گا غضنفر نے کہا کہ
جس مقام پر بلا ہوگی اُسی مقام پر جائین گے اُس مقام کو مٹائین گے یہ کہکر واسطے شکار کے
چلے ہمراہ دو ندہ عیار ساتھ ہی صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے ایک آہو کو آکر شکار کیا زیر نخل
آکر ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک آہو تیر خوردہ سامنے آیا غضنفر نے تیر مارا وہ
آہو گرا غضنفر نے اُس آہو کو بقربانی پہونچایا قصد ہوا کہ اسکو اُٹھا کر شکار بند سے باندھون
کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار مرصع پوش مادیان پر سوار غضنفر کے سامنے آکر پہونچا
کہا کہ او اجل گرفتہ تونے یہ کیا غضب کیا کہ ہمارے شکار کو شکار کیا اسکو اُٹھا کر لے چل ہمارے
مقام پر پہونچا دے ورنہ تجکو شکار کرونگا جان بچینا دشوار ہوگی غضنفر دیوانہ مزاج ہے
جاہلون کے سرکا تاج ہی بغصہ جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی نقابدار نے ہاتھ تلوار کا
مارا غضنفر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے
اُٹھا لیا بند نقاب چہرے سے ہٹا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین و جمیل دریائے
جواہر مین غوطہ زن ہی غضنفر نے جو دیکھا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا تھرا کر زمین پر گرے اُس معشوقۂ
عاشق کش نے اُسی بیہوشی مین انگشتر ہاتھ سے اُتار لی تیغۂ رومین شگاف کمر سے کھول لیا
مرکب باد رفتار قبضے مین کیا اور غضنفر کو گرفتار کر لیا لیکر اپنے باغ مین آئی آکر مسند پر نازوادا
سے بیٹھی جب غضنفر کی آنکھ کھلی تو اپنے کو گرفتار پایا ایک ساحرہ مکارہ بلائے روزگار کو دیکھا
کہ کھڑی ہی اور تحفہ جات اُسکے قبضے مین ہین کہ رہی ہی کہ او دیوانے اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو
مجکو قبول کر ورنہ اس خرابی مین ڈالونگی کہ عمر بھر مہلت نہ پائیگا غضنفر نے جواب دیا کہ او چیا
کیا بکتی ہی کیون شامتین آئی ہین یا تو دو روپے زیبا دکھایا یا یہ کالی صورت تیری جانب دیکھکر
تجکو تکا بھی نہین کہ میرا تھوک خراب جائے یہ سُنکر شریر جادو بہت جھلائی کنیزین بھی اسکی آئین

کنیزون سے کہا کہ صاحبو یہ مجکو قبول نہین کرتا مین اسکو کہکشان جادو کے پاس روانہ
کرتی ہون وہ تسخیر کرکے خدمت خداوندمین بھیج دین گی یہ کہکر غضنفر کو ایک تخت سحر پر سوار
کیا انگشتر مہر و ماہ و تیغۂ روئین شگافت و اسپ بادپا کنیزون کے سپرد کیا اور ایک
عرضی اس مضمون کی لکھی کہ ای ملکہ کہکشان جادو یہ نواسا صاحبقران کا قریات کو تباہ
کرتا ہوا میری سرحد مین پہونچا مین نے ایسا دیوانہ کیا کہ بیہوش ہو گیا اُس بیہوشی مین مین نے
یہ تحفہ جات لیے ورنہ یہ بڑا دلیر ہی بیشۂ جرأت کا شیر ہی کسکی مجال ہی کہ اسپر نگاہ ڈالے حضور یہ
تحفہ جات بھیجتی ہون یہ تحفہ جات نایاب ہین انکو بہت احتیاط سے خدمت خداوندمین بھیجنا
یقین ہی کہ قدرت ان تحفہ جات کو درست کرین گے پھر اس شخص کا یہ زور نہ باقی رہیگا انہین
تحفہ جات کی وجہ سے کوئی شخص اس سے مقابلہ نہین کر سکتا یہ عرضی لکھ کر کنیزون کو دی اور قید
غضنفر مع تحفہ جات روانہ کردی مگر کہکشان جادو دختر آفتاب بلند سایہ کہ مالک دربند
محراب ہی اُسکو خبر پہونچی کہ شریر جادو نے نبیرۂ صاحبقران کو جسپر کوئی دست انداز نہین
ہو سکتا تھا بمکر گرفتار کیا قید اُسکی میری طرف آتی ہی اسنے اپنے باپ کو عرضی لکھی کہ ای والد نامدار
قید نبیرۂ صاحبقران عالی وقار میرے قلعے مین آتی ہی جو حکم ہو وہ بجالاؤن آفتاب بلند سایہ
نے جواب دیا کہ ای نور نظر تم دربار مین رہنا ما بدولت وقت پر آجا دین گے اور جو مناسب ہوگا
وہ کیا جائیگا تم لینے نہ جانا اور نہ اُس شخص پر نگاہ ڈالنا مین آکے سمجھ لونگا مگر شہر کو آئینہ بند کراؤ
دوکانین رنگواؤ تماشا دیکھنے چوک مین جاکر ٹھہرنا مین وقت پر آؤنگا یہ نامہ کہکشان کو پہونچا
کہکشان نے سر جھکا لیا اور کنیزون سے کہا کہ اسکا کیا سبب ہی کہ والد نامدار منع کرتے ہین
کہ تم آمد نبیرۂ صاحبقران نہ دیکھنا چوک والا مکان آراستہ کراؤ ہم جاکر اُس ہین ٹھہرین گے
واضح رہے کہ کہکشان جادو نہایت حسین وجمیل ہی چوک کے مکان مین آکر ٹھہری چلمنین پڑی
ہوئی ہین آپ تخت پر بیٹھی ہی بازار آراستہ ہی دوکانین وغیرہ رنگی ہوئی ہین کسبیان کوٹھون پر
لباس زرق و برق پہنکر بیٹھی ہین ہر طرف گانا ہو رہا ہی اور ان اشعار کی تانین اُڑ رہی ہین قطعہ

دیکھی نہین جہان مین مثلِ نگاہِ یار تیغ ✤ ہوتی نہین ہی جسطرح ہمسر ذوالفقار تیغ
مرگ کی ہی جو بیخودی مستی عشق ہی یہی ✤ موج شراب مجکو تھی یار کی آبدار تیغ

ابروِ یار اور غمزہ کرتی ہی آج مجکو قتل
قتل کیا ہی بے خطا تو نے جو مجکو بے وفا +
جوہر دل مین ہی عیان دیدۂ منتظر کی شکل
غیر ہی سخت جان مگر نالے جو یان ہین شعلہ ور
تیغ نگاہِ یار کا جب سے ہوا ہی غلغلہ +
دوست جو ہی دلا کبھی اُس سے نہو گی دشمنی
زخمون سے غیرتِ چمن کسکا کیا ہی نخل تن +

آتے ہین تیر متصل پڑتی ہی بار بار تیغ +
جوشِ سرشکِ خون ہوا اڑتی ہی بار بار تیغ
رکھتی ہی دستِ یار مین میرا ہی انتظار تیغ
پڑتی ہی جبکہ سنگ پر ہوتی ہی شعلہ بار تیغ
خوف سے مثل شاخِ بید رہتی ہی بیقرار تیغ
آکے گلے جو لگ گئی کرتی ہی مجکو پیار تیغ
آج برنگِ شاخِ گل رکھتی ہی جو بہار تیغ

ہلڑ آمد کا ہوا اول چند شتر سوار ہٹو ہٹو کرتے ہوے گذر گئے کہکشان دیکھنے لگی چلمن کو ہٹا دیا کرسی پر آبیٹھی تماشا دیکھ رہی ہی کہ یکایک ہلڑ ہوا قیدی بگڑ گیا کہکشان نے کسی کنیز سے کہا کہ ذرا بڑھ کر دیکھ تو یہ ہلڑ کیسا ہی کنیز نے بڑھ کر جو دیکھا ارابے پر ایک آفتاب عالمتاب سبزہ آغاز ہو رہا ہی آتش رخسار سے نور قدرتِ ربِ ودود ہویدا ہی آنکھین رشکِ دیدۂ غزال ابرو ہلال غصے سے چہرہ سُرخ ہو رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ رنگ چہرے سے ٹپکا چاہتا ہی کنیز نے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ قیدی ساتھ والون سے کہتا تھا کہ مقام چوک ہی ہر شہر کا چوک اچھا ہوتا ہی ارابہ ٹھہرا لو ہم بھی تماشا دیکھ لین اتفاق سے اس شہر مین آیا ہون نگہبانون نے انکار کیا کہ ہم نہ ٹھہرین گے بادشاہ آنے کو ہین بس قیدی کی ابرو ن پر بل پڑ گیا بگڑ کر کہا کہ ہم نجائینگے حضور اُس طفل نے لنگر مارا ہی کہ ارابے کے پہیے دھنس گئے بیلون کے پانون ٹوٹے جاتے ہین سڑاکا رسیون کا پڑ رہا ہی نیزہ دارون نے نیزے جسم سے اُس جوان کے ملا دیے ہین اسی کا ہلڑ ہی یہ سنکر کہکشان اُٹھی ٹہلتی ہوئی دوسرے کمرے مین آئی سر جھکا کر دیکھا کہ ایک جوان کمسن آفتاب جمال خورشید مثال ابرو رشک ہلال آنکھین غیرت دیدۂ غزال بگڑا ہوا ہاتھ ٹیکے ہوے بیٹھا ہی نیزہ دارون نے نیزے جو سینے سے ملا دیے ہین خون کے قطرے جسم سے ٹپک رہے ہین مگر اُس جوان کو کچھ خوف نہین بیخوف کہتا ہی تم سب مل کر نیزے مار دو سر کاٹ لو جب بخوبی تماشا دیکھ لین گے تب بڑھین گے کہکشان نے جو جمال بیمثال دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا ہاتھ پانون مین رعشہ پڑ گیا ہر چند اپنے کو روکا مگر نہ رک سکی غش کھا کر گری کنیزون نے جو ہلڑ کیا غضنفر نے بھی سر اُٹھا کے دیکھا

کہ ایک نازنین حور خصال پری جمال بدحواس ہوکر گری ہی بیہوش ہوگئی ہی کنیزین اُٹھانے مین
مصروف ہین کوئی گلاب و کیوڑہ سُنگھاتی ہی کوئی اپنے کو وارتی ہی کوئی بیقرار ہوکر پکار رہی ہی
غضنفر بھی تھرائے حضرت عشق نے اپنا لطف دکھایا مگر کمال غصہ تھا لنگر نہ اُٹھایا کنیزین اُٹھاکر
کہکشان کو لے گئین یکایک آسمان پر ابر سیاہ چھایا تمازت و حرارت آفتاب بڑھی اس درجہ
دھوپ نے تیزی دکھائی کہ نخل خشک ہوگئے قصر تھرانے لگے ایک دناٹا ہوا ابر پھٹا سب نے دیکھا
کہ آفتاب بلند سایہ تخت پر سوار کئی ہزار ساحر پشت پر مگس رانی کرتے ہوے نمایان ہوا پوچھا کہ
یہ کیا ہلڑ ہی سب نے کہا کہ حضور قیدی بگڑ گیا ہی نہین چلتا آفتاب نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور
غصے مین جواب دیا کہ قیدی کیا بگڑ سکتا ہی جیسے ہی آفتاب نے اشارہ کیا ارابہ کھڑکھڑاتا ہوا
چلا ہرچند کہ غضنفر نے زور کیا مگر سحر سے کچھ زور نہ چلا آفتاب بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا کہا
قیدی کو لاؤ ملازمان آفتاب سر زنجیر تھام کر غضنفر کو سامنے آفتاب بلند سایہ کے لائے
غضنفر نے آکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی آفتاب بہت بگڑا اگر کہا کہ مین مجبور ہون
قتل نہین کرسکتا جب تک قدرت حکم نہ دین صاحبزادی کہان ہین ہمنے حکم دیا تھا کہ بارگاہ
مین ٹھہرنا کنیزون نے عرض کی کہ تشریف لاتی ہین کہ ابر فیروزئی آسمان پر چمکا ملکہ کہکشان
آکر پہونچین مگر رنگ رو متغیر و متحیر چہرہ اُداس عالم یاس کنیزین ہرچند شگفتہ کرتی ہین مگر کہکشان
حیران حیران کنیزون کی جانب دیکھ رہی ہین باپ کو جو دیکھا کہ برہم بیٹھا ہی تخت سے اُتری
برائے سلام خم ہوئی چاہا کہ قدمون کو بوسہ دون لڑکھڑاکر گود مین گری آفتاب نے ہان ہان
کہکر سنبھال لیا پیشانی کو بوسہ دیکر کہا کہ کیون نور نظر خیر تو ہی کہکشان نے کہا کہ ای والد
نامدار مین نے کبھی کسی قیدی کو اس طرح گرفتار نہین دیکھا تھا طبیعت کو ایک ہول ہی کر
کیا تدبیر کرون آفتاب نے کہا کہ ای نور نظر اس جوان کی جانب نہ دیکھنا یہ لوگ سحر نگاہ
ہین انپر نگاہ پڑی اور بلا مین پھنسین پھر رہائی دشوار ہوگی یہ تحفہ جات آئے ہین انکو خزانے
مین رکھوا اور اس قیدی کو قیدخانے مین بھیجتا ہون حفاظت سے رکھنا مین جاکر خداوند کو عرضی
روانہ کرونگا جیسا قدرت حکم دین گے ویسا کرونگا کہکشان بہت خوب کہا کی مگر
آفتاب بلند سایہ نے اپنے ساتھ کے سردار شمار جادو کو حکم دیا کہ دو ہزار ساحر ساتھ لیجاکر

اسکو قید کرو مگر خبردار کوئی قید خانے مین نہ آنے پائے حفاظت بہت اچھی طرح کرنا مجکو خیال ہی کہ میرے ملک مین کوئی فتور نہ پڑے بدنامی نہ ہو شمار جادو قید غضنفر کی لیکر چلا مگر یہ پوچھا کہ ای شہنشاہ کسکو آپکا حکم ہی اور کسکی ممانعت ہی آفتاب نے حکم دیا کہ اپنا بیگانہ کوئی نہ آنے پائے آٹھ پہر مین ایک مرتبہ آب و دانہ دینا بہت تکلیف پہونچانا اگر قید مین خود بخود مرجائے تو یہ بلا دفع ہو کتاب مین لکھا ہی کہ اس شخص کی ذات سے بڑے بڑے صدمے پہونچین گے دیکھیے انجام کار کیا ہو بی شمار جادو نے اپنے سر کی بلا میرے سر ٹالی یہ کہکر تھوڑی دیر ٹھہرا کہکشان کو بخوبی سمجھا کر تخت پر سوار ہوا اور روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے کہکشان رونے لگی کنیزون نے پوچھا کہ واری خیر تو ہی کہا کہ صاحبو کیا پوچھتے ہو اپنی عجب کیفیت ہی اور یہ صورت ہی نظم

بے یار کس طرح نہ نظر آئے گھر اُداس ٭ وحشت ہو کیون نہ دیکھ کے دیوار و در اُداس
کیا جانے کیا جواب خطِ شوق کا ملا ٭ آتا ہی کچھ اُدھر سے مرا نامہ بر اُداس ٭
کیا آج یاس ہو گئی تاثیر گریہ سے ٭ یون تجکو دیکھتے تھے نہ ای چشمِ تر اُداس
اندھیر ہی نہ آیا شبِ وعدہ بھی صنم ٭ ہمسے زیادہ شمع رہی رات بھر اُداس
دیکھین دکھائے آج شبِ انتظار کیا ٭ جلتا ہی شام ہی سے چراغِ قمر اُداس
تڑپا رہی ہی دل کو اگر اُس کی شوخیان ٭ پھر کیون ہی میری آہ کا رنگِ اثر اُداس
نکلا تھا لیکے جسکو ترا شوقِ جستجو ٭ آئی ہی پھر کے آنکھ مین کیا وہ نظر اُداس
بیشک ہو کچھ کسی سے مکدر کہ تما شوخ ٭ بیٹھے اُداس بزم مین او راسقدر اُداس
اول تو دیکھین صبح شبِ وصل یار ہم ٭ پھر ای فلک سحر بھی تو ایسی سحر اُداس
محفل کا عاشقون کے بھی ہی رنگ دیدنی ٭ کوئی اِدھر اُداس ہی کوئی اُدھر اُداس
سب چھپے بھلائے ہمین اُس کی یاد نے ٭ ایک ایک بات رکھتی ہی دو دو پہر اُداس
اظہار درد کون کرے آہ و نالہ کون ٭ ہم چُپ دلِ ستم زدہ ساکت جگر اُداس
ساری جلال بھول گئے اپنی شوخیان ٭ افسردہ یون ہوے وہ مجھے دیکھکر اُداس

کنیزون نے عرض کی کہ واری لونڈیان نہین سمجھین اُداس تو حضور بے شک ہین مگر باعث اُداس ہونے کا کیا ہی لونڈیون کو معلوم ہو تو اُسکی تدبیر کرین ہم لوگ آخر کس واسطے ہین تردد نہ کیجیے

ملکہ نے آنکھوں مین آنسو بھر کر کہا کہ مین جانتی ہون تم خیرخواہ دولت ہو مگر مقدمہ وہ نازک ہی
کہ زبان سے نکالتے خوف آتا ہی اگر والد کو خبر ہو گئی تو آفت برپا کرین گے انکا سحر کون روسکتا
ہی آمد کو اُنکی دیکھا کہ زمین کانپنے لگی نخل خشک ہو گئے تھے کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون گلچہرہ
وزیرزادی نے دست بستہ عرض کی کہ لونڈی کچھ کچھ سمجھی ہی مگر بسبب رعب و داب کے کچھ کہہ
نہین سکتی مجھکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ حضور کسی پر عاشق ہوئی ہین اسی وجہ سے چہرہ اُداس ہی اور
آنکھون مین آنسو بھرے آتے ہین شعر بھی آپ نے وہ پڑھے کہ نشتر بنکر کلیجے مین چبھے ہمسے فرمائیے کہ
ہم انتظام کرین ورنہ دشمنون کی جان کا ضرر ہی دل کو خوف آتا ہی ہماری کون خبر لیگا ہماری عزت
و آبرو آپکی ذات سے ہی ہمکو کون پوچھیگا ملکہ نے وزیرزادی کا ہاتھ تھام لیا ایک کمرے مین
لے کر آئین کہا کہ ای گلچہرہ کیا پوچھتی ہی دل اپنا قابو مین نہین جی چاہتا ہی چیخین مار کے روؤن
دل کو غم سے خالی کرون مگر کچھ بن نہین پڑتا والد ماجد صاف صاف فرما گئے ہین کہ چند شاہزادیون
نے وہ بے اعتدالی کی کہ طلسم کشا طلسم مین آگیا اب کیا ہو سکتا ہی دیکھیے انجام کیا ہو خرابیان
درپیش ہین قدرت کو کیا پس و پیش ہین اور یہ بھی فرما گئے ہین کہ اس جوان کے ہاتھ سے بڑے
بڑے کارنمایان ہونگے ہم لوگون کو صدمے پہونچین گے وزیرزادی نے کہا کہ واری چل کے
دیکھ آیئے اس حیلے سے دل کو سمجھائیے کسی قدر تو بیتابی کم ہو مثل زلف دل نہ برہم ہو ملکہ نے کہا کہ
آخر کیونکر جائین نگہبانون کو والد حکم دے گئے ہین کہ کسی کو قیدخانے مین نہ آنے دینا گلچہرہ نے
کہا کہ کھانا آغشتہ بدارو بیہوشی پکوائیے مین جاکر نگہبانون سے کہون کہ یہ کھانا ملکۂ عالم نے
بھیجا ہی یہ کھانا نذر کا ہی اس کو کھا لو وہ کھاکے سب بیہوش ہونگے اُنکو قتل کیجیے گا ایک نظر
دیکھ لیجیے گا ملکہ نے وزیرزادی کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای گلچہرہ تو نے خوب تجویز کیا اس حیلے
سے دیکھ کر چلے آوین گے نگہبان قتل ہو جائین گے کون آگاہ کریگا کنیزون کو حکم دیا کنیزون نے
کھانا آغشتہ بدارو بیہوشی تیار کیا گلچہرہ ڈولی مین سوار ہوئی کہکشان لباس سیاہ پہن کر
کنارے کنارے چلی کنیزون نے خوان سر پر اُٹھالیے قیدخانے کیطرف چلین اور ریحان شمار جادو
دو ہزار جادوگرون کو ساتھ لیے بیٹھا ہی نگہبانی کر رہا ہی روشنی کو دیکھ کر آواز دی کہ
کون آتا ہی وزیرزادی نے ڈولی بڑھا کر کہا کہ ارے اندھے ہمکو نہین جانتا ملکہ کے سر مین خلل تھا

نذر مانی تھی کہ قیدیون کو کھانا کھلاوینگے تو مین یہ کھانا لیکر آئی ہون شمار جادو نے کہا کہ یہ قیدی گنہگار ہین رات کو دروازہ نہ کھولینگے وزیرزادی نے کہا کہ تم سب مل کر کھالو ملکہ سے کہدینگے کہ حضور قیدی کو بھی کھلا آئے شمار جادو یہ بات سنکر خوش ہو گیا اُٹھکر خوان کھولے کھانا عمدہ گرماگرم سب کو تقسیم کرنا شروع کیا وزیرزادی نے کہا کہ صاحبو یہ کھانا نذر لات و منات ہی ٹکڑے ٹکڑے اسکو کھاؤ ہلڑ ہو گیا کوئی کہتا ہی کہ مین جمعدار ہون میرا دُہرا حصہ ہی کوئی کہتا ہی کہ مین رسالہ دار ہون وزیرزادی نے سب کو تقسیم کیا سب ملکر کھانا کھانے لگے اور بنہلاتے جاتے ہین کوئی کہتا ہی وزیرزادی مجکو دیکھتی ہی کوئی کہتا ہی کہ خبردار نام نہ لینا ورنہ تلوار مارونگا دوسرے نے جواب دیا کہ کیا مین تمسے کمتر ہون تلوارین آپس مین کھینچ گئین جوتی بیزار ہونے لگی تھوڑے سے عرصے مین سب لڑ بھڑ کر بیہوش ہوے ملکہ گوشے سے نکلین کہا کہ ای وزیرزادی تو ان سب کو قتل کر بین جب تک دیکھ آؤن وزیرزادی اور کنیزین مل کر سب کو قتل کرنے لگین ملکہ نے قفل کاٹا غضنفر ایک دیوانہ آدمی ہین اُنکے لیے یہ قید و بند سر زنجیر پر خم کیے بیٹھے ہین دروازہ جو قیدخانہ کا کھلا جس مہ جبین کو چوک مین دیکھا تھا اُسی نازنین کو آتے ہوے دیکھا غضنفر نے ہاتھ پھیلا کر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان آؤ گلے سے لگ جاؤ دل بہت بیقرار ہی یہ کیفیت ہی

نظم

اشک کیونکر نہ بہین سن کے بھلا زاریِ دل　رحم آتا ہی بہت دیکھ کے ناچاریِ دل
بیچتا ہون ترے ہاتھون فقط اک بوسے پر　لے اگر تجکو ہی منظور خریداریِ دل
ہو بہو حال سے اُس زلف کے ہین ہم آگاہ　سہل ایسی نہین ای جان گرفتاریِ دل
حالتِ عیش مین سب ساتھ رہا کرتے تھے　ہجر مین اب نہین کرتا کوئی غمخواریِ دل
عشق نے عقل کو کھو کرکے بنایا نادان　حیف ہی خاک مین سب مل گئی ہشیاریِ دل
ہجر مین اک بتِ بیرحم کے مین مرتا ہون　کچھ کسی سے نہین بن آتی مددگاریِ دل
کیا تکلف ہی کہ تکلیف سے آزاد ہوے　خوب ہوتی ہی مری جان گرفتاریِ دل
وصل محبوب کی تدبیر شفا سوچ کوئی　دن بدن ابتو فزون ہوتی ہی بیماریِ دل

غضنفر نے جو یہ اشعار عاشقانہ پڑھے ملکہ کو محبت اور زیادہ ہوئی آخر کو پاس بیٹھ گئی نیچے سے

ہتھکڑی کاٹی غضنفر نے قید توڑ ڈالی بغلون سے خون جاری ہوا ملکہ نے دوپٹے سے خون پاک کیا
یہان وزیرزادی نے ساحرون کے قتل سے فراغت پائی قید خانے مین آئی قریب آکر کہا کہ ای
ملکۂ عالم اب دیکھ چکین چلیے ملکہ کہکشان نے کہا کہ ای وزیرزادی انہون نے قید توڑ ڈالی
ماشاءاللہ طاقت بھی ایسی رکھتے ہین کہ قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا بغلون سے
خون جاری ہوگیا اب تمھارے نزدیک اگر بہتر ہو تو انکو لے چلین وزیرزادی نے گھبرا کے کہا کہ
حضور نے کیا وعدہ کیا تھا ایسا نہ ہو کہ بدنامی ہو اگر حال کھل جائیگا تو بڑی خرابی ہوگی باپ
آپ کے بڑے بدمزاج ہین ملکہ نے کہا کہ ای وزیرزادی جو کچھ ہو سو ہو مگر اب انکو لے چلو آخر
وزیرزادی ناچار ہوئی کہا کہ حضور کو اختیار ہی غضنفر سے اشارہ کیا یہ جھپٹ کر اٹھے ملکہ کے
ساتھ ہوے ملکہ سے نیمچہ لے لیا اکڑتے ہوے آگے آگے چلے آتے ہین سفاک مردم در بیر طلایہ
گھوڑے پر سوار آتا تھا دیکھا کہ چند سیاہ پوش اور ایک جوان آگے آگے جاتا ہی سفاک مردم در
نے پکار کر آواز دی کہ یہ کون جاتا ہی غضنفر نے جواب دیا کہ منم غضنفر بن اسد افسر قزاقان ملکہ
نے کہا کہ صاحب یہ کیا غضب کیا تمنے کیون جواب دیا غضنفر نے کہا کہ مین اسکو ابھی مارے لیتا ہون
سفاک نے بڑھ کر تیغہ مارا غضنفر نے تیغہ اسکا خالی دیکر بیٹھ کر پالٹ کا ہاتھ مار دیا چارون
پائون اسکے گھوڑے کے اڑ گئے اور ایک ہاتھ نیمچے کا اوپر سے مارا کہ سفاک کے دو ٹکڑے ہوے
جب سفاک مارا گیا تو اسکے ساتھ والے آپس مین یہ کہتے ہوے پلٹ گئے کہ یارو یہ وہی جوان
ہی جسکو کہ قید کیا تھا دور سے دیکھتے ہوے چلو کہ کہان جاتا ہی ایک ہرکارے کو ساتھ کر دیا اس
ہرکارے نے دور سے دیکھا کہ ملکہ کہکشان کے باغ مین داخل ہوے وہ سیاہ پوش بھی ساتھ گئے
غضنفر نے باغ مین آتے ہی کہا کہ ای ملکۂ عالم تمنے ہماری جان بخشی کی مگر ایک مراد اور ہی اگر تمسے
ہوسکے تو تیغہ رویین شگافت و انگشتر مہر و ماہ و اسپ باد پا لادو ملکہ کہکشان نے کہا
کہ صاحب مقام تو مجھکو معلوم ہی مین جاتی ہون اگر ملتی ہین تو یہ چیزین لاتی ہون ملکہ کہکشان
تو واسطے لینے اشیاے مذکور کے چلین مگر ہرکارہ جو پلٹا سوچا کہ چلکر آفتاب بلند سایہ سے
اطلاع کرون جب وہ حکم دینگے یہانکے ملازم گرفتار کرلین گے راتہی کو قلعۂ آفتاب نگار
کی طرف چلا لیکن اس قلعے مین فوج بہت ہی تیمار ابلق سوار کل فوج کا افسر ہی ساٹھ ہزار فوج

ہمراہ ہی ہرکارے نے اس سے کہا کہ مہر طلایہ مارا گیا کچھ سیاہ پوش تھے کہ وہ قیدی کو رہا کر کے گئے تیمار نے کہا کہ جاکے مالک سے خبر کرو جیسا وہ حکم دینگے ہم فوراً اُسکی تعمیل کرین گے تیمار ابلق سوار فوج کو تیار کیے بیٹھا ہی کہ رہا ہی کہ یارو جس کسی نے یہ خطا کی ہی اُسکے گھر کی تباہی ہوگی ہم اسواسطے تیار رہین کہ دیکھیے کیا حکم ملے جہان جائین گے اُسکو لوٹ لین گے آج تھوڑا بہت سب کو ملے گا یہ باتین ہو رہی ہین وہان آفتاب بلند سایہ اپنے تخت پر بیٹھا ہی رفیق سب جمع ہین کہ رہا ہی کہ یارو قدرت صاف صاف لکھ گئے ہین کہ جس رات کو یہ دیوانہ قید ہو گا کوئی مار آستین پیدا ہو جائیگا دیکھیے قلعۂ کہکشان مین خداوند خیر کرین مجکو خیال یہ ہی کہ ایسا نہ ہو افسر کلان شریک ہو جائے مجکو یہی بڑا خیال ہی کہ تیمار ابلق سوار پہلوان زبردست ہی جس وقت کہ وہ بگڑ جائیگا تو مشکل پڑیگی یہ ذکر تھا کہ ہرکارہ آکر پہونچا کافر نے کافر کو بد دعا دی کہ شہنشاہ کی عمر کوتاہ ہو حال لشکر تباہ ہو قطعہ ای سرت سبز تاخران بچرند + شکمت طبل تا سگان بدرند + گرز آتش ہزار رنگارنگ + برسر تو موکلان بزنند + سفاک مردم در پر کھڑا اطلایہ دے رہا تھا اُسنے دیکھا کہ چند سیاہ پوش جاتے ہین اور ایک جوان کم سن تیغ برہنہ لیے ہوے سب کے آگے ہی سفاک نے بڑھ کر للکارا اُس جوان نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا سفاک کے دو ٹکڑے کیے جب سفاک مارا گیا تو سب نے مجکو ساتھ کیا کہ جاکر دیکھو یہ جوان کہان جاتا ہی مین نے جاکے دیکھا کہ وہ سیاہ پوش اُس جوان کو ساتھ لیے ہوے باغ ملکہ کہکشان مین داخل ہوے غلام سمجھا کہ یہ لوگ باغی ہین چل کر شہنشاہ کو خبر کردن کہ شہنشاہ انتظام کرین یہ سُن کر آفتاب بلند سایہ نے تیمار ابلق سوار کے نام فرمان لکھا کہ ای پہلوان دوران جاکر باغ کہکشان کو گھیر لو اُس دیوانے کو گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کرو ہم یہان اُنکو سزا دین گے ہرکارہ فرمان لیکر چلا یہان غضنفر آکر باغ مین کہکشان کے بیٹھے ہین کہکشان واسطے لینے تحفہ جات کے گئی ہی یہ ذی اختیار ہی یہان اسکا کوئی روکنے والا نہین ہی آکر خزانہ کھولا لیکن یہان کنیزین شاہزادہ غضنفر کے بہلانے کو یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

ہوگی تا زلف دوستو سر پہ بلا چپ بھی رہو	اب نہ چھیڑو قصۂ زلفِ دوتا چپ بھی رہو
حضرت دل ہر گھڑی آہ و فغان اچھی نہین	شور سے ہوتا ہی اک محشر بپا چپ بھی رہو

غیر سے لڑتا ہون مین جسدم تو فرماتے ہین وہ
حضرتِ دل کب وہ سُنتے ہین تمھاری گفتگو
جب دمِ رخصت مین روتا ہون تو کہتا ہو وہ شوخ
ای شفیق اچھا نہین فرقت مین رہنا بہرِ وصل

جانے دو جھگڑے کو اب بہرِ خدا چُپ بھی رہو
ہی عبث یہ شکوہ جور و جفا چُپ بھی رہو
کسلیے کرتے ہو فریاد و بکا چُپ بھی رہو
اشک ریزی سے بھلا ہوتا ہی کیا چُپ بھی رہو

یہ ہنگامہ ہو رہا ہی کہ کہکشان نے جاکر تحفہ جات کو نکالا کرچلی یہان ہرکارے نے لاکر تیمار کو فرمان دیا تیمار نے اُسی وقت لشکر تیار کرایا ساٹھ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا یہان غضنفر بیٹھے گانا سُن رہے ہین کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ حضور تیمار ابلق سوار ساٹھ ہزار فوج سے آیا ہی باغ کو گھیر رہا ہی دیکھیے گرد اُڑی سوار و پیدل سب قریب آگئے یقین ہی کہ باغ مین گھس آئین سرکار کو آزار پہونچائین غضنفر نے کہا کہ مرکب تیار کرو ملکہ کا مرکب تیار تھا اُسپر سوار ہوے پنجہ ہاتھ مین لیکر باہر نکلے للکارے کہ او بچیا آگے نہ بڑھنا منم شہنشاہ قراقان تیمار نے جو ایک طفل کو دیکھا کہ مرکب کو اُڑائے ہوے آتا ہی سوچا کہ ایسے کو مار لینا کتنی بڑی بات ہی یہ سوچ کر گینڈا بڑھایا میدان مین آکر للکارا غضنفر مرکب چمکا کر سامنے پہونچے تیمار نے بڑھ کر نیزہ مارا غضنفر نے سنان نیزے کو قلم کیا جب نیزہ قلم ہوا تو تیمار نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر گھوڑے کے مُنھ پر ہاتھ مارا گھوڑے کا مُنھ جو کٹا گھوڑے نے طرارہ بھرا تیمار نے چاہا کہ روکون نہ رُک سکا گھوڑے سے گرا غضنفر بھی گھوڑے سے کود پڑے تیمار پر برس پڑے اتنی تلوارین مارین کہ ٹکڑے اُڑا دیے جب تیمار مارا گیا غضنفر نے نعرہ کیا کہ اور کوئی تم مین ایسا ہی کہ ہمارے مقابلے کو آئے لرزان خونریز ایک افسر ہی اُسنے جو یہ جرأت غضنفر کی دیکھی عاشق ہوگیا گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا کہا کہ ای جوان مین بدل تیری اطاعت و فرمان برداری کرتا ہون مجکو ظاہر ہوا کہ تو بہادر ہی اور صاحب اقبال ہی اگر فوج والے مانینگے تو فبہا ورنہ اُنسے مقابلہ کرونگا غضنفر نے اُسے گلے سے لگا لیا اُسنے کہا کہ ای شہریار ایک بات کا مجکو خوف ہی کہ اس لشکر مین ایک افسر ہی وہ ساحر ہی اگر وہ آگیا تو مشکل ہوگی قضائے کار مرجان جادو اپنے مقام پر بیٹھا تھا چار ہزار جادوگر اسکے ساتھ ہین کہ ہرکارے نے خبر دی لرزان خونریز نے غضنفر کی اطاعت کی مرجان جادو جل گیا کہا کہ ابھی جاکے سمجھتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا

عقاب پر سوار ہوا چار ہزار ساحران غدار کو یہ تو ساتھ لیکر چلا مگر لرزان نے کل فوج کو سمجھایا کہ یارو اس شیر کی اطاعت کرو اور حلقۂ اطاعت کان مین ڈالو ورنہ خراب ہوگے فرزندان امیر سب صاحب اقبال و جلال ہین یہ سنکر سب نے آکر قدمون کو غضنفر کے بوسہ دیا کہ ایکطرف سے شعلہ ہاے آتش بھڑکے ایک جادوگر للکارتا ہوا سامنے آیا نعرہ کیا کہ منم مرجان جادو یہ کہکر مرجان نے گولہ مارا وہ جو آکر پھٹا گولے کے پھٹتے ہی دھوان نکلا سارا لشکر فریاد کرنے لگا چہار طرف ایک غلغلہ برپا ہوا نظم

طبیعت اپنی لڑکپن مین تھی جو حور پسند
اُٹھانے آپ کی یہ کون سختیان آتا
تمھارے چہرۂ روشن کو جب سے دیکھا ہی
زمانہ رکھتا ہی خواہش تمھارے آنے کی
بُرا کہین سخن آفریدہ کو کیونکر
شفیق اپنی طبیعت مین خاکساری ہی

کھلونے مٹّی کے کرتا تھا مین ضرور پسند
نہ ہوتے ہمکو دل و جان سے گر حضور پسند
نہین ہی ایک بھی ہمکو پری نہ حور پسند
کسے نہین ہو دل و جان سے ای حضور پسند
ہر اک کو ہوتا ہی آنکھو نکا اپنے نور پسند
وہ وصف اپنا کرے ہو جسے غرور پسند

مرجان نے جو دیکھا کہ اہل لشکر ہوش مین نہین ہین اور مرکب غضنفر کا بدلگامی کرنے لگا جلدی سے گینڈا بڑھایا چاہا کہ غضنفر کو گرفتار کرلون یا قتل کرون اُس وقت اہل لشکر بیقرار ہوگے پکار اُٹھے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تیری صفت کیا بیان کرین نظم

قلم چو نام الٰہی نوشت بر کاغذ
خدا بدفتر بود و کتاب موجودات
بلوح قدرت خود کرد ہر چہ حق تحریر
کجاست دفتر اسکندری و دارائی
اگر زنکتۂ وحدت خبر نمیدارد
ببین بنامۂ اعمال و اشک حسرت بار
خط ارادت و اخلاص کن رقم ہندی

نگون بسجدۂ اخلاص کرد سر کاغذ
نمود نکتۂ وحدت رقم بہر کاغذ
نشد دوبارہ ازو نقل بر دگر کاغذ
کہ در زمانہ نیابد ازان نظر کاغذ
کند سیاہ چرا مرد بے خبر کاغذ
کز آب دیدہ شود شستہ سر بسر کاغذ
سند بہ پیش خدا زین جہان ببر کاغذ

یہ لوگ تو دعائین مانگ رہے ہین غضنفر چاہتے ہین کہ مرکب کو بڑھاؤن مگر مرکب کے پاؤن زمین نے

تھام لیے ہین طارہ بھر نہین سکتا غضنفر اپنے ہوش مین نہین ہین تلوار بھی ہاتھ سے چھوٹ پڑی سپر
پشت سے گرنے لگی غضنفر بہت بدحواس ہین یقین ہو گیا کہ یہ بچیا آکر قتل کریگا زندہ نہ چھوڑیگا اس
بیقراری مین شاہزادہ بھی دعا مانگ رہا ہی کہ پہلوے صحرا سے گرد اُڑی آواز آئی کہ او مرجان
یہ کیا کرتا ہی کیون تیری قضا دامنگیر ہی سب نے دیکھا کہ ملکہ کہکشان جادو انگشتر مہرو ماہ
وتیغۂ روئین شگاف واسپ بادپا لیے ہوے پہونچین قریب غضنفر کے آکر چاہا کہ انگشتر کو
پہنادون مرجان نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی کہکشان نے پانی برسایا آگ کو بجھا دیا اپنے کو
قریب غضنفر پہونچایا انگوٹھی ہاتھ مین پہنائی تیغۂ روئین شگاف قبضہ مین آیا جست کرکے غضنفر
مرکب پر سوار ہوے سحر اُترا مرجان جادو ملکہ کہکشان کی طرف چلا غضنفر مرکب چمکا کے
سامنے مرجان کے آئے للکارے کہ او نامرد اب تو سحر کر مرجان سحر کرنے لگا آگ برسی مگر غضنفر
پر کوئی شعلہ نہ گرا مرجان نے تلوارین برسائین غضنفر سب کو روکتے ہوے قریب مرجان کے
پہونچے مرجان نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغۂ روئین شگاف پر کانٹھا اُلجھا دے سے
ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغ کا مارا مرجان نے سپر سحر کو اُٹھایا کہ ہمیشہ یہ سپر تلوار کو پکڑ
لیتی ہی مگر تیغۂ روئین شگاف جو گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کے کٹتے ہی مرجان نے چاہا اپنے کو
مرکب سے گرادون غضنفر نے لپک کر ہاتھ تیغ کا مارا کہ مرجان کے دو ٹکڑے ہوے مرجان کے
مرتے ہی وہ چار ہزار جوان کانپنے لگے مگر افسر اُن سب کا قبیل جادو کل فوج کو ساتھ لے کے بڑھا
کہکشان نے کہا کہ ای شہریار آپ ہٹ جائیے ایسا نہ ہو کہ دشمنون کو کچھ چشم زخم پہونچے مین اس
مکار کو سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر کہکشان نے فوراً اسباب سحر جھولی سے نکالا اسم سحر پڑھ کر فوج
کی طرف پھینک مارا قبیل جادو یا تو آگے بڑھا ہوا آتا تھا یا پیچھے ہٹا ملکہ نے جو اشیا پھینکے تھے اُنین
ایک مالۂ مروارید بھی تھا جیسے ہی وہ ٹوٹا چند شعلے بھڑک کر قبیل پر گرے قبیل نے اُن شعلون کا کچھ
خیال نہ کیا مگر وہ شعلے گرد پھرے قبیل کا چہرہ سرخ ہوا جوش مین پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم
مین تو تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن ملکہ نے کہا کہ ای قبیل ذرا پیچھے دیکھو قبیل نے جو پشت
پر دیکھا ایک باغ نظر آیا عندلیبان خوشنوا یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین نظم

دل ہی پُرخون بلبلِ ہمدرد کی فریاد سے	کس طرح اُسکو چھڑاؤن پنجۂ صیاد سے

فصل گل مین پھیر دے میرے گلے پر وہ چھری ✣
کیون نہ ہون محوِ تماشائے قدِ دلجوے یار
اک اشارے مین کیا قاتل نے کام اپنا تمام
مطلب دل ہو گیا پورا تصور سے مرا
غیرتِ شیرین کی فرقت مین مجھے صدمہ رہا
فصل گل آئی ہی پھر جوش جنون ہی طعنہ زن
ہی مجھے سودائے عشق سیم تن میرے لیے ✣
مثل میرے وہ بھی کیا مفتون ہی قدِ یار پر
میرے مرنے کا نہ ہرگز دوستون کو ہوگا غم
جان کھوئی بس در دلدار پر رکھ کر قدم
رات دن روتا ہون مین اُسکے تصور مین لہو
اسقدر رکنے مری جانب سے خائف کر دیا
جاکے گلشن مین سناؤن بلبلون کو یہ غزل

غزل

کیا عجب ہی طرز صیادِ ستم ایجاد سے
فاختہ رکھتی ہی الفت کسقدر شمشاد سے
تیغِ ابرو کم نہین ہی خنجرِ فولاد سے
جب کھنچا نقشہ نہ اُسکا مانی و بہزاد سے
مین بھی مر جاؤنگا تیشہ مار کر فرہاد سے
مول لینا چاہیے زنجیر پا حداد سے ✣
نقرئی زنجیر بنوائین کسی حداد سے
فاختہ دم بھر جدا ہوتی نہین شمشاد سے
ہی یقین یہ انقلاب عالم ایجاد سے
میری قسمت کو ہی نسبت قسمتِ شداد سے
نوک مژگان کم نہین ہین نشتر فصاد سے
بھاگتے ہین دور میرے نالہ و فریاد سے
سیکھ یون رنگین بیانی ای شفیق اُستاد سے

قبیل یہ رنگ دیکھ کر اور زیادہ مبہوت ہوا دوڑ کر قدمون پر گرا کہکشان نے کہا کہ جاؤ تمکو مرجان نے بلایا ہی تلوار کمر سے کھینچی ہی جادۂ راہ ہی قبیل نے تلوار کھینچی گلے پر رکھی کہکشان نے اشارہ کیا قبیل نے تلوار کھینچ لی سر کٹ گیا تسمہ لگا رہا فوج والون نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ اب ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا سب بھاگے آفتاب کی طرف روانہ ہوے آفتاب بلند سایہ اپنے مقام پر بیٹھا ہی رفیقون سے کہ رہا ہی کہ اب وہ دیوانہ آتا ہوگا آتے ہی قتل کرونگا یہ بڑا اعتراض ہی کہ ایک مدت سے فرزندان صاحبقران اس جوانی مین آئے اور جا بجا قید بھی ہوے مگر کوئی کسی مقام پر قتل نہین ہوا یہان اسکو کون بچائیگا کہکشان نے قلعے مین انتظام کیا ہوگا یہان مجھ ایسا حاکم موجود ہی کہ جسکے حکم سے سب تھراتے ہین یہ ذکر تھا کہ رونے اور پیٹنے کی آواز آئی آفتاب نے پوچھا کہ ارے یارو یہ کیا معرکہ ہی کون روتا ہی یہ کیسا غلغلہ ہی دیکھا کہ کئی ہزار ساحر بھرا ہیان مرجان جادو مین سے روتے پیٹتے ہوے سامنے آئے زیادکی آفتاب بلند سایہ نے پوچھا کہ ارے خبر تو ہی اُن سب نے کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ

اول آپ کا فرمان پہونچا بیتمار ابلق سوار فوج لیکر پہونچا باغ کو گھیرا مگر ہاتھ سے اُس طفل کے
مارا گیا پھر مرجان جادو فوج لیکر پہونچا وہ سحر کیا کہ قریب تھا اُس لڑکے کو قتل کریں بی کہکشان
نے لاکر تحفہ جات دیے پھر تو وہ جوان شعلۂ جوالہ تھا ٹوک کر مرجان کو مار الرزان خونریز بعد مرنے
بیتمار کے خود مسلمان ہوا قدمون سے اُس طفل کے لپٹ گیا اپنی خطا معاف کرائی مطیع اسلام ہوا اب
اُس جوان کے ساتھ افسر بھی ہو گئے ہین دروازے پر باغ کے سب اُترے ہوے ہین وہ جوان آمادۂ
حرب و پیکار ہی ایسا نہ ہو کہ سرکار پر لشکر کشی کرے آفتاب یہ سُن کر بہت جھلایا کہا اُسکی کیا حقیقت
ہی ایسے شخص کو بھیجون کہ اُسکی مشکین باندھ کر لائے یہ کہکر افسرون کی طرف متوجہ ہوا افسرونسے
پکار کر پوچھا کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جا کر غضنفر سے مقابلہ کرے اور اُسکی مشکین باندھکر لائے
اگر خیال ہو کہ کہکشان جادو بہ سحر شرکت کریگی تو ایسے ساحر کو بھیجون کہ اُس گیسو بریدہ کی بھی
مشکین باندھ لائے سب افسرون مین ایک دیوانہ بیٹھا ہی کہ دیوانۂ زنجیر دار اُسکا نام ہی وہ
اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای شہنشاہ اگر وہ دیوانہ ہی تو مین سودائی ہون اگر وہ پہلوان ہی تو مین
اپنے وقت کا رستم ہون سارا دیوانہ پن نکال دونگا ہوشیار کر کے لاؤنگا یقین ہی کہ ہیبت دیکھکر
کانپنے لگے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرے اور بی کہکشان کی کیا مجال ہی کہ دخل دے سکین دم بھر
مین سارے باغ کو پامال کر ڈالونگا آفتاب نے حکم دیا کہ ای دیوانۂ زنجیر دار جلد جاؤ بارہ ہزار
جوان مثل اپنے دیوانے چھانٹ کر ساتھ لیے سب دیوانے تھے پیدل چلے چوبدست کاندھون پر تھین
بارہ ہزار جوان زنجیرین ہلاتے ہوے غضنفر کی طرف چلے یہان غضنفر نے جب ساٹھ ہزار جوان
مطیع کیے لرزان خونریز کو سب کا افسر کیا بارہ ہزار جوان اُسمین سے چھانٹے صبح کو اُٹھ کر
سب کو برابر جمایا طریقے قزاقی کے بتانے لگا بوق ترکی کی صدا سب کو تعلیم کر دی کہ اس صدا پر یہ کام
کرنا جنگ مین اس طرح دوڑنا اس طرح مجمع سے نکل جانا سونٹا ہاتھ مین ہی جسنے خلاف قدم رکھا
جھپٹ کر اُسکو سونٹا مارا اس طرح بارہ ہزار جوان تیار کیے ملکہ کوٹھے پر سے تماشا دیکھا کین
دوپہر تک چھ ہزار جوان تیار کیے دوپہر کے بعد اُن چھ ہزار کو قاعدے بتائے دن بھر انھین کامون
مین مصروف رہے رات کو تھکے ماندے باغ مین آئے آکر جلسے مین بیٹھے کنیزین آئین گانا ہونے لگا
ایک نازنین نہایت شوخ و شنگ بیچ محفل مین بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

جو کہون مین زبان سے قاصد ‌ ‌ ‌ سُن لے تو اُسکو دھیان سے قاصد
ابتو مرتا ہون جان سے قاصد ؞ ‌ ‌ ‌ باز آ امتحان سے قاصد ؞
دیکھے خط کیا کہے گا سُنتا جا ؞ ‌ ‌ ‌ کچھ ہماری زبان سے قاصد
دیکھ پھر کر اُدھر سے بھی آنا ‌ ‌ ‌ تو اسی آن بان سے قاصد
کیا لکھون خط قلم بھی اُٹھتا ہی ‌ ‌ ‌ کہین مجھ ناتوان سے قاصد
میری کہو کر کچھ اُس کی بھی سننا ‌ ‌ ‌ ہاے بہرا ہی کان سے قاصد
نامۂ شوق کا جواب تو لا ‌ ‌ ‌ ہم بھی حاضر ہین جان سے قاصد
ہم نے کسکی خبر کو بھیجا ؞ ‌ ‌ ‌ گیا دونون جہان سے قاصد
مٹ گیا میری قبر کا بھی نشان ‌ ‌ ‌ پائے گا کس نشان سے قاصد
کیون نہ اُس ماہ تک رسائی ہو ‌ ‌ ‌ جب ملے آسمان سے قاصد
نہین معلوم کیون پھرا نہ جلال ‌ ‌ ‌ جا کے اُس کے مکان سے قاصد

ملکہ کہکشان سے اختلاط کی باتین ہو رہی ہین کہکشان بھی خوش بیٹھی ہی قواعد کرنے والے دروازے پر حاضر ہین سب فوج تیار ہی چھ ہزار زیر کوہ جاکر ٹھہرے ہین کہ اُنکی قواعد کا وقت ہی گھوڑے دوڑا رہے ہین طریقہ ہاے تعلیم شدہ صاف کر رہے ہین کہ یکایک لشکر مین تہلکہ ہوا ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا اُسنے آکر خبر دی کہ بھائیو ہوشیار رہنا لشکر دیوانو نکلا آتا ہی ہر ایک کا قول تھا کہ یارو غضب ہوا بڑا دیوانہ آتا ہی دیکھیے اُس سے کیا گذرے جرأت مین زور مین یکتا بڑا بہادر ہی آفتاب نے اُسکو سمجھ کر بھیجا ہی یہان جو خبر مشہور ہوئی کنیزین دوڑی ہوئین روبروے غضنفر آئین بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ حضور ایک دیوانہ ہی کہ دیوانۂ زنجیر دار اُسکا نام ہی وہ براے مقابلۂ حضور آتا ہی غضنفر نے ہنس کر کہا کہ مجکو ضرورت بھی تھی کہ چند دیوانے ساتھ ہون خدا نے وہی سامان نکالا یہ کہکر تلوار ٹیک کر اُٹھے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم مین بمقابلۂ دیوانۂ زنجیر دار جاتا ہون آپ کوٹھے سے ملاحظہ کیجیے گا ملکہ رونے لگین کہا کہ ای شہریار آپ اُس بجیا کو کیا سمجھے ہین وہ بلاے روزگار ہی ہوا سے لڑتا ہی درختون پر چوبدستین مارتا ہی جس صحرا مین وہ رہتا ہی وہ صحراے بے خس و خاشاک ہی درختون سے بالکل پاک ہی اپنے سائے سے لڑا کرتا ہی کہتا ہی یہ دشمن کہان سے آیا صدہا

چوبدستین زمین پر مارتا ہی راہگیر اُس طرف سے راستہ نہین چلتے غضنفر قہقہہ مار کر ہنسے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایسے ہی دیوانے کی مجکو خواہش تھی خوب دیوانہ ملا گردن مونڈھا توڑ ڈالونگا گیا اُسکو زچ کے جانے دونگا ہرچند کہ ملکہ روئین مگر غضنفر نے نہ مانا تیغۂ روئین شگاف تولتا ہوا باہر آیا اسپ بادپا پر سوار ہو کے دیکھا کہ اہل قواعد جمع ہین سب کو اپنے قریب بُلایا کہا کہ یارو اب وقت رقص و سرود گیا دشمن سے مقابلہ ہی اب اپنے آقا کا دیوانہ پن دیکھنا دیکھنا کہ کیا کیا حرکتین کرتا ہون دیوانے کو ہوشیار کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا سب نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار وہ بڑا بیباک ہی فنون سپاہ گری مین چست و چالاک ہی یہ ذکر تھا کہ لشکر غضنفر بھی آکر پہونچا یہ لشکر صحراے شریر جادو مین چھوٹ گیا تھا اپنے افسر کو تلاش کرتا ہوا اس طرف آنکلا غضنفر نے کہا کہ یارو مجکو نہ ڈراؤ بروقت مقابلہ تماشا دیکھنا مین اسد دیوانے کا فرزند ہون جنھون نے ہوش ربا ایسے طلسم کو فتح کیا مین قید ہو کر طلسم خیال سکندری مین آیا جسکے یہان قید ہو کے آیا اُسی کی بیٹی کو قبضے مین کیا کیا معشوقۂ دلفریب ہی جب پہلو مین بیٹھتی ہی بہت ہی خوش ہوتا ہون غرضکہ اُسپر مین بھی مرتا ہون رفقا یہ باتین سُنکر منھ پھیر کر ہنسنے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی زنجیرون کی جھنکار کان مین آئی سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ وہ دیوانہ سب کے آگے آگے چوبدست آہنی کاندھے پر رکھے بارہ ہزار جوان دیوانہ مزاج جاہل ننگے سر کے تاج پشت پر زنجیرین ہلاتے ہوے لنگر کمر مین پڑے ہوے اس زور و شور سے آتے ہین کہ تمام صحرا کانپنے لگا غضنفر نے جو دیوانۂ زنجیر دار کو دیکھا شگفتہ ہو گئے پُھریریان لینے لگے گھوڑے کو چمکایا ساتھ والون سے کہا کہ یارو ہوشیار رہو یہ کہہ کر گھوڑا چمکایا میدان مین پہونچکر گھوڑے سے کود پڑے تلوار کے ہاتھ نکالنے لگے شلنگین لگانے لگے دیوانۂ زنجیر دار نے دیکھا کہ ایک طفل کم سن میدان مین سلحشوری کر رہا ہی یہ حال دیکھ کر ساتھ والون کو ٹھہرایا کہا کہ یارو تم تماشا دیکھو معلوم ہوتا ہی کہ یہی سب کا افسر ہی اپنے نزدیک جرأت مین بہت بہتر و برتر ہی بیک ضرب چوبدست پیوند زمین کرتا ہون یہ کہہ کر قریب غضنفر آیا آئینۂ جمال دیکھ کر حیران ہو گیا کہنے لگا کہ اے آقاے سُرخ کیا ارادہ ہی مجھسے مقابلہ نہ کرو میرے ساتھ رہو تمکو بادشاہ لشکر کرونگا ملکوکو لوٹونگا میرے صحراسے کاروان نہین گذرتا اگر گذرتا ہی تو بغیر لُٹے نہین جاتا صدہا کاروان مین نے لوٹ لیے

غضنفر نے کہا کہ یہی ہمارا ابھی کام ہی اسی لوٹ مار مین نام ہی تم ہمارے ساتھ رہنا تمکو کل فوج کا افسر کرین گے یہ سُن کر دیوانے نے پھر ہریالی کہا کہ ای آقاے سُرخ یہ بیان ہیرا اس واسطے ہی کہ آپ میری اطاعت کرین بعد کلام بسیار دیوانہ زنجیر دار جھلا کر پیچھے ہٹا چوبدست کو چرخ دے کر لگائی غضنفر نے جست کر کے چوبدست خالی دی چوبدست زمین پر پڑی کہ پانی نکل آیا دیوانے نے ایک چیخ ماری آنکھون سے آنسو نکل آئے کہتا تھا کہ ہاے غضب ہوا آقاے سُرخ میرے ہاتھ سے مارا گیا کہ پہلو سے آواز آئی کہ او بے حیا کسے مارا اور کسے قتل کیا دشمن تیرا مین موجود ہون غضنفر کو جو اپنے سامنے دیکھا چوبدست پھینک کر دوڑ پڑا غضنفر نے تلوار رکھ دی دیوانے سے لپٹ پڑے دیوانے نے چنگل مارا کہ زرہ و گوشت و پوست نوچ لے گیا غضنفر نے صبر کیا مگر گردن پر ہاتھ رکھ کر ایک ہکّہ مارا کہ سر اسکا زمین سے ملا دیا دیوانے کو صدمہ جو پہونچا شانے پر غضنفر کے ایک چکت ماری کہ بوٹا مُنھ مین آگیا غضنفر نے ایک تمانچہ مارا کہ بوٹا مُنھ سے گر پڑا دیوانے کو چکر آگیا دیر تک ہانپا کیا مُنھ گھُوے کھڑا رہا بعد عرصے کے جب ہوش درست ہوے تو پھر لپٹ پڑا دیکھنے والے حیران ہین کہ کس زور و شور سے کشتی ہو رہی ہی دن بھر اسی کشاکش مین گذرا شام کو دیوانے نے کہا ای آقاب جاؤ آرام کرو کل پھر مقابلہ ہوگا غضنفر نے کہا کہ او دیوانۂ مجہول و نامعقول اب مین کیا تجھ کو جانے دونگا یا تو مجکو زیر کریگا یا مین تجکو زیر کرونگا دیوانے نے کہا ای آقاے سُرخ اندھیرے مین کون دیکھیگا ہماری تمھاری کشتی لائق دیکھنے کے ہی غضنفر نے کہا کہ ابھی دن ہوا جاتا ہی یہ کہ کر آواز دی کہ ای لرزان خونریز روشنی میدان مین بھیجو لرزان نے روشنی بھیجی دیوانہ زنجیر دار کی بھی فوج والون نے جھاڑ و غیرہ بھیجے وہ میدان تمام نورانی و منور ہو گیا غضنفر نے کہا کیون او دیوانے تو نے دیکھا کہ کیسا دن ہو گیا دیوانہ برابر لڑ رہا ہی دونون مین کشتی ہو رہی ہی مگر ملکہ کہکشان کوٹھے کے اوپر سے یہ تماشا دیکھ رہی ہین اور خدا سے دعا مانگ رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای ربّ کارساز رحم اپنا شریک کر اس شہریار کو اس دشمن کے ہاتھ سے بچانے **نظم**

تا توانی پاک داری پاکباز	جسم خود را از ہوا و حرص و آز
ذات بے مثل است و احد لا شریک	بے نیاز است آن خداے بے نیاز
ہست باغ دہر را زان باغبان	آب و تاب و انبسام و اہتزاز

بندۂ درگاہ والا جاہ اوست	در سرفرازان عالم سرفراز
می پرد گنجشک این دولت سرا	در ہوائے شوق مثلِ شاہباز
واقف از اسرار پوشیدہ خداست	راز دل میداند آن دانائے راز
زآتش دل می طپد شام و سحر	عاشق حق صاحب سوز و گداز
نقش عالم خامۂ قدرت نوشت	حضرتِ طرّاز بست است این طراز
ہند یا بہرِ حصول کام دل	دست خواہش کُن بپیش حق دراز

تمام کنیزین آمین کہ رہی ہین بعض بعض کہتی ہین کہ حضور شاہزادہ جابجا غلبہ کر رہا ہی آپ کیون گھبراتی ہین دیکھیے پکڑ لائے تھے کیسے دو تین گھسے مارے کہ زرہ اُسکی پارہ پارہ ہوگئی حقیقت مین ماشاء اللہ کس لطف سے لڑ رہے ہین کہ ایسے زبردست کو مجبور کر دیا اب دیوانے نے کئی مرتبہ ہاتھ جوڑے کہ ای آقاے سُرخ مین اطاعت کرتا ہون جاؤ کہ برابر رہے اور سب رفیق تمھارے زیر کردہ ہین مجکو کہنا کہ یہ زیر نہین ہوا غضنفر نے کہا کہ تیرے دل مین گھمنڈ رہیگا مالک نہ جانیگا ہر وقت بل کی لیگا دیوانہ پھر لپٹ پڑتا ہی دوسرے دن پہر دن رہے دونون مونڈھے غضنفر کے تمام کرے ذرا جب مُنہ کھولتا ہی کہ کاٹ کھاؤ دن غضنفر تمانچہ اُٹھاتے ہین دیوانہ رُک جاتا ہی مگر ریل کر دس قدم تک لایا وہان پر لا کر ہکہ مارا بایان گھٹنہ غضنفر کا جھکا غضنفر نے لنگر مارا کہ زانو تک غرق ہوگئے دیوانہ اوپر آکے چھایا اور ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسکو بھی جنبش آجاتی مگر اُس کوہ وقار کے لنگر مین ذرا حرکت بھی نہ تھی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا بعجز کہا کہ آقاے نامدار مین تو اپنا امتحان کر چکا اب تمھارے زور کا مشتاق ہون غضنفر تڑپ کر اُٹھے دونون مونڈھے دیوانے کے تھامے اور ریل کرلے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کر ہکہ مارا کہ دیوانے کے دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوے چاہا کہ لنگر قایم کرے غضنفر نے دونون ہاتھ ستون کرکے لنگر اُسکا قایم نہ ہونے دیا مگر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی زور کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین اُس خود سرکو سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر مارا گود کے چھاتی پر سوار ہوے دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا کہ ای آقاے نامدار مین آپ کا تابعدار ہون غضنفر نے چھوڑ دیا دیوانہ جھاڑ پونچھ کر اُٹھا سر سے پا تک غضنفر کو دیکھنے لگا جی مین کہتا ہی کہ اس جوان نے

مجکو کیونکر زیر کیا میرا پانوئن پھسل گیا یہ سوچ کر پھر لپٹ پڑا غضنفر نے کولھے پر لاد کر مارا کہ چارون خانے
چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے خنجر نکال کر گلے پر رکھدیا اب پھر دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا کہ آقا مین
اب زیر ہوا غضنفر نے چھوڑ دیا تین مرتبہ اسی طرح پٹا اور غضنفر نے زیر کیا چوتھی مرتبہ دل سے
قائل ہوا اگرچہ جی مین کہتا ہی کہ اور وقت پر سمجھونگا آخر کہان جائینگے غضنفر کے ساتھ ہوا اور سب
دیوانون سے پکار کر کہا کہ یارو مین تو زیر ہوا جس کسی کو دعوی ہو وہ آقا سے سُرخ سے لڑے بلکہ
مین عوض مین آقا کے مقابلہ کرونگا آقا کا فنون سپاہ گری مین مثل نہین ہی میرے آقاے نامدار ہین یہ
سُنکر سب نے غضنفر کی اطاعت کی غضنفر نوبت و نقارے بجواتے ہوے ان سب کو ساتھ لے کے چلے
مگر غضنفر کو اس دیوانے کے زیر ہونے سے بڑی خوشی ہی دروازۂ باغ پر آکر کہا کہ تم ٹھہرو مین باغ
مین جاتا ہون دیوانہ راہ روک کر کھڑا ہوا کہا کہ ای آقا مین آپ کو اندر نہ جانے دونگا جہان ہم
رہین وہان آپ بھی رہیے مین سُنتا ہون کہ آپ کے پاس نزدیک ہی اُس سے جا کر جو چاہین کیجیے گا غضنفر نے
کہا کہ بس ہٹ جاؤ ہم کل سے باہر ہین نہین معلوم ملکہ پر کیا گذری وہ حریقِ آتشِ اشتیاق و غریقِ
لجۂ فراق کس حال مین ہو گی دیوانہ لیٹ پڑا کہ نہ جانے دونگا غضنفر نے ہرچند سمجھایا مگر وہ دیوانہ
کب مانتا ہی آخر غضنفر نے کولھے پر لاد کے دے مارا خنجر بران نکال کر جو گردن پر رکھا تب تو دیوانہ
کانپنے لگا کہا کہ ای آقا براے خدا معاف فرمائیے آپ اندر باغ کے جائیے مین باہر رہونگا غضنفر
اندر باغ کے آئے ملکہ کہکشان بیقرار ہو رہی تھین کنیزون سے فرماتی تھین کہ صاحب جو اب تو لڑائی
فتح ہو چکی اب کیون دیر لگائی نظم

کردے خبر اُس خانہ برانداز سے کوئی — روتا ہی کہین درد کی آواز سے کوئی
کیا جان پہ کھیلیگا اس انداز سے کوئی — ان کھیلون کو سیکھے ترے بانیاز سے کوئی
کہتی ہی شبِ وصل کہ تجھ سا بھی نہ ہوگا — غافل فلکِ تفرقہ پرداز سے کوئی
اے درد رسا غمزے ترے ای مدتِ شبِ ہجر — معشوق بھی آشنا نہین اس ناز سے کوئی
کچھ تجھ سے دمِ عیسیٰ مین ترے طرزِ سخن بھی — زندہ نہ ہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی
جو دل مین ہی اُس سے نہ ہوئی آنکھ بھی محرم — یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی
کچھ اپنی خبر رکھتے نہین بے خبرِ عشق — انجام سے واقف ہی نہ آغاز سے کوئی

کیا دہشت صیاد ہی مرغان چمن کو
روتا نہین شبنم صفت آوازسے کوئی

دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے
ڈرتا نہین یون عشق مین غمازسے کوئی

دیتا نہ جواب ارنی یار سر طور
پہچان نہ جائے تجھے آوازسے کوئی

کاٹا ہی پر دن کو مرے صیاد نے کیونکر
پوچھے یہ ستم حسرت پروازسے کوئی

بیجا ہی جو قاتل سے کرے خون کا دعوی
کشتہ کوئی شوخی سے ہوا نازسے کوئی

رکھتے ہین جلال ایک روش مضطر با شوق
تھکتا نہین منزل مین تگ و تازسے کوئی

دیکھا کہ غضنفر سامنے سے آتے ہین ملکہ نے بڑھ کر ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای شہریار آپنے بڑا کمال کیا کہ ایسا ظالم زیر ہوا غضنفر نے کہا کہ وہ زیر ہونے پر ہر وقت فساد برپا کرتا ہی آٹھ پہر اُس دیوانے سے مقابلہ ہی جس دن اُس سے ذرا بھی دب جاؤنگا اور زیادہ بل کریگا مگر رفیق معقول ہی دشمنون سے خوب لڑیگا دیکھیے اب آفتاب بلند سایہ کیا کرے خبر تو اُسکو سب مفصل پہونچگئی یقین ہی کہ اور کسی کو بھیجے کہکشان نے کہا کہ صاحب خدا اُنکو بچائے بیشک دشمن بہت ہین غضنفر نے کہا کہ اب میرا اسامان درست ہوا ہی مین اُنکو چین نہ لینے دونگا لشکر کشی کر کے جاؤنگا وہ وہ شبخون مارون کہ ناک مین دم کر دون اُٹھنا بیٹھنا اُنکو مشکل ہو دیکھیے کیا صورت ہو ملکہ غضنفر کو ساتھ لیکر اول بارہ دری مین آئین دسترخوان بچھا کھانا کھایا ملکہ نے کہا کہ صاحب تم آٹھ پہر دیوانے سے لڑے مین بے آب و دانہ بالاے بام رہی کھانا پانی کیسا اب چل کر صحبت مین بیٹھو وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی غضنفر آکر اُسپر بیٹھے ملکہ نے گائنون کو بُلایا گائنین سامنے آکر حاضر ہوئین جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک گائن سامنے یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگی نظم

زلفین شاخین ہین قد یار درخت
کون ایسا ہی مشکبار درخت

سایہ اُس سرد کا رہے مجھپر
پائین جس دشت مین نہ بار درخت

کیا ہی خوش ہو کے چڑھ گیا منصور
دار گویا ہی میوہ دار درخت

دنگ اُس گُل پہ باغ مین ہو کر
بن گئے سرو گلعذار درخت

باغ کو جاؤن یا دزلف مین کیا
شاخین رکھتے ہین مثل دار درخت

بھولے رم دیکھ کر تری آنکھین	آج آہو ہین شاخ دار درخت
تنِ عریان شگفتہ داغ جنون	ہون مین گویا شگوفہ دار درخت
سرو ہی مثلِ چشم قمری مین	ہین ترے عشق مین ہزار درخت
میری تربت پہ نخل شمع کی طرح	پھولون کی جا ہین شعلہ دار درخت
تجھ پہ مثلِ انار آتشبازی	جلے ہین سرو قد ہزار درخت
نخل تن یان ہمیشہ ہی پُر داغ	پھول لاتے ہین ایک بار درخت
ہوے آب آب مثلِ فوارہ	دیکھ کر سرو قدِ یار درخت
بھاگا دریا پہ میرے اشکون سے	ہوگئے وار تھے جو پار درخت
پرورش مین نے پائی صحرا مین	جاے دایہ تھے شیر دار درخت
بخل سے گر کرین نہ شاخین بلند	کھائین پتھر نہ میوہ دار درخت
کوے قاتل وہ باغ ہی جس مین	سر منصور پھل ہی دار درخت
باغ شمشاد شرم سے ہی نہان	کہ نہ تھا مثل قدِ یار درخت
ق کوے جانان سے باغ مین جو گئے	لگے کرنے صبا کو پیار درخت
کھول کر ہاتھ اپنی شاخون کے	ہوے رہ رہ کے ہمکنار درخت

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا اور دیوانے نے آواز گانے کی سُنی اپنے مقام سے یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ آقاے نامدار تو چین کرین اور ہم یہان دروازے پر پڑے رہین ابھی جا کے سمجھاتا ہون مین اُنسے زبردست نہین ہوا پیر پھسل گیا گر پڑا مگر اب جا کے سمجھا دونگا یہ کہتا ہوا چوبدست ہلاتا ہوا چلا دروازے پر محلدار کو ڈھکیل دیا کنیزون نے جو دیوانے کو آتے ہوے دیکھا چیخین مار کر بھاگین جس کسی کو پکڑ لیا اُسے کاندھے پر سوار کیا چند کو کاندھے پر سوار کیے ہوے دوڑتا پھرتا ہی خواصین چیخ رہی ہین غضنفر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ دیوانہ دو کنیزون کو کاندھے پر سوار کیے ہوے اور دو کو بغل مین دبائے ہوے سامنے آیا کہا کہ کیون آقاے نامدار آپ تو یہ عیش کرین تزک کو پہلو مین لیکر بیٹھین اب حال معلوم ہوگا یہ چار معشوقین مین نے بھی پسند کر لی ہین انکو لیے جاتا ہون کنیزین پکار رہی ہین کہ ای شہریار ہمکو بچائیے اس ظالم سے چھڑائیے دیکھیے کیا حرکتین کرتا ہی غضنفر اپنے

مقام سے اُٹھے پکارتے ہوے کہ او دیوانے مجہول یہ کیا حرکت ہی اِن غریبون کو چھوڑ دے ملکہ نے
دامن پکڑ لیا کہا کہ صاحب خدا کے واسطے سامنے اس دیوانے کے نہ جاؤ غضنفر نے کہا کہ ملکہ اگر
اسکو نہ سمجھاؤنگا تو اور زیادہ ظلم کریگا یہ کہکر ملکہ کو ہٹایا جست کر کے سامنے آئے للکارے کہ او
دیوانے مجہول ان بیچاریونکو چھوڑدے وہ مری جاتی ہین یہ جو غضنفر نے کہا دیوانہ نے کنیزون کو
کو کاندھے سے اُتارا چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا ہاتھ چوبدست کا مارا غضنفر نے کلہ چوبدست پر
ہاتھ ڈال دیا اور چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانہ ہاڈکر کے لپٹ گیا غضنفر نے بقوت تمام
کولھے پر لاد اُٹھا کے دے مارا کو دکر چھاتی پر سوار ہوے کہا کہ او دیوانے ہی شرط کہ مار ڈالون
دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا کہ ای آقا اب ایسی خطا نہ کرونگا غضنفر نے چھوڑ دیا دیوانہ اپنے
مقام پر آیا دیوانون مین بیٹھا مگر یہ ہرکارون نے خبر وحشت اثر آفتاب بلند سایہ کو آکر دی
کہ غضنفر بن اسد نے دیوانے کو زیر کر لیا انھین کی رفاقت مین ہی اور اب غضنفر کا قصد
ہی کہ آپ پر لشکر کشی کرے آفتاب نے کہا کہ ما بدولت خود جائینگے اور اُس مقام کو جا کے
بالکل پامال کرینگے اور کہکشان جادو کو تو وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کرے لشکر ما بدولت
کے ساتھ مثل مور و ملخ کے ہی یہ کہکر افسرون کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو سات لاکھ ساحر و غیر ساحر
جمع ہوے آفتاب نے کوچ کیا یہان غضنفر بن اسد پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی
غزلین گائی جا رہی ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے تمام کیفیت بیان کی کہ خود آفتاب آتا ہی
سات لاکھ فوج ساتھ ہی یہان سے چار منزل پر اُترا ہوا ہی یہ سنکر غضنفر اپنے مقام سے اُٹھے
ملکہ دامن تھام کر رونے لگین کہا کہ ای شہریار شب کا وقت ہی اور لشکر بے انتہا اُسکے ساتھ
ہی ایسا نہو کہ آپ گرفتار ہو جائین میرا دل گھبراتا ہی ایسا نہو کہ آپکے دشمنون پر کوئی
اُفتاد پڑے تو کنیز کدھر کی ہوگی غضنفر نے کہا کہ مین پہر رات رہے پلٹ کر آجاؤنگا یہ کہکے
غضنفر باہر نکلا باہر آکے بوق ترکی بجایا ساٹھ ہزار جوان بارہ ہزار دیوانے تیار ہوے
غضنفر ان سب کو لیکر چلا بہ یلغر جاتا ہی جب آفتاب کے قریب پہونچا ایک بلندی پر چڑھ کر
دیکھا کہ سات لاکھ کا لشکر اُترا ہوا ہی ایک دریاے قہار ہی کہ موج مار رہا ہی جا بجا روشنی
ہو رہی ہی خیمے استادہ ہین بیچ لشکر مین بارگاہ آفتاب ہی غضنفر نے لشکر کو دیکھکر جھرجھری لی

ساتھ والون سے کہا کہ یارو ایک ایک حملہ کرتے ہوے نکل چلو جو ساتھ سے چھوٹے وہ باغ پر آئے راہ مین نہ رہجائے دیوانون نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس غلام کیا رُک جائینگے لشکر آفتاب کو پامال کر دینگے وہ چوبدست چلے کہ ساحر عاجز ہو جائین یہ سُن کر غضنفر نے بوق ترکی بجایا جس مین یہ آواز تھی کہ ای قزاقان بہ بندید و بزنید و بکشید یہ کہکر غضنفر نے تلوار کھینچی لشکر ساحران پر گرے دیوانے ہمراہ رکاب ہین بارہ ہزار چوبدست چل رہی ہی ہر مرتبہ بارہ ہزار قتل ہوتے ہین طنابین خیمون کی کاٹ دی ہین وہ خیمے گر رہے ہین ہزارہا پامال ہوے خیمون مین آگ لگادی خیمے جل رہے ہین زمین پر سے شعلہ ہاے آتش بھڑک کر بلند ہو رہے ہین ملازمون نے جاکر آفتاب کو خبر کی کہ وہ دیوانہ براے شبخون آیا ہی ہزارہا ملازم سرکاری مارے گئے آفتاب جھلا کر نکلا نکلتے ہی اسنے دیکھا کہ جابجا تلوار چل رہی ہی جس مقام پر آیا اپنے ملازمون کو لڑتے دیکھا اُنکو جدا کرتا ہوا ڈھونڈھتا پھرتا ہی دل مین کہتا ہی کہ آخر وہ لوگ کہان ہین لاشون مین ڈھونڈھتا ہی لاشین بھی جابجا اپنے ہی ملازمون کی ہین کسی جگہ کوئی دشمن نہ ملا آخر ناچار ہوا کہا کہ یارو کیا غضب کی بات ہی کہ جابجا میرے ہی ملازم آپسمین لڑرہے ہین اگر وہ مل جاتے تو مزا چکھاتا بڑا دھوکا دے گیا صدہا بارگاہین جلبین پرچۂ اخبار گذرا اپچھتر ہزار آدمی مارے گئے اور کوئی قزاق نہین گرا آفتاب نے پوچھا کہ یارو یہ بھی کچھ دریافت ہوا کہ کون شبخون آیا تھا ملازمون نے کہا کہ نعرہ حمزۂ صاحبقران کی صدا اُسنی تھی لندھور و مالک و علمشاہ یہ سب سردار آئے تھے ہر ایک کے ساتھ دس دس لاکھ سپاہی تھے ہم لوگ کس کس کو روکتے جس طرف سے گذرے پامال کر گئے ہم لوگ دھوکے مین آپس مین لڑنے لگے حضور نے آکر جدا کیا دیر تک آفتاب بھی لاف وگزاف بکا کیا آخر پلٹ کر بارگاہ مین آیا دیکھا تو آسمان پر ستارۂ سحری چمک چکا تھا بار سفر تیار ہوا آفتاب نے کوچ کیا پانچ کوس پر آکر لشکر اُترا آفتاب نے کہا کہ میر طلایہ عمدہ ہونا چاہیے سالار کرگدن سوار پہلوان زبردست ہی اسنے کہا کہ یہ خدمت مجکو سپرد ہو آتے ہی زدرو کونگا کیا مجال ہی کہ لشکر مین داخل ہو سکین یہ کہکر سالار کرگدن سوار بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر انتظام طلایہ کرنے لگا یہان غضنفر کچھ رات رہے پلٹ کر آئے قریب باغ پہونچے ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہین کہ دس دس جوان آنے لگے

پہر رات رہے دیکھا کہ غضنفر تلوار کھینچے ہوئے گھوڑا اڑاتے ہوئے آکر پہونچے دیوانے نے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار سبحان اللہ کیا خوب آپ لڑے ہین لشکر ساحران مین تھلکہ ڈال دیا حقیقت مین بڑا کام کیا آج آپ کی جنگ دیکھ کر مین عاشق ہو گیا یہ ذکر تھا کہ ان کا عیار خبر لے کر آیا عرض کی کہ شہریار ایک پہلوان موسوم بہ سالار کرگدن سوار سیر طلایہ ہوا ہی بڑا لاف وگزاف کر رہا ہی غضنفر نے کہا کہ اب تو دن کو آرام کرو ناچ وغیرہ دیکھو رات کو چل کر اسکو بھی دیکھ لین گے دیکھین وہ سالار کون شخص ہی یہ کہکر غضنفر اندر باغ کے آئے ملکہ نے خون وغیرہ جسم سے پاک کیا سب حال پوچھا غضنفر نے کل کیفیت بیان کی کہا کہ انشاء اللہ آج رات کو پھر جاؤنگا وہ سالار بہت غرور کر رہا ہی اسکا بھی غرور نکالونگا ملکہ یہ سنکر رونے لگین کہا کہ ای شہریار آپ تو وہان گئے مین رات بھر تڑپا کی نیند کیونکر آتی طبیعت بہت گھبراتی تھی یہی خیال تھا کہ ایسا نہ ہو آپ کسی بلا مین پھنس جائین تو کنیز پر کیا گذریگی دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

دم بلبلِ اسیر کا تن سے نکل گیا ✦ جھونکا دہین نسیم کا سن سے نکل گیا
لایا وہ ساتھ غیر کو میرے جنازے پر ✦ شعلہ سا ایک جیب کفن سے نکل گیا
ساقی بغیر شب جو پیا آب آتشین ✦ شعلہ وہ بن کے میرے دہن سے نکل گیا
ابکی بہار مین یہ ہوا جوش ای جنون ✦ سارا لہو ہمارے بدن سے نکل گیا
اُس رشکِ گل کے جاتے ہی بس آگئی خزان ✦ ہر گل بھی ساتھ بُو کے چمن سے نکل گیا
اہلِ زمین نے کیا ستم نو کیا کوئی ✦ نالہ جو آسمانِ کُہن سے نکل گیا
سنسان مثل وادیِ غربت ہی لکھنؤ ✦ شاید کہ ناسخ آج وطن سے نکل گیا

ای شہریار آپکی یہ کنیز آٹھ پہر مبتلاے غمِ فراق رہتی ہی کیا کیا جفائین سہتی ہی مگر دن بھر غضنفر نے تامل کیا رات کو باہر آکر بوق ترکی بجایا سب کے پہلے دیوانہ تیار ہو کر آیا سوا لکھ ہزار جوان وہ بھی تیار ہو کر آئے غضنفر سب کو لے کر چلے جب قریب لشکر آفتاب بابند سایہ پہونچے گھوڑا بڑھا کر پہلے صاحبقران کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر عالیشان امیر عرب ضیغم روزگار بحکمِ خدا بستہ شمشیر عیار ہے یکے تیغ صمصام و قمقام نام ہے سیکے تیغ عقرب سلیمانی ذو الجام

بنِ کافران از جہان پاک کرد ؛ سر سرکشان جملہ در خاک کرد ؛ بعد اُسکے دوسری جانب آکر
لندھور کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ لندھور بن سعدان جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہندوستان
اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ؛ تیسری جانب آکر مالک کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ مالک
منم مالکِ اژدر خشمگین ؛ سپہ دار در لشکرِ اہل دین ؛ بیک نیزہ گیرم ز دشمن خراج ؛
ستانم کفار را تخت و تاج ؛ ایک جانب آکر علمشاہ کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ علمشاہ
علمشاہ رومی شہِ فیل زور ؛ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ؛ رستم کے نام کا نعرہ کرتے
غضنفر بڑھے تھے کہ سالار گینڈا بڑھا کر چلا سامنے آکے دیکھا کہ ایک طفل کمسن تیغۂ خون آلود
ہاتھ مین لڑتا ہوا آتا ہی سالار نے للکارا کہ او حمزہ کہان جاتا ہی مگر حیران ہی کہ حمزہ کے بیٹے
اور پوتے ہین حمزہ کا یہ سن نام جو صاحبقران کا سالار نے لیا غضنفر سوچا کہ اگر سامنے سے
ہٹ جاؤنگا تو یہ نام پر نانا جان کے طعن کریگا یہ سوچ کر گھوڑا دوڑایا للکارے کہ او سالار ادھر آ
کہان جاتا ہی سالار پلٹ پڑا اُسنے آکر نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا روک کر
نیزہ مارا اُسنے سینے کو بچایا غضنفر نے نیزہ کو گھوڑے کی آنکھ پر مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا نیزہ
غضنفر نے چھوڑ دیا سالار گینڈے سے گرا گینڈا تو ایک جانب بھاگا کئی سو آدمی پامال ہوے
مگر سالار جو زمین پر آیا غضنفر بھی گھوڑے سے کود پڑا اتنی تلوارین مارین کہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا
اُسکے ساتھ والون نے جو دیکھا تھرا کر بھاگے غضنفر داخل لشکر ہوے لشکر کو پامال کرنا شروع کیا
خیمون کی طنابین کاٹین اور اُن مین آگ لگا دی طلایہ دار چہار اگیا لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ پیر طلایہ
کو حمزہ نے مار لیا چہار طرف سے کافرون نے غضنفر پر ہجوم کیا مگر جمال جہان آرا دیکھکر ہر شخص
حیران ہی کہ یارو حمزہ وہ شخص ہی کہ فرزند کلان اُنکا عمرو بن حمزۂ یونانی دوسرا فرزند رستم پیلتن
علمشاہ نوجوان اُنکا فرزند قاسم نوجوان اُنکا نور نظر ایرج نوجوان کہ جو طلسم کشا سے ہم چشمی
کر رہا ہی اُسکا یہ سن و سال اور یہ جاہ و جلال یہ مسلمان مقبول بارگاہ خداوند ہین سب طرح کے
شرف اُنکو ملے ہین ہرکارون نے جا کر آفتاب کو جگایا آفتاب یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ حمزہ بڑا بھگوڑا
ہی میرا سامنا نہین کرتا میرا مقابلہ کرے تو ایسا سحر کرون کہ ہاتھ پاؤن مثل ہیزم خشک کے ہو جائین
یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکلا تاج کو سنبھالتا ہوا گھوڑے پر سوار ہوا ہر مقام پر وہی ہنگامہ دیکھا

کو بھائی کو بھائی نے قتل کیا باپ کو بیٹے نے مارا آفتاب سب کو ہٹاتا ہوا ایک ایک کو سمجھاتا ہوا
کہ کیون یارو یہ کیا غضب کیا اپنے ہاتھ سے اپنے فرزند کو مارا اب کیون روتے ہو ناحق اشکون
سے منھ دھوتے ہو سب کو ہٹاتا ہوا جاتا تھا کہ ہماے دونده عیار نے جو آفتاب کو آتے ہوے
دیکھا غضنفر کی خدمت مین آیا عرض کی کہ ای شہریار آفتاب بلند سایہ بڑے زور و شور سے
آتا ہی مگر آپ نے بہت برا کیا کہ نعرہ کرنے مین صاحبقران کا نام لیا اسمین آپ کے نانا جان
بدنام ہوتے ہین وہ یہی کہتا ہوا آتا ہی کہ حمزہ کو قتل کرونگا اگر سحر نے تاثیر کریگا تو زور مین کیا کم ہون
اب نکل چلیے غضنفر نے کہا کہ ای رفیق و شفیق یہ سراسر جرأت کے خلاف ہی نانا جان کو وہ بھیا
برا کہتا ہی اور مین کیونکر مقابلہ نہ کرون اب تو ایک امر کر چکا مجکو شرمندگی ہوتی ہی یہ کہہ کے
غضنفر نے مرکب بڑھایا للکارے کہ او نامرد منم صاحبقران زمان سامنے تو آ یہ سنکر آفتاب
بھا پڑا اپنے تو سحر کیا سحر بھلا کب تاثیر کرتا ہی جب سحر سے کچھ نہ ہوا تب گینڈا بڑھا کر جا پڑا نیزہ مارا
غضنفر نے نیزے کو نیزے پر روکا کن دے کر نیزے کو آفتاب کا تاج اُتار لیا فرمایا کہ او بھیا
اب تو محتاج ہوا اب ننگے سر گھر جا بس اب بن جاتا ہون آفتاب نے کہا کہ مین اب بھلا تمھین
کب جانے دونگا غضنفر نے کہا کہ مجھے کون روکیگا یہ کہکر اسپ باد پا کو چمکایا نیزہ پلٹ کے
آنکھ پر گینڈے کی مار دیا گینڈا آفتاب کا طرارے بھرنے لگا غضنفر نے تلوار کو چمکایا گھوڑے کو
اُڑایا بوق ترکی نکال کر بجایا اسمین آواز تھی کہ ای قزاقان بدرر دیدہ یعنی جنگ سے نکل چلو کان مین
جو آواز بوق ترکی کی پہونچی دیوانون نے پھر ہری لی مگر دیوانہ زنجیر دار چوبدست ہلاتا ہوا سامنے
غضنفر کے آیا دیکھ کر آواز دی کہ ای آقاے نامدار اب بھاگنے کا وقت آیا بس آپ کی جرأت اور
شوکت دیکھی غلام آج کیسے لڑے دیکھیے آفتاب آتا ہی مین آپ کو نہ جانے دونگا یہ کہکے چوبدست
ماردی غضنفر گھوڑے سے کود پڑے گھوڑے نے اپنے کو طرارہ بھر کے بچایا غضنفر نے دوڑ کر دیوانہ
کی کلائی پکڑی ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ مُنھ کے بھل زمین پر آیا ایک طمانچہ ماردیا دیوانہ لڑکھڑا کر
گرا غضنفر نے تلوار گلے پر رکھدی اور کہا کہ ارے احمق اس جنگ مین تعرض کرتا ہی اگر دشمن
آجائے تو کیا ہو دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا آفتاب نے جو دور سے دیکھا ایک دستک دی کہ
پہلوے بارگاہ سے ایک طائر کلان اُڑتا ہوا آیا زمزمہ سرائی کرکے یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

پرتو فگن جو وہ بت پُر نور ہو گیا ۔ قلب صنوبری شجر طور ہو گیا
ساقی شراب صاف کی تاثیر دیکھنا ۔ جام سفال ساغر بلور ہو گیا
ہی بعد مرگ بھی اثر اپنی نگاہ کا ۔ آیا عذاب کا جو ملک حور ہو گیا
غربت مین کیا حصول ہی نزدیک رہنے سے ۔ اہل وطن کے دلسے جو مین دور ہو گیا
خورشید مثل ماہ ہی گویا محاق مین ۔ روز فراق بھی شب دیجور ہو گیا
کیا انتظار بادۂ انگور ہی مجھے ۔ دیدہ ہر ایک دانۂ انگور ہو گیا
غم نے ہمارے خانۂ دل کو جو آگ دی ۔ روشن برنگ خانۂ زنبور ہو گیا
ہی عضو عضو محو تجلی یار کا ۔ میرا غبار جسم جو تھا نور ہو گیا
ساقی ٹپک پڑا ہی لہو ہجر یار مین ۔ منھ شیشۂ شراب کا ناسور ہو گیا
دل دے کے آگیا ترے قابو مین ای صنم ۔ مین اپنے اختیار سے مجبور ہو گیا
ناسخ ہی اس جہان کا دار غرور نام ۔ معذور ہی اگر کوئی مغرور ہو گیا

ہمراہیان غضنفر آواز اُس طائر کی سُنکر رُک گئے آفتاب نے پکار کر آواز دی کہ ہان یارو انکو مارلو ہمراہیان آفتاب تلوارین لیکر گرے صدہا کو بیجا قتل کیا غضنفر نہایت پریشان ہین ہزار ہزار تدبیر کرتے ہین کہ یہ لوگ گھوڑے بھگائین مگر وہ لوگ اپنے مقام سے جنبش نہین کرتے خاموش کھڑے ہوے ہین جب دشمن تلوار مارتا ہی سر آگے کر دیتے ہین اپنے کو وار سے نہین بچاتے سامنے تلوارون کے گھسے جاتے ہین بڑھ بڑھ کر اپنی جان دیتے ہین غضنفر نے بیقرار ہو کے ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے عرض کی کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم ان بندگان خدا کو اِس آفت ارضی سے مہلت دے اپنے بندون کو بدعت سے اس نامنصف کی بچائے نظم

فی الحقیقت سخت آزار است آزار ہوس ۔ ہست بیشک لا دوا بیمار بیمار ہوس
صاحب حرص و ہوا ماند ہمیشہ تنگدست ۔ می خلد ہر دم بپائے بوالہوس خار ہوس
ماند اندر دہر تا روز قیامت زیر بار ۔ ہر کہ بردارد بدوش جان و دل بار ہوس
کی رہا گردد ز دام رنج و غم اہل طمع ۔ مخلصی کی یابد از زندان گرفتار ہوس
بشگفد کی زاب و تاب فیض حق بستان آز ۔ تازہ کی گردد بباغ دہر گلزار ہوس

روشن اندر خانۂ طامع کی گردد چراغ +	کی شود آباد در دار جہان دار ہوس
از طمع خالی است خواہشمند ذاتِ کبریا	طالبِ مولےٰ نمیگردد طلبگار ہوس ::

غضنفر نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ کہکشان کا یہ طریقہ تھا کہ جب غضنفر برا سے شبخون چلتے تھے تو کنیزون سے کہتی تھی کہ مجکو کیونکر آرام آئیگا یا دمین اس شہریار کی پھڑک کر دم نکل جائیگا تو بشکل عقاب سر پر غضنفر کے موجود رہتی تھی اور طرز جنگ غضنفر ملاحظہ کر کے دل سے کہتی تھی کہ کیا بے خوف لڑتا ہی اگر رستم اور اسفندیار ہوتے تو حلقہ غلامی کا کان مین ڈالتے یہ تعریفین کر رہی تھی کہ یکایک دیکھا ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی ہمراہیان غضنفر قتل ہو رہے ہین اور خاموش کھڑے ہین گلے اپنے بڑھ بڑھ کے دم شمشیر سے ملا دیے ہین حریف کے پاس گھسے جاتے ہین جان نہین بچاتے ملکہ کہکشان گھبرا گئین کچھ انگلیون پر اپنی شمار کر کے دریافت کیا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اس طائر کو تیر سے مار یے اگر طائر مرے تو آفتاب کا طائر ہوش اڑے غضنفر نے سر اٹھا کے کہکشان کو دیکھا کہ آنکھون سے تو آنسو جاری ہین گھبرا گھبرا کے یہ آواز دیتی ہی کہ اس طائر کو تیر سے ماریجیے سوا ے آپ کے اور کسی کے ہاتھ سے نہ مارا جائیگا دم بدم اسکا نیرنگ بڑھتا جائیگا بعد پہر بھر کے آپ پر بھی تاثیر ہوگی یہ سحر آفتاب کا ہی دمبدم روشنی دکھائیگا دشمنون کو غش آجائیگا بہت بڑا سحر کیا ہی دیکھیے ننگے سر کھڑا ہی تاج کا اسکو بڑا افسوس ہوا ہی یہ سحر وہ ہی کہ سامری و جمشید اس سحر پر ناز کرتے تھے خاک قبر جمشید اس طائر کے شکم مین بھری ہی جب ملکہ نے اس طرح کہا آفتاب تو سحر کرنے مین مصروف تھا ہی پیدل ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہی ساتھ والونکو للکار رہا ہی دیوالون کا ناچار ہو کر قتل ہونا کیسے بیقرار ہوتے ہین اپنی مجبوری پر روتے ہین مگر کچھ زور نہین چلتا غضنفر نے کمان کیانی دوش سے اتاری اُس طائر کو تاک کر تیر مارا ہرچند کہ تیر داہنی بائین طرف جاتا تھا مگر قضا و قدر نے تیر سینے پر طائر کے پہونچایا تیر پشت کو توڑ کر پار گذرا ابجلے خون کے شکم سے طائر کے خاک گرنے لگی جسپر خاک پڑی وہ جل گیا بلا زمان غضنفر اپنے گھوڑے سے دوڑانے لگے دیوالون نے وہ چوبین ماریں کہ ہزارون کو پرا اٹھا کر دیا غضنفر گھوڑا چمکاتا ہوا چلا مگر آفتاب نے جو لاشہ طائر کا دیکھا ہوش اڑ گئے کہتا تھا کہ یہ کیا غضب ہوا

کسنے یہ تدبیر بتادی سر اُٹھاکر جو دیکھا دیکھا کہ کہکشان جادو تڑپتی ہوئی جاتی ہی پکارکر آواز دی کہ اوگیسو بریدہ تیری ذات سے یہ فتور ہوا وہ سحر تونے مٹایا کہ قلب کو رنج و ملال ہی خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہکر ایک دستک دی کچھ ماش کے دانے اُچھالے کہکشان یا تو اڑی ہوئی جاتی تھی یا ایک شاخ نخل کی ٹھوکر لگی کہ سر سے قطرات خون کے گرے لڑکھڑاکر زمین پر آگئی آفتاب بلند سایہ دوڑا کہ پکڑلون کہکشان تو حیران و پریشان ہوکر خاموش کھڑی ہو گئی مگر غضنفر نے جو پلٹ کر دیکھا کہ کہکشان کھڑی رو رہی ہی غضنفر کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آنکھ ملاکر آواز دی کہ کیون ملکۂ عالم خیر تو ہی ملکہ کہکشان نے جواب دیا کہ ای شہریار اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

درازی یاد دلواتی ہی اُس زلفِ پریشان کو ۔ عزیزا سواسطے رکھتا ہونہین شبہای ہجران کو
گیا مین عالمِ وحشت مین جب سیرِ بیابان کو ۔ لٹایا شیرِ قالین کی طرح شیرِ نیستان کو
کسی دن آکے دیکھے شانہ علاج اُسکی زلفونمین ۔ کبھی دیکھا نہو جسنے یدِ بیضا مین ثعبان کو
یقین ہی شوق کامل سے اگر ریگِ روان بنکر ۔ روان ہو خاک میری بعد مردن کوے جانان کو
جو دعوے خدائی ہی نکال اغیار کو گھر سے ۔ خدانے ای صنم باہر کیا جنت سے شیطان کو
جنون نے جبکہ دی روزِ ازل ترغیب عریانی ۔ گریبانِ صبح کو بخشا دیا دامن بیابان کو
سُنا تھا سانپ آتے ہین نظر برسات مین اکثر ۔ مین رویا ابرسان برسون نہ دیکھا زلفِ پیچان کو
ہم ای جراح برسون روئے ہین دو دن تو ہنسنے دے ۔ نہ سی بہرِ خدا ظالم دہانِ زخمِ خندان کو
ہزارون صدمہ جانکاہ ہین پر مین نہین مرتا ۔ کہون اب آبِ حیوان ظلمتِ شبہاے ہجران کو
اثر یار و دکھایا بعد مدت میرے رونے نے ۔ گرایا سیلِ اشک نے ایوان زندان کو
مقابل اُس پری کے ہونے ہی پرواز ایسی کی ۔ کہ میرے ہوش نے پیچھے رکھا تختِ سلیمان کو
حنا خالق نے کی پیدا جو تیرے پانؤن کی خاطر ۔ بنایا میرے تلوون کے لیے خار مغیلان کو
دکھا کر وہ سہی قامت حنائی ہاتھ کہتا ہی ۔ کیا شمشاد سے پیدا خدا نے شاخ مرجان کو
نہ کیونکر چشم مست یار خوش ہو میرے رونے سے ۔ کہ نا سخ دوست رکھتا ہی ہر اک میخوار باران کو

غضنفر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مفصل حال کہو کہکشان نے اشارہ کیا کہ باپ میرے قتل کو آتا ہی مین اٹھ نہین سکتی جس طرح بنے اپنے کو مجھ تک پہونچائیے غضنفر نے گھوڑے پر کوڑہ اٹھایا یہ مرکب

اصیل طاسمی بھلا کب کوڑہ کھاتا ہی ایک طرارہ بھرا ساحرون کے سر ٹھکراتا ہوا برابر کہکشان کے
آکر اُترا اُدھر سے آفتاب آیا غضنفر نے نیزہ مار اگر شانہ آفتاب کا نشانہ ہوا اور تیغہ رو ئین شگاف
کھینچا عکس انگشتر بہرو ماہ کا کہکشان پر ڈالا کہکشان تڑپ کر بلند ہوئی آفتاب کا تو
شانہ نشانہ ہو ہی چکا ہی جب تیغہ رو ئین شگاف چمکا کئی ہزار ساحر بیچ مین آکر ٹوٹ پڑے
دیوانہ زنجیر دار جھومتا ہوا آیا کسی پر چپ دست کا ہاتھ مار دیا کسی کو دے مارا کسی کا سر پھاڑا
کسی کے لپٹ کر چکٹ مار دی بوٹے کا بوٹا نوچ لیا ساحر سامنے سے دیوانے کے بھاگے آفتاب
الگ ہو کر سنبھلا شانے کا خون چلو مین لیا طرف آسمان کے پھینکا تیر برسنے لگے غضنفر نے انگشتر
کو چمکایا تیر پلٹ کر ساحرون پر برسے کئی ہزار ساحر واصل جہنم ہوے غضنفر نے بوق ترکی بجایا
کہ ای قزاقان بدر رو ید قزاقون نے گھوڑے چمکائے لڑتے بھڑتے نکلگئے مگر ماہیار سرکش ساٹھ
ہزار فوج کا افسر کنارے پر لشکر کے جنگ کر رہا تھا اسنے جو غضنفر کو جاتے ہوے دیکھا نعرہ کیا کہ
او حمزہ کہان جاتا ہی منم ماہیار سرکش اسنے جو نعرہ کیا غضنفر پلٹ پڑے ساٹھ ہزار فوج
مین غوطہ مار اشناوری کرنے لگے سیکڑون کافرون کو مار ا ابھر کر مجمع سے نکلے ماہیار نے پھر
للکارا کہ او حمزہ مجھسے دو ہاتھ نہ چلے میں کر مار ڈالونگا تلوار نہ کھینچنے دونگا غضنفر کو غیرت آئی کہ
ناناجان کے نام پر تشنیع کرتا ہی پلٹ کر ماہیار کا سامنا کیا ماہیار نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر
نے تیغہ رو ئین شگاف پر رو کا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا کہ بایان
شانہ ماہیار کا اُڑگیا پرنالہ خون کا جاری ہوا ماہیار نے داہنے ہاتھ سے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر
نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کہ وہ بھی شانہ نشانہ ہوا اب ماہیار کے دونون ہاتھ کٹ گئے تو مجبور ہو کر
کھڑا رہگیا مگر زبان کھُلی ہی پکار اُٹھا کہ او حمزہ مین سمجھ گیا کہ تو صاحب اقبال ہی اب جا مین تعرض
نہ کرونگا ورنہ اب بھی اسقدر فوج ہی کہ تیرے قزاقون کو پامال کرے گی غضنفر کو تاب باقی نہ رہی
نکل گئے تھے پھر پلٹ پڑے قریب آکر ایک اُوچھا سا ہاتھ مار دیا اُس خود سر کا سر کٹکر زمین پر گرا
ساتھ والون نے لاشہ اُٹھا یار دستے پیٹتے بھاگے غضنفر قہقہہ مارتے ہوے چلے ساتھ والون نے خوب
مال لوٹا ہی خوشیان کرتے ہوے روا روی کرتے جلتے ہین کہ در باغ پر پہونچے غضنفر نے دیکھا کہ ملکہ
کہکشان آسمان سے آکر پہونچین غضنفر گھوڑے سے اُترے ساتھ والون کو شمار کیا سبھون کو

صحیح و سالم پایا صرف دو سو مسلمان راہی ملک جنان ہوے ساتھ کہکشان کے داخل باغ ہوے ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا تھا آکر مسند پر بیٹھے دور جام چلا گائنین عمدہ عمدہ حاضر ہوئین اور یہ غزل عاشقانہ بنا بتا کر گانے لگین نظم

ہر پھول تیرے رشک سے جب آب ہو گیا
صحن چمن بھی نظرون مین تالاب ہو گیا

تیرے حضور زہرۂ مہ آب آب ہو گیا
شب چاندنی مین عالم سیماب ہو گیا

پگھلے جو تجکو دیکھ کے دل کچھ عجب نہین
آئینہ ہاتھ مین قدح آب ہو گیا

پھاڑا جو اُسنے دستِ حنائی سے خط مرا
ہر پرزہ برگ لالۂ شاداب ہو گیا

آنا ترا وہ راتون کا یاد آگیا جو ہاے
مہتاب کو مین دیکھ کے بیتاب ہو گیا

غمنامہ میرا آج کبوتر جو لے چلا
تاثیر ہجر دیکھ لو سرخاب ہو گیا

چادر کے بدلے چاندنی اُسکی جو ڈالدی
میری لحد پہ جلوۂ مہتاب ہو گیا

انسان دو چار ہو کے نہ کیونکر ہو بیقرار
آئینہ تجکو دیکھ کے سیماب ہو گیا

بھاگے جو سامنے سے ستارے شبِ فراق
مجکو گمان کرمکِ شبتاب ہو گیا

مضمون جو اپنے رونے کا مین نے کیا رقم
ناسخ دہن دوات کا گرداب ہو گیا

یہان آفتاب بلند سایہ لڑ بھڑ کر میدان سے پلٹا ملازمون سے کہا کہ یارو تمنے دیکھا کہ یہ دیوانہ کس طرح آکے لڑا میر طلایہ مارا گیا اب کیا تدبیر کی جائی سہمان آدمخوار یہ کہکر اُٹھا کہ اگر حکم ہو تو غلام آج کی منزل مین طلایہ دے کیا مجال ہی جو حمزہ آسکے مین انسان کو چیر پھاڑ کر کھا جاتا ہون مجھسے کیا مقابلہ کریگا یقین ہی کہ صورت دیکھ کر بھاگے بارہ ہزار سوار لے سہمان بعہدۂ طلایہ مقرر ہوا لاف و گزاف کر رہا ہی اُس مقام سے کوچ کیا پانچ کوس پر آکر اُترا سہمان آدمخوار بارہ ہزار جوان لیکر طلایہ پر آیا غضنفر نے ہمامے دوندہ عیار کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ لشکر آفتاب کا کیا حال ہی ہمامے دوندہ بن عمرو صورت تبدیل کر کے آیا لشکر مین آفتاب کے پھرنے لگا وقت وہ ہی کہ آفتاب بارگاہ سے نکل کر کرسی پر بیٹھا ہی میر طلایہ سامنے کھڑا ہوا لاف و گزاف کر رہا ہی ہمامے دوندہ نے آکر ایک شخص سے پوچھا کہ میر طلایہ کا کیا نام ہی اُس شخص نے کہا سہمان آدمخوار اُس شخص کو آفتاب نے بُلایا بلا کر پوچھا کہ یہ شخص کیا پوچھتا تھا اُسنے کہا کہ میر طلایہ کا نام مجھسے

پوچھتا تھا آفتاب کو شک ہوا کہ عیار و طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص جاسوس لشکر اسلام ہی
اسکو گرفتار کرکے لاؤ سہمان آدمخوار دوڑا ہمارے دوندہ نے چاہا کہ دوڑ دھوپ کر نکل جاؤن
مگر اسنے آکر ہاتھ تھام لیا ہر چند کہ ہمارے دوندہ نے کہا کہ مین راہ گیر ہون اس طرف نکل آیا
مین نے نام میر طلایہ کا اسلیے پوچھا کہ اُس سے سوال کرون شاید پیسہ دو پیسہ پا جاؤن مگر سہمان
نے زمانا کشان کشان سامنے آفتاب کے لایا آفتاب نے پوچھا کہ سچ بتا کہ تو کون ہی ہمارے کہا
کہ مین راہ گیر ہون مانگ کر اپنی اوقات بسر کرتا ہون یہان جو میر طلایہ کا یہ انتظام دیکھا سوچا
کہ اس سے سوال کرونگا تو یہ کچھ دیگا آپ کو ناحق شک ہوتا ہی مین جاسوس نہین ہون یہ جو ہمارے
کہا آفتاب کو اور زیادہ شک ہوا ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری اُس برق نے رنگ اور
روغن عیاری کا جلا دیا صورت اصلی نکل آئی اب تو آفتاب نے دیکھا کہ ایک عیار قنتورے وغیرہ
لگائے ہوے، تو جرا عیاری کا پڑا ہی پکار کر آواز دی کہ او عیار مین نے تجھے پہچانا ہمارے اپنا دل
مضبوط کرکے کہا کہ او آفتاب کیون زیادہ باتین بناتا ہی مین اُس شخص کا عیار ہون کہ جسنے تجھپر
شبخون مارے میری قید کیا رہ سکے گی آفتاب نے پوچھا کہ آقا کا تیرے کیا نام ہی ہمارے دوندہ
نے کہا کہ صاحبقران زمان چار ہی سردار اور بائیس لاکھ کا لشکر اُنکے ساتھ ہی سب نے کہا حضور
یہ سچ کہتا ہی لشکر تو ہمنے دیکھا کہ جیسے چونٹیان پیدا ہوتی ہین اب حضور کو یقین ہوا ہم سات لاکھ
بائیس لاکھ سے جنگ کرتے ہین آفتاب نے کہا کہ یارو میرا دل قبول نہین کرتا کہ حمزہ کے ساتھ
اسقدر لشکر ہوتا اور شبخون مارتا ظاہر ہو کر کیون نہ مقابلہ کرتا مین نے تواریخ مین دیکھا ہی کہ
حمزہ نے کبھی کسی پر شبخون نہین مارا لقا کے جب مقابلے مین آئے تو لقا نے لشکر کشی کی ساٹھ لاکھ
فوج سے یاقوت شاہ نامے بیٹا اُسکا مقابلے مین آیا صاحبقران کے ساتھ سردارون کی فوج
ملا کر بائیس لاکھ فوج تھی مگر مقابلے مین اُترے ہر روز جنگ ہوئی اُسی بائیس لاکھ سے ساٹھ لاکھ
کو شکست دیتے تھے آخر لقا نے عنقلی آباد سے جادوگرنیان بلائین اور صاحبقران عالیشان
طلسم ہزار اسپ پر گئے کہ سردار اُنکا جمہور نامے وہان جاکر قید ہوا تھا لقا نے جادوگرنیون
سے سحر کرایا رات کو شبخون مارا مسلمان خوب لڑے مگر سحر کی تاثیر سے زخمی ہوے لڑ بھڑ کر نکل گئے بعد
چندے ہر سردار نے جاکر ایک ایک ملک دو دو ملک فتح کیے اور پھر باختر پر آئے جادوگرنیون کو

عیارون نے مارا صاحبقران نے اُبھر کر کفار کو شکست دی باختر لقا سے چھین لیا قیطولات اُسکے تباہ کیے مین کیونکر کہون کہ حمزہ شبخون مارتا ہی یہ جو کوئی شبخون مارتا ہی اور شخص ہی مگر نام حمزہ کا لیتا ہی عیار بھی وہی پتہ دیتا ہی اِسکو لے جاکر قید کرو ہر چند کہ ہمانے داد و فریاد کی مگر آفتاب نے نہ مانا اُسکو قید کیا غضنفر نے دن بھر انتظار کیا ہما پلٹ کر نہ آیا شام ہو گئی گھبرا کر کہا کہ معلوم ہوتا ہی عیار ہمارا قید ہو گیا کہ پلٹ کر نہین آیا اگر پلٹ کر آتا تو خبر ضرور لاتا یقین ہی کہ پہچان لیا گیا یہ کہکر بوق بجایا وہی پچھتر ہزار جوان تیار ہوے سب کے آگے دیوانہ جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی غضنفر نے ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ عیار ہمارا کس حال مین ہی سوار گیا تھوڑی دیر مین پلٹ کر آیا مگر روتا ہوا آیا عرض کی غلام نے جاکر دریافت کیا عیار آپ کا پکڑ لیا گیا میلاد خون آشام کی سپردگی مین ہی وہ پہلوان نہایت زبردست ہی کنارے پر لشکر کے ایک بارگاہ ہی اُس مین عیار آپ کا قید ہی میلاد خون آشام ساٹھ ہزار فوج سے نگہبانی کر رہا ہی اور آفتاب بلند سایہ اپنی بارگاہ مین مسلح و مکمل بیٹھا ہی اور میر طلا یہ بڑا غرور کر رہا ہی کہتا ہی کہ اگر آج حمزہ شبخون آئے تو چیر پھاڑ کر کھا جاؤن غضنفر نے کہا کہ ای قزاقان آج تو یہی کام ہی کہ عیار کو اپنے رہا کرین آج شبخون کا مل نہ مارو سب نے کہا کہ جو مناسب وقت ہو ہم آپ کے ساتھ ہین غضنفر نے دس ہزار جوانون کو الگ کیا کہا کہ بھائیو تم قید خانہ پر جاؤ جاکر صاحبقران کے نام کا نعرہ کرو لڑ بھڑ کر سامنے سے بھاگو وہ تمھارا پیچھا کرین گے بھاگے ہی جانا جب وہ تعاقب مین دور نکلجائین غلغلہ کرنا کہ آقا ہمارے زخمی ہو گئے مین جاکر عیار کو رہا کرونگا دیوانہ نے کہا کہ آقا مین جاؤن غضنفر نے کہا کہ اچھا تم ہی جاؤ دیوانہ بیباک جست و چالاک دس ہزار جوانون کو لے کر سامنے آیا للکار کر آواز دی کہ او میلاد خون آشام منم صاحبقران زمان یہ کہکر لڑنے لگا آخر کو بھاگا ساتھ والون نے غل مچایا کہ یارو افسر ہمارا زخمی ہو گیا سب کا فر دوڑے میلاد نے پانچ ہزار جوان قید خانے پر چھوڑے اور آپ تعاقب مین چلا جب میلاد نکل گیا تو نعرے کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا منم صاحبقران زمان سب گھبرا گئے اُن پانچ ہزار پر غضنفر آکر گرا سب کو قتل کیا دروازے پر قید خانے کے آکر گھوڑے سے کودا قید خانے مین آیا ہما کو بیٹھے ہوے دیکھا قید کاٹی عیار سے کہا کہ بھائی چلو میلاد و تعاقب مین

اُنکے جاتا تھا چند کس بھاگ کر پہونچے اُنھون نے کہا کہ آپ کسکے تعاقب مین جاتے ہین امیر تو
قید خانے پر آئے ہین یہ سُنکر میلاد دیلیٹا اُس وقت پہونچا کہ عیار رہا ہو چکا تھا خیمہ جل رہا ہی
غضنفر کھڑا ہوا مال لوٹ رہا ہی اتنی مہلت تھی کہ چاہتے نکل جاتے مگر میلاد نے للکارا کہ او
حمزہ تو تو بھوت پلید ہی یا تو بھاگا ہوا جاتا تھا یا یہان کیونکر آگیا تیری قضا میرے ہاتھ سے
ہی غضنفر سامنے آیا میلاد نے غضنفر پر نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو خالی دیا اپنا نیزہ مارا
اُسنے سینے کو بچایا غضنفر نے نیزہ گینڈے کی آنکھ پر مار دیا ڈیڑھ ہاتھ نیزہ گینڈے کی آنکھ بن
اُتر گیا غضنفر نے نیزہ چھوڑ دیا گینڈا چرخ مارنے لگا غضنفر نے اسقدر تلوارین مارین کہ ٹکڑے
ٹکڑے میلاد کے اُڑا دیے مگر ہلڑ جو ہوا سہمان آدمخوار کو خبر ہوئی کہ حمزہ نے آکر عیار کو رہا کر دیا
میلاد مارا گیا یہ سُن کر سہمان چلا اُس وقت آکر پہونچا کہ غضنفر کھڑا ہوا لڑ رہا ہی سہمان نے
للکارا کہ باش او حمزہ کیا کر رہا ہی منم سہمان آدمخوار یہ کہکر گینڈا بڑھایا غضنفر جا پڑا اتنین
تلوار چلی غضنفر نے گینڈے کے مُنہ پر تلوار ماری چہرہ اُسکا کٹا سہمان کو لیکر بھاگا ہر چند سہمان
چاہتا ہی کہ گینڈے کو روکون مگر گینڈا نہین رُکتا تھوڑی دور جاکر آخر گینڈے سے کودا غضنفر
نے قریب جاکر خود اُسکا اُتار لیا اوپر سے ہاتھ مارا سہمان آدمخوار کا سر زخمی ہوا مگر اتنے بڑے
قد کا جوان ہی کہ پیدل کھڑا ہی مگر سر اُسکا سر غضنفر سے بلند ہی غضنفر نے دوسرا ہاتھ مارا سینے پر
پڑا سہمان کو پسینہ آگیا تیسرا ہاتھ مار کر برس پڑا سہمان کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے ساتھ والے
ٹوٹ پڑے لڑ بھڑ کر لاشہ اُٹھایا سامنے آفتاب کے لائے آفتاب جھپٹا اُس وقت آکر پہونچا کہ
غضنفر سہمان کو مار کر لڑ رہا ہی خیمہ جل رہا ہی آفتاب نے للکارا کہ او حمزہ یہ کیا بدعت کر رہا ہی
غضنفر نے گھوڑا چمکایا آفتاب نے ایک دو پتھر زمین پر مارا زمین تھرائی ایک نازنین پیدا ہوئی
پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز آپکی مشتاق ہو کر آئی ہی

نظم

سانپ لہراتے ہین فرقت مین نہین آثار موج
کف نہین دریا مین پھیلا ہی یہ زہر مار موج

لطمہ زن دریا ہے مے ہی مست ہین سر چنگ زن
کھل گئی دستار زاہد صورت دستار موج

ای صنم تجکو کیا اللہ نے دریائے حسن
مثل دریا چاہیے زیب کمر زنار موج

سیر دریا مین جب یاد آتی ہی اُس کافر کی زلف
کاٹنے کو دوڑتے ہین میری جانب مار موج

بنگیا ہی پرتو عارض سے ہر لالہ کنول ٭ عکس گیسو سے ہوا تالاب سنبل زار موج
دمبدم چین بر جبین ہوتا ہی مجھپر کس لیے ٭ آب آئینہ مین او ظالم بھلا کیا کار موج
شور ہی بحرِ جہان مین میرے سیلِ اشک کا ٭ رہتی ہی دریا مین اِن روز دن تری گفتار موج
تونے دریا پر کیا جس دِن وضو بہرِ نماز ٭ بنگئی محراب طاعت ابروِ خمدار موج
ہم بھی ہین پروردۂ آغوش دریاے شراب ٭ کیون نہ رفتار اپنی کج ہو صورتِ رفتار موج
کچھ اگر نسبت نہین باہم نمش ہرگز نہین ٭ کسطرح کانٹے ہین اُسکے ماہیِ بے خار موج
ہم جو دریاسے نکالا چاہین بحر شعر کو ٭ دائرے گرداب کے کھینچے ابھی پرکار موج
ہی غلط فہمی سے ہر کوئی گرفتار دوئی ٭ عین دریا ہی جو اُٹھ جائے ابھی پندار موج
جلوۂ رخسار جانان سے ہی گرداب آفتاب ٭ ہوگئی خطِ شعاعی سے زیادہ انوار موج
اُتر ینگے بے یار دریا مین ہم اے ناسخ اگر ٭ کاٹ ڈالیگا گلے کو خنجرِ خونخوار موج

وہ نازنین یہ اشعار پڑھتی ہوئی چلی غضنفر کو اُسپر توجہ ہوئی آسمان سے آواز آئی کہ اے شہریار یہ نمود بے بود سحر ہی اسپر توجہ نہ فرمائیے گا تیغۂ روئین شگاف سے اسکو قتل کیجیے یہ بچنے نہ پائے جتنی دیر اس سے آنکھ ملائیے گا مبہوت ہوتے جائیے گا غضنفر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ کہکشان آسمان پر تھرا رہی ہی اور آواز دیتی ہی کہ اسکو قتل کیجیے اگر یہ زندہ رہیگی تو حضور کو تکلیف دے گی غضنفر نے مرکب بڑھایا تیغۂ روئین شگاف چمکایا اُس نازنین نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار کنیز نے کیا خطا کی کہ حضور نے تلوار کھینچی مین حاضر ہون تیغ ابرو سے قتل کیجیے نگاہین آپکی میرے واسطے تیر ہین مین تو عاشق صادق ہون امیدوار ہون کہ عاشقان حضور مین درج رہون اور حضور نے میرے قتل پر تلوار کھینچی ہی مین سر حاضر کرون مجھے کیا عذر ہی یہ کہتی ہوئی جو آگے بڑھی غضنفر پر ایسی تاثیر ہوئی کہ رُک گئے تلوار کو نیام مین کرنے لگے پھر آسمان سے آواز آئی کہ اے شہریار کئی مرتبہ آپ اسکے عذر کرنے پر رُک رُک گئے کیا اپنی خرابی کیجیے گا ایک مرتبہ اگر رُک گئے تو پھر یہ قتل نہ ہوگی یہ سحرِ آفتاب بلند سایہ کا ہی اگر کہین آپ اسکے سحر مین پھنسے اور تحفہ جات قبضے سے نکل گئے تو عمر بھر تحفے دیکھنے کو نہ ملین گے جب تو غضنفر نے تلوار کھینچی اور نازنین سر خم کرکے بڑھی اسقدر حسین وجمیل ہی کہ غضنفر کو اسکو قتل کرتے افسوس آتا ہی دل مین کہتے ہین کہ ایسی معشوقہ یون مٹا دون اور وہ قریب

کھڑی ہنس رہی ہی جب مسکراتی ہی تو برق دندان ایسی چمکتی ہی کہ خرمن ہوش وحواس پر زوال آتا ہی
مگر سایہ تلوار کا جو پڑ گیا غضنفر نے دیکھا کہ ایک زنگن ہی ضعیفہ مکارہ چھریان ماتھے پر پڑی ہوئین
غضنفر نے لاحول پڑھ کر ہاتھ تیغ کا مارا دیا اُس ضعیفہ کے دو ٹکڑے ہوے آفتاب نے منھ پیٹ لیا
کہا کہ او جوان تو نے غضب کیا اُس مہ جبین کو مارا کہ جسکا طلسم مین نظیر نہ تھا ہاے تمھارا ہاتھ
کیونکر اُٹھا بڑے سنگ دل ہو غضنفر نے کہا کہ او مکار یہ تو پیر فلک کی نانی تھی ایسی بدصورت
کریہ منظر ہماری نگاہ سے نہین گذری اُسکی موت تھی کہ نکل کر سامنے آئی قتل ہو گئی اب تجھے دعویٰ ہو
تو مقابلے مین آ آفتاب کے ساتھ والے سب کھڑے ہوے کانپ رہے ہین چاہتے ہین کہ کوئی ایسی
وجہ ہو کہ یہ جوان سامنے سے نکل جائے ورنہ بڑی مشکل ہو گی مگر آفتاب نے یہ باتین کرتے کرتے
آسمان کی طرف دیکھا نگاہ جو کہکشان پر پڑی جھلا گیا بلند ہوا چاہا کہ گردن پکڑ کر کہکشان
کو لے آوے غضنفر نے تیر مارا کہ پانون آفتاب کا زخمی ہوا اور کہکشان تڑپکر بلند ہو گئی
غضنفر نے مرکب چمکایا ساتھ والے اب آ گئے غضنفر سب کو لیکر روانہ ہوے ہمراہیان آفتاب
آپس مین کہتے تھے کہ یاروباپ نے بیٹی کو نہ پایا کہکشان ہر مقام پر مدد کرتی ہی آفتاب کے
سحر کو مٹواتی ہی جو سحر آفتاب کرتا ہی رد اُسکا بتا دیتی ہی وہ شیر بیشہ جرأت یکہ تاز میدان
جلالت فوراً صرف کرتا ہی دیکھو اس ضعیفہ کو کیسا مار لیا کچھ خوف نہ آیا ایسے بیباک سے کون لڑے
ہر ایک شب آ کر شبخون مارتا ہی پہلوانان زبردست کو للکارتا ہی ہماری کوئی تدبیر نہین چلتی
یہان تو سب یہ ذکر کر رہے ہین مگر غضنفر گھوڑا اُڑاتے ہوے قریب باغ ہونچے گھوڑے سے اُترے
ساتھ والے بھی آئے کوئی گھوڑے لوٹ کر لایا ہی کسی نے سپر و تلوارین اُٹھائی ہین کہکشان
نے آکر غضنفر کو گھوڑے سے اُتارا خون کی چھینٹین جو جسم پر پڑی تھین اُنکو دوپٹے سے پاک کیا باغ
مین اپنے ساتھ لیکر آئی کہا کہ ای شہریار اگر مناسب ہو تو یہان سے نکل چلیے ایسا نہ ہو کہ یہان
آفتاب آ جائے تو باغ کو پامال کرے آپ کے دشمنون کی گرفتاری کی فکر کرے یہ خوب خیال رکھیے
کہ اگر آپ اُسکے قبضے مین آ گئے تو فوراً قتل کریگا دشمنون کی جان نہ بچیگی مین عقاب بن کر بالاے
سر رہونگی آپ یہانسے نکل چلیے یہان رہنا بہتر نہین غضنفر کے بھی خیال مین آیا کہ بہت ٹھیک
کہتی ہی مگر یہ فرمایا کہ تمھارا عقاب بنکر بالاے سر رہنا بہتر نہین ہم تمھاری مدد نہین چاہتے ہین

کہکشان نے کہا کہ ای شہریار آپ دھوکا کھاتے ہین مین آگاہ کر دیتی ہون اس وجہ سے میرا
بالاے سر رہنا بہت مناسب ہی میرے بالاے سر رہنے سے بہت نفع ہوگا غضنفر نے اس بات کو
قبول نہ کیا ملکہ کو محافے مین سوار کیا آپ اگر بوق بجایا سب لشکر تیار ہوا سب کو ساتھ لے کر صحرا
کی طرف روانہ ہوے مگر آفتاب بلند سایہ جب چوتھی منزل پر اُترا اور شبخون نہ آیا کہا صاحبو
حمزہ بھاگ گیا اب اگر آتا تو گرفتار کر لیتا شہلاے کرگدن سوار کہ منتظم طلا یہ ہی یہ الگ
غرور کرتا ہی کہ ما بدولت کا نام جو میر طلایہ مشہور ہوا اسی وجہ سے حمزہ نہین آیا اگر آتا تو مین مشکین
باندھ لیتا اہل لشکر سب لاف وگزاف کر رہے ہین منصف مزاج کہتے ہین کہ یارو بڑی خیر ہوئی
کہ حمزہ شبخون نہ آیا اگر آتا تو اب تک لشکر آدھا رہ گیا ہوتا مگر غضنفر دو منزل پر جاکر
ایک صحرا مین اُتر پڑے زمیندار سے کہلا بھیجا ہماری تمھارے یہان دعوت ہی اگر نہ قبول کروگے
تو ہم اور تدبیر کر لین گے زمیندار نے سُنا ہی کہ یہ غضنفر دیوانہ ہی گاؤن کو تباہ کر دیگا جواب دیا
کہ غلام بہت مدت سے آپ کا مشتاق تھا حضور تشریف لائین تو دعوت کرون آپ تو صحرا مین
اُترے ہین لیکن مین وہین سامان دعوت لے کر حاضر ہونگا زمیندار نے اُسی صحرا مین باورچی
اور غلہ وغیرہ بھیجدیا کھانا پکنے لگا شام کو زمیندار آیا خوان کسوا کر کھانا تقسیم کر دیا ہر روز اسیطرح
کھانا تقسیم ہوتا ہی غضنفر نے ہما کو حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ وہان کیا گذری آفتاب ابھی بوسر باغ
آیا یا نہین اور اُسنے کیا انتظام کیا یہ سُن کر ہماے دوندہ چلا یہان آفتاب بلند سایہ
پانچ پانچ کوس کوچ کرتا ہوا قریب باغ پہونچا معلوم ہوا کہ باغ خالی پڑا ہی فوج کو حکم دیا کہ باغ
کو لوٹ لو اہلِ فوج نے باغ کو لوٹ لیا جب باغ لٹوا چکا تو حکم دیا کہ اسکو کھدوا ڈالو تمام
باغ کھد گیا درختون مین آگ لگوا دی اُسی مقام پر اُترا ہوا ہی کہ ہماے دوندہ بصورت مبدل
آیا باغ کی ویرانی دیکھی خبر لے کر پلٹا یہان غضنفر زیر نخل بیٹھے ہین دائرے بج رہے ہین دیوانے
تامین اُڑا رہے ہین اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہین نظم

جیتے جی جاؤن مین کیونکر کوے جانان چھوڑ کر
بلبلِ نالان کہان جائے گلستان چھوڑ کر

چاہیے وحشت مین جامہ چاک ہونا صبر کا
دامنِ قاتل کو لون اپنا گریبان چھوڑ کر

وصل جانان مین نظر آیا یہ شعبان مجھے
سبزہ کیا دیکھون خطِ رخسار جانان چھوڑ کر

کاوش غم دور ہو میرے دل ویران سے کیا
خار جاتے ہین کہین صحرا کا دامان چھوڑ کر

روح لیلی کا عبث ہی تجکو مجنون انتظار
بوے گل کب عود کرتی ہی گلستان چھوڑ کر

وصل جانان کسکی قسمت مین ہمیشہ ہی دلا
جاتی ہی اک روز آخر جسم کو جان چھوڑ کر

ہو وطن مین خاک میرے گوہر مضمون کی قدر
لعل قیمت کو پہونچتا ہی بدخشان چھوڑ کر

کوے قاتل کو چلے وحشت مین یون صحرا سے ہم
بھاگتے ہین جسطرح سے تیر میدان چھوڑ کر

حور ہی ساقی مرا کیونکر نہ ہو مجھپر حرام
واعظا کرتا ہی کیا باتین تو ایمان چھوڑ کر

سانپ کو قابو مین لا کر چھوڑ دینا زہر ہی
جان سے مایوس ہون مین زلف جانان چھوڑ کر

سر ٹپکتی پھرتی ہین ارواح سنگ و خشت سے
چل بسے ہین جسم کیا کیا قصر و ایوان چھوڑ کر

زاہدا کیونکر کرون مین ترک یہ دنیا دہ ہی
سیر کو آئے تھے آدم باغ رضوان چھوڑ کر

آج تو پوشاک پر مرتا ہی تو کل دیکھیو
جائیگا نباش تیری لاش عریان چھوڑ کر

عیش تنہائی ہو اُمردون کی کثرت سے محال
جاؤن یارب مین کہان شہر خموشان چھوڑ کر

مر گیا کیا ناسخ میکش جو سارے میفروش
مسجدون مین بیٹھے اپنی اپنی دکان چھوڑ کر

جام مے ارغوانی گردش مین ہی سب خوش بیٹھے ہین کہ ہماے دوندہ آکر پہونچا غضنفر نے پوچھا کہ ای یار وفادار کیا خبر لائے ہماے نے عرض کی کہ آفتاب قریب باغ آکر پہونچا باغ کو خالی پا کے ایسا جھلایا کہ لٹوا کر کھدوا ڈالا اور آگ لگادی اب اُسی مقام پر اُترا ہوا ہی ہرکارے آپ کی تلاش مین بھیجے ہین غضنفر نے کہا کہ مین کیا مخفی فردکش ہون مگر آج ہم خود اُنکی ملاقات کو جاوینگے یہ کہکر بوق ترکی بجایا صدا یہ تھی کہ ای قزاقان نیارہ شوید غیری آواز مین سب قزاق تیار ہو کر سامنے آئے مگر دیوانہ زنجیر دار سب کے آگے اکڑتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا کہا کیون آقاے سرخ آپ راتکو جا کر چین کرتے ہین اور ہم جنگل مین پڑے رہتے ہین بس اب ایسی حرکت کبھی نہ کیجیے گا ورنہ ایک چوبدست ایسی مارونگا کہ خاتمہ ہو جائیگا غضنفر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جیسے ہی غضنفر نے یہ جواب دیا دیوانے نے چوبدست لگائی غضنفر نے سر چوبدست تھام کر چھین لی اور ایک تمانچہ مارا کہ دیوانہ گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ آج مار ڈالونگا دیوانہ منتین کرنے لگا کہ ای شہریار اب ایسی خطا نہ ہوگی غضنفر نے دیوانے کو چھوڑ دیا اُچک کر پشت مرکب پہ سوار ہوے سب

لشکر کو لیکر طرف لشکر آفتاب کے چلے طلایہ دار بلبلا رہا ہی کہتا ہی کہ منم شہلا ے کرگدن سوار
میرے طلایے مین کون آسکتا ہی کہ سامنے سے گرد اوٹھی بوق ترکی کی آواز کان مین آئی اسکے
ساتھ والے کانپنے لگے کہا بیچے صاحبقران آپہونچے غضنفر گھوڑا اچمکا کر سامنے آئے فرمایا کہ
سامنے سے ہٹ جا شہلا کو بڑا دعوی ہی گینڈا اچمکا کر کہا کہ او طفل بے ادب مجھے تیرے حال پر رحم
آتا ہی بھاگ جا مین تجھکو مہلت دیتا ہون غضنفر نے کہا کہ او بیجیا مردان عالم کہین بھاگتے ہین
تیری سرکوبی کو آیا ہون شہلا نے بڑھکر نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر روکا روک کر
نیزہ مارا گینڈے کی آنکھ پر پڑا گینڈے نے طرارہ بھرا غضنفر نے نیزہ چھوڑ دیا کہا اب یہ نیزہ
نجس ہو گیا جب گینڈے نے چرخ مارا غضنفر پر س پڑا شہلا کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے شہلا
کو مار کر اسکی فوج پر گرے دیوانون کی جنگ سے سب ساحر تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین بعض
فریاد کرکے قدمون کو بوسہ دیتے ہین غضنفر نے اُن سب کو مار کر بھگایا آفتاب کی بارگاہ کے
قریب آکر آگ لگا دی بارگاہ جلنے لگی شور جو مچا آفتاب نے آنکھ کھول کر پوچھا کہ ارے بارد
خیر تو ہی خدمتگارون نے کہا کہ صاحبقران سنجون آئے ہین میر طلایہ مارا گیا آفتاب جھلا کر باہر نکلا
بارگاہ جل کر گری آفتاب نے دیکھا کہ غضنفر سب کو قتل کر رہا ہی پکار کر آواز دی کہ حمزہ تیری
قضا آئی ہی دیوانہ کرکے مار ڈالونگا یہ کہکر گلے سے ایک ہار سوکھا ہوا اُتارا آسمان پر پھینکا اور
آواز دی کہ ای نسیم عنبر شمیم اپنا ناچ دکھا دے یکایک ہوا سے سرد چلی ایک طرف سے آواز آئی
کہ ای شہریار اس کنیز کو بچائیے غضنفر نے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو و تیرہ درون کہکشان
کو پکڑے ہوے لیے جاتا ہی اور کہکشان آواز دیتی ہی کہ ای شہریار کنیز کو اس ظالم سے بچائیے قطعہ

سارے ارمان ہوے گشتہ یہ دھر بنگے ہین ۔ اب بھی دلسے کوئی پوچھے کہ بھلے چنگے ہین
یا اُسی بُت کو سلیقہ نہین دلداری کا ۔ یا کچھ ای حضرت دل آپ ہی بے ڈھنگے ہین
کبھون نہ دیجیے پھر اپنے گلے کے کپڑے ۔ خار صحرائے جنون کہتے ہین ہم ننگے ہین
جو صلے سب کے خموشی نے مری پست کیے ۔ شور آہون کے نہ نالون کے وہ اب دنگے ہین
رنگ لائے ہین غضب دیدہ خونبار یہان ۔ کپڑے پہنے بھی دکھانے کو ترے رنگے ہین
اگلے معشوقون کی کہتے ہین وفائین سن کر ۔ یہ حکایات ہین افسانے ہین دھر بنگے ہین

اپنے جامے سے ہین باہر سب دیوانۂ عشق	ایک حمام ہین جتنے ہین سبھی ننگے ہین
مرض عشق سے حضرت ہوئی مرتے ہی جلال	ابتو ہم فضل الٰہی سے بھلے چنگے ہین

یہ جو کہکشان نے اشعار عاشقانہ پڑھے غضنفر سنکر گھبرائے چاہا کہ اُس زنگی کو مارون آسمان سے آواز آئی کہ ای شہریار آپ یہ کیا کرتے ہین خبردار زنگی کو قتل نکیجیے گا اگر زنگی قتل ہوا تو آپ گرفتار ہو جائیے گا غضنفر نے گھوڑا بڑھاکر اپنے کو قریب پہونچایا جس عورت کی شکل بصورت کہکشان تھی اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے زنگی بھی جلنے لگا دونون جل کر خاک ہو گئے آفتاب نے جو یہ معرکہ دیکھا اچھلاکر طرف آسمان کے دیکھا بیٹی کو دیکھ کر آواز دی کہ او بیجیا تو نے یہ کیا غضب کیا جملہ نسبت فراز اس طفل کو بتاتی ہی میرا سحر مٹاتی ہی غضنفر تو اُسکو مارکے لڑتے ہوے بڑھے سمجھے کہ کہکشان نکل گئی ہوگی آفتاب نے کہکشان کو روکا کہکشان نے آگ برسائی تلوارین برسائین آفتاب نے سب کو روکا سحر کی تاثیر نہ ہوئی غضنفر تو نکل گیا آفتاب نے سحر کیا کہکشان زمین پر گری ہر چند کہ چاہتی ہی نکل جاؤن مگر آفتاب بلند سایہ نکلنے نہین دیتا کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے کہکشان کے گرد آکر ہجوم کیا بجبر گرفتار کرلیا گرفتار کرکے سامنے آفتاب کے لائین آفتاب نے حکم دیا کہ قفس آہنی لاؤ قفس آیا اُس مین کہکشان کو بند کیا دربار مین آکر حکم دیا کہ سامنے لاؤ سامنے بلاکر پوچھا کہ کیون ای کہکشان تو میرا رنگ سحر نہین جمنے دیتی مین تجکو قتل کرونگا کہکشان نے جواب دیا کہ ای آفتاب تجکو اختیار ہی مین خیر خواہی سے اُسکی ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی تجکو اختیار ہی چاہے قتل کر چاہے بخش باپ بیٹی سے تکرار ہونے لگی سردار سمجھا رہے ہین کہ ای کہکشان باپ جو کہتا ہی وہ قبول کر نہ کہکشان سب کو جواب دیتی ہی کہ مین نہ مانونگی قضاے کار غضنفر جو اپنے مقام پر پہونچے سب سردار واپس آئے مگر کہکشان پلٹ کر نہین آئی ہماے دونده سے کہا کہ جاکر خبر تو لاؤ کہکشان پر کیا گذری ہما بصورت مبدل لشکر آفتاب مین پہونچا خبر سُنی کہ باپ بیٹی سے تکرار ہو رہی ہی ہما اندر آیا اگر دیکھا کہ ملکہ کہکشان کے قفس کے گرد ایک ہجوم ہی سب سمجھا رہے ہین مگر کہکشان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہین کچھ جواب نہین دیتی آخر آفتاب نے جھلاکر حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری ہو ہماے دونده یہ خبر لیکر بھاگا خدمت مین غضنفر کی پہونچا دیکھا کہ غضنفر بہم بیٹھا ہی ہر چند کر

کنیزین دل بہلانے کی باتین کر رہی ہین اور یہ اشعار گا رہی ہین نظم

سر پر پہاڑ ٹوٹے نہ ای آسمان گرا+ — جو برگ گل کو سمجھین کہ سنگ گران گرا
ساقی کے ہاتھ سے جو گرا شیشۂ شراب — سمجھا مین بادہ کش کہ خم آسمان گرا+
مٹی دہان کی لے گئے عطار بہر عطر — اس رشک گل کے منھ کا پسینا جہان گرا
رشک چمن ہوا ہی ہر اک سرو نونہال — کٹ کٹ کے تیرے عشق مین کیا کیا جوان گرا
پائی شکست دل نے برنگ شکستہ رنگ — بالاے سنگ شیشہ مرا بے فغان گرا+
آزاد ہین قیود سے افتادگان خاک — اڑتا پھرا شجر سے جو برگ خزان گرا+
عالم کو تیرے چاہ زنخدان سے عشق ہی — یوسف بھی اس کنوئین مین مع کاروان گرا
پامال جو کرے گا مجھے پائے گا سزا+ — شیشے کی طرح خاک پہ مین ناتوان گرا+
لغزش رہ سلوک مین افتادگی ہو کیا — ٹھوکر نہ کھاکے ایک دن آب روان گرا
کیا مال رعب فقر کے آگے ہی سلطنت — رویا مین سر سے افسر نوشیروان گرا
ناسخ نگاہ مست سے دیکھا جو یار نے+ — مانند مست ہر شجر بوستان گرا+

لیکن غضنفر کسیطرح شگفتہ نہین ہوتے اُداس بیٹھے ہین کہ ہما آکر پہونچا گر روتا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا ملکہ گرفتار ہوگئین آفتاب سے مناظرہ ہو رہا ہی آفتاب نے قتل کا حکم دیا ہی میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی غضنفر تیغہ ٹیک کر اُٹھے باہر آکر بوق بجایا سب نے گھبرا کر کہا کہ یہ دیوانہ جان لیگا آج دن کو چلتے ہین ہماری دیکھیے کیونکر جان بچے مگر دیوانہ سب سے پہلے تیار ہو کر آیا کہا کہ ای شہریار آج دن کو چلے رات کو اندھیرے مین جاتے ہین مطلب دلی حاصل نہین ہوتا آج دن کو دیکھو دیکھ کر قتل کرین گے افسرون ہی کو مارین گے غضنفر نے حکم دیا کہ فقط دیو اپنے ہی ساتھ چلین لرزان خونریز کہ سب لشکر کا افسر ہی روتا ہوا آیا اور عرض کی کہ غلامون سے کیا خطا ہوئی کہ ہمین ساتھ چلنے کا حکم نہین غضنفر نے کہا کہ آج کسیطرح آفتاب کو زندہ نہ چھوڑونگا مارونگا بہت دنون زندہ رہا اس وجہ سے تم لوگون کو ساتھ نہین لیا کہ مجمع کم رہے چھٹ پٹ اُبھر کر پلٹ آدین گے یا تو ملکہ کہکشان کو چھڑا لایا یا اپنی بھی جان دی تم سب جا کر بیٹھو یہ کہہ کر دیوانون کو ساتھ لے کر چلے یہان آفتاب غصے مین بیٹھا ہی میدان خونی کی

تیاری ہو گئی ملازمون نے بڑھ کر عرض کی کہ وارین استادہین جلاد بھی حاضر ہین فقط آپ کے چلنے کی دیر ہی آفتاب اپنے مقام سے اُٹھا غصے سے چہرہ سُرخ ہو رہا ہی باہر نکل کر کنیزون سے کہا کہ کہکشان کو قفس سے نکالو دار پر لٹکاؤ ابھی قتل کرونگا اُس وقت کہکشان بیقرار ہو کے پکاری کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے بچائے نظم

قرب گر خواہی ہمیشہ حاضر دربار باش　پیش در استادہ مثلِ سایۂ دیوار باش
ہست مخدومی اگر مطلوب خدمتگار باش　پادشاہی گر طلب داری غلام زار باش
ہمین گُل شو در گلستان جہان یا خار باش　الغرض یکرنگ ای رنگین ریزن نگار باش
دوست شو ای دوست با ہر نیک و بد کن دوستی　در جہان گنجینہ دار مخزنِ اسرار باش
از دل و جان با خدا سر رشتۂ الفت بہ بند　خواہ در تسبیح باش و خواہ در زنار باش
صلح کُل شو صلح کُل شو صلح کُل شو صلح کُل　بکزبان با نیک و بد یکسان بمور و مار باش
کن بہ نیکوئی فزونی و بہ بدکاری کمی　نیک خوی و نیک کردار و نکو اطوار باش
درمیان خَلق با خُلق و ادب کُن زندگی　کم زبان و کم خور و کم گوی و کم آزار باش
مستقل چون کوہ شو فیاض چون بحرِ روان　چون فلک شام و سحر سرگرم ہر کارِ باش
سر بنہ چون بندگان زار بر خاک نیاز　سر بلند و سرفراز و سرور و سردار باش
حق نماید روے روشن از حجاب دل ترا　ہر زمان امیدوار ای طالبِ دیدار باش
بازکی آید بگفت عمر یکہ در غفلت گذشت　بہرِ استقبال ہمدمی ہر زمان ہشیار باش

آفتاب نے قصد کیا کہ تیر و کمان اُٹھا کر تیر مارون مگر دل سے کہتا ہی کہ پندرہ برس اسکو کس نازو نعم سے پالا اب آج یہ قتل ہوتی ہی تیر و کمان اُٹھاتا ہی اور رہجاتا ہی کہ نعرہ غضنفر کی آواز آئی نعرۂ زلزلہ فگن ثانی سلیمان نعرۂ صاحبقران عالیشان امیرِ عرب ضیغم روزگار

بحکمِ خدا البتہ شمشیر جار　یکے تیغ صمصام و قمقام تام　یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد　سر سرکشان جملہ در خاک کرد

لشکر مین تہلکہ ہوا ساحر جو تھے ہو کر بھاگنے لگے دیوانون کی چو بدست زنی جب چوبدست ہلاتے ہین دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین ہر طرف فریاد کی صدا بلند ہی آفتاب نے گھبرا کر پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی یہ لوگ کیون اسقدر

گھبرا رہے ہین کہ غضنفر لڑتا ہوا سامنے پہونچا للکارا کہ او بیحیا بیٹی کو قتل کرتا ہی اب تک اسکا شیشہ ننگ و ناموس سالم ہی تو بیشک ظالم ہی خبردار ہو جا مین تیرے قتل کو آیا ہون اول تو غضنفر لڑتے بھڑتے قریب ذار کے پہونچے زبان سے کہکشان کی سوزن نکالی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی ملکہ کہکشان نے تڑپ کر دار کو کاٹا ہرچند آفتاب نے قصد کیا کہ کہکشان کو نہ رہا ہونے دون لئی سحر کیے مگر کہکشان بتاتی جاتی ہی کہ ای شہریار انگشتر مہر و ماہ کو چمکائیے گھوڑے کو چمکا کے سامنے آفتاب کے جائیے غضنفر گھوڑا چمکاتے ہوے سامنے آفتاب کے پہونچے آفتاب نے طائر جھولی سے نکال کر چھوڑا وہ طائر بلند ہوا زمزمہ سرائی کرنے لگا آواز دیتا تھا کہ ای غضنفر بن اسد ہماری صدا پر متوجہ ہو اصل کیفیت یہ ہی نظم

وقت راحت جستجو سے بھی یہان ملتا نہین — سچ ہی یہ آرام زیر آسمان ملتا نہین
ہو کسی مہمان کو کیا مہمان نوازی کی امید — عرش پر ہی اب مزاج میزبان ملتا نہین
ساتھ اُس گلرو کے کیونکر کیجیے گلشن کی سیر — دوسرے کو آہ حکم باغبان ملتا نہین
کسطرح سے ہو رسائی طالب دیدار کی — میل کھاتا یار ہی تو پاسبان ملتا نہین
فصل گل مین جور صیاد ستم ایجاد سے — بلبلون کو شاخ گل پر آشیان ملتا نہین
کیونکر آئین کر کے آرائش ہمارے سامنے — آئینہ اُنکو برائے امتحان ملتا نہین
دل ہمارا خضر رہ ہی منزل مقصود مین — ڈھونڈھتے پھرتے ہین پر گھر کا نشان ملتا نہین
کوہ و صحرا مین ہی قبضہ قیس اور فرہاد کا — میرے رہنے کو کہین کوئی مکان ملتا نہین
ترک الفت کسطرح ای یار ہم تمسے کرین — خلق مین کوئی تمھارا سا جوان ملتا نہین
ناز تھا جسپر زوال حسن مین وہ کیا ہوا — اب کوئی دنیا مین شاید قدردان ملتا نہین
لکھنؤ مین ای شفیق لکھنوی ڈھونڈھا بہت — پر قمر سا اب کوئی اہل زبان ملتا نہین

یہ صدا جو آئی غضنفر بیقرار ہوے کہکشان نے آواز دی کہ ای شہریار اسکو تیر ماریے غضنفر نے تیر سے اُس طائر کو مارا طائر کے مرتے ہی ایک ہنگامہ ہوا آفتاب نے آواز دی کہ او گیسو بریدہ تیری ذات سے یہ جوان بچ رہا ہی ورنہ اب تک مار لیتا کہکشان پر چاہا کہ سحر کرون غضنفر گھوڑا چمکا کر قریب آفتاب کے پہونچا آفتاب نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے گھوڑا الگ کر لیا اور تیغہ کا ہاتھ مارا

کہکشان

کہکشان نے آواز دی انگشتر کو بھی گردش دیجیے غضنفر نے انگوٹھی کو پھرا جیسے ہی انگوٹھی کو چکایا
آفتاب کا چہرہ زرد ہونے لگا خاموش ہوا سحر فراموش ہوا غضنفر نے تلوار ماری آفتاب
نے ہاتھ چمکایا تلوار چمک کر جو گری کئی سپرین فولادی حائل ہوئین مگر تلوار نے سب سپرون کو کاٹا
تاج کو کاٹ کر سر پر پہونچی سر آفتاب کا زخمی ہوا آفتاب نے اپنے کو زمین پر گرادیا تڑپ کر
بلند ہوا کہکشان نے آواز دی کہ ای شہریار تیر ماریے غضنفر نے تیر مارا شانے پر آفتاب کے
پڑا توڑ کر پار گذر گیا پرنالہ خون کا جاری ہوا آفتاب بھاگا فوج والے آوارہ ہوے ملکہ
کہکشان زمین پر آئین کہا کہ ای شہریار آفتاب نکل گیا آپ نے دیر کرکے تیر مارا یہ وہ ظالم
ہی کہ زندگی مین پیچھا نہ چھوڑے گا آپ بھی لشکر کشی کرکے چلیے قلعۂ انجم نگار ایک قلعہ ہی وہان کا حاکم و
ناظم انجم تاجدار ہی وہ اسکا حقیقی بھائی ہی اب وہین جاکر لشکر جمع کریگا جس وقت مہلت پائیگا
لشکر لیکر آئیگا آپ خود لشکر کشی کرکے چلیے اگر اسکو مار لیا تو طلسم مین جانے کا راستہ کھلیگا ورنہ
طلسم مین نہ پہونچیے گا غضنفر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو لشکر تیار ہوا کوچ کرکے اپنے طریقے سے
چلے جابجا دیہات لوٹتے ہوے جاتے ہین غضنفر تو اس طور سے چلے جاتے ہین مگر آفتاب
تاج سر پر ندارد شلنے سے خون بہتا ہوا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرا تاج سحر سے بنایا سر پر پہنا زخم
کو باندھا خیال مین گذرا کہ بھائی صاحب کے پاس چلیے وہان چل کر لشکر تیار کرونگا یہ سوچ کے
تخت سحر تیار کیا اُسپر سوار ہوا تخت اُڑاتا ہوا چلا فوجین بھاگی ہوئی راہ مین ملتی جاتی ہین اُنکو
ساتھ لیتا ہی کئی دن کے عرصے مین دولاکھ جادوگر ساتھ جمع ہوگئے اُن سب کو ساتھ لیکر بھائی
کی طرف چلا انجم تاجدار اپنے قلعے مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی ایک حریف آپکی طرف
آتا ہی دولاکھ ساحر اُسکے ساتھ ہین انجم تاجدار رات کو تخت پر سوار ہوا ساٹھ ہزار جادوگر
اپنے ہمراہ لیے قلعے سے باہر نکلا رواروی کرتا ہوا چلا ایک صحرا مین آکر ٹھہرا دیکھا کہ صحرا سے
گرد اُڑی ایک جادوگر تخت پر سوار رفقا پا یہ تخت پر ہاتھ ڈالے پوچھتا ہوا آتا ہی کہ انجم تاجدار کتنی
دور ہی بس انجم تاجدار کو یقین کامل ہوا کہ میری فکر مین آتا ہی لشکر کو اپنے گوشے مین ہٹایا چھپکر
صحرا مین اُترا جب آفتاب کا لشکر اُتر چکا روشنی ہوئی طلایہ دار دلق جادو بارہ ہزار ساحرون
کو ساتھ لیکر لشکر کی حفاظت کرنے لگا اِدھر انجم تاجدار نے دو پہر رات گئے لشکر تیار کیا بہ ارادۂ

شبخون چلا ساتھ والون سے کہا کہ مین جاکر میر طلایہ کو مارتا ہون تم لوگ آپڑنا مگر اس طور سے سحر کرنا
کہ وہ لوگ بھاگ نہ سکین ساتھ والون نے یہی تدبیر کی لشکر کو اپنے تیار کر کے چلے مگر دلق جادو
طلایہ دے رہا ہی ساتھ والے گرد کھڑے ہین کہ آسمان سے برق گری دلق کے دو ٹکڑے ہوے
ساتھ والے گھبرائے کہ ہمارے افسر کو کسنے مارا دیکھا کہ ایک تاجدار آسمان سے اُترا للکارا کہ او
نامردو بھاگ جاؤ اُنھون نے انجم یہ بلوہ کیا انجم نے گولہ مارا کہ کئی ہزار کے سر اُڑ گئے آخر فریاد کرتے ہوے
بھاگے کہ لشکر سارا اگر پہونچا وہ جو گرے خیمے جلا دیے بارگاہون کی طنابین کاٹین ہزارہا ساحر مرنے لگے
یہ خبر آفتاب جادو کو پہونچی کہ تمھارے لشکر پر حریف شبخون آیا ہی یہ سمجھا کہ صاحبقران یہان بھی
آگئے گھبرایا ہوا باہر نکلا دیکھا کہ ساحر لڑ رہے ہین سحر چل رہا ہی آفتاب نے نکل کر سحر کیا کئی ہزار
کے سر اُڑ گئے انجم کو خبر پہونچی کہ افسر لشکر نکلا ہی اُسنے کئی ہزار ساحرون کو مارا جب سحر کرتا ہی زمین
ہلا دیتا ہی انجم گھوڑا چمکا کر چلا اُدھر سے آفتاب آتا تھا آفتاب نے انجم کو دیکھا انجم تاجدار
کی نگاہ آفتاب پر پڑی آفتاب نے پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب مین نے کیا خطا کی کہ مجھپر آپ نے
شبخون مارا انجم نے کہا کہ بھائی صاحب مین نے کیا خطا کی تھی کہ آپ لشکر کشی کر کے آئے آفتاب نے
کہا کہ مین تو امیدوار کفالت آیا ہون میرا ملک صاحبقران نے چھین لیا کہکشان جان کی
دشمن ہو گئی مین بھی سمجھا تھا کہ حمزہ شبخون آیا ہی دونون بھائی آپس مین بغلگیر ہوے فوج کو منع کیا
ایک نے ایک سے حال پوچھا جنگ کا ہونا موقوف ہوا مگر ہزارون دونون کے ساتھ کے مرے
گرے انجم تاجدار نے کہا کہ بھائی صاحب قلعے مین چلو آفتاب کو ساتھ لے کر قلعے مین پہونچا قلعے
مین جو دو لاکھ فوج تھی آفتاب آیا مشہور ہوا کہ آفتاب بلند سایہ تباہ ہو کر آیا ہی اُس تباہی
پر دو لاکھ آدمی ساتھ ہین زوجہ انجم تاجدار کی سیارہ روشن جبین محل مین اپنے بیٹھی تھی کہ کنیزون نے
خبر دی کہ آپ کے جیٹھ آئے ہین اِسنے انجم تاجدار کو لکھا کہ اگر آپ کا حکم ہو تو برائے سلام
آفتاب آؤن انجم نے جواب مین لکھا کہ شب کو آنا سیارہ رات کو بن ٹھن کر خوب آراستہ ہوئی
آراستہ ہو کر طرف محفل کے چلی یہان اب وہ وقت ہو کہ دونون بھائی مسند پر بیٹھے ہین گائنین مع
سازندون کے حاضر ہین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

اس رمز کو افسوس کچھ احباب نہ سمجھے	سمجھانے سے کیون عاشق بیتاب نہ سمجھے

سو جاتے بھی ہین جاگے ہوے بخت شب وصل — دل انکو مرا دیدۂ بیتاب نہ سمجھے

مل جاتا ہی ڈھونڈھے جو دل گم شدہ عاشق — کمیاب تو البتہ ہی نایاب نہ سمجھے

ٹھہرا دے اگر دل کو کبھی یاد کسی کی — صبر اس کو تصور نہ کرے تاب نہ سمجھے

ہوتی ہی عیان شام ہی سے صبح شب وصل — اس رات کو عاشق شب مہتاب نہ سمجھے

خود منھ سے مین کہتا کہ جگر مین ہی مرے زخم — تم دیکھ کے روتے ہوے خوناب نہ سمجھے

شربت کے مجھے گھونٹ ہین رگڑے نہین قاتل — اس کند چھری کو کوئی بے آب نہ سمجھے

پہلو مین جگہ دے وہ مرے دل کو نہ ٹھہرائے — چند آرزوئین ہین بہت اسباب نہ سمجھے

بک بک نے جلال انکی لگا دی مجھے چپ اور — سمجھائے گئے کچھ مرے احباب نہ سمجھے

جام ارغوانی گردش مین ہی صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی کہ خبر پہونچی ملکہ سیارہ آتی ہین انجم تاجدار نے کہا کہ بھائی صاحب سنبھل کر بیٹھیے ملکہ آتی ہین پہلے چند کنیزین حاضر ہوئین بعد اُنکے سیارۂ روشن جبین بیچ مین کئی سو کنیزون کے جوڑا بھاری پہنے ہوے بناز و کرشمہ اکڑتی ہوئی آنکھون مین نشہ آکر پہونچی آفتاب کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا نشے مین تو بیٹھا ہی تھا اُٹھ کھڑا ہوا بڑھ کر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا بھابھی صاحب آئیے مین تو مدت سے آپ کا مشتاق تھا سیارہ نے ہنس کر جواب دیا کہ بھائی صاحب یہ کیا اُفتاد پڑی کہ آپ یون پریشان ہو کر آئے ہمنے سُنا کہ بی کہکشان جادو آپ سے باغی ہو گئین کچھ آپ کا پاس نہ کیا آفتاب نے کہا کہ اگر مین قصد کرتا دونون کا سر کاٹ لیتا مگر مجھے تو منظور تھا کہ تم تک پہونچون بھائی صاحب نے مجھپر شبخون بھی مارا ہزارہا ہمراہی مارے گئے مین نے کچھ نہ کہا مجھے تو یہ منظور تھا کہ جلکر تمھاری قدمبوسی کرون سب رنج و ملال اس وقت دفع ہو گئے کیون بھابھی صاحب کبھی تمکو ہمارا بھی خیال آتا تھا ہمنے اکثر راتون کو خواب مین دیکھا اکثر خط لکھے تمنے جواب بھی نہین بھیجا اب تو مین سامنے موجود ہون امیدوار ہون کہ رحم فرمائیے ترچھی نگاہ سے نہ دیکھیے نگاہ محبت کا مشتاق ہون سیارہ شرماتی جاتی ہی سامنے شوہر موجود ہی جھلا کر جواب دیا کہ بھائی صاحب اپنے ہوش مین ہو جب تمھارا کوئی خط آیا جواب اُسکا لکھا مضمون وہ تھا کہ جو کوئی دیکھے وہ سمجھ جائے کہ چھوٹے نے بڑے کو لکھا ہی اور آپ کیا چاہتے ہین چلیے چل کے بیٹھیے شراب آپ نے زیادہ پی ہی آپ کو نشہ ہی

نشے کی باتین نہ کیجیے یقین ہو کہ آپ کے بھائی صاحب کو ناگوار ہو انجم نے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپ کو شرم نہین آتی چھوٹی بھاوج کہ جو بجائے دختر کے ہو اُس سے ایسی باتین کرتے ہو اپنے ملک سے تباہ ہو کر آئے ہو بہ اطمینان یہان بیٹھو ایسا نہ ہو کہ یہ باتین تمھاری مجکو ناگوار ہون ایسی باتین تمنے کہکشان کے ساتھ کین کہ آخر وہ نکل گئی حرکات تمھارے لغو ہین آفتاب نے کہا کہ بھائی جب مین نے اپنا ملک تباہ کرایا اسی آرزو مین یہان آیا کہ چل کر سیارہ پر قبضہ کرون اگر انکار کروگے تو میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے یہان تک تکرار ہوئی کہ آفتاب تلوار کھینچ کر اُٹھا انجم نے کہا کہ کیون شامت آئی ہو آفتاب نے ہاتھ تلوار کا مارا انجم پیچھے ہٹ گیا کہا کہ او بیحیا تجکو شرم نہین آتی ایسا نہو کہ مجکو بھی غصہ آجائے تو میرا بُرا ہو مین تیرا لحاظ کرتا ہون ورنہ ایک سحر مین مار ڈالون گا سیارہ ہان ہان کرکے بیچ مین آگئی آفتاب کا ہاتھ پکڑ لیا کہا دیوانے تباہ ہو کر آیا ہو پھر بل کی لیتا ہو ایسا نہ ہو کہ تجکو جوتیان مارکے نکالدین آفتاب نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے جب تو انجم نے پیچھے ہٹ کر گولہ مارا وہ گولہ قریب آفتاب کے آکر پھٹا گولے سے دھوان نکلا وہ دھوان جو آنکھون مین لگا آفتاب نابینا ہو گیا پکار کر آواز دی کہ او نامعقول یہ تونے کیسا سحر کیا کہ مجکو سجھائی نہین دیتا یہ کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک سلائی نکالی آنکھون مین پھیری آنکھین پھر روشن ہو گئین آنکھین روشن ہوتے ہی وہ ہی سلائی انجم پر پھینک ماری انجم نے اُس سلائی کو کاٹا جیسے ہی سلائی کٹی ایک دناٹا ہوا کہ انجم تاجدار خود نابینا ہو گیا زوجہ سے پکار کر کہا کہ صاحب اپنے کو اس مردود سے بچاؤ مین تو بیکار ہوا آفتاب بڑھا کہ گلے مین سیارۂ روشن جبین کے پھر ہاتھ ڈالدون سیارہ نے ایک تمانچہ مارا آفتاب تمانچہ کھا کر ہنسنے لگا کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ہماری تمپر جان جاتی ہو اور تم یہ سختی کرتی ہو ہمکو بہ غلامی قبول کر دیہ نہ سمجھنا کہ تباہ ہو کر آیا ہون کئی صندوق جواہرات کے میرے ساتھ ہین اتنے عرصے مین انجم نے پیشانی پر نشتر مارا خون لیکر آنکھون مین لگایا آنکھین روشن ہوئین میان بی بی مل کر سحر کرنے لگے اب تو آفتاب گھبرایا فوج والون کو آواز دی کہ یارو تم دیکھتے ہو یہ میان بی بی مجھپر جبر کر رہے ہین تم لوگ دخل نہین دیتے ایسا نہ ہو کہین چوک جاؤن تو یہ دونون مجکو مار لین دو لاکھ ساحرون کے افسر جو بیٹھے تھے اپنے اپنے مقام سے تلوارین کھینچ کر لڑنے لگے ملازمان انجم بھی اُٹھے سارے قلعہ مین

تلوار چلنے لگی ملازمان آفتاب نے وہ سحر کیے کہ کئی ہزار مکان گرے اُس مین ہزار ہا جادوگر دبے
ہرکارون نے بڑھ کر انجم کو خبر دی کہ ملک تمام تباہ ہو رہا ہی تمام رؤسا بگڑ کر آتے ہین آپ کے
شریک ہونگے انجم نے کہا کہ آنے دو ایک طرف سے بلوہ ہو گئی سحر رؤسا وُامرا گولے ترنج و نارنج
ہاتھ مین لیے ہوے آکر گرے، فوج آفتاب کو قتل کرنا شروع کیا انجم نے آواز دی کہ یارو آکے
آفتاب کو گھیر لو جسکی ذات سے یہ فساد برپا ہوا رئیسون نے آکر چہار طرف سے آفتاب کو گھیرا
اب جو گولے پڑنے لگے آفتاب گھبرایا چاہا کہ چمک کر نکل جاؤن سیارہ نے بڑھ کر گولہ مارا ایک
گولہ انجم نے مارا وہ دونون گولے آکر سینے پر آفتاب کے پڑے بس پشت کو توڑ کر پار گذرے
آفتاب مر کر گرا ملازمون نے بڑھ کر لاشہ آفتاب کا اُٹھا یا روتے پیٹتے بھاگے دروازے تک
قلعے کے زن وشوہر سحر کرتے ہوے آئے جب قلعے سے ان سب کو نکال دیا تب زن وشوہر پلٹے
انجم نے کہا کہ کیون صاحب یہ اسی لائق تھا آخر ملعون مارا گیا مین جاکر حمزہ کو پکڑ لاؤن سیارہ نے
کہا کہ لشکرکشی کرکے نکلو انجم نے اس بات کو پسند کیا اُسی وقت آواز دی سب افسر جمع ہوے
کہا صاحبو فوج جمع کرو افسرون نے نوبت و نقارے بجائے تین لاکھ ساحر جمع ہو کر آئے انجم
تخت پر سوار ہوا تین لاکھ کا لشکر لے کر بیرون قلعہ نکلا کہا اب تیاری کرکے چلین گے یہان تو انجم
انتظام لشکر کر رہا ہی لیکن وہ ملازم لاشۂ آفتاب لیے ہوے جاتے ہین سامنے سے ایک قلعہ کے
گذرے کہ اُس قلعے کو آسمان فرسا کہتے ہین حاکم اس قلعے کا سمندون بلند پرواز ہی ملکہ
کہکشان اسکی منگیتر ہی سمندرون نے دیکھا کہ چند ساحر ایک لاشہ لیے ہوے اس صحرا مین
آئے ہین ارتھی بنا رہے ہین منظور ہی کہ لاش کو جلائین سمندون قلعے سے باہر نکل آیا پکار کے
پوچھا کہ یارو تم لوگ کون ہو یہ لاشہ کسکا ہی کہان مارا گیا سب جادوگرون نے سامنے سمندون
کے بیان کیا کہ یہ لاشہ آفتاب بلند سایہ کا ہی پہلے حمزہ سے مقابلہ پڑا ملکہ کہکشان جادو
نکل گئین اور یہ آوارہ ہو کر قلعۂ انجم حصار پر پہونچا وہان بھی فساد ہوا زن وشوہر نے مل کے
اسکو مار لیا یہ سُنکر سمندون کو بڑا قلق ہوا کہا صاحبو مجکو پہچانتے ہو مین کہکشان کا منگیتر
ہون میری زندگی مین کسکی مجال ہی کہ اُسپر قبضہ کرے پہلے جاکر انجم اور اُسکی زوجہ کو مارونگا پھر وہان سے
پلٹ کر کہکشان پر قبضہ کرونگا یہ کہہ کر پلٹ کر افسرون سے کہا کہ اب مین قلعے مین نہ جاؤنگا لشکر کو

لیکر آؤ مین پہلے قلعۂ انجم حصار پر چلون انجم کو مارون زوجہ پر اُسکی قبضہ کرون اُسکو بھی معلوم ہو
کہ داماد نے آفتاب کے قیامت برپا کی ملازم جاکر تین لاکھ کا لشکر لائے سمندون تخت
پر سوار ہوا لشکر کو لیکر چلا یہ تو منزل بمنزل جاتا ہی مگر غضنفر بن اسعد ایک صحرا مین آکر
اُترے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک لشکر گران جاتا ہی غضنفر نے عیار کو حکم دیا کہ دریافت
تو کرو یہ لشکر کہان جاتا ہو کہکشان نے سمندون کو دیکھا کہا صاحب یہ لشکر بڑے ظالم
کا ہی اسکا نام سمندون بلند پرواز ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسکو میرے نکل جانے کی خبر ہوگئی
آپ کی تلاش مین نکلا ہی آپ اسکو نکل جانے دیجیے تو مین حال بیان کرونگی مگر غضنفر نے حکم دیا
کہ عیار کو جانے دو مفصل خبر دریافت کر کے لائیگا آخر ہمارے دوندہ چلا لشکر مین سمندون
کے پہونچا پانچ کوس پر لشکر سمندون کا اُترا عیار نے سب حال دریافت کیا دریافت ہوا
کہ قلعۂ انجم حصار کی طرف جاتا ہی یہ خبر آکر غضنفر کو دی کہ اول یہ قلعۂ انجم حصار پر جاتا ہی
اگر اُسپر غالب آیا تو آپ کی فکر کریگا غضنفر نے کہا کہ ہم چل کر دونون کی فکر کرتے ہین کہکشان
نے ہرچند سمجھایا مگر غضنفر نے نہ مانا بوق ترکی بجا دیا سب تیار ہو کر سامنے آئے غضنفر بھی اپنے
گھوڑے پر سوار ہوے لشکر کو لیکر چلے یہان انجم تاجدار بیرون قلعہ اُترا ہوا ہی بعد ایک ہفتے
کے ارادہ تھا کہ کوچ کرونگا کہ لشکر گران سامنے سے نمایان ہوا انجم کو معلوم ہوا کہ داماد آفتاب
معاوضۂ خون آفتاب لینے آیا ہی یہ اپنے مقام پر کہنے لگا کہ یہ لونڈا کیا سمجھا ہی کہ لشکر کشی کر کے
آیا ہی اس طرح اسکو مارون کہ اسکا پتہ نہ ملے سمندون سامنے آکر اُترا دونون لشکرون
مین طبل جنگی بجے تیاریان ہو رہی ہین شب کو غضنفر آکر پہونچا نعرہ کر کے پہلے لشکر انجم پر گرا
نعرہ کیا کہ منم سمندون بلند پرواز میر طلایہ کو مار کر لشکر سمندون پر پہونچا وہان جا کے
نعرہ کیا کہ منم انجم تاجدار و ملکہ سیارۂ روشن جبین سمندون نے آواز سُنی کہا انجم بڑا
مکار ہی سب کو گھیر کر مار و خبردار جانے نہ پائین خود بھی نکلا اُدھر سے انجم تاجدار پہونچا ادھر
سے لشکر سمندون نکلا غضنفر اُبھر کر نکل گیا یہ دونون آپس مین لڑنے لگے دونون لشکر ملگئے
خوب سحر ہوے مگر سمندون نہایت ساحر زبردست ہی دو تختون پر زن و شوہر کو دیکھا کہ ایک
تخت پر انجم ہی اور ایک تخت پر زوجہ اسکی کڑک کر گرا سیارۂ روشن جبین کو اُٹھا لایا اور

طبل بازگشت بجوادیا انجم جب پلٹا توہرکارون نے خبردی کہ آپ کی زوجہ کو سمندون لیگیا
کہا صاحبو تمنے مجکو پہلے خبر نہ دی مین طبل بازگشت قبول نہ کرتا مگر غضنفر پانچ کوس پرجاکے
اُترا وہان سے عیار کو بھیجا کہ جاکر خبر تولاؤ کہ سگ وخوک مین کیسی جنگ ہوئی کہکشان کہتی ہی
کہ صاحب بس اب تامل کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارا حال معلوم ہوجائے غضنفر نے کہا کہ اس بات
مین تم دخل نہ دو فقط تماشا دیکھو ہماے دوندہ روانہ ہوا لشکرون مین آکر دیکھا جا بجا نہین کے
ہزارہا ساحر قتل ہوے بصورت خدمتگار بارگاہ انجم مین پہونچا دیکھا کہ انجم ملول بیٹھا ہوا ہی
فراق مین اپنی زوجہ کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

شبیہ قامت موزون مرا ہر ایک مصرع ہی
نہین دیوان تصاویر جہان کا یہ مرقع ہی

تراز یور جو سارا ای پری پیکر مرصع ہی
تو اُسکے وصف مین بالکل کلام اپنا مصرع ہی

شگاف خامہ ہی چاکِ گریبانِ سحر گویا
جو مطلع ہی مرا خورشید معنی کا وہ مطلع ہی

پڑا جوشِ صفا سے عکس جو اُسپر ستارون کا
گمان ہر ایک عالم کو کہ جسم اُسکا مرصع ہی

پس از مردن بھی ظاہر ہی دخل اِن اہلِ دنیا کا
وگرنہ کیا سبب جو انکے روضون پر ملمع ہی

کہان بیت الصنم مین ہر کسی کو راہ ملتی ہی
وہ بیت اللہ ہی سارے جہان کا جسمین مجمع ہی

بھلا دیر وحرم کیا آگے تیرے آستانے کے
صنم نام خدا ہندو مسلمان کا یہ مرجع ہی

مرا خامہ ہی باغِ فکر مین شجرہ رباعی کا
مری طبع روان اشعار کی بحرونکا منبع ہی

رگڑتا ہی سر اپنا کب سے تیرے آستانے پر
سبب یہ ہی جو ای خورشید تابان ماہ اقرع ہی

حسینونکی لگی رہتی ہین آنکھین سبزہ خط پر
بجا ہی گر اسے کہیے غزالون کا مرتع ہی

امیر اپنا کہون کیونکر نہ ناسخ شاہ مردان کو
قضا مین بھی وہ اقضی ہی شجاعت مین وہ اشجع ہی

ہماے دوندہ نے ایک خدمتگار سے پوچھا کہ مالک کیون رنجیدہ ہورہے ہین خدمتگار نے
بیان کیا کہ انکی زوجہ کو سمندون گرفتار کرکے لے گیا فکر مین ہین کہ آج شب کو برائے رہائی جائین
یقین ہی کہ بلا کا معرکہ پڑے اُسنے باتون مین انکی زوجہ کو تسخیر کرلیا آج خبر آئی تھی کہ وہ پہلو مین
اُسکے بیٹھی تھی ہنس ہنس کے باتین کررہی تھی اسکا انجم کو بڑا قلق ہی دیکھیے انجام کیا ہو ہماے یہ سب
خبرین لیکر خدمت غضنفر مین آیا سب کیفیتین بیان کین غضنفر نے فوراً بوق ترکی بجایا قزاقون سے

کہدیا کہ اول لشکر انجم پر گرو بعد اُسکے شمشیر زنی کر کے لشکر سمندون پر پہونچو جب دونون کا سامنا ہوجائے اور دونون لشکر آپس مین لڑنے لگین تب نکل جاؤ گوشت خرو دندان سگ ہرنے دو جس سے بن پڑیگا وہ کریگا قزاقون کو بخوبی سمجھا کر چلے جب قریب لشکر انجم پہونچے آکر سمندون کے نام کا نعرہ کیا کہ منم سمندون بلند پرواز تھوڑی دیر شمشیر زنی کی وہان سے لڑتا ہوا لشکر سمندون پر آیا اور نعرہ کیا کہ منم انجم تاجدار یہان بھی شمشیر زنی کی شمشیر زنی کر کے غضنفر تو نکل گئے لیکن یہ دونون بادشاہ تیار ہوکر نکلے دیکھا کہ تلوار چل رہی ہی ایک کو ایک قتل کر رہا ہی سمندون نے زوجۂ انجم کو اشارہ کیا یہ بھی سحر کرنے لگی اُدھر سے انجم لڑتا ہوا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ زوجہ میری سحر کر رہی ہی اور میرے لشکر کو پامال کرتی ہی للکارا کہ او گیسو بریدہ یہ لشکر تیرے دھگڑے کا ہی اس بدعت کا بدلہ لونگا یہ جو انجم نے کہا سیارۂ روشن جبین نے ایک گولہ انجم پر مارا انجم نے وہ گولہ روک کر سحر کیا کہ سیارہ کانپی یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

گر دمِ قتل بھی دیدار میسر ہوتا ٭ آبِ حیوان مجھے آبِ دمِ خنجر ہوتا
لاکھ معراج سے حق مین مرے بہتر ہوتا ٭ کوے قاتل مین جو نیزے پہ مرا سر ہوتا
عام اگر سلسلۂ زلف معنبر ہوتا ٭ پھر نہ خالی کبھی سودے سے کوئی سر ہوتا
کوئی عاشق بھی نہ اس عشق سے جانبر ہوتا ٭ تجھسا بیرحم زمانے مین جو دلبر ہوتا
دمِ گریہ ترے دانتون کا جو کرتا مین خیال ٭ اشک گر کر صدفِ چشم سے گوہر ہوتا
ای بُتِ پردہ نشین شہرۂ آفاق ہی تو ٭ کیون ترے حُسن کا مذکور نہ گھر گھر ہوتا
ہجرِ محبوب مین کیا کیا نہ اذیت کھینچی ٭ موت آجاتی تو اس زیست سے بہتر ہوتا
دیکھتا صورت آئینہ جو اُسکا نہ جمال ٭ ششجہت مین نہ کبھی آکے مین ششدر ہوتا
رحم آیا نہ اُسے ہاے مرے نالون پر ٭ پانی ہوجاتا وہ ہین کیسا ہی پتھر ہوتا
کافرِ عشق ہوا ہون جو بتِ بیدین کا ٭ قول واعظ کا اسی سے نہین باور ہوتا
چھوڑ کر وصل ترا لون نہ کبھی باغ بہشت ٭ نقد سے دام بدلنا نہین بہتر ہوتا
سنگِ اسود کو کبھی منھ نہ لگائے مومن ٭ بوسۂ خال رُخ اُس کا جو میسر ہوتا
دیکھ لے زلف پریرو کو تو قائل ہوجائے ٭ جو یہ سمجھا ہی پری کے نہین شہپر ہوتا

کوچہ اُس شوخ کا صد حیف ہی کالے کوسون
مر گیا ہون شکم صاف پہ زیبا تھی یہ بات
مثل گل پھولے نہ جامے مین سماتی بلبل
بوسہ اُسکے لب شیرین کا اگر ملجاتا +
تو گرفتار دم ہجر نے دی جان آخر
میرے مرنے کی خبر سُنکے کہا جانان نے
کوہکن کو ہکنی جا کے نہ کرتا ہرگز +
موتیون کا ہی جبین پر ترے چھپکا ایسا
کچھ بسر اور بھی ارمانون مین کرتے نظام

نامہ بر اُڑکے پہونچتا جو کبوتر ہوتا
سنگ مرمر جو مرے قلب کا پتھر ہوتا +
صحن گلشن مین جو پھولا ہم کا بستر ہوتا
تلخ کامون کو وہ ہی قند مکرر ہوتا
کیون یہ مرتا جو غم و درد کا خوگر ہوتا
مرض عشق سے کوئی نہین جانبر ہوتا
حق مین اُسکے دل شیرین جو نہ پتھر ہوتا
جسطرح ماہ ہی پروین کے برابر ہوتا
عمر بھر مین بھی اگر وصل میسر ہوتا +

یہ اشعار پڑھ کر سامنے انجم کے آئی اور پکار کر کہا کہ صاحب مجھے تمسے کیا عذر ہی جو کہو وہ کرون اور جو حکم دو وہ بجالاؤن دوسرے سمندون نے دیکھا کہ یہ عورت تو اِسکے قبضے مین ہو گئی اِسنے بڑھ کر ترنج سبز مارا کہ آگ نے آکر سیارہ کو گھیر لیا اور وہ آگ کشان کشان اُسکو لیکر سمندون کی طرف چلی انجم نے دیکھا کہ اسنے میرے سحر کو رد کیا نشتر نکال کر پیشانی پر مارا وہ خون پھینک مارا وہ آگ بجھی سمندون نے اپنی ران کاٹی وہ خون انجم کی طرف پھینکا انجم کے بدن مین بہت سے آبلے پڑ گئے انجم پیچھے ہٹا سیارہ پھر سمندون کے پاس پہونچی کہا صاحب تم کیون گھبراتے ہو مین اُسکو دم دیتی تھی تمنے کیا سمجھا دیر تک آپس مین رد و قدح رہی اسقدر سحر ہوے کہ صدہا خیمے جانبین کے جلے کئی ہزار مارے گئے انجم نے ناچار ہو کر طبل امان بجوایا سمندون عورت کو لے کر پلٹا سیارہ سمندون کے ساتھ گئی بارگاہ مین آکر بیٹھا ساقی بچون کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا نازنینان مہجبین حاضر ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

اُمڈے ہین اشک مردمک چشم تر مین
شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہی
بھڑکی ہی آگ دل مین رواں چشم سے ہین اشک
غیبت مین حال دل نہین ممکن کہ لکھ سکون

دیکھو پری نہاتی ہی دریاے نور مین +
ایسے مزے کہان ہین شراب طہور مین
پیدا ہوا ہی نور کا طوفان تنور مین
سُن لیجیے بُلا کے سب اپنے حضور مین

مین نے کیا وہ کام جو مشاطہ سے نہ ہو	سویا لپٹ کے نشۂ مے کے سرور مین
رویا مین بھی جمال سے محروم ہی رکھا	یہ لن ترانیان تھین فقط بزم طور مین
پاس اُنکو میرا صحبتِ اغیار مین کہان	ارض و سما کا فرق ہی نزدیک و دور مین
ہو گرم ناز گور غریبان پہ وہ حسین	باقی رہا ہی حشر کے اب کیا ظہور مین
آمد شد نفوس مین کس طرح چین آئے	ہر دم صدائے حشر ہی اس نفخ صور مین
سچ پوچھیے تو زندہ ہی در گور اب نظام	جان ہی حریم کعبہ مین تن جو دھپور مین

انجم کو یہ سب خبرین پہونچین کہ آج سامان وصل ہو رہا ہی شراب اُسکو پلا رہا ہی انجم نے اپنا زانو پیٹ لیا کہا یارو بڑے ستم کی بات ہی اگر اُسکا اُس سے وصل ہو گیا تو مین مُنھ دکھانے کے لائق نہ ہونگا یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا افسرون سے کہا کہ جن صاحب کے مزاج مین آئے وہ تشریف لائین اور جنکے مزاج مین نہ آئے وہ نہ آئین مین اپنی جان دینے جاتا ہون یا تو زوجہ کو لاؤنگا یا لڑ بھڑ کر جان دونگا چالیس افسر اُٹھے کہا حضور ہم سب آپ کے ساتھ ہین ہم بھی سب اپنی جان دین گے جس وقت چل کر گرین گے بارگاہ ہلا دین گے سمندون کی کیا حقیقت ہی کہ آپ کی زوجہ کے ساتھ بے ادبی کرے انجم نے جو سرداروں کو ثابت قدم پایا جھولی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی دریائے سحر مین غوطہ مارا زمین مین غرق ہوا یہان اب وہ وقت ہی کہ ناچ گانا ہو چکا ہی سمندون ہاتھ تھامے ہوے سیارہ کا عیش خانہ کی طرف جاتا ہی چند کنیزین ساتھ ہین قریب کمرے کے پہونچا ہی کہ زمین کانپی سیارہ نے ہاتھ چھڑایا کہا صاحب میرا جی نہین چاہتا اور وقت پر اس امر کو رکھو سمندون نے کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین بہت بیقرار ہون مناسب ہی کہ میرا کہنا مان لو سیارہ نے سر جھکا لیا کہا کہ جو خوشی آپ کی یکایک زمین شق ہوئی انجم تاجدار پیدا ہوا سیارہ نے کہا کہ لو صاحب رقیب آگیا اب کیونکر جان بچیگی سمندون نے کہا کہ نہ گھبراؤ انجم چاہتا ہی سمندون کو لپٹ جاؤن مگر سمندون نے پیچھے ہٹ کر جھولی سے نشتر نکالا پیشانی چاک کر کے خون چلو مین لیا اور پکار کر آواز دی کہ ای آتش افروز لے یہ تیری خوراک ہی اس کو کھا کر دشمن کو لینا یہ کہکر خون پھینک مارا خون جو انجم پر گرا بدن بھر مین آبلے پڑ گئے پھر سمندون نے جو باقی خون اور پھینک مارا چالیسون ساحر جلنے لگے افسر جو جلے انجم پیچھے ہٹا سمندون نے

کہا کہ ای خونخوار یہ جانے نہ پائے پہلو سے کمرے کے ایک جوان سیہ رو منھ مین خون بھرا ہوا نکلا خون کو چاٹتا ہوا تیغۂ خون آلود ہاتھ مین انجم پر جا پڑا آواز دی کہ او نامرد کیا آج بھی بھاگ جائیگا تیرے مددگارون کو تو مین نے لیا سب جل کر خاک ہوے اب دیکھیے تیرے یے کیا ہو انجم تاجدار نے پلٹ کر گولہ مارا سر پر اُس جوان کے پڑا سر اُسکا پھٹ گیا جیسے ہی وہ مرکر گرا سمندرون نے پکار کر آواز دی کہ ای تسخیر لینا تیرے شوہر کو مار کر جاتا ہی اُسی خاک سے ایک نازنین پیدا ہوئی پکار کر آواز دی کہ او جلاد صاحب بیداد تو نے غضب کیا میرے شوہر کو مارا اگرچہ اشعار تو سن لے یہ کہکر یہ اشعار شروع کیے

نظم

معرفت مین تیری ذات پاک کے
نام لے سکتے نہین محبوب سے
وہ گریبان آگ مین رکھ دیجیے
قید رکھتے موسم گل کی نہین
صید گاہِ عشق مین مُردار ہی
مست ہو کر جائین گے ای مغبچو
تیرے دیوانون سے بجھنے کی نہین
بحر الفت مین بہارِ باغ ہی
نیشکر کی پور ای شیرین دہن
آفرین صد آفرین دستِ جنون
عشق مین رہتے ہین آتش سامنے

اُڑتے ہین ہوش و حواس ادراک کے
کیا کہین گھٹتے ہین کس سفاک کے
موسمِ گل مین جو ہون بے چاک کے
ولولے تیرے گریبان چاک کے
صید جو قابل نہین فتراک کے
آئے ہین بنت العنب کو تاک کے
آگ کی پریان ہین انسان خاک کے
پھوٹتے ہین دست و پا تریاک کے
پھیکی ہی آگے تری مسواک کے
خوب ہی تتے یے پوشاک کے
بے مروت بے وفا بے باک کے

یہ اشعار جو اُس نازنین نے گائے خاک جو جوان سیہ رو کی پڑی تھی اُسمین جنبش پیدا ہوئی ہاتھ ظاہر ہوے پھر سر ظاہر ہوا تھوڑے عرصے مین وہ جوان یا سامری کہکے اُٹھ بیٹھا اُس نازنین کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا کہ ای جان جہان تیرے اشتیاق مین مین عدم سے آیا وہان بھی بیقرار تھا تجھی کو یاد کرتا تھا آخر حاضر ہوا اب اِس دشمن کو مار لو دونون زن و شوہر انجم کیطرف چلے انجم کو گھیرا انجم ہرچند سحر کرتا ہی مگر یہ نہین رُکتے پہلے دوڑکر زوجہ لپٹ گئی دوسری طرف سے

آخر شوہر نے ایک چھری ماری انجم نے ہرچند چاہا کہ ہاتھ تھامون ممکن نہ ہوا آخر شوہر نے گردن
پکڑ کے مروڑ ڈالا انجم جو مر کر گرا سیارہ رونے لگی کہا صاحب تمنے غضب کیا میرے شوہر کو
مارا سمندون نے کہا کہ تیرا شوہر تو مین ہون کیون گھبراتی ہو خوش ہو کہ یہ نامرد قتل ہوا آخر
سمندون سے سیارہ راضی ہو گئی سمندون نے قلعے پر یلغر کیا فوج باہر اُتری ہوئی تھی
غضنفر نے ان سب کو آگر ٹوکا اور نعرہ کیا کہ منم انجم تاجدار سمندون نے قلعے کے اندر سے
یہ آواز سُنی گھبرا کر کہا کہ ارے یہ ملعون کہان سے آیا چند کس جو بھاگ کر آئے تھے اُنھون نے
خبر دی کہ نعرہ تو انجم تاجدار کے نام کا کرتا ہو مگر ایک طفل حسین ہو کہ وہ لڑ رہا ہو لاش پر
لاش گرا دی ہو خیمون مین آگ لگا دی ہو فوج والے بھاگے جاتے ہین سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا یہ
سُن کر سمندون باہر نکلا دن کا وقت ہو دیکھا کہ ایک جوان حسین اور ایک ساحرہ نہایت
خوبصورت ہو تیغ ابرو نہایت خوشنو چشم جادو خال ہندو فرد بہ خندہ گز لب بر انگیختہ
نمک بر دلِ خستگان ریختہ ہ جمال کو دیکھ کر سمندون نے پہچانا آواز دی کہ او کہکشان
مین نے تجکو پہچانا اب کہان جائیگی آفتاب کے خون کا بدلہ تجھسے لونگا یہ کہکے سحر کیا اور گولہ
فولادی پھینک مارا ہرچند کہ کہکشان بڑے زور و شور سے لڑ رہی تھی مگر لڑکھڑا کر زمین پر
گری سیارہ کی جو نگاہ پڑی دوڑی کہ گرفتار کر لون میرے شوہر نے اسکو گرایا ہو کہکشان
نے آواز دی کہ ای شہریار اس کنیز کو بچائیے اب کنیز کا خاتمہ ہوتا ہو غضنفر نے دور سے دیکھا
کہ کہکشان زمین پر تڑپ رہی ہو گھوڑے کو کوڑہ کیا للکارے کہ او گیسو بریدہ خبردار
اُسپر ہاتھ نہ ڈالنا سیارہ نے جو پلٹ کر دیکھا دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین ہو گُل سے
عارض صاحب وضع تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین ساحرون کو قتل کرتا ہوا آتا ہو کئی کنیزون نے روکا
جسپر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے سیارہ جمال بے مثال کو دیکھ کر بیقرار ہو گئی پکار کر
کہا کہ او جوان اگر تو مجکو قبول کرے تو عمر بھر تیری کنیزی کرونگی کبھی تیری اطاعت سے مُنھ نہ
پھیرونگی غضنفر نے پلٹ کر جواب دیا کہ او چھلو کیا بکتی ہو ہماری معشوقہ پر ہاتھ نہ ڈالنا
ورنہ مار ڈالونگا سیارہ ہاتھ باندھے ہوے بلائین لیتی غضنفر کے قریب پہونچی غضنفر نے ہاتھ
تلوار کا مارا کہ دونون ہاتھ سیارہ کے اُڑ گئے اس حالت مین سیارہ نے تڑپکر آواز دی

کہ او ظالم یہ کیا غضب کیا کہکشان اپنے مقام سے اُٹھی تڑپ کر گری برق بنکر سیارہ کے دو ٹکڑے کیے سمندون نے پکار کر آواز دی کہ او ظالم تونے غضب کیا میری معشوقہ کو مارا کہ جسکا حسن مین مثل نہ تھا غضنفر نے کہا کہ آؤ تم بھی آؤ سمندون قلعہ مین پلٹ گیا اور مقابلے مین غضنفر کے نہ آیا غضنفر لڑ بھڑ کر نکل گیا سمندون نے باہر نکل کر جو حساب کیا علاوہ کنیزان سیارہ کے کئی لاکھ جادوگر مارے گئے سمندون نے پوچھا کہ آخر یہ کون تھا کہ جو اسقدر گستاخی کی لوگون نے کہا کہ یہ صاحبقران زمان ہین سمندون نے لشکر تیار کرایا مگر سیارہ کے مرنے کا بڑا غم ہی کہتا ہی کہ حمزہ کو گرفتار کر کے قتل کرونگا اور کہکشان کو بھی گرفتار کرونگا یہ کہکر مع لشکر تلاش مین غضنفر کی چلا مگر غضنفر بن اسد بن کرب غازی مرد میدان یکہ تازی ایک صحرا مین فروکش ہی سمندون نے صورت انکی پہچان لی ہی انکو تلاش کرتا ہوا جاتا ہی یہ خبر سُنی ہی کہ صاحبقران ایک صحرا مین فروکش ہین اور طلسم کشا نے بادشاہ سابق کو رہا کر لیا وہ اُنکے لشکر کا بادشاہ ہوا خواجہ عمرو ساتھ ہین ساٹھ ستر ہزار ساحر و غیر ساحر بھی ہمراہ ہین بارگاہ استادہ ہی سمندون ایک صحرا مین منزل پہ جا کر اُتر پڑا ہرکارے براے خبر روانہ کیے ہرکارون نے آکے خبر دی کہ فلان مقام پہ لشکر صاحبقران فروکش ہی نوبت و نقارے بج رہے ہین بڑے آرام سے اُترے ہوے ہین ہم لوگ بوجہ خوف عمرو بارگاہ مین نہین گئے کہ وہ پہچان لیتا ہی اب سرکار کو اختیار ہی سمندون نے کہا کہ ہر چند حمزہ مالک اسم اعظم ہی مین بھی اُسکے لشکر پہ شبخون مارونگا لشکر کو پراگندہ کر دونگا حمزہ سے مقابلہ نہ کرونگا یہ سوچ کر لشکر کو حکم دیا رات کو لشکر تیار ہوا چار غول کیے صاحبقران کے لشکر کی طرف چلا اِسکے ساتھ والے ذکر کر رہے ہین کہ آج حمزہ کو معلوم ہو گا ساحرون کے کیا مرتبے ہین دم بھر مین لشکر کو تباہ کر دین گے اِس زور و شور سے گرین کہ مسلمانون کو معلوم ہو ساحر ایسے ہوتے ہین لیکن قضاے کار ہماے دوندہ عیار غضنفر براے خبر آیا تھا معلوم ہوا کہ یہ لشکر صاحبقران پر براے شبخون جاتے ہین ہماے دوندہ بھاگا آکر غضنفر سے سب کیفیت عرض کی کہ آپنے اپنے نانا جان کو بدنام کیا سمندون لشکر صاحبقران پر براے شبخون گیا ہی یہ سُنکر غضنفر اُٹھا بوق ترکی بجایا فقط دیوانے کو مع بارہ ہزار دیو۔ نون کے ہمراہ لے کر داروگیر کرتا ہوا چلا

اِدھر سمندون لشکر امیر پر آکے گرا صاحبقران تو داخل طلسم ہو چکے ہین مگر صرف لشکر و دیگر
سرداران نامی و فرزندان صاحبقران وغیرہ یہان موجود ہین اور کچھ جادوگرنیان بھی ہمراہ
لشکر صاحبقران ہین وہ بھی یہ ہنگامہ سُن کر اپنی اپنی بارگاہون سے نکلین سحر کرنے لگین ایسے ایسے
جم جم کے سحر کیے کہ ساحرون کے جی چھوٹ گئے سرداران صاحبقران جو سحر سے بچے جا کر لڑنے لگے
جس مقام پر لڑے ہزارون کو قتل کیا اب ساحر گھبرائے چاہتے ہین نکل کر بھاگین مگر سرداران
صاحبقران کا بلوہ ہی یہ کب نکلنے دیتے ہین گھیرے ہوے ہین اسد بن کرب نبیرۂ صاحبقران
چاہتے ہین کہ قریب افسر کے پہونچون دیکھون اِسنے کس سبب سے شبخون مارا ہی اگر افسر کو قتل کرون
تو کل فوج کو شکست ہو لڑائی کا اچھی طرح سے بندوبست ہو مگر سمندون جس طرف سُنتا ہی کہ
صاحبقران آتے ہین اُدھر سے ہٹ جاتا ہی کہ یکایک بوق ترکی کی آواز آئی اور صدا آئی
کہ منم صاحبقران زمان سمندون گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی مین نے تو صاحبقران کے لشکر
پر شبخون مارا اس حیرانی مین ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہی کہ سامنے سے غضنفر لڑتا ہوا آتا تھا
سمندون کو دیکھ کر للکارا سمندون گھبرایا ایک طرف سے اسد آتے تھے اور ایکطرف سے
گھوڑا غضنفر نے بڑھایا سمندون غضنفر پر جا پڑا گولہ مارا وہ بچا چند نازنینان مہجبین سامنے
سے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئین پیدا ہوئین نظم

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہی اُلگے گی جان اپنی آکے گردن مین
سُنا ہی جا ہی قریب رگِ گلو تیری

وہ گُل ہو نہین کہ ہزار رنگ جس سے ظاہر ہی
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہی جسکی بو تیری

پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہی صنم ہمنے چار سو تیری

شبِ فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

دماغ اپنا تو ای گلبدن معطر ہی
صبا کے بھی نہین حصے مین آئی بو تیری

مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہی بہت پیرہن سے بو تیری

یہ گردشِ فلکِ پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہی جستجو تیری

شراب شرم و حیا و حجاب کھو دیگی
دکھائے گا ہین کیفیتین سبو تیری

ہوا جو دست رس اُسکا بھی پاے قاتل تک	حنا بھلائیگا شوخی مرا لہو تیری +
جو ابر گریہ کُنان ہی تو برق خندہ زنان	کسی مین خو ہی ہماری کسی مین خو تیری
کسی طرف سے تو نکلے گا آخر اِی شہ حسن	فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری +
چمن مین صبح کو جا کر نہ مُنھ دکھانا تھا +	برنگ آئنہ حیران ہی آبجو تیری +
زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہی سیف زبان	رہیگی معرکے مین آتش آبرو تیری +

جیسے ہی وہ نازنینان مہجبین یہ اشعار مذکور گانے لگین آسمان سے آواز آئی ای شہریار ہوشیار رہیے اِن نازنینان مہجبین کو تیرون سے مارئیے غضنفر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری جسکو تیر مارا وہ لڑکھڑا کر گری جو گری اُسکا کام تمام ہوا جب کئی نازنینونکو غضنفر نے مارا باقی ماندہ بھاگین غضنفر گھوڑا چمکا کر قریب اُنکے پہونچا اُن سب کو تیغ زرین شگاف سے قتل کیا وہ عورتین جو قتل ہوئین سمندون بہت گھبرایا حال یہ ہی کہ ایک طرف سے اسد آتے ہین اور ایک طرف سے غضنفر تلوار کھینچے ہوے آتا ہی سرداران سے اپنے کہتا ہی کہ مین اگر ایسا سمجھتا تو شبخون نہ آتا اب رات تمام ہوتی ہی اندھیرے مین تو ہٹ جاتا ہون چھپ رہتا ہون دن کو کیونکر بچونگا تڑپ کر زمین پر گرا پر پرواز پیدا کر کے اُڑ کے چلا اسد کی نگاہ پڑی کہ ایک ساحر تاج سر پر رکھے ہوے بلند ہوتا ہوا جاتا ہی سمجھے کہ شاید یہی افسر ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کر کے مارا وہ تیر سمندون کی ران پر پڑا تیر تو پار گذر گیا سمندون بہت حیران ہوا اب طاقت پرواز مین فرق آیا لڑکھڑاتا ہوا زمین کی طرف آتا ہی غضنفر کی جو نگاہ پڑی اُنھون نے بھی تاک کر تیر مارا کہ وہ تیر سینۂ پُرکینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا بجاے خون شرارۂ آتش نکلے آخر اُس آگ مین جلنے لگا تھوڑی دیر مین جل کر خاک ہوا آندھی سیاہ اُٹھی برفباری و سنگباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کُشتی مرا نام من سمندون بلند پرواز بود غضنفر نے بوق بجایا ای قزاقان بد رو دیوانے چوبدست ہلاتے ہوے نکلے اسد نے ہرچند پکارا کہ ای فرزند ہمسے ملاقات کرتے جاؤ مگر غضنفر نے جواب نہ دیا گھوڑا چمکاتا ہوا نکل گیا ہمراہیان سمندون نے جب دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا فریاد کی صدا بلند کی چادر ہلانے لگے سب نے پناہ مانگی اسد غازی نے

سب کو پناہ دی وہ سب اسد غازی کے ہمراہ ہوے لشکر صاحبقران پھر اُسی صحرا مین اگر اُترا اگر غضنفر بن اسد جو اپنے مقام پر آیا کہکشان نے کہا کہ اب آپ کا کیا قصد ہو غضنفر نے کہا کہ بھائی نورالدہر کی ملاقات چاہتا ہون کہکشان نے کہا کہ بسم اللہ چلیے طلسم کشا نے بادشاہ سابق کو رہا کیا اب یقین ہو کہ لوح کی فکر مین ہون لیکن لوح کا ملنا بہت دشوار ہو غضنفر نے کہا کہ ہم کوشش کر کے لوح دلوائین گے ہر چند کہ کہکشان نے سمجھایا مگر یہ دیوانہ مزاج جو منھ سے نکل گیا وہ نکل گیا کہکشان جی مین کہتی ہو کہ ای کہکشان دیکھیے اس شخص کے ساتھ کیونکر جان بچتی ہو مگر جو کچھ ہو اب تو انکے ساتھ ہین غضنفر نے پچھتر ہزار کا لشکر تیار کیا اور کہکشان کو تخت پر بٹھایا اور بوق ترکی بجاتے ہوے تلاش نورالدہر مین چلے ایک صحراے سبزہ زار مین آکر اُترے کہکشان نے عرض کی کہ یہ صحرا متعلق سبزہ زار جادو ہو یہان ٹھہرنا بہتر نہین غضنفر کب مانتے ہین کہا آج اسی مقام پر اُترین گے یہ کہکر اُسی صحرا مین اُتر پڑے مگر کہکشان بہ نگاہ سحر آگین چار جانب دیکھ رہی ہو جب رات ہوئی تو کہا کہ حضور جاگ کر بسر کرین طلائے پر مین جاتی ہون غضنفر نے ہر چند روکا مگر کہکشان نے کہا کہ کنیز کا طلایہ دینا بہتر ہو چند کنیزون کو ساتھ لیا طلایہ کا انتظام کرنے لگی لشکر کے کنارے پر آکر ٹھہری کہ صحرا کی طرف سے آواز گانے کی آئی جیسے کوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہو نظم

مغتنم وصل مین ہو دور شراب آخر شب
ساقیا مرغ سحر کے ہون کباب آخر شب

وصل مین سُنتے ہی تکبیر کو ہم ذبح ہوے
کیا موذن نے کیا کار ثواب آخر شب

میکشی کیون کہ کرون ترک چلا عہد شباب
ہین وہ محتاط جو پیتے نہین آب آخر شب

آخری عمر مین مجھپر ہوئی غفلت غالب
غلبہ کرتا ہو یہ جس طور سے خواب آخر شب

اول روز جو مجھسے کوئی کرتا ہو سوال
ناتوانی سے مین دیتا ہون جواب آخر شب

آئی نوبت کی صدا وصل مین دریا ہوے اشک
چھوٹے نقارے کمین مثل حباب آخر شب

صبح کو وصل مین ہمنے کیا یون پوشیدہ
چھا گیا دود جگر مثل سحاب آخر شب

حق پرستی کو نہین چھوڑتے ہم بادہ پرست
ہو نماز اول شب اور شراب آخر شب

وصل مین صبح جو آپہونچی ہو تلخ نزدیک
آہون کے چلنے لگے تیر شہاب آخر شب

یہ آواز جو کان مین کہکشان کے آئی ساتھ والی کنیزون سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہر و مین دیکھون یہ کون پکارتا ہی خود اُس طرف چلی جسقدر بڑھتی ہی اُسقدر آواز بہ تکلف آتی ہی ایک نخلہ کے قریب پہونچی جیسے ہی سایہ نخل کا پڑا ہوا ٹھنڈہی آئی دیکھا کہ سامنے سے ایک نوجوان تاج یاقوت احمر پہنے ہوے گلے مین موتیون کے مالے چمک رہے ہین سپر و شمشیر حمائل چہرہ پر نور جارہا ہی کہکشان نے جو اُسکی صورت زیبا کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرایا کلیجہ مُنہ کو آیا پُکار کر آواز دی کہ میان جانے والے ٹھہر جاؤ اُس جوان نے پلٹ کر کہا کہ ہم جنگل مین نہین ٹھہر سکتے ہمارے ساتھ آؤ باغ مین چلو کہکشان ساتھ ہوئی وہ جوان بڑھا ہوا جاتا ہی ملکہ کہکشان اُسکے پیچھے پیچھے سامنے ایک باغ دکھائی دیا چند خادم دروازے پر کھڑے تھے براے استقبال دوڑے عرض کی کہ ای شہریار آئیے وہ جوان کہکشان کی طرف پلٹا کہا صاحب باغ مین چلو کہکشان نے کہا کہ مین تو اب آپ کے ساتھ ہون جہان مزاج مین آئے چلیے وہ جوان باغ مین داخل ہوا کہکشان اُس جوان کے ساتھ ساتھ باغ مین پہونچی ہر چند کہ وقت شب ہی ہزارہا طائر درختون پر بیٹھے تھے اُس جوان کو دیکھ کر زمزمہ سرائی کرنے لگے چند طائر درختون سے اُترے گرد کہکشان چرخ مارنے لگے جب اُن طائرون نے چرخ مارا تو کہکشان کا چہرہ سُرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین وہ تاجدار کہکشان کو ساتھ لیے ہوے وسط باغ مین آیا قفس آہنی طلب کیا کہا کہ ای کہکشان اس مین بیٹھو کہکشان اُس قفس مین داخل ہوئی کھڑکی کو اُس تاجدار نے بند کیا چند طائرون سے اشارہ کیا سب طائرون نے گرد قفس آکر چرخ مارا چہرے کی سُرخی کم ہوئی آنکھین اپنے قاعدے پر آئین ملکہ کہکشان کو اب ہوش آیا مگر کیا ہوتا ہی زبان مین سوزن ہی قفس مین بند ہو چکی ہین اُس تاجدار نے پکار کر کہا کہ ای کہکشان جادو منم سبزوار جادو دیکھا تمنے کہ کیونکر گرفتار کر لیا اسی طرح سے تمھارے معشوق کو بھی گرفتار کرونگا یہ کہکر خود تو تلاش مین غضنفر کی نکلا قفس کو بارہ دری مین لٹکا دیا یہان کنیزین کہ جو کہکشان کے ساتھ تھین اور اُنکو چھوڑ گئی تھین اُنھون نے دیر تک انتظار کیا جب ملکہ پلٹ کر نہ آئین ناچار ہو کر پلٹین ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا تھا جنگل مین ڈھونڈھتی پھرین جب کہین نشان نہ پایا تو گریان و نالان پلٹین خدمت مین غضنفر کی پہونچین تمام کیفیت

عوض کی غضنفر گھبرا گئے ہمائے دو ندہ سے بلا کر کہا کہ ذرا دریافت تو کرو ملکہ نے کہا تھا کہ اس مقام پر ہوشیار رہیے گا یہ مقام سبز وار جادو ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسی نے گرفتار کیا یہ سن کر ہمائے دو ندہ تلاش مین چلا یہان ملکہ کہکشان قفس مین بند بیٹھی ہین مگر اپنی جان سے بیزار ہین گھبرا رہی ہین کبھی اُس گھبراہٹ مین یہ اشعار پڑھتی ہین **نظم**

نہین ہی دیر سے پی اے فلک جناب شراب
خم فلک مین نہین سرخیِ شفق پیدا
مدام رہتے ہین مخمور فیض ساقی سے
جو مے پلاتا ہی ساقی مجھے تو دیر نہ کر
سوا ندامت پیرِ مغان کے کیا مجھین
جگر مین درد نہین عشق چشم میگون ہی
تصور لبِ میگون بندھا ہی رہتا ہی
وہ رند ہون کہ مرا حال گر کوئی پوچھے
کیا نہ سیر مجھے اور فیض ساقی سے

وصال مین تو رہے سامنے کباب شراب
کسی کے واسطے لایا ہی آفتاب شراب
سرور و عیش مین پیتے ہین بے حساب شراب
کہ مجھکو کرتی ہی پامال اضطراب شراب
جو ہمکو نشے مین دیتا ہی وہ خراب شراب
ملا کے دیتے ہو یار و عبث کباب شراب
نہ جاگتے ہی مین چکھی نہ وقت خواب شراب
زبانِ موج سے دیتی رہے جواب شراب
شفیق کہتا ہون ہر وقت مین شراب شراب

کبھی روتی ہی کبھی اپنے حال زار پر افسوس کرتی ہی کہ خار خار جادو نگہبان جو قید کا ہی وہ ٹہلتا ہوا آیا جمال بے مثال پر جو نگاہ پڑی بیتاب ہو گیا ملکہ کو روتے ہوے دیکھ کر پوچھا کہ کیون ای نازنین کیون روتی ہی آب و دانہ پہونچاؤن جو تکلیف پہونچی ہی وہ مجھسے بیان کر مین تیرا نگہبان ہون ملکہ نے آنسو پونچھ ڈالے کہا کہ ای خار خار تو آگاہ ہی کہ والد نامدار کیونکر مارے گئے میری کوئی خطا نہ تھی اُنھون نے آپ اپنی جان دی خار خار منتین کرنے لگا کہتا تھا کہ مین تابعدار ہون ملکہ بولین کہ خالی باتین بناتے ہو قفس سے ہمین نکالو زبان سے سوزن نکلے جو تم کہو گے مین قبول کرون گی خار خار جادو ایسا بیقرار تھا کہ نیک و بد نہ سمجھا فوراً قفس کھول کر ملکہ کو نکالا زبان سے سوزن نکالی چاہا گلے مین ہاتھ ڈالون جب تو ملکہ بگڑین کہا او بیحیا چاہتا ہی کہ عصمت پر ہاتھ ڈالے ہم ہونہ قبول کرین گے اُسنے ہاتھ بڑھایا کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین بہت بیتاب ہون میرے حال پر رحم کر جب تو

ملکہ نے ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ خار خار تمانچہ کھا کر بھاگا اور کہکشان بارہ دری
سے نکلی سحر کر کے بلند ہوئی مگر ہزارون طائر باغ کے چاؤن چاؤن کر کے دوڑے کہکشان
کو گھیر لیا چاہتے ہین کہ لباس پارہ پارہ کر ڈالین مگر ملکہ جب سحر کرتی ہین دو چار سے سر
اُڑ جاتے ہین مگر طائر پیچھا نہین چھوڑتے خار خار جادو جو بھاگا سبزوار کے پاس آیا
سبزوار جلسے مین مبیٹھا تھا اپنی تعریفین کر رہا ہی کہ مین نے کس دھوکے سے کہکشان جادو
کو گرفتار کیا کہ خار خار دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہنشاہ غضب ہوا کہکشان جادو
رہا ہو گئی سبزوار اپنے مقام سے اُٹھا خار خار پر بہت خفا ہوا کہا کہ ارے تونے یہ کیا کیا
وہ بڑی جادوگرنی ہی بمشکل دام مکر مین پھنسی تھی اب اُسکا ٹھہرنا دشوار ہی یارو تیار ہوجاؤ یہ
سنکر دس ہزار جادوگر تیار ہوے دس ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر چلا اور کہتا ہی نگہبانون
نے روکا ہوگا اُس وقت پہونچا کہ دیکھا ملکہ سرحد باغ سے نکل آئی ہی طائر قتل ہو رہے ہین
مگر گھیرے ہوے ہین پکار کر آواز دی کہ او کہکشان کہان جاتی ہی دس ہزار جادوگرون نے
مل کر سحر کیا مگر ملکہ بھی جم کر سحر کرنے لگین کبھی کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری کبھی ماے گلے
سے اُتار کر پھینکدیے زیور سے اپنے سحر کر رہی ہین مگر ہماے دوندہ پھرتا ہوا اُس وقت پہونچا
دیکھا کہ ملکہ دس ہزار جادوگرون کے نرغے مین گھری ہوئی لڑ رہی ہین یہ دیکھکر ہماے دوندہ
بھاگا جا کر غضنفر سے سب حال بیان کیا غضنفر تیغۂ روئین شگاف ٹیک کر اُٹھا صرف
دیوالونکو ساتھ لیا اُس وقت آکر پہونچا کہ ملکہ ناچار ہو رہی ہین کئی سحر سبزوار نے کیے اور
دور سے تیر مارتا ہی وہ تیر جسم ناز مین پر آکر پڑتے ہین قطرے خون کے ٹپک رہے ہین غضنفر نے
آتے ہی لغرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا دای نابکاران پُر دغا کب تمکو زندہ چھوڑتا ہون
او سبزوار سبز بختی تیری ظاہر ہوئی مکر سے کام کرتا ہی اب میرے مقابلے مین آتو حال معلوم ہو
غضنفر انگشتر مہر و ماہ چمکاتا ہوا گھوڑے کو بڑھاتا ہوا آ گرا دیوالون نے چوبدستین
سنبھالین دیوانہ زنجیردار سب کے آگے بڑھا ہوا چوبدستین مارنے لگا جس پر چوبدست
پڑی وہ پر اٹھا ہو کر رہ گیا کبھی چوبدست ہلادی دس دس کے سر پھٹے غضنفر لڑتا ہوا
سامنے سبزوار کے پہونچا سبزوار نے خنجر گرمائے تلوارین چمکائین مگر غضنفر پر تاثیر نہین ہوئی

بہت گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو بڑے تاسف کا مقام ہی کہ ہم سب کا سحر جواب
دیتا ہی دیکھیے اب کیا کیفیت گذرے غضنفر نے تھوڑے عرصے مین پانچ ہزار ساحر مار کے
ڈالدیے کہکشان بھی چمک چمک کر سحر کر رہی ہی سبزوار نے دیکھا کہ انجام اس لڑائی کا
شکست ہی پھر کسی تدبیر سے اسکو گرفتار کرونگا یہ سوچ کر پر پرواز پیدا کیے غضنفر بن اسد
نے کئی تیر مارے کہکشان نے بھی آگ برسائی مگر یہ ان سحرون کو کب مانتا ہی آخر کو سبزوار
تڑپ کر نکل گیا ساتھ والے اسکے سب مارے گئے باغ مین خاک اڑنے لگی طائرون کے مرنے سے
باغ بھی ویران ہوا کہکشان کو ساتھ لیکر غضنفر پلٹے مگر سبزوار جو پلٹ کر اپنے مقام پر
آیا کوئی رفیق باقی نہ رہا سوچا کہ اب کیا کرونگا ایک نامہ اپنی زوجہ کو لکھا کہ پیچ جادو اسکا
نام ہی پیچ جادو نے جو نامہ اپنے شوہر کا دیکھا اُس مین لکھا تھا کہ ای ملکۂ عالم جلدی آئیے
پیچ جادو نامہ پڑھکر بہت گھبرائی کنیزون سے کہا کہ ہمنے سبزوار کو منع کیا تھا کہ تم دخل نہ دینا
اُنکو کچھ خیال نہ ہوا آخر کو یہ نوبت بہم پہونچی کہ رفقا اُنکے قتل ہوے اتنا بڑا قصر صندلی خالی پڑا
ہی کیا تدبیر کرون کنیزون نے کہا کہ اب تو مدد کو شوہر کی چلیے پیچ جادو سوار ہوئی دس ہزار
کنیزون کو ساتھ لیا آکر اُس وقت پہونچی کہ سبزوار اکیلا بیٹھا ہی زوجہ کو دیکھکر اُٹھا استقبال
کرکے لایا مسند پر جگہ دی سب احوال بیان کیا پیچ جادو نے کہا کہ جڑ کی بات یہ ہی کہ جسطرح
بنے غضنفر کو گرفتار کرو سبزوار نے کہا کہ صاحب اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا پیچ نے کہا کہ آخر اُسپر
سحر تاثیر نہ کرنے کا کیا سبب سبزوار نے کہا کہ مین نے دریافت کیا تھا معلوم ہوا کہ اُسکے
پاس تین تحفے ہین انگشتر مہر و ماہ و تیغہ رو ئین شگاف و اسپ بادپا اور یہ بنائے ہوے
بزرگان دین کے ہین ساحر منشمش کہ ہمارا بزرگ تھا وہ طلسم بند کر گیا اُسپر سحر تاثیر نہوگا پیچ نے
کہا کہ صاحب تم بیٹھو اب مین جاکر گرفتار کرونگی یہ کہکر اسباب سحر سے آراستہ ہوکر چلی غضنفر
اپنے مقام پر اُترا ہوا ہی کہکشان سے صلاح ہو رہی ہی کہ قتل سبزوار کی کیا تدبیر کیجائے
کہکشان نے کہا کہ یہان سے پانچ کوس پر قصر صندلی ہی وہ ہی سبزوار کا مسکن ہی مین نے
ایسا دھوکا کھایا مگر خدا نے رہا کیا اب وہان چلیے اگر قصر صندلی آپ کے قبضے مین آیا تو جانیے
کہ یہ راستہ کھلا غضنفر اُسی وقت سوار ہوے پیچ جادو کہ آسمان پر اُڑ رہی تھی اسنے جو وہانسے دیکھا

کہ غضنفر لشکر کو لیکر چلا وہان سے بھاگی آکر سبزوار سے اطلاع کی کہ لشکر کو غضنفر لیکر آتا ہی
قصر کے سامنے کنیزون کو کھڑا کیا زن وشوہر سامنے آکر کھڑے ہوے کہ صحرا سے گرد اُڑی نعرے
کی آواز آئی کہ باشیدای کافران بیحیا وای نابکاران پُرد غا اب کب تمکو زندہ چھوڑتا ہون
سبزوار نے کنیزون کو اشارہ کیا گرد یوانے غضنفر کے چست وچالاک لڑائی مین بے باک
اس زور وشور سے آگرے کہ کنیزین سحر بھول گئین غضنفر کی شمشیر زنی جسکے قریب پہونچے
انگشتر کو چمکایا ہاتھ تیغۂ روئین شگاف کا مارا ہزار ہا جادوگرنیون کو مار کر ڈال دیا
سبزوار نے جو یہ شمشیر زنی دیکھی گھبرا کر کہا کہ ای ملکۂ عالم جادوگرنیان سحر نہین کرتین بھاگی
بھاگی پھرتی ہین خوف سے اُسکے مُنھ کے بھل گرتی ہین سبزوار گھبرایا زوجہ سے کہا کہ صاحب نکل چلو
ایسا نہ ہو کہ اس ظالم سے سامنا پڑجائے تو جان نہ بچیگی دیکھو تو کس زور وشور سے یہ لڑ رہا ہی
خون کے دریا بہا دیے کون کون سی جادوگرنیان قتل ہوئین بیج نے کہا کہ صاحب نکل چلنا تو بہتر
نہین یہ بدنامی تا بہ خداوند پہونچیگی قدرت بدنام کرین گے فرمائین گے کہ تم بھاگ کیون آئین
ہم کیا جواب دین گے اِس فکر مین زن وشوہر ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی بن بیج جادو کی
شاخسار کلان ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر پہونچی اُسکو جو یہ خبر معلوم ہوئی آکر شریک
جنگ ہوئی آتے ہی شاخسار نے سحر کیا کہ ہوا ے گرم چلی صدہا نخل گرنے لگے ہر طرف سے
طائران زمزمہ سرا غل مچاتے تھے جنکی صدا سے یہ الفاظ پیدا تھے نظم

پھری ہوئی جو جہان سے نظر کو دیکھتے ہین
جو کاکل ورخ رشک قمر کو دیکھتے ہین
کمال تنگ ہین وہ میری سخت جانی سے
کہان ہی خضر نشان کاروان کا ہو کسکا
عجیب صبح شب وصل یار کا ہی سمان
مکانِ غیر کے دُھوکے سے شب جو آنکلے
شب وصال مین ہی آج نور کا عالم
بہار مین ہین عنادل سے بدگمان صیاد

ہم آج طبع مبارک مین شر کو دیکھتے ہین
ہم وہ جلوۂ شام وسحر کو دیکھتے ہین
گلے کلائی کو گاہے تبر کو دیکھتے ہین
طریق عشق مین ہم راہبر کو دیکھتے ہین
ہم اُنکے مُنھ کبھی روے سحر کو دیکھتے ہین
کبھی وہ مجکو کبھی میرے گھر کو دیکھتے ہین
زیادہ طور سے ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہین
قفس کو توڑتے ہین بال وپر کو دیکھتے ہین

سبب مجھے یہ ڈر ہی کلائی مین خم نہ پہونچا ہو ✣ حضور کیون مرے چاکِ جگر کو دیکھتے ہین
شمیم لاتی ہی کب گیسوِ معنبر کی ✣ مدام راہِ نسیم سحر کو دیکھتے ہین ✣
فلک ستم نہین کرنے سے باز آتا ہی ✣ خدنگ آہ کے ہم بھی اثر کو دیکھتے ہین
جو عیب جین ہین ہنر پر نظر نہین کرتے ✣ ہنر پسند بشر کے ہنر کو دیکھتے ہین
نہین ہی اسلیے غم خشک و تر کا ای رعنا شفیع اپنا شہِ بحر و بر کو دیکھتے ہین

طائرون نے جو یہ غلغلہ کیا غضنفر لڑتے لڑتے رُکے جو ساحرہ سامنے آتی ہی اُس سے کہتے ہین کہ سحر کرا اُسنے سحر کیا غضنفر نے سحر کو دیکھا اور انگشتر کو ہلا دیا سحر اُسکا دفع ہوا حیران حیران دیکھ رہے ہین کہکشان نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گھبرا گئی جی مین کہتی ہی کہ غضب ہوا اگر خدانخواستہ یہ سحر مین پھنسے تو کسی کا پتہ نہ لگیگا وہین سے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ جو طائر ہفت رنگ وسط مین ہی اِسکو تیر سے مار لیجے ورنہ غضب ہو جائیگا تاثیر سحر آپ پر شروع ہو گئی غضنفر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری کہکشان نے بھی طائرون پر سحر کیا برقین چمک کر گرین کئی طائرون کے سر اُڑ گئے مگر طائر ہفت رنگ بلند ہونے لگا کہکشان کے قریب جا کر چمکا وہان جا کر آواز دی کہ کیون بی کہکشان اب کہو اب کیا کر سکتی ہو مین اپنے کو آسمان اول تک پہونچاتا ہون کہکشان نے جو دیکھا کہ یہ طائر برابر کہکشان فلک کے پہونچ گیا جست کر کے بلند ہوئی اپنے کو قریب طائر کے پہونچایا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ طائر مائل بہ پستی ہونے لگا آواز دی کہ ای شہریار طائر کو مین نے نیچا کیا اب اِسپر تیر ماریے غضنفر نے کمان کو زہ کیا شاخسار نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا طائر تڑپ کر زمین پر گرا چاہا کہ زمین مین سما جاؤن کہکشان نے جو دیکھا کہ طائر غرق زمین ہوا چاہتا ہی انگوٹھی اُنگلی سے اُتار کر پھینکی زمین سنگ لاخ ہو گئی طائر نے کئی ٹکرین مارین مگر غرق زمین نہ ہو سکا منقار سے اپنے پرون کو نوچتا ہی مگر کچھ بس نہین چلتا آخر ملکہ کہکشان نے جھلا کر چھلا پھینکا طائر نے چھلے کو اُٹھایا ایک شعلہ چمکا طائر جلنے لگا طائر جو جل کر خاک ہوا شاخسار گھبرائی اب خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہکشان مجھپر آ پڑے یہ سوچ کر سبزوار کے قریب آئی کہا بھائی صاحب آپنے کیا ہم سے مقابلہ کیا آپ جانتے ہین کہ اتنی بڑی ساحرہ ساتھ ہی اور اس جوان پر سحر بھی تاثیر

نہین کرتا مناسب یہ ہی کہ نکل جاؤ چل کر قدرت سے اطلاع کرین دیکھو قدرت کیا فرماتے ہین سبز وار خود عاجز ہو رہا تھا سالی نے جو سمجھا کر کہا راضی ہو گیا کہا کہ چلو نکل چلین تینون سحر کرکے بلند ہوے کہکشان نے پکار کے کہا کہ حضور یہ جاتے ہین بڑا فساد برپا کرین گے ہرچند کہ غضنفر نے تیر مارے مگر اُن تک نہ پہونچے تینون اُڑتے ہوے نکل گئے فوج کو غضنفر نے قتل کیا قصر صندل مین آئے دیکھا کہ مکان نہایت خوشبودار ہو صحن مین باغ پُربہار طائرون کی زمزمہ سرائی عروسان چمن کی رعنائی و زیبائی ہر حوض مین فوارہ چھوٹ رہا ہی اُس فوارے سے آواز آتی ہی ای آنے والے ہوشیار ہو کے آنا کہکشان نے فوارہ توڑا فوارہ ٹوٹتے ہی حوض خشک ہو گیا طائر اُڑے آواز ہیہات وافسوس دیتے ہوے بلند ہو گئے بلند ہو کے آواز دی کہ ای ساکنان باغ ہوشیار رہنا کہکشان نے پھر فکر کیا بیچ مین ایک طائر کلان تھا وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا کہکشان نے اُس طائر کو بھی مٹایا ایک دناٹا ہوا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی کہکشان نے کہا کہ اب طلسم مین چلیے دیکھا سامنے ایک قلعہ بنا ہوا ہی کئی سو برج ہین ہر برج پہ زنگیان آدمخوار قرنائین ہاتھ مین لیے کھڑے ہین برج کلان مین ایک نقارہ رکھا ہی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون گنگا جمنی چوب لیے کھڑا ہی غضنفر کو دیکھکر چوب لگائی دناٹے کی آواز ہوئی زنگی نے آواز دی کہ ای شاہزادہ غضنفر بن اسد یہ طلسم خیال سکندری ہی ہزار ہا طرح کی آفت اسمین بھری ہی قصر صندل سے نکل جاؤ غضنفر نے کچھ نہ سُنا زنگی بہت چیخا پیٹا کئی مرتبہ نقارہ بجایا جب نقارہ بجاتا ہی تو اندھیرا ہو جاتا ہی جب روشنی ہوتی ہی تو قلعہ معلوم ہوتا ہی غضنفر نے بلا تکلف گھوڑا بڑھایا اور سب فوج والے رُک گئے مگر دیوانہ زنجیر دار زنجیر آہنی پاؤن مین چوبدست ہلاتا ہوا قریب رکاب آیا رکاب تھام لی غضنفر انگشتر کو چمکاتا ہوا قریب خندق پہونچا نعرۂ شیرانہ کیا خندق کے پانی نے جوش مارا اسقدر پانی اُبلا کہ برجون مین پہونچا زنگیون نے غل مچایا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی و ای جوان لاثانی انگشتر نہ چمکائیے ہم کو تکلیف ہوتی ہی مگر غضنفر مرکب چمکا کر خندق کو فرائے جب قریب پھاٹک کے آئے دروازہ کھلا ایک جوان تاجدار ایک نازنین کا ہاتھ تھامے ہوے قلعے سے نکلا اُس نازنین نے جھک کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ عربستان ذرا ادھر آئیے آپکی کنیز مدت سے مشتاق [illegible] تو یہ کیفیت [illegible]

شود وا عقدۂ آن زلف چون عنبر اگر یکیے — بجان عاشق شیدا رسد زافعی اثر یکیے

صبا چون کاکلش افگند بر رویش بپہلوئی — بچشم خویشتن دیدیم شب یکیے سحر یکیے

تنم در خانہ دل در کوے جانان راہ پیما شد — عجب در حیرتم در خانہ یکیے در سفر یکیے

گہے در صلح میکوشی وگاہے جنگ میجوئی — یقینم شد دلت موم است یکیے و حجر یکیے

بہ بزاز شیشہ اندر جام مینا تا خط ساغر — مرا از نیم مخمور یست ساقی درد سر یکیے

زسوز در د ہجرش زہرہ شد آب و دلم خون شد — زراہ دیدہ آمد لعل یکیے و گہر یکیے

بلب خندہ با بر و غصہ شب در بزم میدیدم — بہ رعنا مینمودی آشتی یکیے و شر یکیے

اُس نازنین نے اس ناز سے باتین کین کہ غضنفر گھوڑے سے کودے قریب اُس نازنین کے آئے وہ جوان بل کرنے لگا کہا کہ خبردار ای غضنفر میری معشوقہ سے کلام کیجیے گا مین کیا آپ سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہ کے تلوار کھینچی غضنفر پر ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے کلائی تھام لی اور ایک تمانچہ مارا کہ سر اُس جوان کا اُڑ گیا جیسے ہی وہ مر کر گرا اُس نازنین نے گریبان چاک کیا اور آواز دی کہ او بیداد گر تو نے میرے عاشق کو مارا یہ کہ کے دامن تھام لیا کہا کہ ای جوان تو نے مجکو بیوہ کیا مین جان دونگی غضنفر نے سمجھا کر کہا کہ ای نیکبخت کیون اسقدر بدحواس ہوتی ہی تو میرے ساتھ طلسم مین چل تیرے شوہر سے ملاقات ہو گی ظاہر مین وہ مر گیا مگر اہل طلسم اُس کو لے گئے بڑے لطف سے اُسکی مدارات کرتے ہونگے اُس نازنین نے کہا کہ چلیے جیسے ہی غضنفر داخل قلعہ ہوے دروازہ بند ہونے لگا دیوانے نے بڑھ کر جو بدست ماری پھاٹک کُھلا دیوانہ بھی پیچھے داخل ہوا جیسے ہی دیوانہ اندر پہونچا اُس عورت نے دامن غضنفر کا چھوڑا دیوانہ کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی ہر چند کہ دیوانہ چیخا پیٹا غضنفر جھپٹے مگر وہ ساحرہ لیکر غائب ہو گئی بیرون قلعہ سے دیوانون نے بھی دیکھا کہ ہمارے افسر کو وہ عورت لیے جاتی ہی اور یہ بھی سمجھے کہ آقا کو بھی لے گئی ہو گی لہذا چپ کہ کے خاموش ہو رہے مگر غضنفر جو آگے بڑھے ایک طرف سے آواز آئی کہ میان جانیوالے ذرا یہان آئیے دیکھا کہ ایک تاجر دوکان پر بیٹھا ہی وہ بُلا رہا ہی عمامہ سر پر باندھے ہوے قبائے اطلس زیب جسم پٹکہ بلبل چشم کا کمر سے باندھے ہوے سفید داڑھی برابر ناف کے سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی چند غلامان حبشی مصروف کاروبار غضنفر نے دیکھ کر منھ پھیر لیا سمجھے کہ یہ شرعی مکار ہوتے ہین چاہا کہ

بڑھون اُس تاجر نے اُٹھ کر دامن پکڑ لیا کہا کہ ای شہر یار دم بھر بیٹھیے پھر چلے جائیے گا آپ سے
کچھ کہنا ہی آپ کے مطلب کی بات ہی غضنفر پلٹ پڑے تاجر نے کہا کہ ای شہر یار بڑے افسوس
کی بات ہی آپ کے افسر کو سامان جادو اُٹھا کرلے گئی اور آپ کے کیے کچھ نہ ہوا بڑی غیرت
کی بات ہی غضنفر نے جواب دیا کہ اگر کوئی مرد ایسی حرکت کرتا تو اُسے ضرور قتل کرتا تاجر نے
کہا کہ یہ جو انگوٹھی آپ کے ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی اِسکو فروخت کیجیے گا غضنفر
نے کہا کہ یہ ہماری جان کی نگہبان ہی اسکو ہم فروخت نہین کرین گے تاجر نے کہا کہ آپ کی
سپاہ گری نہ چلے گی غلامون سے کہکر چھنوا لونگا غضنفر نے کہا کہ تاجر صاحب اِن چند غلامون
پر آپ کو یہ غرور ہی تاجر نے کہا کہ مین تو آپ کی جرأت دیکھ چکا ایک عورت معشوق وضع آپکے
سردار کو اُٹھالے گئی آپ اُسکا کیا کر سکے ان لوگون کے سامنے کیا مجال ہی کہ تلوار کھینچ سکے یہ
کہکر زنگیون کو اشارہ کیا کہ ہان بھائیو انگشتری اسنے چھین لو زنگی چلے غضنفر نے تلوار کھینچی
جو آگے بڑھکر آیا تھا اُسنے چاہا کہ کلائی پر ہاتھ ڈالدے غضنفر نے ایک قبضہ مارا کہ سر اُس کا
پھٹ گیا تاجر غل مچانے لگا کہ یارو کوتوال کو خبر کرو اس ظالم نے میرے غلام کو مار ڈالا
دوکانین چوک مین بند ہونے لگین چند دوکاندارون نے جاکر کوتوال شہر سے اطلاع کی
قیصر نامے کوتوال نے سُنا کہ چوک مین تلوار چل رہی ہی کوتوالی چبوترے کے پیادون کو
لیکر سوار ہوا اُس وقت آکر پہونچا کہ غضنفر نے کئی غلامون کو مار کر ڈالدیا ہی تاجر کھڑا ہوا
سر پیٹ رہا ہی کہ کوتوال نے پیادون کو اشارہ کیا کہ گھیر کر اس جوان کو پکڑ لو کوتوالی چبوترے
کے پیادے دوڑے لینا لینا کہکر غضنفر کو گھیر لیا غضنفر اُنکے بیچ مین لڑ رہے ہین جسکو کہ
ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے پیادے جو مارے گئے کوتوال کھڑا کہہ رہا ہی کہ یارو یہ
جوان بڑا اسپاہی معلوم ہوتا ہی ہرکارے سے کہا کہ جاکر شاہ کو خبر کر ہرکارہ جھپٹا بادشاہ
تخت پر بیٹھا ہی وزرا و امرا بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین اس بادشاہ کا نام قرطاس تاجدار
ہی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی چوک مین ایک جوان لڑ رہا ہی صدہا پیادے اُسکے ہاتھ سے
مارے گئے بے آپ کے چلے وہ جوان گرفتار نہ ہوگا قرطاس اپنے مقام سے اُٹھا تخت پر
سوار ہوا بارہ سی سردار ساٹھ ستر ہزار فوج ساحر و غیر ساحر ہمراہ لیکر چلا غضنفر اکیلے

لڑ رہے ہین کہ نقارے پر چوب پڑی قرطاس فوج لیے ہوے آکر پہونچا دور سے دیکھا کہ
ایک جوان نہایت حسین شمشیر بکف لڑ رہا ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جوان کو گھیر کے
گرفتار کرلو چہار طرف سے فوج نے بلوہ کیا غضنفر نے جو بلوہ دیکھا بیتاب ہوکر دعائین
مانگنے لگے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مشکل کو آسان کر فوج کا بلوہ ہی نظم

بوقت غصہ مکن ہمچو رعد جوش و خروش ۔ چو برق شعلہ میفشان و ہمچو ابر مجوش
ہر آنکہ کرد ز ساقی مئے محبت نوش + دگر ز حالت مستی نیامد اندر ہوش +
چراست عاشق بیدل بجستجو مشغول ۔ کہ دلرباست چو دل جلوہ بخش در آغوش
تو باش بندۂ حق تا کہ اندرین دنیا + جہان غلام تو گردد زمانہ حلقہ بگوش
قرار گیر بیک جایگاہ مثل زمین + بشکل گنبد گردون مباش خانہ بدوش
بشاہراہ طریقت قدم نہد سالک ۔ رسد بمنزل مقصود چو این صداے سروش
یقین بر آتشیش نیز اہل دل نہ کنند ۔ ہر آن کسیکہ بود بادہ گوی و بادفروش
ہمیشہ گردن تسلیم ہند یا خم دار + مطیع حکم خدا باش و در اطاعت کوش

غضنفر دعائین مانگ رہے ہین کہ آسمان سے نوبت و نقارے کی آواز آئی قضاے کار
نقابدار زرین پوش براے شکار جاتا تھا عیار نے بیان کیا کہ حضور غضنفر بن اسد
اکیلا گھرا ہوا ہی نقابدار نعرہ کرکے آیا تھوڑی دیر جو شمشیر زنی کی بلوہ متفرق ہوا غضنفر
لڑتا ہوا قریب قرطاس کے پہونچا قرطاس نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے باڑھ بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا قرطاس نے آواز دی کہ ای شہریار
الامان غضنفر نے سوال اسلام نہ کیا منظور رہوا کہ اپنے کو مخفی کرون قرطاس تاجدار مطیع ہوا
نقابدار تو لڑ بھڑ کر نکل گیا غضنفر سے کچھ کلام نہ ہوا مگر قرطاس تاجدار غضنفر کو
ساتھ لیکر پلٹا راہ مین پوچھا کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی غضنفر بن اسد نے کہا کہ
حسین تیغزن میرا نام ہی قرطاس نے پوچھا کہ آپ کے تشریف لانے کا کیا باعث ہوا غضنفر
نے کہا کہ ساکنان قلعۂ صندل سے مقابلہ پڑا جب وہ قصر فتح ہوا تب یہ قلعہ دکھائی دیا ہی
خیال مین گذرا کہ اسکی بھی سیر کرتے چلو ایک نازنین قلعے مین لے کر آئی وہ تو جدا ہو گئی ناراس

تاجر نے زبردستی بنایا اور فساد برپا کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اُس تاجر کو ہمارے شہر سے نکال دو غضنفر نے منع بھی کیا مگر بادشاہ نے نہ مانا تاجر کو نکلوا دیا غضنفر کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا کہا تخت پر قدم رنجہ فرمائیے غضنفر نے کہا کہ ہم مرد سپاہی ہین ہمین تاج و تخت کی ضرورت نہین یہ کہکر بغل پر بیٹھے قرطاس تخت پر بیٹھا بیٹھتے ہی اشارہ کیا ساقی بچے حاضر ہوے چند نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

ملتفت ہمسے کبھی گر یار جانی ہو گیا
غم کو بھوے ساز عیش و کامرانی ہو گیا

قصۂ لیلی و شیرین کو سُنا کرتے ہین ہم
پر نہین کوئی بھی انمین تیرا ثانی ہو گیا

رونگٹا بھی تیری فرقت مین گران ہی جسم پر
اسقدر پامال زور ناتوانی ہو گیا

نامہ بر کی اب نہین مجکو رہی کچھ احتیاج
وصل کا وعدہ مرے اُنکے زبانی ہو گیا

اُس لب شیرین کا بوسہ سمجھے ہم آب حیات
خضر سان اب زعم عمر جاودانی ہو گیا

تو عبث نازان ہی اے گلرو دو روزہ حسن پر
غور کر گلزار عالم پر خزانی ہو گیا

کوچۂ جانان مین چھپکر رو رہا تھے شفیق
آخرش دیکھو عیان راز نہانی ہو گیا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا دور جام چلا کیا مگر غضنفر نے انکار کیا کہ ہم شراب نہین پیتے یون اپنے کو بچایا جب وہ وقت آیا کہ رقاص زرین پوش عیش خانۂ مشرق سے برآمد ہوا سازندگان ضیا و شعاع ہمراہ لیکر فلک نیلوفری پر مصروف جشن ہوا زہرہ کی الاپ پر روشنی بڑھتی جاتی ہی تمام عالم روشن و منور ہوا قرطاس عرض کر رہا ہی کہ حضور اب آرام فرمائین شب کو آپ نے تکلیف اُٹھائی غضنفر نے کہا کہ تم سب کے سب مصروف عیش و نشاط رہے ہم بھی تمھارے ساتھ شریک ہوے حقیقت مین کیا جلسہ معقول تھا گانے والیان عمدہ اہل صحبت معقول رنگ عیش لائق قبول کہ ایک چوبدار نے بڑھکر سلام کیا عرض کی اے شہریار دروازے پر خداوند کا ایلچی آیا ہی قرطاس کھڑا ہو گیا کہا کہ درگہ سالار سے کہو ساتھ لیکر آئے چند وزرا کو برائے استقبال بھیجا ایلچی شتر سوار اونٹ سے کود اکڑتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا بادشاہ کو سلام نہ کیا بادشاہ نے پہلو مین جگہ دی ساقی کو اشارہ کیا ساقی بچون نے جام دیے جب دو چار جام پیے بلبلا کے پکار اُٹھا کہ منم نامہ دار و منم نامدار خداوند بقراط ثانی کا بھ

نامہ لایا ہون قرطاس نے کٹڑے ہو کر نامہ لیا اور وزیر کو دیا وزیر نے سونے کا منبر بچھوایا
اُسپر آ کے نامہ پڑھنا شروع کیا تحریر تھا کہ منم خداوند بقراط ثانی ما بدولت کو منظور ہوا کہ
طلسم مین ہنگامہ ڈالین تا کہ بندے ہمارے ہوشیار رہون ہماری یاد نہین کرتے بہت گنہگار
مارے جائین قدرت خود طلسم مین تشریف لائے ای تاجداران جلیل تمکو مناسب یہ ہی کہ لشکر
ساتھ لو اور طلسم کشا قلعۂ سنگپاش پر فروکش ہی قدرت نے سامان اُسکو ممکن کر دیے
کاہن دنجومی سب اُسکے ہمراہ ہین لشکر کشی کر کے جاؤ طلسم کشا کو ہم تک نہ آنے دو اگر ہم تک
آئیگا تو ہم سنگ سیاہ کر دین گے جب یہ نامہ تمام ہوا ایلچی کو تو خلعت دیکر رخصت کیا اب
قرطاس غضنفر کی طرف متوجہ ہوا کہا کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان مین
حیران تھا کہ آپ کی تشریف آوری کا کیا باعث ہو اب معلوم ہوا کہ قدرت نے آپ کو
بھیجا ہی طلسم کشا آپ کے ہاتھ سے زیر ہو گا غضنفر نے کہا کہ طلسم کشا کون شخص ہی یہ سُنکر
قرطاس نے کہا کہ نبیرۂ صاحبقران فرزند بدیع الزمان بہت سے ملک اُسنے فتح کیے
بکیفیت تمام طلسم مین آئے سکندر ثانی بادشاہ سابق کو رہا کیا جمشید زرین ترکش و
سکندر راُنھین کے لشکر مین ہین امیدوار ہون کہ تشریف لے چلیے سر میدان مقابلہ کیجے
اگر آپ نے طلسم کشا کو زیر کیا تو کل اہل طلسم آپ کے شکر گزار ہونگے قدرت طرۂ پیغمبری
عطا فرمائینگے غضنفر نے کہا کہ مین کیا طلسم کشا سے مقابلہ کرنے کا انکار رکھتا ہون لشکر
تیار ہونے لگا قصہ کوتاہ غضنفر شب کو قرطاس سے کہکر واسطے سیر کے نکلا ایک طرف جو
گذر ہوا گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی خوش گلو یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

تمھارے عشق مین بدنام گر ہوتا تو کیا ہوتا	کسی صورت کا نقصان و ضرر ہوتا تو کیا ہوتا
نہین خوف خدا عاشق کو طرز بت پرستی مین	جو ننگ و نام کا کچھ مجکو ڈر ہوتا تو کیا ہوتا
کیا انکار تمنے مین ہوا جب طالب بوسہ	بھلا اقرار گر ای سیمبر ہوتا تو کیا ہوتا
بلاتے گھر مین ہو اغیار کو ہمکو جلاتے ہو	اشارہ گر کوئی مشفق ادھر ہوتا تو کیا ہوتا
تشفیق بے خبر آیا عیادت کو احبا کی	ہمارے حال سے وہ بیخبر ہوتا تو کیا ہوتا

غضنفر نے جو یہ آواز سُنی بیتاب ہو گیا دیوار باغ کے نیچے آیا گھوڑے سے اُترا کمند مار کے

دیوار پر چڑھ کر دیکھا کہ ایک جلسہ آراستہ ہی ایک معشوق پریچہرہ مسند پر بیٹھی ہی غضنفر کو صورت زیبا بہت پسند آئی دیوار سے اُترے ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے سوچ رہے ہین کہ کیونکر سامنے جاؤن کوئی کنیز کسی کام کو اُس طرف آئی وہ صورت دیکھ کر حیران ہو گئی کانپتی ہوئی ہانپتی سامنے مالک کے آئی عرض کی کہ ایک جوان رعنا نہایت حسین وجمیل زیر نخل خاموش کھڑا ہی ملکہ اپنے مقام سے اُٹھی کنیزین بھی ساتھ ہوئین آکر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب مثال زیر نخل کھڑا ہی دیکھ کر چاہا کہ ضبط کرون نہ ہوسکا غش کھا کر گری دانت بیٹھ گئے اور چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کنیزین گرد آگئین کوئی گلاب و کیوڑہ چھڑکتی ہی کوئی مٹی پر پانی ڈال کے برابر دماغ کے لگاتی ہی ایک کنیز نے بڑھ کر کہا کہ ای جوان تو دیکھ رہا ہی ہماری مالک کا یہ حال ہی بوے زلف عنبرین سنگھا دے یہ نخلخہ برابر دماغ کے لگا دے غضنفر قریب آکر فرش خاک پر بیٹھ گئے سر اُٹھا کر زانو پر رکھا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکائے اشکون نے کار گلاب کیا بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی ملکہ نے آنکھ کھول دی سر کو زانوے محبوب پر پایا سر اپنا عرش اعلےٰ پر پہونچایا مگر شرما کے اُٹھ بیٹھین سر جھکا کر کہا کہ ای شخص تم نے کیون سر میرا زانو پر رکھا نا محرم کو قریب آنا کیا غضنفر نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم ہم شمع جمال کے پروانہ ہین یہ باعث ہوا کہ سر اُٹھا کر تمھارا زانو پر رکھ لیا ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ چل کر مسند پر بیٹھیے غضنفر اور ملکہ آکر مسند پر بیٹھے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا جام مے ارغوانی بھر کر سامنے کیا غضنفر نے ہاتھ ہٹا لیا پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے کہا کہ ای شہریار قرطاس تاجدار کی مین دختر بلند اختر ہون اور ملکہ شیرین ادا میرا نام ہی جس دن سے آپ تشریف لائے مین مشتاق تھی کہ جمال بے مثال دیکھون لیکن کشش دل نے آپ کو یہان تک پہونچایا مذہب ہمارا ابقراط پرست ہی غضنفر بن اسد نے کہا کہ بقراط ایک شخص شعبدہ باز و حیلہ ساز ہی اُس پر لعنت کرو خداے برحق و معبود مطلق کو سجدہ کرو ملکہ نے بقراط ثانی پر لعنت کی کنیزین بھی مطیع اسلام ہوئین گائنین آکر جمع ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

پسے دل اُنکی چتون پر ہزارون + موے بے ساختہ پن پر ہزارون
مری ضد سے ہوا ہی مہربان دوست + مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون
برائے شکر قاتل رونگٹون سے + زبانین ہین مرے تن پر ہزارون
نہ اٹکھیلی سے چل پھرتے ہین خنجر + دلِ شیخ و برہمن پر ہزارون
ہوا سر خم نہ زیر تیغ جلاد + رہے بوجھ اپنی گردن پر ہزارون
ترے کشتہ ہین ہم آنکھین ملین گے + ہمارے سنگ مدفن پر ہزارون
نہ مل ای لعبتِ چین عطر گُل تو + گلا کاٹین گی گلشن پر ہزارون
نہین ہی مرد کو دنیا سے مطلب + مرین نامرد اس زن پر ہزارون

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی قضلے کار قرطاس تاجدار محل مین پڑا ہوا سو رہا تھا ایک کنیز کو غضنفر کے آنے پر بڑا رشک ہوا باغ سے نکل کر دوڑی جا کر قرطاس کو جگا یا کہا ای شہریار جس جوان کو آپ حسین تیغزن سمجھے ہین وہ نواسہ صاحبقران زمان کا ہی بارادہ بربادی طلسم آیا ہی ارادہ رکھتا ہی کہ اپنے کو تابہ خداوند پہونچاؤن خدائی اُنکی مٹاؤن آپکی صاحبزادی کی ملاقات کو پہونچا اب دونون ایک مسند پر بیٹھے چین کر رہے ہین آپسمین راز و نیاز کی باتین دمبدم اشتیاق کی حکایتین ہو رہی ہین ہمنے جو سمجھایا ملکہ خفا ہوتی ہین ہین ـ ناخبر ہوئی کہ چل کر شاہ سے اطلاع کرون قرطاس تاجدار گھبرا کے اُٹھا دربار مین آیا وزیرون اور شیرون کو بُلایا اُنسے صلاح کی کہ زبردستی اس جوان کی ظاہر ہی اگر اس وقت جا کر اُس باغ کو گھیرون تو وہ اپنے زمانے کا رستم ہی کُل فوج کو پامال کریگا اُسپر زور نہ چل سکیگا لہذا تم سبھون کی کیا صلاح ہی اُن سبھون نے عرض کی کہ حقیقت مین آپ تو غالب نہ ہوجیے گا ہماری راے ہی کہ خاموش رہیے دربار مین جب آئے کھانا آغشتہ بداروے بیہوشی کھلا کر یا کسی میوۂ ترمین بیہوشی ملا کر کھلائیے اور بیہوش کرکے گرفتار کر لیجیے اُسکے بعد ملکہ کو سزا دیجیے دیکھیے کیا ہوتا ہی پھر خدمت خداوند مین روانہ کر دیجیے وہ سزا دینگے یا جو مناسب جانین گے وہ کرین گے یہ راے بادشاہ کو پسند آئی غضنفر وہان پھر رات رہے تک بیٹھے شیرین ادا سے یہ کہکر رخصت ہوے کہ اگر بادشاہ نے کوچ نہ کیا تو ہم کل شب کو آوین گے یہ کہکر ملکہ شیرین ادا سے

رخصت ہوے ملکہ رونے لگین کہا دیکھیے اب کب ملاقات ہوتی ہی غضنفر نے کہا انشاء اللہ
ہم آئین گے تمہارا انتظار رہیگا ملکہ دروازے تک ساتھ آئی غضنفر سوار ہو کر طرف خوابگاہ
کے چلے جب اپنے مقام پر آکے پہونچے سو رہے مگر قرطاس کو جو معلوم ہوا کہ اب آکر آرام کیا
عیارون سے اشارہ کیا سوتے مین بیہوش کرو عیار اسکا نہنگ تیز پا اُسنے آکر غضنفر
کو بیہوش کیا قرطاس نے حکم دیا کہ مسلسل و مطوق کرو آہنگرون نے آکر مسلسل و مطوق
کیا جب غضنفر ہوشیار ہوے تو خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھے کہ ہم گرفتار ہو گئے بل کر کے اُٹھے
قرطاس نے بہ عتاب خطاب کیا کہ او نبیرۂ حمزہ ہم نہ سمجھے تھے کہ تم براے بربادی طلسم
آئے ہو اب معلوم ہوا تمکو گرفتار کر لیا اب قید تمہاری خدمت خداوند مین پہونچیگی وہ تمہین
سزا دین گے غضنفر نے کہا کہ اُس مردود کی کیا حقیقت ہی وہ خوف سے ہمارے خود بھاگتا
پھرتا ہی انشاء اللہ اُسکو مٹائین گے اب کیا بچ سکتا ہی قرطاس نے صفدر جنگ آزما
کو حکم دیا کہ دس ہزار فوج ساتھ لیکر اس شخص کو خدمت خداوند مین لے جاؤ یہ کہکر عرضی
لکھوانے لگا مضمون یہ تھا یا خداوند نبیرۂ حمزہ میرے ملک مین آیا مین نے مکر سے اُس کو
قید کیا خدمت مین آپکی روانہ کرتا ہون جو سزا مناسب جانیے وہ دیجیے قضاے کار ایک
کنیز کسی کار ضروری کو آئی تھی یہ خبر لے کر بھاگی آکر ملکہ شیرین ادا سے سب حال کہا اور کہا
کہ بعد روانہ کرنے قید کے آپ پر توجہ کرین گے یہی ذکر ہو رہا ہی بادشاہ کو بڑا قلق ہی
یہ بھی خبر سُنی کہ گلعذار کنیز نے جاکر اطلاع کی ملکہ نے جو اُس کنیز کو ڈھونڈھا باغ مین
نہ پایا گھبرا گئی کہا صاحبو اب مین کیا کرون کنیزون نے کہا کہ نکل چلیے اگر یہان رہیے گا تو
باعث خرابی ہی ملکہ نے جلدی سے نقاب چہرے پر ڈالی بادپای عربی پر سوار ہوئین چند
کنیزون نے ساتھ دیا باقی بھاگ گئین سب کو اپنی جان کی پڑی ہی ملکہ دس کنیزون کو اپنے
ساتھ لے کر باغ سے باہر نکلین صحرا کا راستہ لیا قرطاس بعد روانہ کرنے قید کے خود
سوار ہو کر باغ پر آیا دیکھا کہ چند کنیزین بھاگی جاتی ہین اور باغ مین سناٹا پڑا ہی قرطاس
نے اُن کنیزون کو گرفتار کیا انھون نے بیان کیا کہ ملکہ نکل گئین دس کنیزین ساتھ گئی ہین
قرطاس نے ہر طرف سوار روانہ کیے مگر شیرین ادا جو باغ سے نکلین کوئی دوسرا راستہ لیا

کہ صحرا سے گرد اُڑی اقلیم تاجدار برائے شکار صحرا مین آیا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک نقابدار ایک طرف سے آتا ہی ساتھ والون سے کہا کہ اسکو روکو گھیر کر ہمارے سامنے لاؤ سوارون نے جو گھوڑے دوڑائے ملکہ نے بدحواس ہو کر مادیان کو اُڑایا مادیان نے جو بدلگامی کی ایک کوڑا مارا مادیان نے طرارہ بھرا اسکان جو پہونچی بند نقاب چہرے سے ہٹا اقلیم تاجدار کی نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا پکار کر کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مجھسے اپنے کو دور نہ کیجیے مین تابعدار ہون عمر بھر غلامی کرونگا کبھی حکم سے گردن تابی نہ کرونگا قطعہ

بتاو وصاف مجھے اور کوئی کام نہین
یہ کیا سبب ہی جو لیتے سر اسلام نہین
ہلال ابروے جانان کا کون ہی ہمسر
یہ تیغ وہ ہی کہ جسکے لیے نیام نہین
عبث غرور ہی حسن دو روزہ پر ای شوخ
یہ چیز وہ ہی کہ جسکے لیے قیام نہین
تجھے قسم ہی سکتا نہ چھوڑ ای قاتل
ہمارا کام ہوا ہی ابھی تمام نہین
کیا ہی یار نے اقرار آج آنے کا
یقین ہی گردش قسمت سے ہوگی شام نہین
طلب جو کرتا ہون بوسہ وہ شوخ کہتا ہی
ہمارے پاس کوئی دولت حرام نہین
خدا گواہ ہی یان دل پہ جو گذرتی ہی
غم فراق مین آرام صبح و شام نہین
کیا ہی گردش قسمت نے ایسا آوارہ
کہ ایک جا کسی صورت مجھے قیام نہین
وصال یار مین پیتے ہین خوب ملکے شراب
ہزار شکر کہ بے دور اپنا جام نہین
عبث ہی فکر مرے مرغ دل کی ای صیاد
اسیر زلف کو کچھ احتیاج دام نہین
شفیق تمسے ہی اب اُنکو اسطرح نفرت
کبھی زبان پہ لاتے تمھارا نام نہین

اقلیم نے جو یہ اشعار عاشقانہ پڑھے ملکہ نے جھلا کر جواب دیا کہ او عاشق فاسق کیا بیہودہ بکتا ہی اور کچھ خیال نکرنا ہم جان دینے پر آمادہ ہین اقلیم نے گھوڑا بڑھایا ملکہ نے تیر مارا کہ تیر گھوڑے کی آنکھ پر پڑا گھوڑے نے طرارہ بھرا اقلیم نے دوسرا گھوڑا بدلا جب اقلیم گھوڑا بڑھاتا ہی ملکہ تیر ماردیتی ہین اقلیم اور گھوڑا بدلتا ہی ملکہ بیقرار ہو کے دعائین مانگنے لگین کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی میری عصمت کو بچالے مین نے تو اپنے کو ناموس صاحبقران مین داخل کیا ہی میری آبرو کو بچالے اسیر زوال نہ آنے پائے نظم

از تو حاصل کرد ای ہادی ہدایت عام وخاص ۔ گرم رو گردید در راہ طریقت عام وخاص
وقت مشکل از تو جوید استعانت عام وخاص ۔ از تو میخواہند حاجت وقت حاجت عام وخاص
ہر یکے از ہر یکے صورت شناسد مر ترا ۔ مر ترا بیند ز ہر شکل و شباہت عام وخاص
ہر زمان ہر بندہ بہر بندگی حلقہ بگوش ۔ حاضر و موجود ہر دم در اطاعت عام وخاص
تو نباشی تو بہ شہراہ حقایق رہنما ۔ چون شود واقف ز اسرار حقیقت عام وخاص
گرچہ رخ پوشیدہ از چشم ظاہر بین مگر ۔ ہر زمان بیند ترا از نور وحدت عام وخاص
ہند یا در حمد شو مشغول تا اندر جہان ۔ نیک و بد عظمت کنندت قدر و عزت عام وخاص

ملکہ بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہی ہین ہرچند کہ اقلیم تاجدار کی پشت پر دس پانچہزار جوان کھڑے ہین مگر اس خیال سے اشارہ نہین کرتا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ اپنی جان دے دے ہر مرتبہ اپنا ہی گھوڑا بڑھاتا ہی ملکہ تیر مار دیتی ہین گھوڑا ہٹ جاتا ہی آخر اقلیم تاجدار نے جھلا کر کل فوج کو اشارہ کیا کہ اس گستاخ کو گرفتار کر لو ہم چاہتے تھے کہ اسکو تکلیف نہ پہونچے مگر اسنے کچھ خیال نہ کیا کئی گھوڑے بیکار ہو گئے اور ہمنے یہی خیال کیا کہ یہ سرکشی موقوف کرے مگر یہ موقوف نہین کرتی ہر مرتبہ تیر مارتی ہی ہمارے کئی گھوڑے کام آ چکے ہان یارو اس کو گرفتار کر لو سوارون نے گھوڑے بڑھائے ملکہ نے پھر بلک کر دعا کی قضائے کار ملکہ کہکشان جو آوارہ ہوئی تھی آسمان پر اڑی ہوئی جاتی تھی تعاقب مین غضنفر کے چلی تھی جب قلعے مین نہ جا سکی تو صحرا کی طرف رخ کیا آسمان پر سے دیکھا کہ ایک نازنین فوج مین گھری ہوئی ہی فوج اسپر بلوہ کرتی ہی مگر وہ نازنین بیقراری مین نام غضنفر کا لے رہی ہی کہکشان دیکھکر بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہی کہ ای کہکشان یہ کون مصیبت زدہ ہی کہ شاہزادہ والاقدر کا نام لے رہی ہی بیقرار ہو گئی آسمان سے سحر کیا کہ لشکر پر اقلیم کے آگ برسنے لگی کئی ہزار آدمی جل گئے اقلیم نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین سحر کر رہی ہی پکار کر آواز دی کہ ارے تو کون ہی کہ جو اس آفت مین مبتلا ہوتی ہی کئی ہزار آدمی جلا دیے مین تجکو بھی اپنی معشوقہ سمجھتا ہون تم بھی میرے پاس آؤ مگر زبان نہ ہلاؤ یہ سنکر ملکہ کہکشان نے ہاتھ ہلا دیا کہ برق چمک کر گری اقلیم تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے اقلیم جو مارا گیا فوج والے بھاگے کہکشان

اُٹھ کر قریب شیرین ادا کے آئی کہا کہ ای نازنین تو کسکا نام لے رہی ہی شیرین ادا نے
کہا کہ ای معین و مددگار غضنفر نامدار قلعۂ قرطاس مین پہونچے قرطاس تاجدار کو
مطیع کیا اُسنے بسبب میرے پاس آنے کے مکر سے اُنکو گرفتار کر لیا صفدر جنگ آزما
اُنکی قید کو لیکر بقراط ثانی کی طرف گیا ہی مین خوف سے باپ کے ادھر بھاگی اس بےحیا
نے گھیر لیا چاہتا تھا کہ عصمت پر دست انداز ہو اور مین نام اُس شہریار کا لے لیکے
رو رہی تھی تمکو اُسنے کیا واسطہ ہی دو نون ہمدرد جوٹے کہکشان نے رو رو کر اپنا حال
بیان کیا اور کہا کہ مین بھی اُنھین کے واسطے آوارہ ہون دیکھیے کیونکر ملاقات ہو یہ کہکر
کہا کہ تمھاری زبانی معلوم ہوتا ہی قید اُنکی روانہ ہوئی مین جاکر تلاش کرتی ہون اگر اُنکی
قید مل گئی تو دس ہزار کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین سب کو دیوانہ کر دونگی دیکھا تم نے
اقلیم کو کیسا مار لیا اسی طرح اُنکو بھی رہا کر لونگی ای شیرین ادا اپنا حال کیا بیان کرون
اُس بادشاہ عالیجاہ کی دختر ہون کہ جسکے نام سے لوگ کانپتے تھے مین محبت مین اُس شہریار
کی آوارۂ دشت ادبار ہون مصیبت مین گرفتار ہون مین نے بہت بہت کوشش کی لیکن
طلسم مین نہ پہونچ سکی اُس قلعے مین داخلہ نہ ہوا شیرین ادا نے کہا کہ سرحد طلسم مین
تم آگئین قلعۂ طلسمی کا راستہ چھوٹا کہکشان نے کہا کہ باتین پر جو صحرا ہی تمھارے بیان
سے معلوم ہوا کہ اسی طرف قید کو لے گئے ہین مین بلند پروازی کرتی ہون تم اسی جنگل مین
رہنا اگر وہ شہریار ملے گا تو مین تمکو بھی ڈھونڈھ لونگی یہ کہکر شیرین ادا کو ایک جانب
روانہ کیا اور آپ پرواز پیدا کر کے چلی مگر صفدر جنگ آزما قید غضنفر کی لیے ہوے
جاتا ہی دو منزلین ہی کی تھین کہ راہ مین قلعۂ اخلاقیہ ملا اخلاق سنگ زن وہان کا
حاکم و ناظم ہی اُسکو جو خبر پہونچی کہ صفدر جنگ آزما قید نبیرۂ حمزہ لیے ہوے جاتا ہی یہ
واسطے استقبال کے نکلا راہ مین آکر ملاقات کی کہا کہ ای صفدر آج کی شب ہمارے قلعہ
مین رہو مل چلے جانا تمکو کوئی نہ روکیگا چند جادوگر ہمراہ کر دونگا بہ احتیاط پہونچا دینگے
یہ کہکر آپ قلعے مین آیا دوکانین رنگوائین شہر کو آئینہ بند کیا صفدر قید کو لیکر قلعے مین
داخل ہوا بیٹی اخلاق سنگ زن کی ملکہ دُردانہ گوہرپوش سحر سے ناواقف محل مین

بیٹھی ہو کنیزین حاضر خدمت ہین کہ خبر ملی قید نبیرۂ حمزہ آتی ہو دُر دانہ نے باپ سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ حکم دیجیے چوک مین جو مکان شاہی ہو وہان سے ہم بھی دیکھین کہ حمزہ کا نواسہ کیسا ہو اخلاق سنگ زن نے حکم دیا کہ اچھا کیا مضائقہ ہو جا کر تماشا دیکھو دُر دانہ سوار ہوئی کہاریان چہار جانب سے محافہ گھیرے ہوے ناظر بچگانے ساتھ ہٹو بچو کرتے ہوے جاتے ہین ادھر سے قید غضنفر کی آتی تھی صفدر اہتمام کرتا ہوا آتا ہو جب قید چوک مین پہونچی تو غضنفر نے کہا کہ ذرا ارابہ ٹھہراؤ ہم بھی تماشا دیکھ لین صفدر نے کہا کہ او قیدی ہم کیا تیری راے پر چلین گے اخلاق سنگ زن ہمارا مشتاق ہوگا جلد چلو ہم جلدی کر رہے ہین غضنفر کو بہت ناگوار ہوا دونون ہاتھ ارابے پر رکھ کر لنگر مارا کہ پہیے ارابے کے زمین مین دھنس گئے ہلڑ ہوا کہ قیدی بگڑ گیا اگرچہ صفدر نے لاکھ ترکیبین کین مگر ارابہ اُس مقام سے نہ ہلا قضاے کار ملکہ دُر دانہ نے جو یہ ہنگامہ سُنا پوچھا کہ یہ کیسا ہلڑ ہو کہاریون نے عرض کی کہ قیدی نے لنگر مارا ہو ارابہ نہین چلتا لوگ ہلڑ کر رہے ہین ملکہ نے پردہ ہٹا کر جو دیکھا دیکھا کہ ایک جوان کمسن آتش رخسار بے دود قدرت رب ودود سر برہنہ کُرتا پھٹا ہوا گرابرو ون پر بل ہر چند کہ نیزہ دارون نے سنان نیزہ سینے سے ملا دی ہین قطرے خون کے جسم سے ٹپک رہے ہین مگر وہ شیر لنگر نہین اُٹھاتا ملکہ دُر دانہ بیقرار ہوگئین فوراً پکار اُٹھین نظم

تیرے گیسو مین نے دیکھے جوش سودا ہوگیا	روے آتشناک سے ہیجانِ صفرا ہوگیا
کیا فقط روتی ہین پریان اُس پریکے عشق مین	شاہ جنہ ایسا رویا شاہ دریا ہوگیا
کوئی اے صیاد تیرے عشق مین زندہ نہین	طائرِ جان جسکو کہتے ہین وہ عنقا ہوگیا
تو وہ یوسف ہو جو منھ تیرا نہ دیکھا ایک دن	صورت یعقوب آئینہ بھی اندھا ہوگیا
چشم حیران جام کو اُس چشم میگون نے کیا	بادۂ گلرنگ بھی پانی سے پتلا ہوگیا
ہو گشاد وبست کار عاشقان تیرے ہی ہاتھ	کُھل گیا جسدم دریچہ بند رستا ہوگیا
تیرے آگے چاک ہر پیراہنِ یوسف ہوا	اندنون دستِ جنون دستِ زلیخا ہوگیا
آگئین جو یاد تیرے بازوون کی مچھلیان	ایسے ہم روئے کہ جاری ایک دریا ہوگیا

دیکھیے کیا روز فرقت مین ہو عالم شام تک
دوپہر مین ہائے مہر جسم آدھا ہو گیا
پاؤن مین تاخلوت جانان رسائی کسطرح
وہ تو میرے واسطے تاریخ اکیلا ہو گیا

کنیزین جو ساتھ ہین اُنھون نے ملکہ کو سنبھالا مستعد رہے جو یہ معرکہ دیکھا کہ اب ارابہ کسی طرح نہین چلتا ناچار ہو کر قدمون پر غضنفر کے سر رکھا کہا کہ ای شہریار آپکی خوشی ہر چاہے چلیے چاہے نہ چلیے غلام کے لیے بدنامی ہوتی ہے غضنفر نے لنگر توڑا ہاتھ ارابے پر سے اُٹھالیے ارابہ روانہ ہو گیا ملکہ نے جو آنکھ کھول کر دیکھا ارابے کو نہ پایا کنیزون سے گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کنیزون نے کہا کہ جب افسر نے ہاتھ جوڑے اور قدمون پر سر رکھا تب ارابہ روانہ ہو گیا ملکہ وہان سے پلٹ کر باغ مین آئین باغ بہارین کہ جو اخلاق سنگ زن نے واسطے بیٹی کے بنوایا ہے اُسمین آکر اُترین مگر چہرہ اُداس آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے گل لالہ کو دیکھ کر روتی ہے صدائے عندلیبان خوشنوا سے دماغ پریشان ہوتا ہے کنیزین ہر چند کہ پوچھتی ہین کہ حضور کو بہت پریشان پاتے ہین مفصل حال بیان کیجیے ملکہ جواب نہین دیتی ہین دل آرام وزیرزادی قدمون پر گر پڑی عرض کی کہ واری مجھسے بتلائیے مین اُسکی تدبیر کرون ملکہ نے رو کر کہا تجھسے کیا بیان کرون اپنی یہ کیفیت ہے **نظم**

کیا ہو گا میرے نالہ و فریاد کا علاج
ممکن نہین ہے اس دلِ ناشاد کا علاج
دیوانہ فصل گل مین ہوا ہے شکار کا
کیا بوستان مین کیجیے صیاد کا علاج
سودا ہوا ہے گیسوے مشکین کا ناگہان
کیا کیجے جاکے اِس دلِ ناشاد کا علاج
دیوانہ مر گیا نہ ملا پر طریق وصل
آخر کیا نہ شیرین نے فرہاد کا علاج
بیخود ہین اشک چشم دوا انکی کیا کرون
کیا ہو شفیق ناخلف اولاد کا علاج

وزیرزادی نے عرض کی کہ کوئی درد ایسا نہین ہے کہ جسکی دوا ممکن نہ ہو حضور ارشاد تو کرین بخدا کچھ کچھ سمجھی ہون مگر کہہ نہین سکتی جب دل آرام نے بہت پوچھا اور عجز و منت کی تو ملکہ نے کہا ای دل آرام مین کیا جانتی تھی کہ دل مجھ بدنصیب کا دام گیسوے مسلسل مین پھنسے گا ورنہ اس وقت سوار نہ ہوتی نبیرۂ صاحبقران جو قید ہو کر آیا ہے جس وقت سے اُسے دیکھا ہے روح بیچین ہے جی چاہتا ہے کہ اگر وہ آجائے تو تصدق و نثار ہون لیکن یہ دن مجکو کیونکر نصیب ہون

دل تاؤ پیچ کر رہا ہی سودے کی ترقی ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے یہ سُنکر وزیرزادی نے ایک
کنیز کو اشارہ کیا کہ جاکر دربار سے خبر تو لا کہ دربار مین کیا گذری بموجب حکم وزیرزادی کے
وہ کنیز نسیم نامے مردانے کپڑے پہن کر واسطے خبر کے چلی یہان اخلاق سنگزن تخت پر
بیٹھا ہی کہ صفدر بلبلاتا ہوا بارگاہ اخلاق مین آیا غضنفر نے مثل اہل اسلام صاحب
سلامت کی اخلاق نے کہا کہ ای صفدر یہ مجھپر بہت شاق ہوا کہ اسنے نام خدا لے نادیدہ
کا میرے دربار مین لیا جی چاہتا ہی کہ ابھی اسکو قتل کرون کیا ہمکو یہ اختیار نہین ہی کہ
ایک گنہگار کو قتل کرین صفدر نے کہا کہ ای بادشاہ یہ شخص نامی و گرامی ہی اسلیو یون
دربار مین قتل کرنا مناسب نہین ہی اشتہار لگایئے ڈھنڈھورا پٹوایئے صبح کو کل خلقت
جمع ہو اُس وقت اسکو قتل کیجیے مین خداوند کو جواب دونگا عرض کرونگا کہ سال بھر کا
زمانہ گذرا مسلمان آپ کی اقلیم مین آئے صدہا جادوگر مارے گئے شاہزادیان حسین و جمیل
نکل گئین مگر کوئی فرزند حمزہ قتل نہین ہوا یہ نواسہ حمزہ کا تھا اسکو قلعۂ اخلاقیہ مین قتل کیا
یقین ہی کہ قدرت خوش ہون یہ سُنکر اخلاق سنگ زن نے حکم دیا قیدی کو قیدخانے
مین لیجاؤ اور شہر مین اشتہار لگاؤ ڈھنڈھورا پٹے کہ نبیرہ حمزہ صبح کو قتل ہوگا اُسی وقت
شہر مین ڈھنڈھورا پٹا اشتہار چسپان ہو گئے صفدر نے ایک مقام پر لاکر غضنفر کو
قید کیا آپ بطور نگہبانون کے بیٹھا نسیم نامے کنیز جو واسطے خبر کے آئی تھی یہ سب باتین دریافت
کرکے روتی ہوئی سامنے آئی کہا اری غضب ہوا اُس جوان کے قتل کا حکم لگ گیا ملکہ یہ
سُنکر رونے لگین کہا ای وزیرزادی غضب ہوا کیون وزیرزادی اب مین کیا کرون جی
چاہتا ہی گریبان پھاڑکے نکل جاؤن سامنا ہو تو اُس ظالم کا دامن پکڑکے کہون نظم

تیری زلفون کا زمانہ مبتلا ہوجائیگا ۔ دیکھ لینا بال بال اُسکا بلا ہوجائیگا
تو وہ خورشید قیامت ہی کہ تیرے سامنے ۔ گورا گورا چاند کا مُنھ سانولا ہوجائیگا
حُسن وحشت خیز ایسا ہی تو کیسا آدمی ۔ ای پری ہرن بھی کتا باولا ہوجائیگا
آدمی کیا تو ہی گل ایسا کہ بلبل کی طرح ۔ عشق کا ہر جانور کو حوصلا ہوجائیگا
کوئی میرا چاک پیراہن جو کردے گا رفو ۔ بخیۂ وحشت کو دم بھر مشغلا ہوجائیگا

طاق کسریٰ مین تزلزل آگیا ہی ایک بار	تربت کسریٰ مین ابکے زلزلا ہو جائیگا

ملکہ کے رونے پر دل آرام بیقرار ہو گئی کہا واری نہ گھبرائیے کنیز آپ کی اس بات کا انتظام کریگی اگر بن پڑا تو انکو لاکر آپ سے ملاؤنگی مجھسے آپ کی بیقراری دیکھی نہین جاتی ایسا نہ ہو کہ دشمنون کو کوئی صدمہ پہونچے یہ کہکر ملکہ کو سمجھایا اور خاموش کیا ملکہ نے کہا کہ کیون وزیرزادی انکی کیونکر جان بچیگی وزیرزادی نے کہا واری نہ گھبرائیے کنیز تدبیر کریگی کہا دیکھو رات بڑھتی جاتی ہی خون جسم کا گھٹ رہا ہی وزیرزادی نے چالیس جبشنین مقرر کین اُسنے کہا کہ صاحبو مالک کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ہمکو بڑا خیال ہی ایسا نہ ہو دشمنونکو کوئی صدمۂ عظیم پہونچے تو ہم لوگ کدھر کے ہونگے جاری تمہاری قدر و منزلت انھین کے دم سے ہی اب بڑا کام یہ ہی اس طور سے نقب کھو دو کہ قید خانے مین چل کے مُہرہ توڑ دو جبشنین پانچے سمیٹ کر جڑیان خنجر کی لیکر نقب کھودنے لگین کوئی مٹی نکالتی ہی کوئی کھودتی ہے چالیس جبشنون نے ہنگامہ ڈال دیا مگر وزیرزادی بھی ساتھ ہی تاکید کرتی جاتی ہی پہر رات پچھلی باقی تھی کہ مُہرہ نقب کا جاکر قید خانے مین توڑا شاہزادہ غضنفر ملول و حزین سر زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہین کہ جبشنون نے نقب سے سر نکالا وزیرزادی نے بڑھ کر عطر بیہوشی سُنگھایا غضنفر عطر سونگھتے ہی بیہوش ہوے وزیرزادی نے اشارہ کیا جبشنون نے قید کاٹ کر اُسی مقام پر ڈال دی اور غضنفر کا پشتارہ باندھا اُسی نقب سے لیکر باغ مین آئین مگر وزیرزادی نے اُس گھبراہٹ مین کچھ نقب کا انتظام نہ کیا نقب اُسی طرح رہی غضنفر کو لیکر باغ مین آئین ملکہ بیتاب و بیقرار ٹہل رہی تھین کہ کنیزون نے لاکر پشتارہ رکھدیا ملکہ نے گھبراکر پوچھا کہ ارے اُنکو لائین وزیرزادی نے بڑھ کر کہا کہ واری جان لگادی مگر قید خانے سے نکال لائی جبشنون کو ملکہ نے بہت انعام دیا وزیرزادی سے کہا کہ تم جان و مال کی مالک ہو چاہو لو غضنفر کو لباس پنھایا لاکر مسند پر بٹھایا جب غضنفر مسند پر آکر بیٹھے دُروانہ بصدق دل مسلمان ہوئی کنیزون نے بھی اطاعت کی جلسہ آراستہ ہوا ساز بجنے لگے غزلین شروع ہوئین

نظم

اپنے نالون کا ابھی ظاہر اثر ہو جائیگا	شور سنکر اُس پری کا بند در ہو جائیگا

تیرے جلوے سے حسینوں کا ضرر ہو جائیگا
روبرو جب شمس آویگا قمر ہو جائیگا

مرچکا ہون پر ہوا آنا جو یان صیاد کا
طائر روح روان بے بال و پر ہو جائیگا

اُس پری کے کوچے مین لوٹینگے ہم دیوانہ وار
سایۂ دیوار کا ہمکو اثر ہو جائیگا

ہوگیا ہون روتے روتے کور لیکن پیش یار
تار اشکون کا ابھی تار نظر ہو جائیگا

دوست میرے ہوتے ہین دشمن جدا ہونیکے ساتھ
وہ شجر ہون برگ بھی جسکا تبر ہو جائیگا

بھیجین گے فردوس سے نامہ جو ہم اُس حور کو
جو ملک ہوگا وہ مرغِ نامہ بر ہو جائیگا

ساغر مے جلوہ گر ہی مثل قرصِ آفتاب
خشک اپنا زاہدا دامانِ تر ہو جائیگا

زخم دل میرا نہین ہی یہ جو پائے التیام
ایک دن بند اُس پری کا چاک در ہو جائیگا

وصل کی شب ہی نہ چلا آج تو ای مرغ دل
اُس پری کو شبہۂ مرغِ سحر ہو جائیگا

تیغ قاتل شاخِ صندل سے اثر مین کم نہین
سر کٹیگا دور میرا درد سر ہو جائیگا

طور کا شعلہ ہمارے شمع رو کے سامنے
سنگ مین پنہان ابھی مثلِ شرر ہو جائیگا

سوے جنت ہم چلے جاتے ہین مسکن چھوڑ کر
ساتھ اپنے ہی تمام اپنا سفر ہو جائیگا

حال بیتابی لکھون کس سے کہ یہ سیماب ہی
کان مین جسکے پڑے گا وہ بھی کر ہو جائیگا

کسقدر نامِ خدا وہ طفل ہی شیرین ادا
اسپ نی بھی زیر ران اب نیشکر ہو جائیگا

عارضِ پُر نور پر خط کی جو ہی بالیدگی
غم سے اب گیسوے ترا موے کمر ہو جائیگا

ناسخ اپنے دن پھرینگے دشت غربت مین اگر
آبلہ ہر ایک تلوے کا گھر ہو جائیگا

باغ مین تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام مے ارغوانی گردش مین ہی صدائے ہو شا ہوش و نوشا نوش بلند ہی مگر صبح کو اخلاق سنگ زن جو سو کر اُٹھا دربار مین آکر بیٹھا چند ہرکارے روتے ہوے سامنے آئے کہا ای شہریار رات کو نبیرۂ حمزہ کو کوئی آکر رہا کرے گیا صفدر رو رہا ہی ساتھ والے اُسکے سب پریشان ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اپنے بادشاہ کو ہم کیا منھ دکھائین گے وہ فرمائین گے کہ قلعے مین کیون اُترے کیون وہان پر گئے وہ قیدی قیدخانے مین نہین ہی لہذا کیا حکم ہوتا ہی اخلاق اپنے مقام سے اُٹھا عیار اسکا ساتھ ہی قیدخانہ مین آیا دیکھا قید کٹی پڑی ہی مُہرہ نقب کا کھلا ہوا ہی عیار نے کہا کہ ای شہنشاہ لیجانیوالے کا حال

کُھلا ہوا ہی مین جا کر دیکھون یہ نقب کہانسے دی گئی ہی کسنے یہ گُستاخی کی یہ سُنکر عیار نقب مین
پھاندا بادشاہ کھڑا رہا باہر سب ملازم جمع ہین عیار نقب کو طی کرکے باغ مین پہونچا سُنا کر
گانا ہو رہا ہی ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا کہ غضنفر و ملکہ دُردانہ ایک مسند پر بیٹھے ہین عیار
نے یہ معاملہ دیکھا اُسی راہ سے پلٹا مگر جی مین کہتا ہی کہ ملکہ کو یہ کیا ہوا اسکو تو مرد کے نام سے
نفرت تھی کیون اپنے کو دام زلف عنبرین مین پھنسایا اب دیکھیے کیا ہو بادشاہ بہت برہم
ہوگا عیار پلٹ کر خدمت شاہ مین آیا تمام کیفیت عرض کی کہ ای شہنشاہ غضب ہوا ملکہ نے
جشنون سے کھو کر نقب لگوائی قیدی کو نکال کر لے گئین بیخوف بیٹھی چین کر رہی ہین کچھ خوف
نہین ملکہ کو ہمیشہ مرد کے نام سے نفرت تھی اب نبیرۂ حمزہ کو پہلو مین لیے بیٹھی ہین یہ سُن کر
بادشاہ کانپا کہا سب کو جا کر پھونک دونگا یہ کہکر لشکر تیار کیا لیکن صفدر رجنگ آزما
نے کہا کہ ای بادشاہ بڑی خیر ہوئی کہ تحفہ جات میرے پاس ہین اگر تحفہ جات اُسکے قبضے مین جاتے
تو پھر اُس سے کوئی مقابلہ نہ کرسکتا بڑا جری و بہادر ہی شمشیر زن صف شکن اولاد حمزہ مین
پرفن بادشاہ سوار ہوا صفدر رجنگ آزما بھی ساتھ ہی یہان غضنفر بیٹھے ہین کہ کنیزون نے
خبر پہونچائی ای شہریار رات کو بڑی خطا ہوئی آپ کو نکال لائے مگر مُہرہ نقب کا نہ بند کیا
بادشاہ کو خبر پہونچ گئی دیکھیے گرد مین اُڑ رہی ہین لشکر آتا ہی غضنفر نے یہ سُنکر قبضے پر ہاتھ ڈالا
مگر تیغ روئین تشگاف کو نہ پایا گھبرا کر کہا کہ ای ملکہ ہماری رہائی کی تو تدبیر کی مگر تحفہ جات کی کچھ
فکر نہ ہوئی باغ مین نہ آنے دونگا اُس بےغیرت کو بالکل خیال نہین کہ ہماری بیٹی باغ مین ہی
اُسپر لشکر کشی کرکے جاتے ہین ملکہ نے سو کنیزین کہ جو سحر جانتی تھین اُنکو اشارہ کیا وہ اسباب
سحر لے کر غضنفر کے ساتھ چلین اخلاق سنگ زن تخت بڑھائے ہوے آتا ہی ارادہ ہی کہ فوج
کو حکم دون گولے مار کر اول دیوار باغ کو گرا دین کہ دروازہ باغ کا کُھلا اخلاق نے دیکھا کہ
آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شنشہت افروز جہانداری گھوڑے پر سوار باغ سے نکلا
پشت پر سو کنیزین اسباب سحر ہاتھون مین لیے باغ سے نکلین ملازمان اخلاق نے بڑھکر سحر کیا
کنیزون نے وہ سحر دفع کیا غضنفر تلوار کھینچ کر جا پڑا ایک طرف سے دیکھا کہ صفدر انگشتر
جُھولی مین تیغ روئین تشگاف قبضے مین اسپ بادپا کوتل گھوڑا ہنہناتا ہوا غضنفر کیطرف چلا

صفدر نے چاہا گھوڑے کو ہٹاؤن مرکب نے جو اپنے آقا کو دیکھا رسّی تڑا کر بھاگا ساحرون کو پامال کرتا ہوا قریب غضنفر آیا اشارے کرتا تھا کہ میری پشت پر سوار ہو جیسے غضنفر بن اسد جست کر کے پشت مرکب پر آئے مرکب طرارے بھرنے لگا چار طرف سے سحر ہو رہا ہی مگر گھوڑا دریاے سحر کو طی کرتا جاتا ہی غضنفر پر تیر پڑ رہے ہین غضنفر حیران ہین کہ کیونکر تا یہ صفدر جاؤن کنیزین فوج مین گھر گئی ہین مگر لڑ رہی ہین کئی ہزار ساحرون کو مار کر ڈالدیا گل اندام نامے کنیز سب کی افسر اسنے جو پہلوانون کو آتے دیکھا کڑا اُتار کر مارا کڑا جا کر ٹوٹا پہلوان جھومنے لگے سانھروالے پکارتے تھے کہ ای ملکۂ عالم ہم تابعدار ہین نظم

باغ مین دیکھا جو سروِ قامتِ صیاد کو
فاختہ ہولی سمجھتی ہی ہر اک شمشاد کو

یاد تھا کیا جو ہر عاشق کسی جلاد کو
آبِ شیرین مین بجھایا تیشۂ فرہاد کو

ہی جو دل آہو نسے خالی جان لو ویرانہ ہی
کام رہتا ہی دھوئین سے خانۂ آباد کو

کان دیتا گل کو بھی بلبل کو گر نالہ دیا
تھا یہ لازم نخل بندِ گلشنِ ایجاد کو

کانٹے پردے برنگِ گل ابھی ہون چاک چاک
بلبلو سنتا نہین کوئی مری فریاد کو

فصلِ گل آتی ہی پھر اپنے جنونکا جوش ہی
بلبلین آتی ہین گلشن سے مبارکباد کو

قامتِ جانان جنون خیز ایسا ہی دیکھے اگر
ہووین درکار طوقِ فاختہ شمشاد کو

لاغر ایسا ہون کہ مجھ مین کچھ نہین جز مشتِ پر
بالش پر چاہیے شاید مرے صیاد کو

شادی و غم تو نہین ہی اپنے ویرانہ مین یار
یہ تلون ہو مبارک خانۂ آباد کو

وصل کی شب جب کہا اُسنے مرے گھر مین قدم
صبح خندہ رو ہوئی جا مز مبارکباد کو

جلکے زلفو نمین فدا اے قامتِ جانان ہوا
کیا رسائی شانہ بننے کی ہوئی شمشاد کو

غیر کے فرزند کو قابو مین لاؤن کسطرح
کر نہین سکتا مسخر اپنے مین ہمزاد کو

کیون نہ یون اپنا سراپا صرف شانو نمین کیے
مثل قد ہی عشق زلفِ یار بھی شمشاد کو

دیدۂ ظاہر سے ہوا ای غافلو پنہان تو کیا
دیدۂ عبرت سے دیکھو گلشنِ شداد کو

جالی کی گرتی اور رانگیا مرغ دلکو ہی بہت
حاجتِ دام و قفس کب ہی مرے صیاد کو

مین بھی نالو نسے لگا لیتا ہون بس اپنی زبان
گر کوئی سنتا نہین نالہ مری فریاد کو

یہ اشعار پڑھ کے چاہا کہ قریب ملکہ جائین اُسنے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری بیکلے سر اُڑ گئے مگر غضنفر پر فوج نے جو بلوہ کیا غضنفر ہرچند کد و کاوش کر رہے ہین مگر کچھ کد و کاوش نہین چلتی جدھر جلاتے ہین اُدھر تیر پڑتے ہین کوئی تیر مار کے بھاگتا ہی جسنے نیزہ مارا غضنفر نے بڑھکر سنان نیزے کو اڑا دیا دوسرے ساحرنے ہاتھ ہلا دیا برق کڑک کر گری شانے پر پڑی شانہ نشانہ ہوا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر ان ظالمون کے بلوے سے بچالے سحر سے ان کے نجات دے نظم

نماند صاحبِ دولت نہ تنگ دست فقیر	نہ ملک و مال و خزانہ نہ بادشاہ و وزیر
بغیر حسرت و افسوس و رنج و درد و الم +	امیر برد ز دنیائے بے بقا نہ فقیر +
بشکل خاک تعلق بخاکساری دار +	کہ خاک جسم تو آخر خدا کند اکسیر
خدا کریم و رحیم و خدا حکیم و عظیم +	خدا علیم و خبیر و خدا سمیع و خبیر +

غضنفر نے جو بلبلا کر دعا کی قضائے کار کہکشان نے کہ تلاش مین غضنفر کی نکلی تھی آسمان پر دنا تا دستا تا سحر کا سُنا چمک کر بلند ہوئی آسمان سے دیکھا کہ غضنفر گھرے ہوے ہین ساحرون کا چار طرف سے بلوہ ہی مگر شیرانہ لڑ رہا ہی جس ساحر کو پکڑ پایا اُسکو مار ڈالا مگر سر سے پا تک جسم چھنا ہوا فوارہ بنا ہوا ہی کہکشان بیقرار ہو گئی وہین سے نعرہ کیا کہ ای شہریار آپ نہ گھبرائیے کا کنیز آپہونچی آسمان سے موتیون کا مالہ پھینکا وہ جو ٹوٹا ٹکڑے اُسکے سینون پر ساحرون کے پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے کئی ہزار جادوگر گرے بعضے دیوانہ وار وحشی مثال نعرے کرتے ہین یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

پوچھتا اتنا جو وہ حور شمایل ملتا +	کیون نہین عاشقِ نالان سے ترا دل ملتا
وہ مصفا ہی یہ رکھتا ہی جبین پر اک داغ	کیا رُخِ یار سے روے مہ کامل ملتا +
کس طرح دیو جنون سر سے ہمارے اُترتے	وائے تقدیر کہ عامل نہین کامل ملتا +
نبیند کی طرح نہ ہوتا جو یہ عاشق غلطان	پھل محبت کا تہ خنجرِ قاتل ملتا +
ای شفیق اہلِ زبان سے ہی تلمذ تم کو +	مشورہ حضرتِ ہمت سے ہی کامل ملتا

ایک رو سحرون مین ہنگامہ ہو گیا ہر طرف سے ساحر غل مچاتے پھرتے ہین بعضے پہاڑون سے

سر ٹکرا رہے ہین بعضے درختون سے سر کو ٹکراتے ہین بعض تلوار کو کھینچے ہوے گلا کاٹنے پر آمادہ ہین اخلاق نے جو دیکھا کہ ساحر مے آتے ہی قیامت برپا کر دی کئی ہزار ساحر مارے گئے اور کئی ہزار مرنے پر آمادہ ہین کئی ہزار سر ٹکراتے پھرتے ہین للکارتا ہوا آگے بڑھا بڑھ کر سحر کیا کہکشان ان ایسے ساحرون کے سحر کو کب مانتی ہے آنکھ سے اشارہ کیا سحر دفع ہو گیا اخلاق نے دوبارہ گولہ مارا آگ برسنے لگی مگر کہکشان نے اس سحر کو بھی اشارون سے دفع کیا اخلاق نے آگ برسائی اور تلوارین برسائین اور خنجر گرائے مگر کہکشان پر تاثیر نہ ہوئی کہکشان نے جو کئی مرتبہ بلند ہو کر سحر کیے بلند جو ہوئی ملکہ شیرین ادا کہ صحرا مین پھر رہی ہے اسنے جو کہکشان کو لڑتے ہوے دیکھا گھوڑی کو بڑھایا اُس وقت آکے پہونچی کہ غضنفر نے گھوڑا بڑھایا ہے قریب صفدر کے پہونچے ہین صفدر نے ہاتھ تیغہ رویین شگاف کا مارا وہ تیغہ کسے کاٹتا نہین غضنفر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر تیغہ چھین لیا اُسی تیغے کا ہاتھ مارا صفدر کے دو ٹکڑے ہوے صفدر کو مار کر انگشتر مہر و ماہ اُسکی کمر سے نکالی اپنی انگلی مین پہن لی اب تو اور زیادہ چست و چالاک ہوے جس ساحر نے سحر کیا انگشتر کو چمکا دیا سحر اُسکا اُلٹا پلٹ گیا اُسی ساحر کے سینے پر جا کر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا کئی ہزار ساحر مرے اب تو اخلاق سنگ زن گھبرایا چاہا کہ پلٹ جاؤن ملکہ کہکشان نے وہ گھیرا ڈالا ہے کہ نکلنا دشوار ہوا ہر چند کہ اخلاق قصد کرتا ہے کہ حصار سحر کہکشان توڑون مگر ممکن نہین ہوتا بلا کے سحر ہو رہے ہین اخلاق سحر کر کے بلند ہوا کڑک کر کہکشان پر گرا چاہا کہ کمر مین پنجہ دے کر اُٹھا لے جاؤن کہکشان نے کاکل کو چرخ دیا چرخ دے کر سڑاکا مارا اخلاق کے شانے پر پڑا شانہ سوج آیا ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ ای نسیم جادو جلد آؤ ہوا ٹھنڈی چلی اخلاق کا نیا کہکشان پر بھی اسقدر تاثیر ہوئی کہ ہاتھ رو کا اخلاق نے پہلو پر آکر پنجہ مارا پنجہ جو پڑا کہکشان کا شانہ زخمی ہوا کہکشان نے شانے کا خون چلو مین لیا لے کر پھینک مارا وہ خون اخلاق پر جو پڑا اہر موے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے اعضاے جسم مثل ہیزم خشک جلنے لگے کہکشان نے ہاتھ ہلا دیے کئی برقین گرین کہ اخلاق کے چار ٹکڑے ہوے لشکر والون نے فریاد کی ملکہ شیرین ادا نے یہ سب معاملہ دور سے دیکھا حرکات پر کہکشان کی خوش ہو گئی اپنے دلمین

کہتی ہو اس سے کون مقابلہ کر سکتا ہی ملازمون کو امان دی دس ہزار ساحر جو بچے تھے وہ
مطیع اسلام ہوے شیرین ادا بھی آگر ملی کہکشان نے شیرین ادا کو ساتھ لیا غضنفر
سے تمام کیفیت بیان کی نوبت و نقارے بجاتے ہوے طرف باغ کے چلے دُر دانہ گوہر پوش
باغ مین بیقرار کھڑی تھین کہ کنیزون نے خبر دی شاہزادہ آتا ہی ملکہ دُر دانہ گوہر پوش
بیقرار ہو کر دوڑین دروازے پر آکر استقبال کیا غضنفر نے کہا کہ ای ملکہ بی کہکشان
کی ذات سے یہ لڑائی فتح ہوئی کہکشان نے کہا کہ اقبال شاہی شریک حال ہی مین بھی
آکے لڑی شیرین ادا کو دُر دانہ نے بہ اعزاز ساتھ لیا مگر حیران ہی کہ معشوقان پری چہرہ
ملی ہین ایک طرف دُر دانہ گوہر پوش ایک طرف شیرین ادا اور ایک طرف کہکشان
نے سحر کرکے ابر گلگون بنایا اُس ابر سے پانی برستا ہوا ہوا ے سرد عیسی دم مسیح نفس چل
رہی ہی طفلان غنچہ غون غان کر رہے ہین پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا کو انتظار آمد
غضنفر نامدار تھا آنکھین کھولدین تماشا معشوقان پریچہرہ دیکھنے لگی ایک ایک اپنے سحر
مین طاق حُسن مین شہرۂ آفاق سنبل نے زلف عنبرین کا جوڑا کھولا کلین عارض پر چھوڑین
گلِ لالہ نے کلاہ کو کج کیا ہر طرف چمن مین لطف آمد فصل بہار عروسان چمن کا شرمانا شاخہا
گل کا حجاب سے خم ہو جانا صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے
معمور کیفیت انتظار مین سرور مگر معشوقان عاشق خصال ہمراہ غضنفر بن اسد ہین اس
لطف سے غضنفر آکر مسند پر بیٹھے گرد کنیزین براے کار ضروری حاضر ہین عمدے ہاتھون مین
پنکھیان پھولون کی لیے ہوے با ناز و ادا پھر رہی ہین غضنفر نے اُس جلسے کو دیکھ کر ایک
آہ کی اور تو کسکی مجال تھی کہ وہ پوچھتا مگر کہکشان جادو کہ مزاج دان ہی اسنے پوچھا کہ
ای شہریار آپ کی اقبالمندی سے اس لڑائی کو آکر فتح کیا ورنہ یہ لڑائی فتح نہ ہوتی ایسی
لڑائیون مین جھینون میسر ہوتے ہین یہ آپکا اقبال تھا کہ سب کا سامنا ہو گیا اور آپ سو کنیزون
سے اتنی دیر کیونکر لڑے بے شک و شبہہ آپ کے بزرگ اس طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب
و غرائب کے فیاح مین مفصل فرمائیے کہ کنیز فکر کرے غضنفر نے کہا کہ ہمارا رفیق و شفیق
دیوانہ زنجیر دار ہمارے ساتھ آیا تھا معلوم نہین اُسپر کیا گذری مجھے بڑا خیال ہی دُر دانہ نے

عرض کی کہ اے شہریار ایک دن مین نے خبر سُنی تھی کہ رفیق آپ کا آکر قید ہوا والدنے
اُسکو کہین روانہ کر دیا دربار مین وزرا سے جا کر پوچھیے یقین ہی کہ آپ کو پتہ ملیگا غضنفر
بموجب بیان دُر دانہ دربار مین آئے وزرا سے دریافت کیا وزرا نے کہا کہ اے خداوند
ایک دیوانہ گرفتار کرکے ملکہ سمندر جادو لائی تھین دو دن یہان رکھا گھبیاتون نے کہا
کہ ہم اسکی قید کو نہین رکھ سکتے وہ زنجیرین ہلاتا ہے کہ نیند ہمکو حرام ہو گئی یہان سے قریب
ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ اظلامیہ کہتے ہین وہان کا حاکم و ناظم اظلام گرگدن سوار
ہی اُسکے پاس قید کو بھیجدیا شاہ ہورنا سے سپہ سالار تھا وہ ہی قید لے کے گیا تھا وہ مقتول
ہین آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اگر وہ زندہ ہوتا تو اُسی کو بھیجتے کہ قید کو لے آؤ مگر وہ تو مارا گیا
اب سوائے لشکر کشی کے کیا چارہ ہی غضنفر نے اُسی وقت حکم دیا کہ اظلام گرگدن سوار
کو ایک نامہ لکھو کہ ہمارے رفیق کی قید کو بھیجدو ہمنے قلعۂ اخلاقیہ کو فتح کیا اور اخلاق
ہمارے ہاتھ سے مارا گیا بصلاح وزرا نامہ تیار ہوا غضنفر نے کئی مرتبہ پکار کر کہا کہ کوئی
افسر اس نامے کو لے کر جائے اور جواب صاف لائے کسی سردار نے قصد نہ کیا یہان باغ
مین بڑی دھوم سے ملکہ دُر دانہ نے کہکشان کی دعوت کی اپنے ہاتھ سے سامان کر رہی ہین
جام لا لا کر اپنے ہاتھ سے پلاتی ہین کہکشان بڑے خلق و محبت سے پیش آ رہی ہی کہتی ہی کہ اے
ملکۂ عالم آپ کے خلق و محبت نے لطف دوستان قدیم بھلا دیا ملکہ دُر دانہ کہتی ہین کہ اے
کہکشان تم سب کی جان بخش ہوا اگر تم آ کے مدد نہ کرتین اور وقت پر نہ پہونچتین تو کسکی مجال تھی
کہ اخلاق ایسے بادشاہ کو قتل کرتا اخلاق خود ساحر زبردست تھا مگر تمہارے سامنے کچھ
زور نہ چلا کر کنیزون نے خبر دی شاہزادہ آتا ہی ملکہ دُر دانہ نے استقبال کیا لا کر مسند پر
بٹھایا کہکشان نے پوچھا کہ آپ ملول کیون ہو رہے ہین غضنفر نے بیان کیا کہ مین نے ایک
نامہ واسطے اظلام کے تحریر کیا ہی یہان کے وزرا و امرا ایسے نامرد ہین کہ کسی شخص نے جانا
قبول نہ کیا ملکہ کہکشان تم چل کے تخت پر بیٹھو تو مین تمھارا نامہ دار بن کے جاؤن انشاء اللہ
دربار مین جا کر قیامتین برپا کر دونگا ملکہ کہکشان نے کہا کہ مجھے نامہ دیجیے مین نامہ لے کے
جاؤن جواب باصواب لاؤنگی آپ چل کر تخت پر بیٹھیے زبردستی کہکشان نے نامہ لیا ملکہ کو

سر سے باندھا اور قلعۂ اظلامیہ کی طرف چلین یہان اظلام گرگدن سوار نے دیوانے
کو قنبر کیا ہی صبح کا وقت ہی دربار مین بیٹھا ہی کہ نگہبانون نے خبر دی حضور دیوانے نے
رات بھر زنجیر ہلائی بُلا کر اُسکو سمجھا دیجیے ایسا نہ ہو کہ ہم لوگون کے ہاتھ سے مارا جائے یہ سنکر
اظلام نے کہا کہ دیوانے کو لاؤ نگہبان گئے اور دیوانے کو لائے دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا
آیا آقا کا نام لے کر رو رہا ہی دربار کفر مدار کو دیکھ کر مثل اہلِ اسلام کے صاحب سلامت کی
اور بل کرنے لگا کہتا ہی کہ او بیجیا میرے آقا سے مجکو جدا کیا میرے آقاے نامدار کہان ہین
اظلام نے کہا کہ او دیوانے زیادہ لاف و گزاف نہ کر ہاتھ مین جام شراب تھا پی گیا درد
دیوانے پر پھینکا دیوانے نے جھلا کر ہتھکڑی توڑ ڈالی ایک شخص نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا
دیوانے نے تلوار اُسکی چھین لی اور لپٹ کر ایک چکٹ ماری کہ گوشت کا بوٹا کاٹ لے گیا
اظلام نے اشارہ کیا ساحرون نے چہار جانب سے دیوانے کو گھیر لیا سنے دو چار ساحر
مارے اظلام نے خود سحر کیا دیوانہ ناچار ہو کر از روے بلوے کے اُسکو گرفتار کر لیا اظلام
نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد آیا کہا کہ اس دیوانے کو قتل کر جلاد نے قریب آکر گردن پر کپڑے
کا خط کھینچا آواز دی کہ ای بادشاہ حکم اول ہی سمجھ کے دیجیے گا یہ اُس شخص کا سردار ہی کہ
جو آکر زمین ہلا دیگا جان بچانا دشوار ہو گی اظلام نے کہا کہ مین سمجھ لونگا بس زیادہ اُسکی
بزرگی نہ بیان کر میرے سحر کے سامنے کوئی زبان نہین ہلا سکتا ابھی سحر کرون طبقہ زمین کا
آسمان پر پہونچا دون یہ ذکر تھا کہ دروازے پر ہلڑ ہوا اظلام نے پوچھا کہ ارے خیر تو ہی
یہ کیسا ہلڑ ہی چوبدارون نے عرض کی کہ ایک ساحرہ آتی ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن
حسن مین رشک چمن غنچہ دہن نازنین مہجبین نہایت جبین اول درگہ سالار سے تکرار ہوئی اُسنے
روکا اِسنے ایک تمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا ہر چند کہ ساحر روکتے ہین مگر وہ نہین
رُکتی اظلام نے کہا کہ کیون روکا ہی آنے دو نہ روکو یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے
دیکھا کہ آفتاب عالمتاب حسن و جمال بکمال جاہ و جلال دربار مین آکر چمکا پکار کر آواز دی
کہ او اظلام یہ تو نے کیا کیا ہی کہ سردار کو ہمارے شاہزادے کے زیر تیغ بٹھایا ہی بس بہتر
یہ ہی کہ اسکو میرے حوالے کر دے ورنہ آگ لگا دونگی تاج و تخت تیرا مٹا دونگی یہ سُن کے

اطلاام گھبرایا کہکشان نے کہا کہ کچھ جواب نہین دیتا جو بین نے کہا ہی یہ قبول کرے گا یا فساد منظور ہی اطلاام کچھ نہ بولا ملکہ نے جھپٹ کر جلاد کو ایک تمانچہ مارا کہ جلاد کا تن سے سر اُڑ گیا کہا کہ دیوانے اُٹھو تمھارے آقا نے بلایا ہی دیوانے نے گھبرا کر کہا کہ ای ملکہ عالم یہ لوگ بڑا اظلم کرتے ہین ہین نے قید توڑ ڈالی تھی یہ جو تخت پر بیٹھا ہی اسنے ساحرونکو حکم دیا کہ اسکو گرفتار کر لو ساحرون نے بلوہ کیا کئی ساحر میرے ہاتھ سے مارے گئے جب تو اسنے خود سحر کیا اور سبنے مل کر گرفتار کر لیا یہ سن کر ملکہ کہکشان نے موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا اطلاام کی جانب پھینک ا را آسمان سے پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا جھومنے لگا آنکھین اُبل آئین بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

کاروان باد بہاری کاروان ہو جائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا

چاند سا چہرہ جو پردے سے عیان ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہو جائیگا

رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگِ آستان ہو جائیگا

جان پائے گا چمن ای گل تری گلگشت سے
ہر شجر مین مرغ جان کا آشیان ہو جائیگا

انقلاب دہر تب اُس سے ملا دیگا مجھے
پیر ہو جاؤنگا جب مین وہ جوان ہو جائیگا

حرص سے زاہد یہ کہتا ہی جو گر جا دینگے دانت
کیا کشادہ بہر رزق اپنا دہان ہو جائیگا

بالے کے موتی ہین تارے روئے تابان آفتاب
تیرے آتے ہی ابھی بام آسمان ہو جائیگا

گر یون ہی مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اُس پری کو اپنے سایے کا گمان ہو جائیگا

یار جب مجھ جان بلب کو بھیجے گا پیغام وصل
دیکھنا پیغام بر معجز بیان ہو جائیگا

اسقدر رہی شوخ رنگت روے آتشناک کی
شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہو جائیگا

آنجو مین پڑ گیا ہی آج اُس گل کا جو عکس
باغ مین ہر غنچۂ گل عطر دان ہو جائیگا

فکر کر موقوف ناسخ جی نہین لگتا نزا
پھر طبیعت کا کسی دن امتحان ہو جائیگا

جن لوگون پر پھول برسے تھے وہ سب یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے سامنے آئے کہکشان نے اشارہ کیا کہ اہلِ دربار کو مار لو وہ لوگ اُن سب سے لڑنے لگے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا تھوڑے ہی عرصے مین بارگاہ مین دریاے خون بہ گیا کئی ہزار آدمی

مارے گئے اظلام چاہتا ہی سحر کو کہکشان کے برطرف کرون مگر وہ سحر کب برطرف ہوتا ہے
کتمان جادو ایک سرداران اظلام مین سے اپنے دنگل سے کودا کہا کہ ای بادشاہ مین
ابھی اسکو مارے لیتا ہون یہ کہتا ہوا پشت پر اُس نازنین کے آیا پیچھے سے ہاتھ تلوار کا مارا
مگر کہکشان پشت و پہلو سے ہوشیار تھی جیسے ہی کتمان نے ہاتھ تلوار کا مارا ایک
پنجہ پیدا ہوا اُسنے اسکے ہاتھ پر ایک تھپکی ماری کہ تلوار ہاتھ سے نکل گئی اور پھر اُسی پنجے
نے ایک تمانچہ مارا کہ چہرہ کتمان کا سُرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین کسی نے کچھ کانین
کہا بلبلا کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

کیا اسیری مین کرین شکوہ تیرے صیاد ہم
وان بھی کچھ دام رگِ گُل سے نہ تھے آزاد ہم

آج کل سے کچھ نہین اپنی زبان معجز بیان
نطق عیسی کی طرح رکھتے ہین مادر زاد ہم

یہ زمین ہی بیوفا یہ آسمان بے مہر ہی
جی مین ہی اک اب نیا عالم کرین ایجاد ہم

اُسنے تلوارین جڑین فریاد پر جون جون ہین
ہر دہانِ زخم سے کرنے لگے فریاد ہم

قید ہستی تک ہین تیرے دام گیسو مین اسیر
تن سے سر آزاد ہو جائے تو ہون آزاد ہم

جب سے دیکھی ہی گُلِ رخسار جانان کی بہار
ہو رہے ہین صورتِ برگِ خزان برباد ہم

خندہ زن ہوتا نہین اپنا دہانِ زخم بھی
کوئی دنیا مین نہ ہو گا جیسے ہین ناشاد ہم

پہلے تیشہ مارتے خسرو کو ای شیرین دہن
جی نہ کھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم

پہلے اپنے عہد سے افسوس سودا اُٹھ گیا
کس سے تاسخ اس غزل کی جا کے لین اب داد ہم

کتمان یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ باندھے ہوے سامنے کہکشان کے آیا کہا کہ جو ارشاد ہو
وہ بجا لاؤن کہکشان نے اشارہ کیا کہ اظلام کا سر کاٹ لے تلوار کھینچ کر کتمان جا پڑا
کتمان نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے چار پانچ ہاتھ اظلام نے روکے آخر کلائی پکڑ کے ایک
تمانچہ مار دیا کہ سر کتمان کا اُڑ گیا اظلام کتمان کو مار کر رونے لگا کہا یارو مین نے بڑا
ظلم کیا کہ اپنے رفیق کو مارا یہ اپنے ہوش مین نہ تھا سحر نے کہکشان کے اسکو دیوانہ کیا تھا
ادھر دیوانہ زنجیر دار نے دہ حملے کیے کہ کئی سو ساحرون کو مار اجست کر کے سامنے اظلام کے
پہونچا للکار کر آواز دی کہ او بے حیا خبردار ہونٹھون کو جنبش نہ دینا میرے آقا کے نامدار اگر

ہوتے تو اب تک تجکو مار لیا ہوتا ایسے بہادر ہین کہ مجکو زیر کیا ہر وقت بے اعتدالی کرتا تھا
مگر وہ بہادر دم بھر مین مجکو زیر کر لیتا ہی اظلام نے تاج کو جنبش دی تاج سے ایک شعلہ نکلا
اُس شعلۂ آتش نے دیوانے کو ڈھکیل دیا دیوانہ مُنھ کے بھل گرا اظلام کو گالیان دینے لگا
اور کہا کہ او بے حیا تو نے پھر سحر کیا مین تیرے سحر سے مجبور ہو جاتا ہون کچھ زور بازو دکھا
اظلام تلوار پکڑ کے چلا کہ دیوانے کا سر کاٹ لون دیوانے نے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مجکو
اس بے حیا سے بچایئے اِسنے مجپر سحر کیا ہی اور مین اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتا اپنا تو یہ حال
ہی مین بجز بی جانتا ہون آگاہ ہون

نظم

گر بہ علم معرفت حاصل کند انسان فروغ ... یابد اندر اوج دین ہمچون مہِ تابان فروغ
ہر دلِ تاریک ز انوار خدا روشن شود ... یابد از شمع رخش ہر خانۂ احزان فروغ
نالۂ بلبل چو در گلشن بلند آوازہ شد ... گرد حاصل در چمن زو سنبل و ریحان فروغ
نیّرِ ذاتِ الٰہی جلوہ ننمودی اگر ... یافتی از مہرِ رخشان کی مہِ تابان فروغ
نورِ حق در دیدۂ بینندہ باشد جلوہ گر ... در نظر دارد مبصر ذرہ ذرہ زان فروغ
گشت جاری در چمن وقتی کہ فیض باغبان ... یافت زو ہر سبزہ سر سبزی گلِ خندان فروغ
حمد حق کردی درین دیوان بہر مصرع رقم ... یافت زان نظم تو ہندی در سخن دانان فروغ

یہ اشعار جو چلا کر دیوانے نے پڑھے اور کہکشان نے دور سے دیکھا کف افسوس ملنے لگی کہا کہ
ای کہکشان اگر خدانخواستہ یہ دیوانہ قتل ہو گیا تو مُنھ دکھانے کے لائق نہ رہونگی شاہزادہ
کہیگا کہ میرے سردار کو کیا کیا یہ سوچ کر جست کی لیکن ہزار ہا ساحر سحر کر کے روک رہا ہی کہکشان
جس غول مین پہونچی اُسے پامال کیا لڑتی بھڑتی آگے بڑھی بمشکل اپنے کو قریب دیوانے کے پہونچایا
کہا کہ ای دیوانۂ زنجیر دار اُٹھو یہ کہ کر عارض انور کا اپنے عکس ڈالا ایک برق چمکی دیوانے
کے بدن مین طاقت آئی بمشکل اپنے مقام سے اُٹھا اظلام پر جا پڑا اظلام نے تلوار ماری
دیوانہ لپٹ پڑا ایک چکٹ ماری کہ گوشت کا بوٹا نوچ لے گیا اظلام ہر چند کہ چاہتا ہی اپنے
کو دیوانے سے چھڑاوے مگر شیر کے قبضے سے روباہ کب چھوٹتا ہی دیوانے نے گردن پکڑ کے دبائی
اظلام کی آنکھین نکل آئین کہکشان دیکھ رہی ہی کہ اگر سحر کرے تو مین دفع کردن اسطرح سے

قبضے مین اطلام آیا ہی کہ سب سحر و ساحری بھول گیا دیوانے نے گردن پکڑی چاہا کہ اس کو زمین سے رگڑ کر مار ڈالون مگر اطلام نے بہزار دقت اپنے کو چھڑایا دیوانے نے پکار کر کہا کہ یارو تمھارا بادشاہ نہایت نامرد ہی ہمنے منع کیا تھا کہ سحر نہ کرنا مگر اسنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر سحر ہی کیا اب کے مرتبہ مار ڈالونگا یہ کہکر جھپٹ پڑا چاہا کہ اطلام سے لپٹون اطلام نے یہ قصد کیا کہ سحر کرکے غرق زمین ہوجاؤن مگر کہکشان نے سحر کیا کہ زمین سنگ لاخ ہوگئی دیوانے نے گردن پکڑکے خوب رگڑا کہ بھیجا اطلام کا نکل آیا جب اطلام مرا نواند ھیرا ہوگیا صدائین ہیبتناک آئین آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اطلام گردن سوار بود کہکشان نے پکار کر آواز دی کہ ای سردار شاہزادہ والا قدر ماشاء اللہ تم نے کیا کارنمایان کیا کیون نہ ہو کس جلیل کے افسر ہو کیا کہنا یہ جو کلمات کہکشان نے کہے دیوانہ اور زیادہ شیر ہوا تلوار پکڑکے اُن ساحرون پر جا پڑا جسکے ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کسی کو دوڑکر چنگل مارا کہ پوست اُتار لایا اور کسی کے چکٹ ماری کہ گوشت کا بوٹا لیگیا ملازمون نے صدائے فریاد بلند کی کہ ای ملکۂ عالم ہم سب آپ کی اطاعت کرتے ہین ملکہ نے سحر سے ہاتھ روکا اور دیوانۂ زنجیر دار کو بھی منع کیا دیوانہ لڑائی پر سرگرم تھا جب ملکہ نے جاکر ہاتھ پکڑا اور کہا کہ بس اب معاف کیجیے لڑائی کا اختتام ہوا وہ لوگ آپ سے امان مانگتے ہین اب انکو امان دیجیے کئی افسرون کو دیوانے کے قدمون پر گرایا تب دیوانے نے ہاتھ روکا کہتا تھا کہ اس ملک کو تباہ کردونگا کہکشان نے کہا کہ یہ بات تمھارے آقا کے قاعدے کے خلاف ہی وہ حریف کو امان دیتے ہین ملک کا آباد رہنا بھی ضرور ہی تب دیوانے کا غصہ کم ہوا ملکہ کہکشان اُسکو لے کر بارگاہ مین آئین تین دنمین کل شہر کا انتظام کیا بھائی کو اطلام کے بُلا کر یہان کا بادشاہ کیا سب فوج اُس کے سپرد کی مگر بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیا اور دیوانے کو سب کا افسر کیا ملکہ کہکشان تخت پر سوار ہوئین اس دھوم سے لشکر لے کر کہکشان بخدمت غضنفر آئین غضنفر نے جو حال فتح سُنا بہت خوش ہوے دیوانے کو خلعت دیا دیوانہ خلعت پہن کر کہنے لگا کہ ای آقا آپنے مجکو قید کیا ہی یہ جفا مجھسے نہ اُٹھیگی یہ کہکر آستینین پھاڑ ڈالین اور کہا کہ بندہ باندھونگا

بمشکل خلعت پہنا مگر خلعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اب غضنفر کے ساتھ لشکر معقول جمع ہوا
تین معشوقان پریچہرہ کہکشان ایسی ساحرہ کل لشکر کو جمع کیا سب کو ساتھ لیکر روانہ ہوے
ملکہ کہکشان ابر پر سوار دُردانہ گوہر پوش و ملکہ شیرین ادا ان دونون کو محلفہ
مین سوار کیا کُل لشکر کا سپہ سالار دیوانہ ہوا اور عیار بھی غضنفر کا بیٹے ہمارے دوندہ بھی
آکر ملا یہ اپنے آقا کی تلاش مین قلعے کے گرد پھر رہا تھا ایک ساحر موہوم جادو اُسکو اٹھا کر
لیے جاتا تھا غضنفر کی نگاہ پڑی غضنفر نے اُسے تیر سے مارا جب وہ ساحر مارا گیا تب ہما
ہمراہ غضنفر ہوا اس دھوم سے غضنفر نور الدہر کی تلاش مین چلے ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان نور الدہر بن بدیع الزمان کہ تلاش لوح مین
چلے مین ملاقات ہونا اشفاق حکمت پسند حکیم سے اور لانا قصر جواہر نگار
مین و پتہ ملنا لوح کا معرفت دختر حکیم اشفاق حکمت پسند کہ جسکا نام ملکہ
شمشاد بلند مکان ہے اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ۔ ساقی نامۂ مصنف

چل اے ساقیِ سیمتن مہ لقا +
طلسمات مین اب ہے راہِ گریز
شرابِ مصفا کی تعریف کر
کہ لائے شجر مہر کا پھر ثمر +
یہ تیغِ ہلالی چمک جائیگی
کیا اُسنے صہبائے گلگونکو پست
کسی سمت ہے ابر گوہر فشان
ہوئی دخت شیشے مین کیونکر نہان
ہوا دورِ رندان آتش مزاج
کہ آیا ہے ساقیِ شیرین ادا
یہ ہے ذکر عشاق زحمت پسند

کہ لوح طلسمی کا لکھون پتا +
دکھا لطف صہبائے لطف و کرم
کبھی اپنے ساقی کی توصیف کر
ثمر جبکہ حاصل ہوا بے دریغ
تو پھر دخت رز کیا امان پائیگی
شفق آسمان پر دکھاتی ہے لطف
خوشی کا ہے رندونکی یہ بھی نشان
دکھا دے جمالِ پری رو مجھے
لیا دخترِ رز کا رندون نے تاج
نہ ہو روح فرہاد کو بھی گزند
کہ ہین عاشقانِ مروت پسند

مرے ساقیِ مہ لقا تند و تیز
کہ ہو جام اپنا سر جام جم
نہالِ تمنا بھی ہو بارور +
کھنچی دخترِ رز کی آخر کو تیغ
کیا دخترِ رز کو رندون نے مست
کہ رندونکی ارواح پاتی ہے لطف
ہوے بادہ کش جمع اکر یہان
نہ ترسا اب اے جان جان تو مجھے
یہ دورہ غنیمت ہے اے مہ لقا +
شنون لیلی و قیس کی بھی ور دمند
ہوئی جبکہ معشوق کو یہ خبر +

کہ ہین جمع رندان شوریدہ سر
وہ جوڑا ہی سر بستۂ امتحان
مین ڈھونڈھون کدھر حلقۂ زلف مین
کہ پاؤن جبین کو جو اُسکی ذرا
سرِ ہی کہون اُنکو یا تیغ ہین

ہوا مائل زیب وہ مہ لقا
دلِ عاشقان مین اِسی ہین نہان
جبینِ منور کا کیا ذکر ہی +
کرون اپنے کو دمبدم مین فدا
لکھون داستانِ مرصع بیان

کہ مشاطہ کے سر یہ احسان ہوا
کشاکش ہی ہر حلقۂ زلف مین
مہِ چار دہ کو یہی فکر ہی +
وہ ابروے دلدار یا تیغ ہین
کہ رندونکو بھاتی ہی یہ داستان

چہرہ طی کنندگان مسافت راہ دور و دراز و مالکان حجرۂ شعبدہ باز اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان + وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان + کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع حکیم ارسطوے ثانی دکاہن طلسم یعنے نجم اختر شناس و ملکہ صدف دریا نشین و ہوشیار سر کش و سرباز جادو و ملکہ ہماے مرصع پوش چلے ہین مگر ہمراہ نورالدہر صرف ارسطوے ثانی ہین رہبری کرتے ہوے قلعۂ سنگپاش سے چلے ہین اور ساحر بشکل طائران آسمان مین ڈوبے ہوے عقب نورالدہر آتے ہین یہ بھی سب کو خیال ہی کہ اگر کوئی شاہزادے کو روکے تو ہم اُسکو مٹا دین لیکن ارسطوے ثانی کہ رہبری کامل کرتا ہوا آتا ہی آگے بڑھکر دیکھ لیتا ہی کہ کوئی روکنے والا تو نہین ہی راہ مین جو غول بیابانی و جانوران درندہ دیکھے اُنکو مٹا دیا انکا شعبدہ تو غضب کا ہی جہان ہاتھ ہلایا ہواے سرد چلی جانور بھاگ کر جنگلون مین چھپتے ہین ارسطوے ثانی بڑھکر نورالدہر کو آگے بڑھاتے ہین اس طرح رہبری کرتے ہوے کئی دن صحراے ویران مین گذرے شب کو نورالدہر کو کسی نخل کے سائے مین ٹھہراتا ہی صبح کو پھر بطور رند کو رچلتا ہی اب چوتھا دن ہی آج صبح کو جو اُٹھے نورالدہر نے نماز پڑھی خود زرین سر پر رکھا تیغۂ خارہ شگاف کو حمائل کیا جیسے ہی آگے بڑھے ہواے سرد آئی اُس ہواے خوشبو دار سے دماغ جان معطر و معنبر ہوا فرمایا حکیم صاحب جو لوگ کہ ہمارے ساتھ چلے تھے اُنکا پھر ہمنے نشان نہین پایا عرض کیا سب حضور کے ساتھ ہین وقت پر ملین گے سب حضور کی حفاظت کی فکر مین ہین مین نے راہ مین کئی غول مارے شیران صحرا پیدا ہوے انکو ہٹایا حضور کے سامنے نہ آنے دیا آج منزل معقول ہی صحراے ویران موقوف ہوا یہ کہتے ہوے آگے بڑھے صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ملا

نورالدہر

نورالدہر نے بند قبا کھولدیے ارسطوے ثانی نے پلٹ کر کہا کہ حضور ہوشیار رہین چست
وچالاکی کا وقت ہی حکیم صاحب سوار ہو چکے سواری آتی ہی نورالدہر نے پوچھا کہ حکیم کون
ارسطوے ثانی نے کہا کہ وہ اپنے مقام سے چل چکے ہین اُنھین کی وجہ سے لوح کا پتہ لگیگا
یقین ہی آیا چاہتے ہین حکیم اشفاق حکمت پسند اُنکا نام ہی نورالدہر نے کہا کیا آج ہی
ملاقات ہوگی ارسطوے ثانی نے کہا کہ وہ اب آتے ہونگے حضور کے اشتیاق مین سب
اُنکے ہمراہی ہین جشن مین شریک ہو جیسے زمانۂ میلاد مسعود جناب اشرف انبیا ہی کیا عجب ہی کہ
اس سعادت سے حضور بھی بہرہ اندوز ہون نورالدہر نے سر جھکا لیا بند قبا باندھے
تلوار کو کاندھے پر رکھا خود زرین کو کج کیا ارسطوے ثانی نے دستک دی کہ پہلوے
صحرا سے کئی ہزار غلامان زرین کمر وزرین ترکش نمایان ہوے پشت پر نورالدہر
کی جمے نورالدہر نے ارسطوے ثانی سے پوچھا یہی لوگ ہمارے مشتاق تھے حکیم نے
جواب دیا یہ آپ کے جلو دار ہین مشتاقون سے ملاقات ہو تو وہ بھی طلسم کشا کو بشد گشت
تمام دیکھین یہ کہکر پھر داہنی طرف دستک دی دیکھا کہ کئی ہزار کنیزان چینی و رومی ترکی
ایک مرکب عربی کو باساز و یراق لیے ہوے حاضر ہوئین ارسطوے ثانی نے نورالدہر
کو اُس مرکب پر سوار کیا آپ رکاب پر ہاتھ ڈالا ہر چند کہ نورالدہر مانع ہوے کہا کہ یہ مجھکو
گوارا نہین تم میرے بزرگ ہو ارسطو نے جواب دیا کہ مین سعادت کونین حاصل کرتا ہون
کہ حاکم بنائے طلسم خیال سکندری آگاہ ہو کہ میرا یہ مرتبہ ہی بائین پر غلامان زرین کمر
داہنے پر کنیزان شیرین ادا اور حکیم رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے اس جاہ و حشم سے نورالدہر
آگے بڑھے عندلیبان خوشنوا کچھ درختون پہ زمزمہ سرائی کر رہی ہین جنکی یہ صدا اٹھی نظم

بھولجاتے مصحفِ رخسار جانان دیکھکر	گر نہ ہم کرتے تلاوت روز قرآن دیکھکر
وہ صفائی ہی رُخِ انور پہ ای آئینہ رو	آئنہ بھی صاف ہو جاتا ہی حیران دیکھکر
اُس یمِ خوبی کی فرقت مین اگر یاد آگئی	غرق حیرت ہو گئے اشکونکا طوفان دیکھکر
تابِ نظارہ نہ مطلق ہو سکی مثلِ کلیم	تھے پریشان جلوۂ رخسار جانان دیکھکر
چھوٹتا کوئی نہین ای دل کبھی اس دام سے	تو نہ پھنس جانا کہین زلفِ پریشان دیکھکر

سنگدل تمکو کہین گے نازنینان جہان
گھر سے جب آئے تھے دلمین آرزو کیا کیا نہ تھی
وصل کی شب تو جو ہنستا ہی کبھی ای ماہرو
جور گلچین و خزان سے گل نہین باقی رہا +
ای جنون تیری بدولت مین بھی رکھتا ہون وہ زور
یادگار دہر ہی بے شبہہ شاعر کا کلام
گر یہی مشق سخن ہی اور یہی چرچا شفیق

خندہ زن ہوتے عبث ہو مجکو گریان دیکھ کر
پھر چلے ہم تیرے دروازے پہ دربان دیکھ کر
رشک کھاتے ہین ستارے تیرے دندان دیکھ کر
کیون نہ بلبل جان دے گلشن کو ویران دیکھ کر
بھاگ جاتا ہی مجھے شیر نیستان دیکھ کر +
یاد سب مجکو کرین گے میرا دیوان دیکھ کر
روشنی ہو گی قمر کا صاف دیوان دیکھ کر

طائر سرپر زمزمہ سرائی کرتے ہوے غلامان زرین کمر نے علم ہاے زرین سرپر کھولے طائر
پہ چہچہہ زن ہین کنیزین دست بستہ ساتھ چلی آتی ہین جب یہ سامان ارسطوے ثانی کر چکے تو سامنے
سے گرد اڑی آگے آگے کئی سو شتر سوار انتظام کرتے ہوے سقے مصروف آب پاشی کمال تزک
و احتشام سے آئے ایک مقام پر نورالدہر نے گھوڑا ٹھہرایا کہ شتر سوار سامنے سے نکل گئے
کئی سو چوبدار آوازین لگاتے ہوے سامنے سے گذرے پھر دیکھا کئی ہزار مرکب تازی و کچھی و
یمنی و عراقی موتیون کی پاکھرین اُنپر پڑی ہوئین دو دو سائیس مگس رانی کرتے ہوے
ایک طرف آکے ٹھہرے کہ دیکھا ایک حکیم وضع قباے اطلس زیب جسم عمامہ بھاری سرپر ایک
مرکب بادرفتار کوہ سرین وکوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل وہ حکیم اُس مرکب کی رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوے کئی ہزار جوانان سفید پوش ہمراہ اُس حکیم نے آگے بڑھ کر نورالدہر کو سلام کیا
ایک صندوق کہ اونٹ پر لدا ہوا تھا اُسکو اُتارا اُسمین سلاح اور پوشاک تھی پوشاک سبز
نورالدہر کو پہنائی سپر کہ مثل قمر تھی پشت پر ڈالی تیغۂ ہلالی کمر سے لگایا اور سلاح نورالدہر
صندوق مین بند کیے کہا کہ پشت مرکب پر سوار ہو جیسے ارسطوے ثانی نے کہا کہ بسم اللہ
اب آپ کو عہدۂ طلسم کشائی ملا یہ لباس طلسمی و سلاح طلسمی زیب جسم ہوے اب لوح کا
پتہ ملیگا اب تک آپ مین نقص تھا اب وہ نقص نکل گیا انکو بزرگان دین کی طرف سے ہدایت
ہوئی ہی یہ خدمت مین آکر حاضر ہوے نورالدہر نے فرمایا کہ کیون حکیم صاحب آپکا اسم شریف کیا
ہی مین بھی مشتاق ہون کہ اسم مبارک سے آگاہ ہون اُن حکیم نے ہنس کر کہا کہ اس غلام کو

اشفاق حکمت پسند کہتے ہین آپ کو ارسطوے ثانی سے نام حقیر کا معلوم ہوا ہوگا کئی سو
برس سے یہ تحفہ جات غلام کے خاندان مین چلے آتے ہین قصر جواہر نگار مین سب آپ کے
مشتاق ہین عجب زمانے مین آپ کی تشریف آوری ہوئی کہ زمانہ میلاد مسعود جناب
اشرف انبیا ہی تیاری جشن ہو رہی ہی بقراط ثانی بھی آئیگا حضور کا سامنا ہوگا حضور
شریک جشن رہین گے اور جو لوگ مشتاق ہین اُنکا مین نام نہین لے سکتا حضور پر ظاہر
ہوگا نور الدہر کو ساتھ لے کر چلا تمام فوج پشت پر آئی ارسطوے ثانی بھی ہمراہ ہوا
اشفاق حکمت پسند نے رکاب تھام لی اور کہتے ہوے چلے کہ اب مجھے فخر و شرف حاصل ہوا
کہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون حکیم ارسطوے ثانی سے بہت شگفتہ ہو کر باتین
کرتے ہین فرماتے ہین کہ ای ارسطوے ثانی تم تو شرف دنیا و آخرت لے چکے دیکھیے ہمارے
لیے کیا ہو خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے وہ دن خدا دکھائے کہ اس قصر مین یہ طلسم
فتح کر کے آئین اور مراد دل ہماری حاصل ہو ارسطو کہتے ہین جناب حکیم صاحب آپکا
مرتبہ اعلیٰ ہی مین نے کیا فخر حاصل کیا مگر مجکو یہ یقین تھا کہ آج آپ ضرور ملاقات کو
آوینگے مین نے تدبیر کر رکھی تھی تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ سامنے ایک چمک
معلوم ہوئی آنکھین جھپکنے لگین نور الدہر نے جو آنکھین مل کر دیکھا ایک قصر جواہر نگار
معلوم ہوا دیوارین جواہر کی پھاٹک مرصع کار خندق مین پانی جوش مار رہا ہی صاف
ثابت ہوتا ہی کہ آب مروارید بھرا ہوا ہی قریب اُس پھاٹک کے پہونچے ارسطو نے بڑھکر
کچھ خندق پر اشارہ کیا کہ جوش و خروش پانی کا موقوف ہو گیا ایک مقام پر پانی
تھا پل تختہ گرایا پھاٹک بڑھ کر کھولا پھاٹک کے کھُلتے ہی ایک بجلی چمک گئی الماس کے
نگینے اور گوہر بے بہا پھاٹک پر نصب ہین اُنکی چمک سے آنکھین جھپکتی ہین نور الدہر
پل تختہ طی کر کے قریب پھاٹک کے آئے جیسے ہی پھاٹک مین پہونچے آسمان سے ایک
طاؤس پیدا ہوا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان شہر جواہر نگار آگاہ ہو کہ
طلسم کشا آگیا اب تمکو شرف جمال نصیب ہوگا ہر ساحر بدنصیب ہوگا حکیم اشفاق حکمت
اقبال ہین کہ انکے زمانے مین طلسم کشا کا آنا ہوا جتنی دیر تک طاؤس کہا کیا حکیم نے

نور الدہر کو پھاٹک میں ٹھہرایا طاؤس یہ آواز دے کر غائب ہوا کہ رئیسان شہر آواز طاؤس سنکر برائے استقبال آئے نور الدہر بسم اللہ کہہ کر داخل شہر ہوئے روسا و امرا و وزرا گرد گھیرے ہوئے زر و جواہر نثار کرتے ہوئے جس راہ سے نور الدہر نکلتے ہین دوکاندار جھک جھک کر سلام کرتے ہین ہاتھ اُٹھا کر یہ دعائین دیتے ہین کہ ای طلسم کشا خدا تمکو سلامت رکھے کہ تمہاری ذات سے آج اظہار اسلام ہوگا اب تک تقیہ مین تھے آج اسلام ہمارا ظاہر ہوگا اور حکیم صاحب فرماتے ہین کہ ای طلسم کشا آج تمہارے آنے کی سب کو خوشی ہی اسی طرح کی باتین کرتے ہوئے زر و جواہر نور الدہر کے اوپر سے نثار کرتے ہوئے قریب دار الامارۂ شاہی لائے حاجبون نے بڑھ کر پردہ بارگاہ کا اُٹھایا نور الدہر کی نگاہ پڑی عجب بارگاہ آسمان جاہ دیکھی بیچ مین تخت یاقوت احمر بچھا ہی اُسکے گرد دنگل ہائے زرین بچھے ہین پہلو مین تخت کے ایک کرسی مرصع بجواہر اور ایک منبر زرین وسط بارگاہ مین بچھا ہی اول درگہ سالار نے پردہ اُٹھایا نور الدہر کو جھک کر سلام کیا ہاتھون کو بوسہ دیا بہ تکلف کہا کہ تشریف لائیے نور الدہر بسم اللہ کہہ کر داخل ہوئے حکیم صاحب نے عرض کی کہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے نور الدہر نے کہا کہ یہ مقام آپکا ہی پہلوے تخت مین جو دنگل زرین بچھا تھا اُسپر نور الدہر بیٹھے اور سب سالار دنگلون پر بیٹھنے لگے حکیم صاحب بعد عذر بسیار تخت پر بیٹھے حکیم صاحب نے اشارہ کیا خادم و خدمتگار گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لائے اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

نہ کیون شکوہ کرون اُس بے وفا کا	وفا مین رنگ پاتا ہون جفا کا
لیا بوسہ لبِ معجز نما کا	مزا حاصل ہوا آبِ بقا کا
صبا لیتی ہی بوسہ نقشِ پا کا	یہی ہی باندھنا اُن کو ہوا کا
وہ آتے بیجا بانہ نہین ہین	پڑا آنکھون پہ ہی پردہ حیا کا
مریض عشق ای رشکِ مسیحا	نہین قابل طبیبون کی دوا کا
رہین گے کیا نہ پیچ و تاب ای دل	ہوا سودا اگر زلفِ دوتا کا

پھر آئے کعبہ و تبخانے مین ہم +	پتہ ملتا نہین اُس دلربا کا +
شفیق اچھی نہین یہ بات ہرگز	بتون کا رام ہو بندہ خدا کا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے ساحر اُترنے لگے مقابلہ مین دوسرا قصر ہی اُسمین جاکر بیٹھتے ہین کہ یکایک ایک ابر کلان پیدا ہوا اُس ابر سے نوبت و نقارے کی آواز آتی تھی سر بارگاہ پر آکے وہ ابر پھٹا دیکھا کہ بقراط ثانی تخت پر سوار گرد وزیر و امیر گھیرے ہوے تخت اُترا حکیم صاحب تخت پر بیٹھے رہے نہ اور ساحرون کا استقبال کیا اور نہ بقراط کا بقراط ثانی کے تیور پر بل پڑ گیا وزرا سے کہا کہ آج حکیم صاحب کو بڑا غرور ہی وزرا نے کہا کہ طلسم کشا بیٹھے ہین جانتے ہین کہ کوئی اُنپر زور نہین کرسکتا اسی وجہ سے برائے تعظیم نہ اُٹھے بقراط نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا دوسرے قصر مین آکر تخت بچھا اُسپر بقراط بیٹھا گرد سب ساحر جمع ہین ناچ سامنے ہونے لگا زنگیون نے بھیانک آواز مین یہ اشعار شروع کیے نظم

حیرت ہی ہو نہ زلف و رُخِ یار سے بگاڑ	رہتا ہی ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ
مثلِ نسیم ہون چمنِ روزگار مین +	گُل سے بناؤ ہی نہ مجھے خار سے بگاڑ
رنجیدہ جب سے ہمسے وہ خانہ خراب ہی	گھر سے بگاڑ ہی در و دیوار سے بگاڑ
بوسہ طلب کرون تو مجھے گالیان ملین	بیوجہ ہو نہ عاشقِ رخسار سے بگاڑ
اُس مہ کی مہربانی تک اپنی تھی زندگی	غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ +
آزردہ ہین وہ بوسۂ لب کے سوال پر	شیرینی کے لیے ہی نمکخوار سے بگاڑ +
تیرے سوا کسی سے علاقہ نہین مجھے +	لازم نہین ہی خادم سرکار سے بگاڑ
ای بحرِ حُسن لہر یہ کیا آئی ہی تجھے +	رکھتا ہی اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ
دیوانے آج کل کے کچھ آتش نہین ہین ہم	مدت ہوئی کہ ہی سر و دستار سے بگاڑ

دونون قصرون مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی مگر بقراط ثانی نور الدہر کی طرف نہین دیکھتا ساحرون سے اپنے متوجہ ہی کہرہا ہی کہ یار وحکیم نے مجکو بلا کے صحبت مین ذلیل کیا اگر مین جانتا کہ آج کے دن طلسم کشا کا داخلہ ہی تو مین نہ آتا مگر اس حکیم سے

سمجھونگا ایسا ذلیل کرون کہ عمر بھر یاد کرے یہ ذکر تھا کہ سامنے دیکھا ایک جوان نقابدار مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ زن مادیان کو اُڑاتا ہوا گرد کہاریان ہزارہا کنیزین ناظر بچکانے گھیرے ہوے وہ نقابدار دربارگاہ پر آکے اُترا تیسرا قصر کہ پہلو مین خالی تھا نقابدار مادیان سے اُترکر بنجون کے بھل اکڑتا ہوا اُس قصر مین پہونچا تخت زرین اُس قصر مین بچھا تھا اُس تخت پر جاکے بیٹھا کنیزین گرد آگئین نورالدہر اُسی جانب دیکھ رہے ہین کہ اُس نقابدار نے بند نقاب چہرے سے جدا کیا ایک بجلی چمک گئی نورالدہر کی آنکھ بند ہوگئی آنکھین کھولکر دیکھا نظم

آنکھ مل کرکے جو دیکھا کہ ہی اک بادلہ پوش	غرق دریاے جواہر مین ہی وہ پانون تلک
حسن ایسا کہ جسے دیکھ مہِ چار دہم +	یک بیک دیکھے تو یک چندہی رہجائے ہچک
چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے	یاد کرتی ہی رہے دامنِ مژگان کی جھپک
جعد وہ قہر کہ گتھنے مین ہو جسکی ہر لہر	گھر ڈبو دیوے کو اُس شاخ کے دریاے اٹک
زلفین یون بکھری ہوئین چہرے پہ مانگے تھین دل	جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک
ناگنی پیچ مین آ اُسکے نہ مانگے پانی +	کھیل جائے وہین کالا جوڑے اُسکی اٹک
اُنچ بھی قصد رکھے ڈالدے تو ہاتھ اسپر	لٹک کے دلمین بھی آجائے کہ لے بھاگ اچک

نازنین دلجو پریرو خال ہند و چشم جادو خنجر ابرو مار سیاہ دونون گیسو سرو قد خورشید خد حقیقت مین میر حسن صاحب سچ فرماتے ہین اشعار جہان راستی چاہیے راستی + کجی جسجگہ چاہیے وان کجی + تبسم حیا ناز شوخی غرور + ہر اک اپنے موقع سے وقتِ ضرور + ایسا نقشہ کبھی نورالدہر کی نگاہ سے نہ گذرا تھا غش آنے لگا قلب تھرانے لگا مگر چونکہ دربار عام ہی اپنے کو سنبھالا اُدھر اُس نازنین نے دیکھا کہ طلسم کشا جوان رعنا ہی عفص گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال صاحب جاہ و جلال عارض آسمان خوبی کے ماہِ کمال سطوت و صولت رعب و دبدبہ مثل چاکران کمترین حاضر خدمت ہین بقول شاعر نظم

جمالی دید از حد بشر دور +	نہ دیدہ از پری نشنیدہ از حور
کمحل شد گمش از سرمۂ ناز +	ز مژگان بر جگر ہا ناوک انداز

معتبر سائبان بر خواب ناکان رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف ہرگز بھی نہ ہو گا اُسکا ثانی یوسف	رباعی	مقوس ابروش محراب پاکان کہتے ہین کہ حُسن کا تھا بانی یوسف سب کہنے کی باتین ہین کہ یون تھا وون تھا

ملکہ بھی زانو بدلنے لگین وزیرزادی سے متوجہ ہو کر کہا کہ ای گلرخسار حقیقت مین طلسم کشا نہایت جوان معقول ہے اولاد حمزہ مین کوئی ایسا حسین وجمیل نہ ہو گا اگر ایسا نہ ہوتا تو اس امر اہم پر کیون قدم مارتا لیکن مین طلسم کشا کی مشکل آسان کرون گی اے وزیرزادی بقراط ثانی کے پاس جا اور کہنا کہ ملکہ فرماتی ہین تم آج قصر جشن مین آئے ہو جھوٹھ نہ بولنا صاف صاف بتاؤ کہ لوح طلسمی کس مقام پر ہے کون نگہبان ہے وزیرزادی اپنے مقام سے شرماتی ہوئی اُٹھی بقراط کے سامنے آئی جھک کر سلام کیا بقراط خوش ہو گیا اپنے قریب بٹھا لیا کہا کہو ملکہ کا مزاج کیسا ہے مین ہر وقت اُنکے اشتیاق مین رہتا ہون جفائے فراق سہتا ہون وزیرزادی نے کہا کہ یا خداوند یہ قصر جشن ہے آپ یہان تشریف لائے ہین یہان کسی کی مجال نہین کہ جھوٹھ بولے صاف صاف بتلائیے کہ لوح طلسمی کس مقام پر ہے بقراط نے جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک پرچہ کاغذ نکالا اُسپر کچھ لکھا ہوا تھا وزیرزادی کو دیا کہا کہ یہ کاغذ ملکہ عالم کو دینا اور کہنا کہ خبردار خبردار یہ کاغذ طلسم کشا تک نہ پہونچے ورنہ میرے واسطے باعث خرابی کا ہے وزیرزادی نے وہ کاغذ لیا ملکہ کے پاس آئی ملکہ نے وہ کاغذ لے کر چاک کر ڈالا کہا جا کر کہو اس کاغذ سے کیا نفع جو کچھ ہو زبانی کہو کہ طلسم کشا بھی سن لین یہ راز طلسم کشا سے مخفی نہ رہیگا خواہ اسمین آپ کے واسطے بہتری ہو خواہ بدتری وزیرزادی دوبارہ سامنے بقراط کے آئی عرض کی کہ ملکہ عالم یہ ارشاد فرماتی ہین کہ زبان سے اپنی بیان کرو طلسم کشا بھی سُن لین آج کا وہ جلسہ ہے کہ ہمارے والد نامدار نے فخر کونین حاصل کیا کہ طلسم کشا کو قصر جواہر نگار مین لائے طلسم کشا بعزت بیٹھے ہین وزیرزادی نے جو بقراط سے یہ اگر کہا بقراط بہت بگڑا کہا مین نہ بتاؤنگا طلسم کشا سُن لیگا تو اپنے کو پہونچائیگا اب فقط لوح کا ملنا باقی ہے اگر لوح مل گئی تو غضب ہو گا پھر مجھکو کچھ نہ بن پڑیگا وزیرزادی

پلٹ آئی ملکہ سے جاکر کہا ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ یہ بے حیا اپنے کو عاشق بتاتا ہی ہمارا رنج چاہتا ہی یہ مجال ہی کہ اس قصر مین آئین اور پتہ لوح کا نہ پائین یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھین سامنے سے نورالدہر کے ہو کر بقراط کے قریب آئین کہا کہ کیون بقراطا اسی مُنھ پر دعوی خدائی کہ لوح کا ذکر کر کے پھر نہ روک سکیگا یہ نہ ہو سکیگا کہ یہان ذکر کرکے لوح کو ہٹا دے اور جگہہ پر رکھدے طلسم کشا مجبور رہین گے ملکہ نے جو یہ زبان سے فرمایا بقراط ثانی ناچار ہوا کہا کہ لوح کی کیا حقیقت ہی اگر طلسم کشا پا جائیگا تو میرا کیا کریگا یہ کہکر کہا کہ ای ملکۂ عالم سُنیے لوح طلسم جو مین طلسم ظاہر سے لایا ملکہ سفاک جادو کہ قصر عجائب مین رہتی ہی اُسکے پاس لوح کو پہونچایا اُس نے لوح کو قصر عجائب مین رکھا ہی وہان سے جاکر طلسم کشا لے ملکہ ہنستی ہوئین وہان سے بلقیین نورالدہر کے قریب آئین آکر کہا کہ صاحب تمنے سُنا قصر عجائب کوئی مقام ہی سفاک جادو وہان کی حاکم ہی جب وہ قتل ہوگی تب لوح ملے گی نورالدہر نے سر ہلایا کلام کرنے کی طاقت نہ تھی مگر اس بات کے کہنے سے ایک برق چمکی کہ خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا زراعت صبر وقرار کو مٹا دیا سر جُھکا کر کہا کہ مین انشاءاللہ تعالےٰ لوح کو حاصل کرونگا یہ ذکر تھا کہ ملکہ جاکر پھر اُسی تخت پر بیٹھین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ ہما آکے پہونچین اور اُنکے بعد ملکہ صدف دریانشین آکر پہونچین اور انکے بعد ہوشیار سرکش وسرباز جادو ساحرہ آئی بعد ان سب کے نجم اختر شناس آیا بقراط کو سلام نہ کیا برائے تسلیم نورالدہر جُھکا بقراط بہت برہم ہوا ساتھ والون سے کہا کہ یہ کاہن اپنے دل مین کیا سمجھا ہی اگر تا بہ قصر عجائب جائے تو چل جائے حیران ہون کہ طلسم کشا کو کون لے جائیگا کسکی مجال ہی کہ تا بہ قصر عجائب پہونچے سفاک وہ ساحرہ ہی کہ جسکا سحر دس کوس تک کام کرتا ہی یہ جو سب ساتھ ہین رونق اپنی دکھانے آئے ہین سب کی تدبیرین کرچکا ہون اس جشن کے بعد ظہور ہوگا کاہن بھی سمجھے کہ خداوند مین یہ کمال ہی اس گفتگو کے بعد حکیم صاحب اپنے تخت سے اُٹھے منبر پر گئے ایک کتاب کھولی وہ کتاب بزبان عربی تھی اول فقرات عربی پڑھے اُسکے بعد پکار کر آواز دی کہ ای حاضرین جلسہ

آگاہ ہو کہ طلسم کشا کو حال مقام لوح معلوم ہوا اب حصول لوح کی فکر کیجائیگی طلسم کشا
کو لوح ملے گی قدرت کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا جو کوئی طلسم کشا کی اطاعت کریگا
آرام وچین پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا بقراط نے پکار کر کہا کہ بس حکیم صاحب
خاموش رہیے زیادہ زبان درازی نہ کیجیے میرے سردار برہم ہوتے ہین ایسا نہ ہو
کہ آپ کے واسطے قباحت ہو حکیم صاحب نے کہا کہ ای بقراط آج وہ دن ہی کہ ہم
کوئی لفظ باقی نہ رکھین گے اسلام ہمارا ظاہر ہوا اب طلسم کشا قصر عجائب کیطرف
جاوین گے اور ہم ساتھ رہین گے لوح کے ملنے کی فکر کرین گے جو ہوسکیگا وہ کیا
اُٹھا رکھین گے بس اب جلسہ برخاست ہو آپ کو اختیار ہی خواہ تشریف رکھیے
خواہ نہ رکھیے بقراط یہ سُن کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا حکیم صاحب اب مین جاتا ہون
حکیم صاحب نے فرمایا کہ رخصت ہوجیے بقراط نے ساتھ والون سے کہا کہ یارو تم سب
قصر عجائب پر جاؤ جا کر سفاک سے اطلاع کرو کہ حکیم صاحب نے مجکو عین جشن مین
بلوایا لوح کا حال مجھسے قبول کرالیا ای سفاک ہوشیار رہنا مین بھی یہان سے فوج
بھیجونگا ہمراہی طلسم کشا کے نہ آسکین گے قصر سے نکل کر جو بقراط نے کہا کئی ساحر سفاک
کی طرف چلے ذکر انکا وقت پر ہوگا جب بقراط جاچکا تو ملکہ شمشاد بلند مکان تخت
سے اُٹھین حکیم صاحب سے کہا کہ مین اپنے باغ دلکشا مین جاتی ہون حکیم صاحب نے
کہا کہ بسم اللہ ارسطوے ثانی نے کان مین نور الدہر کے کہا کہ حضور اس نام کا
خیال رکھیےگا آپ بہت بیقرار معلوم ہوتے ہین دیکھیے انجام کار کیا ہو نور الدہر نے
کہا کہ ای ارسطوے ثانی کیا کہون کہ جو دل پر گذر رہی ہی نظم

وصل کی دولت ملی جذب دل بیتاب سے	کیمیا ہمنے بنائی ہی مگر سیماب سے
دن کو رات اُسنے کیا ہی گیسوے پُرتاب سے	رات کو دن کر دیا ہی روے عالمتاب سے
اُستراُ اُسکے ذقن پر جب پھرا ثابت ہوا	دور ہو جاتے ہین تنکے کسطرح گرداب سے
بے حقیقت کو بلا سے کب ہی دنیا مین گزند	عکس تنکے کا بھی بہ سکتا نہین سیلاب سے
ہی مسرت راحت دنیا سے غفلت کے سبب	کون خوش ہوتا ہی بیداری مین عیش وخواب سے

آسمان کے پاس سامان عیب پوشی کا نہین | کب کسی کا ستر ہوگا چادر مہتاب سے +
آگے افتادونکے پاتے ہین کہین سرکش فروغ | سرد ہو جائے نہ کیون یا زاد آتش آب سے
غیب سے لگوائی مھندی اُسنے ہاتھون پر جو رات | پنجۂ مژگان کو ہمنے بھی رنگا خوناب سے +
مدتین گذری ہین کہ رکھتا ہون فراق باہمی | دن کو پروانے سے صحبت رات کو سرخاب سے
ہونٹھ تیرے دیکھکر مجکو ہوا جوش جنون + | کرتے ہین کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سے
کھائے ہین ایسے تری محراب ابرو کے فریب | بھاگتے ہین دور ہم مسجد کی بھی محراب سے
خاک کوے یار ہی ناسخ مرے تن پر لباس | کام کیا مجکو حریر و اطلس و کمخاب سے

ارسطوے ثانی نے کہا کہ حضور اپنے کو سنبھالین غلام کو تردد ہی کہ ایسا نہ ہو کہ حضور کہین آوارہ ہو جائین نورالدہر نے کہا کہ مین سنبھالتا ہون مگر سنبھل نہین سکتا اس ظالم کے چلے جانے نے دل نکال لیا دل پہلو مین نہین ہی دیکھون کیا ہو حکیم صاحب منبر سے اُترے ہاتھون کو نورالدہر کے بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار آج شب کو اس قصر مین رہنا پڑے گا نورالدہر کو سواے بہتر کے اور کچھ نہ بن پڑا حکیم صاحب نے سامان دعوت مہیا کیا مگر ارسطوے ثانی و ہماے مرصع پوش کہ رہی ہین کہ آج شب کو بہت احتیاط کرنا طلسم کشا کے تیور بد ہین یہ باغ دلکشا جاوین گے اور باغ مین جانا باعث خرابی ہی دیکھیے کیا ہو ہر چند کہ وہ معشوق بھی دل و جان سے اُنپر عاشق ہی مگر بے اختیار ہی وہ ضرور روکیگی مگر یہ رُک نہ سکین گے ہماے مرصع پوش نے نجم اختر شناس کو آگاہ کیا غرض کہ جملہ سردار انکے اس حال سے آگاہ ہوے شب کو دستر خوان بچھا سب نے ایک مقام پر کھانا کھایا مگر نورالدہر نے بمشکل چند لقمے کھاکے ہاتھ کھینچ لیا ہر چند کہ سردارون نے کہا نورالدہر نے نہ کھایا سردارون نے ہاتھ دھوئے ایک کمرہ کہ پہلوے قصر مین تھا حکیم صاحب نے اُسمین نورالدہر کے واسطے چھپر کھٹ بچھایا نورالدہر آکر لیٹے سب سردار جاگ رہے ہین آخر نورالدہر نے دوشالہ مُنھ پر کھینچا اپنے کو سوتے مین ڈالا سب سردارون نے جب جانا کہ شاہزادہ سو گیا یہ سب سوئے نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے کمند ڈال کر قصر سے اُترے باغ دلکشا کی تلاش مین چلے راہ مین جو ملا اُس سے نشان باغ دلکشا کا پوچھا

اُن لوگون نے بتایا کہ بیرون قلعہ بائین پر صحرا ہی اُس کو طی کرکے باغ دلکشا ملیگا مگر
ای شخص وہان تیرا کیا کام ہی وہ مقام ملکہ شمشاد بلند مکان ہی وہان ہوا کا بھی
گذر نہین نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا بیرون قلعہ آئے بائین پر چلے ایک صحرائے
سبزہ زار ملا اُسکو طی کرکے روشنی معلوم ہوئی دور سے دیکھا کہ دروازہ ایک باغ کا
کھلا ہوا ہی چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین نورالدہر کو دیکھکر سلام کیا کہا کہ ای
شہریار آئیے ملکۂ عالم انتظار مین ہین نورالدہر خوش ہوگئے جھپٹ کر قریب دروازے
کے پہونچے ایک مرکب کوتل دروازے پر کھڑا تھا جیسے ہی چاہا دروازے مین قدم رکھون
کنیزین اندر گئین جاکر ملکہ سے اطلاع کی ملکہ برای استقبال اُٹھین نورالدہر نے جو قصد کیا
کہ باغ مین جاؤن وہ مرکب سدراہ ہوا نورالدہر اُسپر سوار ہوے چاہا کہ باغ کے
اندر جاؤن کہ یکایک پہلو سے آواز آئی کہ او بے ادب کہان جاتا ہی ملکہ کی شامت
آئی ہی اب مصیبت اُٹھائینگی نورالدہر نے دیکھا کہ ایک پہلوان للکارتا ہوا آتا ہی
قریب پہونچکر اُسنے نیزہ مارا نورالدہر کو جلدی ہی کہ مین اس سے فیصلہ کرکے اندر جاؤن
کہ ملکہ ٹہلتی ہوئین دروازے پر باغ کے آئین مقابلہ دیکھنے لگین نورالدہر نے سنان نیزہ
کو تلوار سے اُڑایا وہ پہلوان برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے نورالدہر نے روک کر
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر پہلوان کا زخمی ہوا وہ پہلوان بھاگا اور پکار کر آواز دی کہ او
جوان یہان تو آ اگر میرے پاس آئیگا سزا پائیگا نورالدہر کو غیرت آئی کہ معشوق
سامنے دیکھ رہی ہی طعن کریگی کہ ایک پہلوان کو نہ مار سکے یہ سوچ کر گھوڑا ڈال دیا
آگے آگے پہلوان جاتا ہی پیچھے اُسکے نورالدہر گھوڑا ڈالے ہوے جاتے ہین صحرا سے
نکل گئے صحرا مین جاکر وہ جوان غائب ہوگیا اب نورالدہر اُسی صحرا مین آوارہ و
سرگردان پھر رہے ہین مگر صبح کو وہان نجم اختر شناس نے جو چھپر کھٹ خالی پایا زانو
پر ہاتھ مار کے سب کو جگایا کہا کہ صاحبو دیکھو آقا پر وہ ہی گذری تم لوگون نے لاکھ احتیاط
کی مگر کچھ نہ ہوا وہ سونے کا فقرہ تھا ہم غافل ہوے وہ باغ دلکشا کی طرف گئے تم لوگ
یہان سے جنبش نہ کرنا مین تلاش مین جاتا ہون یہ کہکر نجم اختر شناس روانہ ہوا قریب

باغ دلکشا کے آیا دیکھا کہ کنیزین رو رہی ہین اُسنے پوچھا کہ کیا معرکہ ہوا کنیزون نے کہا کہ جب شاہزادہ تعاقب مین پہلوان کے نکل گیا ملکہ رونے لگین کہتی تھین کہ صاحبو یہ کیا غضب ہوا دیکھیے اب اُس رستم وقت پر کیا گذرے رو رہی تھین کہ پہلوے باغ سے ایک آواز آئی کہ کیون شمشادیہ جوش و خروش ہی اس آواز کے ساتھ ہی ایک ساحر آیا اُسنے آکر ایک گولہ مارا اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین ملکہ کو اُٹھا لے گیا جب روشنی ہوئی تو ہمنے دیکھا کہ ملکہ کو لیے جاتا ہی اور ملکہ فریادی ہین افسوس صد ہزار افسوس مین شاہزادے سے چھوٹی اب دیکھون فلک کجرفتار و گردون غدار کیا دکھائے نظم

مثل غنچہ جو خفا ہوکے تو ہوگا خاموش ۔۔ مر کے ہو جائین گے ہم ای گلِ رعنا خاموش
چُپ چُپاتے ہی پریزاد چلے آتے ہین ۔۔ کیون نہ ہو سلسلۂ زلف چلیپا خاموش
شبِ فرقت مین مچا لیجو غل میری طرح + ۔۔ ای موذن ہی شبِ وصل خدا را خاموش
وہ نہین آتے تو مانند چراغِ مردہ + ۔۔ شبِ تاریک مین بیٹھا ہون اکیلا خاموش
ضبط ظاہر مین ہی باطن مین مگر ہون نالان ۔۔ دلِ دریا مین ہی شورش لبِ دریا خاموش
مرنے سے پہلے جو مرتا ہو تو سُن لے تدبیر ۔۔ بیٹھ رہ چُپ کسی کونے مین اکیلا خاموش
قیس نالان جو ہوا ہمنے ظرافت سے کہا ۔۔ ہو گیا ہی جرسِ ناقۂ لیلا خاموش +
نرگسِ ناز سخن کو ہی بھلا کیا نسبت ۔۔ چمنِ دہر مین ہی نرگسِ شہلا خاموش

تھوڑے عرصے مین نظرون سے ہماری مخفی ہو گئین یہ حال سُنکر نجم اختر شناس بہت گھبرایا کنیزون سے پوچھا کہ شاہزادہ کس طرف گیا کنیزون نے پتہ بتایا کہ سامنے صحرا مین گئے نظرون سے مخفی ہوے نجم اختر شناس یہ حال سُنکر اُسی پتے پر تلاش مین شاہزادے کی چلا مگر نور الدہر اُس صحراے ہولخیز مین پھر رہے تھے کہ دیکھا ایک طرف سے ایک زنگن سیہ رو سُرخ جوڑہ پہنے ہوے اسی طرف آتی ہی نور الدہر کے قریب آکر اُسنے کہا کہ ای طلسم کشا مین تمھاری تلاش مین نکلی ہون دوپہر تمکو اس صحراے ویران مین گذرے میرا دل بیچین ہی اگر میرا وصل قبول کرو تو تمکو اس سرحد سے نکال دون نور الدہر کو اگرچہ ناگوار ہوا مگر کہا ای ضعیفہ تو نے ایسی بات کہی کہ جسکو خود دل چاہتا تھا تجھ ایسی معشوقہ کو کون نہ قبول کریگا

اگر مین نے تجھسے انکار کیا تو پھر کوئی اور میرا مددگار نہ ہوگا ضعیفہ یہ سُنکر خوش ہو گئی کہا کہ ای طلسم کشا جب تمھارے آنے کی خبر سُنتی تھی بوجہ خوشی کے دو دو دن کھانا نہین کھاتی تھی اور اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہی کہ چار چار دن گذر گئے اور شراب نہین پی بلکہ آج ہی صبح سے شراب نہین پی ہی اب اس وقت جی چاہتا ہی کہ شراب پیون اور تمھارے پہلو مین بیٹھون ای طلسم کشا آؤ سامنے صحرا ے ویران ہی میرے مکان پر چل کر بیٹھو شراب پیو مجھ ایسی معشوقہ سے وصل حاصل کرو یہ سُنکر نورالدہر اُسکے ساتھ چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ ایک پہاڑی معلوم ہوئی دامنہ مین اُس پہاڑ کے تختے سنگ کے پڑے ہوے تھے لاکر نورالدہر کو اُن تختہ ہاے سنگ پر بٹھایا دوڑ کر درۂ کوہ مین سے گلابیان شراب کی اُٹھا لائی نورالدہر کو بھر کر جام شراب دیا نورالدہر نے کہا کہ تم پیو نورالدہر نے اُسی کو جام پلایا اسقدر شراب پلائی کہ وہ گر پڑی نورالدہر نے ہاتھ بڑھایا ضعیفہ خوش ہو گئی ہر چند کہ شدت نشے سے بول نہین سکتی مگر بلائین لیتی ہی نورالدہر نے قاعدے سے بیٹھ کر گردن پر ہاتھ رکھا رکھکے جو دبایا آنکھین نکل آئین اوپر سے گھونسہ مارا ضعیفہ کا سر پھٹ گیا آسمان پر اندھیرا ہوا زاغ و زغن غل مچانے لگے آخر آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نسیم صحرا نشین بود۔ نجم اختر شناس جو آسمان پر اُڑ رہا تھا یہ آواز سُن کر نورالدہر کو دیکھ کر آسمان سے اُترا ہاتھون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار آپ نے اِس ساحرہ کو مارا کہ اسی کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے یہی ملکۂ عالم کو اُٹھا کر لائی تھی مگر نہین معلوم کیا کیا وہ پہلوان بھی اسی کا بھیجا ہوا تھا اب تلاش کیا جائے کہ ملکہ کو اِسنے کہان چھوڑا کہ درۂ کوہ سے رونے کی آواز آئی نجم اختر شناس درے مین گیا دیکھا کہ ایک جوان بلند بالا قوی جسم پڑا ہوا تڑپ رہا ہی سر پر زخم آہ آہ کر رہا ہی نجم نے اُسکو اُٹھایا سر کا زخم دھویا پٹیان باندھین پوچھا کہ ای جوان یہ زخم کسکے ہاتھ کا ہی اُسنے کہا کہ یہ زخم طلسم کشا کے ہاتھ کا ہی نجم نے کہا کہ طلسم کشا کو تو پہچانتا ہی اُسنے کہا کہ خوب پہچانتا ہون نجم اُسکو باہر درے کے لایا وہ نورالدہر کو دیکھ کر کانپنے لگا کہا کہ اسی جوان نے مجھ کو زخمی کیا مین وہ پہلوان ہون کہ مین نے سیکڑون پہلوان مارے نسیم صحرا نشین مجھ کو

پکڑ لائی تھی بزور مطلب حاصل کرتی تھی مجکو بھیجا کہ جا کر طلسم کشنا کو ٹو کنا باغ مین نہ جانے دینا
مین نے جا کے طلسم کشنا سے مقابلہ کیا آخر زخمی ہو کر بھاگا اتنے عرصے مین وہ جا کر ملکہ کو بھی
اُٹھا لائی لا کر ملکہ کو رکھا تھا ارادہ تھا کہ قید کرون کبھی کہتی تھی کہ خدمت مین خداوندی کی
روانہ کرون کہ خداوند اسپر عاشق ہین خوش ہو جائین گے کہ آسمان پر برق چمکی ایک
ساحر قوی تن وقوی من آیا اس سے باتین محبت کی کرنے لگا یہ بھی نخرے کرتی تھی کہ اسکی
نگاہ جمال بے مثال ملکہ پر پڑی بیقرار ہو گیا یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

آیا نہین وہ ماہ مہینے گذر گئے / رویا مین اسقدر کہ سفینے گذر گئے
بہیم جو اُسنے کی صفِ عشاق پر نگاہ / بیٹھو لئے تیر توڑ کے سینے گذر گئے
رندونکو ایک سی ہی شبِ عیش حشر تک / زاہد ترسے ہزار مہینے گذر گئے
ہو حشر سے زیادہ جلو خانہ آپ کا / نجرائیون کے سر سے پسینے گذر گئے
وہ یار ہم پیالہ وہ ساقی وہ مے کہان / سب اپنی میکشی کے قرینے گذر گئے
شاید جناب قبر سے دوڑ آئینگے سرنگ / کیا بے نشان کر کے دفینے گذر گئے
دیکھا ہی رات نشے مین یہ خواب میکشو / ہم دیر سے پہونچکے مدینے گذر گئے
کیا کیا ہمارے دیدۂ گریان نے دیدگی / اس بحر سے ہزار سفینے گذر گئے
پوچھا جو رو کے یار نے ناسخ کے حال کو / ہنس کر کہا رقیب شقی نے گذر گئے

بیقرار ہو کر نسیم سے کہا کہ ای نسیم صحرا نشین مین نے ہمیشہ تیرا کہنا مانا آج مین تجھسے ایک
سوال کرتا ہون اُسکو قبول کر مین پھر نہ منھ دکھاؤنگا گھر سے نہ نکلونگا نسیم نے کہا کہ کیا بات
ہی کہا یہ نازنین مجھے حوالے کر دے مین اس سے وصل کر کے گوشۂ تنہائی اختیار کرونگا
گھر سے نکلنا موقوف کر دونگا آٹھ پہر اسی کی صورت دیکھا کرونگا نسیم صحرا نشین نے کہا
کہ ای فغان جادو توبہ کر یہ معشوقۂ خداوند ہی تجکو کبھی نہ قبول کریگی جادوگر نے کہا کہ مین
تو اسکو راضی کرونگا لاکھ نسیم چیخی پیٹی مگر اُسنے نہ مانا نتیجہ کر مین دے کر ملکہ کو لے گیا نسیم
بڑا افسوس کرتی تھی کہتی تھی بڑا غضب ہوا اب مین خداوند کو کیا جواب دونگی دیکھیے
کیا ہوتا ہی اسی افسوس مین تھی کہ آپکے آنے کی خبر ملی اب نہین معلوم اُسپر کیا گذری

نجم نے بیان کیا کہ آقا نے اُسکو مارا چاہتی تھی کہ وصل حاصل کرے اُسکا موت سے وصال ہوا آخر یہ حال ہوا نجم نے نور الدہر سے کہا کہ حضور نے سُنا ملکہ کو فغان جادو لیگیا چلیئے تلاش کرین اُس جوان نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا نور الدہر نے کہا کہ تم ہمارے لشکر مین جاؤ انشاء اللہ ہم فغان جادو کو مار کر آ رہین گے وہ پہلوان موسوم بہ سہیل ستارہ حشم طرف لشکر نور الدہر کے چلا نور الدہر نے نجم سے کہا کہ ای نجم اب کہان تلاش کرین نجم نے کہا کہ دو چار روز صبر کیجیے غلام تلاش کریگا نور الدہر نے کہا کہ ای نجم اب صبر نہین ہو سکتا اپنی تو یہ صورت ہی نظم

پھر بہار آئی ہی ساقی گل ہین خندان جام سے	کیجیے صید بلا می موج گل کے دام سے +
باعث گردش ہوا یہ وحشت آباد وجود	بیٹھے تھے کُنج عدم مین ای جنون آرام سے
کُتتے ہین کوہ نجف کو کعبۂ مقصود ہم +	کم نہین اپنا کفن بھی جامۂ احرام سے
رو رُئے جب فرقت مین کتنے بام پانی چڑھ گیا	کیون گذر جائے نہ سیل اشک اپنے بام سے
کیا کرون قاصد علاج اپنے دل ناکام کا	کام چشم و گوش کو ہی نامہ و پیغام سے
صبح تک ہر شب فراق یار مین جاتا ہی دل	روز ہوتا ہی چراغ داغ روشن شام سے
جوش مستی منھ ترا گلرنگ کردے گا ابھی +	کون سا غازہ ہی بہتر بادۂ گلفام سے
خستگان خاک کا آیا شب فرقت مین دھیان	پاؤن پھیلائے ہوے سوتے ہین کیا آرام سے

نجم نے نور الدہر کو جو زیادہ بیقرار پایا کہا کہ حضور اس مقام پر ٹھہرین غلام تلاش کو اُسکی جاتا ہی آ کے خبر دے گا یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ ہماے مرصع پوش کر پہونچی تمام کیفیت سُن کر کہا فغان جادو میرا عزیز دار ہی ای نجم مین اُسکے مقام پر جاتی ہون اگر کوئی فقرہ بن پڑا تو ملکہ کو رہا کر کے لاتی ہون ورنہ تمکو خبر دونگی یہ کہکر ہماے مرصع پوش نے نجم اختر شناس و نور الدہر کو اُسی مقام پر چھوڑا آپ پر پرواز پیدا کر کے طرف قصر فغانیہ کے چلی فغان باغ ویران مین بیٹھا ہی فراق مین ملکہ کے رو رہا ہی کہ ملکہ ہما آکر پہونچین ہما کو دیکھ کر فغان نے آنسو پونچھ ڈالے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم تمھاری خبر تو مشہور رہی کہ شریک طلسم کشا ہو ئین یہان کیونکر آنا ہوا ہما بولی ای فغان کیا کہون

اُس ناقدر شناس نے ایسی بے لطفی میرے ساتھ کی کہ مین خفا ہو کر چلی آئی خیال مین گذرا
کہ فغان کے پاس جاؤن کہ وہ لے چل کے قدمون پر قدرت کے گرا دین خطا معاف
کرا دین فغان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین تمہاری سفارش کرنے کو آنکھون سے موجود ہون
مگر ایک مخمصے مین ہون حکیم کی دختر کو لایا اُسپر عاشق ہون وہ مجکو قبول نہین کرتی ہین چار
پانچ دن سے دن بھر قید رکھتا ہون شام کو بُلاتا ہون منت و خوشامد کرتا ہون کنیزین
سمجھاتی ہین مگر وہ طلسم کشا پر مائل ہین تیغ ابرو کی گھائل ہین آٹھ پہر رونا گریہ و زاری مین
بسر کرتی ہین میرے نام سے نفرت ہی ہمامے مرصع پوش نے کہا کہ آپ بلوائیے ہم اُسکو
سمجھائین گے آپ کی راہ پر لائین گے اگر اُسنے نہ مانا تو ایسی موہنی پڑھ دون کہ مثل تمہارے
تمپر مائل ہو جائے طلسم کشا کو بھولے فغان نے خوش ہو کر کہا کہ ارے قفس اُس سرکش کا
لاؤ کنیزین جا کر قفس لائین مگر فغان ہمامے مرصع پوش سے کھٹکتا ہی چاہتا ہی مخفی ہو کر
دریافت کرون کہ اسکے دل مین کیا ہی شاید مکر سے آئی ہو میرے سمجھانے کو یہ باتین بناتی
ہی کنیزون نے قفس لا کر رکھا ہمامے مرصع پوش نے ظاہر مین سمجھانا شروع کیا کہا کہ ای
فغان اگر تم حکم دو تو اسکو گوشے مین لیجاؤن تنہائی مین سمجھاؤن کہا بارہ دری مین قفس
لیجاؤ وہان لیجا کر سمجھاؤ ہمامے مرصع پوش قفس لے کر چلی فغان بھی تعاقب مین چلا
بارہ دری مین قفس ملکہ نے رکھا کہا کہ حضور آقا آپ کی ملاقات کو آ کر ایسے آوارہ ہوے
کہ اب تک صحرا مین مارے مارے پھرتے ہین مین آئی ہون کہ آپ کو لے چلون یا حکم ہو تو
جا کے نجم کو لاؤن وہ اسکو مار لیگا یہ باتین جو فغان نے سُنین جل گیا سوچا کہ اب اس
گیسو بریدہ کو لینا چاہیے پشت پر سے آ کر سحر کیا غفلت مین سحر جو ہوا ہمامے مرصع پوش لڑکھڑا کر
گری بیہوش ہو گئی فغان نے کنیزون کو آواز دی کنیزین جو حاضر ہوئین حکم دیا کہ انکی
زبان مین سوزن دو ایک قفس آہنی لاؤ اُسمین اسکو بند کرو کنیزون نے زبان مین ہمامی
سوزن دی مسلسل کر کے قفس آہنی مین بند کیا اب جو ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو قفس آہنی مین
پایا فغان کہ رہا ہی کہ ای ہمامے مرصع پوش میرے ساتھ بھی یہ حرکتین اب تمکو بخدمت
خداوند روانہ کرونگا وہان سزا ملے گی ہمامے مرصع پوش نے کہا کہ جو تیرے جی مین آئے

وہ کہ ہمکو تا بہ لوح جانا ہی اگر قضا لیکر آئی ہی تو مجبور ہونا چاہیے ہین فغان نے ایک کنیز کو بلایا کہ اُسکا نسرین جادو نام ہی کہا اسکو خدمت مین خداوند کی بیجا ؤ ایک عرضی بھی لکھکر دی کہ یا خداوند طلسم کشا میری سرحد مین ہی اُسکی بھی گرفتاری کی تدبیر کرتا ہون یہ مجھکو دم دینے آئی تھی اسکو تو مین نے گرفتار کیا خدمت مین روانہ کرتا ہون سزاو جزا کا آپکو اختیار ہی نسرین جادو نے قفس اُٹھالیا اُڑتی ہوئی چلی مگر ہماے مرصع پوش دعائین مانگ رہی ہی کہ ای کریم کارساز وای بندہ نواز اس آفت سے بچالے ایسا نہ ہو کہ مین سامنے اُس جلاد کے پہونچون ای ہما اصل کیفیت یہ ہی صاف صاف یہ صورت ہی نظم

از کدورت باطنِ خود کن صفا	تا نظر آید ترا نورِ خدا
کُن توکل بر جنابِ کردگار	در مقامِ ابتدا و انتہا
در جہان ہرگز مشو ہرگز مشو	آشنائے مردم نا آشنا
دوستی کُن دوستی با نیک و بد	دوست دارد تا زمانہ مر ترا
یاد کن خلاق خود را یاد کن	ہر زمان ہر روز و شب صبح و مسا
دولت عرفان اگر مطلوب تست	کُن صدا بر بابِ حق مثل گدا
مال و دولت صرف کُن از دستِ خویش	ہرچہ داری بخش بر نامِ خدا
از عذابِ عاقبت یابی نجات	گر کُنی حقِ عبودیت ادا
سرمکش از حکم خلاق جہان	سجدہ کُن بر خاک تسلیم و رضا
بندۂ گر از عبادت سر مپیچ	زانکہ غیر از بندگی ہیچ است و ہیچ

خیال مین ہی کہ ای ہما کس کام کو آئی تھی دام مکر مین اس جلاد کے پھنسی ملکہ کی خدا جان بچالے ای خلاق ازل وہ دختر بلند اختر حکیم طلسم کی ہین ایسا نہ ہو جبر اُن پر وہ دست انداز ہو تو وہ اپنی جان دینگی اپنے کو زندہ نہ رکھینگی خدا اُنکا حافظ و نگہبان ہی قضائے کار نور الدہر و نجم اختر شناس اُسی صحرا مین بیٹھے تھے کہ نجم نے عرض کی حضور یہین تشریف رکھین مین بڑھکر خبر لون نور الدہر نے کہا کہ بسم اللہ نجم اُڑتا ہوا چلا ایک نخل پر جا کر بیٹھا دور سے دیکھا کہ ایک ساحرہ قفس آہنی ہاتھ مین لیے ہوے آتی ہی

نجم نے بغور دیکھا کہ ہمارے مرصع پوش قفس مین بند ہی ہوش اُڑ گئے کہ ای نجم یہ کیا ہوا معلوم ہوتا ہی کہ جا کر جستجو کی نگر بلا مین پھنسی اسی سوچ مین بیٹھے تھے اپنے کو پتون مین درخت کے چھپا لیا جب نسرین قریب پہونچی نجم نے سحر کیا نسرین چلتے چلتے رُکی پلٹ کر چہار جانب دیکھنے لگی سمجھ گئی کہ مجھپر کسی نے سحر کیا چاہا کہ دفع کرون نجم نے دوسرا سحر کیا کہ چند طائر پیدا ہوے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

شکوے دن رات یہی عاشقِ شیدا کے رہے
تم صنم پاس ہمارے نہ کبھی آ کے رہے
اپنے مجنون پہ ترحم نہ کیا اُس نے کبھی
ہم اُٹھاتے ستم اُس غیرتِ لیلا کے رہے
کافرِ عشق ہوے دولت دین بھی کھوئی
آہ دنیا کے رہے اور نہ عقبا کے رہے
حق پرستی کی کوئی فکر نہ کی صد افسوس
دیکھتے روز تماشے اسی دنیا کے رہے
مخلصی کی کوئی صورت نہ ہماری نکلی
دام گیسو مین پھنسے زلف چلیپا کے رہے
نامدارون کو مٹایا ہی فلک نے کیا کیا
کہ نشان تک نہین اسکندر و دارا کے رہے
حور و غلمان کو نہین کرنے کے زنہار پسند
دیکھتے جلوے جو اُس روے مصفا کے رہے
صحبت شعر و سخن مین اگر آیا مین شفیق
سامنے ہوش ہمارے نہ کبھی آ کے رہے

یہ اشعار جو طائرون نے پڑھے نسرین حیران ہو گئی آنکھون پر سُرخی آنے لگی جب نجم نے دیکھا کہ یہ عورت سحر مین میرے پھنس چکی اب نہ نکل سکیگی پتون سے درخت کے اپنے کو ظاہر کیا پکار کر آواز دی کہ ارے تو کون ہی کہ جو اس شاہزادی کو لیے جاتی ہی نسرین نے گھبرا کر کہا کہ مجھپر غصہ ہونے کا کیا باعث میرے مالک نے مجکو قید دی اور کہا کہ بخدمت خداوند پہونچا دے۔ نجم نے پکار کر پوچھا کہ تیرے مالک کا کیا نام ہی نسرین نے سوچ کر جواب دیا کہ مالک کو ہمارے فغان جادو کہتے ہین وہان جا کر اِسنے ایسی بے ادبی کی کہ اسکو اُنھون نے گرفتار کر لیا مجھسے کہا کہ اسکو لے جاؤ خدمت مین خداوند کی پہونچاؤ نجم نے پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہی یہ سمجھو کہ تمھارے مالک نے تمھاری جان لینے کا ارادہ کیا ہی جو ایسی کامل و اکمل ساحرہ کو تمھارے ساتھ کر کے روانہ کیا تم ایک کام کرو کہ اسکو تو قفس سے رہا کر دو اور تم جا کر فغان کی مشکین باندھ لاؤ تمھارا بڑا مرتبہ ہوگا یہ کہکے نجم نے

اُسکی پشت پر ہاتھ رکھا پشت پر ہاتھ رکھتے ہی نسرین نے قفل توڑا ہمائے مرصع پوش کی زبان سے سوزن نکالی ہمانے نکلتے ہی قفس سے موتیون کا مالہ گلے مین نسرین کے پنھا دیا نسرین کانپنے لگی ہاتھ باندھے ہوے سامنے نجم کے آئی نہایت عجز سے عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن نجم نے کہا کہ ای نسرین جاکر فغان کا سر لاؤ یہ سُنکر نسرین بجوش وخروش چلی ہمائے مرصع پوش کو ساتھ لے کر نجم بخدمت نور الدہر آیا عرض کی کہ ای شہریار یہ معرکہ درپیش ہوا اسکی قید ایک ساحرہ لیے جاتی تھی مین نے چھین لیا اُسکو وہین روانہ کیا یقین ہی کہ وہان جاکر آفت برپا کرے اب یہ وقت ہی کہ وہان کوئی پہونچے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ارسطوے ثانی جو تلاش شاہزادہ مین نکلا تھا آیا نور الدہر کو دیکھ کر سلام کیا نجم نے کہا کہ ای ارسطوے ثانی تمھارے جانے کا وقت ہی یہ سُنکر ارسطوے ثانی فغان جادو کے مکان کی طرف چلا فغان قصر مین بیٹھا ہی اور قفس ملکہ کا منگا کر سامنے رکھا ہی سمجھا رہا ہی منتین کرتا ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میری جان تم پر جاتی ہی میرا یہ حال ہی نظم

عشق مژگان کا مزہ بھی کوئی دم بھر ملتا
کاٹتے اپنا گلا ہمکو جو خنجر ملتا +

عشق کا آئنۂ دل کو ہی جوہر ملتا +
تن کو سو دیکھے لیے یار کے ہی سر ملتا

تیرے مستانون کو جنت مین کہین گھر ملتا
ہاتھ سے حور کے جام مے کوثر ملتا +

دہن یار نہ آنکھون کو دکھائی دے گا
زندگی مین ہی کسے چشمۂ کوثر ملتا +

ہاتھ پر بیٹھ کے اُس ترک کو دیتا خط شوق
کوئی ایسا نہین شاہین کبوتر ملتا +

وحشت دل کبھی صحرا کو جو لیجاتی ہی
ہر بگولا ہی گلے سے مرے اُٹھ کر ملتا

فی الحقیقت تری زلفون کی جو ہوتی خوشبو
مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو عنبر ملتا +

خلعت بال ہما دے کے روانہ کرتے
نامۂ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا

نقش بد نقش محبت سا نہ ہوگا کوئی
سیکڑون مُہرۂ گل ہی مجھے ششدر ملتا

سامنا آنکھ اُٹھا کر نہین نرگس کرتی
جُھک کے اُس سرو روان سے ہی صنوبر ملتا

دل بہت سینے مین بیتاب ہی اُسپر رکھتے
صبح سے بھی کوئی بھاری سا جو پتھر ملتا

عید کا روز ہی مسکین ہین فطرہ لیتے | خیر خُم ہمکو بھی ساقی کوئی ساغر ملتا
لب شیرین سے وہ دشنام دیا کرتے ہین | زہر ہو کر ہی مجھے قند مکرر ملتا ❖
ہم بھی اللہ سے دولت کی تمنا کرتے | سیمبر یار جو کوئی عوض زر ملتا
کیا سمجھ کر اُسے اخوان نے کنوین مین پھینکا | خوبصورت نہین یوسف سا برادر ملتا
نالہ بلبل کا نہ سُنتا یہ غرور آجاتا ❖ | گوش گُل کو جو ترے کان کا زیور ملتا
ای پری شیفتہ ہوتے ترے جن و انسان | عشقبازون سے سلیمان کا لشکر ملتا
تیری تمثال سے روشن یہ ہوا آتش حُسن | آئنہ کو بھی اقبال سکندر ملتا
بیٹھ جاتا نہ کھڑے رہنے کی طاقت رہتی | چرخ کو میری طرح گر کبھی چکر ملتا
دھجیان خوب ہی لیتا مین بہار گُل مین | مجکو آتش جو گریبان رفوگر ملتا

فغان ایسے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی اور رو رہا ہی کہ نسرین جادو سامنے سے آئی پکار کر آواز دی کہ او فغان نامرد تیرا سر لینے کو نجم اختر شناس نے بھیجا ہی فغان نے ڈانٹا کہ او بے حیا کیا بکتی ہی ایک گولہ مارونگا کہ سر پھٹ جائیگا نسرین نے ترنج نکال کر مارا فغان نے کاٹا دونون مین گولے ترنج چل رہے ہین کہ نعرے کی آواز آئی ہان نسرین مارے اِسنے دیکھا کہ ارسطوے ثانی للکارتا ہوا آتا ہی اور آواز دیتا ہی کہ او نامرد عورتون پر یہ بدعت کرتا ہی ارسطوے ثانی نے جب دیکھا کہ فغان سخن ناشنو ہی سحر کیے جاتا ہی اور نسرین کے سحر سے عاجز ہو رہا ہی نسرین نے دو چار گولے ایسے مارے کہ اسکی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جھولی مین ہاتھ ڈالکر ٹٹولتا ہی اسباب سحر نہین ملتا ہی اُس وقت حکیم نے کمر سے ایک نسخہ نکالا ایک پرچے پر کچھ دوائین لکھی ہوئی تھین کہا کہ ای فغان یہ نسخہ تو پڑھ دو فغان کی جو نگاہ نسخے پر پڑی پڑھ نہ سکا کہتا تھا کہ حکیم صاحب یہ تو ایسا لکھا ہی کہ پڑھا نہین جاتا جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ارسطوے ثانی نے کہا کہ تم قصر مربع مین جاؤ بقراط ثانی کا سر لاؤ فغان نے جھک کر سلام کیا وہ نسخہ کمر مین رکھ لیا قصر مربع کی طرف چلا مربع نشین جادو ایک ساحرہ حسین و جمیل ہی بیچ مین کنیزون کے بیٹھی ہی کہ دربارگاہ پر حاضر ہوا مربع نشین نے پوچھا کہ ارے خیر تو ہی دن کو

ڈاکہ آیا کنیزون نے کہا کہ ایک ساحر خداوند کو گالیان دیتا ہوا آتا ہی مربع نشین نے ہنس کر کہا کہ اُسکو کوئی نہ روکے ہمارے سامنے آنے دو ہم سمجھا لین گے فغان کو جب کنیزون نے نہ روکا تو یہ بل کرتا ہوا سامنے آیا مربع نشین نے ہنس کر کہا کہ ای فغان کیون خیر تو ہی کس فکر مین ہو فغان نے کہا کہ بقراط ثانی مردود دعوی خدائی کر بیٹھا ہی ہم آئے ہین کہ اُسکو منع کرین اگر مان جائے تو فبہا اور نہ مانے تو اُسکو قتل کرین یہ سنکر مربع نشین نے کہا کہ اس قلعے کا تمکو کسنے پتہ دیا فغان نے کہا کہ شہنشاہ حکما یعنے ارسطوے ثانی کہ شعبدے مین اپنا ثانی نہین رکھتا اُسنے پتہ دیا تھا کہ قلعۂ مربع حصار مین جانا اسی وجہ سے مین آیا بتاؤ وہ بیحیا کہان ہی تمھارے جمال کو دیکھ کر دل بیقرار ہوتا ہی یہ کہہ کر بلائین لینے لگا چلا چلا کے کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دلِ مشتاقان میری جان تک تم پر فدا ہی مربع نشین نے مسکرا کر کہا کہ قصر ہشت پہل مین جاؤ وہان قدرت جشن کر رہے ہین یہ تو ہم بخوبی جانتے ہین کہ اُن کی خدائی مین فرق آیا طلسم کشا طلسم مین آگیا اور قدرت کو کچھ فکر نہین اُنکے لیے انجام بُرا ہوگا مگر ای فغان تم تو قصر ہشت پہل مین جاؤ ہم جانتے ہین کہ تمھاری موت آئی ہی فغان ڈھونڈھتا ہوا چلا مگر مربع نشین کے دل پر تاثیر ہوئی کہ ارسطوے ثانی جو حاضر خدمت ہی تو طلسم کشا مین کیا کمال پایا کسی طرح چل کر طلسم کشا کو دیکھون مگر فغان جب ادھر آچکا تو ارسطو نے نسرین سے کہا کہ ملکہ کا قفس اُٹھا لے نسرین نے قفس اُٹھایا ارسطوے ثانی کے ساتھ چلی یہان بقراط قصر ہشت پہل مین بیٹھا ہی کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ فغان گالیان دیتا ہوا سامنے آیا بقراط ثانی نے بہت سمجھایا کہ دیکھ او فغان سنبھل ورنہ برق چمکا دونگا کہ دو ٹکڑے ہونگے فغان کب مانتا ہی چاہتا ہی کہ جا پڑے دون مگر بقراط روکتا ہی آخر بقراط نے جھلا کر ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کہ فغان کے دو ٹکڑے ہوے مگر بقراط حیران ہوا کہ فغان کو کیا سودا ہوا تھا کہ میرے اوپر آپڑا کسی نے اُسکو بہکا دیا تھا یہ کہہ کے پھر ہاتھ ہلایا ایک شعلہ گرا کہ لاشے کو فغان کے جلا دیا پھر اُسی خاک سے ایک طائر پیدا ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی اور پھر جل گیا جیسے

احوال بقراط کو معلوم ہوا کہ صحراے کوہستان مین نورالدہر موجود ہین اُسی مقام سے یہ آفت برپا ہوئی پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جا کر صحراے کوہستان سے نورالدہر کو پکڑ لائے میان ارسطوے ثانی نورالدہر کو لیکر نکلے ہین اور ایک ساحر کلان چاہتا ہون کہ قصر جواہر نگار پر جائے اشفاق حکمت پسند کو پکڑ لائے دو جادوگر اپنے مقام سے اُٹھے طیران نے کہا کہ مین صحراے کوہستان جاتا ہون سیران اُسکے بھائی نے کہا کہ مین قصر جواہر نگار پر جاتا ہون دونون اُسی وقت روانہ ہوگئے یہان نورالدہر ملکہ کو ساتھ لیکر لشکر کی طرف چلے ہین چار پانچ سردار ساتھ ہین آگے پیچھے دیکھتے ہوے کہ ایک طرف سے ہواے گرم چلی ہماے مرصع پوش سب کے آگے تھی تھرا کر پیچھے ہٹی کہا کہ ای نجم اختر شناس یہ کیا معرکہ ہی یہ کیسی ہوا چلی معلوم ہوتا ہی کہ بدن مین آگ لگ جائیگی نجم نے ہاتھ ہلایا کہ ہوا کا چلنا موقوف ہوا دوسری طرف سے ہزارہا طائر غل مچاتے ہوے پیدا ہوے اُن کی صدا سے یہ آواز آتی تھی نظم

ساغری مین برنگِ برق ہی تحریر موج
زاہدا کوثر مین کب ہی اسقدر تنویر موج

کیون نہ چلنے سے رہے رفتار جانان دیکھکر
پڑ گئی آبِ روان کے پانون مین زنجیر موج

یادِ گیسو مین کیا جاری جو مین نے سیلِ اشک
ہو گئی مارِ سیہ سے بھی سوا تاثیر موج

جوشِ اشک ایسا خطِ جانان کے لکھنے مین ہوا
صفحۂ دریا پہ گویا ہمنے کی تحریر موج

وہ بتِ خونریز ہی نامِ خدا دریاے حُسن
چاہیے اُسکو سپر گرداب کی شمشیر موج

جستجو مین کیون ہی گردش آپ ہی دریا ہی تو
کان مین گرداب کے ہردم یہ ہی تقریر موج

ایک قطرہ بھی نہ ٹپکانا کہین ای چشمِ تر
لاغر ایسا ہون بہا لیجائیگی تصویر موج

سبحے ہم کرتے ہی تیری یاد ای دریاے حُسن
کان مین آئے ہین جبدم نالۂ شبگیر موج

کیون نہین ہوتے فنا فی البحر مانند حباب
سر پٹکتی ہی جو ساحل سے یہ ہی تعزیر موج

اشک خونی مین جو ہون غلطان تو وہ سیلاب مین
کیا مشابہ ہی مری تقدیر سے تقدیر موج

ہون وہ خوش طالع مری جانب ہو تقدیر نہنگ
ہو اگر دریاے آفت خیز مین تاخیر موج

سیلِ اشک آنکھونکے باہر ضبط سے آتا نہین
پنجۂ مژگان ترستے ہین دامنگیر موج

ہی برنگِ شعلہ نل سنج ان دونون تنویر موج		سوز غم سے آتشِ جلکر دہ ہی سیلاب اشک

ہما سے آنکھین ملاکر جو طائرون نے یہ اشعار پڑھے ہمائے مرصع پوش کی آنکھون مین آنسو بھر آئے پلٹ کر کہا کہ ای کاہن ہم اب تمسے رخصت ہوتے ہین منظور ہی کہ گھر مین خداوند کے جائین یہ سب طائر ہمکو بلانے آئے ہین نجم نے کہا کہ ای ہما کیا کہتی ہو کہان جاؤ گی طلسم کشا کیونکر گوارا کرین گے تمہاری جدائی مین نہ رہین گے جنگل جنگل صحرا صحرا پھرین گے اور ملکہ کو بھی تمہاری جدائی کب گوارا ہوگی ہمانے کہا کہ ملکہ کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤنگی یہ کہکر جھپٹی ملکہ کی کمر مین چاہا پنجہ دے کرلے اُڑون نجم نے دستک دی کہ ہما رُکی مگر گھبرا رہی ہی طائر گرد سر چرخ مار رہے ہین ارسطوے ثانی نے ایک دستک دی کہ داہنی طرف سے ایک عقاب پیدا ہوا اور اُس عقاب نے آکر طائرون کو مارا جب وہ طائر مرے تب ہمانے کہا کہ اصل یہ ہی کہ میرے ہوش درست نہ تھے اور میرا دل گھبرا رہا تھا جی چاہتا تھا طلسم کشا کو گرفتار کرکے لے جاؤن مگر یہ بھی خوف تھا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا ایسا نہ ہو کہ مجکو قتل کر ڈالین اب میرے حواس درست ہوے ارسطو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر آیا نجم نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیے مین ابھی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر نجم چلے سامنے آنکھون کے غائب ہوے برسرِ کوہ پہونچے ایک پتھر کی آڑ پکڑ کے دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہوا سحر کررہا ہی ہزارہا طائر گرد بیٹھے سر ہلا رہے ہین نجم نے سحر کیا کہ طائر اُڑے ایک طائر اُنمین سے اِنکے قریب آیا نجم نے اُس طائر کو پکڑا گلے مین اُسکے ایک پرچہ باندھکر کہا کہ سامنے طیران کے جا اُسکو ہم تک لا رُکنے نہ پائے وہ طائر اُڑ کر گیا طیران کے سامنے جو پرواز کی طیران طرف نجم کے چلا نجم نے اپنے کو پہاڑ سے گرا دیا طیران طائر کے تعاقب مین دوڑا ہوا آتا ہی یہانتک کہ سامنے نور الدہر کے پہونچا طیران نے اشارہ کیا کہ ای نجم اب مجکو مہلت دے نجم نے اشارہ کیا کہ قدمون کو شاہزادے کے بوسہ دے تیرا آنا یہان تک کیونکر ہوا طیران نے سب حال بیان کیا کہ فغان دربار مین بقراط کے پہونچا بقراط نے اُسے مارکر دریافت کیا کہ تم لوگون کا بھیجا ہوا ہی مجکو اور میرے بھائی کو روانہ کیا میرا بھائی طرف قلعہ جواہر نگار کے

گیا ہی نجم نے کہا کہ ای شہریار بڑے افسوس کی بات ہی کہ حکیم صاحب تو غافل ہونگے
اور ساحر جاکر آفت برپا کریگا نجم نے اشارہ کیا کہ ای طیران تم جاکر سیران کو روکو
ہم بھی آتے ہین یہ کہہ کے ایک رشتۂ خام پہنا دیا طیران جھومتا ہوا چلا یہان سیران
فوج گران ساتھ لیے ہوے قریب قصر جواہر نگار آیا آتے ہی طبل جنگی بجوایا حکیم صاحب
کو خبر ہوئی غم مین دختر کے ملول و حزین بیٹھے تھے کہ کنیزون نے خبر دی سیران جادو نے
قصر کو گھیر لیا چاہا کہ اُٹھون نہ اُٹھ سکے کنیزون سے کہا کہ طبل جنگی بجوا دو شب کو وہ عمل پڑھون
کہ لشکر مین اُسکے تلوار چلے ایک نسخہ ایسا بھیجون کہ یہ سب بیمار ہو جائین آخر کو براے علاج
آئین کنیزون نے طبل جنگی بجوا دیا مگر قصر مین تہلکہ ہی کنیزین گھبرا رہی ہین حکیم صاحب نے
دو پہر رات گئے ایک گوشے مین بیٹھ کر ایک عمل پڑھا اور اُقتُل یا مریخ کہا ایک جوان
خوشرو سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ پاس سیران کے جا یہ نسخہ لیتا جا اُسکو پڑھوا دینا اور
کہنا کہ صبح کو مطب مین حاضر ہو ورنہ سبکو بخار آئیگا تو عاجز ہو جائیگا وہ جوان خوشرو
قصر سے اُترا ملازمان سیران کہ قصر کی حفاظت کر رہے تھے اُنھون نے پکار کر آواز دی
کہ کون آتا ہی جوان خوشرو نے جواب دیا اُقتُل یا مریخ وہ سب آپس مین لڑنے لگے
کئی ہزار جوان مر کر گرے یہ جوان چلا اُن سب کے بیچ مین سے نکل گیا سیران کے پاس پہونچا
وہ نسخہ ہاتھ مین دیا اور پیغام حکیم صاحب کا پہونچایا سیران نے نسخہ پڑھتے ہی جوان کو
جواب دیا کہا کہ مین حاضر ہونگا جوان تو غائب ہوا صبح کو حکیم صاحب آکر مطب مین بیٹھے
سیران کانپتا ہوا بخار مین آیا نبض دکھائی قارورہ پیش کیا حکیم صاحب نے کہا کہ یہ دوا
مرکب ہی اسی کو پی جانا سیران پلٹا اپنے لشکر مین آیا قارورہ جو پیا اور زیادہ بخار چڑھا
لشکر والے سب کانپ رہے ہین جو حکیم صاحب کے پاس آیا اُسکو قارورہ پلایا سیران
پڑا تڑپ رہا ہی لشکر مین بخار کی شدت ہی ہر کوئی آہ آہ کر رہا ہی سیران کا ایک مشیر ہی کہ
کیپال جادو اُسکا نام ہی یہ شام سے لشکر سے نکل گیا تھا شب کو جنگل مین رہا صبح کو جو
آکر دیکھا سب کو بخار مین مبتلا پایا آتے ہی سحر کیا کہ پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُس نے
صحت پائی تھوڑے عرصے مین سیران بھی اچھا ہوا اب اِسکو جوش آیا تنتا ہوا بارگاہ سے نکلا

لشکر والون کو آواز دی کہ ہان یارو تیار ہو کر آؤ سب تیار ہو کر سامنے آئے ساٹھ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر قصر جواہر نگار پر بلوہ کیا اسقدر گولے مارے کہ قصر جواہر نگار ہلنے لگا سب کے آگے سیران بڑھا ہوا قصر پر گولے مار رہا ہی چاہتا ہی اسقدر گولے مارون کہ قصر کو مٹاؤن قصور نہ کرون بڑے بڑے گولے نکال کر مارتا ہی کہتا ہی کہ یارو کیا غضب ہی اسقدر گولے پڑ رہے ہین صرف قصر کو جنبش ہی مگر گرتا نہین ایک بڑا گولہ نکال کر اُسپر خون اپنا ڈالا خوب سخت کر کے مارا وہ گولہ اس طرح جاتا ہی کہ معلوم ہوتا ہی یہ گولہ قصر کو گرا دے گا اُس وقت حکیم صاحب اس گولے کو دیکھ کر بہت گھبرائے بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے پکارتے ہین کہ ای خالق بے نیاز ای رحیم کارساز اس آفت سے بچالے چونکہ یہ مکان نشان بنائے طلسم ہی اسکا بچ جانا واجب و لازم ہی عرض کرتا ہون کہ اسکو بچالے نظم

صاحبِ دولت فراہم میکند دولت عبث
میکشد بر دوش ہمت بار این حسرت عبث

ہست بہر چند روزہ زندگانی در جہان
جملہ سرگردانی و حیرانی و محنت عبث

زین جہان چون رفتنی است آخر مسافر بندہ را
فکر ایوان و سرای و منزل و مکنت عبث

بر تنِ خاکی کہ گردد خاک بعد از چند روز
جامۂ زر دوز و زیب و زیور و زینت عبث

ہست در ملک فنا این سلطنت بیفائدہ
تخت و دولت تاج و حشمت مسندِ عزت عبث

دولت و اولاد ہندی ہر دو جانی دشمن اند
میکنی اندر جہان با دشمنان الفت عبث

حکیم صاحب بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین سب ہمراہی آمین کہ رہے ہین اور وہ گولہ چمکتا ہوا آتا ہی جب قریب قصر پہونچا قریب تھا کہ برج پر پڑے اور قصر کو ویران کرے کہ گولہ رُک گیا سیران لاکھ لاکھ گولے کو زور دیتا ہی مگر گولہ رُکا ہوا ہی آگے نہین بڑھتا یکایک وہ گولہ پلٹا سیران نے لاکھ روکا نہ رُکا سر لشکر پر آکر پھٹا جسپر اُسکا شعلہ گرا اُسکو جلا کر خاک کیا کئی ہزار ساحر جل کر خاک ہوے یہ معاملہ دیکھ کر سیران بہت گھبرایا آسمان کی طرف دیکھا کہ ایک لکہ ابر لہرا رہا ہی اُس ابر پر اسنے ایک گولہ مارا وہ ابر پھٹا اپنے بھائی طیران کو دیکھا کہ سحر کر رہا ہی للکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب یہ کیا حرکت ناشائستہ ہی ایسا نہ ہو کہ قدرت تمکو دیوانہ بنا دین یہ ساری لیاقت اُنھین کی سرکار سے

ملی ہر طیران نے پکار کر کہا وہ بچیا جھوٹا کاذب ہی اور پروردگار حقیقی و مالک تحقیقی وہ ہی
کہ جسنے اس جسم خاکی کو یہ دولت عطا کی کہ اپنے اپنے فعل پر سب کو ناز ہی مگر تو اپنی جان
بچا وہ آگ آتے ہین کہ زمین ہلا دین گے مین نے صرف تیرا زور روکا او بچیا یہ قصر
عبادت حکیم اشفاق حکمت پسند ہی اسے کون گرا سکتا ہی دیکھو ہم وقت پر آگئے قصر
کو کیسا بچا یا یہ قصر ہمیشہ قایم رہیگا بقراط کا وقت زوال قریب آگیا ہی یہ ذکر تھا کہ
آسمان پر روشنی ہوئی دیکھا کہ نجم اختر شناس تخت کو اڑاتا ہوا اور ایک طرف
ہمائے مرصع پوش دریائے جواہر مین غوطہ زن نجم نے وہین سے للکارا کہ ای سیران
خبردار آگے قدم نہ بڑھانا یہ کہا آگ برسادی سیران نے ایک گولہ جھولی سے نکالا
حکیم صاحب نے جو یہ معاملات دیکھے کہتے تھے کہ صاحبو دیکھو طلسم کشا کیا صاحب اقبال
ہی کیا وقت پر مدد پہونچی ہی مگر سیران نے گولہ اٹھا کر مارا نجم نے اُس سحر کو رد کیا
ہمائے مرصع پوش کڑک کر گری کئی سو کے سر کاٹ کر چلی ہما نے پھر سحر کیا ایک دریائے
قہار پیدا ہوا حکیم صاحب بھی کچھ عمل وغیرہ پڑھ رہے ہین اور کچھ نسخے لکھ کر دریا مین
بھی پھینکے کہ مچھلیان چمک چمک کے نکلین جسکے سینے پر پڑین سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذرین
سیران نے دوسرا گولہ مارا کہ دریا چرخ مار کر غائب ہونے لگا جب تو حکیم صاحب
نے بڑھ کر کچھ دم کیا دو جوان خوش رو بیچ نخل سے ظاہر ہوے کنارے دریا کے آکے
کھڑے ہوے آواز دیتے تھے ای دریائے سحر اس لشکر کو ڈبو دریا جون جون بڑھتا ہی
وہ جوان پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین مگر سیران دریا کو روک رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی
سب نگران تھے کہ دیکھین کون آتا ہی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب نے
دیکھا کہ گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان بر ہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان
صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب عربی اڑاتے ہوے
بیچ مین محافۂ زرین گرد ہزار ہا ملازم علم ہاے زرین کے پھریرے کھلے ہوے نور الدہر
نے قریب آکر نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران بد غا منم سرکوب
بقراط ثانی نعرۂ نور الدہر ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی + کہ شاہانش

جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده + پناه لشکرِ اسلام نور الدہر کز ہمیش + عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده + تیغۂ طلسمی کھینچ کر گرے لباس طلسمی پہنے ہوئے مرکب طلسمی طرارے بھرتا ہوا صفون کو پامال کرنے لگا اب تو لشکر پر سیران کے قیامت برپا ہوئی سیران نے دیکھا کہ ایک طرف سے میرا بھائی طیران سحر کر رہا ہی اور ایک طرف سے نجم نے آگ برسائی ہی ہمائے مرصع پوش نے دریا بھیجا اُس دریا مین حکیم صاحب کا بھی کمال شریک ہی کہ دو جوان خوشرو دریا کو بُلا رہے ہین اُنکے بُلانے سے دریا بڑھتا ہی سیران کے خیمے اور بارگاہین کچھ ڈوب رہی ہین اور کچھ جل رہی ہین اور نورِ الدہر ایک جانب قتل کر رہے ہین علم ہائے فوج گرائے علمدار اُنکے ہاتھ سے مارے گئے فوج مین بھگدر پڑ گئی نور الدہر تیغۂ طلسمی چمکاتے ہوئے صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے سامنے سیران کے پہونچے ملکہ محلافے سے دیکھ رہی ہین کہ حکمت پناہ بھی قلعہ سے نکل آئے کچھ پڑھ کر دریا پر دم کرتے ہین دریا غراٹے مار رہا ہی مچھلیان نکل رہی ہین مثل طائرونکے اُڑ رہی ہین جسپر عکس ڈالا وہ جل کر خاک ہو گیا اب نہنگ نکلنے لگے وہ دونون جوان دریا مین بھاند پڑے بیچ دریا مین شناوری کر رہے ہین سیران نے دیکھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوتی ہی طلسم کشا تیغ بکف آتے ہین کئی مرتبہ سامنا ہوا سیران بھاگتا پھرتا ہی نور الدہر تعاقب کرتے ہین ایک مقام پر سیران آکر زیر نخل کھڑا ہوا پُکار کر آواز دی کہ یا خداوند آکر مدد کیجیے طلسم کشا کے ہاتھ سے بچائیے بیقرار ہو کر جو یہ کہا نخل سے ایک طائر پیدا ہوا کمر مین سیران کی لپٹ گیا لے کر اُڑا نجم و ہمائے مرصع پوش نے کیسے کیسے سحر کیے کہ پتھر تک برسائے لیکن وہ طائر نہ رُکا سیران کو لے کر نکل گیا بقراط قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا کہ طائر نے لاکر سیران کو پہونچایا کہا یا خداوند یہ حاضر ہی اگر مین نہ پہونچتا تو یہ مارا جاتا طلسم کشا لباس طلسمی پہنے ہوئے لڑ رہا ہی ساحر وہ وہ ساتھ ہین کہ جن کا مثل نہین حکیم عمل خوانی کر رہا ہی کون ایسے بلوے کو روکے مین ہی ایسا تھا کہ اسکو نکال لایا یہ کہکر سامنے ڈال دیا بقراط نے کچھ پڑھ کر ہاتھ مارے کہ سیران کو ہوش آیا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا یا خداوند تقدیر کیجیے کہ سب کی مشکین باندھ کر لاؤن طلسم کشا یہ مین

غالب آؤن بقراط نے کہا کہ ای سیران بھائی تیراطیران بدل شریک مسلمانان ہوا
مجکو بڑا خیال یہ ہی کہ ایسا نہ ہو تو بھی شریک ہو جائے لشکر اسلام مین جو گیا وہ پھر
پلٹ کر نہین آیا کیسے کیسے ساحر شریک مسلمانان ہین اب حکیم صاحب کا شریک ہونا
اور بھی زیادہ غضب ہوا اُسکے عمل پر سحر نہ چلیگا دیکھیے انجام کیا ہو سیران نے کہا کہ مجکو
فوج ملے اب جاکر سر سے روکونگا ہر ایک کو گرفتار کرونگا ساٹھ ہزار فوج لے کر پھر چلا
یہان نورالدہر نے لڑائی کو فتح کیا قصر جواہر نگار مین آکر اُترے کئی ہزار ساحر و
غیر ساحر مطیع اسلام ہوے نورالدہر نے اُن سب کو بیرون قصر اُتارا آپ داخل
قصر ہوے حکیم صاحب کو حکم دیا کہ جاکر ملکہ کو اُتروا لاؤ حکیم صاحب جو محافے کے قریب
پہونچے دیکھا کہ کنیزین خالی بیٹھی ہین ملکہ ندارد حکیم صاحب روتے ہوے خدمت مین
نورالدہر کی آئے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ کو کوئی لے گیا نورالدہر نے کہا کہ خدا
اُنکا نگہبان ہی خدا اُنکی عصمت کو بچائیگا ساحر درپئے آزار ہین معلوم ہوتا ہی کہ کوئی
ساحر پھر آیا نجم اختر شناس نے قرعہ پھینکا اور زائچہ کھینچا بعد عرصۂ دراز کے سر
اُٹھایا اور کہا کہ ای شہریار سیران جادو نے یہ کام کیا پہلوے کوہ مین لشکر اُتارا ہی
آج رات کو پھر آئیگا غلام براے حفاظت حاضر رہیگا سیران کو گرفتار کریگا مگر سیران
پہلوے کوہ مین آکر اُترا ہی ملکہ کو لایا ہی دیکھ کر عاشق ہو گیا ہو کہتا ہی کہ ای دختر حکیم مجکو
قبول کر ورنہ تڑپا تڑپا کر مارونگا لاکھ منت و خوشامد کی مگر یہ ثابت قدم کوے محبت
کب مانتی ہی سیران کہتا ہی آج شام کو نورالدہر کو بھی لے آؤنگا لاکر دونون کو ساتھ
قتل کرونگا مگر نجم اختر شناس نے شب کو یہ انتظام کیا کہ نورالدہر کو لاکر ایک بارگاہ
مین داخل کیا سیران جادو دو پہر رات گئے اپنے مقام سے اُٹھا لشکر مین آکر سب سے
دریافت کیا معلوم ہوا کہ نورالدہر اس بارگاہ مین ہین سحر کرتا ہوا چلا جو لوگ کہ پہرا
دے رہے تھے غافل ہو گئے جب قریب دربارگاہ پہونچا سحر کرکے پردہ اُٹھایا نجم نے دیکھا
کہ سیران اندر بارگاہ کے جاتا ہی جب اندر پہونچا نجم نے سحر کیا کہ ایک زنجیر آہنی پیر
مین سیران کے لپٹ گئی سیران گھبرایا چاہتا ہی کہ زنجیر کو پانون سے کھولون زنجیر نہین کھلتی

نجم نے اُٹھ کر کمند سحر ماری کمند مین سیران پھنسا نجم نے مشکین باندھین سیران نے غل مچایا نورالدھر بیدار ہوے دیکھا کہ نجم اختر شناس نے سیران کی مشکین کسکر باندھی ہین سیران تڑپ رہا ہی ہماے مرصع پوش نے نکل کر زبان مین سیران کی سوزن دی جب سوزن زبان مین پہونچی تو سُست ہوا نورالدھر نے کہا کہ ای سیران بھائی تیرا طیران مطیع اسلام ہوا تو بھی اطاعت دین اسلام اختیار کر چند ساحر اسکے ساتھ آئے تھے اُنھون نے خبر سُنی کہ سیران گرفتار ہوگیا کلنگ جادو کہ سبکا افسر تھا کہا یارو بھاگ چلو ملکہ کو لے کر طرف بقراط ثانی کے بھاگے لیکن نجم نے سیران کو قید کرکے ہماے مرصع پوش کو حکم دیا کہ جاکر پہاڑ پر ملکہ کو تلاش کرو ملکہ ہماے مرصع پوش چلین پہاڑ پر آکے دیکھا کہ سناٹا ہی ہماے مرصع پوش ناچار ہوکر پلٹین نجم کے پاس آئین کہا کہ ای نجم اختر شناس پہاڑ پر سناٹا پڑا ہی معلوم ہوتا ہی وہ لوگ ملکہ کو لے کر بھاگ گئے نورالدھر نے یہ سُن کر ایک آہ کی فرمایا کہ ای نجم اب کیا ہوگا غضب ہوا اگر وہ لوگ بقراط ثانی کے پاس پہونچ گئے تو وہ بے حیا بڑا فساد برپا کریگا ملکہ کو قتل کریگا خدا اپنا فضل کرے نظم

حکم شافی سے دوا آب بقا ہو جائے	جلد اب میرے مسیحا کو شفا ہو جائے
رہے سرسبز ہمیشہ یہ نہالِ نوخیز	خضر سان عمر دراز اسکو عطا ہو جائے
چمنِ دہر مین ایسا ہو یہ گل بالیدہ	جسم پر غنچہ صفت تنگ قبا ہو جائے
ہو مبارک اسے دنیا مین سعادتمندی	زلف پیچیدہ جو ہی بال ہما ہو جائے
سہل ہو جائے جو پیش آئے اُسے امر محال	ناخنِ شیرِ خدا عقدہ کشا ہو جائے

یہ کہکر قبضے پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یا آج میری قضا ہی یا انشاءاللہ ملکہ کو لے کر آؤنگا یہ سُن کر ارسطوے ثانی اپنے مقام سے اُٹھے کہا کہ ای شہریار حضور تکلیف نہ فرمائین غلام جاتا ہی جب غلام مارا جائے تو سرکار کو اختیار ہی غلامان جانباز کے سامنے سرکار کا جانا مناسب نہین یہ کہکر ارسطوے ثانی پر پرواز پیدا کرکے چلا بعد جانے ارسطو کے نجم نے کہا کہ مین بھی جاتا ہون ہماے مرصع پوش نے کہا کہ کنیز بھی جائیگی

بقراط بلائے روزگار ہی تھا مگر کلنگ جادو ملکہ کو لیے ہوے قصر ہشت پہل مین پہونچا کہا یا خداوند سیران تو گرفتار ہو گیا مگر ملکہ کو ہم لوگ لیکر بھاگ آئے ملکۂ عالم حاضر ہین ملکہ کو جو سامنے کیا ملکہ نے منھ ڈھک لیا بقراط نے پکار کر آواز دی کہ اے معشوقۂ خورد اپنے عاشق پر رحم کر و چہرۂ زیبا کو کھولدو مین نہایت مشتاق ہون ملکہ نے جواب دیا کہ او کل موہے خدا تیری صورت نجس نہ دکھائے تیرے سامنے گرفتار ہو کر آئے ہین قتل کا حکم دے دار پر کھینچ دے جو بدعت تیرے مزاج مین آئے کر بقراط ثانی نے کنیزون کو بلایا کہا اسکو گرفتار کر کے ہمارے سامنے لاؤ کنیزین زبردستی ملکہ کو قریب لائین ملکہ دعائین مانگ رہی ہین کہ اے خالق کارساز و اے بندہ نواز رحم اپنا شریک کر نظم

به بال شوق اگر مرغ دل کند پرواز ،
رسد به اوج فلک از زمین بصورت باز

چو حق به بندۂ خاکی عطا کند اعزاز
درِ امید کند بر رخش ز ہر سو باز

بسوز در محبت ہر آنکه گشت گدا
صدائے عشق بگوشش رسد ز ہر یک ساز

محبت است که مجنون اسیر لیلی گشت ،
محبت است که محمود شد غلام ایاز

خدا بفضل و عنایت ہمیشه شایان است
خدا بلطف و ترحم بود ہمیشه مجاز ،

بچار سوے جہان بحر فیض حق جاریست
روانست چشمۂ فیضش بہر نشیب و فراز

به قرب محفل جانان اگر رسی ہندی
ہمیشه باش قدم پوش مثل پا انداز ،

چاہتی ہین اپنے کو کنیزون سے بچاؤن کنیزین لپٹی جاتی ہین ہاتھ بڑھاتی ہین ملکہ نے بیقرار ہو کر آسمان کی طرف دیکھا ایک برق چمک کر گری کہ کئی کنیزون کے سر اڑ گئے آواز آئی کہ او نامرد تو چاہتا ہے کہ معشوقۂ شہریار پر دست انداز ہو تیری کیا مجال ہے کہ اسپر ہاتھ ڈالے منم ارسطوے ثانی کڑک کر گرے ملکہ کو پنجے مین دبایا چاہا بلند ہون بقراط نے ہاتھ ہلایا ارسطوے ثانی الٹ گئے یقین تھا کہ زمین پر گرین کہ نعرہ ہوا منم نجم اختر شناس بقراط نے پھر ہاتھ ہلادیا نجم بھی الٹ گئے کہ یکایک ایک دہاکا ہوا قصر مین اندھیرا ہوا اور آواز آئی کہ منم ہمائے مرصع پوش جھپٹ کر گری تینون کو سنبھالا ملکہ کی کمر مین پنجہ دے کر لے اڑی نجم و ارسطوے ثانی نے بلند ہوتے ہوتے ایک

گولہ مارا کہ اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین لڑتے بھڑتے نکل گئے کئی سو غلام بقراط ثانی کے مارے گئے قصر کے کنگرے گرے بقراط ثانی گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا چاہا کہ بھیجا کروں کنیزین لپٹ گئین کہا یا خداوند کئی ساحر ساتھ آئے ہین ایک کے بعد ایک گرا آخر ملکہ کو اُٹھا لے گئے دربار مین بقراط کے ہنگامہ بڑا ہوا ہر ایک کا قول ہے کہ یا خداوند اب طلسم کشا کا حوصلہ بڑھیگا ہر مرتبہ ارادہ کریگا کہ دربار مین خداوند کے جاؤن اور کام کر آؤن بقراط نے کہا کہ کیا مجال تم لوگون نے مجکو روک لیا ورنہ مین جا کے قیامت برپا کر دیتا تم لوگون کے روکے سے رُک گیا لیکن ہمارے مرصع پوش جو ملکہ کو لیکر چلی آسمان پر بلند ہو گئی عقب مین نجم اختر شناس وارسطوے ثانی دیکھتے ہوے آتے ہین ہمارے مرصع پوش ستارۂ سحری بنی ہوئی جاتی ہے ناگاہ ارسطوے ثانی نے دیکھا کہ ستارہ سیاہ ہونے لگا ارسطوے ثانی نے نجم سے کہا کہ ذرا خیال کر کے دیکھو کہ ہما سیاہ ہونے لگی ایسا نہ ہو کہ کسی نے سحر کیا ہو نجم بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل ہمارے مرصع پوش پر سحر کر رہی ہے جون جون سحر کرتی ہے ہما کی قوت کم ہوتی جاتی ہے نجم نے للکارا کہ او ساحرہ تو کون ہے اُسنے پلٹ کر آواز دی کہ آگاہ ہو منم گلزار گوہر پوش یہ کون ہے کہ اس مہ جبین کو لیے جاتی ہے نجم نے کہا کہ یہ معشوقہ طلسم کشا ہے خبردار اسپر ہاتھ نہ ڈالنا مگر اُس ساحرہ نے نہ مانا نجم پر سحر کیا کہ نجم لڑکھڑا گئے کہ برابر ارسطو پہونچے ارسطو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ نے ایک ہاتھ سے ہما پر سحر کیا اور ایک ہاتھ سے نجم پر اشارہ کر دیا کہ نجم لڑکھڑا کر گرا چاہتا ہے ارسطوے ثانی نے للکارا کہ او مکارہ خبردار تجھے اپنے کمال پر بڑا ناز ہے یہ کہہ کر جھولی سے ایک گولہ نکالا اتنے عرصے مین ہما بھی سنبھلی ہمانے اوپر سے سحر کیا ارسطوے ثانی نے گولہ مارا سر پر اُس ساحرہ کے آکر پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ارسطوے ثانی نے کہا کہ اڑ ہما جلد نکل جاؤ مگر ساحرہ جو مری غلغلہ ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من گلزار گوہر پوش بود شوہر اسکا باغ مین بیٹھا تھا اُسکے کان مین جو یہ آواز آئی زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ ارے کسنے میری زوجہ کو مار کر لاشہ آکر گرا گھبرا کر پوچھا کہ ارے کسنے تجھے مارا مین تو تباہ ہو گیا لاشہ تڑپا اُس سے

آواز آئی کہ صاحب کیا پوچھتے ہو ہماے مرصع پوش معشوقۂ طلسم کشا کو لیے جاتی تھی
مین اُسپر جا پڑی یہ نہ جانتی تھی کہ اور بھی کوئی ساتھ ہی اول نجم اختر شناس آیا اُس کو تو
مین نے زیر کیا مگر ارسطوے ثانی کہ شعبدے مین لاثانی تھا اُسنے گولہ مارا کہ میرا سر پھٹ گیا
یہ میرا انجام ہوا یہ سُن کر فرتوت جادو اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی کہ بھلا مین انکو
جلنے دونگا اور بدلے زوجہ کے معشوقۂ طلسم کشا لونگا یہ کہکر جھپٹا نگاہ جو پڑی دیکھا ایک
مہ جبین ایک پری وش کو ہاتھ پر لیے ہوئے جھٹکی ہوئی جاتی ہی پکارا کہ خبردار آگے نہ
بڑھنا ہماے مرصع پوش نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام جھپٹا ہوا آتا ہی
چاہتا ہی کہ ہاتھ ڈالدون پکار کر آواز دی کہ ای نجم اختر شناس اس ساحر کو روکنا
نجم کے جو کان مین یہ آواز پہونچی جھپٹ کر قریب آیا ایک ساحر قوی تن و قوی من کو دیکھا
کہ مُنھ سے آگ چھوڑتا ہوا آتا ہی نجم نے گولہ مارا اور پکار کر آواز دی کہ خبردار اُدھر
نہ جانا مگر فرتوت نے نہ مانا گولے کو ہاتھ سے روکا نجم نے مُنھ سے آگ چھوڑی کہ وہ
شعلہ فرتوت پر گرا فرتوت نے ایک آہ کی ایک طائر پیدا ہوا اُس طائر نے شعلہ پر پر مارا
کہ شعلہ بجھ گیا آواز دی کہ ای طائر صحرائی مین نے اس ساحر کو پہچانا نجم اختر شناس اسکا
نام ہی قدرت کا دشمن ہو اسلمانون سے جا ملا اُس طائر نے نجم اختر شناس سے آنکھ ملائی
اور با لحان تمام یہ اشعار گانے لگا نظم

قدح لیے ہوے گُل مثل بادہ خوار آیا	خزان چمن سے گئی موسم بہار آیا
کسی طریق سے دلمین اگر غبار آیا	ہوا یقین یہ مجکو کہ شہسوار آیا
تمام عمر یونہین ہو گئی بسر اپنی	شبِ فراق گئی روز انتظار آیا
گُل سوار و پیادہ شکست کھا کے گئے	چمن مین جب تنِ تنہا وہ شہسوار آیا
خبر کرے کوئی زاہد کو آئے بہرِ مدد	شکست توبہ کو پھر موسم بہار آیا
شراب کیون نہ چلے فصلِ گُل مین ای زاہد	کہ نہرین جاری ہوئین موسم بہار آیا
دیے فلک نے مری سر کو کتنے ہی گُل داغ	گلہ نہین کوئی پانون تلے جو خار آیا
چمن مین کوئی گُلِ تر جو شاخ پر دیکھا	تو مجکو یاد وہ محبوب فی سوار آیا

گئے جو کوہ پہ سوداے زلف یار مین ہم
تو وہین مار سیہ بنکے یار غار آیا
کبھی جو سیر چمن کو وہ نے سوار گیا
گل پیادہ یہ سمجھے گل سوار آیا
جو گوش گل نہ سُنے باغ مین تو کیا چارہ
قفس سے نالۂ بلبل ہزار بار آیا
یہ نازکی کے ہین معنے کہ باغ مین وہ گل
قریب آتش گل جب گیا بخار آیا
کبھی نہ قطرہ دیا تونے ساقیا مجکو
ادھر نہ آتش مے کا کوئی شرار آیا
لگا جو تیر ترا سینۂ مشبک ہین
مین خوش ہوا کہ مرے دام مین شکار آیا
دکھا کے باغ مین آنکھین جو چڑھی ہو مین اپنی
وہ نشہ دیدۂ نرگس سے آج اُتار آیا

اُس طائر نے نجم سے جو آنکھین ملا کر یہ اشعار پڑھے نجم جھومنے لگا طائر نے ایک ایسی چیخ ماری کہ نجم لڑکھڑایا فرتوت نے بڑھ کر ہما پر سحر کیا کہ ہما کی آنکھین بند ہوگئین پنجے سے ہما کے ماہ کو لیا دونون کو اُسی حال مین چھوڑا ارسطوے ثانی نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا بڑھکر سحر کیا فرتوت یا تو چلا تھا یا اُلٹا پلٹ کے دیکھا کہ حکیم صاحب میری فکر مین آتے ہین پکار کر کہا کہ اے ارسطوے ثانی منم فرتوت جادو نزد جہ میری تم لوگون کے فتنہ سے ہلاک ہوئی بس مین اس مہجبین کو لیے جاتا ہون جاکر اس سے گھر آباد کرونگا ورنہ تنہا گھبراؤن گا ارسطوے ثانی نے کہا کہ او بے حیا تیری بھی یہ مجال ہی کہ تو اس مہجبین پہ دست اندازی قضاے کار سرباز جادو ساحرہ ان سب کے بعد نورالدہر سے رخصت ہو کر چلی تھی دور سے دیکھا کہ ہماے مرصع پوش و نجم اختر شناس زمین پر گرا چاہتے ہین یقین ہی کہ اعضا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین گے سرباز نے جھپٹ کر دونون کو روکا ہماے مرصع پوش تو گھبرائی ہوئی ہی مگر نجم کی جو آنکھ کھلی اپنے کو پنجے مین سرباز کے پایا گھبرا کر پوچھا اے سرباز کچھ یہ بھی خبر ہی کہ ملکۂ عالم پر کیا گذری کہ ایک طرف سے دیکھا ایک ساحر سیہ فام ملکہ کو پنجے مین دبائے ہوے لیے جاتا ہی اور پیچھے اُسکے ارسطوے ثانی بدحواس پکارتا ہوا آتا ہی کہ خبردار آگے نہ بڑھنا ارے جہان جائیگا تیری فکر ہو جائیگی سرباز نے ہما کو چھوڑا نجم سے اشارہ کیا کہ اس ساحر کو گھیرلو نجم نے بائین پر سے آگر ایک گولہ مارا سرباز کہ ملکہ سے نہایت محبت رکھتی ہی کڑک کر گری مگر فرتوت اپنے کو بچاتا ہو جی مین کہتا ہی ساحر دن کا

تار بندھا ہوا ہی یہ چوتھی کمان سے آئی مگر سرباز لپٹ گئی بالون پر فرتوت کے ہاتھ ڈالا ہرچند کہ ماران سیاہ بالون سے اسکے پیدا ہوے جسم مین سرباز کے لپٹنے لگے سرباز نے کچھ اپنی جان کا خیال نہ کیا مگر ملکہ کو پنجے سے فرتوت کے لیا آواز دی کہ ای نجم تم اس سے مقابلہ کرو کہ مین نکل جاؤن نجم نے بڑھکر کار دسحر پھینک ماری شانہ فرتوت کا نشانہ ہوا شانے کا زخم اُٹھاکر فرتوت نے وہی خون ارسطو پر پھینک مارا ارسطو نے اپنے کو تو بچایا مگر نجم پر گرا نجم کے بدن مین آبلے پڑ گئے فرتوت بڑھا کہ سرباز سے لپٹ جاؤن ارسطو نے بڑھ کر سامنا کیا فرتوت نے دیکھا کہ چہار طرف سے مجکو گھیرا ہی اب سرباز کو کیونکر پاؤن ارسطو نے پکار کر آواز دی کہ ای سرباز تم نکل جاؤ ہمپر جو گذرے گی ہم سمجھ لین گے سرباز تو جھپٹ کر لشکر مین پہونچی مگر شاہزادہ نورالدہر کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے تھے سرباز نے کہا کہ ای شہریار ملکہ کو تو مین لائی مگر ساحر زبردست سے نجم سے مقابلہ ہی وہ سامنے سحر ہو رہا ہی دونون کو اُسنے عاجز کر دیا ہی نورالدہر نے کمان طلسمی کاندھے سے اُتاری ترکش سے تیر تین پھال کا نکالا تاک کر فرتوت پر مارا فرتوت نے بہت چاہا کہ اپنے کو بچاؤن مگر یہ تیر کمان طلسمی تھا سینہ پر کینہ پر جلکے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشہ اُسکا لڑکھڑایا بجاے خون کے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے تمام اعضا مثل ہیزم خشک کے جلنے لگے مگر کچھ دم ابھین باقی ہی قضاے کار اخطاے مردم در تاے پہلوان اپنے بیٹھے مین میٹھا ہی اکھاڑے مین شاگرد لڑ رہے ہین کہ لاشہ فرتوت سامنے آکر گرا اخطا نے بڑھ کر پوچھا کہ ارے تو کون ہی تجکو کسنے مارا ہرچند کہ فرتوت نوبت بجان وکار دباستخوان تھا ہچکیان لے رہا تھا مگر کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان مجکو طلسم کشانے مارا ورنہ مین کسی کے ہاتھ سے چوٹ نہ کھاتا اخطاے مردم در نے پوچھا کہ طلسم کشا کہان ہی فرتوت نے کہا یہ جو سامنے صحرا ہی اُس مین لشکر اُترا ہوا ہی طلسم کشا ٹہل رہا تھا مجکو دیکھ کر تیر مار دیا مین تیر سے نہ بچ سکا کیونکہ تیر طلسمی تھا یہ کہکر فرتوت کا دم نکل گیا مرنے کی علامت نمایان ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فرتوت جادو بود مگر اخطا نے کہا کہ بڑی شرم کی بات ہی کہ طلسم کشا یہان تک آئے اور زندہ نکل جلئے یارو

تیاری کرو ساٹھ ہزار جوان صحرائی تیار ہو کر سامنے آئے شاگردون نے سلاح لگاکے اخطا گینڈے پر سوار ہوا لشکر لیکر چلا یہان نورالدہر نے ملکہ کو بارگاہ مین بھیجا کہ نجم وار سطوے ثانی و پیادے مرصع پوش آکر پہونچے مگر کراہتے ہوے فرتوت نے وہ سحر کیے ہین کہ کلیجون مین آگ لگی ہوئی ہی نورالدہر ان سب کو لیکر بارگاہ مین آئے حکیم صاحب نے سب کا علاج کیا کہ صحرا سے گرد اُڑی اخطا سے مردم در ساٹھ ہزار فوج سے آکر پہونچا ایسا جھاآیا ہوا تھا کہ اُسی وقت طبل جنگی بجوادیا نورالدہر نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری ہوئی مگر اخطا نے یہ کہلا بھیجا کہ مین آپ کی جرأت کا شہرہ سُنتا ہون ساحر دخل نہ دین میرے آپکے مقابلہ ہو نورالدہر نے ساحرون کو حکم دیا کہ تم لوگ الگ رہو خبردار لڑائی مین دخل نہ دینا حکیم صاحب نے عرض کی کہ یہ قصر جواہر نگار ہی غلام ضرور ساتھ چلیگا غلام کا ساتھ نہ ہونا باعث بدنامی ہی غلام دخل نہ دیگا نورالدہر نے فرمایا کہ جناب حکیم صاحب آپ کا ہمراہ ہونا باعث فخر و افتخار ہی لیکن اگر دخل دیجیے گا تو میرے واسطے باعث بدنامی ہی حکیم صاحب نے جواب دیا کہ مین جادوگر نہین ہون مین شعبدہ کرتا ہون مگر دخل نہ دونگا وقت سحر سب ساحر تو الگ کھڑے ہوے ملکہ کو بڑا انتشار ہی جب نورالدہر رخصت ہوے تو رونے لگین اور کہتی تھین کہ اے شہریار میرا توسل آپ سے ہی اور بقراط ثانی دشمن ہی یہ پہلوان اس سرحد مین مشہور ہی کوئی آج تک اس بے حیا پر غالب نہین آیا جو اس سے لڑا مارا گیا اس وجہ سے کنیز کو خوف ہی میرے والد نامدار کو منع کیجیے وہ کچھ پڑھین گے ورنہ کنیز کدھر جائیگی کنیز کی تو یہ صورت ہی نظم

کون زندہ ہی جو اُس چشم کا بیمار نہین	مر کے چھوٹا ہی جو زلفون مین گرفتار نہین
کیا ترے ہاتھ سے سر پر مرے دستار نہین	مارے چاکون کے جنون جیب مین اک تار نہین
پردۂ چشم اُٹھا مجمع اغیار نہین	بندہ موسیٰ کیطرح طالب دیدار نہین
دیکھ کر اپنے خریدار و نکو جھنجلا کے کہا	میرا کوچہ ہی یہ کچھ مصر کا بازار نہین
جتنے اندھے ہین کنوئین سو کھے ہی دیکھے لیکن	خشک کوزے مین ابھی دیدۂ خونبار نہین

جل گیا دھوپ مین اب گھر مین مجھے آنے دے — دو پہر ٹھیک ہی اب سایۂ دیوار نہین
کوے جانان مین ہون نظرو نہین سمائے اب کون — کوئی ہم چشم بجز روزن دیوار نہین
آبلے ہین مرے پاؤن مین نہ سمجھو پاپوش — پنبۂ داغ جنون سر پہ ہی دستار نہین
دشت وحشت مین یہ بے کھٹکے چلا جاتا ہون — کوئی گویا کہ مرے آبلے مین خار نہین
آنکھین خونبار ہین دل جلتا ہی سر پھرتا ہی — ہجر مین بس یونہین جو عضو ہی بیکار نہین
فاقہ مستی ہی کہین مستی دولت ہی کہین — اس خرابات مین ہم رند ہین میخوار نہین
طعنہ زن زاہد بیدین ہی عبث ای ناسخ — کون بندہ ہی خدا کا جو گنہگار نہین

ملکہ یہ اشعار پڑھ کر رونے لگین نور الدہر نے اشک حسرت پونچھے کہا کہ ای ملکۂ عالم آج لڑائی کا تم بھی تماشا دیکھو کہ آج اس سے کیا گذرتی ہی بہ عنایت پروردگار بہت جلد اسکو زیر کرونگا پہلوان نامی ہی شاید اطاعت کرے اگر میری قضا اُسکے ہاتھ سے ہی تو سب ناچار ہین ملکہ نے حکم دیا کہ ہماری بارگاہ بلند ٹیکرے پر استادہ ہو کہ ہم بھی تماشاے جنگ دیکھین یہ سب خبرین اخطا کو پہونچین کہ ملکہ کی بارگاہ بلند ٹیکرے پر استادہ ہو رہی ہی اسمین سے ملکہ تماشا دیکھین گی خوش ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ میری جرأت دیکھ کر ملکہ عاشق ہو جائین گی مین بہت جلد زیر کرونگا دو چار پہلوان نور الدہر نے ساحرون کے سحر سے مارے یا گرفتار کیے ملکہ جانتی ہو نگی کہ طلسم کشا سے بہتر کوئی جوان نہین میری تقدیر نے رسائی کی تو طلسم کشا کو اپنا رفیق بناؤنگا ملکہ بعہدۂ معشوقی رہیگی خوب اپنے کو آراستہ کیا دو دو تلوارین لگائین دو سپرین پشت پر ڈالین جوڑی خنجر کی کمر سے لگائی اور گرز گران ساٹھ سی من کا ارابے پر لد وا دیا جس مین چالیس جوڑی نرگاؤ کی لگی ہین سب پہلوانون سے کہا کہ میری پشت پر آؤ لباس بھی بھاری پہنا ہی بڑی دھوم سے میدان مین آیا ادھر سے نور الدہر پہونچے ساحرون کو الگ کر دیا ہی قسم دیدی ہی کہ خبردار اگر کوئی سحر کریگا تو مین اُسکی صورت سے بیزار ہو جاؤنگا سب سے زیادہ ارسطوے ثانی کو قلق ہی نجم سے کہ رہے ہین شاہزادے نے بہت بُرا کیا کہ ہم لوگون کو منع کر دیا ورنہ ہم ذرا زبان ہلاتے اُسکا زور کم ہوتا انکا زور بڑھتا وہ پہلوان جہان دیدہ ہی صد ہا پہلوان زیر ہو کر

اُسکے شاگرد ہوے اور بعضون نے اطاعت کی اور بعضے جان سے مارے گئے ہم لوگ بہت گھبرا رہے ہین سردار بھی گھبرا رہے ہین اور پریشان ہین مگر حکم سے آقا کے خائف ہین یہ خوب جانتے ہین کہ جو زبان سے فرمایا ہر وہی کرین گے اگر خلاف مرضی اُنکی سحر کرین گے تو یقین ہی کہ ہمکو لشکر سے نکال دین اس وجہ سے زبان نہین ہلا سکتے ملکہ شمشاد بلند مکان خیمے سے دیکھ رہی ہین اخطاے مردم در اس زور و شور سے میدان مین آیا کہ تمام صحرا کانپنے لگا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ رہے اخطا نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین نیزہ ہلاتا ہوا آیا آکر ساحشوری کرنے لگا مگر ملکہ نے جو اُسکا قد و قامت دیکھا بیتاب و بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگین عرض کرتی تھین کہ ای خالق بے نیاز و ای ربِّ کارساز شاہزادے کو اس دشمن خدا کے ہاتھ سے بچا لینا تو مالک ہی تیرے نزدیک سب آسان ہی نظم

شود بندہ محکوم شیطان چہ باعث	بتابد سر از حکم رحمان چہ باعث +
شود با وجودِ شرافت بدنیا +	ز انسانیت خارج انسان چہ باعث
چو در زیر خاکست آخر مقامش +	بردتا فلک بام ایوان چہ باعث
چو پیکِ اجل برسراست ایستادہ	برین زندگی ہست نازان چہ باعث
درین ضعف انسان کم زور بر پا	کند ہر زمان تازہ طوفان چہ باعث
چو نزدیک تر حق ز حبل الورید است	فراقِ و جدائی و حرمان چہ باعث
چو در جسم و جان است نورِ ظہورش	ز دیدہ نہانست جانان چہ باعث
بہر جاست حاضر بہر سمت ناظر +	مگر ہست از خلق پنہان چہ باعث
چو رزاق روزی رسان است ہندی	تو ہستی پریشان و حیران چہ باعث

مگر اخطا نے بڑی دیر تک نیزہ ہلایا کمال اپنا دکھایا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے پہلوانون نے قصد کیا تھا کہ مقابلے مین اسکے جا پڑین جانین اپنی دین مگر آقا کو بچائین کہ اُسنے پکار کر آواز دی کہ سوا طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا اب تو سب رُک گئے نور الدہر مرکب طلسمی سے اُترے دوسرے مرکب عربی پر سوار ہوے پہلوانون نے پوچھا تو باعث بیان کیا کہ یہ پہلوان ہی

ایسا نہ ہو کہ کہے آپ مرکب طلسمی پر سوار تھے گھوڑے نے طرارے بھرے میر اگینڈا جا جزر ہا
پہلوانون کو بہت ناگوار ہوا مگر بسبب خوف کے کچھ نہ کہہ سکے نور الدہر مرکب چمکا کر سامنے
اخطا کے آئے اُسنے جو جمال جہان آرا دیکھا مثل آئینہ حیران و مثل زلف پریشان ہوا
جُھک جُھک کر سلام کرنے لگا کہتا تھا کہ ای معشوق خوبرو مین چاہتا ہون کہ اگر میری
اطاعت کر تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون مجھے تیرے شباب پر رحم آتا ہی ورنہ میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا میری ضرب دست کبھی خالی نہین جاتی نور الدہر نے کہا کہ او
مغرور زیادہ غرور نہ کر اگر تو دین اسلام قبول کرے تو تجکو کُل لشکر کا سپہ سالار کرون
ہر چند کہ سپہ سالار میرے لشکر کا وہ جوان ہی کہ جسکا عدیل و نظیر نہین اُسکے بعد تیرا عہدہ
ہوگا اگر اسکو قبول کرے تو مقابلہ نہ کر یہ سُن کر اخطا قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ ای طلسم کشا
طلسم کشائی پر غرور نہ کر نا طلسم کشائی اور چیز ہی اور زور بازو اور شی ہی جس وقت تلوار
کھینچونگا چمک سے اُسکی بھاگوگے نور الدہر نے کہا کہ اب وار کر مین تیرے وار کا
مشتاق ہون اخطا نے نیزہ اُٹھایا داہنی بغل اور بائین بغل سے پیچ و تاب دیتا ہوا
نیزہ نور الدہر پر مارا ملکہ نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر
لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین مگر ملکہ بہت بیقرار ہین جب نیزہ اخطا
کا چلتا ہی ملکہ آنکھین بند کر لیتی ہین جب نور الدہر کا چلتا ہی ملکہ بیقرار ہو کر کہہ اُٹھتی ہین
کہ گھوڑے کی آنکھ مین نیزہ مارے کہ موا اندھا ہو جائے دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک
مقام پر نور الدہر نے نیزہ کا ٹھٹا تھپیڑا مار دیا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطا کے نکلا لشکر ون
مین غریو ہوا کہ طلسم کشا نے کیا کار نمایان کیا یہان سب کنیزین شاہزادے کو دعائین
دینے لگین کہا داری آپ نے دیکھا کہ اس دیو خصائل کا نیزہ کس طرح نکالا ملکہ نے کہا کہ
مجھے یقین نہ تھا کہ اسپر غالب آوین گے مگر خدا سلامت رکھے فنون سپہ گری مین طاق
شہرۂ آفاق ہین کنیزون نے کہا کہ واری زور مین تو وہ زیادہ ہو ملکہ نے کہا کہ یہ فرزند
صاحبقران ہین زور انکے رگ و ریشے مین بھرا ہو بیشہ صاحبقرانی کے شیر ہین انتہا کے
دلیر ہین مگر اخطا نے جو دیکھا کہ نیزہ نکلا بہت شرمندہ ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار

کو کر ہاتھ مارا نورالدہر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ملکہ نے کنیزون سے گھبرا کر
کہا کہ لو بیبیو بیوقوفی دیکھو کہ اُسکی تلوار سے لپٹے جاتے ہین ایسا نہ ہو کہ تلوار اُس کی
چل جائے کنیزون نے کہا کہ واری اُس بے حیا نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا کشاکش
کے زور ہو رہے ہین ملکہ نے گھبرا کے کہا معلوم ہوتا ہی کہ کشتی لڑنے کا ارادہ ہی
یقین ہی کہ اب کشتی ہو یہان نورالدہر نے ہاتھ مروڑ کر ہکہ مارا اور تلوار چھین کر
پھینک دی اخطا کو بہت ناگوار ہوا گریبان مین ہاتھ ڈال کر لپٹ پڑا اخطا گینڈے
سے کودا نورالدہر سے کشتی ہونے لگی نورالدہر نے ایسے دو چار ہکے مارے کہ ہر مرتبہ
سر زمین سے ملا دیا ملکہ تعریفین کر رہی ہین فرماتی ہین کہ صاحبو دیکھتی ہو کہ اتنے بڑے
دیو خصال کو کیا تنگ کیا ہی ماشاءاللہ کس زور و شور سے لڑ رہے ہین اگرچہ اخطا جان
دیے ہوے لڑ رہا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا کبھی عاجز ہو کے کہتا ہی کہ ای شہریار اب کل
مقابلہ کرینگے آپ بھی تو تھک گئے ہونگے نورالدہر فرماتے ہین کہ بہادر کہین تھکتے ہین
شام تک ایک طرح مقابلہ رہا جبکہ پہلوان زرین پوش اکھاڑہ مین مغرب کے گیا اور
شاگردان ضیاء و شعاع اپنے اپنے مقام پر گئے شہنشاہ ماہ تابان بافوج ثوابت و
سیارگان با کروفر سپہر زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا اخطا نورالدہر کو روک کر کھڑا ہوا
کہا ای شہریار بس اب تو رات ہوئی مقابلے کا کیا مزہ ہی نورالدہر نے فرمایا کہ رات
کا دن کرنا بادشاہون کو کیا دشوار ہی یہ کہکر اشارہ کیا ساحرون نے بڑھ بڑھ کر
سحر کیے تمام درخت مثل جھاڑ کے روشن ہو گئے نجم اختر شناس نے ایسا سحر کیا کہ پتلے سُنہری
مشعلین لے کر پیدا ہوے فرمایا کہ ای اخطا لو روشنی ہو گئی جی مین کہتا ہی کہ ای اخطا
طلسم کشا نہایت صاحب اختیار ہی دم بھر مین یہ سامان ہو گیا دن کی کیا حقیقت ہی
رات کو زیر کرونگا نورالدہر سے لپٹ پڑا اب رات کو بھی باہم کُشتی ہونے لگی رسالدار
و کمیدان دریان بچھا بچھا کر بیٹھے رفقا زین پوش بچھا کر بیٹھے خوانچے والے آکر موجود ہوے
ایک طرف آکر گلفروش بسے آوازین آنے لگین کہ کیا مزہ ہی پیڑون مین اور کیا بار
بیلے کے ہین معلوم ہوتا ہی کہ بڑا میلہ جما ہوا ہی دونون جوانون مین کُشتی ہو رہی ہی

ملکہ فرماتی ہین کہ صاحبو میرے دل کو بیقراری ہو کہ خدا اس دیو خصال پر اس شیر بیشۂ
صاحبقرانی کو غالب کرے کیا کہون اپنی جو کیفیت ہو اصل مین یہ صورت ہو نظم

گنگ ایماے لبِ یار سے گویا ہوئے　　آنکھین تلوون سے ملے کور تو بینا ہوئے
چھپ سکی بادِ سحر سے نہ تری زلف کی بو　　مشک کا چور یقین یہ ہو کہ رسوا ہوئے
یار نے پردہ کیا ہمسے بہت خوب کیا　　حُسن ہو وہ بھی کوئی جو کہ تماشا ہوئے
اُس بیابان مین پیادہ مجھے لائی ہو قضا　　شہسوارونکی جہان گرد نہ پیدا ہوئے
ناف پر تیری ہو کیونکر نہ نگاہون کا ہجوم　　ہالے سے ماہ جو ہو جاے تماشا ہوئے
دل نہین داغ ہو جسمین نہین کیفیت عشق　　جسم بے روح ہو بے بادہ جو مینا ہوئے
آبرو چاہے اگر معرکۂ الفت مین　　کود پڑ اسمین کنوان ہوئے کہ دریا ہوئے
روز و شب چرخ ہنڈولے کیطرح پھرتا ہو　　کسطرح جسے نہ زمانہ تہ و بالا ہوئے
حشر کا روز گذر جائے ملے حور بہشت　　وہ بھی دن ہو کہ نہ اندیشۂ فردا ہوئے
نفرت آنے مین جو کی تھی عوض اُسکا نہ سمجھ　　روح کو جسم کے چھٹنے مین نہ ایذا ہوئے
میری تکبیر کی آواز جو زاہد سُن پائے　　دردِ سر نالۂ ناقوس کلیسا ہوئے
روشنی سے مجھے اسکی یہ یقین ہوتا ہو　　پنجشاخہ ترے در کا یدِ بیضا ہوئے
دل کو خوش رکھتی ہو نافہمی کم عمر آتش　　کوئی دیوانہ ہو لڑکون کو تماشا ہوئے

کنیزون نے عرض کی کہ واری نہ گھبرائیے ہر مقام پر شاہزادہ زیادتی کر رہا ہو یقین ہو
غالب آوین وہ بے حیا ہانپ رہا ہو شاہزادے کے تیور پر بل نہین چار پہر رات گذر کر
جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش چرخ زبرجدی پر
آیا فوج ضیا و شعاع نے جا بجا اپنا اہتمام کیا شاہزادہ اخطا کو لے دوڑا پچیس قدم
ریل کر لایا وہان پر لا کر پٹکہ مارا کہ دونون گھٹنے اخطا کے آشنا بہ زمین ہوے اخطا نے چاہا
کہ لنگر قایم کرون حریف زبردست لنگر کب قایم ہونے دیتا ہو دونون ہاتھ ستون کیے
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ تکبیر بلند کیا زور جو کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور
مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دے کر چاہا کہ زمین پر مارون اخطا نے

آواز دی کہ ای شہریار غلام کو سر سے بلند کرکے زمین مذلت پر نہ گرائیے مین بدل وجان تابعدار ہون اور عاشق جمال بیمثال ہون امیدوار ہون کہ بقیۂ عمر زیر سایۂ دامن دولت بسر کردن نورالدہر نے زمین پر رکھ دیا اخطا قدمون پر گرا گرد پھرنے لگا فوج سے پکار کر آواز دی کہ یارو مین نے تو اس شہریار کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو وہ میرے پاس چلا آئے ورنہ بقراط ثانی کے پاس جائے سب افسر آکر شریک ہوے مگر چند کس کہ سیاہ رو اور سیاہ قلب تھے یہ کہتے ہوے بھاگے کہ یارو کیا ہمارے باپ اور دادا بیوقوف تھے کہ خدا وند بقراط ثانی کو سجدہ کیا ہم مذہب نہ بدلین گے پانچ سو جوان اور ایک افسر قطران فیل پیکر نامے یہ بھاگے ہوے جاتے ہین مگر یہان نورالدہر بحضور فیروزی اخطا کو ساتھ لیکر پلٹے تمام ملازمون نے نذر و نیاز کی روشنی کا سامان ہوا ہین شبانہ روز ایک طور پر جشن رہا لیکن قطران جیتہ جہان نما مین پہونچا وہان چچا اخطا کا شیاطین فیل سوار کہ نہایت زبردست جوان ہی وہ جیتہ جہان نما مین رہتا ہی اپنے مقام پر بیٹھا ہوا ہی شاگرد زور کر رہے ہین نیکے اور نال اُٹھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل گینڈے پر سوار ساتھ اُسکے پانچ سو جوان مگر پریشان پریشان چلے آتے ہین شیاطین نے قطران کو بلوایا کہا کہ ای جوان تیرا کیا نام ہی تم لوگ کہین سے شکست خوردہ آتے ہو تمھارے چہرے کی اُداسی سے معلوم ہوتا ہی قطران نے سب حال بیان کیا شیاطین بہت جھلایا کہا وہ کون جوان ہی جسنے میرے بھتیجے کو زیر کیا یہ نامعقول زبر ہوتے ہی مسلمان ہوگیا اور یہ غضب ہوا کہ شریک طلسم کشا ہوا جا کر دونون کو سزا دونگا یہ کہکر ایک چیخ ماری کہ تمام فوج والے جمع ہو کر آئے پوچھا ای افسر کیا حکم ہوتا ہی شیاطین نے کہا کہ ہاتھی میرا تیار کرو شیاطین کے پاس ایک ہاتھی مست ہی کہ وہ ہمیشہ مست رہتا ہی چارون بھٹیان ٹپکا کرتی ہین تین سو فیلبان اُسپر ملازم ہین زنجیرین بھاری پہنے ہوے جھوما کرتا ہی کئی سو بیگھے زمین اس فیل کی معافی مین ہی اُسمین گیہون بوئے جاتے ہین کئی سو من آٹا روز کھاتا ہی فیلبانون نے جا کر اُسکو کسا جھول ڈالی کئی سو نیزہ باز اُسکو لگا کر لائے شیاطین جست کرکے اُسکی پشت پر آیا کہا تھوڑے لوگ میرے

چلین زیادہ کا کام نہین کئی ہزار جوان اور قطران کو ساتھ لے کر چلا یہان نورالدہر
نے تیسرے دن جشن موقوف کیا باہر نکل کر بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی شیاطین آکر
پہونچا قطران نے دکھایا کہ حضور دیکھیے اسی جوان نے اخطا کو زیر کیا مگر اخطا شیاطین
کو دیکھکر کانپنے لگا کہا کہ ای شہریار یہ بے حیا بلاے روزگار ہی نورالدہر نے کہا کہ خیر
سمجھا جائیگا شیاطین نے اُترتے ہی طبل جنگی بجوایا نورالدہر نے بھی طبل جنگی بجوا دیا
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر اخطاے مردم در بہت بدحواس ہی
کہتا ہی کہ دیکھیے شیاطین سے کیا گذرے آقاے نامدار کی خدا آبرو رکھے ایسا نہ ہو کہ
وہ بے حیا ہاتھی کو ہول دے تو غضب ہوجائیگا ہاتھی جب چلتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ
پہاڑ کو جنبش ہی رات بھر تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے شیاطین
اُسی فیل پر سوار ہوکر میدان مین آیا نورالدہر نے ساحرون کو منع کر دیا کہ خبردار تم مین
سے کوئی دخل نہ دے بلکہ لشکر سے سب کو ہٹا دیا الگ صف باندھ کر کھڑے ہوے صفین
جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے شیاطین نے فیل اپنا بڑھایا بڑی
عرصے مین میدان مین آیا کیونکہ جہان ہاتھی رُک جاتا ہی گھڑیون مین چلتا ہی جب کہ ایک
عرصے مین میدان مین پہونچا یکایک ہاتھی کو دوڑایا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے مگر اول اخطاے مردم در کو چاہتا ہون ایسا نالائق ہی کہ قدرت
سے باغی ہو اپہلے اُسکو سزا دے لون تو پھر اُسکے آقا سے سمجھ لونگا اخطا سُن چکا ہی کہ جو
جسکا نام لے کر پکارتا ہی وہ وہی اُسکے مقابلے مین جاتا ہی گینڈے کو بڑھا کر سامنے نورالدہر
کے آیا جھک کر سلام کیا کہا کہ ای آقاے نامدار اجازت میدان دیجیے جان دینے جاتا ہون
پہاڑ سے مقابلہ ہی نورالدہر نے کہا کہ ای اخطا اگر تمکو جان کا خوف ہی تو مین مقابلے
مین جاؤن اخطا نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار وہ بے حیا میرا نام لیکر پکارتا ہی کیونکر
نہ جاؤن نورالدہر نے خدا کے سپرد کیا اخطاے مردم در نے گینڈا بڑھایا مگر کانپتا ہوا
جاتا ہی شیاطین نے پکار کر آواز دی کہ او اخطا تجکو کچھ خوف نہ آیا مسلمان ہوگیا اخطا
نے پکار کر آواز دی کہ مقابلے مین حال کُھلیگا مگر دل مین اپنے دعائین مانگ رہا ہی کہ ای

پروردگار اس ظالم کے شر سے بچانا ایسا نہ ہو کہ سامنے آقا کے خجالت حاصل ہو سامنے
شیاطین کے پہونچا شیاطین نے آواز دی کہ او اخطا تجکو کچھ میرا خوف نہ آیا کہ چچا صاحب
سُنین گے تو کیا کہین گے اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا اخطا بہت خائف ہی دل سے
بلک کر دعائین مانگ رہا ہی کہ ای چارہ ساز بندگان وای رحیم افتادگان نظم

بر دولت نقش است چون نقش نگار +
سیر این گلزار پر انوار کن +
چند روز است آب و تاب این چمن
ہست چون امروز وقت کار تو
از متاع زندگی بر دار سوو
میکند آخر سفر در چند روز
فکر امروز و غم فردا مکن
ناگہان رحلت ازین دنیا کنی
از عزیزان بر زبان نارد کسے
کس نیابد از نشان تو نشان

سرنگون کن تا بہ بینی روے یار +
ورنہ زودی بگذرد وقت بہار
باز ناید در نظر جز نوک خار +
کار کن صبح و مسا ای مرد کار
زانکہ این سودا نگردد بار بار
جان شیرین از سراے جسم زار
نیست چون یک دم دولت را اعتبار
با غم وافسوس و رنج و اضطرار
نام تو بار دگر ای نامدار
بار دیگر تا قیامت در جہان

ای رحیم و کریم رحم کر پھر شیاطین بولا کہ کیون ای اخطا تو نے خداوند کا کچھ خوف
نہ کیا ہوتا تو میرا تو کیا ہوتا نورالدہر نے اپنے خدا کو دکھا دیا خداے نادیدہ
تو اُسکا لقب ہی دیکھ نہین سکتا اخطا نے جھلا کر جواب دیا کہ آقاے نامدار ہمارے
فتاح طلسم خیال سکندری ہین بقراط کیا بے حیا ہی اور تو کیا راندۂ بارگاہ الٰہی
ہی یہ کلمہ شیاطین کو بہت ناگوار ہوا جھلا کر ہاتھی کو اشارہ کر دیا ہاتھی نے گھونسہ سر
پر گینڈے کے مارا گینڈے کا سر پھٹ گیا اخطا جو گرا پاؤن زیر گردن دبا صدمے
سے بیہوش ہو گیا جھلا کر شیاطین کو دا اُس عالم غشی مین اخطا کی مشکین باندھین
نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہے
اخطا نے ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی نورالدہر کی طرف چلا گھوڑا اشاہزادۂ نورالدہر کا

بدلگامی کرنے لگا نور الدہر نے گھوڑے کو رانون مین مسلا کہ ہڈیان ٹوٹ گئین گھوڑے سے کودے ہاتھی نے چاہا گردن پکڑ لون مگر شیاطین اخطا کو گرفتار کر چکا اخطا کی جو آنکھ کھُلی اسنے دیکھا کہ مجکو طوق و زنجیر پہنایا ہی ملازمان شیاطین گھیرے کھڑے ہین اور آقا سامنے آتے ہین شیاطین نے ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نور الدہر نے ہاتھ بڑھا دیے اُسنے سونڈ مین لپیٹے مگر نور الدہر نے بقوت تمام سونڈ کو پکڑا ایکہ مارا کہ ہاتھی نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا شیاطین دیکھ رہا ہی ہر چند کہ الگ کھڑا ہی مگر بری جچھ دہت کہتا جاتا ہی دوسرا ایکہ مارا کہ ہاتھی گھٹنون کے بھل بیٹھ گیا چاہا کہ ٹکر مارون نور الدہر نے ایک گھونسہ سر پر مارا کہ ہاتھی کا سر پھٹ گیا شیاطین اس زور کو دیکھکر بہت گھبرایا دیکھ کر آواز دی کہ ای جوان اب تو پلٹ جا اُس ہاتھی کو مارا کہ جسکا مثل نہ تھا مگر اخطا کو لیے جاتا ہون نور الدہر نے کہا کہ ای شیاطین خبردار اسکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچانا ورنہ بارگاہ مین آکر دریاے خون بہا دونگا بہت پچتائیگا مگر شیاطین نے کچھ نہ سُنا اخطا کو لیکر پلٹا نور الدہر ناچار ہو کر پلٹ آئے پلٹے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ شبرنگ بن عمرو چلا آتا ہی نور الدہر نے شبرنگ کو گلے سے لگایا پوچھا کہ ای یار وفادار کہان تھے شبرنگ نے کہا کہ ایک ساحرہ مجکو اُٹھا لے گئی تھی مین نے اول اُسکی کنیز کو گرفتار کیا کنیز کی شکل بنکر جلسہ اُسکا درہم و برہم کیا تب رہائی پائی کئی جادوگر پیچھے دوڑے تھے ایک ساحر کو ابھی صحرا مین مارا اور بھی کوئی آتا ہو تو عجب نہین شبرنگ گھبرا کر چہار جانب دیکھ رہا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم طاؤس زرین بال تڑپ کر وہ طاؤس گرا شبرنگ کو اُٹھا لے چلا ارسطوے ثانی نے فوراً ایک گولہ مارا طاؤس نے اپنے کو بچایا ہماے مرصع پوش کڑک کر جا پڑی تلوار پھینک ماری مگر طاؤس نے اُس سے بھی اپنے کو بچایا طاؤس مُنھ سے آگ چھوڑتا جاتا ہی جب مُنھ کھولتا ہی مُنھ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین کہ صحرا کے نخل جلنے لگتے ہین ارسطوے ثانی نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر بلند ہوے للکار کر آواز دی کہ ارے عیار کو چھوڑ دے جان جائیگا ہم لوگ بیچھا نہ چھوڑینگے مگر ہماے مرصع پوش اتنے عرصے مین شعلۂ آتش کو دفع کر کے چالاک

وحشت ہوئی پکار کر آواز دی کہ حکیم صاحب ہاتھون مین اسکو دیوانہ بنائے دیتی ہو ان یہ کہکر گجرے پھولون کے کھولے ایک گجرہ پھینک مارا وہ گجرہ جو پھٹا پھول بہ شکل تیغ جدا پھول جو اسپر گرے جھومنے لگا آنکھین سرخ ہوئین پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم مین تو تابعدار قدیم ہون میری تو یہ کیفیت ہو نظم

کوئی عشق مین مجھسے افزون نکلا	کبھی سامنے ہوکے مجنون نہ نکلا
بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا	جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا
بجا کہتے آئے ہین ہیچ اسکو شاعر	کمر کا کوئی ہمسے مضمون نہ نکلا
ہوا کون لشار وزروشن نہ کالا	کب افسانۂ زلف شبگون نہ نکلا
پہونچتا اُسے مصرع تازہ و تر	قد یار سا سرو موزون نہ نکلا
رہا سالہا سال جنگل مین آتش	مرے سامنے بید مجنون نہ نکلا +

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا طاؤس زرین بال سامنے آیا ہمانے آواز دی کہان رہتا ہو اُسنے ہاتھ باندھکر کہا کہ مکان تو قلعۂ مربع حصار مین ہو لیکن ملکہ مشکین جادو کے پاس ملازم تھا شیر نگ کو طاؤس سے رہا کیا ملکہ نے کہا کہ اے طاؤس زرین بال ملکہ مربع نشین کے پاس جاؤ ہمارا اسلام کہنا اور کہنا کہ تمکو بلایا ہو اگر بخوشی چلی آوین تو لے کر آنا اگر انکار کرین تو گرفتار کرکے لانا طاؤس نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر اڑتا ہوا چلا اسکا ذکر تو وقت پر ہوگا نور الدہر اپنے عیار کو لیکر بارگاہ مین آئے فرمایا کہ اے شیر نگ اخطا کو شیاطین سے گیا ہو دہانکی خبر لانا ایسا ہو کہ وہ اُسکو قتل ڈالے تو بڑا صدمہ ہوگا ہر چند کہ زور میرا دیکھکے اُسکو ہیبت ہوئی ہو مگر سیاہ قلب ہو کوئی حرکت نہ کر بیٹھے تو بڑا صدمہ ہوگا شیر نگ اُسی وقت اُنہائے عیاری سے آراستہ ہوکر لشکر شیاطین کی طرف چلا یہان شیاطین بھیچ پلٹ کر آیا اپنے رفیقون کو جمع کیا کہا صاحبو صاف تو یہ ہو کہ طلسم کشانے اُس انخی کو مارا کہ جسکا اس اقلیم مین عدیل و نظیر نہ تھا مین بمشکل اُسپر سوار ہوتا تھا طلسم کشا نے ایک گوشے مین اُسکو مار دیا زور مین تو مجھپر غالب ہو اگر اُس سے مقابلہ کرونگا تو زیر ہو جاؤنگا

اگر تم سب کی صلاح ہو تو یہ بڑی بات ہی کہ بھتیجا میرا میرے قبضے مین ہی اسکو لے کر اپنے
شہر مین چلون وہان اسکو سمجھا کر بقراط پرست کرون یقین ہی کہ بخوف راہ پر آئیگا
وہان طلسم کشانہ آسکیگا سیکڑون اُسکے رفیق ہین ساحر دیکھیے کیسے کیسے جمع ہین اس کو
یاد بھی نہ کرے گا سب نے کہا کہ آپ نے بہت مناسب تجویز کیا شیاطین نے اُسی وقت
لشکر اپنا تیار کیا بیشہ جہان نما کی طرف روانہ ہوا اخطا کو ارابے پر سوار کر لیا
شبرنگ پلٹا کہ آقا کو خبر کرون شیاطین اخطا کو لیے جاتا ہی شبرنگ تو خبر کرنے
آتا ہی مگر شیاطین رات بھر راستہ طی کر کے جب قریب بیشہ پہونچا تو چوبدار کو حکم دیا
کہ بیشے مین جا کر خبر کرو کہ مین جس ارادے سے گیا تھا اخطا کو گرفتار کر لایا کل البتہ
اُسکو لے کر آوینگے بیشے کی تیاری کرو یہ جو حکم شیاطین کا پہونچا دوکانین رنگی گئین
تمام بیشہ آئینہ بند ہوا یہ جو خبر بیشے مین پہونچی کہ شیاطین اخطاے مردم در کو لیے آتا ہی
بیٹی اسکی کہ محل مین ہی اُسکو ایک کنیز نے خبر دی کہ باپ آپ کے گئے تھے جو کہا شہزادہ ہی
کیا اخطا کو گرفتار کر کے لاتے ہین نرگس شمشاد قد اس کا نام ہی کنیزون سے کہا کہ
ہم بھی آمد قید اخطا کا تماشا دیکھین گے سر راہ جو مکان ہی اُسکو آراستہ کرا دو مکان
درست ہوا نرگس آکر مکان مین بیٹھی چلمنین پڑ گئین ٹھیک دوپہر کا وقت ہی کہ شیاطین
آکر پہونچا گینڈے کو آگے بڑھائے ہوے پیچھے ارابے پر اخطاے مردم در زنجیر مین
ہلا، ہاہی نیزہ دار گھیرے ہوے نرگس نے جو اخطا کو دیکھا ہر چند کہ غیر حالی سے ہی
مگر غصے مین کف منھ سے جاری کرتا پھٹا ہوا پہنے ہوے سر برہنہ بال چہرے پر چھٹے ہوے
صبح و شام کا مضمون ظاہر ہوتا ہی سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری دیکھ کر نرگس
بیقرار ہوئی کنیزون سے کہا کہ کیا جوان ہی نہین معلوم شیاطین نے اسکو کیونکر قید
کر لیا ایک کنیز واسطے خبر کے جائے دیکھے دربار مین کیا گذرتی ہی ہین اسکی رہائی کی
تدبیر کرونگی اور چلمن سے منھ نکال کر اپنی صورت زیبا بھی اخطاے مردم در کو
دکھائی اخطا بیقرار ہوا مگر قید مین مجبور و ناچار ارابہ روانہ ہو گیا پلٹ پلٹ کر کوٹھے
پر دیکھا کیا پکار کر کہا فرد مرا کشتی و تکبیرے نہ گفتی + عجب سنگین دلی اللہ اکبر تماشا ہین

سمجھے کہ اپنی قید کی بیقراری مین کچھ کہتا ہی مگر نرگس نے یہ آواز سُن لی سمجھی کہ اِسکو بھی مجھپر
توجہ ہوئی ایک کنیز مردانے کپڑے پہن کر واسطے خبر کے چلی نرگس نے حکم دیا کہ سواری
لگا دو ہم اپنے باغ مین جاوین گے ملکہ اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئین مگر بیتاب اور
بیقرار ہو رہی ہین شیاطین جو اپنی بارگاہ مین پہونچا حکم دیا کہ اخطا کو لاؤ اخطا زنجیر
ہلاتا ہوا بارگاہ مین آیا مثل اہلِ اسلام کے صاحب سلامت کی شیاطین نے جھلا کر کہا
کہ او اخطا تو نے غضب کیا کہ خداوند بقراط ثانی کو چھوڑا اور خدائے نادیدہ کا مطیع ہوا
مین تجکو اسی واسطے یہان لایا ہون کہ تجکو اپنے مذہب قدیم پر رجوع کرون اگر ایسا نکریگا
تو مین تجکو قتل کرونگا اخطا نے بجرأت جواب دیا کہ مین تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے کیا
قتل ہونگا خدا میرے آقا کو سلامت رکھے ضرور غلام کی خبر لینگے یہ سُنکر شیاطین نے
حکم دیا ابھی راہ کا تھکا ماندہ ہی لیجاؤ اسکو قید کرو مگر آب و دانہ بند رکھنا کل کے
روز دربار سمجھا جائیگا اگر میرے خلاف کریگا تو کل ضرور قتل کرونگا ملازمان شیاطین
لیکر چلے پہلوے باغ ملکہ مین ایک قصر ہی کہ اُسکو زندانخانہ کہتے ہین اُسمین لاکر اخطا
کو قید کیا کنیز نے سامنے ملکہ کے آکر یہ سب خبر بیان کی کہ آپ کے والد سے مردانہ
گفتگو کی وہ اپنے آقا پر بہت نازان ہی نرگس نے کہا کہ صاحبو ہو سکتا ہی کہ آج رات
کو اسکو قید سے نکال لاؤ سب نے عرض کی لونڈیان حاضر ہین فقط ایک دیوار توڑنا
پڑیگی وہ بھی فوراً چلے آوین گے اُسی وقت سے کنیزون نے نقب لگانے کی تدبیر کی
پانچے چڑھا چڑھا کر مٹی نکال رہی ہین جلد ہی نین کھودنے مین مصروف ہین پہر رات گئے
دیوار توڑی ملکہ سے آکر اطلاع کی کہ حضور دیوار توڑ دی ملکہ اپنے مقام سے
اُٹھین کنیزون کے ساتھ نقب کو طے کر کے قصر مین آئین دیکھا کہ اخطا سر جھکائے ہوے
بیٹھا رو رہا ہی ملکہ کی صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی اشعار عاشقانہ زبان پر
جاری ہین کبھی یہ کہتا ہی کہ افسوس کس مقام پر آکر مبتلائے بلا ہوا اگرچہ وصل تو نہایت
دشوار ہی لیکن ایک مرتبہ صورت زیبا دیکھ لیتا تو دلکو تسکین ہوتی نظم

تیری کاکل مین پھنسا ہی دل جوان و پیر کا	سیکڑون آزاد ہی پابند اک زنجیر کا

وصف چشم یار مین یارا نہین تقریر کا / جائے خاموشی ہی عالم سرمے کی تحریر کا
کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹاتے ہین گلے / نقش جب ای ترک جوہر ہو تری شمشیر کا
جانب چرخ مقوس آہ ہوتی ہی روان + / یہ کمان اک دن نشانہ ہی ہمارے تیر کا
اسقدر بیتاب ہون تیرے بغیر ای بحر حسن / پیرہن دیتا ہی دھوکا دام ماہی گیر کا
دولت دنیا سے مستغنی طبیعت ہو گئی + / خاکساری نے اثر پیدا کیا اکسیر کا +
باغ مین شب باش ہو کر لالہ رو جلوا نشمع / داغ بلبل کو نہ دے دکھلا کے منھ گلگیر کا
جو کہ لکھا خوب لکھا دست رس ہوتا اگر + / چومتا مین ہاتھ اپنے کاتب تقدیر کا +
روز و شب پیش نظر چشم سیاہ یار ہی / کام لیتا ہون تصور سے مین آہو گیر کا
عمر بھر مضمون طلائی رنگ کے بندھتے رہے / سرنوشت اپنی بھی نسخہ تھا کوئی اکسیر کا
حیف کی جا ہو نہ ہوئے نرم و چرب اُسکی زبان / پرورش پایا ہوا ہی آدمی بھی شیر کا +
گوش گل رخسار لالہ چشم نرگس سرو قد / باغ کا تختہ بھی صفحہ ہی کوئی تصویر کا
عاشقونکے خون سے رہتے ہین بس وہ سُرخ پوش / دیدۂ مریخ جوہر ہی تری شمشیر کا +
کاروان تک روز واماندون کو پہونچا دیا / ای جرس شاہد ہون تیرے نالے کی تاثیر کا
فکر قصر چرخ مین کیا موجزن ہوتے ہین اشک / سیل ارادہ کر رہا ہی کس کُہن تعمیر کا +
اُس پری رو طفل کا دیوانہ ہون آتش جسے / کھیل ہی اک توڑنا سودائی کی زنجیر کا

ملکہ نے جو یہ آواز سُنی بیتاب ہو گئی کنیزون سے ہنس کر کہا کہ میرے واسطے یہ سب اشعار پڑھ رہا ہی مضمون شعر سمجھو مگر حقیقت مین اپنے آقا کا بھی اسکو بڑا خیال ہی یہ کہہ کے ملکہ سامنے آئین اختلاط نے جو اُس محبوب کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا قید انکی کاٹ دو کنیزون نے ہتھکڑیان کاٹین اختلاط نے بیڑیان خود مروڑ ڈالین طوق بھی توڑا ملکہ نے ہاتھ تھام لیا باغ مین لیکر آئین اختلاط نے کہا کہ ای ملکہ عالم اگر ہمسے محبت ہی تو بقراط پر لعنت کرو نرگس نے اُسی وقت کلمہ پڑھا یہان تو دورۂ شراب شروع ہوا اگر شبرنگ بن عمرو نے جاکر نور الدہر سے یہ خبر کہی کہ اختلاط کو شیاطین لے گیا نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے ساحرون نے کہا کہ ہم بھی آپکے ساتھ چلین گے لشکر

نورالدہر نے کہا کہ آپ لوگون کی کیا احتیاج ہر انشاءاللہ مین اُسکو لاتا ہون یا موت میری لیے جاتی ہر سردار سرنگون ہوکر خاموش ہوے نورالدہر سوار ہوے شبرنگ نے کہا غلام ضرور ساتھ چلیگا رکاب پر ہاتھ رکھدیا نورالدہر گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے ہرچند کہ بڑی جلدی کی گھوڑا اُڑاتے ہوے آئے مگر جب قریب پہنچنے کے پہونچے رات ہوگئی دیکھا کہ رات کو بیٹھے مین کیونکر داخل ہون بھٹکتے ہوے اُسی باغ کی دیوار کے نیچے پہونچے گھوڑے سے نیچے اُترے آواز گانے کی سُن کر شبرنگ سے کہا کہ کوئی گا رہا ہی ذرا دیوار پر چڑھکر دیکھو کس کا باغ ہر شبرنگ دیوار پر چڑھا دیکھا کہ اخطا ایک معشوقہ کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی آکر عرض کی کہ ای شہریار اخطا کیا صاحب اقبال ہی ایک معشوقہ پرچہرہ کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی ناچ گانا ہو رہا ہی جام ارغوانی گردش مین ہی نورالدہر نے کہا کہ جاکر اطلاع کرو کہ بھئی ہم بھی آئین شریک صحبت ہون شبرنگ پھر دیوار پر چڑھا دیوار سے کودا اخطا نے جو پلٹ کر شبرنگ کو دیکھا نہال ہوگیا کہا ای پیک طرار کیونکر آنیکا اتفاق ہوا شبرنگ نے کہا کہ آقاے نامدار بیرون باغ تشریف رکھتے ہین تمھاری رہائی کو آئے تھے مگر رات ہوگئی اخطا یہ سُنکر دوڑا اور دروازے سے نکل کر نورالدہر کے پاس آیا قدمون کو بوسہ دے کر کہا کہ ای آقاے نامدار تشریف لے چلیے نورالدہر اُٹھے گھوڑا شبرنگ نے سنبھال لیا ملکہ برائے استقبال کھڑی ہین دیکھا کہ آگے آگے ماہ اوج صاحبقرانی پشت پر اخطاے مردم در ملکہ نے جو شاہزادے کو دیکھا آئینۂ جمال دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہوئی جھک کر سلام کیا نورالدہر نے بشگفتگی مزاج پوچھا ملکہ نے سر جھکاکر کہا کہ کنیز کی خوش قسمتی کہ آپ نے سرفراز کیا نورالدہر کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی جام اپنے ہاتھ سے بھر کر پیش کیا گائن سے اشارہ کیا اُسنے بانازوادا یہ غزل شروع کی نظم

آئینے کی طرف نہین آتا خیال دوست	قربان شان حُسن عدیم المثال دوست
پتلی ہوا ہی آنکھ کی اپنی خیال دوست	یان تو یہ حال ہی نہین معلوم حال دوست
الطاف نامہ یار کا لے کر کرم کرے	صورت دکھائے پُد ہُد فرخندہ فال دوست

حسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز +
سُنکر فسانہ یوسف و یعقوب کا کہا
اِن ابرؤون کے حُسن کی تعریف کیا کرون
معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے ای کریم
وہ قد ہی مثل سرو ہمیشہ بہار پر +
رخسار سے صباحت کا نور ہی عیان +
مریخ کی طرح سے ہی خونریز عاشقان
گر گر گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھ کر
رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے
دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے +
مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجیے
رخسار یار پر ہی کسے آرزوے خط +
خواہان جان ہوا جو وہ دلدار کیطرح
آتش یہ وہ زمین ہی کہ صائب نے ہی کہا

ظاہر نہین ہوا ابھی ہمکو کمال دوست
کرتا ہی چشم یار کو روشن جمال دوست
ماہِ چہاردہ سے ہی بہتر ہلال دوست
وحشی سے اپنے ہونہ گریزان غزال دوست
اندیشۂ خزان نہین رکھتا نہال دوست
بوے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست
پہنے لباس سُرخ تو ہی حسب حال دوست
گردن کشون کے سر ہوے ہین پائمال دوست
تار نگہ سے اپنے بندھا ہی خیال دوست
آئینہ چاہیے نہ رہے بے مثال دوست
ای یار دوست رد نہین کرتے سوال دوست
ہو رو سیاہ اُسکا جو چاہے زوال دوست
دشمن پہ اپنے مجکو ہوا احتمال دوست
خوشتر ز گوشوار بود گوشمال دوست

یہان تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی مگر وہان صبح کو جو ملازمون نے دروازہ قیدخانہ کا کھولا قیدی کو نہ پایا بادشاہ کو خبر کی شیاطین نے اپنے عیار کو بلایا کہ میلاد چرخزن اُسکا نام ہی کہا دریافت تو کر کہ یہ حرکت کسنے کی مابدولت کے قیدی کو نکال کرلے گیا آج ہی پتہ ملے ورنہ تجکو قتل کرونگا میلاد تلاش کرتا ہوا چلا تمام شہر مین چھان مارا کہین پتہ نہ ملا شام کو تھک کر قریب باغ ملکہ بیٹھا ملکہ نے نورالدہر کے واسطے روشنی کرائی ہی سامان عیش و نشاط مہیا ہی شبرنگ ٹھٹھہ کر تانین مارنے لگا آواز گانے کی میلاد کے کان مین پہونچی بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ کون اُستاد فن گا رہا ہی کمند مارکے دیوار پر آیا وہ معرکہ دیکھا کہ ہوش اُڑ گئے دیکھا کہ نورالدہر مقام صدر پر بیٹھے ہین خطا مثل چاکران کمترین صراحیان شراب کی رکھ رہا ہی ایک عیار طرار گا رہا ہی ملکہ سرنگون بیٹھی ہین

نور الدہر نے اخطا کو ہاتھ پکڑ کے بٹھایا کہ ای برادر مجھسے لحاظ نہ کرو مگر اب کل صبح کو دربار مین شیاطین کے تمکو لے چلین گے اُس سے سوال اسلام کرین گے اگر یہ اُسنے مانا تو فبہا ورنہ جنگ ہوگی ہو سکتا ہی کہ تمکو لیکر نکل چلین مگر جرأت کے خلاف ہوا اپنے مقام پر کہیگا کہ آئے تھے مجھسے مقابلہ نہ کیا ہچشمون کو پہلو ملیگا طعن و تشنیع کرین گے ملکہ رو رہی ہین کہتی ہین ای شہریار شیاطین کو آپ کیا سمجھے ہین ایسا نہ ہو دشمنو نپر کوئی افتاد پڑے تو کنیز کدھر کی ہوگی وہ بلاے روزگار ہی مین نقب دے کے انکو نکال لائی میلاد کو حکم ملا ہی وہ تلاش کرتا پھرتا ہی شکر ہی اس طرف نہین آیا خدا محفوظ رکھے یہ سب باتین میلاد نے سُنین جی مین کہتا ہی کہ یہ مار آستین گرگ بغل کہانسے پیدا ہوے دیوار سے اُترا بھاگا ہوا دربار مین شیاطین کے آیا کہا کہ ای شہریار آپکی صاحبزادی اخطا کو چرا لے گئین مگر آپ صاحب اقبال ہین کہ نور الدہر بھی یہین آگئے اُنکا ارادہ آپ کے دربار مین آنے کا ہی اسقدر اپنے زور پر اُسکو ناز ہی آقا اور ملازم آنے کا ارادہ رکھتے ہین صاحبزادی آپ کی منع کر رہی ہین شیاطین نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو صبح ہوتے ہوتے دو لاکھ فوج تیار ہو کر آئی گینڈے پر سوار ہوا حکم دیا کہ چلکر باغ کو گھیر لو یہان نور الدہر بیٹھے ہین صبح کو براے خمار شکنی دو چار جام پیے ہین بھیرو ین اُڑ رہی ہی کہ چند کنیزین گھبرائی ہوئی آئین عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا شیاطین فوج کو لیکر آگیا باغ سارا گھیر رہے ہین یقین ہی بلوہ کرین نور الدہر سپر و شمشیر لیکر اُٹھے اخطا بھی مسلح ہوا شبرنگ نے بھی بانے عیاری کے لگائے شیاطین نے گینڈا بڑھایا ہی کہ باغ پر جا پڑون کہ دروازہ باغ کا کھلا دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب حشمت افروز جہانداری آگے آگے پشت پر اخطا عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے للکارتے ہوے کہ او شیاطین آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچتائیگا ہمارے سردار کا باغ مین ناموس ہی مگر اخطا منتین کر رہا ہی کہ براے مقابلہ غلام کو جانے دیجیے نور الدہر نے جھڑک دیا اخطا پیچھے ہٹا نور الدہر نے جو مرکب بڑھایا شیاطین نے کل فوج کو اشارہ کیا ملکہ مایوس ہو کر دروازے سے

دیکھ رہی ہو دعائین مانگ رہی ہو کہ ای کریم و رحیم دو شخص دو لاکھ پر گئے ہین ان کو بچانا صورت فتح دکھانا تیری رحیمی کی کیا تعریف کرون نظم

گہے پردہ نشین کنج وحدت + گہے بے پردہ در بازار کثرت
گہے عابد بہ سجدہ سر نہادہ + گہے معبود محراب عبادت
گہے مفلس گدا و زار و محتاج + گہے سلطان تاج ملک و دولت
گہے سرگرم بزم عشرت و عیش + گہے پابند زندان مصیبت +
گہے عارف بہ عرفان الٰہی + گہے قاضی بہ احکام شریعت
گہے در رنج و غم مغموم و محزون + گہے خرسند در بزم مسرت
گہے در بستہ بر خلق از چپ و راست + گہے بکشادہ ابواب سعادت
گہے در حالت غم سینہ صد چاک + گہے سر در گریبان از ندامت
گہے در بزم جلوت جلوہ دادہ + گہے رو پوش اندر کنج خلوت +
ز ہر صورت خدا صورت نماید + نقاب از چہرۂ انور کشاید +

ملک ملک رہی ہین نور الدہر جو فوج پر گرے داہنے پر اخطار اڑتا ہوا آتا ہی پشت سے شیر نگ حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی فوج مین تہلکہ پڑا ہی مگر نور الدہر لڑتے بڑھتے سامنے شیاطین کے پہونچے للکارا کہ او نامرد فوج کے بھروسے پر آیا ہی سامنے آ کے مقابلہ کر تیری جرأت کے بڑے شہرے ہین یہ سنکر شیاطین نے گینڈا بڑھایا فوج والون کو منع کیا کہ مقابلۂ نور الدہر مین نہ جاؤ مین ابھی اسنے سمجھے لیتا ہون ہاتھی کو مار کے بڑا مغرور ہوا ہی کہ ہمارے شیشے مین چلے آئے اگر دارا و سکندر بھی مجھپر لشکر کشی کرتے تو عاجز ہوتے یہ کہکر قریب آیا نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسمین نیزہ بازی ہونے لگی ایک مقام پر نور الدہر نے نیزہ گاتھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شیاطین کے نکل گیا شیاطین نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا شیاطین نے سپر فولادی کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ طلسمی دست زبر دست نور الدہر تیغہ جو تڑپکر گرا

سپر کے دو ٹکڑے ہوے شیاطین نے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا پھر فوج کو اشارہ کیا
مگر نور الدہر نعاقب کرکے شیاطین کا چلے شیاطین قریب لشکر پہونچا تھا نور الدہر
نے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی شیاطین نے پلٹ کر چاہا کہ گھوڑے کو بڑھا وے
نور الدہر گھوڑے سے کود پڑے شیاطین نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے
باڑھ سے بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا شیاطین لپٹ پڑا نور الدہر نے گردن پر ہاتھ
رکھکر کہ مارا کہ سر زمین سے ملا دیا تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا کہ شیاطین چارون شانے
چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے اخطا گرد نور الدہر پھر رہا ہی جیسے شمع کے گرد
پروانہ پھرتا ہی کسی کو قریب نہین آنے دیتا جو بڑھا اُسکو مار کر گرا دیا نور الدہر نے کہا
کہ ای شیاطین شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی شیاطین نے کہا کہ ہرگز مسلمان
نہ ہونگا نور الدہر نے شیاطین کو مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینک دیا شیاطین کو مار کر
فوج پر چلے تھے کہ افسرون نے چادرین ہلا کر پکار کر کہا کہ ای شہریار الامان نور الدہر
نے سب کو گلے سے لگایا سب بصدق دل مسلمان ہوے نور الدہر اخطا کو لے کر
پلٹے قصد کیا کہ اخطا کا ساتھ نرگس شمشاد قد کے عقد کرین اخطا نے انکار کیا کہ جب
آپ طلسم فتح کرکے پلٹین گے تب غلام منعقد ہوگا آپ نے بھی معشوقون سے یہی وعدہ کیا
ہی غلام بھی اسی کا امیدوار ہی کہ جب پروردگار آپ کو فتح و نصرت نصیب کرے تب
غلام منعقد ہو نور الدہر نے ایک افسر کو جسکا سہراب جنگ آزما نام ہی اس بیشہ کا
حاکم کیا اور کُل فوج کو ساتھ لیکر قصر جواہر نگار پر آئے منظور ہی کہ لوح کی فکر کرین سب
سرداروں کو جمع کیا اُن سے صلاح کی کہ یارو تلاش لوح واجب و لازم ہی خبر سُن چکا ہون
کہ مرحلہ جات اس طلسم کے بہت سخت و صعب ہین کوئی مقام ہی کہ اُس کو ہفت درہ
کہتے ہین ایک ساحر وہان کا بلاے روزگار ہی پہلے اُسی مقام پر جانا چاہیے نجم
نے زائچہ کھینچا بڑی دیر کے بعد سر اُٹھایا عرض کی کہ ای شہریار ہفت درے کی وجہ سے
راستہ بند ہی جب تک ہفت درہ فتح نہ ہوگا تب تک راستہ لوح کا نہ کھُلے گا نور الدہر
نے فرمایا پھر تو جانا مجھپر واجب و لازم ہی نجم نے عرض کی کہ بڑی تکلیف طالع مین سرکار کے ہی

خدا انجام بخیر کرے کہ حضور کو مقام لوح تک پہونچائے اور لوح دلوائے تاکہ غلامون کو
تسکین ہو وہان بڑے بڑے ساحران غدار ہین ایک ایک روکیگا ایسے ایسے فتور کرینگے
کہ ہر در بند پر گمان ہوگا کہ غلامان سرکاری قتل ہو جائین گے لیکن بعد مشقت بسیار انجام
بخیر ہی حضور غالب آئین گے اور بقراط ثانی کی قضا حضور کے ہاتھ سے ہی ضرور وہ
آپ کے ہاتھ سے مارا جائیگا حقیقت مین حضور سے وہ کار نمایان سرزد ہونگے کہ جو کسی
فرزند صاحبقران کے ہاتھ سے نہوے ہونگے نور الدہر نے یہ سب حال سنکر چاہا کہ
کوچ کرین لشکر تیار ہوا چاہا کہ سوار ہون کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک پہلوان
گینڈے پر سوار نہایت بلند بالا تیغہ کھینچے ہوے پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان سب
نیزے ہلاتے پہونچے وہین سے نعرہ کیا کہ منم قہتان بلند مرتبہ آپ جلد بتاؤ کہ شیاطین
کو کسنے مارا ورنہ سارے لشکر کو پامال کرونگا کوئی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا یہ کہہ کے
گینڈا اڑا کر آپڑا لشکر نور الدہر مین تین لاکھ جوانان تیغزن و ساحران پرفن ہین
سب تیار ہوے لیکن ان سب کو ان بارہ چودہ ہزار جوانون نے گھیر لیا نور الدہر گھوڑے
پر سوار ہو کر نعرہ کر کے جا پڑے کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا نعرہ کہ
نور الدہر نظیر حمزہ صاحبقران بحشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر +
تیغہ طلسمی جو نیام سے نکلا برق چمک گئی صدہا سر گرنے لگے بقول شاعر شعر مگر تیغ او
آیہ سجدہ بود + کہ آمد سر سرکشان در سجود + افسر کو للکارا کہ او نامردان غریبون کو کیون
قتل کرتا ہے شیاطین کا مین قاتل ہون مجھسے بدلا لے یہ سن کر قہتان پلٹا آواز دی کہ
تو نے اس بیٹے کو مٹایا کہ جسکی آبادی کا مثل نہ تھا وہ ویران ہوا کیا مین تجھکو زندہ چھوڑونگا
یہ کہکے قریب آیا نیزہ مارا نور الدہر نے نیزہ چھین لیا تب اسنے تلوار کا وار کیا نور الدہر
نے بادم بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اسنے چاہا کہ لپٹ پڑون نور الدہر نے ایک گھونسہ
مارا کہ گینڈے کا سر پھٹ گیا اسنے اتر کر گھوڑے کی باگ پکڑی نور الدہر نے دوسرا گھونسہ
مارا اسنے سر اپنا بچایا گھونسہ شانے پر پڑا شانہ اسکا سوج گیا کانپنے لگا مگر لپٹا جاتا ہے جھلا کے
نور الدہر گھوڑے سے کود پڑے گردن پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ سر اسکا زمین سے مل گیا

اُسنے بڑی کوشش کی چاہتا تھا کہ کسی طرح زیر کرون مگر نورالدہر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا زور کرکے اُٹھالیا چرخ دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا اے قہتان منمّ قاتل شیاطین دیکھا کیسا بدلا ہوا بہتر یہ ہی کہ اطاعت کر اُس معبود کو سجدہ کر کہ جسنے مجکو تجھپر غالب کیا ایک کلمۂ کُن سے شجر و حجر پیدا کیے رسولان باسلف بھیجے اُنھون نے ہدایت کی اپنی امت کی جفائین اُٹھائین آخر دار دنیا کو چھوڑا القراط ایک مرد مکار و غدار ہی سحر کے زور سے سب کام لیتا ہی لوگون کو مکر سے بہکاے ہوے ہی اس طرح نورالدہر نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے قہتان کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والے بھی دائرۂ اسلام مین آگئے نورالدہر کو بڑی خوشی ہوئی سامان جشن کیا محفل عیش ترتیب ہوئی شبرنگ سے اشارہ کیا شبرنگ نے محفل مین بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

لب شیرین تک اُنکے آئی بات + ‏ ‏ بنگئی قند کی مٹھائی بات
دہن یار مین نہ آئی بات ‏ ‏ شاعرون نے بہت بنائی بات
دامن اُس گل کا چھوڑ دیگی صبا ‏ ‏ یہ کسی نے ہی جھوٹ اُڑائی بات
قصہ کوتہ دہان یار کا تھا + ‏ ‏ جگنوؤن نے مری بڑھائی بات
کھیل زلفون کو ہی اُلجھ پڑنا + ‏ ‏ اُنکی آنکھون کو ہی لڑائی بات
دہن تنگ یار مین کیا کیا ‏ ‏ تنگ ہو ہو کے ہی سمائی بات
درد دل کہنے مین ہی کیا پس و پیش ‏ ‏ لگی جاتی ہی مُنھ تک آئی بات +
چشم پوشی ہی قہر اُن آنکھون کو ‏ ‏ سرمہ نے بھی نہ یہ سجھائی بات
کہہ گئے تم کنائے مین کیا کیا ‏ ‏ نہ کسی نے تمھاری پائی بات
تم جو گویا ہوئے تو پھول جھڑے ‏ ‏ غنچے کے مُنھ مین رنگ لائی بات
یہ صدا آتی ہی خموشی سے + ‏ ‏ مُنھ سے نکلی ہوئی پرائی بات
تیرے شیرین کلام کو سُن کر + ‏ ‏ پھر نہ آتش کسی کی بھائی بات

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو نورالدہر نے حکم دیا سب سردار مسلح ہوکر

آئے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو چار لاکھ فوج دریاے قہار کی موج مع ساحر دیگر ساحر تیار ہوئی
حکیم صاحب سے نور الدہر رخصت ہوئے قصر جواہر نگار سے کوچ کیا منزل بہ منزل چلے گر
سابق مین ذکر کرچکا ہون کہ طاؤس زرین بال جادو نے آکر شبرنگ کو گرفتار کیا تھا
ملکہ ہماے مرصع پوش نے طاؤس کو دیوانہ کرکے مربع حصار کی طرف روانہ کیا
کہ مربع نشین جادو کو بلا کر لا طاؤس زرین بال اُڑتا ہوا چلا قصر مربع حصار
مین پہونچا جسکو راہ مین پایا اُسکو قتل کیا دربارگاہ مربع نشین پر پہونچا درگہ سالار
نے روکا طاؤس زرین بال جوش وخروش مین کب مانتا ہی قرق زنجیر توڑ ڈالی جب
اندر چلا درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا طاؤس نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیا کہ
سر درگہ سالار کا اُڑ گیا اور ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین چلا مربع نشین تخت پر بیٹھی تھی کہ دفعتہ
دیکھا سر درگہ سالار کا ڈھلکتا ہوا سامنے آیا گھبرا کے کہا کہ صاحبو یہ کسنے دست درازی کی کہ
یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا طاؤس زرین بال سامنے آیا مربع نشین کو جھک کر
سلام کیا کہا کہ اے ملکۂ عالم آپ کو ملکہ ہماے مرصع پوش نے بلایا ہی کچھ کار ضروری ہی
جلد چلیے مربع نشین ہنسی کہا کہ لشکر طلسم کشا مین بڑے بڑے لوگ جمع ہین میرا کیا کام ہی تم
جاؤ ہمین فرصت نہین ہی طاؤس نے کہا کہ آپ کو چلنا پڑیگا ملکہ نے کہدیا ہی جس طرح
سے بن پڑے مربع نشین کو لانا مربع نشین نے کہا کہ ہماے مربع پوش کون ہی
کہ جسکا حکم مانین طاؤس نے کہا کہ عاشق جمال بے مثال طلسم کشا گلچین گلشن جمال شمع حسن کا
پروانہ مین اُٹھکا تابعدار ہون مربع نشین نے کہا کہ ہم نہ جائینگے اور تمھاری قضا
دامنگیر ہی طاؤس جھومتا ہوا بڑھا چاہا مربع نشین کا ہاتھ تھام لون گرفتار کرکے لیجاؤن
مربع نشین سے اشارہ کیا طاؤس گرا مربع نشین نے کہا کہ اے طاؤس بس اسی قوت
پر یہ ارادہ ہی طاؤس بہ مشکل اُٹھا مربع نشین نے پھر کہا کہ اے طاؤس چلے جاؤ ورنہ
خرابی ہوگی طاؤس نے نہ مانا چاہا بڑھکر پھر ہاتھ تھام لون مربع نشین ہنسی گوہر دندان
جو کھلے برق چمکی چمک کر گری کہ طاؤس کے دو ٹکڑے ہوے مربع نشین نے بڑا افسوس کیا
کہا کہ صاحبو اِسنے مفت مین اپنی جان دی مین نے بہت سمجھایا مگر اِسنے نہ مانا آخر مارا گیا

ہائے کیا کرون یہ دوبارہ شعبدہ ہوا جب بھی مین ٹال گئی تھی اب جو اسنے خیال کیا تو دلمین دھڑکن زیادہ پائی کہا کہ ایسی ایسی جادوگرنیان طلسم کشا پر عاشق ہوئین قدرت کی دشمن بنین نہین معلوم کیا سوچین انتو دلکو بڑا اشتیاق ہوا کہ ایک نظر طلسم کشا کو دیکھون یہ خیال کر رہی تھی دل سے باتین کرتی تھی کہ ہرکارے حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ لشکر طلسم کشا طرف ہفت درے کے جاتا ہے تین منزلین طے کر چکے ہین کل چوتھی منزل ہے مربع نشین نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحبو کیا مجال ہے کہ ہفت درے پر پہونچین جبتک مین نہ حکم دون تب تک کیا مجال ہے کہ گذر سکین فوج کو حکم دیا سب تیار رہین پوجا پاٹ بھی کروایسا نہ ہو کہ قدرت آزردہ ہون دونون وقت دیر کے دروازے کھلے رہین پوجا کرنے والون کو انعام و اکرام ملین شہر مین ڈھنڈھورا پٹ جائے کہ کوئی غافل نہ رہے یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئی راہ کو طے و پے کرکے کوہ مقناطیس پر آکر ٹھہری کہ پہاڑ نہایت بلند و مرتفع ہے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر صحرا کو دیکھنے لگی عجب تماشا دکھائی دیا کہ گلہائے خودرو سے جنگل نمونۂ گلشن ہے طائر درختون پر چہچہہ زن صحرا نخلہائے خودرو سے رشک چمن ہے کہ یکایک نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی قضائے کار حاکم و ناظم دربند اول کی سنبل گیسو دراز ہے اسکو ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر طلسم کشا نے ادھر کا رخ کیا ہے یعنے دربند اول کی طرف آتے ہین سنبل ہنسی کہا کہ یہ سودا دماغ مین طلسم کشا کے سما گیا کہ ہفت دربند کا قصد کیا ہے یہ وہ مقام ہے کہ اس طرف کوئی نگاہ اٹھا کے نہین دیکھ سکتا اگر قصد کرون تو ایک آن مین تباہ کردون مصاحب و رفیق سب جمع ہین دیکھکر آواز دی کہ صاحبو تمنے سُنا کہ طلسم کشا نے اس طرف کا رخ کیا پہلے جفا تو واسطے مربع نشین کے ہے جب مربع حصار قبضے مین آئے تب دربند اول کا راستہ کھلے تب ہم تک آوین ایک نامہ واسطے مربع نشین کے لکھو میر منشی حاضر ہوا سنبل گیسو دراز نامہ لکھوانے لگی کہ ای مربع نشین تم غافل بیٹھی ہو طلسم کشا کا لشکر آتا ہے مناسب یہ ہے کہ جا کر روکو اور جو مدد کی تمکو ضرورت ہو تو مین روانہ کرون یہ نامہ لکھکر ایک ساحرہ کو دیا کہا کہ مربع حصار مین لے جا مربع نشین کو نامہ دینا جادوگرنی نامہ لیکر چلی اُس وقت ساحرہ آکر پہونچی ہے کہ

مربع نشین واسطے دیکھنے لشکر نور الدھر کے جا چکی ہی اور کوہ مقناطیس پر بیٹھی ہی
ساحرہ نے آکر نامہ وزیرون کو دیا اور کہا کہ ملکہ مربع نشین کو یہ نامہ دے دینا وزیرون
نے نامہ لیا کہا کہ ملکۂ عالم کام کو گئی ہین ساحرہ نامہ دیکر پلٹی خدمت مین سنبل گیسو دراز
کے آئی تمام کیفیت عرض کی کہ ملکہ نہ تھین مین نامہ وزیرون کو دے آئی یہ مضمون سُن کے
سنبل نے کہا کہ یہ واقعہ بڑا اختلاف پڑا کہ ملکہ مربع نشین سے ملاقات نہ ہوئی اور نامہ
پہونچ گیا اوسان جادو کہ مصاحبون مین سنبل کے ہی اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ مین نے
مفصل خبر پائی ہی کہ لشکر طلسم کشا کوہ مقناطیس پر اُتریگا مین ابھی جاتی ہون جا کے کل
لشکر کو تباہ کیے دیتی ہون گرفتاری طلسم کشا مین آپ کو تکلیف کرنا پڑیگی لشکر کا تباہ کرنا
کتنی بڑی بات ہی سنبل نے کہا کہ اے اوسان لشکر طلسم کشا مین بڑے بڑے ساحر ہین وہ
ضرور روکین گے سحر کو برطرف کرین گے اوسان نے کہا کہ مین بہت جھٹ پٹ فیصلہ کرونگی
مین اُن ساحرون کے روکنے کی نوبت نہ آنے دونگی صرف طلسم کشا رہجائیگا کسی تدبیر سے
گرفتار کر بھیجے گا سنبل کو اوسان بخوبی سمجھا کر طاؤس پر سوار ہوئی خبر تو پا ہی چکی ہی
کوہ مقناطیس کی طرف چلی یہان وہ وقت ہی کہ نوبت نقارہ کی آواز مربع نشین نے سُنی
آمد لشکر نور الدھر شروع ہوئی چند شتر سوار آگے آگے اُسکے بعد چالیس پچاس ہزار
مرکب تازی و کچھی و عراقی موتیون کی پاکھرین پڑی ہوئین وہ سامنے سے گذر گئے اُسکے
بعد دیکھا کہ مرکب باد رفتار طلسمی پر نور الدھر سوار سپر و شمشیر حمائل سرداران نامی اور
پہلوانان گرامی پشت پر بشوکت تمام چار لاکھ کا لشکر ساحر وغیرہ ساحر ہمراہ ساحران
نامی مثل نجم وغیرہ یہ دور دور ہین ان ساحران نامی سے کوئی قریب نور الدھر کے نہین
ہی بس مربع نشین کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گئی یکایک پکار اُٹھی کہ اے میان جانیوالے
ذرا ایک بات ہماری سُن لو ٹھہر جاؤ نظم

پس از فنا بھی کسی طور سے قرار نہین	ملی بہشت تو کہتا ہون کوے یار نہین
ہوا ہون قاصدِ جانان کے آنے سے مایوس	وہ آیا پیکِ اجل اُس کا انتظار نہین
قدم رکھا کہین اور جا پڑا کہین کا کہین	ہین تو بادہ کشو خاک اختیار نہین

نہین حساب ہی جسطرح اُسکی رحمت کا +
بہو نہین ہمارے گناہونکا بھی شمار نہین
بہاری بامہ دری مین ہی گل کی بھی تقلید
یہ وہ جنون ہی کہ وابستہ بہار نہین
شبِ فراق ہی اور آندھیان مین آہونکی
چراغ گو مرے ظلمت کدے مین بار نہین
زمین پیار سے مجکو گلے لگاتی ہی +
عذاب ہی یہ دلا گور مین فشار نہین
ہر ایک گل ہی چمن مین شبیہ عارض یار
ہمارے جسم کی تصویر ہی یہ خار نہین
مین ہون حباب جو دریا ہی حُسن ای قاتل
یہ موج آب ہی شمشیر آبدار نہین +
چلا ہی گلیون سے میدان کو غبار اپنا
کہ شہسوار ہوا ہی وہ نی سوار نہین
برائے عاشق کامل ہی جلوۂ معشوق
کہان وہ شعلہ کہ اب طور پر شرار نہین
خلش کسی کو نہین ای جنون کہنے کو بھی
ببول بھی مرے صحرا مین خار دار نہین
تمام رنج ہین تا حشر ساتھ ای ناسخ +
بجز حیات کوئی چیز مستعار نہین +

نور الدہر نے سر اُٹھاکے دیکھا کہ ایک نازنین شعلۂ جوالہ دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوے اشعار مذکور پڑھ رہی ہی نور الدہر نے گھوڑا ٹھہرالیا گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے جانبین سے سنانین دلون کے پار ہو رہی ہین مگر نور الدہر حیران ہین کہ یہ نازنین کون ہی نور الدہر جو ٹھہرے لشکر والے آکر جمع ہونے لگے کوئی آکے سلام کرتا ہی کوئی پوچھتا ہی کہ ای شہریار اسی مقام پر لشکر اُترے گا نور الدہر جواب دیتے ہین کہ صحرائے سبزہ زار ہی چشمے بھی بے حساب ہین لشکر کو آرام ملیگا لشکر جابجا ٹھہرا دس ہزار کسی مقام پر ٹھہرے پیدل جمے ہوے کھڑے ہین ایک طرف رسالے آکر جمے دوکاندار دوکانون کی تدبیرین کرنے لگے سب کو معلوم ہوگیا کہ آج اسی پہاڑ کے دامن مین قیام ہوگا ایک کو ایک مژدہ دیتا ہی کہ آج کے دن لشکر کے اُترنے کو مقام معقول ملا آج بڑی راحت ملیگی درخت سایہ دار بہت ہین ایک نخل کلان تھا اُسکے سائے مین آکر دس ہزار جوان ٹھہرے گھوڑون سے اُتر پڑے ہین قصد ہی کہ اپنا اپنا بستر لگائین کہ اوسان آسمان پر آکر جمکی اُسنے نگاہ اُٹھاکر دیکھا کہ لشکر طلسم کشا نو منزلون کے پھیر مین ہی مگر یہ لوگ جو نخل کے سائے مین کھڑے ہین پہلے اِنسے شروع کرون یہ سوچ کر

پتون مین درختون کے بھی سحر کیا کہ آگ برسنے لگی کئی سو آدمی جل گئے صدائے فریاد اور
الغیاث بلند ہوئی افسر روتے ہوئے قریب نورالدہر آئے عرض کی کہ ای شہریار
نخل سے آگ برس رہی ہی کئی سو جوان جل گئے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ نخل سے
آگ گر رہی ہی گھوڑے کو پھیرا کہ جا کے دیکھون یہ آگ کیسی ہی اوسان سحر کو اور
زیادہ زور دے رہی ہی مگر مربع نشین بیقرار ہو گئی کہ یہ جوان سامنے سے کیون
ہٹ گیا دیکھیے کب ملاقات ہو یہ تو آنکھین سینک رہی تھی سر اُٹھا کے دیکھا کہ نخل
سے آگ برس رہی ہی ملازمان نورالدہر جل رہے ہین سمجھی کہ اُسی انتظام کو جاتے ہین
جی مین کہتی ہی کہ یہ کون وقت پر آیا کسنے سحر کیا کیونکر دریافت کرون مگر آگ برسنے کو تو
روک دون یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی نگاہ قہر درخت پر ڈالی یا تو آگ برس رہی تھی
یا شاخون سے فوارے چھوٹنے لگے شعلۂ آتش بجھے اوسان نے بڑا پنا نخل پر دے مارا
اور آواز دی کہ ای آتش سب کو جلا دے وہ فوارے موقوف ہوے پھر آگ برسنے لگی لشکر
مین یارب وہ یا مستغیثاہ کی صدا بلند ہوئی کہ ای کارساز بچا لے نظم

ایکہ از بے صورتی در صورت انسان شدی	جلوہ گر از لامکان در عالم امکان شدی
رونما از انوار ذات خود بجسم و جان شدی	ظاہر اندر صورت معنی تو ای جانان شدی
گاہ محکوم و مطیع و بندۂ فرمان شدی	گاہ والیِ سریر و حاکم و سلطان شدی
گاہ گل گشتی گہے بلبل بہ صحنِ بوستان	گہ لبِ خندان شدی گہ دیدۂ گریان شدی
رہنما و راہرو گشتی تو اندر ہر طریق	دین شدی مذہب شدی ملت شدی ایمان شدی
سینۂ ہر تیرہ دل شستی تو از گرد و غبار	دوستی و ارتباط و الفت و احسان شدی
از ظہور خیر و شر کردی تو در عالم ظہور	گاہ درد و رنج گشتی و گہے درمان شدی
شکر کن ہندی کہ در دنیا بہ فضلِ ایزدی	پیر در راہ ہدایت واقفِ عرفان شدی

غلغلہ جو ہوا اور آگ نے درخت سے ترقی کی فریاد و الغیاث کی صدا سنکر مربع نشین
جھلائی جھولی سے گولہ نکالا آواز دی کہ ہان پانی برسے سحر کرنے والا ظاہر ہو جلے گولہ
جو جا کر پھٹا دھوئین سے منھ برسنے لگا ایک گھڑی قریب درخت کے پہونچا تھے درخت کے گرے

مربع نشین نے دیکھا کہ ایک ساحرہ شاخ نخل پر بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے اوسان نے
بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھا دیکھا کہ ایک ساحرہ حسین وجمیل سحر کر رہی ہے اور سحر کو ہمارے دفع کرتی
ہے اوسان نے کارد سحر کھینچ ماری وہ کارد جو مربع نشین کی طرف چلی مربع نشین نے
جو دیکھا کہ کارد سحر آتی ہے پیشانی پر نشتر مارا خون ہتھیلی پر لے کر اُس کارد کو چٹایا کارد خون
مین ڈوب کر زمین پر گری اب تو اوسان یہ کہکر اُٹھی کہ اپنے سحر پر ناز کرتی ہے مین نے تجھ
ایسی صدہا جادوگرنیان تعلیم کردین مربع نشین نے بھی للکارا کہ او بے حیا ہم سے
مقابلہ کریگی اب توکل لشکر نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی درخت سے نکلی اور ایک پہاڑ
سے چلی مگر مربع نشین جمال نور الدہر دیکھتی جاتی ہے نگاہون سے اشارے ہین مراد اُن
اشارون سے یہ ہے کہ تمھارے واسطے اسکا سحر دفع کیا ورنہ سارا لشکر جل جاتا تم لباس
طلسمی پہنے ہو اکیلے رہجاتے تدبیر کرکے ساحر گرفتار کرلیتے نور الدہر بھی اشارون مین
سمجھ کر آفرین کرتے ہین اس عرصے مین نجم اختر شناس وغیرہ بھی آگئے دیکھا کہ دونون
جادوگرنیون مین سحر چلنے لگا مگر جو ساحرہ حسین وجمیل پہاڑ سے اُتری ہے برق جہندہ و
شعلۂ جوالہ ہے تڑپ تڑپ کر اوسان پر گرنے لگی اوسان اپنے کو بچاتی ہے سحر کرنا بھول
جاتی ہے ایک مقام پر اوسان نے ران پر اپنی خنجر مارا خون جام مین لیکر پھینکا وہ
خون مربع نشین پر گرا لڑکھڑائی قریب تھا کہ زمین پر گرے نجم نے کہا کہ غضب کا سحر کیا وہ
عاجز ہوئی گرا چاہتی ہے ارسطوے ثانی نے سحر کرکے مربع نشین کو روکا کئی پنجے سنہری
پیدا ہوے اُن پنجون نے مربع نشین کو روکا نجم اختر شناس نے ایک گولہ اوسان
پر مار دیا ہمارے مرصع پوش نے جو یہ معرکہ دیکھا کڑک کر اوسان پر گری اوسان
کے دو ٹکڑے ہوے اوسان کے مرتے ہی مربع نشین سنبھلی بنگاہ غور نور الدہر کو
دیکھا پکار کر آواز دی کہ بی ہما کیا کہنا مجکو تمھارے سحر نے مشتاق کیا طاؤس کو مارا
مشتاق ہو کر آئی تھی طلسم کشا کو دیکھ چلی ہمارے مرصع پوش نے چاہا کہ کچھ جواب دون
مربع نشین بلند ہو گئی مربع حصار کی طرف چلی قلعے مین آئی کنیزون نے دیکھا کہ ملکہ
آئین مگر انتہا کی پریشان ہین پوچھا کہ واری کیون مزاج کیسا ہے مربع نشین نے ایک

آہ کی کہا کہ گئی تھی ایک سودا خرید لائی ہون نظم

مین اگر روؤن تو ہو سر سبز دانہ خال کا ابر تر اک خشک کونا ہو مرے رومال کا
بعد مردن خاک اُسکی بنتی ہو ریگ روان ای پریرو جو کہ ہو وارفتہ تیری چال کا
کیا قناعت عشق کی دولت سے ہوتی ہو حصول لاکھ عاشق کو ہو کافی ایک دانہ خال کا
سیم وزر کے دیکھنے سے خوش نہ کیون انسان ہو توتیاے چشم ہوتا ہو دھوان ٹکسال کا
روے جانان پہ یہ رہتا ہو نگاہون کا ہجوم سبزۂ خط مین ہو عالم سبزۂ پامال کا
بار دنیا ہو فقیرون کو امیرون سے سوا بوجھ کم ہوتا ہو کمل سے نہایت شال کا
سبزۂ خط ہر دم اُسمین سے جو آتا ہو نظر دود قلیان مین ہو عالم موتیون کے جال کا
آپ کو مردہ سمجھتا ہون فراقِ یار مین دیدۂ گریان پہ ہوتا ہو یقین غسال کا
لوگ سمجھے ہین غبار خط جسے وہ ہو دھوان آتشِ رخسار سے جلتا ہو دانہ خال کا
ناتوان ایسا ہوا ہون دام زلف یار مین مرغ دل سے اُٹھ نہین سکتا ہو دانہ خال کا
وصل کی شب ہو چکی اور رشک بجتا ہو گجر ہمنشین گھڑیال اب ہو پانی کے گھڑیال کا
جسپہ تو مرتا ہو برسون سے وہ ہر دم اور ہو دمبدم ناسخ تجدد ہو یہان امثال کا

کنیزون نے کہا کہ لونڈیان اس مطلب کو نہین سمجھین حضور کنیزون کو سمجھائین مربع نشین
نے کہا کہ کیا سمجھاؤن یہ کہکر ایک کمرے مین جا بیٹھی دروازہ بند کر لیا مگر نور الدہر جو
پہلے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بارگاہ مین آئے سردارون نے پوچھا کہ حضور کو بہت
ملول و حزین پاتے ہین نور الدہر نے کہا کہ میرا حال نہ پوچھو یا رو لوح کا تردد ہی ظاہرا
معلوم ہوتا ہو کہ قلعۂ مربع حصار سے جانا ہوگا کیون یارو یہ بھی کچھ معلوم ہو کہ بعد
قلعۂ مربع حصار کونسا مقام ملیگا کیون ای ہمارے مرصع پوش تمکو کچھ معلوم ہوا یہ
ساحرہ کون تھی جو پہاڑ سے اُتری تھی اور جسکو تمنے مارا تھا یہ کون تھی ظاہرا تو یہ ہی
کہ یہ جو قتل ہوئی یہ ہمارے لشکر کو تباہ کرنے آئی تھی اگر وہ نہ بچاتی تو لشکر تباہ ہو جاتا
تم لوگ تو بعد عرصے کے آئے ہو ہمارے مرصع پوش نے عرض کی کہ جسے مین نے قتل کیا یہ
تو دربند سنبل کی رہنے والی تھی برائے تباہی لشکر آئی تھی لیکن یہ بھی ظاہر ہو کہ سنبل کو

خبر پہونچ گئی وہین سے یہ ساحرہ آئی تھی پہلے گذر حضور کا قلعۂ مربع حصار پر ہوگا یعنی مربع حصار سنبل گیسو دراز سے مقابلہ ہے نور الدہر نے آہ کرکے جواب دیا کہ یارو کیا پوچھتے ہو ایک جفاے تازہ خریدی ہے اصل کیفیت اپنی یہ ہے نظم

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین ۔ سرو کو صدقہ مین آزاد کیا کرتے ہین
گھر جو بے یار ہے ویران تو تصور مین مدام ۔ خانۂ دل کو ہم آباد کیا کرتے ہین
رشک سے نام نہین لیتے کہ سن لے نہ کوئی ۔ دل ہی دلمین اُسے ہم یاد کیا کرتے ہین
گذرے ہین کوچۂ قاتل سے صبا کے جھونکے ۔ نکہتِ گل کو جو برباد کیا کرتے ہین
ہوتی ہے آفت جان قہر خدا سے نازل ۔ یہ صنم ہم پہ جو بیداد کیا کرتے ہین
تو وہ صیاد ہے جو وار کے تجھپر لاکھون ۔ طائر روح کو آزاد کیا کرتے ہین +
انتقام اُسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون ۔ جھوٹے وعدونسے جو وہ شاد کیا کرتے ہین
تیرا دیوان ہے کیا سامنے اُن کے ناسخ ۔ جو کہ قرآن پر ایراد کیا کرتے ہین

ہمانے نجم سے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہزادہ کسی پر عاشق ہے عشق چہرے سے ہویدا و ظاہر ہے نجم نے کہا کہ اے ملکہ ہماے مرصع پوش تم شاہزادے سے پوچھو شاید وہ کہدین ہماے مرصع پوش نے کہا کہ مین نہ پوچھونگی ایسا نہ ہو کہ شاہزادے کے خلاف ہو آپس مین سب سرداروں نے صلاح کی کہ سب مل کر پوچھو آخر حکیم ارسطوے ثانی نے شاہزادے کا ہاتھ پکڑکر پوچھا نور الدہر نے آنکھوںمین آنسو بھر کر فرمایا یہ کیفیت ہے نظم

میخانہ ہجر یار مین مجکو جحیم ہے + ۔ ساقی مے دو آتشہ مائے حمیم ہے +
ہے اُس جہان مین بھی زر و سیم کا رواج ۔ گر آفتاب زر ہے تو مہتاب سیم ہے +
کیا دوڑتا ہے بے خطر افعی زلف پر ۔ گویا ہمارا ہاتھ عصاے کلیم ہے +
سیر چمن کو تو نہین جاتا تو رنگ گل + ۔ اُڑکر غبار گیسوِ موجِ نسیم ہے
غیروں کو تو نے تیرِ نگہ کا ہدف کیا ۔ سوفار کی طرح سے مرا دل دو نیم ہے
مجھ تیرہ بخت کی جو اُڑی خاک بعد مرگ ۔ سب جانتے ہین دوش ہوا پہ گلیم ہے
کیونکر نہ ہمکو دغدغہ ہو وصل و ہجر کا ۔ ایمان جسکو کہتے ہین امید و بیم ہے +

یہ جواشعار نور الدہر نے پڑھے سب سرداردن کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ خدا حضور کو صبر عطا فرمائے ایسا نہ ہو کہ بندگان عالی پر کچھ زوال آجائے آخر
وہ شب شاہزادے نے تڑپ تڑپ کر کاٹی صبح کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو لشکر تیار ہو کر سامنے
آیا نورالدہر سوار ہوے لشکر کو لے کر چلے دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ ایک پہاڑ نہایت
بلند و مرتفع دکھائی دیا درے سب سدود ہزارہا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین
بڑے بڑے درخت بالاے کوہ لگے ہین مگر پہاڑ سدراہ ہی ہیر لشکر نے نورالدہر سے
بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار یہ پہاڑ سدراہ ہی جو اصل مین اس کوہ کا معاملہ ہی وہ
یہ ہی کہ پرسون ہم لوگ جو براے سیر آئے تھے تو یہ پہاڑ نہ تھا کل شب سے پہاڑ قایم ہوا
کسی نے راستہ بند کیا ہی نجم اخترشناس بڑھے کہا دیکھیے اگر یہ کوہ کسی نے بنایا ہی تو مین
راستہ پیدا کرتا ہون یہ کہ کر بڑھے اور گولہ مارا گولہ جو پتھر پر پڑا پتھر ٹوٹا گولہ پھٹا تمام پہاڑ
سیاہ ہو گیا آواز آئی کہ او بے ادب اپنی جان بچا ایسا نہ ہو کہ تیرے واسطے خرابی ہو
یہ سُنکر نجم نے بڑھ کر دوسرا گولہ مارا ابکے مرتبہ جو گولہ پڑا کوہ کو جنبش ہوئی اور ایک درہ
پیدا ہوا اندر سے درے کے ایک اژدہا کلان مُنہ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا سامنے
نجم کے آیا آکر قلابۂ آتشین مُنہ سے چھوڑے کہ صحرا کے نخل جلنے لگے دم کھینچا نجم گرے اژدر
نے مُنہ مین لیا ہرچند نجم تڑپا پھڑکا مگر اژدر نے نہ چھوڑا نجم کو لیکر درۂ کوہ مین جا کے
غائب ہوا ارسطوے ثانی نے یہ معاملہ دیکھا آگے بڑھ کر کئی سحر کیے برقین گرائین اژدر
پر تاثیر نہ ہوئی نجم کو درے مین لے گیا ارسطوے ثانی نے عرض کی کہ ای شہریار یہ سحر کسی
ساحر کامل کا ہی کہ سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا یہ سُن کر نورالدہر نے حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر
اُترے شب کو لشکر مین ہنگامہ ہی چار لاکھ جوان اُترے ہوے ہین ارسطوے ثانی نے
طلایہ دینا قبول کیا دو پہر رات گئے ٹہلتے ہوے سامنے کوہ کے آکر کھڑے ہوے دیکھا پہاڑ
پر روشنی ہوئی ایک جادوگر کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہی چاہتا ہی سحر کرون ارسطوے ثانی نے
بڑھ کر آواز دی کہ او مکار مین نے تجکو دیکھا خبردار آگے نہ بڑھنا اُس ساحر نے گولہ پھینکا
کہ درۂ کوہ ظاہر ہوا اژدہا آگ چھوڑتا ہوا نکلا ارسطوے ثانی نے اُس اژدہے پر

برق گرائی اژدرے کے دو ٹکڑے نہ ہوے برق گر کر اُڑ گئی ارسطوے ثانی نے بھلا کر کلاہ دیکھ پھینکی ہماے مرصع پوش اپنے خیمے مین بیٹھی تھی کہ دھماکے کی آواز کا اثر ہے سوچتی گھبرا کر نکل آئی دیکھا کہ ارسطوے ثانی اژدہے پر سحر کر رہے ہین اور اژدہا ہیبتناک تا ہو قریب آ کر دم کھینچا ارسطوے ثانی گرے اژدرنے دہن مین لیا ہماے مرصع پوش یہ دیکھ کر بہت حیران و پریشان ہوئی تڑپ کر بلند ہوئی برق بنکر اژدہے پر گری اژدرنے پلٹ کر ہما کو بھی لیا یہ دونون دہن مین اُسکے دبے ہوے ہین اژدرنے قصد کیا ہے کہ اپنے کو درے مین پہونچا دُن غائب ہو جاؤن ادھر نور الدہر بن بدیع الزمان دربار برخاست کر کے اُٹھے مین چاہتے ہین کہ خوابگاہ مین جاؤن کہ کنیزان ہماے مرصع پوش روتی ہوئی آئین چند طائران ارسطو بھی ہمراہ تھے عرض کی کہ ای شہریار ارسطو و ہما کو اژدہا لیے جاتا ہے نور الدہر تیغہ طلسمی کھینچ کر نکلے لوح محفوظ کو بھی سینے پر ڈالا ساتھ آ کر نعرہ کیا کہ او مکار آگے نہ بڑھنا یہ سب سرداران نامی ہمارے ہین اگر موے جسم انکا میلا ہوا تو قیامت برپا کرونگا اژدرنے جو نور الدہر کو آتے ہوے دیکھا ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا چند طائر پہاڑ سے آئے نور الدہر سے آنکھین ملا کر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

اہلِ حرفہ ہین جو بت انکا خریدار نہ ہو + جوش سودا کہین ای دل سربازار نہ ہو
بس دلا اب کسی گیسو کا طلبگار نہ ہو + قید ہستی مین تو ہی اور گرفتار نہ ہو +
ہو کے داخل جو نکلتا نہین پھر کوئی بشر + زاہدا خلد کہین کوچۂ دلدار نہ ہو
شورِ محشر ہو اگر نالۂ زنجیر کی جا + پاے خوابیدہ ہمارا کبھی بیدار نہ ہو
چشم و ابرو کا ہون عاشق نہ پڑھون جا کے نماز + پاس مسجد کے اگر خانۂ خمار نہ ہو +
تیری دیوار کا روزن جو نہین ہوتا بند + کسی مہجور کا یہ دیدۂ بیدار نہ ہو
خودفروشی جو ہو منظور تجھے ای کافر + کوئی یوسف کا زمانے مین خریدار نہ ہو
گلعذارون کو جو مدفون نکرین قبر و نہین + سطحِ خاک سے پیدا کبھی گلزار نہ ہو
نکلے نالون کی ہوس دل سے ہمارے کسی شکل + تیرے سوفار و نہین گر صورتِ منقار نہ ہو
ہی جو وصفِ لبِ شیرین مین مرے کلک کا حال + نیشکر بھی کبھی اسطرح شکربار نہ ہو +

چھوڑ دے رسم عیادت بھی جو اس گل کا مزاج	غیر نرگس کوئی اس باغ مین بیمار نہ ہو
جس پری کی نظر آتی ہی مجھے زلف دراز	شبہہ ہوتا ہی ترا سایۂ دیوار نہ ہو
ناتوان ہو کے جہان مین رہون ایسا ناسخ	کہ مرے پاؤن سے چونٹی کو بھی آزار نہ ہو

نور الدہر اس صدا کی طرف متوجہ ہوے اژدر جھپٹ کے اُسی درے مین گھس گیا درہ بند ہو گیا ساحرون نے عرض کی کہ حضور کوئی بڑا کامل و اکمل ساحر آیا ہی کہ اُسنے کسی کو بھی نہ مانا ارسطوے ثانی دھماے مرصع پوش و نجم اختر شناس کو لے گیا حضور کو دیکھ کر ذرا دبا تھا اُسنے طائرون کو بلایا اُن طائرون نے اپنی جانب حضور کو متوجہ کیا آپ درہ کوہ مین جا کر غائب ہوا نور الدہر نے کہا کہ انشاء اللہ اسکی ترکیب کیجائیگی مگر طلایہ اب کون دیگا سرباز جادو نے بڑھ کر عرض کی کہ یہ خدمت کنیز کے سپرد ہو نور الدہر نے سرباز کو طلائے پر مقرر کیا آپ جا کر آرام فرمایا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وانجے کہ اشفاق حکمت پسند کو خواب مین دیکھا کہ سامنے آئے عرض کی کہ ای نور نظر ان ساحرون کو یہ ساحر پہاڑ والا نہ مانیگا جسکو پائیگا اُسکو پکڑ لے جائیگا شیر نگ کو روانہ کیجیے انشاء اللہ مین بھی کل حاضر ہونگا خدمتگزاری مین مصروف ہونگا صبح کو نور الدہر نے یہ خواب سامنے سردارون کے بیان کیا سردارون نے عرض کی کہ حکیم صاحب حکیم طلسم باطن ہین اگر وہ آجاوین گے تو مطلب حاصل ہوگا شیر نگ نے عرض کی کہ غلام ابھی جاتا ہی اور زندہ ہی تو سردارون کو رہا کر کے لاتا ہون کیا کسی مقام پر کوتاہی کرونگا یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی حکیم صاحب تشریف لاتے ہین نور الدہر براے استقبال اُٹھے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ حکیم صاحب ہوادار پر سوار کئی سو جوانان سفید پوش پشت پر نجوم روشن نور الدہر کو دیکھ کر ہوادار سے اُترے نور الدہر کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا کہ ای فرزند مین ابھی جاتا ہون فکر کرتا ہون کیا مجال ہی کہ تمھارے سردارون کا موے جسم بھی کم ہونے پائے احقر کو بڑا اسکا خیال ہی کل قصر مین بیٹھا تھا آپکا جو خیال گیا تو یہ حال معلوم ہوا مین نے شب کو عمل خوانی کر کے آپ کو اطلاع دی صبح کے ہوتے ہی روانہ ہوا نور الدہر نے کہا کہ مین شبرنگ کو بھی روانہ کرتا ہون یہ کہکر شبرنگ کو

روانہ کیا حکیم نے کہا کہ مین بھی جاتا ہون یہ کہکر ایک نقش لکھا اُسے اپنے بازو پر باندھا ایک عقاب آسمان سے پیدا ہوا اُسنے اپنی پشت پر سوار کیا حکیم صاحب پشت پر اُس عقاب کی سوار ہو کر چلے مگر شبرنگ ایک ساحر کی شکل بنا ہوا گرد کوہ کے چرخ مارنے لگا یکایک سُنا کہ کہین گانا ہو رہا ہی کوئی خوش آواز بصد کرشمہ و نازیہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

ہجر یاران سے رہائی کا قرینا ہو گیا + سہل مرنا ہو گیا دشوار جینا ہو گیا

جو پری پیکر نظر آیا وہ ہی زر کا مطیع + ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا

کیون نہ ہو ایسا عروج نشۂ مے ساقیا + تا فلک معرج ہوا کا کیا ہی زینا ہو گیا

وادی دل ہی تجلی گاہ جانان رات دن + ان دنون سینہ ہمارا طور سینا ہو گیا

سال بھر سے مصحفِ روے صنم دیکھا نہین + وہ رجب کیا اس رجب کا بھی مہینا ہو گیا

یار کی شمشیر ابرو اسقدر ہی آبدار + تیغ پر خجلت سے ہر جوہر پسینا ہو گیا

کون ہی اُس ماہ کا جو گرم نظارہ نہین + چشمۂ خورشید بھی اب چشم بینا ہو گیا

خاک ہی بے یار اب فصلِ بہاری مین شراب + شیشۂ ساعت بھی مے کا آبگینا ہو گیا

جسطرح معدوم ہوتے ہین ستارے صبحدم + عہد پیری مین مرا اب یہ قرینا ہو گیا

پرتوِ جانان ہی میرے کالبد مین جاے روح + آئنہ کی پشت گویا اپنا سینا ہو گیا

رنگ پان سے سبز سونا بنگئے کندن سے گال + مُبتدِلِ تشبیہ ہی سونے پہ مینا ہو گیا

فرقتِ ساقی مین ایسے بن گئے ہم پارسا + محوِ خاطر سے خیالِ جام و مینا ہو گیا

ہین تصور مین جو محبوبِ الٰہی رات دن + کعبۂ دل صاف اے ناسخ مدینا ہو گیا

اِس صدا کو سُنکر شبرنگ اُدھر متوجہ ہوا جھپٹ کے چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا ایک نخل کلان ہی اُسکے نیچے ایک مکان عالیشان معلوم ہوتا ہی جب شبرنگ قریب پہونچا دیکھا کہ اُس قصر کے دروازے پر چند کنیزین ٹہل رہی ہین شبرنگ نے ایک کنیز کو اشارہ سے بُلایا اُسکو دم دے کر بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر مجمع کنیزان مین آیا ایک کنیز نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ بُوا گلگون چلو اندر چلو آج تو ہم سب سے ملکہ خفا ہین بڑا کمال کیا کہ ارسطو ے ثانی دیکھا کو لائین مگر آج نجم اختر شناس پر بڑی آفت ہی شبرنگ نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون ایسا ہوا

اسکا کیا باعث اُسنے ہاتھ چمکا کر کہا کہ بُوا تم تو بہت ننھی ہو بات کو نہین سمجھتی ہو جسوقت سے
نجم کو لائی ہین اشعار عاشقانہ پڑھتی ہین دربار مین ہر وقت نجم کو بُلاتی ہین ہم لوگون کو
حکم ہوتا ہی کہ سمجھاؤ مگر وہ محبت مین اپنے آقا کی ایسا مست ہی کہ ہمیشہ جواب سخت دیتا ہی
ہم لوگون سے ازبسکہ ایسا کہا مگر ظالم نے نہ قبول کیا خوف ہی کہ ایسا نہ ہو قتل کا حکم دین
یہ سُنکر شبرنگ اُن کنیزون کے ساتھ اندر آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی بھاری رنگین جوڑا
پہنے ہوئے زیور سے ہم پر لادے ہوے گلوری کلے مین دبی ہوئی شراب پی رہی ہی کنیزون
سے کہتی ہی کہ کیون صاحبو اُس سخن ناشنو نے مانا بھی یا نہین ایک کنیز نے عرض کی کہ واری
بہت سمجھایا جو روز اول اُسکا قول تھا وہی اب بھی ہی کہتا ہی کہ مجکو قتل کرین مگر وصل
گوارا نہین کہ شبرنگ نے بڑھکر عرض کی حضور محفل مین تو بلوا لیجیے اُس ساحرہ نے گھبرا کر
کہا کہ تو یہان کے حال سے کیا واقف نہین ہی بالکل نادان بنی جاتی ہی ایسا نہ ہو کہ پھر
کوہان بنت کوہین سنگ انداز جادو آجائین مین تو صرف ان تینون ساحرون کی نگہبانی
کے واسطے مقرر ہون وہ خود گئین اور گرفتار کر لائین شبرنگ نے عرض کی کہ حضور مین
بخوبی جانتی ہون کہ آپ کو انکی قید کا اختیار ہی باقی سب امورات ملکہ کوہان نے اپنے ہاتھ
مین رکھے ہین کیا مجال ہی کہ بدون اُنکے حکم کے پتہ ہل سکے ایسا پہاڑ بنایا کہ کسی کے توڑے
سے نہین ٹوٹ سکتا کیسے کیسے ہمراہیان طلسم کشا نے زور مارے مگر خود ہی گرفتار رہے
واضح ہو کہ اس ساحرہ کا اسلم جادو نام ہی شبرنگ نے کہا کہ ای ملکہ اسلم اگر حکم ہو تو مین
جا کر سمجھاؤن شاید مان جائے آپ کا مطلب دلی پورا ہو اسلم نے کہا کہ ای گلبدن جاؤ
صاف صاف کہنا کہ اب انکار مین جان کا خوف ہی کل قتل کرین گی کسی کا کہنا نہ مانین گی شاید خوف
جان سے مان جائے آج مین ملکہ کی صحبت مین جاؤنگی ملکہ سے بھی اطلاع کرونگی کہ اگر آپ کے
بھی نزدیک مناسب ہو تو ان تینون کو قتل کر ڈالون اگر ملکہ نے اچھا کہہ دیا تو میرا مطلب
نکل آئیگا شبرنگ بھی بجا و درست کہا کیا اسلم نے کہا کہ ای گلبدن اب مین صحبت مین ملکہ
کی جاتی ہون تم لوگ جا کر سمجھاؤ یہ کہکے بیٹھے بیٹھے غائب ہو گئی شبرنگ کے ہوش اُڑ گئے کہ بلا کی
شعبدہ باز ہی شبرنگ بارہ دری مین آیا اور کنیزون نے کہا کہ بُوا گلبدن تم بھی جا کر سمجھاؤ

ہم لوگ بخوبی بجھا چکے شبرنگ اندر آیا نجم سے کہا کہ ای نجم اب کسی طور سے اپنی جان بچاؤ ورنہ کل اُسکا ارادہ ہی کہ دشمنون کو قتل کرے نجم نے کہا کہ ای شبرنگ شکر ہی خدا کا کہ تم اس مقام پر پہونچ گئے جو مجھپر گذرے وہ آنکھون سے دیکھنا شاہزادے سے عرض کر دینا وہ شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت ضرور بدلہ لیگا شبرنگ خاموش ہو رہا باہر آیا دیکھا کہ اسلم جادو اُسی طرح مسند پر بیٹھی ہی ہنس کر پوچھا کہ کیون گلبدن کچھ وہ کمبخت راہ پر آیا شبرنگ نے جواب دیا کہ وہ اپنی ہی کہے جاتا ہی کہتا ہی کہ مجکو قتل کرین یا قید رکھین مگر وصل اُسکا نہ قبول کرونگا اسلم نے ہنس کر کہا کہ مین خود خواہان وصل نہین ہون ملکہ نے جواب مین فرمایا کہ خواہ قتل کرو خواہ بخشو تمہین اختیار ہی اب تو رات کو دل بہلاتی ہون مگر بوقت سحر ان تینونکو قتل کرونگی ایسے بیوفا سے کیا دل لگانا آؤ گلبدن بیٹھ کر کچھ گاؤ دل ہمارا بہلاؤ ہر چند کہ دل کو تسکین دیتی ہون مگر دل تڑپتا ہی پردۂ دل سے یہی آواز آتی ہی کہ جب سے اظلم زنگی مرا جب سے کسی سے دل نہین لگا یا ایسے ظالم پر طبیعت آئی کہ خیال بھی نہین کرتا افسوس صد ہزار افسوس اپنا تو یہ حال ہی نظم

گوش زد جسکے تمہاری چشم کا افسانہ تھا
آہو مست اُسکی آنکھونمین سگ دیوانہ تھا

خواب مین مجکو خیالِ نرگسِ مستانہ تھا
آنکھ کھولی تو لبالب غم کا پیمانہ تھا

ای پری پیکر نہ جب تک مین ترا دیوانہ تھا
یہ جو روشن ہی چراغِ حسن اک افسانہ تھا

حُسن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین
پردے مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا

واہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور
جان یان جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا

بحث علم عشق کے قابل نہ تھا دونون ایک
کوہکن بے مغز تھا مجنون جو تھا دیوانہ تھا

لعل لب دونون تھے ای محبوب لعل شبچراغ
دانت جو منھ مین تھا تیرے گوہر یکدانہ تھا

مصحفِ روے حقیقت کی تلاوت سے کھلا
عشق معشوقِ مجازی ابجدِ طفلانہ تھا

بس کہ رکھتا تھا ہر اک دندان شیرنگی چمک
جوہرون سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا

سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول
بادشاہ وقت زلفونمین تمھارے شانہ تھا

بھول کر تجکو کسی مشکل مین کرتے یاد ہم
آشنا تھا تو سوا تیرے جو تھا بیگانہ تھا

روشنی دل میں تصور سے تھی حُسنِ یار کے	گنج کی دولت سے مالا مال یہ دیوانہ تھا
حُسن دیگر عاشقِ شیدا دیے اللہ نے	اِن بتونکو لازم آتش سجدۂ شکرانہ تھا

اسلم جادوگانا شبرنگ کا سُن رہی ہو اور تعریفین کرتی ہو کہ ای گلبدن کیا کہنا خوب تمنے کمال حاصل کیا شبرنگ نے عرض کی کہ حضور نے یہ کیا کمال دیکھا ایک کمال اور مین نے حاصل کیا ہی اگر اُس کمال کو دیکھیے تو یقین ہو کہ خوش ہو جائیے اسلم نے پوچھا وہ کونسا کمال ہی شبرنگ نے کہا کہ مین ساقی گری بھی خوب کرتی ہون اسلم نے جوابدیا کہ ای گلبدن کل انکے قتل کے بعد جلسہ جمائین گے تمھاری ساقی گری دیکھ لین گے ملکہ نے منع کر دیا ہی کہ جب تک یہ لوگ قید رہین شراب نہ پینا کل انکو قتل کرکے رات کو جلسہ کرینگے اب رات آنکھون مین کٹ جائیگی سویرے اُٹھتے ہی انکو قتل کرونگی یکایک دیکھا کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا جلاد زرین پوش خنجر ضیا ہاتھ مین لیکر توسن فلک پر سوار ہوا تماشا دیکھنے لگا اسلم اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون کو حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری ہو اُسی وقت میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دارین استادہ ہوئین جلاد آکر موجود ہوے اُس وقت ہماے مرصع پوش کی بیقراری کہ ای ہمایہ تو یقین تھا کہ ایک دن مرنا ضرور ہی یہ نہ سمجھے تھے کہ ایسی بے رحم کے ہاتھ سے مارے جائین گے دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی مگر شکر ہی کہ نام اُس کا زبان پر ہی مسدس

دیدہ اندر جلوہ گر نور خداست	در میانِ ہر نظر نورِ خداست
جلوۂ شام و سحر نور خداست	پرتوِ شمس و قمر نورِ خداست

پیش و پس زیر و زبر دارد قیام
ظاہر از دیوار و در باشد مدام

گہ نماید از گلِ آن گلچہرہ رو	گاہ می بخشند ز بوے غنچہ بو
گاہ شکلِ شمع روشن کو بکو	گاہ مثلِ خور منور چار سو

گاہ در پہلو بہ شکلِ دل بود
مثل جان در جسم آب و گل بود

ہست زانوارش منور ہر جبین گاہ شمع جمع بر روے زمین	ثبت نقشِ اوست بر ہر یک نگین گاہ خور بر اوج چرخ چارمین

گاہ خندان مثلِ گل در بوستان
گاہ گریان مثلِ بلبل در خزان

افسوس صد ہزار افسوس تمناے فتح طلسم لے کر چلے جمالِ جہان آرائے طلسم کشا نہ دیکھا یقین تو ہی کہ شاہزادے کو بھی ہمارا قلق ہو گا ہمیشہ خدمتگزاری کرتے رہے جلاد خنجر کھینچے سر پر کھڑا ہی اب جان بچنے کی کون صورت ہی ادھر شبرنگ دعائین مانگ رہا ہی پکار رہا ہی کہ ای رحیم و کریم ان سب کو بچالے ورنہ آقا کو کیا منھ دکھاؤنگا جو مین نے تدبیر کی تھی اُسنے نہ مانی یہی جواب دیا کہ مین شراب نہ پیونگی جس ساحرہ نے کوہ بنایا ہی وہ بڑی کوہ ہی اُسنے منع کر دیا کہ شراب نہ پینا مین کیا کرون لیکن اگر خدانخواستہ ان تینون آدمیون پر کوئی آفت آئی تو اسکو بے مارے نہ جاؤنگا اے ربِّ کارساز و اے مالک بے نیاز نظم

میکشد شام و سحر بار ریاضت آدمی	ہست در دنیا عبث پابند آفت آدمی
گر شمارد ہیچ جز ذات خدا ہر چیز را	می شود واقف ز اسرار حقیقت آدمی
پاے صبرش از ہوا و حرص کی لغزد زجا	گر بود قایم بپاے استقامت آدمی
کی بدست آید ز نعمت خانۂ روزی رسان	لقمۂ زاید اگر خواہد ز قسمت آدمی
سازدش گر حضرت حق دیدۂ حق بین عطا	صورتِ حق بیند از ہر شکل و صورت آدمی

بلک بلک کے سب دعائین کر رہے ہین اسلم جادو سامنے کھڑی ہی ہر مرتبہ کنیزون سے کہتی ہی کہ جلد اسے قتل کرو ایک جلاد صاحب بیداد خنجر کھینچے ہوے نجم کے پاس آیا چاہا کہ خنجر مارون نجم نے بیقرار ہو کر آسمان کی طرف دیکھا پکار اُٹھا کہ ای خالق کیتا دای بانی ہر دو سرا آرزو یہ تھی کہ ساتھ طلسم کشا کے جانبازی کرین گے بقراط قتل ہو گا یہ آرزو لے کر چلے افسوس ہی کہ ایسے وقت مین جدا ہوے جیسے ہی جلاد نے چاہا کہ خنجر مارون زمین شق ہوئی ایک جوان خوشرو پیدا ہوا جلاد کو للکارا کہ او نامرد کیا کرتا ہی یہ کہکر ایک تمانچہ مارا کہ سر اُسکا دکا اُڑ گیا اسلم نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ حکیم اشفاق حکمت پیشہ ایک عقاب پر سوار ہاتھ مین

قلم و دوات لیے کچھ لکھ رہے ہین اسلم نے گولہ مارا حکیم صاحب نے اُسی جوان کو اشارہ کیا
کہ اس بانی کار کو لینا سردار ان طلسم کشا کو قتل کرتی ہو او اسلم اب تیرا ستارہ وبال
مین ہو تو کس خیال مین ہو ایک دن وہ تھا کہ ہم لوگ بقراط ثانی کی اطاعت کرتے تھے
آج وہ دن آیا کہ اُس سے جدا ہوتے جاتے ہین ہر شخص اُسکا دشمن ہو زمانہ زوال
بقراط قریب آگیا جس نے اطاعتِ طلسم کشا کی وہ تو بچیگا ورنہ مارا جائیگا اُس جوان نے
بڑھ کر اسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اسلم ہرچند چاہتی ہو کہ چھڑاؤن مگر اُس جوان شیردل کے ہاتھ سے
کب چھوٹتی ہو ایک تمانچہ مارا کہ اسلم کا سر اُڑ گیا اسلم کے مرتے ہی وہ باغ جلنے لگا طائر
ہزارون جل کر گرے اُنکے جسم سے آگ نکلنے لگی آواز دیتے تھے کہ ای حکیم الامان ہم یہ
نہ جانتے تھے کہ ہماری موت تمھارے اختیار مین ہو حکیم نے آواز دی کہ ای شیطانو بقراط
سے جا کر اطلاع کر دو دیکھو وہ تمھارا خداوند کیا کرتا ہو روز تدبیر گرفتاری طلسم کشا کرتا ہو یہ
کہکر حکیم نے عقاب اُڑایا یہ تو غائب ہوے شبرنگ نے تینون کی زبان سے سوزن نکالی
نجم و ہماد ارسطو کی زبانون سے جب سوزن نکلی نجم نے ایک تخت سحر تیار کیا تینون ساحر
اُس تخت پر بیٹھے شبرنگ کو بھی تخت پر بٹھا لیا تخت اُڑاتے ہوے چلے یہان نورالدہر دربار
بارگاہ پر بیٹھے کوہ کو دیکھ رہے ہین جی مین کہتے ہین کہ یہ شخص ایسا تھا کہ عجائب و غرائب
ظاہر کرکے نجم ایسے کامل کو گرفتار کر لے گیا مگر کوئی چارہ نہین دیکھیے ہفت در بند پر کیا گذرے
صرف حصار سے گذر کر مقام ہفت در بند ملیگا خدا معین و مددگار ہو اُسی کو سب طرح کا
اختیار ہو کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ حکیم صاحب عقاب اُڑاتے ہوے آتے ہین دوسری
کرسی نورالدہر نے طلب کی اُس کرسی پر جناب حکیم صاحب آکر بیٹھے سب حال نورالدہر سے
بیان کیا کہ دیکھا بالاے کوہ سے برق چمکی اب جو نگاہ غور دیکھا دیکھا تو نجم و ارسطو و ہماد
شبرنگ بن عمرو ایک تخت پر سوار تخت اُڑاتے ہوے آتے ہین کوہ کے اس پار آکر تخت سے
اُترے کہ درۂ کوہ سے دہی اژدر پیدا ہوا شبرنگ تو بھاگ کر ایک غار مین گر پڑا مگر نجم نے
پلٹ کر کئی گولے مارے ہماد مرصع پوش کڑک کر گری ارسطو نے تلوارین گرائین مگر اژدر
کا کچھ نقصان نہ ہوا دم کھینچی کہ ساحران مذکور زمین پر گرے لوٹتے ہوے اُسکے دہن مین آئے

اژدر نے چاہا کہ پلٹ جاؤن حکیم صاحب نے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی کیا تو نے سُنا
نہو گا کہ اسلم جادو کس بدعت سے قتل ہوئی مگر تیری حرکت نہین جاتی خبردار آگے نہ بڑھنا
اژدہے نے نہ سُنا رینگتا ہوا درۂ کوہ مین چلا یقین تھا کہ درہ کوہ مین جاکر غائب ہو
نور الدہر نے کف افسوس ملے سردارون سے فرمایا کہ یہ تو بڑی مشکل ہوئی مگر حکیم صاحب
برابر پہونچے اژدہے پر اشارہ کیا اژدہا چلنے سے رُکا حکیم صاحب نے قریب آکر کلے
مین اژدہے کے ہاتھ ڈال دیے ایک بار کہ چیر کر پھینک دیا وہ تینون ساحر جو اژدر کے شکم
مین تھے وہ نکل آئے حکیم صاحب نے دو تین چھینٹے پانی کے اُنکے منھ پر پھینکے تینون ساحر
ہنستے ہوے حکیم صاحب کے ساتھ ہوے کئی مرتبہ جب منھ پر ہاتھ پھیرا تب اُن کے ہوش
درست ہوے وہ ہنسی موقوف ہوئی درۂ کوہ سے آواز آئی کہ ای حکیم اپنے کو بچانا ہم
جانتے ہین کہ تو بچکر نہین رہتا مگر ہم تیری تدبیر کرلین گے حکیم اپنے مقام سے اُٹھے ہمراہ
نور الدہر کے بارگاہ مین آئے مگر یہی تردد ہی کہ دیکھیے اس پہاڑ کا کیا انجام ہو اسلم
مری کوئی پہاڑ کا نقصان نہوا اژدر چیرا گیا تب بھی پہاڑ کو جنبش نہ ہوئی اب دیکھیے
کیا ہو یہ کہکر اپنے خیمے مین آئے خاصہ نوش کیا خاصہ نوش کرکے خوابگاہ مین آئے آرام کیا
کہ یکایک غسل کی ضرورت ہوئی حکیم نے چاہا کہ جلدی غسل کروان گھڑا اُٹھایا تھا قصد ہی کہ
سر پر ڈال لون کہ زمین شق ہوئی کوہان بنت کوہ مین سنگ انداز جادو زمین سے پیدا ہوئی
ہاتھ پر ایک تھپکی ماردی کہ سب پانی گر گیا کمر مین پنجہ دے کر چاہا کہ غرق زمین ہون خادمون
نے ہاہا کیا نور الدہر کو خبر پہونچی کہ حکیم صاحب کو ایک ساحرہ لیے جاتی ہی نور الدہر
جھپٹ کر بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام حکیم صاحب کو پنجے مین دبائے ہوے
لیے جاتی ہی نور الدہر نے للکارا اُس ساحرہ نے پر پروانہ پیدا کیے حکیم صاحب کو لیگئی
نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ دیکھا تم نے کیا شعبدہ ہوا حکیم صاحب کو لے گئی خدا
اُنکو بچائے شبرنگ نے کہا کہ غلام فکر مین جاتا ہی سرباز نے کہا کہ حضور شبرنگ کے جانے سے
کچھ مطلب نہ نکلے گا کنیز ابھی جاکے کوہان کو فہمائش کرتی ہی کہ حکیم صاحب کی حفاظت کرتا
ایک موے جسم کم نہ ہونے پائے یہ کہکر سرباز بڑھی سامنے پہاڑ کے آکر سحر کیا کہ درہ کھلا

دیکھا کہ ایک چمن ہی ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین مگر بڑی دھوپ پڑ رہی ہے کوہان ایک نخل کے نیچے بیٹھی ہی حکیم صاحب ایک نخل سے بندھے ہین حکیم صاحب ہر چند آواز دیتے ہین کوئی موکل قریب نہین آتا نور الدہر نے وہین سے للکارا کہ او کوہان خبردار حکیم صاحب پر زیادہ بدعت نہ کرنا تیری موت قریب ہی کوہان حیران ہوئی کہ اس باغ کو طلسم کشائے کیونکر دیکھا کہ دیکھا سرباز کھڑی سحر کر رہی ہی آواز دی کہ ای ماران سیہ رو سرباز نے میرا پردہ کھول دیا سرباز کو لینا ایک مار سیاہ پتھر سے نکلا چاہا جھپٹ کر سرباز کو لپٹ جاؤن سرباز پیچھے ہٹی نجم نے سحر کر کے ایک طاؤس پیدا کیا طاؤس کو دیکھ کر وہ مار سیاہ ہٹا مگر طاؤس تڑپ کر گرا مار سیاہ کو نگل گیا کوہان نے آواز دی ای طاؤس طلسمی سرباز کو اٹھا لاو ہی طاؤس پلٹ کر سرباز پر گرا ہر چند کہ سرباز نے سحر کیا مگر طاؤس سرباز کو اٹھا کر لے گیا اب وہ درہ کوہ بھی بند ہو گیا نجم نے کہا کہ حضور یہ ساحرہ بہت بڑی بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ حکیم صاحب کو قتل کر ڈالے یہان کوہان سرباز کو لیکر حکیم صاحب کے پاس آئی دونون کو درخت سے باندھا کوڑا لے کر اٹھی مگر مربع نشین نے دو راتین تڑپ تڑپ کر کاٹین تیسرے دن بیٹھے بیٹھے گھبرائی ہر چند کہ کنیزون نے بہلایا مگر مربع نشین کی بیقراری زیادہ ہی کہتی ہی کہ ساجو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا جی چاہتا ہی کہ ایک نظر جا کر اُس ظالم کو دیکھ آؤن میرا غیر حال ہی قلب پر ہجوم ملال ہی نظم

کر مدد بہر خدا تو بھی تو میری خامہ آج
لکھ رہا ہی یک قلم اُس غیرتِ گلشن بکاو صف
چشم میگون دیکھکر زاہد بھی رندون مین ملا
جوش وحشت نے کیا ہی اسقدر مجبور کرم
ذکر تو شاید سننے شاید تو کم ہو زعم حسن
جان و دل تجھپر کرون مین اپنا ای قاصد نثار

یار کو منظور ہی لکھنا جواب نامہ آج
کیون نظر آوے نہ شاخ گل ہمارا خامہ آج
داب کر اپنی بغل مین جبہ و عمامہ آج
پرزے پرزے ہر طرف آتا نظر ہی جامہ آج
سامنے اُنکے مین پڑھتا ہون اشکستِ نامہ آج
یار کا میرے اگر لا دے مجھے تو نامہ آج

کنیزون نے ناچار ہو کر کہا کہ جو حضور کے مزاج مین آئے وہ کرین آج تین دن تڑپتے ہوے گذرے کہ آپ کو آرام نہین آپ دیوانہ ترک ہوا مربع نشین اُٹھی طاؤس پر سوار ہو کر چلی

مگر حیران ہی کہ کیا سبب ہوا لشکر طلسم کشا ہماری سرحد میں نہیں پہونچا پھر خیال میں آیا کہ اول سنبل گیسو دراز کے پاس چلوں جاکر سنبل سے پوچھوں کہ کیا باعث ہوا کہ جو لشکر طلسم کشا کا نہیں آیا تمنے کسی کو روکنے کو بھیجا ہی وہان جاکر حال کھلیگا یہ سوچکر دربند سنبل پر آئی سنبل کو سلام کیا سنبل نے پوچھا کہ کیون مربع نشین تمنے کچھ حال طلسم کشا کا سُنا میں نے کوہان بت کوہن سنگ انداز جادو کو روانہ کیا ہی یقین ہی اُسنے جاکے روکا ہو مربع نشین نے پوچھا یہ تو فرمائیے کوہان کا کیا علاج ہی سنبل موتیون کا مالہ پہنے تھی ایک موتی پر اشارہ کیا کہ اگر یہ موتی اُسکو مار دیا جائے تو البتہ کوہان مرگیا مربع نشین نے کہا کہ یہ موتی مجکو دیجیے اگر اُس سے کچھ نہ ہوا تو مین اُسکو مار کر طلسم کشا کو روکونگی سنبل نے کہا کہ تو قصد اُسکی جان لینے کا رکھتی ہی مربع نشین نے کہا شاید اُس سے کچھ نہ ہوسکے اور طلسم کشا سے مل جائے اُس وقت میں یہ علاج ہی مین روک لونگی طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دونگی آپ کا نامہ مجکو پہونچا میں نے وہ تدبیر کی ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلونگی یہ سُن کر سنبل خوش ہوگئی موتی نکال کر دے دیا مربع نشین یہ کہکر اُٹھی کہ آپ کو خداوند بقراط کے سپرد کیا میں جاکر کوہان کی خبر لیتی ہون سنبل نے ہاتھ تھام کر کہا کہ ای مربع نشین خبردار سمجھکر اُسکے ساتھ بے ادبی کرنا اگر وہ آگاہ ہوگی کہ میرے قتل کو آئی ہین تو نکل جائیگی پھر ہاتھ نہ آئیگی جہان تک ہوسکے اپنے کو مخفی پہونچانا مگر اُسکے قتل سے کیا فائدہ اُس سے کہنا کہ اپنا سحر اُٹھالے تم اپنا سامان کرنا یہ سُن کر مربع نشین نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا سب قول و اقرار کیا مگر بیقرار ہو رہی ہی دل سے کہتی ہی کہ نہیں معلوم وہان کیا گذری طلسم کشا کو بڑے صدمے پہونچے ہونگے اُڑتی ہوئی چلی آکر باغ پر کوہان کے ٹھرائی دیکھا کہ کوہان نے حکیم کو اور سرباز کو باندھا ہی کوڑا لیکر اُٹھی ہی چاہتی ہی کہ مارے کہ آسمان سے آواز آئی کہ او کوہان ہوشیار رہو جانتم مربع نشین کوہان نے سر اُٹھاکر مربع نشین کو دیکھا پکار کر آواز دی ای مربع نشین مین نے حکیم کو پکڑ لیا ان دونون کو قتل کرتی ہون اب طلسم کشا کی بھی فکر ہی مربع نشین نے وہ موتی جھولی سے نکالا موتی جو چمکا کوہان گھبرائی چاہا کہ پر پرواز پیدا کرون یہ تو بجز

قتل کو آئی ہو چاہتا تھا کہ زمین پر گرے پر پرواز پیدا کرے کہ مربع نشین نے موتی پھینکا
اور آواز دی کہ یا بقراط ثانی کوہان کو لینا وہ موتی آکر پھٹا ایک ٹکڑا اُسمین کا سر پر
کوہان کے گرا سر کوہان کا پھٹ گیا اِدھر تو کوہان مری اُدھر پہاڑ اُڑ گئے ٹکڑے ہو گئے
غائب ہوا ہوا ٹھنڈی ہی چلنے لگی طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے آواز آئی گنتی مرا نام من
کوہان بنت کوہ سنگ انداز جادو بود نورالدہر نے جو سامنے پہاڑ کے تھے یہ سب
واقعہ دیکھا انجم سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے سرباز کا کوئی محرم چل گیا انجم نے عرض کی کوہان
سرباز سے نہ دبے گی نہیں معلوم کیا معرکہ ہوا نورالدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا مربع نشین
رخصت ہو رہی ہے ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہے مگر حکیم و سرباز کو بھول رہی ہے اور ادھر اسنے حکیم
سے کہا کہ اپنے آقائے نامدار سے ہمارا سلام نیاز کہنا اور عرض کرنا کہ آپ سرحدین
مربع حصار کی کیون نہ تشریف لائے بخوف وہان تشریف لائیے اور وہان سے براحت
گذریئے دربند سنبل پر رسائی ہوگی مین اُسکی بھی تدبیر کرونگی حکیم و سرباز اُس مقام سے
نکلے گر مربع نشین طرف مربع حصار کے روانہ ہوئی پھر سوچی کہ سنبل گیسو دراز کے
پاس چلون فتح دربند کی تدبیر تو کرون یہان حکیم و سرباز جب خدمت مین نورالدہر کی
آئے نورالدہر نے حکیم صاحب کو رخصت کیا برائے ملکہ اشتیاق نامہ لکھکر دیا کہ یہ نامہ ملکہ
کو دینا مضمون یہ تھا کہ ای پروردہ مہد کج ادائی و غزال صحرائے بے اعتنائی زاد اللہ
حُسنہا بعد آرزوے محبت و تمنائے موت معلوم ہو کہ راتین تیرہ و تار ہجر کی بمشکل کٹتی ہین مناسب
یہ ہے کہ ہمارے واسطے دعا کرنا کہ انشاء اللہ طلسم فتح کرکے آؤن زمانہ ہجر قطع ہو حکیم صاحب
یہ اشتیاق نامہ لے کر قصر جواہر نگار کی طرف چلے نورالدہر نے حکم دیا کہ لشکر تیار رہو
لشکر تیار رہا حکیم صاحب تو پیغام ملکہ کا سُنا کے اور نامہ لے کر روانہ ہوئے مگر مربع نشین
دربند سنبل کی طرف روانہ ہوئی سنبل گیسو دراز بیٹھی ہے کہ مربع نشین جاکے پہونچی سنبل
نے پوچھا کہ ای مربع نشین کہو کیا کیا مربع نشین نے عرض کی کہ مین نے کوہان کو مارا
ہر چند کہ اُسنے اپنے بچانے کی بڑی فکر کی مگر نہ بچ سکی اب مین نے تدبیر کی ہے کہ اپنی سرحد پر دونون کو
اور یہ بھی تدبیر کی ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلون ای سنبل گیسو دراز اگر تمہاری مدد شریک ہوئی

تو پہلے اُنکے عیار کو گرفتار کرون عیار کی شکل بنکر لوح محفوظ لون پھر گرفتاری طلسم کشا کیا مشکل
ہی مین نے کئی کوہ بنائے ہین کئی نخل تیار کیے ہین وہ وہان آئے اور پھنسے سنبل گیسو دراز
نے بہت بھاری خلعت منگوا کر مربع نشین کو دیا کہا کہ اگر طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تو قدرت
تمکو طرۂ بیغمبری عطا کرین گے ہم لوگ تم سے حکم پوچھنے آدین گے کتاب احکامات تم کو
ملے گی مربع نشین نے جو سنبل کو نہایت مہربان پایا جھک کر کان مین پوچھا کہ کیون
ملکۂ عالم اِس دربند کے فتح کی کیا صورت ہی سنبل بگڑ گئی کہا کہ ای مربع نشین کیا تمنے
طلسم کشا سے ساز کیا ہی تم جانتی ہو کہ مین بعہدۂ نیابت کام کرتی ہون میرے کاروبار مین
کسی کو دخل نہین ملکہ اقبال کاکل دراز اصل مین بادشاہ ہین سب مجھے جانتے ہین کہ کُل
سلطنت انکے نام ہی اُن تک کون پہونچ سکتا ہی جب وہ قتل ہو تو دربند فتح ہو مگر ای
مربع نشین خبردار اس بات کا ذکر نہ کرنا ورنہ راز کُھلیگا دشمن بڑے بڑے طلسم کشا کے
ساتھ ہین ارسطوے ثانی کہ علم شعبدہ و نیرنگ مین اپنا مثل نہین رکھتا وہ طلسم کشا کے
ساتھ ہی اگر سن پائے تو آفت برپا ہو مربع نشین نے جواب دیا کہ یہ راز و نیاز کی باتین
ہین وہ دشمن تک کیونکر پہونچ سکتی ہین ہرچند کہ عیار اُنکا ضرور جستجو کریگا مگر ہماری صحبت مین
نہین آسکتا فتح دربند کی صورت مین کسی سے ذکر نہ کرونگی اب مین جا کر اُنکو روکتی ہون
کیا مجال ہی کہ میری سرحد سے گذر سکین مگر آپ نے یہ نہ فرمایا کہ ملکہ اقبال کاکل دراز
کہان تشریف رکھتی ہین سنبل گیسو دراز نے جواب دیا کہ ای مربع نشین تمھاری باتون
سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ دربند کے فتح کرانے کی فکر مین ہو یہ مین نہ بتاؤنگی کہ کہان رہتی ہین
اُنکا طریقہ یہ ہی کہ کبھی کسی مقام پر اور کبھی کسی مقام پر ایک مقام پر نہین رہتین وہ علم نجوم مین
کامل و اکمل ہین اپنے دن دیکھا کرتی ہین جہان مناسب جانتی ہین وہان رہجاتی ہین ای
مربع نشین تمھین واسطہ خداوند کا سچ بتاؤ یہ سب باتین تمنے بہ محبت پوچھی ہین یا مکر سے مین
کہکر بہت پچتائی خیر سمجھا جائیگا اب تم جاؤ دیکھون تو طلسم کشا کے ساتھ کیا کرتی ہو مربع نشین
نے پوچھا کہ حضور اتنا تو بتا دیجیے کہ اگر بی اقبال سے ملاقات کرنا چاہین تو کس مقام پر جائین
ملاقات تو ہو جائے اُنسے کچھ تدبیر گرفتاری طلسم کشا پوچھین شاید کوئی مطلب نکلے سنبل نے کہا

که اُن سے ملاقات باغ خارستان مین ہوگی بس اب رخصت ہوئین اب انھین کی ملاقات کو جاتی ہون مربع نشین اُٹھی مگر راہ مین دل کو پیچ وتاب ہے کہ وہ باغ طلسم کشائی کا پھول اِن دربندون پر ہزارہا مصیبتین اُٹھائیگا صاف صاف تو یہ ہے نظم

کہان وہ دلبر نازک کہان نزاکت گُل — ایگی چاندسی صورت سے کیا شباہتِ گُل
بہار آئی زر گُل سے بھر گیا گلشن — خدا کی شان ہے یہ دیکھیے سخاوت گُل
ہماری طرح سے بلبل کباب کیا ہوگی — تپ فراق سے بڑھکر نہین حرارتِ گُل
چمن مین رہتا ہے صیاد کا بڑا کھٹکا — وبالِ بلبلِ نالان کو ہے رفاقتِ گُل
نہین ہے لطفِ سخن اس غزل مین گرچہ شفیق — سنبھالنا ہے مگر معنیِ اضافتِ گُل

دل سے باتین کرتی ہوئی بالاے قلعہ مربع حصار آئی کرسی بچھاکر بیٹھی دل مین پس وپیش کر رہی ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ چند شتر سوار اہتمام کرتے ہوے سامنے آکر ٹھہرے اُسکے بعد دیکھا اسباب تزک شاہی کئی ہزار مرکب پاکھرین موتیون کی پڑی ہوئین دو دو سائیس ہمس رانی کرتے ہوے سامنے سے گذرے اُسکے بعد دیکھا کہ ہزارہا چوبدار ویساول سامنے سے گذرے دل اندر دھڑکنے لگا جی مین کہتی ہے کیا سامانِ شوکت مہیا کیا ہے اب دیکھا شاہزادہ نورالدہر مرکب باد رفتار طلسمی پر سوار لباس طلسمی پہنے ہوے سپر وشمشیر حمائل سرداران نامی مثل نجم اختر شناس اور ارسطوے ثانی وہملے مرصع پوش وسرباز جادو وغیرہ چہار جانب سے گھیرے ہین معلوم ہوتا ہے کہ گرد ستارے بیچ مین ماہ تابان ہے نور جمال سے تمام میدان نورانی ومنور ہو گیا ہے اُسی مقام پر ٹھہر گئے ایک گوشے پر بارگاہ زرنگی استادہ ہوئی لشکر جابجا اُترنے لگا ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین بارہ دری مین آکر بیٹھین سامنے سے دیکھا کہ نورالدہر ٹہل رہے ہین لشکر کے انتظام کو خود فرما رہے ہین ملکہ حیران ہین کہ کیا کرون اسی سوچ مین تھی کہ نورالدہر جاکر بارگاہ مین بیٹھے سردار آکر جمع ہوے شاہزادے کو جوشیر تنگ نے پریشان پایا سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

عیان تجلی قدرت ہے چار سو تیری — وہ کون گُل ہے جو رکھتا نہین ہے بو تیری
ملا تو خانۂ دل مین صنم عبث برسون — حرم مین دیر مین کی ہمنے جستجو تیری

دکھا دے جلوۂ دیدار مجکو مثلِ کلیم	کہ جان و دل سے مین رکھتا ہون آرزو تیری
ہوا نہ اپنا کسی جا قیام ایک نفس +	رہی ہی زیر فلک ہمکو جستجو تیری +
سمسکتا دیکھ کے وہ شوخ مجکو کہتا ہی	ابھی ہی کٹنے کو باقی رگِ گلو تیری +
ہمارے دل کو ہی اُلجھن بتا دے اسکا سبب	ہی برہم آج یہ کیون زلفِ مشک بو تیری
ہر ایک آنکھ نظارے کی رہتی ہی مشتاق	دل و جگر مین ہی ہر لحظہ آرزو تیری
دلا پھراتا ہی کوے بتان مین تو مجکو +	ضرور جائیگی اک روز آبرو تیری +
شفیق کیون نہ ہو شیرین کلام تو مشہور	پڑھین غزل جو حسینانِ لکھنؤ تیری

قضاے کار یہ صدا گانے کی جو کان مین مربع نشین کے پہونچی بیقرار ہو گئی کہ اس محفل مین کیونکر جاؤن ہماے مرصع پوش خوش نصیب ہی کہ آٹھ پہر ساتھ رہتی ہی صحبت مین بیٹھی ہو گی لطف دیدار اُٹھا رہی ہو گی مین کیونکر جاؤن ای مربع نشین ذکر تو میرا ضرور رہا ہو گا شاہزادے نے پہچان بھی لیا ہی اب صحبت مین چلو صاف صاف کہدو کہ آپ اس سرحد سے بے خوف گذر جائیے یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی ہر چند کہ حجاب مانع ہی مگر ترقی بیقراری دل سے ناچار ہوئی لباس نکال کر پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارکے اسباب سحر بھی کچھ کچھ پاس رکھ لیا خیال ہی کہ ہماے مرصع پوش رشک کرے گی تو اُسکو جواب دینا ہو گا کسی مقام پر عاجز نہ رہون آخر چند کنیزون کو ساتھ لیا قلعہ سے نکلی شرماتی ہوئی لشکر مین آئی قضاے کار دربارگاہ پر ملکہ ہماے مرصع پوش بعہدۂ درگہ ساری بیٹھی ہین دور سے مربع نشین نے جو ہما کو دیکھا خیال ہوا کہ یہ ٹمکو روکیگی اسباب سحر درست کر لیا ٹہلتی ہوئی دروازے پر آئی ہماے مرصع پوش نے جو آتے ہوے دیکھا کھڑی ہو گئی اور بہ اشتیاق کہا کہ ای ملکۂ عالم آئیے اس خُلق کو دیکھکر مربع نشین کو سناٹا آگیا جی مین کہتی ہی کہ خُلق و محبت بھی مسلمانون کا کام ہی ہماے مرصع پوش نے بڑھ کر ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آئیے شاہزادہ بھی آپ کا مشتاق ہی مربع نشین بھی خوش ہو گئی بارگاہ مین آئی نورالدہر کو مقام صدر پر دیکھا گرد سردار بیٹھے ہین ہماے مرصع پوش نے آکر سلام کرایا مربع نشین مثل ہلال شب اول کے خم ہوئی اور

جمال بےمثال دیکھ کر شاد ہوئی قریب آ کر بیٹھی دست بستہ عرض کی کہ آپ نے غضب کیا ہماری سرحد مین آ گئے نجمہ نے جو مربع نشین کو پہچانا کھڑے ہو کر کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم تو آپ کے ممنون ہین آپ نے وقت پر آ کر ہمکو رہا کیا ہمپر احسان ہوا نورالدہر نے مسکرا کر کہا کہ ای ملکۂ عالم اس وقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا مربع نشین نے کہا ای شہریار مین تو آپکو نہ روکونگی ہر چند کہ ہم لوگون کے نام حکم ہی کہ طلسم کشا جدھر سے گذرے اُسکو روکو لیکن کنیز کو فکر ہی کہ ہفت دربند سے آپ کیونکر گذریے گا سنبل گیسو دراز بلاے روزگار ہی یقین ہی کہ کوئی اُسکے یہان سے روکنے کو آئے ہوشیار رہیے گا ہم سے آپ کو آزار نہ پہونچیگا خیر و عافیت سے تشریف لیجایئے مگر دربند سنبل پر معرکہ ہاے عظیم پڑین گے وہان کی فتح کی بھی تدبیر نکالی ہی اصل مین بادشاہ وہان کی اقبال کاکل دراز ہی ارسطوے ثانی نے جواب دیا کہ ای ملکہ یہ نام تو آج تمسے سُنا یہ جانتے تھے کہ اصل مین سنبل حاکم نہین ہی کوئی اور حاکم ہی پروردگار اُسکی بھی تدبیر کریگا ہمارے طلسم کشا صاحب پابند مشیت پروردگار ہین پروردگار خود اپنی قدرت سے کوئی سبب پیدا کریگا انشاء اللہ تعالے اُسکو بھی قتل کرین گے ساتون دربند خداوند عالم فتح کرائے گا عرصہ دراز تک مربع نشین بیٹھی یہی ذکر رہا جب دو پہر سے شب گذری تو اُٹھ کر کھڑی ہو گئی کہا کنیز اب رخصت ہوتی ہی نورالدہر نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ بیٹھو ابھی رات بہت ہی گانا سُنو شیر تنگ کی طرف متوجہ ہوے فرمایا کہ ای برادر ملکۂ عالم کو گانا سُناؤ شیر تنگ نے چنگ مرصعی بجایا یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

دل ہی گیسوے معنبر مین مرا ای یار بند
کسطرح فرقت مین ہونگے دیدۂ بیدار بند

ہو گیا ہون ہجر سے اسدرجہ مین زار و نحیف
ضعف سے آنکھین ہوئی جاتی ہین میری یار بند

مین وہ بدطالع ہون بلبل آئی جب فصلِ بہار
باغبان نے کر لیا دروازۂ گلزار بند +

ہی تصور چشمِ جانان کا دلِ بیتاب کو
اسلیے رکھتا ہون آنکھین صورتِ بیمار بند

اشک ریزی کس بُتِ خوبی کی فرقت مین یہ ہی
دو گھڑی ہوتا نہین رونے کا میرے تار بند

آب و دانے نے پھنسایا موسمِ گل مین اُسے
ہو گئی جا کر قفس مین بلبلِ گلزار بند +

تو جو جائے سیر کو گلشن مین ای شیرین کلام
کیون نہ ہو جائے زبانِ بلبلِ گلزار بند

خواہش دیدار تھی موسیٰ کو کوہِ طور پر	آنکھین کیون کین دیکھ کر وہ جلوۂ دیدار بند
وصل کی شب ہی مجھے بوسہ تو لینے دے ذرا	مُنھ کو گھونگھٹ مین نہ کر تو اے پری رخسار بند
سیکڑون مشتاق ہین حسنِ رُخِ پُر نور کے	بھیڑ ہی عشاق کی ہی راہِ کوے یار بند
مثل آتش منتظر اُس گل کا مین بھی ہون شفیق	کھولکر دروازے کو کرتا ہون سو سو بار بند

شبرنگ نے جو یہ اشعار گائے مربع نشین بہت خوش ہوئی کچھ رات باقی تھی کہ محفل سے اُٹھی اپنے قلعہ مین آئی مگر کنیزین جو ساتھ تھین اُس مین ایک کنیز ہی کہ اُس کا نام ہی فساد پسند یہ اعزاز واکرام دیکھ کر بہت جلی جی مین کہتی ہی کہ بی مربع نشین نے تباہی کی صورت خوب نکالی ہی چل کر سنبل سے اطلاع کرون کہ آپ نے راز کی باتین کس سے کہین کہ جسنے بالاعلان کہدیا یہ بھی کہدیا کہ ہماری سرحد سے جائیے کوئی آپ کا نقصان نہ ہوگا روکنا ٹوکنا کیسا سب راز ونیاز بتا دیے اب مسلمان تدبیر کرلین گے دیکھیے انجام کار کیا ہو اگر دربند اول فتح ہوا تو راستہ کھل جائیگا دربندون کو فتح کرتے ہوے جائین گے ہاے ملکہ نے سب کچھ کہدیا کوئی بات نہ چھپائی چل کر ملکہ سنبل سے اطلاع کرون کہ بی مربع نشین کو گرفتار کیجیے اور کبھی کوئی راز کی بات نہ کیجیے گا جو آپ نے کہا تھا اور منع کر دیا تھا وہ جا کے اُنھون نے سب ظاہر کر دیا یہ سوچ کر نکلی سنبل کی طرف چلی سنبل دربار مین بیٹھی ہی یہ خبر سُن چکی ہی کہ لشکر طلسم کشا کا قریب قلعۂ مربع حصار جا کر اُترا ہی حیران ہی کہ مربع نشین نے کچھ نہین کیا اب طلسم کشا اس طرف آئیگا انتظام کر رہی ہی ایک نامہ مفتون رنگین تن کو لکھا ہی کہ اے مفتون طلسم کشا کو جا کر روک اگر ہو سکے تو گرفتار کر کے اس طرف روانہ کر تجکو مرتبۂ اعلیٰ ملیگا اور جادوگرنیان اقبال کے پاس بھیجین کہ حضور مقام خوف ہی ذرا ہوشیار رہیےگا یہ فکر کرکے بیٹھی ہی کہ وہ کنیز آکے پہونچی جھک کر سلام کیا سنبل نے پوچھا کہ کیون ہوا کہان آئین فساد پسند نے کہا کہ حضور ہم لوگون کی بربادی کی تدبیر ہو رہی ہی آپ نے بڑی نادانی کی کہ دشمن سے راز کہا رات کو بی مربع نشین بلا تکلف برائے ملاقات طلسم کشا گئی تھین جو جو کچھ آپ نے بیان کیا تھا وہ سب طلسم کشا سے کہدیا اور یہ بھی طلسم کشا سے کہا کہ ہماری سرحد سے آپ گذر جائیے کوئی آپ کو نہ روکیگا اور ان شاء اللہ

فتح دربند کی بھی تدبیر ہم بتا مین سگے یہ سُن کر سنبل نے زانو پر ہاتھ مارا کہا بُوا فساد پسند
تمنے بڑی خیر خواہی کی خوب مجکو آگاہ کیا مین اسکی فکر کرتی ہون مگر بُوا فساد پسند جو معاملہ ہو
اُسکی ہمکو ضرور خبر دینا مین اُنکو بلواتی ہون اگر وہ سیدھی طرح چلی آئین تو اُنکو قید کرونگی
اور اگر سرکشی کی تو اُسکی فکر اور طور پر ہوگی یہ کہکر ایک کنیز کو بُلایا نامہ لکھکر دیا مضمون
نامے کا یہ تھا کہ اے ملکہ مربع نشین جلد ہمارے پاس آؤ ہمین تم سے کچھ صلاح کرنا ہے کہ بعد
گرفتاری طلسم کشا کیا کیا جائے دیکھتے ہی اس نامے کے جلد آؤ کنیز کو یہ نامہ دیکر روانہ کیا ملکہ
مربع نشین اپنی صحبت مین بیٹھی ہی اور تعریف خُلق طلسم کشا کر رہی ہی کنیزین کہتی ہین کہ دیکھیے
حضور معشوق پر کیا تاکید ہی بی ہمارے مرصع پوش کس محبت سے پیش آئین ورنہ ہمکو گمان
تھا کہ وہ آپسے رشک کرینگی مگر رشک کا ذکر بھی نہین آیا کہ کنیز سنبل کی آ کے پہونچی ملکہ
مربع نشین کو نامہ سنبل کا دیا مربع نشین نے قصد کیا کہ سنبل کے پاس جاؤن قلعے سے
نکلی چاہتی ہی کہ طاؤس پر سوار ہون کہ شبرنگ نے آکر سلام کیا کہا حضور آپ کو طلسم کشا نے
یاد فرمایا ہی کھڑے کھڑے ہو آئیے مربع نشین نے کہا کہ اے شبرنگ ہمارا اسلام محبت التیام
کہنا اور عرض کرنا کہ مین دربند سنبل پر جاتی ہون سنبل نے بُلایا ہی شاید کچھ اور رازکی بات
ہے شبرنگ نے کہا کہ اے ملکۂ عالم دل دھڑکتا ہی ایسا نہو کہ ملکہ سنبل آپ کے ساتھ
بدی پیش آئے مربع نشین نے کہا کہ ابھی تک اُسکو میرا حال نہین معلوم تم جاؤ مین شکوہ
حاضر ہونگی شبرنگ کو رخصت کرکے مربع نشین سوار ہوئی سنبل کی طرف چلی تھوڑے عرصے
مین آکر پہونچی جیسے ہی دربار مین سنبل کے آئی سنبل نے اُٹھکر کہا کہ بوا آؤ مجھے تمسے صلاح کرنا ہے
ہاتھ تھام لیا ایک کمرے مین لے کر آئی کئی سو طائر الگنیون پر بیٹھے تھے جیسے ہی مربع نشین اندر
کمرے کے آئی سنبل نے اشارہ کیا وہ طائر مربع نشین پر ٹوٹ پڑے ہرچند مربع نشین
نے کوشش کی مگر طائرون نے نہ چھوڑا چند طائر سر پر بیٹھے کہ زبان بند ہوئی چند ہاتھوں مین
لپٹے چند سینے پر بیٹھے سنبل گیسو دراز نے زبان مین سوزن دمی قفس مین بند کرکے اُسی کمرے
مین قفس لٹکا دیا باہر نکلی کنیزون سے کہا کہ ایک مفتری کو تو مین نے گرفتار کیا زور طلسم کشا
کا کم ہوا اب اُنکی بھی فکر ہو جائیگی مین نے تدبیر کی ہی مگر مفتون روئین تن کو جو نامہ پہونچا

ساٹھ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر طلسم کشا کی طرف چلا ادھر شبرنگ نے آکر نورالدہر سے
یہ خبر کی کہ ملکہ مربع نشین کو سنبل نے بلا بھیجا ہی مین نے منع کیا تھا کہ نہ جا ملکہ نے نہ مانا
تشریف لے گئیین خدا انجام بخیر کرے یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین ملکہ کی روتی ہوئی آئین اور
عرض کی کہ ای شہریار ہماری ملکۂ عالم جاکر قید ہو گئین سنبل گیسو دراز نے اُنکے ساتھ بڑا
مکر کیا کہ اُنکو دھوکے سے گرفتار کر لیا نورالدہر نے کہا کہ جاؤ قلعے کا انتظام رکھو ہم
اُنکی رہائی کی فکر کرین گے یہ فرما کر شبرنگ سے کہا کہ ای شبرنگ رہائی ملکہ کی تدبیر کر و
شبرنگ چاہتا تھا روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا مفتون روئین تن ساٹھ ہزار
جوانون سے مقابلہ نورالدہر مین آکر پہونچا دن بھر تامل کیا شام کو طبل جنگی بجوایا یہ خبر
ہرکارون نے نورالدہر کو بھی پہونچائی نورالدہر نے بھی نوازش طبل جنگی کا حکم دیا
طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جبکہ ستارہ سحری آسمان پر
چمکا عندلیبان خوشنوا آشیانون سے نکل کر شاخ گل پر بیٹھین زمزمہ سرائی کرنے لگین
سبزۂ خوابیدہ بھی بیدار ہوا شاخون نے ہاتھ پھیلائے برگ سبز دست معشوقان پر حیرہ
کا نشان صاف ثابت ہوتا تھا کہ حسینان جہان نے ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے ہین
کہ لشکر لیکر مفتون روئین تن آکر پہونچا ادھر سے نورالدہر فوج کم ساتھ لیے ہوے
ساحرون کو الگ چھوڑا پہلوانان زبردست مثل قحطان اژدر سوار داخلاق مردم دو
سائے مین تلوارون کے شاہزادے کو لیے ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین
جمنے لگین جب صفین جم چکین تو نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرشے مفتون
نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے قحطان اژدر سوار گینڈے کو چمکا کر سامنے نورالدہر کے آیا
عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان نورالدہر نے فرمایا کہ جاؤ تمکو خدا کے سپرد کیا
قحطان گینڈا چمکا کر سامنے مفتون کے آیا مفتون نے نیزہ مارا اور کہا کہ ای قحطان تو نے
غضب کیا کہ قدرت سے برگشت ہوا قحطان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا اور
جواب دیا کہ مین نے خداوند باطل کو چھوڑا خداوند حقیقی کا مذہب اختیار کیا آپس مین

نیزہ چل رہا ہی دونون لشکر دیکھ رہے ہین یہان تک نیزہ آپس مین چلا کہ سنانین اور بُنانین
بیکار ہوئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی وہ بھی مانند خلال فراشان ٹکڑے ٹکڑے اور پُرزے پُرزے ہوئی
مفتون نے جھلا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا قحطان نے تلوار کو تلوار
پر گانٹھا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر وار تلوار کا کیا مفتون نے سپر کو چہرے کی پناہ نہ کیا
بیدلی سے تلوار روکی شانے پر تلوار پڑی مگر شانہ نشانہ نہ ہوا نہ مفتون زخمی ہوا کئی ہاتھ
تلوار کے قحطان نے مارے مفتون پر کچھ تاثیر نہ ہوئی ہر مرتبہ تلوار اُچٹ گئی آخر مفتون
نے ہاتھ تلوار کا مارا قحطان زخمی ہوا چاہا تھا کہ سر کاٹ لون اخلاق مردم درگینڈا
اُڑا کر آپڑا دو گھڑی کامل لڑا مگر مفتون زخمی نہ ہوا آخر اخلاق بھی زخمی ہوا چھ پہلوان شام
تک نکلے خوب خوب لڑے آخر کو زخمی ہوے شام کو مفتون نے طبل بازگشت بجوایا
اور یہ کہکر پلٹا کہ کل طلسم کشا سے مقابلہ کرونگا ادھر نورالدھر زخمیون کو لیکر پلٹے سبکے
آکر ٹانکے دلوائے پوچھا کہ بھائیو تمنے اس نامرد کو دیکھا مین بہ نگاہ غور دیکھ رہا تھا کہ تم سب
کس لطف سے لڑے کیسے کیسے ہاتھ مارے مگر آخر کو زخمی ہوے پہلوانون نے عرض کی کہ
ای شہریار نہین معلوم کیا باعث تھا اگر پہاڑ پر ہاتھ مارتے تو تا بہ بیخ کاٹتے مگر اُس بیحیا
پر کچھ اثر نہ ہوا اخلاق نے کہا کہ مین نے زرہ ٹکڑے ٹکڑے کردی مگر وہ بیحیا غیرت سے بھی
نہ کٹا یہان مفتون جو پلٹ کر آیا غرور سے زمین پر پانون نہ رکھتا تھا بارگاہ مین آکر بلبلانے لگا
کہتا تھا کہ یارو تمنے دیکھا کہ چھ پہلوان مین نے زخمی کیے کل طلسم کشا کو للکارونگا سر میدان
سر کاٹ لونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی خوشامد والے کہہ رہے ہین حضور کا مثل نہین ہی
کون آپ سے مقابلہ کرسکتا ہی جو آپ سے لڑا وہ مارا گیا مفتون نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے
دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان جنگ کی ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب
ستارہ سحری آسمان پر چمکا نظم

شہِ خاور سپہر گرد ہوا — مہ انجم سیاہ رو بہ فرار
علم آفتاب نکلا جب ۰ — رونقِ تخت لاجورد ہوا
فوج انجم ہوئی گریزان سب — ہوا میدان چرخ سے یکبار

مفتون روئین تن سوار ہوا ادھر سے نورالدھر میدان
مین آئے سرداران تہمتن ساتھ ہین ہر چند کہ زخمدار ہین مگر آمادہ حرب و پیکار ہین مفتون نے

گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی کہ آج سوائے طلسم کشا کے اور
کسی کو نہین چاہتا یہ سُنتے ہی نورالدہر نے مرکب طلسمی بڑھایا جیسے ہی سامنے مفتون کے
آکر پہونچے مفتون انکی صورت زیبا دیکھ کر حیران ہو گیا پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی
مین نے تو طلسم کشا کو بلایا ہی مین سمجھا تھا کہ طلسم کشا کا بڑا قد و قامت ہوگا نورالدہر نے
کہا کہ وہ عبد ذلیل رب جلیل کا مین ہی ہون مفتون نے کہا کہ ای معشوق خوبرو مین
کھڑا ہون سب حربے کرلو میرا حربہ تو قہر خداوند بقراط ثانی ہی جب وار چلا تو پھر خاتمہ ہی
نورالدہر نے کہا کہ وہ غضب بقراط تیری گردن پر ٹوٹیگا مفتون نے نیزہ مارا چاہا
کہ نوک نیزے پر اُٹھالون نورالدہر نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ چلنے لگا دونون لشکر
دیکھ رہے ہین کہ نیزہ چل رہا ہی ہر مقام پر مفتون چاہتا ہی کہ نیزے پر اُٹھالون نورالدہر
روک لیتے ہین مفتون حیران ہو رہا ہی ایک مقام پر نورالدہر نے نیزہ کا نٹھا گانٹھ کر
تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مفتون کے نکل گیا نیزہ جو ہاتھ سے مفتون کے نکلا جی مین کہتا
ہی کہ اس معشوق وضع نے نیزہ میرا نکالدیا شاید یہ جوان شعبدہ باز ہی مگر تلوار کو کیونکر
روکیگا یہ سوچ کر تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تیغۂ طلسمی پر روکا وار اسکا
روک کر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا تلوار خود کو کاٹ کر جب سر پر پہونچی اُچٹ گئی کئی ہاتھ
نورالدہر نے اسیطرح مارے آخر سمجھے کہ یہ روئین تن ہی جیسے ہی مفتون نے ہاتھ تلوار کا
مارا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی تلوار پھینک کر
ہاتھ اُسکا کھینچا مفتون لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے نورالدہر نے کمر مین
ہاتھ ڈال کر مفتون کو اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے کہا کیون
بے حیا تجھکو اپنے زور پر بڑا ناز تھا اب شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی مفتون نے
کہا کہ ای جوان قتل ہونا میرا دشوار ہی نہین معلوم تو کیا سوچتا ہی نورالدہر نے کہا کہ جو
مین کہتا ہون اسکا جواب دے اگر اسلام اختیار کر تو امان ہی ورنہ بے مارے تجھکو نچھوڑونگا
مفتون نے کہا کہ محبت خداوند بقراط میری رگ و پے مین بستہ ہی مین قدرت کو بُرا نہ کہونگا
جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر نورالدہر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور ایک ٹھوڑی پر رکھ کے

چرخ دیا چرخ دیگر گردن اُسکی مع نرخرے کھینچ لی مفتون کو جو مار کر اُٹھے ساتھ والون نے
اسکے بلوہ کیا سرداران نورالدہر بھی جا پڑے دونون لشکر آپس مین مل گئے دو گھڑی
کامل تلوار چلی ساحرون نے چاہا کہ آکر شریک ہون نورالدہر نے پکار کر آواز دی کہ
ای نجم وغیرہ ایسا ارادہ نہ کرنا مین اس بات پر راضی نہین کہ غیر ساحرون سے ساحر لڑین
دیکھو ہمراہیان مفتون دب رہے ہین ارادہ بھاگنے کا کرتے ہین مگر ہماری فوج والے
اُنکو گھیرے ہوے ہین تھوڑی دیر مین ملازمان مفتون نے چادر رہائی جیجون خشت انداز
بھائی مفتون کا کل کا افسر ہی زخمی ہو کر سامنے نورالدہر کے آیا عرض کی کہ ای شہریار
مجکو آپ کی جنگ دیکھ کر حیرت ہو گئی امیدوار ہون کہ کلمہ ارشاد فرمائیے مین صدق دل
سے مسلمان ہوا ساتھ والون کو منع کیا کہ بس یارو جنگ ہو چکی یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی
ہین جرأت مین لاثانی ہین ان سے کون لڑ سکتا ہی بارہ ہزار جوان دائرۂ اسلام مین
آئے ان سب کو نورالدہر لیکر بارگاہ مین آئے پہلو مین جگہ دی جیجون پہلوان
معقول ہی شبرنگ کو نورالدہر نے بلایا کہا کہ ای شبرنگ ملکہ کی رہائی کی تدبیر کرو
مجکو اُنکا قید ہونا نہایت ناگوار ہی شبرنگ نے عرض کی کہ حضور جب ملکہ نے مجھسے کہا
کہ مجکو سنبل نے بلایا ہی غلام کا دل دھڑکا ہین فوراً کھٹکا تھا منع کیا تھا کہ ملکہ نہ جائیے
وہ صاف باطن تھین گئین جا کر گرفتار ہوئین مگر غلام جاتا ہی نجم نے کہا کہ ای شبرنگ
تمھارے عقب مین مین بھی آتا ہون مجکو تمھارا تنہا جانا بہت ناگوار ہی شبرنگ باہر آکے
عیاری لگا کر چلا عقب مین نجم اختر شناس پر پرواز پیدا کر کے چلا مگر شبرنگ بن عمرو
جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا آواز گانے کی سُنی کہ جیسے کوئی
یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

ہی صاف آئنہ یہ تمھارا بدن نہین — گویا غلاف آئنہ ہی پیرہن نہین
دنیا مین جیسے آئے تھے ویسے ہی ہم چلے — یان تک کہ لاش کو بھی میسر کفن نہین
لاغر کیا ہی فرقتِ جانان نے اسقدر — گویا ہماری روح فقط ہی بدن نہین
کیا زندگی کہ تجھسے ہون مربوط تا ابد — ای جان جان یہ رابطہ جان وتن نہین

کیا گُل کی احتیاج کہ ہی پھول خود شراب	کافی یہ میکدہ ہی جو ساقی چمن نہین
کیا تاب تیرے سامنے کچھ بات کرسکون	قاتل برنگِ زخم دہن ہی سخن نہین
کیون ہو گیا ہی روز جدائی مجھے پہاڑ	عاشق تو ہون ضرور مگر کوہکن نہین

شبرنگ حیران ہوا کہ اس ویرانے مین کون گا رہا ہی گھاٹیون کو طی کرکے بالاے کوہ پہونچا سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جلسہ آراستہ ہی ایک نازنین مسند پر بیٹھی ہی اور گائن سامنے بیٹھی گا رہی ہی شبرنگ اُترا کمند مار کر دیوار پر آیا دیوار سے اُترا نخل کی آڑ مین بیٹھا گائن واسطے پیشاب کے اُٹھی اُسی مقام پر آئی کہ جہان شبرنگ بیٹھا تھا شبرنگ نے اُسکو بیہوش کیا اُسی کا لباس پہنا اور اُسی کا زیور بھی پہن لیا گائن کی شکل بنکر محفل مین آیا راہ مین سوچتا ہی کہ ای شبرنگ جسکی صورت بنے ہو اُسکا نام نہ دریافت کیا کہ ایک کنیز نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ای گلرنگ آج تو خوب گائین ملکہ نے گانا تمھارا دیر تک سُنا معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ آج کہین جانے کو ہین شبرنگ سامنے آکر بیٹھا اپنا نام بھی معلوم ہو گیا خوب دل توڑ کے گایا مالکہ جہت نے بڑی تعریفین کین کہا کہ ای گلرنگ آج تو نے دل بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا کہ آسمان سے ایک طائر آیا سامنے آکر پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ شمیم سنبل نے آپکو بلایا ہی جلسہ کیا ہی آپ بھی چلیے شمیم اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی کہا گلرنگ تم بھی چلو یہ سنکر شبرنگ اُچک کر تخت پر بیٹھا ساتھ شمیم کے چلا تھوڑی دیر مین دور سے قصر معلوم ہوا یہی قصر سنبل ہی تخت نیچا ہوا سنبل نے جو دیکھا کھڑے ہو کے کہا کہ ای شمیم آؤ ہمنے جلسہ کیا ہی ایسی بدخواہ کو پکڑا کہ جسنے ارادہ کیا تھا کہ دربند کو تباہ کرا دے مین انے روئین تن ایسے پہلوان کو بھیجا وہ بھی طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا گیا اب اور تدبیر کرونگی وہ سامنے دیکھو کمرہ ہی بی مربع نشین قفس مین بند ہین اس گیسو بریدہ نے دم دیکر مجھسے حال پوچھ لیا سب حال پوچھ کر طلسم کشا سے کہہ دیا مگر یہ وہ مقام ہی کہ کوئی آ نہین سکتا جو کوئی آوے وہ گرفتار ہو جائے شمیم نے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا کہ میری گائن گلرنگ نامے ایسی کامل و اکمل ہی ایسا گاتی ہی کہ دل بیقرار ہوتا ہی سنبل نے کہا کہ ای شمیم گانا سُنوا دُ شبرنگ نے سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

اُس دہن کے وصف مین تقریر کی حاجت نہین
خط کی بھی تعریف مین تحریر کی حاجت نہین

دولت تقدیر کو تدبیر کی حاجت نہین +
معدن زر ہی جہان اکسیر کی حاجت نہین

مجکو بازیگاہ کافی ہی کرون کیا خانقاہ
مین مرید اک طفل کا ہون پیر کی حاجت نہین

درد ہی دل مین مگر خاموش ہون مانند نَے
ہجر کی شب نالۂ شبگیر کی حاجت نہین

راستی سے اسقدر وہ کج ادا بیگانہ ہی +
اُسکے ابرو کی کمان کو تیر کی حاجت نہین

اِی فلک شمس و قمر کے کیا دکھاتا ہو ورق
طالبِ دیدار ہون تصویر کی حاجت نہین

حشر تک زیر زمین دو روز بالاے زمین
قبر کی دنیا مین کچھ تعمیر کی حاجت نہین +

زندگانی ہی علامت مرگ کی اِی غافلو +
اور پھر اس خواب کو تعبیر کی حاجت نہین

انتظار خط نے قاصد کین مری آنکھین سفید
سادہ کاغذ بھیجدون تحریر کی حاجت نہین

جب مین روتا ہون تو یہ کہتا ہو وہ شیرین ادا
مثل شیرین مجکو جوے شیر کی حاجت نہین

تاب کیا حاسد کی جو بگڑے کبھی میری زبان
شمع ہی لیکن اُسے گلگیر کی حاجت نہین +

مین ہی اِی ناسخ نہین کچھ طالبِ دیوانِ میر
کون ہی جسکو کلامِ میر کی حاجت نہین +

اس رنگ مین شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ سنبل نے خوش ہو کر گلے سے موتیون کا مالا اُتارا گلے مین شبرنگ کے ڈالدیا شبرنگ نے جو اپنے اوپر مہربان پایا اور سامنے دیکھ چکا ہی کہ قفس کمرے مین رکھا ہی اور اُس قفس مین مربع نشین بند ہی دروازے چہار طرف کے کھُلے ہوے ہین ہانتھ باندھ کر عرض کی اور ایک کمال عرض کرون کہ دیکھنا کیسا سُنا بھی نہ ہو سنبل نے کہا کہ وہ کیا کمال ہی شبرنگ نے کہا کہ ساقی گری خوب کرتی ہون ہانتھ سے بتاؤن مُنھ سے گاؤن پانون سے ناچون سر سے شراب پلاؤن اگر ایک قطرہ گر جائے تو زبان میری کاٹ لیجیے سنبل نے حیران ہو کر کہا کہ اِی گلرنگ یہ تو بہت دشوار ہی شبرنگ نے کہا کہ کُنجی میخانے کی مجکو دیجیے سنبل نے کُنجی میخانے کی دی شمیم سے کہ رہی ہی کہ تمنے جو گلرنگ کی تعریف کی بی گلرنگ آپ سے باہر ہو گئین محفل مین ذلیل ہو نگی سر سے کیونکر شراب پلائینگی شمیم نے کہا آج نئی بات گلرنگ نے کہی مگر شبرنگ نے میخانے مین آتے ہی پُکار کر آواز دی کہ ہم ساقی ہوگے کوئی باقی نہ رہے کنیزین یہ سُنکر دوڑین گلابیان اور قرابے اُٹھا کر لے گئین

شبرنگ نے سب مین بیہوشی ملادی ہی چالیس گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لایا گھنگرو
پائون مین باندھے کھڑا ہو کر ناچنے لگا ناچتے ناچتے جام لبریز کیا سامنے سنبل کے آکے
سر جھکایا سنبل نے خوش ہو کر جام لیا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کے گلے مین گلرنگ
کے پہنا دیا کہا کہ ای گلرنگ حقیقت مین تمنے وہ کمال حاصل کیا ہی کہ کبھی ہمنے نہ سُنا تھا
نہ دیکھا اب تمکو اپنی خدمت مین رکھین گے تمھاری بی بی سے تمکو مانگ لین گے شبرنگ
نے کہا کہ آپ کو ایسا راضی کرون کہ آپ خوش ہو جائین اب تو شبرنگ نے دورہ باندھا
جام سر پر رکھا اور ہر ایک کے سامنے پہونچا سر جھکا کر کہتا ہی کہ ایسی شاہزادیون کو
سر سے شراب پلانا چاہیے تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی سامنے بیٹھ کر یہ
چند اشعار تصنیف کردہ قمر اس رنگ سے گائے کہ اہلِ محفل دنگ ہو گئے نظم

آنکھون کو جلتے ہین پیالا شراب کا + مستونکو فرض عین ہی مینا شراب کا +
سیر اخمیر بادۂ انگور سے بنا + گھٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
ہونے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو + ساقی اخیر کر دیا دورا شراب کا +
کس لطف سے گذرتی ہو مستونکی آجکل + پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
اُس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی + پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا +
طفلی سے تابہ مرگ رہا دورِ جام مے + عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا +
آتش مزاج یار ہو عاشق ہی بادہ خوار + پتلہ وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
ای بحرِ حُسن آج تو چل موتی جھیل پر + اکبر ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
بی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار + ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی ہوش نے ای قمر + دکھلاکے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

اتنے عرصے مین سنبل کو خوب نشہ ہوا آنکھین اُبل آئین گھبرا کر کہا کہ ای تُوا گلرنگ دیکھو
قدرت آئے ہین یہ کہکے مسند سے اُٹھی گت بھرتی ہوئی چلی آخر لڑکھڑا کر گری شمیم بھی برابر
اُٹھی یہ بھی لڑکھڑا کر گری جو اُٹھی وہ گری تھوڑے عرصے مین سب اُٹھ اُٹھ کر گرین کنیزین
جہان تہان جابجا بیہوش ہوئین جبکہ سب بیہوش ہو چکین شبرنگ نے چاہا سنبل کو قتل کرون پھر

خیال مین آیا کہ مربع نشین کو رہا کر لون تب اسکو قتل کرونگا یہ سوچ کر طرف کمرے کے چلا
مگر مربع نشین کی زبان مین سوزن ہی منھ سے تو بول نہین سکتی اشارون سے منع کر رہی
ہی کہ کمرے مین نہ آؤ مگر شبرنگ نہ سمجھا جیسے ہی جھپٹ کے کمرے مین گیا طائر جو کھونٹیون پر
طاق مین بیٹھے تھے چاؤن چاؤن کر کے شبرنگ کے لپٹ گئے ایک طائر اُس مین سے
اُڑ کر قریب سنبل کے آیا آکر سر پہ بیٹھا منقار سے پانی چھوڑا کہ سنبل ہوشیار ہوئی طائر
اُڑ کر چلا گیا وہین جا کر طاق پر بیٹھا سنبل نے جو آنکھین کھول کر دیکھا سب کو بیہوش پایا
گھبرا کر باران سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا حیران تھی کہ کسنے ہمکو بیہوش کیا طائر دن کو
پکار کر آواز دی کہ ای طائران طلسمی کسنے ہمکو بیہوش کیا ایک طائر نے پکار کر آواز دی
کہ دیکھیے ملکۂ عالم یہ عیار اندر آیا تھا ہمنے اسکو گرفتار کیا ہی سنبل نے اُٹھ کر دیکھا
کہ ایک عیار طرار خنجر گزار ایک ستون سے بندھا ہوا ہی کوڑا پکڑ کر سنبل کھڑی ہوئی کہا
کہ بتا تو کون ہی شبرنگ نے اپنا نام بتایا کہ مین عیار طلسم کشا ہون تمھارے قتل کو آیا تھا
قضاے کار نجم اختر شناس اُڑا ہوا آسمان پر آتا تھا اُسنے دیکھا کہ شبرنگ ستون سے
بندھا ہی اور سنبل کوڑا پکڑے کھڑی ہی مگر یہ سب معاملہ کمرے کے اندر ہی نجم گھبرا گیا
سنبل ہر مرتبہ کوڑا اُٹھاتی ہی اور رُک جاتی ہی نجم اپنے جی مین کہتا ہی کہ ای نجم معلوم ہوتا
ہی کہ شبرنگ نے عیاری کی اور گرفتار ہو گیا ایسا نہ ہو کہ سنبل اسکو قتل کر ڈالے تو مین
طلسم کشا کو کیا منھ دکھاؤنگا اگر قید کرنے کو ہوتی تو اس طرح نہ باندھتی یہ سوچ کر ایک
گولہ جھولی سے نکالا یہ بھی دیکھا کہ بیرون کمرہ کئی سی جادوگرنیان نامی اور نامدار جمع ہین
وہ پکار پکار کے سنبل سے باتین کر رہی ہین کہ ای ملکۂ عالم یہ عیار بلاے روزگار ہی دیکھیے
یہان تک کیونکر پہونچا شمیم سر پیٹ رہی ہی کہ رہی ہی کہ بڑا غضب ہوا یہ کمبخت میرے
ساتھ آیا کل کو قدرت فرمائین گے کہ شمیم نے سنبل کو قتل کرانے کا ارادہ کیا تھا تو مین
کیا منھ دکھاؤنگی یہ ظالم میرے ساتھ آیا آتے ہی کیا دام پھیلایا کہ ہم سب اس کے
دام مکر مین پھنسے سنبل جواب دیتی ہی کہ تو اشمیم تمھاری کیا خطا ہی جو کچھ کیا ہمنے اپنے
ہاتھ سے کیا مگر اسکو مارے کوڑون کے مار ڈالونگی عیاریان تو اسنے جا بجا کی ہون گی

اگر ایسا کہین نہ پھنسا ہوگا ایسی سزا دون کہ یاد کرے یہ سب باتین نجم نے سُنین گولے کو تیار کرکے محفل کی طرف پھینکا ایک دھماکا ہوا اور اندھیرا ہو گیا جب نجم نے دیکھا کہ اندھیرا ہوا صرف کمرہ ہی معلوم ہوتا ہے کڑک کر گرا کہ شبرنگ کو اُٹھا لون پھر سوچا کہ قفس مربع نشین بھی لون اگر مربع نشین رہ گئی تو طلسم کشا شکایت کرین گے کہ میری معشوقہ کو کیون چھوڑ دیا جبتک باہر سحر کیا ہی یہ تو بل نہ سکین گی سنبل سے سمجھ لونگا مین کیا اُس سے کسی طرح پایہ کمی کا رکھتا ہون ایسے ایسے امورات سوچ کر کڑکا اور گرا جیسے ہی قدم کمرے کی زمین پر قایم ہوا سب طائر چاؤن چاؤن کرکے دوڑے اور نجم کے لپٹ گئے نجم نے دوچار کو چیر کر پھینکا مگر دوچار طائر سر پر نجم کے بیٹھ گئے زبان بند ہوگئی سنبل نے پلٹ کے دیکھا للکار کر آواز دی کہ بڑا گرگ باران دیدہ پھنسا ہی نجم یہ نہ سمجھے کہ ہمنے کمرے مین کیون قید کیا ہی یہ طائران طلسمی ہین کنیزون کو آواز دی کہ آکر اسکو گرفتار کرو نجم دیوانون کی طرح کھڑا تھا زبان بند طائر ہر اعضا پر بیٹھے ہین ہوش و حواس پراگندہ کنیزون نے آکر زبان مین سوزن دی نجم کو بھی ایک قفس مین بند کیا مگر شبرنگ حیران ہی دل سے کہہ رہی ہی کہ مین تو غیر ساحر تھا یہ تو ساحر زبردست تھا اسکا پھنسنا غضب ہوا نہین معلوم اس کمرے مین کیا آفت ہی دونون کو سنبل نے قفس مین بند کرکے قفس لٹکا دیے طائرون کو اشارہ کیا کہ ہوشیار رہنا یہ کہکر چلی گئی شبرنگ کئی روز تک قید رہا مگر شام سے غافل سو جاتا ہی تا صبح بیدار نہین ہوتا ایک روز شبرنگ بن عمرو نے اپنے دلمین کہا ای شبرنگ شام سے نیند آجاتی ہی صبح کو آنکھ کھلتی ہی نہین معلوم شب کو یہان کیا ہوتا ہی ایک روز سنبل تو چلی گئی شام ہوئی نیند آنے لگی شبرنگ نے اپنی اُنگلی کو تراشا اور نمک مرچ لگایا اُسکے صدمے سے بیدار رہی جب آنکھ بند ہوتی ہی پھر نمک مرچ لگا دیتا ہی جب پہر رات گذری دیکھا کہ وہ طائر تڑپ کر گرے ہر چند کہ شبرنگ نے چاہا آنکھ نہ بند ہو مگر نہ ہوسکا پلک جھپک گئی اب جو آنکھین کھول کر دیکھا اُسی کمرے مین روشنی ہی ایک مسند شاہانہ بچھی ہی اُسپر ایک جادوگرنی بیٹھی ہی گرد کنیزین بیٹھی ہین ایک گائن یہ اشعار گا رہی ہی نظم

آج میخوار ز فراقِ ساقیِ گلفام ہی
بے زری کا غم نہین جاری ہمارا کام ہی
ٹھوکرین کہاتا پھرونگا ڈگمگا نے کے عوض
بیخودی مین آنکھ پڑ جاتی ہی جب خورشید پر
روے جانان پر نہ زلفین ہین نہ خطِ مشک فام
واہ کیا آغاز خط مین ہی فروغِ روے یار
وصل کی شب ہو چکی وہ ماہ اپنے گھر گیا

چور اپنا کاسۂ دل بھی برنگِ جام ہی
سامنے آنکھونکے اک محبوب سیم اندام ہی
گردشِ ساغر کہان اب گردشِ ایام ہی
آسمان کو جانتا ہون اُس پری کا بام ہی
دل کے پھنسنے کو نہ جانے کونسا وہ دام ہی
آفتابِ صبح محشر پر چراغِ شام ہی
کیون اندھیرا ہو گیا یہ صبح ہی یا شام ہی

جام نے ارغوانی گردش مین ہی صداے ہو شا ہوش دنوشا نوش بلند ہی شبرنگ چیخین مار کر رونے لگا نوبہار کنیز نے قریب آکر کہا کہ کیون لنگوڑے مکار تو کیون رو رہا ہی شبرنگ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اپنے جان کے خوف سے رو رہا ہون دیکھیے کیونکر جان بچے اُس کنیز نے کہا کہ میان عیار صاحب تمھارے واسطے نامہ بخدمت خداوند بقراط ثانی گیا ہی ہماری ملکۂ عالم نے بھی یہی لکھا ہی کہ اسکے قتل کا حکم ہو یقین ہی کہ تیرے قتل کا حکم آئے تیرا بچنا دشوار ہی تو نے بڑی خطاے فاش کی یہ کمرہ وہ مقام ہی کہ قدرت بھی یہان سنبل سے پوچھ کر آتے ہین تو نے بے پوچھے قدم رکھا آخر یہ انجام ہوا کہ گرفتار ہو گیا شبرنگ نے کنیز کو باتون مین لگایا کہا بُوا میرا قفس اُتار و میرے پاس جو کچھ بأندا ہی وہ دیدون تمھاری باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تم معتبر ہو کنیز نے قفس اُتارا سوچی کہ قیدی ہی ملکہ شکر لب اس وقت ناچ گانے مین مصروف ہین یہ جو کچھ دے اس سے لو اول تو یہ قتل ہو جائیگا اور بچا بھی تو اسکی کون سُنے گا قفس اُتار کر کنیز بیٹھ گئی شبرنگ نے کہا کہ بُوا کھڑکی کھولدو تو مین روپے دون کنیز نے کھڑکی کھولی صحبت کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھی ہی کہ شکر لب دیکھنے نہ پائے سب اپنے اپنے کام مین مصروف ہین ادھر کون خیال کرتا ہی آخر شبرنگ نے ایک پوٹلی نکالی کہا لو بُوا یہ خرچ میرے تیجے کا ہی باقی اور بھی دیتا ہون کنیز نے وہ پوٹلی لے کر کہا کہ اسکو مین کھول کر گن لون شبرنگ نے کہا کہ گننا کیسا جو تمکو منظور ہو وہ تم بھی لے لو ہمارے تیجے کی رقم الگ رکھو کنیز نے پوٹلی کو ہاتھ مین لیکر کھولا پوٹلی کھلتے ہی اُس مین سے دھوان نکلا کنیز چھینک مار کر بیہوش ہوئی شبرنگ نے

بتعجیل تمام اُس کنیز کو اپنی شکل بناکر قفس مین بند کیا کپڑے اُسکے پہنے اور سنگے مین اُس کے گیند ٹھونس دیا قفس اُسی طرح لٹکایا نوبہار بنا ہوا سامنے محفل کے آیا صاحب صحبت یعنی شکرلب کو مسکرا کے سلام کیا شکرلب نے پوچھا کہ کیون نوبہار کس بات پر ہنستی ہو کیا گانا نہین پسند آیا شبرنگ نے کہا کہ گانے والی تو اپنا کمال دکھا رہی ہی مگر ساز اچھے نہین بجتے طبلہ سم پر نہین آتا سارنگی سے بول نہین نکلتے اگر حکم ہو تو ان سازندون کے ساتھ مین گاؤن شکرلب نے کہا کہ خیلہ تو گانا کیا جانے شبرنگ نے جواب دیا داری میرا گانا تو سُنیے ہر چند کہ مجکو نزلہ ہی آواز بے لطف ہو رہی ہی مگر سماعت فرمائیے تو حال کُھلے یہ کہکر شبرنگ نے گائن سے کہا کہ بُوا ہٹ جاؤ بیچ مین آکر بیٹھا سازندون سے اشارہ کیا کہ جس طرح جی چاہے بجاؤ مین تمھارا خیال نہ رکھونگی یہ کہکر شبرنگ نے یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانا شروع کیے نظم

آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہین
آئنہ دل کی طرح سے حق نما ہوتا نہین

دردمند عشق جویاے دوا ہوتا نہین
تندرستی سے یہ بیمار آشنا ہوتا نہین

خار خار دہر سے دل آشنا ہوتا نہین
مثل آب و رنگ گُل مل کر جدا ہوتا نہین

کسکو پیوند زمین کرتی نہین رفتار ناز
کون سا سرکش تمھاری خاک پا ہوتا نہین

کھینچ لیتا ہی دل عاشق کو خط سبز یار
کاہ سے ہر چند جذب کہربا ہوتا نہین

جسقدر رجاہین اکڑ لین باغ مین شمشاد و سرو
خیر ہی جب تک کہ وہ بالا بلا ہوتا نہین

دیکھیے کب تک نہین ہوتی قیامت آشکار
تا کجا دیدار کا وعدہ وفا ہوتا نہین

سنبل و ریحان باغ حُسن کا عالم نہ پوچھ
خط سا پیرو گیسو سا پیشوا ہوتا نہین

اک خلندر کی پسند آئی مجھے کتنی یہ بات
چار ابرو کی صفا سے دل صفا ہوتا نہین

ہین ہر اک دندان دہان یار مین در یتیم
اُن لب لعلین سا لعل بے بہا ہوتا نہین

بڑھ نہین چلتا ہی کوئی حد سے اپنی پیش یار
اُسکے پاؤن مین سیہ رنگ حنا ہوتا نہین

گوہر شبنم بہم پہونچا مین گل ہاے چمن
یار کا ساخندہ دندان نما ہوتا نہین

دلربائی کے طریقے مین نہین کامل ابھی تو
حق نا زای طفل ابھی تجھسے ادا ہوتا نہین

کون ملتا ہی نہین ملتا اگر وہ نازنین	مین بھی اُس نا آشنا کا آشنا ہوتا نہین
نشہ کی گرمی سے پھاڑے کھانے لگتا ہی لباس	اپنے جامے مین تو ای گلگون قبا ہوتا نہین
کونسی شب کو وہ بت رہتا نہین آغوش مین	شامل حال اپنے کب فضل خدا ہوتا نہین
استخوان آتش کے ہین رزق سگان کوی یار	اس سعادت کا شرف بہر ہما ہوتا نہین

اس رنگ مین شبرنگ نے یہ غزل گائی کہ شکرلب تعریفین کرنے لگی کہا ای نوبہار تو خوب گاتی ہی تو نے آج دل بیقرار کر دیا سازندہ لوگون کو بھی سنبھال رہی ہی شبرنگ نے کہا کہ حضور یہ کمال آپ نے کیا دیکھا دوسرا کمال عرض کرون کہ جو حضور خوش ہو جائین شکر شکرلب نے پوچھا دوسرا کمال کیا کہا حضور شراب عمدہ تھوڑے سے پلاؤن ذرا گت میری سنیے تب آپکو لطف آئیگا شکرلب نے اشارہ کیا کہا حضور پیشواز منگوائیے پیشواز آئی شکرلب کے پہننے کی بہت بھاری گوٹا ٹکا لگا ہوا شبرنگ نے وہ پیشواز پہنی سامنے شکرلب کے ناچنے لگا کہا حضور دروازے کمرے کے بند کرا دیجیے دروازے کمرے کے بند ہوے اب شبرنگ ناچتا ہی اور بیہوشی اُڑاتا جاتا ہی تھوڑے عرصے مین اسقدر بیہوشی اُڑائی کہ کنیزین بیہوش ہونے لگین دروازے کمرے کے بند ہین بیہوشی پھیلی شکرلب گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی شبرنگ بن عمرو خنجر لے کر چلا نجم نے اشارہ کیا کہ ای شبرنگ میرے پاس آؤ خبردار کسی کو قتل نہ کرنا یہ سب عورتین وہ ہین جو طائر بنی رہتی تھین شبرنگ نے قریب آکر قفس نجم اُتارا قفس کھولا زبان سے سوزن نکالی نجم نے زبان سے سوزن نکلتے ہی قفس توڑا اور قفس سے نکلا قفس سے نکلتے ہی ہاتھ ہلانا شروع کیا برقین گرین کنیزین قتل ہونے لگین مربع نشین کو بھی رہا کیا مربع نشین نے قفس سے نکلتے ہی ایک برق کلان گرائی کہ شکرلب کے بھی دو ٹکڑے ہوے شکرلب کے مرتے ہی ایک ہنگامہ ہوا آوازین مہیب آنے لگین نجم نے کہا کہ ای شبرنگ تم تو نکل جاؤ شبرنگ نکل کر بھاگا نجم و مربع نشین نے مل کر سب کو قتل کیا مکان جنبش مین آیا آخر کمرہ بھی گر پڑا انجم اخترشناس و مربع نشین نے اپنے کو بچایا دونون گڑک کر نکلے مربع نشین نے کہا کہ مین تو اپنے قلعے پر جاؤنگی نجم نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا آخر دونون ساتھ چلے یہ دونون ملے ہوے جاتے ہین

کہ اُدھر سے ایک آندھی اُٹھی کہ تمام راستہ سیاہ ہو گیا نجم نے کہا کہ ای مربع نشین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ سنبل کو خبر ہو گئی اب ادھر سے پلٹو راستہ نہ ملیگا دونون اُدھر سے پلٹے چاہا کہ زمین پر سے نکلین اُدھر سے بھی آندھی اُٹھی اس زور و شور سے آندھی اُٹھی کہ صدہا نخل گرنے لگے بوٹے گرد کے اُٹھ رہے ہین ہنگامہ گیرو دار بلند ہی نجم نے کہا کہ ای مربع نشین یہ راستہ بھی رک گیا وا اپنے پر متوجہ ہوے اُدھر سے دیکھا کہ ہزارہا طائر آتے ہین اُنکی زمزمہ سرائی کی صدا سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

کیا اگر دشمن سوار فیل ہی	کافی اُس کو ریزۂ سجیل ہی
جب سے ہی پنہان نظر سے عیش باغ	چشم گوہر بار موتی جھیل ہی
کھنچ رہا ہی وہ اگر کھنچ رہنے دو	اپنی جانب سے بھی اب تو ڈھیل ہی
آنکھیں روشن راہ جانان مین ہوئین	میل جو ہی سرمے کا وہ میل ہی
کیا کہون شان اُسکے نو بجانے کی	جس مین قرنا صور اسرافیل ہی
یوسف ثانی جو ہی وہ خود فروش	کانپور اب مصر گنگا نیل ہی
ہی ہمارے سینہ و دل کی شبیہ	تعزیہ خانے مین جو قندیل ہی
داغ سودا مجکو نارنج کم نہین	کس کے سر کو حاجت اکلیل ہی

اُن طائرون نے جو یہ آواز دی مربع نشین نے گھبرا کر کہا کہ ای نجم ان طائرون کو دیکھ کر ہوش اُڑتے ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آ رہا ہی قلب تھرا رہا ہی نجم نے کہا کہ ای ملکہ ہوشیار رہو معلوم ہوتا ہی سنبل قریب آ گئی اب میری طبیعت کو بھی پریشانی ہی شیر نگ کو خوب نکالدیا اگر وہ ہمارے ساتھ رہتا تو ضرور گرفتار ہو جاتا اب تڑپ کر بلند ہو یہ سُنکر مربع نشین تڑپی اور بلند ہوئی نجم چہار جانب دیکھتے ہوے ستارہ بن کے چمکے کہ پشت سے نعرے کی آواز آئی کہ ای قیدیان زندان مصیبت وای گرفتاران زندان بلا و محنت منم سنبل گیسو دراز تمنے بڑا غضب کیا کہ طائران طلسمی کو مار آکیا مین تمکو جانے دونگی وہ ظالم کہان ہی کہ جسنے یہ آفت برپا کی اگر اس وقت نکل گیا تو خیر کہان جائیگا نجم نے چند ستارے گرائے سنبل نے اُن ستارون کو سیاہ کر دیا نجم سے سحر ہونے لگے مگر نجم کسی مقام پر

کمی نہین کرتا جملہ سحر دفع کرتا جاتا ہی جب آپس مین یہ دونون بخوبی سحر کرنے مین مصروف ہوے ملکہ مربع نشین نے دور سے دیکھا کہ دونون خوب سحر مین مصروف ہین پشت پر سے اگر برق چمکائی برق جو تڑپ کر گری سنبل نے دیکھا کہ برق کڑکتی ہوئی آتی ہی ہاتھ ہلایا برق نہ رُکی آخر مجبور ہو کر پیچھے ہٹی وہ برق سر پر آکر گری سر زخمی ہوا اب تو نجم نے بھی چاہا کہ سحر کرکے اسکو مار لون آواز دی کہ ای مربع نشین تمنے بڑا کمال کیا یہ بچیا زخمی ہوئی اب اسکو گھیر کر مار لو ایک طرف سے نجم چلا اور ایک طرف سے مربع نشین نے آگ برسائی اب سنبل گھبرائی سوچی کہ ای سنبل نکل چلو پکار کر آواز دی کہ ای نجم مین پھر آکے مقابلہ کرونگی نجم نے کہا کہ ای سنبل اب تمھارے دربند بر زوال ہی اپنی جان بچانے کی فکر کرو سنبل کڑک کر بلند ہوئی اور دستک دی دو جادوگر سیاہ رو تیرہ درون سامنے آئے پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہی سنبل نے کہا کہ ان دونون سے سمجھ لو وہ دونون جادوگر بہت خوب کہکر ایک نجم کی طرف چلا اور ایک مربع نشین پر آیا جو ساحر قریب نجم کے آیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نجم نے روک کر وار کیا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے جو ساحر مربع نشین پر گیا اُسنے گولہ مارا مربع نشین نے وہ گولہ روک کر ہاتھ ہلادیا ایک طائر پیدا ہوا اُسنے یہ اشعار پڑھے نظم

نامہ بر ہی نامۂ احباب ہی ٭ ہاے بیداری ہی یا یہ خواب ہی
تین تیر بینی تو دو آنکھین میری ٭ اب الہ آبا د بھی پنجاب ہی ٭
خط جو لکھنے مین ہوا تا جوش اشک ٭ بند کا غذ کا کف سیلاب ہی ٭
رو رہا ہون جو الہ باد مین ٭ دائرہ جو ہی یہان گرداب ہی
دیکھون اُسکا خندۂ دندان نما ٭ جستجوے گوہر نایاب ہی ٭
قاصد اپرزے اُٹھالے جیب کے ٭ یہ جواب نامۂ احباب ہی

یہ اشعار جو اُس ساحر نے سُنے ہاتھ جوڑ کر سامنے مربع نشین کے آیا عرض کی کہ کیا حکم ہی مربع نشین نے کہا کہ سنبل کا سر لاؤ اُس ساحر نے جھوم کر کہا کہ جوار شعلہ ہوا آنکھون سے بجلاؤنگا یہ کہکر وہ ساحر بصد جوش و خروش روانہ ہوا نجم و مربع نشین چلے مگر

سنبل گیسو دراز جو پلٹ کر مکان پر آئی دیکھا لاشہ شکر لب پڑا ہوا ہی چالیس کنیزون کے بھی لاشے تڑپ رہے ہین سنبل بہت پریشان ہوئی کنیزون کو بلایا سر کے زخم مین ٹانکے دلوائے آکر جلسے مین بیٹھی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ بڑا ستم ہوا برلے مددگاران طلسم کشا رہا ہوے ایک نامہ ملکہ اقبال کاکل دراز کو لکھو کہ باغ خارستان مین نہ تشریف لے جائیے گا وہان آپکے واسطے خوف ہی صحراے ریگستان مین بسر کیجیے وقت پر کنیز بھی آگئی کل کیفیت عرض کر گئی یہ سنکر کنیزون نے نامہ لکھا سنبل نے اپنی مُہر کی نشانی بنائی ایک کنیز کو اشارہ کیا یہ نامہ لیکر جا ملکہ اقبال کاکل دراز کو دینا زبانی بھی کہنا کہ باغ خارستان مین نہ جائیے گا صحرا مین رہیے باغ خارستان کا پتہ سبکو معلوم ہی رازدار کو قید کیا تھا وہ قید سے نکل گئی اب آپ کوئی تدبیر کیجیے کہ مربع نشین گرفتار ہو تو راز چھپے اُسنے دم دیکر مجھسے پوچھ لیا یقین ہی کہ عیار طلسم کشا مکر کرے دیکھیے کیا ہو کنیز بہت خوب کہکر نامہ سنبل گیسو دراز کا لیکر روانہ ہوئی اقبال صحراے ریگستان مین بیٹھی ہی مگر سحر کرکے صحرا کو سبزہ زار کر لیا ہی کیا مجال ہی کہ خاک اُڑنے پائے یا بونڈر گرد کا اُٹھے ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی نخل سرسبز و شاداب نہرون مین موجین بیتاب عندلیبان خوشنوا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہی ہین ایک نخل کے سایے مین اقبال بیٹھی ہی کہ سنبل کی کنیز نے آکر نامہ دیا اقبال نے نامہ پڑھکر اُس کی پشت پر جواب لکھا کہ ای سنبل ہمکو سب حال معلوم ہوا مگر تم اپنی حفاظت کرو مقدمہ طلسم کشا مین دخل نہ دو مین اُسکے واسطے فکر کرونگی خبر البتہ منگانا کہ طلسم کشا پر کیا گذری یہ جو ساحران ہمراہی ہین اُنکی تدبیر کرتی ہون سب نے بڑے زور باندھے ہین میان نجم اختر شناس کو بڑا دعوی ہی میان ارسطوے ثانی ہر علاج مین شریک ہوتے ہین دیکھو کیا تدبیر کرتی ہون تم صرف اپنی حفاظت کرنا یہ نامہ لکھکر ایک کنیز کو دیا سنبل نے یہ نامہ پڑھکر ہرکارے بھیجے کہ طلسم کشا کے لشکر مین جو کچھ ہو اُسکی خبر ہمکو پہونچاؤ کنیزون سے کہا کہ مین نے تو مہلت پائی بی اقبال نے اب کمر باندھی ہی حقیقت مین جو کام وہ کرینگی وہ خوب ہوگا ہرکارے تو لشکر طلسم کشا کی طرف چلے یہان نور الدہر صحرا مین فروکش ہین شب کو جلسہ رہا مگر مربع نشین بالاعلان خدمت مین حاضر ہوئی صحبت مین شریک رہی پہر رات رہے رخصت ہوگئے

قلعے مین اپنے آئی مگر سنبل صبح کو اُٹھ کر بیٹھی ہی ویرانی باغ کی دیکھ کر پریشان ہو رہی ہو کہ آسمان سے نعرے کی آواز آئی کہ او سنبل تو نے غضب کیا ملکہ مربع نشین کو صدمہ پہونچایا حکم ہی کہ سر سنبل کا لاؤ سنبل نے آواز دی کہ او مبہوت ہمنے تجکو اسلیے مقرر کیا تھا کہ باغی ہو کر آیا ہی جا سامنے سے چلا جا مگر وہ جادوگر کب سنتا ہی سحر مین مربع نشین کے آنکھین سُرخ ہو رہی ہین ہر چند کہ سنبل نے منع کیا لیکن وہ کب مانتا ہی تڑپ کے گرا چاہا کہ سنبل کو اُٹھا لے جاوُن سنبل نے آواز دی کہ ارے اسکو لینا پہلوے باغ سے ایک ساحر قوی تن و توی من للکارتا ہوا آیا ڈانٹا کہ او مبہوت کوئی افسر کے ساتھ اس طرح کی بے اعتدالی کرتا ہی خبردار قریب نہ جانا اُسنے نہ مانا تلوار کھینچ کر چاہا کہ سنبل پر جا پڑون اُس ساحر نے اپنا سر بجاے سپر آگے کر دیا مبہوت نے ہاتھ مارا اُس ساحر کے سر پر پڑا سر کٹا خون کا سرا اٹا نکلا وہ قطرات خون جو اُس ساحر پر پڑے مثل ہیزم خشک جلنے لگا تھوڑے عرصے مین جل کر خاک ہوا جو ساحر کہ بلانے سے سنبل کے آیا تھا اُسنے اپنے تئین خنجر مار لیا پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم تو جان نثار ہین دیکھیے یون جان دیتے ہین وہ خنجر پیٹ پر پڑا شکم چاک قصہ پاک ہوا سنبل نے حکم دیا دونون لاشین باہر پھینک دو کنیزون نے بموجب حکم لاشین اُن ساحرون کی باہر پھینک دین سنبل نے کہا کہ صاحبو تم سب نے دیکھا کہ مربع نشین کو ہمسے کیا دشمنی ہی دیکھو مبہوت کو کیونکر بھیجا کس ارادے سے آیا تھا مگر اُسکی بھی یہ مجال نتھی کہ میرے قریب آسکتا یہ تو اس انتشار مین ہی مگر نور الدہر جب صبح کو دربار مین آئے دیکھا کہ سب ساحر آتے ہین مگر نجم اختر شناس نہین آیا یہ سن کے سرداروں نے عرض کی کہ شب سے نجم پریشان ہو رہا تھا ارسطوے ثانی نے بیان کیا کہ مجھسے کہتا تھا میرا دل بہت گھبراتا ہی جی چاہتا ہی سیر صحرا کرون مین نے کہا تھا کہ ای نجم ہوشیار رہنا یہ سب طریقے سحر اقبال کے معلوم ہوتے ہین یہ ذکر تھا کہ چند خادم نجم کے روتے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار آقا ہمارے بستر خواب سے غائب ہو گئے نور الدہر نے گھبرا کر کہا کہ ای ارسطو جا کر دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہوا ارسطو گئے چند دانہ ماش کے وہانسے اُٹھا کر لائے کہا ای شہریار یہ چند دانے ماش کے اُسکے بستر پر پڑے تھے

وہ نیاز مند اُٹھا لایا اب اُن ماش کے دانون کو سر دربار رکھا سب طرح کے ساحر جمع ہین اُن دانون پر سحر کیا دانے چٹکے آواز آئی ہم فرستادۂ اقبال کا کل دراز ہین نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ جا کر اسکی فکر کرو شبرنگ اُسی وقت روانہ ہوا نور الدہر نے ارادہ کیا تھا کہ کوچ کرین مگر ارسطو وغیرہ نے منع کیا کہ حضور ابھی زمانہ کوچ کا نہین ہی نور الدہر نے تامل کیا دوسرے دن جو دربار مین آئے ملازمان ارسطو روتے ہوے آئے عرض کی کہ حضور ارسطوے ثانی بستر خواب سے غائب ہو گئے نور الدہر نے فرمایا کہ ای ہماے مرصع پوش تم سب کو آگاہ کرتا ہون کہ دشمن فکر مین ہی ہوشیار رہا کرو ہماے مرصع پوش نے عرض کی کہ کنیز کو فکر سب سے بیشتر ہی رات کو نور الدہر نے جلسہ آراستہ کیا گائنین خوش گلو آکر بیٹھین بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

مجھسے للہ نہ شرمائیے آپ	شوق سے آکے لپٹ جائیے آپ
ہو کے برہم یہی کہتا ہی وہ شوخ	ہم بہت خوش ہون جو مر جائیے آپ
ملتوی مطلبِ دل کل پہ رہا	دیر ہوتی ہی تو پھر جائیے آپ
لوٹتا سانپ ہی دل پر میرے	زلف کو رُخ پہ نہ بکھرائیے آپ
اور کر لونگا مین کوئی معشوق	کیا مرا ہوگا چلے جائیے آپ
کیجیے قتل اگر ہی یہ خیال	کر کے مقتول نہ پچھتائیے آپ
ایسی قسمت تو نہین ہی میری	بے بلائے مرے گھر آئیے آپ
سب غلط زعم ہی دانائی کا	کہین نادان نہ بن جائیے آپ
عاشقِ زلف سے ہی کیا اُلجھن	وصل مین مجھسے نہ شرمائیے آپ
حشر تک آئیگا مجکو نہ یقین	لاکھ آنے کی قسم کھائیے آپ
ابر ہی سبزہ ہی اور ساغرِ مے	دو گھڑی کے لیے آجائیے آپ
حالتِ نزع مین ای رشکِ مسیح	مجکو کچھ کہنا ہی سُن جائیے آپ
کل نہ آئے تو قیامت ہوگی	مُنھ سے یہ بات نہ فرمائیے آپ

ہو کے برہم جو چلا جاؤن گا؂
کوئی ارمان نہ رہے پھر باقی
عاشقِ زار نہ پھنس جائے کہین
دیکھ کر مجکو یہی کہتے ہین
منتظر رہیے گا کب تک بیٹھے؂

غیر ممکن ہی کہ پھر پائیے آپ
آج کی رات جو رہجائیے آپ
زلف کا جال نہ پھیلائیے آپ
سامنے میرے نہ اب آئیے آپ
ای شفیق اُنکو بلا لائیے آپ؂

دو پہر رات تک جلسہ رہا نور الدہر کو منظور یہ ہی کہ میرے ساحر ہوشیار رہین سوئین نہین اگر سوئین گے تو غائب ہو جائین گے کئی مرتبہ غیر ساحرون نے عرض بھی کی کہ حضور جلسہ برخاست کرین نور الدہر نے کچھ جواب نہ دیا جیسے ہی زلف لیلاے شب کمر سے گذری ملکہ ہماے مرصع پوش یہ کہکر اُٹھی کہ کنیز ابھی حاضر ہوتی ہی یہ کہکے باہر گئی حیران ہو کے چہار جانب دیکھنے لگی کہ جنگل سے شیر کے ڈکارنے کی آواز آئی ہماے مرصع پوش نے کنیزون سے کہا کہ تم لوگ ٹھہرو مین ابھی آتی ہون صدا پر شیر کے جنگل مین گھس گئی کنیزون نے دیکھا کہ ملکہ ہما پلٹ کر نہ آئین روتی ہوئی خدمت نور الدہر مین پہونچین عرض کی کہ اسطرح ہماے مرصع پوش بھی غائب ہوئین جنگل مین گئین اور پھر پلٹ کر نہ آئین مربع نشین بھی بیٹھی تھی کہ ہما کی خبر سُنی گھبرا کر کہا کہ اب کنیز کی فکر ہو گی نور الدہر نے کہا کہ کئی دن کا زمانہ ہوا شبرنگ ابھی تک پلٹ کر نہین آیا یقین ہی کہ اُسنے نشان نہین پایا اگر نشان پاتا تو کچھ تدبیر کرتا لیکن شبرنگ جو صحرا مین آیا دن بھر پھرا کچھ نشان نہ پایا دن قلیل تھا خیال مین گذرا کہ ای شبرنگ کوئی طائر شکار کرون یہ سوچ کر سر اُٹھا کر دیکھا دیکھا کہ ایک تیہو شاخ نخل پر بیٹھا ہوا ہی شبرنگ نے گوپھن سر سے کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا تاک کر سر پر طائر کے مارا وہ طائر زمین پر گرا شبرنگ جھپٹ کر قریب آیا کہ اُسکو ذبح کرون جیسے ہی قریب پہونچا وہ طائر تڑپ کر اُٹھا کمر مین شبرنگ کی لپٹ گیا جست جو کی بلند ہو گیا تموج ہوا سے شبرنگ کی آنکھین بند ہو گئین بعد تھوڑی دیر کے آنکھ جو کھلی اپنے کو قیدخانے مین پایا جا بجا قفس لٹکے ہوے ہین اُن قفسون مین نجم وارسطو و ہما کو پایا ہرچند کہ شبرنگ چاہتا ہی کہ اُن سے کلام کرون مگر وہ لوگ متوجہ نہین ہوتے سر جُھکاے قفس مین چُپ بیٹھے ہین شبرنگ بن عمرو

حیران و پریشان ہی دل مین کہتا ہی کہ ای شبرنگ یہ کیا معرکہ ہی یہ تو ظاہر ہی کہ اِن لوگون کی زبان مین سوزن ہی مگر اشارہ تو کرتے مطلب نکل آتا نہین معلوم کس حال مین ہین کہ اشارہ بھی نہین کرتے کہ مطلب تو حاصل ہو شبرنگ تو اس پریشانی مین ہی ہر چند چاہتا ہی اِن سے اشارے کرون مگر کوئی سر نہین اُٹھاتا شبرنگ دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار اِس قید سخت سے نجات دے دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی کہ اس بلا مین آکے پھنسے **نظم**

زیک لفظِ کُن گشت پیدا جہان +	مکین و مکان و زمین و زمان +
ز انسان زمین زینت تازہ یافت	منور شد از مہر و مہ آسمان
وجود جہان رُخ نمود از عدم +	عیان گشت از بے نشانی نشان +
کسے گشت محکوم و فرمان گزار +	کسی شد شہنشاہ دور زمان +
کسے مالک ملک و گنجینہ دار +	کسے شد بران حافظ و پاسبان +
کسے شد جوان و کسے گشت پیر +	کسے خُرد گشت و کسے شد کلان +
بہر وقت و ہر موسم و ہر بہار	گلِ تازہ بشگفت در بوستان ،
گہے برق شد خندہ زن بر چمن	گہے ابر گردید گوہر فشان +
گہے گُل ز صحنِ چمن رُخ نمود	گہے بلبل آمد بشور و فغان +
شد از گُل بگلزار روشن چراغ	جہان شد ز نظارہ اش باغ باغ +

ہر چند کہ بیقراریان کرتا ہی آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہی اُس قید خانے سے رہائی کا سامان معلوم نہین ہوتا شبرنگ کہتا ہی کہ بس یون ہی تڑپ تڑپ کر مر جاؤنگا مگر نورالدہر نے خبر سُنی کہ سرباز بھی غائب ہوئی روز ایک سردار غائب ہوتا ہی اب کمیدان اور رسالہ دارون کی نوبت آئی شمار جو کیا تو معلوم ہوا کہ اسّی سردار غائب ہوے اور اُنکا کچھ نشان نہین معلوم ہوتا ہرکارے جاتے ہین اور پلٹ آتے ہین عرض کرتے ہین غلامون کو نشان نہین ملتا فضلے کار صاحبقران زمان جس مقام پر فروکش ہین اکثر پہلوان مقابلے مین آئے ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے یا مسلمان ہوے ایک روز ایک پہلوان سے لڑے شام کو اُسنے کہا کہ مین جاتا ہون رات کو نہین لڑتا زیردستی پلٹ گیا

صاحبقران زمان رنجیدہ و کبیدہ اپنے بارگاہ مین آکر بیٹھے اُسی عالم رنج مین فرمایا کہ
خواجہ کو بُلاؤ خواجہ جو آئے امیر نے فرمایا کہ خواجہ عرصۂ دراز سے نورالدہر کا حال
نہین معلوم عمرو نے عرض کی کہ غلام نے خبر پائی تھی کہ نورالدہر لڑتے بھڑتے کوئی قلعہ
ہے مع حصار وہان فروکش ہین امیر نے فرمایا کہ مجکو کئی دن سے نزددہی اس پہلوان
سے مہلت پاؤن تو کوچ کر کے نورالدہر کے پاس پہونچون یہ بھی مجکو نہین معلوم کہ لوح
ملنے مین کیا فکر ہوئی لوح اُسکو ملی یا نہین ملی خواجہ نے کہا کہ لوح ملنے مین بڑی دقت ہی
کوئی مقام ہفت دربند ہی وہان پر ہین جب تک ہفت دربند نہ فتح ہوگا تب تک
راستہ مقام لوح کا نہ ملیگا صاحبقران عرصۂ دراز تک نورالدہر کا ذکر خواجہ سے
کیا کیے عمرو کو جو معلوم تھا وہ بیان کیا باقی خاموش ہو رہا صاحبقران دو پہر رات گئے
دربار سے اُٹھے انتظار مین رہے کہ شاید وہ پہلوان طبل جنگی بجوائے مگر اُسکو امیر کا قہر
کا ایسا خوف تھا کہ طبل جنگی نہ بجوایا صاحبقران نے جاکر آرام فرمایا جیسے ہی سوگئے دیدۂ
ظاہری بند ہوے اور دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین نورالدہر کو دیکھا کہ سامنے
ملول و حزین کھڑے ہین امیر نے پوچھا کہ ای فرزند مین تمکو بہت پریشان پاتا ہون اسکا
کیا باعث ہی نورالدہر نے عرض کی کہ جناب قبلہ و کعبہ میرے اسّی سردار مع شبرنگ
قید ہوگئے اور اُنکا نشان بھی نہین ملتا امیدوار ہون کہ خواجہ عمرو کو روانہ فرمایئے کہ
وہ آکر حاکم دربند کی فکر کرین صاحبقران چاہتے تھے کہ اور کچھ پوچھون آنکھ کھلگئی وقت
نماز تھا مقبل نے آکر وضو کرایا صاحبقران نے نماز ادا کر کے خواجہ عمرو کو طلب کیا
فرمایا کہ خواجہ مین نے خواب مین نورالدہر کو دیکھا بہت اُداس پایا پوچھا تو یہ سبب
ظاہر ہوا کہ اسّی سردار گرفتار ہوگئے اور شبرنگ کا بھی نشان نہین معلوم ہوتا تم جاؤ
تمکو بلایا ہی حاکم دربند نے بڑا غضب کیا اسّی سردار اُسکے گرفتار کرلیے اپنے کو جلدی
پہونچاؤ خواجہ نے کہا کہ حضور جانتے ہین مجکو مہاجن گھیرے ہوے ہین کچھ دلوایئے
تو مین جاؤن ایسا نہ ہو کہ تمہارے لشکر سے نکلون مہاجن پکڑ لین امیر نے فرمایا کہ خواجہ
کبھی ایسا نہین ہوا کہ تمکو کسی کام کو بھیجا ہو اور تم بے جھگڑے گئے ہو یہ فرماکر مقبل کو

حکم دیا کہ دو ہزار روپیہ خواجہ کو لا کر دو خواجہ نے روپے لیکر نذر زنبیل کیے با نہائے عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوے یہان نورالدہر جو صبح کو سو کر اُٹھے چند کنیزان مربع نشین آئین عرض کی کہ رات کو ملکہ مربع نشین قلعہ سے اُٹھین طرف صحرا کے جا کر غائب ہوئین نورالدہر نے بڑا افسوس کیا فرمایا کہ صاحبو بڑا غضب ہوا دیکھیے کیا ہو مربع نشین کی وہ دشمن ہی ایسا نہ ہو کہ اُسکے ساتھ بدی پیش آئے تو باعث خرابی ہی یہ کہکر بیرون بارگاہ کرسی پر فروکش ہوے سرداران باقی ماندہ آکے بیٹھے صحرا کی طرف دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ اقبال کاکل دراز ایک تخت پر سوار کئی لاکھ ساحر ہمراہ قفس قیدیون کے مع شبرنگ ایک تخت پر رکھے ہوے اور کئی لاکھ ساحر پشت پر اس زور و شور اور بڑے تزک و احتشام سے آکر پہونچی ساتھ والون سے کہتی ہوئی کہ اسی ہفتے مین طلسم کشا کو گرفتار کرلونگی آکر مقابلے مین نورالدہر کے اُتری نورالدہر نے دیکھا کہ لشکر بہت ساتھ ہی اہل لشکر جابجا آکر اُترے نورالدہر آنے سے اقبال کاکل دراز کے بہت پریشان ہوے ہرکارون نے خبر دی کہ وہ کہتی ہی مین طبل جنگی نہ بجواؤنگی طلسم کشا کو گرفتار کرلونگی ایک دن مین خاتمہ کرونگی میرے ہاتھ سے وہ کیونکر بچین گے نورالدہر نے کہا کہ اُسکی کیا مجال ہی جو مجھ تک آنے کا ارادہ کرے پروردگار اُسکی فکر کریگا اس تردد مین بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد یاریک اُڑی دیکھا خواجہ چرخ مارتے ہوے آتے ہین سامنے آکر پہونچے نورالدہر کو گلے سے لگایا نورالدہر نے سب حال بیان کیا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای نور نظر بمشکل آیا ہون مہاجنون سے روکا تھا دادا تمھارے جیسی مہربانی فرماتے ہین اُسکو کیا ظاہر کرون ہمکو تو یہان کام کو بھیجا ہی کتاب مین غیر حاضری لکھی گئی دیکھیے ایکے مہینے مین تنخواہ بھی ملے یا نہ ملے سود وغیرہ بھی ایکے ادا نہین ہوا تمنے کئی ملک فتح کیے ہمارا حق نہین رکھا اسی وجہ سے یہ بات ہوئی نورالدہر نے خزانہ دار کو حکم دیا کہ دہ یک خواجہ کی لا کر دو دہ یک خواجہ نے لی کہا کہ ای نور نظر اس رقم سے تو میرا بھلا نہین ہوتا نورالدہر نے کہا کہ انشاءاللہ تعالیٰ جس وقت آپ سر اقبال کاکل دراز کا لا دین گے تو بہت کچھ حاضر کرونگا خواجہ عمرو

اُسی وقت باسہانے عیاری لگاکر لشکر اقبال کی طرف چلے یہان اقبال کا کل دراز دربار مین بیٹھی ہی کئی سو ساحر گرد بیٹھے ہین خواجہ ایک جادوگر کی شکل بنے ہوئے دربار مین اقبال کے آئے پشت پر آکر رومال ہلانے لگے اقبال نے پلٹ کر دیکھا اور پھر اپنا سر جھکا لیا پلٹ کر کہا کہ ارے پانی لاؤ خواجہ عمرو جھپٹ کر آبدارخانے مین آئے آبدارخانے کا داروغہ صراحی لیکر چلا مگر خواجہ نے جھپٹ کر صراحی اُسکے ہاتھ سے لی گلاس مین پانی بھر کے بیہوشی راہ مین ملادی جیسے ہی سامنے آئے اقبال نے خواجہ عمرو کو بہ نگاہ غور دیکھا رنگ وروغن عیاری کا اُڑ گیا پانی جوش مارنے لگا اقبال نے کہا او خدمتگار آگے آ خواجہ کی نگاہ آئینے پر پڑی اپنے کو بصورت اصلی پایا گھبرا گئے اقبال نے اشارہ کیا ایک جادوگر کھڑا تھا اُسنے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا خواجہ نے پلٹ کر حباب بیہوشی مارا وہ ساحر لڑکھڑایا خواجہ نے خنجر مارا کہ اُس ساحر کا شکم چاک قصہ پاک ہوا خواجہ اُسکو مار کے بھاگے اقبال نے آواز دی کہ لینا ایک ساحر نے پیچھا کیا خواجہ نے راہ مین اُسے مارا وہ ساحر جو مرا مرنے کی آواز بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من سفاک جادو بود اقبال اپنے مقام سے اُٹھی جاکر لاشہ سفاک کا دیکھا ساتھ والون سے کہا کہ صاحبو ہوشیار رہنا وہ ساربان زادہ سب کو دیکھ گیا ہی یقین ہی کہ پھر آئے جب دربارگاہ پر آیا تھا اُسیوقت مجکو معلوم ہوا تھا کہ عمرو دربار مین آیا لیکن مین نے تامل کیا آخر اُسنے بڑھ کر آبدار سے پانی لیا تب حال کھلا مین نے نگاہ قہر ڈالی رنگ وروغن اُسکا اُڑ گیا تغنگ جادو نے اُسکا ہاتھ پکڑا کس جلدی مین اُسنے خنجر مارا کہ اُسکا شکم چاک ہوا اُسی اندھیرے مین وہ نکل گیا سفاک نے پیچھا کیا نہین معلوم کہ کس مکر سے اُسکو مارا کیسا چالاک جادوگر تھا تم سب صاحب ہوشیار رہو جس وقت اشارہ کرون فوراً گرفتار کرلو سب نے عرض کی حضور ہمین بہت خیال ہی اور خواجہ چوبدار بنے کھڑے ہین جواب دیتے جاتے ہین کہ حضور وہ عصا مارون کہ ساربان زادے کا سر پھٹ جائے اقبال نے کہا کہ میان مرد ہے صاحب ذرا میرے پاس آئیے خواجہ نے جواب دیا کہ سامنے تو کھڑا ہون قریب آنے سے کیا فائدہ جو فرمانا ہو فرمائیے ایک جادوگر برابر کھڑا تھا اقبال نے کہا کہ ای بکرم جادو اِسکو پکڑ لو

یہ ساربان زادہ ہی عمرو نے اُسکو عصا مارا وہ گرا اور خواجہ عمرو بجاگے کئی مرتبہ عمرو اسی طرح سامنے آئے اور اقبال نے پہچانا خواجہ صحرا مین جاکر ٹھہرے سوچے کہ رات کو اسکو لونگا دن صحرا مین کاٹا شام کو لشکر اقبال مین آئے سمجھے کہ اب سوتی ہوگی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ ابھی آرام کیا ہی خواجہ پہلوے بارگاہ مین آئے نقب کھودنا شروع کی مُہرہ نقب کا بارگاہ مین آکر توڑا دیکھا کہ اقبال غافل سو رہی ہی خواجہ خوش ہوے کہ جاکر اسکو بیہوش کرون سر کاٹ لون جیسے ہی آگے بڑھے پہلو سے شیر کی آواز آئی دیکھا کہ ایک شیر ببر ڈکارین لیتا ہوا آتا ہی خواجہ ستون کی آڑ پکڑ کے ٹھہرے وہ شیر گرد چھپر کھٹ کے پھرنے لگا ہر طرف دیکھتا جاتا ہی خواجہ سمجھے کہ سوتے مین اس کا نگہبان ہی اب ٹھہرنا بیکار ہی یہ سوچ کر اُسی نقب سے نکلے ایک طرف سے آواز گانے کی آئی قریب ایک خیمے کے آکر پہونچے دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین ڈھول بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

خدا سر دے تو سودا دے تری زلفِ پریشان کا
جو آنکھین ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا

جگر خون پان کھا کر چکے لعلِ بدخشان کا
لمو منھ دی جو پھیرا چلتے ہو تخجہ مرجان کا

دلِ صد پارہ کو سودا ہی اک گیسوے پیچان کا
نگہبان افعی مشکین ہی اس گنجِ شہیدان کا

خدا و نخچیُن کے عشق نے اسمین جگہ کی ہی +
نگینِ دل پر اپنے نقش ہی مہرِ سلیمان کا +

دل اُسکا ہی خیالِ یار اگر تشریف فرما ہو +
قدم آنکھون کے اوپر نقش ہی مہرِ سلیمان کا +

خیالِ تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر +
نشان رہتا نہین ہی نام رہجاتا ہی انسان کا

شبِ مہتاب مین منھ کھولکر وہ شوخ سوتا ہی
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی ماہِ تابان کا

کہان جاتی ہی یہ ہر چند بھاگے شوق منزل سے
ہمین آگے کھنچے جب پیچھا کیا عمرِ گریزان کا

جمالِ یار نے جو نقش اپنا اُس پہ بٹھلایا
دلِ مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا

معطل مین اطبا سنکے بیمار اچھے ہوتے ہین
فسانہ تیرے عناب لب و سیب زنخدان کا

پھرے رہتے ہین مشتاق سنے اپنے آج کل وہ بھی
اُن آنکھون پر بھی سایہ پڑ گیا برگشتہ مژگان کا

ملال آیا اُدھر اُسکو فنا تھا دم اِدھر اپنا
بلاے جان خفا ہونا ہی خوش اسلوب انسان کا

سنا کرتا ہون اُسکو چھیڑ کر یا تو نے مین مجنون	مری زنجیر کا نالہ ہی افسانہ بیابان کا
کتابی چہرہ کے نظارہ سے آنکھین منور ہون	دل احباب کو کھینچے شکنجہ تیرے احسان کا
وہ بوسہ یار دیتا تھا جو دن کو رات پر ٹالا	لیا تھا صبح مین نے نام کس کنجوس انسان کا
بہار آئی ہی سائل ساغر مے کا ہو ساقی سے	چمن سر سبز ہین آتش کرم ہی ابر باران کا

خواجہ چوبدار بن کر اُس خیمے مین گئے معلوم ہوا الفت نامے ڈومنی مجرائی ملکہ کی ہی عمرو نے کہا کہ بی الفت ذرا کنارے چلو مین تمکو سمجھا دون ملکہ نے مجرے کے واسطے بُلایا ہی یہ کہکر الفت کو کنارے لائے باتین کرتے کرتے کمر سے ڈبیا نکالی کہا کہ اس گلوری کو تو کھالو گلوری کھا کر الفت بیہوش ہوئی خواجہ عمرو نے اُسے صندوق مین بند کر دیا اُسکی شکل بنکر باہر آئے کہ چوبدار اقبال کے پاس سے آیا کہا چلو ملکہ نے بُلایا ہی اسوقت گھبرا رہی ہین حکم دیا کہ الفت کو جلدی لاؤ دو چار چیزین بیٹھ کر گائے کہ دل بہلے خواجہ اُسی وقت بھاری جوڑا پہن کر سازندون کو ساتھ لیکر بہلی پر سوار ہوے دربار مین اقبال کے آئے اقبال کو سلام کیا اقبال نے پوچھا کہ کیون بی الفت آج تو تم کئی دن کے بعد آئین مزاج کیسا تھا خواجہ نے دست بستہ عرض کی کہ حضور سر مین خلل تھا بند ا جیکا رہتا ہی اسی وجہ سے حاضری مین قصور ہوا اقبال نے کہا کہ ذرا دل بہلاؤ مجکو بڑا اتر دد ہی ساربان زادہ میری فکر مین ہی اور مین ہر وقت اُسی کے خیال مین رہتی ہون عمرو نے کہا کہ حضور اُسکا ذکر نہ کیجیے گانا سُنیے یہ کہکر عمرو سامنے اقبال کے گانے لگا ایسی تانین لگائین کہ اقبال بہت خوش ہوئی موتیون کا مالہ گلے سے اُتار کر دیا عمرو نے کہا کہ حضور مین نے چند گتین اُستاد سے سیکھی ہین اُنھین بھی ملاحظہ فرمائیے اقبال نے کہا ای الفت ماہ کمال تمہارا کمال پر ہی خواجہ نے پیشواز پہنی سامنے کھڑے ہو کر ناچنا شروع کیا نے بجاتے جاتے ہین اور نے سے بیہوشی اُڑا رہے ہین تھوڑے عرصے مین تمام اہل محفل جھومنے لگے کیونکہ اُسوقت محفل بھی قلیل تھی اقبال گھبرا کر اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی ساتھ والیان بھی اُٹھین ہان ہان کہکر بیہوش ہوئین خواجہ خنجر پکڑ کر چلے کہ قتل کرون زمین شق ہوئی ایک سُنہری تیلی پیدا ہوئی اُسنے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ اقبال کے مُنھ پر پھیرا اقبال فوراً

ہوشیار ہوئی دیکھا کہ سنہری پتلی عمرو کو پکڑے کھڑی ہی تنچہ لیکر اُٹھی کہا کہ کیون سار بان زادے میرا دل دھڑکا تھا مگر اس وقت تیرا دھوکا کھایا اس طرح قتل کرون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجکو رحم نہ آئے یہ کہکر آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی کنیزین حاضر حاضر کہکر سامنے آئین اقبال نے کہا کہ ای سلیم اسکو لیجا کر قید کر کل اسکو قتل کرونگی یہ نگوڑا نہین معلوم کیا سمجھا تھا ارے یہ بتا کہ میری مگائین کو کیا کیا عمرو نے بتایا کہ وہ صندوق مین بند ہی کنیزون نے جا کر الفت کو ہوشیار کیا مگر سلیم خواجہ عمرو کو لے کر چلی راہ مین خواجہ عمرو رونے لگے سلیم نے پوچھا کہ کیون روتا ہی عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم لوگون مین دستور ہی کہ مرنے کے بعد تیجہ اور دسوان اور بیسوان اور چالیسوان ہوتا ہی مین امیدوار ہون کہ جو کچھ میرے پاس ہی وہ آپ لیجیے سلیم کمر ٹٹولنے لگی عمرو نے کہا کہ دیکھو ملکہ یہ جو بٹوا میرے پاس ہی اسمین سب رکھا ہی آپ لیجیے میرا تیجہ وغیرہ کرا دیجیے گا سلیم نے کہا کہ مین دیکھون کیا مال ہی خواجہ نے زنبیل کا منھ کھولا اب جو سلیم نے جھک کر دیکھا روپئے اور اشرفیون کے ڈھیر لگے ہین ایک طرف صندوق جواہرات کے ہین اور ایک دریا ہی اُسمین نازنینان مہ جبین بجرون اور کشتیون پر سوار نواڑہ کھیل رہی ہین اور ایک طرف قلعہ جات ہین ایک طرف باغات کہ دروازے باغون کے کھلے ہین ایک گوشے مین تاج بہت سے رکھے ہین خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ سلیم جو شی پسند آئی ہو وہ اُٹھا لو سلیم تاج اُٹھانے کو جھکی عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دے کر زنبیل مین گرا دیا جیسے ہی سلیم زنبیل مین گری چہار طرف سے کنیزون نے گھیر لیا کوئی کہتی ہی کہ اری کپڑے اُتار مجھے حساب دینا پڑیگا ایک کہتی ہی کہ باورچی خانے مین اسکو لے چلو آگ سلگایا کریگی کنیزین سلیم کو گھیر کر باورچی خانہ مین لائین لاکھ یاد کرتی ہی کہ سحر یاد آئے مگر سحر فراموش دریائے حیرت کا جوش مگر خواجہ نے سلیم کو گرا کر رسیان ہاتھ سے کھولین اور بھاگے خدمت مین نور الدہر کی آئے سب حال بیان کیا کہ غلام پھنس گیا تھا مگر خدا نے بچایا نور الدہر نے کہا کہ امی عمرو نامدار آپ تشریف رکھین روز یہی تانتا لگا ہوا ہی راتون کو جلسہ رکھتا ہون سرداروں کو اپنے

پاس رکھتا ہون مگر صبح کو ایک سردار دوسردار غائب ہوتے ہین ایک سو کئی سردار غائب ہو چکے ہین شبرنگ بھی قید ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ انشاء اللہ مین اُسکی فکر کرونگا جب مین نے اُسکو بیہوش کیا تو زمین سے ایک پتلی پیدا ہوئی اُسنے مجکو پکڑ لیا اور مین بمشکل چھوٹا اب پھر فکر مین جاتا ہون نورالدہر نے کہا کہ ای عم نامدار آپ نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ آپ گرفتار ہو جائین یا دشمنون پر کچھ زوال آئے تو مین دادا جان کو کیا جواب دونگا خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر کچھ نقد دلواؤ کہ طبیعت کو تسکین ہو مین انشاء اللہ اسی ہفتہ کے اندر اُسکو قتل کرونگا سردارون کو قید ہونے دو مگر تم ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ تمکو لے جائے تو بڑا غضب ہو نورالدہر نے کہا کہ مین جاگتا رہتا ہون نیند اپنے اوپر مین نے حرام کردی دن کو سو رہتا ہون مگر شب بھر بیدار رہتا ہون نماز صبح ادا کرکے سوتا ہون نورالدہر نے دو صندوقچے جواہرات کے نکال کر خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا کہ خیر سود تو اس مہینے کا ادا ہو جائیگا مگر آپ بہت ہوشیار رہیے گا وہ بہت بڑی ہوشیار ہو دیکھیے کیونکر قتل ہو مگر وہان اقبال کاکل دراز دربار مین آکر بیٹھی کہا سلیم عمرو کو لیکر گئی ابھی پلٹ کر نہین آئی کنیزون نے عرض کی کہ اُسکا تو کہین پتہ نہین معلوم ہوتا اقبال نے پکار کر آواز دی کہ ای رازدار ظاہر کر کہ سلیم پر کیا گذری پہلوے بارگاہ سے ایک نازنین نہایت حسین ہاتھ باندھے سامنے آئی اقبال نے پوچھا کہ کیون ای رازدار سلیم کہان ہی اُس نازنین نے جواب دیا کہ سلیم کا پتہ نہین معلوم ہوتا اتنا ظاہر ہوتا ہی کہ قید ہی عمرو پھر آپ کی فکر مین آتا ہی لیکن پہچان کر گرفتار کیجیے گا اقبال نے کہا کہ مین اب کسی وقت غافل نہ رہونگی بڑے ظالم سے سامنا ہی مگر ابکے مرتبہ جو گرفتار کرونگی تو اُسی وقت قتل کرونگی اب قید نہ کرونگی مگر خواجہ نورالدہر سے رخصت ہو کر اقبال کے لشکر کی طرف چلے یہان اقبال دربار مین بیٹھی ہی کہ مصاحب اسکی کشیر جادو یہ کہکر اُٹھی کہ واری مجھے سلیم کا بڑا قلق ہی نہین معلوم ساربان زادہ اُسکے ساتھ کیونکر پیش آیا مین ابھی گرفتار کرکے لاتی ہون پہلے مین اُس سے یہی کہونگی کہ سلیم کو دے تو مین تجکو چھوڑ دون کیا عجب ہی کہ سلیم کو دیدے اقبال نے کہا کہ بوا بیٹھو اس فکر مین نہ پڑو خدا وند بقراط ثانی اگر مدد کرین گے تو وہ خود

آ کر گرفتار ہوگا مگر کشیر کو اپنے سحر پر ناز ہی ہر چند کہ اقبال نے منع کیا مگر اسنے نہ مانا کہا
کہ واری مجھے منظور ہی سلیم کو رہا کرون اُسکے نہ ہونے سے دربار مین سناٹا ہی اقبال نے
کہا کہ بُوا تمکو اختیار ہی کشیر بارگاہ سے چلی خواجہ بارگاہ مین ٹہل رہے تھے کہ ایک ساحرہ
نے ذکر کیا ملکہ کشیر جادو برائے گرفتاری عمرو چلی ہین کشیر کو سلیم سے بڑی محبت ہی اُسکی محبت
مین نکلی ہی خواجہ یہ سُن کر لشکر کشیر مین چلے دربارگاہ پر آکر دیکھا کہ کشیر کنیزون سے کہہ رہی ہی
کہ عمرو کو جو تلاش کریگا اور مجکو پتہ بتائیگا ہزار روپیہ اُسکو دونگی خواجہ نے آکر سلام کیا
کہا کہ ای ملکہ مین عمرو کو تو نہین پہچانتا مگر ایک شخص دُبلا پتلا نا ٹا درختون مین چھپا بیٹھا ہی
آپ چلیے مین بتا دون کشیر نے کہا کہ تیرا نام کیا ہی خواجہ نے کہا کہ حضور مجکو فسادافزا
کہتے ہین جہان جاؤن وہان فساد برپا کرون مگر انعام مجکو ضرور دیجیے گا زوجہ سے کہہ کر
آیا تھا کہ بیٹیون کی شادی ٹھہراؤ مین روپیہ لاتا ہون یا خداوند بقراط ثانی وہی عمرو
نکلے تمہاری بی بی گرفتار کرلین مجکو ہزار روپئے ملین جاکے جورو کو دون وہ سنبھال کر
رکھے بیٹیون کا زیور بناؤن کشیر ہنسنے لگی کہا کہ دیکھو صاحبو غریب ہی کبھی اِسنے روپئے کی
صورت نہ دیکھی ہوگی پتہ تو ٹھیک دیتا ہی ہان میان فسادافزا اُسکا حلیہ تو بیان کرو
کہا حضور سر چھوٹا سا گال پُھولے پُھولے لنبا قد نہایت دُبلا آدمی ہی زیرہ سی آنکھین
طباق سا پیٹ تاگا سی گردن رسی سے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دھڑ تلے کا اور تین گز کا اوپر کا
ایک لڑکا گاؤن سے کھیلتا ہوا نکلا ظالم نے اُسکے کپڑے اُتار لیے کپڑے لیکر وہین چھپا ہی
کشیر نے کہا کہ ای فسادافزا تو چل کر مجھے بتا دے مین فوراً گرفتار کرلونگی وہ سحر کرون کہ
زمین پاؤن تھام لے اپنے مقام سے ہل نہ سکے مین فوراً تجکو ہزار روپیہ دونگی خواجہ
خوب قہقہہ مار کر ہنسے پُکار کر آواز دی کہ یا خداوند بقراط ذرا آپ نہ خست کیجیے گا ٹکہ
روپیہ آپ کو بھی دونگا کشیر نے کہا کہ ای فسادافزا چُپ رہو یہ باتین نہ کہو ایسا نہ ہو خداوند
کے خلاف ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے تو اُنکے نام کا ٹکہ روپیہ قبول دیا اب وہ مجھسے
کیون ناراض ہونگے کشیر ہنستی ہی کہتی ہی کہ عجب شخص ہی خواجہ ساتھ لاتے لاتے کنارے لشکر
کے پہونچے کہا کہ ای ملکۂ عالم وہ دیکھیے درخت کے نیچے بیٹھا ہی لنگا پہن رہا ہی کشیر نے

جُھک کر دیکھا کہا کہ ای فساد افزا مجکو کچھ معلوم نہین ہوتا خواجہ نے کہا کہ خفا نہ ہو جیے تو مین
عرض کرون آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک کٹوا ڈالیے تو سوجھنے لگے کشیر نے
ہنس کر کہا کہ میان فساد افزا حقیقت مین تم مسخرے ہو جو چاہتے ہو وہ کہہ لیتے ہو عمرو
نے کہا کہ حضور باعث یہ ہی کہ جیسی صورت ہوتی ہی ویسی آئینے مین معلوم ہوتی ہی یا مین
مسخرہ ہون یا آپ مگر آپ کو تو کہہ نہین سکتا کشیر نے کہا کہ اب جو کہو وہ کرون خواجہ نے
کہا کہ گولہ پھینک ماریے اور زمین کو حکیم دیجیے کہ وہ پانؤن پکڑ لے کشیر نے گولہ جھولی
سے نکالا کہا کہ میان فساد افزا مین پھینکتی ہون خواجہ نے کہا کہ اب دیر نہ کیجیے گولہ گیر
کہہ کر پھینک ماریے مین آپ کی خدمت مین حاضر رہونگا مجکو بھی سحر سکھا دیجیے گا اگر مجکو
سحر آتا ہوتا تو اب تک گرفتار کر لیا ہوتا اتنا عرصہ نہ گذرتا کشیر نے جیسے ہی گولہ پھینکا
خواجہ نے پہلو پر آکر حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے کشیر نے چاہا کہ تڑپ کر نکلون خواجہ نے
جھٹکا مارا کشیر گری جلدی سے عمرو نے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے
لے بھاگے اقبال نے یہان بیٹھے بیٹھے منھ پیٹ لیا کہا کہ لو صاحبو غضب ہوا کشیر کو عمرو
لے بھاگا مین خود جاتی ہون یہ کہکر اقبال اپنے مقام سے اُٹھی پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئی
یہان خواجہ سامنے نور الدہر کے پہونچے کہا حضور مصاحب اقبال کو لایا یہ سُن کر
نور الدہر نے کہا کہ ستون سے باندھ دو خواجہ نے ستون سے باندھا زبان مین اُسکی
سوزن دی فتیلہ رفع بیہوشی دیا چھینک آئی آنکھین کُھول کر کشیر نے دیکھا کہ طلسم کشا مقام
صدر پر بیٹھے ہین گرد چند کیدان و رسالہ دار ہین نور الدہر نے پکار کر آواز دی کہ ای کشیر
تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا کہ تو کس طرح گرفتار ہوئی بہتر یہ ہی کہ اطاعت اسلام کر
کشیر نے دیکھا کہ اگر انکار کرونگی تو قتل ہو جاؤنگی اشارہ کیا کہ مین اطاعت اسلام کرتی ہون
نور الدہر نے کہا کہ اسکو کھولدو خواجہ نے کہا کہ اِسکی پیشانی سیاہ معلوم ہوتی ہی یہ سُنکر
نور الدہر نے کہا کہ دل کا حال پروردگار جانتا ہی ہرچند عمرو نے منع کیا مگر نور الدہر
نے نہ مانا کشیر کو رہا کر دیا خواجہ تو گوشے مین آئے تیور کو کشیر کے دیکھ رہے ہین کہ آسمان
سے آگ برسنے لگی آواز آئی کہ منم اقبال کاکل دراز کئی آدمی مرکر گرے خواجہ عمرو نے

جھٹ پٹ گلیم اوڑھ لی مگر کشیر جادو جست کرکے اقبال کے ساتھ ہوئی پر پرواز پیدا کرکے
آواز دی کہ ای ملکۂ عالم یہ کنیز بھی آئی یہ کہکر اقبال کے ساتھ روانہ ہوگئی نور الدہر تیغ
طلسمی لیکر جھپٹے تھے کہ اقبال پر جا پڑین مگر اقبال بہت جلد نکل گئی کشیر کو لیکر بارگاہ مین
آئی حال پوچھا کشیر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اصل یہ ہی کہ جو جو شاہزادیان طلسم کشا پر مائل ہوئین
اُنھون نے بہت بجا کیا طلسم کشا چاند کا ٹکڑا ہی باتین کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے مُنہ سے
پُھول جھڑ رہے ہین اس طور سے مجکو سمجھایا کہ مین نے سوچا ایسا نہ ہو اس شیر کو غصہ آجائے
تب مین نے اطاعت کے کلمات کہے ساربان زادہ یہی کہے جاتا تھا کہ اسکی بات کو آپ
نہ مانیے پیشانی اسکی سیاہ ہی مگر اُس شیر نے میرا کہنا مان لیا رہا ہو چکی تھی ارادہ تھا کہ
عمرو کو لیکر آؤنگی لیکن آپ پہونچ گئین مین بھی آپ کے ساتھ نکل آئی آج رات کو جاکے
طلسم کشا کو گرفتار کرونگی یا عمرو کو لاؤنگی یہ کہکر دربار مین بیٹھی خواجہ نے نور الدہر سے
کہا کہ کیون ای فرزند جو ہم کہتے تھے وہ پیش آیا وہ آج میری یا تمھاری فکر ضرور کریگی یہ کہکر
اپنے خیمے مین آئے ایک گنوار کو روپیہ کی لالچ دیکر پکڑ لائے اُسکو اپنی شکل بنا کر پلنگ پر
سُلا دیا آپ چارپائی کے نیچے سو رہے کشیر جو رات کو چلی ہرچند کہ اقبال نے کہا کہ عمرو
کا ملنا دشوار ہی کشیر نے نہ مانا کہا کہ مین خیمہ عمرو کا دیکھ آئی ہون وہین سے جاکر اُس کو
لاتی ہون لشکر طلسم کشا مین آئی ایک شخص سے پوچھا کہ خواجہ عمرو کہان رہتے ہین اُسنے
بتا دیا کہ وہ سامنے خیمہ ہی کشیر جادو جو سامنے خیمے کے آئی دیکھا کہ طلایہ بھی نہین چند سوار
بڈھے بڈھے دور سے ہان ہان کر رہے ہین جنکو اپنی خود خبر نہین کبھی گھوڑے سے اتر پڑتے ہین
نخل کے نیچے بیٹھ جاتے ہین کبھی پھر اُٹھ کر غل مچانے لگتے ہین چار پنجبلے زمین مین گڑے ہین
اُنمین ایک ایک فتیلہ روشن ہی پردہ خیمے کا اُٹھا ہوا ہی کشیر نے دور سے دیکھا کہ خواجہ
سو رہے ہین جھپٹ کر آئی سوتے مین سحر کیا ہاتھ پاؤن بیکار کیے خواجہ نے پلنگ کے نیچے
سے دیکھا مگر چپکے پڑے رہے بالکل دخل نہ دیا کشیر عمرو نقلی کو اُٹھا کر لے گئی جنگل مین آئی
ایک پہاڑ پر ٹھہری دل مین بہت خوش ہی کہ اب عمرو کو چل کر قتل کرونگی یہان صبح کا وقت
ہی اقبال مسند پر بیٹھی ہی کشیر کا ذکر کر رہی ہی کہتی ہی کہ عمرو کا لانا بہت دشوار ہی یہ ذکر تھا

کہ کنیز جادو آکر پہونچی اقبال نے پکار کر پوچھا کہ ای کنیز کیون کیا کیا کہان داری مین جاکر
ساربان زادے کو لائی رات بھر لڑائی رہی اسکے شاگرد روکتے تھے لیکن مین نے کسی کو نہ مانا
اُٹھا کر لے آئی کئی مقام پر ٹھہری کہ اسکا کوئی شاگرد آئے آکر روکے مگر کوئی نہ آیا سب
جانتے تھے کہ ساحرہ زبردست ہی خبر کرکے گئی ہی اگر بیجا کرین گے تو گرفتار ہو جائین گے حضور
اب یہ موجود ہی ابھی اسکو قتل کیجیے اقبال نے گلے سے لگا لیا کہا کہ ای کنیز تمنے بڑا کام کیا
آج تم اُس شخص کو لائین کہ جسنے مشمش اور دمامہ کو مارا دمامہ نے کیا انتظام کیا تھا
مگر ایک سحر کیا تھا وہ سحر بگڑ گیا نابینا ہو گئی اُف اُف کرتی پھرتی تھی صاحبقران بھی اُسی کے
سحر سے اُڑ گئے چاہ زمرد والے لے گئے عمرو نے یہ کمال کیا کہ جال مار کر دمامہ کو گرفتار کیا
اُسکی شکل بنکر عمرو لڑا آخر دمامہ کو مارا اسی طرح مشمش کو دریاے قلزم مین جاکر مارا آج
مین اُسکو قتل کرتی ہون یہ کہکر اُس گنوار کو ستون سے باندھا کنیز نے سحر اُتارا گنوار نے
آنکھین کھولین دربار کفر مدار کو دیکھ کر گھبرا گیا پکارنے لگا کہ خواجہ عمرو کہان ہو مجکو
آکر بچاؤ تمنے تو اقرار کیا تھا کہ تجکو بچالونگا اقبال ہنسنے لگی کہا کہ دیکھو نگوڑا کیا فریب کرتا ہی
ارے تو کون ہی اُسنے کہا کہ یہانسے پانچ کوس پر ایک گاؤن مہمن پور ہی وہانکا رہنے والا ہون
سو روپیہ پر زمین کی کھیتی کرتا ہون مجکو عمرو لالچ دے کر پکڑ لایا مجھسے وعدہ کیا تھا کہ تیرے
کھیت کی جمع ادا کر دونگا اقبال نے کہا کہ لو صاحب وہ گنوار بنتا ہی مین اسکے فریب کو کب
مانونگی گنوار نے کہا کہ گستیان تحصیلدار کے چپراسی مجکو ڈھونڈھتے ہونگے ادھ گڑی چھبر
باقی ہی اقبال نے کہا کہ ای کنیز ایک دو جوتیان اُٹھ کر اسکو مار کیا بیہودہ بک رہا ہے
کنیز نیچے کھینچ کر جھپٹی کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ اپنے پلنگ پر پڑا سو رہا تھا مین سوتے مین اس کو
اُٹھا لائی گنوار نے نیچے جو دیکھا منتین کرنے لگا کہتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین عمرو نہین ہون
اگر کہیے تو دس پانچ گواہ لاؤن تب آپ کو یقین آئیگا اقبال نے کہا کہ ارے جلاد کو بلاؤ
گنوار چیخین مار مار کے رونے لگا جلاد نے آکے ہاتھ پکڑ کے کھینچا گردن پر کوے کا خط دیا ہر چند
کہ گنوار چیخا پیٹا مگر اقبال نے اشارہ کر دیا کہ سر اسکا کاٹ لو جلاد نے خنجر مارا سر گنوار کا
کٹ کر گرا اقبال نے حکم دیا کہ سر اسکا نیزے پر چڑھاؤ لاش کو اسکی تشہیر کرو یہان خواجہ

بارگاہ مین نور الدہر کی بیٹھے کہ رہے ہین کہ رات کو ہمنے ایک گنوار کو اپنی صورت بنا گرفتار کرا دیا اب جاکر خبر لیتا ہون کہ وہان کیا واقعہ گذرا یہ کہکر باہر نکلے ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر اقبال مین آئے دیکھا کہ لاشہ اُس گنوار کا تشہیر ہو رہا ہی سر نوک نیزے پر رکھا ہی لشکر مین اقبال کے بڑی چہل پہل ہی جو ساحر لاش کو دیکھتا ہی آپسمین بغلگیر ہوتا ہی کہتا ہی کہ آج بڑا شخص مارا گیا دربار طلسم کشا خالی ہوا کہ کشیر جادو اپنی بارگاہ سے نکلی ساحرون سے کہنے لگی کہ صاحبو مین نے بڑی مشقت کی جب تو عمرو کو لائی ورنہ عمرو کا گرفتار کرنا بہت دشوار تھا یہ وہ شخص تھا کہ جسنے ملک کے ملک برباد کیے ایک ساحر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نے عمرو کو بازار مین پھرتے دیکھا کشیر نے کہا کہ کیون دیوانہ ہوا ہی مین عمرو کو قتل کرا چکی دیکھ وہ سر نوک نیزے پر رکھا ہی تو کہتا ہی بازار مین پھر رہا ہی چل مجکو تو دکھا دے وہ ساحر ساتھ لیچلا ایک مقام پر آکے کہا کہ وہ دیکھیے سامنے عمرو پھر رہا ہی جیسے ہی کشیر پلٹی عمرو نے خنجر مارا کشیر کا شکم چاک قصہ پاک ہوا عمرو اپنے نام کا نعرہ کرکے بھاگا نعرۂ خواجہ عمرو نامدار

مرے نام سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پہونچے مری گرد پا پوشش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑادون صبا کے بچی مین ہوش کو

عمرو جست کرکے بھاگا اور نکل گیا جادوگر لاشہ کشیر کا اٹھاکر سامنے اقبال کے لائے کہا حضور عمرو نے کشیر کو مارا اقبال نے کہا کہ کیون جھک مارتے ہو عمرو تو قتل ہوا سر اُسکا نوک نیزے پر ہی کہا حضور ابھی وہ مار کر گیا ہی اقبال حیران ہو گئی کہتی ہی کہ عمرو چھلاوہ ہی مارا بھی گیا اور پھر قتل کر گیا ہاے کیا کرون یہ کہکر اوراق نکالے اُسمین دیکھا کہا حقیقت مین عمرو زندہ ہی میرے ہی ہاتھ سے مارا جائیگا مین اب فکر کرونگی یہ کہکر قصد کیا کہ براے گرفتاری عمرو جاؤن کہ چھینک ہوئی کنیزون نے کہا کہ واری ساعت بد ہی اس وقت نہ جائیے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ ایک ساحر زبردست تخت اُڑائے ہوے آتا ہی نعرے کرتا ہوا کہ منم فرستادۂ خداوند اقبال نے کھڑے ہوکے آواز دی کہ میان ساحر صاحب آئیے قدرت کو ہمارا خیال رہتا ہی اُس ساحر نے آکر

تخت اُتارا اقبال سے کہا کہ اے ملکہ عالم قدرت نے بہ تاکید فرمایا ہے ایک سحر لایا ہون
اسکو یاد کر لیجیے مگر گوشے مین چلیے تو مین بخوبی سمجھا دون اقبال تخلیے کے خیمے مین آئی اُس
ساحر نے کہا کہ انگیٹھی مین آگ روشن کیجیے اقبال نے آگ روشن کی ساحر نے اپنے پاس
سے لوبان نکالا کہا اس لوبان کو آگ پر ڈالیے اور بغور ملاحظہ کیجیے ایک پتلی پیدا ہوگی
وہ سب حال بتائیگی آپ کا مطلب نکل آئیگا ورنہ قدرت کو خبر ہوگی تو وہ تمسے بہت
آزردہ ہونگے کہ تم نے ہمارے بھیجے ہوے ساحر کا کہنا نہ مانا یہ سُنکر اقبال نے وہ لوبان
آگ پر ڈالا دھوان نکلا جیسے ہی دھوان دماغ پر پہونچا اقبال چھینک مارکر بیہوش ہوئی
عمرو نے اقبال کا پشتارہ باندھا اور زبان مین سوزن دے کرکے بھاگا رہروی
کرتا ہوا جاتا ہے چاہتا ہے کہ سامنے نور الدہر کے پہونچون اُن سے انعام لون گا
لیکن سنبل گیسو دراز اپنے مقام پر بیٹھی کہ رہی ہے کہ نہین معلوم عمرو سے اور ہماری
ملکہ سے کیا گذری تصویر اقبال کی سامنے لگی تھی دیکھا کہ مرجھانے لگی اور تصویر پر
اُداسی چھائی سنبل نے مُنہ پیٹ لیا کہا کہ صاحبو غضب ہوا ملکہ پر کوئی افتاد پڑی یہ
کہکر ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اے گلرنگ جلد اپنی تئین پہونچا اور ملکہ اقبال کی خبر لا
یہان لشکر مین اقبال کے پٹس پڑی ہوئی ہے کنیزین رو رہی ہین اور کہتی ہین کہ ہمارے
سر پر کوئی افسر باقی نہ رہا اگر اس وقت افسر ہوتا تو چڑھائی کرکے جاتے اور عمرو کو ردکتے
غضب ہو گیا کہ ملکہ عالم کو گرفتار کرلے گیا کہ گلرنگ آکر پہونچی کہا کہ صاحبو کیا ہو گیا
کنیزون نے کہا کہ عمرو ساحر بنکر آیا تھا ملکہ کو گرفتار کرلے گیا ہم لوگ حیران ہین کیا کرین
گلرنگ نے کہا کہ اُنکے سردار بھی تو تمہارے یہان قید ہین اُنکو زیر تیغ کرو جب طلسم کشا
کو خبر پہونچیگی کہ ایک کے بدلے ہمارے اتنے سردار قتل ہوتے ہین یقین ہے کہ گھبرا جائینگے
اور عیار بھی طلسم کشا کا تمہارے قبضے مین ہے اُسپر دباؤ ڈالو یقین ہے کہ طلسم کشا کو عیار بہت
عزیز ہو گوارا نہین کرینگے کہ عیار ہمارا قتل ہو یہ صلاحین کنیزون کو پسند آئین سب سردارون
کو قفس آہنی سے نکالا جلادون کو اشارہ کیا مگر خواجہ عمرو صحرا صحرا آتے ہین گھبرائے ہوئے
اتنی بڑی ساحرہ کا پشتارہ دوش پر ہے نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ اول ہرکارہ نے

خبر دی کہ خواجہ عمرو اقبال کو گرفتار کر لائے دوبارہ ہرکارے آئے کہا کہ ای شہریار سب سردار آپ کے زیر تیغ بیٹھے ہین شبرنگ بلک رہا ہی اور دعائین مانگتا ہی یہ سُنکر نورالدہر فوراً اُٹھے تیغہ طلسمی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب طلسمی پر سوار ہوے یکہ و تنہا چلے شبرنگ بن عمرو بلک بلک کر دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار و ای رب کارساز و بے نیاز مجکو اِس آفت ناگہانی سے نجات دے نظم

مرو دور در جستجوے حبیب + کہ ہست از دل و جان مقامش قریب
چو دیوانہ در صحن گلشن مگرد + بیک گُل کفایت کُن ای عندلیب
بشکرانہ کُن نوش ای دردمند + اگر داروے تلخ بخشد طبیب
مشو غرہ بر آب و تاب چمن + کہ فانی است این بوستان عجیب
مقیم است اندر سراے جہان + براے دو روز این مسافر غریب
ز دنیا کند سوے عقبیٰ سفر + رذیل و ذلیل و شریف و نجیب
بہ بند د ز دار فنا رخت خویش + چہ محروم و مفلس چہ اہلِ نصیب
ز ہیبت دہد بندۂ زار جان + اجل مینماید چو شکلِ مہیب
گنہگار سر در گریبان بود + حسابِ عمل چون بپرسد حسیب
بداند ہر آنکس کہ دانا تر است + بدل زندگی دور مرگ عنقریب
بہ بندہ وصالِ خدا ممکن است + اگر نفس شیطان بود عنقریب
بگیر از پئے علم و خُلق و ادب + سبق ہندی از اوستاد ادیب

ادھر جملہ سردار بیقرار ہین کہ شیر کے نعرے کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا غضب کیا کہ میرے سردارون کو زیر تیغ بٹھایا ہی نعرۂ نورالدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی + کہ شاہنشہ جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہِ لشکرِ اسلام نورالدہر کز بیمش + عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

دیگر

ز طفلی بجرأت ہنر داشتم + نقارا بیک دست بر داشتم
ظفر بر یلانِ عرب یافتم + شہِ نوجوانان لقب یافتم

ملازمان نورالدہر غول کے غول آپڑے مگر نورالدہر لڑتے ہوے بارگاہ مین پہونچے نجم کو دیکھا کہ زبان مین سوزن سرنگون بیٹھا ہر ایک جانب ارسطوے ثانی ایکجانب ہماے مرصع پوش اور ایک جانب ملکہ مربع نشین سب سواسی سردار ساحر وغیر ساحر وغیرہ مع شبرنگ عیار رو رہے ہین آنکھون سے اشک حسرت جاری ہر ایک کا یہ حال ہر گویا موت سامنے پھر رہی ہر سب دعائین مانگ رہے ہین کہ نورالدہر نے آکر جلاد کو مارا پہلے نجم کی زبان سے سوزن نکالی نجم نے زبان سے ارسطوے ثانی کی سوزن نکالی ارسطو نے ہماے مرصع پوش کو رہا کیا ہماے مربع نشین کو رہا کیا اِن چارون نے رہا ہوتے ہی قیامت برپا کی تڑپ تڑپ کر گرنا شروع کیا باقی سردارون کو بھی رہا کیا مگر گلرنگ کو جو عرصہ ہوا سنبل کو چین نہ پڑا کنیزون سے کہا کہ مین اب خود جاتی ہون جاکر دیکھون کہ کیا معرکہ گذرا اُس وقت آکر پہونچی کہ بارگاہ مین دریاے خون بہ رہا ہر نعرۂ نورالدہر کی صدا بلند ہر جسپر جا پڑے اُس ساحر کو مارا ساحر کیسے کیسے سحر کر رہے ہین مگر نورالدہر پر تاثیر نہین ہوتی جسنے سحر کیا اُسکا سحر اُلٹا پلٹ گیا اُسی کا کام تمام ہوا سنبل نے کڑک کر سحر کیا آگ برسنے لگی نجم کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی کہ کیون بی سنبل تمکو بھی موت کھینچ لائی یہ کہکر سحر کیا سنبل تھرائی زمین پر آئی دوسری طرف سے ہماے مرصع پوش نے للکارا کہ او گیسو بریدہ دربند کی خوب حفاظت کی اقبال کو خواجہ گرفتار کرکے لیگئے سنبل نے چاہا کہ کڑک کر نکل جاؤن مگر ارسطو نے گولہ مارا وہ گولہ پھٹا سنبل پر آگ برسنے لگی سرباز نے قریب آکر تلوار کا ہاتھ مارا سنبل نے جھک کر خالی دیا پلٹ کر پنجہ مارا کہ سرسرباز کا زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لون ہما جلدی سے سامنے آئی سو کھے ہوے جو ہار پھول گلے مین پڑے تھے وہ اُتار کر پھینک مارے وہ پھول بکھرے چند پھول سنبل پر گرے سنبل کی آنکھین سُرخ ہوئین یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

آنکھین عاشق کو نہ تو اے گل رعنا دکھلا	پتلیون کا کسی نادان کو تماشا دکھلا
یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے	گردش چشم بھی اے نرگس شہلا دکھلا
آسمان اور زمین کا ہر تفاوت ہرچند	اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

قلزم عشق مین کب تک رہون ای حسن تباہ — لب دریا جو نہین تو تہ دریا دکھلا +
چوٹی اُس حور کی ایڑی سے بھی بڑھ جانے لگی — صبح محشر بھی پھر اب ای شب یلدا دکھلا
باغبان کونسی صورت مرے جی لگنے کی — ایک تو مجکو قد یار کا بوٹا دکھلا +
ایک مدت سے ہون آفت طلب ای گردش چرخ — کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا +
عاشقون سے ترے کرتا ہی نہایت گرمی — روے خورشید قیامت کو کف پا دکھلا
دھیان آتا ہی جو چوٹی کا کسی کافر کی — کہتی ہی فکر رسا باندھ کے جوڑا دکھلا
چرخ نیلی ہی بہت اپنی شفق پر نازان — لب بام آن کے تو بھی کف پا دکھلا +
بندۂ شاہ نجف آتش دل خستہ ہی + — یا الٰہی اسے اب مرقد مولا دکھلا +

یہ اشعار پڑھ کر سامنے ہمائے مرصع پوش کے آئی کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی ہما نے کہا کہ اس بارگاہ کو جلا دو سنبل بہت خوب کہ کر لپٹی گولہ مارا بارگاہ جلنے لگی ہاتھ باندھ کر پھر سامنے آئی کہا کہ لو ملکہ مین نے بارگاہ کو جلا دیا اہل فرج جو لڑ رہے تھے اُنکی جانب ہمانے اشارہ کیا کہ انکو قتل کرو سنبل اُنپر جا پڑی کنیزون نے فریاد کی کہ ای ملکۂ عالم ہم تو آپ کے بھروسے پر لڑتے تھے آپ یہ کیا غضب کرتی ہین سنبل نے اُن سب کو جواب دیا جو ملکۂ عالم فرمائین گی بجالاؤنگی مجھے کیا عذر ہی کنیزون نے سنبل پر بلوہ کیا سنبل نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ ہمائے مرصع پوش یہ کنیزین گھیرے ہین انکو میرے گرد سے ہٹائیے ہمانے بڑھ کر سحر کیا کہ کنیزون پر آگ برسی اور پھر ایک دوہتڑ زمین پر مارا جابجا چشمے پیدا ہوے دریا نے جوش مارا اُسمین کنیزین ڈوبنے لگین سبکی افسر گلرو تھی اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم فریاد ہی مین اطاعت اسلام کرتی ہون ہمائے مرصع پوش نے اُسکو مسلمان کیا اُسنے کل کنیزون کو لاکر قدمون پر گرایا سب مطیع ہوئین مگر ہمانے سنبل کا کچھ خیال نہ کیا سنبل بھی ساتھ ہی اس لڑائی کو فتح کر نور الدہر بیٹھے یہان خواجہ پر یہ معرکہ گذرا کہ پشتارہ بھاری ہونے لگا تب عمرو گھبرایا جنگل مین ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر اقبال کو قتل کیا مارنے سے اسکے بڑا ہنگامہ ہوا زاغ و زغن اسکی خاک سے پیدا ہوے غلغلہ کرتے ہوے دربند ثانی کی طرف چلے کہ چل کر

ملکہ منقار کلنگ سوار کو اطلاع کرین منقار کلنگ سوار اپنے دربار مین بیٹھی ہوئی
کہ رہی ہی کہ صاحبو تمنے سُنا طلسم کشا سے دربند اول پر لڑائی ہو رہی ہی مگر اقبال ایسی
ساحرہ نہین ہی کہ کسی سحر مین رہجائے یقین ہی طلسم کشا کو گرفتار کر کے روانہ کرے لیکن
طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہی کہ مربع نشین اُسپر عاشق ہوئی اُسنے راستہ کھولدیا
کہ دربند اول تک پہونچے ورنہ اقبال سے کیونکر مقابلہ پڑتا ادر بی مربع نشین نے جوش
محبت مین بڑے بڑے کام کیے یہ ذکر تھا کہ چند زاغ و زغن آسمان پر روتے ہوے اور پرون
سے سر پیٹتے ہوے آئے منقار کلنگ سوار نے ہاتھ سے اشارہ کیا زاغ و زغن ہاتھ پر
آبیٹھے پوچھا کہ ارے کہانسے آتے ہو دربند اول کی خیر ہی زاغ و زغن کی آنکھون سے آنسو
جاری ہوے تب اُسنے گھبرا کر پوچھا کہ ارے کچھ بیان کرو زاغ و زغن کچھ نہین بولتے منقار
نے پشت پر ہاتھ پھیرا بہت تسکین دی تب زاغ و زغن بولے کہا کہ ای منقار کلنگ سوار
اقبال کا کل دراز قتل ہو گئی عمرو نے ایسے مقام پر اُسے مارا کہ جہان آب و دانے
کا نشان نہ تھا ہم لوگ اُسی کی خاک سے پیدا ہوے خاص آپ کو خبر کرنے کو آئے ہین
اب طلسم کشا کوچ کریگا آپ کو جو فکر کرنا ہو وہ کیجیے بڑی مشکل پڑیگی اور آپ کو آگاہ کرتے ہین
کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا لباس طلسمی و سلاح طلسمی حکمت پسند نے اُسکو دیدیے
قصر جواہر نگار مین داخل رہے دختر بلند اختر اُنکی طلسم کشا کے قبضے مین آئی وہی معشوقہ
اصلی طلسم کشا ہی شب کو اُسی کی خیمہ مین آرام کرتے ہین اور یہ معشوقین مثل مربع نشین
و ہمائے مرصع پوش وغیرہ صرف جمال کی عاشق ہین صحبت مین بیٹھی رہتی ہین جلسہ رہتا ہی
عیار اُنکا شبرنگ نامے بلائے روزگار ہی اور اقبال کو تو قاتل مشمش نے مارا یہ کہکر
وہ طائر جلنے لگے جب سب زاغ و زغن جل گئے منقار مسند پر سیدھی ہوئی کہا صاحبو تمنے
سُنا کہ طلسم کشا کا کیا انجام ہوا دربند اول فتح ہو گیا مین تو جا کر بمکر اطاعت کرتی ہون
لیکن تم لوگ غافل نہ رہنا جو ہوسکے وہ کرنا مجکو اپنے پاس جاننا یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی
یہان طلسم کشا یعنی شاہزادہ نورالدہر سرداران مذکور کو ساتھ لیکر قصر اقبال مین
آئے جشن کیا صحبت آراستہ ہی ایک گائن بیٹھی ہوئی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی اور شبرنگ

بیٹھا ہوا نئے طور سے بجا رہا ہی نظم

باغ عالم مین نہین کوئی ثنا خوان تیرا ذکر کرتا ہی ہر اک مرغ خوش الحان تیرا
کوئی تجھسا نہین لاثانی ہی تو ای محبوب حق تو یہ ہی کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا
جلوۂ حُسن نے دریا کی دکھائین لہرین ہاتھ منھدی کا ہوا پنجۂ مرجان تیرا
تو ہی مطلوب اُسے ادنے ہو کہ اعلیٰ ہووین دم بھرا کرتا ہی مور اور سلیمان تیرا
بات بے مصلحت وقت نہین تونے کی + عین حکمت ہی وہ جو کچھ کہ ہی فرمان تیرا
کون عالم مین ہی ایسا جو نہین سر بسجود کسکی گردن کو جُھکاتا نہین احسان تیرا
قدسیان لائے ہین ایمان کلام اقدس کلمہ پڑھتے ہین جو سُنتے ہین قرآن تیرا
جسم خاکی سے ہی دشوار رسائی تجھ تک گرد اُڑکر نہین چھُو سکتی ہی دامان تیرا
بانٹ چاہے جسے دولت دو جہان کی ای دوست چاہتا تیرے سوا کچھ نہین خواہان تیرا
عشق نے آنکھون کو دیدار دکھایا آخر + پردہ پوشی سے ہوا حُسن نہ پنہان تیرا
چھُوڑنا عاشقِ شیدا کو نہ بے قتل کیے تیغ عریان کی طرح حُسن ہی عریان تیرا +
کس پری رشک کا دیوانہ ہی تو ای آتش چاک رہتا ہی مرے یار گریبان تیرا +

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ساحران دربند اول بھی بیٹھے ہین اُسوقت ہمارے مرصع پوش سے طلسم کشا باتین کر رہے ہین خواجہ عمرو بھی اُس جلسے مین حاضر ہین اس دربند سے جو کچھ مال نکلا نور الدہر نے نصف خواجہ کو دیا مگر خواجہ نے خوش ہو کر یہ نہ کہا کہ تمنے بجاے دہ یک کے نصف مال دے دیا بلکہ یہ کہا اس مہینے کا سودا ہو جائے گا اِن دربندون پر ہم تمہارے ساتھ رہین گے نور الدہر نے کہا کہ ای ہمارے مرصع پوش اب آگے کون حاکم ہی ہمارے مرصع پوشِ نے بیان کیا کہ منقار کلنگ سوار حاکم دربند دوم ہی وہ بڑی ساحرۂ زبردست ہی اور علم ساحری کی کتابین اور سوانحات کی کتابین اُسکے پاس بہت موجود ہین مشہور ہی کہ جیسا کچھ کتب خانہ دربند دوم پر ہی کسی کے پاس ایسا کتب خانہ نہین ہی نجم بھی باتون مین دخل دے رہے ہین کہتے ہین کہ ای شہریار جیسی کہ یہ ساحرہ قتل ہو گئی ویسی دربند دوم والی نہین ہی انشاء اللہ تعالیٰ

بہت جلد اُسکو فتح کرلیا جائیگا آپ کی اقبالمندی ظاہر ہی نور الدہر نے حکم دیا کہ لشکر
تیار ہو ساٹھ لاکھ فوج ساحر وغیر ساحر اُسی وقت تیار ہو کر آئی نجم نے عرض کی کہ لشکر تیار
ہی بسم اللہ حضور سوار ہون نور الدہر فوراً مرکب طلسمی پر سوار ہوے چاہا کہ گھوڑے کو
بڑھائیں مرکب اپنے مقام سے نہین بڑھتا سب سردار عرض کرنے لگے کہ ای شہریار
اس وقت ہواے سرد چل رہی ہی گھوڑا قدم نہین اُٹھاتا مناسب ہو تو اُتر پڑیے اور وقت
کوچ کیجیے گا کہ آسمان پر سناٹا ہوا نور الدہر نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑے نے دولتی
پھینکی اب جو دیکھا تو گھوڑا اُڑا نگر ہی ہڈے نکلے ہوے ڈگمگا رہا ہی گرا پڑتا ہی نور الدہر لاحول
پڑھ کر اُتر پڑے گھوڑا جنگل کی طرف بھاگا نجم نے آکر دیکھا عرض کی کہ ای شہریار یہ مقدمہ
سحر کا تھا مرکب طلسمی آپ کا غائب ہوا نور الدہر نے اسپ پریوش طلب کیا اُس پر
سوار ہوے سب ساحر افسوس کر رہے ہین کہتے ہین کہ ای شہریار ایسا انقلاب کبھی
نہ ہوا تھا اب نور الدہر اسپ پریوش پر سوار ہو کر منزل کی طرف چلے پانچ کوس پر آکر
اُتر پڑے لشکر اُتر رہا ہی نور الدہر ٹہل رہے ہین نجم وغیرہ گھوڑے کا ذکر کر رہے ہین کہ ای
شہریار غضب ہوا کہ مرکب طلسمی غائب ہوا اُس مرکب کی فکر چاہیے کہ مربع نشین آکے
پہونچین اور جماے مرصع پوش بھی آئین پھر آسمان پر سناٹا ہوا دونون جادوگرنیان آسمان
کی طرف دیکھنے لگین دیکھا کہ منقار کلنگ سوار ایک تخت پر سوار تخت اُڑاتی ہوئی آئی
آکر نور الدہر کو سلام کیا نور الدہر نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ تمھارا نام نامی کیا ہی
کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اُس نے عرض کی کہ ای شہریار یہ سب ساحر جانتے ہین کہ مین حاکم
دربند دوم ہون جب حضور نے دربند اول فتح کیا اور مین نے خبر پائی کتب خانے سے کتابین
پارینہ نکالین ہر ایک کتاب کا مضمون یہی تھا کہ طلسم خیال سکندری خواب وخیال ہو جائیگا
بقراط ثانی کی قضا قریب ہی یہ احکام دیکھ کر دل کو تردد ہوا خیال مین آیا کہ چلکر حاضر
خدمت ہون براے اطاعت حاضر ہوئی ہون نور الدہر نے سر منقار کا سینہ سے لگایا
منقار نے عرض کی کہ اب آپ بے خوف دربند مین تشریف لے چلیے کنیزو سنے کہ آئی ہون
وہ انتظام کر رہی ہو نگی جس وقت آپ پہونچین گے کامل طور پر قبضہ ہو جائیگا نجم نے بھی

اشارہ کہ ای حضور کی اقبالمندی ہی جو منقار آکر شریک ہوئی ہماے مرصع پوش بھی وجد کر رہی ہی آز مریع نشین نے تو بالا علان کہا کہ آقا ہمارے صاحب اقبال ہین کہ منقار ایسی ساحرہ آکر شریک ہوئی اب ساتون دربند فتح ہو جائین گے انشاء اللہ دربند ہفتم پر لوح کا بھی پتہ ملیگا منقار نے کہا کہ ای ملکہ تم ایسی جادوگرنیان شاہزادے کے ساتھ ہین کون مقام ایسا ہی کہ جسکے راز سے تم آگاہ نہین ہو اور کونسا مقام ایسا ہی کہ ہفت دربند مین جسکو تمنے نہین دیکھا جو ساحران نامی ہین اُنکو تم جانتی ہو اور وقت پر ہم بھی سب کا نام بتائین گے مقابلہ بھی اُنسے کرین گے نورالدہر آکر بارگاہ مین بیٹھے سب سردار بھی حاضر ہوے جلسہ جما نورالدہر نے منقار کی بڑی خاطر کی منقار نے عرض کی کہ ای شہریار خواجہ کہان ہین مین اُنکی صورت کی مشتاق ہون کہ جمال بمثال دیکھون سامنے کیون نہین آتے شبرنگ نے جاکر عرض کی کہ چلیے آپ کو آقا بلاتے ہین عمرو نے کہا کہ مین اُس ظالم کے سامنے نہ جاؤنگا مجھے اُسکی صورت دیکھ کر خوف آتا ہی ای شبرنگ نورالدہر سے جاکر کہو کہ اسکا شریک کرنا بہتر نہین پیشانی اسکی سیاہ ہی ایسی جادوگرنیان کہین مسلمان ہوتی ہین اس سے انجام بُرا ہی مین اسکے سامنے نہ جاؤنگا ہرچند شبرنگ نے کہا مگر خواجہ نے سامنے آنا نہ قبول کیا شبرنگ نے منقار سے کہا کہ اُنکی طبیعت سُست ہی اس وقت حاضر نہ ہونگے منقار نے کہا کہ ای شبرنگ ہم تمھارا اگانا سُنین گے شبرنگ بیچ مین آکر بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

خشمگین آنکھین تمھاری آفتِ جان ہو گئین
برچھیان عاشق کُشی کرنے کو مژگان ہو گئین

تم جو جا نکلے نسیم نوبہاری کی طرح
پھول کھِل کھِل کر گُل ولالہ کی کلیان ہو گئین

ای صبا دامن ہی تیرا اور مجھ مجنون کا ہاتھ
اُس پریرو کی اگر زلفین پریشان ہو گئین

سامنے رہنے لگا رخسارۂ زیبائے یار
صورتِ آئینہ آنکھین اپنی حیران ہو گئین

مہندی ہاتھون مین ملی تونے جو ای دریائے حُسن
اُنگلیان رنگِ حنا سے شاخ مرجان ہو گئین

راستی سے نیزۂ ترکان بنا بالائے یار
وہ بھوین اپنی کجی سے تیغ عریان ہو گئین

خانۂ دل مین تصور خوش جمالون کا رہا
گاہ حورین گاہ پریان اپنی مہمان ہو گئین

کوچہ گردی مین دکھائی تیغ قاتل نے بہار
دیدۂ عاشق سے دیکھا جسنے دیوانہ ہوا
اے مراد دل ترے کوچہ مین رکھتے ہی قدم
یہ کھلا آتش عناصر سے دلِ دیوانہ کو

بسملون سے شہر کی گلیان گلستان ہوگئین
حُسن سے پریان بلاے جان انسان ہوگئین
حسرتین جو کچھ کہ تھین گرد پریشان ہوگئین
چار دیوارین اکٹھی ہو کے زندان ہوگئین

منقار سُنا کی سارے اہل محفل کو دیکھ لیا ایک بارگاہ زربفتی رہنے کو ملی اُس بارگاہ مین آئی رات کو اُٹھ کر خیمے سے شرارہ بنکر نکلی نجم اختر شناس کی بارگاہ پر آکر لہرائی پنجہ بن کر نجم کو اُٹھا کر لے گئی دربند مین لاکر پہونچایا صبح کو سب سے پیشتر دربار مین آئی نورالدہر جو آئے سلام کیا عرض کی کہ مین نے سُنا ہی نجم کو کوئی لے گیا نورالدہر نے کہا کہ مجکو ابھی نہین معلوم کہ ہمارے مرصع پوش نجم کی بارگاہ کی طرف سے آتی تھی دیکھا کہ ملازم رو رہے ہین خبر دریافت کی معلوم ہوا کہ نجم کو کوئی لے گیا ہمانے آکر نورالدہر سے عرض کی کہ شب کو کوئی نجم کو لے گیا نورالدہر نے کہا کہ اے شبرنگ دریافت تو کرو کہ نجم اختر شناس کو کون لے گیا شبرنگ نے کہا کہ مین دریافت کرونگا مگر مربع نشین نے نورالدہر سے کئی مرتبہ اشارہ کیا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہے یہ کام منقار کا ہے نورالدہر نے منع کیا کہ خبردار یہ نہ کہنا جسنے ایسا کیا ہوگا حال کُھل جائیگا دوسرے دن رات کو جب نورالدہر دربار برخاست کرنے لگے تو سردارون سے فرمایا کہ بھائیو اپنے اپنے مقام پر ہوشیار رہنا دشمن تمہاری فکر مین ہے ہمانے عرض کی کہ کیا مجال ہے جو دشمن ہمارے پلنگ کے قریب آسکے مربع نشین نے کہا کہ کنیز بہت ہوشیار رہتی ہے مگر آج منقار نے ارسطو کو تاکا ہے رات کو اپنے مقام سے اُٹھی دربارگاہ ارسطو پر آئی شرارہ بنکر گری بارگاہ مین ارسطو کی پہونچی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی ارسطو نے آنکھین کھول کر دیکھا چاہا کہ سحر کر کے نکلون مگر سحر یاد نہ آیا منقار نے دربند مین پہونچایا ہیکل جادو جو کل کی افسر ہے اُسکو قید دی کہا کہ انکو دربند مین قید رکھو اور لشکر کشی کر کے آؤ مقابلہ مین نورالدہر کے اُتر داور طبل جنگی نہ بجوانا جیسا مناسب ہوگا مین کہلا بھیجونگی یہ کہہ کر منقار تو چلی آئی ہیکل جادو نے ارسطو و نجم کو قفس آہنی مین بند کیا ایک کمرے مین قفس لٹکا دیے صبح کو بارگاہ مین آئی

کہا صاحبو حکم ملکہ آیا ہی لشکر تیار کرو تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر ہیکل چلی جس جنگل اور جس
قریہ مین پہونچتی ہی سحر کردیتی ہی جانوران درندہ وہان کے سامنے آتے ہین اُن سب سے
اشارہ کردیتی ہی کہ وقت پر آنا تین دن مین راستہ طی کیا مگر شبرنگ بن عمرو کہ تلاش
مین سردارون کی نکلا راہ مین لشکر ہیکل ملا دریافت کیا کہ یہ کسکا لشکر ہی لوگون نے
بیان کیا کہ ملکہ ہیکل جادو افسر لشکر منقار کلنگ سوار بر سر طلسم کشا جاتی ہی شبرنگ
نے راہ چلتے چلتے ایک کنیز کو دیکھا کہ ہر مرتبہ سواری پر سے اُترتی ہی اور اُس جنگل مین
واسطے پیشاب کے جاتی ہی شبرنگ نے نام دریافت کیا معلوم ہوا معمار جادو مصاحب
ہیکل کی ہی شبرنگ نے پیچھا کیا جنگل مین آکر معمار کو بیہوش کیا اُسکو جنگل مین ڈالدیا
آپ اُسکی شکل بنکر آیا سواری پر سوار ہوکر ساتھ ہولیا جب لشکر اُترا تو شبرنگ
سامنے ہیکل کے آیا پوچھا کہ ای ملکہ عالم سحر بھی تیار کیا ہیکل نے کہا کہ ہمارے پہونچتے ہی
آفت برپا ہوگی صحرا کے نرگاؤ و کلنگ و شیر وغیرہ مقابلہ نورالدہر مین آوینگے
ہمسے مقابلے کی نوبت نہ آویگی شبرنگ حیران ہی کہ اسکو کیونکر گرفتار کرون دو منزلین
راہ مین گذرین مگر شبرنگ ہیکل کو نہ گرفتار کرسکا تیسرے دن لشکر مقابلے مین پہونچا
نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے ہین منقار بھی بیٹھی ہی کہ ہرکارون نے آکر عرض کی
لشکر ہیکل آپ کے مقابلے مین آگیا نورالدہر باہر نکل آئے کرسی پر آکر بیٹھے آمد لشکر
دیکھا کیے پہرون مین لشکر آکر میدان مین اُترا ہیکل تخت سے اُترکر ٹہلنے لگی معمار نقلی
سامنے کھڑی تھی ہیکل نے حکم دیا کہ ای معمار طبل جنگی بجواؤ معمار نے حکم دیا طبل جنگی
پر اُسی وقت چوب پڑی نورالدہر نے جب خبر سُنی منقار نے عرض کی کہ حضور طبل جنگی
بجوائین کنیز سمجھ لے گی وہ میری نوکر ہی یقین ہی مجھسے مقابلہ نہ کرے اگر مقابلہ کریگی تو بہت
پچھتائیگی مین گرفتار کرلاؤنگی نورالدہر نے کہا کہ مین جادوگر کا نکلنا بہتر نہین جانتا
اور سردار مقابلہ کرینگے دو پہر رات گئے تک نورالدہر بارگاہ مین رہے طبل جنگی
بج چکے تیاریان ہو رہی ہین کہ منقار اپنی بارگاہ سے نکلی منظور ہوا ہمارے مرجع پیش
کو لون قریب بارگاہ کے جو آئی دیکھا کہ ایک شیر ببر بجائے درگہ سالار کے دروازے پر

بیٹھا ہی منقار کی طرف چلا منقار نے چٹکی خاک کی اُس شیر پر ڈالدی وہ شیر صحرا کی طرف
بھاگا جنگل مین جاکر غائب ہوا منقار پردہ کھول کر بارگاہ مین آئی پھر دیکھا کہ وہ ہی
شیر بیٹھا ہی منقار نے جو اُسپر خاک ڈالی شیر نے ڈکاری ہما کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک
ساحرہ کھڑی ہی للکار کر کہا کہ او گیسو بریدہ مین نے تجھے پہچانا منقار شرارہ بنکر چلی
ہمائے مرصع پوش نے گولہ مارا وہ گولہ شرارۂ آتش پر پڑا پائون منقار کا زخمی ہوا
مگر لڑکھڑاتی ہوئی نکل گئی ہما نے پہچانہ کیا منقار اپنی بارگاہ مین جاکر اُتری ہما نے اسکو
بخوبی پہچان لیا رات زیادہ باقی تھی پھر آکر سو گئی منقار دوبارہ پہونچی شیر کو دیکھا پہلے
شیر پر سحر کیا شیر ہٹا منقار قریب پلنگ آئی ہما کی کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑی صبح کا وقت
ہی ہیکل جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی صبح کے واسطے سحر تیار کر رہی ہی معمار بھی بیٹھی ہی کہ منقار
آکر پہونچی ہمائے مرصع پوش کو پیش کیا مسند پر بیٹھی شبرنگ پر جو نگاہ پڑی ہیکل سے
پوچھا کہ یہ کون ہی ہیکل نے کہا کہ حضور معمار جادو ملازم قدیم ہی سب دربار سے اُٹھ گئے مگر
یہ رفیق و شفیق ہی اس وجہ سے اسکو بیٹھا رہنے دیا منقار نے انگشتر اُتاری سامنے پھینکدی
کہا کہ ای معمار اسے اُٹھالے شبرنگ نے اُٹھائی ایک شعلہ چمک کر ہاتھ مین لپٹ گیا شبرنگ
مُنھ کے بل گرا چاہا اُٹھون ہاتھ پائون مین طاقت نہ پائی رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا منقار
نے کہا کہ ای شبرنگ مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ تم ہیکل کے پاس پہونچ گئے مگر حیران تھی کہ کس
صورت مین ہو جب مین نے دیکھا تو پہچانا پھر کہا ای ہیکل ذرا ہوشیار رہنا اب ساربان ادم
تمھاری فکر مین نکلے گا وہ جب بارگاہ مین آتا ہی مجکو ترچھی نگاہون سے دیکھتا ہی لیکن
طلسم کشا ایسا رحمدل ہی کہ کئی ساحرون نے کہا مگر اُسنے خیال نہ کیا کل میدان کی تدبیر مین نے
عرض کی تھی کہ مین نکلون مگر اُنھون نے نہ قبول کیا یقین ہی کہ وہ خود نکلین مگر اُن پر سحر کسی
ساحر کا تاثیر نہین کرتا ہیکل نے کہا کہ آپ مطمئن رہین مین بہت ہوشیار ہون سب تدبیرین پوری
طور پر کر چکی ہون ایسے رنگ سے سحر کرون کہ سب کو معلوم ہو اسکا نام ہی یہ کہکر منقار سے
کہا کہ اب آپ تشریف لے جائین مین صبح کو میدان مین سمجھ لونگی منقار رخصت ہو کے خفیہ
اپنی بارگاہ مین آئی یہان چار پہر رات تیاری مین گذری صبح کو نور الدہر سوار ہوے

میدان کارزار مین آئے ایک طرف سے دیکھا کہ گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ہیکل جادو ایک
طاؤس پر سوار پشت پر کل فوج میدان مین آکر ٹھہری کچھ جنگل کی جانب اشارے کر رہی ہی
جب صفین جم چکین تو اس نے پکار کے آواز دی کہ ای صحرا اصحار اب جلد آؤ صحرا سے
گرد اُڑی ایک جوان پہلوان وضع تلوار ہلاتا ہوا آیا پکار کر آواز دی کہ جس کو تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے اخلاق نے مرکب بڑھایا سامنے نور الدہر کے عرض کی غلام
کو اجازت میدان دیجیے نور الدہر نے فرمایا کہ ہم آج میدان مین جاوینگے مگر اخلاق
نے عرض کی کہ یہ تو ظاہر ہی پہلوان سحر کا ہی مگر غلام کا جانا بہتر ہی نور الدہر نے
ناچار ہو کر فرمایا کہ جاؤ تمکو خدا کے سپرد کیا اخلاق مرکب اُڑا کر چلا وہ جوان نیزہ
ہلا رہا ہی اخلاق نے چاہا مقابلے مین پہونچون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نرگاؤ بہت
فربہ سینگون کو بلند کیے ہوے آتا ہی اخلاق نے چاہا تھا کہ مقابلے مین اُس پہلوان
کے پہونچون لیکن اُس بیل نے راہ مین آکر روکا سینگ مارا چاہتا ہی کہ گھوڑے سے
اُٹھا لون اخلاق نے بعجلت نیزہ مارا بیل کی پیشانی پر پڑا خون کے قطرے ٹپکنے لگے
بیل نے مُنھ پھیرا صحرا کی طرف بھاگا اخلاق نے گھوڑا ڈال دیا پیچھے اُس بیل کے چلے
ہر چند کہ نور الدہر پکارتے ہین کہ ای برادر اسکے تعاقب مین نہ جاؤ پہلوان سے
مقابلہ کرو لیکن اخلاق نے جواب نہ دیا نرگاؤ کے پیچھے سے نہ پلٹا صحرا مین جا کر وہ بیل
بھی غائب ہوا اخلاق بھی درختون کی آڑ مین جا کر چھپ گیا اُس پہلوان نے پکار کے
آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نور الدہر نے قصد کیا تھا کہ مین خود مقابلے
مین جاؤن مگر سلیس تیغزن ایک پہلوان ہی اُسنے مرکب نکالا نور الدہر نے چلتے وقت
سمجھایا کہ اگر شاید نرگاؤ آئے تو اُسکا تعاقب نہ کرنا سلیس نے عرض کی کہ غلام کو بیل
سے کیا کام مین اس پہلوان کو دیل بناتا ہون یہ کہکر سلیس نے مرکب اُڑایا نصف
میدان طی کیا تھا کہ وہی نرگاؤ پھر پیدا ہوا خون کے سراٹے سر سے بہتے ہوے مقابلہ
مین سلیس کے نرگاؤ پہونچا آکر سینگ مارا سلیس نے اپنے کو بچا کر نیزہ مارا نیزہ
کوکھ پر پڑا کہ روزن ہو گیا نرگاؤ نے ایک چیخ ماری کہ صحرا ہل گیا اور صحرا کی طرف

بھاگا سلیس نے چاہا کہ پھیپانہ کرون مگر مرکب خود چلا ہر چند کہ سلیس چاہتا ہی کہ مرکب کو روکون مگر مرکب نہین رُکتا اُسی طرف جاتا ہی صحرا مین جا کر نرگاؤ غائب ہوا یہ شیر صحرائے جرأت تلاش کرتے کرتے ایک درہ کوہ تھا اُسکے سامنے پہونچا اُس مین گھوڑا ڈالدیا نورالدہر نے ہر چند آواز دی کہ ای برادر اُدھر نہ جاؤ سلیس نے پلٹ کر جواب دیا کہ ای شہریار بڑی شرم کی بات ہی کہ ایک نرگاؤ مقابلے مین آوے اور زندہ نکل جائے ہمراہی طعن کرین گے مین اسکو لیکر آؤنگا خواجہ عمرو کھڑے دیکھ رہے ہین اکثر عرض کرتے ہین کہ ای نورالدہر یہ مقدمہ سحر ہیکل ہی اسکے عجائب و غرائب سے دل بیکل ہی جب مقابلے مین آئی تھی تو سحرا کی طرف دیکھ رہی تھی مین بخوبی اُسکو دیکھ رہا ہون جب سلیس غائب ہوا تو اُس پہلوان نے پھر آواز دی اِدھر سے تیسرا پہلوان نکلا جلیس تیغزن اور خدمت مین نورالدہر کی آیا اجازت میدان طلب کی نورالدہر نے فرمایا کہ ای برادر ہوشم سے لڑنا پہلوان نے عرض کی کہ غلام کیا کوئی بات اُٹھا رکھیگا یہ کہہ کر گھوڑا اُڑایا کہ اُس پہلوان نے نعرہ کیا کہ ای صحرا حصار تیسرا پہلوان آتا ہی پھر وہی نرگاؤ پیدا ہوا پہلو مین سوراخ اُس سوراخ سے خون بہتا ہوا پیشانی زخمی مگر مثل ہرن کے چوکڑیاں بھرتا ہوا آتا ہی جیسے ہی سامنے جلیس کے پہونچا جلیس نے سینگھ اُس کا پکڑ لیا جھٹکا مارا کہ شاخ ٹوٹ گئی نرگاؤ بھاگا اُس جوان نے بھی گھوڑا ڈالدیا وہ نرگاؤ شاخ شکست بھاگنے کا بندوبست جنگل مین جا کر نخلستان کی آڑ مین چھپا یہ جوان بھی صحرا مین نرگاؤ کو ڈھونڈھا کیا آخر درہ کوہ مین جا کر غائب ہوا شام تک چھ پہلوان نکلے اسی طرح نرگاؤ کے پیچھے جا جا کے غائب ہوے شام کو وہ پہلوان بھی صحرا مین جا کر غائب ہوا ہیکل جادو یہ کہہ کر بیٹی کہ مسلمانون کا عجب طریقہ ہی کہ ایک بیل کے پیچھے جلتے ہین پہلوان سے مقابلہ نہین کرتے مگر خیر سمجھ لونگی لیکن نورالدہر جو پلٹے تو اول ہمارے مرصع پوش کا گرفتار ہونا سنا بے اختیار آہ کی فرمایا کہ صاحبو ہمارے مرصع پوش کا نہ ہونا باعث پریشانی کا ہی ہر وقت پہلو مین رہتی تھی کہا کرتی تھی کہ ای شہریار اِسکا خیال رہے نظم

سمجھتے تھے ہم سے وفا کیجیے گا		یہ کیا جانتے تھے دغا کیجیے گا	

جو خود نقش پا کیطرح مٹ چکا ہو +
سر شام کا کل پریشان کیون ہی
یہ غیظ و غضب سب ہی بیکار صاحب
گئی یاس و حسرت مین گر جان میری
ہی جب تک مری خاک اُڑا لیجیے بس
پسند آپکو رنگ ہی میرے خون کا
وہ شوخی سکھائے گی یہ خوش خرامی
نظر پڑ رہی ہی جو زندان کی جانب
ہزبر اب اسیری سے گھبرا گئے ہین

اُسے آپ برباد کیا کیجیے گا +
بلا مین کسے مبتلا کیجیے گا +
جو لے لین گے بوسہ تو کیا کیجیے گا
تو پھر کس سے ناز و ادا کیجیے گا
پھر آئندہ برباد کیا کیجیے گا +
اُسے کیا شریکِ خنا کیجیے گا
کہ آنکھون مین ہر دم پھرا کیجیے گا
کسے قید کسکو رہا کیجیے گا +
اُنھین آپ کس دن رہا کیجیے گا

مجکو اُسکی جدائی بہت شاق ہی خواجہ صاحب آپ اس نر گاؤ کی فکر کیجیے اور دریافت فرمائیے کہ ہمارے مرصع پوش وغیرہ کو کون لیگیا اور ہماکو آگاہ بھی کیا تھا کہ ہوشیار رہنا اُسپر یہ کیفیت گذری عمرو نے کہا ادل تلاش مین اس نر گاؤ کی جاتا ہون یہ کہکر چلے ہر جگہ تلاش کرتے پھرتے ہین ایک مقام پر آکر ایک تالاب دیکھا خواجہ درہ کوہ مین آکر بیٹھے دو پہر رات گئے اُسی نر گاؤ کو دیکھا کہ صحرا سے دوڑا ہوا آیا اُسی تالاب مین پھاند پڑا خواجہ صبح کو اُس تالاب پر آکر بیٹھے اور ایک گویے کی شکل بنکر کمر سے نے نکالی اور نے مین نئے طور سے یہ اشعار گانے لگے نظم

ہوا ہی شوق مجکو اُسکے در پر جبہہ سائی کا
اُٹھایا عشق مین ہر چند غم ساری خدائی کا
ملک عرشِ بریں پر دیکھ کر حضرت کو کہتے تھے
اُٹھا پردہ دوئی کا جب تو وہ یکتا نظر آیا
علی کے نام پر مشکلکشائی ختم کی حق نے
نہونگا مین کبھی مجبور ای دل کامیابی مین
نہ بات اب پوچھیگا ہرگز کوئی منتِ کرکی

کہ شاہی سے ہی اعلیٰ مرتبہ جسکی گدائی کا
مگر اب ہمسے اُٹھ سکتا نہین صدمہ جدائی کا
یہ وہ بندہ ہی جو مختار ہی ساری خدائی کا
حجابِ غیر مانع تھا مرے دل کی صفائی کا
کسے ایسا ہوا ہی حوصلہ مشکلکشائی کا
غلام اُسکا ہون جو مختار ہی حاجت روائی کا
کہ پہونچا مصر تک شور اُسکے ہونٹھون کی مٹھائی کا

جھلک دکھلا کے چھپ جانا چھلاوہ سا نظر آنا	کہان سیکھا ہی او ظالم چلن یہ دلربائی کا
رقیبون سے تو باتین چکنی چوڑی خوب کرتے ہو	برتتے ہو فقط اک مجھسے طرز ایجان رکھائی کا
ہنر ہر اب مدحت شاہ نجف مین مشق ہو ہر دم	اگر رکھتے ہو دلمین حوصلہ طبع آزمائی کا+

تھوڑی دیر مین تالاب مین غرش پیدا ہوئی معلوم ہوتا تھا کہ پانی تالاب کا نکل جائیگا عمرو کی آنکھین بند ہو گئین ایک ساحر پیدا ہوا وہ خواجہ کو اُٹھا کرلے گیا تھوڑی دیر مین جو خواجہ کی آنکھین کھلین دیکھا کہ ایک جانب کھال نرگاؤ کی رکھی ہی اُسمین سو سوراخ ہی مگر ایک ساحر سیہ فام بد انجام مسند پر بیٹھا ہی کہہ رہا ہی کہ میان گویے تمھارا کیا نام ہی تم نے ایسے اشعار گائے کہ دل بیقرار ہو گیا آخر تمکو اُٹھوا منگوایا خواجہ نے کہا کہ مجھے سب اُستاد خور دبُرد کہتے ہین اسوقت دل گھبرایا یہان بیٹھ کرنی بجانے لگا ایک زمانہ وہ تھا کہ ہم خدمت خداوند مین جاتے تھے اور آسمان پر جا کرنی بجاتے تھے مگر جوانی کا بُرا ہو ایک دن خدائی پردے سے نکل آئین اُنھون نے مجکو دیکھا مین نے اُنکو بہ نگاہ محبت دیکھا خداوند نے بہ نگاہ غور دیکھ لیا مجکو ڈھکیل دیا کئی سی برس مین زمین پر آیا اُس دن سے بڈھا ہو گیا جب سے قدرت کو ڈھونڈھتا پھرتا ہون کہ قدرت پھر آکے مجکو لیجائین مگر قدرت نہین ملتے اُنھین کی یاد مین بجا رہا تھا آپ کو خبر ہو گئی گاو آتشبار نے کہا کہ ہان اُستاد خوردبُرد کچھ گاؤ اس وقت دل بہلاؤ خواجہ نے نی نکالی وہ وہ اشعار گائے کہ گاو آتشبار بیقرار ہو گیا تعریفین کرنے لگا کہتا ہی کہ اُستاد کیا کہنا کس لطف سے گائے ہو خواجہ نے کہا کہ حضور ایک کمال قدرت نے مجکو دیا ہی اگر وہ آپ دیکھین تو بہت خوش ہون سوا سوائے قدرت کے سامنے کے کہین یہ کمال نہین دکھلایا گاو آتشبار نے پوچھا وہ کیا کمال ہی خواجہ نے کہا کہ مین ساقی گری خوب کرتا ہون پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن مگر آپ اس تالاب مین کیون رہتے ہین گاو آتشبار نے کہا کہ مین ہیکل جادو کا ملازم ہون مجکو حکم ہی کہ میدان کارزار مین جایا کرنا سرداران طلسم کشا کو لاکر اپنے قصر مین قید کرنا جسدن طلسم کشا آئے اُس دن اُنکو بھی کسی فطرت سے گرفتار کرونگا غرضکہ خواجہ نے پیشواز پہن کر گت ناچی اور جام بلورین لبریز کرکے سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوے بقول مصنف چلے مطلع ناچنے مین

جو لیا یار نے ہنس کر توڑا + اہل محفل نے کیا اُس پہ نچھاور توڑا + ٹھوکرین لیتے ہوے آتے ہین سامنے اُس جادوگر کے آکر سر جھکایا اور یہ اشعار عاشقانہ مضمون شراب کے شروع کیے نظم

میری حسرت پر نظر جو اُسنے کی پیکر شراب
اپنے ہاتھون سے مجھے بھر بھر کے جو دیتے ہین جام
موسم گل جوش پر ہی نغمہ زن ہی عندلیب
ساقیا تلچھٹ ہی دے مجکو پئے دفع خمار
ایک ہی ہین بادہ کش میخانۂ دوران مین ہم
ہو ترے دست مبارک سے مگر یہ شرط ہی +
بیخودی مین کہتے ہو کیون تمسے الفت ہی ہمین
اُس پہ پیر ویے جو اپنے ہاتھ سے ساغر بھرا
زندگی کا لطف اُسی کو ہی کہ ہی حاصل جسے
نشے مین یاد آئی ہی اُس غیرت بلقیس کی +
دور ساغر مین بھی کیفیت اسی صورت سے ہی
کام آئے گی مُجے حب علیؑ اک دن ہزبر

قسمین دے دیکر پلائی جام مین بھر بھر شراب
نکلی آتی ہی خوشی سے شیشے کے باہر شراب
مست تیرے وجد مین ہین باغ مین پیکر شراب
گر ہو شیشے مین ابھی تک ایک دو ساغر شراب
دو گھڑی مین خم کے خم خالی کیے پیکر شراب
ساقیا میرے لیے کافی ہی چلو بھر شراب
دیکھو دل کا حال تم کہنے لگے پیکر شراب
نکلی شیشے سے لگا کر قہقہہ باہر شراب +
ابر و گلشن یار و ساقی شیشہ و ساغر شراب
پھر رہی ہی میری آنکھون مین پری بنکر شراب
ہم تمھین دین تم ہمین دوا ہی پری پیکر شراب
دینگے اپنے عاشقون کو ساقی کوثر شراب

خواجہ نے اُس ساحر کے سامنے سر جھکایا اُسنے دونون ہاتھ پھیلا دیے جام لیکر پی گیا عمرو نے کئی جام پلائے آنکھین اُسکی اُبل آئین گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا اُستاد اس وقت تمھارے گانے نے بڑی تاثیر دکھائی خود خداوند سُننے آئے ہین عمرو نے کہا کہ اُن کی بھی ٹانگ لیجیے گا و آتشبار اُٹھا کھڑا گرا گرتے ہی بیہوش ہوا دوسرا جادوگر جو مثل خدمتگار کے بیٹھا تھا اُسکا ایک جام نے کام کیا اُٹھ کر گرا بیہوش ہوا خواجہ نے گاو آتشبار کو اُٹھا کر چاہا کہ نذر زنبیل کرون کہ سردارونکی باتون کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھا ایک کمرے سے سردارون کے کلام کرنے کی آواز آتی ہی عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا اُسی ساحر کی شکل بنکر قیدخانے مین آئے دیکھا کہ چھون سردار بیٹھے ہین مگر اپنی زندگی سے بیزار ماران سیاہ ہاتھ پانون مین لپٹے ہوے اُسی کے صدمے سے کراہ رہے ہین خواجہ نے کہا

تم مین سے ایک کو ذبح کرونگا سردار کانپ گئے ایک کو ایک سے محبت ہی ہر شخص یہی کہتا ہی
مجکو ذبح کر مگر ای گاو آتشبار انسان کا کوئی بھی گوشت کھاتا ہی گاو آتشبار نقلی نے
جواب دیا کہ آج میرے یہان مہمان آئے ہین اُنکے واسطے گوشت انسان کا چاہتا ہون کچھ
دلواؤ تو ٹو نبے خریدلون سردارون نے کہا کہ ہم تو یہان قید ہین خواجہ نے کہا کہ لشکر مین
بھوبچکر دینا سردارون نے کہا کہ ہمسے اقرار لیجیے عمرو نے کہا کہ اقرار کا اعتبار نہین سب
ہزار ہزار روپئے کے رقعے لیے بعد اُسکے عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا سردار قدمون سے
لپٹ کر رونے لگے اور کہا کہ اُستاد تمنے پریشان کردیا یون اگر مانگتے تو کیا نہ دیتے خواجہ
نے کہا کہ اس فقرے سے زیادہ ثواب ہوا بندگان خدا کا گوشت کھانا ثواب عظیم ہی
سردارون نے کہا کہ خواجہ گاو آتشبار کو جلد قتل کیجیے کہ ہم لوگ رہائی پائین خواجہ
نے باہر نکل کر گاو آتشبار کو جہنم واصل کیا پوست نر گاو مین بھی آگ لگ گئی سارا مکان
وغیرہ اُڑ گیا خواجہ نے سردارون کو ساتھ لیا لشکر کی طرف چلے راہ مین آکر کہا تامل کرو
طبل جنگی بجنے دو تب چلنا سردارون کو لاکر ایک درۂ کوہ مین چھپایا یہان ہیکل نے تیسرے
دن پھر طبل جنگی بجوایا نورالدہر کے لشکر مین بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے وہ ہی پہنہ ان میدان مین نکلا نورالدہر کے سردارون
نے چاہا کہ برائے مقابلہ نکلین مگر نورالدہر نے منع کیا کہ آج مین خود نکلونگا کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا کہ آگے آگے ایک نقابدار سبز پوش سبز نقاب ہی اُسپر لکیرین بنی ہوئین
میدان مین آکر نورالدہر کو آواز دی کہ آپ میدان مین نہ نکلیے ہم اس پہلوان سے
مقابلہ کرینگے ہم جسکو مغلوب دیکھتے ہین اُسکے شریک ہوتے ہین تم لوگ عاجز و ناچار ہو
اس وجہ سے تمہاری شرکت کرتے ہین مگر جنگ ہم ٹھیکے پہ لیتے ہین نورالدہر نے ایک
ملازم کو بھیجا کہ جاکر نقابدار سے کہو کہ اگر اس پہلوان کو قتل کروگے تو دس ہزار روپیہ
دینگے نقابدار نے کہا کہ لاکھ روپیہ لینگے نورالدہر دیکھ رہے ہین کہ افسر تو حقیر ہی لیکن
ساتھ کے جوان کیا شیردل ہین کہلا بھیجا کہ جو کہوگے وہ ہی دینگے جب ٹھیکہ قرار پاگیا
تو نقابدار سبز پوش مع ہمراہیون کے میدان مین آیا پہلوان کو للکارا پہلوان نے

نیزہ مار انقابدار نے خالی دے کر حلقہ ہائے کمند مارے وہ پہلوان گھوڑے کے اوپر سے گرا سبز پوش نے گھوڑے کو کاوے پر لگایا کود کر ایک ہاتھ مار دیا پہلوان کے دو ٹکڑے ہوئے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کہا کہ روپیہ بھیجیے ہم درۂ کوہ کے قریب جا کر اُترتے ہین نور الدہر نے چھکڑون پر روپیہ لدوا کر بھیجا ساتھ والون نے کہا کہ اُستاد اسمین ہمارا بھی حصہ ہے خواجہ نے کہا کہ ایک خیمہ استاد کرو اُسمین سب روپیہ رکھو صبح کو حصہ تقسیم کر دین گے ایک خیمہ استاد کیا اُسمین سب روپیہ رکھا چھوٗن جوان مسلح ہو کر پہرے پر کھڑے ہوے رات کو خواجہ اُٹھے گلیم اوڑھ کر خیمے مین آئے جال نکال کر سارا سب روپیہ نذر زنبیل کر لیا اُس مقام پر گڑھا پڑ گیا صبح کو نور الدہر بیٹھے تھے کہ سامنے سے خواجہ آئے نور الدہر نے کہا کہ اُستاد کہان تھے کہا مین جس کام کو گیا تھا وہ کام کر آیا نور الدہر نے کہا کہ سردار ہمارے کہان ہین خواجہ نے کہا کہ کہین جنگل مین ہونگے مین نے سب کو رہا کر دیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ چھوٗن سردار آتے ہین نور الدہر نے سردارون کو حکم دیا استقبال کر کے لاؤ جب وہ سردار بارگاہ مین آئے نور الدہر سے فریاد کی کہ ہمارا افسر بھاگ کر آپ کے لشکر مین آیا ہے امیدوار ہین کہ اُسکو ہمکو حوالے کیجیے نور الدہر نے کہا کہ وہ کون ہے سردارون نے خواجہ کو اشارہ کیا اور کہا کہ ہمارے روپئے لائے ہین وہ دلوا دیجیے رات بھر ہمنے پہرہ دیا ہمکو لا کر لڑا دیا دشمن کو شکست دی روپیہ جو ٹھیکے کا لیا تھا وہ سب زنبیل مین رکھ لیا نور الدہر نے کہا کہ ای عم نامدار انکی بات کا جواب دیجیے آپ اِنکو ساتھ لائے تھے خواجہ نے کہا کہ بھائیو بیٹھو غنیمت جانو کہ اپنے آقا سے مل گئے ورنہ وہان تباہ رہتے جبدن وہ بگڑتا کھا جاتا اخلاق نے کہا کہ خواجہ یون شاہزادہ آپ کو لاکھون روپیہ دے مگر یہ روپیہ آپنے ہمارے نام سے لیا کیا آپ اکیلے ہضم کرین گے نور الدہر نے بھی بگڑ کر کہا کہ ای عم نامدار یہ بات انصاف کے خلاف ہے آپ دُہرا حصہ لیجیے انکو اکہرا حصہ دیجیے بالکل خاتمہ تو نہ کیجیے مگر پانچ جوانون نے کہا کہ ہمنے تو معاف کیا مگر اخلاق بگڑا ہوا گھڑا ہے آخر نور الدہر نے کہا کہ ای عم نامدار اگر آپ نہ دین تو مین خزانے سے منگوا کر دیدون خواجہ نے کہا کہ نہین ای نور نظر مین نہ دیں

دے سکتا ہون مگر یہ میری بد دعا سے خوف کرین میری بد دعا خالی نہ جائیگی لوگون نے حساب کیا پندرہ ہزار روپیہ اخلاق کے حصے کے ہوے خواجہ نے روز روز کر پندرہ توڑے زنبیل سے نکالے اور زمین پر ہاتھ دے مار کر کہا کہ ای پروردگار مجھ غریب کو اخلاق نے لوٹ لیا تو بدلہ دے گا اخلاق نے روپئے لے لیے اپنے ملازمون سے کہا کہ اس کو خزانے مین داخل کرو ملازم اُٹھا کر لے گئے اخلاق نے خدمتگارون سے کہا کہ ہم حمام کرینگے خدمتگارون نے خبر دی کہ سرکاری حمام گرم ہی لہذا وہان تشریف لیجائیے داروغہ حمام کُرسی پر بیٹھا تھا ایک لڑکا کمسن آب رواں کا کرتا پہنے ہوے مشروع کا پائجامہ زربفت کے ٹکڑے مین ہتھیار لپیٹے ہوے بغل مین دبائے ہوے آیا آکر داروغہ صاحب کو سلام کیا داروغہ نے پوچھا کہ صاحبزادے تم کون ہو کہا حضور باپ نے انتقال کیا گھر مین فاقے پر فاقے ہونے لگے مان نے کہا کہ بیٹا سرکاری حمام مین جاؤ وہان سے کما لاؤ تو غلام نیا نیا آج نکلا ہی شکر ہی کہ آپ کے پاس حاضر ہوا داروغہ نے کہا کہ یہانکا یہ دستور ہی کہ چارم حصہ نہلانے والے کو ملتا ہی اور تین حصے مین لیتا ہون لڑکے نے کہا کہ بہت خوب کہ ہر کارہ آیا کہا سردار نور الدہر کا واسطے نہانے کے آتا ہی داروغہ نے کہا کہ میان صاحبزادے تم بڑے صاحب نصیب ہو وہ بھی شاہزادہ ہی دس پانچ روپئے سے کم نہ دیگا کہ اخلاق آکر پہونچا حمام مین گیا لڑکا کیسا لیکر آیا اخلاق نے کہا کہ میان صاحبزادے کوئی بٹنہ ہو تو لاؤ ہم قید خانے مین رہے بدن مین بو آتی ہی لڑکے نے کہا کہ ایسا عمدہ بٹنہ دون کہ رگ رگ کا میل نکلجائے ایک پیالے مین لڑکے نے بٹنہ بنا کر دیا کہا اسکو مُنھ پر ملیے اور تمام جسم مین لگائیے تھوڑی دیر کے بعد غوطہ لگائیے سب میل نکل جائیگا اخلاق نے ایسا ہی کیا لڑکے نے کہا کہ مین اور کچھلے آؤن یہ کہکر باہر نکلا داروغہ نے کہا کہ کہان جاتا ہی لڑکے نے کہا کہ ابھی نہار ہے ہین مجکو بازار بھیجا ہی عطر منگوایا ہی یہ کہکر چل دیا اخلاق نے جو وہ بٹنہ بدن مین لگایا تمام جسم جُل جلانے لگا حوض مین پھاندا بٹنہ تو چھوٹ گیا اب جو سر نکالا آئینہ قد آدم لگا تھا اُسمین جو اپنی صورت دیکھی تو دیکھا چہرہ سیاہ ہو گیا ہی جون جون پوچھتا ہی اور زیادہ اُس رنگ مین چمک پیدا ہوتی ہی آخر اخلاق اپنے حال پر رونے لگا عیار نے جو اپنے آقا کو روتے دیکھا

حال پوچھا اخلاق نے سب حال بیان کیا عیار نے کہا کہ حضور یہ سب خواجہ کا کام ہی
آپ نے جو روپیہ لڑ بھڑ کر لیا اُنھون نے یہ بدلہ کیا اب چل کر آقا سے کہیے یہان خواجہ دربار
مین نورالدہر کے بیٹھے ہوے کہ رہے ہین کہ اخلاق نے مجھسے زبردستی روپیہ لیا ہی اگر
خدا چاہیگا تو مُنھ کالا ہو جائیگا یہ ذکر تھا کہ اخلاق روتا ہوا آیا نورالدہر سے تمام
حال بیان کیا خواجہ نے کہا خدا کا شکر ہی یہ میری بددعا کا اثر ہوا کہ مُنھ کالا ہو گیا یہ سُنکر
اخلاق نے کہا کہ خواجہ برائے خدا اسکا دفعیہ کیجیے ورنہ مین اپنی جان دیدونگا خواجہ
نے کہا کہ تمھین اپنی جان دینے کا اختیار ہی مگر خدا نے انصاف کیا کہ تمھارا مُنھ کالا کردیا
اخلاق نے کہا کہ دہ پندرہ توڑے اپنے لیجیے خواجہ نے کہا کہ اول تو یہ مقدمہ میرے
قبضے مین نہین ہی مگر علاج کرونگا تو تیس ہزار روپیہ صرف ہوگا اخلاق نے کہا پندرہ ہزار
اپنے گھر سے دو خواجہ نے کہا کہ مین تو کہتا ہون یہ علاج میرے قبضے مین نہین اخلاق
نے ناچار ہو کر تیس توڑے منگوائے خواجہ نے لیکر بدر زنبیل کیے ایک روغن اپنے
پاس سے نکال کر دیا کہا لو اسکو مُنھ پر ملو اخلاق نے اُس روغن کو مُنھ پر ملا کہ جسکے ملنے سے
چہرہ سُرخ و سفید ہو گیا عمرو نے کہا کہ لو شکر کرو کہ دوا نے تاثیر کی مگر منقار نے دربار مین
بیٹھ کر یہ سب حال سُنا کہ عمرو نے جا کر گاو آتشبار کو مارا اور اسی نے پہلوان سحر کو بھی قتل کیا
حیران ہو گئی جی مین کہتی ہی کہ پہلے اس ساربان زادے کو لون تب طلسم کشا کا گرفتار ہونا
آسان ہوگا ورنہ نہایت دشوار ہی کہ طلسم کشا گرفتار ہون یہ سوچ کر رات کو اپنے مقام
سے اُٹھی تلاش مین عمرو کی چلی دیکھا کہ عمرو اپنے خیمے مین پڑا ہوا سو رہا ہی کڑککر گری اپنے
نزدیک عمرو کو اُٹھا لے گئی اور خواجہ اپنے مقام سے دیکھ رہے ہین کہ منقار نے اپنی
بارگاہ سے نکل کر میرے ہمشبیہ کو اُٹھا لیا اُڑتی ہوئی چلی یہان خواجہ نے ایک گنوار کو
اپنی شکل پر چھوڑ دیا تھا اُسکو گرفتار کرے گئی خواجہ تعاقب مین منقار کی پھر رہے ہین کہ
منقار پہونچا کر عمرو نقلی کو اپنی بارگاہ مین آئی جب خواجہ نے دیکھا کہ منقار کو آئے ہوے
عرصہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے رنگ و روغن عیاری کا لگا یا ہیکل کی شکل بنکر بارگاہ مین
منقار کی آئے منقار نے گھبرا کر پوچھا کہ ای ہیکل اس وقت آنے کا کیا باعث ہوا کہا

کہ ای ملکۂ عالم مین نے جو خیال کر کے دیکھا تو وہ شخص عمرو نہین ہی عمرو کو جلد تلاش کیجیے
ایسا نہ ہو کہ اُنکو حال معلوم ہو گیا ہو منقار نے کہا کہ ای ہیکل اگر ایسا ہوا تو میرا حال
کھل جائیگا ایسی تدبیر کرو کہ عمرو کو راتہی رات گرفتار کرین ہیکل نے کہا کہ آپ چلیے مین نے
عمرو کو ایک مقام پر دیکھا ہی وہان چل کر گرفتار کرادون منقارہ اُٹھی ہیکل نقلی منقار
کو ساتھ لیکر چپکی لشکر سے نکال لائی ایک مقام پر آکر ٹھہری کہا کہ وہ دیکھیے سامنے نخل
کی جڑ سے عمرو لپٹا ہوا بیٹھا ہی سحر کیجیے کہیے مین سحر کردون لیکن آپ کا سحر کامل ہی فوراً عمرو
پھنس جائیگا منقار نے کہا کہ مجکو عمرو نہین معلوم ہوتا کہا حضور گیر کو کر گولہ پھینکیے عمرو
گرفتار ہو جائے منقار نے جھولی سے گولہ نکالا اُسپر کچھ پڑھ کر پھینکا عمرو نے حلقہ ہاے
کمند گلے مین منقار کے ڈالدیے منقار ارے کہکر گری عمرو نے حباب مارکر بیہوش کیا
پشتارہ باندھ کر زنبیل مین رکھا منقار کی شکل بنکر لشکر ہیکل مین آئے ہیکل کو خبر پہونچی
کہ ملکۂ عالم آتی ہین استقبال کو دوڑی منقار نے قریب آکر کہا کہ ای ہیکل سرداران
نورالدہر کو نکالو مین ابھی اُنکو قتل کرونگی میرا حال کھل گیا صبح کو یقین ہی کہ طلسم کشا
مجھسے تعرض کرینگے ہیکل نے آکر پنجرہ نجم وارسطو و بہاے مرصع پوش کا سامنے
رکھا عمرو نے آکر کہا کہ ای نالائقو خداوند بقراط ثانی کو سجدہ کرو نجم نے جواب دیا
کہ ای منقار یہ خیال دل سے دور رکھنا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا کہا کہ ای نجم
اب کہو کیا [illegible] نجم نے کہا کہ آپ میری زبان سے سوزن نکالیے مین ابھی اس سے سمجھونگا
ہیکل سے مین [illegible] کا نہین رکھتا خواجہ نے کہا کہ اسکو قفس سے نکالو اگر خداوند کو
سجدہ نہ کریگا تو ابھی قتل کرونگی ہیکل نے نجم کو قفس سے نکالا عمرو نیمچہ کھینچ کر قریب آیا
کہا کہ ای نجم کیا تم اپنے قتل ہی کے مشتاق ہو نجم نے کہا کہ تمکو اختیار ہی عمرو نے کہا
ای ہیکل تو الگ رہنا یہ کہکر عمرو نے نجم کی زبان سے سوزن نکالی نجم کڑک کر اُٹھا اور
خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم	بکشتن ہاے جان کفار
چراغ دین زکوش آبیاری	عمرو آن شاہ عیاران عیار
کہ آن اُستاد عیاران عالم	جہان سرہنگ در خنجر گزاری

یہ کہکر حقۂ آتشبازی مارا

اندھیرا ہو گیا اُسی اندھیرے مین ارسطوے ثانی کی بھی زبان سے سوزن نکالی ہما کو بھی رہا
کردیا اب بہ تین ساحر جل کر ہیکل پر سحر کرنے لگے ہیکل زخمی ہوئی مگر شبر نگ بن عمرو
رہا ہوتے ہی نکل کر بھاگا آکر نور الدہر کو جگایا بیان کیا کہ قبلہ و کعبہ نے منقار کو تو
گرفتار کر لیا مگر ہیکل کے ساحرون کا مجمع ہی ہیکل لڑرہی ہی ہنگامہ گیر و دار بلند ہی آپ کا
مرکب طلسمی بھی اُسی مقام پر ہی غلام دیکھ آیا اب دستیاب ہو گا نور الدہر فوراً چھپر کھٹ
سے اُٹھے اسپ پریوش پہ سوار ہوے لشکر مین ہیکل کے آکر دیکھا کہ ساحر جوق جوق بارگاہ
کیطرف چلے جاتے ہین ہمانے جو دیکھا کہ ہزارون ساحر چلے آتے ہین سنبھل کر کھڑی ہوئی کہ یکایک
مہلیل نرگسی چشم مصاحبِ ہیکل نے بڑھکر گولہ مارا ہمانے گولہ کاٹا اور آواز دی کہ ای
دخانِ سیہ رو لینا یہ جانے نہ پائے اسکو اپنے سحر کا بڑا غرور ہی گولہ پھٹکر ایک دھوان
پھیلا آنکھون مین مہلیل کی لگا آنکھین سُرخ ہوئین چہرہ تمتمایا پکار کر آواز دی کہ ای
ملکۂ عالم مین حضور کی کنیز ہون ہمانے کہا کہ اری تو کیسی کنیز ہی پھر تو یہ ساحرون کا
بلوہ ہی اور تو دیکھ رہی ہی مہلیل جھومی مُنھ سے نکل گیا جو حکم کیجیے وہ بجالاؤن اگر حکم
دیجیے تو اس بلوے کو روکون ہماے مرصع پوش نے کہا کہ تجھے اختیار ہی مگر یہ سب
ہماری جان کے گاہک ہین اگر ہمین پاجائین تو زندہ نہ چھوڑین جو تجھسے ہو سکے وہ کر
یہ جو پکار کر ہمانے کہا اب تو مہلیل پلٹی کئی ہزار جادوگرنیان جو اسکی پشت پر تھین اُن
سب سے کہا کہ صاحبو دیکھتی ہو ہماری مالک پر بلوہ ہی انکو روکو آگے نہ بڑھنے دو ایسا نہو
ہماری مالک پر انکا حربہ چل جائے سب کنیزون نے جھوم کر کہا کہ حضور کیا مجال ہی کیا
تاب و طاقت کہ آگے بڑھ سکین ہم حیران تھے کہ فساد کا کیا باعث ہی اب حال کُھلا کہ ملکہ
ہما پر بلوہ ہی ابھی اِن سب کو شکست دیتے ہین اس ظلم و بدعت کا بدلہ لیتے ہین کیا مجال
جو ہمارے ہاتھ سے بچین یہ کہ کر بارہ ہزار عورتون نے گولے نکالے حربہ ہاے سحر سنبھالے
لشکر ہیکل پر بوچھار کی بارہ چودہ ہزار جادوگر لشکر ہیکل کے مر کر گرے اور رات کا
وقت ہی نجم کا سحر آفتِ روزگار ہی ستارے آسمان سے گر رہے ہین جسپر ستارہ گرا وہ
جل کر خاک ہوا ایک ایک ستارے سے دس دس جلے ایک جانب ارسطو شوکت تمام

لڑ رہے ہین ہماے مرصع پوش نے مہلیل پر زیادہ دباؤ ڈالا مہلیل ساتھ والیون کو لیے ہوے لڑ رہی ہی جس غول پر جا پڑی اُسے درہم و برہم کر دیا ہماے نے جو اتنا موقع پایا اور مہلیل کو دیکھا کہ یہ بھاگ کر باہر نکلی ہما بھی لڑتی ہوئی باہر آئی مگر دیکھا فوج کا جادوی ہر طرف سے ساحر چلے آتے ہین دونون ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے عرض کی کہ ای خالق لیل و نہار و ای معین و مددگار اس بلوے سے بچالے ان ساحرون کے سحر سے مہلت دے انتہا کا بلوہ ہی معاذ اللہ تین لاکھ ساحرون کا مجمع ہی گویا دریا موج مارتا ہوا آتا ہی نظم

باش حاضر صبح و شام اندر حضور + سرکشی کن از دماغ خویش دور
نوش کُن جام محبت نوش کُن + از شراب عشق حاصل کُن سرور
درمیانِ سینہ کُن روشن چراغ + تا شود ظاہر ازان بر چہرہ نور
توبہ کُن از ہر گنہ ای عذر خواہ + تا ببخشد جرم تو ربِّ غفور
عاجزی کُن عاجزی کن عاجزی + حق نماید عفو تا ہر یک قصور
عذر خواہی گر کنی پیشِ خدا + جرمت ای عاصی خدا بخشد ضرور
ہست خلّاقِ زمین و آسمان + رازقِ وحش و طیور و مار و مور
بس بغیر از وے بوقتِ احتیاج + پیش کس حاجت مبر ای بے شعور
زانکہ می بخشد خداے لایزال + حاجتِ ہر مرد سائل بے سوال

بیقرار ہو کر جو ہماے مرصع پوش نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آواز نعرۂ نور الدہر کی آئی دیکھا کہ تیغۂ طلسمی کھینچے ہوے آگے گرے اور نعرہ کیا کہ با شیدای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر شہِ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے آتے ہین دور سے دیکھا کہ مرکب طلسمی ایک شامیانے کے نیچے بندھا ہی نعرۂ نور الدہر کی جو مرکب نے صدا سُنی تڑپکر اگاڑی پچھاڑی توڑی طرارے بھرتا ہوا سامنے نور الدہر کے آیا اشارے کرتا تھا کہ مجھپر سوار ہو جیے چاہتا تھا کہ اسب پریوش کو کاٹ کھاؤن نور الدہر جست کر کے پشت مرکب طلسمی پر آگے اب جو اُسپر چڑھی جمی گھوڑا ساحرون کو پامال کرتا ہوا چلا

پشتنگیں دولتیاں مارتا ہوا علمدار فوج کے سامنے پہونچا علمدار نے کہ فوج کو لڑا رہا تھا نورالدہر کو دیکھ کر تیغہ مار امرکب طرارہ بھر کے چلا اور دونوں ٹانگیں مستک پر فیل کی رکھ دیں نورالدہر نے ہاتھ مارا کہ علمدار کو مع علم قلم کیا اب ہیکل گھبرائی چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤں زمین پر گرتے گرتے غلطک ماری طائر بن کر اڑی نجم نے دور سے دیکھا کہ ہیکل جاتی ہی اگر یہ نکل گئی تو غضب ہوگا آسمان کی جانب ہاتھ ہلایا ایک ستارہ چرخ مار کر ہیکل پر گرا کہ ہیکل کے بدن میں آگ لگ گئی جلتی ہوئی زمین پر گری اُس وقت پکارتی تھی کہ ای حاکمان صحرا یہ وقت مدد ہی ارسطوے ثانی نے دور سے دیکھا کہ ہیکل جلتی ہوئی زمین پر آئی کارد سحر ماردی سینہ کو توڑ کر پار گذری ہیکل کے مرتے ہی یا تو ساحر لڑ رہے تھے یا آواز ہیکل کے مرنے کی سُن کر سب افسر گھبرائے چادر ہلانے لگے چند افسر قریب نورالدہر کے آئے عرض کی کہ ای شہریار ہم لوگ امان مانگتے ہیں دائرہ اسلام میں آتے ہیں جو آپ سے لڑیگا وہ ہمارا دشمن ہی سب نے تلوار رکی نورالدہر نے افسروں کو کلمہ پڑھایا جو غیر ساحر تھے وہ تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوے ساحر مطیع اسلام ہوے اس عرصے میں لشکر نورالدہر کا بھی آگیا تھا سب کو ساتھ لیکر قصر منقار میں آئے مقام صدر پر بیٹھے مگر جہلیل پری جو ہمارے مرصع پوش نے سحر اُتارا اور اِنے مقام پر منقار کے نورالدہر کو دیکھا بہت صدمہ ہوا رات کو خیمے سے نکل کر دربند سوم کی طرف روانہ ہوئی حاکم دربند سوم یعنی سرشارہ گوہر پوش اپنے دربار میں بیٹھی تھی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ منقار بلاے روزگار ہی وہ یقین ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلے کہ پردہ اُٹھا کر جہلیل اندر آئی سرشارہ کے سامنے رونے لگی سرشارہ نے پوچھا کہ کیوں جہلیل خیر تو ہی کہا حضور نمکحراموں نے اطاعت کی طلسم کشا قصر منقار میں بیٹھے ہیں لونڈی کو بہت ناگوار ہوا مگر اور سرداروں کو دیکھا کہ خوش خوش بیٹھے ہیں سب سے زیادہ اہتمام اور اختیارات بی ہمارے مرصع پوش و مربع نشین کے ہیں دربار کو آراستہ کر رہی تھیں اب یقین ہی کہ آپ کی طرف توجہ کریں آپ انتظام کریں ایسا نہ ہو کہ لشکر اُنکا آجائے اور آپ غافل رہیں بڑے بڑے ساحر طلسم کشا کے ہمراہ ہیں میاں نجم اختر شناس تو منتظم کار ہیں مگر میں حیران ہوں کہ اُن

لوگون نے کیونکر رہائی پائی مین یہ ایک جو بیدار ہوئی تو یہ سُنا کہ جنگ ہو رہی ہی طلسم کشا کے نعرے کی آواز کان مین آئی سرشار نے کہا کہ ای مہلیل تم تو بیٹھو کچھ تردد نہ کرو مین ہرکارے روانہ کرتی ہون مفصل خبر آجائیگی سیہ رو و ہوشیار دو ہرکارے سامنے موجود تھے اُن سے اشارہ کیا کہ جا کر طلسم کشا کی خبر لاؤ اور یہ دریافت کرنا کہ منقار پر کیا گذری اُسنے اطاعت کی یا گرفتار ہو جو کچھ گذرا ہو مفصل خبر لانا دونون ہرکارے روانہ ہوے یہان لشکر نور الدہر جو قصر منقار پر آکر اُترا نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے ہین نازنینان پریچہرہ بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

ترے مکان کا پتہ کوئی مجکو کیا دیگا ۔ ترا ہی نقش قدم راستہ بتا دیگا +

نقاب رُخ سے جو وہ ماہ رو اُٹھا دیگا ۔ یقین ہی جلوۂ خورشید کو مٹا دیگا +

کریگا خواب عدم سے وہ فتنہ خو بیدار ۔ سُلا گیا ہی جو ہمکو وہی جگا دیگا +

صدا اُسنینگے جو مشتاق لن ترانی کی + سوا خموشی کے کوئی جواب کیا دیگا

یہ چپ نہ ہوگا گھڑی بھر مین ہوگا وہ خاموش ۔ جرس مرے دل نالان کا ساتھ کیا دیگا

وہان قبر سے کہتے ہین ساکنان عدم + کہ سب کو خاک مین اک دن فلک ملا دیگا

غضب تو دیکھو وہ کہتے ہین سُنکے غیر کا ذکر ۔ یہ چُپ کی داد ہماری ہمین خدا دیگا +

وہ مجھسے کہتے ہین قید جنون مین حسرت سے ۔ کہ تیرا نالۂ زنجیر دل ہلا دے گا

کسے خبر تھی کہ لیلی کے ساتھ مکتب مین ۔ پڑھا لکھا ہی جو مجنون نے سب بھلا دیگا

خدا سے پائیگا اسکا عوض تو ہاتھون ہاتھ ۔ جو ساقیا مرے چلتو سے خم لگا دیگا +

مجھے یہ خوف ہی رہتا ہی دور ساغر مین ۔ مخل بزم ہون ساقی مجھے اُٹھا دیگا

غم فراق جو ہر دم لحد جھنکاتا ہی + یہ رفتہ رفتہ مجھے خاک مین ملا دیگا

خدائی مہر قیامت سمجھ کے لرزیگی + نقاب چہرے سے جس روز وہ اُٹھا دیگا

بتنگ ہو کے یہ غنچہ نے بلبلون نے کہا ۔ کہ غم رسیدون کا نالہ جگر ہلا دیگا

ہر ایک دل مین بٹھا لو عروس الفت کو + نباہ کرنے کا سامان تمھین خدا دیگا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام مے ارغوانی چل رہا ہی سب سردار تعریفین نجم کی کر رہے ہین

کہ تمنے بڑا کمال کیا حقیقت مین ہیکل نکل چلی تھی حکیم صاحب نے آکر قتل کیا کہ نور الدہر
نے کہا کہ ای ہماے مرصع پوش تمنے جسکو سحر مین پھنسایا تھا وہ کہان گئی ہماے نے کہا کہ
مین نے جب اُسپر سے سحر اُتار ا بارگاہ اُسکو رہنے کو دی یقین ہر کہ وہ آتی ہو کہ چند
کنیزین حاضر ہوئین عرض کی کہ ای شہریار جہلیل دربند سوم کی طرف گئی ہے رات کو
کہا تھا کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو ہم لوگون نے انکار کرکے کہا کہ حضور جسکا ساتھ دیا
اُسکا ساتھ دیا اُسکو یقین ہوا کہ کوئی میرے ساتھ نہ جائیگی رات ہی کو نکل کر چلی گئی
یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی آئی سبنے دیکھا کہ خواجہ عمرو گھبرائے ہوے کلاہ نمدی ہاتھ
مین لیے ہوے سامنے آکر گر پڑے نور الدہر نے پوچھا کہ ای عمر نامدار خیر تو ہی کہا بیٹا
بڑا غضب ہوا مین نے شب کو منقار کو گرفتار کیا اُسی وقت سردارون کو جا کر رہا کیا
وہ زنبیل مین پڑی رہی اس وقت آتا تھا کہ چند مہاجنون نے گھیر لیا مین نے ہر چند کہ
خوشامد کی مگر اُنھون نے کہا کہ تمنے آج کل بڑے بڑے کار ہاے نمایان کیے ہین اب تو
قرضہ ادا کرو مین نے کہا کہ مین نے منقار کو پکڑا ہی اب سرکار طلسم کشا سے انعام ملیگا
تم سب کو دونگا اصل کا تو ادا ہونا دشوار ہی مگر سود ادا کر دونگا اُن لوگون نے نہ مانا اور
منقار کلنگ سوار کو مجھسے چھین لیا اور کہا ہی کہ اگر تھوڑے عرصے مین تین لاکھ روپیہ
لائے تو ہم منقار کو دے دین گے ورنہ رہا کر دین گے تو ای نور نظر جس طرح بن پڑے
روپیہ دیدو تو منقار تم تک آئے اگر وہ رہا ہو گئی تو قیامت برپا کریگی نور الدہر نے
کہا کہ ای عمر نامدار تین لاکھ روپیہ تو بہت ہوا فوج کی تنخواہ چڑھی ہوئی ہی بھلا مین کیونکر
دے سکتا ہون خواجہ نے کہا کہ یہانکا خزانہ بھی تو پایا ہی نور الدہر نے کہا کہ ایک
ہفتہ تامل کیجیے عمرو نے کہا کہ ایک ہفتے مین تو قیامت برپا ہوگی سب سے زیادہ منقار
مربع نشین کی دشمن ہی مربع نشین کو قتل کر ڈالیگی اور ہماے مرصع پوش کے تو نام سے
جلتی ہی ہماے نے اپنا زیور اُتارا کہا خواجہ یہ لیجاؤ شبرنگ نے کہا کہ آپ نہ گھبرائین یہ
قبلہ و کعبہ کے فقرے ہین معلوم ہوتا ہی کہ منقار انکے پاس موجود ہی سرپر نور الدہر
کے کھڑا ہوا رومال ہلا رہا تھا کان مین جھک کر کہا کہ آپ منقار کو طلب فرمائیے اور

دس ہزار روپئے دینے کو کہیے اور اگر نہ مانین تو کہدیجیے کہ جاکر اُسکو چھوڑ دو اگر وہ کہین
رہا ہو گئی تو پہلے انھین کی گردن لے گی انکے نام سے جلتی ہی نورالدہر نے کہا کہ اے
عم نامدار روپیہ تو موجود نہین ہی خواجہ نے کہا کہ یہ نالائق آپ کے پیچھے کھڑا ہی جھوٹھ
جھوٹھ باتین بناتا ہی میرا فرزند یہ نہین ہی میرا فرزند شاپور شیردل ہی عیارون مین
بےمثل و بےنظیر گھر مین میرے ایک لونڈی پڑی تھی اُس سے یہ نالائق ہوا یہ کیا جانے
کہ عیاری کسے کہتے ہین آخر جسقدر روپیہ ہو سکے وہ ہی منگاؤ نورالدہر نے فرمایا کہ
دس ہزار روپئے خزانے مین ہین اگر مزاج مین آئے تو وہ لیجیے خواجہ نے زانو پر
ہاتھ مار کے کہا کہ اب تو دشمنون نے تمکو بہکا دیا خیر جو موجود ہو وہ ہی منگاؤ آئندہ
سمجھا جائیگا نورالدہر نے دس توڑے منگوا کر سامنے رکھے خواجہ نے وہ روپئے زنبیل مین
داخل کیے منقار کو زنبیل سے نکالا نورالدہر نے کہا کہ ستون سے باندھ دو زبان مین
سوزن دیکر ستون سے باندھا خواجہ نے منقار کو ہوشیار کیا منقار کی جو آنکھ کھلی
اپنے کو دربار نورالدہر مین پایا دیکھا کہ طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہین سات سو
سرداران و ساحران گرامی گرد بیٹھے ہین تھرا گئی نورالدہر نے پکار کر آواز دی کہ ای
منقار دیکھا تو نے چاہ کندہ را چاہ در پیش ہوا بہتر یہ ہی کہ یقراط پر لعنت کر اور
اطاعت دین اسلام قبول کر ہرکارے جو دربند سوم پر سے آئے ہین وہ دیکھ رہے ہین
جب نورالدہر نے بہت سمجھایا تو منقار نے بہ نگاہ قہر و غضب نورالدہر کی طرف دیکھا
اشارہ تھا کہ او طلسم کشا اپنی جان کی خیر مانگ میری لاکھ جان خداوند یقراط ثانی
پر نثار ہی بھلا مین اُنپر لعنت کرونگی کیا مجال ہی کہ مجکو کوئی قتل کر سکے رہائی پاؤن گی تو
مزا چکھاؤنگی یقین ہی کہ مجکو رہا کرنے کو قدرت خود تشریف لائین اور مجکو آکر رہا کرین
مربع نشین و ہمائے مرصع پوش وغیرہ نے کہا کہ ای شہریار اگر مناسب ہو تو اس کو
قید کیجیے شاید دو چار دن مین راہ پر آئے اگر یہ شریک ہو جائے تو دربند ثالث کی فتاحی
آسان ہو گی خواجہ نے کہا کہ ای نورالدہر اسکے قتل مین دیر کرنا سراسر نادانی ہی یہ بڑی
مکار و جعلساز ہی نورالدہر نے جلاد کو حکم دیا جلاد نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا گردن پر کوڑے کا

خلا دیا پکار کر آواز دی فرد سلطنت سلطان کند فریاد برجلاد چیست ÷ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ÷ لیکن منقار نور الدہر کی طرف غصہ کر رہی ہی یہی اشارہ ہی کہ تمکو ضرور قتل کرونگی جب تو نور الدہر نے اشارہ کیا کہ او جلاد کیون دیر کرتا ہی جلد اسکو قتل کر جلاد نے جھپٹ کر چاہا کہ خنجر مارے ون ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ تمام بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا جلاد تو غش کھا کے گرا ایک آواز ہیبتناک آئی کہ او طلسم کشا تیرا بڑا حوصلہ بڑھ گیا تیرے دربار مین بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہین منقار کو روکین دیکھون تو کسکا حوصلہ ہی منجم خداوند بقراط ثانی نجم وغیرہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے چاہا تھا سحر کرین کہ ایک طائر آسمان سے گرا منقار کی کمر مین لپٹ گیا اور منقار کو اُٹھا کے لے گیا ہرچند نجم نے سحر کیا کچھ تاثیر نہ ہوئی لیکن بعد آندھی موقوف ہونے کے سب نے دیکھا کہ جلاد مرا ہوا پڑا ہی منقار کی ہتھکڑیان بیڑیان زمین پر پڑی ہین اور ایک آواز آرہی ہی کہ ای طلسم کشا اسی مین خیر ہی کہ یہان سے پلٹ جاؤ ورنہ اب قہر خداوندی نازل ہوگا نور الدہر نے پکار کر آواز دی کہ او بیحیا بغیر تجھے قتل کیے نہ پلٹونگا اور یہ ہفت دربند بھی فتح ہو جائیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ہما دیکھا بقراط کیا شعبدہ دکھا گیا حقیقت یہ ہی کہ وہ سحر و شعبدہ بازی مین اپنا مثل نہین رکھتا خود آکر منقار کو لے گیا تیسرے دربند کا ذکر یہ ہی کہ سرشار گوہر پوش تخت پر بیٹھی تھی کسی نے شانہ پکڑ کے اُٹھا دیا سرشار کی آنکھ بند ہو گئی سب اہل دربار کی پلک جھپکی اب جو آنکھین کھولکر دیکھا بقراط تخت پر بیٹھا ہی پہلو کا جو دنگل خالی تھا اُسپر منقار کو دیکھا کہ بیٹھی تعریف بقراط کر رہی ہی کہ یا خداوند عین وقت پر آپ نے تکلیف فرمائی کہ کنیز کو لے آئے بقراط نے کہا کہ مین قصر ہشت پہل مین تھا کہ ایک طائر نے خبر دی منقار قتل ہوتی ہی مین نے ساحرون سے کہا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ منقار کو لائے کسی ساحر نے بخوف نجم دار سطو جواب نہ دیا بعض نے کہا یا خداوند نجم آفت برپا کریگا تب قدرت نے خود ارادہ کیا دل مین آیا کہ نجم کو بھی لیتا آؤن مگر خیال مین آیا کہ ساربان زادہ مجھسے انتہا کا باغی ہی آج کل دربار مین طلسم کشا کے موجود ہی وہ ضرور فکر کرکے رہا کرے جائیگا صرف منقار سے مطلب تھا اُسکو لے آیا کیون ای سرشار

اب تم کیا کہتی ہو سرشار واسطے سجدے کے جھکی عرض کی کہ یا خداوند میرے تو اختیار مین
جو امر ہی آپ بخوبی جانتے ہین کہ طلسم کشا و غیر طلسم کشا جو سامنے آئیگا وہ مارا جائیگا وہ
آفت برپا کرون کہ طلسم کشا کو دم لینا مشکل ہو جائے اُن سردارون کو مٹاؤن کہ جنپر
طلسم کشا کو ناز ہی بقراط نے کہا کہ ای سرشار بہتر یہ ہی کہ پہلے طلسم کشا کو کسی آفت مین
مبتلا کرو اگر طلسم کشا پر کوئی زوال آیا تو پھر کوئی مسلمان قصد سرکشی نہ کرے گا
سب پلٹ جائین گے ہر چند کہ صاحبقران زمان دادا اس جوان کے صاحبِ اسم اعظم
ہین ضرور کد و کوشش کرین گے لیکن طلسم فتح نہ ہوگا طلسم کی فتاحی اسی جوان کے نام ہی
اور کسی کو لوح نہ ملیگی سرشار نے کہا کہ مین یہی تدبیر کرونگی کہ طلسم کشا قتل ہو اور
کوئی معین بھی اُسکا باقی نہ رہے بقراط اپنے مقام سے اُٹھا اور بلند ہو کر غائب ہو گیا ہزارہا
طائر زمزمہ سرائی کرتے تھے اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے نظم

آخر شب وہ چلے مجھسے گریزان ہو کر ؞ رہ گئی غم سے سحر چاک گریبان ہو کر ؞
ہمصفیران چمن سے مرا کہنا احوال ای صبا ہو تو اجانا جو گلستان ہو کر
میری تربت پہ جو ای ابرِ کرم آیا ہی سایہ کر رحمتِ معبود کا دامان ہو کر
ہوتے ہی ہائے شبِ وصل قیامت آئی وہ اُٹھے پہلو سے ہم رہگئے گریان ہو کر
کسلیے نفس کے پھندے مین گرفتار ہی دل کیون پھنسا دیو کے نیچے مین سلیمان ہو کر
آرزو ہی کہ رہون تیرے درِ دولت پر زندگی بھر مین کرون جو کسی دربان ہو کر
غم سے گھل جائیگی پروانہ کے جلنے سے ضرور شمع کے اشک نہین تھمنے کے گریان ہو کر ؞
دردِ دل سُنکے مرا کہتے ہو مطلب کیا ہی یون تو نافہم نہ بنجاؤ سخندان ہو کر
حسرت و یاس و تاسف نے کیا دل پہ ہجوم ہم جو نکلے طرفِ گورِ غریبان ہو کر ؞
چہچہاتی ہی نہین کنجِ قفس مین بلبل ؞ کیسی چپ ہو گئی افسوس خوش الحان ہو کر
گل مرے داغون کے دلمین تو ذرا کھلنے دو سیر دکھلائین گے تمکو یہ گلستان ہو کر ؞
تیر اُنکا لبِ معشوق جو ہو جاتا ہی ؞ کیا خوشی زخمِ جگر کرتے ہین خندان ہو کر
غمزدے تیری جدائی کا جو غم کرتے ہین مسکراتے بھی نہین پھر کبھی گریان ہو کر

ای پریرو ترے دیوانے کی فصلِ گُل مین
دفن کو آئی جو میت ترے سودائی کی
ساتھ ہی سوچ کے انجام کو شبنم روئی
ساتھ ہی مین بھی لگا لپٹا چلا جاؤنگا
مین تو اک وحشی و دیوانۂ عریان تن ہون
زاہدو واہ کیا کسنے بتون کو سجدہ +
دیکھیے کونسی بلبل کا قفس بستا ہی +
یا علیؑ جلد یہ حاصل ہو تمنائے ہنر بر

دھجیان اُڑنے لگین چاک گریبان ہو کر
خاک اُڑانے لگا گلزار بیابان ہو کر
گُل شگفتہ جو ہوے صبح کو خندان ہو کر
مجھسے جائیگی کہان عمر گریزان ہو کر
مجھیہ کیا لیگا جنون دست و گریبان ہو کر
کلمہ کفر تو بولو نہ مسلمان ہو کر +
بوے گُل باغ سے نکلی ہی پریشان ہو کر
آئے پھر روضۂ اقدس پہ خراسان ہو کر

ہوا ٹھنڈی چلی غنچہ و گُل مسکرانے لگے درختون سے صدا آتی تھی کہ یا خدا و ندیرے نثار منقار نے کہا کہ صاحبو قدرت کے یہ جاہ و جلال ہین مسلمانون نے بُرا جانا ہی مگر قدرت جس روز تقدیر کامل کرین گے سب مسلمان غارت ہو جاینگے لیکن ای سرشار جلد تدبیر کرو کہ مسلمانون کا خاتمہ ہو جائے سرشار اپنے مقام سے اُٹھی قلعے کے نیچے دریا ہی پکار کر کہا کہ ای عفریت خونخوار غافل نہ رہنا یہ کہکر سرشار دربار مین آئی منقار کلنگ سوار کی خاطر کرنے لگی کہا ای منقار آج قدرت نے بڑا احسان کیا کہ تمھارے واسطے خود گئے نجم وغیرہ نے روکا مگر کچھ نہ ہوا اگر اور کوئی جاتا تو یقین ہی کہ مسلمان سدراہ ہوتے یہان نورالدہر سے بعد جانے منقار کے سب نے کہا کہ ای شہریار اب یہانسے جلد سوار ہو جیے اگر کوئی ساحر آکر آپ سے میل کی باتین کرے تو اُسکا اعتبار نہ کیجیے دیکھیے منقار نے کیا اپنا رنگ جمایا تھا مطیع اسلام ہو کر سردارون کو چُرایا آخر خواجہ نے حال کھولا اگر کوئی آکے اطاعت کرے قبول کرنا تو ضرور ہو گا لیکن اُسکے واسطے یہ انتظام کیجیے گا کہ اُسکے رہنے کو الگ بارگاہ ملے لشکر مین نہ آنے پائے نورالدہر نے شبرنگ سے کہا کہ جہاز اور کشتیان تیار رہین غرضکہ میر بحر لشکر نے انتظام کر لیا خواجہ نے مُنھ پھلایا کہا کہ ای نورنظر مین سفر دریا نہ کرونگا شبرنگ نے اشارہ کیا کہ مین آپ کو رخصت کرادونگا مین بھی نہین چاہتا کہ سفر دریا سے آپ کو تکلیف ہو پھر عمرو نے کہا مین کشتی کو کشکول ملک الموت جانتا ہون

جہان پہ کچھ اُفتاد پڑی اور غوطے کھانے لگے وہان کچھ عقل و فطرت نہین چلتی نورالدہر نے کل
سرداروں کو حکم دیا کہ آپ لوگ سوار ہون پہلے سب سے دختر حکیم ارسطوے ثانی کو سوار کیا
سرداروں نے اکر کشتیان اور جہاز اپنے اپنے لیے پسند کیے سوار ہونے لگے جب سردار
سوار ہو چکے تو نورالدہر تشریف لائے جہاز پر سوار ہوے دیکھا کہ خواجہ سامنے سے
آتے ہین کمر باندھے ہوے ایک بدھنی کہ ٹونٹی اُسکی ندارد ڈوری مین بندھی ہوئی لاٹھی
مین اُسکو لگائے ہوے سامنے نورالدہر کے آئے کنارے کھڑے ہوکر سلام کیا کہا کہ ای
نور نظر ہم رخصت ہوتے ہین تمہارا فاتحہ وغیرہ دلوا دین گے تیجہ چالیسوان جس طرح سے کہو
اُس طرح کرا دین تمہارے سرداروں کا حقداروں امیدواروں مین نام لے لیا جائیگا
نورالدہر نے کہا کہ خواجہ زندوں کا فاتحہ دلواؤ گے عمرو نے کہا صورت موت ظاہر ہی
جہاز پر سوار ہوتے ہو کوئی نہنگ نکلے گا وہ نگل جائیگا یا موجۂ دریا ڈبوئیگا مین جاکے
صاحبقران سے کہدونگا کہ نورالدہر کا انتقال ہوا نورالدہر نے جھلا کر جواب دیا
کہ آپ کو اختیار ہی تشریف لے جائیے عمرو نے کہا کہ بیٹا ہم بہت بے خرچ ہین راہ کی چار
پانچ منزلین کیونکر طی ہونگی نورالدہر نے کہا کہ خزانہ سب بند ہو چکا اب مین کہانسے لاؤن
خواجہ نے کہا کہ زیور جواہرات کا پہنے ہو اسمین سے کوئی شی دیدو آخر میری کیونکر بسر ہوگی
نورالدہر نے یکہ بازو پر سے کھولا شبرنگ کو بلا کر دیا کہا کہ ای شبرنگ یہ اپنے والد
کو دیدو شبرنگ نے کہا کہ ای شہریار یہ بے ادبی مجھسے نہ ہوگی نورالدہر نے جھڑک کر
کہا کہ جاؤ جو تجھسے کہا وہ ہی کر شبرنگ اُتر کر آیا ہاتھ بڑھایا کہ قبلہ و کعبہ لیجیے خواجہ
پیچھے ہٹے جاتے ہین کہتے ہین کہ او جوانا مرگ مجھے تیری صورت سے خوف آتا ہی شبرنگ نے
کہا کہ مجھسے خوف نہ کیجیے خواجہ نے جیسے ہی بڑھ کر چاہا کہ یکہ لین شبرنگ نے خواجہ کو اپنی
گود مین اُٹھا لیا خواجہ ہر چند چیخیتے کہ او نالائق مین پہلے ہی کہتا تھا کہ مجکو تیری صورت
سے خوف آتا ہی تیرا آقا بھی مرے اور تو بھی ڈوب کر مرے تب میری خوشی ہو شبرنگ نے کچھ
جواب نہ دیا خواجہ کو لیکر جہاز پر آیا نورالدہر نے کہا کہ لنگر اُٹھا دو لنگر جہازوں کے جو
اُٹھے چشم زدن مین صدہا کوس پر پہونچے تب شبرنگ نے خواجہ کو چھوڑا خواجہ عمرو

اوندھے گر پڑے منھ اپنا لپیٹ لیا اور فرماتے تھے کہ ای نورالدہر تمنے بڑا غضب کیا مجکو جہاز پر سوار کیا خدا انکو غارت کرے دریا مین ڈوب کر مرو نورالدہر جا کر بیٹھے خواجہ اُسی طرح پڑے ہوے ہین جب کھانے کا وقت آیا تو پڑے پڑے کھانا کھایا تیسرے دن جہاز قریب کنارہ پہونچے قلعہ سرشار سامنے ہی نورالدہر اپنے مقام پر بیٹھے ہین سردار جمع ہین گانا ہو رہا ہی ایک مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

ایک عالم غرق طوفان ہو گیا
کیا تجھے ای چشم گریان ہو گیا

لب تک آیا حرف شوق وصل یار
آشکارا راز پنہان ہو گیا

دی چمن مین کیا کسی بلبل نے جان
چاک گل کا کیون گریبان ہو گیا

کیا خطا کی مین نے مین بھی تو سنون
کسلیے تو دشمن جان ہو گیا

رہگذر مین تیری خون اتنے ہوے
جا بجا گنج شہیدان ہو گیا

کشورِ دل ہو گیا ہو کا مقام
خاک اُڑتی ہی بیابان ہو گیا

ہی جرس نالان ہمیشہ کس لیے
قافلہ کسکا پریشان ہو گیا

جا ہنے دالون کا تیرے قافلہ
داخلِ ملک خموشان ہو گیا

فصل گل آتے ہی بے تکلیف دست
پرزے پرزے خود گریبان ہو گیا

دستِ وحشت نے وہ کی پردہ دری
چاک دامن تک گریبان ہو گیا

ٹانکے دلوانے مین جب وہ ہنس پڑے
زخم میرے دل کا خندان ہو گیا

وہ جو بیٹھے آکے پہلو مین ہر بر
درد دل کا میرے درمان ہو گیا

نورالدہر بیٹھے گانا سُن رہے ہین کہ دریا سے ایک شعلہ نکلا ایک جہاز پر گرا وہ جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کئی سو آدمی ڈوبے کچھ شناوری کرکے نکل گئے دوسری مرتبہ وہ شعلہ چمکا اور کئی کشتیان توڑین کئی ہزار آدمی پر نوبت پہونچی بالاے قلعہ سے سرشار دیکھ رہی ہی کہ کشتیان جو ٹوٹین چند کس ڈوبے کچھ شناوری کر رہے ہین ہنس کر کہا کہ ای منقار تم نے دیکھا یہ غضب خداوندی ہی سب مسلمان اسی طرح غارت ہو جائینگے کیا انمین کوئی بچیگا منقار نے بہت پوچھا کہ بُوا یہ کیا شعبدہ ہی سرشار نے کہا کہ مین نہین جانتی ای منقار

سوائے غضب خداوندی اور کیا کہین کہ پانی سے آگ پیدا ہوئی آگ سے کشتی جلتی ہی نئی
بات ہوئی کہ کشتی ٹوٹ گئی سوائے کرامت خداوندی کے اور کیا کہین ای منقار معلوم ہوتا
ہی کہ تم دل سے خداوند کی معتقد نہین ہو قدرت خداوندی کی قائل نہین ہو منقار نے
منہ مین تمانچے مارے توبہ توبہ کرنے لگی کہا کہ ای سرشار مجھسے زیادہ کون معتقد ہوگا
کہ گردن پر خنجر تھا مگر دلیرانہ کلام کرتی تھی یہی کلام تھا کہ مجکو کون قتل کریگا اُسی حال مین قدرت
پہونچے مجکو اُٹھا لائے اور مجھپر تم طعن کرتی ہو مجھسے زیادہ کسکو اعتقاد ہوگا قلعہ مین توسب
خوشیان کرنے لگے گھر گھر یہی ذکر ہی کہ اب قدرت آمادہ ہوے مسلمانونکو غارت کردین گے
یارو نئی بات یہ ہی کہ پانی سے آگ پیدا ہوئی اُسی آگ نے کئی جہاز توڑے اب روز اسیطرح
جہاز ٹوٹین گے چندے مین لشکر طلسم کشا تباہ ہوجائیگا لیکن نورالدہر شب بھر بیدار رہے
پھر شعلہ نہ نکلا دن بھر خیریت رہی پھر دوسری شب کو جلسہ آراستہ ہوا کہ دریا سے وہی
شعلہ نکلا جہاز پر آگرا جہاز ٹوٹا کئی سو جوان ڈوبے اور کئی سو شناوری کرکے نکل آئے
تین مرتبہ وہ شعلہ دریا سے نکلا تین کشتیان توڑین نورالدہر کو معلوم ہوا کہ کئی ہزار
جوان ڈوبے شاہزادے کو نہایت پریشانی ہی کہ تجم نے عرض کی ای شہریار خواجہ
کو ہوشیار کیجیے اُنسے یہ معرکہ بیان ہو دیکھیے وہ ارسطو فطرت و لقمان حکمت کیا کہتے ہین
نورالدہر قریب خواجہ کے آئے کہا کہ ای عمِ نامدار ذرا اُٹھیے خواجہ نے کہا کہ ذرا دریا
کی طرف سے ہٹ کر لو تو مین اُٹھون دل تو بیٹھا جاتا ہی ایسا نہ ہو کہ موجۂ آب دیکھکر روح
نکل جائے شبرنگ کو خدا غارت کرے کہ مجکو لاکر جہاز پر سوار کردیا اپنی جان سے بیزار ہون
دیکھیے اب کیا ہو نورالدہر نے کہا کہ ای عمِ نامدار رات کو دریا سے ایک شعلہ نکلتا ہی
تین دن مین دس بارہ کشتیان ٹوٹین کئی ہزار جوان غرق دریا ہوے بعض جوانونکو مچھلیان
نگل گئین بعض شناوری کرکے نکلے رات بھر یہی ہنگامہ رہتا ہی خواجہ نے کہا کہ میرے
ہوش و حواس درست نہین ہین کچھ روپیہ لاکر رکھو تو مین تدبیر بتاؤن نورالدہر نے کہا
کہ آپ فرمائیے مین روپیہ دونگا خواجہ نے کہا کہ اب مجکو تمھاری بات کا اعتبار نہین آتا
تمنے میرے ساتھ بڑا فریب کیا مین اپنے آقا کے ساتھ کبھی سفر دریا مین نہین گیا نورالدہر نے

کئی توڑے منگا کر سامنے خواجہ کے رکھے خواجہ نے کہا کہ لاکھ روپیہ تو منگوا یئے ورنہ میرے سامنے سے جائیے مین اپنے ہوش مین نہین ہون نورالدہر نے ناچار ہو کر لاکھ روپیہ منگوایا خواجہ زنبیل مین رکھنے لگے نورالدہر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای عم نامدار پہلے تدبیر بتا دیجیے تو روپیہ لیجیے خواجہ نے زنبیل سے سرمۂ سلیمانی نکالا کہا اسکو آنکھون مین لگاؤ جب وہ شعلہ دریا سے نکلکر جس کشتی کے قریب جائے اُس کشتی پر تم خود پہونچو جو کچھ ہوگا معلوم ہو جائیگا کہ وہ شعلہ سرکش کیا ہی تم اپنے زمانے کے صاحبقران ہو تدبیر کرنا جنگ وجدل سے مطلب نکلیگا اب سرداروں نے سرمۂ سلیمانی آنکھون مین لگایا رات کو نورالدہر سامنے آکر بیٹھے شبرنگ نے بجارہا ہی اور یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

مستانہ بے سبب نہین نغمہ ہزار کا + پیغام کچھ صبا نے دیا ہی بہار کا +
کیون مرتبہ بلند نہ ہو انکسار کا + جھکنا ہی فیض ہی شجر باردار کا
کیونکر تڑپ تڑپ کے شب ہجر کی سحر + کچھ پوچھیے نہ حال دلِ بیقرار کا
بعد فنا بھی گردشِ دوران مین ہم رہے + اُٹھتا رہا لحد سے بگولہ غبار کا
زاہد جو اہلِ دل ہی تو اتنا تو رکھ خیال + یوجہ دل دُکھے نہ کسی بادہ خوار کا
چلتا ہون دشتِ نجد مین گھبرا نہ ای جنون + ہی انتظار آمدِ فصلِ بہار کا +
سیماب اضطراب مین بمثل کیون نہو + ہیر وہ ہی خاص میرے دلِ بیقرار کا
کیون روکتے ہو ہمکو مسافر عدم کے ہین + کھلنا محال ہی کمرِ استوار کا +
برسون تمھارا باغ مین دیکھا ہی راستہ + نرگس سے پوچھو حال مرے اضطرار کا
گلزار کے گلونکو سمجھتا ہون داغ غم + عاشق ہوا ہون کس رُخ رشک بہار کا
پژمردگی شگفتہ دلون کو ہوئی نصیب + بگڑا ہی رنگ کیا چمن روزگار کا +
دل دیکے پھیرنے کا ارادہ ہی جو خبر + یہ امر آپ سمجھے ہین کیا اختیار کا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی سب سردار سرمۂ سلیمانی لگا کے بیٹھے ہین جب دو پہر سے زیادہ شب گذر چکی تو نورالدہر نے دیکھا کہ دریا سے ایک دیو نکلا مشعل اپنے ہاتھ مین لیے ہوے ایک کشتی کی جانب چلا نورالدہر جست کرکے اُسی کشتی کی جانب آئے جیسے ہی

اُس دیو نے چاہا کہ کشتی پر ہاتھ مارون نور الدہر نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ
وہ دیو مُنھ کے بھل گرا ایک گھونسہ مارا کہ دیو چیخ مارنے لگا اہل قلعہ نے قلعے سے دیکھا
کہ طلسم کشا ایک دیو سے لڑ رہے ہین سرشار نے گھبرا کر کہا کہ ای منقار بڑا غضب ہوا
طلسم کشا پر مطلب کھُل گیا اب یقین ہی کہ دیو طلسم کشا کو کھائے ایک ساحر کہ واقف کار تھا
وہ بُول اُٹھا کہ ای سرشار یہ فرزند صاحبقران دیو بند اور دیو کش ہین انکے ہاتھ سے
دیو نہ بچیگا دیکھیے چیخین مار رہا ہی اور نہین چھُوٹتا نور الدہر نے دوسرا کہ مارا کہ دیو کشتی
پر آ گیا ہر چند کہ اپنی جان سے بیزار تھا مگر لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی اور سرداروں نے چاہا
لپٹ پڑین بگر نور الدہر نے منع کیا کہ کوئی قریب نہ آئے تیسرے پیچ پر کولھے پر لادا
اُکھیڑ کر مارا کہ دیو چاروں شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ او بے حیا تو نہین
جانتا کہ ہم ملکہ آسمان پری کے پوتے ہین تو نے کئی ہزار جوان مارے مگر اب شناخت
پروردگار مین کیا کہتا ہی اُس دیو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران مین
آپ پر ظاہر کرتا ہون کہ مین قلعۂ پنجم قاف کا بادشاہ ہون جنگ عفریت مین شریک تھا
جبکہ آپ کے داداجان نے جا کر طلسم ملعونہ فتح کیا مین بھی بھاگا اِس جگہ پر آیا بی سرشار
سے ملاقات ہوئی بی سرشار نے یہ جنگل رہنے کو دیا اب مجھسے کہا تھا کہ دشمن ہمارا آتا
ہی مین نے وعدہ کیا تھا کہ تباہ کر دونگا مین یہ نہین جانتا تھا کہ حضور ہین آپ کے
بزرگون نے صدہا دیو زادمارے میری کیا حقیقت ہی کہ آپ سے مقابلہ کر سکون لیکن
امیدوار ہون کہ ایک سفارش نامہ بنام ملکہ آسمان پری عنایت ہو اور میری سلطنت
مجکو ملے کہ جا کر از سر نو سلطنت کرون آپ کو دعائین دیا کرون نور الدہر نے دیو کو چھوڑ دیا
دیو قدمون پر گرا نور الدہر نے ایک عرضی بنام آسمان پری لکھی کہ ای جدۂ عالی تبار خلک
دقار یہ دیو طلسم خیال سکندری مین تھا مین نے اسکو زیر کیا اور یہ بصدق مسلمان ہوا
امیدوار ہون کہ اسکی سلطنت اسکو مرحمت فرمایئے کہ اپنے مقام پر سلطنت کرے جب آپ کو
ضرورت ہوگی برائے خدمتگزاری حاضر ہوگا عرضی کمترین نور الدہر بن بدیع الزمان
دیو یہ نامہ لیکر پردۂ قاف کی طرف روانہ ہوا اب نور الدہر نے اُسی وقت حکم کیا کہ جہاز

کنارے پر لگائے جائین سرشار کو خبر ہوئی کہ طلسم کشا قلعے مین آتے ہین گھبرا گئی مگر افسران فوج نے عرض کی کہ حضور کیون گھبراتی ہین وہ جو قلعہ مین آوین گے تو پھر پلٹ کر کس طرح جائین گے سرشار نے کہا کہ آنے دو اول سب کے نورالدہر اُترے نجم اختر شناس اور ارسطوے ثانی وہماے مرصع پوش وملکہ مربع نشین وسرباز وغیرہ چالیس سردار نامی برابر نورالدہر کے تھے جیسے ہی قلعے مین گھُسے فوج سرشار کا بلوہ ہوا نورالدہر نعرہ کرکے جا پڑے نجم نے بڑھ کر ستارے گرائے ارسطوے ثانی نے زمین ہلادی ہما نے کئی ہزار جوانون کو دیوانہ کیا مربع نشین نے بڑھ کر دو ہتھڑ مارا کہ کئی ہزار ساحر غرق زمین ہوے بڑھ بڑھ کر ساحر سحر کر رہے ہین مگر یہ سرداران نامی سحر مین بے مثل وبےنظیر ہین جب سحر کیا دو ہزار کو مارا چار ہزار کے منھ پھیر دیے ہماے مرصع پوش نے صدہا کو دیوانہ کیا کہ سر ٹکراتے پھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہماری ملکہ سے بہتر کوئی خوبصورت زیادہ نہین بعض پکارتے ہین کہ ای ملکۂ عالم نظم

دیکھو شبِ فرقت مین دل اپنا نہین ہوتا / سچ ہی کہ کوئی آفت مین کسی کا نہین ہوتا

زندہ جو کسی کا دلِ مردہ ہو تو جانین / باتون سے فقط کوئی مسیحا نہین ہوتا

فرہاد کی اور قیس کی تخصیص نہین ہی / وہ کون ہی جو عشق مین رسوا نہین ہوتا

بس دیکھ چکے گرمی بازار حسینان + / دل بیچنے والون کا تو سودا نہین ہوتا

ہمنے تمھین چاہا تو خطا کیا ہی ہماری / کون اپنے دل آرام کا شیدا نہین ہوتا

کرتا نہین کچھ شربتِ دیدار بھی تاثیر / بیمارِ محبت بھی کچھ اچھا نہین ہوتا +

اک لحظہ مین وہ آنکھ وہ چتون ہی نہین ہی / بے مہر و مروت کوئی ایسا نہین ہوتا +

اک دل ہی ہمارا کہ تم ایسون کا ہی بندہ / اک دل ہی تمھارا کہ کسی کا نہین ہوتا

یکسان ہی شب و روز خلش خار الم کی + / دم بھر کو بھی کم درد جگر کا نہین ہوتا

مرتا ہون ہر بار اور نہین کچھ اُنھین پروا / سچ کہتے ہین سب کوئی کسی کا نہین ہوتا

یہ اشعار پڑھ پڑھ کر سر ٹکراتے پھرتے ہین منقار نے بڑھ بڑھ کر بڑے بڑے سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی نورالدہر لڑتے ہوے قریب منقار کے پہونچے منقار نورالدہر کو

دیکھ کر جل گئی جی مین کہتی ہو کہ ایک دن یہی ظالم مقام صدر پر بیٹھا تھا اور مین مثل
گنہگارون کے سامنے تھی آج میرے مقابلے کو آیا ہی اسکو دیوانہ کرکے مارون یہ سوچکر
ایک گولہ مارا وہ گولہ نورالدہر کے قریب آکر پھٹا نورالدہر نے لوح محفوظ کو چمکایا
وہ گولہ پھٹ کر منقار کی طرف چلا وہان جاکر زمین پر گرا منقار تلوار کھینچ کر جا پڑی
ہاتھ تلوار کا مار انورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر
ہاتھ تلوار کا مارا منقار نے سحر کیا کئی سپرین فولادی سر پر لہرائین مگر تیغ بیدریغ طلسمی
جو گری سپرون کو کاٹا کاٹ کر سر پر گری منقار کا سر زخمی ہوا منقار نے اپنے تئین
گرا دیا تڑپ کر بلند ہوئی نجم نے آواز دی کہ اے شہریار اگر یہ نکل جائیگی تو غضب ہوگا
فساد برپا کریگی نورالدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بحر کمان
مین پیوست کیا تاک کر سینۂ پرکینۂ منقار پر مارا توڑ کر پشت کو پار گذرا منقار کے مرتے ہی
آواز بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من منقار کلنگ سوار بود کُل فوج کے جی چھوٹ گئے
ہر ایک کا قول تھا کہ وہ ساحرہ قتل ہوئی کہ جسکا مثل ہفت دربند مین نہ تھا سرشار
نے ساتھ والون سے صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو نکل جاؤن منقار نے جہالت
مین اپنی جان دی مقام افسوس ہی کہ ایسی ساحرہ با اختیار ان دربندون پر نہین تھی
مگر اب مسلمانون کا خاتمہ چھٹے دربند پر ہوگا کہ ملک عیار بچیان قریب ہی اگر وہ قصد کرینگی
تو سب کو گرفتار کرکے لیجائینگی افسرون نے کہا کہ اے ملکہ آپ کو اختیار ہی مگر عیار بچے پر
اعتبار کرنا سراسر عقل کی کوتاہی ہی عمرو ایسا عیار موجود ہی وہ سب کی گردن لیگا اُسکے سامنے
عیار بچیون کی مجال ہی کہ دم مار سکین یہ ذکر تھا کہ دیکھا نجم سامنے سے لڑتا ہوا آتا ہی نجم کو
جو سرشار نے دیکھا جھلا کر آواز دی کہ او نمکحرام تو نے قدرت کو چھوڑا مسلمانون سے
رشتہ جوڑا یہ کہکر گولہ مارا انجم اختر شناس فلک اساس نے گولہ کاٹا گولے کو کاٹ کر
کارد پھینک ماری سرشار نے کارد کو دفع کیا وہ کارد جاکر کسی افسر کے سینے پر پڑی
کہ توڑ کر پشت کو پار گذری کئی افسران دونون کی رد و قدح مین مارے گئے اُدھر سے
ارسطو آتے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ نجم اور سرشار سے مقابلہ ہی بہت کرا اپنی دستون

انگلیان چمکائین دس برقین گرین سرشار قریب نجم کے تھی برقین جو گرین دس ٹکڑے ہوئے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرشار جادو بود گل نجم جا کے جی چھوٹ گئے افسران فوج رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے مطیع اسلام ہوئے نور الدہر قصر مین سرشار کے آکر بیٹھے سرداران تہمتن شادان و فرحان گرد آکر بیٹھے اب نور الدہر نے خواجہ کو بلایا کہا کہ ای عمر نامدار آپ کی صلاح سے یہ دربار فتح ہوا ہم سب امیدوار ہین کہ کچھ گائیے سردارون کو آپکے گانا سننے کا بڑا اشتیاق ہی خواجہ نے کہا کہ سب سردارون نے آج لڑائی مین مال لوٹا ہی کچھ مجھکو بھی دین گے کیونکہ مجھکو دینا منا سب ہی یہ کہہ کے بیچ مین آکر بیٹھے اور یہ غزل عاشقانہ گانے لگے نظم

بزم مین سرخوش جو وہ پیکر گلابی ہو گیا	صاف رنگِ چہرۂ انور گلابی ہو گیا
تمسے کہدین کیون گلِ احمر گلابی ہو گیا	لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہو گیا
کسقدر خوش رنگ ساقی ہو مئے رنگین عشق	شیشے گلگون ہو گئے ساغر گلابی ہو گیا
سُرخ دامن سے جو میرے اشک پونچھے یار نے	ہی غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہو گیا +
جسمین لکھا حال تیرے عارضِ گلرنگ کا	واہ ری تاثیر وہ دفتر گلابی ہو گیا +
جس سے شیدائے رُخِ گلرنگ کو زخمی کیا	یار کی اُس تیغ کا جوہر گلابی ہو گیا +
آئنہ خانے مین آیا وہ گلابی پوش جب +	یک بیک چارون طرف وہ گھر گلابی ہو گیا
دیدۂ مخمور کی رنگت یہ آنکھون مین کھبی	روئے جب ہم رنگِ چشم تر گلابی ہو گیا
اُسکو خط لکھنے مین ٹپکے اشک خونی اسقدر	لکھتے لکھتے کاغذ پر زر گلابی ہو گیا +
کون گلگون پیرہن تھا شب کو سرپای ہنر بر	صبح کو دیکھا تو سب بستر گلابی ہو گیا

شب بھر یہی جلسہ رہا سردارون نے خواجہ عمرو کو بہت کچھ دیا خواجہ تعریفین کر رہے ہین کہ ای نور الدہر تمہارا دربار مثل دربار صاحبقرانی ہو یقین ہی کہ بانہاے صاحبقرانی تمھین ملین نور الدہر نے کہا کہ ای عمر نامدار وہ تاجزادہ سرنگرا رہا ہی بھی کوشش ہی کہ طلسم کو مین فتح کرون مگر خدا کی عنایت سے وہ سردار میرے پاس جمع ہین کہ سکندر ثانی اکثر تعریف فرماتے ہین اور فرمایا کرتے ہین کہ وہ سردار تمکو ملین ہوسکے کہ جان طلسم کی ہین

نجم اختر شناس جہاندیدہ کار آزمودہ حال طلسم سے ماہر ہر مقام کے حالات بتاتے ہین ارسطوے ثانی کہ علم حکمت مین بے نظیر ہین بس سواے سلطان الحکما مالک قلعہ جواہر نگار کے کہ وہ بمثیل ہین اور کوئی ارسطو کو جواب دینے والا نہین انھین ساحرون نے مل کر بقراط کو خداوند بنایا اگر یہ لوگ اُسکو زور نہ دیتے تو خدائی اسکی ناقص رہتی مگر کیون ای نجم اب دربند چہارم پر چلنا چاہیے نجم نے منسوبات کو ملاحظہ کیا کہا کہ دربند چہارم پر بہت تکلیفین پڑینگی مگر کل کوچ کیجیے انجام بخیر ہی پروردگار آپ کو با اقبال سلامت رکھے دربند چہارم پر بڑے بڑے مقابلے پڑینگے مگر اقبال آپ کا یاور ہی اور طالع مددگار ہین لاکھ کوئی آپسے بُرائی کریگا کسی کے کیے کچھ نہ ہو سکیگا نورالدہر نے حکم دیا کہ کل وقت پر لشکر تیار رہے ہم کل کوچ کرین گے نجم نے کہا کہ ای شہنشاہ عیاران اگر مناسب ہو تو آپ پہلے چلیے اپنے کو دربند چہارم پر پہونچائیے یہ کہکر نورالدہر نے کچھ کشتیان جواہرات کی اور کچھ روپیہ نقد خواجہ کو دیا خواجہ بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر دربند چہارم کیطرف چلے
نورالدہر نے بھی دوسرے دن کوچ کیا

دو کلمہ داستان حیرت بیان سکندر ثانی کہ واسطے رہائی اپنے وزیر کے چلے تھے راہ کے عجائب و غرائب و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔

سے متوالے دلربا ساقی +	سمن اندام مہ لقا ساقی +	ہی چمن مین بہار آئی ہوئی
کالی کالی گھٹا ہی چھائی ہوئی	کو بلین کوکتی ہین مستانہ	آب نہر چمن ہی دیوانہ
کس مزے کی پھوار پڑتی ہی	توبہ آج ایڑیان رگڑتی ہی	رنگ خوبی سے ہین نہال چمن
کہ بنا ہی ہرا کہ نہال دُلھن	ساقیا رند پیاسے مرتے ہین	فیض کو تیرے نام دھرتے ہین
کج ادائی روا نہین اتنی	ساقیا کچھ خطا نہین اتنی	جمگھٹا کب سے تیرے در پر ہی
دیر اب میکشونکو دو بھر ہی	یہ ہوس ہر جوان کو ہی باقی	دختر رز کو بیاہ دے ساقی
کب تلک اپنا حال غیر رہے	ساقیا جام خم کی خبر رہے	بیرخی گر یہی رہی ہم سے
کب اُٹھیگی یہ بیخودی ہم سے	منتین کر رہے ہین بادہ گسار	آج کردے شراب کی بھرمار

زندگی کا مزہ چکھا دے ہمین
اُسکے اتنا برس پڑا ساقی،
ہم بھی اب تازہ رنگ لاتے ہین
گل و بلبل کی داستان سے کیا

اپنی دریا دلی دکھا دے ہمین
پیتے ہی رند سب بہکنے لگے
کھلتے ہین طرفہ گل کھلاتے ہین
اپنی آہنگ کا مزا لیجے

مَی پہ اک برس ہوا ساقی
اور چہ تجھے خوشنوا چہکنے لگے
کچھ کہین غیر کی زبان سے کیا
شاہ کا حال کچھ سُنا دیجے

چہرہ ساقیان خمخانۂ بہجت آئین و شناسندگان مراتب جلالت آئین اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج غواص دریاے ہوش چنین می نگارد بجوش و خروش، سابق مین ذکر کرچکا ہون کہ سکندر ثانی بادشاہ سابق طلسم کشا سے رخصت ہوکر بہ کرد فرد واسطے رہائی اپنے وزیر اعظم کے چلے تھے صرف پانچ ہزار آدمی ساتھ مین منزل در منزل جاتے ہین چوتھی منزل ہو کہ ایک صحرا مین آکر اُترے رات بھر ساتھ والے جاگتے رہے جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر مین ہنگامہ ہوا سکندر ثانی گھبرا کر بارگاہ سے باہر نکلے دیکھا کہ آندھی چل رہی ہو اور کچھ غول بیابانی آنکھین مثل مشعل کے روشن ملازمان سکندر کو مارتے پھرتے ہین سکندر کے مُنھہ سے نکلا کہ ارے انکو روکو ان غولون نے غضب کیا کہ لشکر کو تباہ کیے دیتے ہین شعلۂ جوالہ تڑپ کر بڑھی ایک غول آگے بڑھا ہوا آتا تھا اُسپر شعلۂ جوالہ تڑپ کر گری اُس غول کے دو ٹکڑے ہوے اُس غول کے مرتے ہی تو آفت ہو گئی جتنے قطرے خون کے اُسکے جسم سے ٹپکے اُتنے ہی شیر اُن قطرون سے پیدا ہوے سکندر ثانی نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ انجام نہ سمجھین اور سحر کر گذرین اب انکو کون روکے مین سمجھا کہ بران جادو نمکحرام اس صحرا کا مالک ہی یہ اُسکا شعبدہ ہی مین ابھی اُسکی فکر کرتا ہون آخر کہان جائیگا یہ کہکے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا اور آواز دی کہ سامنے نہین آتا شرماتا ہی دیکھا زمین شق ہوئی ایک جادوگر نہایت سیہ فام و بد انجام تخت پر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی جیسے ہی سکندر کا سامنا ہوا دونون ہاتھ جوڑکر اُٹھا کہتا ہوا کہ ای شہنشاہ مین تو خدمتگزار فدیم ہون نمکحراموں نے مجھے میل کیا مین اب تک اُسی طرح تابعدار ہون یہ کہکر قدمون پر گر پڑا سکندر ثانی نے سر اُسکا سینے سے لگا لیا کہا کہ ای بران مین تیری خطا معاف کرتا ہون مگر جانتا ہون

کہ تو برائی کریگا مگر طریقہ میرے شہریار کا یون ہی ہو کہ عذر کرنے والے کا عذر سُنتے ہین
اور خطا معاف کر دیتے ہین بیران رونے لگا کہا کہ اے شہنشاہ آپکے ساتھ بُرائی نہ کرونگا
بقراط پر لعنت کرتا ہون خدائے نادیدہ کا مطیع ہوا جو مذہب حضور کا ہو وہی مذہب
ہمارا ہم سرتابی نہ کرین گے آپ کے ساتھ چل کر دشمنون سے لڑین گے وزیر صاحب کو
قید سے رہا کرین گے سکندر خاموش ہو رہے بیران نے سحر کر کے وہ شیر اور غول
غائب کیے اب سکندر اُسکو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے ایک بارگاہ اپنی رہنے کو دی
مگر بیران بے ایمان اسی فکر مین ہو کہ سکندر کو قتل کرون اور سر لیکر دربند جاہم پر
جاؤن ملکہ شعلہ فشان جادو و غولان صحرا نشین انتظار مین ہونگے پلنگ کے
اوپر پڑا ہوا ایسی ایسی باتین سوچا کیا دوپہر رات گئے بستر خواب سے اُٹھا اول سحر کر کے
اپنے خادمون کو بیہوش کیا باہر نکل کر سحر کرتا ہوا چلا جو راہ مین مل گیا اُسکو اِس دشمن
خدا نے قتل کیا کئی سو ساحرون کو بیہوش اور ہلاک کرتا ہوا در بارگاہ سکندر پر
آیا دروازے والون کو بیہوش کیا جیسے ہی اندر پہونچا دیکھا کہ ایک اژدہا بیٹھا مُنھ سے
قلابۂ آتشین چھوڑ رہا ہے بیران نے جو اژدہا دیکھا پیچھے ہٹ کر زمین سے خاک لی وہ
دہن مین اژدہے کے ڈالدی اژدہا جلنے لگا لیکن آگ کی جو گرمی ہوئی سکندر کی آنکھ
کُھل گئی دیکھا کہ بیران کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے دم کھینچا خراٹا نیند کا بلند کیا بیران سمجھا
کہ بادشاہ سوتے ہین تلوار کھینچ کر قریب پلنگ کے آیا اور چاہا کہ ہاتھ مارون سکندر نے
آنکھ کھول کر کہا کہ او نمک حرام دور ہو سامنے سے بیران نے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر
نے اپنے کو چھپر کھٹ سے گرا دیا تلوار پڑی ران پر زخم آیا مگر سکندر تڑپ کر اُٹھے آواز دی
کہ یارو اس نامرد کو لینا سب کے پہلے شعلۂ جوالہ اپنے مقام سے اُٹھی تڑپ کر باہر نکلی
دیکھا کہ بیران بھاگا ہوا جاتا ہے اور سکندر غصے مین پیدل نکل پڑے ہین ران سے خون
بہتا ہوا شعلۂ جوالہ نے کہا کہ اے شہنشاہ آپ ٹھہر جائیے مین اِس نمک حرام کا سر لاتی ہون
سکندر نے کہا کہ اے شعلۂ جوالہ تم نہ جاؤ بدون میرے مطلب نہ نکلے گا راہ مین خوف ہے
غولان صحرا نشین نگہبان ہے وہ ضرور روکے گا شعلۂ جوالہ نے مرکب لا کر دیا سوار ہو کر

سکندر نے گھوڑا دوڑایا مگر ببران آتے آتے ایک صحرا مین پہونچا کہ بو بد آ رہی تھی
استخوان انسان جا بجا پڑے تھے کچھ ہڈیان گل گئی تھین کچھ باقی تھین وہان پر ببران نے
آکر ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ ای غولان صحرانشین جلد آؤ میرے تعاقب مین سکندر
آتا ہے مین نے ارادہ کیا تھا کہ قتل کرون مگر اُس سخت جان کو کب موت آتی ہے قیدخانہ
مین کہا کرتا تھا کہ اب میری رہائی کے دن قریب آئے اُسی ظالم کا کہنا ہوا کہ قید سے
رہا ہو گیا ہی شعلۂ جوالہ ساتھ ہین نمکحرامون نے نمکحرام کا ساتھ دیا یہ جو پکار کے
ببران نے کہا درۂ کوہ سے ایک چمک پیدا ہوئی ایک غول بڑے قد کا آنکھین مشل مشعل
کے چمکاتا ہوا سامنے آیا کہا کہ ای ببران نہ گھبرا نامنم غولان صحرانشین ببران نے
چاہا تھا کہ بھاگ کر درۂ کوہ مین گھس جاؤن کہ آواز آئی منم سکندر ثانی او نامرد تو یہ
کیا قصد کرتا ہے خبردار درۂ کوہ مین نہ جانا سکندر نے چھری کمر سے نکال کر پھینک ماری
سینے پر ببران کے پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری غولان نے جو لاشہ ببران کا دیکھا
ایک چیخ ماری آواز دی کہ ای سکندر غضب کیا عجب شخص کو مارا کہ جسکا مثل نہ تھا
خداوند بقراط نے خاص کر کے اسکو بھیجا تھا اور حکم دیدیا تھا کہ سکندر کا سر لیکر
آنا یہ کہ کے پھر چیخ ماری کئی ہزار غول درہ ہای کوہ سے نکلے سکندر پر حملے کرنے لگے
مگر سکندر ذی حشم تلوار کھینچے ہوے غول مین غولون کے لڑ رہا ہے کسی پر برق چمکادی کسی پر
شعلۂ آتش گرایا کسی کو تلوار سے قتل کیا کئی سو غول سکندر کے ہاتھ سے مارے گئے
غولان نے صدہا درخت گرائے مگر جو درخت گرا سکندر نے اشارہ کیا غول اُس مین
دبے کئی سو غول اس طرح دبکر مرے جب سکندر نعرہ کرتا ہے تو غول کانپ جاتے ہین اور
آپس مین کہتے ہین کہ سکندر بڑا صاحبِ اقبال ہے قید مین کیا کیا مصیبت اُٹھائی مگر موت
نہ آئی بعض کہتے ہین کہ یہ تو بقراط کے خون کا پیاسا ہے جب بقراط سے مقابلہ پڑے گا
اُس دن بقراط کو حال کھلے گا مگر ایک مادہ غول جست کر کے درۂ کوہ سے نکلی سکندر
کو دیکھ کر بلائین لینے لگی پکارتی تھی کہ ای شہنشاہ کنیز کو اپنے وصل سے شاد کیجیے مین یہ
نہ جانتی تھی کہ یہ آفت برپا ہو گی نظم

فصل گُل آتے ہی جوش آہ و شیون ہو گیا
چاک پھر میرا گریبان تا بہ دامن ہو گیا

سینہ عشق خال کے داغون سے گلخن ہو گیا
کیا مبارک تھا یہ دانہ جس سے خرمن ہو گیا

چھوڑا او دست جنون کیون طوق گردن ہو گیا
کیا گریبان بھی مرا اُس گُل کا دامن ہو گیا

حلہ جنت کفن میرا ہوا اے جرم پوش
روضہ رضوان تری رحمت سے مدفن ہو گیا

لے اُڑا تخت سلیمان کی طرح اک آن مین
کیا چھلاوہ اُس پری پیکر کا توسن ہو گیا

آتش ہجران سے خاکستر ہوے گلہاے داغ
سینہ سوزان مرا تصویر گلخن ہو گیا +

ضعف غم مین اسقدر بھاری ہوئی مجھپر بہار
پھول جو مین نے اُٹھایا سیکڑون من ہو گیا

اُس پری رو پر کیا جسدم گریبان گُل نے چاک
حُسن اُسپر پھٹ پڑا دہ چند جوبن ہو گیا

چھوڑ کر پردہ وہ بیٹھے تو نگاہ شوق نے
کی درارین اسقدر اُس مین کہ چلمن ہو گیا

سامنے میرے تری تصویر جب کھینچی گئی +
دل گداز ایسا ہوا میرا کہ روغن ہو گیا

آمد آمد شان ستاری کی تیری جب ہوئی
شامیانہ گور پر رحمت کا دامن ہو گیا

کچھ عجائب رنگ دکھلائے دورنگی نے تری
ہو گیا گلزار صحرا نجد گلشن ہو گیا +

ہو گئی لیلی کو بھی مجنون کے مرنے کی خبر +
ماتمی صف بچھ گئی سامان شیون ہو گیا +

اُسنے گلدستے جو رکھے میری تربت پر ہر بر +
خار غیرون کو ہوا گلزار مدفن ہو گیا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی سامنے سکندر کے آئی چاہا کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون از سرتاپا مثل زغال تمام جسم پر بال وہی گویا لباس ہو مگر جوش محبت مین بدحواس ہی جیسے ہی اِس نے ہاتھ بڑھایا سکندر نے کلائی تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ تڑاقے کی آواز ہوئی مادہ غول نے ایک چیخ ماری کہ کیسا معشوق سرکش ہی مجکو تمانچہ مارا اب مین مار ڈالونگی یہ کہکر چاہا لپٹ جاؤن سکندر ثانی نے بال سر کے تھامے تمانچہ سحر مارا کہ سر مادہ غول کا اُڑ گیا غولان نے جو دور سے دیکھا کہ میری زوجہ کو سکندر نے مارا چوبدست ہلاتا ہوا سامنے آیا کہا کہ اے سکندر تم نے غضب کیا کہ میری پہلو نشین کو مارا ایسی چوبدست لگاؤن کہ پیوند خاک کردون یہ کہکر چوبدست ماری سکندر نے تلوار سے چوبدست کو کاٹا وہی ہاتھ غولان پر لگایا غولان کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی غولان صحرا نشین کے سب غول بھاگے لاشہ غولان صحرا نشین مین ایک بونڈ گر کر

لپٹا اُڑا کر لاش کو لیچلا سکندر غولان کو مار کے پلٹے بہران کے لاشے پر کھڑے ہو کے
فرمایا کہ او نمک حرام تیرا یہ انجام ہوا ہمنے تجکو مرتبہ دیا تھا مگر تو ایسا نالائق تھا کہ جس کا یہ
انجام ہوا اس عرصے مین شعلۂ جوالہ بھی آکر پہونچی دیکھا کہ سکندر لڑائی کر فتح کر چکے
اب پلٹے ہین شعلہ جوالہ ساتھ ہوئی سکندر پلٹ کر اپنے مقام پر آئے داخل بارگاہ ہوے
مگر شعلہ فشان جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہو کہ لاشہ غولان صحرا نشین کا سامنے
آکر گرا زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ صاحبو سکندر بادشاہ سابق طلسم ہو اُس سے بچنا دشوار
ہی تم مین کوئی ایسا ہی کہ سکندر کو ہم تک نہ آنے دے میرے پاس اُسکا وزیر قید ہی
اُسی کی رہائی کو آتا ہی کیا کرون سیماب کو رہا کر کے روانہ کر دون ایک جادوگر ہی
کہ تہمتن صحرا گرد اُسکا نام ہی اپنے مقام سے یہ کہ کر اُٹھا کہ حضور آپ کیون گھبراتی ہین
مین جا کر سکندر کو روکے دیتا ہون کیا مجال ہی کہ جو یہان تک آسکے بعنایت خداوند
بقراط ثانی اُسی صحرا مین بھٹک کر رہین گے آگے نہ بڑھ سکین گے یہ کہ کر چلا یہان
سکندر ثانی نے کوچ کیا دن بھر منزل چلے شام کو پھر اُسی صحرا مین پہونچے سکندر نے
اُس جنگل کو دیکھ کر کہا کہ یارو یہ تو وہی صحرا ہی کہ جسمین سے کوچ کر کے گئے تھے اب
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر آیا اُسنے ہمکو روکا ہی شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ای شہریار اگر آپکا
حکم ہو تو اُس ساحر کو تلاش کرون یقین ہی کہ اسی صحرا مین ہوگا اُسنے حصار باندھا ہی
ہمکو اور آپ کو روکا ہی سکندر نے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ تم تکلیف نہ کرو مین
اُسکو گرفتار کر کے منگواتا ہون یہ کہ کر آواز دی کہ ای جستجوے صحرا نشین جسنے ہم کو روکا ہی
اُسکو گرفتار کر کے لاؤ ایک ساحر پہلوے صحرا سے پیدا ہوا ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا
کہ ای شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہی سکندر نے کہا کہ تمکو معلوم ہی کس ساحر نے ہمکو روکا ہی
جستجوے صحرا نشین نے عرض کی کہ ای شہنشاہ طلسم وہ کون ہی کہ جو اس طلسم مین رہتا ہی
اور اُسکو غلام نہین جانتا تہمتن صحرا گرد شعلہ فشان سے اجازت لیکر آیا ہی کہ مین
سکندر ثانی کو روکونگا یہ اُسی نے شعبدہ کیا ہی مین ابھی جا کر اُسکو لاتا ہون یہ کہ کر
چلا تہمتن پہلوے کوہ مین بیٹھا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای تہمتن چلو تمکو ہمارے

شہنشاہ نے بُلایا ہے یہ تمنے کیا شعبدہ کیا ہے کچھ تمکو خیال نہ آیا کہ شہنشاہ طلسم اپنے وزیر کو رہا کرنے جاتے ہین ایسا نہ ہو کہ اُنکو تکلیف پہونچے تمھارے بزرگون نے اُس سرکار کا نمک کھایا اور تمکو کچھ خیال نہ آیا یہ سُن کر تہمتن اپنے مقام سے اُٹھا اور چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن مگر جستجو نے ہاتھ تھام لیا اور کہا کہ کہان جاتے ہو اب تو تہمتن ناچار ہوا جستجو کے ساتھ چلا یہان سکندر صحرا مین ٹہل رہے ہین دمبدم آواز دیتے ہین کہ ای جستجو جلد گنہگار کو لاؤ کہ سامنے سے دیکھا جستجو ایک ساحر کا ہاتھ پکڑے ہوے لاتا ہے سکندر نے قریب آکر کہا کہ کیون تہمتن ہمارا راستہ روکا ہے کچھ تمکو نمکخواری قدیم کا خیال نہ آیا رنگ چہرے کا تہمتن کے متغیر ہوا گھبرا کر کہا کہ ای شہنشاہ طلسم مین ابھی راستہ کھولتا ہون شعلہ فشان جادو حضور کی بہت مشتاق ہے تدبیر کر رہی ہے کیا عجب ہے وزیر اعظم کے قتل کا بھی ارادہ کرے سکندر نے کہا کہ تم صحراے ریگستان مین جاؤ ہم سمجھ لین گے تہمتن بہت خوب کہکر ایک جانب بھاگا صحراے ریگستان مین پہونچا کہ وہان سواے ریت کے اور کچھ نہ تھا بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے تھے صحرا ویران اور سنسان تھا وہان تہمتن پہونچا جنگل مین پھرنے لگا آہ آہ کرتا تھا چاہتا تھا کہ اس سرحد سے نکلون مگر ممکن نہین جس طرف جاتا ہے وہی صحراے ریگستان پاتا ہے حیران ہے کہ مین کس بلا مین پھنسا دیکھیے یہانسے کیونکر رہائی ہو مین کیا جانتا تھا کہ اس بلا مین پھنسونگا ورنہ شاہ کو روکنے نہ آتا بادشاہ سابق طلسم ہے کون اُسکے حکم سے گردن تابی کر سکتا ہے تہمتن تو اس حال پر ملال مین ہے مگر سکندر نے کوچ کیا اُس صحرا سے نکلے دوسرے صحرا مین پہونچے وہ صحرا نہایت پُر بہار ہے ہر طرف گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا طائران نغمہ سرا بہ الحان تعریف ایزد منان مین مصروف ہین جنکے زمزمے یہ اشعار ظاہر کرتے ہین نظم

عقل حیران ہو گئی محو تماشا ہو گیا	کیا کہون اک لفظ کُن سے خلق کیا کیا ہو گیا
قادر مطلق اسی سے نام اُس کا ہو گیا	یہ اُسی پر ختم ہے جو امر چاہا ہو گیا
ذات احمدؐ سے عیان جلوہ احد کا ہو گیا	پردۂ کثرت مین وحدت کا تماشا ہو گیا

کیا کہون کسنی تجلی شان محبوبی مین کی — آپ کی صورت سے پیدا اُسکا جلوا ہو گیا
تھی ظہور نور حق کی آپ ہی سے ابتدا — آپ ہی پر خاتمہ پیغمبری کا ہو گیا +
جلوہ گر اُس نورِ حق کا جب ہوا اسمین خیال — دل ہمارا ہمسرِ عرشِ معلآ ہو گیا +
عاشقِ جانباز محبوبِ خدا کا ہی وہی — دل سے جو شیدا علئِ مرتضےٰ کا ہو گیا
نقش حبِ پنجتن ؑ ہی ثبت با نامِ خدا + — اسم اعظم کا مخمس دل پہ کندا ہو گیا
فرض ہمپر یہ نمازِ پنجگانہ جب ہوئی — پنجتن ؑ کی پیروی کا صاف ایما ہو گیا
آسمانِ لطفِ حق کے بُرج ہین بارہ امام — آفتابِ دین انھین سے اوج آرا ہو گیا
کی محبت چاردہ معصوم سے جسنے ہنر بر — مثل ماہِ چاردہ روشن دل اُسکا ہو گیا

سکندر نے دیکھا کہ شعلۂ جوالہ اُس صحرائے پُر بہار کو دیکھ کر مبہوت ہوئی کہا ای شہنشاہ مین آپ کے ساتھ نہ جاؤنگی اسی صحرا مین رہونگی سکندر نے شعلۂ جوالہ کے مُنھ پر ہاتھ پھیرا کہا کہ ای شعلۂ جوالہ اپنے ہوش مین آؤ ایسی باتین نکرو معلوم ہوتا ہی کوئی اور روکنے آیا یہ کہکر جستجو کا نام لیکر آواز دی وہ ہی ساحر سامنے حاضر ہوا کہا ای جستجو بڑھکر ذرا جستجو کرو دیکھو یہ صحرا کسنے پُر بہار کیا ہی ہر ایک گُل اور غنچے سے صورت تسخیر کی پیدا ہوتی ہی اُسکو ڈھونڈھ کر لاؤ گُل فروش جادو کہ اس صحرا کی حاکم ہی اُسنے یہ سحر کیا ہی ایک گوشۂ صحرا مین بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی کہ جستجو سامنے آکر پہونچا کہا کہ ای ملکہ گُل فروش چلو تمکو شہنشاہ بُلاتے ہین گل فروش نے کہا کہ مین شعلہ فشان جادو کی ملازم ہون مین ہرگز اُنکو نہین پہچانتی جستجو نے کہا کہ چلو مین اُنکو پہچنوا دون گُل فروش نے اُٹھکر جستجو کو کچھ پھول سُنگھائے جیسے ہی جستجو نے پھول سونگھے ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا ای گُل فروش جو حکم دو وہ بجالاؤن گُل فروش نے کہا کہ صحرائے ریگستان مین جاکر تہمتن سے ملاقات کرو یہ سنکر جستجو بھاگا اور تہمتن کے پاس پہونچا پُکار کر آواز دی ای تہمتن مین بھی آیا تہمتن نے کہا کہ کسکی تلاش مین آئے ہو جستجو نے کہا کہ مجکو ملکہ گُل فروش نے بھیجا ہی کہ تمہارے ہمدم رہین جہان تم بیٹھوگے وہین ہم بھی رہینگے تہمتن نے بہت غنیمت جانا جستجو و تہمتن ساتھ پھرنے لگے جب یہان عرصہ ہوا اور جستجو پلٹکر نہ آیا سکندر نے

ایک دستک دی کہ ای راز دار جادو جلد آؤ ایک جادوگر سکندر کے سامنے آیا اور
عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہی سکندر نے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو بلکہ خبر لاؤ کہ جستجو کو ہمنے
تلاش مین اُسکی بھیجا تھا کہ جسنے اس صحرا کو پُر بہار کیا ہی جستجو کہان گیا اگر پلٹ کر آتا تو خبر دیتا
کہ وہ ساحرہ نہین ملتی ہین اور تدبیر کرتا راز دار ہنسا کہا کہ ای شہریار گُل فروش جادو
اس صحرا کی حاکم ہی اُسی نے یہ ڈھکوسلہ کیا ہی جستجو اُسی صحرا مین جا کر پھنسا اُسنے اُسکو طرف
صحراے ریگستان کے روانہ کردیا وہ وہین پہونچا اور گُل فروش سامنے نخل ہی اُسکے سایے
مین بیٹھی سحر کر رہی ہی یہ سُن کر سکندر اُسی جانب چلے قریب گُل فروش کے پہونچے آواز دی کہ
بی گُل فروش صاحب میری تسلیم قبول ہو گُل فروش نے اُٹھ کر سلام کیا اور کہا کہ ای شہریار
مین شعلہ فشان کی ملازم ہون جو اُسنے حکم دیا وہ بجا لائی اور بیشک آپ کو روکون گی
سکندر نے قریب آکر اُف کہی تمام صحرا جلنے لگا غنچہ ہاے گل جل کر گرے نرگس شہلا نے اپنی
آنکھین بند کر لین سنبل نے بال پریشان کیے لالہ بادل داغدار یا تو کلاہ کج کیے ہوے تھا
یا مرجھا گیا اب تو گُل فروش گھبرائی سکندر نے کہا کہ ای گُل فروش روکو جہان تک
بن پڑے ہمکو نہ جانے دو گُل فروش نے اُٹھ کر ایک دو ہنتڑ مارا کہ آسمان پر ابر آیا سکندر
نے اشارہ کردیا کہ ابر بھی جلنے لگا تمام صحرا آتش بہار تھا گُل فروش اپنے مقام سے اُٹھی
چاہا کہ نکل جاؤن سکندر نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ صحراے ریگستان کی طرف جاؤ اور جستجو کو یہان
بھیجدو کہنا کہ تمکو شہنشاہ نے بُلایا ہی اگر ہمارے پاس آئیگا تو ہم تمہارا سحر اُتار دین گے
اُسکو ہوش آئیگا مطلب نکل جائیگا گُل فروش صحراے ریگستان کی طرف بھاگی بہار وغیرہ
غائب ہو گئی صحراے ریگستان مین پہونچی جستجو کے مُنہ پر ہاتھ پھیرا کہا ای جستجو جاؤ تمکو شاہ نے
یاد کیا ہی مین ہمدم شہمتن کی ہونگی مگر سکندر نے گُل فروش کو ہٹا کر کوچ کیا یہ خبر شعلہ فشان
کو پہونچی کہ گُل فروش سحر مین سکندر کے مبتلا ہو گئی سکندر آتے ہین شعلہ فشان نے کہا
کہ یارو کیا کرون کوئی صورت رُکنے کی سکندر کے نہین معلوم ہوتی بالاے قلعہ آکر بیٹھی
کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی شعلہ فشان دیکھنے لگی دیکھا کہ سکندر ثانی تخت پر
سوار زبرجد نامے وزیر دوم پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے شعلۂ جوالہ منتظم کل لشکر کی

انتظام کرتی ہوئی آتی ہو یہ معاملہ دیکھ کر شعلہ فشان گھبرائی ہزار ہا جادوگر گرد بیٹھے ہین شعلہ فشان نے کہا کہ صاحبو تم مین کوئی ایسا ہو کہ سکندر کو روکے اور لشکر کو اُن کے شکست دے ایک جادوگر فشار جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین جا کر روکتا ہون ستر اسی ہزار ساحر شعلہ فشان نے اُسکے ہمراہ کر دیے سکندر اُترے تھے کہ قلعے کا دروازہ کھلا فشار جادو مقابلے مین آکر اُترا ہرکارون نے سکندر کو خبر دی کہ فشار جادو حضور کے مقابلے کو آیا ہو سکندر ہنسے کہا کہ ای شعلۂ جوالہ یہ انقلاب فلکی ہو کہ ایسا حقیر جادوگر ہمارے مقابلے مین آئے اگر آئے تو دو جب فشار جادو اُتر چکا تو سکندر نے شعلۂ جوالہ کو حکم دیا کہ فشار کے پاس جاؤ یہ نامہ ہمارا دکھا دینا نامہ لیکر شعلۂ جوالہ چلی فشار جادو کو خبر پہونچی کہ ملکہ شعلۂ جوالہ بطور سفارت آتی ہین اسنے چند ساحرون کو حکم دیا کہ استقبال کر کے شعلۂ جوالہ کو لاؤ ساحر گئے شعلۂ جوالہ کا استقبال کر کے لائے جیسے ہی شعلۂ جوالہ سامنے آئی آتے کے ساتھ ہی مثل اہل اسلام کے سلام کیا فشار جادو نے قریب بُلایا شعلۂ جوالہ نے نامہ دیا نامہ پڑھتے ہی فشار مبہوت ہو گیا کہتا تھا کہ ای ملکۂ عالم نظم

ناحق یہ ترا غیظ مین آنا نہین اچھا +
اِی یار غریبون کا ستانا نہین اچھا +
مُنھ افعی گیسو کا لگانا نہین اچھا +
موذی کا بہت سر یہ چڑھانا نہین اچھا
کُشتون کے تمھارے ہین نشان رہنے دو اِنکو
قبرونکو شہیدون کی مٹانا نہین اچھا +
بر سو کی محبت ہی نہ کر ترک ملاقات +
آپس مین سخن رنج کے لانا نہین اچھا
پردے کو اُلٹ دین گے تمھین دیکھ ہی لینگے
مشتاقون سے مکھڑے کا چھپانا نہین اچھا
سوزِ غمِ ہجران سے کہین خاک نہ ہو جائے
اتنا دلِ عاشق کو جلانا نہین اچھا +
دل توڑ دیا سُنکے مرے غم کی کہانی +
منھ پھیر کے بُولے یہ فسانا نہین اچھا
ڈر سودے کے ہو جانیکا ہی جان کی جوکھم
محفل مین پریزاد کی جانا نہین اچھا
تفتیدہ دلون کی تمھین لازم ہی تسلی
جلتے ہین جو خود اُنکا جلانا نہین اچھا
نرگس کی نظر نرگسی آنکھون کو نہ ہو جائے
جادو کی طرح سِحر کو جانا نہین اچھا

بس روک لو شمشیر کو مریخ نہ ہو جاؤ	خونِ شہدا مین تو نہانا نہین اچھا
جو تیر نظر سے جگر و دل کو اُڑا دے	ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
زلفون سے محبت نہ ہو یہ اب کبھی کرنا	دل دیدہ و دانستہ پھنسانا نہین اچھا

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا فشار تخت سے اُٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین خدمت مین شاہ کی چلنے کو موجود ہون آپ نے کیون تکلیف فرمائی کسی کنیز کو بھیجدیا ہوتا فشار ملکہ شعلۂ جوالہ کے ساتھ چلا لشکر والون نے کہا کہ ہمکو کیا حکم ہوتا ہی کہا خدمت مین شعلہ فشان کی جاؤ ہم بھی آ دینگے راہ مین جسنے پوچھا اِسنے یہی جواب دیا کہ مین تو اب خدمت مین شاہ کی جاتا ہون جو ارشاد ہوگا وہ بجالاؤنگا یہ کہکر شعلۂ جوالہ کے ہمراہ چلا بارگاہ سکندر مین آیا سکندر کو جُھک کر سلام کیا سکندر نے کہا کہ او نمکحرام تو نے خوب ہمارا خیال کیا کہ ہمپر لشکرکشی کر کے آیا اب کیا چاہتا ہی فشار نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن وزیر اعظم آپ کا جو قید شعلہ فشان مین ہی اُسکو جاکر رہا کرلاؤن سکندر نے کہا کہ ای فشار اگر تم وزیر اعظم کو رہا کر لاؤ گے تو ہم تمھاری خطا معاف کر دینگے ورنہ تمکو پھونک دینگے فشار جادو چلا سکندر نے کہا کہ کسطرح جاؤ گے جرأت کو کام نہ فرمانا شعلہ فشان کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی تمکو گرفتار کریگی فشار نے کہا کہ مین مخفی ہو کر جاؤنگا نگہبانون کو بیہوش کر کے زندان سے اُسکی سوزن نکالونگا لڑائی پڑیگی مین بھی شریک جنگ ہونگا سکندر نے فشار کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا ہان یہ بات معقول ہی اگر بالاعلان جاؤ گے تو گرفتار ہو گے فشار جادو نے صورت تبدیل کی قلعہ مین آیا جس مقام پر قید خانہ تھا اور نگہبان بیٹھے تھے چھپ کر اُنپر سحر کیا وہ لوگ جھومنے لگے فشار گوشے سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ کیون یارو یہان کون قیدی ہی سب نے کہا کہ سیماب اکسیر مزاج وزیر بادشاہ طلسم یہان قید ہی فشار نے کہا کہ ہم اُسکا دیکھنا چاہتے ہین سب نے کہا کہ قیدخانے مین جائیے فشار جادو قید خانے مین آیا سیماب کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا دعائین مانگ رہا ہی عرض کرتا ہی کہ ای پروردگار میرا بادشاہ جو میری رہائی کی فکر مین آیا ہی مین اُس کی قدمبوسی حاصل کرون نظم

نیستت حاجت کہ باشد در خزانہ مال جمع	بلکہ کن در دار دولت مخزن اعمال جمع
بعد مرگت وارثان غارت بیک لحظہ کنند	انچہ کردی گنج سیم و زر بماہ و سال جمع
چون نداری در جہان یک لحظہ ہم امید زیست	چیست حاجت مال کردن بہر استقبال جمع
وقت رخصت بار تو ننہند بر دوش دگر	گر بود نزدیک تو موجود صد حمال جمع
کی بماند باوجود حیلہ و مکر و فریب +	مال در دست سخی و آب در غربال جمع +
چون سفر در پیش میداری تو بس دور و دراز	زاد رہ نزد تو می باید بہر یک حال جمع
ذوق و شوق حق درون سینہ دار و روز و شب	صاحب اخلاص و مرد اہل حال و قال جمع
ہندیارہ روز قیامت پیش حق حاضر شود	انچہ ز افعال تو گردد دفتر اعمال جمع +

یہ اشعار جو فشار نے سُنے قریب آکر کہا کہ ای برادر کیون گھبراتے ہو مین تمہین رہا کرنے آیا ہون شاہ نے تمھارے یاد کیا ہی فرمایا ہی کہ سیماب کو لاؤ ہماری صحبت مین سناٹا ہی یہ کہکر زبان سے وزیر کی سوزن نکالی وزیر نے قید کو توڑ کر پھینک دیا اور فشار کے ساتھ قید خانے سے نکلا لشکر نے جو دیکھا چارطرف سے گھیر لیا اور غلغلہ کیا کہ قیدی رہا ہو گیا جسنے سُنا اُس نے آکر گھیر لیا وزیر اعظم کو سکندر کے ہر چند کہ سالہا سال قید مین گذرے مگر جو کمال باطنی ہین وہ کہان جائین چند سنگریزے اُٹھا کر مارے کہ فوج پر پتھر برسنے لگے اِدھر سکندر ثانی کو خبر ہوئی کہ میرے وزیر نے رہائی پائی اُسی وقت چڑھ دوڑے اسوقت آکر پہونچے کہ سیماب گھرا ہوا ہی اور فشار لڑ رہا ہی جسپر گولہ مارا اُسکو تہ و بالا کر دیا کئی سو جوان فشار نے مار کر گرائے اور سیماب کے سحر سے پتھر برس رہے ہین جسپر پتھر گرا وہ کشتہ ہوا زیادہ ہلڑ جو ہوا شعلہ فشان کو خبر ہوئی قصر سے نکلی چالیس ہزار کنیزین اسکے ساتھ ہین خبر تو سُن چکی تھی کہ فشار جادو شریک ہو گیا اب جو نکل کر دیکھا تو دیکھا کہ فشار بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی جسپر جا پڑا اُسکو مار انہلکہ ڈال دیا ہی ساحر بھاگتے پھرتے ہین شعلہ فشان نعرہ کر کے گری فشار کو للکارا کہ او نمکحرام ہمنے کیا تجکو اس واسطے بھیجا تھا کہ تو نے آکر قیدی کو رہا کیا فشار جادو جوش مین شعلہ فشان پر جا پڑا شعلہ فشان نے ہاتھ پکڑ کر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر فشار کا اڑ گیا فشار کو مار کر

وزیر کی طرف چلی تھی کہ نعرہ ہوا منم سکندر ثانی اونمکحرام تونے غضب کیا کہ فشار کو مارا
میرا وزیر اعظم کہ کئی سال سے قید مین تھا اُسکے اب سحر کا کیا اعتبار ہی بہت مجبور و ناچار ہی
یہ کہکر سکندر نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چند طائر کاغذ کے نکالے وہ آسمان پر اُڑا دیے ہزارہا
طائر آسمان پر اُڑنے لگے وہ طائر ساحرون پر بیٹھنے لگے جسپر طائر بیٹھا وہ جل گیا ہزارون
کو طائرون نے جلایا شعلہ فشان نے جو طائر دیکھے ہوش اُڑگئے دستک دیکر آواز دی
کہ ای طاؤس زرین بال وای عقاب طائر دران طائرون کو لینا ایک طرف سے عقاب
پیدا ہوا اور ایک طرف سے ایک طاؤس آیا طائرون کو نگلنے لگے طائر اُنکو دیکھ کر بھاگتے
پھرتے ہین لیکن سکندر ثانی نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ طاؤس کو یہ زور ہی کہ طائرون کو برابر
نگلے جاتا ہی جس طائر پر منقار ماردی اُسکا سر پھٹ گیا سکندر نے ہاتھ چمکایا برق گرائی
کہ طاؤس کے دو ٹکڑے ہوے چاہا کہ عقاب کو بھی لون عقاب تڑپ کر بھاگا جاکر ایک درخت
پر پتون کی آڑ مین چھپا پتون مین سے ایک بچھو پیدا ہوا اُسنے عقاب پر ڈنک مارا
عقاب پانی ہوکر بہ گیا سکندر نے پکارکر آواز دی کہ ای شعلہ فشان بس عجائب و
غرائب دکھاچکین شعلہ فشان نے چاہا کہ بھاگ جاؤن سکندر نے للکارا کہ او نمکحرام
بھاگنے کا ارادہ رکھتی ہی یہ خیال نہ کیا کہ ہمارے شاہ تشریف لاتے ہین خدا طلسم کشا
کو سلامت رکھے اُنکی عنایت سے اگر بقراط نہ بھاگتا پھرے تو مجھے سکندر نہ کہنا مین
جانتا تھا کہ قید کا زمانہ پورا ہوا اب وقت زوال بقراط آگیا اور حکما جو حاکم رہے اُنکو
دعوی سلطنت رہا اس ملعون کو یہ غرور ہوا کہ دعوی خدائی کر بیٹھا اپنے کو سجدہ کرایا
خبردار بھاگنا نہین اگر جان کا خوف ہی تو اطاعت کر یہ کہکر آواز دی کہ ای خوشرو آؤ بی
شعلہ فشان کو لو کہ ایک طرف سے ایک جوان خوشرو نیمچہ ہاتھ مین لیے سپر کو چہرے کی
پناہ کیے ہوے بازوون پر تورتن گلے مین طوق سونے کا پڑا ہوا انگرکھا معقول پہنے کلاہ
ترچھی سر پر دیے آیا شعلہ فشان کو للکارا کہ ای جان جہان ذرا ادھر تو دیکھو مین بہت
بیقرار ہون شعلہ فشان نے جو نگاہ اُٹھائی ایک برچھی تھی کہ دل کے پار ہوگئی بڑی
بڑی آنکھین گردش کرتی ہوئی محبت جو نگاہ ڈالی شعلہ فشان گھبراکر پکارنے لگی کہ ای

راحت جان وای آرام دل مشتاقان مین خود تیری مشتاق ہون ذرا میرے قریب آ وہ جوان نعرہ کرکے چلا گئی جادوگرون کو قتل کیا ایک گوشے مین جاکر غائب ہوگیا ایسا معشوق پریچہرہ جو آنکھون سے غائب ہوا شعلہ نے ہر طرف دیکھا جب وہ صورت نہ دکھائی دی تو گھبراکر یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

حُسن روز افزون کی نیرنگی سے کیا کیا ہو گیا
ہان محبت چوگنی وان ناز دونا ہو گیا

پہلے صرف اک دل تڑپتا تھا یہ اب کیا ہو گیا
اُنکے آنے سے تو کل اعضا مین رعشا ہو گیا

مرتبہ یہ دیدۂ دیدار جو کا ہو گیا
طور منظور نظر ہونے کو سُرما ہو گیا

بیخودی نے اچھی صورت سے دیا مجکو فریب
صاف مجکو اپنے اوپر اُنکا دھوکا ہو گیا

نیلا پیلا دیکھ کر مجکو ہوا پھر سُرخ و زرد
کیا رقیب ای آفتابِ حُسن حربا ہو گیا

گردشِ گردون دون نے یہ ملایا خاک مین
ہر کس و ناکس کا مین نقشِ کفِ پا ہو گیا

یاد مین اُس بحرِ خوبی کی مین رویا اسقدر
بہتے بہتے چشمۂ چشم ایک دریا ہو گیا

باغ جنت سے ہمین دیتا ہی کیون واعظ فریب
کیا قدِ جانان سے بڑھ کر نخل طوبا ہو گیا

روح جب نکلی مری گھبرا کے وہ کہنے لگے
اِسکی بو کیا ہو گئی اس پھول کو کیا ہو گیا

آبدیدہ ہو کے کہتے ہین وہ مجکو میرے بعد
چلہنے والا خدائی مین وہ یکتا ہو گیا

چشم وحدت بین سے دیکھا جب ہو لیلی و قیس
ایک سا پیشِ نظر دونون کا نقشا ہو گیا

بعد مجنون خاک اُڑتی تھی مگر بہو نچے جو ہم
وہ جنون چمکا دو چند آبادصحرا ہو گیا

جب چلا وہ فتنۂ محشر قیامت آگئی
جسطرف رکھا قدم اک حشر برپا ہو گیا

دیکھنا جس پر پڑا اُس ترک کا تیر نظر
تھام کر دل دونون ہاتھونسے وہ دُہرا ہو گیا

دست بستہ اب مضامین کیون نہ حاضر ہون نہ بر
کشورستانِ سخن مین دخل اپنا ہو گیا

سکندر ثانی نے پکار کر آواز دی کہ اری کیون دیوانی ہوئی ہی دیکھ تیرا معشوق میرے پاس ہی شعلہ فشان نے گریبان چاک کیا ہی یا تو دیوانہ وار اشعار پڑھتی تھی پلٹ کے دیکھا کہ سکندر نے اُسی معشوق کو پکڑا ہی اور خنجر سے اُسکا گلا کاٹا چاہتا ہی بیتاب ہوکر چلائی کہ ای سکندر مین اطاعت کرتی ہون مگر اس بھولے معشوق کو قتل نہ کر نا اُس جوانے

پلٹ کر آواز دی کہ ای جان جہان تمھارے جرم عشق مین ہم گرفتار ہوے اور قتل ہوتے ہین ہمارے بعد زندگی کروگی شعلہ فشان نے یہ سنکر تلوار کھینچی گلے پر اپنے رکھ کر کہا ای سکندر اسکو چھوڑ دے ورنہ مین اپنا گلا کاٹتی ہون سکندر کب مانتے ہین گلے پر اُس نوجوان کے خنجر پھیر دیا اور خون اُسکا چلو مین لیکر شعلہ فشان کی طرف پھینکا شعلہ فشان نے اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لیا وزیر نے بڑھ کر سکندر کے ہاتھ چوم لیے کہا ای شہنشاہ کیا خوب سحر کیا ہی یہ عجائب و غرائب کے کون سحر کرتا ہی شعلہ فشان کو کس تدبیر سے قتل کیا مرتے ہی شعلہ فشان کے ساحرون نے فریاد کی کہ ہماری ملکۂ عالم قتل ہوگئین اب کسکے بھروسے پر لڑین سب افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے سکندر کے آئے وزیر نے سب کو قدمون پر گرایا کہا حضور یہ بیچارے کیا کرین جو افسر نے کہا اُس کے یہ سب پابند ہوے اور یہ لوگ سحر مین شعلہ فشان کے بھی تھے اب سکندر نے اُن سب کے ہاتھ کھولے قلعۂ آتش فشان پر قبضہ کیا کہا کہ ای وزیر اعظم یہ ملک ہمنے تمکو دیا سیماب نے کہا کہ مین تو ہمراہ رکاب رہونگا اپنی جانب سے ناظم مقرر کیا سکندر نے بعد کئی دن کے قلعۂ آتش فشان سے کوچ کیا جن جن مقامون پر ملازمان شاہی قید تھے جسنے مقابلہ کیا وہ سکندر کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعض نے جو آمد کی خبر سُنی آکر شریک ہوے قدمون کو بوسہ دیا اس طرح سکندر تسخیر کرتے ہوے چلے دریافت کرتے ہوے کہ نور الدہر کس مقام پر ہین آخر خبر ملی کہ ہفت دربند پر مقابلے پڑے ہین تیسرا دربند فتح ہوگیا چوتھے پر کوچ کیا ہی نور الدہر جیسے ہی تیسرے دربند سے ایک صحرا مین آکر اُترے ہین کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے خبر دی کہ سکندر آتے ہین تین لاکھ ساحر ہمراہ ہین نور الدہر خود بارگاہ سے نکل آئے بیرون لشکر آکر کھڑے ہوے سکندر نے جو تخت پر سے طلسم کشا کو دیکھا وزرا سے کہا کہ دیکھو صاحبو یہ طلسم کشا ہین جیسے اور ملازم ہین ویسے ہین بھی ایک ادنے تابعدار ہون مگر یہ سرفرازی و بندہ نوازی دیکھو کہ برائے استقبال تشریف لائے ہین یہ کہکر سکندر تخت سے کود اہردو وزرا کو لاکر قدمون پر گرایا عرض کی کہ ای شہریار یہ دونون وزیر خیر خواہان دولت ہین لاکھ لاکھ

انکو بقراط نے ڈرایا دھمکایا قتل کا ارادہ کیا مگر یہ میری محبت کا دم بھرا کیے آخر قید
سخت اُٹھائی پھر مین انکی رہائی کو کیونکر نہ جاتا نورالدہر نے دونون کو گلے سے لگایا
اور فرمایا کہ خیر خواہ ایسے ہی ہوتے ہین جو تمنے جانبازی کی وہ کسی سے نہ ہوتی سکندر
کو تخت پر سوار کیا در بند چہارم پر چلے کہ وہانکی حاکم سیماے گلگون پوش ہی ہرکارون
نے اُسکو خبر پہونچائی کہ طلسم کشا آتے ہین اور بادشاہ سابق یعنی سکندر ثانی بھی ہمراہ ہین
سیما یہ خبر سُنکے گھبرا گئی مگر رفقاے عرض کی کہ حضور نہ گھبرائین ہم لوگ نکل کر مقابلہ کرین گے
جب سامان شکست دکھائی دے تو شریک ہو جائیے گا سیما نے کہا کہ سواے شکست کے
فتح کہان سکندر ایسا بادشاہ ساتھ ہی دربندون کو فتح کرا کے آیا ہی اور یقین ہی کہ تحفے
بھی لیے ہون اگر تم سب کی صلاح ہو تو مین نکل کر شریک ہو جاؤن مکر سے کام کرون شاید
کوئی مطلب نکلے سب نے عرض کی کہ جیسا مناسب وقت ہو وہ کیجیے سیما نے کئی سو کشتیان
جواہرات کی ہمراہ لین تاج اُتار ڈالا سر برہنہ ہو کر سکندر کی طرف چلی یہان سکندر اپنی
بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی سیماے گلگون پوش اصلاح کے ارادہ
سے آتی ہی سکندر ارادۂ اصلی سمجھ گیا وزراسے کہا کہ یہ مکارہ بارادۂ مکر و فریب آتی ہی
لیکن جو اسکو بارگاہ مین جگہ نہ دون تو طلسم کشا کے خلاف ہوگا اُنکے مذہب کا یہی طریقہ ہی
کہ جو امان مانگے اُسکو امان دو ای زبرجد جادو استقبال کر کے لاؤ مگر ہمارے یہان
سر برہنہ نہ آئے تاج پہنا دینا زبرجد اُٹھ کر براے استقبال چلا راہ مین سیما سے ملاقات کی
سیما نے کہا کہ ای زبرجد ہماری خطا معاف کرانا ہرچند کہ ہمسے نمک حرامی سرزد ہوئی
مگر بقراط کا ایسا دباؤ تھا کہ کچھ بن نہ پڑتا تھا آخر یہی بن پڑا کہ خدمت مین اُسکی گئی اب سُنا
کہ شاہ آتے ہین مین براے خدمتگزاری حاضر ہوئی زبرجد بھی ہان ہان کرتا ہی تاج
سر پر پہنایا سیما تاج نہ پہنتی تھی کہتی تھی کہ مین کنیزون مین شاہ کی ملکر رہونگی اور
اب سلطنت ترک کی زبرجد نے کہا کہ ای سیما اسقدر نہ گھبراؤ شاہ بہت رحم دل ہی تمہاری
خطا فوراً معاف کر دیگا زبرجد سیما کو سمجھا کر دربار سکندر مین لایا رعب و داب طلسم کشا
دیکھ کر کانپنے لگی دیکھا کہ تخت پر سکندر بیٹھے ہین دنگل پر نورالدہر جلوہ فرما ہین جلد افسر

جمع ہین دربار سرداروں سے معمور ہی سیمانے آکر نورالدہر کے قدمون کو بوسہ دیا بادشاہ کے سامنے کشتیان جواہرات کی پیش کین سکندر نے کہا کہ اے سیما ہین تمھارے حال دل سے بخوبی آگاہ ہون لیکن پرورش سرکاری کا کیا جواب دین ہمارے آقا کا قانون ہی کہ جو آوے اُسکو امان دو کسی سے مُنھ نہ پھیرو اور کسی کا دل نہ دکھاؤ یہ عنایت پروردگار چار سو افسر دربار مین بیٹھے ہین سب نام پر اپنے آقا کے جان دیتے ہین دیکھو کیسے شادان و فرحان بیٹھے ہین سیمانے ہاتھ باندھکر عرض کی کنیز بدل تا بعدار ہی آئندہ جو مرضی مبارک نورالدہر نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا سیما کو جگہ ملی یہ ایک کرسی پر بیٹھی سردارون نے نورالدہر سے عرض کی کہ اگر آج مناسب ہو تو دربند چہارم کے تسخیر کی خوشی کیجیے وہانکی حاکم آکر ملی خواجہ کو گانے کا حکم دیجیے نورالدہر نے خواجہ سے کہا کہ خواجہ کچھ گاؤ خواجہ بہت خوب کہکر بیچ محفل مین آئے اور زنبیل سے نَے نکالی اور نئے طور سے یہ غزل عاشقانہ گانے لگے

نظم

مہربان مجھپہ ہوا ہی مہ انور میرا + آج تقدیر سے چمکا ہی مقدر میرا +
واہ رے حُسن کی تاثیر پری بن کے پھرا + لے گیا تھا جو خطِ شوق کبوتر میرا +
گالیان آپ نے دین ہمکو بھری محفل مین + ہی فساد آپ کا بتلائیے یا شر میرا
غیر کو بوسے عنایت ہون یہ قسمت اُسکی + گالیان ملتی ہین مجکو یہ مقدر میرا +
مین وہ بلبل ہون کہ صیاد کا دل دُکھتا ہی + ٹوٹ جاتا ہی قفس مین جو کوئی پر میرا +
بوسے دینے کو جو بڑھکر وہ رُکے شرم سے آہ + رہگیا کیسا تڑپ کر دلِ مضطر میرا +
ہی کہین اور تلاشِ دلِ سرگشتہ عبث + کوچۂ زلف مین رہتا ہی وہ خودسر میرا
اُسکو ہاتھ آئنہ آیا دلِ روشن مجکو + بڑھ گیا بخت سکندر سے مقدر میرا
آنکھ ہی اشک کی جا خونِ جگر سے مملو + مَے گلرنگ سے لبریز ہی ساغر میرا +
گو بکو کسلیے مین ٹھوکرین کھاتا پھرتا + ہاے قابو مین جو ہوتا دلِ مضطر میرا
درد آمیز ہی کیا نالۂ مرغانِ قفس + سُنکے بھر آتا ہی صیاد دل اکثر میرا
دیکھ لے تا نہ خطِ شوق کا مضمون کوئی + لے گیا نامہ کلیجے مین کبوتر میرا +

جسطرف چاہتی ہی پھینک دیا کرتی ہی	گل کی بازی ہی صبا کو تنِ لاغر میرا
ہی تمنا یہ کہ تا دورِ مہ و مہر ہنر بر +	سایہ گستر رہے سر پہ مرے اختر میرا

مگر سیمانے لوگون سے پوچھا کہ یہ گانے والا کون شخص ہی مربع نشین نے بیان کیا کہ یہ قاتل
دمامہ و مشمش ہین مشمش کو جا کر دریاے قلزم مین مارا اِنھین کی ذات سے طلسم کشا کو
بڑے زور ہین سیما کے خیال مین گذرا کہ اگر یہ شخص قتل ہو جائے تو طلسم کشا کو بڑا صدمہ
پہونچے یہ سوچ کر خاموش ہو رہی خواجہ نے تیور سیما کے دیکھے سمجھے کہ یہ میری فکر مین ہی
مگر سیما جو اپنی بارگاہ مین آئی چند ملازم اسکے ساتھ ہین دو پہر رات گئے اپنے مقام سے
اُٹھی پہلے بارگاہ مین پھری پھر درِ خیمۂ خواجہ عمرو پر آئی پردہ اُٹھا کے دیکھا کہ عمرو
پلنگ پر سو رہا ہی اِسنے بڑھ کر سحر کیا خواجہ سوتے تھے اور زیادہ بیہوش ہوے سیما
نے بڑھ کر خواجہ کو اُٹھا لیا اُٹھا کر لے چلی طلائے کی گشت پر مربع نشین تھی اِسنے دیکھا
کہ سیما خواجہ کے خیمے سے نکلی ہی اور کسی کو ہاتھ پر اُٹھائے ہوے ہی مربع نشین سمجھی
کہ خواجہ کو پشتارے مین لیے جاتی ہی سوچی کہ اسپر کوئی شعبدہ کرون سحر کر کے عمرو کو
پشتارے سے نکال لیا اور بچہ خوک صحرائی پشتارے مین چھوڑ دیا خواجہ کو نکال کر
اُنکے خیمے مین لائی سیما جو روانہ ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی سب سردار دوڑے اور پوچھا
ملکۂ عالم کسکو لائین سیمانے کہا کہ اُس شخص کو لائی کہ جسکی وجہ سے لشکر خالی ہو گیا لشکر مین
اہلِ اسلام کے کوئی اسکا نظیر نہین ہی مشمش و دمامہ اسی شخص کے ہاتھ سے مارے گئے
سردارون نے مسند بچھائی سیما آکر بیٹھی پشتارہ سامنے رکھدیا سردارون نے کہا
پشتارہ کھولیے اب جو پشتارہ کھولا بچۂ خوک صحرائی اُچھلنے لگا سردارون نے عرض کی
کہ حضور یہ کیا لائین سیما حیران ہو گئی بغور جو دیکھا تو پیشانی پر بچۂ خوک کی تحریر ہی صاف
صاف تقریر ہی کہ منم مربع نشین ادنکاتہ تو نے چاہا تھا کہ لشکر کو بیچراغ کردے مین نے
خواجہ کو نکال لیا تیرے واسطے یہ تحفہ بھیجا ہی کہ تو اسی کے لائق ہی یہ نوشتہ دیکھ کر
سیما بہت گھبرائی جی مین کہتی ہی کہ اب اگر جاؤنگی تو گرفتار ہو جاؤنگی سیما تو اس انتشار
مین ہی لیکن مربع نشین خواجہ کو لیکر اُنکے خیمے سے اپنی بارگاہ مین آئی خواجہ عمرو کو

ہوشیار کیا عمرو کی جو آنکھ کھلی مربع نشین کو سرہانے پایا گھبرا کر پوچھا ای مربع نشین
مجھے یہان کون لایا مربع نشین نے عرض کی کہ آپ کو سیما لے چلی تھی مین شعبدہ کر کے
نکال لائی بچۂ خوک اُسکے پشتارے مین رکھدیا خواجہ نے کہا کہ مین خود اُسکی بارگاہ مین
جاتا ہون مربع نشین نے کہا کہ طلسم کشا سے اطلاع کر دیجیے خواجہ نے کہا کہ اگر نور الدہر
سے ذکر کرونگا تو میرا جانا مشہور ہو جائیگا اور سیما بڑی ہوشیار ساحرہ ہی مگر اسد مالک
ہی یہ کہکر خواجہ نے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے اور سیما کی بارگاہ کی طرف چلے یہان
سیما نے بعد نکالنے بچۂ خوک کے کہا کہ صاحبو یقین ہی کہ وہ ساربان زادہ میری فکر مین آئے
یہ کہکر دستک دی اور آواز دی کہ ای نہنگال اُسکی فکر رکھنا یہ کہکر خاموش ہو رہی
کہ خواجہ ایک ساحر کی شکل بنکر بارگاہ مین آئے آکر سیما کو سلام کیا کہا کہ ای ملکۂ عالم
ایک بات پوچھتا ہون سچ سچ بتائیے گا جیسے ہی عمرو نے یہ کہا سیما سمجھ گئی کہ عمرو عیار
ہی اور سحر نے بھی اسکو خبر دی تھی کہ عمرو بارگاہ مین آیا اِسنے دیکھکر آواز دی کہ ای شخص
تو کیون پوچھتا ہی تجھے اِن جھگڑون سے کیا مطلب ہی عمرو نے کہا کہ دیکھیے پشت پر آپ کی
جو ساحر بیٹھا ہی وہ کیا بنا رہا ہی جیسے ہی سیما پلٹی عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارے سیما نے اُف
کہی حلقہ ہاے کمند جل گئے خواجہ عمرو کود کر بھاگے سیما نے کہا کہ او ساربان زادے کہان
جائیگا خواجہ تو بھاگے سیما خود چلی اِسنے کہا کہ مین بدون عمرو کے گرفتار کیے نہ پلٹونگی
خواجہ لشکر سے نکل کر ایک نخل کی آڑ مین آکر چھپے کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا شاخ نخل پر بیٹھا
شاخ نخل جو جھکی عمرو سمجھ گیا کہ وہ ہی ساحرہ ہی خواجہ نے پھندہ موے دُم اسپ کا نکالا
اور ایک لکڑی مین اُسکو لگایا قریب طائر کے لیجا کر پھندہ مارا اتفاقاً وہ پھندہ گردن مین تو
نہ پڑا لیکن پانون طائر کا پھنسا خواجہ نے جھٹکا مارا طائر گرا مگر تڑپنے لگا خواجہ چاہتے ہین
گرفتار کرون طائر تڑپ رہا ہی قبضے مین نہین آتا کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ اب کہان
جائیگا او ساربان زادے تو نے غضب کیا ہماری مالک کو پھنسایا ہی خواجہ نے دیکھا کہ صحرا
سے ایک ساحر بڑے قد و قامت کا پیدا ہوا اور اِتنے ہی سحر کیا کہ کمند کٹی جھپٹ کر عمرو کو
گرفتار کر لیا سیما نے کہا کہ ای بابند صحرائی مین چلتی ہون تو اسے لیکر آنا کہ دربار مین

تیرا نام ہو مین سب ساحرون سے تیری تعریف کرونگی کہ بلند صحرائی نے میری جان بچائی خوب وقت پر پہونچا یہ کہکر سیما تو اُڑتی ہوئی چلی مگر بلند صحرائی نے خواجہ سے کہا کہ او سار بان زادے چل تجکو اس حال سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجکو ترس نہ آئے خواجہ رونے لگے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران کوئی ایسی تدبیر کرو کہ میری جان بچے بلند نے کہا کہ خواجہ تمھاری بدعتون کے شہرے مین سیما قسم کھاکے گئی ہی کہ فوراً قتل کرونگی اُسکو کون منع کرے خواجہ نے کہا کہ میرے پاس کچھ روپیہ ہی وہ تمہین لے لو مگر میرا تیجہ کرا دینا اگر اسکے خلاف کیا تو میری روح تڑپے گی اور ہمیشہ تمکو صدمہ پہونچائیگی جنگل کا رہنے والا روپئے کا نام سُنکر گھبرا گیا کہا کہ ای شہنشاہ عیاران جو وعدہ کروگے اُسے پورا کرونگا خواجہ نے پوٹلی نکالکر دی اور کہا اِسمین دوسو روپیہ ہین گن لو نصف تم لینا اور نصف میری نذر و نیاز مین لگانا بلند صحرائی نے جو اُس پوٹلی کو کھولا پوٹلی سے بیہوشی اُڑی بلند صحرائی بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک ہوا بلند صحرائی کو مار کر لباس اُتارنے لگے بھائی اسکا سمند صحرا نشین جنگل مین بیٹھا تھا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من بلند صحرا نشین یہ آواز سُنکر گھبرا گیا اپنے مقام سے چلا ایک اسپ پری وش بنکر ساز و یراق جواہر سے آراستہ ہوکر سامنے خواجہ کے آیا خواجہ نے جو اسطرح کا مرکب دیکھا مُنھ مین پانی بھر آیا جی مین کہتے ہین کیا عمدہ مرکب ہی اسکو امیر کے ہاتھ بیچ لونگا یہ سوچکر ہاتھ اسکی طرف بڑھایا وہ گھوڑا قریب آیا خواجہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ہیکل اُتاری وہ ہیکل سونے کی تھی جواہرات کے اُسپر نگینے تھے مرکب نے جو دیکھا کہ اِسنے میری ہیکل اُتاری طرارہ بھرکر خواجہ کو گھبرا اور چرخ مارنے لگا بیچ مین خواجہ اور گرد گھوڑا دوڑ رہا ہی خواجہ چاہتے ہین کہ اسکے دورے سے نکلون مگر نکل نہین سکتے اس تیزی سے دوڑ رہا ہی کہ حلقہ باندھ دیا ہی خواجہ نے جب دیکھا کہ یہ مرکب کسی طور سے اپنے دورے سے نکلنے نہین دیتا گھبرا گئے قضائے کار بہتر برق فرنگی کا اُس صحرا مین گذر ہوا دور سے دیکھا کہ اُستاد دالانتراد ایک مرکب کے دورے مین پھنسے ہین قریب آکر حقۂ آتشبازی مارا گھوڑے کا

منھ جلنے لگا گھوڑا پیچھے ہٹا خواجہ اُسکے دَورے سے نکلے برق نے دو تین حقہ آتشبازی اور
مارے گھوڑا جلتا ہوا صحرا مین گھُس گیا برق نے قریب آکر کہا کہ اُستاد آپ نے دیکھا کہ
مین نے کس طور سے اُسکو بھگا دیا خواجہ نے کہا کہ احمق مین چاہتا تھا کہ اس مرکب کا
اسباب لون تو نے کیا کمال کیا کہ اُسکو بھگا دیا یہ ترکیب کیا مین نہ جانتا تھا تم میرے
نقصان کے ساتھی ہوے مین چاہتا تو پہلے ہی نکل جاتا تمنے میرا سراسر نقصان کیا اور پھر
اُسپر ناز کرتے ہو جاؤ دفع ہو اب سامنے نہ آنا برق تو ایک جانب روانہ ہوا عمرو
اُس مرکب کی تلاش مین اُسی صحرا مین پھر رہے ہین کہ جنگل سے شیہہ مرکب کی آواز آئی
خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک چابک سوار کی صورت بنکر تیار ہوے سامنے
پہونچے دیکھا کہ وہ مرکب ایک نخل کے نیچے بیٹھا ہی آگ زین کی بجھا رہا ہی خواجہ عمرو نے
قریب آکر ایک گولی زنبیل سے نکالی وہ گولی جو مرکب کو دکھائی مرکب مُنھ پھیلا کے دوڑا
ہاتھ کے اوپر سے وہ گولی کھا گیا اب تو خواجہ کے پیچھے پیچھے چلا خواجہ چمکارتے ہوے اُسکے
قریب آئے حلقہ ہاے کمند مارے گھوڑا گرا خنجر مارا گھوڑے کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اِدھر تو
مرکب مرا اُدھر ایک غبار بلند ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سمند جادو بود خواجہ
نے زیور اُتار لیا لباس بھی اُتارا سمجھے کہ یہ جادوگر تھا میری فکر مین آیا تھا مگر سیما جو اپنی
بارگاہ مین آئی انتظار کر رہی ہی کہ بلند صحرائی قید لیکر نہین آیا چند کنیزدن کو بھیجا کہ
جاکر خبر لاؤ فلان صحرا مین جاؤ کنیزین گئین بعد تھوڑی دیر کے واپس آئین اور عرض کی
کہ بلند اور سمند دونون مارے گئے جنگل مین اُنکے لاشے پڑے ہین لباس تک کسی کے جسم
مین نہین ہی یہ سُن کر سیما بہت گھبرائی اپنے مقام سے اُٹھی کہ مردہ ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا
کہ ای ملکۂ عالم میرے ساتھ چلیے تو مین بتا دون کہ ساربان زادہ فلان مقام پر بیٹھا ہی
سیما نے کہا کہ تو کیا جانے مردہے نے کہا کہ مین آتا تھا اُس نے سمند کو مارا مین اُسکے پیچھے
پیچھے آیا آپ کے لشکر کے کنارے پر ایک نخل کے سائے مین چھپا ہی مین نے کہا کہ ملکۂ عالم
سے جاکر خبر کردون ملکۂ عالم گرفتار کرین گی یہ سُن کر سیما ساتھ ہوئی مردہ لشکر سے نکالکر
کنارے لایا کہا کہ حضور دیکھیے وہ عمرو نخل کی آڑ مین کنارے بیٹھا ہی سیما نے بغور دیکھا

کچھ معلوم نہ ہوا حیران ہوکر کہا کہ مجکو کچھ معلوم نہین ہوتا مردے نے کہا کہ حضور گولہ مارین
اور گیری کی آواز دین وہ گرفتار نہ ہوجائیگا چل کر پکڑ لین گے سیما نے گولہ جو مارا خواجہ
مردہ بنے پڑے تھے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے رکھ کے جھٹکا مارا کہ سیما منھ کے بھل
زمین پر گری خواجہ نے دوسرے ہاتھ سے حباب ماردیا کہ سیما بیہوش ہوئی خواجہ نے
زبان مین سوزن دیکر پشتارہ باندھا اور زنبیل کرلیا سیما کی بارگاہ کی طرف سے چلے جب بارگاہ
کے قریب پہونچے رنگ و روغن عیاری کا لگاکر بشکل سیما بنے بارگاہ مین آئے
خزانہ دار کو بلایا کہا کہ جواہرات کے صندوقچے لاؤ صندوقچے آتے جاتے ہین خواجہ عمرو
زنبیل کررہے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی منم مہبوت آدمخوار او ساربان زادے
تونے بڑی بدعت مچائی ہے خواجہ نے جو یہ آواز سُنی تخت سے کودکر بھاگے گلیم اُتار کے
کاندھے پر لائے تھے کہ اُس ساحر نے گیر کی آواز دی خواجہ کے پانون زمین نے تھامے
مگر گلیم اوڑھلی وہ جادوگر کہتا ہے یارو عمرو سامنے سے غائب ہوگیا مجال ہے کہ میرے
سحر نے تاثیر نہ کی ہو ساحر کہتے ہین کہ اے مہبوت اگر عمرو گرفتار سحر ہوتا تو کہان جاتا
سارا میدان صاف پڑا ہے چند کس نیزے اور تلوارین لیکر ہلانے لگے خواجہ عمرو خم
ہوجاتے ہین یون اپنے کو بچاتے ہین گھڑی بھر کامل سب نے نیزے اور تلوارین ہلائین
مگر عمرو کا پتہ نہ لگا مہبوت نے جھلا کر کہا کہ او عمرو تیرے کمال مجھپر ظاہر ہین تجھکو نہین معلوم
مین عنظلی آباد کا رہنے والا ہون سب تیرے فریب دیکھ چکا ہون تو نے گلیم اوڑھلی
ہے مگر وہ سحر کرون کہ تیری جان کو صدمہ ہو یہ بخوبی جانتا ہون کہ تو اسی مقام پر ہے نظر
نہین آتا ہے اپنے کو ظاہر کردے سب نے کہا کہ اے مہبوت جب ہی ہم تمہارا کمال
جانین کہ اُسکو ظاہر کردو مہبوت نے کہا کہ دیکھو ابھی ظاہر کرتا ہون مہبوت نے سحر کیا کہ زمین
پانون مسلنے لگی خواجہ کو یقین ہوا کہ ہڈیان ٹوٹ جائین گی صدمۂ عظیم پہونچا گھبرا کر پکار
اُٹھے کہ اے شہنشاہ ساحران بس اب زیادہ صدمہ نہ دو مین اسی مقام پر موجود ہون
یہ جو عمرو نے کہا جادوگر مہبوت کی تعریفین کرنے لگے کہتے تھے کہ اے وزیر اعظم سیما تم اس
سلطنت کے ہو مہبوت نے پکار کر آواز دی کہ اے خواجہ عمرو اپنے کو خاک مرکز مین تھم

وعدہ کرتا ہون کہ چھوڑ دونگا خواجہ تو ناچار ہو رہے تھے اتنا جو مبہوت نے کہا خواجہ
نے گلیم سر سے اُتاری سب نے دیکھا کہ اُسی مقام پر کھڑے ہین مبہوت نے ہاتھ پکڑ لیا کہا
کہ خواجہ سیما کو دو ہماری شاہزادی کیا کرتی ہوگی عمرو نے کہا کہ چولھا پھوک رہی ہین
مین تو نہ دونگا مبہوت نے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھی کہا خواجہ مار ڈالون گا زندہ نہ چھوڑونگا
خواجہ نے کہا کہ تلوار کھینچو پہلے اُسی کا سر کٹے گا مبہوت نے ہاتھ روک لیا اور ایک
رقعہ لکھکر کہا کہ یہانسے سامنے پانچ کوس پر قلعۂ آتش حصار ہی شعلہ بار جادو وہان کا
حاکم ہی اُسکو جا کر یہ نامہ دو اس رقعے مین سب کچھ لکھا ہی وہ تمھین روپیہ بھی دیگا اور سیما
لویگا خواجہ نے مبہوت سے رقعہ لیا بموجب نشان کے چلے قلعہ سے نکلکر باہین پر راستہ
لیا پانچ کوس پر آکر دیکھا کہ ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ ہی برجون پر آگ جل رہی ہی عمرو
گوشے مین ٹھہرے ایک جادوگر جو اُس طرف آیا اُس سے رقعہ پڑھوایا اُسمین بخط طلسم لکھا تھا
کہ ای شعلہ بار جادو عمرو کو قید کر لینا ملکہ سیما شاہزادی کو اُس سے لینا خواجہ نے جو یہ
مضمون سُنا گوشے مین آکر سیما کو زنبیل سے نکالکر ایک درخت سے باندھا ہوشیار کیا
تازیانہ حضرت اسحق کا مارنا شروع کیا بوٹیان اُڑنے لگین سیما نے بلک کے کہا کہ
خواجہ مین نے کیا خطا کی جو اسقدر مجھے صدمہ دیتے ہو خواجہ نے کہا کہ دیکھو تمھارے
معین نے خط مین کیا لکھ دیا مین نے ابھی پڑھوایا تھا اگر تمھین اپنی زندگی منظور رہی تو اور
رقعہ لکھو ورنہ مین قلعے مین نہ جاؤنگا کوڑے مار مار کے مار ڈالونگا سیما ناچار ہوئی
رقعے مین لکھا کہ ای شعلہ بار عمرو رقعہ میرا لیکر آتا ہی اُسکو کوئی صدمہ نہ پہونچانا روپیہ
دیکر مجکو لینا مین قید مین بہت پریشان ہون وہ بدعت قید مین مجھپر ہی کہ یقین ہی تڑپ کر
مرجاؤن اُسکے نیچے اپنا نام لکھا عمرو نے رقعہ ہاتھ مین لیا اور سیما کو نذر زنبیل کر لیا اور
قلعے کے اندر آئے قلعے مین آکر سرباز ار کھڑے ہوئے اور رقعہ ہاتھ مین لیکر آواز دی
کہ شعلہ بار کو خبر کرو خادمون نے جا کر شعلہ بار کو خبر کی شعلہ بار تخت پر سوار ہو کے
آیا رقعہ دیکھکر کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری ملکہ سیما کو ہمین دیدیجیے جتنا روپیہ مانگیے
وہ دین خواجہ نے کہا کہ تم اپنا اختیار بیان کرو کہ کسقدر دے سکتے ہو شعلہ بار نے کہا

کہ ہمارے یہان خزانہ ہی اُسمین کرورہا روپیہ بھرا ہی ہم ملکہ سیما کے خزانہ دارہین خراج
دربند چہارم ہمارے پاس جمع ہوتا ہی خواجہ نے کہا کہ ایک گھڑی بھر ہمکو خزانے مین چھوڑ دو
بعد اُسکے سیما کو دے لو شعلہ بار سوچا کہ اگر یہ اکیلا خزانے مین جائے گا ہزار روپے سے
زیادہ نہ لے سکے گا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے کہا کہ یہ بات بہت آسان ہی جب
ملکہ کو دے لینگے تو عمرو کو بھی گرفتار کر لینگے ہم سے بچ کر کہان جائے گا یہ کہکر عمرو کو لیکر
خزانے مین آئے دروازے پر خزانے کے کھڑے ہوئے جادوگرون سے کہا کہ مین ذرا
دروازہ بند کر لون تنہائی مین روپیہ دیکھون تو دل کو بڑی خوشی ہو شعلہ بار نے کہا
اچھا خواجہ نے دروازہ بند کر لیا اور زنبیل سے جال الیاسی نکالا یہ کہکر مارا کہ ای جال
جنجال ہو کر گریو چار چار اُنگل زمین بھی لینا جال الیاسی مار کر تمام خزانہ کھینچ لیا ایک
گڑھا پڑ گیا دروازہ کھول دیا جادوگرون نے جو آکے دیکھا تو خزانے مین ایک پیسے کا نام
نہین جواہرات کے صندوقچے بھی ندارد ہو گئے گھبرا کر سب سے کہا کہ یہ روپیہ کیا ہوا عمرو
نے کہا کہ یہان روپیہ کہان تھا اگر روپیہ ہوتا تو مین کہان لیجا تا کمر کھول کر دکھائی زیر جامہ
تک اُتار ڈالا اب جادوگر کہتے ہین یہ تو بڑے حیرت کی بات ہی اگر کہین کہ عمرو نے روپیہ
لے لیا تو قیاس مین نہین آتا جسکے سامنے کہین وہ قائل کہے گا اتنا روپیہ اکیلا آدمی کہین
لے سکتا ہی پھر حیران ہین کہ اتنا روپیہ کیا ہوا عمرو نے کہا ان باتون سے کیا فائدہ جو رقعہ
مین لکھا ہی اُسکا کچھ انجام ہوگا یا نہ ہوگا شعلہ بار نے اشارہ کیا جادوگرون نے عمرو کو
پکڑ لیا کہا کہ ہماری مالک کو دیجیے عمرو نے کہا کہ اس زبردستی سے کیا ہوگا اگر مجکو مار ڈالو گے
تو بھی مین تمہاری مالک کو نہ دونگا تمھین اختیار ہی جو جی چاہے جبر کرو آخر ایک مقام پر لاکر
عمرو کو قید کیا گرد آتش روشن کر دی آب و دانہ بند ہوا عمرو نے کہا کہ یارو مین کبھی ان
زبردستیون کو نہ مانونگا جب تک روپیہ نہ دوگے تب تک سیما کو نہ دونگا تین دن تک
اُن ساحرون نے قید رکھا طرح طرح کی بدعتین کین خواجہ یہی کہے گئے کہ بدون روپیہ لیے
سیما کو نہ دونگا آخر شعلہ بار نے عاجز ہو کر کہا کہ خواجہ تمھین کیونکر روپیہ دین اگر تمھین روپیہ
دین اور تم لیکر بھاگ جاؤ تو ہم کیا کرین خواجہ نے کہا کہ ہم تو غیر ساحر ہین اور تم ساحر ہو

اگر ہم سیما کو حوالے کر دین تو ہم تمہارا کیا کر سکتے ہین جنگل مین روپیہ لیکر چلو ایک درخت
کے نیچے ہم سیما کو نکال کر رکھین تم دوسرے درخت کے نیچے روپیہ رکھو ہم دوڑ کر روپیہ لین
تم دوڑ کر اپنی مالک کو لو اس بات کو ساحرون نے قبول کیا دو لاکھ روپیے پر معاملہ طے پایا
شعلہ بار جادو صندوقچے جواہرات کے اور اشرفیان وغیرہ سے لے کر ہمراہ ہوا خواجہ
اُن سب کے ساتھ چلے صحرا مین آ کر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے اور ایک دری
بچھائی اُسپر ایک تکیہ بھی رکھا سیما کو زنبیل سے نکالکر اُسپر لٹایا اُدھر ان سب نے دوسرے
درخت کے نیچے روپیہ رکھا اور بہت خوش ہوئے جانتے ہین کہ ہماری بی بی کو لٹایا ہی
ہمکو یہ امید نہ تھی کہ زندہ ملین گی پکار کر کہا کہ ای خواجہ اب ہم آتے ہین اپنی مالک سے
آ کر ملین ادھر کنیزین بھی دعائین کر رہی ہین کہ قدرت نے یہ دن دکھایا اب اپنی مالک سے
ملین گے اور قلعے مین اپنے ساتھ لیکر جائنگے خواجہ نے پکار کر کہا کہ ای شعلہ بار اب
اس طرف آؤ یہ سب دوڑے خواجہ دوڑ کر اُدھر آئے جلدی سے سب روپیہ اُٹھایا اور
لیکر بھاگے اس طرف کنیزین دوڑی ہوئی آئین ایک کنیز نے دوڑ کر بی کہا اور لپٹنے لگی
ہاتھ جو پیٹ پر رکھا پیٹ مین ہاتھ اُتر گیا گھبرا کر کہا کہ ای شعلہ بار غضب ہوا بی بی تو ہماری
گل گئین ایک نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ بی بی اُٹھو ہاتھ اُکھڑ کر ہاتھ مین آ گیا شعلہ بار نے جھک کر
جو سر کے نیچے ہاتھ دیا گردن الگ ہو گئی گھبرا کر کہا کہ یارو یہ کیا غضب ہوا اب جو بغور دیکھا
تو ماش کے آٹے کا پتلہ بنا ہوا تھا گھبرا کر کہا کہ عمرو بڑا دھوکا دے گیا مگر ظالم کو گرفتار کر کے
لاؤن گا یہ کہکر شعلہ بار چلا خواجہ جنگل مین آ کر راہ سے الگ ایک مقام پر بیٹھے دور سے
دیکھا کہ شعلہ بار چلا آتا ہی خواجہ عمرو ایک جانب نکل گئے شعلہ بار جاتا تھا کہ گانے
کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

جنون گیسوِ حمد ار اب بھی ہی جو آگے تھا	وہی سودا وہی آزار اب بھی ہی جو آگے تھا
ہمارے عشق کا آزار اب بھی ہی جو آگے تھا	زبان پر نام سو سو بار اب بھی ہی جو آگے تھا
کرین کیا خاک فکر آشیان ہم جا کے گلشن مین	وہ گلچین در پے آزار اب بھی ہی جو آگے تھا
بھلا کیونکر کہین ہمسے مکدر دل نہین اُنکا	ہیان رنجش بیکار اب بھی ہی جو آگے تھا

پس مردن بھی آنکھین جانب محراب کعبہ ہین — خیال ابروِ خمدار اب بھی ہی جو آگے تھا
مقام شکر ہی ہم زیر قصر یار ساکن ہین — وہ ہی بستر پس دیوار اب بھی ہی جو آگے تھا
محبت سے اگر انکار اب وان ہی تو ہونے دو — وفاداری کا یان اقرار اب بھی ہی جو آگے تھا
سوال وصل سے برہم ہی گو وہ شوخ بر سو سے — مگر اپنا وہ ہی اصرار اب بھی ہی جو آگے تھا
الگ بیٹھے ہوے ہنس ہنس کے کہتے ہین اشارو سے — حصول مدعا دشوار اب بھی ہی جو آگے تھا
ہنر بر اکثر وہ مجھسے پوچھتے ہین بیکے دل میرا — ترے پہلو مین وہ غمخوار اب بھی ہی جو آگے تھا

شعلہ بار آواز کی طرف متوجہ ہوا آکر دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک گویے کا لڑکا نہایت خوبصورت نے بجا بجا کے تانین مار رہا ہی شاخون سے طائر گر رہے ہین آہوان صحرا کر چھالین بھرتے ہوے صحرا سے آئے اور آواز گانے کی سنکر ٹھہر گئے شیر بھی سامنے کھڑا ہی مگر آہو کا شکار نہین کرتا باز کے سامنے عصفور بیٹھی ہین مگر باز شکار سے باز ہی گیا آواز مین سوز و گداز ہی جب تان مارتا ہی طائر تڑپ جاتے ہین شعلہ بار آکر بیٹھ گیا گانا سننے لگا جب لڑکے نے گانا موقوف کیا تو شعلہ بار نے پوچھا کہ صاحبزادے تمھارا کیا نام ہی لڑکے نے کہا کہ تان درازخان کے پوتے تان توڑخان کے نواسے تان مختصرخان ہمارا نام ہی گانے کا آپ نے رنگ دیکھا شعلہ بار باتون سے بیچین ہو گیا کبھی سینے پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہی کہ کرتے کا کپڑا کتنے گز کا ہی کبھی عارض کی گرد پونچھتا ہی بازو سے یکہ کھول کر دیا کہا درہ کوہ مین چلکر بیٹھو مین تمھارے واسطے شراب لاتا ہون درہ کوہ مین لا کر اُس طفل کو بٹھایا آپ دوڑا ہوا بھٹی پر گیا مٹی کے لوٹے مین شراب ایک دونے مین کابلی اور ایک دونے مین کچالو لا کر سامنے رکھے کہا لو صاحبزادے پیو لڑکے نے کہا کہ ہماری نانی اب ضعیف ہو گئی ہین مگر دروازے پر کھڑی رہتی ہین لڑکے آکر جمع ہوتے ہین کوئی نانی و خالہ کہتا ہی کوئی امان کہتا ہی اُنھین لڑکون کے ساتھ کھیلا کرتی ہین مین نے کئی مرتبہ منع کیا کہ یہ حرکت اچھی نہین اُسپر فرماتی ہین کہ بیٹا مختصرخان سب باتون مین دخل دینا مگر اس بات مین دخل نہ دینا جب محلہ مین چلیے گا تو ذکر سن لیجیے گا سارے محلہ مین مشہور ہی کہ بخشن ڈومنی دروازے پر ہر وقت کھڑی رہتی ہی یہ کہکر شراب اونڈیلی کہا لو چھوٹے نانا پیو شعلہ بار نے کہا کہ یہ رشتہ کہانکا نکالا

کہا آپ میری نانی کے چھوٹے بھائی معلوم ہوتے ہین جب آپ میرے ساتھ چلیے گا تو آپکو بھی گھر مین بُلا لینگی اور پہلے یہی کہین گی کہ بھیا کہان سے آتے ہو اِسکا بُرا نہ مانیئے گا سب طرح وہ آپ سے بھی موجود ہین کسی بات مین انکار نہ کرینگی یہ کہکر شراب پلائی دو کجیان شعلہ باز نے جو پین گھبرا گیا لڑکے سے لپٹنے لگا لڑکا اُٹھ کر کھڑا ہو گیا شعلہ باز بھی اُٹھا چاہا کہ گود مین اُٹھا لون لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے مکر سے کانپتا ہی جہان +
زمانے کا مکار و غدار ہون — تراشندۂ ریش کفار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم + — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو +
دوندہ جہانگرد طرار ہون — جہانگیر دعالم کا عیار ہون

یہ کہکر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ شعلہ باز کو مارا خواجہ نے آواز سنتے ہی گلیم اوڑھ لی دیکھا کہ وہی مبہوت جادو یہ کہتا ہوا آتا ہی کہ اس ظالم نے ہمارا خانمان برباد کیا ہاے کہان غائب ہو گیا کہ سامنے سے دیکھا کہ ایک مالن برنجی تھال ہاتھ مین آدھی ساری باندھے ہوے اور آدھی اُوڑھے ہوے سامنے سے آتی ہی چہرے سے گوشۂ ردا جو ہٹا دیکھا آنکھین بڑی بڑی رشک دیدۂ غزال ابرو مثال ہلال رعنائی زیبائی سینے پر اُبھار بقول مصنف فرد نارپستان کی کیا لکھون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا + قد رشک صنوبر و شمشاد ادائین معشوقانہ زلفین برائے گرفتاری مرغ دل صیاد جلاد صاحب بیداد مبہوت جادو دیکھ کر مبہوت ہو گیا پکار کر آواز دی کہ بی بی جانیوالی ذرا ٹھہر جاؤ دل تردد منزل کو اضطراب ہی دل بہت بیتاب ہی اب تو یہ کیفیت ہی ذرا سُن لو نظم

ایک عالم غرق طوفان ہو گیا + — کیا تجھے ای چشم گریان ہو گیا +
لب تک آیا حرف شوق وصل یار — آشکارا راز پنہان ہو گیا
دی چمن مین کیا کسی بلبل نے جان — چاک کیون گل کا گریبان ہو گیا
کیا خطا کی مین نے مین بھی تو سنون — کسلیے تو دشمن جان ہو گیا
رہگذر مین تیری خون اتنے ہوے — جابجا گنج شہیدان ہو گیا

کشور دل ہو گیا ہو کا مقام ۔۔ خاک اُڑتی ہی بیابان ہو گیا
ہی جرس نالان ہمیشہ کس لیے ۔۔ قافلہ کسکا پریشان ہو گیا
چاہنے والون کا تیرے قافلہ ۔۔ داخلِ مُلکِ خموشان ہو گیا
وہ جو بیٹھے آکے پہلو مین ہر بر ۔۔ دردِ دل کا میرے درمان ہو گیا

مالن نے بیتوری چڑھاکر آواز دی کہ کیا دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہی مین اپنی دیورانی کے لیے پوجا کرنے جاتی ہون مبہوت نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ذرا دم بھر کو ادھر آؤ پھر چلی جانا وہ مالن قریب آگئی مبہوت نے ہاتھ تھام لیا کہا ورا بیٹھ جاؤ ہم تمسے پرشاد لین گے مالن نے کہا کہ ارے نگوڑے جلا دیہ پرشاد ابھی ٹھاکر جی کو نہین چڑھا ہی میری دیورانی کو درد زہ لگے ہین اُسکے لیے پوجا کرنے جاتی ہون پہلے وہان پرشاد چڑھا آؤن پھر تو بھی لینا مبہوت نے نہ مانا پھول اور تھالی سونگھنے لگا پھولون کو جو سونگھا چہرہ تمتمایا آنکھین سُرخ ہوئین گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھا چاہا کہ لپٹ جاؤن بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اِسکو بھی خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مبہوت جادو بود ساکنان دربند آتش فشان نے جو یہ آواز سُنی کہ مبہوت مارا گیا ہزارہا ساحر دوڑے خواجہ عمرو نے جو جادوگرون کو آتے ہوے دیکھا حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی سی کا مُنہ جلا کسی کا ہاتھ جلا کئی ساحر مرکر گرے چند نے چاہا کہ عمرو کو دوڑ کر پکڑ لین مگر خواجہ جست وخیز کرتے ہوے جاتے ہین قضاے کار ہماے مرصع پوش کہ تعاقب مین خواجہ کی چلی تھی اس نے دیکھا کہ خواجہ بھاگے ہوے جاتے ہین ہماے مرصع پوش نے آسمان سے سحر کیا آگ برسائی کچھ پھول برسائے جسپر پھول گرے وہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بھاگا نظم

باغ مین بے یار کے جانے سے ہمدم دیکھنا ۔۔ دل دُکھائیگا گل وبلبل کا باہم دیکھنا
خندہ زن ہی نالۂ بلبل کو ہر دم دیکھنا ۔۔ دیکھنا گلچین چمن مین گل کا عالم دیکھنا
کام ہر دم ہی حکایات ملال آمیز سے ۔۔ شغل اپنا ہو گیا ہی دفترِ غم دیکھنا
اختلاج قلب کا میرے نہ کہنا اُس سے حال ۔۔ تو جو اے قاصد مزاج یار برہم دیکھنا
کہتے تھے طفلی مین اُنکو دیکھکر اہل نظر ۔۔ نوجوان ہونے تو دو پھر اِنکا عالم دیکھنا

زخم پر رکھتے ہی فوارہ چھٹا ہی خون کا ۔ کار نشتر کر گیا تاثیر مرہم دیکھنا
طالبِ دیدار ہین مشتاق روزِ حشر کے ۔ ہی تمھارے حُسن کا جلوہ مقدم دیکھنا
آج ای صیاد میری بیقراری کو نہ دیکھ ۔ فصل گُل آئے تو بیتابی کا عالم دیکھنا
کیا غضب ہی ساتھ لیجاتے ہین مجکو جب کہین ۔ کہتے ہین محفل مین تم میری طرف کم دیکھنا
تو سہی تڑپتا پھرے یہ آسمان شکلِ حباب ۔ کیا غضب کرتی ہی اک دن چشم پرنم دیکھنا
ہی دعا اختر نگر مین ہو مبارک ای ہژبر ۔ خلق کو شانِ جلوس جان عالم دیکھنا

اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوے قلعۂ آتش حصار مین آئے مگر بیقرار ہین گلی کوچے مین پھر رہے ہین مگر ہمارے مرصع پوش آسمان سے اُتری خواجہ عمرو کو ساتھ لیا سب حال پوچھا خواجہ نے سب حال بیان کیا ہما خواجہ کو ساتھ لیکر لشکر نورالدہر مین آئین عمرو نے بیان کیا کہ مین نے کئی جادوگرون کو مارا اور سیمائے گلگون پوش کو گرفتار کر کے لایا ہون پھر وہی جملہ بیان کیا کہ مہاجنون نے مجھسے چھین لیا اس حیلے سے نورالدہر سے بہت سا روپیہ لیکر سیما کو زنبیل سے نکال کر ستون سے باندھا ہوشیار کیا سیما کی آنکھ کھلی اپنے کو دربار نورالدہر مین پایا ساحران زبردست کو دیکھا بیٹھے ہین نجم نے بہ نگاہ قہر و غضب سیما کی طرف دیکھا مربع نشین نے پُکار کر آواز دی کہ او مکارہ تونے قدرت پروردگار کو دیکھا کہ خواجہ تجکو کس دھوکے سے گرفتار کر لائے ہمارے سامنے پہونچایا سیما نے گھبرا کر نورالدہر کی طرف دیکھا اشارے کرنے لگی کہ ای شہریار مین اطاعت دین اسلام کرتی ہون نورالدہر نے کہا کہ اسکو کھولدو ہرچند کہ سردارون نے سمجھایا کہ ای شہریار یہ مکارہ ہی اسکو نہ رہا کیجیے نورالدہر نے کہا کہ ہماری شریعت ظاہر پر ہی دل کا حال پروردگار جانے یہ کہکر سیما کو کھول دیا زبان سے سوزن نکالی سیما نورالدہر کے قدمون پر گری مگر گھبرائی ہوئی ہی چاہتی ہی کہ کیونکر رہائی پاؤن اور دربند پنجم پر پہونچون سکندر ثانی نے عرض کی کہ حضور کوچ کرین اب دربند پنجم پر چلین شہلائے دریا نشین وہانکی حاکم ہی یقین ہی کہ غلام کی خبر سُنکر آکر اطاعت کرے مگر دربند ششم پر البتہ معرکۂ عظیم پڑیگا مگر سیمائے گلگون پوش کو ایک بارگاہ واسطے رہنے کے ملی یہ تو گھبرا رہی تھی رات کو

بارگاہ سے نکل کر دربند پنجم کی طرف بھاگی شہلاے دریا نشین اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہوئی ہی سرداران نامی جمع ہین کہ سیما آکر پہونچی سب حال بیان کیا کہا کہ سکندر ثانی مع اپنے وزیر کے ہمراہ نور الدہر بن بدیع الزمان ہی شہلا سنکر گھبرائی اپنے سردارون سے کہنے لگی کہ صاحبو بھلا مین سکندر سے مقابلہ کر سکتی ہون وہ بادشاہ لشکر طلسم کشا ہین وہ ضرور دباؤ ڈالین گے تم سب کی کیا صلاح ہی سب نے کہا کہ حضور ہمارے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ مقابلہ کیجیے جب وقت شکست دیکھیے تو بھاگ کر دربند ششم کی طرف چلیے اکوان فیل زور کہ دربند ششم کا حاکم و ناظم ہی اُسکے ہاتھ سے کوئی مسلمان نہ بچیگا کیا عجب کہ دربند ہفتم سے ملکہ غنچہ شیرین ادا عیارہ طرارہ خداوندی کہ جسکے نام سے عیاران عالم کانپتے ہین ستر اسی ہزار عیارہ بچیان اُس ملک مین رہتی ہین یقین ہی کہ ضرور قصد کرین ایک دن مین سب کا خاتمہ کردین غرضکہ شہلا نے حکم دیا کہ لشکر کشی کا سامان ہو اُسی وقت بارگاہ زربفتی لدی دربند کے باہر آکر استادہ ہوئی زربفت جادو کہ مدار المہام لشکر ہی یہ قبل ہی بیرون دربند آئی کئی ہزار خیمہ آکر استادہ ہوا اُسمین افسر آکر داخل ہوے شہلا نے سیما کی بڑی خاطر کی ہی عمدہ بارگاہ رہنے کو دی مگر سیما کو بڑی کد ہی کہ جس طرح بن پڑے خواجہ عمرو کو گرفتار کر کے لاؤن شہلا کے ہاتھ سے قتل کراؤن کہ میرا دل ٹھنڈا ہو شہلا آکر بارگاہ مین بیٹھی سب سردار جمع ہوے سیما نے کہا کہ ای ملکہ شہلا اگر تم عمرو کو قتل کرو تو مین عمرو کو لاؤن اگر عمرو کو قتل کیا تو طلسم کشا کا جی چھوٹ جائیگا کیا عجب ہی کہ پلٹ جائین پھر اسطرف آنیکا ارادہ نہ کرین شہلا نے کہا کہ ای سیما ہمکو بڑا خوف سکندر ثانی کا ہی اگر وہ آپڑے گا تو کون اُسکو روکیگا مگر سیما نے نہ مانا اور روانہ ہوئی یہان وہ وقت ہی کہ سکندر ثانی تخت پر بیٹھا ہی گرد ساحران نامی دنگلون پر بیٹھے ہین اور نور الدہر کرسی جواہر نگار پر مقام صدر پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی نازنینان مہجبین اپنے اپنے کمال دکھا رہی ہین اور یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

نہ ٹھہری جسم مین ہنگام بیقراری روح	اِدھر تو دم مین ہوا اور اُدھر سدھاری روح
ہوئی جو ہجر مین مذبوح بیقراری روح	خدائی بھر مین تڑپتی پھری ہماری روح

نکل ہی جائیگی قالب سے ہوکے عاری روح
فراق یار مین بیچین ہی ہماری روح

تمھارے صید کے خون کی جو بو مہکتی ہی
سمجھتے ہین اُسے ای جان جان شکاری روح

وہ آتے تھے جو دم نزع مین عیادت کو
اجل نے اُنپہ تصدق نہ کیون اُتاری روح

کرون نثار جو خوشبو سنگھاؤ تم اپنی
تمھاری بو سے زیادہ نہین ہی پیاری روح

سنگھاتے ہو گل رخ کی جو آکے تم خوشبو
تو جانتی ہی اسے منصبِ ہزاری روح

بسی ہی بوے روان بخش و جانفزا سے تری
اسی سے مجکو زیادہ ہوئی ہی پیاری روح

الٰہی کونسے گل مین بسے گی بُو ہوکر
تلاش کرتی ہی کیون موسمِ بہاری روح

کسی سے بھی نہین اُٹھنا ہی صدمۂ فرقت
کرے نہ ہجر مین کسطرح بیقراری روح

بنا تو نورِ حقیقت سے ہی خمیر اس کا
کھلانے لائیگی آئین خاکساری روح

فرشتے پھول سنگھاتے ہین کیون نہین نکلی
اب انتظار مین کس گل کے ہی ہماری روح

ہنر ہر بستے ہین اس سے دماغ حورون کے
ریاضِ خلد کی بو ہو گئی ہماری روح

جام مے ارغوانی گردش مین ہی صدا ے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی ساقیان سیمین ساق اہل محفل کو شراب پلا رہے ہین نازنینان شہرۂ آفاق سب سردارون کو اپنا اپنا ناز و کرشمہ دکھا رہی ہین آپسمین ذکر دربند نجم ہو رہا ہی سکندر فرماتے ہین کہ بی شہلا نے لشکر کشی کی ہی مقابلے مین آکر اُتری ہین دیکھیے کیا تدبیر ہو انشاء اللہ کل آقاے نامدار اس دربند مین داخل ہونگے نور الدہر نے جواب دیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ اگر وہ طبل جنگی بجوائیگی تو بیشک مقابلہ ہوگا ہمارے یہان کا دستور پیش قدمی نہین ہی جب حریف قصد کرے تب ہم بھی آمادۂ حرب و پیکار ہوتے ہین یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا کہ سیما برہنہ سر تاج ندارد رومال سے ہاتھ باندھے ہوے آنکھون سے آنسو جاری کانپتی ہوئی آئی آکر قدمون سے سکندر کے لپٹ گئی عرض کی کہ ای شہریار خطا میری معاف فرمائیے سکندر نے چاہا کہ سر مین ٹھوکر مارون نور الدہر نے بہ نگاہ قہر سکندر کیطرف دیکھا فرمایا کہ ای سکندر خدا کا خوف کرو ایسی تاجدار تو عذر کرے اور تم یہ ارادہ کرتے ہو سیما پلٹ کر نور الدہر کے قدمون سے لپٹ گئی فریاد کرنے لگی کہتی تھی کہ ای شہریار

ہین مطیع اسلام ہوتی ہون جو کیا وہ سراسر خطا کی اب کیا مجال کہ خطا سرزد ہو ہر چند کہ سب
سرداروں کو ناگوار تھا مگر نور الدہر نے سیما کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ای سیما آؤ
بیٹھو سیما آکر کرسی پر بیٹھی مگر چوکنا چار جانب دیکھ رہی ہی خواجہ عمرو کو دیکھا کرسی پر بیٹھے ہین
سرداروں سے کچھ باتین کر رہے ہین سیما دیکھ رہی ہی کہ خواجہ اُٹھین تو مین لیجاؤن جاتے ہی
اس ظالم کو قتل کرون اپنے کیسے کیسے مددگار میرے مارے کہ ہوش وحواس اُڑا دیے
اس خیال مین تھی کہ خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے سیما بھی برابر اُٹھی نجم نے کہا بھی کہ بی سیما
کہان چلین سیما نے پلٹ کر جواب دیا کہ اپنے خیمے کا انتظام کرنے جاتی ہون خواجہ جلوخانہ
سے نکل کر ٹہلنے لگے کہ سیما قریب عمرو کے آئی کمر مین پنجہ دیکر اُڑی جلو خانے مین ہلڑ ہوا ہر
شخص غل مچاتا تھا کہ لو غضب ہوا خواجہ کو سیما لے گئی اور یہ کہہ گئی ہی کہ اس ساربان زادے
کو فوراً قتل کرونگی چند ساحرون نے سامنے سکندر کے آکر فریاد کی سکندر یہ کہہ کر اُٹھے
کہ مین جاکر خواجہ کو لاتا ہون نور الدہر نے ہاتھ تھاما فرمایا کہ ای سکندر تمھارا
جانا بہتر نہین تم میرے لشکر کے بادشاہ ہو سکندر نے کہا کہ مین بندگان عالی کا تابعدار و
خدمتگزار ہون آپ نے تاجداری مرحمت فرمائی ورنہ تاج وتخت بقراط نے لیا تھا
اگر حضور پرورش فرمائین گے تو پھر بادشاہ ہو جاؤنگا مگر اس وقت غلام کو نہ روکیے
غلام کو بڑا قلق ہی سیما کو کچھ خوف نہ آیا ابھی تو قدمون پر گرتی تھی ابھی اتنی بڑی بے ادبی
کر گذری سکندر نے تاج اُتار کر نور الدہر کے قدمون پر رکھدیا اور کہا کہ غلام و
کو نہ روکیے نور الدہر نے ہاتھ چھوڑ دیا سکندر تنتے ہوے نکلے باہر آکر آواز دی
کہ ای عقاب ابلق کہان ہو ایک عقاب بلند پرواز سامنے آیا اُسپر سکندر سوار ہوے
اور تعاقب مین سیما کے چلے یہان شہلا بارگاہ مین بیٹھی ہی سرداروں سے صلاحین کر رہی
ہی کہتی ہی کہ کیون صاحبو مین کیا تدبیر کرون سیما برائے گرفتاری خواجہ گئی ہی اگر لیکر آئی
تو مین کیا کرون مجھے سکندر کا بڑا خوف ہی ایسا نہ ہو کہ بی سیما جوش وخروش مین گئی ہین
اگر عمرو کو لائین تو سکندر کے خلاف گذریگا لوگ کہہ رہے ہین کہ حضور عمرو کو کیا لاسکینگی
عمرو بلائے روزگار ہی دم بھر مین سو صورتین بدلتا ہی اُسپر ہاتھ ڈالنا بہت دشوار ہی

اُسی کی عیاری سے تمام دربند فتح ہوے ہم کیونکر کہین کہ اُسپر غالب آئین گی اگر اُس کے ہاتھ لگا بین گی تو وہ ایسا فتور برپا کریگا کہ حقیقت مین جان بچانا دشوار ہو گی نشہ شراب مین سب بیٹھے ہوے بلبلا رہے ہین کوئی کچھ کہتا ہی اور کوئی کچھ کہتا ہی یہ ذکر تھا کہ سیما آ کے پہونچی پنجے مین عمرو کو دبائے ہوے اور جھوم کر نعرہ کیا کہ منم سیماے گلگون پوش ای ملکہ شہلا اُس شخص کو لائی کہ جسنے دمامہ و مشمش کو مارا اور مشمش اسی کے خوف سے جا کر دریاے قلزم مین چھپا مگر اس ظالم نے وہان بھی پیچھا نہ چھوڑا دریا مین جا کر گرفتار کیا اب ترقی اقبال یہ ہی کہ اسکو فوراً قتل کیجیے اگر اسکو قید کیجیے گا تو فوراً نکل جائیگا شہلا نے کہا کہ ای سیما اسکے قتل کرنے سے بھی خوف آتا ہی ایک لاکھ چوراسی ہزار بیکچون کا افسر ہی سب عیار اپنی جان لگا دین گے دربند کو نقب لگا کر اُڑا دین گے سیما نے کہا کہ بی بی بیٹھو ایسا شخص قبضے مین آیا اور اُسکے قتل مین تامل کرین جلاد کو بلائیے شہلا نے کہا کہ اسوقت جلاد حاضر نہین ہی سیما پنجہ کھینچ کر اُٹھی یہ کہتی ہوئی کہ اگر جلاد نہین ہی نہ ہو ہم اس کی جان کو خود جلاد ہین اِسنے مجکو بڑے صدمے دیے مگر اصل یہ ہی کہ طلسم کشا نہایت صاحب لطف و کرم ہی کوئی سردار راضی نہ تھا کہ میری خطا معاف کرین مگر طلسم کشا نے کسی کا کہنا نہ مانا دیکھیے اُنکو بھی لاؤنگی اب تو مین مزاج سے اُنکے آگاہ ہوئی ہزارون دھوکے دونگی یہ کہ کر پنجہ کھینچ کر عمرو کے سر پر کھڑی ہوئی عمرو کو ہوشیار کیا عمرو کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین دربار کفر مدار مین پایا دیکھا کہ شہلا سامنے تخت پر بیٹھی ہی اور سیما پنجہ چمکا رہی ہی کہتی ہی کہ او عمرو دیکھا تو نے مین تجکو کس طرح لائی خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین تو خداوند لقراط کا پرستار ہون چاہتا ہون کہ اپنی خدمت مین مجکو رکھو طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤن کیسا مجھپر شاق گذرتا ہی کہ معشوقان پریچہرہ ہر وقت اُسکے پہلو مین رہتی ہین چین کرتا ہی اگر آپ حکم دین تو سر اُسکا لاؤن مین تو آرزو رکھتا تھا کہ خدمت مین ملکہ شہلا کی پہونچون خیر اسی حیلے سے میرا آنا ہوا اور میرے قتل کرنے سے کیا نفع ہو گا سیما نے کہا کہ او ظالم چپ رہ یہ سب تیرے ڈھکوسلے ہین تو نے بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہے مبہوت ایسا تیز و طرار سحر مین کیسا ہوشیار اُسکو کیونکر مار اکیا فقرہ دیا عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جو میرا دشمن ہوتا ہی مین بھی اُس شخص کا

دشمن ہو جاتا ہون اپنی جان کی حفاظت کرتا ہون مگر خداوند بقراط کی خدائی کا اعتقاد رکھتا ہون
چاہتا ہون کہ آٹھ پہر اُنھین کی خدمت مین رہون راز خداوندی سے آگاہ ہون آپ
ناحق میری دشمن ہین مین دل و جان سے آپ کا دوست ہون یہ غیر ممکن ہی کہ آپ تو میری
جان بخشی کرین اور ہین خیر خواہی نہ کرون چند کنیزین بھی سیما کے ساتھ اُٹھین ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ اسکو جلد قتل کیجیے کس کس بلا مین یہ پھنستا ہی مگر دم دیکر نکل جاتا ہی ایک
کنیز پنجہ کھینچ کر آئی کہا کہ ای ملکہ سیما مین اسکو قتل کرتی ہون سیما نے گلگون پوش نے
اشارہ کیا خواجہ ملک کر دعائین مانگنے لگے نظم

خداوندا شبم را روز گردان	چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید	درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
توئی یاری دہ فریاد ہر کس	بہ فریادم فریاد کن رس

ای کریم و رحیم ان ظالمون کی بدعت سے بچا لے میرے تیرے کوہ سراندیپ پر وعدہ
ہو چکا ہی تو بھی سچا ہی تیرا وعدہ بھی سچا ہی مگر اس وقت ملک الموت کا سامنا ہی مین اُنکے
نام سے ڈرتا ہون مین نے اپنے گھر مین اُنکو کبھی نہین آنے دیا علاوہ اسکے مین ایک مرد
معصوم ہون دم نکلتے ہی بہشت مین جاؤنگا تو نے جو جواہرات کے مکان بنائے ہین
اُن سب کو زنبیل مین رکھ لونگا تجھ کو پھر مشکل پڑیگی عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دربارگاہ
پر ہلڑ ہوا شہلا نے گھبرا کر کہا کہ ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کہ پردہ بارگاہ اُٹھا سب نے
دیکھا کہ سکندر ثانی تاج کج سر پر رکھے ہوے اندر بارگاہ کے آیا درگہ سالار نے چاہا
روکون ہاتھ تلوار کا مارا پردہ توڑ کر پھینک دیا فرق زنجیر کو کاٹا جھپٹکر قریب اُس کنیز
کے آئے جو پنجہ تانے کھڑی تھی ایک تمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا ہاتھ ہلا دیا کہ خواجہ کی
قید کٹ کر گری ملکہ سیما جھپٹی کہ خواجہ کو پکڑ لون اب خواجہ کب ملتے ہین خواجہ نے
گلیم اوڑھ لی حقہ ہاے آتشبازی مارنا شروع کیے بارگاہ دھوان دھار ہو گئی ہر طرف
سے صداے الامان بلند ہو گئی مگر شہلا سکندر کو دیکھ کر کانپ گئی سیما ہر ایک کو
ہر چند اشارہ کرتی ہی کوئی ساحر اپنے مقام سے نہین اُٹھتا سیما نے بڑھ کر خود گولہ مارا

سکندر نے تلوار سے گولے کو کاٹا ہاتھ ہلایا برق چمکی سیما کے قریب کئی سو کنیزین تھین اُنکے سر اُڑ گئے لاشون کے انبار ہو گئے دریاے خون بہنے لگا آخر سیما سوچی کہ اہلِ فوج میرا کہنا نہین مانتے مین تو لڑ بھڑ کر نکل جاؤن سکندر کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی یہ سوچ کر زمین پر گری پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر بلند ہوئی سکندر نے دیکھا کہ سیما جاتی ہی ہنس کے آواز دی کہ اے سنگبار تو دیکھ رہا ہی اور یہ جاتی ہی ایک پتھر آسمان سے لہراتا ہوا آیا جدھر سیما جاتی ہی اُسی طرف پتھر جاتا ہی یہ قصد ہی کہ اسکے سر پر گردن ہر چند کہ سیما نے اپنے کو بچایا مگر نہ بچی پتھر آکر سر پہ گرا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے سیما مر کر گری اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیماے گلگون پوش بود شہلا نے جو یہ معرکہ دیکھا رومال سے ہاتھ باندھے تاج سر سے پھینکا دوڑ کر قدمون پر گری عرض کی کہ مین کنیز ہون امیدوار ہون کہ میری خطا معاف کیجائے میرا قصد یہ نہ تھا کہ حضور پہ لشکر کشی کرون مگر سیما نے آکر ایسا ورغلایا کہ کنیز سے یہ بے ادبی ہوئی مگر شکر ہی کہ یہ ملعونہ قتل ہوئی سکندر نے شہلا کو گلے سے لگا لیا تاج لیکر سر پر رکھا کل لشکر مین فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ہرکارون نے عرض کی کہ طلسم کشا آپڑے سکندر نے کہا کہ اُنکی پرورش کے قربان ہو جاؤن میرا آنا جو اُنکو معلوم ہوا فوراً آپڑے مین نکل کر منع کرتا ہون صاحب سپر و شمشیر ہین بیٹہ صاحبقرانی کے شیر ہین اُنکا غصہ ایسا ہی کہ کون اُٹھا سکتا ہی کسکی مجال ہی کہ اُنکے مقابلہ مین جائے شہلا نے کہا کہ جلد جائیے سب ساحر سحر کرتے ہوے آتے ہین دیکھیے نجم کے ستارے چمکے ہوے ہین بی مربع نشین کے سحر سے سیکڑون دیوانے ہوے ہماے مرصع پوش نے اپنا رنگ جمایا ہی رنگ سحر تسخیر دکھایا ہی اُنکے سحر کو کون روکے ایک تو زبردست تھین دوسرے ملازم طلسم کشا ہوئین اب اُنکا کیا کہنا سکندر نے باہر نکل کر آواز دی کہ اے شہریار معاف فرمائیے شہلا نے اطاعت کی براے قدمبوسی حاضر ہوتی ہی کہ شہلا بھی سامنے پہونچی جمال بیمثال دیکھ کر حیران ہو گئی آنکھین دیدۂ غزال ابرو رشک ہلال سرو قد خورشید خد شہلا گر دپھری سامنے آکر عرض کی فرد سربکف پیش تو اے ظل آلہ آمدہ ایم + سایۂ رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم + تاج قدمون پہ ڈال دیا اور قدمونکو بوسے دیے

نورالدہر نے پشت پر ہاتھ رکھ کے کہا کہ ای شہلا تمھاری خوش نیتی کی تعریف سُنی کہ تمھارا
لشکر کشی کا ارادہ نہ تھا خیر خدا نے خیر کی ورنہ مجکو سکندر کا آنا بہت شاق گذرا تھا
کہ یہ ملعونہ مکر کرکے پہونچی اور خواجہ کو بدی بدا گرفتار کرلائی اگر اُنکا روزنگشا میلا ہوتا تو
اہلِ دربند مین سے ایک نہ بچتا مین کُل فوج سے آیا تھا سب ساحر قسم کھا کر آئے تھے
کہ آج وہ جنگ ہو کہ بہرام فلک بھی دنگ ہو شہلا نورالدہر کو استقبال کرکے
بارگاہ مین لائی اور سکندر آکر تخت پر بیٹھے مگر چند جادوگرنیان اور غیر ساحر بھاگ کے
دربند ششم کی طرف چلے کبود اژدر پوش پہلوان زبردست کہ اس دربند کا حاکم
ہے دنگل پر بیٹھا ہوا تھا سات سی پہلوان گرد بیٹھے ہین شراب پی رہا ہے نشے مین بدمست
ہو رہا ہے کہ اہالی دربند پنجم آکر پہونچے سر برہنہ فریاد کرتے ہوے سامنے کبود کے آئے
اور عرض کی کہ دربند پنجم پر طلسم کشا آگئے ملکہ شہلا نے اطاعت کی اب طلسم کشا کوچ کرکے ادھر
آیا چاہتے ہین کبود یہ سُن کر دنگل سے اُٹھا افسردن سے آواز دی کہ کُل لشکر ہمارا
تیار کرو بارگاہ اژدر پوشان بلواؤ کہ طلسم کشا کو بھی معلوم ہو کہ کوئی پہلوان مقابلے
مین آیا اُسی وقت بہبود اژدر پوش سپہ سالار تین لاکھ فوج لیکر بیرون قلعہ آیا آ کے
بارگاہ استادہ کرائی تین فرسخ کے گردے مین بارگاہ استادہ ہوئی بعد روانہ کرنے بہبود
کے کبود بھی سوار ہوا نو لاکھ فوج اسکے ہمراہ تھی کُل بارہ لاکھ فوج کا حاکم ہے اور بڑے
بڑے پہلوان اسکے ساتھ ہین اُن سب کو لیکر بیرون قلعہ آکر اُترا ادھر نورالدہر نے
کوچ کا حکم دیا فوج تیار ہوئی سکندر ثانی تخت پر سوار ہوے نورالدہر پایۂ
تخت پر ہاتھ رکھے ہوے کُل پہلوانان تہمتن چہار جانب سے گھیرے ہوے بیچ مین سب کے
شاہزادہ مثل ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان ساحران نامی نجم وار سطوے ثانی
پشت ہاے اژدر پر سوار ملکہ ہماے مرصع پوش و ملکہ مربع نشین و ملکہ شعلۂ جوالہ
طاؤسان زرین بال پر سوار لکہ ہاے ابر سُرخ و سفید سر پر سایہ فگن اس دھوم سے
آمد لشکر نورالدہر ہوئی اول سب کے ہزبر بیشۂ کلنگان صف شکن و صفدر رجبہ ی د
بہادر طہماس بن عنقویل دیو پرورد اثالہ بارگاہ نورالدہر کا لیکر آیا آکر بارگاہ

استاد ہوئی کبود بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہی کہ طلسم کشا بھی آکر پہونچے جمال بیمثال نورالدہر دیکھکر کبود دنگ ہو گیا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ کیا جمال جہان آرا ہی آسمان حُسن و خوبی کا ماہ کمال ہی یہ تو اس لایق ہی کہ لشکر کا اسکو بادشاہ کرین اور مجھ ایسا پہلوان اسکے ساتھ ہو اور ملک گیری کیجائے اب کل مین اسی کو للکارونگا سر میدان زیر کرونگا یہ کہکر شام کو حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو حاضر تھے خبرین لیکر حاضر خدمت نورالدہر ہوے سب نے آکے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ + گُل سُرخ تابد چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بہ کام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو کبود اژدر پوش نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین دعناد و فساد کو دو بالا کرے باقی خیریت ہی سکندر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے ہتھیارونکو صیقل کر رہے ہین تلوارین چرخ پر چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی سنان نیزہ کو زہر سے آبداری دے رہے ہین ہر طرف لشکر مین ہنگامہ ہی مگر قضائے کار طہماس بن عنقویل دیو پرور کہ انتظام طلایہ مین ہی بارہ ہزار جوان ساتھ ہین انتظام کرتا پھرتا ہی کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرا لشکر دشمن کو دیکھ رہا ہی کہ قرنا کی آواز آئی دیکھا کہ بہبود اژدر پوش لاکھ سوارون سے انتظام طلایہ کرتا ہوا آتا ہی طہماس کو جو اسنے دیکھا آتش رشک سے جل گیا پکار کر آواز دی کہ ای جوان مین سُنتا ہون کہ تو عاشق طلسم کشا ہی میرے مقابلے مین تو آ طہماس ایسا جوان شیر دل اُسکے ٹوکنے سے کب رُکتا ہی مقابلے مین بہبود کے جا پڑا بہبود نے جو قد و قامت طہماس کا دیکھا اور ساطور ہفت صد منی کو بھی دیکھا ہیبت سے طہماس کی گھبرا گیا سوچا اگر یہ ساطور چل گیا تو مین کیونکر بچونگا یہ تو وہ ضرب ہی کہ اگر پہاڑ پر پڑے تو اُسکے بھی دو ٹکڑے ہون گھبرا کر باتین کرنے لگا کہا کہ ای پہلوان تیری پشت پر کون کھڑا ہی تیر مجکو مارا چاہتا ہی

جیسے ہی طہماس پلٹے بہبود نے ہاتھ تلوار کا مارا سر طہماس کا زخمی ہوا طہماس کو بہت
ناگوار ہوا گینڈے سے کود پڑا اور بہبود کو مع گینڈے اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا
مگر بہبود کود کر بھاگا طہماس نے تعاقب کیا لیکن فوج نے اُسکی طہماس کو آکر روکا
طہماس نے جو اُس زخمداری مین ساطور ہلایا کئی سو جوانون کے سر اُڑا دیے آخر
ملازمان طہماس پہونچے طہماس کو لڑ بھڑ کر اُس مجمع سے نکالا طہماس کو ہوادار پر
ڈال لیا صبح ہو چکی تھی اُدھر سے نورالدہر آتے تھے طہماس کو اس حال مین دیکھ کر
بہت پریشان ہوے حال دریافت کیا تو معلوم ہوا فرمایا کہ انشاء اللہ اگر بہبود کو جاکے
بارگاہ مین نہ مارا تو اپنا نام نورالدہر نہ پایا یہ کہکر مرکب طلسمی بڑھایا یہان کبود آکر
بارگاہ مین بیٹھا ہی ارادہ ہو کہ سوار ہون لشکر کو لیکر میدان مین جاؤن کہ سامنے سے
بہبود آیا مگر گھبرایا ہوا کہا کہ بھائی صاحب طہماس بن عنقویل دیو پر ورطلا یے
پر تھا مین نے اُسکو بہ مکر زخمی کیا فوج کو شکست دیکر آیا ہون میدان مین بھی آج مین ہی
نکلونگا یہ ذکر تھا کہ در بارگاہ پر ہلڑ ہوا نورالدہر نے آکر پردۂ زنبوری توڑ کر
پھینکا قرق زنجیر کو کاٹا درگہ سالار نے چاہا روکون نورالدہر نے ایک تمانچہ مارا کہ
سر درگہ سالار کا اُڑ گیا درگہ سار کو مار کر اندر بارگاہ کے آئے بہبود کو دیکھ کر غصے
سے آگ ہو گئے للکارے کہ او نامرد تو نے طہماس کو بہ مکر زخمی کیا مین تجھسے بدلہ
لینے آیا ہون کبود نے دیکھ کر آواز دی کہ او بہبود اس جوان کو مار لے بہبود یہ
سنکر اپنے مقام سے اُٹھا نورالدہر پر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بار ٹھو بچا کہ
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اُکھیڑ کر مارا کود کر چھاتی پر سوار جو
مثل کر پاس کہنہ چیر کر پھینک دیا بارگاہ مین غریو ہوا نورالدہر نے آواز دی کہ
ای کبود مین نے تیرے بھائی کو مارا کوئی تیری بارگاہ مین ایسا ہی کہ مجھسے بدلا لے لیب
کسی نے کچھ جواب نہ دیا اور نہ کوئی برلے مقابلہ اُٹھا تو نورالدہر اُسی طرح تلوار
تولتے ہوے اپنے لشکر کیطرف چلے کبود کانپ رہا ہو ساتھ والون سے کہتا ہو کہ یہ جوان
بلاے روزگار ہو اسکے ہاتھ سے بچنا مشکل ہو نورالدہر اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہو گئے

کسی نے دخل نہ دیا فوج والون نے قصد کیا تھا کہ راہ مین اس جوان کو روکین مگر جلال نور الدہر دیکھ کر کسی کا حوصلہ نہ پڑا نور الدہر اپنی بارگاہ مین آئے مگر سردارون نے کبود دے کہا کہ حضور نے حکم نہ دیا کہ اُس جوان کو روکتے کبود نے کہا کہ میدان مین چلکر سمجھ لونگا اگر یہان قتل کرتا تو بدنام ہو جاتا لوگ کہتے کہ جو شخص گھر آیا تھا اُسکو قتل کیا مین بدنام ہو جاتا یہ کہکر سوار ہوا بارہ لاکھ فوج سے میدان کی طرف چلا میدان کارزار مین آکر پہونچا تھا کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی نور الدہر لشکر لیکر پہونچے مگر ساحرون کو الگ کر دیا فرمایا کہ تم لوگ میدان مین نہ آنا اُسکو دعوی پہلوانی ہی صرف سکندر تخت پر سوار ہین اور جملہ ساحر الگ ایک صف باندھے کھڑے ہین صفین درست ہونے لگین میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ ہوے نقیب خوش آواز نکلے اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش ٭ جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
اس چمن کی ہوا ہی بہمن ودی ٭ آستین زن چراغ عقل یہ ہی ٭
خاک جب ہو گئے قد رعنا ٭ تب ہوا سرو خوشنما پیدا ٭
لالہ رو دل یہ لے گئے جب داغ ٭ تب ہوا لالہ زیب محفل باغ ٭
جب مٹے میکشان محفل زرد ٭ جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد ٭
جب ہوے خاک صاحب کاکل ٭ تب نظر آئے گیسوے سنبل ٭
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان ٭ ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گُل ہوا جب چراغ عارض یار ٭ تب گلستان مین گُل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین ٭ چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن ٭ کسی محبوب کا ہی سیب ذقن ٭
عندلیبون کے ہین یہی الحان ٭ غافلو کل من علیہا فان ٭
خاک مین گلعذار جو سوتے ہین ٭ باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھ کر بے ثباتی عالم ٭ ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر	خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس	گلِ سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون نے اس طرح یہ اشعار پڑھے کہ پہلوانان تہمتن رونے لگے ایک سے ایک کہتا تھا
کہ یار وصدائے نقیبون کی دل غم والم سے بھر دیا بیتاب وبیقرار کر دیا اصل یہ ہو کہ
دنیا ناپائدار ہی مرنا واجب ولازم ہی بڑے بڑے شاہان جہان وصاحبان تخت وتاج
دو گز کفن کو محتاج ہوے اور خالی ہاتھ گئے سکندر ایسا بادشاہ مسخر کن بحر وبر کس
حسرت ویاس سے اُٹھا آج تک اُسکا ذکر ہوتا ہی ہر شخص یہ حال سنکر روتا ہی کہ جانبین
مین صفین جم چکین نقیب نقابت کر کے ہٹے کبود اژدر پوش گینڈے کو اڑا کر میدان
مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ
میرے مقابلے مین آئے مگر مین سوا طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا یا تو اور پہلوانون
نے قصد کیا تھا جب اِسنے طلسم کشا کا نام لیا تب سب رُکے نور الدہر نے مرکب بڑھایا
مرکب طلسمی کوہ سرین دکوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل چست وچالاک وبیباک طرارے
بھرتا ہوا اچلا جیسے ہی سامنے کبود اژدر پوش کے پہونچے کبود کو یاد آیا کہ اسی
جوان نے بہبود کو مارا فنون سپہ گری مین بے مثل وبینظیر ہی حسن مین رشک ماہ منیر
جُھک کر سلام کیا نور الدہر نے سلام کا جواب دیا کبود باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے
اس مکار نے کہا کہ دیکھیے پشت پر آپ کی کون کھڑا ہی نور الدہر جیسے ہی پلٹے کبود
نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر زخمی ہوے مگر پلٹ کر ہاتھ مارا کہ تھوتھنی گینڈے کی
کٹی گینڈا کبود کو لیکر بھاگا یقین تھا کہ نور الدہر گھوڑے سے گرین سرداروں نے
دوڑ کر نور الدہر کو سنبھالا تھا اس ہر چند کہ زخمدار ہی مگر نور الدہر کے سر سے خون جو
بہتے ہوے دیکھا قلب ٹھہر اگیا چاہا کہ فوج پر جا پڑون مگر کبود نے پُکار کر آواز دی کہ مین نے
طلسم کشا کا کام تمام کیا مردے کو وہ لوگ لیے جاتے ہین یون ہی کل لشکر کا خاتمہ کرونگا
اب پلٹ چلو اسکے لشکر مین طبل بازگشت پر چوب پڑی اِدھر چلہ سردار نور الدہر کو سنبھالتے ہوے

بارگاہ مین لائے نورالدہر کے سرہین ٹلنکے لگائے مگر نورالدہر کو غش پر غش چلے آتے ہین شاہزادیان گھبرے ہوے بیٹھی ہین ہماے مرصع پوش کا دمبدم کہنا کہ کیا ظالم نے مکر کیا یہ فرزندان صاحبقران مین سے ہین خلق سے باتین کرتے تھے اُسنے فقرہ کیا کہ پشت پر آپ کی کون کھڑا ہی یہ سیدھے سپاہی پلٹ پڑے اُس بے حیانے تلوار ماری یہ زخمی ہوے مجکو بڑا صدمہ ہی اگر شاہزادے کے خلاف نہ گذرے تو ابھی جاکر اُس ملعون کو پکڑ لاؤن بارگاہ مین لاکر سزا دون مربع نشین کہتی ہی کہ بُوالمشکل تو یہ ہی کہ شاہزادہ نہین چاہتا ورنہ وہ زخمی کرکے پلٹ سکتا تھا دیوانہ کرکے اُسکو مارتی اپنا سر آپ قلم کرتا مجال تھی کہ وہ یون چلا جاتا جیسے ہی یہ ذکر نورالدہر نے سُنا فوراً آنکھ کھولدی کہا کہ خبردار اگر تم لوگون مین سے کسی نے قصد کیا تو مین اپنے کو ہلاک کردونگا مین صحت پاکر اُس سے سمجھ لونگا سردارون نے عرض کی کہ وہ تامل کاہے کو کریگا اُسنے اپنے مقام پر کہا ہی کہ مین دو دن مین خاتمہ کردونگا نورالدہر نے کہا کہ خدا مالک ہی مگر آپ لوگ دخل نہ دین جیسا کچھ خدا کو منظور ہوگا وہ ہوگا شام تک نورالدہر کو کئی مرتبہ غش آئے شام کو بیٹھے تھے مگر طہماس کو انتہا کا غصہ ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ کیبود نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آراے نبرد ہو نورالدہر نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاری ہونے لگی چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آکے پہونچا

نظم

وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	یکایک ہوا جب سحر کا ظہور
بہت گرم خو اور روشن نگاہ	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
نشان آگے آگے خطِ صبح کا	سپہ کی علامت سپیدا ہوا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

پہلوان اپنے اپنے مقام پر سے سوار ہوے میدان کارزار مین آنے لگے تھوڑے عرصے مین افسر بھی آگئے دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے کیبود اژدرپوش مسلح و مکمل آگے اپنی فوج کے آکر کھڑا ہوا صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے کیبود نے گردن بڑھایا اور میدان کارزار مین آکر سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان واے قوم زبردستان تم مین سے جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نورالدہر کو غش پہ غش چلے آتے ہین

مگر طہماس کو ہر چند زخمدار ہی مگر گینڈے پر اپنے تئین روکے ہوے کھڑا ہی غصہ انتہا کا ہی گینڈے کو جو ٹھکرایا گینڈا اطرارہ بھر کر چلا مکان جو پہونچی ٹانگے ٹوٹ گئے قطرے خون کے سر سے ٹپکنے لگے لیکن بجرأت تمام بمقابلۂ کیبود دیبن پہونچا طہماس قطرات خون کے چہرے سے پونچھتا ہوا سامنے کیبود کے آیا کیبود نے نیزہ تو نہ مارا ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ طہماس کا زخم سرچو پارہ ہو گیا کیبود نے چاہا سر کاٹ لون کہ اخلاق جا پڑا طہماس کو بچایا اُس بچانے مین اخلاق بھی زخمی ہوا ہر پہلوان جوش و خروش مین جا پڑتا ہی کیبود کے ہاتھ سے زخمی ہوتا ہی نور الدہر ہر مرتبہ جانے کا قصد کرتے ہین مگر زخم سر سے بیقرار ہین اور کیبود بلبلا رہا ہی نعرے کر رہا ہی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے پر اصف نور الدہر کا بند ہی جب تیرہ پہلوان زخمی ہوے اور دو جوان جان سے مارے گئے اُس وقت اہل اسلام بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگ رہے ہین اور خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری بھی بیتاب ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای رب کارساز و ای بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

ایکہ ہر اہل بصیرت شایق دیدار تو	دیدہ ہا را نور بینش حاصل از رخسار تو
بندہ ات فرمان روا ے کشور فرمان دہی	مالک اقلیم آزادی غلام زار تو
عکس رویت آمد از آئینۂ دلہا نظر	شد محیط جان و دل اندر بدن انوار تو
شد خبر دارت سراپا بے خبر از ماسوا	از جہان بیگانہ گردد واقف اسرار تو
باد گر کس دوستت ہر گز ندارد دوستی	یار دیگر کس بغیر از تو نگردد یار تو
دربدر گردید و نقد دعا از کس نیافت	راندہ شد ہر کسکہ از دربار گوہر بار تو

سب اہل لشکر بیقرار آمین کہہ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی فرد از دامن دشت کوہ اور رنگ + گردے برخاست تو تیار رنگ + از دامن دشت پُر غبارے + رخسارہ نمود شہر یاری + طبل سکندر پر چوب پڑی صاحبقران زمان مرکب پر سوار پشت پر سرداران نامی و پہلوانان گرامی ظاہر ہوے امیر نے دیکھا کہ لشکر نور الدہر حیران و پریشان ہی ایک پہلوان دیو خصال و عفریت مثال میدان مین جھوم رہا ہی اور اپنے نام کے نعرے کر رہا ہی نور الدہر کی طرف سے کوئی نہین نکلتا اور خواجہ عمرو صحرا مین

کھڑے خاک اُڑا رہے ہین صاحبقران زمان نے اشقر کو بڑھایا پکار کر آواز دی کہ او
بدخواہم تیرے مقابلے مین آتے ہین نورالدہر نے جو اپنے جد عالی تبار کو دیکھا کہ آتے ہین
رکابون مین پاؤن جما کے سلام کیا صاحبقران نے فرزند کو اپنے بہ جاہ وجلال پایا
کہ سات لاکھ کا دریاے لشکر موج مار رہا ہی مگر نورالدہر زخمدار سردار بیقرار صاحبقران
گھوڑا اُٹھا کر بڑھے اور نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و قمقام نام	امیر عرب ضیغم روزگار
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

نعرہ کرکے صاحبقران زمان
مقابلۂ کبود مین پہونچے کبود نے دیکھا کہ ایک شیر نر حُسن مین بے نظیر چہرہ ماہ منیر گرد
چہرے کے داڑھا مانند عنبر تر کے جیسے سورج کے گرد کرن ہوتی ہی خود ہئو دسر پہ زرہ
داؤدی زیب جسم الور تیغۂ صمصام و قمقام نیمچۂ سہراب بیل سپر گرشاسپ نوجوان
گرز سام بن نریمان اشقر ایسا مرکب پڑی جی ہوئی کبود نے کہا کہ ای جوان تو کون ہی
صاحبقران نے فرمایا عبد ذلیل رب جلیل خوشہ چین گلزار خلیل صاحبقران زمان
مسخر کن پردۂ قاف گشندۂ جنت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم
بن عبد مناف کبود نے دیکھ کر کہا یا صاحبقران نام تو مین نے آپ کا مدت مدید سے
سُنا تھا مگر آج صورت زیبا کو دیکھا تیرہ پہلوان زخمی کرچکا ہون اور دو کو جان سے
مارا صاحبقران نے فرمایا کہ اب تیری موت میرے ہاتھ سے ہی حربہ کر اس یاوہ گوئی
سے کیا فائدہ کبود نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپسین نیزہ بازی
ہونے لگی چند طعنین ردوبدل ہوئی تھین کہ امیر نے نیزے کو کبود کے گانٹھا تھپیڑہ مارا
کہ نیزہ ہاتھ سے کبود کے نکل گیا نورالدہر تعریفین کررہے ہین فرماتے ہین کہ ای نجم
تمنے جرأت کو صاحبقران کی دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ میرے مقدمے مین کچھ خواب پریشان
دیکھا فوراً تشریف لائے آج اُنکے تشریف لانے سے بڑی رونق ہوئی ورنہ اس نامرد
کے ہاتھ سے بڑے صدمات پہونچتے نجم کہہ رہا ہی کہ ای شہریار حقیقت مین ایسے شہ نگاہ سے
نہین گذرے کبود کا جب نیزہ نکل گیا تو اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کر

ہاتھ تلوار کا مارا امیر سے نبچہ سہراب پیل کھینچا نورا لندہور نے نجم سے کہا کہ ای نجم اس
وار کو دیکھو اگرچہ ہم نوجوان ہین مگر اس بیچے کو سنبھال نہین سکتے دیکھو کس لطف سے
وار کو روکا ہو امیر نے وار اُسکا روک کر خبردار کہکر ہاتھ مارا کیبود نے سپر
کو چہرے کی پناہ کیا مگر نیچہ سہراب پیل جو چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹکر جو گرا
سراسر کلّے اور جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مثل سیماب
گذر کر زمین کو بوسہ دیا کیبود کے مرتے ہی بارہ لاکھ فوج جو ہمراہ تھی اور سات سو
افسر اپنا اپنا کہکر آ پڑے لندہور نے گھوڑا بڑھایا قریب فوج آکر نعرہ کیا منم دارا ے
صاحب رائے سواد اعظم مالک ہندوستان جانشین صاحبقران نعرۂ نظم منم صاحب عمود و
جانشین حمزہ در گردان ٭ شہ ہندوستان رستم زمان لندہور بن سعدان نعرۂ دیگر
جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ٭ اگر نامم نمیدانی منم لندہور بن سعدان ٭
نو لاکھ ہندیون کو لندہور لے کر آگرا ہندیون کی شمشیر زنی بانکے ترچھے کٹے پھٹے ہوے
خانہ جنگیان لڑے ہوے تیچے برق مثال ہاتھ مین جسپر جا پڑے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
دریاے خون بہا دیے بائین طرف سے آواز آئی کہ منم ہزبر بیشۂ عربستان صف شکن و صفدر
مالک اژدر نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین ٭ سپہ دار در لشکر اہل دین ٭ یکایک
نیزہ داران عرب جو آگرے کافرون کے جی چھوٹ گئے مالک کے ہاتھ مین نیزۂ دو زبان
ہو جسپر نیزہ مارا اُسکو گھوڑے سے اُٹھا لیا زمین پر مارا کہ اُسکے استخوان چور چور ہو گئے
اسی ہزار نیزہ دارون کے جو وار چلنا شروع ہوے لشکر کفار کے پانون اُٹھ گئے اہل اسلام
چاہتے ہین کہ انکو قلعے مین نہ جانے دین مگر وہ سب بھاگ کر قلعے مین پہونچے صاحبقران نے
تعاقب نہ چھوڑا اہل قلعہ نے توپین مارین امیر نے فوج کو منع کیا مگر لندہور اور مالک
ایک دست راست پر اور ایک دست چپ پر تلوارین پکڑے ہوے چلے آتے ہین امیر
برابر خندق کے پہونچے دونون جان نثار ساتھ ہین امیر جو خندق کو فرائے ان دونون
جوانون نے بھی برابر ہی گھوڑے ڈالے برابر پھاٹک کے پہونچے امیر نے پھاٹک توڑا
قلعے مین گھسے فوج نے گھیرا تلوار چلنے لگی مگر صاحبقران زمان افسر دنکو تاک تاک کے

مارے ہین شبرنگ اژدر پوش کہ کل فوج کا افسر ہی گینڈا جمکا کر قریب صاحبقران کے آیا اور ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے دیکھا کہ چہار طرف سے صاحبقران پر تلوارین پڑنے لگین لندھور نے گھوڑا ڈال دیا زخم اپنے جسم پر لینے لگا سینہ سپر کردیا اور شبرنگ کو للکارا کہ او نامرد آقا پر ہاتھ نہ مارنا مگر شبرنگ نے ہاتھ مار دیا امیر نے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا سپر چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا کہا ارے کل فوج کو منع کر شمشیر زنی موقوف کرین ورنہ تیرے استخوان چور چور کردونگا شبرنگ کل فوج کا افسر ہی اسنے آواز دی کہ یارو بس تلوارین نیام مین کرو قدمون کو امیر کے بوسہ دو سب افسر کہ جنگ سے عاجز ہو رہے تھے فریاد کرتے ہوے قریب صاحبقران کے آئے کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوے جب صاحبقران نے قلعہ تسخیر کیا اور فوج بھی کل آگئی لندھور و مالک لڑتے ہوے آئے چونکہ صاحبقران کو مجمع عام مین دیکھا تھا بدحواس قریب آئے تلوار نہ موقوف کرتے تھے صاحبقران نے پکار کر منع کیا کہ ای لندھور و مالک تلوار موقوف کرو ہاتھ رو کو اہل قلعہ نے اطاعت کی لندھور و مالک نے جو صاحبقران کو بخیر و عافیت دیکھا آکر قدمون کو بوسہ دیا پاس آکر ٹھہرے اور سرداران قلعہ بھی امیر کے ساتھ ہین چاہتے تھے کہ بارگاہ مین جائین کہ اس عرصے مین نورالدہر بھی آکر پہونچے دادا کے قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرے امیر ہرچند منع کرتے ہین مگر نورالدہر کو وجد ہی ہرچند صاحبقران فرماتے ہین کہ ای نور نظر ہم تمپر سے تصدق ہوجائین جس روز ہمارا جنازہ اٹھیگا تم ایسے نوجوان ساتھ ہونگے تو کیا رونق ہوگی نورالدہر رونے لگے عرض کی کہ ای دادا جان ایسا نہ فرمایئے ہماری زندگی حضور کے دم سے متعلق ہی اس پہلوان نے کیسا تنگ کیا تھا ہم جانتے تھے یہ لڑائی فتح نہ ہوگی مگر حضور نے کس لطف سے آکر لڑائی کو فتح کیا ایسے سرکش کو مار امکار اور حیلہ ساز تھا طہماس کو اسکے بھائی نے بمکر زخمی کیا تھا مین نے اُسے سر دربار جاکے مارا دربار مین اُس روز عجب غریو تھا پہلوان اسکے ساتھ کے کہتے تھے کہ طلسم کشا کا کوئی مثل نہین حقیقت مین حضور کی جرأت کے سامنے ساری اپنی جرأت مین بھول گیا حضور

مؤید من اللہ ہین آپ کے کارہاے نمایان تمام عالم مین مشہور ہین کہ جنکا ذکر مورخین نے
کتابون مین لکھا ہی یہ باتین کرتے ہوے نورالدہر صاحبقران کو ساتھ لے کے
دارالامارہ شاہی مین آئے دیکھا تو بڑا قصر ہی نہایت تکلف سے آراستہ تخت زبرجدی
بچھا ہی شبرنگ اژدرپوش نے کرسیان اور ڈنگل واسطے جملہ سردارون کے
بچھوائے ایک ڈنگل برابر تخت کے بچھا تھا اُسکو ڈنگل الماس کہتے تھے شبرنگ
نے بیان کیا کہ کبود کبھی تخت پر بیٹھتا تھا اور کبھی اس ڈنگل پر بیٹھتا تھا فنون سپہ گری
مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا نورالدہر پہلو مین آکر بیٹھے سرداران نورالدہر آکر بیٹھے
سرداران صاحبقران لندھور و مالک سب سے بالادست بیٹھے ہین صاحبقران
فرمارہے ہین کہ ای نور نظر خواجہ عمرو کہان ہین نورالدہر نے کہا کہ ابھی تو میرے
ساتھ تھے شبرنگ سے کہا کہ ذرا خواجہ کو بُلا لو خواجہ بیرون بارگاہ کھڑے تھے
شبرنگ نے آکر دیکھا کہ خواجہ خزانہ دار سے لڑ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ خزانہ کیا کیا
خزانہ دار کہتا ہی کہ ایک چوبدار نے مجکو خبر دی کہ تجکو کبود اژدرپوش بُلاتے ہین
مین اُس وقت پہونچا کہ وہ قتل ہو چکے تھے پھر جو مین پلٹ کر آیا تو خزانہ نہ پایا عمرو
نے دربار مین آکر کہا کہ یہ کام چالاک کا ہی وہی چالاکی کر گیا چالاک جو سامنے
آیا اُسنے کہا کہ ای شہریار مجھسے سُنیے پہلے خواجہ نے چوبدار بن کے خزانہ دار کو
ہٹایا پھر آکر خزانہ لوٹ لیا اب باتین بناتے ہین نورالدہر نے چالاک کو منع کیا
اور خواجہ سے فرمایا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ سے کوئی خزانہ کا ذکر نکریگا
معلوم ہوتا ہی اس قلعہ مین خزانہ نہ تھا صاحبقران کو جو خواجہ عمرو نے سلام کیا
صاحبقران نے جوش اشتیاق مین خواجہ کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای خواجہ عمرو
تمھاری جدائی ہم پر بہت شاق تھی ہم جانتے تھے کہ نورالدہر کے پاس سے پلٹ کر
آؤ گے حالات عیاری سُناؤ گے آؤ بیٹھو نورالدہر نے دیکھا کہ سرداران امیر
بیٹھے ہین اور میرے سردار بھی جمع ہین اور صاحبقران خواجہ سے باتین کر رہے ہین
فرماتے ہین کہ کیون خواجہ یہان آکر تو بہت کچھ پایا ہوگا خواجہ عمرو نے کہا کہ

ای آقاے نامدار یہان آگر اسقدر قرضدار رہا کہ مہاجنون کا سود بھی نہین پہونچتا کہ نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے ہاتھ باندھ کر سامنے صاحبقران کے کھڑے ہوے امیر نے ہاتھ تھام کر پہلو مین بٹھا لیا پیشانی پر بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ ای نور نظر کیون خاموش کھڑے ہو جو کچھ کہنا ہو وہ کہو نور الدہر نے عرض کی امیدوار ہون کہ عرض میری قبول ہو صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا بیان کرو سب عرضین تمہاری قبول ہین حاجتین حصول ہین نور الدہر نے عرض کی کہ حضور نے ایسے وقت پر مجکو سرفراز کیا کہ مجکو امید فتح کی نہ تھی مین جانتا تھا کبود بڑی بدعتین کریگا پہلوان زبردست اُسپر مکار و جعلساز پہلے محبت سے پیش آتا تھا اور باتین بنا کر زخمی کرتا تھا اور پھر اپنے لشکر مین بھاگ جاتا تھا اور اپنے سردارون مین جا کر کہتا تھا کہ مین نے کس بہادری سے نور الدہر کو مارا اور طہماس کو قتل کیا اور آج تو ہم لوگون کی ایسی بد اعمالی تھی کہ جو سردار اُسکے مقابلے مین گیا وہ زخمی ہوا دو سردار جان سے مارے گئے اسکا مجھے بڑا قلق ہی خدا نے فضل کیا کہ حضور آکے پہونچے اور سب مجھے خیال تھا کہ یہ بڑا مکار ہی مگر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا بڑی فتح نصیب ہوئی لہذا امیدوار ہون کہ جو عرض کرون وہ قبول ہو صاحبقران حیران ہین کہ نور الدہر کیا کہین گے نور الدہر نے کمال عجز سے عرض کی کہ چھ در بند فتح ہوے مین چاہتا ہون کہ آپ کی دعوت کرون ایسا جلسہ آراستہ ہو کہ کبھی ایسا جلسہ نہ ہوا ہو اور مین خود کاروبار کرون امیر نے کہا کہ ای نور نظر تمھارے کہنے سے انکار نہین کرتا جو تم نے تجویز کیا ہی وہی کرو مگر میری خوشی یہ ہی کہ بعد فتح طلسم ایک عمدہ جلسہ اُسی قصر پر ہو کہ جس مقام پر بقراط قتل ہو نور الدہر نے کہا کہ ای قبلہ و کعبہ مین یہ خوب جانتا ہون کہ اس طلسم کا فتح ہونا دشوار ہی کئی برس مجکو لڑتے ہوے گذرے کیسے کیسے سردار ساتھ ہین مگر اب تک لوح کا پتہ نہین ملتا مگر وہ قادر مطلق قوی و توانا ہی لوگون نے یہی بتہ دیا ہی کہ بعد فتح ہفت در بند لوح کا پتہ ملیگا اسی امید پر لڑتا ہوا آیا ہون خواجہ نے بھی صاحبقران سے عرض کی کہ ای شہریار اب عرض کو

نورالدہر کی قبول کیجیے انتظام جلسہ میرے سپرد ہو کہ مین بوجہ احسن انتظام کرونگا امیر
نے فرمایا ای نورالدہر انھین کے ہاتھون سے کام لو نورالدہر نے کُنجیان خزانے کی
سامنے خواجہ کے پھینکدین اور فرمایا کہ انتظام کیجیے خواجہ نے زنبیل سے ایک رومال
نکالا بالکل گلا ہوا تھا تانا اُسکا اُڑ گیا تھا بانا باقی تھا وہ نکال کر مہتر قران کو اُڑھا دیا
مہتر قران نہال ہو گئے کہا اُستاد آج یہ کیا سرفرازی ہی خواجہ نے فرمایا روپیہ نورالدہر
کا صرف ہوتا ہی ایسے رنگ سے انتظام کرو کہ دیکھنے والے رشک کرین برق فرنگی کو بُلا کر
قران کے ساتھ کیا کہا میان برق صاحب آپ کی تیزی مشہور ہی ایسا نہ ہو کہ آپ
رشوت کھائین اور کام بگاڑین اور نورالدہر مجھسے خرچہ اپنا وصول کرلین اور بدنامی
کی بدنامی ہو بہت لطف سے انتظام کیجیے گا برق نے کہا کہ اُستاد وہ انتظام کرون
کیا مجال کہ کسی مقام پر ہاڑ ہونے پائے جانسوز کو بھی بُلا کر قران کے ساتھ کیا اور
عیارون کو بھی حکم ملا کہ قران کے ساتھ رہو کئی بارگاہین خواجہ نے جو نامی اور
نام آور ہین اُنکو استادکرایا اور بازارین درست ہوئین دوکاندارون کو حکم ہوا کہ
اپنی اپنی دوکانون پر روشنی خوب کرنا کہ طلسم کشا خوش ہون سرکار طلسم کشا سے آج سبکو
انعام ملیگا طائفون کو خط لکھے گئے کُل طلسم مین خبر ہوئی کہ نورالدہر نے بڑی دھوم سے
صاحبقران کی دعوت کی ہی جابجا سے طائفے روانہ ہوئے خصوصاً لکھنؤ سے یہ طائفے
بُلائے گئے بی بستی جان و ادھا گن و جدن و اللہ باندی و ننھوا و بچوا و کالی امرائو
و وزیر جان و علیجان اور دریا آباد والی وزیرہ اور مردانے طائفون مین میان
فضل حسین و میان مہدی حسین و میان علیجان و میان کیا خوب اور میان
تماشا و میان سلونہ وغیرہ اپنے اپنے مقام سے چلے جب سب آکر پہونچے مہتر قران نے
سب کو بہ احتیاط اُتروا دیا خوان کھانے کے بھیجے اور آکر آگاہ کیا کہ کل بعد خاصہ نوش کرنے
کے آپ لوگ تیار رہین اور دربار مین تشریف لائین سب صاحبون کا مجرا ہوگا امیر آپ
سب صاحبون کے مشتاق ہین اور ایک طرف دیہات والی رنڈیونکے ڈیرے اُترے ہین
مثل سُندر و مندر و دبیا و کلو وغیرہ کے کچھ درخت کٹوا کر مہتر قران نے دو رستہ بازارین

آراستہ کرائمین ایک طرف حلوائی ہین تو ایک طرف نان پز شیرمالین سُرخ سُرخ رکھی ہین
روٹیون کے انبار لگے ہین دیگچون مین نہاریان رکھی ہوئین اُسمین ساری ساری بوٹیان
پڑی ہوئین اور ایک طرف گُل فروش آکر ایسے آوازین لگا رہے ہین کہ بیلہ ہی ملنگ توڑ
بدھیان عمدہ ہار معقول کئی ہزار گُل فروش غلغلہ کر رہے ہین بھانڈ بھگتئین بازارون
مین ناچ رہی ہین جس نوجوان کو جاتے ہوے دیکھا دامن اُسکا تھام لیا اور بدون
پیسہ لیے نہ چھوڑا ہر طرف بازون مین ہنگامہ ہی سب بازارون کی درستیان کر کے
شام کو قران نے آکر عرض کی کہ اُستاد چل کر ملاحظہ فرمائیے جیسا حکم کیجیے ویسا بجا لاؤن
اسی طور سے انتظام رہیگا خواجہ عمرو قران کے کہنے سے باہر آئے دیکھا کہ ہر مقام پہ
بھرے ہو رہے ہین رنڈیون کے مشتاق چلے آتے ہین تماشہ بینون کے جماؤ ہین اور
ایک جانب میوہ فروش ہڑ کر رہے ہین کہتے ہین فرد لختی بر دار دل گذرد ہر کہ زپیشم +
من قاش فروش دل صد پارہ خویشم + ہر طرف ہنگامہ ہی جا بجا طائفے اپنا اپنا کمال
دکھا رہے ہین جس خیمے مین خواجہ جاتے ہین خواجہ کو نذر ملتی ہی خواجہ نذرین لیتے ہوے
سارے میلے مین پھرے اور جس خیمے مین بی لستی جان تھین وہان بھی تشریف لائے لستی جان
نے دست بستہ عرض کی کہ ہمارے مجرے کی رقم نہین ملی ہمارا دستور ہی کہ جہان ہم جاتے ہین
وہان رقم اپنی پیشتر لے لیتے ہین خواجہ نے قران کو حکم دیا کہ انکی رقم دے دو یہ
رنڈی بے صبری اور لالچن معلوم ہوتی ہی آخر کو آکر ایک گوشے مین ٹھہرے سارے
میلے کو نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور پسند کیا بارگاہ مین آئے دیکھا کہ صاحبقران عالیشان
تشریف لائے ہین سردار آتے جاتے ہین اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ نورالدہر
نے آکر عرض کی ای شہریار خاصہ تیار ہی چل کر نوش فرمائیے صاحبقران کو نورالدہر
کا بڑا پاس ہی صاحبقران فوراً اُٹھے نورالدہر سب کو لیکر اُس بارگاہ مین آئے
کہ جس بارگاہ مین دسترخوان بچھا ہی صاحبقران بیٹھ کر خاصہ نوش فرمانے لگے خواجہ
ٹہلتے ہوے آئے نورالدہر سے کہا کہ ان لوگون کے آگے کھانا کم رکھو ای فرزند
دیکھتے ہو کہ ایک ایک شخص چار چار طباق کھائے جاتا ہی نورالدہر نے سر جھکا لیا

مگر صاحبقران نے کہا کہ اوساربان زادے سب خیمون سے نذرین لے آیا ارے
بدنصیب رنڈیون کی بھی نذرین نچھوڑین خواجہ نے عرض کی کہ بستی جان ایک
رنڈی ہی اُسنے مجکو نذر نہ دی مین اُس سے سمجھونگا اُسکی بیل بے لیا کرونگا مگر نذرین
لینا آپ کو کیون ناگوارہوا یہ ذکر تھا کہ نورالدہر کو شبرنگ نے آکر خبر دی کہ ای
شاہزادۂ والاقدر مبارک ہو کہ بادشاہ جمجاہ بھی تشریف لائے صاحبقران زمان
دسترخوان سے ہاتھ پونچھ کر اُٹھے برائے استقبال بادشاہ چلے کنارے پر لشکر کے
آکر دیکھا کہ بادشاہ سعدین قباد با فوج گران تشریف شریف لائے ہین سرداران
نغمتن ہمراہ ہین سلطان کج کلاہ و صفدر کوہ نشین قزاق بڑے عظم و شان سے
آکر پہونچے اور ایک ساحرہ عاشق جمال شہریار ابر آتش فشان سے اُتری نورالدہر
نے سب کو بمحبت ساتھ لیا شہریار کا استقبال کیا صاحبقران نے عرض کی کہ حضور
کو اس سفر مین بڑی تکلیفین پہونچین بادشاہ نے جواب دیا کہ آپکے تصدق سے
بہت سے ملک فتح کیے راہ مین مجکو خبر گذری کہ نورالدہر نے صاحبقران زمان
کی دعوت کی ہی مین نے سرداروں سے کہا کہ اس دعوت مین شرکت ضرور ہی
پتہ پوچھتا ہوا یہان پہونچا عین وقت پر آگیا نورالدہر نے بادشاہ کو بھی اپنے
ساتھ لیا سرداران شاہی بادشاہ کو تاوارد نکے سائے مین لیے ہوے ساتھ ہین امیر
بادشاہ کا ہاتھ تھامے ہوے اُس بارگاہ مین آئے کہ جہان دسترخوان بچھا تھا امیر
نے بادشاہ کو مقام صدر پر جگہ دی بادشاہ نے بیٹھتے ہی پوچھا کہ خواجہ کہان ہین
صاحبقران نے فرمایا کہ وہ ساربان زادہ انتظام کرتا پھرتا ہی اُسکو آپ کیون
یاد فرماتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ بہنے اُنکو مدت سے نہین دیکھا اُنکی ملاقات سے تو
مشرف ہون خواجہ کو برق نے خبر دی کہ آپ کو بادشاہ یاد فرماتے ہین خواجہ سب
عیارون کو ساتھ لیے ہوے حاضر ہوے بادشاہ کو آکر سلام کیا بادشاہ نے پوچھا
کہ خواجہ اچھے رہے عمرو نے کہا کہ جس وقت سے آپ تشریف لائے ہین سب عیار
خوشیان کر رہے ہین کہ اب ہمکو خلعت ملین گے مجکو بھی آپ کے آنے سے خوشی ہوئی

فوراً دوڑا کہ چل کر قدمبوس ہون یقین ہی کہ خلعت ملے اور غنچۂ آرزو کھلے یہ سُنکر بادشاہ
نے سلطان کج کلاہ کی طرف دیکھا فرمایا کہ ان سب صاحبون کے خلعت لاؤ سلطان
اُٹھے خواجہ عمرو برہنہ ہو گئے عرض کی کہ جسم خلعت کا مشتاق ہی بادشاہ نے سب سے
پہلے خلعت خواجہ عمرو کو پہنایا صاحبقران نے فرمایا کہ اڑے ساربان زادے تو نے
خلعت پایا نذر تو دے خواجہ عمرو نے عرض کی کہ حمزہ روپیہ میرے پاس نہین ہی آپ
مرحمت فرمائیے تو مین نذر دون امیر نے فرمایا کہ خلعت تمکو ملا روپیہ مین دون عمرو
نے دست بستہ عرض کی کہ سب عیار حاضر ہین بادشاہ نے سب کو بُلا کر فرداً فرداً خلعت
فاخرہ دیے خواجہ عمرو دربارگاہ پہ آکر ٹھہرے جو خلعت پہنے ہوئے نکلا رومال بچھا دیا
کہا خلعت اُتار دو ای فرزند و کار و بار مین خلعت میلا ہو جائیگا کہین شادی مین پہنا ئین
بہت احتیاط سے رکھونگا یہ کہکر سب کے خلعت اُتروا لیے اور زنبیل کیے یہ خبر
بادشاہ کو پہونچی بادشاہ نے عیارون کو بُلوا یا اور فرمایا کہ ہین تم سب صاحبون کو
الگ خلعت دونگا برق نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور خلعت کے عوض ہمکو نقدی ملجائے
بادشاہ نے خزانہ دار کو اشارہ کیا کہ ان لوگون کو نقدی دو خواجہ نے جو یہ خبر سُنی
آکر عیارون سے فرمایا کہ تم لوگون نے جو یہ نقدی پائی یہ میرا ہی باعث تھا اسمین سے
مجھے میرا بھی حصہ دو ورنہ مین بادشاہ سے کہکر اس رقم کو موقوف کرا دونگا آخر عیارون
نے اُس نقدی مین سے بھی نصف نصف خواجہ کو دیا تب خواجہ راضی ہوے قران
و برق و چالاک و شبرنگ خواجہ کے ہمراہ ہین انتظام کرتے پھرتے ہین امیر
خاصے سے فراغت حاصل کر کے دربار مین تشریف لائے سعد بن قباد آکے تخت پر بیٹھے
اور سردارون کو نور الدہر واسطے کھانا کھلانے کے لیجانے لگے جو کھانا کھا کے آتا ہی
دنگل اور کرسیون پر بیٹھتا ہی نور الدہر ہر مرتبہ آتے ہین سردارون کو لیجاتے ہین
کھانا کھلا کر لاتے ہین تمام سردارون کا دورہ بندھا ہوا ہی مگر نور الدہر پر بہت
شاق ہی جب دربار مین آتے ہین جملہ سردارون کو دیکھ کر فرماتے ہین کہ مقام افسوس ہی
کہ اس جلسے مین ہمارا بھائی آتشخو و شعلہ مزاج ایرج نوجوان نہ ہوا اس وجہ سے مجکو

بڑا رنج ہی نورالدہر اس افسوس میں تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ای شہریار
مبارک ہو کہ نقد من وروان قاسم عالیشان آپہونچے ایرج نوجوان کنارے
برانکر کے ٹھہرے ہین نورالدہر یہ سنکر دوڑے خواجہ بھی ساتھ آئے آکر ایرج
کو گھوڑے سے اُتروایا بڑے اعزاز و اکرام سے نورالدہر نے استقبال کیا اور
بارگاہ مین لائے دست چپ پر صاحبقران کے آکر بیٹھے مگر پوچھ رہے ہین کہ یہ جلسہ کس بات
کا ہی لوگ کہہ رہے ہین کہ نورالدہر نے صاحبقران کی دعوت کی ہی ایرج برہم
بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ نورالدہر کے دماغ مین بڑا غرور بھر گیا ہی دادا جان
نے اُسکی دعوت کیون قبول کی یہ کہہ کر صاحبقران کی طرف متوجہ ہوے اور عرض کی
کہ دادا جان یہ دعوت آپ نے کیون قبول کی صاحبقران نے فرمایا کہ ای نور نظر باعث
یہ ہی کہ چھٹا دربند فتح نہ ہوتا تھا سب سردار زخمی ہو چکے تھے نورالدہر بھی زخمی تھے
مین وقت پر آیا آکر قلعہ تسخیر کیا اُنھون نے اس خوشی مین دعوت کی مین کیون نہ قبول کرتا
خدا تمکو فتح و نصرت نصیب کرے مین تمھارے یہان بھی دعوت مین آؤنگا ایرج نے
کہا کہ انصاف تو یہ ہی کہ نورالدہر سے بڑی خطا سرزد ہوئی مین واسطے رہا کرنے
جمشید زرین ترکش کے چلا تھا اُنھون نے اُسکو رہا کر لیا چاہیے تھا کہ یہ براے
رہائی سکندر ثانی جاتے اور مقدمہ جمشید مین دخل نہ دیتے صاحبقران نے فرمایا کہ
ای نور نظر جس سے کام بن پڑا اُسنے کیا اُنکے سامنے آگیا اُنھون نے رہا کر لیا
تُمھارا بھی طلسم مین نام ہی جا بجا یہی ذکر سُنا کہ ایرج نوجوان نے کارہاے نمایان کیے
ایرج نے سر جھکا لیا صاحبقران کے سامنے کچھ جواب نہ دے سکے مگر نورالدہر کو
بہ نگاہ تند دیکھ رہے ہین کبھی جمشید کو دیکھتے ہین اور فرماتے ہین کہ ای جمشید اتنے
زمانے تک قید رہے تمکو اپنے رہا ہونے کی کیا جلدی تھی کیا ہم نہ تمکو رہا کرتے تمھاری
قید کا نشان تو ہم پا ہی چکے تھے رہا ہو جاتے جمشید آگاہ نہین ہی کہ یہ کون صاحب ہین
اِسنے برہم ہو کے جواب دیا کہ مین صاحب نصیب ہون کہ مجکو طلسم کشا نے رہا کیا اور کسی کا
احسان مجھپر نہ ہوا ایرج نے بگڑ کر کہا کہ تمھاری کیا حقیقت تھی کہ تمپر احسان ہوتا

ہمارا بھائی تمھارے ہمراہ ہی وہ ہملوگ پر شہ سمجھتا ہی اور ہم جا بجا اُنکو بچلاتے ہین اگر ہمارا قدم طلسم مین نہ آتا تو یہان تک کیونکر پہونچتے صاحبقران نے فرمایا کہ ای ایرج نوجوان اب صحبت مین کچھ کلام نہ کرو اور خاموش رہو نور الدہر نے بہت کچھ صحبت مین لگایا ہی بعد برخاست صحبت کلام کر لینا صاحبقران نے جو بگڑ کر کہا ایرج نوجوان خاموش ہو رہے کہ نور الدہر آئے ایرج کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ چل کر خاصہ نوش فرمائیے ایرج نے کہا کہ ہم کھانا کھا کر آئے ہین نور الدہر نے کہا کہ ای برادر مین تو نہ مانونگا ایرج نے کہا کہ مین تو تمھارے ساتھ نہ جاؤنگا صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے اور ہاتھ تھام کے کہا کہ ای فرزند ساتھ نور الدہر کے جاؤ اور بخوشی خاصہ نوش کرو تب ایرج نوجوان ناچار ہو کر اُٹھے سردارون کو ساتھ لیا اور آکر خاصہ نوش کیا مگر بل تیور سے نہین اُترتا یہی دمبدم فرماتے ہین کہ اگر نور الدہر نے دعوت کی تھی تو صاحبقران نے کیون قبول فرمائی لندھور و مالک سمجھا رہے ہین کہ ای شہریار جلسۂ عام ہی برہم نہ کیجے ایرج کھانا کھانے مین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہین مالک و لندھور اصلاح کے کلمات کہہ رہے ہین سمجھاتے ہین کہ ای شہریار بعد جلسے کے آپ کو اختیار ہی تب ایرج نے خاصہ کھایا نور الدہر نے کہا کہ اب دربار مین تشریف لے چلیے آپ ہی کی وجہ سے ناچ نہین شروع ہوا ایرج نوجوان بنجون کے بھل اکڑتے ہوے چلے سب سردار ساتھ ہین آکر بارگاہ مین بیٹھے خواجہ عمرو بیرون بارگاہ ہین صاحبقران نے قران سے کہا کہ بھئی ناچ شروع کراؤ طائفے چیدہ اور منتخب آنے لگے ایک نازنین مہ جبین نہایت شوخ و شنگ موسوم بی نیرنگ بائی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

اس نصیحت نے مجھے اور ستا رکھا ہی + سر مرا ناصح مشفق نے پھرا رکھا ہی +

لطف ہی نصف ملاقات کا حاصل اس سے خط کو اُنکے جو کلیجے سے لگا رکھا ہی

ای گلو تم نے تو اتنا نہ ہنسایا تھا کبھی جسکے بدلے مجھے اس درجہ رُلا رکھا ہی

آئی ہی نکہتِ گل لے کے صبا کیا صیاد شور بلبل نے قفس مین جو مچا رکھا ہی

کیون پرستان مین نہ افسانہ ہو وحشت کا مری کس پریزاد نے دیوانہ بنا رکھا ہی

جلد اُس غیرتِ بلقیس کو تو پہونچا دے
مین تری وعظ و نصیحت کو نہین سننے کا
آڑ کری ہی کہ مشتاق نہ صورت دیکھے
تو کہان ہی جو گلے تجکو لگاؤن ای گل
مجکو بھی میرے مقدر کا دکھا دو فرمان
چار دن مین سب اُجڑ جائیگا گلزار جہان
مستعد جان ہی دینے کو ہون تنہائی مین
دونون عالم ترے دیدار پہ غش کرتے مین
مُنہ دکھانے کے بھی لائق نہ رہے عالم مین
واہ کیا تیری دھوان دار مسی ہی ای شوخ
سامنے یار کے خود رفتہ نہ ہو جائے ہنر

نامہ لکھا ہوا ای بادِ صبا رکھا ہی
ناصحا سر مرا بیکار پھرا رکھا ہی
آئنہ سامنے منگوا کے لگا رکھا ہی
ہان ترا داغ کلیجے مین لگا رکھا ہی
جانِ جان کو نسے دفتر مین لکھا رکھا ہی
باغ عالم مین وہ گل تمنے کھلا رکھا ہی
زہر کھانے کے لیے مین نے منگا رکھا ہی
اسقدر ساری خدائی کو لُبھا رکھا ہی
ایک محبوب نے وہ حال بنا رکھا ہی
رنگ سوسن کا گلستان مین اڑا رکھا ہی
دل بیتاب کو پہلے سے سکھا رکھا ہی

خواجہ عمرو میلے مین پھرتے پھرتے قریب ایک بارگاہ کے پہونچے ایک نازنین کو دیکھا کہ نہایت حسین و جمیل بیٹھی گا رہی ہی اُسنے جو خواجہ کو کھڑے دیکھا مسکرا کر اُٹھی کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری تشریف لائیے خواجہ کو تو میل اُسکی جانب ہوا تھا بیٹھ گئے اور بے اختیار سازندون سے کہا کہ صاحبو یہ کیا معرکہ ہی ساز بجاتے ہو اور میل نہین کرتے اس طریقے سے معلوم ہوا کہ بی شیر نگ بائی بے سُری ہین اور ہمیشہ یون ہی رہینگی بائی نے مسکرا کر کہا کہ آپ تو کچھ گائیے مین نے آپ کی بڑی تعریف سُنی ہی خواجہ عمرو نے اُسی وقت ذی زنبیل سے نکالی سازندون سے اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے اور خواجہ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

بزم مین سرخوش جو وہ پیکر گلابی ہو گیا
تمسے کہدین کیون گلِ احمر گلابی ہو گیا
کسقدر خوش رنگ ہی ساقی مئے رنگین عشق
سُرخ دامن سے جو میرے اشک پونچھے یار نے

صاف رنگِ چہرۂ انور گلابی ہو گیا
لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہو گیا
شیشے گلگون ہو گئے ساغر گلابی ہو گیا
ہی غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہو گیا

جسمین لکھا حال تیرے عارضِ گلرنگ کا
واہ ری تاثیر وہ دفتر گلابی ہو گیا

آئینہ خانے مین آیا وہ گلابی پوش جب
یک بیک چارون طرف وہ گھر گلابی ہو گیا

جس سے شیدا اے رُخِ گلرنگ کو زخمی کیا
یار کی اُس تیغ کا جوہر گلابی ہو گیا +

دیدۂ مخمور کی رنگت جب آنکھون مین کھبی
روئے جب ہم رنگ چشمِ تر گلابی ہو گیا

اُسکو خط لکھنے مین ٹپکے اشک خونی اسقدر
لکھتے لکھتے کاغذِ پر زر گلابی ہو گیا

کونِ گلگون پیرہن تھا شب کو پہلو مین ہزیر
صبح کو دیکھا تو سب بستر گلابی ہو گیا

خواجہ کا بھی گانے مین جی لگ گیا وہ رنڈی ہر مرتبہ بلائین لیتی ہی اور کہتی ہی کہ خواجہ کبھی ہمنے اس طرح کا گانا نہ سُنا تھا خواجہ اور دل لگا کر گا رہے ہین اور بہت سے لوگ آکر بیٹھے صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین کہ خواجہ کے گانے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کے فرمایا کہ یہ ساربان زادہ کہان گا رہا ہی نورالدہر نے بڑھ کر عرض کی کہ نیرنگ بائی کے خیمے مین بیٹھے ہوے گا رہے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ ای نورالدہر جاؤ اور اُس ساربان زادے کو بُلا کر لاؤ اور کہنا کہ یہ کیا حرکت ہی ہم تو تمھارے بہان مہمان آئے ہین اور تم بازار مین بیٹھے گا رہے ہو نورالدہر نے دست بستہ عرض کی کہ مین تو اُنکے بلانے کو نہ جاؤنگا صاحبقران نے بالاعلان صدا دی کہ ای سرداران نامی و ای پہلوانان گرامی تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ خواجہ کو جا کر لائے مگر خالی پلٹ کر نہ آئے سب سردار قصد کرنے لگے کہ ہم جائین اور خواجہ عمرو کو لے آئین مگر اور سردار تو ارادہ کر کے رہگئے مگر شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ نانا جان مین جاتا ہون ابھی سمجھا کر اُنکو لاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ بسم اللہ مردانہ باش اسد اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی کہ غلام ساتھ لیکر آئیگا اسد چلے اٹھارہ امیرزادے ساتھ ہین تلوارونکے سائے مین اسد کو لیے ہوے جاتے ہین اسد بارگاہ سے باہر نکلے خواجہ کی طرف چلے آواز خواجہ کی گویا رہبر ہی اُس بارگاہ مین آئے کہ جہان خواجہ گا رہے تھے اسد نے آکر سلام کیا عمرو نے دعا دی اسد نے ہاتھ تھام لیا اور کہا کہ چلیے آپکو نانا جان صاحب طلب فرماتے ہین عمرو نے

سر جھکا لیا اسد کے ساتھ چلے قران وغیرہ ساتھ ہین کہ بارگاہ مین سامنے صاحبقران کے پہونچے مگر خواجہ برہم ہو رہے ہین آکر عرض کی کہ آپ نے اس دیوانے کو میرے لینے کو بھیجا مین نے پاس کیا کہ چلا آیا اگر نہ آتا تو کیا کرتے مگر دیوانے سے کون تکرار کرے خواجہ آکر کرسی پر بیٹھے امیر نے فرمایا اب بیٹھیے نہین رات دو پہر سے تجاوز کر چکی ہے کچھ دو چار شعر گائیے سب آپکے مشتاق ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ مین محتاج و مفلوک ذرا سی قدر شگفتہ ہوا تھا وہ شگفتگی آپ نے مٹا دی اگر مجکو کچھ ملے تو مین البتہ گاؤن نور الدہر نے اسی وقت چند کشتیان جواہرات کی لاکر دین جب تو خواجہ کشتیان لیکر بیچ محفل مین آکر بیٹھے زنبیل سے نَے نکالی بصد جوش و خروش یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

فدا دل تمھارا جو اسیر ہوا ۔ کہو شیخ صاحب یہ کیونکر ہوا
دلِ شیخ مائل صنم پر ہوا ۔ مناسب ہوا یہ تو بہتر ہوا
نہ باقی رہا ضبط رونے لگے ۔ تری بزم مین دل جو مضطر ہوا
سماجت بہت یاس و حسرت نے کی ۔ موافق نہ ہم سے مقدر ہوا
گلے پر چھری پھر گئی صبح وصل ۔ جہان شور اللہ اکبر ہوا
ہزارون گلونکے ورق اڑ گئے ۔ چمن کا پریشان جو دفتر ہوا
کہین قبر کو خاک آرامگاہ ۔ کہ ممکن نہ تکیہ نہ بستر ہوا
ہوئی صبح امید گردش مین شام ۔ تجھے ڈھونڈتے مجکو دن بھر ہوا
شب و روز از غیرت مہر و ماہ ۔ طلب مین تری مجکو چکر ہوا
پریرو کو لکھا بھی نامہ اگر ۔ تو عنقا جہان مین کبوتر ہوا
تمنا رہی کچھ سزا ہی نہ دی ۔ گنہگار خاصہ تو اکثر ہوا
ہوا لذتِ عشق کے بر خلاف ۔ کبھی درد دل کم جو دم بھر ہوا
یہ کس رشک لیلی کے غم مین ہزبر ۔ مین تصویر مجنون سراسر ہوا

خواجہ بالطف گا رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے سب سردار تعریفین خواجہ کی کر رہے ہین صاحبقران دمبدم فرماتے ہین کہ خواجہ کس مزے سے گا رہے ہو سب

سردار وجد مین بیٹھے ہین جو سردار اندر آنے کے لائق نہین ہین وہ بیرون بارگاہ ہین مگر گوش بر آواز ہین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین ہر طرف سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو ہر ایک کا یہی قول ہو کہ آج تو خواجہ نے بیقرار کر دیا کیا مزے سے گا رہے ہین دل سبھون کے کھینچ لیے پہلو مین اُس بارگاہ کے کوہ فلک شکوہ ہو گلہاے زنگار رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون بجید طائر آشیانون سے سر نکالے ہوے سماعت مین مصروف ہین کہ پہاڑ پر برق چمکی سب نے خیال کر کے دیکھا کہ چند ستارے چمکتے ہوے آتے ہین وہ ستارے چمکتے ہوے بارگاہ مین آئے خواجہ نے دیکھا کہ ایک نازنین قتال عالم چہرہ آفتاب عالمتاب دریاے جواہر مین غوطہ زن نازنین رشک چمن سیمتن گلبدن نہایت حسین و جمیل ہو بقول شاعر نظم

بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا … وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے بھی لیجائے ہوش
غرق دریاے جواہر مین قدم سے تا فرق … زیور نور و صفا زیب بدن گوہر پوش
کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور … اختر بخت حسینان تھا کہ انجم در گوش ٭
روے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح … میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش
وہ جبین جسکی محبت کا دلِ بد رمین داغ … خم ابرو ہو کہ جس کا مہ نو حلقہ بگوش
حلقہٴ چشم سیہ یا درِ میخانہٴ ناز ٭ … مردمک آنکھ مین یا مغبچہ بادہ فروش
متحرک لبِ نازک تھے برنگ گُل تر ٭ … متبسم صفت غنچہ دہانِ خاموش ٭
شیشہٴ میکدہٴ حُسن گلوے زیبا ٭ … جسمین معمور نزاکت کی شرابِ سر جوش
مہر آئین و قمر طلعت و آئینہ جمال … نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی عشوہ کبھی غمزہ کبھی شوخی کبھی شرم … بے حجابانہ کبھی جلوہ نما گہ روپوش ٭
جنبشِ لب کا ارادہ ہو کہ کچھ بات کرے … ناز کی کا یہ اشارہ ہو کہ بس بس خاموش

دیگر

وہ سینہ حسینون کی مدِ نظر ٭ … کہ اُبھرے ہوے دو تھے جس پر ثمر ٭

دیگر

وصف موے کمر ہو حد سے فزدن ٭ … درد سر ہو جو موشگافی کردن ٭
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا ٭ … تار خطِ شعاع مہر کسا ٭

طبع نازک نے بھید یہ پایا + آئنہ مین شکم کے بال آیا +
ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور یا تراشی ہوئی ہی ساق بلور
پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن + شمع فانوس جیسے ہو روشن +
لال مہندی سے دونون تھے کف پا ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا +
قد کی تعریف مین ہی حیرانی + کلک قدرت کہون کہ سرو سہی +

سراپا خوب معشوق محبوب چار نازنینان مہ جبین اور ساتھ مین دو دست راست کو دو دست چپ کو مثل ہمزاد ہمراہ مین خواجہ کی نگاہ افسر اعلیٰ پر پڑی ہرق نے اُس کو دیکھا کہ جو دست چپ مین ہی چالاک کی اُسپر نگاہ پڑی کہ جو دست راست مین ہی اُسکے بعد جانسوز بن قران نے ایک پر نگاہ ڈالی ایک پر نگاہ ضرغام شیر دل کی پڑی عمرو تو سر دُھننے لگے آہ آہ کے نعرے زبان سے بلند مین ہرق ایک طرف تڑپنے لگا جانسوز بے قرار ہی ضرغام پھڑک رہا ہی خواجہ جو خاموش ہوے اُس نازنین نے صاحبقران کو سلام کیا کہا کہ ای شہریار مقام تاسف ہی کہ ہم مخل صحبت ہوے گانے ہی کے اشتیاق مین ہم بھی آگئے تھے یہ نہ سمجھے تھے کہ ہمارا آنا شاق ہوگا اگر مناسب ہو تو وہ ہی سمان پھر بندھ جائے امیر نے فرمایا کہ خواجہ گانا شروع کرو تمھاری یہ مشتاق مین عمرو نے فوراً سازون کو درست کرا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

اُس بیوفا سے دل جو لگایا تو کیا ہوا آیا نہ وہ جو زہر بھی کھایا تو کیا ہوا
مردہ مریض عشق کا زندہ نہ ہو سکا شانہ مسیح نے بھی ہلایا تو کیا ہوا +
زیب اُسنے نقش پا سے تو تربت کو میری دی پھولونکو قبر پر نہ چڑھایا تو کیا ہوا
اپنی یہی خوشی ہی کہ تم شادمان رہو عاشق سمجھ کے ہمکو رُلایا تو کیا ہوا
آخر مرے لہو سے کیے تمنے ہاتھ سُرخ برسون حنا نے رنگ جمایا تو کیا ہوا
خود بھی تو سوز غم سے جلی شمع رات بھر پروانون کو جو اُسنے جلایا تو کیا ہوا
کیا مل گیا جو آپ نے بسمل کیا مجھے + اک بیگنہ کا خون بہایا تو کیا ہوا +
آزردہ اتنا عاشق بیتاب سے نہ ہو کچھ حال درد دل جو سُنایا تو کیا ہوا

پھر روز وصل و ہجر کی باتین کرو اگر		آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

اُس وقت عجب طرح کا لطف ہو وہ نازنین کرسی پر بیٹھی ہی چارون کنیزین مثل ستارۂ سحری گرد بیٹھی ہین اور گانا بگوش دل سُن رہی ہین خواجہ عرصئہ دراز تک گائے آخر کو گانا موقوف کیا وہ مہ جبین کرسی نشین اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ سے آنکھ ملا کر کہا کہ لو خواجہ خدا حافظ و ناصر پھر بھی ملاقات ہوگی خواجہ کے ہوش درست نہ تھے کیا جواب دیتے صرف سر ہلا دیا وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی ہاتھ اُٹھا کر بادشاہ کو دعا دی کہ پرورد گار یہ جلسہ ہمیشہ برقرار رہے صاحب جلسہ سلامت رہے حقیقت مین کیا جلسہ ہی کیا کیا سرداران نامی ہین کس لطف سے بیٹھے ہین ماشاء اللہ خدا اس جلسے کو قایم رکھے یہ کہکر اُسی طرح جست کی سراپچے کو فراکر پانچون چلین اُدھر تو وہ نازنین جلسے سے اُٹھکر گئی اور اِدھر خواجہ گھبرا کر اُٹھے صاحبقران کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی کہ ای آقاے نامدار غلام رخصت ہوتا ہی اگر زندہ رہونگا تو آکر قدمون کو بوسہ دونگا اور اگر موت لیے جاتی ہی تو فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیگا یہ کہکر عمرو نے جست کی اور لڑکھڑا کر گرے اور پھر تڑپ کر اُٹھے جست جو کی سراپچے کو فرا گئے برق وغیرہ بھی عمرو کے ساتھ چلے جب مہتر قران نے قدم بڑھایا صاحبقران نے قران کا ہاتھ تھام لیا فرمایا کہ ای مہتر قران دو تین باتین سُن لو ظاہر ہی کہ عمرو بحر عشق مین غرق ہی آج اُسکے ہوش وحواس مین فرق ہی اور یہ چارون جان لشکر اور روح عیاران عمرو سے بھی زیادہ بدحواس ہو رہے ہین ان سب کی حفاظت کرنا ان سب کو مین تمسے لونگا اگر کوئی اس مین قتل ہو گیا تو مین تمسے معاوضہ کرونگا اور ان چارون مین تمھارا بیٹا بھی ہی مثل اُس کے سب کی حفاظت کرنا قران کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے عرض کی کہ حضور یہ بڑا بار غلام پر رکھتے ہین مگر جہانتک ہو سکیگا کمی نہ کرونگا یہ کہکر قران نے بھی جست کی سراپچے کو فرا کر پار ہوے بعد جانے خواجہ عمرو کے ہرچند کہ نور الدہر نے چاہا پھر جلسہ جماؤن طائفے آئین اور پھر وہی رنگ صحبت اور نئی کیفیت ہو مگر سب سردار اُٹھ کھڑے ہوے جلسہ درہم وبرہم ہوا اگر مہتر قران نے نکل کر دیکھا کہ آگے سب کے خواجہ عمرو دیوانہ وار

دو حشی مثال بکتے ہوے جاتے ہین ایک طرف برق فرنگی ایک طرف جانسوز بن قران
ایک طرف ضرغام وچالاک مگر سب بدحواس ہین بے قرار ہوکے پکارتے ہین نظم

دل مین جو سر زلف پریشان نہین رکھتے
وہ سر نہین رکھتے کوئی سامان نہین رکھتے
جو الفت رخسارہ جانان نہین رکھتے +
قرآن کی محبت وہ مسلمان نہین رکھتے
دل اور حسینون سے لگائین گے ہم اپنا
عاشق کبھی پرداے حسینان نہین رکھتے
ہو راز محبت نہ کہین فاش ہمارا +
اسواسطے ہم چاک گریبان نہین رکھتے
کیون دلکو نہ ہو عشق ترے مصحف رُخ کا
کب خواہش قرآن مسلمان نہین رکھتے
ٹکڑے کرین اس جوشش وحشت مین کسے ہم
جامہ نہین رکھتے ہین گریبان نہین رکھتے
کافی ہی نہین ہجر مین آہ دل سوزان
ہم روشنی شمع شبستان نہین رکھتے
جز وصل نہ ہووےگی شفا ہم کو طبیبو +
ہم درد وہ رکھتے ہین کہ درمان نہین رکھتے

اس رنگ مین سب جاتے ہین ایک مقام پر ایک نالہ ملا کہ پانی سے خشک ہی وہان پر خواجہ بیٹھ گئے خاک مُنھ پر مل رہے ہین چارون نے آپس مین اشارے کیے برق نے کہا کہ ای چالاک چلو فکر کرین معشوقہ پر قبضہ ہو چارون آپس مین اشارہ کرکے نالے مین گر پڑے لوٹ مار کر نکلے تڑپتے ہوے چلے چارون آپس مین کہتے ہوے کہ یارو اپنی اپنی معشوقونکو تلاش کرو قبضہ کرین عمر بھر کو فراغت حاصل ہو جائے یہ باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ سامنے ایک تکیہ دکھائی دیا اُسپر روشنی معلوم ہوئی یہ چارون اُس طرف چلے یہان مہتر قران خواجہ سے باتین کر رہے ہین اور سمجھاتے جاتے ہین کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کا دنیا مین نام ہی ہر چند کہ نام اُسکا نہین ظاہر ہوا اگر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ عیارہ تھی اب مناسب ہی کہ اپنے حواس درست کیجیے چلکر اُس پر قبضہ کیجیے آپ بہت بدحواس ہین اگر خدانخواستہ کوئی ذلت ہوگی تو ہمیشہ مشہور رہیگی خواجہ فرماتے ہین کہ ای جان بخش مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا مین ہر چند ضبط کرتا ہون نہین ہو سکتا افسوس کا مقام ہی اتنا دریافت کرو کہ یہ ظالم کون تھی اور عیارہ بن کیا دیکھا قران جاتے ہین وہ چارون عیار میری پشت پر بیٹھے ہین باتین کرتے کرتے قران نے

پشت پر دیکھا اُن چارون کو نہ پایا بس قران گھبرا گئے کہا اُستاد غضب ہوا آپ یہانسے نہ ہٹیے گا وہ کمبخت تو نکل گئے دل گواہی دیتا ہی کہ کسی بلا مین جا کر پھنسین گے یہ کہکر مہتر قران بغدہ ٹیک کر چلے مگر ان چارون نے جو تکیے پر روشنی دیکھی چارون تکیے پر چڑھ گئے دیکھا کہ بیچ مین ایک ماہ طلعت طفل خوبصورت جوڑا بھاری پہنے ہوے کس لطف سے رقص کر رہا ہی جو لوگ کھڑے ہین وہ تعریفین کر رہے ہین اُس طفل کے ہاتھ مین ایک سُنہرا تھال ہی اُس مین چومک روشن ہی ہر ایک کے سامنے اُس چومک کو لیجاتا ہی بطور ریل کے کوئی دو روپئے ڈال دیتا ہی اور کوئی چار دیتا ہی وہ تھال تمام روپیون سے بھرا ہوا ہی یہ چارون جو جا کر کھڑے ہوے آپس مین اشارے کر رہے ہین برق کہتا ہی کہ نگاہ میرے معشوق کی ہی جانسوز اشارہ کرتا ہی کہ ادا میرے محبوب کی ہی اپنے اپنے معشوق کے پتے نکال رہے ہین وہ طفل چرخ مارتا ہوا اِن چارون کے قریب آیا ان چارون نے کمر سے روپئے نکالے جب اُس تھال مین ڈالنے لگے تو اُس طفل نے چومک پر ہاتھ مارا پروانے بیہوشی کے ہاتھ مین تھے وہ چومک پر گر کر جلے ان چارون کے دماغ مین دھوان پہونچا لڑکھڑا کے گرے اور تو سب کود کر بھاگ گئے مگر اُس طفل نے تھال کو زمین پر رکھدیا اور نہایت اطمینان و دلجمعی سے چارونکے پشتارے باندھنے لگی کہ نعرہ ہوا کہ او مکارہ خبردار منم مہتر قران یہ فرزندان عمرو ہین مین نے تجکو دیکھا اپنے نام کا نعرہ بھی کیا نعرۂ قران سریع السیر چون باد بہاری + جہان سرہنگ در خنجر گزاری + بمیدان اژدر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر ژیانم + جیسے ہی مہتر قران قریب پہونچے چارون عیارون کے گرد پھرنے لگے اُس عیارہ نے حلقہ ہاے کمند مارے مہتر قران نے حلقہ ہاے کمند بغدے سے کاٹے اُسنے نیچہ مارا مہتر قران نے بغدے پر روکا نیچہ ٹوٹ گیا قران نے کہا کہ او نازنین بھاگ ورنہ ایک بغدہ مار دونگا کہ پانون اُڑ جائیگا اُسنے خنجر کمر سے کھینچا تھا کہ مہتر قران نے جھک کر اُلٹا بغدہ پانون پر مارا کہ وہ نازنین بھاگی قران نے پکار کر آواز دی کہ قسم ہی تجکو اپنے دین و مذہب کی کہ نام اپنا بتاتی جا اور مالک کا اپنے نشان دے ورنہ ہم تلاش کر لین گے اگر بتا دے گی تو تیرا

احسان ہوگا اُسنے پلٹ کر آواز دی کہ ای مہتر قران میرا نسیم سبکرو نام ہی مجکو حکم تہا
کہ ان چارون کو گرفتار کر لانا مین اسی واسطے ٹھہری تھی ہماری مالک کا نام نامی ملکہ
صہبائے خمار افزا ہی اور چارون جو ساتھ تھین اُنھین مین سے مین بھی ہون آگے
بڑھ کر درۂ کوہ ملیگا درۂ کوہ سے نکل کر صحرائے سبزہ زار ملیگا اُسی صحرا مین قلعہ ہی کہ
جسکو مقام تریاراج کہتے ہین ستر ہزار عیار بچیان وہان رہتی ہین اُن سبھون کی
ہماری بی بی افسر ہین مگر خبردار مقام تریاراج پر آنیکا ارادہ نہ کرنا کئی ہزار عیارون
کی قبرین اُس مقام پر بنی ہین اپنے ملکون سے دعوی عیاری کر کے آئے اور
ہاتھ سے ملکہ کے مارے گئے اب مدت سے کوئی دعوی عشق کا نہین کرتا تم لوگونکی کیون
شامتین آئی ہین ان چارون کو لیکر پلٹ جاؤ اگر وہان آؤگے تو بہت پچتاؤگے قران
نے کہا کہ اُستاد ارادہ رکھتے ہین ہم ضرور آدینگے بی صہبا کا نشہ اُتار دینگے اپر
غرور نہ کرنا کہ ان عیارون کو بیہوش کیا یہ چارون عیار۔ لشکر اسلام ہین جوش
عشق مین مبہوت ہو رہے ہین نسیم تو جست کرتی ہوئی سامنے سے نکل گئی مہتر قران
نے چارون عیارون کو ہوشیار کیا جب یہ چارون ہوشیار ہوے تو کہتے تھے کہ ای
قران تم کیون آئے ہماری معشوقہ کے دل کو صدمہ پہونچایا ہمین اپنے دوش پر وہ
لادکے لیجاتی مراد دل کی بر آتی قران نے چارون کو جھڑکا یہ تو چارون کو لے کر چلے
مگر خواجہ بیٹھے بیٹھے گھبرائے سوچے کہ خواجہ چلو چلکر معشوق کو تلاش کرین قدمون پر
سر رکھ دینگے عرض کرینگے فرد ادب تا چند ای دستِ ہوس قاتل کے دامن کا +
سنبھل سکتا نہین اب بوجھ مجھسے اپنی گردن کا + شاید اُس قاتل کو رحم آئے قران
نہین معلوم کس فکر مین ہین نہین معلوم برق وچالاک وغیرہ کہان گئے یہ سوچ کر
ایک جانب بھاگے رات کا سناٹا ماہ تابان فلک پر نکلا ہوا ہی صحرا تمام روشن انبار
سے پھولون کے وہ صحرا رشکِ گلشن اکثر طائران صحرائی اپنے اپنے آشیانون سے
سر نکال کر صبح جانکر چہکار رہے ہین گویا باغبان قضا وقدر کو پکار رہے ہین کوسون تک
کوٹریالہ کھلا ہوا ہی وہ صحرا نمونہ بہشت عنبر سرشت ہی خواجہ اُسکو طی کرتے ہوے جاتے ہین

کہ کان مین آواز آئی کہ کوئی نئے طور سے بجا رہا ہو اور یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہو نظم

اب نہ پریون کی ہوس ہو نہ پرستانکی ہوس
دل جو اُلٹا ہو تو ہو کوہ و بیابانکی ہوس

سلطنت کی ہو نہ ہو ملک سلیمان کی ہوس
دل کو ہو آٹھ پہر کوچۂ جانان کی ہوس

پیرہن کا نہ ٹو نہ سنجو لے چلے وحشت مین +
لیچلی وحشت کو پھر چاک گریبان کی ہوس

جب کسی طرح رسائی نہ ہوئی آخر کار
خاک اُڑوانے لگی کوچۂ جانان کی ہوس

کوے جانان سے کہین چھوڑ کے نہین ہو حسرت
کیسلیے پھر مین کرون سیرِ گلستان کی ہوس

شوق دیدار مین دم بھر کبھی آنسو نہ تھمے
اُس پہ نکلی نہ مرے دیدۂ گریان کی ہوس

منھ کو آئیگا کلیجہ ترا سُن ای بلبل +
خون رُلوائیگی تجکو گلِ خندان کی ہوس

آرزو ابتو وطن کی بھی نہین ہمکو خبر ہے
دل مین اپنے ہو درِ شاہِ خراسان کی ہوس

ان اشعار کو سُنتے ہوے کشتۂ تیغ ابرو و اسیر طرۂ گیسو چلے ایک مقام پہ جا کر دیکھا کہ بیچ صحرا مین ایک عمارت بنی ہو مگر عمارت مختصر چہار طرف پردے بندھے ہوے چرم شیر کا اُسپر فرش بیچ قصر مین ایک نازنین جوگن وضع جوڑا اتر چھا بندھا ہوا بھبوت مروارید بے بہا کا چہرے پر ملا ہوا ساری کی گاتی آڑی بندھی ہوئی کنڈل زمرد کے کانون مین کہ عکس اُن کا جو عارض پر پڑتا ہو کھیتی حُسن کی سرسبز ہوتی ہو موتیون کی سمرنین دست نازک مین آسن مارے بیٹھی نی بجا رہی ہو جنگلہ گا رہی ہو رات کا وقت صحرا مین سناٹا آواز جو صحرا مین نی کی بلند ہو طائران صحرائی آشیانون سے گر رہے ہین قریب اُس محجوب کے آکر بیٹھے ہین مگر صورت اپنے معشوق پریوش سے بہت ملتی ہو سراپا ے معشوق کا جو نشان پایا عمرو بیقرار ہو کر دوڑے اُس مکان مین جست کر کے آئے اُس نازنین نے کئی مرتبہ اشارہ کیا کہ ای شخص یہان نہ آنا مگر خواجہ جوش و خروش مین کب مانتے ہین اُس جوگن کے قریب آئے آگے اُس جوگن کے دھونی لگی ہو دھوان آہستہ آہستہ اُٹھ رہا ہو جیسے ہی خواجہ قریب پہونچے اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ ای شخص بیٹھ جا خواجہ بیٹھے اُس قتال عالم نے اُنگلی سے دھونی کو اشارہ کیا دھوان زیادہ نکلنے لگا جیسے ہی دھوان بلند ہوا پیچ و تاب کھاتا ہوا چلا بوے خوش جو آئی خواجہ سونگھنے لگے اور وہ جوگن خواجہ کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کے

بتا رہی ہی عجب رنگ سے گا رہی ہی کہ خواجہ ذبیح ہو رہے ہین جب بنجوبی دھوان عمرو کے دماغ مین پہونچا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے منظور ہوا کہ قدمبوسی کرون کچھ حال دل بھی ظاہر کرون جیسے ہی اپنے مقام سے اُٹھے لڑکھڑا کر گر۔ اُس ظالم نے آواز دی کہ باش او ساربان زادے کمال ہمارا دیکھا اسی منہہ پر دعوئی عیاری کا یہ کہہ کے پشتارہ باندھا شیر کی کھال جو بچھی ہوئی تھی اُسکو اُٹھایا پھر بعد اُسکے تختہ سنگ کو ہٹایا مہرہ نقب کا ظاہر ہوا پشتارہ لیکر اُسمین داخل ہوئی جی مین یہی کہتی ہی کہ یقین ہے کنیزون نے بھی میری کام کیا ہوا ہے اپنے عاشق کو لیا ہو تو جگہ کہنے کی ہو گی کہ مین اپنے طالب کو باندھ لائی اب قلعہ ثریا راج مین چل کر اسکو قتل کرون اور اشتہار دون کہ اسی منہہ پر نام شہنشاہ عیاران رکھا تھا ایسی باتین سوچ کر نقب کے اندر پہونچی ایک صحرا مین نکلی اپنے قلعے کی طرف رُخ کیا چاہتی ہی کہ اپنے کو جلد پہونچاؤن قلعے مین سب کنیزین راہ دیکھتی ہونگی صہبا تو اس خیال مین جاتی ہی مگر مہتر قران چارون عیارون کو ساتھ لیے ہوے جو اُس مقام پر آئے اُستاد کو نہ پایا قلب اُلٹ گیا کہا کہ ارے نالائقو تم تو یہان بیٹھو غضب ہوا کہ اُستاد چلے گئے سارے جنگل مین عیار بچیان پھیلی ہوئی ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی اُستاد کو گرفتار کرلے اور قتل کر ڈالے تو امیر با توقیر کو کیا منہہ دکھاؤنگا اُنھون نے چلتے وقت مجھسے یہی عہد لیا ہی ہاے مین کیا جواب دونگا خواجہ عمرو نے غضب کیا مین تو بہت سمجھا گیا تھا مگر یارو تمنے اس مقام سے جنبش کی نوبت بُری طرح پیش آئیگی یہ کہہ کر قران نے اِن چارون کو بٹھایا مگر چارون بہوت ہین تڑپ تڑپ کر آواز دیتے ہین کہ ہاے مقام ستم ہی کہ اس کا بیے نے ہمکو معشوقہ سے چھڑایا کس سے فریاد کرین کیا داد و بیداد کرین ہمارے حال دل سے خداوند عالم بخوبی واقف ہی صاف تو یہ ہی نظم

درد سر کی مرے دوا کیا ہی	خاک پا کے سوا بھلا کیا ہی
نہین کھلتا ہی ماجرا کیا ہی	دل دھڑکتا ہی کیون ہوا کیا ہی
کچھ نفس کا شمار باقی ہی	تیرے بیمار مین رہا کیا ہی

ابھی کم سن ہین وہ نہین واقف | ناز کیا چیز ہی ادا کیا ہی
دل کو کھو بیٹھے کیسے خوب ہوا | خیر اب اسکا جھیکنا کیا ہی
ای مسیحا بتا تو دے بہر + | درد تنہائی کی دوا کیا ہی
نکلی جاتی ہی کیون یہ قالب سے | روح کو آج ہو گیا کیا ہی
کس گنہ پر ہلاک کرتے ہو | یہ تو کہدو مری خطا کیا ہی
جان لیتی ہی کیون شبِ فرقت | مین نے اسکا گنہ کیا کیا ہی
جان لینی تھی لے چکے صاحب + | جائیے اب یہان دھرا کیا ہی
کیون ہزیر آہ و نالہ کرتے ہو | خیر تو ہی تمھین ہوا کیا ہی

یہ تو سب اس حال مین بیٹھے ہوے رو رہے ہین اشکون سے مُنھ دھو رہے ہین فریاد کرتے ہین تڑپ تڑپ کر پچھاڑین کھاتے ہین لیکن مہتر قران نامدار تلاش مین اُستاد کی جاتے ہین قضائے کار جاتے جاتے اُسی صحرا مین پہونچے پہونچکر اُس مکان کو دیکھا جست کرکے اُس مکان مین آئے یہ تو یقین کامل ہوا کہ اسی جگہہ سے کوئی معرکہ گذرا بیہوشی کی بو آرہی ہی دھونی اُسی طرح روشن ہی دھونی پر پانی ڈالا چہار جانب جُھک جُھک کر دیکھا کسی طرف نشان قدم نہ پایا مہتر قران چہار جانب دوڑتے پھرتے ہین حیران ہین کہ ای مہتر قران اُفتاد اُستاد پر اسی مقام پر پڑی لیکن جانے والا کدھر سے گیا اس سوچ مین مکان بھر مین دوڑتے پھرتے ہین ایک مقام پر آکر قدم جو مارا تختۂ سنگ کو جنبش ہوئی قران نے کھال ہٹا کر تختۂ سنگ کو جو ہٹایا دہرہ نقب کا ظاہر ہوا جی مین کہتے ہین کہ ای قران یہ مقام تو بقدرت خدا ملا ورنہ جانے والے نے بڑا کام کیا کس طور سے لے گیا دل سے یہ باتین کرتے ہوے نقب کو طی کرکے جو سر نکالا صحرائے سبزہ زار ملا ایک بلندی پر چڑھ کر دیکھا کہ ایک جوگن وضع پشتارہ بدوش جاتی ہی قران راستہ کاٹ کر اس تیزی سے چلے کہ تھوڑی دور آگے نکل آئے ایک نخل کے نیچے آکر دیکھا کہ ایک پل خاکی بنا ہوا ہی وہ ہی گذرگاہ عالم ہی مہتر قران نے حلقہ ہائے کمند لگا کر خس پوش کیے خود مخفی ہو کر بیٹھے کہ وہ عیارہ آکر پہونچی چاہا کہ پل کے اوپر سے جاؤن مگر دل دھڑکا پکار کر آواز دی

کہ او کالیے مین نے تجکو پہچانا کیون چھپا بیٹھا ہی سامنے نکل آمقابلہ کرلے مہتر قران
سمجھے کہ اسنے مجکو دیکھ لیا نکل کر مقابلہ کرو اُستاد کا پشتارہ چھین لو پھر سوچے کہ دم بھر اور
تامل کرو عیارہ نے سرسے گوپھن کھولا پتھر کلہ گوپھن مین دیکر آواز دی کہ ارے سامنے آ
ایک پتھر مارون کہ سر اُڑجائے یہ کہکر پتھر پھینکا وہ قران کے پیرون کے برابر آکر گرا
اب تو مہتر قران کو یقین کامل ہوا کہ اس مکارہ نے مجکو دیکھ لیا مگر انشاء اللہ تعالیٰ
کہان جائیگی جو ہمنے چاہا تھا وہ نہ ہوا اُسنے دوسرا پتھر جو مارا وہ دس قدم پر جاکر
گرا مہتر قران سمجھ گئے کہ اسکا دل دھڑکا اُسکا علاج کر رہی ہی تمکو نہین دیکھا پانچ
چار پتھر اسنے اسی طرح پھینکے آخر سوچی کہ ناحق دل دھڑکتا ہی چلو نکل چلین یہ سوچ کر
جست کی بیچ کمندون کے آکر اُتری قران نے شیر کی آواز دی جھجک کر رُکی قران نے
جھٹکا مارا کہ مُنھ کے بھل گری قران نے اس جلدی مین اُسکو نکل کر جاب مارا کہ دیکھنے
نہ پائی پشتارہ پشت سے الگ گرا مہتر قران نے آکر پشتارہ کھولا خواجہ کو ایک درخت
سے لگا کر بٹھایا اور اُس عیار بچی کا سر خواجہ کے زانون پر رکھدیا اور اپنے ہاتھو نمین
فتیلۂ رفع بیہوشی لیے ایک ہاتھ سے دماغ مین اُستاد کے فتیلہ دیا اور ایک ہاتھ سے
دماغ مین اُس نازنین کے دیا خواجہ کو چھینک آئی قطرات اُس کے مُنھ پر گرے اُسکو
بھی چھینک آئی اُسنے آنکھ کھول کر دیکھا اپنا سر خواجہ کے زانو پر پایا مہتر قران نے تک کے
جُھک کر سلام کیا کہا اُستانی یہ کیا حرکت ہی یہ شہنشاہ اوج عیاری ہین بارگاہین
خیمے سراپردے موجود ہین وہان چل کر آرام فرمائیے صہبا جھلاکر اُٹھی خواجہ تو مثل
تصویر کے رہ گئے اور وہ جست کر کے چلی دور جاکر آواز دی کہ او کالیے تونے مجھ کو
ذلیل کیا یہ جو مشہور رہی کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ ہی وہ سب بیکار ہین جو کچھ ہی
تو ہی قران نے کہا کہ اُستانی یہ گمان نہ کرنا یہ تو سب کے شہنشاہ ہین مگر عشق مین تمھارے
مبہوت ہو رہے ہین ورنہ کسکی مجال تھی کہ انکو ہاتھ لگاتا یا گرفتار کرتا ہم اُستاد کو لیکر
تمھارے مکان پر آتے ہین صہبا نے کہا کہ بھلا او کالیے تونے اس ساربان زادے
کو اُستاد بنا کر بٹھایا ہی تجھسے بھی سمجھونگی قران نے کہا کہ اُستانی یہی تمکو گرفتار کرین گے

اور گوشۂ عافیت مین بٹھائین گے وہ چارون پکیجے بے مثل وبے نظیر ہین اپنی اپنی معشوقو کو گرفتار کرینگے مگر آج اپنے ہوش مین نہین ہین انکو حقیر نہ جاننا صہبا جست وخیز کرکے نکل گئی خواجہ روتے ہوے اُٹھے کہتے تھے کہ کیون ای قران تم اس مقام پر کیون آئے راز ونیاز مین دخل دیتے ہو تم میرے ساتھ سے جاؤ ہاے میرا معشوق کس لطف سے لیٹا تھا تم عین وقت پر سامنے آگئے معشوق کو حجاب ہوا قران نے کہا کہ اُستاد اب پلٹیے نہین معلوم اُن چارون پر کیا گذری چل کر اُنکا حال دیکھون وہ بھی کمبخت اپنے ہوش مین نہین ہین ہو حق کر رہے ہین خواجہ کو تو مہتر قران ساتھ لیکر چلے مگر ہر مقام پر خواجہ یہی چاہتے ہین کہ قران سے جدا ہوجاؤن قران نے ہاتھ تھام لیا کشان کشان لیکر چلے یہان چالاک میجے بیٹھے سوچے کہ ای چالاک معلوم ہوتا ہی قبلہ وکعبہ کی معشوقہ کی تلاش مین قران گئے ہین تم اپنی معشوقہ کی خود فکر مین نکلو یہ سوچ کر تینون کی نگاہ سے اپنے کو بچا کر ایک نالے مین گرا دیا اور جست وخیز کرتا ہوا چلا صحرا کا سناٹا انسان و حیوان کا نام نہین درخت بھی خاموش کھڑے ہین چاندنی کا ظہور ہر طرف عالم نور ایک طرف سے دیکھا کہ ایک مادۂ آہو جست وخیز کرتی ہوئی آتی ہی مگر پستانون مین اُس کے دودھ بھرا ہی سامنے سے چالاک کے جو مادۂ آہو نکلی چالاک نے چمکار اطریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ مادۂ آہو پالوتھی چمکارنے سے رُک گئی چالاک نے دھوکا دے کر حلقہ ہاے کمند مارے وہ مادۂ آہو گری چالاک جست کرکے سینے پر سوار ہوا سینہ جو مادۂ آہو کا دبا پستانون سے دودھ کی دھار نکلی وہ دھار دماغ پر پہونچی چالاک لڑکھڑا کر گرا کھال اپنے جسم پر سے اُس نازنین نے دور کی پوست کے اندر سے مثل برق چمک کر نکلی اور نعرہ کیا کہ منم غزال رعنا کنیز ملکہ صہباے خمار افزا ونا عیار یون گرفتار کرتے ہین یہ کہ کر پشتارہ باندھا دوش پر لگا یا نیچہ ہاتھ مین جست وخیز کرتی ہوئی چلی مگر مہتر قران جو اُستاد کو لیے ہوے اُس مقام پر پہونچے دیکھا کہ تین عیار بیٹھے ہین اور میان چالاک ندارد اُن تینون سے پوچھا کہ چالاک کہان گیا برق نے جواب صاف دیا کہ ہمنے نہین دیکھا کہین ہونگے قران خواجہ کو چھوڑ کر اور یہ کہ کر کہ براے خدا

یہان سے نہ ہٹیے گا تینون عیارون سے کہا کہ ادنا لائقو کیون عزت عیاری کی ناحق کھُوتے ہو ذلیل و رسوا ہوتے ہو اگر ہین کد و کاوش نہ کرتا تو احوال معلوم ہوتا یہ کہکر مہتر قران تلاش مین چالاک کی چلے ایک بلندی سے آکر دیکھا کہ ایک عیار بچی پشتارہ بدوش جاتی ہی مہتر قران نے کودکر آواز دی کہ او مکارہ کہان جاتی ہی ذرا ٹھہر جا غزال رعنا نے پلٹ کر دیکھا پکار کر آواز دی کہ او کالے تجکو چین نہین پڑتا قران نے کہا کہ میرے بھائی کا پشتارہ ڈال دے ورنہ نہ جانے دونگا غزال کو اپنی عیاری کا بڑا گھمنڈ ہی نیمچہ کھینچ کر پیترے بدلنے لگی جیسے ہی قران آئے برس پڑی چھوٹ کے ہاتھ مار رہی ہی کمر کو بچا کہ سر پہ ہاتھ مارا کبھی سر کو بچایا کمر پہ ہاتھ مارا مہتر قران بھابی صاحب کو کرخالی دیتے جاتے ہین آخر وار اُسکا بغدے پہ روکا نیمچہ پڑتے ہی ٹوٹا جیسے ہی نیمچہ ٹوٹا اُلٹا بغدہ پاؤن پر مارا جب تو غزال رعنا نے پشتارہ پھینکا اور صحرا کی طرف بھاگی قران چالاک کا ہاتھ تھام کر کشان کشان لے چلے چالاک کہتا تھا کہ ای خلیفہ صاحب ایسے وقت پر تم کیونکر آئے تمنے عین وقت پر آکر مجکو معشوق سے جدا کر دیا قران نے کہا کہ قتل کرنے لیے جاتی تھی چالاک نے کہا کہ ہمکو اپنے دوش پر لادے لیے جاتی تھی لیجا کر اپنے مکان مین پہونچاتی قران نے کہا کہ او کمبخت تو نے آبرو عیاری کی کھُوئی ایک عیار بچی تجکو گرفتار کر کے لیے جاتی تھی یہ کہکر قران چالاک کو کھینچتے ہوے لے چلے یہان ضرغام بیٹھے بیٹھے سوچا کہ ای ضرغام قران یون ہی جاتے ہین اور آتے ہین کتنا پاکر رہے ہین ای ضرغام اپنا کام خود چلکے کرو دل مین یہ سوچ کر ضرغام روانہ ہوا مہتر قران جو چالاک کو لیکر آئے ضرغام کو اُس مقام پر نہ پایا گھبرا گئے کہا یارو بتاؤ ضرغام کہان ہی برق نے کہا کہ ہم کیا جانین کیا ہم کسی کی حفاظت کرتے ہین فراق محبوب مین تڑپ رہے ہین اپنا تو یہ حال ہی کہ اب تو بات کرنا بھی محال ہی نظم

دل ہی بیتاب جان بیکل ہی	وہ جو اپنی نظر سے اوجھل ہی
قصہ اب کوئی دم مین فیصل ہی	روح مین وقت نزع ہل چل ہی

دل ہلا ڈالے ہین خلائق کے
جاتے ہین ہم جہان فانی سے +
برق ہی آہ پُر شرار اپنی +
چاند سورج ہین تختیون سے خجل
تم بھی آئے ہو دیکھنے صورت
بید مجنون ہی اپنا نخل مراد
آچھپا سایۂ کرم مین ترے
باغ عالم مین گر نہ ہو وہ گُل +
کیون نہین تھمتے ای ہژبر آنسو

کس قیامت کی اُنکی چھاگل ہی
کون ٹھہرے یہان تو اول چل ہی
مژہ اشکبار بادل ہی +
کونسے نور کی یہ ہیکل ہی +
دلکے آئینے پر وہ صیقل ہی
اسمین اک پھول ہی نہ اک پھل ہی
یہی اس بینوا کا کمل ہی +
میرے نزدیک پھر یہ جنگل ہی
آج آنکھون سے کون اوجھل ہی

اور کہا کہ ای خلیفہ صاحب آپ کے حالات سے ہم آگاہ ہوے زبان نہ کھلوائیے یہ سُنکر قران نے کہا کہ او بے حیا کیا زبان کھولیگا اور کیا تجھکو معلوم ہوا آبرو عیاری کی مٹادی ساری تیزی خاک مین ملادی برق نے کہا کہ ہم اپنی فکر کرلین گے آپ تکلیف نہ فرمائیے قران نے جواب دیا ذلت اُٹھاؤ گے یا قضا ہی تو مارے جاؤ گے برق تو بڑبڑاتا رہگیا خواجہ سے مہتر قران نے کہا کہ اُستاد ضرغام کا نشان نہین معلوم ہوتا ہین اُسکو تلاش کرکے لاتا ہون آپ یہان سے کہین نہ جائیے گا یہ کہکے مہتر قران تلاش مین ضرغام کی چلے مگر ضرغام جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی اخیر رات کا سناٹا طائر آشیانون سے نکل رہے ہین تارے آسمان مین چھپتے جاتے ہین اور کچھ طائر غل بھی مچاتے ہین ماہ تابان کا غروب ہونا ہواے سرد کا چلنا جابجا شاخہاے درخت پر چاندنی کا نشان باقی ہی ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی آثار سحر نمودار ہین کہ ضرغام کے سامنے سے آواز آئی کیا مزا ہی لونگ چڑے مین یہ آواز سُن کر ضرغام نے پُکارا دیکھا کہ ایک جوان کمسن ہی دھانٹا باندھے ہوے مگر خوش چشم ضرغام نے جو آنکھون پر نگاہ ڈالی چشم معشوق یاد آگئی جیب سے پیسے نکالے ہاتھ مین اُس جوان کے دیے کہا کہ ای برادر ہمکو ان پیسون کے لونگ چڑے دو اُس جوان خوش چشم نے دونہ بنایا اُس مین لونگ چڑے رکھے

اور دونہ لونگ چڑے کا اپنے ہاتھ مین لیکر مسکرا کر کہا کہ مہتر صاحب اسے نوش فرمائیے
مزہ تو آپ کو معلوم ہو ضرغام نے مُنھ کھول دیا اُسنے مُنھ مین چھوڑ دیے ضرغام نے وہ
نوش کیے جیسے ہی حلق سے اُترے ضرغام تھرایا دو قدم چل کر گرا بیہوش ہوا اُس نے
نعرہ کیا کہ منم سلطان حسینان پشتارہ ضرغام کا لیکر بھاگی مگر خوف مہتر قران سے
پلٹ پلٹ کر دیکھتی جاتی ہی کہ نعرۂ قران کی آواز آئی سلطان کے پانون مین گویا
بیڑیان پڑ گئین راستہ چلنا مشکل ہوا قران جھپٹ کر قریب آئے آتے ہی نعرہ کیا کہ اری
پشتارہ ڈال دے سلطان نے نیمچہ کھینچا ہر چند کہ قران منع کرتے ہین کہ بھابھی صاحبہ
ایسا نہ ہو کہ مجھسے بے ادبی ہو خبردار نیمچہ نہ مارنا مگر سلطان کب مانتی ہی نیمچے مارنا شروع کیے
مہتر قران چوٹین خالی دے رہے ہین اور منع کرتے جاتے ہین کہ دیکھو بھابھی صاحب ایسا
نہ ہو کہ مجھسے بے ادبی ہو جائے آخر جب سلطان نے نہ مانا قران نے اُلٹا بغدہ پانون پر
مارا اور دوسرا بغدہ نیمچے پر مارا کہ نیمچہ ٹوٹا سلطان پشتارہ پھینک کر بھاگی اور پلٹ کر
کہا کہ او کالیے تیری شکایت ملکہ بھی کرتی تھین اور سب نازنینان مہ جبین تیرا ہی ذکر
کرتی تھین کہ تو بڑا مکار ہی خیر سمجھا جائیگا یہ کہتی ہوئی سلطان نکل گئی ضرغام کو
قران نے ہوشیار کیا ضرغام تڑپنے لگا قران نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا چل کمبخت
تم سب نے عزت عیاری کی مٹائی ضرغام نے کہا کہ خلیفہ صاحب فساد تمھاری ذات سے
پیدا ہوا قران نے ضرغام کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کشان کشان ضرغام کو لیکر چلے اُس
مقام پر آئے دیکھا اُستاد سرنگون بیٹھے ہین تینون عیار بھی حیران حیران آنکھون مین
آنسو بھرے ہوے سر جھکائے بیٹھے ہین مگر جانسوز کو اُس مقام پر نہ پایا حیران ہو کے
کہا کہ کس مصیبت مین میری جان پڑی اگر خدانخواستہ کسی کی جان پر بن جائیگی تو امیر
مجھسے بازپرس کرین گے برائے خدا اب یہان سے نہ اُٹھنا مین جانسوز کو بھی دیکھ آؤن
یہ کہکر ضرغام کو چھوڑا اور تلاش مین جانسوز کی چلے یہان جانسوز جست و خیز کرتا ہوا
جاتا تھا کہ ایک طرف سے ایک مالن کو دیکھا کہ سامنے سے آتی ہی جانسوز نے پکار کر کہا
کہ بی مالن ذرا ادھر بھی دیکھ لو مالن نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا کہ کیون صاحب کیا راہ مین

ڈاکہ پڑتا ہی اس ناز سے مالن نے کہا کہ جانسوز ذبح ہو گیا حسن معشوق کا آنکھوں کے
نیچے پھر رہا ہی کہا ہمکو بھی پرشاد دو مالن نے تھال سے پھول اُٹھا کر دیے جانسوز نے جو
سونگھے غش آنے لگا مالن نے برابر آکر حلقۂ کمند کے مارے اور نعرہ کیا کہ منم خمار شکن
اور حباب مارا کہ جانسوز بیہوش ہو گرا پشتارہ باندھ کر لے بھاگی تھوڑی دور چلی تھی
کہ نعرۂ قران کی آواز آئی بیٹا ٹھہر جاؤ قدم آگے نہ بڑھاؤ وہ نازنین پلٹی قران کو جو
آتے ہوے دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا دیکھا کہ مہتر قران بغدہ تانے ہوے آتے ہین
خمار شکن نے پشتارہ پھینکا اور پکار کر کہا کہ او لنگوڑے کالیے اگر تیرا قدم درمیان مین
نہ ہوتا تو ان سب کو مٹا دیا ہوتا مگر تو سب کی مدد کو پہونچا قران نے کہا کہ ای خمار شکن
یہ گمان سراسر بیکار ہی یہ وہ لوگ ہین کہ چشم مریخ فلک کو کور کرین مگر تم لوگون کی نگاہ کے
مارے ہوے ہین اپنے ہوش سے باہر ہین جو تمنے فقرہ دیا وہ جوش محبت مین کھا بدے
مگر یہ جب ہوش مین آوین گے تو زمین ہلا دین گے مین ان سب کا خدمتگزار ہون عیاری
انھین کا کام ہی خمار شکن نے کہا کہ ملکہ تیری بڑی شکایت کرتی تھین قران نے کہا کہ وہ
میری اُستانی ہین جو کچھ فرمائین وہ بجا ہی دیر تک خمار شکن باتین کیا کی قران نے جو
جانسوز کو ہوشیار کیا جانسوز نے معشوقہ کو دور کھڑے ہوے دیکھا چاہا کہ معشوق تک
پہونچون مگر قران نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ بس اب سحر قریب ہی اُس طرف چلو سب انتظار
کرتے ہونگے جانسوز کو لیکر چلے ہین کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی دیکھا کہ عمرو آگے آگے
تینون عیار پیچھے پیچھے اپنی اپنی معشوقون کا نام لیکر روتے ہین خواجہ فرماتے ہین کہ یارو
اس کالیے نے بڑا ستم کیا ایسا وقت پر آگیا ورنہ وہ تو مجھسے راضی تھی کہ قران نے جانسوز
کو بھی ساتھ لیا انھین دیوانون مین ملا دیا اب اُستاد کے برابر آئے کہا کہ ای شہنشاہ عیاران
آپ کا چہار دانگ عالم مین نام ہی قلعہ تریاراج سامنے ہی گوشے سے آکر ملاحظہ فرمائیے
اُستانی تخت پر بیٹھی ہین لباس وغیرہ پہن لیجیے خواجہ درۂ کوہ مین آئے وہ خلعت زنبیل
سے نکالا کہ جو بروز عقد آسمان پری حاصل ہوا تھا وہ خلعت شاہانہ زیب جسم کیا تاج
زمرد شاہ باختری زنبیل سے نکالا کہ جسمین الماس بے بہا و یاقوت اعلی نصب ہین

اشیاے عیاری کمر مین نکال کر رکھے مہتر قران نے بانہلے سپاہ گری زیب جسم کیے چارون دیوانہ وار پشت پر آب بغدے کا سایہ سر پر خواجہ کے کیے ہوے اس عظم د شان سے لیکر چلے جب سامنے قلعۂ تریاراج کے پہونچے دیکھا کہ اوپر پھاٹک کے ایک بنگلہ مرصع کار پڑا ہی اُسمین تخت یاقوت احمر بچھا ہی اُسپر صہبائے خمار افزا جلوہ فرما ہین اور چارون مصاحبین نسیم شبک رو و غزال رعنا و سلطان حسینان و خمار شکن دست بستہ سب کیفیتین عرض کر رہی ہین ہر ایک نے مہتر قران ہی کا ملنا بیان کیا صہبائے شرما کر کہا کہ جو ہمنے سُنا تھا وہ سراسر غلط ٹھہرا ان عیارون نے یہ فطرت کی ہی کہ عمرو کو افسر بنایا ہی سب کام مہتر قران کرتا ہی وہ اکیلا کس کس کو روکیگا گرد صہبا سترہ اٹھارہ سحر کرسیان بچھی ہین اُسپر عیار بچیان پنچے پکڑے ہوے بیٹھی ہین صہبائے جو خواجہ کو آتے ہوے دیکھا پلٹ کر کہا کہ ای نسیم عیار بچیون کو لیجاؤ اس ساربان زادے کا استقبال کر کے لاؤ نسیم سب کی افسر ہی یہ جو اُٹھی چار سو عیار بچیان اسکے ساتھ ہوئین بیرون دروازہ آکر ٹھہرین مہتر قران خواجہ کو سمجھاتا ہوا آتا ہی کہ اُستاد والانژاد دیکھیے کنیزین براے استقبال بیرون دروازہ آئی ہین یہ بھی مقدمہ خالی از مکر نہین ہی اپنے ہوش درست رکھیے خواجہ عمرو نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ ای جان بخش و ای مونس غمگسار کیا حال دلکا پوچھتا ہی نظم

دل بھی خون ہوکے بہا دلمین جو پیکان آیا
یاد مجکو رُخِ زیبا ترا ای جان آیا +
صاحبِ خانہ کا دم لینے کو مہمان آیا +
جب کبھی تذکرۂ یوسف کنعان آیا +

دھوم مجبوبِ الٰہی کی خدائی مین ہوئی
وحی بھیجی انھین اللہ نے قرآن آیا
کہتے ہو میت عاشق کو اُٹھاؤ جلدی
نہ زمین دی نہ ابھی دفن کا سامان آیا

دیکھنا دستِ جنون کی تو ذرا چالاکی
اُلجھا دامن سے نہ جب ہاتھ گریبان آیا
اپنے مجروحونکا بیرحم کیا خوب علاج
پھلے زنگار سے لبریز نمکدان آیا +

دل کو وحشت ہوئی یاد آگیا مجنونکا جنون
اُڑ گئے ہوش جہان ذکر بیابان آیا
حورین فردوس سے سننے کو چلی آتی ہین
کون پڑھنے کو مری قبر پہ قرآن آیا

تیری رحمت سے چڑھانے کو مری تربت پر — پھول دامن مین بھرے خلد سے رضوان آیا
تیرے دیدار کی حسرت مین بہائے دریا — جوش پر جبکہ مرا دیدۂ گریان آیا
قدرتی پیرہن گل کی جو تھی قطع وبرید — کچھ سمجھ مین مرے دامن نہ گریبان آیا +
منزل جوش جنون کی جو مسافت طی کی — غل مچانے لگی زنجیر کہ زندان آیا +
صبح ہونے کو ہی پروانو تکو ابتو نہ جلا — وقت رخصت ترا ای شمع شبستان آیا
ای ہزبر آنکھ ذرا کھول کے دیکھو تو سہی — لو مبارک ہو تمھین قاصد جانان آیا

قران نے کہا کہ اُستاد یہ سب درست دبجا ہی مگر ایسے کامل و اکمل کا سامنا ہی سر اُٹھا کر تو دیکھیے کتنی عیار بچیان بیٹھی ہین خواجہ نے کہا کہ بیٹا مطمئن رہو وقت پر سمجھا جائیگا قران نے پلٹ کر برق وغیرہ سے کہا کہ دیکھو یارو معشوقین تمھاری سامنے کھڑی ہین استقبال کو آئی ہین بدحواس نہ ہونا چارون نے عرض کی کہ خلیفہ صاحب ہم کیا کرین ہمارے ہوش درست نہین ہین جو ہو سکیگا وہ کرین گے مہتر قران سبکو سمجھاتے ہوے قریب پھاٹک کے پہونچے بیچ مین چمن لالہ زار آراستہ ہی قران توجا جا کر پیر رکھتے ہوے آتے ہین چارون معشوقون نے ہاتھ بڑھا کر آواز دی کہ ای طالبو ہمارے آؤ چارون بلک کر دوڑے ہر چند کہ مہتر قران نے ہان ہان کی مگر معشوقان پریوشان کا مسکرا کر کہنا دلون پر وہ تاثیر ہوئی کہ لاکھ قران نے روکا مگر نہ رُکے چمن لالہ زار مین پھاند پڑے جیسے ہی چمن مین پھاندے ایک گرد اُڑی کہ چارون بیہوش ہو کر گرے عیار بچیون نے چاہا کہ ان چارون کو گرفتار کرین مہتر قران بغدہ پکڑ کے پھاند پڑے کسی کی گردن تھامی کسی کو اُٹھا کے دے مارا کسی کو دھکا دیدیا مگر یہ خیال ہی کہ کسی کو صدمۂ عظیم نہ پہونچے عیار بچیون مین کھلبلی پڑ گئی غلغلہ کر کے بھاگین مہتر قران نے چارون کو ہوشیار کیا کہا یارو چلو تمنے وہ ہی حماقت کی اپنا کہنا کیا ہمارا کہنا نہ مانا آخر پھنسے چارون نے سر جھکا لیا قران کے پیچھے پیچھے چلے جب پھاٹک مین آکر پہونچے تو قران رُک گئے اور عیار بچیون سے کہا کہ جا کر ملکۂ عالم سے اطلاع کرو کہ تخت بھیجو اور خود برای استقبال آؤ شہنشاہ عیاران کا آنا اس طور سے نہ ہوگا عیار بچیون نے

جا کر ملکہ سے اطلاع کی ملکہ نے اپنے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ یہ کانیا بڑے جھگڑے پھیلاتا
ہی یہ لنگوڑا پھنسے تو مین خوشی کردن مگر کہان جاتا ہی یہ کہہ کے تخت سے اُٹھی کنیزون نے
تخت کاندھے پر اُٹھایا آگے آگے صہبائے خمار افزا پشت پر اٹھارہ سو عیار بچیان
اس دھوم سے صہبائے خمار افزا آئی تخت کو رکھوا دیا مسکرا کر کہا کہ ای شہنشاہ عیاران
آئیے قران نے چٹکی لیکر کہا کہ اُستاد اب وقت ہوشیاری ہی خواجہ اُچک کر تخت پر
آئے ایک پہلو پر آکر صہبا بیٹھی مہتر قران نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا چارون عیار
پشت پر مگر مہتر قران نہایت ہوشیار چہار جانب دیکھتے ہوے اس دھوم سے سواری
مثل باد بہاری کے چلی خواجہ کو اس عظم وشان سے صہبا لیے ہوے دار الامارۂ شاہی
مین آئی تخت جواہر نگار بچھا تھا خواجہ کو دکر اُس تخت پر آئے قران پیچھے بیٹھے ہین
حفاظت اُستاد کی کو رہے ہین صہبا کرسی پر آکر بیٹھی گلابی کھینچی جام بادۂ گلرنگ سے
لبریز کیا سامنے خواجہ کے پیش کیا مہتر قران نے چٹکی لی خواجہ بے اندیشۂ انجام جام
کو پی گئے آنکھین سُرخ ہونے لگین خواجہ نے جیب مین ہاتھ ڈالا ایک سوکھا ساکباب
نکالا کہا کہ ای ملکۂ عالم گزک ضرور ہی ہم لوگ عیار ہین کل سامان اپنے پاس موجود رکھتے ہین
یہ کہہ کر کباب نوش کیا وہ جو سُرخی آنکھون پر آتی چلی تھی مائل بہ سفیدی ہوگئی نشے کا نام
نہ تھا صہبا حیران ہوگئی خواجہ نے بھی جام لبریز کیا کہا کہ ای ملکۂ عالم نیازمند کے ہاتھ
سے تو ایک جام نوش فرمائیے صہبا بھی بے خوف پی گئی جام پیتے ہی یہ معلوم ہوا کہ
کلیجے مین آگ لگ گئی پاندان کھلا تھا اُس مین سے مجلس حیران نکالی ہونٹھون پر جائی
آنکھون پر سفیدی آگئی اس طرح پر آپس مین دو دو جام چلے ہر ایک نے اپنا عیاری کا
طرز دکھایا جب کئی مرتبہ جام ردوقدح ہوے تو صہبا نے جھلا کر کہا کہ کیون مہتر
قران صاحب یہ تو ہم سمجھ گئے کہ تمنے عمرو کو سردار بنایا ہی ان سب مین کمال تمھاری
ذات کا ہی اور یہ عاشق بنکر آئے ہین یہ بھی سراسر فریب معلوم ہوتا ہی اگر کوئی کمی
پائی گئی تو جواب یہ ہی کہ ہم عشق مین مبہوت تھے اور اگر جواب باصواب دیا تو کہنے کی
جگہ ہی اسوقت انھون نے وہ حرکتین کین کہ جو عمدہ عیار کرتے ہین پہلا جام مین نے

ایسا دیا تھا کہ اگر دریا مین ڈال دیتی تو مچھلیان بیقرار ہو کر نکل آتین مجھے یقین تھا کہ اُس جام کو نہ نوش کرین گے مگر بلا تکلف پی گئے کس لطف سے بیہوشی کو دفع کیا لہذا میرے اوپر دباؤ نہ ڈالیے میرا تو اشتہار عام ہی کہ جو مجکو سر میدان زیر کرے مین اُسکی کنیز ہون اور اگر مین زیر کرونگی تو فوراً قتل کر ڈالونگی مگر مجکو صاحبقران کا خوف ہی ایسا نہ ہو کہ جب قتل کرنے کا ارادہ کرون تو صاحبقران دعوی دار ہون میری کیا مجال ہی کہ مین اُنکو جواب دیسکون یا مقابلہ کرسکون اگر وہ اور فرزند اُنکے تحریر کر دین کہ ہم دعویدار خون عمرو نہ ہونگے تو مین لشکر کشی کرون سر میدان مقابلہ ہو حال کھل جائیگا بیرون قلعہ ملاحظہ کیجیے ہزارون قبرین بنی ہین اپنے اپنے ملکون سے عیار دعوے کرکے آئے مگر میرے ہاتھ سے زیر ہوے اور مارے گئے یہ اقرارنامہ موجود ہی اگر اسپر آپ صاحبقران کے دستخط کرا دین تو پھر سر میدان مقابلہ ہو اور لشکر کشی ہو خواجہ نے جواب دیا کہ فرزندان حمزہ تو بیشک لکھدین گے مگر حمزہ پر میرا کیا اختیار ہی یہ سُنکر صہبا نسیم شباب رو کی طرف پلٹی کہا کہ ای نسیم فرزندان صاحبقران اور سرداران صاحبقران کو بلواؤ نسیم اپنے مقام سے اُٹھی سات سو عیار بچیان اسکے ہمراہ ہوئین نسیم بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر قلعہ سے نکل کر چلی آفتاب عالمتاب ابھی نکلنے نہ پایا تھا کہ آگے آگے سب کے نسیم سات سو عیار بچیان پشت پر لشکر امیر مین پہونچین اور سب سرداروں کو مع فرزندان حمزہ کے بیہوش کرکے لے چلین صبح ہوتے ہوتے قلعے مین داخل ہوئین صہبا نے سات سو دنگل بچھوائے سب سرداران لشکر اسلام کو اُس پر بٹھایا اور فتیلہ ہاے رفع بیہوشی دیے سب ہوشیار ہوے سب نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بیٹھے ہین سترہ اٹھارہ سو عیار بچیون کا دورہ بندھا ہوا ہی اور ایک شاہزادی مثل آفتاب عالمتاب کے قریب خواجہ کے بیٹھی ہی صہبا اپنے مقام سے اُٹھی سب سردارون کو موافق رتبے کے سلام کیا اور پکار کر کہا کہ مین آپ صاحبون سے فریاد کرتی ہون کہ خواجہ قران کو ساتھ لیکر آئے ہین اور مجھپر دباؤ ڈالتے ہین اور مرتبے سے میرے آگاہ نہین ہین مین اشتہار عام دے چکی ہون کہ جو مجھپر سر میدان

غالب ہو خواہ کنیز بنائے یا قتل کرے اگر مین غالب ہونگی تو فوراً قتل کر ڈالونگی
کئی ہزار عیاران نامی میرے ہاتھ سے مارے گئے قبرین اُن غربت زدونکی بیرون
قلعہ بنی ہین اکثر پھول چڑھانے جاتی ہون لہذا آپ لوگ اس کاغذ پر مُہر کر دین کہ
ہم دعوی خون عمرو نہ کرینگے سب سردار رونے لگے کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ کسطرح
ہوسکتا ہی کہ خواجہ قتل ہون اور ہم لوگ دعوی خون نہ کرین اگر صاحبقران زمان
مُہر کر دینگے تو ہم لوگ بھی بلا تامل دستخط اپنے کر دینگے صہبیا نے کہا کہ
خواجہ اب آپ تشریف لیجائین مین دربار صاحبقران مین آتی ہون عمرو نے کہا کہ
مین آقا سے مُہر کرا دونگا مین جان دینے کو موجود ہون صہبیا نے سات سو مرکب منگائے
سردارون کو سوار کیا بیرون قلعہ پہونچا آئی سب سردار یہ خلق دیکھکر نہایت
شرمندہ تھے لشکر کی طرف روانہ ہوے خواجہ بھی عیارون کو ساتھ لیکر چلے یہان
صاحبقران جو صبح کو دربار مین آئے صرف نورالدہر دربار مین تھے اور کوئی
سردار نہ آیا امیر نے گھبرا کر فرمایا کہ یارو جملہ سردار میرے کہان ہین داراب عیار
لندھور نے بڑھکر عرض کی سات سو سردار چوری گئے کسی کے یہان سراچہ چاک
ہی کسی کے یہان نقب لگی ہی صاحبقران بہت پریشان ہوے نورالدہر نے
عرض کی کہ نقب تو میرے خیمے مین بھی لگی ہی مگر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ مجکو ہاتھ
نہین لگایا شبرنگ نے عرض کی کہ غلام گرد بارگاہ کے چرخ مار رہا تھا مین نے صبح ہوتے
دیکھا کہ ایک سیہ پوش بارگاہ سے حضور کی نکلا مین نے پیچھا کیا مگر چھلاوہ تھا کہ تڑپکر
سامنے سے نکل گیا مین نے جنگل تک تعاقب کیا لیکن اُسکو نہ پایا صاحبقران اس تردد
مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی سب سردار حضور کے مرکب اُڑاتے ہوے آتے ہین
سبھون نے آکر قدم اقدس کو بوسہ دیا سب احوال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا
کہ اب خواجہ پلٹ آئین تو حال معلوم ہو یہ ذکر تھا کہ خواجہ سامنے آئے مگر حالت ابتر
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئے کہا کہ ای
آقائے نامدار ملکہ صہبائے خمار افزا آتی ہین امیدوار ہون کہ جو وہ کہے اُس کو

بدل قبول فرمائیے غلام جان دینے پر آمادہ ہی وہ قتال عالم جان ضرور لیگی اور مین
جان دینے پر آمادہ ہون چارون عیار بھی دیوانہ وار بک رہے ہین خواجہ رو رو کے
بیتابانہ عرض کرتے ہین کہ ای شہریار ابتو یہ کیفیت ہی کہ اُس ظالم کے سامنے عرض کرون نظم

جھوٹ سچ باتو نسے باز آؤ خدا کیواسطے ۔ چُپ رہو بس مُنھ نہ کھلواؤ خدا کیواسطے
مُنھ سے بولو بت نہ بنجاؤ خدا کیواسطے ۔ معجزہ عیسےٰ کا دکھلاؤ خدا کے واسطے
قلب عاشق جل رہا ہی سوز غم سے خود بخود ۔ آتش ہجران نہ بھڑکاؤ خدا کے واسطے
ہم تو تمپر جان دین تم بیرخی ہم سے کرو ۔ بیوفا اتنے نہ ہو جاؤ خدا کے واسطے
اگلی پچھلی باتین سب کُھلجائینگی چُپکے رہو ۔ بس ہمارا مُنھ نہ کھلواؤ خدا کے واسطے
وصل کی شب مختصر ہی صبح ہجران ہی قریب ۔ ہمکو باتون مین نہ بہلاؤ خدا کے واسطے
ہی نظر کا پھیرنا چشم مروت سے بعید ۔ مرتے ہین دیدار دکھلاؤ خدا کے واسطے
یاد ہی کہتے تھے شب کو اب نہین بگڑینگے ہم ۔ زہر منگوا کے نہ تم کھاؤ خدا کے واسطے
اپنے دامن کی ہوا دیکر وہ کہتے ہین ہر بر ۔ غش سے چونکو ہوش مین آؤ خدا کے واسطے

امیر نے آنسو خواجہ کے پونچھے فرمایا خواجہ صبر کرو ایسا نہ ہو کہ روح جسم سے نکلجائے
خواجہ نے کہا کہ ای آقائے نامدار دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل
سنگ بدعت عشق سے ٹوٹ گیا مجھسے صبر نہین ہو سکتا ہین نے ہر چند چاہا کہ ضبط کرون
مگر نہین ہو سکا مجبور ہو گیا صاحبقران یہ باتین خواجہ کی سُن رہے ہین کہ دربارگاہ
پر ہلڑ ہوا صہبا آکر پہونچی وہ ہی چارون کنیزین ساتھ ہین پہلوان عادی نے روکا
صہبا نے پیچھے ہٹ کر جست جو کی سراپچہ فرا کر سامنے صاحبقران کے پہونچی مثل ہلال شب
اول خم ہوئی قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار آپ عادل و منصف ہین اور نیز اپنے
زمانے کے صاحبقران ہین خواجہ عاشق ہو کر میرے قلعے مین پہونچے ساتھ ہوشیاری
کے عیاریان کین مین کیونکر کہون کہ یہ مبہوت ہین ان چارون مصاحبون پر جو برق
وغیرہ عاشق ہین یہ بیشک مبہوت ہو رہے ہین ہر مقام پر گرفتار ہوئے لیکن خواجہ نے
کسی مقام پر دھوکا نہین کھایا قران ہر مقام پر ہوشیار کرتے رہے ہین میرا دل سے

جو عہد ہی اُسپر قایم ہون اگر مجکو زیر کرین چاہے کنیز مجکو بنائین چاہے قتل کرین مگر مین
زیر کرتے ہی قتل کر ڈالونگی حضور مُہر کر دین کہ آپ میرے دامنگیر نہ ہون میری کیا
مجال ہی کہ آپ کو جواب دے سکون صاحبقران نے فرمایا کہ فلک نے عجب وقت دکھلایا
ہی کہ بھائی کے قتل نامے پر مُہر کرون مثل برادران یوسف سنگدل نہین ہون خواجہ
قدمون پر گر پڑے کہا کہ ای آقاے نامدار براے خدا مُہر کیجیے تامل نہ فرمائیے مین
ہر نوع اپنی جان دونگا اور یہ ملکۂ عالم کی زبان آوری ہی مین انکے ساتھ کیا عیاری کرتا سوا
اِس سوال کے اور کوئی سوال نہین جان دینے کا ملال نہین اگر حضور مُہر نہ کرینگے تو بھی
مین سر جھکا دونگا کہ سر میرا کاٹ لو بار سر سے اُتارو اور اگر مُہر کر دینگے تو بھی یہی
ہوگا امیر کے پہلو مین خواجہ زادے بیٹھے تھے اُنھون نے کچھ کان مین امیر کے
عرض کی امیر نے بہتر کہکے کاغذ ہاتھ سے لیا مگر چینخین مار کر رونے لگے کہا ای فلک
تو نے کیا گردش دکھائی کہ اپنے محسن جان بخش باعث علم و شان عیار بلند مکان کے
قتل نامے پر مُہر کرنا پڑتی ہی صاحبقران نے بہت سے کلمات حسرت آمیز کہے کہ سب
سردار رونے لگے امیر نے اُس قتل نامے پر مُہر کی اب تو جملہ سرداروں نے اپنی
اپنی مُہرین کر دین وہ کاغذ ہاتھ مین صہبا کے دیا صہبا اُس کاغذ کو لیکر روانہ ہوگئی
عمرو نے صاحبقران سے عرض کی کہ بارگاہ ہشامی غلام کو مرحمت ہو کہ مین اُسی
بارگاہ مین جاکر رہونگا لشکر کشی ہو میر لشکر بھی گرد بارگاہ رہے امیر نے بارگاہ
مرحمت فرمائی خواجہ تو گئے بارگاہ استادہ ہونے لگی مگر امیر نے بعد جانے خواجہ
کے قران کو روک لیا فرمایا کہ ای بہتر قران نامدار مین عمرو کو اور چاروں عیاروں
کو تمسے لونگا قران نے سر جھکا لیا عرض کی کہ غلام بدل و جان پیروی کریگا بارگاہ
مین گریہ و زاری کا غلغلہ بلند ہی جملہ سردار رو رہے ہین ہر ایک کا یہ قول تھا کہ ہم
سب کی یہ آرزو تھی کہ جو کوئی خواجہ کا ایک موے جسم بھی میلا کرے تو اُسکو بباد فنا
اُڑا دین لیکن اُنکے قتل نامے پر مُہر کرنا پڑی اب مجبور ہوے مگر بہتر قران امیر
سے رخصت ہو کر اُس وقت آئے کہ خواجہ بارگاہ کو استادہ کرا چکے ہین اور گرد

بارگاہ کے عیار اُترے ہوے ہین چارون عیار خدمت مین حاضر ہین یہی کہ رہے ہین کہ
اپنے اپنے معشوقون کے سامنے جان دین گے خواجہ خوش ہو کر فرماتے ہین کہ ای فرزندو
دعوی محبت یہی چاہتا ہی مثل قیس و فرہاد دنیا مین محبت کا نام رہے برق وغیرہ
عرض کرتے ہین کہ اُستاد جو بن پڑیگا وہ ہی کرین گے یہ ذکر تھا کہ قلعۂ ثریا راج کیطرف
سے گرد عظیم اُڑی نوبت و نقارے کی آواز آئی خواجہ نے دیکھا کہ ملکہ صہبا جوڑا
بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی بانہاے
عیاری ذات پر آراستہ چارون مصاحبان خاص پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر
سترہ اٹھارہ سی عیار بچیان سُلگین لگائی ہوئین اس زور و شور سے لشکر صہبا کا آکر پہونچا
بارگاہ معقول استادہ ہوئی عیار بچیان جابجا اُترین دن بھر لشکر اُترنے مین گذرا
شام کو صہبا نے طبل جنگی بجوایا خواجہ نے بھی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے مگر آنکھون
مین آنسو بھر کر فرمایا کہ یہ طبل جنگی نہین ہی یہ کوس رحیل ہی جان دینے کی یہی سبیل ہی مہتر
قران نے چارون عیارون کے واسطے پلنگ بچھوا دیے اپنا بستر قریب پلنگ
خواجہ کے لگایا بعد ہ ٹیکے ہوے بیٹھے جھوم رہے ہین خواجہ فرش خواب پر تڑپ رہے ہین
مگر جب سر اُٹھا کر دیکھتے ہین مہتر قران کو بیٹھا ہوا پاتے ہین حیران ہین کہ اس کمبخت کو
موت بھی نہین آتی مثل کھونٹے کے بیٹھا ہی جب پہر رات باقی رہی اور قران نے
دیکھا کہ اب تو رات کم باقی ہی اُستاد بھی سو گئے مین بھی ذرا آرام کرون یہ کہ کر لیٹے
لیٹتے ہی مہتر قران کی آنکھ بند ہو گئی خواجہ نے جو مہتر قران کو سوتے دیکھا چپکے سے
اُٹھے بیچ پلنگ پر تکیہ رکھا اُسپر چادرہ اُڑھا دیا دبے پانون اُٹھے سراچہ چاک کر کے
نکلے اس خیال مین چلے کہ جا کر معشوقہ کے قدمون پر سر رکھ دون اور کہون کہ ای
ملکۂ عالم یہ گنہگار حاضر ہی سر میرا کاٹ لیجیے طبل جنگی حمزہ نے بجوایا ہی مین نہین چاہتا
کہ آپ سے ہمسری کرون ایسا نہو کہ دل نازک پر صدمہ پہونچے یہ سوچتے ہوے جاتے ہین
صحرا مین جو پہونچے ایک طرف سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی شخص رو رو کے
یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

رسوائے جہان ہم ہوے جس یار کے باعث　　بیگانہ بنا اب وہی اغیار کے باعث
کب شمع کی حاجت ہی شب وصل مین خاموش　　روشن ہی مکان عکس رُخِ یار کے باعث
شمشیر نگہ غمزہ و انداز و کرشمہ ،،　　مین قتل ہوا ہون انھین دو چار کے باعث
اُس چشم فسونگر کی یہ تقریر ہی مجھ سے　　بیمار ہوے ہم اسی بیمار کے باعث ،،
مل مل کے حنا ساتھ جو غیرونکے ہو پھرتے　　پس پس گئے ہم تو اسی رفتار کے باعث
ہی دید مسیحا ترے بیمار کو صحت ،،　　بچ جائیگا یہ شربت دیدار کے باعث
کیا تجھسے شفا حال بتاؤن کہ شب و روز　　آزار یہ دل پر ہی دل آزار کے باعث

یہ آواز دردناک جو خواجہ کے کان مین آئی بیقرار ہو گئے معلوم ہوا کہ کوئی عاشق تن چھین مار کر رو رہا ہی اور یاد مین معشوق کی بیقرار ہی بڑے درد سے اشکبار ہو صحرا مین آ کے دیکھا کہ ایک تختۂ سنگ پر ایک طفل حسین بیٹھا ہوا رو رہا ہی شکوۂ فلکی کر رہا ہی خواجہ نے قریب آ کر پوچھا کہ ای عاشق زار وای مونس و غمگسار تجھپر کیا گذری کہ جو اس قدر بیقرار و اشکبار ہی اُس لڑکے نے بلک کر کہا کہ ای مونس تنہائی وای باعث صبر و شکیبائی میرا نام خوشرو ہی ملکہ صہبا کا پرورش کردہ ہون اُن کی ایک کنیز ہی نرگس شعلہ مزاج مین اُسپر عاشق ہوا ملکہ کو جو معلوم ہوا مجکو قید کیا مین نے جو خبر سُنی کہ خواجہ عمرو اور صہبا سے مقابلہ ہی نگہبانون کو دم دیکر بھاگ آیا ہون چاہتا ہون کہ خواجہ کے پاس جاؤن اور صہبا کو بہ آسانی گرفتار کرا دون مگر خواجہ عہد کرین کہ نرگس شعلہ مزاج کے ساتھ میرا عقد کرا دین طریقۂ اسلام بھی اختیار کرونگا مثل چاکران کمترین اُنکے ہمراہ رہونگا خواجہ نے پوچھا کہ صہبا کہان ہی خوشرو نے کہا کہ یہ بارگاہ تو واسطے دیکھنے کے استاد کر دی ہی خواجہ نے کہا کہ پھر وہ کہان ہی خوشرو نے بیان کیا کہ سامنے جنگل مین ایک مڈھیا پڑی ہی اُسمین غافل سو رہی ہی چل کر گرفتار کر لو خواجہ نے کہا کہ وہ بدنصیب مین ہی ہون مین عہد کرتا ہون کہ جو تو نے کہا وہ مین نے قبول کیا نرگس سے تیرا عقد کر دونگا میرے ہمراہ رہنا وہ لڑکا بجوبی سمجھا کر خواجہ کو لیچلا جنگل مین آ کر دیکھا کہ ایک مڈھیا پڑی ہی اُسمین صہبا سو رہی ہی

طفل نے کہا کہ بڑھکر کمند کے حلقے مارئیے خواجہ بڑھے چاہا کہ اُسپر حلقہ ہاے کمند ماریں
اُس طفل نے حلقہ ہاے کمند گلے مین خواجہ کے ڈال دیے اور ایک حباب مارا کہ عمرو
بیہوش کر گرے نعرہ کیا کہ منم صہباے خمار افزا ڈھیا مین ایک کنیز پڑی سو رہی تھی
اُسکو اپنی شکل بنادیا تھا وہ اُٹھ کر بھاگی صہبا خواجہ کو لیکر چلی یہان قران
کی جو آنکھ کھلی پلنگ پر خواجہ کو نہ پایا ایک چیخ ماری کہ یارو غضب ہوا خواجہ جوش
محبت مین چلے گئے یہ سُن کر شہرنگ و شاپور بھاگے کہ خواجہ کی خبر لین یہان صہبا
پشتارہ خواجہ کا لیے ہوے سامنے اپنے لشکر کے پہونچی کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی
نسیم سُبک رو روتی ہوئی آتی ہی کہ اُستانی جلد آئیے غضب ہوا عیاران لشکر اسلام
لشکر پر آپڑے کئی ہزار عیار بچیان قتل ہوئین آپ پشتارہ مجھے دیجیے مین جاکر درہ کوہ مین
چھپاؤن آپ چلکر لڑائی کو روکیے صہبا نے گھبراہٹ مین پشتارہ نسیم کو دے دیا
نسیم پشتارہ لیکر طرف صحرا کے چلی صہبا نے پکار کر کہا کہ اری اُسطرف کہان جاتی
ہی نسیم سُبک رو نے آواز دی کہ او نادان نسیم کیسی ہوا بگڑگئی منم شاپور شیر دل یہکہکر
شاپور بھاگا اُدھر سے مہتر قران آتے تھے شاپور کو دیکھ کر بہت خوش ہوے کہا کہ ای
شاپور بڑا کام کیا خواجہ کو ہوشیار کیا قران نے کہا کہ اُستاد آج تو شاپور نے
وہ کام کیا ہی جو آپ فرماتے ہین کہ شاپور فخر دودمان عمرو ہی مگر براے خدا اسطرح پر
تو نہ بھاگا کیجیے خواجہ نے کہا کہ ای قران معشوق تو ہمکو لیے جاتی تھی راہ مین اس نے
روک لیا ایسی بے ادبی کوئی بھی کرتا ہی یہ کہکر پھر پلٹنے لگے قران نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا
خواجہ نے کہا کہ کیا کلائی توڑ ڈالوگے قران نے کہا کہ مین آپ کو نہ چھوڑونگا یہ کہکر
خواجہ کو کھینچتا ہوا بارگاہ مین لایا خواجہ لیٹنے نہ پائے تھے کہ نوبت و نقارے کی آواز
کان مین آئی مہتر قران نے عرض کی کہ لشکر میدان کارزار مین جاتے ہین خواجہ عمرو
روتے ہوے اُٹھے صندوق عیاری پر سوار ہوے عیارون نے صندوق اُٹھایا قران
پائے پر ہاتھ رکھے ہوے ساتھ ہین کہ دیکھا عمرو نے ایک طرف سے صاحبقران زمان بھی
لشکر لیے ہوے آئے ہرچند کہ الگ ٹھہرے مگر عمرو کو بغور دیکھ رہے ہین کہ سامنے سے

صہبائے خمار افزا مع اپنے لشکر کے آکر پہونچی صفین آراستہ ہوئے نگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرہٹے یہان صہبا نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ سلطان حسینان صف سے نکل کر سامنے تخت کے آئین صہبا کو سلام کیا کہا کہ ای ملکۂ عالم اجازت میدان اپنے طالب کو للکار کر لاتی ہون ملکہ نے کہا کہ جاؤ تمکو خدا وند بقراط ثانی کے سپرد کیا سلطان حسینان جست وخیز کرتی ہوئی میدان کارزار مین آئی اور نعرہ کیا کہ میرا طالب کون شخص ہی آج خاتمے کا دن ہی یا اُسنے مجکو گرفتار کرکے دیا یا اُسکو مین نے قتل کیا یہ جو پکار کر کہا ضرغام شیر دل روتا ہوا صف سے نکلا خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر کیا جان کے خوف سے روتے ہو ضرغام نے عرض کی کہ عاشقون کو جان کا خوف کیا ہی مگر آپ کی جدائی کا خیال ہی عمرو نے کہا کہ ای نور نظر گھڑی دو گھڑی کا آگا پیچھا ہی مگر عشق کا نام نہ مٹانا مثل مجنون کے تمھارا بھی نام مشہور رہو گا ہر ایک یہ کہیگا کہ ضرغام نے مردانہ وار جان دی ضرغام نے دست بستہ عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا ضرغام نے نیچہ پھینک دیا سپر زمین پر ڈال دی خنجر ایک جانب پھینکا بانہ ہائے عیاری پھینکتا جاتا ہی چند قدم چلا تھا کہ صاحبقران نے آواز دی کہ ای ضرغام تمھارے آقا اسد غازی بلاتے ہین دیکھو تمھارے واسطے دور ہی سے فرماتے ہین کہ پُر انا رفیق چھوٹتا ہی ضرغام جست کرکے قریب صاحبقران کے آیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای اسد نامدار ضرغام آئے اِنسے دو باتین کرلو اسد غازی گھوڑے سے اُترے ضرغام کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای ضرغام ایک دن وہ تھا کہ تم نے ہمارا مال چُرایا تھا یا آج ایک عورت کے مقابلے مین ایسا پریشان ہو تھوڑی دیر کے واسطے اپنے ہوش درست کرو اور اپنے کو چالاک وچست کرو معشوق کو گرفتار کرکے لاؤ خبردار خواجہ کا کہنا نہ کرنا وہ تو دیوانے ہین رات کو سُنا کہ جاکر گرفتار ہوئے مگر شاپور نے کار نمایان کیا کہ سب عیار اُسکی تعریفین کرتے ہین تم ہمارے عیار ہو سمجھ کر عیاری کرنا ضرغام بہت خوب کہ کر میدان کیطرف چلا خواجہ نے پکار کر آواز دی کہ اونگ عنق اُنکی باتون کو نہ ماننا جو ہمنے کہا ہی وہی کرنا ضرغام نے کہا بہت خوب

ضرغام جو اپنی معشوقہ کے سامنے پہونچا اُسنے پتھر مارا ضرغام بیٹھ گیا پتھر سر پر سے
نکل گیا اُسنے دوسرا پتھر زور سے مارا ضرغام نے بازو خالی کیا یعنے آڑا ہو گیا سات پتھر
سلطان حسینان نے مارے ضرغام نے خالی دیے جب قریب پہونچا تو اُسنے حلقہ ہاے
کمند مارے ضرغام نے حلقے کاٹے اُسنے نیمچہ مارا ضرغام نے چاہا کہ ہٹے پیچھے درخت
چنار تھا اُسکی ٹھوکر جو لگی ضرغام گرا سلطان حسینان نے اوپر سے نیمچہ مارا وہ نیمچہ
سر پر ضرغام کے پڑا سر زخمی ہوا ضرغام اُٹھ کر بھاگا سلطان حسینان پیچھے پیچھے
چلی ایک مقام پر ایک کنوان تھا ضرغام اُسمین کود پڑا ہر طرف یہی غلغلہ ہی کہ ضرغام
نے جان کا خوف کیا معشوقہ کے سامنے سے بھاگا سلطان حسینان کنوئین مین دیکھنے لگی
ضرغام نقب دیکے دوسری راہ سے نکلا پشت پر آکر حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر
بیہوش کیا پشتارہ باندھ کرکے بھاگا لشکر صاحبقران کی طرف آیا اسد نے کہا کہ اسکو
ہوشیار کرو جب ہوشیار ہوئی تو اسد نے کہا کہ ای سلطان حسینان اب کیا
عذر ہی سلطان حسینان نے عرض کی کہ ای شہریار جب مالک ہماری آپ کا مذہب
اختیار کرین گی یا بعد اختتام جنگ جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا اگر مناسب ہو تو رہا کر دیجیے
اسد نے عہد لیکر سلطان حسینان کو رہا کیا سلطان حسینان فوراً جست وخیز
کرتی ہوئی پاس صہبا کے آئی صہبا نے کہا کہ کیون سلطان کیونکر رہائی پائی سلطان
نے کہا کہ جس طرح بنا دم دیکر چلی آئی یہ بھی ایک فقرہ تھا صہبا طبل بازگشت بجوا کے
بلبشی کہتی ہوئی کہ آج عمرو کو مار ڈالونگی بارگاہ مین آکر بانہلے عیاری جسم پر لگائے
تلاش مین عمرو کی چلی یہان خواجہ ضرغام کو بُرا کہتے ہوے بارگاہ مین آئے قران سے
کہا کہ ضرغام ہمارے مجمع مین نہ آنے پائے اُسنے نام عشق کا برباد کیا ننگ عشق ہی قران
نے کہا کہ اب وہ خود نہ آئیگا خدمت مین اپنے آقا کی گیا عمرو نے کہا کہ آقا بھی اُسکا
مکار اور وہ بھی جعلساز اب معشوقہ اُسکو نہ ملے گی قران نے کہا کہ اُستاد آج تو شب کو
کہین نہ جائیے گا عمرو نے کہا کہ بیٹا مجھے کہان جانا ہی مین تمسے عہد کر چکا ہون کہ اب کہین
نہ جاؤنگا وہ قتالہ میری جو یا ہی مجکو جان بچانا ضرور ہی قران پھر رات گئے تک بیٹھے رہے

خواجہ منھ لپیٹ کر لیٹے نفیر خواب بلند کی قران سمجھے کہ خواجہ سو گئے تھکے ہوے تھے دیدۂ ظاہری بند ہوے خواجہ نے جو دیکھا کہ قران نے آرام کیا دبے پاؤن پلنگ سے اُٹھے سراپچہ چاک کیا بدحواس ہو کر بھاگے اور یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

نام خدا شباب ہی دل مین اُمنگ ہی ۔ طفلی مین اور رنگ تھا اب اور ڈھنگ ہی
وہ پوچھتے ہین لے کے مرے گھر کا جائزہ ۔ مسند لگی ہی کسکی یہ کسکا پلنگ ہی
گردن مین آکے سانس اٹکتی ہی بار بار ۔ طوق گلو سے اپنو جنون دم بتنگ ہی
تیرے دہن کو لعل سے نسبت ہی کیا بھلا ۔ اعجاز کا نگین ہی یہ اور وہ سنگ ہی
زر کی طمع نے سب کا لہو کر دیا سفید ۔ کچھ آج کل عجیب زمانے کا رنگ ہی
آیا ہی جب سے باغ مین وہ غیرت چمن ۔ رنگت گلو نسے غنچو نسے خوشبو بتنگ ہی
سیر چمن خوش آتی ہی ہمکو نہ سیر دشت ۔ ہی جوش عشق اور ہی دلمین اُمنگ ہی
اک سیمبر کے سونے کا سامان ہی درست ۔ گل تکیے مخملی ہین طلائی پلنگ ہی
غائب ہوے جو آنکھ سے دلمین پہونچ گئے ۔ ہر ثقبہ میری آنکھ کا اُنکی سُرنگ ہی
بیٹھا ہوا ہی یار مرے غم مین سوگوار ۔ محفل مین ہی رباب نہ اب جلترنگ ہی
گل کسطرح سے کھلتے ہین سُن سُنکے غنچہ لب ۔ دلچسپ وہ ہزبر کے شعرون کا رنگ ہی

روتے ہوے جاتے ہین فرماتے ہین کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار یہ تو نے کیا کجروی میرے ساتھ کی ہی کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی شخص کہہ رہا ہی کہ او ظالم اس صدمات دینے سے کیا فائدہ خواجہ اُس صدا پر متوجہ ہوے دیکھا کہ ایک نالہ ہی اُسمین ایک نخل خشک ہی اُس نخل مین ایک نازنین مہ جبین کو ایک زنگی نے باندھا ہی اور وہ زنگی سیہ فام کوڑے مار رہا ہی خون کے سرّاٹے جسم سے اُس مہ جبین کے بلند ہین تڑپ تڑپ کر کہتی ہی کہ او جوان ایک ہاتھ تلوار کا مار دے اب صدمہ اُٹھانے کی طاقت نہین وہ زنگی کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مجکو سالہا سال گذرے کہ تجھپر مائل ہون آج تجکو اُٹھا لایا اب بھی میرے کہنے کو قبول کر وہ نازنین کہتی ہی کہ جان دونگی مگر عصمت نہ دونگی تب وہ زنگی جھلا کر

کوڑہ مارتا ہی عمرو کا کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا سر سے گوپھن کھولا ایک پتھر کلہ گوپھن مین دیکر آواز دی کہ او نامرد یہ کیا بدعت بریہ کو کر پتھر پھینکا زنگی نے جست کر کے اپنے کو بچایا خواجہ نے جب دوسرا پتھر کلہ گوپھن مین دیا تب تو وہ زنگی یہ کہتا ہوا بھاگا کہ او ظالم اس محبوب کو تو ہی لے مین پھر سمجھ لونگا تب وہ زنگی بھاگ کر نکل گیا خواجہ نالے مین کود کے قریب اُس نازنین کے آئے کمندین کاٹین ہاتھ پر اُس مہ جبین کو روکا کہا ای نازنین تیرا مکان کہان ہی اُسنے کہا کہ سامنے ایک قریہ ہی وہان کے افسر کی دختر ہون کوٹھے پر سوتی تھی کہ یہ بے حیا مجکو اُٹھا لایا یہان لا کے طالب وصل ہوا مین نے انکار کیا تب اُسنے یہ بدعت شروع کی خدا نے تمکو پہونچایا مگر جو احسان کیا ہی تو پورا احسان کرو اگر میرے والدین کے پاس پہونچا دوگے تو میرے والدین بہت کچھ دینگے خواجہ کو لالچ نے لیا ہاتھ تھام کر اُس نازنین کا لے چلے چند قدم چل کے وہ گر پڑی کہا کہ ای شخص مجھسے پیدل نہین چلا جاتا اگر کچھ سواری ممکن ہو تو لے آو رنہ مجکو یہین پڑا رہنے دے کوئی جانور درندہ کھا جائیگا خواجہ کو اور زیادہ افسوس ہوا ناچار ہو کر خود بیٹھ گئے کہا کہ ای حور شمائل میرے کاندھے پر سوار ہو وہ نازنین کاندھے پر خواجہ کے سوار ہوئی خواجہ چند قدم چلے تھے کہ اُس نازنین نے حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈال دیے اور حباب بیہوشی مارا خواجہ لڑکھڑا کر گرے اُس نازنین نے دوسرا حباب مارا خواجہ بالکل بیہوش ہوے اُس نازنین نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم صہبائے خمار افزا او ساربان زادے دیکھ یون گرفتار کرتے ہین یہ کہکر پشتارہ باندھ کر لے چلی لیکن مہتر قران جو یہان بیدار ہوے پلنگ کو خواجہ کے خواجہ سے خالی پایا گھبرا کر اُٹھے اور باہر نکل کر ایک نعرہ کیا کہ یار و اُستاد کدھر نکل گئے جو جس سے ہو سکے وہ کوتاہی نہ کرے چند عیار چلے مگر مہتر قران جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین دعائین مانگتے ہوے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اُستاد کو بچانا اور صحیح و سالم اُنکو دکھانا اُس ظالم سے خوف ہی کہ قتل نہ کر ڈالے ہم اُنکو زندہ پائین نظم

عبادت کند بندۂ اہلِ دین +	عبادت کند اہلِ صدق و یقین

نهد بر زمین ہر کہ روے نیاز + سرافراز گردد چو چرخ برین +
عبادت زکینہ کند سینہ صاف + مصفا کند از کدورت نگین +
کند گر عبادت باخلاص دل + شود بادشہ بندۂ کمترین +
عبادت کند بندہ را آفتاب + برد خاک را بر فلک از زمین
عبادت کند دور از جسم و جان + غم و فکر و اندیشہ و بغض و کین
دل خلق جمع از عبادت شود + بود زد خوش و خُرّم اندوہگین
عبادت بدنیا کند نیک نام + عبادت رساند باعزاز دین
رسد مرد عابد باندک زمان + بقرب خداوند جان آفرین +
عبادت کن ای دوست شام و سحر + کہ زین خوبتر نیست کارے دگر

قران نے ایک بلندی پر چڑھ کر دیکھا کہ اُستانی پشتارہ بدوش جاتی ہین قران کنائی کاٹ کر اس طرح جھپٹے کہ آگے نکل آئے ایک مقام پر آکے دیکھا کہ وہی راستہ جانے کا ہو سبزے مین اپنے کو چھپایا حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے کہ صہبا قریب آگئی پہونچی وہان پر آکر ٹھٹکی دل دھڑکا پکار کر آواز دی کہ او کالے تیری تصویر میری آنکھون کے نیچے پھرتی ہی کیون چھپا بیٹھا ہی مین نے دیکھ لیا قران سمجھے تقدم بالحفظ کرتی ہی پانچ چار آوازین دیکر جھپٹ کر چلی جیسے ہی حلقہ ہاے کمند کے بیچ مین آئی تہتر قران نے جھٹکا مارا اسقدر جلد حباب مار دیا کہ صہبا دیکھنے نہ پائی کہ کون سبزے سے نکل آیا قران نے پھر وہی تدبیر کی اسکا سر خواجہ عمرو کے زانو پر رکھدیا اور خواجہ کو ایک درخت سے لگا کر دونون کو ہوشیار کیا خواجہ نے چاہا کہ بوسہ لون مگر صہبا تڑپ کر اُٹھی جست کر کے چلی تہتر قران کو گالیان دیتی ہوئی کہ اد بے حیا مجکو ذلیل کرتا ہی جو تو چاہتا ہی وہ دن تیرے اُستاد کو کبھی نصیب نہ ہوگا حوصلہ نکالتا ہی ابکے خواجہ کو مار ڈالونگی قران خواجہ کو زبردستی کھینچ کر لے چلے خواجہ خفا ہوتے ہین کہ کیون او قران تو معشوقہ کو میری پریشان کرتا ہو تو میرے پاس سے جا ہر وقت تو کیلیے میرے ساتھ رہتا ہی مجھے جانے دے کہ مین جاکے اُس کے قدمون پر گردن

قران نے خواجہ کی ایک نہ سنی کشان کشان کھینچتے ہوئے لائے یہان طبل جنگی تو بج ہی
چکا تھا خواجہ میدان کارزار مین تشریف لائے ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ ہمراہ
رکاب صاحبقران کے دل کو لگی ہی مع سردارون کے آکر ایک طرف کھڑے ہین
کہ لشکر صہبا بڑے زور و شور سے آیا ایک طرف تین لاکھ فوج سے حقا کہ مردم دو
نا سے ایک پہلوان اترا ہوا ہی اس خیال پر کہ اگر صہبا پر دباؤ ڈالین تو مین صہبا
کا ساتھ دون صہبا آکر ٹھہری صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت
کرا کا کہکر ہٹے کہ صہبا نے نسیم کی طرف دیکھا آواز دی کہ ای نسیم اپنے داداپ کو
ٹوک لے مشکین باندھ کر لا مین ابھی دار پر کھینچ دون کہ عمرو کو صدمہ عظیم پہونچے نسیم
جست کرکے سامنے آئی جست و خیز کرتی ہوئی میدان مین پہونچی اور پکار کر آواز دی
کہ میرا کون طالب ہی سر میدان آوے تو عیاری کا حال کھلے خواجہ نے برق کیطرف
دیکھا برق تڑپ کر قریب خواجہ کے آیا آنکھون سے آنسو جاری قدمون کو بوسہ
دیکر عرض کی کہ اُستاد کیا حکم ہوتا ہی فرمایا کہ بیٹا عشق کو مثل ضرغام کے بدنام نہ کرنا
معشوق کے قدمون پر سر جھکا دینا برق بہت خوب کہکر نسیم کی طرف چلا نسیم نے جو
برق کو آتے دیکھا سر سے گوپھن کھولا پتھر پھینک مارا برق نے جست کرکے خالی دیا
چھ سات پتھر نسیم شتاب رو نے مارے مگر برق نے خالی دیے ہاتھ باندھے ہوے
سامنے آیا عرض کی کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی میرے دونون ہاتھ
حمائل گردن ہون اور تیرے ہاتھ سے تیغہ پڑے کہ بار سر اُتر جائے کشاکش نہ ہو نسیم نے
کہا کہ او دیوانے یہ حسرت لیکر پردہ دنیا سے جائیگا اپنی جان بچا پتھر جو خالی دیے اسپر
ناز کرتا ہی اب کیونکر بچیگا یہ کہکر تیغہ ہلالی نیام انتقام سے کھینچا برق پر برس پڑی مگر
برق خالی دے رہا ہی ایک مقام پر اسنے دھوکا دیکر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا سر پر
برق کے تیغہ پڑا دو اُنگل تیغہ نے کاٹا برق آہ کرکے سامنے سے بھاگا نسیم نے پیچھا
کیا سب عیار بھی حیران تھے صاحبقران فرماتے ہین کہ عجب نامرد ہی سامنے سے معشوقہ
کے بھاگا عجب نامردی کی کہ ذرا سا زخم کھا کر بھاگا نسیم نے دور تک تلاش کیا مگر برق کو

نہ پایا عیار بھی ٹھٹھے مار رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ یارو برق سے مقام تعجب ہی کہ
ایک عورت کے سامنے سے بھاگا خواجہ فرماتے ہین کہ نامرد ہی معشوق کے سامنے
سر نہ جھکایا کیون نہ سر کٹوایا ذرا سا زخم کھاتے ہی بدحواس ہو گیا نسیم تیغ
پکڑے میدان مین ٹہل رہی ہی صہبا نے پکار کر کہا بھی کہ بُوا ایلٹ آکر مار ڈالتے!
سے یہ بہتر ہوا کہ حریف سامنے سے بھاگ گیا انھین عیارون پر عمرو ناز کرتا ہی نسیم غصے
سے جواب دیتی ہی داری میرا ابھی دل نہین بھرا ذرا کسی عیار کو پکارون دوسرے اجل گرفتہ
کو للکارون افسوس ہی کہ خون اُسکا زمین پر نہ گرا نگوڑا بھاگ کر نکل گیا اب لشکر
مین نہ آئیگا اپنے ہمچشمون کو کیا روے سیاہ دکھائیگا دونون لشکرون مین ہنگامہ ہی مگر
نسیم چاہتی ہی کہ پھر کسی کو پکارون عیارون نے آپس مین صلاح کی کہ یارو بڑے ہتک کی
بات ہی کہ برق پر طعن و تشنیع ہو رہی ہی ہم اُسکی شکل بنکر جائین نسیم سے مقابلہ کرین
عمرو نے منع کیا کہ خبردار کوئی قصد نہ کرے برق آج سے لشکر مین نہ آنے پائے قران
ہنس رہے ہین فرماتے ہین کہ برق بلا کا عیار ہی کہ سب نے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک
کتا ولایتی سفید و براق گلے مین پٹہ عمدہ پڑا ہوا تھوتھنی مثل غنچۂ گل بڑے بڑے بال
لٹکتے ہوے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی سامنے نسیم کے پہونچا صورت نسیم دیکھ کر کون کون
کرنے لگا نسیم نے چمکار کر ہاتھ دکھایا وہ قدمون سے لپٹ گیا آنکھین قدمون سے
ملتا ہی نسیم نے بیٹھ کر برفی برفی کہکر پشت پر ہاتھ پھیرا کتے نے دونون پائون اُٹھاکر
گلے مین ڈالدیے نسیم نے گلے سے لپٹا لیا کتے نے مُنھ سے مُنھ ملاکر ایک حباب چھوڑا وہ
نسیم کے دماغ پر پڑکے پھٹا نسیم لڑکھڑا کر گری کتے نے نعرہ کیا نعرہ کہ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہ کون مکار و غدار ہون
کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
چھلاوہ ہو نہین نام بھی برق ہی

کھال اُتار کر الگ پھینکی پشتارہ نسیم کا لیکر بھاگا اب تو سب تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا
یہی قول ہی کہ عیاری اسکا نام ہی ای برق سبحان اللہ صاحبقران زمان نے
بُلایا برق تڑپ کر قریب صاحبقران کے آیا صاحبقران نے برق کو اُسی وقت

خلعت دیا نسیم کو ہوشیار کرکے پوچھا کہ اب تو کوئی شرط باقی نہین نسیم نے کہا کہ اُستانی کے
زیر ہوئے پر اطاعت کرونگی صاحبقران نے نسیم کو بھی رہا کیا خواجہ نے جو
یہ معاملہ دیکھا فرمایا کہ خبردار برق ہمارے سامنے نہ آئے معشوقہ کے ساتھ مکاری
کیسی حمزہ نے میرے عیارون کو بدراہ کیا ان سب سے سمجھونگا قران نے کہا کہ اُستاد ذرا
آپ انصاف فرمائیے آپکا نام روشن ہوتا ہی خواجہ نے کہا کہ مین ایسی روشنی نہین
چاہتا معشوق کے سامنے مکر کرے سر نہ کٹوا دیا کہ نام ہوتا مگر صہبا کو بڑا قلق ہوا
کہتی ہی کہ صاحبو یہ عیار بلاے روزگار ہین کیا کار نمایان کیا کس لطف سے نسیم کو پکڑا نسیم
جو آئی کسی سے کلام نہین کرتی صہبا کہتی ہی کہ صاحبو تم سب گھبراؤ نہین جس دن مجھسے
اور عمرو سے مقابلہ ہوگا اُس دن حال عیاری کا کھل جائیگا کہ عیاری کیا چیز ہی ان
عیار بچیون کے زیر ہونے سے میرا کوئی نقصان نہین ہوتا مجھے اپنی ذات پر اختیار رہی
ذ قت پر سمجھ لونگی کیون بی نسیم ایسی ہوا بگڑی کتے کو لپٹ گئین وعدہ کرکے چلی آئین خیر
جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا شام کو بارگاہ مین آئی بانہاے عیاری لگاکر تلاش مین عمرو
کی نکلی یہان خواجہ جو پلٹ کر آئے بارگاہ مین آکر چھپر کھٹ پر لیٹے مہتر قران پٹی سے
لگے بیٹھے ہین خواجہ انتظار کر رہے ہین کہ مہتر قران غافل ہو تو نکلون اپنے کو تا بہ
معشوق پہونچاؤن آخر پہر رات رہے مہتر قران اونگھنے لگے عمرو نے کہا کہ اے فرزند
لیٹو مہتر قران لیٹتے ہی سو گئے خواجہ نے لوٹ مار کر اپنے کو چھپر کھٹ سے گرایا پڑے
پڑے سراپچہ چاک کیا نکلے لشکر صہبا کی طرف چلے راہ مین دیکھا کہ ایک گھسیارہ بیٹھا
گھانس کھود رہا ہی خواجہ کو دیکھ کر پکارا کہ میان جانے والے ذرا ادھر آئیے میری بات
تو سُنتے جائیے جب قریب آئے تو گھسیارے نے کہا کہ یا ئین پر جو گھانس لگی ہی اُسپر سے
بچکر جائیے گا مین نے اُسکو بہت پانی دیا ہی خواجہ جھلا کر اُسی گھانس پر چلے جیسے ہی
اُس گھانس پر قدم رکھا گرد اُڑی خواجہ کے دماغ پر پہونچی لڑکھڑا کر گرے گھسیارے نے
نعرہ کیا کہ منم صہبای خمار افزا یشتارہ خواجہ کا باندھ کر لے چلی کہ صحرا مین آکر دیکھا
کہ ایک مقام پر سہاگ پڑا ہی اُسکو اُٹھایا دل مین کہتی ہی کہ کسی غریب کا گرا ہی تنکے

کھول کر جو سہاگ پڑہ کھولا بیہوشی اُڑی صہبا بیہوش ہو گر گری زرغنہ نخلستان سے قران نکلے آکر اُستاد کو اُسی قاعدے سے بٹھایا دونون ہاتھون سے دونون کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا خواجہ کو چھینک آئی چھینکنے لگے چاہا پٹ جاؤن صہبا جست کرکے کھڑی ہو گئی اور آواز دی کہ اوکا بیے تو ہر روز مجھے ذلیل کرتا ہی میدان کارزار مین سمجھ لونگی اور ساربان زادے کو تو زندہ نہ چھوڑونگی خواجہ تڑپتے ہین کہ ای قران مجھے چھوڑدو مین معشوق کے پاس جاؤن اُسکو رضامند کرون کیون مہتر قران ہم روز کہتے ہین کہ ہمارے لشکر سے نکل جاؤ اور ہمکو منھ نہ دکھاؤ قران نے عرض کی کہ اُستاد اب لشکر مین چلیے سحر قریب ہی دیکھیے نوبت و نقارے بج رہے ہین وہ دیکھیے پہلوان بھی زیر کوہ آکر کھڑا ہوا فوج کو جار رہا ہی لشکر صاحبقران بھی میدان مین آرہا ہی خواجہ آکر صندوق عیاری پر سوار ہوے لشکر عیارون کا ساتھ ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی ملکہ صہبا میدان مین آئی نوبت و نقارے بجتے ہوے علمہاے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوے چوبدار آگے آگے آوازین لگاتے ہوے اس دھوم سے لشکر صہبا کا میدان مین آیا غزال رعنا سب آگے بڑھی ہوئی جست و خیز کرتی ہوئی باسہاے عیاری سے آراستہ جیسے ہی لشکر آکر جما نقیب نقابت کرکے ہٹے آوازین لگانے لگے **بند**

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہلِ نظر وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر زادرہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر سفر دور و دراز ست و ما بیخبریم

اس طرح کے اشعار نقیبون نے جو پڑھے عیار جھومنے لگے ایک ایک کا یہ قول تھا کہ یارو دنیا ناپائدار ہی جسنے اسمین نام پیدا کیا اُسکا ذکر رہا ورنہ جو دنیا سے گیا حسرت و یاس لیکر گیا سکندر ایسا بادشاہ یہ حسرت اُسکو رہی کہ خالی ہاتھ سب کو دکھائے یعنی تہی دستی اپنی سب کو دکھائی کہ دیکھو یارو ہاتھ خالی آئے تھے اور ہاتھ خالی جاتے ہین اس دنیا سے کیا لیے جاتے ہین جو مال و دولت جمع کیا وہ واسطے حریفونکے چھوڑا جن لوگونکو دروازے پر نہ آنے دیتے تھے اُنھون نے آکے مکانون پر قبضہ کیا مفت کی دولت پائی لٹانے لگے

جرأت و شوکت دکھانے لگے مگر آخر انسان کے واسطے یہ ہی کہ دو گز کفن کے سوا کچھ ممکن نہین ہوتا عیارون مین تو یہ چرچے ہین مگر غزال رعنا جست وخیز کرتی ہوئی سامنے صہبا کے آئی کہا حضور اجازت میدان صہبا نے کہا کہ ای غزال رعنا آج تو وہ عیاری کرنا کہ عیارون کے جی چھوٹ جائین مقابلے مین عیار بچیون کے نہ آوین ساربان زادہ کیسا خوش وخرم ہونا ہوگا ہر چند کہ مین کسی عیاری مین عمرو سے عاجز نہین ہون مگر تم لوگون کی گرفتاری کا افسوس ہوتا ہی دل بیقرار ہو کر روتا ہی یہ سنکر غزال رعنا نے کہا کہ داری آج عمرو کے فرزند سے مقابلہ ہی اس تیزی سے لڑون کہ ساری چالاکی بھول جائے کبھی عیاری کا نام نہ لے صہبا نے کہا کہ جا تجکو خداوند بقراط ثانی کے سپرد کیا غزال رعنا جست وخیز کرتی ہوئی چلی وسط میدان مین آکر ٹھہری پکار کر آواز دی کہ جس عیار کو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے چالاک نے جو اپنی معشوقہ کو میدان مین دیکھا بیقرار ہو گیا یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

اگر تمام پرستان مین ہی تمھارا راج
تو کوہ و دشت و بیابان مین ہی ہمارا راج

ہمارا کشور دل بھی تو ہی تمھارا راج
تمھارے تحت حکومت ہی سب ہمارا راج

جنان مین روح مری پوچھتی ہی حورون سے
وہ پیارا کون ہی جسکا ہی یہ پیارا راج

برائے بوسہ دیہ ہی چند روز عالم مین +
شباب کا نہین ہونیکا پھر دوبارا راج

گدائی کی ہی اسی در پہ تاجدارون نے
تصدق آکے ترے حسن پر اُتارا راج

تمھین ہو بادشہ ملک حسن دنیا مین +
تمھارے قبضے مین ہی خوبیونکا سارا راج

خراج تمکو پریزاد دینے آتے ہین +
تمھارے زیر نگین حسن کا ہی سارا راج

اشارہ ملک خموشان مین بیکسی کا یہ ہی +
مقام ہو ہی یہان ہی یہان ہمارا راج

ہمارے کشور دل مین ہوا جو حاکم عشق
ستا ستا کے اُجاڑا ہی سب ہمارا راج

نظر تم اُسکی عنایت پہ دل سے رکھو ہنر بر
عجب نہین جو خدا دے تمھین تمھارا راج

خواجہ نے کہا کہ او بے حیا و ننگ عشق کیون ہائے وائے کرتا ہی معشوق کے سامنے جا کر سر جھکا دے مگر خبردار معشوقہ کو آزردہ نہ کرنا چالاک جست وخیز کرتا ہوا چلا گر نیچہ ہاتھ مین

خنجر کمر مین لگا ہوا جب قریب پہونچا تو اُسنے پتھر مارا چالاک نے خالی دیا صاحبقران
فرمارہے ہین ای چالاک جو کام کرنا اپنے نام کے موافق کرنا اس نادان دیوانے کی
باتین نہ سُنو چالاک اشارے کر رہا ہی کہ حضور دیکھین مین کس طرح گرفتار کرتا ہون
خواجہ جہلا رہے ہین کہ اونںگ عشق معشوق کے وار کو خالی دیتا ہی اب جو پتھر مارے
خالی نہ دینا سر پر لینا کہ معشوق کی خوشی ہو سات پتھر غزال رعنا نے مارے مگر
چالاک نے خالی دیے بمشکل قریب پہونچا کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
مجھے قریب آنے دو مین ہاتھ حمائل گردن کرون تم نیچے سے سر اُڑا دو کہ بار اُتر جائے یہ سُنکر
غزال رعنا نے کہا کہ او بے حیا کیا مین تجھسے کسی بات مین کم ہون تلوار کھینچ دیکھنے والے
دیکھین بہ جرأت مین تیرا سر کاٹون یہ کہ کے نیچہ مارا چالاک سے نیچہ چلنے لگا مگر چالاک
اپنا وار نہین کرتا روکتے روکتے پیچھے ہٹا غزال نے جھپٹ کر نیچہ مارا چالاک نے جست کی
شاخ نخل سر پر چالاک کے لگی غزال نے چاہا کہ نیچہ مارون مگر چالاک کو جو اتنی بڑی
تکان پہونچی خنجر کمر سے گرا غزال نے دیکھا کہ چالاک نکل گیا دور کھڑا ہوا ہی مگر وہین سے
پکار رہا ہی کہ خبردار میرا خنجر نہ اُٹھانا غزال نے اُٹھا لیا اِسنے کہا میرے خنجر مین بیہوشی
بھری ہی اسے نہ کھینچنا مگر غزال نے خنجر کھینچا جیسے ہی خنجر کھنچا سب نے دیکھا کہ نیام سے
دھوان نکلا ارے کہ کر غزال گری اور بیہوش ہوئی چالاک نے بڑھ کر پشتارہ باندھا
اور لے بھاگا لشکر مین عیارون کے غلغلہ ہوا کہ ای چالاک سبحان اللہ عمرو نے کہا
کہ یارو کیون ناحق غل مچاتے ہو نالائق نے نام عشق کا ڈبویا معشوق کے سامنے یہ
گستاخی کی حمزہ نے میرے عیارون کو بدراہ کیا مگر چالاک پشتارہ لیے ہوے سامنے
صاحبقران کے پہونچا صاحبقران نے غزال کو ہوشیار کرایا وہ ہی عہد اسنے بھی
کیا کہ جب میری مالک اطاعت کرین گی تو مین بھی آؤنگی عیاری کا دعویٰ اب نہ رہا
مجھے بیشک سر میدان بڑے لطف سے زیر کیا اب مین کیا عذر کرسکتی ہون جو ہونا تھا
سر میدان ہوا یہ کہ کے غزال رعنا روانہ ہوئی خدمت مین صہبا کی پہونچی صہبا
نے پوچھا کہ ای غزال رعنا کیا عہد ہوا غزال نے کہا کہ ہر طرح پر دم دیکر چلی آئی

سب معاملے آپ کی ذات پر موقوف ہین غزال لشکر کو لیکر پلٹی مگر بڑا غصہ ہی کہتی ہوئی کہ یہ ساربان زادہ دام مکر پھیلاتا ہی مین سب کچھ سمجھتی ہون مگر افسوس ہی کہ عیار بچیون نے دھوکے کھائے عیارون کے ہاتھ سے زیر ہوئین کس کس تیزی سے عیارون نے تم لوگون کو گرفتار کیا عمرو روز آکر پھنستا ہی مگر عیار اُسکا قران بلاے روزگار ہی ہر مقام پر پہونچتا ہی مگر آج وہ عیاری کرون کہ اس مکار کو ضرور قتل کرون دیکھون تو کیونکر بچتا ہی لیکن عمرو کی راسخ الاعتقادی مین کوئی فرق نہین ہر روز اپنے کو پہونچاتا ہی اس طرح کی باتین کرتی ہوئی بارگاہ مین آئی عیار بچیون سے کہا کہ آج تم سب تیار رہو اور کنارے جہیل کے ہمارے واسطے شکار رہا ہی کا انتظام کرو شام کو یہ سب انتظام کرکے ہانہاے عیاری لگائے اور بارگاہ سے نکل کر چلی مگر خواجہ اُسی طرح چھپر کھٹ پر بیقراری سے لوٹ رہے ہین قران بیٹھے ہوے ہین کہتے جاتے ہین کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آج تو اپنے کو بچایئے خواجہ اچھا اچھا کر رہے ہین پہر رات رہے جب قران کی آنکھین بند ہوئین خواجہ عمرو نے اپنے کو چھپر کھٹ سے گرایا لوٹ مار کر قریب سراچہ کے پہونچے سراچہ چاک کرکے بھاگے جوش و خروش مین جاتے ہین صحرا مین پہونچے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی او ننگ عشق ذرا ادھر تو دیکھ یہ سُنکر خواجہ پلٹے دیکھا کہ صحرا مین ایک تختۂ سنگ پر صہبا بصورت اصلی بیٹھی ہی مگر دریاے جواہر مین غوطہ زن چہرۂ زیبا مثل آفتاب و مہتاب کے چمک رہا ہی تیغچہ بھی کمر سے لگا ہوا اور زلفین چہرے پر بل کھا رہی ہین پرتو حُسن و جمال سے وہ مقام نورانی و منور ہو رہا ہی عمرو نے جو معشوقہ کو بلا تکلف دیکھا ہاتھ پھیلا کر دوڑے پکارتے ہوے کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان نظم

چتر شاہانہ نہ ہرگز بندہ پرور چاہیے
دامن رحمت کا سایہ میرے سر پر چاہیے

سنگ طفلان ہمکو معشوق تمکو زیور چاہیے
تمکو سب کچھ اور ہمکو خاک پتھر چاہیے

وصل کا سامان ہی آنکھین بچھانے کی ہی شب
ساتھ اُنکے سونے کو پھولونکا زیور چاہیے

پوچھ کر احوال دل رکھنا کلیجہ پر بھی ہاتھ
ای مری جان پاس دونونکا برابر چاہیے

اوج حاصل تھا ترے زانو پہ رہتا تھا کبھی
اسطرح تمکو نہ ٹھکرانا مرا سر چاہیے

قبر میری دیکھکر حسرت سے وہ کہنے لگے
کج ادائی کا کبھی چرچا بھی ہو نیکا نہین
رحم کھا کر آب و دانہ جب دیا صیاد نے
بیکسی کہتی ہی تربت پر شہیدِ ناز کی +

اسکی تربت پر بھی اک پھولونکی چادر چاہیے
ٹھیڑھی باتین وہ کرین سیدھا مقدر چاہیے
رو کے بلبل نے کہا مجکو گلِ تر چاہیے
اک مسہری پھولونکی اور ایک چادر چاہیے

اس طرح کے اشعار جو خواجہ نے پڑھے صہبا نے پکار کر کہا کہ او مکار تجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین کیون مکر کرتا ہی خواجہ نے کہا کہ ای جان جہان مین سر کے نذر دینے آیا ہون جسطرح جی چاہے سر کاٹ لو صہبا نے قریب آکر ایک حباب مارا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے صہبا پشتارہ لیکر بھاگی اپنے لشکر مین آئی دیکھا کہ کنارے جھیل کے سب عیاریچیان میری تیار کھڑی ہین اور ڈوریں جھیل مین پڑی ہین مچھلیان شکار ہو رہی ہین کنیزون نے جو اپنی مالک کو دیکھا خوشیان کرنے لگین کہتی تھین کہ ای ملکۂ عالم آپ نے بڑا کمال کیا کہ اس مکار کو گرفتار کیا صہبا کہتی ہی مجھے آج بڑا تعجب ہی کہ کالیا راہ مین نہ آیا مین ہر مقام پر دیکھتی بھالتی آئی عمرو کو لیکر ایک درخت سے باندھو عمرو کو درخت سے باندھا آپ کرسی پر بیٹھی اس عیاری کو ناظرین بغور ملاحظہ فرمائین کہ کس رنگ کی عیاری ہی یقین ہی کہ یہ عیاری کسی مقام پر ناظرین نہ ملاحظہ فرمائین گے ہوشربا مین بھی ایسی عیاری نہین ہوئی یہ عیاری خاص ترتیب کردۂ حقیر ہی ناظرین ملاحظہ کرین کہ جہتر قران کی جو آنکھ کھلی چھپر کھٹ خواجہ عمرو کا خالی پایا گھبرا کر ایک چیخ ماری کہا یارو دوڑو اُستاد پھر نکل گئے وہ قاتل عالم درپے آزار ہی یہ جو کہا سب عیار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور صورتین بدل کر لشکر صہبا مین پہونچے دیکھا کہ صہبا کنارے جھیل کے کرسی پر بیٹھی ہی خواجہ درخت سے بندھے ہین کئی سو عیاریچیان نیچے کھینچے کھڑی ہین عیارون نے جو یہ معاملہ دیکھا بدحواس ہو گئے سوچے کہ اب کیا تدبیر کرین یہ نالائق قتل کا سامان کر رہی ہی خواجہ مجبور بندھے ہین فلک کو دیکھ رہے ہین آنکھون سے آنسو جاری عیار پکارنے لگے ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار رحم اپنا شریک کر یقین کامل ہی کہ تو اس بلاے ناگہانی سے نجات دیگا نظم

دل مدار از بہر این دنیا حزین
تا شود حاصل ترا اعزاز دین
بندگی کن بندگی کن بندگی
گر توئی از بندگانِ کمترین
سجدہ کن سجدہ کہ گردی سرفراز
درمیانِ خلق چون چرخِ برین
سرنگون شو سرنگون شو سرنگون
نہ بخاکِ عاجزی روے جبین
نقش کن نامِ خدا بر لوحِ دل
تا شود روشن ازان نقشت نگین
بامِ قصر خود مبر بر آسمان
زانکہ ہست آخر مکانت در زمین
رخت خود بر بند ازین فانی سرائے
چون سفر در پیش داری ای مکین
بہر مال و دولت فانی مباش
در جہان ای مردِ حق اندوہگین
صاف دل باش و صفا آئینہ کن
دور کن یکسر غبارِ بغض و کین
دشمنی از نیک و بد با کس مدار
تا تو باشی از بلا یا رستگار

عیارون نے جو یہ حال دیکھا بدحواس ہوگئے سمجھے کہ اب کوئی صورت رہائی خواجہ کی نہین ہی اور صہبا پکار رہی ہی کہ افسوس ہی آج قران نہ آئے مگر عیار جو بھاگے راہ مین مہتر قران ملے سب کیفیت بیان کی چارون عیار بھی ساتھ موجود ہین قران نے کہا کہ بھائیو کوئی تدبیر نکالو سب نے کہا کہ خلیفہ تمسے زیادہ کون ہی مگر کس تدبیر سے جائین کئی سو کنیزین نیمچے ہاتھون مین لیے کھڑی ہین صہبا نے کہہ دیا ہی کہ اگر کسی پر عیار کا دھوکا ہو فوراً نیمچہ مار دینا عیارہ بچیان کنارے جھیل کے ٹہل رہی ہین یقین ہی اگر ذرا بھی کھٹکا ہو تو کنیزین خواجہ کو قتل کر ڈالین خواجہ بھی آمادۂ مرگ و ہیلے قضا ہین دیکھ رہے ہین کہ صہبا ڈر رہا تھ مین لیے تشکار رہا ہی مین مصروف ہی کنیزین کہہ رہی ہین کہ واری اگر حکم ہو تو عمرو کو قتل کرین صہبا جواب دیتی ہی کہ مین انتظار کر رہی ہون کہ کوئی عیار آئے دیکھون کیا عیاری کرتا ہی مین حیران ہو رہی ہون کہ قران کو اپنی تیزی پر بڑا دعویٰ ہی آج کیون نہ آئے کہ کچھ کیفیت معلوم ہوتی ہمنے سُنا ہی کہ عیاران اسلام بڑے چست و چالاک ہین اور بہت بیباک ہین مگر آج کسی کی چالاکی نہ چلی صہبا اس فکر مین بیٹھی ہی اور عیار بچیان پشت پر ٹہل رہی ہین کچھ کنارے جھیل کے بیٹھی ہین مچھلیون کا انتظام

کر رہی ہین بعضون نے کباب لگا کر مچھلیون کے حاضر خدمت صہبا کیے ہین یہ مغرور کباب کھا رہی ہی اُس پار جھیل کے جنگل ہی کہ یکایک اُس جنگل سے ایک شیر نکلا کنیزین آہ کہین غلغلہ کرنے لگین مگر شیر ڈکارین مارتا ہوا کنارے پر جھیل کے آیا جست کر کے اس پار پہونچا ایک کنیز کو جھپٹ کر لیا ہاؤ کہ کر پنجہ مارا گوشت و پوست اُسکا نوچ لیا دوسری کنیز کو چیر کر پھینک دیا صہبا کی طرف چلا صہبا ناچار ہو کر اُٹھی جست کر کے بھاگی ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھنے لگی دیکھا کہ کئی کنیزون کو شیر نے مارا سب کنیزین بھاگین شیر نے جو دیکھا کہ آدمی درخت سے بندھا ہی آ کر دونون پنجے مارے کمندین ٹوٹین عمرو کو مُنھ مین دبا کر پیٹھ پر لادا اور صحرا کی طرف لے چلا صہبا بھی گوشے سے نکلی دیکھ رہی ہی کہ شیر عمرو کو لے گیا کنیزون سے کہا کہ لو صاحبو یون بھی عمرو کا خاتمہ ہوا شیر صحرا مین جا کر کھا جائیگا یقین ہی کہ ہڈیان بھی نہ چھوڑیگا کنیزون نے کہا کہ واری خاص شیر اسی واسطے آیا تھا عمرو کو لے گیا یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر شیر خواجہ کو لیے ہوے جنگل مین پہونچا اور جنگل مین لا کر زمین پر ڈالدیا گُھنڈیان کھول کر کھال جسم سے اُتاری عمرو نے دیکھا کہ اندر سے اُس کھال کے مہتر قران نکلے کہتے ہوے کہ کیون اُستاد آپ نے دیکھا کہ آج غلام نے اپنی جان لگا دی حقیقت مین آج معاملہ بہت سخت تھا خواجہ نے کہا کیا اس بات کا گھمنڈ کرتے ہو شیر بنکر گئے رہا کر لائے معشوق کو صدمہ پہونچایا اب بہتر اسی مین ہی کہ مجکو جانے دو مین جا کر قدمون پر اپنے معشوق کے گرون کہ رنج و ملال اُسکا موقوف ہو مگر قران خواجہ کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے خواجہ کی وہ ہی تڑپن وہ ہی پھڑکن ہی اور یہ اشعار فرماتے ہین نظم

جگر بھی بھنتا ہی دل ہی مرا کباب جدا	پڑی ہی دل پہ مصیبت جدا عذاب جدا
ملال دیتا ہی وہ روے بے نقاب جدا	ستارہا ہی ترا عالم شباب جدا +
ہماری آہ جگر سوز و چشم پُر نم سے +	خجل ہی برق جدا منفعل سحاب جدا
مزے مین ہمکو برابر ہی گو تجھے ساقی	یہ آب کوزہ جدا ہی شراب ناب جدا
فراق یار مین درد جگر ہی کافی تھا	ستارہا ہی اب اس دلکو اضطراب جدا

یہ روز ہجر ہو کیونکر نہ اب شب دیجور +	جو اپنے گھر سے ہو وہ رشک آفتاب جدا
تمھارے گیسوئے شبرنگ رُخ سے یون ہو کے	فلک پہ جیسے ہو مہتاب سے سحاب جدا
تمھارے شعلۂ رخسار و زلف پیچان سے	جگر جلے ہی جدا دل کو پیچ و تاب جدا +

مہتر قران سمجھا رہے ہین اِدھر کنیزون نے ملکہ کو خبر دی کہ حضور وہ شیر نہ تھا بلکہ قران تھا وہ ہی شیر بنکر عمرو کو لے گیا لشکر مین خوشیان ہو رہی ہین صہبا نے کہا کچھ محل تردد نہین سر میدان سمجھا جائیگا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا کہ ہرکارے دوڑ کے آئے کہا کہ اے استاد والانژاد صہبا نے طبل جنگی بجوایا خواجہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے مگر اے قران یہ خیال رہے کہ کسی طرح کا ملال معشوقہ کو نہ پہونچے مین نہین چاہتا کہ کسی طرح کا صدمہ اُسکے دل نازک پر پہونچے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر خواجہ انتظار کر رہے ہین کہ مہتر قران سوئے تو مین نکل بھاگون کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر طرف میدان کارزار کے چلے خواجہ صندوق عیاری پر سوار تمام پیچھے پشت پر صحرا مین وہ پہلوان تین لاکھ فوج لیکر ٹھہرا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی صہبائے خمار افزا تخت پر سوار تمام عیار بچیان پشت پر جمال اپنا چمکاتی ہوئی آئی خواجہ کی نگاہ پڑی دیکھا کہ کس سج دھج سے آئی ہی

نظم

بکھرے بال اُس پری کے کیا کہیے	دام کہیے کہ دل ربا کہیے +
ناک مین نتھ پڑی ہی سونے کی +	برق غنچے پہ حلقہ زن دیکھی
ناک کی نتھ مین ہین جو گوہر دو	حلقۂ برق مین ہین اختر دو +
واہ کیا کہیے گورے گورے گال	قابل بوسہ پر کہان یہ مجال +
چمپئی رنگ ہین وہ رخسارے	یا طلسمات کے ہین انگارے
ایسا عارض جو اپنے ہاتھ آئے	عارضہ دل کا دور ہو جائے
کیا کہون اُس دہن کو مین بیدل	ہی دہن چوم لینے کے قابل +
اُن لبون کا مسیح دیوانہ +	ہر طرف اُن لبون کا افسانہ
ہین وہ لب برگ گل مگر گویا +	روح طوطی است در شکر گویا +

باتون مین قند کی گھلاوٹ ہی +
کچھ بناوٹ ہی کچھ اگاوٹ ہی +
زیب و زینت سے کام ہو نہ جہان
کیون نہ حیران ہو مجلس حیران
ہوتے وہ لب مسی پہ گروالہ +
بنتے ریحان و لالہ محتالہ +
اسپہ سوسن مسی فروش ہو جب
اُسکا محتالہ پن ہو اور غضب +
گُل نے جی مین خیال بوسہ کیا +
مثل سوسن وہ لب کبود ہوا +
ہوتے عاشق مزاج گر معشوق +
جان دے اُنپہ کیون نہ ہر مخلوق
ہر سخن مین تراوش الفت +
ہر ادا مین نمایش شوکت
نکتہ دانِ اشارۂ عشاق
سہل انکار مشکل اغلاق
ہم زبان ہوئے منہ ہی انسان کا
وان لب و لہجہ ہی پرستان کا +
دانت بھی ایسے خوبصورت ہین
کہ نظیر اُنکی دے سکا بھی نہ مین
طرفہ سمرن ہی کوئی کیا جانے +
انکے اختر تراش ہین دانے
قطرۂ موج بحر نور ہین یہ +
شبنم لالہ زار طور ہین یہ
گر مسی ریخون مین بھی ہوتی
تو نہ پڑ دے مین سادگی ہوتی
شفقت آمیز ہی کسی سے کلام
تا نہ آزردہ ہو کوئی ناکام +
انکسارانہ ہی سخن ہر دم +
کہ غرور اُس کے روبرو ہی ستم +
جس پری کی زبان ایسی ہو +
دیکھیے آن بان کیسی ہو +
ایک سکتہ سا ہو گیا مجکو +
کہ الٰہی یہ کیا ہوا مجکو +
سامنے آنکھون کے خیال آیا
یا وہی صاحبِ جمال آیا +
مین نے کیا کیا نہ دل کو سمجھایا
جی کو کس کس طرح نہ ٹھہرایا +
شکر سے ہجر مین نہال ہوا +
عندلیبِ گلِ خیال ہوا +
الحذر الحذر ہی لازم ہی +
عازم صبر ہو جو عازم ہی +

خواجہ سراپا کو دیکھ کر تڑپ رہے ہین اور پھڑک رہے ہین کہ لشکر آراستہ ہوے نقیب نقابت کرکے ہٹے کہ خمار شکن جست کرتی ہوئی سامنے تخت صہبا کے آئی عرض کی کہ حضور

اجازت میدان صہبا نے کہا کہ ای خمار شکن ذرا سمجھ کر مقابلہ کرنا تمھارا عاشق قران کا بیٹا ہی خمار شکن جست و خیز کرتی ہوئی میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے میرا طالب کہان ہی یہ کہنا تھا کہ خواجہ نے طرف جانسوز کے دیکھا فرمایا کہ ای نور نظر تمھاری معشوقہ پکار رہی ہی خبردار ان نالائقون کے خیال پر نہ جانا سر جھکا دینا سر کٹوانا جانسوز سلام کر کے چلا صاحبقران نے آواز دی ای جانسوز سمجھ کر مقابلہ کرنا تم مہتر قران کے فرزند ہو مہتر قران نے کیا کیا کارنمایان کیے ای فرزند سمجھ کر لڑنا قاتل کا سامنا ہی جانسوز نے اشارہ کیا کہ حضور ملاحظہ کرین گے دیکھیے تو کیا تدبیر کرتا ہون خمار شکن جست و خیز کر رہی ہی جیسے ہی جانسوز سامنے آیا سنگدل پتھر مارنے لگی جانسوز خالی دے رہا ہی اپنے تئین جھک کے بچاتا ہی ہرچند کہ خمار شکن نے پتھرون کی بوچھار کر دی مگر جانسوز نے اپنے کو بچایا ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا کہ ای نازنین گلرخسار یہ گنہگار حاضر ہی سر کاٹ لے مگر ایک بوسے کا طالب ہون کہ ہوس لیکر پردۂ دنیا سے نہ جاؤن دستور ہی کہ معشوق اپنے عاشقون کو سرفراز کرتے ہین اور ہم تمھاری صورت زیبا پر مرتے ہین ایک بوسے مین حسن کم نہو گا دل عاشق آرام پائیگا خمار شکن نیمچہ کھینچ کر تڑپنے لگی جانسوز نے بھی نیمچہ کھینچا لیکن وار نہین کرتا جب کئی نیمچے خمار شکن نے مارے اور جانسوز خالی دے رہا ہی ایک مقام پر جو خمار شکن نے نیمچہ مارا جانسوز نے سر سامنے کر دیا نیمچہ سر پر پڑا سر زخمی ہوا جانسوز ایک چیخ مار کر بھاگا ہر طرف سے غریو ہوا کہ یارو جانسوز زخمی ہوا اب وہ قتال پیچھا نہ چھوڑیگی جانسوز جو سامنے سے بھاگا خمار شکن نے پیچھا کیا تھوڑی دور پر جا کر ایک بیخ نخل کی ٹھوکر کھائی لڑکھڑا کر گرا ایک غبار اڑا خمار شکن جھپٹی جیسے ہی قریب غبار کے پہونچی غبار دماغ مین پہونچا لڑکھڑا کر گری جانسوز پشتارہ باندھ کر لے بھاگا عیارون مین غریو ہوا ہر طرف سے آواز آتی ہی کہ ای جانسوز کیا کہنا خوب معشوقہ کو گرفتار کیا جانسوز پشتارہ لیے ہوے سامنے صاحبقران کے آیا اور پشتارہ سامنے رکھا عرض کی کہ ای شہریار غلام اسکو لایا صاحبقران نے ہوشیار کرنے کا حکم دیا جب خمار شکن

ہوشیار ہوئی صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے فرمایا کہ کیون ای خمارشکن جانسوز نے کیسی عیاری کی خمارشکن نے عرض کی کہ ایسی عیاری ہوئی کہ مین زیر ہوگئی مین نے کنیزی سرکار کی اختیار کی عہد کرتی ہون کہ جب ملکۂ عالم سے اور حضور سے فیصلہ ہوگا اُس وقت مین بھی حاضر ہونگی امیر نے خمارشکن کو رخصت کیا مگر آج صہبا بہت جھلاتی ہوئی پلٹی کہتی تھی کہ چارون عیار بچیان زیر ہوئین دیکھون ساربان زادے سے اور مجھسے کیا گذرے اسی جنگل مین لاشہ اُسکا پڑا نظر پتا ہوگا مگر عیارون سے خوب تلوار چلے گی تین لاکھ فوج سے جو پہلوان سامنے کھڑا ہی اسکو قدرت نے ہماری حفاظت کے واسطے مقرر کیا ہی اگر صاحبقران دخل دینگے تو وہ بھی آپڑیگا یہ کہتی ہوئی بارگاہ مین آئی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے خواجہ جو پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آکے بیٹھے تھے کہ مقبل نے آکر سلام کیا کہا کہ آپکو صاحبقران نے بلایا ہی خواجہ اُسی وقت اُٹھے بحال زار سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران نے سبھون کو ہٹادیا تخلیہ ہوا صندوقچے جواہرات کے منگواکر سامنے رکھے خواجہ سے کہا کہ یہ تمھارا حق ہی لیکن ایک شی تمسے خریدتے ہین یہ کہکر وہ صندوقچے اپنے قبضے مین کیے اور مقبل سے کہا کہ اِن کو رکھ آؤ خواجہ بیتاب ہوگئے کہا آپ نے میرے واسطے یہ صندوقچے منگائے تھے اور پھر رکھوائے دیتے ہین آپ کیا شی خریدتے ہین امیر نے چپکے سے کہا کہ یہ مبھوتی موقوف کرو عشق اپنا برائے چند ساعت ہمارے ہاتھ بیچو کہ صہبا کو گرفتار کرکے لاؤ یہ تمنے اپنا کیا حال کیا ہی یہ صندوقچے تمکو اُسی وقت دینگے اگر ذلت اُٹھائی تو عمر بھر مُنھ نہ دیکھینگے لشکر سے نکال دینگے عمرو نے کہا یا صاحبقران عشق کیا چیز ہی جسکو مین بیچون امیر نے فرمایا بس ہوش درست ہون آپ بلاتکلف میدان مین جائین اور صہبا سے مقابلہ کرین اُسکو گرفتار کر لائین عمرو نے کہا حمزہ یہ تو ناممکن ہی مین اپنی جان اُسپر نثار کرونگا امیر نے فرمایا تو جائیے یہ جواہرات ان عیارون کو ملیگا تمھارے ہاتھ ایک نگینہ نہ آئیگا خواجہ عمرو بیتاب ہوگئے کہا کہ ای آقاے نامدار آپ کا فیض مشہور ہی جو شی جسکے نام کی آپ مقرر

کرتے ہین اُسی کو دیتے ہین لہذا یہ صندوقچے ہمارے نام سے نکلے ہین ہمین کو ملنا چاہیین امیر
نے فرمایا یہ بیع نامہ موجود ہی اسپر دستخط کیجیے صندوقچے آپ کے رہے مگر اُسوقت لین گے
کہ جب آپ صہبا کو گرفتار کرکے لائیے اگر اس مین فرق پڑا تو ایک حبہ نہ دین گے عمرو نے
ناچار ہو کر کہا کہ یہ مُہر میری موجود ہی جس کاغذ پر چاہیے کر لیجیے امیر نے فرمایا اقرار تو کرو
زبان سے تو کہو کہ مین نے عشق بیچا تب مین مُہر کرون ورنہ بیعنامہ بیکار ہی عمرو نے کہا
کہ حمزہ تیرا حکم قبول کیا لا مُہر اپنے ہاتھ سے کر دون امیر نے بیعنامۂ عشق پیش کیا عمرو
نے اُسپر مُہر کی صاحبقران نے وہ کاغذ اپنے پاس رکھا صندوقچے خزانے مین رکھوا دیے
خواجہ عمرو بادشاہ کے قدمون پر گرے عرض کی کہ ای شہریار کل غلام قربان ہوتا ہی
امیدوار ہون کہ تخت سلیمانی مرحمت ہو آبرو سے میدان مین جاؤن معشوق کو ثابت ہو
کہ عاشق میرا آبرودار ہی اور جلوس شاہی بھی ساتھ ہو مین نے ساٹھ برس خدمتگزاری
کی ہی اب قدمون سے جدا ہوتا ہون یہ آخری شوکت دکھانا منظور ہی بادشاہ نے پوچھا
کہ کس وقت تخت چاہیے ہی خواجہ کیون ایسی باتین کرکے دل دُکھاتے ہو خدا تمھارا
سایہ ہم لوگون کے سر پر رکھے تمھاری وجہ سے شاہزادون کو آبرو ہی ہر مقام پر یہی ذکر
ہوتا ہی کہ خواجہ عمرو نے دمامۂ مشمش کو مارا حقیقت مین آپکے ہاتھ سے بڑے بڑے
کارہاے نمایان ہوے براے خدا ہوش مین آئیے اور کل میدان کارزار مین آپ
بھی صہبا پر غالب آئین جس طرح چار پیچے غالب ہوے اور اپنے اپنے معشوقونکو سر
میدان گرفتار کرکے لائے اُنسے وعدے پختہ ہو گئے عمرو نے کہا کہ ای شہنشاہ وہ ننگ
عشق ہین مین چاہتا ہون کہ اس عشق مین مثل قیس و فرہاد نام رہے جہان ذکر آئے
لوگ کہین کہ خواجہ عمرو نے قیس و فرہاد کا نام مٹا دیا مین ننگ عشق نہ کہلاؤن آجتک
قران نے بڑے صدمے اُسکو پہونچائے کل مین نے دیکھا کہ جب عیار بچی زیر ہوئی تو چہرے
پر اُداسی معلوم ہوتی تھی مقام افسوس ہی کہ ہم زندہ ہون اور معشوق کے دل نازک
کو صدمہ پہونچے بادشاہ نے اُسی وقت تاجدارون کو بُلا کر حکم دیا کہ کل سویرے بڑے
تزک سے تخت سلیمانی لیکر خدمت مین خواجہ کی جانا ہمارے واسطے مرکب لانا اور

جملہ سرداروں کو حکم ہوا کہ ہمراہ تخت جائین گئی ہزار روپیہ کا حکم ہوا کہ خواجہ کے سر پر نثار کرنا عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ اور پرورشین کیا کر ہین یہ روپیہ مجھے مل جائے کہ قرضداروں سے سرخرو ہون بعد میرے مہاجن کیسا بیٹھین گے ہر ایک کا یہی قول ہوگا کہ عمرو اتنا روپیہ لیکر مر گیا اگر لاش ہماری نہ اٹھایئے گا شاید معشوقہ کو رحم آئے اور مسیحائی فرمائے ٹھوکر لگا دے کہ جان آجائے جسم خاکی پکارے نظم

یار نے وعدہ کیا ہی آج آنے کے لیے
منتظر ہون راہ مین آنکھین بچھانے کے لیے

آتے ہین وہ دل ہمارا آزمانے کے لیے
جاتے ہین ہم اپنی جانبازی دکھانے کے لیے

بلبلو فصل بہاری مین یہ کیون سودا ہوا
شاخ گل کی آرزو ہی آشیانے کے لیے

آگ دامن مین لگی ہی آہ آتشبار سے
دوڑے آتے ہین مرے آنسو بجھانے کے لیے

اُس پریرو نے جو اُٹھوایا مرے تابوت کو
گھر کے آیا ابر رحمت شامیانے کے لیے

دل یہ کہتا ہی کلیجہ کا لہو کر دو شریک
پیسی جاتی ہی حنا اُنکے لگانے کے لیے

موج زن ہوگا زمانہ بھر مین دریائے گلاب
آج جاتے ہین وہ گلشن مین نہانے کے لیے

سکۂ داغ جنون دو نذر اُن کو ای ہنر
سینت رکھی ہی یہ دولت کس زمانے کے لیے

بادشاہ جمجاہ یہ جوش و خروش خواجہ کا دیکھ کر بہت روئے صاحبقران کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حضور باتین خواجہ عمرو کی سُنتے ہین صاحبقران نے فرمایا اب آپ کچھ ملال نہ کرین مین نے کچھ اسنے خریدا ہی اگر اُسکی بیع مین فرق پڑا تو انکی قضا میرے ہاتھ سے ہی عمرو نے کہا کہ ای شہریار مین نے کچھ نہین بیچا امیر نے فرمایا صندوقچے مین وہ بیعنامہ رکھا ہی وقت پر پیش کرونگا عمرو نے اشارہ کیا کہ یا صاحبقران آپ خاموش رہیے میرا جوش و خروش مشہور ہونے دیجیے یہ سب خبرین ہرکارون نے ملکہ صہبا کو پہونچائین کہ آج عمرو کو تخت سلیمانی ملا ہی صبح کو اُس تخت پہ سوار ہو کر آئیگا یہان خواجہ اپنی بارگاہ مین آئے مہترقران بغدہ ٹیک کر بیٹھے اُنگلی اپنی تراش لی نمکدان سامنے رکھ لیا پکار کر عیارون سے کہا کہ یارو آج رات بھر جاگنا ہی اور طبل جنگی یہان بھی بج جائے عمرو نے بہت منع کیا کہ ای قران طبل جنگی بجانے کی کیا ضرورت ہی۔

طبل جنگی ہمارے واسطے کوس رحیل ہی قران نے کہا کہ اُستاد آپ کے مقابلے مین طبل جنگ (د) نہ بجے عیار بچپان رنج سے کہ عوض خوشی کرینگی خواجہ عمرو خاموش ہو رہے طبل جنگی بجا مگر سوچ رہے ہین کہ آج رات کو گھسا ہوا بارگاہ مین معشوق کی چلا جاؤنگا اُسکے آگے سر جُھکا دونگا کہ یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے گر آنکھ کھولتے ہین دیکھتے ہین کہ مہتر قران جاگ رہے ہین ہر طرف سے صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہے عیار میدان جنگ کو درست کر رہے ہین کسی نے کہین نقب لگائی کسی نے کہین کنوان کھدوا یا ہی عیار بچیون نے بھی آکر میدان جنگ کو درست کیا ہی کہین نخل لگا یا پتون پر بیہوشی چھڑکی کہین پھول پھیلا دیے خواجہ تڑپ رہے ہین اور فرماتے ہین ای مہتر قران آج سوؤگے نہین اور کبھی بیقرار ہو کر فرماتے ہین کہ ای مہتر قران تم ہمارے حال دل سے نہین واقف ہو ہماری تو یہ کیفیت ہی نظم

عشق کا تیر اگر بس ہی چلنے کے لیے — مستعد روح بھی ہی تن سے نکلنے کے لیے
ضعف جب قصد گرانے کا مرے کرتا ہی — یا علی منھ سے مین کہتا ہون سنبھلنے کے لیے
اُٹھ گئے سیکڑون اس بزم جہان سے احباب — رہگیا مین کف افسوس کے ملنے کے لیے
کیا کرون دلکی کسی رنگ سے وحشت نہ گئی — لاکھ گلشن مین پھرا دلکے بہلنے کے لیے
جانیوالون نے خبر کی نہ سفر کی اپنے — مستعد ہم بھی تو تھے ساتھ ہی چلنے کے لیے
یاس و حرمان کی یہ کثرت تھی کہ رستہ نہ ملا — آرزو رہگئی ارمان نکلنے کے لیے
کوئے جانان مین چلو کہتی ہی میت میری — لوگ رُک جاتے ہین کندھا جو بدلنے کے لیے
دیکھ اک دن تو تماشا مری دلسوزی کا — آؤ ان مین بھی ترے پروانو نہین جلنے کے لیے
جس مدفن ہی نہ تفریح یہان ڈھونڈھ ای رنج — حکم اس گھر مین ہوا کو نہین چلنے کے لیے
تا کجا رنج و الم فرقت جانان مین ہنر یہ — کوئی تو شکل کرو دل کے بہلنے کے لیے

قران نے کہا کہ اُستاد آپ بجا فرماتے ہین لیکن مین نے آج اپنی اُنگلی کاٹ لی ہی نمکدان قریب رکھا ہی آج کوئی آپ کا فقرہ نہین چلیگا عمرو نے کہا کہ ای قران تمھارا خیال خام و تصور ناتمام ہی مین کہان جاؤنگا صبح کو معشوق کے سامنے جان دینا ہی یہ سب خبرین

دمبدم کی صہبا کو پہونچ رہی ہین نیمچہ ہاتھ مین لیے ہوے تنتی ہوئی قریب لشکر کے آئی
مگر دیکھا کہ سب عیاران اسلام جاگ رہے ہین ٹلنگین لگاتے پھرتے ہین کیا مجال ہی کہ
کوئی آرام کرے لندھور بن سعدان پہر رات رہے سے اُٹھے ہین ماہی دمراتب
وغیرہ نکلوا رہے ہین سب تاجدار اپنے اپنے خیمون مین تیار بیٹھے ہین گوش بر آواز ہین
کہ طبل سکندری بجے تو ہم لوگ بارگاہون سے نکلین آج خواجہ کے ساتھ جانا ہی دو گھڑی
رات رہے سے جلوس در دولت پر آیا نقارخانۂ سکندری و نقارخانۂ سلیمانی وغیرہ
اور اشیا متعلق اُنکی در دولت پر حاضر ہوئین اور خواجہ عمرو بھی پہر رات رہے سے
اُٹھے سب تاجدار اپنے اپنے خیمون سے نکلے خواجہ عمرو نے قران سے کہا کہ ای
فرزند ہمکو نہلا تو دو تھوڑی سی مہندی منگوا کر ہاتھ پانٔون مین لگا دو جیسے غریب
دولھا بنتے ہین ویسا بناؤ قران نے اُسی وقت خواجہ کو غسل کرایا مہندی کا جب
اشارہ ہوا تو خواجہ نے پانٔون پھیلا دیے قران نے ہاتھ پانٔون مین مہندی لگائی
بادشاہ نے خلعت بھیجا تھا وہ خلعت پہنایا بھاری سہرہ سر پر خواجہ کے باندھا گنگنا
ہاتھ مین باندھ دیا جب سر پر شملے کی نوبت آئی تو خواجہ نے قران کو بھی ہٹا دیا شملہ
سر پر باندھ کر مسند پر آکے بیٹھے نماز پڑھی گھیتلہ جوتا لا کر سامنے رکھا گیا اُسکو پہن کر اُٹھے
مہتر قران بغدہ تانے ہوے ساتھ ساتھ ہین مگر عمرو کو جو زیادہ بیقرار پاتے ہین تو دست بستہ
عرض کرتے ہین کہ اُستاد ہوشیار رہیے خواجہ جواب دیتے ہین اب تم کچھ تاکید نہ کرو
ہم جان دینے پر آمادہ ہو گئے مگر ای نور نظر ہماری یہ وصیت آخر ہی سُن لو کہ جنازہ ہمارا
کوے محبوب کی طرف سے لیجانا شاید اُن کی نگاہ پڑ جائے چند قدم وہ بھی ساتھ ہو لین یا
مسیحائی فرمائین ہم پھر زندہ ہو جائین ورنہ یہ کہدینا کہ فرما گئے ہین شعر چو آئی بعد وقت
بعد مردن بر مزار ما + باستقبال تو مستانہ برخیزد غبار ما + کیا عجب ہی کہ اُس وقت
آواز دون فرد ای شہسوار گور غریبان پہ آنکل + اپنی بھی مشت خاک ہو تیری
رکاب مین + یہ تو ہم بخوبی جانتے ہین کہ قبر کی تنہائی مین سوا رحمت پروردگار کے
اور کون شریک ہوگا یہ رنج و مصیبت یا عیش و عشرت فقط زندگی تک کے ہین نظم

ناساز ہے زمانہ کہیے کہان کہان تک	بیزار ہوگئی ہی جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہان تک

وہان کون ساتھ دیگا مگر ای مہتر قران بجاے شہادت نامے کے تصویر محبوب سینہ پر رکھدینا مہتر قران ان باتون کو سنکر زار زار رو رہے ہین اور دمبدم فرماتے ہین کہ اُستاد ایک لاکھ چوراسی ہزار شاگرد آپکے ساتھ ہین وہ وہ عیار ہین کہ جنکا مثل مشرق و مغرب مین نہین جسکو حکم دیجیے وہ آپ کی صورت بنکر مقابلہ کرے اور صہبا کو زیر کرکے لائے اگر مجکو حکم ہو تو مین آپ کی شکل بنکر جاؤن ہرچند کہ پیچھے کھاؤن مگر گود مین اُٹھا کرلے آؤن خواجہ سہرہ چہرے پر ڈالے ہوے ہین ایک رنگین رومال مُنھ پر رکھے ہوے فرماتے ہین اب بات نہ کرو دولھا کو زیادہ بولنا اچھا نہین ہوتا قران نے بڑھ کر پردہ اُٹھایا عمرو باہر جو نکلے دیکھا کہ تخت سلیمانی رکھا ہی تمام جلوس شاہی حاضر ہی سات سو تاجدار وجملہ سردار خود صاحبقران عالی وقار پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے کھڑے ہین خواجہ تخت پر سوار ہوے خدمتگار نے جوتا گھیتلہ اُٹھا لیا طبل سکندری پر چوب پڑی اور نقارخانہ سلیمانی بجا جملہ سردارون نے خواجہ عمرو کو گھیر لیا عیار جست وخیز کرتے ہوے آتے ہین صاحبقران نے جو روپیہ لٹانا شروع کیا خواجہ عمرو کو تاب نہ آئی بول اُٹھے کہ آقا یہ شہدے بازاری لوگ روپیہ لوٹ رہے ہین یہ روپیہ خانہ کعبہ بھیجدیجیے خزانے مین رکھوا دیجیے امیر کب مانتے ہین روپیہ لٹ رہا ہی کل سردار پرے جمائے ہوے ہمراہ ہین جب صاحبقران ساتھ ہین توکسکی مجال تھی کہ ہمراہ نہ آوے بادشاہ جہجاہ سعد بن قباد بھی ہمراہ ہین گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین ڈفلہ نفیر آگے تخت کے بجتا ہوا اس دھوم سے سواری خواجہ کی میدان مین آئی صہبا نے جو عمرو کو عاشق اپنا تصور کیا ہی جوڑہ گلنار پہنے ہوے عطر سہاگ ملے ہوے تخت زرین پر سوار تمام عیار پیچیان چہار طرف سے تخت کو گھیرے ہوے اس دھوم سے سواری صہبا کی بھی میدان مین آئی نقیب جانبین سے بڑھے اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے گویّون کے لڑکے تریل کی آوازین سرون مین ڈوبے ہوے تانین لگا رہے ہین نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا +
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا +
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا — ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم + — کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پر آج اُنکے غبار — جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا +
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین — ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا +

اس طرح کے اشعار عبرت آمیز پڑھ کر نقیب سامنے سے ہٹے صفوف لشکر پر سناٹا آیا ہر شخص بہ نگاہ حیرت دیکھ رہا ہی کہ آج کیا ہوگا قریب کوہ کے ایک پہلوان بھی تین لاکھ فوج سے کھڑا ہی اس بات پر آمادہ ہی کہ اگر صہبا پر کوئی دباؤ ڈالے تو جا پڑون لشکر کو صاحبقران کے روکون مگر صہبا نے جب دیکھا کہ نقیب بھی سامنے سے ہٹ گئے تو تخت سے کودی یہ معلوم ہوا کہ ستارۂ سحری آسمان سے گرا جست و خیز کرتی ہوئی میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ آج وہ ساربان زادہ نکلے تو احوال معلوم ہو کہ عیاری کیا چیز ہی اگر کنیزین زیر ہوئین تو میرا کیا نقصان ہوا آج سر میدان عمرو سے پنجہ چلیگا سرداران لشکر اسلام یہ سوچ لین کہ مجھپر کوئی جبر نہ کرسکیگا حکاک مردم در تین لاکھ فوج سے کھڑا ہی فوج اسلام پر نگاہ ڈال رہا ہی یہ کہنا تھا کہ خواجہ عمرو نے اشارہ کیا تخت رکھا گیا مگر صہبا حیران ہی کہ عمرو کی لشکر مین بڑی آبرو ہی کہ تخت شاہی پر سوار ہوکر آیا ہی نگوڑے کی حماقت دیکھو دولھا بنکر آیا ہی عروس مرگ سے ہمکنار ہوگا لیکن خواجہ بسہولیت تخت سے اُترے وہی گھیتلہ جوتا پہنے ہوے رومال مُنہ پر رکھے ہوے آہستہ آہستہ چلے صاحبقران نے کھنکھار کر فرمایا کہ بیٹا یہ بھی یاد ہی چار صندوقچے جواہرات کے رکھے ہین عمرو سے صبر نہ ہوسکا ہاتھ ہلا دیا جس سے مراد یہ تھی کہ مجھے سب کچھ یاد ہی مگر صہبا آمد عمرو دیکھ کر بہت جھلائی آواز دی کہ او

ساربان زادے حوصلہ دل کا نکال لیا کہ دو لطا ہن کر آیا۔ کچھ کیا انجام ہوتا ہی عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مجھسے کبھی بے ادبی نہ ہو گی نیچہ وغیرہ بھی لیکر نہین آیا سر نذر کرنے آیا ہون قبول ہونا چاہیے یہ کہکر آگے بڑھے صہبا نے پتھر مارا خواجہ بیٹھ گئے پتھر سر پر سے نکل گیا صہبا نے دوسرا پتھر پہنچا مارا خواجہ آڑے ہوے وہ پتھر پہلو سے نکل گیا صہبا نے پتھرون کی بوچھار کر دی مگر خواجہ خالی دیے رہے کبھی بیٹھ جاتے ہین کبھی جست کرتے ہین اور کبھی آڑے ہو جاتے ہین اور ہر مرتبہ کہتے ہین کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مشتاق کو قریب تو آنے دو مین اپنے ہاتھ حمائل گردن کرون اور تم نیچہ مارو کہ سر کٹ کر قدمون پر گرے یقین ہی کہ تمکو بھی رنج ہو کہ ایسا عاشق صادق نثار ہوا سوا جان دینے کے کوئی چارہ نہین یہ کہتے ہوے قریب پہونچے صہبا نے نیچہ کھینچا عمرو نے پکار کر یہ شعر پڑھا فرد ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا + سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہمسے اپنی گردن کا + ایک نیچہ مار دیجیے کہ بار اُتر جائے مگر ای جان جہان جنازہ بھی تمھین اُٹھوانا جنازے کے ساتھ تا بہ قبر جانا کہ روح کو بیتابی نہو قبر سے پشت لگے لیکن یہ خیال رہے نظم

بقول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل +
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر +
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گُلِ نرگس
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجکو دیا +
کہ کام ہی گُلِ نرگس کا نرگستان مین
ہین اُسکی آنکھین یہ جس شخص کا یہ مرقد ہی
ہی جنازہ اسلیے بھاری مرا +

دیگر

ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گزار
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پر ہی نرگس زار
تو سرنگون ہی بھلا کس لیے بخاک مزار
عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار +
سو اُسکا گور غریبان مین کسلیے ہو گزار
بزیر خاک ہوا ابتک بھی حسرت دیدار +
حسرتین دل مین لیے جاتے ہین ہم +

ہماری وصیت کا خیال رہے کہ قبر پر بال نہ کھولنا مہندی لگانا نہ موقوف کرنا مجلس حیران ہو ہونٹھون پر جمانا کاہے کا ہے مزار غریبان پر آنا یہ کہکر عمرو نے سر جھکا دیا نیچہ جو پڑا سر عمرو کا کٹ کر گرا قدمون پر اُچھلنے لگا صہبا نے جو سر عمرو کا دیکھا اور دیکھا لاشہ عمرو

بھڑک رہا ہی دل مین جوش آیا دل سے کہتی ہی کہ بے شک یہ عاشق صادق تھا کس ثابت قدمی سے سر کٹوایا جھک کر دیکھنے لگی کف افسوس ملتی ہی کہ ہاے کیا چاہنے والا اٹھا ای صہبا اگر مین ایسا جانتی تو اسطرح نیمچہ نہ مارتی یہ سوچ کر جھکی گلوے بریدہ سے خون جاری ہی فوارہ خون کا نکلا دماغ پر صہبا کے پڑا کہ چرخ کھا کر بیہوش ہوئی عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

ترا شندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقرانؑ
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑادون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے ڈر سے کانپتا ہی جہان
عراقی تیز رفتار ہو گر قدم +
تو پہونچے مری گرد پاپوش کو

صہبا کا پشتارہ اٹھالیا عیار بچیون مین ہاٹ ہوا کہ مردہ زندے کو لیے جاتا ہی سب عیار بچیان نیمچے پکڑ پکڑ کے آپڑین ایک طرف سے مہتر قران نے نعرہ کیا نعرۂ قران ؎ سریع السیر چون باد بہاری جہان سرہنگ در خنجر گزاری + بمیدان اژدر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر یا نم +

ایک طرف سے برق فرنگی تڑپ کر آپڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
چھلاوہ ہون نہین نام بھی برق ہی

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطو سے ذیعلم شاگرد ہی +

ایک طرف سے چالاک کا نعرہ ہوا نعرۂ چالاک

بعیاری من آمدم چست و چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
نہ آید باد گرد تیز گامم

اور عیاران طرار اپنے اپنے نام کا نعرہ کرکے آگرے جو عیار آیا ایک معشوق کو گود مین اٹھا لیا اور بھاگا حکاک نے جو دیکھا کہ سب عیار عیار بچیون کو لیے جاتے ہین تین لاکھ فوج سے آگرا انور الدہر وغیرہ نے چاہا کہ جاکر اس پہلوان کو روکین عیارون نے آواز دی ای فرزندان امیر وای سرداران باتوقیر آج عیارون کا تماشہ دیکھیے آپ لوگ تکلیف نہ فرمائیے چنتے خواجہ کو بیچ مین لیا اور سب عیار متوجہ ہوے جس سوار نے چاہا کہ نیزے پر عیار کو اٹھالون عیار نے نیزہ خالی دیا اور جست کرکے نیمچہ مارا کہ سر سوار کا اڑ گیا گھوڑا بے سر سوار کو لیے ہوے

بھاگا بھاگا پھرتا ہی مگر برق نے پیچھے ہٹ کر جو آواز دی پانچ چار سو پیچھے اسکی پشت پر آ گئے برق نے حقہ ہاے آتشبازی مارنا شروع کیے پانچ سو عیارون نے بھی حقہ ہاے آتشبازی داغے سوارون کے گھوڑے بدلگامی کرنے لگے کوئی مُنھ کے بھل گرا کسی کو گھوڑے نے کنوئین مین گرایا کوئی جھیل مین گر کر غرق دریاے لعنت ہوا کئی ہزار سوار و پیدل برق نے مارے مگر مہتر قران نامدار لڑتے بھڑتے سامنے حکاک کے پہونچے للکارا کہ او نامرد تو نے کئی عیارون کو مارا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہمپر تو وار کر حکاک مردم در نے گینڈا پھیرا نیزہ ہلاتا ہوا چلا مہتر قران نے بغدہ ٹیک کر جست کی کفل پر گینڈے کے قایم ہوے نعرہ تکبیر کہکر بغدہ مارا کہ سر کاٹتا ہوا جگر گاہ سے اُتر کر پشت پر گینڈے کی پہونچا کہ مع گینڈے حکاک کے چار ٹکڑے ہوے ہر طرف سے عیار لڑتے ہوے آتے ہین مگر معشوقان پریچہرہ کو قتل نہین کرتے گودین لیا اور بھاگے ایک معشوقہ کو مہتر قران نے تاکا کہ سہیل نازک اندام اُسکا نام ہی یہ چاہتی تھی کہ عمرو پر جا پڑون مہتر قران نے للکارا اور پکار کر آواز دی کہ ای جانو اتنی ذرا طالب دیدار کو صورت زیبا دکھا دو نظم

دم بھر تو آکے حالتِ بیمار دیکھیے ✣ اک سانس مین غش آیا کئی بار دیکھیے
یوسف کو آنکھ اٹھا کے نہ زنہار دیکھیے ✣ بس دیکھیے تو یار کا دیدار دیکھیے
ہونے کو ہی اشارے سے ابرو کے کشت و خون ✣ کس کس پہ آج چلتی ہی تلوار دیکھیے
حاضر ہی دل کو میرے چھری سے کرید کے ✣ اچھی طرح سے زخم مین سوفار دیکھیے
گاہک ہماری جان کے ہین آپ تو مگر ✣ اسپر ہم آپ کے ہین خریدار دیکھیے
کعبے مین دل کے دخل بت شعلہ رو کا ہی ✣ یہ جاے نور دیکھیے اور نار دیکھیے
قیمت نہ اسکی آپ سے دیجائیگی کبھی ✣ عاشق کے دل کو آپ نہ ہر بار دیکھیے
چرخِ نہم سے بھی نظر آئے تو ای ہزبر ✣ وان جلکے قصر یار کی دیوار دیکھیے

سہیل نے جو یہ آواز سُنی دیکھا کہ ایک جوان ہی قوی تن سانولی رنگت نمکینی چہرے سے ظاہر دریلے خون مین غوطہ زن کئی سوارون کو سامنے سہیل کے مارا سہیل صورت کو

دیکھکر بیقرار ہوگئی مگر ناز معشوقانہ دکھانے کو نیچہ ہلاتی ہوئی بڑھی قریب آکے نیچہ مارا قران بہت بیقرار تھے جنبش تیر مژگان سے دل مشبک ہوگیا ہی قلب تھرار ہا ہی اُسکے لپٹ گئے نیچہ بھی کھایا مگر گود مین اٹھالیا کہا کیون جان جہان عاشقون سے یہ سرکشی ہم تو طالب دیدار ہین دل سے مجبور وناچار ہین سہیل نے کچھ جواب نہ دیا مگر عیاران لشکر اسلام نے عیار بچیون کو گرفتار کرلیا فوج کفار کو بھی شکست دی لڑائی فتح ہوئی صاحبقران نے دوڑکر عمرو کو گود مین اُٹھالیا فرمایا کہ خواجہ تمنے کیا کار نمایان کیا ہی عمرو نے کہا کہ ای نامدار وہ صندوقچے منگا دیجیے امیر نے کہا کہ وہ صندوقچے اب نہ ملین گے عمرو نے کہا کہ مین اپنا گلا کاٹ لونگا امیر نے کہا کہ میری بلا سے خواجہ عمرو کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے صہبا کو ہوشیار کیا صہبا صاحبقران کے قدمون پر گری کہا کہ ای شہریار خواجہ حقیقت مین شہنشاہ عیاران ہین میری کیا مجال ہی کہ اُسنے مقابلہ کرسکون امیر نے دہ صندوقچے منگاکر خواجہ کو دیے عمرو نے کہا کہ یا امیر آپ میرا نکاح پڑھ دیجیے امیر نے کہا کچھ دلوائیے عمرو نے کہا کہ آپ آقا ہین مین آپکا غلام ہون مجھسے آپ کیا لیجیے گا امیر نے کہا کہ جب تک حق عقد نہ دوگے تب تک مین عقد نہ پڑھونگا عمرو نے کہا کہ آپ کی کیا ضرورت ہی مثل مشہور ہی کہ دو دل راضی تو کیا کریگا قاضی ہم اپنا عقد آپ پڑھ لین گے بس آپ مہربانی فرمائیے چارون عیار بھی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین امیر نے عقد پڑھا شب کو خواجہ حجلۂ عروسی مین داخل ہوے صہبا سے وصل ہوا گوہر مراد حاصل کیا ناظرین پر واضح ہو کہ صہبا لے خمار افزا حاملہ ہوتی ہی اُسکے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوگا کہ ذکر اُس کا بہت طولانی ہی اور اُس عیار سے بڑے بڑے کارہاے نمایان ہونگے مگر اس طلسم مین نہین طلسم زعفران زار مین جو ایک علیحدہ طلسم ہی اُس عیار کا ذکر ہی اُس طلسم کی مالک و منتظم زعفران رنگین پوش ہی اُس کے ذکر سے ناظرین بہت ہی خوش ہونگے بروقت ملاحظہ ناظرین پر حال کھلیگا رنگ زعفرانی عجب رنگ دکھائیگا اور فتاح اُس طلسم کے ایرج نوجوان ہین مگر صاحبقران نے لشکر مین اب جشن کیا ہی طائفے جو دور دور سے

آئے تھے اُنکے مجرے سُن رہے ہین انعام و اکرام مل رہا ہی لشکر ظفر اثر نور الدہر تمام صحرا مین فروکش ہی نور الدہر جو اپنی بارگاہ سے نکلے شام کا وقت ہی ہوا اندو رستے چلی رہی ہر روشنی گل ہوئی جاتی ہی مگر سامنے ایک کوہ ہی اُسپر ایک چراغ روشن ہی لاکھ ہوا کا زور ہوتا ہی مگر وہ چراغ گل نہین ہوتا روشنی دمبدم بڑھتی جاتی ہی نور الدہر کے پیچھے شبرنگ تھا فرمایا کہ ای شبرنگ یہ چراغ خالی از علت نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی کامل کا گذر ہی شبرنگ نے کہا کہ تشریف لے چلیے چل کر ملاحظہ فرمائیے کہ طہماس بھی آگئے نور الدہر مع طہماس و شبرنگ کے طرف پہاڑ کے چلے ایرج نوجوان اپنی بارگاہ سے نکلے تھے نور الدہر کو جو جاتے ہوے دیکھا یہ بھی ہمراہ ہوے اب نور الدہر و ایرج و طہماس و شبرنگ قریب پہاڑ کے آئے گھاٹیان طی کرتے ہوے بالائے کوہ پہونچے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ سر میدان بیٹھے ہین وہ چراغ سامنے جل رہا ہی ہوا اُسپر تاثیر نہین کرتی نور الدہر نے سامنے آکر سلام کیا اُن بزرگ نے کہا کہ ای طلسم کشائے خیال سکندری ہم تو تمہارے مشتاق تھے ایرج نے بڑھ کر سلام کیا اُس بزرگ نے کہا کہ ای روح و روان صاحبقران تم بھی صاحب اقبال ہو مگر اس طلسم مین دست اندازی بہتر نہین ایرج نوجوان نے مُنھ پھیر لیا اُس مرد بزرگ نے نور الدہر کو اپنے قریب بٹھایا اور پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی فتح طلسم خیال سکندری مبارک ہو یہ پرچہ کاغذ ہم تمکو دیتے ہین تلاش لوح مین جو مشکل سخت پڑیگی جب اسکو ملاحظہ کروگے حل مشکل کی صورت اس سے پیدا ہوگی اسپر کاربند ہونا مگر خدا حافظ اب رخصت ہو ہماری عبادت مین فرق آتا ہی نور الدہر وہانسے اُٹھے مگر ایرج برہم شاپور سے کہتے ہوے کہ ان کے منع کرنے سے ہم کب مانتے ہین یاقوت جنی ہمارا دوست پتہ بتائیگا جوانون کی جس وقت تلوار کھنچی تو کوئی سامنے نہین آتا شاپور سے یہی کہتے ہوے پہاڑ سے اُترے اپنی بارگاہ مین آئے نور الدہر اپنی بارگاہ مین آئے ایرج نے اپنی بارگاہ مین آنے کے ساتھ ہی یاقوت جنی کو طلب کیا فرمایا کہ ای یاقوت جنی آج اس پہاڑ پر یہ معرکہ گذرا ایک شخص باریش سفید بیٹھا ہی مجکو تو معلوم ہوتا ہی کہ جاہل اجل ہی نور الدہر کو ایک پرچہ دیا

اور مجکو منع کیا کہ اس طلسم مین دخل نہ دینا مگر ہین ایسے جاہلون کا کہنا کب مانتا ہون
یاقوت نے عرض کی کہ یہ درویش کامل ہوگئی سی برس سے اسی پہاڑ پر بیٹھا رہتا ہی
اُسنے جو پرچہ دیا ہو اُس سے ضرور مراد حاصل ہوگی اور آپ کو جو منع کیا یہ صحیح ہی مین مقام
لوح تک حضور کو پہونچا سکتا ہون مگر بندگان عالی کو تکلیف ہوگی اگر بہ عنایت خدا
اتا بہ باغ پُر بہار گذر ہوا اور بہار رنگین ادائے بمقدمہ حضور کوشش بھی کی تو
عجب نہین کہ لوح مل جائے ایرج نے کہا کہ ہم آج ہی کوچ کرین گے یاقوت نے کہا
کہ بسم اللہ ایرج نوجوان صاحبقران سے رخصت ہونے بھی نہ آئے اور رات
کو کرہ بن اشقر پر سوار ہوے شاپور کو ہمراہ لیا جملہ فوج تیار ہوئی رات ہی کو
بہ ہدایت یاقوت جنی کوچ کر گئے صبح کو جو صاحبقران دربار مین آئے سب سردار آکے
حاضر ہوے امیر نے بہ اشتیاق فرمایا کہ سب صاحب آئے مگر کیا وجہ کہ ایرج نوجوان
تشریف نہ لائے کہ ہرکارون نے بڑھکر عرض کی ای شہریار رات کو وہ کوچ کر گئے
تلاش لوح مین گئے ہین امیر نے نورالدہر سے پوچھا نورالدہر نے سب حال مکتوب
بیان کیا اور عرض کی کہ اُس کامل واکمل نے مجکو مکتوب دیا یہ ایرج کے خلاف گذرا
یاقوت جنی سے صلاح کر کے چلے گئے مجکو خیال یہ ہی کہ ایسا نہ ہو کسی بلا مین دشمن پھنسین
یہ کہکے سامنے صاحبقران کے وہ کاغذ نکالا بسم اللہ کہکر ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ
ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات طرف مشرق کے جاؤ انشاء اللہ لوح ملجائیگی
نورالدہر صاحبقران سے رخصت ہوے صاحبقران نے فرمایا کہ بابا ہم بھی چلتے ہین
نورالدہر نے عرض کی کہ حضور تکلیف نہ فرمائین غلام آپکا بموجب ہدایت جاتا ہی
کیا عجب ہی کہ انجام بخیر ہو سکندر ثانی نے عرض کی کہ حضور یہ طلسم کشا ہین آپ کا
انکے ساتھ نہ بنے گا نورالدہر نے اُسی وقت تیاری کی سات لاکھ ساحر وغیر ساحر
ہمراہ ہین سب سے زیادہ نجم اختر شناس کچھ اُنگلیون پر شمار کر کے کہتا ہی کہ یہ کوشش
حضور کی بیکار نہ ہوگی صاحبقران کنارے تک لشکر کے نورالدہر کو پہونچانے آئے
نورالدہر مرکب طلسمی اُڑاتے ہوے چلے سب ساحر ابر ہاے سُرخ و سفید و گلنار مین

پیچھے ہوے بالاے سر نور الدہر ہین جس مقام پر اُترتے ہین زمین آباد ہو جاتی ہے
صحراے خارستان کو جھیلتے ہوے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے طہماس نے لشکر
اُتارا بارگاہین استادہ ہوئین مگر قضاے کار اسی دشت مین ایک پہلوان رہتا ہے کہ
محکوم بیشہ نشین اُسکا نام ہے نوبت و نقارے کی آواز جو کان مین پہونچی سر اُٹھاکر
پوچھا کہ یہ کون بے ادب ہے کہ ہماری سرحد مین آکر اُتر پڑا دریافت تو کرو کہ یہ کون شخص
ہے اور کہان جاتا ہے ہرکارے گئے اور تھوڑے عرصے مین دریافت کرکے آئے سامنے
محکوم کے آکر عرض کی کہ طلسم کشاے خیال سکندری نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان بڑی شوکت و شان سے طرف باغ پُر بہار کے جاتے ہین
اس صحرا مین آکر منزل تمام ہوئی اُتر پڑے سات آٹھ لاکھ فوج ساتھ ہے محکوم نے کہا
کہ سب کو پامال کرونگا دشمنان خداوند ہمارے صحرا مین اُترے ہین اور صحیح و سالم نکلجائین
قدرت فرمائین گے کہ محکوم بیشہ نشین نے ان لوگون کو نہ روکا طرف باغ پُر بہار کے
کیون جانے دیا حکم دیا کہ گینڈا لاؤ سوار ہوا چھ سات لاکھ فوج ساتھ لے کر براے مقابلہ
نور الدہر چلا نور الدہر اپنے لشکر مین ٹہل رہے ہین جملہ سردار ہمراہ ہین شعلۂ جوالہ
پہلو پر ارسطوے ثانی پشت پر نجم اختر شناس بھی ساتھ ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی
محکوم بجمعیت تمام آکر سامنے پہونچا کنارے پر آکر ٹھہرا گینڈے سے اُتر پڑا لشکر
نور الدہر کو دیکھا کیا مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہتا ہے کہ اس لشکر کی کیا حقیقت ہے ہم راستے
سے ان لوگون کو نہ جانے دونگا حوالی باغ پُر بہار مقام طیب و طاہر ہے اُسمین ان
لوگون کا گذر ہو قدرت کے خلاف گذریگا مین انکو نہ جانے دونگا پنجون کے بل
اکڑتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے جاسوس لشکر اہل اسلام جو براے
خبر حاضر تھے خبر بن نے کر خدمت نور الدہر مین آئے اول ہاتھ اُٹھاکے دعا دی قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ نگین سعادت بنام تو باد	گل سرخ تا بد چو روشن چراغ ہمہ کار عالم بکام تو باد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو محکوم بیشہ نشین جو براے مقابلہ آیا ہے

اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی اب کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو اور باقی
خیر و عافیت ہی نورالدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے انشاء اللہ کل
احوال کُھلیگا یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین آلات
حرب و ضرب درست ہو رہے ہین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم

یکایک ہوا نور کا وان ظہور + اُڑا آشیانے سے طاؤس نور +
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ بہت گرمجو اور روشن نگاہ +
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا نشان آگے آگے خط صبح کا +
کیا دبدبہ خلق پر آشکار + کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

نورالدہر سوار ہوے اور سرداران غیر ساحر کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آکے
ٹھہرے کہ سامنے سے آمد آمد لشکر کفر و ضلالت کی ہوئی علم سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے
بڑے بڑے قد کے جوان محکوم بیشہ نشین گینڈے پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا چھ لاکھ
فوج پشت پر اس دھوم سے آکر پہونچا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کڑکا کہہ کر ہٹے محکوم نے گینڈا بڑھایا وسط میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا
جب خوب غرق عرق ہوا دونون زلفون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے کالی گھٹائین
برستی ہین پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے ہنر پر بیٹھے
کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیوپرور نے گینڈا
بڑھایا نورالدہر کے سامنے آکر گینڈے سے کود پڑا قدمون کو بوسہ دیا جمال کا
کمال دیکھ کر نہال ہوا جاتا ہی دست بستہ عرض کی کہ حضور اجازت میدان مرحمت ہو
نورالدہر نے کہا کہ بسم اللہ مگر اے طہماس خوب سمجھ کر لڑنا طہماس نے عرض کی کہ اقبال
شہنشاہی شامل حال ہی سکندر ثانی بھی تخت پر سے دیکھ رہے ہین کہ طہماس گینڈا
اُڑا کر چلا جب سامنے محکوم کے پہونچا محکوم نے جو طہماس کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین
رعشہ آگیا مگر پہلو مین جو عیار کھڑا تھا اُس سے اشارہ کیا کہ اُسنے اطلاع کردی ہی وقت
بدوہی عیار گیا محکوم طہماس سے باتین کیا کیا سمجھایا اے طہماس قدرت کو سجدہ کرو

خداوند نے تمکو کیا تن و توش دیا ہی کہ سترہ سیر من کا حربہ باندھتے ہو عیار کو جو اسنے بھیجا تھا وہ یہ معاملہ ہی کہ سرشار شراب خوار ایک ساحرہ ہی کہ محکوم پر عاشق ہی عیار نے جا کر سرشار سے کہا اُسنے وعدہ کیا تھا کہ جب کوئی تجھسے زبردست مقابلے مین آئیگا تو مین آکر اُسکا زور گھٹاؤنگی اور تیرا زور بڑھاؤنگی عیار نے جا کے کہا سرشار ایک عقاب بنکے نخل پر آبیٹھی محکوم نے نیزہ مارا طہماس نے نیزے کی سنان پر لیا مگر طہماس اُلجھ اُلجھ کر نیزہ بازی کر رہا ہی کہ ایک مقام پر طہماس کا نیزہ ٹوٹا محکوم نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس سپر کو نہ اُٹھا سکے تلوار جو محکوم کی پڑی خود کو کاٹ کر زخم کاری سر پر طہماس کے آیا مگر طہماس نے اُس حال مین ساطور کھینچا خبردار کہکر ہاتھ مارا محکوم نے ساطور پکڑ لیا جھٹکا مارا کہ قبضے سے ساطور نکل گیا نورالدہر نے بیقرار ہو کر کہا کہ اے سکندر ثانی یہ کیا افتاد ہی کہ طہماس کے قبضے سے ساطور نکل گیا سکندر نے کہا کہ غلام دیکھ رہا ہی مگر جب ساطور قبضے سے طہماس کے نکلا طہماس کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہر چند کہ سر مین زخم تھا مگر گینڈے سے کود پڑا زیر کر گردن محکوم ہاتھ دیکر اُٹھا لیا چرخ دیکر مارا محکوم کو دکر الگ ہوا مگر زخم طہماس کا کھل گیا اور چرخ کھا کر گرا محکوم کود کر چھاتی پر سوار ہوا خنجر کمر سے نکالا چاہا کہ سر کاٹ لون اِدھر نورالدہر نے بیقرار ہو کر کہا کہ اے سکندر غضب ہوا میرا عاشق صادق مارا جاتا ہی سکندر نے ہاتھ ہلا دیا کہ خنجر قبضے سے محکوم کے نکل گیا قرولی کمر مین محکوم کے لگی تھی محکوم نے قرولی کھینچی عقاب جو اپنے مقام سے اُڑا اگر دو دونون کے آگے چرخ مارنے لگا سکندر نے للکارا کہ او بے حیا مین نے تجھے پہچانا کیون تیری قضا آئی ہی ہمارے سامنے یہ بے ادبی شعلۂ جوالہ جو برابر کھڑی تھی کہا اے شعلۂ جوالہ یہ سرشار شراب خوار ساحرہ ہی اِسکے سحر سے طہماس بیہوش ہوا اس حرامزادی کو لینا شعلۂ جوالہ تڑپ کر گری ایک دھوان نکلا اب تو سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ اسباب سحر سے آراستہ آسمان سے گرا چاہتی ہی اور شعلۂ جوالہ تڑپتی ہوئی جاتی ہی چاہتی ہی کہ برق بن کر گرون اور اس بیحیا کے دو ٹکڑے کردون مگر سرشار اپنے کو بچاتی ہی ہر مرتبہ

ہاتھ ہلاتی جاتی ہی شعلۂ جوالہ رُک جاتی ہی ایک مقام پر شعلۂ جوالہ نے سحر کا بل کیا
کڑک کر گری کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوے سرشار کے مرتے ہی طہماس کو ہوش آیا
اپنے سینے پر جو حریف کو دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دھکا دیکر اُسکو سینے سے
گرایا کود کر خود اُسکی چھاتی پر سوار ہوے کُندۂ زانو سے دبا کر کہا کہ او بے حیا شناخت مین
پروردگار کی کیا کہتا ہی محکوم نے جواب سخت دیا طہماس نے سینے سے اُٹھکر محکوم
کو مثل کرپاس کُمنہ چیر کر پھینک دیا فوج والے آپڑے طہماس بھی نعرہ کر کے جا پڑا
اپنے گرنے کا بڑا قلق تھا صفون کو درہم وبرہم کر دیا اُدھر سے نور الدہر پہنچے
ساتھ والون نے محکوم کے شکست کھائی بمشکل لاشہ اپنے مالک کا اُٹھایا روتے پیٹتے
بھاگے نور الدہر طہماس کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے زخمون مین ٹانکے دیے لیکن
قضاے کار محکوم کا لاشہ لیکر جو ساتھ والے بھاگے پانچ کوس پر آکر ٹھہرے سامنے
ایک قلعہ ہی کہ نجوم تاجدار بھائی محکوم کا اُس قلعے کا حاکم ہی بالاے قلعہ سے جو اسنے
دیکھا کہ لاشہ ایک جوان کا لیکر کچھ لوگ آئے ہین اور ارتھی بنا رہے ہین نجوم نے عیار
کو بھیجا کہ دریافت کر یہ کس غربت زدہ کا لاشہ ہی کہ جنگل مین ارتھی بنا رہے ہین
عیار نے جا کر دریافت کیا روتا ہوا سامنے آیا کہا کہ آپ کے بھائی صاحب مقابلۂ طلسم کشا
مین گئے تھے ہاتھ سے طہماس کے مارے گئے ساتھ والے لاشہ لیکر آئے ہین ارتھی
بنا رہے ہین نجوم قلعے سے اُترا آیا آکر جلانے مین اِسکے شریک ہوا ساتھ والون کو
قلعے مین لایا لاکر سب پتہ ونشان پوچھا کہا کہ مین ابھی جاکر اسکے قاتل کو لاتا ہون
پر پرواز پیدا کر کے چلا لشکر نور الدہر مین آکر ایک گوشے مین اُترا بارگاہ طہماس
دریافت کر کے پھرنے لگا دو پہر رات گئے جب طہماس بارگاہ نور الدہر سے آئے
نجوم نے ارادہ کیا کہ طہماس کو لے بھاگون مگر سوچا کہ اسکو بارگاہ مین جانے دو
جب کھانا کھا کر سوئیگا تب لیجاؤنگا وہی ہوا کہ جب طہماس خاصہ کھا کر سوئے نجوم
سحر کرتا ہوا دروازے پر آیا پہرے سب کو بیہوش کر کے اندر بارگاہ کے گھسا طہماس
کو تیغے مین دبا کر لے بھاگا اپنے قلعے مین لا کر قید کیا کہتا ہی کہ یہ میرے بھائی کا قاتل ہی

اسکو بڑی تکلیف سے قتل کرونگا یہان صبح کو نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ملازمان طہماس روتے ہوے آئے عرض کی کہ طہماس بستر خواب سے غائب ہوگئے نورالدہر گھبراکر اٹھے سب رفقا ساتھ ہین آکر دیکھا کہ نگہبان دروازے پر بیہوش پڑے ہین سکندر ثانی نے اُنکو دیکھکر کہا کہ ای شہریار یہ لوگ تو سحر مین ہین یہ کہکے فرش پر دیکھا کہ چند دانے ماش کے پڑے ہین اُن ماش کے دانون کو اٹھا لیا اور نشان نقش پا کی خاک اُٹھائی اُسپر سحر کیا اُس سے آواز آئی کہ مین سحر ہون نجوم کا وہ آکر طہماس کو لے گیا سکندر ثانی نے کہا کہ حضور قلعۂ نجوم پر چلین جادوگرنیان آمادہ ہوئین کہ ہم جاکر اُسکو گھیرلین گے مگر شعلہ جوالہ دم ربع نشین وہماے مرصع پوش یہ تینون جادوگرنیان آگے بڑھین ہر چند کہ سکندر نے کہا کہ ہم تم سب ساتھ چلین گے مگر ان تینون نے نہ مانا کنیزون کو اپنے ساتھ لیکر طرف قلعۂ نجوم کے چلین یہان نجوم تاجدار جو طہماس کو لایا طہماس کو تو قید خانے مین بھیجدیا اور آپ دربار مین آکر بیٹھا نازنینان مہ جبین دل بہلانے کو یہ غزل عاشقانہ گانے لگین نظم

راحت شب فراق نہ پائی تمام رات ؞ پہلو تھا اور درد جدائی تمام رات
سونگھے ہین اُنکے دست حنائی تمام رات ؞ بو سو طرح کے عطر کی آئی تمام رات ؞
شاید نفس کی آمد و شد ہو تمام رات ؞ مین نے تو اپنی نبض نہ پائی تمام رات
کرتا گلہ وصال مین کیا درد ہجر کا ؞ اک بات بھی تو یاد نہ آئی تمام رات
منظور میرے گھر مین نہ آنا تھا آپ کو ؞ منہدی جو پانون سے نہ چھڑائی تمام رات
بوسہ جو لے لیا ہو تو شرمائے اسقدر ؞ تا صبح پھر نہ آنکھ ملائی تمام رات
آفت مین جان شمع کی تھی شام وصل سے ؞ ہم نے بجھائی اُسنے جلائی تمام رات
فرقت کی شب مین شہر خموشان کا لطف تھا ؞ گھڑیال کی صدا بھی نہ آئی تمام رات
بھولا نہ کوئی دم غم صبح شب وصال ؞ آیا ہی یاد روز جدائی تمام رات
کروٹ بھی اسطرف کو نہ اُس شعلہ رو نے لی ؞ کیا کیا نہ ہمنے جان جلائی تمام رات ؞
لین چٹکیان جگر مین کبھی دل مین رات بھر ؞ راحت نہ اُسکے ہاتھ سے پائی تمام رات

ٹھہری نہ اُنکے حُسن کے آگے کسی طرح	اُٹھ اُٹھ کے مین نے شمع جلائی تمام رات
ہاتھ آئی کیا ہی دولتِ عشرت مجھے ہزبر	سہلائے اُنکے پاے حنائی تمام رات

نجوم خوش بیٹھا ہی کہ ایک ابر آتش فشان آسمان پر ہویدا ہوا بہن سرشار کی یعنے میخوار مینا شکن آسمان پر جاتی تھی بہنوئی کے بھائی کو جو صحبت مین دیکھا اس خیال سے اُتر آئی کہ بہن سے ملاقات ہوگی صحبت کو آکر بہن سے خالی دیکھا پوچھا کہ محکوم و سرشار کہان ہین نجوم نے ٹھنڈی سانس بھر کر بیان کیا کہ زن و شوہر جا کر قتل ہوے مین اُنکے قاتل کو پکڑ لایا ہون قید کیا ہی کل ارادہ ہی کہ قتل کرون میخوار نے کہا کہ مین بھی اُس قیدی کو دیکھون نجوم نے طہماس کو سر محفل بلوایا میخوار طہماس کو دیکھ کر عاشق ہوئی دل نہین مانتا تڑپ رہی ہی طہماس کو پھر قیدخانہ مین بھیجدیا نجوم بھی جا کر چھپر کھٹ پر لیٹا اور سو گیا میخوار کو کب نیند آتی تھی آخر دبے پاؤن اُٹھی دروازے پر قیدخانے کے آئی نگہبان بولے کون آتا ہی میخوار نے جواب ندیا اور سحر کیا کہ سب بیہوش ہو گئے قیدخانے مین جا کر طہماس کی قید وہین ڈالدی اور طہماس کو لے نکلی قلعہ سرمستان کہ جہان اسکی عملداری ہی وہان جا کے صحبت آراستہ کی طہماس سے سوال وصل کیا طہماس نے انکار کیا کہا کہ اوبیحیا نہین معلوم تیرا کیا سن ہوگا میخوار نے کہا کہ ابھی مین نے رنگ شباب نہین دیکھا صرف دو سی چالیس برس کا سن ہی طہماس نے مُنھ پھیر لیا ہر چند کہ میخوار نے سمجھایا طہماس نے نہ قبول کیا میخوار نے غصے مین قید کیا کنیزین قیدخانے مین جا کر سمجھاتی ہین لیکن طہماس انکار ہی کر رہا ہی اِدھر نجوم جو صبح کو اُٹھا چاہا کہ میدان خونی کی تیاری کرون کہ چند کس نگہبان روتے ہوے آئے عرض کی کہ رات کو بی میخوار آکر طہماس کو چُرا کر لے گئین ہم لوگون کو بیہوش کر گئی تھین نجوم بہت جھلایا کہا لشکر تیار ہو مین طرف قلعہ سرمستان کے جاؤنگا وہین جا کر طہماس کو قتل کرونگا بالاے قلعہ بیٹھا ہوا ہی فوج والے تیار ہو رہے ہین پھاٹک قلعے کا کُھلا ہی کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر سُرخ و سپید و زرد نمایان ہوے سب کے آگے ملکہ مربع نشین اور پشت پر ہماے مرصع پوش

ایکطرف شعلہ جوالہ ان تینون جادوگرنیون نے آکر بخوم کو للکارا کہ او بخوم شوم سردار طلسم کشا کو لایا اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو حوالے کر ورنہ ہم لوگ آتے ہین یہ کہکر تینون نے بلوہ کیا بخوم نے ہر چند سحر کیے آگ برسائی گولے مارے مگر ان تینون نے آگ کو بجھایا بلوہ کرکے قریب قلعے کے پہونچین بخوم نے جو دیکھا کہ اب قلعہ ہاتھ سے جاتا ہی ادھر صحرا سے گرد عظیم اُڑی دیکھا کہ سکندر ثانی تخت پر سوار ایک طرف طلسم کشا مرکب طلسمی چمکاتا ہوا سات سو سردار پشت پر نورالدہر نے گھوڑا روکا سب تھم گئے سکندر ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ای بخوم بہتر اسی مین ہی کہ طہماس کو حوالے کر دے یہ تینون شاہزادیان قریب قلعہ پہونچ چکی ہین مین بھی آتا ہون ایکطرف سے طلسم کشا بھی تشریف لائین گے فوج گران کو دیکھ کر بخوم گھبرایا بالاے قلعہ سے پکار کر کہا کہ ای شہنشاہ طلسم مجھسے خطا تو بیشک ہوئی مگر امیدوار معافی ہون طہماس کو میخوار نامے ساحرہ لے گئی میرا ارادہ تھا کہ جاؤن آپ کی فوج دیکھ کر رُک گیا حضور تامل فرمائین مین جاکر اُسکو سزا دون سکندر نے جواب دیا کہ ای بخوم یہ عذرات تیرے قبول نہ ہونگے طہماس کو جلد حاضر کر بخوم نے ہاتھ باندھکر کہا کہ مین خلاف نہین عرض کرتا ہون میخوار آئی تھی وہ طہماس کو لے گئی سکندر نے کہا کہ ای شہریار اب آپ تامل کرین اگر حکم ہو تو مین خود جاؤن یا ان جادوگرنیون مین سے کوئی جائے نورالدہر نے کہا کہ ہم خود چلین گے ایسا نہ ہو کہ طہماس پر کوئی افتاد پڑے وہ ہمارا عاشق صادق ہی نورالدہر نے مرکب پھیرا سکندر نے جب بخوم پر زیادہ دباؤ ڈالا تو بخوم قلعے سے نکل آیا قدمون کو نورالدہر کے بوسہ دیا سکندر ثانی نے بخوم کو سمجھایا بخوم بھی مطیع اسلام ہو کر ساتھ ہوا نورالدہر نے اُسی طرف کوچ کیا کل لشکر چلا بخوم بھی ساتھ ہو ایہان میخوار بالاے قلعہ بیٹھی جھلا رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کہ اُس ظالم کو سمجھاؤ کنیزین جاکر طہماس کو سمجھاتی ہین مگر طہماس کا وہی قول ہی کہ مین ساحرہ کو نہ قبول کرونگا کہ ادل بخوم آکر پہونچا کہا کہ ای میخوار بڑا غضب کیا مین تو اپنی خطا پر نادم ہون مگر

تونے یہ کیا کیا کہ قید خانے سے طہماس کو لے آئی بہتر یہ ہی کہ طہماس کو لاکر حاضر کر
لشکر کو لیکر سکندر ثانی آتے ہین ای میخوار وہ لشکر ساتھ ہی کہ قلعے مین کوئی ذیحیات
نہ بچیگا جادوگرون مین اور کا کیا ذکر خود سکندر ثانی ساتھ ہین اگر سحر کرے گا تو زمین
ہل جائیگی میخوار نے کہا کہ ارے بخوم کے واسطے شراب تو لاؤ بخوم نے کچھ خیال نہ کیا
سوچا کہ یہ اب دبی ہی مین جو طہماس کو لیکر جاؤنگا تو طلسم کشا خوش ہونگے جام آغشتہ
بداروے بیہوشی میخوار نے بخوم کو پلاکر بیہوش کیا زبان مین سوزن دی قید خانے
مین بھیجا جس قید خانے مین طہماس تھا اُسی زندان مین بخوم بھی قید ہوا طہماس نے
پوچھا کہ ای بخوم تمپر کیا معرکہ گذرا بخوم نے سب حال بیان کیا اور کہا تھوڑے
عرصے مین لشکر طلسم کشا آتا ہی بی میخوار کو اس مکر کا بدلہ ملیگا میخوار مطمئن ہو کر بیٹھی کہ
صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ آگے آگے طلسم کشا تخت پر سکندر ثانی ایکطرف بخم اور
ارسطو شعلہ جوالہ و مربع نشین وہماے مرصع پوش طاؤسان زرین بال پر
سوار سامنے قلعے کے پہونچین پشت پر لشکر چلا آتا ہی مگر نور الدہر نے گھوڑا بڑھایا ملکہ
شعلہ جوالہ نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور کیون تکلیف فرماتے ہین ہم لوگ جاکر میخوار کو
گرفتار کیے لاتے ہین اور طہماس کو بھی لیتے ہین یہ ذکر تھا کہ چند ملازمان بخوم روتے
پیٹتے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار میخوار نے بخوم کو بمکر شراب پلاکر گرفتار کرلیا ہم
لوگون کو نکلوا دیا یہ سُنکر نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا شعلہ جوالہ کی طرف بہ نگاہ قہر
دیکھا کہا تمنے سُنا کہ اس مکارہ نے کیا فریب کیا بخوم کو بھی قید کرلیا اگر کسی کا ایک
موے جسم بھی کم ہوا تو میخوار سے سمجھونگا یہ کہکر گھوڑا بڑھایا سکندر ثانی نے چاہا بڑھکر
روکون مگر نور الدہر نے کے میخوار نے آگ برسائی ان پر بھلا سحر کب تاثیر کرتا کیونکہ
لوح محفوظ گلے مین پڑی ہی میخوار نے گولے بھی ادھر نور الدہر کے ہاتھ مین گرز طلسمی
ہی گولون کو رد کرتے ہوے جب قریب خندق پہونچے گوڑا اُٹھایا گھوڑا طرارہ بھر کر
خندق کے پار آیا گرز سے پھاٹک توڑا قلعہ کے اندر گھسے میخوار نے فوج کو اشارہ کیا
شعلہ جوالہ نے باہر سے دیکھا کہ طلسم کشا اکیلے قلعے مین پہونچے ہین اب امنو دشمن

گرفتار ہو جانین گڑک کر آسمان پر گئی میخوار کو تاک کر گری کہ میخوار کے دو ٹکڑے کیے
میخوار کے مرنے کی جو صدا بلند ہوئی اہل قلعہ گھبرا گئے فریاد کرنے لگے داروغہ
زندان خانہ نے جاکر طہماس و نجوم کو رہا کیا خدمت نور الدہر مین لایا افسر اگر
قدمون پہ گرے اطاعت و دین اسلام اختیار کی دو دن اس قلعے پر مقام کیا فوج
قاہرہ کو ساتھ لیکر کوچ کیا اگر بہار رنگین پوش باغ پر بہار مین بیٹھی ہی بیٹی اسکی
گلشن آرا کہ نہایت حسین و جمیل ہی اسکو خبر ہوئی کہ ابرج نوجوان اسطرف آتے ہین
کہ دوسرا پرچہ اخبار گذرا کہ طلسم کشا نے میخوار کو قتل کیا اور وہ قلعہ بھی قبضہ مین
آیا اب اس طرف آتے ہین سکندر ثانی بادشاہ لشکر ہین جمشید زرین ترکش برادر
سکندر بھی ساتھ ہین وہ وہ جادوگر ساتھ ہین کہ جنکا مثل نہین ملکہ بہار ہنسی کہا کہ یہ
سب جادوگر دیکھے بھالے ہین ای نور نظر تم جاکر لشکر طلسم کشا کو روکو اور مین جاکر لشکر
ابرج کو روکتی ہون یہ جس مقام پر آئے اُسی مقام پر ٹھہر جائے گلشن آرا تو اسیوقت
طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی بتلاش لشکر طلسم کشا چلی واضح رہے کہ یہ دونون ماں
بیٹیان بڑی خوبصورت ہین اپنے حُسن و جمال پر غرہ بھی رکھتی ہین اول حال گلشن آرا
عرض کرتا ہون کہ تین پہر برابر طاؤس کو اُڑائے ہوے پھری کہین کچھ نشان نہ پایا
چار گھڑی پچھلا دن باقی ہی کہ ایک پہاڑ پر آکر اُتری مگر پسینے پسینے ہو رہی ہی ہر طرف
دیکھ رہی ہی کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھاکر دیکھنے لگی دیکھا کہ کچھ
شتر سوار سانڈنی سوار سامنے سے گذرے زیر کوہ آکر ٹھہرے سب کے آگے ایک مرکب پر
شاہزادہ نور الدہر سلاح طلسمی زیب جسم گھوڑا طلسمی چمکاتے ہوے آتے ہین سپر پشت پر
پڑی ہوئی تیغہ ہلالی زیب کمر خود طلسمی بر سر گھوڑا اُڑائے ہوے آئے مگر گلشن آرا کی جو
نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوئی گھبرا کر سامنے آگئی چاہتی ہی کہ اپنا جمال باکمال بھی
نور الدہر کو دکھاؤن بہ عشوہ و غمزہ پکار کر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا ادھر
دیکھنا نور الدہر نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہی زلف عنبرین چہرے پر
بل کر رہی ہین نور الدہر کا یہ حال ہوا نظم

دھیان اُس زلف کا جو آتا ہی　　سانپ سینے پہ لوٹ جاتا ہی
ایسے سینے سے جب بھڑے سینہ　　سینہ ہو جائے کیون نہ بے کینہ
سادی محرم پہ جسکی عالم ہو　　کیا بنت کو کھر وسے محرم ہو
ہائے وہ گھنڈیان کبود کبود　　اس طرح اُنکے حسن کا ہو نمود
جیسے بھونرے انار سے چمٹین　　مست ہو ہو کے پھر وہین سمٹین
ہی یہ انجو بہ چیز سمجھا مین　　دست رس ہی نہین کہون کیا مین
ایک یان ایک کے جواب مین ہی　　مردمک دیدۂ حباب مین ہی
چاند سا پیٹ اسطرح روشن　　جسکی پرتو ہی رشک ماہ چمن
کیا کہون ناف اُسمین کیسی ہی　　چھوٹی سی نور کی کٹوری ہی
بال سی وہ کمر وہ ترباہٹ　　جسکو بل دے ہی دل کی نرباہٹ
اُس کمر کا کوئی رقیب کہان　　حلقۂ دست کو نصیب کہان
بس نہ ای خامہ بحر فکر مین تیر　　آگے ہی غنچۂ طلسم کی سیر
وا ہوا غنچۂ طلسم اگر　　خنجر شوق کاٹ لے گا سر
یان پہ دریائے حسن کو ہی اُبال　　جسمین دو موجین ہین برنگ ہلال
جی ہو بیچین یاد کر جس کو　　خوب ہی گر نہ یاد آئے وہ
ذکر سے دل جو گدگداتا ہی　　دم پھڑک کر لبون پہ آتا ہی
وہ کفل نرم نرم ہی ایسے　　تکیے مخمل کے ہاتھ مین جیسے
کیا کہون پانون کی ڈھلاوٹ کو　　اور شلوار کی پھنساوٹ کو
کیسے شفاف کسطرح کے گداز　　کف افسوس جنسے دست نیاز

نور الدہر نے جو یہ سامان دیکھا کلیجہ مُنھ کو آگیا بے اختیار پکار اُٹھے کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرور دان باغ محبوبی حقیقت مین یہ کیفیت ہی نظم

مثل نسرین بدن یار ہی جز خال سفید　　ہی سراپا مین بجائے کمر اک بال سفید
ہو گیا پیر جو مین ہو گئی آخر شب وصل　　صبح امید ہوئی تار رہے بال سفید

کیا عجب اشکون نے آنکھونکی سیاہی دھوئی
کہ ہوے ہین مری پلکونکے بھی سب بال سفید

سارے بازار کو سودا ہی مرے یوسف کا
ہو گئے زرد خریدار تو دلال سفید

میرے بختون نے زمانے کی سیاہی لے لی
ہو نہ جائین کہین قاتل ترے اب بال سفید

چاندنی گرد قدم چاند ہر اک نقش قدم
رات کیسی ہو سیہ کردے تری چال سفید

آگیا یاد سیہ خانہ وطن کا مجکو ،
دشت غربت مین جو رہنے کو ملے بال سفید

نہین ممکن کہ سیہ دل نہ ہو زر دارونکا
ایک دن مین ہو سیہ کیسی ہو ٹکسال سفید

دم مین یاقوت ہو تاثیر لب جانان سے
ہو جو قلیان مین بلور کی مُہنال سفید

آگئین یاد جو رونے مین نشیلی آنکھین
اشک ٹپکے مری آنکھونسے سیہ لال سفید

ہی رُخ یار پر ایسا ہی اگر جوش بیاض
کیا تعجب ہی کہ ہو جائے اگر خال سفید

صد وسی سال تجھے ملتے رہین صید مراد
یا الٰہی ہون ترے گیسوون کے بال سفید

ہی مرے کوکب طالع سے مناسب نسبت
کبھی بالونکی طرح ہوتے نہین خال سفید

واہ کیا رنگ ہی گویا کہ ٹپکتا ہی شہاب
مُنھ وہ پونچھے تو ابھی سُرخ ہو رومال سفید

میرے اُس چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا نسبت
مہ تابان کو ملا ہی فقط اک گال سفید

یا الٰہی نہ قیامت کو سیہ رو ہون مین +
مثل مصحف ہو مرا نامۂ اعمال سفید

فرد اعمال بھی ناسخ ہوئی جاتی ہی سفید
جس طرح بال مرے ہوتے ہین ہر سال سفید

جانہین سے آنکھین لڑین تیر مژگان دو بنون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے ضبط نہ ہوسکا گلشن آرا لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی نور الدہر نے چاہا کہ مین پہاڑ پر جاؤن سر اسکا اُٹھا کر زانو پر رکھ لون قریب گھاٹیون کے آئے گھوڑے سے اُترے گھاٹیان طی کرتے ہوے چلے بر سر کوہ اُس وقت پہونچے کہ گلشن آرا کو ہوا جو لگی ہوش آگیا تھا مگر قلب تھرا رہا تھا حیران حیران دیکھ رہی تھی کہ یہ ماہ اوج حسن کہان گیا سامنے سے جو شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا شرم وحجاب معشوقانہ دامنگیر ہوا تڑپ کر اُٹھی سحر کرکے بلند ہو گئی مگر زنجیر محبت پاؤن مین بندھی ہوا اسیطرف کھینچ رہی ہی چلتے وقت آواز دی کہ ای سلطان حسینان ہم رخصت ہوتے ہین اگر دل نے مانا تو صبر کرینگے ورنہ پھر حاضر ہونگے

نور الدہر نے جواب دیا کہ ای سردار معشوقان دل تو لیے جاتی ہو کیونکر صبر کرونگا نظم

یارب نہ شام ہجر کا مجکو ملال دے	آئی ہوئی بلا مرے سر پر سے ٹال دے
دو ایک جام ساقی رنگین خیال دے	آتی ہو جسمین پھول کی بو وہ زلال دے
ای دل یہ اپنے عہد شکن سے نہین ہی دور	کل کیطرح سے آج کا وعدہ بھی ٹال دے
ای دل سوال وصل تو آسان ہی مگر	ایسا نہ ہو وہ بات تری ہنس کے ٹال دے
چہرہ جو چمکے چھوٹ پڑے کوہ تور کی	یارب تو اُس پری کو وہ حُسن و جمال دے
لیجاؤن گُل چڑھانے کو مجنون کی قبر پر	جوش جنون مفر جو مجھے ایک سال دے
شاہو نسے لین خراج کرین جشن ای ہنر	اختر کو ذوالجلال وہ جاہ و جلال دے

یہ اشعار سنکر گلشن آرا مسکرائی گوہر دندان جو چمکے ایک برق گری کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا نور الدہر غش کھاکر گرے گلشن آرا نے جو بلندی سے دیکھا کہ وہ شہسوار معرکہ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت زمین پر پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہی بے ساختہ اُتر آئی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھاکر زانو پر رکھ لیا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکنے لگے وہ آنسو جو عارض پر گرے اور بوے زلف معنبر دماغ مین پہونچی اشکون نے کام گلاب کا کیا زلف عنبرین لخلخہ بن گئی نور الدہر نے جو آنکھ کھولی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلیٰ پر پہونچایا چاہا کہ یون ہی تھوڑی دیر لیٹا رہون پانون جو پھیلائے گلشن آرا نے دیکھا تو زانو اپنا سرکا لیا نور الدہر اُٹھ بیٹھے معشوق سے باتین اختلاط کی کرنے لگے گلشن آرا نے پوچھا آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی نور الدہر نے نام اپنا بتایا ملکہ نے ہنس کر کہا کہ آپ نے وہ قصد کیا ہی کہ جسکا ہونا نہایت دشوار ہی آپ کا باغ پر بہار جانا نہایت محال ہی ہزار جھگڑے درپیش ہین مجھے یقین نہین کہ آپ تا باغ پہونچین مادر مہربان میری وہانکی منتظم ہین حُسن و جمال اُنکا بھی بے مثل و بے نظیر ہی مہر ماہ منیر ہی سن شل میرے مین اُنکی بہن کی بیٹی ہون مجکو پرورش کیا ہی ایرج نوجوان کے لشکر کو دیکھنے گئی ہین تین کوس پر یہان سے لشکر ایرج کا اُترا ہی یقین ہی کہ اب مادر مہربان پہونچ گئی ہونگی نور الدہر نے کہا یقین ہی تمہاری مادر مہربان بھی ایرج پر

مائل ہو نگی اُسکا جمال بھی عابد کش و زاہد فریب ہی میری صورت سے بہت میل ہی ایک ہی
شاخ کے دو گل ہین ایک ہی آسمان کے دو چاند ہین گلشن آرا نے کہا کہ اُنکو ہمیشہ سے مرد
کے نام سے نفرت ہی وہ توجہ نہ کرینگی آج تک مرد کی صورت نہین دیکھی اُنکا یہی قول
ہی کہ مرد کا مطیع ہونا سراسر حماقت ہی اپنے تئین تابعدار بنانا کیا ضرورت ہی یہ سُن کر
نور الدہر نے کہا کہ جب جائینگی تب حال کھلیگا عرصہ دراز تک عاشق و معشوق مین
باتین رہین گلشن آرا نے کہا کہ مین آپ کا لشکر تباہ کرنے آئی تھی اب کیا ہو سکیگا
اب تو جاتی ہون پھر موقع پا کر آؤنگی گلشن آرا وعدہ کر کے رخصت ہوئی باغ پر بہار
مین آئی بہار رنگین پوش کو نہ پایا کنیزون سے پوچھا کہ مادر مہربان کہان ہین کنیزون
نے کہا کہ آج صبح سے گئی ہین پلٹ کر نہین آئین مگر بہار رنگین پوش تلاش لشکر ایرج
کرتی ہوئی جاتی ہی کہ کان مین گانے کی آواز آئی معاملہ یہ ہوا کہ ایرج جو آکر اُترے
کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرایا آپ جا کر اُسمین بیٹھے شاپور سے فرمایش کی
کہ کچھ گاؤ شاپور چنگ مرصعی بجا رہا ہی جوش و خروش سے گا رہا ہی بہار رنگین پوش
نے جو آواز سُنی بیقرار ہو گئی آسمان سے تھراتی ہوئی سر بارگاہ پر آکر اہرانے لگی اب جو
دیکھا ایک نوجوان رشک یوسف کنعان خود زرین سر پر سامنے سپر و شمشیر رکھی ہی مسند پر
بیٹھا ہوا گانا سُن رہا ہی بہار رنگین پوش کے ہوش اُڑ گئے بیتاب و بیقرار ہوئی ہر چند
کہ چاہا ضبط کرون مگر دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ محبت سے
ٹوٹا چاہا کہ پلٹ جاؤن قریب اُس جوان کے نہ جاؤن مگر دل نے یہی ہدایت کی کہ گانا سُنکر
چلے آوینگے نئی جفا اُٹھائینگے آخر سر بارگاہ سے اُتری در بارگاہ ایرج پر آکر ٹھہری خادم
سو گئے تھے پردہ بارگاہ کا اُٹھا کر بلا تکلف اندر آئی کھٹکا جو ہوا ایرج نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک معشوق ہی پریچہرہ دونون عارض آفتاب و مہتاب حُسن مین بے نظیر و لاجواب
پُکار کر آواز دی کہ تشریف لائیے خانۂ بے تکلف ہی بہار رنگین پوش کرسی پر آکر بیٹھی شاپور
سے اشارہ کیا کہ ہم مخل صحبت ہوے تم کیون خاموش ہو جو گا رہے تھے وہی گاؤ ایرج
سے جو نام پوچھا ایرج نے نام بتایا کہ نور نگاہ قاسم عالیشان ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران

اُس نازنین نے نام سُنکر کہا کہ آپ طلسم کشا نہین ہین ایرج نے کہا کہ مین طلسم کشائی کر کے کیا کرونگا لیکن منظور یہ ہی کہ طلسم کشا سے چشمک رہے جہان کا وہ ارادہ کرین وہان مین بھی اپنے کو پہونچاؤن اگر لوح مل جائے تو بڑا احسان ہو شاپور نے بھی یہی کہا کہ بہت مناسب ہی ای ملکۂ عالم اگر بن پڑے تو لوح کی فکر کیجیے بہار رنگین پوش نے کہا کہ مشہور تو یہ ہی کہ لوح میرے قبضے مین ہی مگر مین لوح سے بیخبر ہون اور چند شاہزادیان ہین کہ وہ حال سے لوح کے بخوبی واقف ہین مین اُنسے دریافت کرونگی اور یہ مین حضور سے وعدہ کرتی ہون کہ لوح آپ کو ملے اور آپ طلسم کشائی کرین یاقوت جنی کہ پہلو مین بیٹھا ہی یہ مژدہ سُنکر خوش ہو گیا قریب آکر کہا کہ ای شہریار اسکی خاطر کیجیے حقیقت مین یہ آپ پر عاشق ہوئی ہی اگر یہ کد و کوشش کریگی تو بیشک لوح مل جائیگی جب حضور نے پائی تو نورالدہر بیکار رہین گے آپ فتاح طلسم ہونگے انشاء اللہ چلکر یقراط ثانی کو قتل کیجیے لوح طلسمی اسکی ذات سے ضرور حاصل ہوگی شاپور شیر دل نے بھی فوراً چنگ مرصعی کو چھیڑا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ترے گالون پہ وارے چاند سورج
کہان ایسے ہین پیارے چاند سورج
نہین ہین احمدؐ وحیدرؑ کہ حق نے
فلک پر سے اُتارے چاند سورج
ہوا ہی شق و رجعت سے یہ روشن
سمجھتے ہین اشارے چاند سورج
تم ایسے دونون بھائے ہو کہ دن رات
رہے تابع تمھارے چاند سورج
نبوت کا جو احمدؐ آسمان ہی
ہوے سبطین بارے چاند سورج
نہین آئینے مین روے عرق ناک
ہوے ہین جمع تارے چاند سورج
تری نوبت ہو ساری سیم و زر کی
نظر آئین نقارے چاند سورج
رواق چرخ سے کرتے ہین دن رات
صنم تیرے نظارے چاند سورج
نہاتا ہی جو تو عریان تو غش سے
گرے دریا کنارے چاند سورج
نہ اُس نور مجسم کا لگا کھوج
پھرے ایسے کہ ہارے چاند سورج
جدائی مین کیا روشن مرا گھر
نہ دم بھر واہ وارے چاند سورج

تری الفت مین ایسے گھل گئے ہین		نظر مین ہین شرارے چاند سورج	
یہ مجھے ہجر مین وحشت ہی ناسخ +		کہ ہین گویا چکارے چاند سورج	

اس رنگ مین شاپور نے یہ اشعار عاشقانہ گائے کہ بہار رنگین پوش کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور کہا کہ یہ کنیز رخصت ہوتی ہی مین جا کر لوح کی فکر کرون دریافت کر کے آپ سے عرض کرونگی یہ کہکر بہار رنگین پوش رخصت ہوئی ایرج تا دربارگاہ پہونچانے کو آئے سراپا بحیرت دیکھا کیے جب بہار دروازے پر آئی تو فوراً ایک دستک دی طاؤس زرین بال حاضر ہوا اُسپر سوار ہو کر روانہ ہوئی ایرج نوجوان لڑکھڑاتے ہوے پلٹ کہتے تھے کہ ای شاپور شیر دل یہ دل ہمارا لے گئی عجب بیقراری ہی دیکھیے اب کیونکر ملاقات ہو یہ کہتے ہوے ایرج پلٹ کر بارگاہ مین آئے خاصہ پر مشکل نوش کیا پلنگ پر آ کر تڑپنے لگی فرماتے ہین کہ ای شاپور ایسی معشوقہ سلیس ونفیس کبھی نگاہ سے نہین گذری یا تو ہوش ربا مین جمال جہان آرائے ملکہ ایران شمشیر زن دیکھا تھا شکر ہی کہ اُسکے ساتھ شادی ہوئی اُسکے بھی شعلۂ حُسن نے دل کو جلایا تھا اسکی برق حُسن نے تمام جسم کو جلا دیا دیکھیے اب کیونکر ملاقات ہو شاپور سمجھا رہا ہی کہ ای شہریار معشوق بادفا ہی ضرور لوح کا پتہ لگائیگی پھر حضور کی ملاقات کو آئیگی یہان تو یہ رنگ ہین مگر بہار رنگین پوش جو باغ مین آئی دیکھا کہ گلشن آرا مسند پر بیٹھی ہی مگر نہایت اُداس ہی بہار نے پوچھا کہ کیون بی بی مزاج کیسا ہی کہا حضور سر مین خلل ہی ہنڈا بھیکا ہی کسی طرح دل نہین بہلتا مگر گلشن آرا نے دیکھا کہ بہار رنگین پوش بھی نہایت پریشان ہی حیران حیران چہار جانب دیکھتی ہی اُسی وقت بیٹھ کر چند نامے لکھے کنیزون کو دیے کہ ان شاہزادیون کو نامے دیکر کہنا کہ کل جلسہ ہی آپ سب صاحب سرفراز کرین جب کنیزین نامے لیکر روانہ ہوئین تو گلشن آرا نے پوچھا کہ کیون حضور یہ جلسہ کیون کیا ہی بہار رنگین پوش نے کہا کہ بی بی طلسم کشا ادتا بھڑتا آپہونچا اور ایرج بھی اسی ارادے پر آتے ہین یہ شاہزادیان نگہبان لوح ہین اپنے دریافت کرون کہ لوح بہ حفاظت ہی یا نہین ایسا نہ ہو کہ لوح ان لوگون کو مل جائے مجکو خوف ہی کہ

ایرج نوجوان کے ساتھ یاقوت جنی ہی وہ لوح کا پتہ لگا لیگا لہذا اسکی فکر کرین اسکی غفلت بہتر نہین اور ایرج نوجوان وہ جوان ہی کہ جسنے عالم کفر مین اٹھارہ سو ملک باختر کی سیر کی کہ تا بہ قلعۂ ذوالامان پہونچ گیا وہ جرأت دکھائی کہ ناموس صاحبقران کو تنگ کیا ہرچند کہ معشوق پر قبضہ نہ ہوا اگرچہ آیا وہ زخمی ہوا اُسکی جستجو ایسی ہی کہ اُسکو لوح ضرور ملیگی گلشن آرا نے باتون مین دریافت کیا بہار نے ایرج کی بڑی تعریفین کین گلشن آرا چونکہ خود چوٹ کھائے ہوے ہی سمجھی کہ یہ بھی عاشق ہو کے آئی ہین دیکھیے انجام کیا ہو ہنس کر کہا کہ حضور جو فکر فرماتی ہین وہ جاسے ہی لیکن ختنل طلسم شاہزادۂ نورالدہر ہین جنکے ساتھ بادشاہ سابق طلسم بادشاہ لشکر ہی اُس کے سحر کو کون روکیگا بہار رنگین پوش نے کہا کہ جب تلوار ایرج نوجوان کھینچیگی تو کوئی تاب نہ لائیگا طبقۂ زمین ہل جائیگا گلشن آرا خاموش ہو رہی سوچی کہ یہ بیشک عاشق ہوئی ہی دوسرے دن شام سے بہار رنگین پوش نے انتظام کیا فرش مشجر بچھا اور مسندین آراستہ کرائین باغ مین روشنی ہوئی گلشن آرا یہ سب تماشا دیکھ رہی ہی چار گھڑی رات گئی تھی کہ ابر سُرخ آسمان پر نمایان ہوا ملکہ گلرنگ گلابی پوش بڑے زور و شور سے آکر پہونچین بہار رنگین پوش نے گلرنگ کو مسند پر بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے ابر سفید اُٹھا بہار رنگین پوش نے کہا کہ لو بی نرگس سفید پوش بھی آتی ہین نرگس بھی آکر اُترین انکو بھی مسند پر بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے دوسرا ابر اُٹھا یہ ابر زعفرانی تھا بہار رنگین پوش نے کہا کہ ملکہ زردک زعفران پوش آتی ہین ابر آکر لہرا کر پھٹا ملکہ زردک بھی آکر اُترین جب جلسہ آراستہ ہو چکا ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی نظم

چال ان فتنہ خرامون کی بلا ہوتی ہی	اک قیامت دم رفتار بپا ہوتی ہی
کس کشاکش مین پڑی ہی ترے بیمار کی روح	نہ قضا آتی ہی اسکو نہ شفا ہوتی ہی
تم تو اے حضرتِ دل کوچۂ جانان مین چلو	ہم بھی آتے ہین جو تائید خدا ہوتی ہی
دل دھڑکتا ہی ابھی سے کہ شبِ وصل چلی	دیکھیے صبح کو حالت مری کیا ہوتی ہی

عہد پیری ہی ہوا کرتے ہین ٹھنڈھی سانسین
سچ ہی ہنگام سحر سرد ہوا ہوتی ہی +

کیا عجب ہی تجھے دیکھین کہ تصور سے ترے
نور کی آئنۂ دل پہ جلا ہوتی ہی ۱۰

جان پر کھیل کے لکھا ہی یہ خط مین اُن کو
ہم بھی آتے ہین جو تقدیر رسا ہوتی ہی

دیکھیے کب ترے عاشق کی بر آتی ہی مراد
کب گنہگار کی مقبول دعا ہوتی ہی

دل پکڑ لیتے ہین کہتے ہین بلا لو اُسکو
گوش زد اُنکے ہماری جو صدا ہوتی ہی

روضۂ حضرت شبیرؑ پہ چلتے ہین ہنر ہر +
اب نہین دیر ہی تائید خدا ہوتی ہی

جب شاہزادیان شراب وغیرہ پی چکین گانا سُن رہی ہین کہ بہار رنگین پوش نے کہا کہ صاحبو مین نے اس واسطے تم سب کو تکلیف دی کہ ایک امر دریافت کرنا ہی آپ لوگون نے خبر پائی کہ دو طلسم کشا تلاش لوح مین آتے ہین دونون جری و بہادر ہین لشکر معقول ساحرون اور غیر ساحرون کا ساتھ ہی لہذا آپ لوگون نے انتظام کیا کہ کوئی لوح نہ پاسکے اور کوشش بوجہ احسن ہوگی زردک زعفران پوش نے کہا کہ ای بہار رنگین پوش ہم تینون قصر لوح کے نگہبان ہین مگر آج تک یہ نہین جانتے کہ لوح کس مقام پر رکھی ہی قصر کے اندر کبھی نہین گئے مہینے مین دس دن پہرا ہمارا ہوتا ہی اسی طرح دس دن یہ شاہزادیان پہرا دیتی ہین گلرنگ نے کہا کہ اصل تو یہ ہی کہ مین ایک دن پہرا دیتے دیتے جو گھبرائی تو قصر مین گئی جاکر دیکھا کہ ایک صندوق رکھا ہی اُسپر قفل مار آتشین لگا ہی بس یہ دیکھ کر خائف ہوئی اور باہر چلی آئی یقین ہی اُسی صندوق مین لوح ہو کوئی لاکھ کد و کوشش کریگا مگر لوح کا ملنا دشوار ہی اگر قریب صندوق جائیگا تو مار آتشین جلا دیگا زندہ نہ پلٹیگا نرگس سفید پوش نے کہا کہ مین ایک دن قریب صندوق گئی تو اُس مار آتشین نے کہا کہ ای نرگس کیون قریب آتی ہی بعد چندے یہ صندوق کُھلیگا اور لوح نکل جائیگی طلسم کشا کو نہ پہونچیگی بڑی بڑی افتادین لوح پر پڑین گی اس رنگ سے لوح بعد مدت طلسم کشا کو پہونچیگی ہماری بھی اُسی دن موت ہی تم باہر رہو اندر نہ آیا کرو ای بہار رنگین پوش مین نے جو یہ باتین مار آتشین سے سُنین دل پر ایسا ہول ہوا کہ گھبرا کے باہر نکل آئی باہر آتے ہی

بیہوش ہو گئی کنیزون نے ہوشیار کیا مجھسے حال پوچھا مین نے سب بیان کیا کنیزون کو
بھی عبرت ہوئی مجکو بھی ایک خوف پیدا ہوا بعد چندے یہ ذکر سنا کہ طلسم کشا آگئے اور
قدرت نے قصر خالی کیا طلسم باطن مین جا بجا فتور ہونے لگے اب لوح پر ضرور طلسم کشا
کا قبضہ ہوگا زردکہ زعفران پوش نے کہا کہ بُوا خاموش رہو ان باتون کا کچھ
ذکر نہ کرو دیوار و درہم گوش دارد قصر لوح تومشہور ہی بہار رنگین پوش یہ حال
سنکر خاموش ہو رہی خیال یہ ہی کہ ای بہار رنگین پوش اپنے کو قصر لوح مین پہونچاؤن
مگر ملکہ گلشن آرا یہ سب حال سنکر سوچین کہ جاکر نور الدہر سے اطلاع کرون کہ وہ
اپنے کو قصر لوح تک پہونچائین شاید لوح پائین یہ سوچکر گلشن آرا اپنے مقام سے
اُٹھی اور یہ تینون شاہزادیان بھی روانہ ہوئین بہار رنگین پوش نے پوچھا کہ ای
گلشن آرا کہان جاتی ہو کہا حضور میرا باغ تنہا ہی مین وہان جاکر انتظام کرونگی
بہار رنگین پوش نے کہا کہ اتنی رات گئے ارادہ کرتی ہو ہمنے تمکو نازو نعم سے
پالا ہی رات کو کوئی سایہ سکہ نہ ہو جائے تو مشکل پڑے مگر گلشن آرا نے نہ مانا اسیوقت
روانہ ہوئی اور پہلے اپنے باغ مین آئی کنیزون سے کہا کہ انتظام رکھو اور آپ
طاؤس پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہان نور الدہر رات بھر تڑپے ہین بیرون لشکر آہستہ
آہستہ ٹہل رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ گلشن آرا طاؤس زرین بال
پر سوار آتی ہین نور الدہر نے اُسی وقت الگ بارگاہ استاد کرائی اُس مین آکر
بیٹھے صرف شبرنگ کو حکم دیا ہی کہ حاضر رہے اور کوئی نہ آئے بارگاہ مین بیٹھے ہین
کہ ملکہ گلشن آرا بلا تکلف آئین اور آکر بیٹھین کہا کہ ای شہریار لوح کے تو بڑے
بڑے نگہبان ہین نور الدہر نے کہا کہ ہمارا پروردگار وہان تک پہونچائیگا یہ سُن کر
گلشن آرا نے کہا کہ آخر جانے کی کیا تدبیر ہی نور الدہر نے کہا سکندر ثانی کیا کسی
سے سحر مین کم ہی وہ بادشاہ سابق ہی سب اُسکے ماتحت رہے ہین اُسکے سامنے کوئی بھی
سرکشی نہین کر سکتا ہی جو ساحر سامنے آئیگا وہ مارا جائیگا یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین
مگر بہار رنگین پوش سب کو رخصت کرکے اس بات پر گھبرائی کہ کیا باعث ہوا کہ جو اتنی

رات گئے گلشن آرا چلی گئی چہرہ اُسکا بہت اُداس تھا مین جاکر ایرج نوجوان سے
اطلاع کرون اُنکو قصر لوح تک پہونچاؤن لوح دلواؤن اگر وہ لوح پاجائین تو اُنکو
تقویت طلسم کشائی ہو یہان ایرج نوجوان الگ بارگاہ مین بیٹھے ہین شاپور سے
فرمارہے ہین کہ ای شاپور نہین معلوم اُس معشوقہ پر کیا گذری ایسا نہ ہو تلاش لوح
مین گئی ہو اُسکو کوئی گرفتار کرے شاپور نے کہا کہ غلام برائے خبر جاتا ہی حضور اسی
مقام پر تشریف رکھین یہ کہکر شاپور روانہ ہوا بہار رنگین پوش جلسہ برخاست کر رہی
ہی اور کہہ رہی ہی کہ مین ایک کار ضروری کو جاؤنگی کہ شاپور شیر دل در باغ پر آیا
ایک کنیز کو بیہوش کیا کہ نیرنگ اُسکا نام ہی باتون مین نام پوچھ لیا تھا وہی شکل بنکر
باغ مین آیا دیکھا کہ بہار رنگین پوش فرش اُٹھوا رہی ہی شاپور نے قریب آکر
اشارہ کیا کہ ذرا چلیے تو مین کچھ عرض کرونگی جب بہار رنگین پوش کنارے آئی تو
شاپور نے اپنا حال ظاہر کیا اور کہا کہ ای ملکہ شاہزادہ تمھارے واسطے بہت
بیقرار ہین فرمایا ہی کہ عرض کردینا ای ملکہ عالم جلد تشریف لائیے اُنکو خیال یہ ہی کہ ایسا
نہ ہو دریافت کرنے مین حال لوح کے کوئی گرفتار کرے بہار رنگین پوش نے کہا کہ
ای شاپور گلرنگ گلابی پوش میرے حال پوچھنے پر بہت کھٹکی کئی مرتبہ اُسنے کہا کہ
کیون دمبدم پوچھتی ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن سُن لے مین خود گھبرا رہی ہون کہ اپنے کو
کیونکر قصر لوح تک پہونچاؤن تم چلو مین آتی ہون شاپور رخصت ہوکر نکلا مگر گلرنگ
ایک طائر کی شکل بنکر ایک نخل پر بیٹھ رہی تھی گھبراہٹ بہار رنگین پوش کی دیکھ رہی
تھی کہ شاپور باتین کرکے باہر نکلا جب اسنے صورت بدلی تو گلرنگ نے دیکھا کہ یہ عیار
کہانسے آیا تھا کچھ خبر لیکر جاتا ہی خداوند خیر کرین لوح کی تدبیر دشمن کر رہے ہین پہلے تو
سوچی کہ عیار کو گرفتار کرلون پھر سوچی کہ دیکھون بہار کیا کرتی ہی ادھر بہار سب سامان
جلسہ اُٹھوا کر گھبرائی ہوئی فوراً چلی گلرنگ نے پیچھا کیا اُس کوہ پر آکر ٹھہری دیکھا کہ بہار
ٹہل رہی ہی ایرج نوجوان بارگاہ سے نکلے آپس مین اشارے ہوے بہار رنگین پوش
کوہ سے اُتری ایرج کا ہاتھ تھام لیا اور سب حال لوح بیان کیا گلرنگ سُن رہی ہی

ایرج بہار کو لیکر بارگاہ مین آئے اور فرمایا کہ ای ملکہ بہار رنگین پوش ہمارا تو
یہ حال ہی کہ جسکا بیان محال ہی نظم

مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا ۔ آفتاب ایسا ہوا اونچا کہ تارا ہو گیا
اندنون جو کچھ کہ تھا رونا ہمارا ہو گیا ۔ خط جدول صاف دریا کا کنارا ہو گیا
ہی تصور نوک مژگان کا جو ہر دم سامنے ۔ دیدۂ گریان ہمارا اب ہزارا ہو گیا
خشم آلودہ جو دیکھی آنکھ اُس صیاد کی ۔ شیر آہو ہو گیا آہو چکارا ہو گیا +
باعثِ چاک کتان ہوتا ہی جلوہ ماہ کا ۔ وان چھپا وہ ماہ یان دل پارہ پارا ہو گیا
ایک درہم اور داخل گنج قارون مین ہوا ۔ پست ایسا میرے طالع کا ستارا ہو گیا
بے ثباتی جو ہوئی عالم کی ثابت ای فلک ۔ آفتاب اپنی نظر مین اک شرارا ہو گیا
سیمتن ہر ایک تیرے عشق مین ہی بیقرار ۔ جسکو چاندی جانتے تھے ہم وہ پارا ہو گیا
بیخودی مین دیکھ کر خورشید کو کہتا ہون روز ۔ آج بھی رخسار جانان کا نظارا ہو گیا
دیکھتا ہی جو تجھے کہتا ہی ای ہر دل عزیز ۔ ماہ مصر اعجاز سے زندہ دوبارا ہو گیا
یاد کشتی مین جو آیا وہ مرا دریلے حسن ۔ دھار خنجر کی مجھے گنگا کا دھارا ہو گیا
یہ ترقی پر ہی ہر دم حُسن اُس محبوب کا + ۔ ماہ کامل زیر پائی کا ستارا ہو گیا +
ختم ہی جادوگری تمپر کہ ای چشمانِ یار + ۔ ناسخ جادو بیان عاشق تمھارا ہو گیا

بہار رنگین پوش نے اشک ایرج کے پاک کیے کہا حضور نہ گھبرائین مین جا کر دیکھ آؤن کہ قصر لوح پر کسکا پہرا ہی تو پھر آپ کو لیجاؤن ایرج نے چلتے وقت گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا دیکھو کلیجہ تڑپ رہا ہی تمھارا جدا ہونا بہت شاق ہی معلوم ہوتا ہی جدائی طول کھینچیگی مگر گلرنگ نے جو آسمان سے یہ راز و نیاز دیکھے جل گئی جی مین کہتی ہی کہ کیا راز و نیاز مین دھگڑے کو چھوڑنے کو دل نہین چاہتا وہ مردوا بھی اسپر جان دیتا ہی کس کس حیلے سے روک رہا ہی بہار رنگین پوش نے چاہا کہ تڑپ کر بلند ہون گلرنگ تڑپ کر گری اور بہار کو اُٹھائے گئی اس زور و شور سے لیکر بلند ہوئی کہ بہار رنگین پوش بیہوش ہو گئی بہار کی زبان مین سوزن دی راہ مین ہوشیار کیا کہا کہ کیون مُوا اس دن کی خبر نہ تھی

اب تمہارا سر کاٹ کر بطور تحفہ تمہارے عاشق کے پاس روانہ کرونگی کہ دیکھ کر تڑپین اور سپھر کہین مجھے اُسی وقت سے شک ہوا تھا جب تمنے لوح کا حال پوچھا مین نے سب رنگ دیکھے طائر بنی بیٹھی رہی تمہارے ساتھ آئی معشوق سے ملنا دیکھا یہ کہکر ایک پہاڑ کے اوپر اُتری سامنے بٹھال دیا آپ ٹہل رہی ہی کہ رہی ہی کہ کیون بہار رنگین پوش تمکو قدرت نے کیا مرتبے دیے کہ اپنی جان و ایمان کا نگہبان کیا اور تمنے اُنکو بُرا کہا خدائے نادیدہ کو سجدہ کیا طلسم کشا کی شریک ہوگئین درپے آزار خداوند ہوئین کہ لوح طلسم کشا کو دلوانے کی فکر کی مین نے خوب وقت پر گردن لی قضائے کار شاپور شیر دل جو چلا تھا گھبرا کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دل مین خود بخود دھڑکن ہی قلب پہ پھڑکن ہی کہ ای شعابور خدا خیر کرے آقا پر تو کوئی افتاد نہین پڑی دوسرے پہاڑ پر جو چڑھا دیکھا کہ بہار رنگین پوش کی زبان مین سوزن ہی اور گلرنگ گلابی پوش غصہ کر رہی ہی ہر مرتبہ نیمچہ دکھاتی ہی اور بہار رنگین پوش دعائین مانگ رہی ہی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس آفت ناگہانی سے بچالے تیرے اوصاف کون بیان کرسکتا ہی نظم

خالق یکتا کہ بیک کاف و نون	از عدم آورد دو عالم برون
نقش طراز ندۂ کون و مکان +	سقف فرازندۂ نُہ آسمان +
ارض و سما نقطۂ پرکار او	نقش طرازی صور کار او
پردہ کشائے صور کائنات	راہ نمائے ہمہ سوے نجات
دادہ بلندی بہ سپہر برین	پہن بگستر د بساط زمین +
نور قمر شمع شب افروز کرد +	گرم بنور معرکۂ روز کرد
قدرت او لیل و نہار آفرید	خلق خزان کرد و بہار آفرید
کرد رقم با قلم اختراع	بر ورق مہر خطوط شعاع
از گہر نجم بہ شبہائے تار +	قصر فلک کرد جواہر نگار

بیقرار ہو کے بہار رنگین پوش نے دعا کی گلرنگ قتل کا ارادہ کرتی ہی لیکن پھر رُک جاتی ہی یہی خیال ہی کہ شاید قدرت کہین کہ زندہ میرے سامنے کیون نہ لائی

ساحرۂ اولوالعزم ہو یہ سوچ رہی تھی کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی سر اُٹھا کر دیکھا ایک
لڑکا نہایت حسین مانجھے کا جوڑا پہنے ہوے بھاری جوتا پانون مین ڈفلی ہاتھ مین اُسکو
بجاکر تانین مار رہا ہی اس طرح کے لہرے اُڑا رہا ہو کہ ابر آسمان پر آگیا ہی تقاطر
ہو رہا ہی گلرنگ قتل سے باز رہی اُس آواز کی جانب متوجہ ہوئی بدل گانا سُن رہی
ہی جب وہ طفل قریب کوہ آیا پکار کر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا یہان آؤ ہم
بھی گانا سُنین خوب گاتے ہو لڑکے نے کہا کہ حاضر ہوا مگر اتنا تصور کر لیجیے کہ مین
فی ٹھمری ایک پیسہ لونگا میری محنت کا وقت جاتا ہی گلرنگ ہنسنے لگی کہا میان آؤ
روپئے دینگے جیسے لڑکا بالائے کوہ آیا بہار رنگین پوش کو جو قید دیکھا ہنس کر
کہا کہ ای ملکہ ان بی بی نے کیا خطا کی کہ جو اس طرح قید ہوئین گلرنگ نے کہا کہ یہ
خداوند بقراط سے پھر گئین مسلمان کا ساتھ دیا لڑکے نے کہا کہ مسلمان وہی لوگ ہین
جو ویران اور برباد کرتے ہوے آتے ہین ہمارا گانؤن بھی لوٹ لیا جب گانؤن مین
آگ لگائی ہی ہماری نانی عصمت دار دن دہاڑے گھر سے نکلین ایک بنیے کے یہان
جاکر چھپین ایک قزاق نے آکر ہاتھ پکڑ لیا نانی تو ہماری عقلمند تھین قزاق سے کہا
جو تیرا مطلب مال سے ہی تو جو کچھ میرے پاس مال ہو وہ لیلے مگر میری جان چھوڑ دے
وہ قزاق نہ مانتا تھا آخر جب نانی نے واسطہ خداوند بقراط ثانی کا دیا تب اُسنے مانا
کہتا تھا کہ بڑی بی تم بہت اچھی آدمی ہو اُس قزاق نے اُسنے مال لے کر چھوڑ دیا
اُس دن سے ہمنے مسلمانون کو دیکھا اگر اُنھین کی یہ بھی ہو تو مجھے نیچہ دیجیے مین اسکو
قتل کرون تو میرا دل خوش ہو کہ یہ اُن لٹیرونکی معین ہی یہ کہکر لڑکا گلرنگ سے لپٹ گیا
نیچہ ہاتھ سے چھین لیا اُسکو چمکانے لگا کبھی کہتا ہی تمکو قتل کرون کبھی کہتا ہی ایک ہاتھ
مین اسی کا فیصلہ کرون گلرنگ نے کچھ روپئے پھینکے لڑکا رونے لگا کہا مین یہ چھینی کے
ٹکڑے نہ لونگا مین نے جو کہا ہی وہ مجھے دیجیے نہین تو ایک نیچہ مارونگا یہ کہکے کہا دیکھیے
ایک اور جادوگرنی آتی ہی جیسے ہی گلرنگ پلٹی لڑکا پہلو پر تھا گلرنگ کو نیچہ مارا کہ
سر چاک قصہ پاک مرتے ہی گلرنگ کے بہار گھبرا گئی کہ یہ لڑکا کون ہی اس نے نعرہ کیا

کہ منم شاپور شیر دل بہار رنگین پوش کے قریب آکر سوزن زبان سے نکالی کہا ملکہ اسنے
تمھین کیونکر گرفتار کیا بہار رنگین پوش نے سب کیفیتین بیان کین کہ مین تمسے رخصت ہو کر
برائے ملاقات ایرج گئی اسنے سب معاملہ دیکھا اور رشک سے مجکو گرفتار کیا تھا اگر
تم خوب وقت پر آئے خوب ترکیب سے اسکو مارا اب تم چل کر ایرج کو تیار کرو مین
قصر لوح کو جا کر دیکھون کہ وہان کسکا پہرا ہی نرگس سفید پوش کہ وہ بلا کی ساحرہ ہی
دیکھیے کیا ہو یہ کہکر شاپور کو رخصت کیا اور آپ پر پرواز پیدا کر کے چلی قریب قصر لوح
آکر دیکھا کہ نرگس سفید پوش چار ہزار کنیزون کو ساتھ لیے ہوے پہرا قصر لوح کا
دے رہی ہی قریب ایک کوہ ہی اُسپر فرش بچھایا ہی بیٹھی قصر کو دیکھ رہی ہی کہ بہار کو
آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او ملکۂ عالم کہان سے آتی ہو ہم جو تمھارے پاس
سے آئے ہمارا پہرا دینے کا زمانہ آیا اُس وقت سے اسی مقام پر ہین دیکھو کس ہوشیاری
سے پہرا دیتے ہین کیا مجال ہی کہ کوئی آسکے ہمنے یہ انتظام کیا ہی جبدن سے تمنے آگاہ کیا اور
زیادہ ہوشیار رہتے ہین بہار رنگین پوش نے کہا کہ بوا عرصہ سے یہان رہتی ہو مگر شراب
و کباب کا چرچا نہین نرگس نے کہا کہ گلابیان ساتھ ہین بہار رنگین پوش نے کہا
کہ بوا منگاؤ گلابیان آکر رکھی گئین بہار رنگین پوش افسوس کر رہی ہی دل سے کہتی
ہی کہ مین کیا جانتی تھی کہ ایسا سامنا پڑیگا ورنہ شاپور سے تھوڑی بیہوشی مانگ لیتی
کہ ایک کنیز نرگس کی جھک کر آکر بیٹھی کہا حضور مین سب کو شراب پلاؤن بہار حیران
ہی کہ یہ کنیز کون ہی کہ جو شراب پلانے کا دعوی کرتی ہی آنکھ جو ملائی تو اشارون سے
معلوم ہوا کہ شاپور شیر دل ہی بہار رنگین پوش نے کہا کہ بوا تمھین پلاؤ شاپور
نے جام لبریز کیا نرگس سے کہا کہ لو بیو نرگس نے کہا کہ اری اندھی پہلے مہمان کو پلا
شاپور نے وہ جام بہار رنگین پوش کو دیا بہار رنگین پوش ڈری کہ ایسا نہو اس
شراب مین بیہوشی ہو شاپور نے اشارہ کیا کہ دشمن کے واسطے زہر ہی دوست کے
واسطے امرت بہار رنگین پوش جام پی گئی دوسرا جام شاپور نے بھرا تو نرگس
بلا تکلف پی گئی شاپور گاتا جاتا ہی اور شراب پلاتا جاتا ہی اور یہ اشعار گا رہا ہی نظم

سرو بستان تجھسے کوئی بادصرصر خشک ہو
غیر ممکن ہی ہمارا مصرع تر خشک ہو

خون ہوا جاتا ہی دل کیا دیدۂ تر خشک ہو
روز ٹانکے ٹوٹتے ہین زخم کیونکر خشک ہو

بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا انسانکو ہی
ہاتھ آئے بےطلب نان جوین گر خشک ہو

باغ ویران مین جو روؤن یاد قدّ یار مین
سبز ہو جائے جو ہر سو کا عضو بر خشک ہو

اسقدر کاہیدہ ہون پس جائے زیر آبلہ
سوکھ کر کانٹا اگر میرے برابر خشک ہو

داخل فردوس ہو آتش نفس مجھسا اگر
گلشن جنت خزان ہو حوض کوثر خشک ہو

کس توقع پر بھلا اس میکدے مین ہم رہین
لب نہ تر ہوئین اگر سارا سمندر خشک ہو

چار دن مین اسنے سارا باغ ویران کر دیا
یا الٰہی دست گلچین ستمگر خشک ہو

وہ شجر ہون نہین جو تابستان مین جلنے سے بچے
موسم سرما مین پانی سے مقرر خشک ہو

حسرت آب بقا کا نقش دل پر سے مٹا
گور مین ایسا نہ ہو حلق اے سکندر خشک ہو

سوز غم سے کیا کہون مین حال دل اے ہمنشین
آگ لگ جائے جو اک دم دیدۂ تر خشک ہو

غیر خالق کون کرتا ہی کسی کی پرورش
دایہ آجائے جو آتش شیر مادر خشک ہو

تھوڑے عرصے مین شاپور نے سب کو شراب پلائی کنیزون کو بھی ایک ایک جام دیا نرگس نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ اے بہار رنگین پوش اس وقت ہماری کنیز کیا خوب گائی ہی دیکھو قدرت بھی تشریف لائے ہین یہ کہکے اُٹھی اُٹھتے ہی بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی بہار رنگین پوش نے کہا کہ اے شاپور بڑا کار نمایان کیا تم یہان کیونکر پہونچے شاپور شیر دل نے کہا کہ مین جاتا تھا چند کنیزین ملین اُن سے حال پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ ہماری بی بی ملکہ نرگس یہان نگہبان قصر لوح ہین ہم اُنکے پاس جاتے ہین مین سوچا کہ اب ایرج کے پاس جاکر کیا کرون مین نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اور اُسی کی شکل بنکر یہان آیا فکر مین تھا کہ کیونکر تقریب شراب کرون تمھارے آنے سے قوت ہوگئی مین نے شراب پلاکر اسے بیہوش کیا لہٰذا جو مناسب ہو وہ کیجیے بہار رنگین پوش نے کہا کہ تم جاکر ایرج نوجوان کو آمادہ کرو مین قصر لوح مین جاکے لوح لیتی ہون شاپور نے نرگس کو خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کر کے چلا قضائے کار

زردک زعفران پوش بقراط ثانی کے پاس بیٹھی ہی باتین کر رہی ہی اور کہ رہی ہی
کہ واری آج تیسرا دن ہی کہ بی بہار رنگین پوش نے جلسہ کیا تھا تو بہار ایک
ایک سے حال لوح کا پوچھتی تھین مجکو تردد ہوا اس وقت میرا دل گھبراتا ہی گلے
مین زردک موتیون کا مالہ پہنے تھی اُسمین سے ایک موتی چٹخا زردک نے کہا واری
غضب ہوا نرگس دگلرنگ قتل ہوئین بقراط نے گھبرا کر سر پیٹ لیا کہا کہ ای زردک
جلد جا قصر لوح مین بہار رنگین پوش داخل ہوئی ایرج نوجوان گردن پریاقوت جنی
کی سوار ہو کر چل نکلا ایک طرف سے گلشن آرا آتی ہی سکندر ثانی نے نورالدہر
کو خبر دی ہی کہ حضور تشریف لے چلین کیا عجب ہی کہ لوح مل جائے ہرچند کہ ابھی وقت
لوح ملنے کا نہین ہی مگر تشریف تو لے چلیے ہمراہیان طلسم کشا فرداً فرداً چلے ہین ارسطو
بھی روانہ ہو چکا ہی اب ای زردک تو اپنے کو جلد پہونچا بقراط نے جو یہ حال بیان کیا
زردک گھبرا کر اُٹھی مگر کہا یا خداوند آپ خبر بھیجیے گا طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے
لوگ ہین ہین اُن لوگون پر غالب نہ آونگی مگر ضرور بہتر پڑونگی وہ شی جاتی ہی کہ جسپر زندگی
قدرت کی موقوف ہی بقراط نے کہا کہ تم چلو مین آیا زردک پہلے بلند ہوئی یہان
نورالدہر بیٹھے تھے کہ گلشن آرا نے آکر خبر دی کہ ای شہریار سوار ہو جیے اور
سکندر ثانی سے کہا کہ یہ وقت کد وکاوش ہی کہ بہار رنگین پوش قصر لوح مین
داخل ہی یہ سنتے ہی پہلے سب کے ارسطوے ثانی اُٹھے مربع نشین بھی تڑپ کر
بلند ہوئی سکندر ثانی تخت سے اُٹھے سب ساحر فرداً فرداً روانہ ہوے یہان جب
زردک بلند ہوئی تو بقراط بیٹھے بیٹھے غائب ہوا سب نے دیکھا کہ تخت خالی پڑا ہی
سب کنیزین ذکر کر رہی ہین اور تاجدار حیران ہین کہ آج کیا معاملہ ہی کہ خود قدرت
گئے ہین قدرت کو خداوند سامری وجمشید ہاتھ سے طلسم کشا کے بچائین بڑی آفت
در پیش ہی مگر بہار رنگین پوش جو قصر لوح مین پہونچی دیکھا کہ ایک صندوق رکھا ہی
اُسمین مار آتشین لپٹا ہوا ہی بجاے قفل کے وہی مار ہی جیسے ہی بہار قریب گئی اُس
مار آتشین نے پھن اپنا بلند کیا مُنہ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑنے لگا بہار رنگین پوش

شعلے دفع کر رہی ہی جب دو چار شعلے اُسنے چھوڑے ایک آدھ شعلہ بہار رنگین پوش
کے جسم پر پڑا آبلہ پڑ گیا باہر نکل کر دیکھا کہ سکندر ثانی آسمان پر تھرارہے ہین بہار نے
پکار کر آواز دی ای شہنشاہ طلسم مار آتشین مجکو قریب نہین آنے دیتا قصد کرتا ہی کہ
مجھے جلا دے ایک شعلہ جسم پر پڑا آبلہ پڑ گیا اُس آبلے مین جلن ہی کہ تمام استخوان
جلے جاتے ہین سکندر ثانی نے جھولی پر ہاتھ ڈالی کر ایک کارد سحر نکالی اور پکار کر
آواز دی کہ ای مار آتشین منم سکندر ثانی دیکھ تیری سرکشی کا انجام کیا ہوتا ہی وہ کارد
بہار رنگین پوش کیطرف پھینکی اور آواز دی کہ یہ کارد مار کو کھینچ مار خبردار خوف
نہ کرنا بہار رنگین پوش نے اُس کارد کو روکا اور آگے بڑھی جیسے ہی مار نے کفچہ
بڑھایا بہار رنگین پوش نے کارد کھینچ ماری کفچہ مار کا اُڑ گیا بہار رنگین پوش نے
بڑھ کر صندوق کھولا ایک روشنی ظاہر ہوئی کہ آنکھین جھپک گئین بہار رنگین پوش
نے آنکھین مل کے دیکھا کہ ایک الماس کی تختی ہی جسکے سرے پر بخط جلی کندہ ہی کہ این
لوح طلسم خیال سکندری ساختہ حکماے اشراقین ست یقین تھا کہ بہار رنگین پوش
بیہوش ہو جائے جب بہار رنگین پوش زیادہ گھبراتی ہی تو سکندر ثانی پکار کے
آواز دیتے ہین کہ ای بہار رنگین پوش گھبرانا نہین ہمیشہ یہی ذکر رہیگا کہ بہار
کی وجہ سے لوح طلسم کشا کو ملی سب تمھارے اوصاف بیان کرین گے بہار رنگین پوش
نے دل مضبوط کر کے لوح اُٹھالی وہ جو آبلہ پڑ گیا تھا وہ پھوٹ کر بہا قلب کے اوپر
جو جلن تھی وہ دفع ہوئی جھولی مین لوح رکھ کر بہار رنگین پوش دوسری طرف
سے نکلی سکندر ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ارے ادھر آ کہان جاتی ہی بہار نے کہا
کہ یہ لوح ایرج نوجوان کی خدمت مین جائیگی سکندر جھینپے اور کہا کہ ای بہار اگر
مین یہ جانتا تو خود قصر مین آکر لوح لیتا مین تجکو جانے نہ دونگا بہار رنگین پوش
تڑپتی ہوئی جاتی ہی تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے ابر آتش فشان پیدا ہوا اُس
ابر کو دیکھ کر بہار رنگین پوش تھمی کہ ابر مین دناتا ہوا اور آواز آئی کہ او بہار کہان
جاتی ہو منم زردک زعفران پوش سکندر ثانی دور ہین بہار رنگین پوش نے چاہا

ابر کو توڑ کر نکل جاؤن زردک نے آواز دی کہ ای ابر آتش فشان تو ساختۂ خداوندی ہی بہار نکلنے نہ پائے جیسے ہی بہار قریب ابر کے پہونچی ایک برق تڑپکر گری کہ بہار کا سر اڑ گیا لوح مجھولی سے نکلکر زمین کی طرف چلی قضائے کار گلشن آرا یہ معرکہ دیکھ رہی تھی دیکھا کہ بہار قتل ہوئی اور لوح زمین کی طرف جاتی ہی گلشن آرا اتر پی ایک تختۂ سنگ بنا کر پھینکا کہ لوح اُس پر ٹھہری اِسنے چاہا کہ لوح لون آواز آئی کہ منم زردک زعفران پوش آپس مین رد و قدح سحر کی ہونے لگی کس زور و شور کے سحر ہو رہے ہین کہ تمام صحرا آتش بہار ہی مگر ایرج نوجوان جو کاندھے پر یاقوت جنی کے سوار ہو کر چلے تھے تیغۂ دودمۂ سکندری پر قبضہ ایک مقام پر آکر دیکھا کہ لاشۂ بہار رنگین پوش تڑپ رہا ہی ایرج نے آہ کر کے گریبان اپنا پھاڑ ڈالا آواز دی کہ ای صادق الوعد تمنے جو کہا تھا وہی کیا مگر افسوس کہ ہم تمھارا لاشہ دیکھ رہے ہین شاعر کیا خوب کہتا ہی نظم

دم ہی گھٹ گھٹ کے تپ غم سے نکلتے دیکھا
تیرے بیمار کو گر کر نہ سنبھلتے دیکھا +

سوز الفت سے جو پروانے کو جلتے دیکھا
رات بھر شمع کو جل جل کے پگھلتے دیکھا +

ناتوانان محبت جو اُٹھے گر ہی پڑے +
لڑکھڑا کر نہ کبھی اُن کو سنبھلتے دیکھا

جان لی چاہنے والے کی یہانتک ضد کی
کیا مچلتے ہو تمھین آج مچلتے دیکھا +

راہ لی ملک عدم کی نہ رہا ہستی مین
جسکو ہمنے تری محفل سے نکلتے دیکھا +

قابل دید تھی حسرت دم مردن اپنی
تمنے بیمار کا دم بھی نہ نکلتے دیکھا +

روئے بھی آہین بھی کھینچا کیے فریاد بھی کی
پر ترا دل کسی صورت نہ پگھلتے دیکھا +

بید مجنون سے بھی بدتر ہی مرا نخل مراد +
اسکو مین نے نہ کبھی پھولتے پھلتے دیکھا

پھر نہ آنکھون مین سمایا گل شاداب کوئی
جب ترا رنگ جوانی مین نکلتے دیکھا +

جان جان ہم تو ترا ناز تلوّن سمجھے +
رنگ جسوقت زمانے کو بدلتے دیکھا

غش مین آنا تو ہوا ایسا مبارک ہم کو
ہوش مین آئے تو نکلا تمھین چلتے دیکھا

کی جو بیمار محبت کی تشفی اُس نے
ای ہنر بر آئی ہوئی موت کو ٹلتے دیکھا

یاقوت جنی نے شاہزادے کو سنبھالا کہا کہ ای شہریار موت سب کے واسطے ہی ایک دن

اس دنیا کو چھوڑتا ہی مگر آگے بڑھ کر دیکھیے کسنے انکو مارا دیکھیے صحرا مین تلاطم ہی ہر طرف سے ملازمان نور الدہر چلے آتے ہین وہ دیکھیے برق چلی نجم اختر شناس جاتا ہی ایکطرف ارسطوے ثانی ہی اور ایکطرف شعلۂ جوالہ اور ایک طرف ہماے مرصع پوش وہ دیکھیے ابر نارنجی ہویدا ہوا ہی مربع نشین کی آمد ہی ایکطرف طائر چہکار رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ طلسم بھی موجود ہین ان تماشون کو دیکھیے ایسا کچھ سمجھا کر ایرج کو پھر کاندھے پر سوار کیا جن ساحرون کا نام لیا ہی اُن سب کو ایرج نے دیکھا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی نور الدہر نمایان ہوے سلاح طلسمی جسم پر پشت مرکب طلسمی پر سوار لوح محفوظ گلے مین تیغہ طلسمی کھنچا ہوا جاتے ہین ایرج نے کہا کہ ای یاقوت مجکو اُتار دے تو گھوڑے سمیت کشتی گیر زادے کو اُٹھا کے زمین پر مارون کہ اسکے استخوان چور چور ہون یاقوت نے کہا کہ ای شہریار اس فساد سے کیا فائدہ چلکر مقام لوح کو دیکھیے ایرج نے کہا کہ ای یاقوت سچ کہتے ہو چلو آگے بڑھو یاقوت ایرج کو لیکر چلا یہان زردک اور گلشن آرا مین سحر ہو رہے ہین کہ نعرہ ہوا منم سکندر ثانی ایک طرف سے آواز آئی کہ منم نجم اختر شناس اور ایک طرف سے شعلہ جوالہ نے نعرہ کیا اور ایک طرف سے آواز آئی کہ منم مربع نشین اور ایک طرف سے آواز آئی کہ منم جمشید زرین ترکش اب زردک گھبرائی کہ مین کدھر جاؤن پکار کر آواز دی کہ یا خداوند بقراط ثانی اس کنیز کو بچائیے دشمنون نے چار جانب سے گھیرا ہی مگر گلشن آرا قریب زردک پہونچ چلی ہی زردک کے بال ہوا سے اُڑ رہے ہین گلشن آرا نے چاہا کہ چوٹی پکڑ کے ایک تمانچہ مارون زردک بدحواس ہو رہی ہی چہرہ زرد لب پر آہ سرد جیسے ہی گلشن آرا نے ہاتھ بڑھایا ایک عقاب آیا اُسنے آکر پر مارا سر گلشن آرا کا اُڑ گیا تختۂ سنگ ٹوٹا لوح طرف زمین کے چلی سکندر ثانی نے سامنے سے جو دیکھا کہ گلشن آرا قتل ہوئی زردک چاہتی ہی کہ لوح لے لون سکندر نے آواز دی کہ او لکاتہ خبردار لوح کو ہاتھ نہ لگانا یہ کہکر کارد سحر پھینک ماری زردک کے سینے پر پڑی تو ڈکر پشت کو پار گذری ایک طرف لاشہ گلشن آرا گرا اور ایک طرف

لاشۂ زردک مگر جمشید زرین ترکش برادر سکندر ثانی کہ یہ سب معرکہ دیکھ رہا تھا
کہ لوح زمین کی طرف جاتی ہے اور سکندر ثانی دوڑے ہین مگر سکندر بڑھے جمشید نے
پکار کر آواز دی کہ اے برادر نہ گھبرانا مین لوح لیتا ہون سکندر سمجھے کہ جمشید
لوح لیتا ہے سب ساحر دیکھ رہے ہین اس بات کا افسوس کر رہے ہین کہ گلشن آرا کو کسنے
مارا ایسے ایسے خیالات آرہے ہین مگر جمشید جو کڑک کر گرا کہ لوح لے لون تڑپ کر عقاب گرا
داہنا پر تو جمشید کو مارا اور بائین پر لوح طلسمی کو لیا اور نعرہ کیا کہ منم بقراط ثانی
جمشید تو پیچھے ہٹے مگر سکندر ثانی نے جو دیکھا کہ بقراط نے لوح کو لے لیا جھولی مین
رکھ رہا ہے ایک سل پتھر کی بقراط پر گرائی بقراط نے بہ نگاہ قہر دیکھا وہ پتھر ٹکڑے
ٹکڑے ہو گیا سکندر ثانی نے کئی سحر کیے اور چاہا دوڑ کر لپٹ جاؤن جب سکندر
قریب آتا ہے تو بقراط لوح کو دکھا دیتا ہے سکندر پیچھے ہٹ جاتے ہین کہ ایک طرف
سے نعرۂ ایرج کی آواز آئی کہ منم گل گلزار قاسم عالیشان ایرج نوجوان نعرۂ ایرج
ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + بقراط ثانی نے آواز دی
کہ او یاقوت کیون شامتین آئی ہین آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا یاقوت
ایرج کو لیکر بھاگا سکندر ثانی چاہتے ہین کہ بقراط پر جا پڑون مگر بقراط کھڑا ہوا
کہہ رہا ہے کہ اے سکندر میرے قریب نہ آنا ورنہ پھونک دونگا سکندر ارادہ کر کے
رہجاتے ہین کئی سحر بقراط پر کیے مگر بقراط نے لوح کو چمکایا سحر باطل ہو گئے کہ صحرا
سے گرد اڑی نور الدہر بن بدیع الزمان پشت مرکب طلسمی پر سوار آکر پہونچے دیکھا
کہ سب ساحر بقراط کو گھیرے کھڑے ہین مگر کوئی قریب نہین جاتا نور الدہر نے آکے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی +
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده + پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش +
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده + بقراط ثانی نے آواز دی کہ اے
نبیرۂ صاحبقران ان ساحرون پر غرور نہ کرنا یہ سب ایک حملے کے ہین اب لوح
عمر بھر نہ ملے گی ایسے مقام پر جا کر رکھونگا کہ جہان ہوا بھی نہ جا سکے یہ کہہ کے سبھون کے

بیچ مین سے بلند ہوا اور غائب ہوگیا یاقوت جنی ایرج کو لیے ہوے قریب لاشۂ بہار رنگین پوش پہونچا نورالدہر لاشۂ گلشن آرا پر آئے فرماتے تھے کہ ای ثابت قدم کوے محبت آخر اپنی جان دی افسوس ہی کہ تجھے ملنا لوح کا نہ دیکھا کہ سکندر وغیرہ آکر پہونچے سیاہ صندوق مین لاشہ گلشن آرا کا اُٹھوایا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی دیکھا کہ لاشۂ بہار رنگین پوش صندوق مین رکھے ہوے ایرج لیے جاتے ہین شہر خموشان مین آکر دونون شاہزادیون کو دونون جوانون نے پیوند خاک کیا مگر اُن قبرون پر گلدستے رکھوا دیے ان دونون کے ملازم کہتے تھے کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی ہاے اس قبر مین کیونکر آرام پڑیگا مقام تنگ وتاریک نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار حسرت ویاس لیکر یہ وہ دنیا سے گئین عاشقون کو اپنے چھوڑا محبت سے ہم سب کی منہ موڑا نازک مزاج معشوقان عالم کی سرتاج تمھارا تو یہ حال تھا نظم

کبھی ہو جاتی تھی گُل شمع تو گھبراتے تھے	ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان
نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا	نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان ہو
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین	طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

رفیقون نے قریب آکر ایرج کو اُٹھایا سکندر ثانی نے نورالدہر کو اُٹھایا کہا ای آقائے نامدار خدا آپ کو سلامت رکھے وہ وہ معشوقین ملین گی کہ آپ انکو بھول جائینگے مگر لوح بقراط لیگیا دیکھیے کہان جاکر رکھے کیونکر اُس مقام کا نشان ملے لیکن لوح حضور کو ضرور ملیگی تمام بانیان طلسم آپ کا نام ونشان لکھ گئے ہین اور کتاب سوانحات مین خود بقراط نے لکھا ہی نام آپ کا اور حسب ونسب آپ کا تحریر ہی بہت طولانی تقریر ہی خواہ آج لوح ملے خواہ دس برس کے بعد ملے مگر آپ ضرور ضرور طلسم کو فتح کرینگے سمجھا کر نورالدہر کو لشکر مین لائے لیکن بقراط ثانی لوح کو لیے ہوے قصر ہشت پہل مین آیا تاجداران نامور وساحران بدسیر سب حیران ہوگئے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے سب نے بقراط کو سجدہ کیا کہا یا خداوند کہان تشریف لیگئے تھے

ہم سب کو یہی خیال تھا کہ اگر آپ نام لیتے کہ ہم فلان مقام پر جاتے ہین تو ہم سب حاضر ہوتے
بقراط نے سب حال بیان کیا کہ اس طرح طلسم کشا آیا یاقوت جنی ایرج کو لیے ہوئے
پہونچا مگر قدرت کو دیکھ کر سب بھاگے ورنہ سب کو آج جلا دیتا مگر یاقوت ایرج کو
لیکر بھاگا اور لطف دیکھیے کہ میان سکندر ثانی ہمارے مقابلے مین آنے سکے
جب اشارہ کیا سحر نہ روک سکے آخر بدولت لوح لے آئے تم مین سے کون ایسا ہی کہ
لوح کو اپنے پاس رکھے سب نے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند لوح رکھنے سے خوف
آتا ہی علاوہ طلسم کشا کے اور لوگ بھی دشمن ہونگے ہم کہان چھپین گے قدرت لوح
اپنے پاس رکھین بقراط نے کہا کہ قدرت جو بیٹھے عیش کر رہے ہین اسمین فرق پڑیگا
آخر قدرت کہان رہین گے ہر چند کہ بقراط نے کہا مگر کسی نے لوح کا رکھنا قبول نہ کیا
آخر کو بقراط نے کہا کہ مین فتانہ آفت خیز کے پاس جاتا ہون وہ لوح کا انتظام
کریگی یہ کہکر بقراط اٹھا غائب ہو گیا فتانہ آفت خیز کہ ایک اقلیم کی مالک تھی اپنے
مقام پر بیٹھی کہہ رہی ہی کہ طلسم خیال سکندری مین بڑا تہلکہ پڑا ہی بقراط بڑی
آفت مین ہی سکندر ثانی سے نہ رہائی پائی اب بقراط اپنی جان سے بیزار ہی دیکھیے
کیا کیفیت ہو کنیزین اور جادوگرنیان بیٹھی ہین ہر ایک کہتی ہی کہ اے ملکہ فتانہ آپ
دعوی خدائی کرین ہم سب سجدہ کرین گے آپ کے سحر مین کون دخل دے سکتا ہی
فتانہ کہتی ہی کہ خدائی سامری و جمشید کر گئے آخر عجائب و غرائب دکھاتے دکھاتے
مر گئے مین ترقی عمر کی تدبیر کر رہی ہون ہر چند کہ کئی سو سال گذرے لیکن ایک طور
سے سلطنت کر رہی ہون کوئی صورت زوال کی نہین ہوئی مگر اب صورت زوال
کی معلوم ہوتی ہی یہ ذکر تھا کہ ہزارہا طائر آسمان پر زمزمہ سرائی کرنے لگے انکی
صدا سے یہ آواز آتی تھی نظم

کیا کہون فرقت مین کیا حال دل بیتاب ہی — بیقراری مین کبھی بجلی کبھی سیماب ہی
اُس سے کہہ دو رحم جسکے عہد مین نایاب ہی — لے خبر پھر خدا میری کہ دل بیتاب ہی
پھر جنون کو روبرو تیرے بھلا ہو کیا فروغ — جان جان ٹکڑا ترا خورشید عالمتاب ہی

ہوگئے پژمردہ چمن ہونے کو ہی رخصت بہار
گل وہ مرجھانے کو ہی جو باغ مین شاداب ہی

غنچہ و گل ہین خزان کے خوف سے سہمے ہوے
بلبل بیتاب کا صدمے سے زہرہ آب ہی

یہ نگین قدرتی ہی وہ جواہر ہو تو ہو +
لعل اگر کمیاب ہی تیرا دہن نایاب ہی

اک مسہری ایک چادر ایک شمع ای سیم بر
تیرے کشتے کے لیے درکار یہ اسباب ہی +

بیڑیان زنجیر لنگر ہتھکڑی اک طوق بس
تیرے دیوانونکا یہ زیور یہی اسباب ہی

عفو کی امید رکھتا ہون جو کرتا ہون گناہ
اسپہ نازان ہون کہ توبہ کا کشادہ باب ہی

دونون رخسارونکا اُنکے دیکھتا ہون اوج حُسن
ایک تو ہی آفتاب اور دوسرا مہتاب ہی

منھ پہ لیتا ہی دل بیمار چوٹین عشق کی +
ناتوانی مین بھی اپنے وقت کا سہراب ہی

بارش ابر طبیعت سے یہ دیوان ای ہنر ور
غیرت باغ جنان اک گلشن شاداب ہی

یہ اشعار طائر پڑھتے ہوے سامنے سے نکل گئے فتانہ کہ رہی ہی کہ خداوند آتے ہین کچھ زاغ وزغن سامنے آئے وہ کچھ چاؤن چاؤن کرتے ہوے سامنے سے گذر گئے اُسکے بعد ایک ابر سیاہ اُٹھا کہ اندھیرا ہو گیا معلوم ہوتا تھا کہ شب دیجور ہی فتانہ جلدی سے کھڑی ہو گئی وہ ابر آکر پھٹا دیکھا کہ بقراط ثانی تخت پر سوار ہی ہزارہا طائر گھیرے ہی بغل مین ایک ستارہ چمکتا ہوا فتانہ نے پایۂ تخت پکڑ لیا کہا کہ یا خداوند آپنے کیون تکلیف فرمائی مجکو بلا بھیجا ہوتا مین حاضر ہوتی بقراط نے کہا کہ ای فتانہ آفت خیز مین ایک ضرورت سے آیا ہون تمکو تکلیف ہوگی فتانہ نے کہا کہ یا خداوند جو پہلے مشکل اصلی ہی اُسکو ظاہر کیجیے مین علاج کردون اگر سامری و جمشید ہون تو اُن کو بھی پھونک دون ایک کو زندہ نہ چھوڑون بقراط کو لاکر تخت پر بٹھایا بقراط نے لوح نکالی کہا کہ ای فتانہ اپنی جان تمھارے سپرد کرتا ہون پہلو مین فتانہ کے ایک نازنین حورجمال بیٹھی ہی مگر خاموش ہی بقراط نے پوچھا کہ کیون ای معشوق سرکش تم کیون خاموش ہو یغماے گوہر پوش ہنسی کہا یا خداوند مین خیال کر رہی ہون کہ آپکا زوال دولت قریب آگیا یہ جتنی تدبیرین آپ کر رہے ہین یہ سب خلاف پڑین گی نجم اخترشناس کہ مدت سے میرا طالب تھا مگر مادر مہربان نے نہین قبول کیا اب

وہ شریک طلسم کشا ہوا ہر چند کہ اُسنے اپنا عشق ظاہر نہین کیا مگر جس دن ظاہر کرے گا
طلسم کشا اُسکی فکر کریگا میرا جانا لشکر اسلام مین ضرور ہو گا آخر آپ کو تقدیر نے گھیر کر
یہان پہونچایا فتّانہ نے یغما کو جھڑک دیا کہا خاموش رہو زبان بند رکھو ایسا نہو کہ
کوئی سُنتا ہو بقراط اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ ای فتّانہ لوح ایسے مقام پر رکھنا کہ جہان
طائر عقل و ہوش و حواس کے پر جلین فتّانہ نے کہا کہ ای خداوند لوح کو مین ہر وقت
اپنے پاس رکھونگی یغما بھی جسکو نہ چھو سکے مجکو افسوس یہ ہی کہ اسکو اپنے چاہنے والے کا
خیال ہی مگر کیا مجال کہ لوح پر نگاہ ڈالے مکان تاریک مین اسکو رکھونگی کہ جو مکان
مثل پردہ ظلمات ہی جب تک مشعل سلیمانی نہ ہو لوح نہ سوجھے یہ کہکر لوح لیکر اُڑی قصر
تاریک مین آئی پکار کر آواز دی کہ ای تاریک روشن دل اس لوح کو رکھو یہ کہکر لوح
اُس مکان مین پھینک دی گوشے سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی اُسنے اسقدر دھوان مُنھ
سے چھوڑا کہ تمام قصر سیاہ ہو گیا یہ انتظام کرکے فتّانہ آئی بقراط کو رخصت کیا بقراط
ہنستا ہوا تخت پر سوار ہوا اُسی عظم و شان سے چلا قضائے کار ایرج نوجوان جو اپنے
لشکر مین آئے تو یاقوت جنّی یہ کہکر نکلا کہ مین ذرا دریافت کرون کہ لوح کو بقراط کہان
لے گیا ایک صحرا مین آکر ٹھہرا ایک نخل کی آڑ مین چھپ کر بیٹھا دیکھا کہ ہزارہا طائر آتے ہین
سمجھا کہ بقراط کی آمد ہی دیکھا کیا کہ طائر سامنے سے گذر گئے جب زاغ و زغن پیدا ہوے
تو یاقوت نے جست کرکے ایک زاغ کو پکڑا ابر سیاہ سامنے سے گذر گیا یاقوت نے
پوچھا کہ ای زاغ سیہ رو بتا کہ قدرت کہان گئے تھے زاغ نے چاہا کہ کچھ دھوکا دون
یاقوت نے منقار دبائی زاغ بولا کہ ای یاقوت قدرت ایک فتّانہ آفت خیز مین
گئے تھے یقین ہی کہ لوح وہان رکھ آئے یہ کہکر زاغ جلنے لگا یاقوت نے زاغ کو پھینکا
دوڑا ہوا خدمت ایرج مین آیا کہا کہ ای شہریار اب جلد چلیے مین نے پتہ دریافت کیا
بقراط ملک فتّانہ آفت خیز مین گیا تھا یقین ہی کہ لوح وہان رکھ آیا اب حضور کا اقبال
اوج پر ہی ایرج نے اُسی وقت ملک فتّانہ کی طرف کوچ کیا ایک صحرائے پُربہار مین آکر
پہونچے ہین پھول مہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین ہنگامۂ آمد بہار گرم ہی اور بلبلین

درختون پر چہچہہ زن ہر شاخ بار اثمار سے سر بسجود ہی ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی ہی بلبل پھولوں
گل مین خوش بیٹھی ہی ہر طرف سے صبا ٹھوکر کھاتی آتی ہی ہر شاخ شجر سے سر ٹکراتی ہی ایرج
کو صحرا وہ بہت پسند آیا فرمایا کہ ای یاقوت لشکر دو چار روز اسی مقام پر رہے طرف سے
فتانۂ آفت خیز کے ملکہ میناے سر جوش اس صحرا کی منتظم ہی اپنے مقام پر بیٹھی ہی
گلدستے سامنے لگے ہین دورۂ جام چل رہا ہی کہ چند عندلیبان خوشنوا سامنے آکے پھر چمن
چہچہہ زن ہوکر کہا کہ ای ملکۂ عالم صحراے پُر بہار مین ایرج نوجوان آکر اُترے ہین
بوے صحرا دیکھ کر مست ہین یہی اُن کا قصد ہے کہ یہان دو چار روز رہون کیا حکم ہوتا ہی
اگر فرمائیے تو دیوانہ کردین کہ صحرا سے نکل جائین یا اُترا رہنے دین مینا نے کہا کہ مین
شام کو آؤنگی جیسا مناسب ہوگا وہ حکم دونگی خبردار دخل نہ دینا کوئی تکلیف اُن کو
نہ پہونچے جس راحت مین ہین اُسی راحت مین رہین وہ جانور تو چلے گئے مینا نے کنیزون
سے صلاح کی کہ صاحبو تمنے سُنا اس اقلیم پر بھی چڑھائی اہل اسلام کی ہوئی کنیزون نے
یہ سُنکر عرض کی واری مسلمانون نے اقلیمون پر قبضہ کرلیا جس ملک پر گئے اُس ملک کو لے لیا
مینا یہ سُن کر خاموش ہو رہی ارادہ یہ ہی کہ جاکے دیکھون کہ یہ جو اُترے ہین یہ کون لوگ ہین
بلا تکلف آئے صحرا مین اُتر پڑے اور جانتے ہین کہ یہ ملک ساحرون کے ہین بڑے دلیر
اور گستاخ ہین راہ چلتے چلتے ستاتے ہین بس اب معلوم ہوتا ہی کہ جان کا اپنی یہ سب خوف
نہین کرتے سر ہتھیلی پر اپنا لیے پھرتے ہین یہ کہکر طاؤس پر سوار ہوکر چلی یہان ایرج
نے شام سے حکم دیا ہی کہ الگ ایک بارگاہ استادہ ہو شاپور نے کنارے پر لشکر کے ایک
خیمہ کو چک استادہ کیا شام سے ایرج آکر اُسمین بیٹھے شاپور ایسا عیار طرار چنگ ہر صعی
لیکر بیٹھا اُسکو بجانے لگا اور سامنے ایرج کے یہ اشعار شروع کیے نظم

گل امید سے بھرنے کو تھا دامن میرا	مجھسے چھوٹا ہی عجب وقت مین گلشن میرا
ہر ستم دوست بھی کرتا ہی مرے حال پہ رحم	او جفا جو کوئی تجھسا نہین دشمن میرا
عکس سے اپنے یہ آئینے مین وہ کہتے ہین	ل گیا تمکو کہان یہ تو ہی جو بن میرا
آئنہ دیکھ کے کہتے ہین جلانے کو مرے	لوٹتا اک جلبلی روز ہی جو بن میرا

تیغ قاتل نہ لگائے تو مری کیا تقصیر ۔ کیون گلا گھوٹ رہی ہی رگ گردن میرا
آشیان نوچ کے صیاد چُنین گے تنکے ۔ باغبان دیکھ کے روئین گے نشیمن میرا
یاد دلواتا ہی اُس گُل کے دہن کی مستی ۔ خون کرتا ہی جگر غنچۂ سوسن میرا
ای زہے بخت مرے جائے کے اللہ اللہ ۔ آپ کا ہاتھ ہو اور گوشۂ دامن میرا
کہتے ہین مرکے بھی یہ شخص یہانسے نہ گیا ۔ دیکھتے ہین پس دیوار جو مدفن میرا
دیکھ لوگے جو کبھی گھاؤ جگر کا میرے ۔ خود کہوگے کہ بھرو تُوم کے دامن میرا
جامہ اُس در پہ فقیری کا جو پہنا ہی ہنر بر ۔ بادشہ ڈھونڈھتے ہین گوشۂ دامن میرا

اُس وقت ایرج نوجوان بلاتکلف مسند پر بیٹھے ہین خود اُتار کر رکھ دیا ہی زلفین خلیلی عارض پر لہرا رہی ہین شاپور جمال جہان آرا ایرج دیکھ کر دعائین دیتا ہی کہ خدا حضور کو سلامت رکھے جمال جہان آرا کو ترقی ہو مگر میناے سرجوش اُڑتی ہوئی جو اُسطرف سے گذری اول گانے کی آواز کان مین آئی اُدھر متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک جوان حسین وجمیل بیٹھا ہی مسند زرتار گسترده ایک عیار طرار سامنے بیٹھا ہوا تانین مار رہا ہی مینا نے جو جمال جہان آراے ایرج دیکھا بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہی کہ مقام افسوس ہی کہ ایسے شیر بیشۂ جرأت کو تباہی مین ڈالون چل کر صحبت مین تو بیٹھون باتین تو اُس ظالم کی سنون کیا بات ہی کہ عیار اُٹھ اُٹھ کر گرد پھرتا ہی خاک پا اپنی لیکر آگ مین ڈالدیتا ہی جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ جمال جہان آرا دیکھ کر عیار بھی مبہوت ہو رہا ہی یہ سوچکر آسمان سے اُتر آئی بلاتکلف بارگاہ مین پہونچی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین ہی مہ جبین غنچہ دہن سیمتن حُسن مین لاجواب عارض آفتاب عالمتاب قد سرو گلزار خوبی دہن غنچۂ باغ محبوبی سراپاے مینا دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھے کہا کہ ای ملکۂ عالم تشریف لائیے اور سرفراز فرمائیے اپنے قدم میمنت لزوم سے ہمارے کاشانے کو منور اور روشن فرمائیے مگر شاپور حیران ہو کر جمال بیمثال دیکھ رہا ہی کبھی اپنے آقاے نامدار پر نگاہ ڈالتا ہی کبھی اُس مہ جبین کو دیکھتا ہی لیکن ایرج نے ہاتھ تھام لیا اُس مہ جبین نے سر جُھکایا مسکراکر کہا کہ صاحب اس وقت عیار تمھارا کیا خوب گا رہا تھا میرے دل مین اشتیاق ہوا کہ گانا

سُن لون آپ جس صحرا مین فروکش ہین یہ تمام مقام کنیز کے قبضے مین ہی جسطرح مناسب و
بہتر جانیے اُس طرح رہیے جب جی چاہے چلے جائیے آپ کی مراد کیا ہی آپ کہان جاتے ہین
ایرج نے کہا کہ فتانۂ آفت خیز کوئی ساحرہ ہی اُسکے ملک پر جانا منظور ہی سُنا ہی کہ شاید
بقراط ثانی نے وہان جاکر لوح رکھی ہی یہ تو بخوبی ثابت ہوا کہ اُسکی ملاقات کو گیا تھا
لیکن نہین معلوم کہ لوح بھی وہان رکھی ہی یا نہین رکھی ہمکو صرف لوح کی تلاش ہی مینا نے
کہا کہ ای شہریار تین کوس تک میری عملداری ہی کوئی آپ سے تعرض نہ کریگا آگے
بڑھکر صحراے خارستان ملیگا وہانکا حاکم ایک ساحر نامدار موسوم بہ آتشبار ہی یقین
ہی کہ وہ ضرور آفت برپا کرے ہر چند کہ مین بھی وہان کد و کاوش کرونگی مگر اپنی سرحد کا
حاکم ہی اگر مجکو منظور ہوتا کہ حضور کو تکلیف پہونچے تو اب تک لشکر پر نہین معلوم کیا
آفت برپا ہوتی لیکن مین نے خبر آپ کی سُنکر تامل کیا نگہبان یہانتک گئے تھے اُنھون نے
چاہا تھا کہ کچھ دست اندازی کرین لیکن مین مانع ہوئی کہ مین خود جاؤنگی دیکھکر جو کچھ
مناسب جانونگی ویسا کرونگی یہان جو آئی تو اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی جو مناسب
وقت ہو ارشاد فرمائیے مین بجا لاؤن ایرج نے کہا کہ ہم سوا اپنے خدا کے اور کسی کی
مدد نہین چاہتے اگر ہماری تقدیر مین ہی اور لوح ہمکو ملگئی اور طلسم ہمنے فتح کیا اور بقراط
ہمارے ہاتھ سے مارا گیا تو بیشک جو عہدہ مانگو گی ہم حاضر کرینگے مینا نے کہا کہ حضور اب
آپ کوچ کرین جب دوسری عملداری مین پہونچیگا تو یہ کنیز آئیگی جہانتک محل و موقع
ہوگا اُسکو سمجھاؤنگی کہ یہ فتاح طلسم ہین جو انکا ساتھ دیگا وہ آبرو پائیگا ورنہ ذلیل اور
حقیر ہوکر مارا جائیگا اگر اُسنے مان لیا تو فبہا ورنہ مقابلہ کرونگی انشاء اللہ کسی بات مین
کمی نہ ہوگی دیر تک مینا صحبت مین رہی بعد عرصے کے رخصت ہوئی دوسرے دن
ایرج نوجوان نے صبح کو صحرا کو دیکھا کہ بے اعتدالی پر ہی نہرین نئے طور پر موج زن مین
مچھلیان اُچھلتی ہین طائر جو زمزمہ سرائی کر رہے تھے وہ شاخون پر سرنگون بیٹھے ہین اور
آپس مین کچھ اشارے کر رہے ہین ایرج نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اُسی وقت لشکر تیار ہوا
کوچ کرکے چلے لیکن مینا نے جو خبر پائی کہ اُس شہریار نے کوچ کیا پہلے تو آکر اپنے صحرا کے

نگہبانون کو منع کیا کہ خبردار انکے ساتھ کچھ گستاخی نہ کرنا پھر وہانسے آتشبار کی طرف روانہ ہوئی
آتشبار جادو اپنی صحبت مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے یہ خبر پہونچائی کہ ایرج نوجوان
صحرائے میناے سرجوش مین پہونچے کچھ تکلیف نہین اُٹھائی اب تمھارے صحرا کی طرف
آتے ہین آتشبار نے کہا کہ مینا کو سزا دیجائیگی قدرت کے سامنے یہ سب ذکر ہونگے
کہ یہ نگہبان آخر کسلیے ہین اپنی طرف سے کد و کاوش کرین آئندہ اُنکا اقبال اگر
صحرا سے گذر جائین تو ہم مجبور ہین یہ کیا باعث ہوا کہ کچھ تدبیر نہین کی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
برق چمکی آتشبار نے دیکھا کہ میناے سرجوش آتی ہی ساتھ والون سے کہا کہ ذرا
ہوشیار رہنا دیکھنا اس مکارہ کو کس فقرے سے لیتا ہون مین نے ایک یہ بھی خبر پائی کہ یہ
بارگاہ ایرج مین گئی تھی وہان نہین معلوم کیا کلام ہوے اب دیکھون کیا باتین کرتی ہی
مینا آکر پہونچی آتشبار نے بہت اعزاز و اکرام سے مینا کو مسند پر بٹھایا مینا نے
بیٹھتے ہی کہا کہ ای آتشبار اب کہو کیا ارادہ ہی طلسم کشا آج تمھاری سرحد مین آجائیگا
آتشبار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جو کہو تمنے کیا تجویز کیا مینا نے کہا کہ مین اپنے مقام پر
متعرض نہین ہوئی ای آتشبار کتب ہاے پارینہ مین تمنے دیکھا ہوگا کہ عمر طلسم تمام ہوگئی
ضرور طلسم فتح ہوگا جو انکا خیرخواہ ہوگا وہ آرام پائیگا ورنہ مارا جائیگا لہذا اپنی جان
کی حفاظت واجب و لازم ہی مین نے تو طلسم کشا سے میل کرلیا اگر انکی فتح ہوگئی تو ان کے
شریک ہین اور اگر قدرت غالب آئے تو اُنکے ساتھ ہین آتشبار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
تمنے اپنی کس طرح صفائی کی مینا نے کہا کہ مین نے کچھ تعرض نہین کیا آتشبار نے کہا کہ
ای ملکۂ عالم مین تو ضرور سحر کرونگا مینا نے کہا کہ اگر سحر کروگے تو ذلت اُٹھاؤگے یقین ہی کہ یہ
لوگ صاحب اقبال ہین ضرور فتح پائینگے اُس وقت کیا کروگے ہمارے نزدیک بہتر
اور مناسب یہ ہی کہ چلو چل کر طلسم کشا سے ملاقات کرین عہدے کا اپنے وعدہ کرالو اپنے
ملک مین چین سے بیٹھو دیکھو کیا ہوتا ہی انتظار فتح و شکست مین رہو جیسا انتظام ہو ویسی
فکر کرو اپنی جان بچاؤ جس طرح بنے بچنے کی فکر و کوشش کرو آتشبار سمجھ گیا کہ بے شک یہ
ایرج پر عاشق ہی انکے طرفداری کی باتین کرتی ہی بس ایک ملازم کو اشارہ کیا کہ اسکو

جام آغشتہ بدارو سے بیہوشی پلاؤ بموجب حکم کنیزین فوراً بیہوشی ملاکر گلابی مین لائین آتشبار
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دو چار جام بیو باقی دیکھا جائیگا مینا نے کہا کہ مناسب یہی ہی کہ سحر
نہ کرو اپنے مقام پر بیٹھے رہو اگر یہ نہ کیا تو بڑی مشکل ہی آتشبار نے جام لبریز کرکے بہ ادب
سامنے مینا کے پیش کیا کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک جام تو نوش فرمائیے کہ طبیعت شگفتہ ہو مینا
اسکے مکر سے ناواقف ہی جام پی لئی جیسے ہی جام پی چکی اور آنکھین سُرخ ہوئین آتشبار نے
کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا ارادہ ہی مینا نے کہا کہ وہی ارادہ ہی جو تھا آتشبار نے کہا
کہ ہم تو مسلمان نہ ہونگے ایرج کی ملازمت نہ کرین گے خواہ اسمین بہتر ہو یا بدتر ہو جو لوگ
خداوند بقراط ثانی کو بُرا کہین ہم اُنسے کبھی میل نہ کرین گے خواہ جان رہے خواہ جائے
تمکو جو منظور ہو وہ کرو مینا جھلا کر اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کر گری اور گرتے ہی
بیہوش ہوئی آتشبار نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ مینا کی زبان مین سوزن دو کنیزون نے
زبان مین سوزن دی اور ایک قفس آہنی مین بند کرا کے ہوشیار کیا کہا کیون بی مینا
اب اپنے کو کس حال مین پاتی ہو مسلمان کا ساتھ دو قدرت کو بُرا کہہ چکین اب جو مناسب ہو
وہ کرو مینا مجبور ونا چار ہی کچھ جواب نہین دیتی سر جھکا لیا آتشبار نے قفس کو لٹکایا اور
اسباب سحر ذات پر آراستہ کرکے اول بالاے قلعہ آیا آمد لشکر ایرج دیکھی کہ بہ کروفر آکے
صحراے خارستان مین اُترا آتشبار سحر کرکے بلند ہوا ہاتھون سے اشارہ کیا کہ ایک ابر
آتش فشان آسمان پر آیا شاپور شیر دل کہ بیرون بارگاہ کھڑا ہو اسنے جو دیکھا کہ ایک
ابر آسمان پر چمکتا ہوا آتا ہی اور اُس ابر سے آگ برستی ہوئی آتی ہی یہ تو نکل کر بہاگا اور
طرف چلا مگر آتشبار نے خوب دل کھولکر لشکر ایرج پر سحر کیا لشکر مین فریاد دالغیاث کی
صدا بلند ہوئی ایرج گھبرا کر باہر نکل آئے دیکھا کہ سارے لشکر کو آگ گھیرے ہوے ہی
خیمے جل رہے ہین نخل سارے آتشبار بنگئے جانور اُڑتے پھرتے ہین جس طرف جاتے ہین منہ سے
آگ گراتے ہین درختون کی شاخون سے آگ گر رہی ہی ایرج نے بیقرار ہو کر ہاتھ اپنے
آسمان کی طرف بلند کیے دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز اس
آفت سے بچالے اور اس آگ سے پناہ دے نظم

زہے فرمان روائے جملہ اطراف
کہ باشد حکم او جاری بہ اکناف
زحسنش جلوہ گر ماہِ جہان تاب
ز نورش پرتو افگن پر تو آف
ظہور قدرتش گردد ہویدا
باقسام و بانواع و باصناف
کسے در میکدہ بت می پرستد
کسے اندر حریم کعبہ طواف
خدارا مرد عارف می شناسد
بداند قیمت زر مرد صراف
نہ بد ماند نہ نیک اندر زمانہ
نباشد زندہ اشراف و نہ اجلاف
بکمزوری اجل را جان سپارد
بہادر پہلوان و مرد سیاف
چو ممسک از زمانہ رخت بندد
شود تقسیم سیم و زر باخلاف
کنند ناخلف مال مفت برباد
بعیش و عشرتِ اصراف اسراف
رضائے حق اگر خواہی تو سندری
کن دل از کدورت سینہ را صاف

ایرج نوجوان بیقرار ہوکر دعائیں مانگ رہے ہیں آگ کو دمبدم ترقی ہی مگر آتشبار نے اپنے سحر کو قایم کیا کہ چار پہر برابر آگ برسے سب سامان کرکے ابر کو قایم کیا اب وہانسے پلٹا اپنے باغ میں آیا مصاحبون سے کہ رہا ہی کہ تو صاحبو مین نے تو خاتمہ کیا جلسۂ عیش آراستہ کرو عشرت پسند کو بلاؤ ایک چوبدار باغ سے نکلا اُدھر سے شاپور آتا تھا شاپور نے یہ بھی دیکھا کہ اسی باغ سے شعلۂ آتش نکلتے ہین اور جاکر ابر مین ملتے ہین یہی باعث جوش و خروش کا ہی ایک گنوار کی صورت بنکر سامنے چوبدار کے آیا کہا میان مرد ہے صاحب کہان جاتے ہو چوبدار نے کہا کہ ہمارے مالک نے لشکر ایرج پر سحر کیا ہی وہ سحر بن پڑا اب مبارکباد ہوا چاہیے سامنے گاؤن ہی وہان عشرت پسند نامے ایک ڈومنی رہتی ہی وہ سرکار کی ملازم ہی اُسکو بلایا ہی اُسے بلانے جاتا ہون شاپور نے پوچھا کہ تمھارے آقائے نامدار کا کیا نام ہی چوبدار نے کہا آتشبار جادو یہ عملداری انھین کی ہی یہ سُنکر شاپور نے چوبدار کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر گاؤن مین آیا کسی سے پوچھا کہ بی عشرت پسند کا مکان کونسا ہی لوگون نے بتایا شاپور نے قریب آکر دیکھا کہ دروازے پر ایک نازنین بیٹھی مجرا کررہی ہی شاپور نے آکر سلام کیا کہا کہ بی عشرت پسند چلو تمکو

شہنشاہ نے بلایا ہے آج بڑی خوشی کا دن ہے کہ مسلمانون کے لشکر کو تباہ کیا یہ سُن کے عشرت پسند اُٹھی شاپور نے کہا کہ کنارے چلو مین کچھ تعلیم بھی کردون آج تمکو بہت کچھ انعام واکرام ملیگا یہ کہکر کنارے لایا لاکر بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر نکلا زیور وغیرہ پہنا حکم دیا کہ بہلی تیار کرو بہلی تیار ہو کر آئی عشرت پسند سازندون کو ساتھ لیکر سوار ہوئی شاپور عشرت پسند کی شکل بنا ہوا گنگناتا ہوا چلا سازندون سے کہتا جاتا ہے کہ صاحبو آج انعام واکرام بہت ملیگا ساتھ والے کہتے ہین کہ بی عشرت پسند آج ہم بھی اپنی جان لگا دینگے یہ باتین کرتا ہوا شاپور در باغ پر آیا جو چند کس ملازمان آتشبار جادو بیٹھے تھے کسی نے پکار کر کہا کہ اے بی جانیوالی ذرا ادھر بھی دیکھنا کوئی آوازہ پھینکتا ہے اور کوئی حسرت سے مُنھ کو تکتا ہے شاپور ایک ایک کو جواب دیتا ہوا جاتا ہے کسی کو آنکھ سے اشارہ کیا اور کہا کہ ارے کمبخت تیری آنکھین پھوٹین نگاہون مین کھائے جاتا ہے کسی کو کہتا ہے کہ ارے نگوڑے مُنھ پھیر میرا خون ہلکا ہے ایسا نہ ہو کہ مجھے غش آجائے سب سے چھیڑ کرتا ہوا بہلی سے اُترا باغ کے اندر آیا دیکھا کہ سارے باغ مین روشنی ہے ادھر نہر چمن موج مار رہی ہین فوارے چھوٹ رہے ہین وسط باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہے اُس پر فرش معقول بچھا ہے آتشبار نے پکار کر آواز دی کہ ای عشرت پسند آج بڑی خوشی کا دن ہے کہ ہم نے آج مسلمانون کو تباہ کیا عشرت پسند نقلی سامنے آکر بیٹھی آتشبار کی تعریفین کرکے یہ اشعار بتا بتا کر گانے لگی نظم

تیرے جاتے ہی ہوا رنگ چمن ہو جائیگا	برگ گل جو ہے وہ برگ یاسمن ہو جائیگا
کام فرسا جب مرا شیرین دہن ہو جائیگا	بے ستون پر نقش شیرین کوہکن ہو جائیگا
ای جنون مجھ زار کا فربہ بدن ہو جائیگا	جو لگا دیگا وہ پتھر جزو تن ہو جائیگا
بام پر نکلے نہ تم آو شب مہتاب مین	چاندنی پڑ جائیگی میلا بدن ہو جائیگا
فکر عریانی نہین ہے ناتوان عشق کو	پوست ڈھیلا ہو کے تن کا پیرہن ہو جائیگا
ایسی حیرت زا تری آنکھین ہین ای صیاد خلق	دشت آہو صاف نرگس کا چمن ہو جائیگا
فرقت ساقی مین نکلیگا لہو جائے شراب	اب دہان شیشہ زخمونکا دہن ہو جائیگا

مین نہین عریان سلامت ہین اگر داغِ جنون
پھاڑ کے جب ان پر جمین گے پیرہن ہو جائیگا

اور جانب کو چلونگا جب دیارِ یار سے
خضر بھی ملجائیگا تو راہزن ہو جائیگا

میکدے تک محتسب کو میکشو آنے تو دو
دیکھ کر پیمانے کو پیمان شکن ہو جائیگا

مین وہ وحشی ہون کبھی سونگھا جو میرا استخوان
مارے وحشت کے سگِ جانان ہرن ہو جائیگا

گر اٹھا کر شہر سے صحرا مین بٹھلاؤ گے تم
بس وہین مثلِ درخت اپنا وطن ہو جائیگا

حسن کی زینت اگر چاہے کلامِ عشق سُن
گوہر گوش ای صنم اپنا سخن ہو جائیگا

کیون اچنبھا ہی تجھے تاسخ فراقِ یار کا
ایکدن نادان فراق روح و تن ہو جائیگا

اس رنگ مین عشرت پسند نقلی نے یہ اشعار گائے کہ آتشبار بہت خوش ہوا شاپور نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران کل قدرت میرے خواب مین آئے تھے اول تو میرے گلے پر اپنا ہاتھ رکھا اور پھر یہ فرمایا کہ جس شی کا ارادہ کریگی وہ کمال تجھسے بن پڑیگا میرا ارادہ ہی کہ ساقی گری کرون کنجی میخانے کی مجھے عنایت فرمائیے آتشبار نے خوش ہو کر کنجی دی کنجی لیکر عشرت پسند نقلی میخانے مین آئی پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین آج کوئی باقی نہ رہے ملازم یہ سُنکر دوڑے شراب اُٹھا اُٹھا کرے جانے لگے مثل مشہور ہی کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہی جو لوگ نہ پیتے تھے وہ بھی گلابی ام اٹھا لائے اس خیال سے کہ آج شراب کا مزا چکھین گے شاپور نے بہ تعجیل تمام چند گلابیان بادہ ارغوانی سے معمور کین کشتی مین لگے محفل مین لایا آتشبار نے کہا کہ کیون صاحبو عشرت پسند کس لطف سے شراب لائی ہی کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو اُسکی بھی رال ٹپک پڑے سب نے کہا کہ حضور عشرت پسند نہایت عقیل ہی دیکھیے آج کس لطف سے گائی اور کس سلیقے سے شراب بھی لائی ہی قوم کی ڈومنی ہی آپ کو جو ذرا توجہ ہوئی اب اُسنے رنگ باندھدیا کہ عشرت پسند نقلی کشتی لیکر محفل مین آئی چند اشعار مضمون شراب کے بنا بنا کر اسطرح گائے کہ اہل محفل کے دل وجد کرنے لگے

نظم

ساقی پلا دے جام مئے خوشگوار کا
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا

صیاد اب تو چھوڑ دے بلبل کو قید سے
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا

برگشتہ قسمتون کی نہین خاک کو بھی چین	کھاتا ہی پیچ وتاب بگولہ غبار کا
دل کی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر	ادنے نمونہ ہی یہ مرے اضطرار کا

گاتے گاتے عشرت پسند نقلی نے عرض کی کہ ای شہنشاہ مین نے سُنا تھا کہ آپنے کسی کو قید کیا ہی مین امیدوار ہون کہ اُس قیدی کو مین بھی دیکھون یہ بھی سنون کہ کیا خطا کی ہی اسوقت آتشبار عجب نگاہ سے عشرت پسند کو دیکھ رہا ہی عشرت پسند نقلی نے ایسا گایا اور ایسا بتایا کہ آتشبار خوش ہو۔ ہا ہی کنیزون سے کہتا ہی کہ آج عشرت پسند کو یہین رکھ لو ہر چند کہ یہ مدت کی ملازم ہی مگر آج تو اِسنے بیچین کر دیا صورت تو کمبخت کی دیکھو ہرا دا جان لیتی ہی بادولت اسکو بعہدۂ معشوقی سرفراز کرین گے کہ شاپور جام لیکر سامنے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسے بادشاہون کو سرے شراب پلانا چاہیے آتشبار نے بے اختیار ہاتھ پھیلا دیے کہا کہ ای عشرت پسند اب تم اسی باغ مین رہا کرو آٹھوین دسوین دن گھر ہو آنا ہمین تمسے بڑی محبت ہی شاپور نے آنکھین دکھا کر کہا کہ کیا مجکو کھا لوگے مین نوکری نہین کرتی مین نے تو نوکری گانے اور ناچنے کی کی ہی اور بات کی نوکری ہرگز نہ کرونگی عزیزون مین بدنام ہو جاؤنگی برادری والے حقہ پانی بند کر دینگے شراب تو زہر مار کرو پھر جو مزاج مین آئے وہ کرنا مین کیا تم سے باہر ہون اب مین تمھارے جوش وخروش سے خوب ماہر ہون چند کنیزین جا کر قفس مینائے سرجوش لائین آتشبار نے چاہا کہ جام کسی کنیز کو دون شاپور نے بڑھ کر ہاتھ بڑھا کر پنجے پکڑے کہا یہ جام پیو اور انجام کا خیال نہ کرو ہر چند کہ آتشبار کا دل دھڑکتا ہی طائر درختون پر آشیانون سے نکل آئے ہین پر تول رہے ہین منقارین کھول کر بول رہے ہین آتشبار حیران ہی کہ کیا باعث ہی جو طائر پھڑک رہے ہین آخر شاپور نے بجبر آتشبار کو شراب پلائی جام پیتے ہی گھبرا گیا کہتا ہی کہ اِس شراب مین کیا تھا معلوم ہوتا ہی کلیجہ جل گیا مُنھ سے دھوان نکل رہا ہی تمام اعضائے جسمی جل رہے ہین شاپور نے کہا کہ ای شہنشاہ آپ کی آنکھین مجھے کھائے جاتی ہین کیا کہون کہ میرا دل خود دھڑک رہا ہی ڈرتی ہون کہ تم کہین میرے ساتھ گستاخی نہ کرو یہ سُن کر

آتشبار نے کہا کہ ای عشرت پسند مین حیران ہون کہ جب تنے جام لبریز کیا اور میرے
قریب لائین طائر آشیانون سے نکل آئے اسکا کیا باعث ہی کہ طائر مجکو منع کرتے تھے
کہ شراب نہ پیو مگر مین پی گیا دیکھیے اب کیا ہو یہ کہکر گھبرایا اپنے مقام سے اٹھا اتنے
عرصے مین شاپور نے چند کنیزون کو بھی جام پہونچائے اُن سے اشارہ کیا کہ صاحب
میرے پیر تھک گئے تم اپنے ہاتھ سے پیو سب کنیزون نے شراب پی آتشبار گھبراکر
جو اپنے مقام سے اٹھا کنیزین بھی ہان ہان کرکے اُٹھین آتشبار لڑکھڑا کر گرا کنیزین
بھی اسکے ساتھ گرین مع آتشبار کے بیہوش ہوئین شاپور نے نعرہ کیا مینا نے
پہچانا اشارہ کیا کہ پہلے میری زبان سے سوزن نکال لے یہ سارا باغ سحر سے
مملو ہی ای شاپور کیا کہنا کیا کمال کیا ہی کس لطف سے آتشبار ایسے ساحر کو
بیہوش کیا جیسے ہی شاپور نے زبان سے مینا کی سوزن نکالی یا تو مینا مجبور
ہورہی تھی یا قفس توڑ کر نکلی نکلتے ہی جو کڑک کر گری آتشبار کے دو ٹکڑے کیے شاپور
نے کنیزون کو قتل کرنا شروع کیا جیسے ہی آتشبار قتل ہوا طائر جو آشیانون سے
نکل آئے تھے یا تو زمزمہ سرائی کرتے تھے یا تڑپنے لگے پرون سے سر پیٹتے تھے مینا نے
کہا کہ ای شاپور جلد یہان سے نکل چلو کوئی آفت آیا چاہتی ہی شاپور و مینا نے
قصد کیا کہ باغ سے نکلین یکایک کنج باغ سے ایک آواز مہیب آئی کہ او مینا یہ تو نے
کیا حرکت کی آتشبار ایسے ساحر کو قتل کیا مگر اب کہان جائیگی شاپور شیر دل نے
اپنے تئین اُن ہی مردون مین گرادیا کسی کے پانون مین سر ڈالا کسی کے نیچے چھپا
مینائے سرجوش نے جو آواز سُنی پلٹ کر دیکھا کہ کنج باغ سے ایک ساحر آتا ہی
لاف وگزاف کرتا ہوا اسباب سحر ہاتھ مین غصہ بات بات مین وہین سے للکارا کہ او
مینائے سرجوش تو نے غضب کیا وہ عیار طرار کہان گیا کہ جسنے آتشبار ایسے ساحر
کو دھوکا کیا متم گلزار بلا خیز مینا کے قریب آکر کچھ ماش کے دانے پھینکے ادھر تو
اسنے ماش کے دانے پھینکے اُدھر طائر آشیانون سے نکل آئے مینا پر بلوہ کرنے لگے
مینا نے دیکھا کہ طائرون نے گھیرا ہی جھولی مین ہاتھ ڈال کر ایک کاغذ سیاہ نکالا

اُس کاغذ کا ایک بارکاٹا جیسے ہی اُس کاغذ کو چھوڑا صاف معلوم ہوتا تھا کہ ایک باز شکاری طائرون پر گرا چیر کر پھینکنے لگا گلزار بلاخیز نے جو دیکھا کہ تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو طائر شکار ہوے پکارا کہ ای شجر باغ پیرا اب تم کیون خاموش کھڑی ہو مینا نے دیکھا کہ سب نخل ہلنے لگے اُن مین ایک نخل کلان تھا کہ اُسکے پتے مثل برق کے چمکتے تھے اُس نخل کی جڑ سے دھوان نکلنے لگا یکایک بیخ شق ہوئی ایک ساحرہ بجوش و خروش بیخ نخل سے نکلی آواز دیتی ہوئی کہ ای مینائے سرجوش تو نے اس باغ کو ویران کیا دیکھ تو باغ کا کیا حال ہی مینا نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سب نخل جل رہے ہین مگر ساحرہ نے نکلتے ہی کارد پھینک ماری مینائے سرجوش نے سحر کرکے کارد کو روک لیا اُسی کارد کو روک کر اُس ساحرہ پر پھینک مارا کئی طائرون نے سینے اپنے سپر کردیے مگر طائرون کے بھی سر کٹے طائرون کو مار کر وہ کارد مثل برق چمکتی ہوئی قریب سینے کے پہونچی سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری ایک ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شجر باغ پیرا بود دیگر اُس ساحرے نے جو دیکھا کہ شجر قتل ہوئی مرتے ہی اُسکے درخت گرنے لگے شاخون سے اُنکی خون جاری ہوا اُس ساحرنے جھپٹ کر سر اپنا پیٹا ہاے شجر کہکر روتا تھا اور کہتا تھا کہ ای شجر تم باغ ویران کر گئین یہ کہکر سر زمین پر دے مارا اور پکار کر آواز دی کہ ای مدہوش زمین کن اسکو لینا مینائے سرجوش جانے نہ پائے یکایک زمین کانپی ہر چند مینا نے چاہا اپنے کو قایم رکھون مگر نہ تھم سکی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی وہ ساحر دوڑا کہ مینا کو قتل کرون کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای صاحب مجکو بچانا اُس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک مہ جبین قمر عذار نشۂ حُسن سے سرشار پائچے سنبھالے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا سٹ پٹ کرتی ہوئی آتی ہی شانے پر تلوار پڑی ہی قطرات خون ٹپکتے ہوے ساحر نے جو روے زیبا دیکھا بیقرار ہو گیا ٹھنڈھی سانسین کھینچنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرور وان باغ محبوبی نظم

ظاہر ہی یہ ای یار تری کم سخنی سے	لب بند ہوے جاتے ہین شیرین دہنی سے
اخوان کی عداوت سے ہوا شہرۂ یوسف	کچھ پیش نہین جاتی ہی قسمت کے دھنی سے

بوسے لب یار کے کھوئی ہی تپ غم ٭ یہ آگ بجھائی ہی عقیقِ یمنی سے ٭

افسانے سے بدتر ہی جو ہو راز ہویدا ٭ اظہار فقیری نہین بہتر کفنی سے ٭

روتا ہی اُدھر ابر اِدھر ہنس رہی ہی برق ٭ گریے کوئی خوش ہی کوئی خندہ زنی سے

طفلی مین اشارہ تھا یہ اُس چشم سیہ کا ٭ ہم آنکھ لڑاوینگے غزالِ ختنی سے

وہ صدمے اُٹھائے ہین تپ عشق سے مین نے ٭ اندیشہ نہین نزع کی اعضا شکنی سے

گردون سے نہو دولتِ دنیا کا طلبگار ٭ کب فیض کو پہونچا ہی کوئی مال دنی سے

افسوس کہ فرہاد کو پہلے ہی نہ سوجھی ٭ سر پھوڑ کے مرجاتا نہ اس تیشہ زنی سے

اصدرسے مغرور زمین پر نہ رکھا پانون ٭ پھولے نہ سمائے کبھی گُل پیرہنی سے ٭

کیا چیز ہی اے آہ ترے سامنے گردون ٭ فولادی سپر ٹوٹی ہی برچھی کی انی سے

کرتے ہین جبث یار ملامت مجھے آتش ٭ مجبور ہی یہ خاک کا پتلہ شدنی سے

اے جان جہان کیا صدمہ گذرا کس سنگدل نے تمکو زخمی کیا کیونکر اُسکا ہاتھ اُٹھا ایسے محبوب پر کیون نیمچہ مارا اُس نازنین نے دیکھکر آواز دی کہ جس عیار نے آتشبار کو مارا وہ کھڑا تھا میرے مُنھ سے نکلا کہ یہی عیار ہی جسنے آتشبار کو مارا بس اُسنے لپک کر مجکو ایک نیمچہ ماردیا مین نے چاہا کہ ہٹ جاؤن مگر اُسنے تاک کر ایسا وار کیا کہ مین زخمی ہوئی سامنے جو مکان ہی اُسمین جا کر چھپا ہی آپ چلیے بتادون یہ کہکر اُس ساحر کو اپنے ساتھ لیا میٹھی میٹھی باتین کرتی ہوئی چلی کبھی ہاتھ تھام لیتی ہی کبھی پٹے پکڑ لیتی ہی کبھی ہنس دیتی ہی وہ نازنین اس طرح پر لگائے لیے جاتی ہی قریب ایک قصر کے آکر جھجکی اور ٹھہر گئی کہا کہ اے شہنشاہ ساحران وہ دیکھیے عیار بیٹھا ہی ساحر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا مجکو تو کوئی نہین معلوم ہوتا نازنین نے ہنس کر پٹے پکڑ لیے کہا کہ او بے حیا تجھے سوجھے کیا آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک کٹوا ڈالو تو سوجھے میرے مُنھ کو ہاتھ لگاتا ہی تیرا مُنھ توڑ دونگی اور اب جو ہاتھ لگایا تو ہاتھ کاٹ ڈالونگی لیکن اسکا خیال رہے کہ وفاداری کرنا بیوفا سے مین نہ نباہ سکونگی پھٹا پُرانا کپڑا پہنونگی عصمت سے گھر مین بیٹھی رہونگی محلے والون سے واسطے بھونگی تمہارے منہ مین کالک لگاؤنگی ساحر نے کہا کہ اے جان جہان تمکو خاتون محل

قرار دونگا کنیزان زرین پوش برائے خدمتگزاری مقرر کرونگا وہ مرتبہ تیرا کرون کہ معشوقان
عالم رشک کرین نازنین نے کہا کہ نگوڑے گولہ مار کہ عیار گرفتار ہو صورت تیری خونخوار ہی
کیونکر جانون کہ امید وفا ہوگی مگر مین بھی اپنا یہ طریقہ کرونگی دروازے پر کھڑی
رہا کرونگی جو محلے مین نکلا اُسکو پکارا کہ بھیا کہان جاتے ہو آگ دیتے جاؤ جب آگ دی
اُسکی داڑھی جلادی محلے مین ہنگامہ رہیگا یہ مشہور ہوگا کہ ساحر صاحب کی جورو بڑی
ظالم ہی تم جھلا کے گھر مین آؤگے مین تمھاری بھی خدمت کرونگی دیکھو وہ عیار رنگا پھر رہا
ہون رہا ہی ایسا نہ ہو کہ بھاگ جائے جلدی گولہ پھینکو کہ پاؤن اُسکے زمین تھام لے
ساحر نے ہر چند انکار کیا کہ صاحب کوئی معلوم نہین ہوتا نازنین نے جھلا کر کہا کہ ارے
نگوڑے تو گولہ تو پھینک کہ وہ عیار گرفتار ہو آخر ناچار ہو کر وہ ساحر گولے کو زور سے
چرخ دیتا ہوا بڑھا ہی چاہا کہ گولہ پھینکون نازنین نے پیچھے ہٹ کر حلقہ ہائے کمند
گلے مین ڈال دیے اور نعرہ کیا کہ منم شاپور شیر دل جھٹکا مار کر جابمار دیا کہ ساحر
بیہوش ہو کر گرا مینائے سرجوش زمین پر پڑی تڑپ رہی تھی آنکھین کھلی ہین سب معاملہ
دیکھ رہی ہی کہ شاپور نے خنجر مارا اُس ساحر کا شکم چاک قصہ پاک ہوا مینائے سرجوش
اُٹھ کھڑی ہوئی پکار کر کہا کہ ای شاپور تمنے بڑا کارنمایان کیا مین اس بے حیا کے سحر مین
مبتلا ہو چکی تھی اسکے مرنے سے ہوش وحواس درست ہوے پس اب جلد نکل چلو ایسا نہو
کہ کوئی اور آجائے مینائے سرجوش و شاپور شیر دل اُس مقام ویران سے نکلے
تھوڑی دور چلے تھے یہان لشکر ایرج پر آگ برس رہی تھی ابر آتش فشان چھایا ہوا تھا
یکایک ابر شق ہوا جو لوگ جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اُٹھے ایرج نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی
شاپور نے جا کر کچھ کام کیا کہ ہرکارون نے بڑھ کر خبر دی کہ ای شہریار شاپور و مینا
آتے ہین مینائے سرجوش و شاپور شیر دل آ کر پہونچے لشکر مین چہل پہل ہونے لگی لیکن
فتانہ آفت خیز اپنے مقام پر بیٹھی ہی کہ چند زاغ و زغن اُڑتے ہوئے آئے اپنی زبان مین
بیان کیا کہ ای ملکہ عالم مینائے سرجوش شریک ایرج نوجوان ہوئی آتشبار کو
قتل کرایا وہ دونون ملک قبضے مین ایرج کے آگئے یہ سنکر فتانہ نے سر دربار آواز دی

یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ ایرج کو گرفتار کر کے لائے مین فوراً قتل کرون کہ میری اقلیم مین سے دو ملکو فتح ہوے اب وہ آگے بڑھین گے دیکھیے انجام کیا ہو خداوند تو اپنے مقام پر خاموش بیٹھے ہین لوح میرے پاس رکھ کر مجکو آفت مین ڈالا سیماب کیمیا نظر نامے ایک پہلوان اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم جاتے ہی کھلبلی ڈالدونگا اور ایرج کو گرفتار کر کے لاؤنگا کیا میرے ہاتھ سے وہ بچ سکتا ہی آپ کو یاد ہوگا جس ملک پر گیا اُسکو فتح کیا اور مین نے خبر سُنی ہو کہ ایرج ایک چھوٹے قد کا جوان ہی دبوچ کر ہڈیان توڑ ڈالونگا ایسے ایسے لاف وگزاف کر کے اُٹھا ساٹھ ہزار فوج ہمراہ لیکر چلا راہ مین قلعہ جات جو ملے اُن سب کو تسکین دیتا ہوا جاتا ہی کہ یارو نہ گھبرانا مین براے مقابلۂ طلسم کشا جاتا ہون ہر قلعہ دار اسکی دعوت کرتا ہی دعوتین کھاتا ہوا مقابلۂ ایرج مین پہونچا مینا ے سرجوش نے ایرج نوجوان کو آکر خبر دی کہ حضور سیماب کیمیا نظر کہ پہلوان زبردست ہی براے مقابلۂ حضور آیا ہی ایرج نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اسکو قضا لائی ہو سر میدان قتل کرونگا یہان سیماب نے شام کو طبل جنگی بجوایا ایرج کو خبر پہونچی جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم

رُخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھو نسے تارے نہان	اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

دونون لشکر میدان کارزار مین آگئے سیماب کیمیا نظر بڑے زور شور سے میدان مین آیا بحقارت تمام لشکر ایرج کو دیکھ رہا ہی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے سیماب نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آکر سلحشوری کرنے لگا پُکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے اخفاے پنجہ کش نے مرکب باد رفتار نکالا سامنے ایرج کے آیا عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان مجھے ہمیشہ سے اس پہلوان سے کد ہی کبھی ایسا موقع نہ آیا

کہ اس سے مقابلہ کرتا مگر آج ضرور اس سے مقابلہ کرونگا ایرج نے حکم دیا کہ ای
برادر خدا حافظ و ناصر پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے پہلوان زبردست سے مقابلہ ہی
سمجھ کر سامنا کرنا مگر تمکو یہ پہچانتا ہو اخفا نے عرض کی کہ حضور یہ خوب آگاہ ہی یہ کہکر
اخفاے پنجہ کش مرکب اُڑا کر سامنے سیماب کے آیا سیماب نے جو اخفا کو دیکھا کہا
کہ ای اخفاے پنجہ کش تمنے یہ کیا غضب کیا کہ مسلمان کا ساتھ دیا قدرت تم سے کیسا
خفا ہونگے اب تمھارا اُنکا سامنا ہوگا تو کیا جواب دوگے اخفا نے جواب دیا کہ خدا
اُس ملعون کا سامنا نہ کرائے سیماب نے کہا کہ مین تجکو گرفتار کر کے سامنے قدرت کے
لیچلونگا اخفا نے جواب دیا کہ خدا اُس دشمن خدا کے سامنے نہ لیجائے مین اُس بیحیا پر
لعنت کرتا ہون سیماب نے جھلا کر نیزہ مارا اخفا نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین اخفا نے ایک مقام پر چاہا کہ
نیزے کو نیزے سے تھپیڑا ماردن سیماب نے جھلا کر نیزہ اخفا کا تھام لیا اور
نیزہ توڑ ڈالا اخفا نے جھلا کر تلوار کھینچی دونون مین تلوار چلنے لگی ایک مقام پر
سیماب نے جلدی کر کے کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ اخفا کی پلک جھپک گئی تلوار
جو پڑی تا دو ابرو پہونچی اخفا نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر نکلی مگر چادر خون کی
چہرے پر آئی اخفا نے جی داری کر کے ہاتھ مارا سیماب نے گینڈا ہٹا لیا تکان
جو پہونچی سر اخفا کا ہرنہ زین کو جا لگا سیماب نے ارادہ کیا کہ سر کاٹ لیون
اُس وقت اہل اسلام بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای پروردگار دای بے نیاز
دای کارساز اس مرد مسلمان کو ہاتھ سے اس کافر کے بچالے نظم

بے مکان بودن مکان طالبان وحدت است	بے نشان بودن نشان عاشقان وحدت است
خارج از فہم زبانداناں زبان وحدت است	از بیان شارحان بیرون بیان وحدت است
در زمانہ عالم توحید از عالم جدا است	در جہان از دیدہ پوشیدہ جہان وحدت است
میرسد بربام عرش اعظم از فرش زمین	ہر کرا حاصل بعرفان نردبان وحدت است
ذات واحد گر دش از بند دوئی یکسر خلاص	دخل ہر بندہ کہ در دار الامان وحدت است

حرز جان ہر موحد ہند یا دیوان تست ۔ زانکہ ہر یک مصرع تو داستان وحدت آمدست

ایرج دیکھتے ہین کہ جب تک مین ارادہ کرونگا وہ اسپر ہاتھ مار دیگا افسوس ہی ایسا پہلوان ضائع ہوتا ہی کف افسوس مل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی مگر گرد عظیم اٹھی کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ سب کے آگے نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب طلسمی پر سوار تخت پر سکندر ثانی ایک طرف نجم اختر شناس اور ایک طرف ارسطوے ثانی اور سرداران تہمتن پشت پر پرا باندھے ہوے اور دھوم سے سات آٹھ لاکھ کا لشکر نوبت و نقارے بجتے ہوے مگر شاہزادہ نور الدہر کی نگاہ پڑی کہ ایک پہلوان زخمی کو ایک کافر قتل کیا چاہتا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ باش او بیحیا خبردار ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ لشکر کو پامال کردونگا یہ کہکر مرکب کو ایڑ کی تازیانہ جو اٹھایا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا بقول شاعر نظم

قرو صف توسن رقم کیا کرون ۔ کہ شبدیز خامے کا پالنگ ہی

لا ہی عجب رنگ مشکین اسے ۔ اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی

تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار ۔ صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی

ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال ۔ قدم با قدم مائل جنگ ہی

قدم کی روانی کو دریا لکھون ۔ وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی

نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح ۔ کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

مرکب نے طرارہ بھرا نور الدہر نے نعرہ کیا کہ تمام صحرا ہل گیا سیماب رکا نور الدہر فوراً مرکب اڑا کر بیچ مین آگئے اخفا کو تو ہٹا دیا آپ سینہ سپر کرکے سیماب کے مقابلے مین آئے سیماب نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا سیماب کا کلائی سے ہاتھ کٹ کر گرا سیماب نے جوش جرأت مین بائین ہاتھ مین تلوار لی پھر وار کیا نور الدہر نے دوسرا ہاتھ بھی کاٹا جب دونون ہاتھ کٹے ہاتھ ہاتھ سے گئے تو اسکی کون دستگیری کرے اسنے گینڈے کو ٹھکرایا چاہتا تھا کہ نکل جاؤن مگر نور الدہر کب جانے دیتے ہین کمر بنا کر سر پر ہاتھ مار دیا تلوار تڑپ کر گری خود کو کاٹ کر سر پر گری تا جگرگاہ کاٹتا

بقول شخصے سیماب کشتہ ہوا اب البتہ اکسیر ہو گیا لشکر والون نے چاہا کہ شاہزادہ نور الدہر پر حملہ کرین سکندر ثانی نے ہاتھ سے اشارہ کیا برقین لشکر کفار پر گرنے لگین نجم نے دستک دی کہ صحرا سے چند شیر پیدا ہوے لشکر سیماب تباہ ہونے لگا ایرج نے قہقہہ مار کر کہا کہ سبحان اللہ کیا جرأت ہی ساحرون کے بھروسے پہ لڑنے نکلے ہین اگر اُسکے ساتھ بھی ساحر ہوتے تب حال معلوم ہوتا نور الدہر نے سکندر کو منع کیا خود تلوار کھینچ کر جا پڑے طہماس ایسا سردار پہلو پر اپنے جو سا طور ہلایا سر کٹ کٹ کر کافرون کے گرنے لگے آخر افسر آپس مین صلاح کر کے ہاتھ باندھے ہوے سامنے سکندر کے آگے عرض کی کہ ای شہریار سلطنت آپ کا حق ہی ہمارے بزرگون نے آپ کا نمک کھایا اور ہم بھی نمکخوار ہین مگر تفرقہ اندازی سے مجبور و ناچار تھے امیدوار ہین کہ معاف فرمائیے ہم آپ سے نہین لڑ سکتے ہین سکندر ثانی نے سب کو امان دی خیمے و خزانہ لوٹ لیا سب کو اپنے ساتھ لیا خیر تو سن چکے ہین کہ ایرج نوجوان نے ادھر کے دربند فتح کیے ہین اُسی طرح روا روی کرتے ہوے جانے لگے ایرج نے شاپور سے کہا کہ اگر ہین ٹھہرے تو انکو دو کو آج انکو کھانا کھلوا دین مگر نور الدہر پر سر راہ سے کہا کہ ہم ٹھہر نہین سکتے ساٹھ ہزار جوانون مین جو مارے گئے تھے وہ تو مارے گئے باقی نور الدہر کے ساتھ ہوے ان سب کو نور الدہر ہمراہ لیکر روانہ ہو گئے ایرج اپنے لشکر کو لیکر پلٹے شاپور سے فرمایا کہ ای شاپور تو نے دیکھا کہ نور الدہر کیسے بخوف ان دربندون سے گذرے ہین ہر چند کہ بڑا میلہ جمع کر لیا ہی مگر سب بیکار ہی ساحران نامی پر بڑا غرہ رکھتے ہین دیکھیے انکے واسطے کیا ہو مگر ہمسے انکی تباہی و بربادی دیکھی نہ جائیگی جب انپر کوئی آفت آئیگی برابر پہونچین گے یاقوت جنی نے عرض کی کہ ای شہریار اب حضور تامل نہ کرین کچھ ملک بیچ مین ہین اُسکے بعد وہ ملک ملیگا جس ملک کی مالک فتانہ آفت خیز ہی وہان معرکہ عظیم پڑیگا اب حضور تردد نہ کرین ساحر سحر بھی نہین کر سکتا مینا سے سرجوش ایسی ساحرہ ساتھ ہی ایرج نے کہا کہ مین پہلے اُنسے کہہ چکا ہون کہ جہان غیر ساحر کا لشکر ہو تم ہرگز دخل نہ دینا اگر ساحر سے مقابلہ پڑے

اُس وقت مین تمکو اختیار ہی رات بمشکل کاٹی پہر رات رہے سے لشکر تیار ہوا ملازمان
سیماب لاشہ اُسکا لیکر بھاگے تھے راہ مین ایک قلعہ ہی کہ قیلاب خارہ شکن وہانکا
حاکم ہی وہ بالاے قلعہ بیٹھا تھا کہ دیکھا چند کس اُفتان و خیزان گریان و نالان
ایک لاش لیے ہوے جاتے ہین قیلاب نے عیار سے کہا کہ دریافت توکرو کہ یہ
لاش کسکی ہی کہان سے لاتے ہین اور کہان لیے جاتے ہین عیار نے دریافت کرکے بیان کیا
کہ سیماب کیمیا نظر طلسم کشا کے ہاتھ سے کشتہ ہوے اُن کے ملازم لاش لے بھاگے
سامان دفن وکفن مین مصروف ہین یہ سُن کر قیلاب قلعہ سے نکل آیا چند کس کو ساتھ لایا
دفن وکفن کا موافق اپنے مذہب کے انتظام کیا ناری کو جلادیا ملازمان سیماب سے کہا
کہ تم لوگ ہمارے ساتھ آؤ تُمھاری خدمتگزاری کرین اور تمھارے مالک کے خونکا
بھی بدلہ ہوگا قلعے مین آکر صلاح کارون کو جمع کیا صلاحین کر رہا ہی مگر کوئی بات اسکے
ذہن نشین نہین ہوتی کہتا ہی کہ میرا ارادہ ہی کہ جاکر طلسم کشا کو مارون معاوضہ خون
سیماب لون مگر نہین معلوم کیا خرابی پڑے سیماب ایسا پہلوان نہ تھا کہ ہرکس وناکس کے ہاتھ
سے کشتہ ہوتا ارادہ ہی کہ لشکر کشی کرون اور میرا لشکر مثل مور وملخ کے ہی کون تاب لاسکیگا پوچھا
کسقدر لوگ تیار ہین رفقانے عرض کی کہ تین لاکھ فوج مسلح تیار ہی اور وہ وہ لوگ ہین
کہ اگر اشارہ کیجیے تو دریاے آتش مین جا پڑین دیوون سے لڑین صلاحین کرکے اُچک کر
تخت پر سوار ہوا ہمراہیون نے تخت اُٹھایا سب سے قیلاب کہتا ہی کہ جاتے ہی
لشکر طلسم کشا پر آفت برپا کرونگا تین کوس قلعے سے نکل کر اُتر پڑا کہا یارو آج تو اس مقام پر رہو
کُل کوچ کرینگے قیلاب تو اُتر پڑا اہل لشکر گھر سے کوچ کرکے آئے ہین تھکے ماندے رنج
جدائی اہل وعیال شام سے آکر پڑے سو گئے طلایہ دار بھی دو تین ہزار جوانون سے تھوڑی
دور پھرا ایک بازار مین آکر سو رہا گھوڑے دوکانون مین باندھے اور باہر زین بچھاکر
لیٹے ہواے سرد چلی سو گئے یہان سے تین کوس پر ایک صحرا ہی کہ شاہزادہ غضنفر بن
اسد یہان اُترے ہین تین دن سے فاقون پر کڑاکا ہی کوئی گاؤن وغیرہ نہ ملا کہین کسی
سود اگر کا نشان معلوم ہوا شام کو ہمہ سے کہا اے یار وفادار آج حال ابتر ہی ہمراہیونکا بھی

یہی حال ہوگا کچھ پتہ لگاؤ تو اس بھوک مین اپنی جان دین اور مرجائین جہاں برائے خبر چلا
ایک بلندی سے دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہی اور ایک بارگاہ بھی استادہ ہی گھوڑے جابجا
ٹہل رہے ہین مگر سب مسلح و مکمل لشکر مین آیا دریافت ہوا کہ قیلاب خارہ شکن برائے
مقابلۂ نورالدہر جاتا ہی دریافت کرکے بھاگا غضنفر برہم بیٹھے ہین کہ ہمنے آکر خبر دی
کہ حضور لشکر تو اُترا ہی مگر سب مسلح و مکمل ہین غضنفر نے کہا ہرن ہم تو جان دینے پر آمادہ
بیٹھے ہین یہ کہکر بوق ترکی بجایا جسمین یہ آواز تھی کہ ای قزاقان تیار شوید قزاقون نے
جو یہ آواز سُنی آپس مین کہا کہ یارو عجب دیوانے کا ساتھ ہی کسی حال مین فرصت نہین
دیتا ہو دوسرے نے جواب دیا کہ یارو انصاف تو یہ ہی کہ ہمنے جو کھانا نہین کھایا تو اس
شہریار نے بھی نہین نوش کیا جس حال مین ہم ہین اُسی حال مین وہ شہریار بھی ہی اپنے
مقام سے اُٹھے دوسری آواز مین گھوڑے بھی آگئے تیسری آواز مین سب تیار ہوکے
سامنے آئے دیکھا کہ غضنفر اسپ بادپا پر سوار گھوڑا چمکا رہے ہین غضنفر نے کہا کہ بھائیو
یہان سے تین کوس پر لشکر اُترا ہی برائے مقابلۂ بھائی صاحب جاتا ہی غلّہ وغیرہ ضرور
ساتھ ہوگا خزانہ بھی ہوگا اس ترکیب سے چلو کہ خزانہ لوٹ لو غلّے پر قبضہ کرو سہولیت
مین نکل کر چلے آؤ سب نے عرض کی کہ ای آقا ایسا ہی ہوگا غضنفر گھوڑا اُڑا کے چلے
ملکہ کہکشان جادو سو رہی تھین کنیزون سے کہا کہ خبردار اس طرح پیر دبانا کہ ملکۂ عالم
بیدار نہ ہون اور اگر بیدار ہون پوچھین تو کہنا کہ آپ یہین تشریف رکھین شاہزادہ شکار کو
گیا ہی آتا ہوگا کنیزین خاموش ہو رہین مگر غضنفر گھوڑا اُڑائے ہوے سامنے لشکر
قیلاب کے پہونچے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا آگاہ ہو
کہ منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان
نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر +
یہ کہکر چند تیر مارے اور لشکر پر آگرے مگر قزاقون نے بازار غلہ فروشان مین آکر گٹھے اناج
کے اُٹھائے گھوڑون پر لادلیے دس ہزار جوان لڑتے بھڑتے در خزانہ پر پہونچے نگہبانون
کو مار کر ہٹایا خزانے پر گرے توڑے کے توڑے اُٹھا اُٹھا کر لادے ایک ایک قزاق نے

تین تین توڑے چار چار توڑے اپنے اپنے مرکبون پر رکھے وہ مرکب بھی ایسے ہین کہ اتنا بڑا بار لیکر چلے مگر ملازمون نے جاکر قیلاب کو جگایا اور کہا کہ طلسم کشا آپ کے لشکر پر شبخون آئے ہین دس بارہ ہزار آدمی قتل ہو چکے ہین خزانہ لٹ گیا بازار غلہ فروشان تباہ ہو گیا قیلاب اٹھا نکل کر گینڈے پر سوار ہوا دیکھا کہ بارگاہین جل رہی ہین ہر طرف سے صدائے الامان بلند ہی قزاقون نے تمام لشکر کو پامال کر دیا ہی لڑتا ہوا چلا اور نعرہ کیا کہ ہان یاروان سب کو گھیر لو چہار طرف سے کافرون نے بلوہ کیا تین لاکھ فوج مین اسی ہزار قزاق گھرے ہین غضنفر جس غول پر جھپٹ کر جاتے ہین ساتھ والون کو بچا لیتے ہین جس افسر کو آتے دیکھا اسکے گینڈے پر تیر مار دیا گینڈے کی جو آنکھ پر تیر پڑا تڑپ کر بھاگا دس بیس کو پامال کیا غضنفر چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر سب کو نکال لے جاؤن مگر کفار پیچھا نہین چھوڑتے عین گرمی جنگ ہی لڑتے لڑتے صبح ہو گئی ہی اب آپس کی لڑائی موقوف ہوئی جملہ ملازمان قیلاب قزاقون کو گھیر گھیر کر مارتے ہین قزاق چونکہ پر بار ہین گھوڑے رہروی سے مجبور ہو نکلتے ہین آخر جان دیتے ہین مگر ایک ایک قزاق نے دس دس کو مار کر جان دی آفتاب عالمتاب برآمد ہوا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی نقد روح وروان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کوچ کر کے چلے ہین آواز گیرودار جو کانون آئی شاپور سے کہا کہ دیکھو تو شاید کشتی گیرزادہ کہین لڑ رہا ہی شاپور نے جو آکر دیکھا تو غضنفر کھڑا ہوا ہی زخمون مین چور چور مگر شیرانہ لڑ رہا ہی جسپر جا پڑا اُسکو مارا سیکڑون پہلوانون کو مار کر گرا دیا ہے شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی کہ حضور لٹیرے صاحب لشکر قیلاب پر گرے تھے گھر گئے ہین جلد چلیے ایسا نہ ہو کہ دشمن اُنکے قتل ہو جائین ایرج نے جو غضنفر کا نام سُنا بیقرار ہو گئے کہا کہ یہ دیوانہ بھی بلائے روزگار ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا غضب خدا کا ایسی جنگی فوج پر جا پڑا شاپور نے کہا کہ اسقدر مال لوٹا ہی کہ گھوڑے اپنے مقام سے ہل نہین سکتے ایرج نے گھوڑا بڑھایا اُسوقت ایرج سامنے آکر پہونچے کہ دیکھا غضنفر لڑتا بھڑتا قیلاب کی طرف جاتا ہی ایرج نے بڑھ کر للکارا کہ او بیحیا اُس طفل سے تو کیا مقابلہ کرتا ہی ہمسے مقابلہ کر تو مزہ شجاعت کا ملے یہ کہہ کر گھوڑا بڑھایا راہ مین علمدار لشکر

ہاتھی کو بڑھائے ہوے جاتا ہی علم زنگاری کھلا ہوا فوج کو ترغیب دیتا ہوا کہ ہان یارو جم کر
لڑو قزاقون کو گھیر کر مار لو اُسکی ترغیب دینے پر اہل فوج جم جم کر لڑ رہے ہین ایرج نے
گھوڑا بڑھایا کرہ بن اشقر ایسا مرکب طرارہ بھر کر جا پڑا دونون ٹاپین مستک پر ہاتھی
کی رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر ہاتھ مارا کہ علم لشکر کو مع
علمدار و ہاتھی کے کاٹ کر زمین کو آکر تلوار نے بوسہ دیا علمدار کے مرتے ہی فوج بیدل ہوئی
ہمراہیان ایرج نے چہار طرف سے فوج کو تہ و بالا کیا قزاقون نے جو اتنی مہلت پائی
بلوے سے لڑتے ہوے نکلے دور سے دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان شیرانہ و پلنگانہ
لڑ رہے ہین جس طرف جا پڑتے ہین کافر بھاگتے ہین کہ ایرج نوجوان نے بڑھکر قیلاب کو
للکارا کہ او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد اُس طفل کا جو یاہی اور ہم تیرے جویا ہین
قیلاب اپنے غرور مین کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتا گینڈے کو پھیر ایرج مرکب
اُڑا کر قریب آئے اُسنے اوپر سے ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا خبردار خبردار
کہکر ہاتھ مارا تیغۂ دودمہ سکندری دست زبردست ایرج نوجوان تیغہ جو تڑپکر گرا
قیلاب نے گردہ سپر فولادی کا اُٹھا دیا مگر تیغۂ ایرج نے سپر کے دو ٹکرے کیے سپر کو
کاٹ کر خود کو کاٹا قیلاب کے سر مین زخم آیا خون جو پیشانی سے نکل کر تمام جسم پر بہا
قیلاب نے گینڈا پھیرا ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو اس گستاخ کو مار لو چار طرف
سے پہلوان آپڑے ایرج نے قتل کرنا شروع کیے جو پہلوان سامنے آیا ہاتھ سے ایرج
کے مارا گیا کئی سو پہلوان اُسی مقام پر مارے گئے مگر لڑتے ہین اور بھاگے جاتے ہین
قیلاب نے دیکھا کہ فوج کے پاٴون نہین جمتے قلعے کی طرف یہ بھی بھاگا ایرج نے پیچھا کیا
قیلاب بھاگ کر قلعے مین چلا آیا جو لوگ باہر رہگئے اُنکو ایرج نے قتل کیا باقی بھاگ کر
قلعے مین پہونچ گئے قیلاب نے بالاے قلعہ آکر افسر اعلےٰ سے کہا کہ اب یہ تدبیر کرو کہ
گولہ اندازون کو بلاؤ گولہ انداز حاضر ہوے توپین لچھے لچھے لگا دین دو چار گولے مارے
مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اہل اسلام برابر بلوہ کیے چلے آتے ہین ایرج نے چاہا کہ قلعے پر
جا پڑون شاپور نے باگ مین ہاتھ ڈال دیا کہا کہ اے شہریار آگے بڑھنا بہتر نہین

اہلِ قلعہ نے آگ برسادی اور آپ کے ساتھ والے سب جلے جاتے ہین آپ اکیلے قلعے پر پہونچین گے اور باقی سب جل کر تمام ہو جائین گے ایرج نے شاپور کا کہنا نہ مانا اور گھوڑا بڑھایا پلٹ کر فوج کو روک دیا کہا کہ ہان یہا ئیو جب مین پھاٹک توڑ ڈالونگا اُس وقت آجانا جرأت دکھانا ایرج گولون کو رد کرتے چلے گھوڑا طرارہ بھرتا ہوا جاتا ہی جسنے گولہ مارا ایرج نے گولے پر گرز مار دیا گولہ اُلٹا پلٹ جاتا ہی راستے کو بجرأت طی کیا قریب خندق پہونچا چاہا کہ خندق فراؤن قیلاب نے دیکھا کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای شہریار آج کی شب مجھے مہلت دیجیے کل صبح کو جنگ کرونگا یا آپکی اطاعت کرونگا ایرج نے گھوڑا پھیرا اس آرزو پر پلٹے کہ غضنفر سے ملاقات ہوگی تو اُسکو منع کر دین گے کہ ایسی جنگی فوج پر نہ جا پڑا کرو اگر مین نہ پہونچتا تو گھر گئے تھے یہان جو غضنفر نے مہلت پائی خزانہ لوٹ چکے تھے غلہ لاد لیا کب ٹھہرتے ہین صحرا کی طرف روانہ ہو گئے تھے ایرج نے پلٹ کر غضنفر کو نہ پایا کہا کہ ای شاپور مجھے کیا ضرورت ہی کہ اپنے کو اس آفت مین پھنساؤن یہ تو ظاہر ہوا کہ قیلاب شکست کھا کے قلعے مین گیا وہ دیوانہ آ کے اِسکو مسلمان کریگا یہ سوچ کر صحرا کی طرف روانہ ہوے قریب ایک کوہ کے آکر اُترے مگر شاپور سے کہا کہ دریافت کرو غضنفر کس مقام پر ہی شاپور شیر دل تلاش مین چلا یہان غضنفر جو پلٹ کر آئے ایک صحرا مین آکر اُتر پڑے چونکہ قزاق کئی دن کے فاقے سے تھے چولھے تیار ہوے روٹیان پکانے لگے بعض نے کھچڑی چڑھا دی اور دائرہ پکڑ کے بیٹھے چاربیت ہونے لگی بعض نے کہا کہ طائفہ بُلاؤ آکر مجرا کرے غضنفر بیٹھے ناچ ملاحظہ کر رہے ہین توڑے کٹ رہے ہین مٹھی بھر بھر کے رنڈیون کو دے رہے ہین وہ ریتی مین ناچ رہی ہین فرش کی بھی طلبگار نہین ہین بعض شوخ و شنگ جمال بے مثال غضنفر دیکھ کر مبہوت ہوگئین یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

جوشِ جنون کے ہوتے ہین سامان نئے نئے	دیتے ہین پھندے تار گریبان نئے نئے
محفل مین روز ہوتے ہین سامان نئے نئے	پیدا کیے ہین طرز مری جان نئے نئے
پابند ہو گا دل کسی زنجیر زلف مین	دیکھے ہین شب کو خواب پریشان نئے نئے

محراب کعبہ ابروِ بت سے ہی آشکار ؎ ہین کفر و دین مین بھی سامان نئے نئے
ہر زخم ایک چمن ہی تو ہر داغ لالہ زار ؎ پھولے ہین میرے دل مین گلستان نئے نئے
کیونکر نہ شاعری کو سر نو سے ہو عروج ؎ سامع نئے نئے ہین سخندان نئے نئے
جدت نئے ہو گیا ہی ہمین اُس پری سے عشق ؎ ہین حوصلے نئے نئے ارمان نئے نئے
ہی ہر طرف کو گنج شہیدان کی اک بہار ؎ پھولے ہین جابجا چمنستان نئے نئے
گہ یاس گاہ رنج گہے حسرت و ملال ؎ آتے مکانِ دل مین ہین مہمان نئے نئے
میعاد ختم قید بلبل کی بھی کیا ہو گئی ؎ نیچر ہوے ہین گبر و مسلمان نئے نئے
کسطرح ہو گذر در جانان پہ ای خبر ؎ دربان نئے نئے ہین نگہبان نئے نئے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی غضنفر کے سامنے جام چل رہا ہی معشوقان پریچہرہ بنا بنا کر گا رہی ہین کہ شاپور آکر پہونچا شاپور نے آکر سلام کیا غضنفر نے شاپور کو گلے لگا لیا پوچھا کہ ای شاپور کہان سے آتے ہو شاپور نے جواب دیا کہ آپکے بھائی صاحب نے واسطے خبر کے بھیجا ہی غضنفر نے کہا کہ ای شاپور شیر دل تم فرزند رشید خواجہ عمرو ہو خیال کرو ایرج سے ہمسے ملاقات ہی رشتہ داری کیسی ہماری طرف سے دعا کہنا اور کہنا کہ عین وقت پر تمنے آکر مدد کی تمھارا بڑا احسان ہوا ادھر کے تو قریات ہمنے سب پاک کر دیے کئی دن سے قزاقون پر کڑاکا تھا خبر پائی کہ لشکر قیلاب اُترا ہی بھوکے مرد آدمی سے ڈرنا چاہیے آخر جا پڑے ہمارے ساتھ اسی ہزار جانباز ہین تین لاکھ مین گھس پڑے خزانہ لوٹ لیا بازار غلہ فروشان کو خوب صاف کیا اب دیکھو کھانے پک رہے ہین شاپور نے کہا کہ ایرج نوجوان تو ایک طرف چلے جائین گے کیونکہ اُنکو فتانۂ آفت خیز کے ملک پر جانا منظور ہی وہین سے لوح کا پتہ ملیگا مگر قیلاب نے کل کا وعدہ کیا ہی کہ یا لڑونگا یا اطاعت کرونگا اس واسطے غلام کو بھیجا ہی کہ کل آپ خبر لے لیجیے گا غضنفر نے کہا کہ تم جاؤ جیسا مناسب وقت ہو گا ویسا کیا جائیگا شاپور پلٹا ایرج سے آکر سب حال کہا ایرج نے جواب دیا کہ دیوانے کی بات کا کیا اعتبار خیر ہم وقت پر پہونچ گئے اُسکی مدد کی وہ لڑ بھڑ کر نکل گیا اب باتین بناتا ہی مجھے کیا ضرور ہی

کہ مین اُسکے مُنہ لگون کہین جوش دیوانگی مین میرے لشکر پر نہ آپڑے مجھے ڈر رہتا ہی کہ اگر
میرے ہاتھ سے اُسکو صدمہ پہونچے تو مین بھی پریشان رہونگا اور اگر نہ غالب ہوا تو ہر مقام پہ
ذکر کریگا کہ ایرج نوجوان آئے لڑے کچھ نہ ہو سکا یہ باتین کرکے ایرج نے آکر آرام کیا
مگر غضنفر نے بعد جانے شاپور کے بوق ترکی بجایا قزاق تیار ہوکر سامنے آئے
سب نے پوچھا کہ ای آقاے نامدار کیا منظور رہی غضنفر نے کہا کہ بھائیو مین نے سنا ہی کہ
تاجزادے کو اس سال مین بڑا نفع ہوا ہی خزانہ جمع ہی چلکر اُسکو ذرا سمجھا دین ہماری
مدد کو کیون آیا کچھ تو مزہ اُٹھائے سب نے کہا کہ حضور یہی مناسب ہی ایرج نوجوان
دن بھر لڑے تھے تھکے ماندے آکے جو لیٹے سو گئے طلایہ دار طلایہ دے رہا ہی کہ بوق ترکی کی
آواز کان مین آئی طلایہ دار نے چاہا کہ بڑھ کر روکون غضنفر نے سامنے آکے ٹوکا
للکارا کہ او نامرد کے ہمراہی سامنے سے ہٹ جا اُس نے بڑھ کر مقابلہ کیا غضنفر
نے نیزہ مارا اُسنے سینہ بچایا غضنفر نے گھوڑے کی آنکھ پر نیزہ مار دیا اور نیزہ ہاتھ سے
چھوڑ دیا مرکب اُسکا چرخ مارنے لگا غضنفر نے اوپر سے دو تین ہاتھ تلوار کے مار دیے
کہ طلایہ دار زخمی ہو کر سامنے سے بھاگا قزاق لوٹنے لگے خیمون مین آگ لگا دی شاپور
نے جا کر ایرج کو جگایا کہا کہ ای شہریار وہ جو آپنے تجویز کیا تھا وہی ہوا کہ غضنفر
شبخون آیا ہی لشکر سارا بدحواس ہی تلوار چل رہی ہی قزاق گھوڑے دوڑاتے ہوے
پھرتے ہین جسکو جہان پایا پکڑ لیا غضنفر نے کہا کہ بھائیو قتل نہ کرنا درخت مین لٹکا دو
دو چار سو جوان زخمی کیے دو چار سو کو درختون مین لٹکا دیا غضنفر کا قصد ہی کہ نکلجاؤن
کہ سامنے ایرج نے آکر نعرہ کیا للکارا کہ کیون بھائی صاحب احسان کا بدلہ یہی ہوتا
ہی غضنفر نے بڑھ کر نیزہ چمکایا ایرج اسکی گھات سے بخوبی آگاہ ہین نیزہ پکڑ کے
توڑ ڈالا غضنفر نے ہاتھ مارا ایرج نے کلائی تھام لی تیغہ چھین کر پھینکدیا اور کمر مین
ہاتھ ڈال دیا نعرہ کرکے اُٹھا لیا چاہتے ہین کہ چرخ دیکر زمین پر مارون کہ یکایک پہلو سے
آواز آئی کہ ای شہریار مجکو دیجیے مین لیجا کر اسکو قید کرون ایرج نے پلٹ کر دیکھا کہ
شاپور عرض کرتا ہوا آتا ہی ایرج نے غضنفر کے تئین شاپور کو دیا شاپور نقلی نے

پشتارہ باندھا اور سامنے آنکھ ملا کر آواز دی کہ منم ہمائے صبا رفتار اور غضنفر کو جلدی
سے ہوشیار کر دیا غضنفر پھر اپنے مرکب پر سوار ہوا نعرے کرتا ہوا بھاگا ابرج نے
پیچھا نہ کیا مگر بہت جھلایا غضنفر مارتا پیٹتا نکل گیا صحرا مین آکر کہا کہ اب چلکے قلعۂ
قیلاب کی خبر لینا چاہیے قزاقون نے کہا کہ بسم اللہ یہان جو قیلاب نے ایک رات
کی مہلت پائی آشنا اسکی تفنگ جادو تھی اُسکو لکھا کہ ای ملکۂ عالم جلد آئیے مسلمانون
نے مجکو گھیرا ہی تفنگ پہر رات رہے آپہونچی پہلو مین قیلاب کے آکر بیٹھی قیلاب نے
سب حال بیان کیا تفنگ نے کہا کہ وہ سب لوگ کہان گئے قیلاب نے کہا کہ وہ
سب صحرا مین ہونگے تفنگ کہتی ہی کہ اگر سامنے ہوتے تو مزہ چکھاتی کیا مجال تھی کہ کوئی
آگے بڑھ سکتا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ غضنفر بن اسد پشت اسپ باد پا
پر سوار تیغۂ روئین شگاف قبضے مین انگشتر مہر و ماہ پہنے ہوے مع اسی ہزار دیوانون
کے پیدا ہوا وہین سے للکارا کہ او قیلاب تو نے کل کا وعدہ کیا تھا یا تو نکل کے
مقابلہ کر یا اطاعت کو حاضر ہو قیلاب نے تفنگ کو اشارہ کیا تفنگ جادو نے
ایک گولہ مارا وہ گولہ لشکر غضنفر پر آکر پھٹا گھوڑے بد لگامی کرنے لگے غضنفر نے
جو پلٹ کر دیکھا کہ ساتھ والے بیکار ہوے گھوڑے اُنکے نہین بڑھتے مگر غضنفر پر سحر نے
تاثیر نہ کی صنعت سے گھوڑا نکالا قلعہ کی طرف چلا تفنگ برابر سحر کر رہی ہی دیکھا سب تو
رُک گئے مگر ایک طفل دوازدہ سالہ گھوڑے کو چمکاتا ہوا آتا ہی ہر چند کہ اس نے
آگ برسائی مگر غضنفر چلا ہی آتا ہی تفنگ قلعے سے کود پڑی جمال بے مثال کو دیکھ کر
بیقرار ہو گئی مگر قزاقون نے جو دیکھا کہ آقا اکیلے جاتے ہین آسمان کی طرف رُخ کیا اور
دعائین مانگنے لگے پکارتے تھے کہ ای کریم کارساز و ای ربِ بے نیاز اس آفت سے
ہمارے آقا کو بچالے اور ہمکو بھی سحر سے مہلت دے ہم بہت ناچار ہین یہ کیفیت ہی نظم

طواف کوچۂ جانان بکن تو ای ذیجاہ +	بروز صورت خورشید و شب بصورت ماہ
گدای کوچۂ دلدار باش در ہر حال +	کہ در ولایتِ الفت شوی تو شاہنشاہ
زراہ ہجر بمنزل گہ وصال رسی +	خلیل وار ز آتش چو یوسف از تہ چاہ +

زہر تعلق دنیائے دون گسل پیوند + ہمیشہ باش بہر رنگ این جہان ہمرنگ +
فقط بذات احد رشتۂ تعلق بند + نگون سجاک تضرع بکن سر تسلیم +
براہ راست شب و روز نہ قدم ہمنہ ہی

بکن بہ زندگی خویش سلسلہ کوتاہ + بہر سفید سفید و بہر سیاہ سیاہ +
مباش در پئے تحصیل مال و دولت و جاہ + بنہ بہ فرق ارادت ز اعتقاد کلاہ +
فقط بجانب حق دار صبح و شام نگاہ

مگر غضنفر گھوڑا چمکاتا ہوا تیغۂ روئین شگاف کھینچا ہوا جیسے ہی قریب خندق کے پہونچا تفنگ بلائین لینے لگی کہتی تھی کہ ای جوان رعنا تیرے لیے سر پر مکان بناؤنگی وہ مرتبہ تیرا کرون کہ کوئی تجھسے مقابلہ نہ کرسکے ایسی شی بنا دون کہ زور تیرا دہ چند ہو جائے غضنفر نے دیکھکر آواز دی کہ او بیحیا مین تیرا قاتل ہون تفنگ نے کہا کہ مین اپنا سر تیرے سامنے کرتی ہون تو ہاتھ تلوار کا لگا کیا مجال ہی جو اُنگل بھر کاٹے مجبور و ناچار رہے غضنفر نے کہا کہ بس یہی امتحان ہی اگر تیرا سر نہ کٹا تو مین تیری اطاعت کرونگا ہر وقت تیرے ساتھ رہونگا تفنگ نے خندق فرائی سامنے مرکب غضنفر کے آئی پاؤنکے بوسے لینے لگی غضنفر نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ تفنگ نے سحر کرلیا تھا اپنے کو روئین تن بنایا تھا مگر تیغۂ روئین شگاف جو تڑپ کر گرا تفنگ کے دو ٹکڑے ہوے اب تو قیلاب گھبرا گیا اہل فوج غضنفر گھوڑے چمکا کر قریب آئے پھاٹک پر کھلاڑہ پڑنے لگا قزاقون نے پھاٹک گرایا قیلاب فوج کو لے کر نکلا مگر غضنفر نے سب کو قتل کیا سامنے قیلاب کے پہونچے قیلاب نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تلوار کو تلوار پر روکا اسکا وار روک کر گینڈے کی گردن پر ہاتھ تیغے کا مار دیا گینڈے کی گردن جو کٹی گینڈا بے سر کا ہوا زمین پر گرا غضنفر برس پڑا اسقدر تلوارین مارین کہ قیلاب چیخنے لگا کہتا تھا کہ ای شہریار مین اطاعت کرتا ہون آپکے نام پر مرتا ہون یہ کہکر سامنے سے بھاگا غضنفر نے گھوڑا اڑھا کر حلقہ ہائے کمند مارے قیلاب پھنسا غضنفر نے گھوڑے سے کود کر اسکی مشکین باندھین قیلاب نے مکر سے رونے لگا کہا کہ ای شہریار مین اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون کہ آپکے ساتھ رہون جرأت کا قاعدہ

معلوم ہوا آپ ایسا پیارا نگاہ سے نہین گذرا غضنفر نے چھوڑ دیا رہا ہوتے ہی قدمون
پر گرا شاہزادہ غضنفر نے اسکو گلے سے لگایا اسنے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اجی مین
کہتا ہون کہ اس جوان نے میری معشوقہ کو مارا اگر اسکے ساتھ بدلہ نہ کیا تو اپنا نام قیلاب
نہ رکھا فوج کو منع کیا کہ یارو اب کیون لڑتے ہو مین نے اطاعت کی کہا کہ ای شہریار
امیدوار ہون میری دعوت قبول فرمائیے غضنفر نے قبول کیا قیلاب غضنفر کو
لیکر بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے اشارہ کردیا کہ سب قزاقون کو کھانا آغشتہ
بداروے بیہوشی پہونچاؤ ہمراہیان قیلاب اُسی وقت خوان کسوا کر قزاقون کے
پاس لائے قزاق سب بیقرار ہو رہے تھے کھانا کھانے لگے سب نے کھانا کھایا غضنفر
جو کھانا کھا کر واسطے ہاتھ دھونے کے اُٹھے لڑکھڑا کر گرے ساتھ والے لینا لینا کہکر
اُٹھے وہ بھی لڑکھڑا کر گرے سب بیہوش ہوے قیلاب نے آہنگرون کو بلایا مسلسل و
مطوق کیا سب نے صلاح کی کہ انکو خدمت مین فتانۂ آفت خیز کے لے چلیے اُسی وقت
سب کو ارابون پر سوار کیا فتانۂ آفت خیز کی طرف لیکر چلا چار پانچ کوس طی کر کے
ایک مقام پر پہونچا کہ وہان پختہ کنوان تھا ایک دوکاندار بھی چنے وغیرہ لیے بیٹھا
تھا قیلاب نے کہا کہ یارو اس مقام پہ پانی پی تو پھر منزل چلین غضنفر کا ارابہ دھوپ
مین ہے کئی سو نیزہ باز نیزے تانے ہوے گرد کھڑے ہین غضنفر نے کہا کہ بھائیو ہمکو بھی
سائے مین ٹھہراؤ دھوپ سے حال ابتر ہے اُن سب نے کہا کہ تم دھوپ ہی مین رہوگے
سائے مین نہ لے جائین گے غضنفر نے پکار کر کہا کہ او قیلاب مکار تو نے مکر کر کے
ہمکو گرفتار کیا تیرے ساتھ والے ہمکو سائے مین نہین لاتے بڑے غضب کی بات ہے
قزاقون نے جو اپنے آقا کو مجبور و ناچار دیکھا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای
کریم کارساز و ای بندہ نواز اس آفت سے ہم سب کو بچا لے نظم

چہ چیز ہست زدنیا نصیب دنیا دار	بغیر آفت و رنج و خرابی و ادبار
بحبہ ہر عمر عزیزت بیک دم است مدار	ہزار زیادہ زادی در جہان امید قرار
نہیں بہ گلشن بے خار دہر ای بیتاب	بہ بوستان جہان سیر کن تو ای سیار

امید عفو بدرگاہ کبریا دارد
نہ شد بہ طالب دنیا بہ غیر نقطہ نصیب
بنائے زندگیش شد چو بر ہوا قائم
بپیش حضرت خلاق بندۂ عاصی
خدائے نیک و بد و بادشاہ خُرد و کلان
ببین بہ دیدۂ اخلاص در جہان ہندی

غریب بندہ و نامہ سیاہ و بدکردار
اگرچہ گرد جہان گشت صورت پرکار
چرا بہ اوج فلک بر د قصر خود معمار
دہد جواب چہ وقت حساب روز شمار
لطیف و الطف و خلاق و داور و دادار
کہ ہست جلوۂ قدرت عیان ہمین دیدار

بلاک بلک کر جوان سب نے دعا کی اور قیلاب تلوار کھینچ کر چلا کہ او دیوانے تجھ کو ہین قتل کرونگا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا دیکھا آگے نور الدہر والا قدر ستارون ہین جیسے بدر رفقا گرد شبرنگ بن عمرو رکاب کے اوپر ہاتھ رکھے ہوے کہ ایک شخص نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور غضنفر عجب مصیبت ہین سلسل و مطوق بیٹھے ہین ساتھ والے بھی سب قید ہین نام غضنفر سُنکر نور الدہر بیقرار ہو گئے گھوڑے کو بڑھایا سکندر ثانی نے یہین سے ہاتھ ہلایا برقین لشکر قیلاب پر گرنے لگین کئی ہزار کے سر اُڑ گئے قیلاب گھبرایا لپک کر غضنفر پر ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی غضنفر نے خانۂ زور ہین آکر قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا ایک سوار انھین کا تیغہ لگائے ہوے کھڑا تھا ہتھکڑی اُس پر کھینچ ماری کہ اُس سوار کا سر پھٹا غضنفر نے جست کر کے تیغہ رو ہین شگاف لیا اپنے مرکب پر سوار ہوا اور اپنے ساتھ والون کو رہا کیا اب جو قزاق اُٹھے قیامتین برپا کین غضنفر لڑتا بھڑتا قیلاب کے قریب پہونچا قیلاب نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے وار اسکا خالی دیکر نیزے کو چرخ دیکر آنکھ پر گینڈے کی مار دیا گینڈے نے چرخ مارا قیلاب گینڈے سے گرا غضنفر برس پڑا قیلاب کو بھاگنے نہ دیا تین تلوارین مارین کہ قیلاب کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے نور الدہر غضنفر کو دیکھ کر نہال ہو گئے سمجھے کہ یہ ہمارا ساتھ دیگا مگر غضنفر نے بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان بدر رود قزاق لڑتے بھڑتے غضنفر کے قریب پہونچے غضنفر نے گھوڑا چمکایا قزاقون کو ساتھ لیکر

صحرا کی طرف روانہ ہو گیا نورالدھر نے لڑائی فتح کی ہرچند آواز دی کہ ای برادر ٹھہر جاؤ
غضنفر نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا نورالدہر نے جب دیکھا کہ غضنفر نکل گیا ناچار ہوسنے
روانہ ہوے مگر ایرج نوجوان نے جو کوچ کیا دو کوس چلے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی
مضمار کوہ نشین تین لاکھ فوج سے مقابلہ ایرج مین آیا ایرج نے بھی اپنے لشکر
کو روک لیا بارگاہ استادہ ہوئی مضمار کوہ نشین پہلوان زبردست ہی اسکی ایک
معشوقہ ہی کہ نام اسکا بلقیس زعفران پوش ہی مدت سے ساتھ ہی مگر وصل اس کا
قبول نہین کرتی اُسنے جو لشکر ایرج کو دیکھا کہا کہ ای مضمار تیرا کیا ارادہ ہی مضمار نے
کہا کہ اس اقلیم مین اس جوان نے آکر کئی ملک فتح کیے میرے نام نامہ فتانہ آفت خیز
کا آیا ہی کہ ای مضمار تم جاکر طلسم کشا کو روکو گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کرو لہذا
طبل جنگی بجواؤنگا کل میدان مین براے مقابلہ جاؤنگا مین نے دیکھا ہی ایک جوان
معشوق وضع لشکر کا انتظام کر رہا ہی اُسکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی بلقیس نے کہا
کہ یہ بھی تمکو معلوم ہی کہ کون کون پہلوان اُسکے ہاتھ سے مارے گئے ایسا نہ ہو کہ سر میدان
تمھارے واسطے ذلت ہو تو باعث خرابی ہی میرا ارادہ ہی کہ جاکر دیکھوں رات کو
سحر کردن کل لشکر سحر مین مبتلا ہوا اُسکا زور گھٹا دون تمھارا زور بڑھاؤن پھر میدان
مین گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی مضمار یہ سُن کر بہت خوش ہوا بلقیس زعفران پوش
شام کو طبل جنگی بجوا کر اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی لشکر ایرج مین آئی ایرج نوجوان
جس بارگاہ مین داخل ہین چند رفیقان جانباز ہمراہ ہین شاپور شیر دل سامنے
بیٹھا ہوا یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی نظم

لب شیرین تک اُنکے آئی بات +
بنگئی قند کی مٹھائی بات +

دہن یار کی نہ پائی بات +
شاعرون نے بہت بنائی بات

دہن اُس گُل کا کیا چھوئیگی صبا
یہ کسی نے ہی جھوٹ اُڑائی بات

کھیل زلفون کو ہی اُلجھ پڑنا +
اُنکی آنکھون کو ہی لڑائی بات

نہ کسی کو کڑی کہی ہم نے +
نہ کسی کی کڑی اُٹھائی بات +

دہن تنگ یار مین کیا کیا +	تنگ ہو ہو کے ہی سمائی بات
تازگی فکر کی کبھی نہ گئی +	جب سنائی نئی سنائی بات +
چشم پوشی ہی تھی ان آنکھونکو	سرمے نے بھی نہ بوجھائی بات
کہہ گئے تم کنائے مین کیا کیا +	نہ کسی نے تمھاری پائی بات
یہ صدا آتی ہی خموشی سے +	منھ سے نکلی ہوئی پرائی بات
تیرے شیرین کلام کو سن کر +	پھر نہ آتش کسی کی بھائی بات

بلقیس نے جو یہ اشعار سنے بیقرار ہو گئی اُسی بارگاہ کی طرف چلی جب دربارگاہ پر پہونچی دیکھا کہ درگہ سالار دروازے پر بیٹھا ہی درگہ سالار کو آکر سلام کیا کہا کہ جاکر میری جانب سے عرض کرو کہ در بارگاہ پر ایک مشتاق جمال حاضر ہی امیدوار ہی کہ زیارت سے مشرف ہو درگہ سالار نے جاکر ایرج سے کہا ایرج نے شاپور سے کہا دیکھو کون ہی مینائے سرجوش بیٹھی ہی شاپور اٹھ کر روانہ ہوا بیرون بارگاہ آکر دیکھا کہ ایک نازنین زعفران پوش دریائے جواہر مین غوطہ زن نازنین رشک چمن سراپا خوب محبوب مرغوب گھر مین ٹہل رہی ہی شاپور نے آکر سلام کیا کہا کہ حضور چلیے آپ کو شاہزادہ نے بلایا ہی اور درگہ سالار پر خفا ہوا کہ ایسے لوگون کو روکتے ہو شاپور نے ہاتھ تھام لیا لیکر بارگاہ مین آیا بلقیس زعفران پوش نے دیکھا کہ ایک نوجوان حسین وجمیل اپنے سردارون کا کفیل مسند پر بلا تکلف بیٹھا ہی اور ایک معشوقہ خوبرو پہلو مین بیٹھی ہی بلقیس کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی کہا آئیے تشریف لائیے کرسی پر جگہ دی پوچھا کون ملکۂ عالم تشریف لانے کا کیا باعث ہوا آپ تو شاہزادے کی حریف ہین مضمار نے طبل جنگی بجوایا ہی یہ مشہور ہی کہ آپ اُسکے ہمراہ ہین بلقیس نے مینا کو کچھ جواب ندیا بلکہ بہ نگاہ تند دیکھا اور یقین ہوا کہ یہ ہماری رقیب ہی مگر خوش نصیب ہی کہ پہلو مین بلا تکلف بیٹھی ہی باتین بنا رہی ہی آخر ایرج نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی بلقیس نے صاف صاف بیان کیا کہ مین مضمار سے وعدہ کرکے آئی ہون کہ آپ کے لشکر پر سحر کرونگی مگر گانے کی آواز سن کر بیقرار ہو گئی اشتیاق ہوا کہ چل کے

صاحب صحبت سے ملاقات کرون شکر ہی کہ مشرف ہوئی اب آپ بہ اطمینان تشریف رکھین مضمار کی کیا مجال ہی کہ بہ بدی پیش آئے ایرج نے کہا کہ آپ کی مہربانی انشاءاللہ صبح کو مضمار سے مقابلہ ہوگا اگر مناسب ہو تشریف نہ لے جائیے بلقیس نے کہا کہ میرا وہین جانا بہتر ہی جب آپ جنگ مضمار سے فراغت پائینگے یا وہ قتل ہو یا بھاگ جائے تب حاضر ہونگی ایرج نے کہا کہ آپ کی مہربانی مگر مین یہ نہین چاہتا کہ آپ ایسا سحر کرین کہ وہ میری جنگ سے عاجز ہو ایسی اُسمین قدرت رہے کہ کل فنون سپہ گری صرف کرے جسکو خدا غالب کرے مینائے سرجوش نے کہا کہ ای شہریار یہ منظور نظر مضمار ہین مدت سے اُسی کے ساتھ رہتی ہین انکے کہنے کا اعتبار نہین آتا بلقیس نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب دیا کہ میرا ملک اور اُسکا ملک قریب قریب ہی چلتے وقت اُسنے نامہ لکھا کہ مین بمقابلہ طلسم کشا جاتا ہون آپ بھی تشریف لے چلیے مین چلی آئی مگر آجتک یہ نوبت نہین آئی کہ وہ مجکو ہاتھ لگاتا ہمیشہ مشتاق وصل رہتا ہی مجھے ہمیشہ سے اُس سے نفرت ہی مینائے سرجوش چاہتی ہی کہ ایرج بیزار ہو کر اسکو رخصت کرین مگر ایرج بخلق و محبت پیش آئے عرصے تک بلقیس ٹھہری خدا حافظ کہہ کے اُٹھی اور کہا کہ کنیز رخصت ہوتی ہی ایرج اُٹھ کھڑے ہوے ہاتھ بلقیس کا تھام لیا دربارگاہ تک پہونچانے آئے مینائے سرجوش کو بہت ناگوار ہوا بلقیس بارگاہ سے نکلکر طاؤس پر سوار ہوئی طاؤس کو اُڑا کر روانہ ہو گئی جب دربار مین مضمار کے آئی تو مضمار نے پوچھا کہ کیون ای ملکۂ عالم تمنے سحر کیون نہین کیا کہ جو لشکر ایرج مین تہلکہ پڑجاتا مین مشتاق تھا کہ اُنکے لشکر مین تباہی ہو تو جا پڑون بلقیس زعفران پوش چونکہ رنجیدہ ہو رہی تھی جواب دیا کہ وہان مینائے سرجوش ایسی ساحرہ موجود ہی خیال ہوا کہ اگر مین سحر کرونگی تو وہ ضرور رد و قدح کریگی یہی دیکھ کر پلٹ آئی اب صبح کو میدان مین دیکھا جائیگا پھر مضمار سے کہا کہ مین نے لشکر مین جا کر سُنا کہ وہ جوان دیو بند اور ساحر کش ہی تمھارے مقابلے سے اُسکو ہراس نہین جب فنون سپہ گری مین مقابلہ پڑیگا اور تمکو کم پاؤنگی تب سحر کرونگی اور جو تم فنون سپہ گری مین اُس پر

غالب آئے تو کیا ضرورت ہی سمجھا جائیگا مضمار چونکہ امید وصل پر بہت بیقرار ہی ہاتھ باندھ کر اُٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نوبت بجان وکار دبا شتخوان ہورہا ہون امیدوار ہون کہ آج وصل سے سرفراز فرمائیے ای ملکۂ عالم میری تو عجب کیفیت ہی اب تو میرا یہ قول ہی نظم

اکیا میری خطا جھسے ہو بیزار سمجھ کر
لائی ہی ہوس دہر مین گلزار سمجھ کر
غم ہیں رہا ہی مجھے بیمار سمجھ کر
غافل کبھی بیمار محبت سے نہ ہونا
صیاد بھی کہتا ہی یہ سُنکر مری فریاد
سونے مین بھی ہی جیسے تری گرمی بازار
جبرئیل خدائی مین کہین وحی جو لائے
اتنی بھی خود آرائی و غفلت نہین زیبا
مُنھ اپنا چھپا لیتے ہین وہ ناز و ادا سے
رکھنا نہ قدم کوچۂ گیسو مین یکایک
پروانۂ دل کو تھا مرے شمع سے کیا کام
دلجوئی کسی دن نہ ہز بر آکے مری کی

کر ترک ملاقات ذرا یار سمجھ کر
آتے نکلتے نہ ہم وادیٔ پُرخار سمجھ کر
تم رحم کرو صاحب آزار سمجھ کر
سد دو ابجیو ای یار سمجھ کر
نالہ بھی کرے مرغ گرفتار سمجھ کر
کر ہم کو جدا یار نہ بیکار سمجھ کر
ہم سننے لگے آپ کی گفتار سمجھ کر
ای ظالم بیرحم و جفاکار سمجھ کر
ہر بار مجھے طالبِ دیدار سمجھ کر
دیکھ ای دلِ خود رفتہ خبردار سمجھ کر
لپٹا تھا ترا شعلۂ رخسار سمجھ کر
دل مین نے دیا تھا اُسے دلدار سمجھ کر

بلقیس نے جھلا کر جواب دیا کہ سامان جنگ ہو رہا ہی ایسے شخص سے مقابلہ ہی کہ جس نے صدہا پہلوان زیر کیے اور تم ایسی باتین کرتے ہو ذرا تامل کرو جنگ سے تو مہلت پاؤ مضمار خاموش ہو رہا تمام شب اسی انتظار مین گذری جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا مضمار سوار ہوا ملکہ بلقیس بھی ساتھ ہوئین اُدھر جب ایرج نوجوان سوار ہونے لگا تو میناے سرجوش نے بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار آج بلقیس زعفران پوش مضمار کے ساتھ آئیگی لہذا اگر حکم ہو تو اُسکا سحر رد کرون ایرج نے کچھ جواب نہ دیا سوار ہو کر چلے لشکر ساتھ ہی سردار چہار جانب سے گھیرے ہوے ہین میناے سرجوش

طاؤس پر سوار دیکھتی ہوئی آتی ہین کہ آمد آمد لشکر مضمار کی ہوئی نوبت و نقارے
بجتے ہوے مضمار اس دھوم سے میدان مین آیا ایک طرف بلقیس زعفران پوش
مگر نظارۂ جمال باکمال ایرج نوجوان کر رہی ہی جب لشکر جمے نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے مضمار نے گینڈا بڑھایا بلقیس سے یہ کہکر چلا کہ ای ملکۂ عالم ہمارا
خیال رکھنا مین بمقابلۂ ایرج نوجوان جاتا ہون اور اُسی کو ٹوکونگا یہ کہکر میدان مین
آیا سلحشوری دکھایا کیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان طلسم کشا کون صاحب
ہین جو صاحب دعوی طلسم کشائی رکھتے ہون وہ میرے مقابلے مین آئین یہ سُنکر ایرج
نے مرکب نکالا گھوڑا طرارہ بھرتا ہوا چلا مقابلۂ مضمار مین پہونچے اور تیغ آور زن ہوے
مضمار نے جو جمال جہان آرا دیکھا دنگ ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ انسان ہی یا
کوئی فرشتہ ہی ایسے صاحبان لیاقت نگاہ سے نہین گذرے دیکھکر آواز دی کہ ای
جوان تو مجھسے مقابلہ نہ کر میرے ہاتھ سے بڑے بڑے پہلوان مارے گئے ہین میرا رب
تھر خداوند بقراط ثانی ہی ایرج نے کہا کہ وہ قہر اب تیری گردن پر ٹوٹیگا بس اب
حملہ کر زیادہ باتین نہ بنا مضمار نے نیزہ مارا ایرج لڑنے لگے دونون لشکر کھڑے
دیکھ رہے ہین کہ دونون جوانون مین نیزہ چل رہا ہی ایرج نے نیزے کو نیزے پر
گانٹھ کر تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مضمار کے نکل گیا مضمار بہت جھلّایا مثل ابر کے
گڑگڑایا تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھ مارا ایرج نے باڑھ بچا کر کلائی پر اُسکی
ہاتھ ڈال دیا مضمار بھی لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی
ایرج نوجوان تڑپ تڑپ کر لڑنے لگا جس مقام پر پکڑ لایا ایسے دو تین گھسّے مارے
کہ مضمار اپنی جان سے تنگ ہی ہر مرتبہ بلقیس کی طرف دیکھتا ہی مراد یہ ہی کہ سحر کرو
بلقیس ہنس رہی ہی کہتی ہی کہ حقیقت مین شیر بیشۂ صاحبقرانی کس لطف سے لڑ رہا ہی
مگر میناے سر جوش بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی مرادیہ ہی کہ یہ سحر کرے تو مین اُس کا
دفعیہ کردون مگر خیال کرکے دیکھا تو بلقیس سحر نہین کرتی تین پہر کامل کشتی ہوئی پہر دن رہے
مضمار نے دیکھکر آواز دی کہ ای شہریار تین پہر گذرے کہ میرے آپکے مقابلہ ہو رہا ہی

اور دونون لشکر کمر بستہ کھڑے ہین ایک زور آخر کرتا ہون ایرج نے کہا کہ بسم اللہ
وہ زور آخر کہان رکھ آئے تھے ضرور کیجیے مضمار دونون مونڈھے شاہزادے کے
پکڑ کے سینے مین سر اڑا کرکے دوڑا دس بارہ قدم ریل کر لایا وہان پر لاکر کہہ مارا بایان
گھٹنہ شاہزادے کا جھکا مضمار اوپر آکے چھا گیا اور ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر
کرتا تو اسکو بھی جنبش ہوتی مگر اس کوہ وقار کے لنگر کو جنبش بھی نہ ہوئی تھک کر ہاتھ
اُٹھا لیا کہا کہ اب آپ کے زور کا مشتاق ہون ایرج تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھے
اور مضمار کو ریل کرکے دوڑے سترہ قدم پر لاکر کہہ مارا کہ مضمار کے دونون گھٹنے
آشنا بہ زمین ہوے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قایم کرون حریف زبردست تھا لنگر کو کب
قایم ہونے دیتا ہی ایرج نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین مضمار کی ہاتھ ڈالکر
چاہا کہ زور کرون کہ تڑپکر آسمان سے پنجہ گرا ایرج کو اُٹھا کرلے چلا بلقیس نے جو دیکھا
کہ ایرج کو پنجہ لیے جاتا ہی بیقرار ہوکر آواز دی کہ اری مین نے تجکو پہچانا خبردار
آگے نہ بڑھنا مگر وہ پنجہ نہ رُکا بلند ہونے لگا جب تو بلقیس جھپٹ کر خود بلند ہوئی اور
ایک گولہ مارا وہ گولہ پنجے کے قریب جاکر پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان جو
آنکھون مین بلقیس کی لگا بلقیس نابینا ہو گئی ٹٹولنے لگی پنجہ ایرج کو لیکر نکل گیا
جب بلقیس اُتر کر زمین پر آئی آنکھون مین روشنی ہو گئی میناے سرجوش نے
قصد کیا کہ مین جاکر سحر کرون لیکن شاپور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم لشکر کو روکے رہو
اہل لشکر گھبرا رہے ہین مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون میناے سرجوش نے لشکر
کو میدان سے پھیرا اگر شاپور شیر دل بانہاے عیاری لگاکر تلاش آقا مین روانہ ہوا
معرکہ یہ ہوا کہ مسروق جادو اُڑی ہوئی آسمان پر جاتی تھی اُسکی نگاہ جو جمال بیمثال
ایرج پر پڑی بیتاب ہو گئی یہ ساحرہ فتانۂ آفت خیز کی مصاحبون مین ہی ایرج
کو لیے ہوے اپنے باغ مین آئی جلسہ آراستہ کیا ایرج سے طالب وصل ہوئی ایرج
نے کہا کہ اوبچیا حلوا خوردن را روئے باید کیونکر ہوسکتا ہی کہ مین تجکو قبول کرون
مسروق نے ڈرانا دھمکانا شروع کیا ہر مرتبہ کہتی ہی کہ ای ایرج قتل کر ڈالونگی

مگرایرج انکار کر رہے ہین شاپور پھرتا پھرتا سامنے اُس باغ کے پہونچا چند عورتین اُس باغ سے نکلین شاپور ایک گنوارن کی شکل بن کر اُن عورتون مین جاملا پوچھا کیا باتین کرتی ہو اُنھون نے کہا کہ ہماری بی بی ملکہ مسروق جادو نبیرۂ حمزہ کو گرفتار کر کے لائی ہین دو دن سے منت اور خوشامد کر رہی ہین مگر وہ جوان ایسا ضدی ہی کہ اپنی ہی کہے جاتا ہی ہم لوگون نے بہت سمجھایا مگر وہ نہین مانتا شاپور نے سب حال دریافت کیا ایک کنیز کو الگ بُلا کر بیہوش کیا اُسکی صورت بنکر اُن سب مین ملا کہ اندر سے ایک کنیز آئی کہا صاحبو اندر چلو ملکۂ عالم سو کر اُٹھی ہین بدمزاج ہو رہی ہین فرماتی ہین کہ ہماری کنیزون کو بُلاؤ کہ اس ظالم کو سمجھائین شاید اسکے خیال مین آجائے شاپور شیر دل حاضر حاضر کرتا ہوا اندر آیا دیکھا کہ باغ پُر بہار ہی طائرونکی زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی شاپور چہار جانب دیکھتا بھالتا ہوا سامنے مسروق کے آیا مسروق نے کہا کہ کیون لالہ رخسار تو نے اُس جوان کو نہین سمجھایا لالہ رخسار نقلی نے عرض کی کہ واری مین اسی کی امیدوار تھی کہ اگر حضور مجھ کو حکم دین تو ایک انجھر مین ایسا ماردون کہ آپ کے قدمون پر گرے جس طرح آپکو عشق ہی اُسی طرح اُسکو بھی محبت ہو مسروق نے کہا کہ ای لالہ رخسار مین کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی اُس ظالم کی صورت زیبا آنکھون کے تلے پھرتی ہی آٹھ پہر اسی غم مین رہتی ہون کبھی بیقرار ہو کر دل خانہ خراب سے کہتی ہون نظم

بڑھا ہوا ہی یہ کیون اضطراب کیا باعث		جگر کو چین نہ ہی دل کو تاب کیا باعث +
جو ہم کہین نہین اُسکا جواب کیا باعث		ہمین سے آپکو ہی اجتناب کیا باعث
ہی آج غش مین جو مجھپر عتاب کیا باعث		نہ کیون نہ آئے چھڑکنے گلاب کیا باعث
کھُلا نہ حال کہ اب اشک کیون نہین بہتے		ہی خشک خشک جو چشم پُر آب کیا باعث
تڑپ رہا ہی جو پہلو مین صورتِ بسمل +	ق	بتا تو ای دلِ پُر اضطراب کیا باعث
جلا رہی ہی تجھے آتشِ فراق مگر +		جگر جو دیتا ہی بوے کباب کیا باعث
تمھاری ذات تو جود و کرم مین تھی مشہور		طلب جو کرتے ہو مجھسے حساب کیا باعث

روانہ ہو گئی کیون عمر کرکے کوتاہی
تمام رات کٹی ہی مری نگاہون مین
شہیدِ ناز تمھارا تھا مستحقِ نعیم
خدا گواہ ہی بیجرم و بے گناہ ہون مین
کسی سے آنکھ بھی میری نہیں لگی ہی ہنوز یہ

یہ کیا ہوا جو نہ ٹھہرا شباب کیا باعث
ہوا ہی آنکھوں سے برہم جو خواب کیا باعث
ہی بعد مرگ جو اُسپر عذاب کیا باعث
ہوا ہی کسلیے مجھپر عتاب کیا باعث
خیال وو وہم ہوا ہی جو خواب کیا باعث

لالہ رخسار نے کہا کہ واری مین جاکر سمجھاتی ہون اور سمجھاکر آپکی صحبت مین لاتی ہون مسروق نے کہا کہ ای لالہ رخسار اگر تو نے اُسکو راضی کیا تو جو مانگے گی وہ دونگی اور دولت دنیا سے نہال کردونگی سحر بھی تمکو سکھاؤنگی لالہ رخسار نے کہا کہ واری مین اپنی جان لگا دونگی یہ کہکر دوڑی ہوئی لالہ رخسار قفس کے پاس آئی جھک کر کہا واری ایسی معشوقہ تمپر جان دیتی ہی کیا غضب ہی کہ تم انکار کرتے ہو یہ کہکر چپکے سے کہا کہ ای شہریار مین ہون غلام آپ کا شاپور شیر دل آیا ہون کہ آپ کو رہا کرکے لیچلون ایرج نے کہا کہ ای شاپور اگر بے حیائی کرتا تو مین ابھی اِسکو مار لیتا مگر کلمات بے غیرتی زبان سے نہین نکلتے مین چاہتا ہون کہ مجھے کچھ کہنا نہ پڑے اور مطلب نکل آئے شاپور نے کہا کہ مین سب باتین بنالونگا یہ کہکر دوڑا ہوا مسروق جادو کے پاس آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ کی سمجھ مین فرق پڑا وہ تو خود آپ پر جان دیتا ہی مگر آپ نے ابتدا سے بدعت کی اُسکو بھی ضد ہو گئی اب وہ بھی چاہتا ہی کہ مجھے سرفراز کیجیے اور آج ہی وصل سے کامیاب ہون وہ چاہتا ہی کہ مین زبان سے کچھ نہ کہون اور آپ کی طرف سے خواہش ہو مین تو کہہ آئی کہ جو تم چاہتے ہو وہ ہی ہوگا ملکۂ عالم وہ مرتبہ تمھارے واسطے کرینگی کہ عالم عالم رشک کرے مسروق نے کہا کہ ای لالہ رخسار جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کرو خداوند لقا حاطہ تانی کی عنایت ہی کہ اُسنے اقرار تو کیا ہر وقت اُسکی خوشی کی جویا رہونگی جو وہ کہیگا اُسے منظور کرونگی لالہ رخسار نے آکر چبوترے پر فرش بچھایا مسند آراستہ کی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر رکھین ایرج کو قفس سے نکال کر سامنے مسروق کے بٹھایا شاپور نے اول سامنے مسروق کے یہ

چند اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گائے نظم

بعد مردن بھی نہین گلشن رضوان کی تلاش
ابتلک روح کو ہی کوچہ جانان کی تلاش

جستجو دل کو کسے کے قد بالا کی رہی +
کی جنان مین بھی اُسی سرو خرامان کی تلاش

آرزو مین رہین لیلا کو قدمبوسی کی
برسون مجنون کو رہی اس بیابان کی تلاش

آئے ہین خلد کے پھولونکی مسہری لیکر
دو فرشتونکو ہوا اک گور غریبان کی تلاش

مسکرانا جو مرے زخمون کا دیکھے بلبل
بھول کر بھی نہ کرے پھر گُل خندان کی تلاش

شاپور نے جام شراب لبریز کرکے ایرج کو دیا ایرج نے مسروق کیطرف اشارہ کیا مسروق نہال ہو گئی دونون ہاتھون سے جام لیا لبون سے لگا کر پی گئی ابتو شاپور نے دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کوئی کسی کا دوپٹہ نوچنے لگی کہ مسروق نے جھلا کر کہا کہ او ناشتو ہمارے تو دل لگا وقت ہی اور تم ہلڑ کرتی ہو مدت کے بعد تو معشوق راضی ہوا ایسا نہ ہو کہ بگڑ جائے کہ مجکو قلق ہو کنیزین خاموش ہوئین کچھ گر کر بیہوش ہوئین مگر ملکہ اپنے مقام سے یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ او کمبختو یہ کیسا ہلڑ مچایا ہی تمھاری شامتین آئی ہین ناک چوٹی تمھاری کاٹونگی یہ کہتی ہوئی جو اُٹھی تڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی شاپور نے نعرہ کیا کہ منم شاپور شیردل ایرج نوجوان نے ایک گھونسہ مارا کہ سر مسروق کا پھٹ گیا جیسے ہی مسروق مری شاپور نے کنیزون کو قتل کرنا شروع کیا جادوگرون کے مرنے کی آوازیں بلند ہونے لگی کہ پہلوے باغ سے نعرہ ہوا کہ باش او ظالم غضب کیا اُس ساحرہ کو قتل کیا کہ جسکی ذات سے یہ مقام آباد تھا ایرج نے پلٹ کر دیکھا کہ گوشہ باغ سے ایک ساحر سر پیٹتا ہوا آتا ہی آکے ایک دو تھپڑ مارا شاپور نے چاہا تھا کہ نکل جاؤن مگر نکل نہ سکا ایرج اور شاپور دونون گرے اُس ساحر نے قریب آکر لاشہ مسروق جو خاک و خون مین غلطان دیکھا پکارتا تھا کیون صاحب ہمارا ساتھ چھوڑا اور ہماری محبت سے منھ موڑا اب ہم راتون کو تنہا سوئین گے تمھین یاد کرکے روئین گے یہ کہکر شاپور و ایرج کو ایک تختہ سے باندھا اور ایک کنیز سے کہا کہ جلد یہ نامہ لیکر جا ملکہ عالم آئین تو اُنکے سامنے

ان ظالمون کو قتل کردن اُنکو بھی ان لوگون سے بغض ہی بہت خوش ہو کے قتل کرین گی
یہ کہکر نامہ لکھا ایک کنیز کو دیا کہا جلد اپنے ساتھ لیکر آنا کنیز نامہ لیکر چلی لشکر مضمار مین
آئی لوگون سے پوچھا کہ ملکہ بلقیس زعفران پوش کہان ہین لوگون نے کہا کہ بارگاہ
مین مضمار کی بیٹھی ہین آپس مین کچھ تکرار ہو رہی ہی کنیز اندر بارگاہ کے آئی دیکھا کہ
مضمار غصہ مین بیٹھا ہی بلقیس سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھی ہی
کنیز نے آکر سلام کیا اور نامہ ہاتھ مین دیا بلقیس نے جیسے ہی نامہ پڑھا یا تو آنکھون
مین آنسو بھرے ہوے تھے اُٹھ بیٹھی مضمار سے کہا کہ مین جاتی ہون مضمار نے کہا
کہ ای ملکۂ عالم جلد آئیگا اگر نہ آئیگا تو میرا کوئی ہرج نہین ہی اب جو لشکر ایرج
کا اُترا ہی مین سب کو دیکھ بھال لونگا فقط نبیرۂ حمزہ سے دبا تھا اگر مناسب ہو جلد
آئیگا مجکو بڑے بڑے خیال ہین کہ لشکر ایرج کو تباہ کردون بلقیس نے کہا کہ جہانتک
ہوسکیگا جلد آؤنگی اور اگر کوئی ایسا ہی باعث ہوا تو شاید ایک رات گذرے مضمار
نے کہا کہ اب مجکو تمہاری کچھ ضرورت نہین ہی صرف ایک ساحرہ ہی اُسکی تدبیر کر لونگا
اگر تم ہوتین تو مناسب تھا ورنہ مین مینائے سر جوش کو بُلا بھیجونگا جب مین میدان مین
گیا تھا تو وہ بنگاہ محبت دیکھتی تھی اگر مین توجہ کرونگا تو وہ فوراً آئیگی تمہاری طرح
وہ ضدی نہین ہی کتنا عرصہ مجکو گذرا کہ منت و خوشامد کرتا ہون مگر آپ کی جو ضد ہی
وہ سمجھ مین نہین آتی اگر اُس سے اسکا نصف بھی لگاؤ کرونگا تو بدل و جان قبول کریگی
بلقیس نے کچھ جواب نہ دیا کنیز کے ساتھ باہر نکلی لشکر ایرج کی جانب دیکھا قضائے کار
ملکہ مینائے سر جوش یا دین ایرج نوجوان کی کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی تھی کہ ملکہ
بلقیس نے نگاہ ملی اشارہ کیا کہ صحرا مین آئیے تو مین آپ سے کچھ کلام کردون گی
مینائے سر جوش صحرا مین پہونچی اُدھر سے بلقیس آئی کہا ای مینائے سر جوش
کچھ شاہزادے کا پتہ ملا مینائے سر جوش نے کہا کہ شاپور گیا ہوا ہی اگر وہ پلٹ کر
آتا تو حال کھلتا ارادہ ہی کہ خود تلاش مین جاؤن اُس شیر بیشۂ صاحبقرانی کو جا کے
تلاش کردون عجب طرح کا انتشار ہی بلقیس نے کہا کہ ای مینائے سر جوش ہر چند کہ

تمکو مجھسے ملال ہی مگر میرا یہ حال ہی نظم

(از طبع [illegible] آرزو)

سنگھا دی لاکے بو زلفِ رسا کی	یہ کیا تو نے قیامت ای صبا کی
مجھے حق نے وہ بینائی عطا کی +	نظر آنے لگی قدرت خدا کی
نہ پہونچے منزلِ مقصود تک ہم	بہت کچھ منتین کین رہنما کی +
مریضِ عشق کی بھی کچھ خبر ہی +	نہ تھا ہی وہ نگاہون مین قضا کی +
جگہ دی اُسنے خود پہلو مین ہمکو	اطاعت سے جو اُسکے دلمین جا کی
ہمارا دل وہ آئینہ ہی جسکو +	نہین صیقل سے کچھ حاجت جلا کی +
ہمیشہ میری آنکھو نمین رہے تم	تُمھاری آرزو دل مین رہا کی
الگ بیٹھو ادب سے ای نکیرین	کہ آمد ہی یہان شیرِ خدا کی +
تری رفتار نے اک حشر ڈھایا	جدھر رکھا قدم آفت بپا کی +
مقابل جب کیا میرے لہو سے	نہ ٹھہری اُڑ گئی رنگت حنا کی
مقام ہُو ہی گویا عالمِ دل +	نظر آئی نہ صورت ما سوا کی
چُبھا نشتر تو مژگان یاد آئے	نہ کم کی فصد نے وحشت سوا کی
نہ کیونکر ہو ہنر بر امید بخشش	محبت دل سے ہی شیرِ خدا کی

یہ اشعار پڑھکر رونے لگی مینانے اشک پاک کیے کہا کہ ای بلقیس زعفران پوش خدا اُس شیر کو سلامت رکھے جس سے کہ ہمارا تُمھارا توسل ہی وہ گل ہی تو دل ہمارا بلبل ہی بلقیس نے کہا کہ ای مینا مین نے تمکو اس واسطے تکلیف دی ہر چند کہ جو ساحرہ شاہزادے کو لے گئی تھی وہ تو قتل ہوئی مگر شوہر اُسکا اجمال جادو کہ مدت سے میرے نام پر جان دیتا ہی اُسنے ایرج اور شاپور کو قید کیا ہی اور مجکو بلایا ہی تم لشکر کی حفاظت رکھنا مین جاکر اُس شہریار کو رہا کرتی ہون مضمار کو تُمھاری جانب اور بھی کچھ گمان ہی مینانے کہا کہ ای بلقیس فقط اُسکا گمان ہی گمان ہی اگر حضرت یوسفؑ بھی اس زمانے مین ہوتے تو سامنے اس شیر بیشۂ جرأت کے مین اُنکو بنگاہِ محبت نہ دیکھتی بسم اللہ اب جلد جاؤ جاکر اُنکو چھڑاؤ مین یہان لشکر کی نگہبان ہون اگر شاید مضمار

طبل جنگی بجوائے گا تو صدمہ اُٹھائیگا اُس شہریار کے سامنے زبان نہین ہلا سکتی تھی اب وہ تشریف نہین رکھتے ہین ایک سحر مین دیوانہ کر دونگی روتا پیٹتا چلا جائیگا اگر اشارہ کر دون تو اپنی گردن خود کاٹ ڈالے بلقیس نے کہا کہ بے شک تمھارا سحر ایسا ہی ہی یہ باتین کر کے بلقیس رخصت ہوئی اور پر پرواز پیدا کر کے چلی اجمال جادو کہ غم مین اپنی زوجہ کے نہایت پریشان ہی جب لاشہ دیکھتا ہی تو بے اختیار ہو کر روتا ہو کنیزون سے کہتا ہی کہ صد جو میرا گھر اس ظالم نے برباد کر دیا شاپور پر ہر مرتبہ تلوار لیکر جھپٹتا ہی چاہتا ہی کہ قتل کرون کنیزین کہتی ہین کہ حضور مالک عالم کو آپ لینے دیجیے اب یہ دونون بھلا کہان جائینگے کنیزون کو بھی خیال ہی کہ رہی ہین کہ حضور اس ظالم نے جاری ملکہ کو مار ڈالا ہمکو بے وارث کیا ہم کیا کوئی سختی اس مقدمے مین اُٹھا رکھینگے اس طور سے اسکو قتل کیجیے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور ہمکو ترس نہ آئے یہ ذکر تھا کہ آخر کو اجمال جادو جھلا کر اُٹھا شاپور و ایرج کو زیر تیغ بٹھایا دو حبشین بطور جلاد کے مقرر کین دونون تلوارین کھینچ کر سر پر ایرج و شاپور کے آئین جب شاپور کے قریب حبشن آتی ہی تو ایرج نوجوان آواز دیتے ہین کہ خبردار او ملعونہ یہ میرا عیار ہی میرے سامنے اسکو نہ قتل کرنا پہلے مین قتل ہو جاؤن میرے سامنے لاشہ اسکا خاک و خون مین غلطان نہ ہو جب تلوار کھینچ کر حبشن سر پر ایرج نوجوان کے آتی ہی تو شاپور گالیان دیکر کہتا ہی کہ او بیحیا یہ میرا آقا ہی پہلے مجکو قتل کر اجمال ہنستا ہی کہتا ہی کہ دیکھو آپس مین کیا محبت ہی ایک کے واسطے ایک جان دینا چاہتا ہی ایک پر ایک جان نثار کرتا ہی ایرج نوجوان بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم کارساز وای بندہ نواز رحم اپنا شریک کر **نظم**

چہ صورت خوب آن گلفام دارد	کہ گل باشد بدان خوبی نہ گارو
شناسد عندلیب آن گلبدن را	درین بستان بہر رنگ و بہر بو
دہم جلوہ بہ بستانِ زمانہ +	زہر سمت و زہر جانب زہر سو
زہر پردہ دہد دلدادہ دیدار	اگرچہ کس نہ بیند صورت او

به تن مانند جان نورش محیط ست ‏ مقامش نیست مثل دل به پہلو

عطا فرماید آن رشکِ مسیحا ‏ برای ہر دلِ بیمار دارو +

کند روشن دو چشم جان و دل را ‏ ز نورِ جان فزا دحسن دلجو +

صفا کن از کدورت سینہ ہندی ‏ کہ زان آئینہ نماید رُخِ او +

ایرج بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین اور شاپور آمین آمین کہ رہا ہی کہ آسمان پر برق جھلی ملکہ بلقیس زعفران پوش آ کر پہونچین ایرج کو زیر تیغ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آنکھ ملتے ہی کلیجے پر چھُری چل گئی ایرج کو دیکھا کہ سرنگون چہرہ زرد دل پُر درد ملکہ نے کہا ای اجمال جادو ہمارے آنے کا انتظار نہ کیا پھر ہمکو کسو اسطے بُلایا بلقیس زعفران پوش کو دیکھ کر اجمال جادو اپنے جامے سے باہر ہو گیا خوشی سے بند قبا ٹوٹے جاتے ہین اپنے مقام سے اُٹھا آنکھین فرش کرنے لگا کہتا ہی کہ ای ملکہ عالم مین نے آپ کا انتظار کیا آپ کو عرصہ جو ہوا تو مین نے انکو زیر تیغ بٹھایا ای ملکہ عالم ان ظالمون نے میرا گھر مٹا دیا مسروق جادو کی شامت کہ ایرج کو گرفتار کر کے لائی اُسی ضمن مین یہ عیار پہونچا اب آپ کے سوا کسکا سہارا ہی کہ میرے گھر کو آباد کریے مین صورت زیبا دیکھ رہا ہون اشعار دکھلا رہا ہی چہرہ انور بہار صبح + کیونکر نہ ہین نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح + رخسارہ صبیح سے سرکائی بھی نہ زلف + دل کو ہمارے شام سے ہی انتظار صبح + بلقیس نے جواب دیا کہ ای اجمال جو جو تمہارے دل مین حوصلے بھرے ہوے ہین انکو نکال ڈالو مسروق تمہارے لائق تھی اور تم اُسکے قابل تھے مضمار کس کسقدر جستجو کر رہا ہی مگر آج تک میرے دامن کو نہ چھو سکا ناحق یہ حوصلہ کرتے ہو بہتر یہ ہی کہ انکو رہا کر دو انکا قید رہنا اچھا نہین اگر اسکی فوج والے یہ خبر سُن لینگے تو آکے باغ کو گھیر لین گے تو پھر جان بچانا مشکل ہو گی اجمال غصہ سے بولا ای ملکہ مین تُمہارا انتظار کر رہا تھا کہ آپ آئین تو انکو قتل کرون آپ کو دیر ہوئی مین نے تلوار کے نیچے انکو بٹھایا اب حکم دو کہ یہ قتل ہو جائین بلقیس تو ایرج پر جان دیتی ہی اپنی جگہ سے یہ کہہ کر اُٹھی کہ اگر میری رائے پر کاربند ہو تو میری یہی رائے ہی کہ انکو رہا کر دو ورنہ

ہین رہا کرتی ہون تم برے کو یہ کہکر ایرج کو گھورنے لگی اجمال نے بڑھ کر سینہ سپر کیا کہا کہ ای بلقیس یہ قاتل میری زوجہ کا ہے اسکو رہا نہ کرونگا بلقیس نے کہا کہ ہماری رائے تو یہ ہے کہ انکو رہا کردو آخر اجمال نے ایک گولہ مارا کہ بلقیس پر آگ برسنے لگی بلقیس نے کہا کہ بس اسی سحر پر گھمنڈ ہے ہاتھ ہلا دیا آگ برسنا موقوف ہوئی پھول برسنے لگے چند پھول اجمال پر گرے آنکھیں سرخ ہوئیں چہرہ زرد ہو گیا بیقرار ہو کر پکار اٹھا کہ اے ملکۂ عالم اپنی تو اپنی یہ کیفیت ہے نظم

ہین جدا وصاف عذار آتشین یار گرم
ہو زمین کیسی ہی ٹھنڈھی ہم کہین اشعار گرم

سوزِ غم سے ہو گیا ہے آگ سب میرا لہو
پھینکی ہی قاتل نے ایسی ہو گئی تلوار گرم

پارہ ہائے ابر مین ہے جسطرح سے آفتاب
وہ صنم ہوتا ہے مجھپر دن مین سو سو بار گرم

مین شبِ فرقت مین کب کا ہو چکا ہوں مر کے سرد
ہو رہا ہے داغ حسرت سے دلِ افگار گرم

میرے آتش دیدہ بنتا ہے مرا تار نگاہ
ایسے اس آتش کے پرکالے کے ہین رخسار گرم

تھی خریداری متاعِ حسن یوسف کی کسے
آتشِ شوقِ زلیخا سے ہوا بازار گرم

خوب ہے تجکو کہ جل جاوے نہ مثلِ تار شمع
سوزِ غم سے اسقدر رہتا ہے جسم زار گرم

اینٹھتا ہے زاہد مسجد مین جاڑے سے عبث
بھٹیوں سے ہو رہے ہین خانہ خمار گرم

یہ تپ غم ہے کہ ناسخ مین جو لگ بیٹھوں کبھی
مثل آتشخانہ ہو جائے وہین دیوار گرم

جب اس طرح کے اشعار پڑھنے لگا بلقیس نے اشارہ کیا کہ تلوار کھینچو اجمال نے تلوار کھینچی کہا گلے پر رکھو اجمال نے وہ تلوار گلے پر رکھی بلقیس نے کہا کہ کھینچ لو اجمال نے تلوار کھینچ لی گلا کٹ گیا صرف تسمہ لگا رہا مرنے سے اجمال کے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا ایرج و شاپور کو بلقیس نے کھولا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اجمال جادو بود مرتے ہی اجمال کے ایرج و شاپور پر سے سحر اترا بلقیس جا کے ایک مرکب لائی ایرج کو سوار کیا شاپور نے رکاب پر ہاتھ رکھا بلقیس جست کر کے آسمان پر آئی ابر سرخ تیار کیا اسمین چھپ کر یہ ادھر سے چلی وہان مصمار کو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے آ کر خبر دی سرداران ایرج گھبرا اٹھے

میناے سرجوش نے کہا کہ آپ لوگ نہ گھبرائین مین اس طور سے مقابلہ کرون کہ مضمار کو ثابت نہ ہو کہ ہمسے ساحر مقابلہ کررہا ہی مین ایک پہلوان کی قطع بنکر مقابلہ کرونگی اور یقین کامل ہی کہ بلقیس گئی ہوئی ہین شاہزادے کو لیکر آوین مین بدنامی ہرگز نہ ہونے دونگی جس طرح سے بنے گا آپ لوگون کو تکلیف نہ پہونچنے دونگی یہان بھی جواب مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری ہوئی جبکہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نظم

صبح چو شد انوری لبسته بزینت گری	تا بدم خاوری منقبت بوالحسن
شاه ولایت پناه میر ثوابت سپاه	نصرت دین آبہ فخر زمین وزمن
مہر چون بر فلک ہویدا شد　دیگر	قطرہ ہا ریختہ سویدا شد +

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمنے لگین سرداران نامی نے دیکھا کہ ایک جوان پشت مرکب باد رفتار پر سوار سیلہ باندھے ہوے مرکب کو اڑاتا ہوا نیزے کو چمکاتا ہوا صف کے آگے آکر کھڑا ہوا مگر قد و قامت مضمار کا دیکھ کر سرداران تہمتن گھبرا رہے ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق لیل و نہار وای پروردگار ہمارے آقا کو پہونچا اس ظالم کے ہاتھ سے بچا نظم

اغنیا با خود چہ زین دنیا برند	در غم و افسوس و حسرت جان دہند
طالبان حق درین دنیاے دون	کز براے سیم و زر محنت کشند
در سرانجام وہام این جہان +	کی تلف عمر عزیز خود کنند .+.
چون کند حملہ برایشان شیر مرگ	دم بخود باشند شکل گوسفند
کن عبادت روز و شب تا زندگی	تا شوی از زندگانی بہرہ مند
بر نصیحت ہاے ناصح گوش دار	وز دل و جان باش بروی کاربند
بشگفاند تازہ گل آن باغبان	تازہ تازہ نخل بند د نخل بند
فیضیاب از آب و تاب فضل اوست	ہر گل رنگین و ہر سرو بلند
فارسی نظم تو ای ہندی مدام	ہست در چشم زبان دانان پسند

مضمار گینڈا اڑا کر میدان مین آیا سلحشوری کررہا ہی اور پکار کر کہرہا ہی کہ ای مسلمانو

تم مین سے جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ارادہ ہی ملکہ مینائے سرجوش کا کہ مین مقابلے مین
مضمار جادو کے جاؤن سرداران تہمتن حیران ہین اُدھر مضمار بھی چہار جانب دیکھ رہا ہی کہ
آج مینائے سرجوش کہان ہی حیرت کی بات ہی مین یہ سمجھا تھا کہ آج شب کو ضرور ضرور
آکر مجھسے اصلاح کریگی مگر وہ نہ آئی نہین معلوم اب وہ کس طرف ہی چہار جانب گھبرا کر نگاہ
اُٹھا اُٹھا کر دیکھ رہا ہی کہ مینائے سرجوش کدھر ہی دل سے اپنے باتین کر رہا ہی کہ ہائے
مینائے سرجوش نہین معلوم ہوتی اگر سامنے آجاتی تو بیان کرتا کہ ای ملکۂ عالم میرا عجب
حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

کسی دن سیر کرنے کو جو وہ گلزار مین آئے — گلون مین بو بصارت نرگس بیمار مین آئے
ہم اپنی جان کو بیچین کرین تیری خریداری — جو ای یوسف لقا تو حسن کے بازار مین آئے
قلم کرتے ہین وہ سر عاشقون کے اس صفائی سے — یہ کیا ممکن تھا دھبا خون کا تلوار مین آئے
قفس مین ہم رہے جب تک تو سر صیاد نے ٹپکا — اُڑائی خاک بلبلون نے جو ہم گلزار مین آئے
ہمین جلوہ نہ کوہ طور پر بھی تم نے دکھلایا — یہان تک ہم تمہاری حسرت دیدار مین آئے
سنوارا تم نے جب اُسکو تو عالم مین ہزارون دل — لٹکنے کو تمہارے گیسوِ خمدار مین آئے
عدم مین جا کے پہونچے سیر کی شہر خموشان کی — کہان سے ہم کہان گھبرا کے ہجر یار مین آئے
غضب پر تو فگن ای جان جان افشان ہی ابرو کی — کہان سے نور کے جوہر تری تلوار مین آئے
اگر تو شربت دیدار کا اُس سے کرے وعدہ — ابھی صحت ہو وہ طاقت ترے بیمار مین آئے
شہادت چاہو مین دلکے اگر نخچیر ہونے کی — ابھی تو خون کی سُرخی لب سوفار مین آئے
سُنا ہی ہم نے یہان اکثر دعا مقبول ہوتی ہی — مُرادین ہم بھی لینے کو تری سرکار مین آئے
یہان تو ای ہنر اکثر قیامت رہتی ہی برپا — ہمارا سا جگر کرلے تو کوے یار مین آئے

اس طرح کے اشعار پڑھ رہا ہی اور پکار رہا ہی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سرداران
تہمتن نے جو اسکا قد و قامت دیکھا مقابلے مین نہین نکلتے اور مضمار للکار رہا ہی کہ کوئی میرے
مقابلے مین آئے مینائے سرجوش کا ارادہ ہی کہ مین اسی بجلی کے مقابلے مین جاؤن اور
ایک اشارہ کر دون کہ یہ سر ٹکرانے لگے چاہتی ہی کہ مرکب اڑاؤن مگر خیال ہی کہ ابھی اسکے

خلاف ہوگا اُنکا تو یہ قول ہی کہ غیر ساحر کے مقابلے مین ساحر نہ جائے مگر مضمار پُکار رہا ہی کہ کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا مین خود آتا ہون تمھارے لشکر مین گھس کر ایک ایک کو سزا دونگا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان گھوڑا اُڑائے ہوے آتے ہین شاپور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے سر پر ابر سُرخ کا سایہ اس شان سے جو پہونچے اور مضمار کو میدان مین دیکھا وہین سے گھوڑا اُڑایا للکارے کہ او نامرد لشکر بے سردار پر یہ بدعت کہ تو نے بلوہ کیا ہی مین آپہونچا یہ کہکر مرکب اُڑایا سردار حیران ہین کہ یہ جوان گلگون پوش کون ہی جو آگے کھڑا ہی گر ایرج قریب مضمار پہونچے مضمار نے نیزہ مارا کہا کہ او جوان تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند ساعت نیزہ چلا آخر ایرج نے ایک مقام پر نیزہ اسکا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ مضمار کے ہاتھ سے نکل گیا مضمار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا مضمار لپٹ پڑا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین ایرج ہر مقام پر زیادتیان کر رہے ہین جب پکڑ لاتے ہین دو چار گھسے مارتے ہین کہ زرہ مضمار کی پرزے پرزے اور لباس پارہ پارہ ہوجاتا ہی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین پہردن رہے تک مضمار لڑا ایرج نوجوان ریل کرلے دوڑے سترہ قدم ریل کر لائے وہان پر لاکر پٹک مارا دونون گھٹنے مضمار کے آشنا بزمین ہوے ایرج نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے بڑھایا بایان پاؤن پیچھے رکھا چرخ دیا مضمار نے پُکار کر آواز دی کہ ای شہریار اس خطا شعار کو آپ سر سے بلند کرچکے اب خاک ذلت پر نہ گرائیے گا مین تابعدار ہون یہ کہکر قدمون پر ایرج کے گر پڑا ایرج نوجوان کو بڑی خوشی ہوئی مضمار نے اہل فوج کو پُکار کر آواز دی کہ یارو مین نے تو اس شہریار کی اطاعت کی سب نے عرض کی ہم آپ کے تابعدار ہین جسکی آپ نے اطاعت کی ہم بھی اُسکے مطیع ہین کل فوج مضمار کے شریک ہوا سب کلمہ پڑھکر بصدق دل

مسلمان ہوے ایرج نوجوان اُس صحراے سبزہ زار مین بہ تکلف اُترے رات کو جلسہ آراستہ ہوا ایکطرف مینا ے سرجوش ایک جانب ملکہ بلقیس زعفران پوش بیٹھی ہین شاپور سامنے آکر بیٹھا اشعار عاشقانہ گانے لگا ایکطرف مضمار بیٹھا ہی ایکطرف اخفاے پنجہ کش وغیرہ بیٹھے ہین صحبت عیش وجشن برپا ہی مگر چند کس جو ہمراہیان مضمار سیہ قلب تھے وہ مسلمان نہ ہوے نکل بھاگے آپس مین صلاح کی کہ چلکے ملکہ فتانۂ آفت خیز سے اطلاع کرین بھاگے ہوے راہ کوطی اور پی کرکے قلعہ فتانہ مین پہونچے فتانہ دربار مین بیٹھی تھی کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی چند کس ہمراہیان مضمار دردولت پر حاضر ہین فتانہ نے سامنے بلوایا پوچھا کہ کیا معرکہ ہی سب نے عرض کی کہ مضمار زیر ہوکر مسلمان ہوا بلقیس زعفران پوش طلسم کشا پر عاشق ہوکر شریک ہوگئین فتانہ نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم مین کوئی ایسا نہین کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرلائے دوجادوگرنیان اُس مقام پر موجود ہین اُنکوبھی سزا دے لشکر کو تباہ کردے ای صحرائی صحرانشین سوا تمھارے کوئی ایسا نہین کہ جاکر اس کام کو سرانجام کردے نہین تومین خود جاؤن یہ جو جھلا کر فتانہ نے کہا آسمان پر ایک لکہ ابرسیاہ پیدا ہوا زاغ وزغن نیچے اُسکے پرے باندھے ہوے وہ ابر آکر پھٹا زاغ وزغن تو غائب ہوگئے دیکھا سب نے ایک ساحرہ مثل دیونی کے قدوقامت سامنے آکر پہونچی فتانہ کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیکر بیٹھی کہا حضور یہ کنیز آپکی جنگل مین پھر رہی تھی آپ جانتی ہین کہ مجھے صحراے ویران پسند آتا ہی درخت سب کٹوا ڈالے ریتی کا میدان کیا وہین کھڑی تھی کہ حضور کی آواز کان مین پہونچی اُسیطرح چلی آئی فتانہ نے کہا کہ ای صحرائی جمال طلسم کشا عابدکش وزاہد فریب ہی دیکھو توبی مینا ے سرجوش کسطرح عاشق ہوئین اور بلقیس بھی شریک ہوگئین اب طلسم کشا کو بڑا غرور ہی ارادہ یہ رکھتے ہین کہ میرے ملک پر آئین ای صحرائی تم خبیث پسند ہو یقین ہی کہ جمال طلسم کشا نہ پسند آئے صحرائی نے عرض کی کہ حضور ملازمون کا یہ بھی کام ہی کہ دشمن پر عاشق ہون خود جاکر بی مینا و بلقیس کو گرفتار کرونگی خدمت مین

پہونچاؤنگی یہ کہکر آواز دی کہ ای نخل ہاے صحراے ویران جلد حاضر ہو لشکر کشی منظور ہی دیکھا سب نے کہ ایک ابر پراگندہ اُٹھا ابر لخنہ لخنہ ویرانی کا سامان کچھ برف برستی ہوئی سامنے آکر پھٹا ستر ہزار جوان کرگدن ہاے آتشین پر سوار علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے سب آکر پہونچے صحرائی کو سلام کیا کہا کہ کیون ای ملکہ کیا ارشاد ہوتا ہی کسواسطے ہمکو یاد فرمایا صحرائی نے کہا کہ فوج طلسم کشا پر چڑھائی ہی بقین ہی کہ بی بلقیس و میناے سرجوش سے مقابلہ پڑے وہی بی مینا اور بلقیس ہین کہ جو میری خدمت مین آتی تھین اور تعلیم پاتی تھین بھلا وہ مجھسے مقابلہ کیا کرینگی ایک سحر مین دیوانہ کردونگی پہلے اُنھین کی فکر کرون یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوئی ایک صحرا مین آکر اُتری اس پار کوہ کے لشکر صحرائی اور اُس پار ایرج کی فوج بہ عیش و فرحت فروکش ہی صحرائی نے اپنی بارگاہ مین بیٹھکر سحر کرنا شروع کیا جھولی سے ایک طائر نکالا کہا کہ ای طائر سامری تو بارگاہ طلسم کشا مین جانا سایہ اپنا سر پر بلقیس و میناکے ڈالنا کہ دونون بدحواس ہوکے حاضر ہون وہ طائر اُڑتا ہوا چلا بارگاہ ایرج مین پہونچا مینا و بلقیس پر جھرجھری کر اپنا عکس ڈالا عکس ڈال کر طائر تو روانہ ہوگیا مگر بلقیس نے بیٹھے بیٹھے میناسے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نے خبر سُنی ہی کہ بی صحرائی صحرانشین آئی ہین ہم تم اُنھین کے شاگرد ہین لہذا ارادہ ہی کہ چلکر اُنسے ملاقات کرین پوچھین کہ تشریف لانے کا کیا باعث ہی مینانے کہا کہ ای ملکہ بلقیس ابھی طائر آیا تھا مجکو بھی خبر دے گیا مین بھی تمھارے ساتھ چلونگی دونون کی دونون اپنے مقام سے اُٹھین ایرج نے پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم کہان جاتی ہو دونون نے پلٹ کر کہا کہ ہم حاضر ہوتے ہین یہ کہکر بارگاہ سے نکلین قریب کوہ کے پہونچین پر پرواز پیدا کرکے پہاڑ کو فرا کین پہاڑ کو فرا کر لشکر صحرائی مین پہونچین خرامان خرامان بارگاہ صحرائی مین آئین دونون نے آکر صحرائی کو سلام کیا صحرائی نے پوچھا کہ ای بلقیس و مینا کہان آئین دونون نے عرض کی کہ آپکو سلام کرنا منظور تھا لہذا حاضر ہوے صحرائی نے حکم دیا

زبان مین انکی سوزن دو کنیزون نے اُٹھ کر زبان مین ان دونون کی سوزن دی دو قفس آہنی منگا کر دونون کو اُسمین بند کیا اور دونون کی پشت پر ہاتھ پھیرا پھر دونون کو ہوش آیا کہا کہ کیون بلقیس و مینا تمنے دیکھا کہ تمکو کیونکر گرفتار کر لیا کہو تو طلسم کشا بھی یون ہی آجائین یا رات کو جاؤنگی تو طلسم کشا کو لے آؤنگی یہان ایرج نوجوان نے عرصۂ دراز تک دونون کا انتظار کیا جب دونون پلٹ کر نہ آئین تو ایرج نے کنیزون سے پوچھا کنیزون نے عرض کی براے ملاقات صحرائی گئی ہین اُنکا اب آنا غیر ممکن ہی ایرج اپنے مقام سے اُٹھے اپنی خوابگاہ مین آکے آرام فرمایا شاپور دروازے پر بیٹھا ہی پہر رات پچھلی باقی ہی کہ آسمان سے ایک شرارہ پیدا ہوا قبۂ بارگاہ توڑ کر بارگاہ ایرج مین اُترا شاپور گھبرا کر بارگاہ مین آیا دیکھا کہ وہ شرارہ ایرج کو لپٹا ہوا لیے جاتا ہی شاپور گھبرا کر بارگاہ سے نکلا اول خیمون مین بلقیس و مینا کے آیا دونون کو نہ پایا ناچار ہو کر شرارے کی طرف چلا قریب کوہ کے آیا رات بھر کوہ کے گرد پھرا راستہ نہ پایا جب گریبان سحر چاک ہوا تب راستہ ملا اُس پار پہاڑ کے آکر دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی ایک ضعیفہ کی شکل بنکر پھرنے لگا دیکھا کہ بارگاہ سے ایک ساحرہ نکلی تین ارابے منگوائے ایک ارابے پر ایرج کو سوار کیا اور دو ارابون پر مینا و بلقیس کے قفس رکھدیے اور آپ عقاب پر سوار ہوئی اور قید لیکر چلی شاپور بھی اس امید پر لشکر کے ساتھ ہی کہ جہان یہ شب کو اُتریگی عیاری کرونگا شام کو ایک صحرا مین آکر لشکر اُترا شاپور لشکر سے نکل آیا ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرا دور سے دیکھا کہ لشکر مین بارگاہ استادہ ہوئی ایک خیمے مین تینون قیدیون کو لے گئی شاپور نے قصد کیا کہ لشکر مین صحرائی کے جاؤن اب جو نگاہ اُٹھاکے دیکھا اُس مقام پر لشکر کا نشان نہ پایا شاپور حیران ہی کہ یہ کیا ہوا ناچار ہو کر اُسی نخل کے نیچے پڑ رہا بہت کچھ تلاش کیا مگر لشکر کا نشان نہ پایا آخر رات کو اُسی مقام پر سویا تین دن یہی معرکہ گذرا کہ دنکو شاپور لشکر کے ساتھ رہتا ہی شام کو جس مقام پر اُترتا ہی لشکر کا اُترنا دیکھتا ہی بارگاہین استادہ ہونا خیمے استادہ ہونا یہ سب معلوم ہوتا ہی اور پھر لشکر آنکھون سے غائب ہو جاتا ہی

جب صبح کو دیکھتا ہی لشکر اُسی طرح تیار ملتا ہی افسر عقاب پر سوار قیدی ارابون پر یہ
بھی ساتھ ہو جاتا ہی شام کو پھر وہی معرکہ گذرتا ہی رات بھر اُسی مقام پر سوتا ہی صبح کو
پھر لشکر معلوم ہوتا ہی تیسرے چوتھے دن سامنے قلعہ معلوم ہوا کہ جسکا نام قلعہ خونخوار ہی
فتانہ آفت خیز نے جو خبر سُنی کہ صحرائی سب کو گرفتار کر لائی اور طلسم کشا کی بھی قید ساتھ
ہی قلعہ سے خوشی خوشی نکل آئی جیسے ہی صحرائی سے ملاقات ہوئی صحرائی نے کہا کہ ای
ملکۂ عالم ایک عیار طرار میرے لشکر کے ساتھ آتا ہی تین دن سے پیچھا نہین چھوڑتا مین نے
وہ تدبیر کی کہ لشکر اُسکی نگاہون سے معدوم ہو جاتا ہو اور اب بھی وہ اسی مقام پر ہی
یقین ہی کہ جب مین داخل قلعہ ہون تو وہ بھی داخلہ کرے پہلے اُسکی تدبیر کریئیے پھر قیدیون
کو لیجائیے فتانۂ آفت خیز نے یہ سُنکر کہا کہ ای صحرائی کیا مجال ہی کہ میرے قلعہ مین وہ
آسکے مین ابھی جا کر انتظام کرتی ہون یہ کہکر فتانہ قلعے مین گئی صحرائی نے ارابے ساتھ لیے
قلعے کی طرف چلی شاپور شیر دل ایک ضعیفہ کی شکل بنا ہوا ارابے کے ساتھ ہی جیسے ہی
دروازے پر پہونچا صحرائی نے پکار کر کہا کہ ای بڑی بی صاحب کہان جاتی ہو اور کہان سے
آتی ہو شاپور نے دور سے سلام کیا کہا حضور آپ ہی کے لشکر کے ساتھ ہون صحرائی
نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اسکا ہاتھ پکڑ لے جیسے ہی کنیز نے ہاتھ بڑھایا شاپور نے
خنجر مارا کہ کنیز کا شکم چاک اور قصہ پاک ہوا کنیز گری شاپور اُسی اندھیرے مین بھاگا
لینا لینا کا ہلڑ ہوا فتانہ کو خبر پہونچی کہ عیار آیا تھا ایک کنیز کو مار کر بھاگ گیا فتانہ
پھر در قلعہ پر آئی چند ساحر برائے حفاظت مقرر کیے اور ایک قفس عقاب کا لٹکا دیا
اور ساحرون کو حکم دیا کہ یہ عقاب جسکو بتلائے اُسے پکڑ لینا یہ کہکر صحرائی کو اپنے ہمراہ
لے گئی شاپور درۂ کوہ مین بیٹھا رہا جب دیکھا کہ وہ لوگ داخل ہو گئے تو شاپور درۂ
کوہ سے نکلا ٹہلتا ہوا قریب دروازے کے آیا کاہ فروش کی شکل بنکر گھانس کا گٹھا
سر پر رکھا دروازے کے قریب آیا چاہا کہ اندر جاؤن عقاب نے پر کھولے منقار کھولکر
چہکارہ مارا جب وسط در مین شاپور پہونچا تو عقاب نے مثل انسان کے آواز دی
کہ ارے لینا عیار جاتا ہی ایک ساحر قریب شاپور کے آیا شاپور نے گٹھا گھانس کا اُسپر

پھینک مارا وہ ساحر گرا شاپور جست کر کے بھاگا ساحرون مین ہلڑ ہوا کہ عیار آیا تھا
مگر غل گیا ہرکارون نے یہ خبر فتانہ کو سنائی فتانہ نے کہا کہ جانے دو کیا مجال ہی کہ
جو یہان آسکے تین دن برابر شاپور بصورت مبدل آیا مگر جب آیا عقاب نے آواز دی
شاپور بھاگا تین دن برابر پھیری کی مگر قلعے مین نہ جاسکا آخر مجبور ہوا سوچا کہ مین
اندر نہ جاسکونگا روتا ہوا ایک طرف روانہ ہوا ایک صحرا مین بیٹھ کر رونے لگا اور
رو رو کر کہتا ہی کہ ای پروردگار مین کیا کرون پھر گھبرا کر وہان آیا کہ جہان لشکر ایرج
اُترا ہوا تھا وہان آکر دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا ہی اور سب لشکر والے مسلسل و
مطوق ہین شاپور روتا ہوا وہانسے بھی پلٹا سوچا کہ اگر لشکر مین جاؤنگا تو مین بھی
گرفتار ہونگا روتا ہوا ایک جنگل مین آیا کبھی سوچتا ہی کہ خدمت مین صاحبقران
کی جاؤن اُنسے جاکر اطلاع کرون کبھی سوچتا ہی کہ جاکر خواجہ عمرو کو لاؤن قبلہ و
کعبہ قلعے مین داخلہ کرین گے مگر ای شاپور آقاے نامدار کے خلاف ہوگا وہ آتشخو
شعلہ مزاج جاہلون کے سرکا تاج ہین کہین گے کہ تو کیون اُنکے پاس گیا ای شاپور
کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون اس سوچ مین بیٹھا ہوا رو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی
شاپور نے دیکھا کہ کچھ شتر سوار کچھ سانڈنی سوار آگے آگے لشکر جلیل کی آمد اُسکے
بعد دیکھا کہ آگے آگے نورالدہر بن بدیع الزمان پشت مرکب طلسمی پر سوار سلاح
طلسمی ذات پر آراستہ پشت پر سات آٹھ لاکھ فوج اس کروفر سے لشکر نورالدہر کو
جو شاپور نے دیکھا اپنے آقا کے لشکر کی یاد آگئی چیخین مار کر رونے لگا نورالدہر
نے جو دور سے دیکھا کہ شاپور شیر دل ایک نخل کے نیچے بیٹھا ہوا رو رہا ہی شبرنگ
سے کہا کہ ای شبرنگ جاکر شاپور کو ہمارے پاس لا اسپر کیا آفت پڑی کہ جو
بیٹھا ہوا رو رہا ہی ایسا انتشار مین ہی کہ چیخین مار کر رو رہا ہی شبرنگ نے جو بھائی
کو بیقرار دیکھا خود بھی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکاتا ہوا شاپور کے قریب آیا کہا
کہ ای برادر بجان برابر کیا کیفیت ہی کیون اسقدر بیقرار ہو نورالدہر نے اُسی جگہ
گھوڑا روک لیا سرداروں کو اشارہ کیا کہ لشکر روک لو لشکر اُسی مقام پر ٹرک گیا

سوار و پیدل اُسی جگہ اُتر پڑے بارگاہ استادہ ہوئی خیمے استادہ ہونے لگے نورالدہر داخل بارگاہ ہوے شیرنگ سمجھاتا ہوا شاپور کو سامنے نورالدہر کے لایا شاپور نورالدہر کو دیکھ کر رونے لگا کہا کہ اے شہریار شاہزادۂ والا قدر قید ہو گئے کئی ملک فتح کیے مگر فتانۂ آفت خیز بلاے روزگار ہے اُسنے صحرائی صحرانشین کو بھیجا پہلے دو نون جادوگر نیان مسحور سحر ہو کر اُسکی ملاقات کو گئین اور جا کر قید ہوئین سکندر نے پوچھا کہ جادوگرنیونکے کیا نام ہین شاپور نے عرض کی کہ ایک کا نام میناے سرجوش اور دوسری کا نام بلقیس زعفران پوش ہے اُنکے بعد ایرج نوجوان کو خود آگرے گئی مین صبح کو ڈھونڈھتا ہوا اُسکے لشکر مین پہونچا دن بھر لشکر کے ساتھ رہا شام کو جہان پر لشکر اُترا پھر جو دیکھا لشکر غائب ہو گیا مین سوچا تھا کہ شب کو عیاری کرونگا تین دن تک تا یہ قلعہ ساتھ گیا دن بھر لشکر روانہ ہوتا تھا شام کو جہان پر اُترتا تھا پھر غائب ہو جاتا تھا قلعے کے دروازے پر اُسنے ایک قفس لٹکا دیا ہے اُسمین ایک عقاب بیٹھا ہے جب مین پہونچا عقاب نے مثل انسان کے آواز دی ساحر میری جانب دوڑ پڑے تین دن مین نے کوشش کی کچھ نہ ہوا قلعہ مین نہ جا سکا آخر گھبرا کر اب نکلا تھا کہ جا کر صاحبقران سے اطلاع کرون سکندر ثانی نے کہا کہ صاحبقران اسمین کیا کر سکتے ہین یہ کام طلسم کشا کا ہے وہین سے لوح کا پتہ ملیگا مگر نجم اختر شناس نے ہنس کر کہا کہ ہمارے شہریار کو اور بھی مدد ملیگی یقین ہے کہ یغماے گوہر پوش دختر فتانۂ آفت خیز ضرور مدد دے اور نایہ لوح پہونچائے لوح کا ملنا وقت پر موقوف ہے نورالدہر نے پوچھا کہ اُسکی بیٹی کو کیا باعث ہے کہ جو مدد کریگی نجم نے جواب دیا کہ غلام سے اُسکو توسل ہے وہ گل ہے تو حقیر بلبل ہے یقین ہے کہ ضرور کوشش کرے نورالدہر نے کہا کہ اے شاپور تم ہمارے ہمراہ رہو ہم لشکر کشی کرتے ہین ہر چند کہ ایرج نے بھی ارادہ کیا کہ فتانہ کو قتل کرون کہ لوح طلسمی مجھ کو مل جائے مگر لوح کا ملنا نہایت دشوار ہے ہمارے مقدمے مین تو خواجہ زادون نے حکم لگایا اور یہ بھی کہا کہ اور لوگ بھی کوشش کرین گے مگر دھوکے

اُٹھائیں گے اُنکو جو یاقوت جنی مل گیا وہ سمجھے کہ یہ سب مقام بتائیگا تا بہ لوح طلسمی
پہونچائیگا مگر لوح کا لانا طلسم کشا پر موقوف ہی لیکن ای شاپور خیال رکھنا اگر خدا
فضل کرے اور آقا تمھارے اِس قید سے رہائی پا دین تو پلٹ کر خدمت امیر مین
چلے جائیں کیون تکلیف اُٹھائیں شاپور نے کہا کہ ای شہریار یہ تو اُنسے کبھی نہو گا
جہان آپ جائیں گے وہان وہ آپ سے قبل ضرور پہونچیں گے آئندہ جیسا کچھ انجام ہو
جستجو سے ہاتھ نہ کھینچیں گے نور الدہر نے کہا ہمنے سمجھا دیا آئندہ اُنھیں اختیار ہی
شاپور نے کہا کہ دیکھیے اس کوشش مین اتنے ملک فتح کر لیے اگر صحرائی ایسی
ساحرہ نہ آتی تو یقین تھا کہ تا بہ لوح پہونچ جاتے مگر باعث خرابی یہ ہی کہ کوئی تحفہ
اب تک اُنکو نہیں ملا کہ باعث حفاظت ہوتا مگر انشاء اللہ اس جستجو مین کوئی تحفہ بھی
مل ہی جائیگا نور الدہر ہنس پڑے کہا کہ ای سکندر ثانی یہ ہمارے بھائی صاحب کا
عیار ہی دیکھو کیا کیا باتین کر رہا ہی کیسی حوصلہ ہی کہ ایرج نوجوان طلسم فتح کرین گے
سکندر ثانی نے کہا کہ لشکر کی تیاری کا حکم دیجیے نجم اختر شناس اُٹھا عرض کی
اٹالہ بارگاہ کا غلام لے چلیگا نور الدہر نے حکم دیا کہ بسم اللہ نجم نے اٹالہ بارگاہ کا
لدوایا سب ساحرون کو اپنے ساتھ لیا اٹالہ بارگاہ لیکر روانہ ہوا بعد اسکے نور الدہر
چلے شاپور شیر دل بھی ہمراہ ہی کل لشکر چلا مگر قضائے کار فتانہ آفت خیز نے جو
خبر سُنی کہ عیار کئی مرتبہ آیا عقاب نے ہر دفعہ آواز دی عیار پلٹ گیا بالائے قلعہ آکے
بیٹھی یغما بھی پہلو مین بیٹھی ہی ساحران نگہبان بلائے ہین اُنسے پوچھ رہی ہی کہ کیون
صاحبو عیار کئی مرتبہ آیا اُنھون نے کہا کہ حضور اب تو کئی دن سے عقاب خاموش بیٹھا
ہی آنے والے آتے ہین اور جانے والے جاتے ہین یغما بھی سُن رہی ہی مگر حیران ہو
کہ عیار نے بڑی جستجو کی مگر قلعے مین نہ آسکا اب دیکھیے کیا ہو یہ تو ظاہر ہوا کہ اس
طلسم کشا کے ساتھ وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ نہیں ہی دیکھیے وہ شہریار کب آئے
کہ پردۂ فراق درمیان سے اُٹھے اور آرام ملے یہ بیٹھی ہوئی سوچ رہی ہی کہ صحرا سے
گرد اُڑی فتانہ بھی دیکھ رہی ہی مگر ایسی گرد عظیم اُڑی کہ تمام صحرا سیاہ ہو گیا دیکھا

آگے آگے نجم اختر شناس و ایک طرف ارسطوے ثانی ایک جانب ملکہ ہماو شعلۂ جوالہ و ملکہ مربع نشین و زعفران زعفران پوش وغیرہ چالیس ساحران نامی نجم کو گھیرے ہوے اطالہ بارگاہ کا لیکن نجم اختر شناس پہونچا معشوق کو جو بالاے قلعہ بیٹھے دیکھا بیقرار ہو گیا ہر چند ضبط کیا نہو سکا بیقرار ہو کر پکار اُٹھا نظم

لگا دے شعلۂ عارض سے گر وہ آگ گلشن کو ... کیا اب سنج سمجھیں بلبلیں شاخ نشیمن کو
بس از مردن تو مشتِ خاک چھوٹی تیرے دامن کو ... قدم رکھتا ہی کیا ظالم بچا کر میرے مدفن کو
وہ اکسیر آتش غم ہی کہ اپنی آہ سوزان سے ... طلائی ایک دم مین کر دیا زنجیر آہن کو +
چڑھائے نافۂ مشکین سمجھ کر کشتۂ کاکل + ... غزالانِ بیابان نے جو دیکھا میرے مدفن کو
در و دیوار جانان سے لگی رہتی ہی آنکھ اپنی ... بنایا چشم مینا ہمنے اب ہر چشم روزن کو
رگون کا جال ہی اب لاغری سے زیر پیراہن ... پہنتا ہی کوئی زیر قبا جسطرح جوشن کو +
حسینون کو تلاشِ رزق کب جچتی ہی غربت مین ... لیے پھرتے ہین مثل ماہ گویا ساتھ خرمن کو
وفورِ بادہ خواری تک یہان بنیا دہستی ہی ... مرمت ہوتی ہی سیلاب سے کاشانۂ تن کو +
نہ کیون بندہ رقیبونکو جلائے ای بتو ہر دم ... جہنم مین خدا بھی ڈالتا ہی اپنے دشمن کو
کسی صورت سے نا جنسو مین الفت ہو نہین ممکن ... عداوت ہی ہم تیغ و سپر کو آب و روغن کو
گریبان سحر مین جیسے ہی رنگِ شفق لازم + ... نہ چھوڑیگا لہو میرا کبھی قاتل کے دامن کو
مصائب نظم کرتا ہون شبِ تاریک ہجران کے ... بنایا شمع بزم فکر مین نے طبع روشن کو +

فتانہ تو سمجھی کہ اپنے سردارون سے کچھ باتین کر رہا ہی مگر یغما سمجھی کہ شعر مجکو سُنا کے پڑھتا ہی کسی حیلے سے ہاتھ اُٹھا دیا مراد جس سے یہ تھی کہ اب نہ گھبراؤ وقت ملاقات قریب آگیا ہی کہ دوسری گرد عظیم بلند ہوئی فتانہ نے دیکھا کہ سکندر ثانی تخت پر سوار آگے سب کے ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب بادرفتار پر سوار کئی سرداران تہمتن چہار جانب سے گھیرے ہوے اس کر و فر سے نور الدہر آکے پہونچے داخل بارگاہ ہوے پردے بارگاہ کے اُٹھ گئے نجم پہلو مین آکر بیٹھا مگر فتانۂ آفت خیز لشکر نور الدہر کو دیکھ کر اُٹھی یہ جو ہڑ ہوا کہ طلسم کشا آگئے اب کیونکر قلعہ بچیگا فتانہ

کہتی ہو صاحبو یہ کیا ستم ہی کہ ایک طلسم کشا میرے یہان قید ہی یہ دوسرا طلسم کشا کہان سے آیا آج مین شب کو انتظام کرونگی دیکھو تو کون کون چڑھائی کیے چلا آتا ہی نور الدہر تو اس امید پر اُترے ہین کہ شاید فتانہ اصلاح کرے کچھ پیغام و سلام آئے مگر فتانہ سے لوگون نے کہا کہ حضور طلسم کشا یہ شخص ہی جو اب آیا ہی سلاح طلسمی زیب جسم ہین ہر چند کہ لوح طلسمی نہین ملی مگر لوح محفوظ گلے مین پڑی ہی جس مرکب پر وہ سوار ہین ایسا مرکب کبھی کسی کی نگاہ سے نہین گذرا سردار دیکھیے کون کون ساتھ ہین سکندر ثانی ایسا بادشاہ جلیل اُنکے لشکر کا بادشاہ ہی آپ کس پر سحر کرینگی فتانہ نے کہا کہ دیکھو تو آج رات کو کیا انتظام کرتی ہون یہ کہ کر یغما کو حکم دیا کہ ای نور نظر کھڑکی پر قلعے کی تم جاکر بیٹھو بن بی ہمارے مرصع پوش و مربع نشین کے واسطے سحر کرتی ہون کہ یہ دونون شاہزادیان مبہوت ہوکر آئین جب بہت منت و خوشامد کرین تب دروازہ کھولنا پھر اُنکو حال کھلیگا اگر ہوسکا تو سکندر ثانی کو بھی طلب کرونگی اگر سکندر آگئے تو اُنھین کے ہاتھ سے پھر طلسم کشا کو گرفتار کراؤنگی یہ کہ کر ایک طائر جھولی سے نکالا اُسے اُڑا دیا یہان یغماے گوہر پوش کھڑکی پر قلعے کی آکر بیٹھی دیکھ رہی ہی کہ دیکھون کون آتا ہی نور الدہر دربار مین بیٹھے ہین اور سکندر ثانی تخت پر ہین کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا قصد کیا کہ گرد ہمارے مرصع پوش و مربع نشین چرخ مارے کہ سکندر ثانی نے طائر کو دیکھا ہنس کر کہا کہ اور لطف دیکھیے بی فتانہ بڑی تیز وطرار ہین اسی سحر پر شاید ملازمان ایرج کو گرفتار کیا ہی وہ طائر بارگاہ مین آکر چہار جانب دیکھنے لگا ہمارے مرصع پوش و مربع نشین کی طرف چلا سکندر نے آواز دی کہ اے طائر وحشی اُدھر کہان جاتا ہی میرے پاس آ مین تیری مالک کے پاس جانے نگا وہ طائر سکندر کے قریب آیا اور سکندر کے شانے پر بیٹھ گیا سکندر نے طائر کو پکڑ کر چیر ڈالا اور بیرون بارگاہ پھنکوا دیا وہان ملکہ فتانہ آفت خیز بیٹھے بیٹھے گھبرائی پکار کر آواز دی کہ اے پروازِ فلک سیر یہ کیا معرکہ ہی کیون اسقدر دیر ہوئی کہ پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا اُسنے زمزمہ سرائی کرکے کچھ حال کہا فتانہ

سبھی کہاں ہان صاحب سکندر ثانی وہان موجود ہین کیون نہ ردسحر کرتے یہ کہکر چپ ہورہی جب ہرکارون کی معرفت خبر ملی کہ نورالدہر نے دربار برخاست کیا اور جملہ سردار اپنے اپنے مقام پر گئے فتانہ نے دو طائر روانہ کیے وہ طائر اڑتے ہوے چلے ایک مربع نشین کے خیمے مین آیا اور ایک ہماے مرصع پوش کے خیمہ مین آیا دونون کے گرد چرخ مارے ہماے مرصع پوش گھبرا کر اٹھی کنیزون سے کہا کہ مین براے ملاقات ملکہ مربع نشین جاؤنگی یہ کہکر باہر نکلی اپنے کو سنبھالتی ہوئی دربارگاہ مربع نشین پر آئی کنیزون سے پوچھا کہ کیا ملکہ عالم آرام فرماتی ہین کنیزون نے کہا کہ ابھی سوگئی ہین ہم سب کو آواز دی تھی اب تھوڑی دیر سے آواز نہین آئی ہی معلوم ہوتا ہی آرام فرمایا ہماے مرصع پوش اندر آئی آکر مربع نشین کو بیدار کیا مربع نشین جو اٹھی پوچھا کہ حضور اس وقت کہان آئین ہماے مرصع پوش نے کہا کہ میرا ارادہ ہی کہ براے ملاقات فتانۂ آفت خیز جاؤن اگر مناسب ہو تو تم بھی چلو نہین تو مین اکیلی جاؤن ہمانے کہا کہ ہوا مین نے شام ہی کو ارادہ کیا تھا مگر خیال مین آیا کہ طلسم کشا کے خلاف گذریگا اور سکندر ثانی کے بھی خلاف ہوتا اسوجہ سے رک گئی مین بھی تمھارے ساتھ چلونگی دونون آپس مین صلاحین کرکے بارگاہ سے نکلین قلعہ خونخوار کی طرف چلین جب در قلعہ پر پہونچین یغمانے دیکھا کہ دو شاہزادیان آفتاب جمال بدحواس چلی آتی ہین یغمانے پکار کر کہا کہ کون آتا ہی ہماے مرصع پوش نے بڑھ کر کہا کہ ملکہ فتانۂ آفت خیز کہان ہین ان سے جاکر اطلاع کردو کہ جنکو آپ نے بلایا تھا وہ حاضر ہین یغمانے پھاٹک کھولدیا کہا آئیے دونون شاہزادیان داخل قلعہ ہوئین یغما سے باتین کرتی ہوئی چلین یغمانے پوچھا کہ ائی شاہزادیو تم جو اس وقت آئین شاید سکندر ثانی کو خبر نہین ہمانے کہا کہ دربار برخاست ہوگیا وہ اس وقت آرام مین ہونگے انھین ہماری کیا خبر جبنے طلسم کشا سے بھی اطلاع نہین کی خیال مین آیا کہ چلکر اپنی محسنہ سے ملاقات کرین یغما نے کہا کہ آپ کو مناسب یہ تھا کہ طلسم کشا سے پوچھکر آتین یا سکندر ثانی سے جاکر

ملاقات کرتین تو یہ اُفتاد نہ پڑتی دونون نے کہا کہ ہم کیون ملاقات کرتے وہ لوگ خداوند کو بُرا کہتے ہمکو تاب نہ ہوتی یقین تھا کہ فساد ہوتا سکندر ثانی بادشاہ لشکر ہی ہزار طرح کی آفت برپا کرتا مگر ہمکو نہ آنے دیتا آپ فتانہ کا سامنا تو کراتے یغما نے دونون شاہزادیون کو فتانہ کے سامنے لاکر پہونچایا فتانۂ آفت خیز نے جو ان دونون شاہزادیون کو دیکھا اُٹھ کھڑی ہوئی دونون کو بٹھایا کنیزون سے کہا کہ ان دونونکی زبانونمین سوزن دو کنیزون نے آکر دونون کی زبانونمین سوزن دی سوزن دلوا کر قفس آہنی منگایا اُس مین دونون کو بند کیا پشت پر ہاتھ پھیرا اب دونون کو ہوش آیا فتانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای ہمارے مرصع پوش ومریدنشین تم قدرت سے برگشتہ ہوئین کل بالاے قلعہ تمکو سامنے طلسم کشا کے قتل کرونگی اور ایک طلسم کشا تو قید ہین مین کل سب کو قتل کرونگی ہمارے مرصع پوش نے اشارے سے کہا کہ ای فتانۂ آفت خیز جو تم سے ہوسکے اُسمین قصور نہ کرو ایہ ہمارا اوارث سامنے اُترا ہوا ہی ہمکو کون قتل کرسکتا ہی اگر قتل کا ارادہ کروگی تو مزہ اُٹھاؤگی ہمنے سمجھ لیا کہ بقراط ثانی ایک شخص مکار ہی اُسپر لعنت کی دین اسلام اختیار کیا جو تمسے ہوسکے دریغ نہ کرو خدا ے مابزرگ است اگر قضا ہمکو لیکر آئی ہی تو مجبور ونا چار ہین اور اگر قضا نہین ہی تو کیا مجال ہی کہ ہمین قتل کرسکو حکم پروردگار عالم یہ ہی کہ مجھ سے بخضوع وخشوع ایسے وقت بیکسی مین دلکو رجوع کرو ـ نظم

بہ عمر کوتہ واندک زمان و وقت قلیل	چراست در دل انسان امیدہاے طویل
زبان کجاست کہ شرح ثناے حق گوید	کجاست خامہ کہ سازد ازان رقم تفصیل
خداست مالک ومشکل کشا وعقدہ کشا	نیٔ آ رب حاجات جملہ خلق کفیل
براے رزق ہمہ خلق رازق مطلق	براے روزی ہر بندہ کارساز ووکیل
بہ بزم دہر ہمین شمع جلوہ می بخشند	ہمین چراغ دہر روشنی بہر قندیل
مزن بحکم خدا دم کہ در میان جہان	بکارخانۂ تقدیر نسبت بندہ دخیل
بدہ بنام خدا مال وگنج برخوردار	کہ بر نمیخورد از مال خویش مرد بخیل

ز کار و بار جہان زود کن ادا ہندی		حق عبادت مولے الجستی و تعجیل +

یہ مضمون سنکر فتانہ بہت ہنسی کہا کہ ای ملکۂ عالم تم اپنے مذہب کی بڑی پابند ہو کل صبح کو حال کھل جائیگا مربع نشین نے جواب دیا کہ ای فتانہ جو تمھارے قبضہ و اختیار مین ہو وہ کرو ہم جان دینے پر آمادہ ہین فتانہ نے حکم دیا قفس لٹکا دو قفس دونون کا کنیزون نے لٹکا دیا یہان تو یہ کیفیت ہوئی مگر یغما جو اپنے مقام پر آئی کنیزین آکر جمع ہوئین سب متفق ہوکر پوچھنے لگین کہ کیون ملکہ آج مزاج کیسا ہی یغما نے ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا صاحبو کیا پوچھتے ہو ہم سمجھے تھے کہ لشکر طلسم کشا آیا ہی یا در مہربان اصلاح کرین گی مگر انھون نے اور فساد بڑھایا اپنا تو یہ حال ہی نظم

مجھ سراپا داغ کو کیا گو گلستان سبز ہو	یہ خیال خام ہی سر و چراغان سبز ہو
حسرت پابوس مین کھوئی ہی مین نے جان ار	خاک سے میری حنائے ابر باران سبز ہو
وہ جو کامل ہین فضیلت ہی انھین ہر حال مین	سرخ ہوئے یا سیہ یا خط قرآن سبز ہو
حسن خاکی سے بہار باغ کو نسبت ہو کیا	زرد دیکھو ہوتا نہین جب رنگ انسان سبز ہو
سیر گلشن مین اگر لوٹے ترا بند نقاب	رنگ اڑے رخسار گل سے سرو بستان سبز ہو
جوش وحشت مین جو روتا ہون کبھی دل کھول کر	زرد ہو جاتا ہی کیسا ہی بیابان سبز ہو
حسن سبز یار سے ممکن نہین آتش فروغ	رنگ پیدا کرے گو شمع شبستان سبز ہو +

کنیزین یہ اشعار سن کر گھبرا گئین کہا وا ری حضور نے اس رنج و ملال مین یہ اشعار پڑھے کہ لونڈیون کے دل پر چھری پھر گئی لیکن اگر صاف صاف فرمایئے تو لونڈیان کچھ انتظام کرین شاید ہماری جستجو سے کوئی مطلب نکلے یغما نے کہا کہ بڑا کام یہ ہی کہ دربار طلسم کشا مین جاکر ٹھہرو صبح کو خبر ملے گی دیکھو طلسم کشا کیا کرتے ہین اگر قلعے پر لشکر کشی کا ارادہ کرین تو ہمکو خبر کرنا ہم انتظام کرین گے کہ ہمارے عیش کا باعث ہو ایک کنیز موسوم بہ نسیم چمن آرا اپنے مقام سے اٹھی مردانے کپڑے پہنے کہا لونڈی خبر کو جاتی ہی یہ کہکر نسیم ہوا ہو گئی صبح کا وقت ہی لشکر نور الدہر مین آکر پھرنے لگی ایک طرف سے کنیزین ہماے مرصع پوش کی روتی ہوئی آتی تھین اور ایک طرف سے کنیز ان مربع نشین

آپس مین کچھ باتین کر کے نورالدہر کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئین یہان وہ وقت
ہی کہ شاہزادہ دربار مین آکر بیٹھا ہی سکندر ثانی تخت پر نجم اختر شناس اور
ارسطوے ثانی وغیرہ اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ رونے کی آواز کان مین آنے لگی
نورالدہر نے سر اُٹھا کر کہا کہ شبرنگ دیکھو تو یہ کون روتا ہی کہ درگہ سالار نے
عرض کی کنیزان مربع نشین و ہماے مرصع پوش در دولت پر حاضر ہین سرکار
کے سامنے کچھ عرض کیا چاہتی ہین نورالدہر نے حکم دیا کہ بُلا لو کنیزین روتی ہوئین
سامنے آئین کہا ای شہریار ہماری شاہزادیان فرش خواب سے غائب ہو گئین
سکندر ثانی کو ساتھ لیکر نورالدہر بارگاہ ہما مین آئے نقش پا جا بجا پایا
ایک نقش پا کی خاک کو اُٹھا لیا پھر زمین پر رکھ کر ایک دستک دی اور پکار کر کہا کہ
بتلا تو کسکا سحر ہی خاک سے آواز آئی مین سحر ہون فتانۂ آفت خیز کا منہ پر وار جادو
یہ سُنکر سکندر ثانی نے اُس خاک کو اُڑا دیا نورالدہر سے عرض کی کہ ای شہریار
اب طبل جنگی بجوائیے کیونکہ پہلے اُدھر سے بے اعتدالی ہوئی نورالدہر نے حکم دیا کہ
طبل جنگی بجے جب طبل جنگی پر چوب پڑ چکی نسیم یہ خبر لیکر بھاگی خدمت مین یغما کی آکے
پہونچی بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم سکندر ثانی ایسا ساحر وہان پر
موجود ہی اُسنے سب حال کھول لیا خاک نے کہدیا کہ مین سحر فتانۂ آفت خیز ہون
اور پر دار جادو میرا نام ہی اب اُن لوگون نے طبل جنگی بجوایا ہی وہ وہ ساحر ہین
کہ زمین ہلا دینگے قلعے کو بالاے آسمان اُڑا دینگے یغما یہ سُنکر گھبرا گئی اپنے قصر سے
نکلی قصر مین فتانۂ آفت خیز کے آئی دیکھا کہ فتانہ تخت پر بیٹھی ہوئی بلبلا رہی ہی اور
کہہ رہی ہی کہ آفت برپا کرونگی وزرا و امرا کہتے ہین کہ ای ملکۂ عالم لشکر کو قلعے سے باہر
نکالیے کہ ان لوگون سے مقابلہ کرین کیا مسلمانون سے دب جاوینگے یہ ذکر تھا کہ
یغما آکر پہونچی کہا کہ ای مادر مہربان بگوش ہوش سماعت فرمائیے تو عرض کرون فتانہ
نے کہا کہ بیٹا کہو تمھاری بات دل سے سُنونگی کہو تو کیا کہتی ہو یغما نے کہا کہ جسکو آپ
طلسم کشا سمجھی تھین وہ طلسم کشا نہین وہ اس شخص کا ہیچشم ہی جو اب آیا ہی اپنے دعوی جرأت مین

چلا آیا ہی ہمراہ اسکے یاقوت جنتی ہی وہ رہبری کرتا ہی اُسی کے باعث سے یہ در بند فتح ہوے
اور آپ نے اسکو باسانی گرفتار کرلیا اصل طلسم کشا یہ ہی کہ جو بیرون قلعہ اُترا ہوا ہی اُسکے
پاس لوح محفوظ موجود ہی خود ایسا بہادر ہی کہ لاکھون مین اکیلا لڑا ہی سلاح طلسمی
ملکن ہوے مرکب طلسمی پر سوار ہی ہمراہ اُسکے سکندر ثانی ایسا رفیق ہی جو بقراط ثانی
سے مقابلہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہی اگر دو جادوگر بیان آپ نے قید کرلین تو کیا کمال کیا
لفظاً لفظاً جو اسطرح یغمانے سمجھایا تو فتانہ نے گھبراکر کہا کہ ای نور نظر پھر کیا کرون
یغمانے کہا کہ میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ اصلاح کر لیجیے بعد جیسا موقع دیکھیے گا ویسا
کیجیے گا فتانہ نے یہ سنکر کہا کہ ای نور نظر اصلاح مین خرابی ہی یہی باعث بیتابی ہی
یغمانے کہا کہ جو میرے نزدیک مناسب تھا وہ تو مین نے عرض کیا اب جو آپ کے
نزدیک بہتر ہو وہ کیجیے مقابلہ کسی طرح اچھا نہین ای مادر مہربان لشکر طلسم کشا کے ساحر
زبردست ہین آپکا سحر روک لینگے اور قلعہ کا فتح کرنا اُنکے نزدیک کتنی بڑی بات ہی
اور طلسم کشا سے خود قصر سکندری پر بڑے بڑے معرکے پڑے آخر قدرت شکست کھا کر
طلسم مین آئے اور یہ قدرت کی فقط باتین ہین کہ سیر طلسم منظور تھی اگر یہان نہ آتے تو مارے جاتے
فتانہ نے کہا کہ اب میرا ارادہ ہی کہ رات سے تو اطمینان ہی کہ طبل جنگی بج چکے ہین اب
صبح کو وہ لوگ خبر لینگے رات ہی کو قلعے سے نکل چلو یہان سے قریب ایک قصر ہی کہ
قصر سیاہ اُسکا نام ہی ہنگام بر دبار جادو وہانکا حاکم ہی وہ بلاے روزگار ہی
اُسکے پاس بھاگ کر چلو اس صلاح کو سب نے پسند کیا کہا بہت مناسب ہی یہ سُنکر فتانہ
تخت پر سوار ہوئی لاکھ جادوگر ہمراہ ہوے مگر یغمانے کہا کہ مجکو قلعے مین چھوڑ جائیے
مین یہان کا انتظام کرونگی فتانہ نے کہا کہ بی بی میرا دل کیونکر مانیگا یغمانے کہا
کہ تیس چالیس ہزار میری کنیزین ہین مین کیا سحر مین پایہ کمی کا رکھتی ہون اگر پھاٹک
ٹوٹا اور قلعہ چھوٹا تو اُس وقت نکل آؤنگی اور اگر میرے سحر کو وہ سب مان گئے تو قلعے
مین عملداری رکھونگی فتانہ مجبور و ناچار ہو کر راضی ہوئی مگر کہا کہ ای نور نظر اسکا
خیال رہے کہ جب طلسم کشا لڑتا بھڑتا قریب قلعہ پہونچے تو پھاٹک ٹوٹنے کا انتظار نہ کرنا

فوراً چلی آنا یغما نے سب قبول کیا کنیزون کو بالائے قلعہ بھیجا کہ توپین درست کرو آپ
دار الامارۂ شاہی مین بیٹھی اور فتانہ در پہلوے قلعہ سے باہر نکلی صحرا کی طرف چلی
قضاے کار نجم اختر شناس نے آج طلایہ داری لشکر کی نور الدہر سے کہہ کر
لی ہی پھر رہا تھا کہ دور سے دیکھا پہلوے قلعہ سے فتانہ تخت پر سوار نکلی پشت پر کئی لاکھ
جادوگر حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لیے ہوے نجم نے شبرنگ سے کہا کہ ذرا بڑھکر دریافت کرو
کہ یہ کون جاتا ہی اور کہان کا ارادہ ہی یقین کامل تو یہ ہی کہ فتانہ گھبراکر نکلی جاتی
ہی لیکن ایک تعجب ہی کہ کوئی محافہ وغیرہ ساتھ نہین معلوم ہوتا وہ شہنشاہ خوبی و سرو
روان باغ محبوبی کہان ہی کہ ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ
فتانۂ آفت خیز جنگ سے عاجز ہو کر قصر سیاہ کی طرف جاتی ہی ملکہ یغما قلعہ مین رہگئی
دیکھیے توپین وغیرہ لگائی ہین ملکہ کا نشان ہوا مین لہرا رہا ہی اُسکے پھریرے پر لکھا ہی
کہ اے ہمراہیان طلسم کشا و اے جنگ و جدل مین یکتا یہ توپین فقط دکھانے کو لگائی ہین
تم بلا تکلف آؤ توپ نہ چلیگی یہ سُن کر نجم نے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ جاکر بادشاہ لشکر
اسلام کو جگاؤ جب بیدار ہون تو سب حالات عرض کرنا کہ نجم نے عرض کیا ہی کہ آپ
بلا تکلف تشریف لائیے یہ ذکر تھا کہ طلسم کشا کی آمد ہوئی سب نے دیکھا کہ طلسم کشا
مرکب طلسمی پر سوار مرکب کو اُڑاتے ہوے آتے ہین جب قریب آکے پہونچے تو نجم نے
اطلاع کی کہ کنیز آپ کی عرض کرتی ہی کہ بلا تکلف قلعے مین تشریف لائیے نور الدہر
نے گھوڑا بڑھایا کنیزون نے جاکر ملکہ یغما سے اطلاع کی یغما نے کہا کہ ہم خود آتے ہین
یغما نے قلعے کے اوپر آکر دیکھا کہ آگے سب کے نور الدہر بن بدیع الزمان گرز گران
ہاتھ مین لیے گھوڑا بڑھائے ہوے اسی طرف آتے ہین نجم رکاب سے لپٹا ہوا ایکطرف
شبرنگ بن عمرو ملکہ یغما نے اشارہ کیا کہ توپین داغو مگر خبردار طلسم کشا پر کوئی گولہ نہ
پڑنے پائے توپین چلنے لگین مگر نور الدہر اُسی طرح گھوڑا اُڑاتے ہوے خندق کے
قریب پہونچے مرکب کو ایڑ جو کی گھوڑا طرارہ بھر کر اُس پار خندق کے پہونچا نجم نے بڑھ کر
پھاٹک گرایا نور الدہر قلعے کے اندر آئے اہل شہر نے قصد کیا کہ روکین اور جنگ کرین

یغمانے منع کیا جب نورالدہر یغما کے قریب پہونچے یغمانے اُٹھ کر سلام کیا نورالدہر
نے ہاتھ تھام لیا پوچھا کہ والدۂ ماجدہ تمھاری کہان ہین یغمانے عرض کی کہ یہانسے
قریب ایک قصر ہی کہ قصر سیاہ اُسکا نام ہی ہنگام بردبار وہان کا حاکم ہی اُسی کے
پاس گئی ہین لہذا آپ اُس طرف چلے جائین قلعے سے مطمئن رہین قلعے مین آپکا دخل ہوا
یہ کہکر اطاعت اسلام کی نورالدہر باہر نکلے گھوڑے پر سوار ہوے ہنگام بردبار
کے قصر کی طرف چلے لیکن فتانۂ آفت خیز جو یہان سے بھاگی قریب ایک کوہ کے پہونچی
اور وہان پر لشکر اُتارا آپ پہاڑ پر آکے اُتری دیدبان مقرر کیے حکم کیا کہ جب آمد لشکر
طلسم کشا ہو توہمکو اطلاع کرنا دیدبان نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی نورالدہر آگے
نجم اختر شناس وارسطوے ثانی تخت پر سکندر ثانی یہ سب ہمراہ ہین سامنے سے
آتے ہین دیدبان نے فتانہ سے عرض کی کہ آمد طلسم کشا ہوئی پہاڑ سے دیکھیے علمہاے
زنگاری معلوم ہوتے ہین فتانہ نے دیکھا جب علامت اسکو معلوم ہوئی تو خائف ہوکر
دوسری طرف سے اُتری طرف قصر ہنگام بردبار کے چلی نورالدہر کو خبر پہونچی
کہ سامنے پہاڑ پر فتانہ تھی مگر کوہ سے اُتر گئی سکندر ثانی نے تخت کو چھوڑا اور
نجم اختر شناس بھی ساتھ ہوا چاہا کہ بلند ہوکر چلون نورالدہر نے پوچھا کہ ای
شہریار کیا ارادہ ہی فرمایا قصد ہی کہ اس ملعونہ کو روکون نورالدہر نے کہا کہ آپ
میرے ہمراہ چلیے مین نہین چاہتا کہ سحر سے کام ہو مین خود جاکر اُسکو روکونگا یہ سُن کر
سکندر ثانی پھر تخت پر سوار ہوے اور ہمراہ نورالدہر چلے مگر ہنگام بردبار قصر
مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ فتانۂ آفت خیز آپکے دامن پناہ مین آتی ہین
ہنگام بردبار اپنے مقام سے اُٹھا مرکب پرند مشکین پر سوار ہوا براے استقبال
چلا اپنے قصر سے پانچ کوس نکلا تھا کہ فتانہ آکر پہونچی ہنگام نے سلام کیا کہا کیون
ملکۂ عالم خیر تو ہی کہا خداوند بقراط ثانی نے یہ آفت مجھپر ڈالی کہ لوح لاکر میرے پاس
رکھی اور طلسم کشا نے میرا پیچھا کیا مین بھاگتی ہوئی یہان آئی ہون طلسم کشا آتے ہین اور
سکندر ثانی بھی ساتھ ہین یقین ہی گھر جاؤن ہنگام بردبار بڑھا بڑھکر ایک گولہ مارا

کہ ایک پہاڑ سدراہ ہوا یعنے راہ کو روکا اور فتانہ کو ساتھ لیکر اپنے قصر مین آیا مگر یغما
نے کچھ کنیزین شاہزادے کے ساتھ کر دی ہین کہ ہمکو دم بدم کی خبر پہونچانا چاہیے ہی
نورالدہر اُس مقام پر پہونچے اور سکندر ساتھ ہین سکندر نے جو پہاڑ دیکھا ہنسکر
کہا کہ ای شہریار یہ سحر ہنگام بردبار کا ہی اگر حکم ہو تو پہاڑ کو گرا دون نورالدہر نے
کہا کہ مین بڑھتا ہون اگر میرے جانے سے پہاڑ نہ ہٹا تو آپ تکلیف کیجیے گا یہ کہہ کے
نورالدہر نے مرکب بڑھایا تخت سکندر ٹھہر گیا مگر نجم نے ساتھ نہین چھوڑا جب
قریب کوہ کے نورالدہر پہونچے چاہا کہ مرکب بڑھاوُن پہاڑ سے شعلے نکلنے لگے نجم نے
جھلا کر ایک گولہ مارا کہ درۂ کوہ پیدا ہوا نورالدہر نے اُسی مین گھوڑا ڈالا اب جو
لوح محفوظ چمکی تو درہ وسیع ہو گیا اہل فوج اُسی درے سے گذرنے لگے مگر یہ تکلیف
گذرتی تھی کہ ہر مرتبہ کوہ چاہتا تھا کہ لوگون کو دبا دون سکندر جب قریب پہونچے تو اُس
کوہ پر گولہ مارا کہ پہاڑ گرا سارا لشکر بہ آسانی گذرا یہ خبر ہنگام کو پہونچی کہ سکندر نے
پہاڑ گرا دیا ہنگام نے کہا کہ مین جانتا تھا سکندر کو پہاڑ نہ روکیگا مگر اسی قدر عرصہ
چاہتا تھا سو وہ ہوا ای ملکہ فتانہ اب آپ مطمئن رہین مگر نورالدہر آتے آتے سامنے
قصر ہنگام کے پہونچے قصد کیا کہ جا پڑون ہنگام نے سامنے آکر سحر کیا کہ ایک غبار غلیظ
اُڑا کہ جس سے راستہ بند ہوا سکندر نے آکر عرض کی کہ آپ لشکر اُتار بیٹے دیکھیے اُدھر
سے کیا ہوتا ہی اور قیدی حضور نے قلعے مین پائے یا نہین نورالدہر نے کہا کہ وہ
قیدیون کو ساتھ لے گئی یہی باعث زیادہ پریشانی کا ہی چاہتا ہون فوراً جا پڑون
نجم نے بھی بڑھ کر عرض کی کہ ٹھہر جانا ہی بہتر ہی سکندر ثانی نے پھر عرض کی اگر حکم دیجیے
تو اس غبار کو دفع کر دون نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا گھوڑے سے اُتر پڑے لشکر
بھی اُتر پڑا مگر نجم اخترشناس گھبرایا ہوا ہی نورالدہر سے عرض کی کہ حضور الگ
بارگاہ استادکرائین فقط غلام خدمت مین رہے نورالدہر نے الگ بارگاہ اپنے
واسطے استادکرائی نجم کو ساتھ لیکر اُسمین داخل ہوے شبرنگ کو بھی بُلا لیا شبرنگ
نے سامنے بیٹھکر واسطے دل بہلانے کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

شمع کو پروانہ بلبل کو گُلِ تر چاہیے ۔ اور پہلے سب سے مجکو میرا دلبر چاہیے
رات دن پیشِ نظر تصویر دلبر چاہیے ۔ کچھ تو تسکینِ دلِ بیتاب و مضطر چاہیے
بہرِ گلگشتِ چمن آتا ہو وہ بالا بلند ۔ باغ سے باہر نکل جائین صنوبر چاہیے
مندرج ہو اُسمین حال صدمۂ بار فراق ۔ گر پڑا ہو راہ مین تھک کر کبوتر چاہیے
تا گدا اُن کو عطا کرتے رہین ہر چار سو ۔ شاہِ اختر کو خراجِ ہفت کشور چاہیے
عاشقونکو ساتھ لیجانا جو چلنا ہو کہین ۔ بادشاہِ حُسن ہو ہمراہ لشکر چاہیے
متصل اُس شوخ کی جبین نظر آئے شبیہ ۔ آئنہ اسطرح کا ہمکو سکندر چاہیے
اُس پری کے گرد پھر کردے مرا مکتوب شوق ۔ خط رسانی کو بلا گردان کبوتر چاہیے

مگر یغماے گوہر پوش قلعے مین بیٹھی ہو کہ کنیزون نے آکر خبر دی قریب قصر سیاہ طلسم کشا جاکر اُترے ہین ارادہ تھا جا پڑون لیکن سکندر ثانی نے روکا اور ریحم نے بھی کہا کہ اسی مقام پر اُتر پڑے نور الدہر اُسی مقام پر اُترے ہین یغما اپنے مقام سے اُٹھی کہا صاجو ہمارے حال کی کسی کو کیا خبر مین کیا کہون اور کسکے سامنے بیان کرون کہ جو مجھپر گذر رہی ہو دل کے ٹکڑے ہو گئے دم لبون پر آیا یہ کیفیت ہو زمانہ برسات مین یہ صورت ہو نظم

جھومتی آتی ہو متوالی گھٹا ۔ ہو سیہ مست آج کی کالی گھٹا
روتے روتے اشک آنکھونمین نہین ۔ ایسی برسی ہو گئی خالی گھٹا
روئی ایسا دیکھکر مجنون کو خشک ۔ برقع لیلی کی ہو جالی گھٹا
میکشو کب رعد کی آواز ہو ۔ محتسب کو دیتی ہو گالی گھٹا
ہین فلک پیما ہمارے طفل اشک ۔ ہو گئی ہو وقف پامالی گھٹا
وصل کی شب ہو چکی احسان کر ۔ اک گھڑی گننے مین گھڑیالی گھٹا
زور ناسخ کا تو نقشہ ہو چکا ۔ اب شفق کی بھی دکھا لالی گھٹا

کنیزون نے عرض کی کہ جو حضور کو مناسب ہو وہ کیجیے ملکہ یغما اپنے مقام سے اُٹھین کہا آج مین خاتمہ کرائے دیتی ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی طاؤس زرین بال پر

سوار ہوئی نورالدہر کے لشکر کی طرف چلی اُس وقت آکے پہونچی کہ شبرنگ گا رہا ہی
اور نورالدہر کی خدمت مین نجم حاضر ہو کہ یغما آسمان سے آکر اُتری نورالدہر کے
قریب آکر بیٹھی نجم نے کرسی جواہر نگار پیش کی اُسپر یغما اُٹھ کر متمکن ہوئی کہا ای شہریار
لونڈی اس وقت اس وجہ سے حاضر ہوئی کہ قصر سیاہ قریب ہی قصر مین تشریف لے چلیے
اول لوح حاصل کر لیجیے پھر سرکار کو فتاحی طلسم آسان ہو گی نورالدہر فوراً اُٹھے
نجم بھی ساتھ ہوا سکندر ثانی نے جو یہ خبر سُنی خدمت مین آکر حاضر ہوا عرض کی
غلام بھی ساتھ چلیگا نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا سکندر ثانی بھی ہمراہ ہوا قصر
کی طرف چلا مگر ہرکارے فتانہ آفت خیز کے جو موجود تھے وہ خبر لیکر بھاگے سامنے فتانہ
کے آئے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ کی صاحبزادی طلسم کشا کو قصر لوح مین لیے جاتی ہین
فتانہ گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی ہنگام نے دامن پکڑ لیا کہا کہ ای ملکۂ عالم کہان
جاتی ہو کہا کہ لوح لیکر خدمت خداوند مین پہونچاؤنگی ہنگامہ نے کہا اُن کو قصر مین
جانے دو ہمنے کچھ انتظام کر دیا ہی اور یہ بھی کہا کہ سیہ پوش آفت زا اُس مکان کا
نگہبان ہی یقین ہی وہ ضرور لوح پر دست اندازی کریگا تا بہ لوح طلسم کشا کو نہ
جانے دیگا یہ کہکر فتانہ کو نہ جانے دیا مگر نورالدہر جب دروازے پر پہونچے سکندر
نے دروازہ سحر کر کے کھولا نجم بھی ساتھ ہی لپٹا ہوا آتا ہی کہ یغما آکر پہونچی عرض کی کہ
ای شہریار وہ سامنے دالان مین لوح رکھی ہی اُٹھا لیجیے کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای
طلسم کشا تیری قضا تجکو لائی ہی اور بی یغما تمھاری شامت آئی ہی خبردار ای طلسم کشا
اندر دالان کے نہ جانا تاریکی بڑھنے لگی وہ دالان مخفی ہوا آواز آئی کہ اب جائیے دالان
کہان ہی نورالدہر نے انگنائی مین جاکر لوح محفوظ کو چمکایا مگر کوئی نفع نہ ہوا اور دالان
نہ ظاہر ہو سکا سکندر نے عرض کی کہ ای شہریار یہ سحر سیہ پوش بن ظلمات کا ہی اگر
حکم ہو تو روشنی کر دون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پتلہ سنہرا نکالا آواز دی کہ ای
روشن مزاج روشنی کر اُس پتلے نے بہ تعجیل تمام بغل مین ہاتھ ڈالا ایک مشعل نکالی وہ کمال
روشنی ہوئی کہ ذرہ ذرہ معلوم ہونے لگا آگے وہ پتلہ اُسکے بعد نورالدہر نورالدہر کے

پہلو مین سکندر ثانی ایک طرف سے نجم نے دستک دی ایک ستارہ چمکا اور زیادہ روشنی
ہو گئی سکندر نے کہا کہ ای نجم اسکی کیا ضرورت تھی یہ پتلہ کافی ہی مگر ای شہر یار جلدی پیچھے
لوح اُٹھا لیجیے نور الدہر جب جست کرکے دالان مین آئے تو پہلو سے آواز آئی کہ ای
سکندر ثانی اس پتلے پر تمکو بڑا غرور ہی دیکھو کیا حال ہوا مشعل لیکر اُس پتلے نے
اپنے منھ مین لگائی مثل شعلۂ آتش جلنے لگا ہر موے جسم سے شعلۂ آتش نکلنے لگے استخوان
مثل ہیزم خشک جلنے لگے دم بھر مین وہ روشنی تو گل ہوئی مگر ستارۂ نجم چمک رہا تھا وہ
ساحر جسنے یہ سحر کیا سکندر نے اُسکو آواز دی کہ کیا پردے مین سحر کرتا ہی سامنے آ
ورنہ مین ابھی بلا لونگا یہ کہکر ایک دستک دی کہ زمین کانپی پہلو سے ایک ساحر مہیب
بشکل عجیب و غریب ظاہر ہوا معلوم ہوا کہ پہلوے نور الدہر مین کھڑا تھا سکندر نے
للکارا کہ او سیہ پوش بن ظلمات ہمکو بالکل بھول گیا مجکو پہچانتا ہی اُس ساحر نے کہا
کہ تم خداوند کے دشمن ہو جو کچھ مجھسے بن پڑیگا وہ کوشش کرونگا لوح طلسم کشا کو ہرگز
نہ لینے دونگا یہ کہکر نور الدہر پر ہاتھ تلوار کا مارا بغماے آواز دی کہ ای شہر یار
بچیے گا نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا لوح محفوظ کا جو عکس پڑا وہ ساحر نابینا ہو گیا
نور الدہر نے کلائی تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ سر سیہ پوش کا اُڑ گیا لاشہ لڑکھڑا کر گرا گر
گرتے گرتے غرق زمین ہوا نور الدہر بڑھے کہ لوح حاصل کرون سکندر ثانی و نجم
کہ رہے ہین حضور لوح اُٹھا لین مگر نور الدہر کچھ دیکھ رہے ہین یغما بھی پہلو مین کھڑی
ہی مگر بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا کہ چند جادوگر سیہ پوش کا لاشہ لیکر
آئے فریاد کرنے لگے لاشہ سامنے ڈالدیا اور کہا کہ یا خداوند اب وقت کوشش ہی
طلسم کشا لوح کے قریب پہونچ چکا ہی ہمارے افسر نے بڑی جی داری کی لیکن طلسم کشا
پر سحر نہین تاثیر کرتا بقراط اپنے مقام سے اُٹھا جس قصر مین بیٹھا ہی اُس قصر مین کوٹھریان
اور صحنچیان بہت ہین آج سب ساحر اسکے سلام کو آئے ہین ایک کوٹھری مین جا کے
آواز دی کہ ای مغرور بلا انگیز لوح طلسمی جاتی ہی پہلو سے ایک ساحر پیدا ہوا بقراط
نے جھولی مین ہاتھ ڈال کر کچھ اشیاے سحر اُسکو دیے اُسنے دونون پاؤن زمین پر مارے

نقب سحر کاٹتا ہوا چلا بقراط نے بعد روانہ کرنے مغرور کے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ
نکالا کچھ طائر کاٹ کر ہوا پر اُڑا ئے وہ اُڑتے ہوے چلے یہان وہ وقت ہی کہ یغما نے
پکار کر آواز دی کہ ای شہریار لوح اُٹھا لیجیے کہ ایک برق چمک کر یغما پر گری کہ یغما کا
سر اُڑ گیا نجم اختر شناس لاش پر یغما کی کھڑا ہو کر رونے لگا سکندر ثانی نے کہا کہ
ای نجم کیون روتے ہو تم تو کاہن طلسم ہو یہ کشتۂ سحر ہوئی ہی جس ساحر نے مارا ہی مین
جانتا ہون مگر ای شہریار لوح اُٹھائیے اب دیر نہ کیجیے ورنہ لوح ہاتھ سے جائیگی کوئی
ساحر زبردست آگیا مین نگہبانی کر رہا ہون نور الدہر نے بڑھ کر چاہا کہ ہاتھ ڈالون
لوح کو اُٹھا لون کہ اُس پتھر کو جنبش ہوئی کہ جسپر لوح رکھی ہی بلند ہوا اور اُس پتھر
کے نیچے کی زمین کانپی ایک ساحر مہیب جست کر کے نکلا تختۂ سنگ پر ہاتھ مارا اور لوح کو
لیکر بلند ہوا جیسے ہی بلند ہو کر آسمان پر آیا قضائے کار ارسطوے ثانی کہ بیرون
قصر آسمان پر اُڑ رہا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک ساحر جاتا ہی اور آقا قصر ہی مین ہین للکار کر
برق چمکائی وہ برق تڑپ کر ساحر پر گری کہ ساحر کے دو ٹکڑے ہوے لوح اُسکے ہاتھ
سے چھوٹی لاشہ قصر مین گرا سکندر ثانی بھی بلند ہوے حیران تھے کہ اسکو کسنے مارا
دیکھا ارسطوے ثانی مغرور کو مار کر لوح کی طرف جھپٹا ہی کہ پہلو سے فراٹا ہوا اور
ایک طائر سیاہ پیدا ہوا اُسنے لوح کو مُنھ مین دبایا سکندر ثانی نے سحر کیا ایک عقاب
پیدا ہوا عقاب نے آکر طائر کو گھیرا چاہتا ہی اسکو چیر ڈالون کہ دوسرا فراٹا ہوا ایک
طائر سُرخ رنگ آکر عقاب پر گرا پر مارنے لگا سکندر ثانی نے ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ سر اُس طائر کا اُڑ گیا دونون طائر سکندر نے اسی طرح مارے لوح پھر زمین کی
طرف چلی نجم پر یہ معرکہ گذرا کہ بیقرار ہو کر رو رہا تھا لاشہ یغما کا دیکھ دیکھکر پکارتا تھا
کہ ای باعث تسکین قلب عاشق زار وای معشوق بادفا یہ کیا تقدیر نے دکھایا نظم

خدا محفوظ رکھے دلکو اُس افعی کاکل سے	نہین ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے
شراب سُرخ کا ساغر پیئے ساقی لب جو پر	چمن سرسبز ہی باران رحمت کے تفضل سے
پری لاتی ہو صندل گھسکے مجھ دیوانہ کی خاطر	جو سر مین درد ہوتا ہی کبھی زنجیر کے غل سے

چمن کی سیر سے نفرت ہمارے دلکو ہوتی ہی | طبیعت کو خفا کرتی ہی صحبت خار کی گل سے
خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہی دین و دنیا کا | یقین ہی دولت کونین حاصل ہو توکل سے
ضرر پہونچاتی ہی معشوق کو بیتابی عاشق | پھٹے ہین پردہ ہاے گوش گل فریاد بلبل سے
شب مہ مین جو دریا کے کنارے جاکے روتا ہون | گذر جاتی ہی کشتی مار کر ٹھوکر سر پل سے
قیامت مین بھی کوئی حال کو اونکے نہ پوچھیگا | کیا ہی کشتہ تو نے جنکو شمشیر تغافل سے
نہاین مشت خاک آتش بکف کو حسرت ہی | کبھی دامن تلک پہونچے صبا تیرے توسل سے

اس طرح پر نجم رو رہا ہی کہ لاشہ مغرور سحر گر ایغما اٹھ بیٹھی نجم نے کہا کہ ای ملکہ عالم خدا نے بڑا فضل کیا اب اس قصر سے نکلو دیکھین باہر کیا ہو رہا ہی سکندر ثانی گئے ہین یہ کہ کر دونون بلند ہوے دیکھا طائرون پر چھپٹے پڑ رہے ہین مگر سکندر اس زور و شور سے سحر کر رہا ہی کہ جس طائر نے لوح کو منھ مین لیا جھپٹ کر ہاتھ مارا کہ طائر دو ٹکڑے ہوا نور الدہر زمین پر کھڑے ہین کئی طائرون کو سکندر نے مارا کہ نجم نے اپنے نام کا نعرہ کیا یغما نے کہا کہ ای شہریار مین آپ کو لیکر بلند ہون لوح آپ ہی کے ہاتھ مین آگئی نجم اختر شناس تو زمین پر آیا یغما آسمان پر گئی اور اُڑ رہی ہی کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم فتانہ آفت خیز او گیسو بریدہ تو نے بڑا غضب کیا یہ کہ کر جھپٹا مار کر گری کمر مین یغما کے پنجہ دیا اور لیکر چلی سکندر نے جو دور سے دیکھا آواز دی کہ او ملعونہ اس کو کہان لیے جاتی ہی نجم تو تڑپکر رہگیا مگر سکندر ثانی جھپٹ کر برابر فتانہ کے پہونچا آواز دی کہ او فتانہ یہی بہتر ہی کہ یغما کو چھوڑ دے ورنہ تجھے جانے نہ دونگا فتانہ نے گولہ مارا سکندر نے گولہ روک لیا فتانہ نے چند موے سر توڑ کر سکندر پر پھینکے چند ماران سیاہ سکندر کی طرف چلے سکندر نے ہاتھ ہلا دیا ایک طاؤس ظاہر ہوا طاؤس نے سانپون کو نگل لیا اب فتانہ ہر چند کہ چاہتی ہی بلند ہو کر نکلون مگر اپنے مقام سے بڑھ نہین سکتی کئی سحر سکندر پر اور کیے مگر سکندر ان سحرون کو کب مانتا ہی ہر مرتبہ سحر کو اسکے دفع کر دیتا ہی آخر آنکھ سے اشارہ کیا فتانہ اُسی مقام پر جم گئی نہ آگے بڑھ سکتی ہی اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہی سکندر نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا

کہ دونون بازن فتانہ کے اُڑ گئے پنجے سمر یغما چھوٹی نجم نے جھپٹ کر یغمائے گوہر پوش
کو لیا ارسطوے ثانی نے برق چمکائی کہ فتانہ کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی فتانہ
کے قصر سیاہ گر پڑا ہنگام بردبار جو اپنے قصر مین بیٹھا تھا فتانہ کو روکتا تھا اور
کہتا تھا کہ تمپر کوئی افتاد پڑیگی فتانہ نے کہا تھا کہ مین سکندر کو مار لونگی ہنگام
کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی مگر اُداس و پریشان ہر یکایک کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا
نام من فتانہ آفت خیز بود یہ آواز سُنکر ہنگام تڑپکر قصر سے نکلا کہا یارو قیدیون کی
حفاظت رکھنا یہ قیدی فتانہ کی نشانی ہین انکو تڑپا تڑپا کے قتل کرونگا قصر سے نکلتے ہی
اُڑتا ہوا چلا دور سے دیکھا کہ قصر سیاہ تو منہدم ہوا خاک اُڑ رہی ہی آوازین خلاف
آرہی ہین ویرانہ معلوم ہوتا ہی مگر جتنے عرصے تک سکندر اور فتانہ سے مقابلہ رہا تھا
اُتنے عرصے مین نجم نے یغما کو قریب نورالدہر لاکر ہوشیار کر دیا تھا نورالدہر بدحواس
کھڑے ہین مقدمہ لوح کو دیکھ رہے ہین کہ جس طائر نے منقار مین لوح کو لیا عقاب
نے اُسے جھرے چیر کے پھینکدیا کہ یکایک درۂ کوہ سے ایک آواز مہیب آئی کہ ای سکندر
کیون تیری قضا آئی ہی اور کیون اسقدر کوشش کرتا ہی غضب قدرت سے نہین ڈرتا ہی
دیکھا درۂ کوہ سے ایک عقاب بزرگ پیدا ہوا کچھ نگاہ سے اشارہ کیا کہ وہ عقاب جو
طائرون کو مار رہا تھا اُس عقاب پر خنجر گرا کہ سر عقاب کا اُڑ گیا خود لوح طلسمی لیکر درۂ
کوہ مین گیا سکندر و نجم و ارسطو نے بڑھ کر پہاڑ گرایا بہت جستجو کی کئی سو طائران صحرائی
مارے مگر کچھ نشان نہ معلوم ہوا کہ یہ عقاب بزرگ کون تھا اور کیونکر لوح کو لے گیا صحرا
مین آگ لگادی نورالدہر نے کہا ای سکندر روفت از دست رفتہ و تیر از کمان جستہ
پلٹ کر نہین آتا اب جستجو بیکار ہی بیٹھے ہوے آتے ہین آگے سب کے نورالدہر سکندر
چپ نجم خاموش ارسطوے ثانی سر جھکائے ہوے کہ ہنگام بردبار آکے پہونچا پتھر
کی سلین برسانے لگا سکندر نے کچھ اشارہ کیا کہ وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اگر پتھر
گرتے ہین تو پہاڑ سے جاکر ملحق ہوتے ہین نجم بھی سحر کر رہا ہی ارسطوے ثانی کی نگاہ پڑی
کہ ہنگام بردبار کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی ارسطوے ثانی نے جھپٹ کر نعرہ کیا کہ او مکار یہ کیا

حرکت ہی کیون شامت آئی ہی یہ کہکر گولہ مارا ہنگام نے گولہ کاٹا یغما نے جو دیکھا کہ
ہنگام سے اور ارسطو سے سحر ہو رہے ہین پہلو پر آکر کارد سحر جھولی سے نکالی اسم سحر
پڑھ کر ہنگام پر کھینچ ماری اِس پہلو پر آکر پڑی اُس پہلو کو توڑ کر پار گذری صدا
مہیب آئی پھر آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہنگام بہ دبار بود مرتے ہی ہنگام
کے روشنی ہوئی اب صحرا سر سبز و شاداب ہوا یغما آکر نور الدہر کے قدمون سے
لپٹ گئی عرض کی کہ ای شہریار کنیز سے فتانہ کی آپنے بغاوت دیکھی فتانہ چاہتی تھی کہ
قتل کرون مگر کنیز کی موت نہ تھی خدا میرے وارثون کو سلامت رکھے مگر آج کے دن
ارسطوے ثانی نے بڑا کار نمایان کیا مغرور جب لوح لیکر چلا تھا کس خوبصورتی سے
اُسکو مارا ورنہ وہی لوح لیکر نکل جاتا ساحر جوان تیز پر اُسکو کون پاتا مگر اُنھون نے
ایسا گھیرا کہ آخر اُسے قتل کیا اُسکے بعد طائر پیدا ہوے مگر سکندر نے کیا تیزی کی کہ
ہر ایک طائر کو قتل کیا لوح کو بچایا تھا مگر درۂ کوہ سے جو عقاب کلان ظاہر ہوا
یقین ہی کہ یہ بقراط ثانی تھا آخر لوح لے ہی گیا اس عرصے مین شبرنگ بن عمرو
مرکب نور الدہر کا لیے ہوے آیا سب حال سُنا کہ لوح بقراط پھر لے گیا سکندر
نے کہا کہ ای شہریار خواہ لوح ملے یا نہ ملے لیکن اتنا تو معلوم ہو کہ کہان لے گیا یہ
سُنکر شبرنگ نے کہا کہ ای شہریار آپ نہ گھبرائیے لوح کا حال بتانیوالا ابھی پیدا ہوگا
دیکھیے یہان کا حال کیسا مخفی تھا کس طور سے کُھلا حقیقت یہ ہی کہ لوح کا پتہ غیب
سے پیدا ہوتا ہی سب سردارون نے آکر نور الدہر کو گھیر لیا لیکر لشکر کیطرف چلے
لشکر مین آکر صلاحین ہونے لگین جب فتانہ آفت خیز اور ہنگام قتل ہوا اور
وہان قصر مین ملازمون نے انکے انکے مرنے کی آواز سُنی آپس مین صلاحین کرنے لگے
کہ یارو سر پرست تو ہمارے قتل ہوے اب کہو کیا صلاح ہی سب کا افسر قبماس جادو
ہو اُسنے کہا کہ میری صلاح تو یہ ہی کہ قیدیون کو قتل کرکے نکل چلو ہمکو کون کہ سکیگا اِسنے
قفس سب کے اُتروائے جلادون کو حکم کیا منظور ہی کہ ایک ایک کو قتل کردن سب کے
پہلے اس بیحیا نے ایرج نوجوان کو نکالا کہا یہ سب کا افسر ہی کوئی مربع نشین کو کہتا ہی

کہ اسکو پہلے قتل کرو کوئی ہما کو کہتا ہی کہ اسے قتل کرو جیسے ہی ایرج کو زیر تیغ بٹھایا بلقیس و مینا تڑپنے لگین زبان مین سوزن ہی اشارے کرتی ہین کہ ای قیماس پہلے ہمکو قتل کرو یہ ہمارا افسر ہی قیماس نے منھ پھیر لیا کہا دیکھو صاحبو کیا محبت ہی اشارے کرتی ہی کہ پہلے ہمکو قتل کرو ہم اسکے خلاف کرین گے آخر مینا و بلقیس دعائین مانگنے لگین پکار اُٹھین کہ ای ستار العیوب و ای دافع البلیات فضل و کرم اپنا شریک کر نظم

دل بحال سختی و تنگی مدار ای یار تنگ	زانکہ این در را نداردحضرت داداز تنگ
بگذرد وقتے خزان در چند روز آید بہار	در فراق گل مباش ای عندلیب زار تنگ
بند گر یک در شود رزاق بکشاید دگر	پس درین دار جہان باشد چرا نادار تنگ
روز و شب بار ریاضت میکشد بہر عیال	ہر زمان از زیست خود ہست دنیا دار تنگ
دردمند دل چو گردد نا امید از چار سو	میشود بیچارہ از چارہ گری ناچار تنگ
باش بر فضل خدا ای بینوا امیدوار	حالت خود زاین پریشانی مکن زنہار تنگ

دونون شاہزادیان تڑپ رہی ہین ادھر ہمراہیان نور الدہر کو بھی انتہا کا صدمہ ہی مگر نور الدہر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ شاپور کو دیکھا سر برہنہ آتا ہی نور الدہر شاپور کو دیکھ کر گھبرا گئے فرمایا کہ صاحبو تم مین سے کسی صاحب نے قیدیونکا خیال نہ کیا ایسا نہ ہو ملازمان ہنگام و فتانہ اُنکو قتل کر ڈالین یغمانے کہا کہ مین جا کر اُن سب کو رہا کرتی ہون مجکو اُنکی قید کا حال معلوم ہی سکندر نے کہا کہ مین بھی چلون نجم بلک گیا کہ مین بھی ساتھ چلونگا مگر یغمانے کسی کو قبول نہ کیا پر پرواز پیدا کرکے چلی قصر ہنگام پر آکر ٹھرائی دیکھا ساحر تدبیر کر رہے ہین کوئی اسباب باندھ رہا ہی بھی ارادہ ہی کہ ان سب کو قتل کرکے نکل چلین خیال کرکے جو دیکھا تو ایرج نوجوان کو زیر تیغ پایا قیماس نے جلاد کو اشارہ کیا ہی کہہ رہا ہی کہ ارے جلد سر کاٹ دے اب کسکا انتظار ہی یقین ہی سکندر و بغیرہ بھی اس قصر مین آئین گے اُس وقت ہم لوگ کیا کرین گے سوا بھاگنے کے اور کیا بن پڑیگا جن لوگون سے فتانہ و ہنگام نہ اُٹھ سکے جھٹ پٹ مارے گئے ہم لوگ کیا کر سکین گے جلاد خنجر کھینچ کر چلا ایرج نے آسمان کی طرف دیکھا جلاد نے چاہا کہ ہاتھ

تلوار کا مارون یغمانے سحر کیا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا نعرہ کرکے گری آواز دیتی ہوئی کہ او نالائقو افسر اعلی کو قتل کرتے ہو کیا انکا کوئی معین و مددگار نہین ہی پہلے گولہ مارا کہ سر قیماس کا اُڑ گیا اب مجمع مین آکر یغما گری جب ہاتھ ہلایا صد ہا کے سر اُڑ گئے دریائے خون قصر مین بہنے لگا ایرج نے جو اپنے ہاتھ پاؤن ہلکے پائے قید آہن کو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا اور جھپٹ کر میناے سر جوش کی زبان سے سوزن نکالی مینا لڑنے لگی ایک طرف سے یغما قتل کر رہی ہی اور ایک طرف سے میناے سر جوش جب سحر کرتی ہی سودوسیکے قلب اُلٹ جاتے ہین آنکھین سُرخ ہوئین بیقرار ہو کے مینا کی طرف دوڑے پکارتے تھے کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرور دان باغ محبوبی ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم ہو بجالائین نظم

حاضر ہین ہم جو معرکہ کارزار ہو +
ترجیح فیل مست کے اوپر سوار ہو

یارب اسیر زلف دلِ داغدار ہو
طاؤس دام ابرِ سیہ کا شکار ہو

زاہد فریب نرگسِ جادوے یار ہو
بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو

کج رکھ کے جو کلاہ کو چڑھتے ہین اسپ
گردن پہ اُنکی خون ہمارا سوار ہو

ای آفتابِ حُسن یہ حسرت ہی بعد مرگ
ہر ذرہ میری خاک کا تجھپر نثار ہو

کب سے دل و جگر ہین نشانہ بنے ہوے
دیکھون کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو

وردِ زبان ہی نام ترا جسکو ای حبیب
حاصل اُسے نگین سے سوا اعتبار ہو

اُس رشک گل کی چین جبین مین ہو کمی
شبنم کیطرح سے کوئی گریان ہزار ہو

سرمہ نہ سمجھے جو کہ تری گرد راہ کو
آشوب ہو اُس آنکھ کے اندر غبار ہو

بیزار زندگی سے ہون یہ شوق مرگ ہی
ڈھونڈھون چراغ لیکے جو پیدا مزار ہو

آتش ہو دل دونیم سخن چین اگر سُنین
اپنا کلام معجزہ ذو الفقار ہو +

وہ لوگ سامنے مینا کے آتے ہین مینا اشارہ کر دیتی ہی کہ اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالو سودوسیمنے اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹے اب مینا نے رہا ہوتے ہی بلقیس کو رہا کیا ہما و مربع نشین کی زبان سے بھی سوزن نکالی نور الدہر بھی گھوڑے کو

اُڑاتے ہوے اس طرف آنکلے دیکھا قصر ہنگام مین تلوار چل رہی ساحر دیوانہ وار اور
وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہین بعض گھبرا گھبرا کر قصر سے کود پڑے نور الدہر نے باہر سے
نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران نخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ
نور الدہر + ایرج کے کان مین جو نور الدہر کی آواز پہونچی شاپور بھی جھپٹ کے
اندر قلعے کے پہونچا کہا کہ ای شہریار نکل چلیے ورنہ کشتی گیر زادے کا سامنا ہو جائیگا اُسنے
آج بڑی کدوکوشش کی مگر لوح مین فتور پڑا عین وقت پر بقراط ثانی آگیا لوح
کو لے گیا جب وہ آتا ہی کسی کا زور نہین چلتا یقین کامل ہی کہ لوح آپ کو ضرور ملے اس
عرصے مین نور الدہر مرکب سے اُترے سیڑھیان طی کرکے بالاے قصر چلے شاپور
نے کہا کہ ای آقا نور الدہر وہ آتے ہین یقین ہی کہ آپ سے آکر ٹکرار کرین ایرج نے
ایک سوار کو مار کر گھوڑا اُسکا لیا اور قصد کیا کہ قصر سے پھاند پڑون مینا نے بڑھ کر کہا کہ
کنیز بیمار کو لے چلے شاپور نے کہا کہ لشکر کو مبتلاے بلا دیکھا تھا اُسی مقام پر چلو
ایک جادوگرنی نے ایرج نوجوان کو اُٹھا لیا ایک نے شاپور کو اُٹھایا نور الدہر نے
پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ قاسم عالیشان ہمسے تو ملاقات کی ہوتی ای برادر ہم تو
تُمھارے خیر خواہ ہین ایرج نے پلٹ کر جواب دیا خدا تُمھاری صورت نہ دکھائے نور الدہر
نے سر جُھکا لیا سکندر نے کہا کہ ای شہریار یہ کون ہین اگر حکم دیجیے تو ابھی سحر کرون کہ
نیچے سے ساحرہ کے جُھونٹین زمین پر گرین کہ سر پاش پاش ہو جائے جادوگرنیون کو بھی
بھاگنے کی تلاش ہو جیسے ہی اور سرداروں نے دیکھا کہ ایرج کو جادوگرنیان لیے جاتی ہین
چاہا سحر کرکے روکین نور الدہر نے منع کیا کہ جانے دو سحر نہ کرو ملازمان ہنگام اُبھر کر
بھاگ گئے کچھ قتل ہوے ہمراہیان نور الدہر ملکہ جہاے مرصع پوش و مربع نشین
آکر حاضر ہوئین نور الدہر سب کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آئے لشکر والے کمر بندیان
کر رہے تھے قصد تھا کہ آقا ہمارے براے جنگ گئے ہین ہم بھی جاکر شریک جنگ ہون
ایسا نہ ہو آقا پر ہمارے کوئی چشم زخم پہونچے کہ نور الدہر آکر پہونچے سب اہل لشکر
خوش ہو گئے مگر نور الدہر کو متردد پایا حال پوچھا کہ ای آقاے نامدار لوح طلسمی پر کیا

معرکہ گندرا نورالدہر نے سب حال بیان کیا کہا بقراط لوح لے گیا مگر حال بقراط
عرض کرتا ہون کہ قصر ہشت پہل مین اپنے بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ طائرون کے میرے سر
اُڑ رہے ہین اور مغرور مارا گیا ای بقراط اب کوئی چارہ نہین ہی یہ سوچکر خود اُٹھا
اور بطور رند کو روقت پر پہونچا لوح کو لیا اُڑتا ہوا چلا ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا حیران
ہی کہ کہان جاؤن اور کہان جاکے لوح رکھون یہ سوچ رہا ہی کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر
آیا خوب مینھ برسا بعد اُسکے برق چمکی ابر شق ہوا ایک ساحر کہ کانون سے قطرے پانی
کے ٹپکتے ہین اور بہر ہوئے سر سے بارش آب ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ساحر انتخاب
ہی بقراط کو دیکھ کر اُتر آیا بقراط کو سجدہ کیا بقراط نے پوچھا کہ ای قلزم دریانوش
کہان سے آتے ہو قلزم نے کہا کہ برائے سیر نکلا تھا اور یہ بھی منظور ہوا کہ اگر کہین لشکر
طلسم کشا ملجائے تو اُسپر خوب برسون لشکر کو تباہ کرون قدرت کو دیکھ کر اُتر آیا بقراط
نے کہا کہ ای قلزم دریانوش مین لوح کو لایا مگر حیران ہون کہ کہان جاکر رکھون
ایسے مقام پر لوح رہے کہ طلسم کشا نہ پہونچ سکے قلزم نے کہا کہ قدرت لوح مجکو دین
اسکو دریاے ہفت جوش مین رکھون اور وہ انتظام لوح کا کرون کہ اگر ہزار طلسم کشا
کد و کاوش کرین مگر لوح تک نہ پہونچ سکین بقراط نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلتا ہون
وہین چلکر انتظام کرو قلزم بقراط کو ساتھ لیکر اُڑتا ہوا چلا کوہ ہفت رنگ پر آکے
پہونچا بقراط کو تخت پر جگہ دی آپ پہلو مین بیٹھا اور ساحر آکر جمع ہوئے سبھون نے
بقراط کو سجدہ کیا بقراط جی مین کہتا ہی کہ طلسم کشا کا جو قول ہی مین کیونکر قبول کرون
یہ میرے سجدہ کرنے والے میرے ہمسر ہو جائین اُنکا تو یہی قول ہی کہ مذہب خدائے نادیدہ
اختیار کرو مجھسے یہ نہ ہو سکیگا یہ انتظام بزرگونکا نہ چھوڑونگا قلزم نے اُسی وقت ایک
ایک ملازم سے کہا کہ کنارے دریاے قلزم کے جاؤ پکارنا کہ ای ہفت جوش جادو
قدرت تشریف لائے ہین چلکے حاضر ہو کچھ ضرورت ہی یہ کہ نامہ دریا مین پھینک دینا
ملازم گیا جاکے نامے کو پھینک دیا اور کھڑا دیکھ رہا ہی کہ دریا مین جوش و خروش پیدا ہوا
بعد تھوڑے عرصے کے ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب دریا سے نکلا بعد تھوڑی دیر کے

فوج ماہیان پیدا ہونے لگی تھوڑے عرصے مین دس ہزار جادوگر قریب ہفت جوش کے آکر جمع ہوے ہفت جوش تخت پر سوار ہوا یہان بقراط ثانی تخت پر بیٹھا ہی قلزم نے سامان دعوت مہیا کیا ہی ساحر جمع ہین ایک مہ جبین ناز وادا یہ غزل گا رہی ہی نظم

بادبان کا کام کرتی ہی گھٹا برسات کی
کشتی مے سے موافق ہی ہوا برسات کی

جھومتی آتی ہی مستانہ گھٹا برسات کی
ساتھ کیفیت کے چلتی ہی ہوا برسات کی

سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہی آج کل +
میکدے کو دوڑی جاتی ہی گھٹا برسات کی

دیدۂ تر سے ہمارے ہو گیا ہی سامنا +
آبرو ہم چشم سے رکھ لے خدا برسات کی

پنجۂ مرجان ہنین گے تیرے ہاتھ ای بحر حسن
دیکھتی شوخی نہین اپنی حنا برسات کی

روتے روتے عاشق شیدا ہزارون مر گئے
مانگی اُس دہقان پسر نے جو دعا برسات کی

غسل کر کے تجکو بھی لازم ہی تبدیل لباس
چاندنی نکلی ہی خوب ای مہ لقا برسات کی

حسرتِ ساقی مین روتا ہون جو مین دل کھول کر
گرمیون مین چلنے لگتی ہی ہوا برسات کی

غم بہت کھلوا نہ مجھ گریان کو تو ای ہجر یار
خوف بدہضمی کا رکھتی ہی غذا برسات کی

ساتھ ویگی کیا مزا رونے مین ساونکی جھڑی
سوزشِ دل سے نہین گرمی سوا برسات کی

پی کے مے دستار لالہ کی اُچھالا چاہیے
دیکھنا تھا راہ وہ گلگون قبا برسات کی

کیف مے کا ابر باران مین ہوا دلکو جو ذوق
ہمنے بے ساقی کے رو رو کر جدا برسات کی

روتے روتے مر گیا اک برق وش کی یاد مین
قسمتِ آتش مین لکھی تھی قضا برسات کی +

بقراط مبہوت بیٹھا ہی کسی نازنین کو اشارہ کرتا ہی کبھی کسیکو دیکھ کر مسکراتا ہی وہ نازنین جو ناچتی ہوئی قریب آئی اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اُن سب مین ہاہا ہو رہا ہی کہ بقراط سب غم والم بھولا نہایت خوش بیٹھا ہی لوح آگے رکھی ہی کہ آسمان پر ابر آیا خوب برسا کہ تمام صحرا مین کیچڑ ہو گئی وہ ابر آکر پھٹا بقراط نے دیکھا کہ ہفت جوش تخت پر سوار پشت پر بارہ تیرہ ہزار ساحران غدار بکمال زیب و زینت آکر پہونچا آتے ہی اول بقراط کو سجدہ کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا کہ غلام کو کیون طلب فرمایا ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن سارے دریا کو مقابلۂ طلسم کشا لیجاؤن لشکر طلسم کشا کو بہا دون نام کی اپنے تاثیر دکھا دون بہت لاف وگزاف کی

مگر قلزم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای برادر ہمنے تمکو بلایا ہی چونکہ قدرت آئے تھے ہمنے جلسہ
آراستہ کیا منظور ہوا کہ تمکو بھی شریک کرین آؤ بیٹھو شراب پیو ناچ دیکھو کیسی کیسی نازنینان
مہ جبین جمع ہین انکا تماشا بیٹھ کر دیکھو کیا کیا کمال کرہی ہین طائفے جیسے ہماری سرحد مین
ہین ایسے کہین نہین ہین ہفت جوش نے کہا کہ ای برادر یہ ہمیشہ سے مشہور ہی کہ جیسے
ارباب نشاط تمھاری سرحد مین ہین ویسے کہین نہین جہان کہین شادی ہوتی ہی مشہور ہی کہ
کوہ ہفت رنگ سے طائفے بلاؤ اور پھر تم تو یہانکے حاکم ہو تمھارے سامنے عمدہ طائفے
کیون نہ آئین ہفت جوش نے بہت تعریفین کین کہا کہ ای قلزم ہماری اقلیم کی یہ
رونق تمھاری ذات سے ہی قلزم نے بقراط سے کہا اسکو شراب پلائیے بقراط نے اسقدر
شراب ہفت جوش کو پلائی کہ پہر رات رہے ہفت جوش بیہوش ہوا جب بیہوش ہوکے
گرا تو جلسے کو برخاست کیا قلزم نے بقراط سے کہا کہ اسکو اٹھاکر کمرے مین لے چلیے
تو لوح اسکے پاس رکھون دیکھیے خداوند یہ بھی نئی تدبیر ہی کہ لوح جسکے پاس ہو اسکو
خبر نہ ہو کہ لوح میرے پاس ہی اول تو یہ ساحر ایسا نہین ہی کہ کسی سے میل کرے اور اگر
مل بھی جائے تو کیا کر سکتا ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ بھی پھریگا تو کیا ہوگا آخر سحر کرکے قلزم
نے ہفت جوش کا سینہ چاک کیا پہلوے دل مین لوح کو لٹکا یا ٹانکے دیے آپ آکے
محفل مین بیٹھا مگر ہفت جوش پڑے پڑے صبح کو بیدار ہوا دل مین قوت پائی جو ساحر
پاس بیٹھے تھے وہ کہتے ہین کہ ای ہفت جوش تمھارے پاس آنے سے ہم لوگ سحر
بھولے جاتے ہین ہفت جوش خاموش ہورہتا ہی مگر ہفت جوش ایسا گھبرایا ہوا تھا
کہ بقراط سے رخصت ہوا سامنے قلعہ ہی گرد دریا بیچ مین قلعہ مواج موج خیز بہن
اسکی وہانکی حاکم ہی بہن کی ملاقات کو آیا مواج نے بلائین لین بہ اعزاز و اکرام اسکو
مسند پر بٹھایا کہا کہ کیون بھائی صاحب گھبرائے ہوے کیون ہو ہفت جوش نے کہا کہ ای
ہمشیرہ صاحبہ عجب معرکہ گذرا کہ قدرت بلا کے کوہ ہفت رنگ آئے تھے مجکو بھی برآئے
شراکت صحبت بلایا مین جاکر شریک ہوا اب جو صبح کو میری آنکھ کھلی دل پر گرانی پاتا ہون
جو ساحر میرے پاس بیٹھتا ہی سحر بھول جاتا ہی ساحر خود گھبراتا ہی مین اس حال مین ہون تم

کچھ بتاؤ کہ قدرت نے میرے ساتھ کیا کیا کیا شی میرے جسم مین رکھدی ہو کہ قوت مجھ مین
زیادہ معلوم ہوتی ہو جب پاؤن زمین پر رکھتا ہون تو زمین دھنسی جاتی ہو ای ہمشیرہ عقل کے
بتاؤ کہ یہ کیا معرکہ ہو مواج نے کہا کہ ای برادر عقل سے مجھے معلوم ہوتا ہو کہ کوئی شی
نایاب تحفہ جات طلسم مین سے قدرت نے تمھارے جسم مین رکھدی ہو تم اپنے کو جاکر دریاے
قلزم مین مخفی کرو اب ہر شخص تمھاری تلاش کریگا طلسم کشا تمھاری جستجو مین مصروف ہوگا
اور تم ضرور طلسم کشا کو ملوگے یہ مضمون مین نے کتاب سوانحات مین دیکھا ہو صاف صاف
قدرت لکھ گئے ہین کہ آخر مین لوح دریاے قلزم سے ملیگی ہفت جوش مارا جایگا
لہذا تم جاکر اپنے کو دریاے قلزم مین مخفی کرو کہین کوئی صحبت ہو یا جلسہ ہو کوئی
بلائے مگر تم نہ جانا اب تم سیدھے یہان سے دریا کی جانب جاؤ اپنے کو مخفی کرو دریا مین
رہا کرو کوئی وجہ ہو مگر تم نہ نکلنا ہفت جوش بہت گھبرایا اپنی بہن کے پاس سے اُٹھا
دریاے قلزم مین جاکر بھاند پڑا اپنے کو مخفی کیا مگر شاہزادہ نور الدہر حیران ہین
کہ کس طرف کوچ کرین نجم اختر شناس جب مقدمہ لوح دیکھتا ہو تو کچھ معلوم نہین ہوتا
آخر اسنے کہا کہ دریاے قلزم کی طرف کوچ کیجیے یقین ہو کہ لوح کا پتہ ملے نور الدہر نے
فرمایا کہ ای برادر بیغما سے تمھارا عقد کردین نجم رونے لگا کہا کہ ای شہریار جب خدا آپکو
مظفر و منصور کریگا اور طلسم فتح ہوگا تب مین عقد کرونگا حقیقت مین میری تو عجب کیفیت
ہو غلام کی تو یہ صورت ہو نظم

کیا کیا نہ رنگ تیرے طلبگار لا چکے +
مستون کو جوش صوفیون کو حال آ چکے +
ہستی کو مثل نقش کف پا مٹا چکے +
عاشق نقاب شاہد مقصد اُٹھا چکے +
کعبہ سے دیر دیر سے کعبہ کو جا چکے
کیا کیا نہ اس دوراہے مین ہم پھیر کھا چکے
گستاخ ہاتھ طوق کمر یار کے ہوے
حد ادب سے پاؤن کو آگے بڑھا چلے
کنعان سے شہر مصر مین یوسف کو لے گئے
بازار مین بھی حسن کو آخر دکھا چلے
پہونچے تڑپ تڑپ کے بھی جلاد تک نہ ہم
طاقت سے ہاتھ پاؤن زیادہ ہلا چکے
ہوتی ہو تن مین روح پیام اجل سے شاد
دن وعدۂ وصال کے نزدیک آ چکے ہین

پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو کہین ؞
دیوانہ جانتے ہین تزا ہوشیار اُنھین
اُس دلربا سے وصل ہوا دے کے جان کو
آرائشِ جمال بلا کا نزول ہی ؞
مجبور کر دیا ہی محبت نے یار کی ؞
صدمون نے عشق حُسن کے دم کر دیا فنا

ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے
جا ے کو جسم کے بھی جو پُرزے اُڑا چکے ؞
یوسفؑ کو مول لے چکے قیمت چکا چکے
اندھیر کر دیا جو وہ مستی لگا چکے ؞
باہر ہم اختیار سے ہین اپنے جا چکے
آتش سزا گناہ محبت کی پا چکے ؞

نورالدہر نے فرمایا بہتر ہی تمھاری بیقراری کی وجہ سے مین نے کہا تھا نجم نے کہا خدا حضور کو سلامت رکھے جس وقت سے یثمانے آپ کی مدد کی اور قصر یوح مین پہونچایا مجکو نہایت عزیز ہوئی اور دل کو بھی میرے صبر آگیا آٹھ پہر پہلو مین موجود رہی قلب کو تسکین ہی غرض نورالدہر نے لشکر تیار کیا اپنے مرکب طلسمی پر سوار ہوے چاہتے تھے کہ لشکر کو لیکر کوچ کرین کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال کرگدن مست پر سوار تین لاکھ فوج دریا کی موج پشت پر مقابلہ نورالدہر مین آکر اُترا اس پہلوان کا حسّان فیل سوار نام ہی بقراط ثانی نے اِس کو نامہ لکھا کہ ای پہلوان دوران طلسم کشا پامال کرتا ہوا اس طرف چلا آتا ہی تم جا کر روکو یہ تین لاکھ فوج سے آیا ہی جب بارگاہ مین داخل ہوا نورالدہر کو ایک نامہ لکھا کہ ای طلسم کشا آپ کی جرأت کے ڈنکے ہین بڑے بڑے پہلوان آپ کے ہاتھ سے مارے گئے اس اقلیم مین کوئی آپ کے مقابلہ کا قصد نہین کرتا جسکو قدرت نے حکم دیا اُسنے یہی جواب دیا کہ ہم مقابلہ طلسم کشا مین نہ جاوین گے جو جاتا ہی وہ مارا جاتا ہی ای طلسم کشا منم حسان فیل سوار جس جنگ پر گیا اُسکو فتح کیا میرے نام جو حکم آیا مین بھی واسطے مقابلے کے چلا آیا اب بہتر یہ ہی بلیجاؤ ورنہ میری تلوار جو کھینچیگی تو پناہ پانی مشکل ہوگی اُسکے خوف سے برق جندہ بیتاب ہی زیادہ والسلام یہ نامہ لکھ کر چوکی پر رکھا پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ نامہ لیکر طلسم کشا کے پاس جائے اور جواب باصواب لائے کیہان فیل سوار بھائی اسکا اپنے مقام سے اُٹھا اور کہا کہ غلام جائیگا اور جواب باصواب لائیگا حسان نے کہا

ای برادر نامہ لیکر جاؤ مگر کسی مقام پر کمی نہ کرنا اگر بن پڑے تو طلسم کشا کو لانا اُس مغرور نے
کہا کہ مین خالی نہ آؤنگا طلسم کشا کو ضرور لاؤنگا اگر اُنھون نے انکار کیا تو کہونگا چلیے آپکو
بھائی صاحب نے بُلایا ہی اگر تامل کرین گے تو بے لطفی اُٹھائین گے یہ کہکر نامہ لیا اور
بارہ ہزار فوج لی برسم سفارت چلا بارہ ہزار فوج پشت پر نوبت و نقارہ بجتا ہوا طرف
لشکر نور الدہر کے جاتا ہی یہان ہرکارون نے نور الدہر کو خبر دی کہ حسان کا
بھائی گیہان فیل سوار بطور ایلچی کے آتا ہی اگر حکم ہو تو نہ آنے دین نور الدہر نے کہا
کہ خبردار کوئی نہ روکے جسطرح آتا ہی آنے دو گیہان آتے آتے داخل لشکر نور الدہر ہوا
دیکھا کہ لشکر آباد ہر خرد و کلان دل شاد ہر مقام پر آبادی خیمون کے پردے اُٹھے ہین
کمیدان و رسالہ دار کرسیون پر بیٹھے ہین لشکر ظفر اثر کو دیکھکر گیہان بہت گھبرایا جہانتک
نگاہ کام کرتی ہی لشکر طلسم کشا سے صحرا بھرا ہوا ہی آتے آتے دربارگاہ پر پہونچا درگہ سالار
اُٹھ کھڑا ہوا کہا آئیے تشریف لائیے ہمارے طلسم کشا آپ کے انتظار ہین تھے یہ سُنکر گیہان
گینڈے سے اُترا فوج کو جلو خانے مین جا بایا اندر بارگاہ کے آیا نور الدہر بھی اُٹھ کھڑے ہوے
کہا کہ ای پہلوان دوران آؤ جب نور الدہر اُٹھے تو گیہان سمجھا کہ طلسم کشا مجھسے دبا
دنگل پر بیٹھکر جھومنے لگا نامہ سر سے کھول کر دیا نور الدہر نے نامہ پڑھوانا پڑھ کے
فرمایا کہ ای برادر تم خود پہلوان ہو تم سے بیان کرنا سراسر حماقت ہی جو مردان عالم نے
ارادہ کیا وہ کیا ہم نہ پلٹین گے خواہ اس حیلے مین ہماری موت ہو مگر ارادۂ طلسم کشائی
نہ فوت ہو یہ کہکر نامہ واپس دیا پشت پر جواب جنگ لکھ دیا گیہان نے کہا کہ ای طلسم کشا
تمکو کچھ اسکا خوف نہ آیا کہ جواب جنگ لکھدیا اگر بھائی صاحب سُنین گے بہت رنجیدہ ہونگے
اور اُنکو ناگوار ہوگا مناسب یہ ہی کہ آپ میرے ساتھ چلے چلیے آپ پر حال کُھل جائیگا یہ سُنکر
نور الدہر نے کہا کہ مین تو بے وجہ نہ جاؤنگا گیہان نے کہا کہ آپ کو چلنا پڑیگا نور الدہر
نے کہا کہ جب تمسے کوئی خطا ہوگی تو ہم سزا دینے آوین گے گیہان نے کہا کہ ہمارا تو قصد
کامل ہی کہ آپ کو ہمراہ لے چلین یہ لشکر جو آپ کا اُترا ہی اسپر گمان نہ کیجیے گا مین آپ کو
ضرور لیجاؤنگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا نور الدہر نے کہا کہ ای پہلوان تم بطور ایلچی کے آئے ہو

گستاخی نہ کرو ایسا نہ ہو ہم جواب دین بس اب چلے جاؤ گیہان سمجھا کہ طلسم کشا مجھ سے
دب گیا ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ پکڑ کر کھینچ لون نور الدہر نے پھر منع کیا جب منع کرنے پر بھی
اسنے ہاتھ بڑھایا نور الدہر نے ہاتھ تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ گیہان منہ کے بھل زمین
پر آیا کود کر چھاتی پر سوار ہوے کہا گیہان اب رضامند ہوے گیہان فیل سوار
ہاتھ جوڑنے لگا کہا ای شہریار مین آپ کو ایسا نہ جانتا تھا اب مجھے رہا کیجیے مین اب جاکر
جواب نامہ دیدونگا نور الدہر چھاتی پر سے اُترے گیہان سر جھکائے اُٹھا باہر آیا
گینڈے پر سوار ہوا سردار بہ نگاہ قہر و غضب اسکی جانب دیکھتے ہین مگر حکم سے آقا کے
کچھ بول نہین سکتے گیہان گینڈا چمکا کر نکل گیا حسان کے پاس آیا کہا کہ ای برادر طلسم کشا
تو بڑا جلساز ہی مین جو گیا بیس پچیس آدمی مجکو لپٹ گئے مین جان بچاکے چلا آیا اب میدان
مین سمجھونگا حسان نے طبل جنگی بجایا ہرکارے جو بامر جاسوسی حاضر تھے خبر لیکر سامنے
نور الدہر کے آئے سکندر ثانی رو رہا ہی کہتا ہی کہ ای شہریار مجھ ایسا بادشاہ
حاضر ہو اور آپ حکم نہ دین اسکو یون روانہ کرتا سر ٹکراتا ہوا سامنے حسّان کے جاتا اور
اُسکو قتل کرتا وہ بھی جانتا کہ ایلچی بھیجنے سے کیا نفع ہوا یہ بارہ ہزار چوبیس ہزار کو مارکے
مرتے نور الدہر نے کہا کہ ای برادر تم اپنی آنکھون سے دیکھ چکے کہ ہمنے نوایرج کو
قید سے رہا کیا اور اُنھون نے ہمسے ملاقات تک نہ کی ہمارے قبلہ و کعبہ ہمیشہ انکے ساتھ
رعایت کیا کیے مگر یہ باپ بیٹے ہمیشہ ہم لوگون سے رنج رکھتے ہین یہی چاہتے ہین کہ جرأت
مین اپنا نام کرین مگر ہم بعنایت پروردگار ہمیشہ غالب رہے مین لشکر صاحبقران مین
اس طور سے آیا کہ صاحبقران کو حیرت ہوگئی فرماتے تھے کہ کوئی فرزند میرا اس عظم و
شان سے نہین آیا اگر ذراسی بھی کوئی بات ہو اور ایرج کو خبر پہونچے تو سر دربار
بیان کرین سامنے صاحبقران کے حجاب ہو اس وجہ سے ہم ساحرونکو حکم نہین دیتے
ورنہ سب ساحر اسی بات کے مشتاق ہین آپ کیون ملول ہوتے ہین یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
آکر موجود ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ حسان فیل سوار نے طبل جنگی بجوایا ہی
کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد دوبالا کیے

نور الدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل و کاتب قسمت نے صفحۂ پیشانی پر تحریر کیا ہی وہ ہی پیش آنی ہی نور الدہر کے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین لشکر غیر ساحران الگ اُترا ہی اور لشکر ساحران الگ ہی چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

رُخ شمع مائل بہ زردی ہوا +	لباسِ فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند +
لگے ہونے آنکھو سے تارے نہان	اُٹھے لوگ لے کے انگڑائیان

نور الدہر کو شبرنگ نے بیدار کیا نور الدہر نے اُٹھ کر نماز پڑھی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے عرض کی کہ ای خالق بے نیاز و ای ربّ کارساز تو نے بچپن سے میری حرمت رکھی ہی کل میدان مین بھی میری آبرو رکھنا نظم

مستفیض از فیض حق ادنے و اعلا ہر طرف	طرفہ باب فیض بکشاد است مولا ہر طرف
ہست جاری ذکر آن ذاتِ احد ہر چار سو	خانہ خانہ شہرت ست و شور و غوغا ہر طرف
جلوہ بخشد ہر طرف آن ماہ اوج دلبری	پرتو افگن ہست خورشید تجلا ہر طرف
ابر رحمت ہر طرف گوہر فشانی میکند +	روز و شب جاری شود زین چشمہ دریا ہر طرف
ہر طرف گرم است بازار محبت در جہان +	در خریداران شود زین جنس سودا ہر طرف
میکند ہر قمری و بلبل درین رنگین چمن +	در غمِ آن غیرت گل شور و غوغا ہر طرف
تازہ تازہ خوان نعمت رازق روزی رسان	خاطرِ ہر بندہ میدارد مہیا ہر طرف +
نظم ہندی را آلہ العالمین فرما قبول	کُن میان خلق مشہورش خدایا ہر طرف

کہ شبرنگ نے آکر خبر دی لشکر تیار ہی حضور کا انتظار ہی نور الدہر نے صندوق سلاح سنجوگ طلب کیا سلاح طلسمی ذات پر آراستہ کیے نکل کر مرکب طلسمی پر سوار ہوے آٹھ نو لاکھ کا لشکر لپشت پر نوبت و نقارے بجتے ہوے اس کرّ و فر سے میدان مین آکر پہونچے اُدھر سے آمد آمد لشکر حسّان کی ہوئی حسّان آگے بڑھا ہوا گینڈے کو چمکاتا ہوا آکر پہونچا صفین آراستہ ہونے لگین بعد صفوف آرائی نقیبون نے نکل کر آواز لگائی کو یتون کے لڑکے لٹ پٹے

بیچ بندھے سرود بغل مین دبے ہوے آکر سرود چھیڑے اور پکار کر آواز دی نظم

ای مقیمانِ تہِ سقفِ سپہرِ غدار +
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اِسی مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہل رہا کرتی یہین سردار وہین
شاخ گُل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام
بارتھا دان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
قصر کو جالنے دو باشندونکو وان کے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و لب مُہر سکوت +
نہ وہ چہلین نہ تزئین نہ خود آرائی ہی

تابہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
ہو خرابہ مین اگر قصر فریدون کے گزار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
ارغنوان وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
کبھی گُل منہدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ ری تیری تنک ظرفی بہ این عز و وقار
تکیہ گور و گو زن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
کُنج تاریک ہی اور عالمِ تنہائی ہی +

یہ اشعار پڑھ کر جو نقیب ہٹے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی لڑین مرین جان دین بزرگون کا نام روشن کرین حسان نے گینڈا نکالا گیہان جھپٹ کر قریب آیا کہا کہ ای برادر طلسم کشا سے مین جا کر مقابلہ کرونگا مین نے بڑی ذلت اُٹھائی ہی دربار مین تو موقع خوشامد کا تھا میدان مین سامنا تلوار کا ہی ہر چند کہ حسان نے منع کیا کہ ای برادر تم نہ جاؤ مگر گیہان بلبلاتا ہوا میدان مین آیا گینڈے کو چمکایا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نور الدہر نے جو یہ سُنا قصد کیا تھا کہ میدان مین نکلون طہماس نے بڑھ کر قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار اجازت میدان مین حضور کو میدان مین نہ جانے دونگا یہی آرزو ہی کہ سر کو قدم اقدس پر نثار کرون ناچار ہو کر نور الدہر نے طہماس کو اجازت دی ورنہ یہی چاہتے تھے کہ مین جا کر مقابلہ کرون مگر طہماس اجازت لیکر میدان کارزار کیطرف چلا اپنے کو گیہان کے قریب پہونچایا گیہان فیل سوار نے جو طہماس کو دیکھا کہ مثل فیل مست جھومتا ہوا آیا ہی ایک ٹکڑا کوہ کا کاندھے پر رکھے ہو

یعنی ساطور ہفت صد منی ہر چند کہ تھرا گیا مگر نیزہ مارا طہماس نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا اُسنے قبضہ
پر ہاتھ ڈالا اور ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور آگے کر دیا تلوار جو ساطور پر پڑی
دو ٹکڑے ہو گئی طہماس نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ ساطور کا مارا اُسنے سپر فولادی کو
چہرے کی پناہ کیا مگر ساطور جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر سراسر کلے اور
جبڑے کو کاٹا مع گینڈے گیہان کے چار ٹکڑے ہوے طہماس نے گینڈے کو مہمیز کیا
اور پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ورنہ ای حسان مین تیرے لشکر پر
آتا ہون صف پر آکر تجکو قتل کرونگا ہر چند کہ بھائی کے مارے جانے سے حسان تھرا گیا تھا
مگر نعرۂ طہماس سُن کر گینڈے کو بڑھایا اپنے سرداروں سے صداے احسنت و آفرین
سُنی گینڈا جھکا کر مقابلۂ طہماس مین آیا آتے ہی نیزہ مارا طہماس نے نیزہ توڑ ڈالا
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے بھی گریبان پر ہاتھ رکھا
دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین مثل آئینہ
حیران ہین کس زور و شور سے طہماس لڑ رہا ہی جہان پر حسان کو پکڑ لاتا ہی دو تین
گھسّے ایسے مارتا ہی کہ زرہ پارہ پارہ ہو جاتی ہی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپکتے ہین بمشکل
نکلتا ہی تین پہر الجھ الجھ کر لڑا پہر دن رہے دونون مونڈھے طہماس کے پکڑ کرکے دوڑا
کہا یہ زور آخر کرتا ہون پانچ سات قدم ریل کر لایا وہان پر لاکر ہکہ مارا بایان گھٹنہ طہماس
کا جھکا تڑپ کر طہماس نے لنگر قایم کیا اوپر آکر حسان چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر
تین زور کیے کہ آنکھین سُرخ ہو گئین یقین تھا کہ کنپٹیون سے قطرات خون ٹپک پڑین
تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا طہماس اپنے مقام سے اُٹھا ریل کر حسان کو لے دوڑا پانچ سات
قدم پہر آکر رکا طہماس نے ہکہ مارا حسان پلٹ پڑا طہماس نے چاہا ریل کرکے دوڑون
قدم جو اُٹھا کر رکھا وہان پر موشخانہ تھا دونون پانون موشخانے مین جا پڑے طہماس کا
کولہ اُتر گیا حسان نے کچھ خیال نہ کیا طہماس کو ہکہ دیا اور مشکین باندھ لین ہر چند
کہ سرداران نورالدہر نے آواز دی کہ او نامرد ظاہر ہی کہ طہماس کا کولہ اُتر گیا ہی
کیون بے ادبی کرتا ہی مگر حسان نے نہ سنا طہماس کو باندھ کرکے گیا لاکر مسلسل کیا اور

کو لہ ٹھوایا قید خانے مین بھیجدیا نور الدہر نے شبرنگ کو حکم دیا کہ ای برادر طہماس
ایسا سردار قید ہوا ہی اُسکی دمبدم کی خبر ہمکو پہونچانا شبرنگ نے شاگردون کو روانہ کیا
یہان حسّان نے رات بھر تو آرام کیا صبح کو دربار مین آیا حکم دیا کہ قیدی کو لاؤ طہماس
اُسی حال سے کہ بیڑیان کمر مین بندھی ہوئین لڑکھڑاتا ہوا دربار مین آیا مگر مثل اہل اسلام
سلام کیا حسّان نے کہا کہ ای طہماس ابھی غرور نہین گیا طہماس نے کہا کہ اے
حسّان ہر چند کہ مین خستہ و شکستہ ہون مگر تجھ ایسے نامردون پر کافی ہون آزور کرلے
بیٹھے بیٹھے مین لڑونگا حسّان نے کہا کہ ای طہماس میری اطاعت کر دتمکو اپنا جانشین کرونگا
طہماس نے کہا لاحول مین تجھ ایسے شیطان کی اطاعت کرونگا جو مجھسے ہو سکے قصور نہ کر
بقراط ثانی پر مین لعنت کرتا ہون اسپر حسّان بہت جھلایا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ مین ابھی اسکو
قتل کردونگا ہرکارے روتے ہوے خدمت نور الدہر مین آئے عرض کی کہ ای شہریار
طہماس قتل ہوتا ہی نور الدہر کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا کہ مرکب تیار کرو
ہمارا عاشق صادق قتل ہو اور ہم نہ جائین مرکب تیار ہو کر آیا نور الدہر پشت مرکب طلسمی
پر سوار ہوے سکندر نے عرض کی کہ حضور ان جزئیات پر کوشش نہ کیا کرین ایک ساحر
چلا جائے طہماس کو اُٹھا لائے جیسا اُسنے مکر کیا ویسا ہی اُسکے ساتھ بھی کرنا چاہیے یہ
سُنکر نور الدہر نے کہا کہ یہ ہمارا شیوہ نہین ہی ایسے کام اپنی ذات سے کرنا چاہیے
اُسکو بھی معلوم ہو کہ افسر لشکر ایسا ہی یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے رفقا کو منع کیا کہ
ہمارے ساتھ آنیکا ارادہ نہ کرو خبردار عقب مین بھی ہمارے کوئی نہ آئے یکہ و تنہا لشکر
حسّان کیطرف گھوڑا اُڑاتے ہوے جاتے ہین جب لشکر حسّان مین پہونچے جس افسر نے
بنگاہ قہر دیکھا نور الدہر پلٹ پڑے فرمایا اگر مقابلہ کرو تو یہ حقیر موجود ہی وہ افسر ہاتھ
باندھنے لگتا ہی اور کانپ جاتا ہی نور الدہر طنابین خیمون کی کاٹتے ہوے آتے ہین
جھنڈا بازار کا جہان ملا اُسے قلم کیا حسّان کو خبر پہونچی کہ شیر بیشۂ صاحبقرانی آتا ہی
یہ سُنکر گھبرا گیا نور الدہر دربارگاہ پر پہونچے درگہ سالار نے روکا کہا ٹھہر جائیے مالک
سے دریافت کرلون تو جانے دون نور الدہر گھوڑے سے کود پڑے بارگاہ کیطرف چلے

درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مار کے تلوار چھین لی بائین ہاتھ سے ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ سر چنبر گردن سے اُڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین آیا نور الدہر نے قرق زنجیر کو قلم کیا طہماس نے جو درگہ سالار کا سر دیکھا کہا کہ ای حسان میرے آقاے نامدار آپہونچے اب اپنے بھاگنے کی فکر کرو جلاد سے کہا کہ الگ رہنا ورنہ ایک ہتھکڑی مار دونگا کہ دیکھا سامنے سے بہادر لاثانی حُسن مین یوسف ثانی صاحب زور و قوت شیر بیشۂ صاحبقران یکہ تاز میدان جلالت ماہ آسمان رفعت سامنے سے نمایان ہوے بڑھ کر جلاد کو مارا فرمایا کہ ای حسان کس دعوے پر طہماس کو قتل کرتا تھا حسان خاموش ہی کچھ بول نہین سکتا اب نور الدہر نے پکارا کہ ای طہماس اُٹھو اور ہتھکڑی کاٹ دی طہماس نے قید آہن توڑ ڈالی بل کر کے اُٹھا نعرہ کیا کہ او حسان اب تو اُٹھ ہم تجھسے آرزوے مقابلہ رکھتے ہین حسان نے کچھ جواب نہ دیا مگر نور الدہر سے کہا کہ آپ میری بارگاہ مین آئے ہین مین آپ سے کیا تعرض کرون آپ اپنے سردار کولے جائیے میدان کارزار مین سمجھ لونگا نور الدہر نے کہا کہ ای طہماس چلو جو غدر کرے اُس سے کیا مقابلہ میدان کارزار مین سمجھ لین گے نور الدہر طہماس کو ساتھ لیکر نکلے حسان دیکھ رہا ہی جب نور الدہر اور طہماس بارگاہ سے نکل گئے اور بیچ لشکر مین پہونچے تب اسنے بارگاہ سے نکل کر آواز دی کہ کیون ای نامردو دیکھ رہے ہو تم تین لاکھ ہو اور یہ دو کس انکو گرفتار کرلو یا قتل کرو یہ سنکر افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے لینا لینا کہ کر دوڑ پڑے نور الدہر نے تلوار کھینچی طہماس نے ایک سوار کو مار کر تلوار لی شیرانہ لڑنے لگے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کسی کو مع مرکب اُٹھالیا چرخ دیکر زمین پر مارا سر پاش پاش استخوان چور چور ہو گئے افسر یہ حال دیکھ کر گھبرا گئے یہان بارگاہ مین سکندر ثانی تخت پر بیٹھے ہین شبرنگ بھی حاضر ہی مگر بغمانے نجم سے کہا کہ ہاے کیا افسوس کی بات ہی کہ ہم لوگ یہان بعیش و آرام بیٹھے ہین اور آقاے نامدار دو سواے قدر شناس یکہ و تنہا بارگاہ دشمن مین گئے ہین کیون شبرنگ تم بھی ہمراہ نہ گئے آقاے نامدار کی خبر تو دیتے نجم کے مُنھ سے نکلا کہ تمھین جاکر

خبر لو یغما اتنے اشارے کی منتظر تھی سمجھی کہ سردار قدیم ہی اسکا کہنا ماننا چاہیے یہ سوچ کے بلند ہوئی اُڑتی ہوئی چلی آسمان پر آئی دیکھا کہ تین لاکھ فوج مین شاہزادہ گھرا ہوا ہی اور جنگ کر رہا ہی مگر جو شاہزادے کے سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر انکے ہاتھ سے مارے گئے اور طہماس کے جو سامنے آیا اُسنے چیر کر پھینکدیا مجمع گوسفندان مین مثل شیر جھوم رہا ہی تلوار جو ہاتھ مین کم وزن معلوم ہوتی ہی تو اکثر تلوار کو پھینک دیتا ہی دوڑ کر سپاہی کو پکڑا اور چیر کر پھینک دیا اس دوا دوش مین زخم بھی کھائے ہین نورالدہر دریاے خون مین نہائے ہوے شیرانہ لڑ رہے ہین خون کی چھینٹون سے لباس گلگون ہی یغمانے جو یہ حال دیکھا تو بیقرار ہو گئی للکار کر نعرہ کیا کہ باشیدا ای کافران بیجیاد ای نابکاران پر دغا کیسے بے حمیت ہو کہ تین لاکھ دو کس سے لڑ رہے ہو شرم نہین آتی یہ کہکر ایک گولہ مارا کہ راہ مین سے کافر ہٹے دو تین گولے ایسے مارے کہ کافر پراگندہ ہو گئے الامان الامان کرتے ہوے بھاگے سامنے حستان کے آئے کہا کہ ای پہلوان دوران آسمان سے آگ برس رہی ہی حستان گینڈے پر سوار ہوا کہا کہ ای شہریار ہم آپ سے نہین لڑ سکتے آپ کے ساتھ ساحر ہین نورالدہر نے سر اُٹھا کر جو دیکھا یغماے گوہرپوش آسمان سے گولے مار رہی ہی پکار کر آواز دی کہ ای یغما یہ تمنے کیا غضب کیا ہمین بدنام کرتی ہو ساحر وہان جاتا ہی کہ جہان دوسری طرف بھی ساحر ہون یہ طریقہ کفار کا ہی کہ ایک ابر آتش فشان پیدا ہوا دیکھا درۂ کوہ سے وہ ابر نکلا تھا طرف آسمان کے بلند ہوا کڑک کر یغما پر گرا یغما کی زبان بند ہوئی جھوبی جل کر گری ابر پھٹا یغماے گوہرپوش ابر مین غائب ہو گئی نورالدہر طہماس کو ساتھ لیکر پلٹے مگر نہایت غصہ ہی راہ مین شبرنگ سے فرمایا کہ ای شبرنگ تمسے بڑی خطا ہوئی یغماے گوہرپوش آکر لڑی مگر ایک ابر پیدا ہوا اُسمین غائب ہو گئی تمنے یہان آنے کو منع نہ کیا ہمارے قول کو بالکل فراموش کر دیا ہم منع کر گئے تھے کہ کوئی ہمارے پیچھے نہ آئے شبرنگ کانپ گیا مزاج سے اولاد صاحبقران کی واقف ہی کہ یہ لوگ جب بگڑتے ہین تو اپنا بیگانہ نہ ہو جاتا ہی اس جملۂ معترضہ کی تفصیل یہ ہی کہ ناظرین کو یاد ہوگا ایرج نامہ ملاحظہ ہو کہ آس بن الوسیع

سکندر غبار انگیز فرزند عمرو کو قتل کیا خواجہ عیاری کر کے گئے مگر مکاری سے بختیارک کی گرفتار ہو گئے غلیل سے تخمہاے خرما اسفد رعمرو کو مارے کہ عمرو کی بوٹیان اُڑتی تھین چالاک نے آکر عیاری کی اور عمرو کو رہا کیا عمرو نے چالاک سے کہا کہ تم چلو مین بھی آتا ہون چالاک نہ مانتا تھا مگر عمرو نے بغصہ کہا کہ جو کہتا ہون اُسکو قبول کرو اگر اسکے خلاف کرو گے تو مین اپنے کو ہلاک کردونگا مجبور ہو کر چالاک تو چلا گیا خواجہ نے اول اسباب بارگاہ کا اُٹھایا اور بالین پر آس بن الوس کی آکر کھڑے ہوے سوچتے تھے کہ اس قاتل فرزند کی مشکین باندھ کر لیجاؤن یا سر کاٹ لون جُھک کر جو دیکھنے لگے تو خنجر کمر سے گرا وہ خنجر ناک پر آس بن الوس کی گرا ناک مع ہونٹھ کے کٹ کر گری خواجہ عمرو بدحواس ہو گئے ایسا گھبرائے کہ خنجر تک کو نہ اُٹھایا حیران تھے کہ دیکھیے حمزہ سے کیا گذرے خیمے مین آئے پوست گوسفند بچھایا اور روئی تو م کر سارے بدن مین بسبب زخمون کے بیٹھی اُسی پر لیٹکر کراہنے لگے اس داستان کا لکھنا تو منظور نہین صرف ناظرین کو پتہ دیا امیر و خواجہ سے اسی بات پر بگاڑ ہوتا ہی کیسی کیسی پریشانیان صاحبقران نے اُٹھائین مگر عمرو سے میل نہ کیا آخر بزرگان دین نے ملاپ کرایا مراد اس سے یہ تھی کہ شبرنگ بن عمرو قدمون سے لپٹ گیا کہا غلام ابھی جا کر یغما کو لاتا ہی کوئی دشمن گرفتار کر کے لے گیا ہی نور الدہر نے جھلا کر کہا چونکہ ہمارے قانون کے خلاف کیا اُسکا یہ بدلہ ملا لہذا تم جاؤ ہمکو خبر دو کہ کسنے گرفتار کیا ہم اُسکی فکر کرین اُسکا چاہنے والا ابھی جائیگا یہ باتین کرتے ہوے کنارے تک لشکر کے پہونچے تھے کہ نجم اختر شناس واسطے سلام کے اور واسطے استقبال کے آیا آکے قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای آقاے نامدار آپ کے حکم سے معذور تھے نہ حاضر ہو سکے ورنہ ان روباہ مزاجون کی مجال تھی کہ آپ سے لڑ سکتے نور الدہر نے کہا ای نجم اس وقت ہمکو بڑا ملال ہی ہچشم کے طعن و تشنیع کا خیال ہی یہ واقعہ ضرور لکھا جائیگا یغما گئیں اور تمنے ٹارو کا ایک ابر پیدا ہوا سامنے جو درہ کوہ ہی اُسمین سے ظاہر ہوا تھا وہی گرفتار کر کے یغما کو لے گیا یہ سُن کر نجم اختر شناس رونے لگا کہا غلام کی تسکین جاتی رہی نظم

تری تلوار سے الفت ہی قاتل میری گردن کو	نہین آہن رُبا کھینچون جو مین ہر ایک آہن کو

جو منت کش ہین بہر غیر منعم اُنسے دبتے ہین
نظر آتا ہی یہ اُسکی شعاع حُسن کا عالم
نہ کیون ای شہسوار لیٹا رکھون سر زیر سم ہردم
کسی پر مجھسے دنیا مین ستم دیکھا نہین جاتا
وطن مجھ بیقرار عشق سے چھوٹا تو بس چھوٹا
فلک کی سرد مہری سے ہوا ہی انقلاب ایسا
سر شوریدہ ناسخ پہ احسان آخری ہوگا

جھکائے کیون نہ پیش جام شیشہ اپنی گردن کو
کہ سب کہتے ہین پردہ کر کری کا اُسکی چلمن کو
کہ مین سمجھا ہون محراب عبادت نعل توسن کو
بجائے شمع کاٹین اہل محفل میری گردن کو
نکل کر جا نہین سکتا ہی پھر سیماب معدن کو
بنایا ہی زمستان رشک گلشن جیب سے گلخن کو +
بنائین گے جو سنگ کوہ دکان سے اُسکے مدفن کو

یہ کہکر چیخین مار کر رونے لگا کہا ای شہریار سب اُسکے دشمن ہو رہے ہین کہ آپکو مقام لوح
تک پہونچایا اگر بقراط کے سامنے پہونچ جائیگی تو وہ فوراً قتل کر ڈالیگا غلام تلاش
مین جاتا ہی نور الدہر نے جو نجم کو پریشان دیکھا غصہ اُتر گیا فرمایا کہ ای برادر تم اسقدر
نہ گھبراؤ شبرنگ جائیگا جب خبر لیکر آئیگا اُس وقت جانا ای شبرنگ جلد جاؤ جسطرح
سے بنے یغما کی خبر لاؤ نجم کا ہاتھ تھام لیا اپنا دست شفقت اُسکی پشت پر رکھا فرمایا کہ ای
نجم نہ گھبراؤ اگر مجکو خبر مل جائے کہ سامنے بقراط کے یغما موجود ہی توبخدا فوراً جاؤنگا اور
سامنے سے اُس ملعون کے رہا کر کے لاؤنگا اور سردار بھی آئے سکندر ثانی خود آئے
نجم کو نور الدہر ساتھ لیکر چلے بارگاہ مین آئے شبرنگ واسطے خبر کے روانہ ہوا
درۂ کوہ پر آیا کچھ علامت نہ پائی اب شبرنگ گھبرایا کہ کہان جاؤن شبرنگ تو آوارہ
پھر رہا ہی مگر نجم نے یہان دن تڑپ تڑپ کر کاٹا شب کو آکر پلنگ پر لیٹا تڑپ رہا ہی
نیند نہین آتی تڑپتے تڑپتے جب پہر رات باقی رہی اُس وقت نیند آئی عالم خواب مین
دیکھا کہ ایک مکان وسیع ہی اُسمین یغما ستون سے بندھی ہی بقراط ثانی خود سامنے
بیٹھا ہی اور ایک جادوگر ہاتھ باندھے ہوے سامنے کھڑا ہی عرض کر رہا ہی کہ یا خداوند
حضور نے جو میرا نام گر مخمور رکھا ہی وہی آتش مزاجی مین نے دکھائی یہ ظالم کھڑی سحر کر رہی تھی
لشکر حسان کو تباہ کرتی تھی ہزارہا لاشے پڑے تھے تب مین درۂ کوہ مین گیا اور ابر
آتش فشان تیار کیا اور ابر مین مین آگ بھر دی اُسی ابر مین مین بھی چھپا ابر کو کڑکاتا ہوا بجلیا

اسنے ابر کو دیکھا مگر کچھ خوف نہ کیا تب مین نے اسکو گرفتار کیا یہ حاضر ہی جو چاہے سزا دیجیے
بقراط بہ عتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیون ای یغماے گوہر پوش ہمنے تمکو کیا حُسن وجمال دیا
سحر کا کمال دیا فتانۂ آفت خیز کے شکم مین تمکو جگہ دی مگر یغما کچھ جواب نہین دیتی ہی چشمۂ
چشم سے سیل اشک جاری ہی جیسے ہی یغماے گوہر پوش نے اپنے عاشق صادق
کو دیکھا بے اختیار پکار اُٹھی نظم

وہ گل ہون رنج چمن چھوٹکر چمن سے ہوا
وطن کا داغ نکل کر مجھے وطن سے ہوا
گُلِ مراد دل عاشقِ پُر ارمان ہون
وہ پھول ہون کہ نہ واقف کبھی چمن سے ہوا
لباس گل کی اُڑین دھجیان گلستان مین
مقابلہ جو شہیدون کے پیرہن سے ہوا
کیا ہی پرزے جو دستِ جنون نے صحرا مین
عناد کیون یہ اُسے میرے پیرہن سے ہوا
نہ تھی خدا کی خدائی مین رسم خونریزی
رواج قتل فقط تیرے بانکپن سے ہوا
تمام عمر نہ چھوٹا دل اُس کے گیسو سے
کبھی فراغ نہ اس چاند کو گہن سے ہوا
چھڑایا نزع کے عالم نے درد ہجران سے
الٰہی شکر کہ فارغ غم ومحن سے ہوا
رہا نہ ہوش سراپا کا جوش وحشت مین
خبر بھی مین نہ کبھی اپنے تن بدن سے ہوا
جہان مین دھوم ہوئی ہر طرف قیامت کی
خدائی مین وہ تلاطم ترے چلن سے ہوا
قفس بسانے جو صیاد لے چلا مجکو
گلون سے مل کے مین رخصت چمن چمن سے ہوا
بڑا محاسبہ دینا تھا ای ہنر بر مجھے
حساب پاک مرا عشق پنجتنؑ سے ہوا

اس طرح کے اشعار جو یغمانے پڑھے نجم خواب مین بیقرار ہو گیا جھپٹ کر دوڑا کہ رہا کردن
اگر بن پڑے کمر مین پنجہ دیکرلے اُڑون تھوڑی دور چلا تھا کہ میر فرش کی ٹھوکر لگی مُنھ کے بھل
گرا گھبرا کر آنکھ کھل گئی چیخین مار کر رونے لگا ارسطوے ثانی کے کان مین جو نجم کے رونے
کی آواز آئی اُٹھ کر بے اختیار دوڑے خادم جو دروازے پر تھے اُنسے کہا کہ ارے
کمبختو جا کر آقاے نامدار سے خبر کرو کہ نجم اختر شناس کو اس وقت کوئی صدمۂ عظیم
پہونچا ہی کہ جو مثل عورتون کے رو رہا ہی خادم دوڑے ہوے گئے نورالدہر سو رہے تھے
نگہبانون نے منع کیا کہ آج نہین معلوم کیا باعث تھا آقا کو نیند نہ آتی تھی ابھی آنکھ لگی ہی

ہم اندر نہ جانے دینگے خادمون نے کہا کہ ہمارا مالک بلک بلک کر رو رہا ہی اس عرصہ مین
ارسطوے ثانی آئے اور ایک طرف سے مربع نشین و شعلۂ جوالہ بھی پہونچین چلا کے جو
یہ لوگ بولے نور الدہر کی آنکھ کھل گئی آواز دی کہ کون فریاد کرتا ہی ہمارے سامنے بھیجو
تب خادم اندر گئے جاکر سامنے نور الدہر کے بیان کیا کہ ہمارے آقا کو آج نیند نہ آئی تھی
تھوڑا عرصہ ہوا کہ سوئے بیقرار ہو کر بیدار ہوے مثل عورتون کے چیخین مار مار کر روتے ہین
ارسطوے ثانی آئے اُنھون نے ہمکو حکم دیا کہ جاکر آقا سے اطلاع کرو اس وجہ سے غلام
حاضر ہوے نور الدہر اُٹھے خادمون کے ساتھ چلے اور افسران فوج نے سُنا وہ بھی
اپنی اپنی بارگاہون سے نکل آئے چالیس پچاس سردار جمع ہو گئے ہمراہ نور الدہر کے
بارگاہ نجم مین آئے دیکھا کہ ہمارے مرصع پوش وغیرہ نجم اختر شناس کو سمجھا رہی ہین
اور حال پوچھتی ہین مگر نجم کچھ نہین کہتا یہی کہتا ہی کہ آقاے نامدار سے اطلاع کرو مین نے
عجب حال مین معشوقہ کو دیکھا مین اپنے اختیار سے باہر ہون کہ نور الدہر آکر پہونچے
نجم اُٹھ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای شہریار عجب حال مین معشوقہ کو دیکھا کہ ستون سے
بندھی ہی اور بقراط ثانی خود سامنے بیٹھا ہی بہ عتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیون ای
یغما تمنے ہمارا کچھ خیال نہ کیا غلام جھپٹا کہ پنجے مین دبا کر لے اُڑون ٹھوکر لگی گرا آنکھ
کھل گئی شبرنگ بھی ابھی پلٹکر نہین آیا اگر حکم ہو تو غلام جائے معشوقہ کو ڈھونڈھکر لائے
ورنہ یقین ہی کہ روح قالب سے نکل جائیگی طبیعت آرام نہ پائیگی نور الدہر نے کہا کہ
ای برادر مین خود قصر ہشت پہل کی طرف جاؤن نجم نے کہا کہ آقا یہ تو کبھی نہ ہونگا
بقراط ثانی کا مقابلہ نہایت دشوار ہی نور الدہر خاموش ہوے نجم اپنے مقام سے
اُٹھا پر پرواز پیدا کرکے تلاش مین معشوقہ کی چلا نور الدہر بارگاہ مین آکے بیٹھے
سکندر ثانی نے جو یہ خبر وحشت اثر سُنی کہ آج رات سے طلسم کشا دربار مین آئے ہین
تاج سر پر رکھ کر دربار مین آئے آکر تخت پر بیٹھے نور الدہر نے کہا کہ ای سکندر ثانی
عجب معرکہ گذرا مجکو بھی نیند نہ آتی تھی جب آنکھ بند ہوئی تو یہی خواب دیکھا کہ بقراط
بیٹھا ہی اور یغما ستون سے بندھی ہی ایک ساحر سیہ رو بدخو پشت پر بقراط کے کھڑا ہوا حال

گرفتاری یغما کہ رہا ہی اور یغما رو رہی ہی اشکون سے مُنہ دھو رہی ہی اس عرصے مین
ملازمان نجم جو چلا کر بولے میری آنکھ کھل گئی سکندر ثانی نے کہا کہ ای شہریار غلام جاتا ہی
اور اگر بن پڑتا ہی تو یغما کو لیکر آتا ہی گرمخو جس ساحر کا نام ہی وہ بڑا ساحر زبردست ہی
نجم اُسپر غالب نہ آئیگا یہ کہکر سکندر تخت سے اُٹھے کچھ ہاتھ ہلائے اور آواز دی کہ ای
عقاب بلند پرواز جلد آؤ آسمان سے ایک عقاب پیدا ہوا اُسپر سکندر سوار ہوے
یہ بھی چلے مگر یغما پہ یہ معرکہ گذرا جس حال سے نجم نے دیکھا اُسی طرح ساحر گرمخو گرفتار کرکے
یغما کو لے گیا مگر صورت زیبا دیکھکر مرگیا بقراط کا جب سامنا ہوا اور یغما نے کچھ جواب
نہ دیا تب بقراط ثانی نے حکم دیا کہ ای گرمخو اسکو یجاؤ یہ مبتلائے سحر مسلمانان ہی جاکر
اسکو سمجھاؤ گرمخو کی تو یہی آرزو تھی اپنے باغ مین لایا منتین وخوشامدین کرنے لگا لیکن
یغما مبتلائے عشق نجم اختر شناس ہی اسکی نگاہون مین کوئی مرد نہین جچتا اور نہ کہ گرمخو
ایسا سیہ رو بدخو کریہ منظر بدسیر یغما نے جواب دیا ای گرمخو یہ کیا گستاخی ہی کہ جو میرے
ساتھ کرتے ہو طلسم کشا سے تو بہتر کوئی شخص نہین مگر مین نجم پر مائل تھی سوائے بہ ارادہ
ملازمت و نمکخواری اُکے جمال جہان آرا پر نگاہ نہین کی تو اپنے کو دیکھ ایسے کلمات نہ کہ مین
تیری قید مین ہون قتل کرنے کا تجھے اختیار ہی مین عاشق نجم اختر شناس ہون مجبور و
ناچار ہون جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر مگر دم محبت کا نہ بھر اُدھر شبرنگ بھی پھرتا پھراتا اسی
باغ کے قریب پہونچا اپشت باغ پر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ یغما سامنے بیٹھی ہی
اور ایک ساحر سیہ رو بدخو منتین کر رہا ہی کنیزین کہتی ہین کہ ای یغمائے گوہر پوش
تم شکر کرو ہمارے آقائے نامدار مشیران قدرت سے ہین ایسے کام انکے سپرد ہین کہ کسی
ساحر کو نہین ملے اُنھین عہدون پر مامور ہین تم فوراً وصل انکا قبول کرو مشیر قدرت کی
زوجہ مشہور ہوگی شبرنگ دیوار سے اُترا ایک گوشے مین آکر بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ گرمخو بیٹھا
منتین کر رہا ہی کبھی قدمون پر سر رکھتا ہی مگر یغما وہی جواب دیتی ہی کہ مجھے قتل کر ڈال مگر
ایسے کلمات زبان سے نہ نکال مین تیرا وصل ہرگز نہ قبول کرونگی کہ ایک کنیز واسطے رفع
حاجت کے گوشے مین آئی شبرنگ نے اُسے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا مگر شبرنگ

نام اُس کنیز کا دریافت کرنا بھول گیا تھا دل مین کہتا ہو کہ ای شبرنگ نمنے اُس کنیز کا
نام نہ دریافت کیا کہ ایک کنیز نے آکر پکارا کہ ای گلبدن کس تردد مین کھڑی ہی چل
تجکو شہنشاہ بلاتے ہین شبرنگ سامنے حاضر ہوا گرمخو نے کہا کہ ای گلبدن آج تم
اُداس کیون ہو دیکھتی ہو کہ ہم پریشان ہو رہے ہین کسی طرح سے یغما کو راضی کرو
کہ وہ مجکو قبول کرے گلبدن نے کہا کہ یہ کونسی بات ہی ابھی مین جاکر اِسے سمجھا کے
راضی کرتی ہون شبرنگ بصورت گلبدن سامنے یغما کے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم ایسے
ساحر کو آپ کیون نہین قبول کرتین کہ وہ آپ ایسی ساحرہ کو گرفتار کرلایا دیکھیے
تو گرمخو کا کیا حال ہی یہ باتین چلا کر کہین چپکے سے کہا کہ ای ملکۂ عالم منم شبرنگ بن عمرو آپکی
تلاش مین آیا ہون اب آپ راضی ہونا اپنا بیان کرین مین گا بجا کر اسکو شراب پلاؤن
اور قتل کرون اور آپ کو رہا کرکے لیچلون یغما نے سر جھکا لیا کہا کہ ای شبرنگ
تم میرے حال سے بخوبی ماہر ہو کہ میرا دل قبضے مین نجم اختر شناس کے ہی جس دن سے
طلسم کشا نے وعدہ عقد کا کیا قدرے تسکین ہوئی راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر کٹتی ہین مین
چاہتی ہون کہ اپنی جان دیدون اپنا خون اپنی گردن پر لون میری تو یہ صورت ہی نظم

نہ فقط چاہ مجھے قامت دلدار کی تھی
مثل منصور زمانے کو ہوس دار کی تھی

ہر خریدار کو تھا مرتبۂ موسائی +
آتش طور سے گرمی ترے بازار کی تھی

جو ترا رخنۂ دیوار نظر آتا تھا +
صاف تصویر مرے دیدۂ بیدار کی تھی

تھا مجھے بال ہما ہر پر کاہِ دیوار
چھاؤن جب دم مرے سر پہ تری دیوار کی تھی

آشنا تھا نہ کبھی پاے نگہ کانٹون سے
رات دن دید مجھے گلشنِ بیخار کی تھی +

جن دنون گلشنِ رخسار ترا تھا بے خار
کون بلبل تھی کہ خواہش جسے گلزار کی تھی

تھا تری نرگسِ میگون سے زمانہ بدمست
سُدھ کسی رند کو کب خانۂ خمار کی تھی +

چہرہ آتشکدہ ابرو تھے سو محرابِ حرم
گردن آگے ترے خم کافر و دیندار کی تھی

صلح نامہ جو لکھا تیرے خطِ مشکین نے
نہ رہی جنگ جو کچھ میرے او راغیار کے تھی

ہو گیا سبزۂ خط اُسکا شفا کی بوٹی
اس سوا اور دوا کیا دلِ بیمار کی تھی +

تھی نہ امید رہائی کی دلِ ناسخ کو ہ لاکھ زنجیر ترے گیسوے خمدار کی تھی

شبرنگ نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم سوا اسکے کوئی صورت جانبری کی نہین ہی اگر آپ فرمائین تو اسکو شراب پلا کے مار لون ملکہ نے کہا کہ ای شبرنگ اگر کل کو عاشق صادق میرا سنے گا تو کیا کہیگا مجھسے کچھ جواب نہ دیا جائیگا شبرنگ نے کہا کہ مین آپ کی جانب سے کہتا ہون آپ اتنا فرمائیے گا کہ یہ کنیز سچ کہتی ہی گلبدن میرا نام ہی یاد رکھیے گا ملکہ نے ناچار ہو کر کہا کہ بھیا تمکو اختیار ہی شبرنگ بن عمرو ملکہ کو پکار کر کے ہنستا ہوا سامنے گرمخو کے آیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران آپ بڑے مورکھ ہین وہ تو خود آپ پر عاشق ہی مگر کہتی ہی کہ گرمخو بڑا ظالم ہی ابتدا سے مجھپر ظلم و بدعت کرنا شروع کی جو دل مین محبت تھی وہ مبدل بہ دشمنی ہوئی مگر خیر ای گلبدن تمنے جو بہ مستِ پوچھا تو مین نے بیان کیا بلا کر صحبت مین بٹھائیے تقریب شراب و کباب ہو کہ راحت بخش دلِ بیتاب ہو ہم تو خیر خواہ دولت ہین سرکار کو آرام ملے ہم سر سے اور آنکھون سے کوشش کو موجود ہین دو انچھر جو مین نے سُنائے کہ مشیر قدرت ہین تم زوجۂ مشیر قدرت مشہور ہو گی بس کُھل پڑین اور یہ کہنے لگین کہ ایسا چاہنے والا مجکو کہان ملیگا جو حکم کرین وہ بجالاؤن مگر ظلم سے ہاتھ اُٹھائین مجکو دیوانہ نہ بنائین لہذا اب ظلم و بدعت کا نام نہ لیجیے جسوقت معشوقہ رضامند ہوجائے پھر آپ کو اختیار ہی اُسپر قبضہ توکیجیے یہ سُنکر گرمخو خوش ہو گیا کہا کہ ای گلبدن تمنے بڑا کار نمایان کیا مگر ایسا نہ ہو کہ مین زبان سے سوزن نکالون اور وہ فساد برپا کرے شبرنگ نے کہا کہ نہین حضور اگر اُن کو مار کر نکالیے گا تو بھی وہ نہ نکلین گی حکم ہو تو مین جاؤن اور صحبت سرکار مین رہا کے لاؤن گرمخو نے پکار کے کہا کہ ای ملکۂ عالم گلبدن کیا کہتی ہی ملکہ نے مسکرا کر سر ہلا دیا اب گرمخو نے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکال کر میری خدمت مین لا شبرنگ نے جا کر زبان سے سوزن نکالی ملکہ نے کہا کہ اگر بگڑ جاؤن تو کیا روک سکتا ہی شبرنگ نے کہا کہ تامل فرمائیے شاید فساد پڑے کچھ رنگ بگڑ جائے مین ابھی اسکو مار لونگا ملکہ مجبور و ناچار ہو کر پہلو مین اُس بیحیا کے آکر بیٹھین مگر بیٹھنا نہایت شاق ہی دل ملاقات نجم کا مشتاق ہی گرمخو ہنس ہنسکر

باتین کرنے لگا مگر ملکہ مجبور و ناچار ہین قہر درویش بجان درویش مسکرا مسکرا کر گرمخو کو جواب دیتی ہین شبرنگ نے بایان کھینچا گنگنا کر کہا کہ ای شہنشاہ ساحران کچھ اشعار گاؤن کہ لطف حاصل ہو اور اشارہ سے کہا کہ گانے سے معشوقہ بھی راضی ہوگی گرمخو نے اشارہ کیا کہ ای گلبدن تمھین اختیار ہی تم تو میری کلید عقل ہو شبرنگ نے سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑنا شروع کیا اور یہ اشعار گانے لگا نظم

محال ہجر کی شب ایک پل ہی نیند آنا
اگر رہا نہین کرتا تو ذبح کر صیاد
خدا سے ڈر نکر اتنا بھی ظلم ای صیاد
رہین کلیم سے یہ لنترانیان صاحب
ادھر تو دیکھو سُنو تو ابھی حیا نہ کرو
خدا ہی جانے پری ہو کہ حور ہو کہ بشر
تمھارا دل جو کسی پر نہ آئے کیا معنی
خزان قریب ہی فصل بہار آخر ہی
رحیم تم ہو تمھارہ اگنہگار ہون مین
ہر بیر سچ تو یہ ہی سامنا ہی آفت کا

غضب ہی نرگسی آنکھون سے آنکھ لڑجانا
کہ ایسے جینے سے بہتر ہی اب تو مرجانا
کہ ہم اسیرونکا اچھا نہین ہی پھڑکانا
نکل ہی جائیگا دم مجھسے یہ نہ فرمانا
جب آؤگے مری آغوش مین تو شرمانا
دیا تو دل تمھین لیکن نہین ہی پہچانا
یہ خالی جائیگا ناحق کسی کو تڑپانا
چمن مین پھول کے تم ای گلو نہ اترانا
ملائکہ سے نہ تعزیر مجکو دلوانا
کسی پہ دل کا بھی آنا ہی جان کا جانا

جب یہ اشعار اس طرح پر شبرنگ نے گائے گرمخو بہت خوش ہوا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا کہا کہ ای گلبدن تم آٹھ پہر ہمارے ساتھ رہو تمھاری ایسی پرورش کرینگے کہ تم بہت خوش ہوگی تنخواہ بڑھائینگے عہدۂ جلیل دینگے کہ سب اپنی اپنی جگہ پر رشک کرین شبرنگ نے کہا کہ ہماری عزت و آبرو آپ کے اختیار مین ہی اب دورۂ جام شروع کرتی ہون یہ کہکر جام بھر اگھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی ہاتھ پھر رکھکر یعنا کو دیا کہ لو ملکہ عاشق کو اپنے شراب پلاؤ ملکہ نے وہ جام گرمخو کے سامنے کیا گرمخو نہال ہوگیا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا طائر آشیانون سے نکلکر زمزمہ سرائی کرنے لگے مگر ایسا بیہوت ہو رہا ہی کہ طائرون کی زمزمہ سرائی کا کچھ خیال نہ کیا جام کو

ہونٹھون سے لگایا جب تو ایک عندلیب بدنصیب اپنے آشیانے سے اُڑی جام پر اپنا عکس ڈالا
جیسے ہی عکس عندلیب جام پر پڑا شراب جوش مارنے لگی جوش مار کر اُڑ گئی گرمخو نے جام
شبرنگ پر پھینک مارا جام شعلہ بنکر گرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی
شبرنگ کی نکل آئی شبرنگ نے چاہا کو دپھاند کر نکل جاؤن بدن مین طاقت نہ پائی
پاؤن زمین نے تھام لیے اب شبرنگ ناچار ہوا گرمخو تیغ کھینچ کر اُٹھا کہا او عیار مکار
تو یہانتک کیونکر آیا شبرنگ نے کہا کہ مین ہمیشہ سے چاہتا تھا کہ کسی ساحر زبردست
کا مطیع و منقاد ہون خداوند بقراط ثانی نے آپ تک پہونچایا آج مجکو معلوم ہوا
کہ ساحر ایسے ہوتے ہین مین قصد کر رہا تھا کہ اگر آپ شراب پیجائین تو مین قدمون پر گرون
مگر آپ بڑے ہوشیار ہین حقیقت مین آپ کا مثل نہین مین چاہتا ہون کہ مجھے ملازم کیجیے
گرمخو نے غصہ سے کہا کہ او مکار اب مین تیری بات کب مانونگا تیرے کہنے کو کیا سچ جانونگا
تو عیار مکار ہی تلوار کھینچ کر اُٹھا ہی چاہتا ہی کہ قتل کرون مگر کنیزین ہاتھ تھام لیتی ہین اور
کہتی ہین کہ ای شہنشاہ کتب سوانحات مین مرقوم ہی کہ جو کوئی مسلمان کو قتل کریگا وہ
بحسرت و یاس مارا جائیگا آپ صاحب اختیار ہین جلاد کو بُلائیے مگر ملکہ یغما نے جو
دیکھا کہ یہ بیچا شبرنگ کو قتل کرتا ہی دل مین کہا کہ ای یغما شبرنگ نے کوئی بات اُٹھا
نہین رکھی مگر تقدیر بُرائی پر ہو تو وہ کیا کرے لہذا اُٹھ کر اس بے حیا سے مقابلہ کرو
اگر اسکو مارا تو زندگی ہی اور اگر جان دی تو موت ہی لطف زندگی فوت ہی یہ سوچ کر
اپنے مقام سے اُٹھی گرمخو نے کہا کہ کیون ملکہ کہان چلین کہا ذرا مین واسطے رفع حاجت
کے جاؤنگی گرمخو کو کچھ بن نہ پڑا خاموش ہو رہا ملکہ نے فرش سے ہٹ کر ایک گولہ مارا کہ آگ
برسنے لگی کئی سو کنیزین جلین جو شعلے گرمخو پر آتے ہین یہ اُنکو ہاتھون سے دفع کرتا ہی جب
خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کوئی شعلہ گرے اور مجکو بھی جلا دے تو اُٹھ کر اسنے آواز دی کہ
ای آتشیزہ اس یگانہ کو بتادی ابر آتش فشان آسمان پر آیا آگ برسنے لگی کئی پنجے ابر
سے یغما پر گرے یغما نے اُن پنجون کو جلا دیا جب گرمخو نے دیکھا کہ پنجہ ہاے سحر نے دستگیری
نہ کی نخلستان کی جانب متوجہ ہوا آواز دی کہ ای پرواز بلند آؤ از تم اسوقت مین

مدد کر اس عورت کو گرفتار کرا دو ایسا نہ ہو کہ یہ لڑ بھڑ کر نکل جائے تو میری جان پر بنے کوئی حال ہو مگر معشوقہ تو روبرو نگاہ کے رہے ہر چند کہ دل پر ابر غم و الم چھایا ہو مگر اسکی محبت نے بیقرار کیا ہی یہ پکار کر جو گرمخو نے کہا تمام طائر آشیانون سے اُڑے اور گرد سر یغما چرخ مارنے لگے جب یغما نے دیکھا کہ طاقت کم ہونے لگی تو پکار کر آواز دی ای زور آور جلد آ ایک طائر آسمان سے اُترتا ہوا آیا سر پر یغما کے چرخ مارا اُن طائرونکو کاٹنے لگا وہ طائر بھاگنے لگے سر پر ملکہ کے آکر اُس طائر نے ایک چیخ ماری شعلہ مُنھ سے نکلا طائر جل کر خاک ہوا وہ خاک سر پر یغما کے گری یغما کے ہاتھ پاؤن مین قوت آگئی ہر مرتبہ یغما شبرنگ پر سے سحر اُتارتی ہی مگر گرمخو پھر اشارہ کر دیتا ہی پاؤن زمین تھام لیتی ہی یغما نے پھر اشارہ کیا کہ ای شبرنگ جست و خیز کر کے نکل جاؤ مین سحر اُتارتی ہون یہ کہکر یغما نے ایک دو ہتھڑ زمین پر ملا شبرنگ کے پاؤن چھوٹے تھے قصد تھا کہ اُٹھ کر بھاگون پھر گرمخو نے سحر کیا اور آواز دی کہ ای آتشنجر مقام افسوس ہی کہ عیار نکلا جاتا ہی اسکو روکے رہو اگر نکل جائیگا تو بڑا حرج ہوگا جیسے ہی گرمخو نے پکار کر کہا ابر سے شعلہ سر پر گرا کہ شبرنگ کے پاؤن زمین نے تھام لیے اور دل بھی شبرنگ کا نہین چاہتا کہ عورت تو لڑ رہی ہی اور مین بھاگ جاؤن کیسی بدنامی کی بات ہی عیاران دست چپی ہنسین گے دنتا ٹا سحر کا بلند ہی ابر آتش فشان سے آگ برس رہی ہی جب یغما سحر کرتی ہی تو ایک صدائے ہیبتناک بلند ہوتی ہی لیکن قضائے کار نجم اختر شناس جو تلاش مین نکلا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ ایک ابر آگ برسا رہا ہی اور دنتا ٹے کی آواز آتی ہی سمجھا کہ کسی مقام پر ساحر لڑ رہے ہین جھپٹ کر ابر کے قریب آیا دیکھا کہ یغما گرمخو سے لڑ رہی ہی شبرنگ مبتلا بہ بلا بیٹھا ہی مگر مجبور و ناچار آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سحر کو یغما کے دیکھ رہا ہی اور دعائین کر رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر اس ظالم کے ظلم سے بچا لے نظم

میکشد شام و سحر بار ریاضت آدمی	ہست در دنیا عجب پابند آفت آدمی
بیشمار در ہیچ غیر از ذات حق ہر چیز را	گر شود واقف ز اسرار حقیقت آدمی

پاے صبرش از ہوا و حرص کی لغزد زجا	گر بود قایم بپاے استقامت آدمی
کی بدست آید ز نعمت خانۂ روزی رسان	لقمۂ زاید اگر خواہد ز قسمت آدمی
ساز دش گر حضرت حق دیدۂ حق بین عطا	صورت حق بیند از ہر شکل و صورت آدمی

نجم اختر شناس ابر آتش فشان کے قریب ٹھہرا رہا ہی گرمخو نے دیکھا کہ میرا سحر یغما پر تاثیر نہین کرتا دوڑ کر ایک وہ پتھر زمین پر مارا کہ ابر لہرا کر گرا یغماے گوہر پوش اُس ابر مین مخفی ہوئی نجم اختر شناس نے اُس وقت بیتاب ہو کر نعرہ کیا باش او گرمخو تو نے یہ کیا حرکت کی کہ معشوقہ کو میری شعلہاے آتش مین چھپایا اب شبرنگ کے قریب نہ جانا یہ کہکر تڑپ کر گرا ابر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے شعلہ ہاے آتش بجھائے اور یغما کو شعلہ ہاے آتش سے نکالا اور ہاتھ ہلا دیا کہ شبرنگ کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی یہ عیار طرار جست کر کے بھاگا اب تو گرمخو گھبرایا کہ میرا قیدی بھی رہا ہو گیا تلوار کھینچکر دوڑا جانتا تھا کہ یہ معشوقہ کو لے جائیگا یہ سوچ کر نجم اختر شناس پر ہاتھ تلوار کا مارا نجم کب رُکنے والا ہی آفتاب عالمتاب ساحری ماہتاب آسمان برتری جیسے ہی گرمخو نے ہاتھ تلوار کا مارا اس نے بیخوف کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ایک تمانچہ مارا کہ گرمخو لڑکھڑا کر زمین پر گرا گرتے ہی اسنے ایک چیخ ماری گوشہ ہاے باغ سے ساحر پیدا ہونے لگے ہر طرف سے آکر یغما اور نجم پر بلوہ کیا نجم اختر شناس اُنکو قتل کر رہا ہی یغما نے جو دیکھا کہ نجم گھرا ہوا ہی ہزار ہا ساحر چلا آتا ہی اور نجم پر حملے کر رہے ہین گلے سے موتیون کا مالا اُتارا کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک غول پر پھینک مارا اور آواز دی کہ ای بہار رنگین پوش انکو لینا کئی ہزار ساحر جو اُس طرف سے آتے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ہواے سرد چلی گل و غنچے پُر بہار ہوے نخل جھومنے لگے وہ ساحر حیران ہو کر بہار باغ کو دیکھتے تھے اور یہ اشعار عاشقانہ جھوم جھوم کر پڑھتے تھے نظم

داغ دل چمکا خیال عارض پر نور سے	ہو گیا روشن چراغ اپنا چراغ طور سے
زخمی ہون تیغ نگاہ نرگس مخمور سے	مے ٹپکتی ہی مرے ہر زخم کے انگور سے
کسکے دانتونکی چمک کا دھیان ہی چور اتدن	متصل آتے ہین آنسو سبحۂ بلور سے

آدمی کوئی نہین مثل سگِ اصحاب کہف
ہین سگِ دنیا ہزارون بلعم باعور سے

ہون حسینون کے ستم سے جان بلب تو غم نہین
ہو سقر کا طور جنت مین نہ حور رجور سے

چاند کو اپنا مشابہ دیکھ کر کہنے لگا +
ہم نے عکس آئینہ گردون پہ دیکھا دور سے

کب ہوا مارِ سیہ کے سامنے روشن چراغ
بھاگتا ہی آفتاب اپنی شبِ دیجور سے

دستِ وحشت سے ہوا اب جیبِ مجبوری تار تار
پیرہن جلدی اُتار اپنے تنِ پُر نور سے

فصلِ گُل کرتی ہی بالیدہ برنگِ گُل مجھے
جامۂ وحشت زیادہ ہو درا دستور سے

اُسمین ہی آبِ بقا اور اسمین ہی زہرِ فنا
کیا ہی ظلمت کو مثال اپنی شبِ دیجور سے

پیرزن نے کوہکن کا کام آخر کر دیا +
اُنکا کچھ بھی بس نہین چلتا ہی ہرگز زور سے

پا شکستہ جو ہی کرتا ہی جہان مین سلطنت
یہ صدا آتی ہی ہر دم تربتِ تیمور سے

وصفِ لب کرتا ہون اک برقِ تجلی کا رقم
بہرِ خامہ شاخ منگوائی ہی نخلِ طور سے

نجم اختر شناس نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ گُل و غنچہ شعلہ ہاے آتش بن گئے اُن ساحرون پر گرنے لگے مگر گرمخو گھبرایا ہوا ایک نخل کے نیچے کھڑا ہی کہ پہلوے باغ سے ایک شیر پیدا ہوا ہرچند گرمخو نے چاہا کہ بھاگون شیر نے جست کر کے گردن لی چیر پھاڑ کے گرمخو کو پھینک دیا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من گرمخوے جادو بود نجم اختر شناس نے معشوقہ کو گلے سے لگایا شبرنگ کو ڈھونڈھا کہین نہ پایا دونون عاشق و معشوق باغ سے نکل کر چلے جب باغ سے نکلے ایک طرف سے ہواے گرم آئی نجم کو معلوم ہوا کہ چہرہ پُھک گیا نجم چارون طرف دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک ساحر دور سے شعلہ ہاے آتش چھوڑتا ہوا آتا ہی اور پُکارتا ہی کہ اُس ظالم کو تو مین نے پکڑ لیا میرے پاس قید ہی اُسکو تو قتل کرونگا اور تو میرے بھائی کے قتل کا باعث ہوا نجم نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک نخل کے سائے مین ایک زنگی سیہ رو و تیرہ درون شبرنگ کا ہاتھ پکڑے ہوے کھڑا ہی خنجر ہاتھ مین لیے قتل کیا چاہتا ہی شبرنگ دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کارساز و ای بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

شو مشکل خاک ای خاکی خموش +
ہر زمان چون آب در آتش مجوش

نیکوئی کن نیکوئی کن نیکوئی + | بہر نیکی ای نکو کردار کوش
در جہان باشد ہمیشہ سرنگون | بار دنیا ہر کہ بردارد بدوش
اہلِ دل دانند برابر عیش و غم | مردِ حق یکسان شمارد نیش و نوش
گر رسد لیکن بگوشش این صدا | ہر کہ دارد پنبۂ غفلت بگوش +
اہلِ غفلت ہست غافل از خدا | میگذارد عمر خود در ناؤ نوش +
ہست حق غفار و ستار العیوب | عاصیان را پردہ دار و پردہ پوش
آسمان در پیش حکمش سرنگون + | مہر و مہ شام و سحر حلقہ بگوش +
ہست در اظہار وحدانیتش | خلق در جوش و زبانہ در خروش
شرح توحید خداے لایزال | کی توانی کردن ای ہندی خموش

اُس ساحر نے آواز دی کہ منم آتشخو برادر گرمخو یہ کہکر مُنھ سے شعلۂ آتش چھوڑے
نجم پر آگ برسنے لگی مگر نجم اختر شناس ایسے ایسے سحرون کو کب مانتا ہی یغماسے اشارہ کیا
کہ شبرنگ کو تم رہا کرو مین اسکو دیکھ بھال لون یہ کہکر آتشخو کی طرف متوجہ ہوے
اُسکی آگ کو بجھایا اُس پر پانی برسایا ایک سل برف کی گرائی کہ وہ ٹھنڈھا ہوا اُدھر
یغماے گوہرپوش نے جاکر اُس زنگی کو مارا اُسکو مار کر شبرنگ کو رہا کیا پھر دونون
چلے شبرنگ آگے بڑھگیا صحرا مین دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین زلفین عنبرین عارض
پر بل کر رہی ہین مسکراتی ہی تو گوہر دندان سے برق چمکتی ہی کہ تمام صحرا مین روشنی
ہو جاتی ہی جب زلفین ہلاتی ہی تو شبِ تار عاشق کا سامان دکھائی دیتا ہی شبرنگ اُسکو
دیکھ کر بیقرار ہوگیا وہ نازنین قریب آئی شبرنگ کو اشارہ کیا کہ ہمارے ساتھ چلو
باغ مین گلہاے زنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون کھلے ہوے ہین آمد موسم بہار ہی
شبرنگ ساتھ ہوا تھوڑی دور جاکے ایک باغ ملا نہایت پُر بہار طائران زمزمہ سرا
کی پُکار طائر پر کھولے ہوے پرواز کرتے ہین اِس شجر سے اُس شجر پر جاتے ہین پہلوے
گُل مین پھول پھول کر بیٹھتے ہین اور آواز دیتے ہین کہ ای بانی بناے بہار و خزان
اس باغ کو ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھ کسی کو خار نہ پہونچے اور نہ کسی کو بخار آئے وہ

نازنین شبرنگ کو ساتھ لیے ہوے مسند پر آکے بیٹھی شبرنگ سے کہا کہ ای عیار طرار تم فرزند عمرو نامدار ہو مناسب یہ ہی کہ کچھ گانا سناؤ علم موسیقی مین تمھارے والد کی دھوم ہی شبرنگ نے کہا کہ بہت اچھا سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

نہین پہونچتے جو نالے ہین ہمصفیرونکے ॥ قفس کیطرح سے دل چاک ہین اسیرونکے
سر حصول یہ عادت یہان بھی ہی قاتل ॥ جو رشک بال ہما بر ہین تیرے تیرونکے
کرے تو سلسلۂ زلف مین اگر داخل ॥ مریدیتا کئے بیعت ہون سارے پیرونکے
بڑھا محیط مرے جوش اشک سے ایسا ॥ کہ اب نشان نظر آتے نہین جزیرونکے
یہ انقلاب کیا تونے چرخ مینائی ॥ کہ تھے جو ساغر می کاسے ہین فقیرونکے
جواب خط ہین نہ پرزہ کبھی لکھا اُسنے ॥ اور اُلٹے پرزے اُڑائے مرے سفیرونکے
نظر کب اُنکی رگ گل پہ پڑتی ہی ای گل ॥ جو شیفتہ ہین ترے ہاتھ کی لکیرونکے
مجھے تو کہتے ہین پروانہ اور آپکو شمع ॥ مزاج گرم ہین کسدرجہ ان شریرونکے
اگر حسین ہو فقیر اُسکے بندے ہین ناسخ ॥ نہ ہم ہین شاہونکے مشتاق نہ وزیرونکے

قضائے کار نجم اخترشناس و یغمائے گوہر پوش جو بانین کرتے ہوے آتے تھے آواز شبرنگ کے گانے کی کان مین پڑی نجم نے کہا کہ ای یغمائے گوہر پوش معلوم ہوتا ہی کہ اس صحرا کی حاکم نے شبرنگ بن عمرو کو گرفتار کرلیا چل کر اُسکی خبر لو نجم اخترشناس باغ مین آیا ہوا جو ٹھنڈھی لگی اسکا بھی مزاج بدلنے لگا نجم نے کہا کہ ملکہ یغما مزاج کچھ بیرا تبدیل ہوتا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کچھ سحر نے اُسکے تاثیر کی یہ کہکر کچھ ایسا سحر کیا کہ برق گری طائرون کے سر قلم ہوے نخل کٹ کٹ کر گرنے لگے اُس نازنین نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ طائرون کے سر کٹے اور چند نخل گرے گھبرا کر اُٹھی کہا کہ تم یہین بیٹھے رہو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی باغی آیا اُسے باغ کو دیکھ کر غار ہوا کئی سی طائرون کے سر کٹے نخل بھی چند گرے لہذا اب مین جاکر اُسکو ردکون جھلا کر اُٹھی نجم اخترشناس کو جو آتے دیکھا گبھرا گئی نجم نے للکار کر آواز دی کہ او گلپوش تونے بڑی گستاخی کی کہ عیار طرار کو گرفتار کیا لہذا اُسے چھوڑ دے اُسنے ہاتھ چمکائے اور

مسکرائی برق تڑپ کر نجم پر گری نجم نے برق کو کاٹا تیغ قریب گری تھی اُسکو بچایا جھولی
سے گولہ نکالا اُسپر کچھ اسم سحر پڑھا کھینچ مارا کہ وہ گولہ سینے پر پڑا پشت کو توڑ کے پار گذرا
باغ جلنے لگا دیوار بن گرگئین سارا باغ ویران ہوا جا بجا جو زاغ و زغن تھے وہ نابود ہوے
اب شبرنگ اُٹھ کر سامنے آیا نجم اختر شناس نے کہا کہ ای شبرنگ اب ہمارے ساتھ
چلو الگ نہ چلو کیونکہ یہ سب صحرا اسی طریقے سے بنین گے ہم دیکھنے بھالتے چلین گے تینون
ساتھ چلے یہان حسان فیل سوار نے طبل جنگی بجوایا سامنے ایک صحرا تھا اُس کو
سکندر ثانی دیکھ کر پلٹ آئے تھے رونے لگے کہا کہ ای شہریار بندہ زادہ غلام کا
اس صحرا مین قید ہی غلام وہان جاتا ہو کہ اُسکو رہا کر کے لاؤن طاؤس تاجدار
اُسکا نام ہی جب سکندر ثانی چلے تو ان کے ساتھ مربع نشین اور شعلۂ جوالہ
اور ہمائے مرصع پوش و ارسطوے ثانی بھی ہمراہ ہوے ہرچند سکندر ثانی
نے منع کیا کہ کوئی میرے ہمراہ نہ آئے مگر ان لوگون نے نہ مانا عرض کی کہ ای شہریار
مقام افسوس ہی کہ حضور جائین اور نمکخوار ساتھ نہ ہون یہ کہکر سب ساتھ ہوے
سکندر ثانی اُس طرف گئے یہان دونون لشکرون مین طبل جنگی بج چکے ہین تیاریان
جنگ کی ہو رہی ہین حسان فیل سوار طہماس سے لڑا تھا نور الدہر طہماس کو
رہا کر کے لائے حسان کو خوف ہی مگر جب یہ خبر اسنے سُنی کہ سکندر ثانی کسی وجہ
سے کہین گئے ہین لشکر مین نور الدہر کے کوئی ساحر نہین ہی جلدی سے ایک نامہ
کیمیاے طلا گر کو لکھا کہ وہ اس صحرا کی حاکم ہی مضمون نامہ یہ تھا کہ ای ملکۂ عالم میری
اگر مدد کیجیے کیمیا کو جو یہ نامہ پہونچا رات ہی کو آئی اسنے وعدہ کیا کہ آپ پہلوانون کو
للکاریے گا مین سحر کرونگی اُس کا زور گھٹاؤنگی آپ کا زور بڑھاؤنگی یہان طہماس
کو بڑا قلق ہی کہ میرے زور مین میرا کوٹھا اُتر گیا افسوس ہی کہ اس ملعون نے مجکو
گرفتار کیا اور میرے آقا نے مجکو رہا کیا مین کل پھر مقابلہ کرونگا چار پہر رات گذر کر
اب وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑے مشرق کر نکلا اور میدان مین
چرخ زبرجدی کے آ کر خم مارا تمام میدان منور اور نورانی ہو گیا اُس طرف سے

حسان فیل سوار بافوج گران آیا کیمیا ایک نخل پر عقاب بن کے بیٹھی حسان فیل سوار میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان مین آئے نورالدہر نے قصد کیا تھا کہ نکلون طہماس قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ حضور ارادہ نہ کرین غلام کا یہ حریف ہو یہ کہکر طہماس نے گینڈا بڑھایا نورالدہر کو کچھ نہ بن پڑا فرمایا کہ جاؤ تمکو خدا کے سپرد کیا طہماس مقابلۂ حسان مین آیا مگر کیمیا بشکل عقاب ایک نخل کی شاخ پر بیٹھی ہو سحر کر رہی ہو طہماس نے دیکھا کہ گینڈا روانی مین کمی کرتا ہو اور ہاتھ پاؤن مین بھی رعشہ معلوم ہوتا ہو بمشکل تمام مقابلۂ حسان مین پہونچے حسان نے کہا کہ اے طہماس تم پھر میرے مقابلے مین آئے طہماس نے کہا کہ مین تمسے کیا زبر ہوا تھا بلکہ میرا کوٹھا اُتر گیا اُسمین تم نے مجھے گرفتار کیا میرے آقا نے بکہ و تنہا جاگے رہا کیا اُس وقت کچھ ایسا انتظام کیا ہوتا کہ آقا کو روکتے حسان فیل سوار نے نیزہ مارا طہماس نے چاہا نیزہ توڑدون مگر ہاتھ نے قوت نہ دی شانے پر نیزہ پڑا کہ شانہ نشانہ ہوا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس کا گینڈا مارا گیا حسان نے اپنے گینڈے پر سے بہ آسانی چند ساعت مین طہماس کو گرفتار کیا طہماس کو لشکر مین بھیجا آپ گینڈے کو مہمیز کیا نورالدہر نے ارادہ کیا کہ جا پڑون کہ لشکر پر آگ برسنے لگی ایک ابر تیرہ و تار بھی اُٹھا اُس سے پانی برسا جسپر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوکر گر پڑا نورالدہر تو محفوظ ہین کہ ان کے گلے مین لوح محفوظ ہو جس مقام پر یہ کھڑے ہین نہ وہان پر پانی پڑتا ہو اور نہ وہان آگ گرتی ہو پانی اور آگ دور برس رہے ہین نورالدہر بیقرار ہین اب کیمیا نے جانا کہ مین نے سب کو کشتہ کیا سحر میرا اکسیر ہو مسلمانون کے قتل کی خوب تدبیر ہو نخل کے سحر کرنے لگی شاخ سے بشکل اصلی اُتر کر زمین پر آئی جو لوگ محفوظ ہین وہ بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق کون و مکان و اے رب دو جہان اس آفت ناگہانی سے نجات دے نظم

در اُمید بمفتاح لطف تو مفتوح	کشادہ از تو بروے زمانہ باب فتوح
شود بفضل تو گلزار نار ابراہیم	نجات یافت زگرداب آب کشتی نوح

نمود لطف مزیدت زیادہ رتبۂ خاک | کہ شد ز نور تو در روے ظہور جلوۂ روح
دوبارہ تا بقیامت نیاید اندر ہوش | ہر آنکہ گشت بعشق تو مست جام صبوح
جہان بشغل تو شاغل ہمیشہ ای قدوس + | زبانہ ذاکر تسبیح تست یا سبوح +
بآب لطف زہر سینہ کینہ میشوئی + | بری ز آئینۂ جسم و روح گرد قبوح
زہر گناہ بکن توبہ در جہان ہندی | کہ از عذاب شوی رستگار مثل نصوح

تمام لشکر پکارتا ہی کہ ای حاکم گرم و تر اس آفت سے بچالے اس آگ و پانی سے ہم کو نجات دے کیسی لشکر مین بیقراری ہی کہ معاذ اللہ اور کیمیا بزور سحر کر رہی ہی کوئی اسکا روکنے والا نہین ہی کیمیا نخل سے بشکل اصلی اُتر آئی ہی آگے آگے آپ پیچھے پیچھے حسان اور اسکا لشکر بھی بڑھتا ہوا چلا آتا ہی منظور ہی کہ لشکر طلسم کشا پر جا پڑین اسوجہ سے سرداران لشکر نورالدہر اور گھبرائے ہوے ہین ہر چند کہ نورالدہر جس مقام پر کھڑے ہوے ہین وہان پر نہ تو آگ گرتی ہی اور نہ پانی برستا ہی مگر نورالدہر اپنے لشکر کا حال دیکھ کر پریشان ہین کہ دیکھا حسان لشکر سمیت آتا ہی فرمایا ای اہل لشکر تمھین خدا کے سپرد کیا مین اس نامرد کو روکنے جاتا ہون یہ کہکر نورالدہر لشکر سے نکلے سامنے حسان کے پہونچے فرمایا کہ او مکار اسی مُنھ پر دعوی پہلوانی کا کہ ساحرہ سحر سامنے کر رہی ہی اور اس وقت مین تو لشکر لیکر چلا ہی تجکو غیرت نہین آتی حسان نے مُنھ پھیر لیا کیمیا کی طرف اشارہ کیا کیمیا نے حسان کو پیچھے ہٹایا یہ تو اپنے لشکر مین آملا کیمیا نے بڑھ کر نورالدہر پر سحر کیا آگ برسائی تلوارین گرائین تیرون کی بوچھاڑ کردی مگر کوئی چیز جسم پر نورالدہر کے نہ پڑی کیمیا حیران ہی کہ مین تو کیمیا ہون یہ کیا اکسیر ہی کہ سحر میرا تاثیر نہین کرتا ہاے کیا کرون دمبدم کف افسوس ملتی ہی کہتی ہی کہ ہاے کیا تدبیر کرون کہ سحر تاثیر کرے اہل اسلام بیہوش ہین بھنے تڑپ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نجم اختر شناس و شبرنگ بن عمرو و ملکہ یغماے گوہرپوش سامنے سے ہویدا ہوے نجم نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اور دور سے نورالدہر کو دیکھا کہ میدان مین کھڑے ہوے حسان کو للکار رہے ہین اور حسان اپنی صف پر ہی ایک جادوگرنی

سیہ رو کر یہ منظر سحر کر رہی ہی اس زور و شور سے سحر کرتی ہی کہ زمین کانپ جاتی ہی نجم نے
وہین سے نعرہ کیا کہ او ساحرہ کیا بیہودہ حرکت کرتی ہی غیر ساحرون پر سحر کرتی ہی اور
آقاے نامدار پر سحر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر اول نجم نے سحر کیا کہ لشکر پر پانی برسنا شروع ہوا
اور آگ برسنا موقوف ہوئی جو لوگ گر پڑے تھے وہ کلمہ پڑھکر اُٹھے فوج حستان پر
چلے سب سے زیادہ گرفتاری طہماس کا خیال ہی ہر ایک کو یہی ملال ہی کہ ایسا نہو
طہماس کو جاکر یہ بے حیا قتل کرڈالے تو باعث خرابی کا ہو لشکر نورالدہر کی اِسی سے
زینت ہی نجم نے بڑھکر ساحرہ کو للکارا اور کہا او لگا نہ اب تو سحر کر کہ مین جواب دون
کیمیا نے جو دیکھا کہ یہ ساحر زبردست ہی چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤن نجم نے جو یہ معرکہ دیکھا
پکار کر آواز دی کہ او بے حیا اب یہان سے تو نہ جاسکیگی اب مین تجکو کیا زندہ چھوڑونگا
مگر حال سکندر ثانی تحریر کیا جاتا ہی کہ یہ جو اپنے فرزند طاؤس تاجدار کی رہائی
کو چلے تھے جب صحرا مین پہونچے دھوپ کو ایسا گرم پایا کہ جو ذرہ بدن پر پڑتا ہی تو آبلہ
پڑجاتا ہی پاؤن جلنے لگے یقین ہی کہ موجۂ ریگ کفش پا کو کاٹ دیگا لباس جلنے لگا جب
سب پسینے پسینے ہوے کہین سایہ معلوم نہین ہوتا تب شعلہ جوالہ نے عرض کی کہ ای
شہریار اب اس گرمی سے کیونکر جان بچیگی ہم سب نہایت پریشان ہین مربع نشین
نے بڑھکر سحر کیا کہ پانی برسنے لگا ہوا ٹھنڈھی چلی پسینہ خشک ہوا ارسطوے ثانی
نے بھی بڑھکر سحر کیا اور آواز دی کہ او مکارہ اس سے کیا فائدہ سامنے آکر مجھسے
مقابلہ کر کئی مرتبہ ارسطوے ثانی نے سحر کیا نہ کچھ آواز آئی اور نہ کوئی جادوگر
سامنے آیا سکندر ثانی نے کہا کہ ای ارسطوے ثانی اس سحر سے کیا ہوگا اس
صحرا کا حاکم مفتون جادو ہی وہ ہمہ دان اور ہمہ گیر ہی مین سحر کر کے قیدخانے کو
ظاہر کرتا ہون یہ کہکر سکندر ثانی نے بڑھکر سحر کیا کہ ایک دنناٹا ہوا تھوڑی دیر
تک اندھیرا رہا بعد اُسکے روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک قصر سیاہ ہی دروازے پر اُسکے
کئی ہزار جادوگر بیٹھے ہین اُن ساحرون نے جو سکندر ثانی کو دیکھا سحر کرتے ہوے
اُٹھے تھے کہ ہماے مرصع پوش نے بڑھکر ہاتھون مین جو گجرے پھولونکے تھے پھینک مارے

سکندر نے بھی اس سحر مین شرکت کی وہ سب جادوگر بدحواس ہوئے اسباب سحر ہاتھ سے پھینک دیے اور بلبلانے لگے اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر چلانے لگے نظم

عہد و پیمان کے مضمون تو اکثر اُلٹے
بعد مدت کے رقیبون کے مقدر اُلٹے
میکشی کی نہ رہی فصل ہی میخانہ اُداس
کوئی افسانہ نہین تیرے فسانے کی طرح
قصر محبوب مین ہر سو جو پڑے تھے پردے
باغبا تونکو یہ گلشن مین ہوا ہی کھٹکا
ہم بھی حاضر ہین تہ تیغ گلا رکھنے کو
تو تو اقرار رہائی کا کیا کرتا تھا
جیسا اُلٹا ہین پھرا اُسکے در دولت سے
ٹوٹتا ہی کوئی تارا تو سمجھتا ہون یہ مین
غم فرقت سے کوئی دم نہین تسکین ہز یہ

وصل کے نام سے اب چڑھتے ہین تیور اُلٹے
خط یہان آئے دہان شکوونکے دفتر اُلٹے
سرنگون رکھے ہین شیشے تو ہین ساغر اُلٹے
شب تو اریخین پڑھین سیکڑون دفتر اُلٹے
میری آہون نے وہ سب آج برابر اُلٹے
فرش گل کو نہ کہین آتے ہی صرصر اُلٹے
آستینین تو وہ جلاد ستمگر اُلٹے
اُسپہ صیاد مرے قطع کیے پر اُلٹے
اسطرح سے بھی کسی کا نہ مقدر اُلٹے
چرخ سے ہوکے شرر آہ کے اخگر اُلٹے
خفقان سے نہ کہین یہ دل مضطر اُلٹے

وہ ساحر تو سب بھاگ گئے جاکر پہاڑ سے سر ٹکرانے لگے کچھ چشمون مین گر کر ٹھنڈے ہوئے سکندر جھپٹ کر اُس در سیاہ پر آئے ایک لات ماری کہ پھاٹک گرا دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی مگر ہر مرتبہ زانو پر ہاتھ مارتی ہی کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ جو میرے بیر پلٹے آتے ہین سکندر ثانی نے للکارا کہ او مفتون اُٹھ مین تیرا تعلیم کرنے والا آیا وہ جادوگرنی اپنے مقام سے اُٹھی اور پُکار کر آواز دی ای بادشاہ مین وہی آپ کی کنیز ہون مجکو نہ ستائیے مین برائے خدمتگزاری حاضر ہون مین یہ نہ جانتی تھی کہ آپ اس صحرا مین تشریف لائے ہین اور آپ نے سحر کیا ہی بیر میرے مجکو یہ خبر دیتے تھے کہ چند ساحر کہین سے اس میدان مین آئے مین یہ سُنکر سکندر ثانی نے کہا کہ او حرامزادی مین کیا تیرے ستانے سے باہر ہون تو نے کلیجے پر چھری پھیری ہی یہ بتا کہ میرا فرزند کہان قید ہی مفتون نے کہا کہ ای شہنشاہ عالیجاہ آپکا فرزند یہان

قید نہین ہر اس قید خانے مین اور قیدی ہین جب سے آپ قید سے رہا ہوے بقراط نے قید آپ کے فرزند کی اور کہین رکھوادی ہین بتادونگی مجھپر سحر نہ کیجیے سکندر ثانی نے مفتون کے بڑھ کر بال پکڑے ایک جھٹکا مارا کہ یہ زمین پر گری ایک لات ماری کہ استخوان مفتون کے چور چور ہوے مرتے ہی مفتون کے قصر مین سناٹا ہوا تمام دروازے کھل گئے دیکھا کہ چند قیدی ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے بیٹھے ہین اور ایک تاجدار نوجوان ایک گوشے مین بیٹھا ہو مگر رنجیدہ وکبیدہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہاتھ اُٹھا کر خدا سے یہ دعائین مانگ رہا ہو کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مجھے اس قید مصیبت سے نجات دے مجھے خبر ملی ہو کہ میرے قبلہ وکعبہ نے رہائی پائی مگر مقام افسوس ہو کہ میری رہائی کو تشریف نہین لائے اب تو ایام قید منقضی ہو چکے پھر اب کیا باعث ہو کہ مین رہائی نہین پاتا تو رحم اپنا شریک کر قید سے نجات دے نظم

اسیر نفس شد این بندۂ آہ دریغ
نگردروے ارادت ببارگاہ دریغ

چرا رسید نہ سالک بمنزلِ مقصود
چرا بماند مسافر میان راہ دریغ

گداز تنگی افلاس خود چرا شاکی است
چرا است سرکش و مغرور بادشاہ دریغ

نبرد بندۂ مسکین ز جور نفس شریر
پنہ بدرگہ شاہ جہان پناہ دریغ

نہ بست رشتۂ الفت بحضرت باری
بحرص دولت و اولاد و مال و جاہ دریغ

غبار بندۂ خاکی بردز حرص و ہوا
میانِ کوہ و بیابان بشکل کاہ دریغ

ہمیشہ ماند مقید بقید دولت و جاہ
بشغل دو ست نپرداخت گاہ گاہ دریغ

ز دوستانِ تو کس نیست در جہان ہندی
رفیق و محرم و ہمراز و خیر خواہ دریغ

سکندر ثانی نے جو اپنے فرزند کو قید و بند مین مبتلا دیکھا قریب آکر کہا کہ ای فرزند سر اُٹھا کر دیکھو ہم رہا ہوتے اور پھر تمھاری فکر نہ کرتے یہ تُمھین کیونکر یقین آیا کہ ہر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین طوق گلے سے اُتار از بان سے سوزن بھی نکالی مگر طاؤس پر اسقدر ضعف طاری تھا کہ طوق کے اُتارنے مین جنبش جو ہوئی غش آگیا اور قیدی جو قید تھے وہ جابجا کے حاکم تھے اُنھون نے اطاعت سے بقراط کی انکار کیا تھا اُنکو

بقراط نے اسی جگہ پر قید کیا تھا سکندر ثانی کو جو اُن سبھون نے دیکھا پکار اُٹھے
کہ ای شہریار خدا نے آپ کا جمال جہان آرا دکھایا ہم آپ کے فرزند کے ہمراہ قید رہے
رفاقت سے منھ نہین موڑا آج تک ساتھ نہین چھوڑا سکندر ثانی نے اُن سبکو
رہا کیا تین سو جوان تھے ہر چند کہ اُس قصر مین مال بہت تھا مگر سکندر نے اُسپر
توجہ نہ کی اُن سب کو ساتھ لیکر نکلے لشکر نور الدہر کی طرف چلے مگر راہ مین سکندر ثانی
کہتے ہوے جاتے ہین کہ خدا لشکر اسلام کی خیر کرے کوئی ساحرون مین سے وہان
نہین ہی ہر چند کہ آقاے نامدار کا کوئی کچھ کر نہین سکتا کہ اشیاے دفع سحر
اُنکے پاس موجود ہین مگر لشکر کے لیے باعث خرابی ہی شعلۂ جوالہ نے کہا کہ ای شہنشاہ
کیا باعث خوف ہی حسان سے مقابلہ ہی وہ غیر ساحر ہی شاہزادہ طہماس کو کس کر دفر سے
رہا کرکے لایا تھا اگر حسان کو کچھ دعویٰ ہوتا تو شاہزادے کو روکتا اُس نے
مجبور ہو کر یہی کہا کہ طہماس کو لے جائیے بس آقا ہمارے اُسکے مقابلے مین جب
جائینگے برابر اُسکو زیر کرینگے اِسکا افسوس کیا سکندر ثانی نے کہا کہ اس طلسم
مین پہلوان بڑے بڑے ہین مگر جادوگرون سے سب کو توسل ہی حسان بہت
گھبرایا ہوا تھا شاید کسی جادوگرنی کو بلا بھیجے تو باعث خرابی ہی اسی وجہ سے
دل کو بیتابی ہی صاحبو جلد چلو مگر اُسوقت سکندر ثانی آکر پہونچے کہ نجم اختر شناس
نے کیمیا کو للکارا ہی اور کیمیا چاہتی ہی کہ بھاگ جاؤن مرتبے سے نجم کے آگاہ ہی
جانتی ہی کہ ساحر بے بدل ہی اس سے مقابلہ نہ کر سکونگی دیکھون کیا انجام ہو
نجم گھبرایا ہوا ہی کہ مین چار طرف سے اسکو کیونکر روکون اگر یہ نکل گئی تو باعث
خرابی ہی آقاے نامدار فرمائینگے کہ ایک ساحرہ کو نہ روک سکے بس مین اُن کو کیا
جواب دونگا اگر سکندر ثانی وغیرہ ہوتے تو البتہ بن پڑتا کہ ایکطرف سے یغما بڑھی
مگر یغماے گوہر پوش کو کیمیا نے گولے مار کر ہٹا دیا نجم بڑھتا ہوا جاتا ہی اور کیمیا
بھاگتی ہوئی صحرا کی طرف جاتی ہی نجم گھبرایا ہوا ہی کہ اُسی طرف سے گرد اُڑی دیکھا
کہ سکندر ثانی مع ساحران مذکور آتے ہین تین سو تاجدار ابلیشت پر نجم نے آواز دی

کہ ای شہنشاہ اس ملعونہ کو پیچھے جانے نہ پائے ہمارے اور آپ کے نہ ہونے سے اسنے
لشکر اسلام پر سحر کیا تھا غلام وقت پر پہونچا اکیلے آقاے نامدار کس کسکو روکتے سکندر
نے جو نجم اختر شناس کی آواز سُنی للکارے کہ او کیمیا ٹھہر جا کیمیا نے جو
سکندر ثانی کو آتے دیکھا گھبرا گئی ہاتھ باندھکر قدمون پر گر پڑی کہا کہ ای
شہریار مین یہ نہ جانتی تھی کہ آپ اس لشکر کے طرفدار ہین مین وہی کنیز قدیم ہون
سکندر ثانی نے سر اُسکا ہٹا دیا پاؤن پر سے گرا دیا جب تو کیمیا نے نگاہ قہر و
غضب دیکھا کہا کہ ای سکندر ثانی دوستی پر طلسم کشا کی تمکو بڑا غرور ہی میرا
پنجہ تمپر قابض ہو تو بتادون سکندر ثانی نے کہا کہ او ملعونہ سحر کر تب تجھ کو
حال کھُلے وہ جو تیرا البقراط ثانی ہی وہ تو بھاگتا پھرتا ہی کیمیا نے پیچھے ہٹ کے
تلوار جو کمر مین تھی وہ پھینک ماری سکندر ثانی نے تلوار کو روک لیا اُسی
تلوار پر اسم سحر پڑھکر پھینک مارا وہ تلوار کیمیا پر گری کیمیا کشتہ ہوئی مرتے ہی
کیمیا کے اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آنے لگین آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا
نام من کیمیاے طلاگر بود اُدھر نور الدہر لشکرستان پر جا پڑے اِنکے جاتے ہی
کُل سردار پہونچے سکندر ثانی بھی آکر تخت پر سوار ہوے نوبت و نقارے
بجاتے ہوے چلے کُل فوج نے بلوہ کیا اُدھر جن لوگون نے طہماس کو قید کیا تھا
افسر سے پوچھا کہ تمھاری کیا خوشی ہی افسر نے کہا کہ سر کاٹ لو اُسوقت طہماس
کی بیقراری و اشکباری پکار اُٹھا کہ ای خالق بے نیاز موت و زیست تیرے
اختیار مین ہی مگر ان نامردون کے ہاتھ سے بچا تا ایک سپاہی نے بڑھکے ہاتھ
تلوار کا مارا طہماس نے ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی اِسنے غصہ مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بستہ کنم این بند را وقت جنون منست

قید کو توڑکر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا ایک سپاہی کو مار کر سپر و شمشیر اُسکی
لی مصروف جنگ ہوے یہ ساطور سے لڑنے والے تلوار اِنکے ہاتھ مین بتاتی ہی

ہر مرتبہ وار کرتے ہین تلوار مین خم آجاتا ہی تو پاؤن کے نیچے دبا کر اُسکو سیدھا کرتے ہین
اس وجہ سے طہماس انتہا کے زخمی ہین ہر چند کہ گھٹنے ٹیک دیے ہین زخمون مین جھوم رہے
ہین مگر اُس شیر بیشۂ جرأت کے پاس کوئی نہین آتا جو آیا اُسکو چیر کر پھینک دیا کسی کو ہاتھ
تلوار کا مارا تلوار نے اُس کو کاٹ کر زمین کو بوسہ دیا گرد طہماس کے خون کے تھالے
بھرے ہوے ہین شعلۂ شمشیر سے پر کالے اُڑ رہے ہین نور الدہر نے دور سے جو دیکھا
کہ طہماس پر انتہا کا بلوہ ہی دل بیقرار ہو گیا اگر طہماس شاہزادے پر عاشق ہی
تو اِن کو بھی قلبی محبت ہی شبرنگ قدمون سے لپٹا ہوا ہی نور الدہر نے وہین
سے آواز دی کہ ای شیر بیشۂ کلنگان گھبرانا نہین مین آپہونچا طہماس نے پلٹ کے
دیکھا ایسا ہنسا کہ دہان زخم نے مُنھ کھول دیے اور دہان زخم بھی ہنسنے لگے آواز دی
کہ آقا بس اب جمال بے مثال دیکھ لیا اب مجھسے کون لڑ سکتا ہی یہ کہ کر جھپٹا کافرون پر
گرا ہر چند کہ زخمون پر زخم پڑنے لگے مگر شیر کب رُکتا ہی یہی چاہتا ہی کہ افسرونکو
مارون پہلوان زبردست کو للکارون جو سامنے آیا وہ مارا گیا طہماس نے کئی سو جوان
مارے ایک پہلوان برادر حستان ریحان فیل سوار ہاتھی پر سوار ہاتھی کو بڑھا کے
آیا ہاتھی نے بھسونڈا بڑھایا طہماس نے بیخوف ہاتھ بڑھا دیے اُسنے ہاتھونکو سونڈ
مین لپیٹا طہماس نے بھسونڈا مضبوط تھاما دونون پاؤن مین ہاتھی کے اڑا کر
بقوت تمام ہکہ مارا کہ مع زرخرے گردن گھسیٹ لی مگر تکان جو پہونچی زخم جسم کے پھٹ گئے
طہماس غش کھا کر گرے ہاتھی بھی چرخ کھا کر گرا مگر سونڈ مین ہاتھی کی طہماس
کی اُنگلیان اُتر گئی ہین ریحان ہاتھی سے کود اتلوار کھینچ کر چلا چاہا کہ طہماس کا سر کاٹ لون
نور الدہر کو تاب نہ آئی گھوڑا اُڑا کر چلے للکارا کہ او بے حیا خبردار صید زبون
پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ بہت پچتائیگا اور تیرے ہاتھ کیا آئیگا گرے ہوے پر وار کرتا ہی
مگر ریحان نے نہ سُنا نور الدہر نے پلٹ کے دیکھا دیکھا کہ یغماے گوہر پوش پشت پر
چلی آتی ہی فرمایا کہ ای یغما اسکو ذرا روکو کہ یہ طہماس کا سر نہ کاٹ سکے یغما تو اس
بات کی مشتاق تھی کہ کسی مقام پر آقا حکم دین تو مین برس پڑون اِس نے نگاہ خشم آلود سے

اشارہ کیا کہ ریحان رُکا نہ آگے بڑھ سکتا ہی نہ پیچھے ہٹ سکتا ہی کھڑا جھوم رہا ہی
اور اپنی جرأت کی تعریف کر رہا ہی یغمائے گوہر پوش نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ای
شہریار بس یا اور سحر کرون نورالدہر نے کہا کہ اب ضرورت نہین مگر ای یغما اسکی
زور مین فرق نہ آنے پائے یغمانے عرض کی کہ کیا مجال اتنے عرصے مین نورالدہر
ریحان پر جا پڑے طہماس کی آنکھین کھلی ہوئی ہین سرفیل کا ہاتھ مین ہی نورالدہر کو
جو دیکھا کہا کہ ای آقائے نامدار وای مولائے قدرشناس غلام اس قدرشناسی کے
قربان ہو کس وقت مین مدد کی ہی نورالدہر نے جو ریحان کو سامنے دیکھا فرمایا
کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان اب وار کرو ریحان نے ہاتھ تلوار کا
مارا نورالدہر نے تیغۂ طلسمی کو چہرے کی پناہ کیا کہ اس تیغے کا تیغۂ برق تاب نام
ہی جیسے ہی ریحان تلوار مار کر پلٹا شاہزادے نے اُلٹا وہ سے ہاتھ نکال کر ہاتھ
تیغے کا مارا کہ ریحان کے دو ٹکڑے ہوے کفار ضرب دست زبردست نورالدہر سے
تھرا گئے مگر حستان کو جو معلوم ہوا کہ بھائی میرا مارا گیا آنکھون مین خون اُتر آیا
گینڈے کو ٹھکرا کر چلا قریب پہونچکر للکارا کہ ای شہریار ردّ و قدح کا مشتاق ہون
قائل جرأت حضور ہو چکا ہون فقط امتحان منظور ہی اطاعت کرنے سے دل مسرور ہی
یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا سرداران نورالدہر جا بجا لڑ رہے ہین اہل فوج حستان
بیدل ہو رہے ہین نورالدہر نے بارٹھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک
جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر حستان کو اُٹھا لیا اُسنے
آواز دی کہ ای شہریار الامان نورالدہر نے فرمایا امان بشرط ایمان حستان نے
عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرون گا
نورالدہر نے چھوڑ دیا کلمہ تعلیم کیا حستان کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا
اہل فوج کو آواز دی کہ یارو جنگ موقوف کرو مین نے بصدق دل شاہزادے
کی اطاعت کی ای یارو آگاہ ہو کہ یہ طلسم کشا ہی جرأت مین یکتا ہی مین نے لقراط
کی زبانی سُنا کہ وہ اپنی صحبت مین کہتا تھا کہ اس جوان کے ہاتھ سے مابدولت کی قضا ہی

بس اب کیا تامل ہی اب زوال دولت اُسکا قریب ہی جو ہوا خواہ اُسکا ہی بدنصیب
ہی سب فوج والون نے تلوار روکی حسان فیل سوار نے عرض کی کہ آج غلام سرکار کی
دعوت کریگا مع سرداران تہمتن سرکار سرفراز فرمائین عذر نہ کرین نورالدہر
نے شگفتہ ہوکر فرمایا کہ ہم بخوشی تمہارے یہان آوین گے نورالدہر نے آکر طہماس
کو اُٹھوایا ہوادار پر ڈال لیا بارگاہ مین لیکر آئے زخمون مین ٹانکے دلوائے پٹیان
مرہم کی چڑھا دین طہماس کو شفاخانے مین بھیجا اور سردارون کو بخلعت سرفراز کیا
سکندر ثانی نے طاؤس تاجدار کو لاکر قدمون پر شاہزادے کے گرایا عرض کی
غلام زادے نے رہائی پائی قید مین بہت مایوس ہو رہا تھا انتہائے حسرت یہ ہی کہ بیٹھا
رو رہا تھا غلام وقت پر پہونچا مفتون جادو کو مارا اور یہ سب تاجدار میری وجہ سے
قید تھے انکو بھی رہا کیا نورالدہر نے کہا کہ ان سب کو ان کے ملکون پر روانہ کیجے کہ یہ
سب اپنے اپنے ملکون پر جاکر دخل کرین اور ان کے ساتھ فوج کردو اگر کوئی تعرض
کرے تو ہمکو لکھین ہم برلے مدد پہونچین گے انشاء اللہ ہاتھ سے دشمنون کے بچائینگے
سکندر ثانی نے پانچ پانچ ہزار فوج سب کے ساتھ کی شاہزادے کو وہ سب
دعائین دیتے ہوے روانہ ہوے مگر طاؤس تاجدار بادشاہ ملک طاؤسیہ تھا یہ بڑا
ملک وسیع ہی سکندر ثانی نے بیٹے کو بھی روانہ کیا مگر دس ہزار فوج ساتھ کردی ہی
طاؤس تاجدار دس ہزار فوج ہمراہ لیکر چلا تین منزلین طی کی ہین کہ ایک صحرائے
ویران مین پہونچا اُسی مقام پر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی یہ تو جاکر تخت پر بیٹھا پہر رات
گئے تک ہنگامۂ عیش و نشاط رہا پہر رات گئے جاکر سو یا دو پہر شب گذری تھی کہ لشکر
مین ایک ہنگامہ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا آنے لگی ہر طرف یہی آواز تھی کہ ای
پروردگار بچالے ہم غریبون کو نجات دے ورنہ ہم سب لوگ تباہ ہو جائین گے
طاؤس تاجدار اپنی بارگاہ سے نکلا نکل کر یہ ہنگامہ دیکھا پریشان ہوگیا چند افسر
دوڑے ہوے سامنے آئے عرض کی کہ ای شہریار زمین سے آگ نکل رہی ہی خیمے وغیرہ
جل رہے ہین ہم لوگ پھنکے جاتے ہین طاؤس تاجدار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ہر چند

کہ اسکو دعوئ جرأت ہی مگر سکندر ثانی کا فرزند ہی اسنے سحر کرکے آگ موقوف کی اب اسقدر برف برسی کہ گرد لشکر کے برف کے پہاڑ ہو گئے صبح کو جو طاؤس تاجدار اُٹھا تو افسردن نے آکر عرض کی کہ آپ کے لشکر کے گرد حصار برف ہی لشکر کسیطرح نکل نہین سکتا طاؤس نے ہرچند سحر کیا مگر برف نہ ہٹی آخر ناچار ہو کر جھولی پر ہاتھ ڈالا قلم دوات نکالی اپنے باپ کو عرضی لکھی کہ قبلہ و کعبہ دام اقبالہ یہ حقیر تین منزلین طی کرکے فلان صحراے ویران مین پہونچا رات کو ہنگامہ ہوا باعث یہ تھا کہ زمین سے آگ نکل رہی تھی مین نے سحر کرکے مٹائی اب کسی نے برف برسائی یہ غلام مع لشکر حصار برف مین مبتلا ہی نکل نہین سکتا امیدوار ہون کہ غلام کی آکر مدد کیجیے اس حصار سے نکالیے جھولی سے ایک کاغذ سُرخ رنگ نکالا اُس کاغذ کا ایک طائر کاٹا طائر کے گلے مین نامہ باندھا وہ طائر اُڑتا ہوا چلا جب طائر قریب دیوار برف کے پہونچتا ہی تو دیوار سے ٹکر کھاتا ہی پلٹ کر طائر اسکے شانے پر پھر آبیٹھتا ہی طاؤس پھر سحر کرکے اُس طائر کو اُڑاتا ہی مگر طائر پر پھر یہی معرکہ گذرتا ہی ساتوین مرتبہ جو طائر آکر شانے پر بیٹھا طاؤس نے کچھ کلمات طائر کے کان مین کہے کہ وہ کلمات کسی نے نہین سُنے اور چند قطرے اپنے خون کے اپنے ہاتھ مین لیکر طائر پر ڈالے اب وہ طائر اُڑتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہی کہ سکندر ثانی تخت پر بیٹھے ہین دورہ سرداروں کا بندھا ہوا ہی ساحر و غیر ساحر جمع ہین کہ طائر اُڑتا ہوا دربارگاہ سے آیا بارگاہ مین آکر وہ طائر ہر طرف اُڑنے لگا سکندر ثانی کو تخت پر دیکھ کر کاندھے پر آبیٹھا منقار سے اشارے کرنے لگا مرادیہ تھی کہ نامہ میرے گلے مین بندھا ہی سکندر ثانی نے وہ نامہ گلے سے طائر کے کھولا کھول کر پڑھتے ہی فرزند کی جو تحریر پائی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ ای شہریار غلام جاتا ہی نورالدہر نے پوچھا کہ ای شہریار کیا تردد ہی سکندر نے کہا کہ غلام زادہ کو آپکے باران قطرہ زن نے گھیرا ہی اور حصار برف کر دیا ہی اُس حصار مین مبتلا ہی اور میرے فرزند کو تاب نہ ہوا کہ کسنے سحر کیا ہی لہذا اُسنے تحریر کیا ہی کہ براے مدد آئیے اول تو اُسکی قید کو سالہا سال گذرے

تحصیل علم سحر معطل رہی تکلیف قید خانہ مصائب آب و دانہ معلوم ہوتا ہی وہ سحر جو ہمنے
تعلیم کیے تھے وہ فراموش ہوے مین جاکر حصار کو گرادونگا باران قطرہ زن کو جہان
ملیگا تلاش کر کے قتل کرونگا راستہ اُنکا کھل جائیگا ارسطوے ثانی اُٹھے ایک طرف سے
شعلۂ جوالہ اُٹھی دونون نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کیون تکلیف کرین ہم دونون
آدمیون مین سے ایک شخص جائے اس تکلیف کو اُنکی برطرف کرآئے اس وقت مین آپکا
جانا مناسب نہین ہی سکندر ثانی نے کہا کہ میرا ہی جانا مناسب ہی مین اپنے فرزند کو
دیکھ بھی آؤنگا اور اس مشکل کو حل کر کے جلد آؤنگا مگر شعلۂ جوالہ نے بہت عجز کیا کہ کنیز
کو جانے دیجیے آپ تکلیف نہ فرمائیے نورالدہر نے بھی کہا کہ مین بھی اب کوچ کرنے کو ہون
لہذا آپ کا جانا مناسب نہین سکندر ثانی تو رُک گئے شعلۂ جوالہ نے اُس طائر کو
بعہدۂ رہبری ساتھ لیا اور اُسی صحرا کی طرف روانہ ہوئین کہ راہ مین ایک مقام پر
دیکھا کہ ایک کوہ پر ایک مہنت بیٹھا ہی دھونی آگے لگی ہی شعلۂ جوالہ بلندی سے
اُتر آئی کوہ پر جاکر اُتری سامنے مہنت کے پہونچی پوچھا کہ کیون باباجی اس پہاڑ پر
آب و دانہ کون پہونچاتا ہی مہنت نے جواب دیا کہ بچہ بقراط ثانی آتے ہین وہی آب و
طعام پہونچاتے ہین اور بچہ کون آب و طعام پہونچائیگا یہ کہکر دھونی کو جنبش دی
اُسمین سے دھوان نکلا شعلۂ جوالہ بیہوش ہوکر گری اُس مہنت نے شعلۂ جوالہ کو
بسہولت گرفتار کرلیا زبان مین سوزن دیکر لے چلا کہتا ہوا جاتا ہی کہ قدرت
بقراط ثانی یہ ہمارا سحر مٹانے چلی تھین یہان طاؤس تاجدار کو کئی دن گذرے
کہ اُسی حصار برف مین مبتلا ہی ٹھنڈک سے برف کی تڑپ رہا ہی لیکن شعلۂ جوالہ کو جو کئی دن
گذرے اور پلٹ کر نہین آئی تو نورالدہر نے نجم اختر شناس سے پوچھا کہ کیون اے
ستارہ شناس یہ کیا معرکہ ہوا کہ شعلۂ جوالہ پلٹ کر نہین آئی نجم اختر شناس نے
دوازدہ بروج کو طرح دیکر ہفت کواکب پر نگاہ کی زانو پر ہاتھ مار کے کہا کہ اے
شہریار غضب ہوا شعلۂ جوالہ گرفتار ہوگئی سکندر ثانی نے کہا کہ کیون شہریار
مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ بغیر میرے جائے مطلب نہ نکلے گا مگر شعلۂ جوالہ نے نہ مانا

گئین آخر گرفتار ہوئین اب غلام جاتا ہی یہ کہکر سکندر ثانی اُٹھے ہر چند نور الدہر نے روکا مگر سکندر ثانی نے عرض کی کہ اب غلام نہ رُکیگا یہ کہکر سکندر ثانی نے ایک دستک دی عقاب زرین بال آکر پہونچا اُسپر سوار ہوکر چلے سکندر نے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ ایک طرف سے آواز گانے کی آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

آدمیت ہو تو کیا زلف سیہ فام سے کام
اُسکے رُخ کو جو نہین زلف سیہ فام سے کام

دیکھ لے جانورون کو ہی دلا دام سے کام
اپنے بھی روز جدائی کو نہین شام سے کام

ہجر مین ایک سی ہی حالت بیداری و خواب
سانس کیطرح نہین جان کو آرام سے کام

قاصدا کیا کہون جو حال ہی میرے دل کا
خط سے آنکھونکو غرض کانونکو پیغام سے کام

مجکو سودائی بنایا ہی دکھا کر آنکھین
تم دھتورے کا لیا کرتے ہو بادام سے کام

عہد پیری مین نہین داغ محبت درکار
ہی دلا کیا مجھے خورشید لب بام سے کام

چشم ساقی سے نہ کیون عشق ہو میرے دل کو
کون شیشہ ہی بھلا جسکو نہین جام سے کام

باتین کانونسے سُنین آنکھونسے صورت دیکھی
اب نہ خط سے مجھے مطلب ہی نہ پیغام سے کام

سکندر ثانی نے جھک کر دیکھا کہ ایک زن حسین و مہ جبین لالہ رخسار و کبک رفتار صحرا مین دوڑتی پھرتی ہی اور اشعار مذکور گا رہی ہی سکندر ثانی بلندی سے اُتر آئے زمین پر آکر کہا کہ ای مہ جبین تجھے کسکا فراق ہی اور کس شخص کا اشتیاق ہی مین تو تیرے لب و گفتار کا مائل ہوا وہ نازنین دور سے کلام کرتی ہی سکندر ثانی کے قریب نہین آتی سکندر ثانی نے بڑھکر دامن پکڑا کہا کہ ای نازنین مجکو جہانی چاہو لے چلو مین تمھارے ساتھ ہون اُس نازنین نے کہا وہ دیکھیے سامنے میرا باغ ہی وہان چلکر بیٹھیے تو مین آپکو گانا سناؤن ای بادشاہ جاہ تمھارے اشتیاق مین اور تمھارے فراق مین گھر سے نکل آئی یہ رسائی تقدیر تھی کہ آپ ہمکو مل گئے جو آپ میرے مشتاق ہین تو تشریف لے چلیے سکندر ثانی ساتھ ہوے وہ عورت لگا کرلے چلی تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ سامنے باغ دکھائی دیا دیکھا کہ دروازے پر چند کنیزین کھڑی ہین اُنھون نے دیکھا کہ سکندر

بھی ساتھ آتے ہین ہنستی ہوئین اندر باغ کے گھس گئین سکندر ثانی نے پوچھا کہ اے نازنین یہ کون ہین اُس نازنین نے پلٹ کر کہا کہ یہ میری کنیزین ہین میرے ہی اشتیاق مین کھڑی تھین اب فرش وغیرہ کا سامان کر رہی ہونگی اُنھون نے جو دیکھا کہ تاجدار کو ساتھ لیے ہوے آتی ہین پلٹ گئی ہین سامان عیش و نشاط کرتی ہونگی آپ تشریف لے چلیے سکندر ثانی سمجھ تو گئے ہین جواب دیا کہ ہم تمھارے ساتھ ہین جہان چاہو لے چلو اُس باغ مین ایک بارہ دری ہی کہ وہ نازنین سکندر ثانی کو باغ مین لیکر داخل ہوئی طائر سکندر ثانی کو دیکھ کر زمزمہ سرائی کرنے لگے درخت جھومے پھول کھلنے لگے مگر غنچے دہن نہین کھولتے سکندر ثانی اپنا سحر کرتے ہوے آتے ہین وہ نازنین سکندر کو اپنے ساتھ لیے ہوے وسط باغ مین آئی کنیزون نے فرش بچھایا تھا اُسپر مسند بچھی تھی سکندر کو لاکر بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا شراب و کباب لاؤ کنیزون نے لاکر گلابیان رکھین انتظام کر رہی ہین وہ نازنین دمبدم سکندر کے پہلو مین آکے بیٹھتی ہی ناز و کرشمہ کرتی ہی سکندر ثانی نے کہا کہ ای نازنین ذرا قریب آکر بیٹھو ہمکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ ہم تمھارے مہمان ہین وہ نازنین خوش ہو کر پہلو مین آبیٹھی باتین کر رہی ہی کہ آسمان پر ایک ابر آتش فشان آیا کچھ قطرات آب برسے اور اُس ابر مین سے آواز آئی کہ ای حسین جادو کیون پریشان ہونے کو ہی اس شخص کو نہین پہچانتی کہ یہ کون ہی یہ بادشاہ سابق یعنی سکندر ثانی ہی بقراط ثانی نے اسکو قید کیا تھا یہ برا ے رہائی طاؤس جاتا ہی تیرے روکے سے نہ رُکیگا یہ سُن کر اُس نازنین نے چاہا کہ پہلو سے اُٹھون سکندر ثانی نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ کہان جاتی ہو دم بھر اور بیٹھو یہ کہ کے ہاتھ ہلا دیا کہ وہ ابر رُکا اور پکار کر آواز دی کہ او مکار و حیلہ ساز چاہتا ہی کہ یہ نکلجائے اب بھلا مین اسے جانے دونگا یہ کہکر چاہا کہ جھولی پر ہاتھ ڈالون کہ وہ ابر تڑپنے لگا اور آواز آئی کہ ای حسین جادو بھاگ دیکھ سکندر اپنے ہوش مین ہی سحر کیا چاہتا ہی ہرچند کہ اُس نازنین نے چاہا کہ نکل جاؤن مگر سکندر ثانی نے ہاتھ نہ چھوڑا لاکھ ناز و کرشمہ کرتی ہی سکندر مخاطب بھی نہ ہوے کہا کہ او مکارہ اب مین تجکو

کب جانے دونگا یہ کہکر ایک تمانچہ مارا کہ وہ نازنین تھرا کر گری بیہوش ہو گئی سکندر نے اشارہ کیا کہ وہ ابر پھٹا ایک ساحر سرخ رو زرد مو ابر سے پیدا ہوا للکارتا ہوا کہ ای سکندر تم نے غضب کیا کہ حسین جادو کو بیہوش کر دیا مین اسکو لیجاؤن گا سکندر ثانی نے کہا کہ کیا مجال اب تم خود جا نہین سکتے اور نہ یہ ابر ہٹ سکتا ہی یہ کہکر ایک دوہتھڑ زمین پر مارا اور وہ عورت بیہوش پڑی ہی کہ وہ ساحر زمین پر آیا جیسے ہی سامنے آیا سکندر ثانی اُٹھے اُس ساحر نے بہت سحر کیے مگر سکندر ثانی نے اُن سحرون کو اشارون مین دفع کر دیا سکندر جھپٹ کر قریب پہونچے اور ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ سر اُس خود سر ساحر کا اُڑ گیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہوا سارا باغ جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من باران قطرہ زن بود وہ نازنین گویا قطرۂ آب تھی اُس ساحر کے ساتھ پانی ہو کر بہ گئی یہان تو یہ ساحر قتل ہوا اور وہان طاؤس تاجدار دیکھتا تھا کہ سردی ہمپر بڑھتی جاتی ہی سب اہل لشکر بیتاب ہین طاؤس نے میدان مین دیکھا کہ وہی حصار برف گر دہی بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا تاج اُتار کر زمین پر رکھا پکار اُٹھا کہ ای بخشندہ تخت و تاج و ای دستگیر محتاج یہ لشکر میرا ہلاک ہو جائیگا غلام امان نہ پائے گا جلد اپنا فضل و کرم شریک کر نظم

کُنی اگر تو شرافت چو بندگان شریف
شوی تو لایق تحسین و لایق تعریف

میان خلق کن ای دوست زندگانی طی
بخلق احسن و طبع خوش و مزاج لطیف

ز زیر باری دنیاے دون سُبک باشی
کُنی اگر تو بہر یک تعلقش تخفیف

خدا بباغ جہان تازہ رنگ بنماید
بہر بہار و خزان و بہر ربیع و خریف

ببلاغ صورت بلبل کسے نمی بیند
چو گُل ز مسند عز و شرف برو تشریف

چرا خورد غم دنیا مدام دنیا دار
چرا بود بتاسف ہمیشہ مرد اسیف

بلک بلک کر دعائین کر رہا تھا کہ دیوارین برف کی تھرائین اور کان مین یکایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من باران قطرہ زن بود دیوارین برف کی گرنے لگین

تھوڑے عرصے مین سب دیوارین گر کر غائب ہوئین دیکھا وہی صحراے ویران اور
کفِ دست میدان ہی یہان سکندر ثانی اُس ساحر کو مار کر تلاش مین اپنے فرزند
کی نکلے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین شعلہ جوالہ بیہوش پڑی ہی سکندر نے آکے
ہوشیار کیا زبان سے سوزن نکالی کہا کہ ای شعلۂ جوالہ چلو اگر مناسب ہو تو تم بھی
ہمارے ساتھ چلو طاؤس کو روانہ کر آئین یہان طاؤس تاجدار نے کوچ کیا
شام کو دوسری منزل پر آکر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی افسران فوج آتے جاتے تھے
کہ خبر پہونچی آپ کے والد تشریف لاتے ہین طاؤس یہ سُن کر باہر نکل آیا باپ کو
سلام کیا شعلۂ جوالہ سے صاحب سلامت کی سکندر ثانی نے سب حال بیان کیا
کہ ہمکو خبر ملی اُسی وقت شعلۂ جوالہ کو روانہ کیا مگر اُسنے شعلۂ جوالہ کو روک لیا تھا
آخر مین خود آیا میرے لیے بھی دام مکر پھیلایا تھا مگر مین نے اُسکو عاجز کر کے مارا
اب مین جاؤن یا تمھارے ساتھ تا بہ طاؤسیہ چلون طاؤس تاجدار نے عرض کی
ظاہرا تو کوئی ضرورت نہین باطن کا حال مجکو نہین معلوم کہ کوئی فتور برپا ہو اور
رسائی وہان تک غیر ممکن ہو طاؤس نے اپنے والد یعنے سکندر ثانی کو بمنت
رخصت کیا سکندر ثانی اور شعلۂ جوالہ جاتے ہین مگر طاؤس تاجدار ایک
صحرا مین پہونچا شام ہو چکی ہی کہ ہواے سرد چلنے لگی اسقدر سردی بڑھی کہ سب
لشکر والے کانپنے لگے دوڑے ہوے طاؤس کے پاس بصد ہراس آئے کہا کہ ای شہریار
فصل گرمی مین کبھی ایسی ہواے سرد نہ چلی ہوگی کہ ہاتھ پاؤن سرد ہین دل مین درد
ہی اور رنگت سب کی مثل آفتاب زرد ہی اب ہم لوگون نے لباس سردی کا نکال کر
پہنا ہی مگر اُسپر بھی آرام نہین ملتا سردی بڑھتی جاتی ہی طاؤس نے نکلکر آسمان
کی طرف دیکھا اور پکار کر آواز دی کہ یہ کس مکار کا مکر ہی اگر دعوی مقابلہ ہی تو
سامنے آئے کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا وہ لشکر پر آکے گرا دو چار کو چیر پھاڑ کر
پھینک دیا طاؤس تاجدار تیغہ پکڑ کے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا شیر نے مُنھ کھول دیا
تلوار پڑی دہن کٹا شیر چیخ مار کے بھاگا جا کر درۂ کوہ مین مخفی ہوا طاؤس تاجدار

پلٹ آیا مگر اہل فوج کی سردی کم نہ ہوئی پھر طاؤس نے آواز دی کہ ارے مکار مکر سے ہاتھ نہین اُٹھاتا سامنے برائے مقابلہ نہین آتا دیکھا اُسی درۂ کوہ سے ایک طاؤس فراٹا مارتا ہوا آیا جھپٹ جھپٹ کر چاہتا ہو کہ طاؤس تاجدار پر حملہ کرے طاؤس تاجدار نے گولہ مارا کہ سر طاؤس کا اُڑ گیا لڑکھڑا کر گرا پھر درۂ کوہ کیطرف بھاگا طاؤس تاجدار نے بھاگتے وقت ایک گولہ اور مارا پشت پر اُس طاؤس کی پڑا جل کر خاک سیاہ ہوا جب وہ طاؤس جلا تب سردی موقوف ہوئی اور آواز بھی آئی کہ کشتی مرا نام من سرمائے فصلی بود مگر مرتے ہی اس جادوگر کے ہوائے سرد چلنا موقوف ہوئی لوگون کو تسکین حاصل ہوئی طاؤس تاجدار نے کہا کہ بھائیو خوش ہو دشمن مارا گیا اب مہلت ہوئی یہ کہکر بارگاہ مین آیا دیر تک بیٹھا رہا اس انتظار مین کہ شاید کوئی اور ساحر سحر کرے اُسکی خبر لے اور ہمکو فکر کرنا پڑے جب دو پہر شب سے زیادہ گذر چکی طاؤس نے جاکر آرام کیا صبح کو جو سوکر اُٹھے دیکھا کہ لشکر والے اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے سب کے پاؤن مین درد ہو اُٹھنے سے ناچار ہین طاؤس گھوڑے پر سوار ہوکر آگے بڑھا تمام صحرا مین ڈھونڈھا کوئی ساحر نہ ملا مگر یہ دیکھا کہ گرد لشکر چار پہاڑ ہین راستہ بند ہو اور لشکر والے سب کراہ رہے ہین طاؤس کو معلوم ہوا کہ لشکر کے چلنے کا راستہ نہین لشکر والے مجبور ناچار ہو رہے ہین طاؤس ہرچند کوشش کرتا ہو مگر کوئی ساحر معلوم نہین ہوتا اور یہ تو ظاہر ہو کہ کوہ کلان گرد لشکر حائل ہین اب طاؤس تاجدار پریشان ہوا جی مین کہتا ہو کہ کون ایسا ساحر زبردست ہو کہ جسنے لشکر کو گھیر لیا اب لشکر کا چلنا دشوار ہو اس پریشانی مین پلٹ کر بارگاہ مین آیا آخر ناچار ہوکر پھر اسنے عرضی لکھی کہ ای قبلہ و کعبہ آپ کے جانے کے بعد یہ سانحہ گذرا اور طائر بناکر بھیجا مگر طائر جو اُڑکر آیا جب قریب کوہ آیا ٹکر لگی طائر کا سر پھٹ گیا نامہ جل گیا طاؤس کو خبر پہونچی کہ طائر آپکا ہلاک ہوا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر تخت پر سوار پشت پر سات ہزار ساحران غدار بجرنگ بجرنگ کرتے ہوئے مقابلۂ طاؤس مین وہ ساحر اُترا طاؤس تاجدار سے

کہلا بھیجا کہ ای طاؤس تاجدار آپ بادشاہ سابق کے بیٹے ہین ان جھگڑون مین
نہ پڑیے پلٹ جائیے طلسم کشا کے ساتھ رہیے مین آپ کو جانے نہ دونگا مین نے آپ کو
روکا ہی ورنہ مقابلہ کیجیے طاؤس تاجدار نے بھی جواب جنگ دیا اُسنے طبل رزمی
بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین صبح کو جو ملازم اُٹھے طاؤس کو
بستر خواب پر نہ پایا گھبرا رہے تھے کہ اب کیا کرین اور وہ ساحر جو آیا ہی اُس کا نام
سرخاب فراق افگن ہی جب یہ لشکر لیکر میدان مین آیا کسی کو نہ پایا بہت دیر
تک پکارا کیا تب گینڈے کو بڑھا کر ایک گولہ مارا کہ لشکر کے گرد آگ چھاگئی سب کو
آتش مین مبتلا کر کے پلٹ گیا چند کس جو بیرون لشکر تھے اُنھون نے دور سے جو یہ
معرکہ دیکھا روتے ہوے پلٹے لشکر نور الدہر مین آئے سکندر ثانی سے سب حال
بیان کیا سکندر ثانی نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ مین نے کہا تھا کہ ای فرزند مین
تمھارے ساتھ تا بہ طاؤس یہ چلون آخر پھر قید ہو گئے نور الدہر نے کہا کہ مین خود
چلتا ہون ہرچند سکندر ثانی نے منع کیا مگر نور الدہر نے نہ مانا لشکر تیار ہوا
سکندر تخت پر سوار ہوے نور الدہر سلاح طلسمی لگا کر پشت مرکب طلسمی پر چڑھے
لشکر بے پایان تیار ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی اکوان فیل دندان ساٹھ ہزار فوج
سے آکر پہونچا تعداد لشکر نور الدہر دیکھ کر گھبرا گیا جی مین کہتا ہی ڈیڑھ سی دو سی
سردار ساتھ ہین تخت پر سکندر ثانی ہین کس کس سے مقابلہ کرونگا مگر اُتر پڑا اس کو
دیکھ کر نور الدہر نے بھی لشکر کو اُتارا دونون لشکر مقابلے مین اُترے ہوے ہین
کہ دوسری گرد صحرا سے اُڑی سرخاب فراق افگن طاؤس تاجدار کو اراکے
پر سوار کیے ہوے جاتا تھا کہ اکوان نے جا کر ملاقات کی کہا کہ ای سرخاب تم بھی
ہمارے ساتھ اُترو شبخون مار کر ان کو مار لینگے دو شبخونون مین یہ میلہ کم ہو جائے گا
لشکر طلسم کشا کے ساتھ بہت ہی سرخاب بھی آکر اُترا نور الدہر کو بھی ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ جسنے طاؤس تاجدار کو قید کیا ہی وہ بھی آکر اُترا ہی نور الدہر
اُسی وقت سوار ہوے لشکر سرخاب کی طرف چلے سرخاب و اکوان فیل دندان

ایک بارگاہ مین اُترے بیٹھے ہین طاؤس تاجدار کو بلوایا ہی بہ عتاب خطاب کر رہے ہین
مگر طاؤس ثابت قدم جواب سخت دیتا ہی اور خدا سے دعا مانگ رہا ہی کہ ای بے نیاز
وای کارساز مجھے اس کشاکش سے نجات دے نظم

کی شود بے وصل دل ز مجبس ہجران خلاص
کی رہا زین کش مکش گردد اسیر دام غم
چون برآید بندۂ پابند زین بند بلا
چون کشد بیرون ز زنجیر تعلق پاے خویش
کی بجوید عاشق از دام محبت مخلصی

کی بجز جانان ز درد ہجر یابد جان خلاص
کی شود از بند حیرانی دل حیران خلاص
چون شود این مبتلاے آفت از زندان خلاص
چون شود از قید دنیا حضرت انسان خلاص
کی کند زین بند خود را بندۂ جانان خلاص

کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا ہرکارون نے سرخاب کو خبر دی کہ طلسم کشا دربارگاہ پر خود
آپہونچے سرخاب گھبرا گیا طاؤس نے کہا کہ ای سرخاب اب بل کی لو آفاے نامدار
آپہونچے سرخاب خاموش ہو رہا کہ نورالدہر دربارگاہ پر پہونچے قصد کیا کہ اندر
بارگاہ کے جاؤن درگہ سالار نے روکا نورالدہر نے ہاتھ تلوار کا مارا درگہ سالار
کے دو ٹکڑے ہوے قرق زنجیر کو کاٹا پردۂ زنبوری کو توڑ ڈالا بارگاہ کے اندر آئے
دیکھا کہ طاؤس تاجدار مقید بیٹھا ہی اور دونون جوان آپسمین باتین کر رہے ہین
نورالدہر نے نعرہ کیا اور فرمایا کہ ہم سے کون مقابلہ کرتا ہی کسی نے جواب نہ دیا
نورالدہر نے طاؤس تاجدار کو قید سے رہا کیا اور ہاتھ تھام لیا ہمراہ لیکر چلے
سرخاب نے کہا کہ ای طلسم کشا ہمکو یہ پاس ہی کہ تم ہماری بارگاہ مین آئے ہو اگر ہم
اس امر مین دخل دین گے تو جرأت کے خلاف ہوگا لہذا آپ طاؤس کو لے جائیے
مگر آمادۂ حرب وپیکار رہیے اب ہم طبل جنگی بجوائین گے نورالدہر نے کہا کہ مین
اسی کا مشتاق ہون نورالدہر باین زور وشور طاؤس کو لے آئے کسی نے کچھ
تعرض نہ کیا سب پہلوان اپنے اپنے مقام سے دیکھا کیے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ
نورالدہر کو روکتا بارگاہ مین طاؤس کو لے کر آئے سکندر ثانی سے ملایا
سکندر ثانی بہت خوش ہوے عرض کی کہ امیدوار ہون جب تک اس مکار سے

فراغت نہ حاصل ہو تب تک غلام زادہ بھی خدمت مین رہے نور الدہر خاموش ہو رہے
مگر بعد جانے نور الدہر کے سرخاب واکوان نے آپس مین صلاح کی سرخاب نے
کہا کہ مین سحر کرونگا اکوان نے کہا کہ مین زور مین کسی طرح کم نہین ہون رات بھر اسی
تیاری مین گذرا اب وہ وقت آیا کہ نظم

رُخِ شمع مائل بہ زردی ہوا + لباسِ فلک لاجوردی ہوا +
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند + ہوئی بانگ الله اکبر بلند +
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان + اُٹھے لوگ لے کے انگڑائیان

دیگر

صبح چو شد النوری بستہ بزینت گری + تابہ دم خاوری منقبت بوالحسن
شاہ ولایت پناہ میر ثوابت سپاہ + نصرت دین الہ شاہ زمین وزمن

دیگر

مہر چون بر فلک ہویدا شد + قطرہ ہا ریختہ سوید اشد +

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے نور الدہر بھی سوار ہو کر میدان مین اُسوقت
آئے کہ صفین جم رہی ہین نقیب نقابت کر رہے ہین پکار رہے ہین کہ ای جوانان شیردل
وای تہمتنان فیل گسل آگاہ ہو کہ یہ میدان کارزار ہی زندگی دو روزہ کا کیا اعتبار
ہی دیکھو ضحاک ماران نے جمشید جم کو مار اگر ہاتھ سے فریدون فرخ کے مارا گیا فریدون
ایسا بادشاہ کہ جسنے بعدالت سلطنت کی ہر خُرد و کلان کو راضی رکھا آخر اُس نے بھی
بحسرت دنیا کو چھوڑا اسکندر عالیجاہ کہ جسکا عدل و انصاف آئینہ ہی کس لطف سے
سلطنت کی مگر آخر انجام یہ ہوا کہ جسکو شاعر کہتا ہی مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہلِ نظر + ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر + یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زادرہ ہیچ نداریم چہ تہ بیر کنیم +
سفر دور و دراز ست و ما بے خبریم

مگر مقام افسوس ہی کہ آپ لوگ اپنے انجام سے بے خبر ہین شمشیر زنی کیجیے آپ کے بزرگو نکا
نام روشن ہو شمع حیات دشمن کو بجھائیے سُرخ رو ہو کر میدان سے جائیے نقیبون نے جو یہ

اشعار پڑھے اور یہ فقرے کہے اکوان بلبلا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای
فرقۂ خدا پرستان تم مین سے جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مجھسے آکر مقابلہ کرے نورالدہر
نے گھوڑا بڑھایا سامنے اکوان کے آئے اکوان نے جو جمال جہان آرا کو دیکھا
دیکھ کر دنگ ہو گیا حیران تھا کہ یہ آفتاب عالمتاب ہی یا شیر بیشۂ جرأت و یکۂ تاز
میدان ہمت و سخاوت ہی مرکب تین ٹھیکے بھر کر میدان مین آیا اسنے کہا آپ ہی نے
طلسم کشائی کا ارادہ کیا ہی نورالدہر نے کہا کہ مدد پروردگار پر سب کچھ موقوف
ہی کئی سال سے مین اس طلسم مین ہون اب یہان تک پہونچا لوح کی تلاش مین ہون
انشاء اللہ تعالے جس دن لوح ملی اُس دن بقراط کو مہلت نہ ملیگی یہ سُنکر اکوان
نے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ بازی
ہونے لگی دو گھڑی برابر نیزہ چلا نورالدہر نے ایک مقام پر نیزۂ اکوان کا ٹھکر
تھپیڑہ مارا کہ نیزہ اکوان کے ہاتھ سے نکل گیا اکوان نے جھلا کر قبضۂ شمشیر پر اپنا
ہاتھ ڈالکر ہاتھ تلوار کا مارا مگر سرخاب کی طرف دیکھتا جاتا ہی مراد یہ ہی کہ سحر کیون
نہین کرتے سرخاب جواب دیتا ہی کہ مین برابر سحر کر رہا ہون مگر سحر طلسم کشا کے قریب
نہین جاتا کیا کرون مین بہت کوشش کر رہا ہون سب سے زیادہ سکندر ثانی
بیقرار ہی کہ کیا افسوس کی بات ہی کہ دشمن آقا پر سحر کر رہا ہی اور ہم جواب نہین دیسکتے
اگر ذرا اشارہ کر دین تو ابھی مثل چراغ جلنے لگے مگر آقاے نامدار کو بڑا پاس جرأت
ہی شبرنگ نے عین گرمی جنگ مین شاہزادے سے اطلاع کی کہ ملازمان حضور
کہتے ہین کہ سرخاب سحر کر رہا ہی ہر چند کہ آپ پر سحر تاثیر نہین کرتا مگر ہم لوگ بھی
سحر کرین اگر ارشاد ہو تو اسکو جلا دین نورالدہر نے کہا کہ مین یہ نہین چاہتا ہون
اگر تاجرزادہ سُنے گا تو طعن و تشنیع کریگا بارگاہ مین بیٹھنا مشکل پڑ جائیگا آخر اکوان
نے ایک ہاتھ مارا کہ جس چوٹ پر اسکو ناز تھا کہ یہ چوٹ خالی نہین جاتی نورالدہر نے
اُسکو تیغۂ طلسمی پر گانٹھا گانٹھ کر اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا
کہ اکوان کے دو ٹکڑے ہوے اکوان کا بھائی مرجان مقابلۂ نورالدہر مین آیا

بڑے زور و شور سے لاف زنی کی مگر یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی کئی وار
اسکے بھی روکے چوتھی ضرب روک کر ہاتھ مارا کہ مرجان کے بھی دو ٹکڑے ہوے
اُس وقت سرخاب نے بڑھ کر عرض کی کہ ای طلسم کشا حقیقت مین آپ کا اقبال بہت
بڑا زبردست ہی آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہی اب غلام سے اور آپ سے مقابلہ ہی
آج تو پلٹ جائیے کل میدان مین مقابلہ ہوگا مین یہ نہین چاہتا کہ مکر کرون جو کچھ گذرا
وہ گذرا اخیر آپ پر حال میرا کھل جائیگا کہ مین جس امید پر آیا ہون وہ آپ پر کل کے
روز ظاہر ہو جائیگا اگر مین غالب آیا تو آپ کو گرفتار کر کے بقراط ثانی کے پاس
لیجاؤنگا اور اگر آپ مجھپر غالب ہوے تو جس طرح اور سب خدمت مین ہین مین بھی
اُسی طرح مصروف خدمتگزاری رہونگا نورالدہر نے حکم دیا کہ ہم قبول کرتے ہین
مگر کل تو کوئی عذر نہ ہوگا سرخاب نے کہا کہ کل کوئی عذر نہ ہوگا نورالدہر پلٹے اُدھر
سرخاب پلٹ گیا جب سرخاب پلٹ گیا نورالدہر بھی پلٹ کر بارگاہ مین آئے
سکندر ثانی نے عرض کی کہ ای شہریار حضور نے اسکو کیون پناہ دی یقین ہی یہ کچھ نہ
کچھ مکر کریگا نورالدہر نے کہا کہ اگر مکر کریگا تو ویسی سزا پائیگا سکندر ثانی نے کہا
کہ آج کون طلایہ دیگا ہر سردار عرض کرتا تھا کہ آج مین حفاظت کرونگا آخر کو
نورالدہر نے ارسطوے ثانی کو حکم دیا کہ آج تم طلایہ دو ارسطوے ثانی خوشی
خوشی اُٹھے آکر انتظام طلایہ کیا سامنے لشکر سرخاب کے آکر بیٹھے مگر سرخاب جو اپنے
لشکر مین آیا تو حیران تھا کہ کیا کرون کل کیا جواب دونگا یہ سوچ کر اُٹھا کہ جا کر طلسم کشا
کو گرفتار کر لاؤن شب کا وقت ہی کون دیکھے گا یہ سوچکر اپنی بارگاہ سے نکلا لشکر
سے نکل کر سامنے لشکر نورالدہر کے آیا درختون کی آڑ پکڑتا ہوا آیا منظور یہی کہ قریب
بارگاہ نورالدہر پہونچون کہ ارسطوے ثانی نے دیکھا ایک سیہ پوش درختونکی
آڑ مین چھپتا ہوا آتا ہی ارسطوے ثانی نے للکار کر آواز دی کہ کون آتا ہی سرخاب نے
پہچانا کہ ارسطوے ثانی طلایہ پر ہی مگر ارسطوے ثانی حیران ہوا کہ اب کیا کرون
آخر ٹہلتے ہوے آگے بڑھے سرخاب نے اپنے کو ایک نخل کے پیچھے چھپایا ارسطو نے

دیکھا کہ وہ شخص غائب ہوگیا ارسطوے ثانی جب اُس نخل کے قریب آئے سرخاب
نے زمین پر ایک دوہتھڑ مارا کہ زمین تھرائی ارسطوے ثانی کو معلوم ہوا کہ زمین
کانپ رہی ہی سرخاب نے پھر دوسرا دوہتھڑ مارا ارسطوے ثانی تھرّا کر گرے
اور گر کر بیہوش ہو گئے سرخاب نے آکے ارسطوے ثانی کو گرفتار کیا اور
سحر کرکے آپ بشکل ارسطوے ثانی تیار ہوا اور ارسطوے ثانی کو درختون مین
چھپا دیا آپ بشکل ارسطو چلا لشکر نور الدہر مین آیا ملازمون نے پوچھا کہ ای
آقاے نامدار آپ کہان گئے تھے کہا کہ لشکر کفار دیکھنے گیا تھا خیال آیا کہ اب
ذرا جاکر آقاے نامدار کو دیکھ آؤن نگہبانون کو دروازے پر سے ٹالا آپ اندر
بارگاہ کے آیا چاہا کہ نور الدہر کو گرفتار کرون دیکھا کہ پلنگ پر پڑے سو رہے ہین
جھپٹ کر سرخاب قریب آیا لوح محفوظ کا جو عکس پڑا سحر اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گیا
سرخاب کو تو خبر نہین مگر پانُون کی آہٹ جو ہوئی نور الدہر کی آنکھ کھلگئی دیکھا
کہ ایک شخص سیہ پوش ہاتھ بڑھا کر چاہتا ہی کہ گرفتار کرے نوّر الدہر نے
کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک جھٹکا مارا کہ سرخاب مُنھ کے بھل زمین پر گرا اور پکار کر
آواز دی کہ ارے تو کون ہی سرخاب گھبرا گیا بول اُٹھا کہ مین ہون سرخاب جادو
معاف فرمایئے گا نور الدہر نے کہا کہ او بے حیا تو کیون آیا تھا اسنے گھبرا کر کہا کہ
مجکو ہوس تھی جمال جہان آرا دیکھون مین چلا آیا خادمون نے جو یہ آواز سُنی نجم
کو خبر کی نجم اختر شناس آکر پہونچا دیکھا کہ نور الدہر سرخاب کا ہاتھ پکڑے ہین
اور سرخاب جادو خاموش کھڑا ہی اور عذر کر رہا ہی نجم اختر شناس نے آکے
پکڑا اور کشان کشان باہر لیچلا سرخاب کہتا ہی کہ ای نجم اختر شناس مین
اتفاق سے چلا آیا مگر نجم کب مانتا ہی آخر نجم اختر شناس نے ایک ساتھ والے کو اشارہ کیا
اُسنے بڑھ کر سرخاب کا سر کاٹ لیا ادھر یہ مارا گیا وہان ارسطوے ثانی کو
ہوش آیا کہ اسی کے سحر مین مبتلا تھے جب ہوش آیا تو حیران ہوے کہ ای ارسطو
یہ کیا ہوا مین یہان کیونکر آکر پھنسا آخر اپنے مقام سے اُٹھے لشکر مین آکر دیکھا

ہنگامہ سُنا کہ سرخاب برائے گرفتاری نورالدہر آیا تھا مگر وہ اصل جہنم ہوا ارسطو
نے نجم اختر شناس سے بیان کیا کہ اسنے مجکو گرفتار کرکے صحرا مین ڈال دیا تھا اور
میری شکل بنکر یہان آیا مگر شکر ہی کہ مارا گیا تب مین نے رہائی پائی نجم اختر شناس
نے آکر سب حال نورالدہر سے بیان کیا نورالدہر نے کہا کہ آخر تمنے دیکھا کہ مکر
کا انجام کیا ہوا وہ ملعون مارا گیا سکندر ثانی نے آکر یہ حال دیکھا خاموش ہو رہا
مگر عرض کی کہ حضور کو خیال ہوگا کہ مین نے عرض کیا تھا کہ اسکو مہلت نہ دیجیے یہ
سنکر نورالدہر نے کہا کہ اُس مکر کا تو اُسنے انجام پایا کہ کس ذلت سے مارا گیا ای
سکندر ثانی ہم اہل اسلام ہمیشہ مکر کو معیوب جانتے ہین یہ خبر سرخاب کی فوج کو
بھی پہونچی کہ سرخاب مارا گیا اس عرصے مین شہنشاہ زرین بال آفتاب کا شانہ
مشرق سے سر بدر کرچکا ہی کہ ہرکارون نے یہ خبر افسران فوج کو پہونچائی کہ سرخاب
جو برائے گرفتاری نورالدہر گیا تھا گرفتار ہوکر مارا گیا یہ سنکر سب پریشان ہوے
کہ اب کیا کرین چلے جائین ہمارے سر پر اب کون سرپرست ہی افسر کہ رہے ہین
کہ ہم تو منع کرتے تھے کہ برائے گرفتاری طلسم کشانہ جائیے مگر اُنھون نے ہمارا کہنا
نہ مانا اُس شیر بیشۂ جرأت و یکہ تازہ میدان جلالت پر سحر تاثیر نہین کرتا سب افسرونکا
یہی ارادہ ہی کہ اب چلے جائین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہور گردن سوا
تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا گینڈے سے اُترا بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اُتر پڑا
مگر شاہور نہایت عیش پسند ہی آتے ہی بارگاہ مین ارباب عیش و نشاط کو حکم دیا
کہ حاضر ہون اُسی وقت نازنینان مہ جبین آکر حاضر ہوئین اور سامنے بیٹھ کے یہ
اشعار عاشقانہ بتابتا کر گانے لگین نظم

مسکن شاہد شرابی ہی		کعبۂ دل کی اب خرابی ہی
رشک سے تا نہ آفتاب جلے		اسلیے حائل آفتابی ہی
آب و آتش بہم ہین دیکھ طلسم		آتشی خود لباس آبی ہی
او فلاطون خم شراب کو دیکھ		آتشی برج ہی کہ آبی ہی

چاند کو تیرے مُنھ سے کیا نسبت
کیا نظر مین سما گیا وہ گُل ؛.
جام مے کیون برنگِ گُل نہ ہنسے
کہے بے علم کون ناسخ کو ؛.

چاندی کی چھوٹی اک رکابی ہی
پردۂ چشم بھی گلابی ہی ؛.
دستِ ساقی مین اب گلابی ہی
یا دوہ چہرۂ کتابی ہی ؛.

اسکی بارگاہ مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی سب افسران فوج اسکے گرد بیٹھے ہین اور شاہور بیٹھا ہوا کہ رہا ہی کہ کل طلسم کشا کو بتائید قدرت سر میدان زیر کرونگا اُسکو اپنی جراُت پر بڑا ناز ہی اور قدرت نے مجکو نامہ لکھا ہی کہ طلسم کشا کی مشکین باندھ کر بہت جلد ہمارے پاس روانہ کرو دن بھر تو یہ باتین رہین اور شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسیوقت طبل جنگی بجا ہرکارون نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا اور تیاریان ہونے لگین مگر شاہور نے بعد بجوانے طبل جنگی کے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ اکوان فیل دندان ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اور اُسکا بھائی مرجان وغیرہ بھی نورالدہر کے ہاتھ سے مارے گئے سرخاب بہ ارادۂ عیاری گیا ارسطوے ثانی کو گرفتار کر لیا اُسکی شکل بنکر پہونچا وہ بھی جاکر گرفتار ہوا اُسکو نجم اختر شناس نے قتل کیا یہ خبر بن سن کر کانپ گیا حیران تھا کہ مین تو اکوان سے زیادہ نہین ہون دیکھیے اب کیا ہوتا ہی قدرت نے بیکار مجکو تقدیر کرکے روانہ کیا اس سوچ مین بیٹھا تھا جان کا خوف ہی نام طلسم کشا سے کانپ رہا ہی یہ خبر بھی سُن چکا کہ اکوان ایسا پہلوان مارا گیا اور کچھ زور نہ چلا کہ عیار اسکا آیا ماہور شبگرد اسکا نام ہی سامنے آکر سلام کیا پوچھا کہ حضور کیون متردد ہین اور کیون خاموش بیٹھے ہین شاہور نے کہا کہ اے ماہور کیا پوچھتا ہی مین نے خبر سُنی کہ اکوان و مرجان دونون ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے مین اکوان سے زیادہ نہین ہون اکثر میرے اُسکے امتحان ہوا انصاف تو یہ ہی کہ ہر فن مین وہ مجھپر غالب رہا ہی جب وہ مارا گیا تو مین طلسم کشا کا کیا کرونگا ماہور نے کہا کہ اگر حکم دیجیے تو گرفتار کر لاؤن شاہور نے کہا کہ مین نے

اس خیال سے تجھسے نہین کہا تھا کہ شاید عیار طلسم کشا کا تجکو خوف ہو ماہرو نے کہا عیار طلسم کشا کی کیا حقیقت ہی میرے ایسے ایسے شاگرد ہین کہ جنکا مثل و نظیر نہین میرے سامنے تو اُسکو آنے دیجیے یہ کہکر عرض کی کہ غلام جاتا ہی اور طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاتا ہی دیکھون عیار اُنکا کیا کرتا ہی آپ کے اقبال سے بدی بدلا لاؤنگا اور اگر کہیے تو سر لاؤن کسی بات مین کمی نہ کرونگا یہ کہکر چلا لشکر سے نکلا گوشے مین بیٹھکر صورت بدلی ایک ضعیفہ کی صورت بنا ہوا لشکر نور الدہر مین آیا دیکھا کہ طلایہ پھر رہا ہی حاضر باش اور ناظر باش کی ہر طرف صدا بلند ہی بٹھیا ٹیکتا ہوا پشت بارگاہ پر پہونچا ایک مقام پر ایک مزبلہ تھا اُسکی آڑ پکڑ کے نقب دینے لگا پہر رات رہے نقب بارگاہ نور الدہر مین توڑی دیکھا کہ آخر رات ہی طلسم کشا غافل سو رہے ہین شمع ہائے موجی و کافوری روشن ہین ایک جانب عود سوز وغیرہ روشن ہین دھوان جو گھٹتا ہوا ہی تو اُس سے عجب خوشبو آتی ہی اُسی حال مین قریب چھپر کھٹ پہونچا نور الدہر کرتہ شبخوابی پہنے ہوے ہتھیار لگائے ہوے سو رہے ہین نفیر خواب بلند ہی اس نے داروے بیہوشی نکالی نفخے مین رکھکر برابر دماغ کے لگادی نور الدہر نے جو دم کھینچا بیہوشی دماغ پر چڑھ گئی چھینک مار کر بیہوش ہوے عیار نے پشتارہ باندھا اُسی نقب مین کو دکر روانہ ہوا اگر قضاے کار شبرنگ بن عمرو ایک دکان پر پڑا سو رہا تھا کہ عالم خواب مین خواجہ عمرو کو دیکھا فرماتے ہین کہ اے فرزند دلبند اپنے آقا کی خبر لو ورنہ بہت پچھتاؤ گے شبرنگ گھبرا کر اُٹھا دوڑا ہوا بارگاہ مین آیا دیکھا نگہبان بیٹھے ہین اُن سے پوچھا کہ خیر و عافیت ہی سب نے کہا کہ اس وقت تک تو خیریت ہی یہ سنکر شبرنگ اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ روشنی گل ہی چھپر کھٹ خالی پڑا ہی مہرہ نقب کا بھی پایا شبرنگ بن عمرو تو عاشق جمال شاہزادہ والا قدر ہی نقب مین جسم سے کود پڑا یہ بھی خیال نہ کیا کہ شاید اسمین دس پانچ عیار بیٹھے ہون نیچہ جمکاتا ہوا چلا نقب کو طے کر کے پشت بارگاہ پر نکلا دیکھا کہ مٹی کا تمام انبار ہی مگر اسکا تو مطلب یہ ہی کہ اُس عیار کو پاؤن نقش پا کو دیکھتا ہوا چلا ایک بلندی پر آکر دیکھا کہ ایک عیار طرار

بشتارہ بدوش جاتا ہی مگرچہ کتنا چھار طرف دیکھتا ہوا خیال یہ ہی کہ عیار طلسم کشا ضرور آئیگا شبرنگ بن عمرو نے ہر چند جستجو کی مگر قریب اُسکے نہ پہونچا اب وہ وقت آیا ہی کہ گریبان سحر چاک ہوا ہی سپاہی لشکر سے نکل رہے ہین براے رفع حاجت صحرا کی طرف جاتے ہین لوگون نے جو ماہور کو آتے ہوے دیکھا پکار کر پوچھا شاطر صاحب کہا نسے آتے ہو ماہور نے خوش ہو کے جواب دیا کہ مین نے تو آج لشکر اسلام کا خاتمہ کر دیا طلسم کشا کو لے آیا یہ کہتا ہوا چلا شاہور رات بھر جاگا ہی عیار کا بیٹھا انتظار کر رہا ہی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا ماہور شبگرد پشتارہ بدوش آتا ہی مگر گردمین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا پشتارہ سامنے لا کے ڈال دیا کہا کہ ای شہریار مین طلسم کشا کو لایا اب قتل کرنے اور بخشنے کا آپ کو اختیار ہی شاہور نے کہا کہ مین ابھی اسکو قتل کرونگا دیر نہ کرونگا جلد ہوشیار کر ماہور شبگرد نے کہا کہ پہلے اسے مسلسل و مطوق کر لیجیے تب ہوشیار کیجیے اگر یہ یون ہوشیار ہوگا تو بہت بڑی آفت برپا کریگا ای پہلوان دوران آہنگرون کو بلائیے آہنگر فوراً حاضر ہوے شبرنگ بن عمرو خدمتگار بن کر پہونچا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ شاہور دنگل پر بیٹھا ہی گرد سردار بیٹھے ہین اور بہت سے افسر خبر سُن کر آئے ہین کہ طلسم کشا گرفتار ہو کے آئے ہین اور قتل ہوتے ہین شبرنگ حیران و پریشان ہی کہ کیا تدبیر کرون آہنگرون نے نورالدہر کو مسلسل و مطوق کیا جب مسلسل و مطوق کر چکے تو ماہور نے ہوشیار کیا نورالدہر نے جو ہاتھ ہلایا خانہ زنجیر مین غل ہوا بل کرکے اُٹھے دیکھا کہ شاہور سامنے بیٹھا ہی گرد سردارون کا مجمع ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اسے جلد قتل کیجیے کوئی کلمہ خیر بولنے والا نہین ہی سب جان کے دشمن ہین مگر صبح کو سرداران نورالدہر کو معلوم ہوا کہ آقا کو ہمارے عیار شاہور گرفتار کرکے لے گیا سب سے زیادہ طہماس بیقرار ہو رہا ہی سکندر ثانی نے کہا کہ یارو کیون گھبراتے ہو مین ابھی بتاتا ہون اگر شاہزادہ دس کرور مین ہوگا تو رہا کر کے لاؤنگا یہ کہکر سکندر ثانی بلند پرواز ی کرتا ہوا چلا مربع نشین نے کہا کہ مین بھی آئی یہ کہکر مربع نشین بھی چلی

ہمارے مرصع پوش بھی روانہ ہوئی نجم اختر شناس نے کہا کہ غلام ہی نہ آئے سکندر
نے کہا تمکو اختیار ہی یہ بھی چلا ایک طرف سے ارسطوے ثانی بھی چلا شعلہ جوالہ سب کے
آگے تڑپ کر چلی یہان نور الدہر نے جو صاحب سلامت کی اور للکار کر کہا کہ او نامرد
اسی مُنھ پر دعوی پہلوانی کا کہ عیار کے بھروسے پر آیا ہی دیکھون تو کیا کرتا ہی شاہ ہوس
نے اشارہ کیا کہ ای جلاد جلد اسکا سر کاٹ لے شبرنگ بن عمرو ایک کونے مین
حیران و پریشان کھڑا ہی رو رہا ہی جیسے ہی جلاد تیغہ پکڑ کر چلا شبرنگ کو تاب نہ آئی
کلیجہ مُنھ کو آگیا قلب تھرا گیا فوراً اسنے جلاد کو پتھر مارا جلاد کا سر تو پھٹا مگر لوگون
نے دیکھ لیا کہ اس شخص نے پتھر مارا ماہور نے دوڑ کر آواز دی کہ او ناعیار اب
کہان جائیگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا شبرنگ نیمچہ پکڑ کے بارگاہ مین آیا پُکار کے
آواز دی کہ میں شبرنگ بن عمرو ای پہلوان دوران ذرا تماشا دیکھیے کہ عیارون سے
کیسا نیمچہ چلتا ہی شاگردان ماہور نے شبرنگ بن عمرو کو آکر گھیرا شبرنگ نے جسکے
لپک کر نیمچہ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اسی طرح بیس پچیس پیچھے مار کر ڈال دیے ہر مرتبہ جھپٹ کر
ماہور پر جاتا ہی لیکن ماہور جست کر کے الگ ہو جاتا ہی ایک عیار نے بڑھکر شبرنگ
کو نیمچہ مارا شبرنگ کا شانہ نشانہ ہوا شبرنگ نے جھپٹ کر سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مارا
کہ اُس عیار کے بھی دو ٹکڑے ہوے اس عیار کو مار کر شبرنگ قریب ماہور پہونچا
دورے عیار تیر مارنے لگے شبرنگ زخم کھاتا جاتا ہی مگر ماہور سے لڑنے لگا نور الدہر
دیکھ کر حیران ہین کہ ہاے کیا کرون جوش محبت مین شبرنگ اپنی جان دیتا ہی بڑے
افسوس کی بات ہی ای پروردگار اسکو بچا یہان شبرنگ نے بیٹھ کر ہاتھ مارا کہ ماہور
کے پیر اُڑ گئے پھر دوسرا ہاتھ لپک کر مارا ماہور کا شکم چاک قصہ پاک ہوا لیکن
چہار طرف سے کمندین پڑنے لگین شاہ ہوس نے جو لاشہ ماہور کا دیکھا غصے سے کانپنے لگا
آنکھون مین خون اُتر آیا کہا کہ یارو تمنے دیکھا کہ اس ناعیار نے میرے شاطر کو مارا اگر
زندہ نکل گیا تو بڑی بدنامی ہوگی سب سردار اُٹھنے لگے اب شبرنگ بن عمرو گھبرایا اور
پُکار کر آواز دی کہ ای پہلوان یہ نامردی ہی کہ پچاس ساٹھ عیارون نے مجھپر حملہ کیا ہی

مگر مین نے سب کو جواب دیا اب تم لوگ کیا سمجھ کر اُٹھتے ہو کجا عیار کجا افسر ہر چند کہ
مین افسرون کی بھی کچھ حقیقت نہین جانتا مگر انصاف تو کر شاہور نے کہا کہ اب تو
یہی انصاف ہی میرا عیار مارا جائے اور مین آنکھون سے اپنی تجکو زندہ دیکھون یہ شاطر
مجکو عزیز تھا وہ وہ کارہاے نمایان اس سے سرزد ہوے تھے کہ جنکا بیان نہین ہو سکتا
اب چہار جانب سے شبرنگ پر نیزے پڑ رہے ہین شبرنگ بن عمرو نیزے کاٹتا ہی
جسپر جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان شبرنگ نے مارے آخر کو
نیزے کھا کر لڑکھڑا کر گرا مگر اس طرح کہ پاؤن پر نورالدہر کے سر ہی ہاتھون سے
بلائین لیکر کہتا ہی کہ ای شہریار غلام تصدق ہوا آج نمکخواری سے ادا ہوا باپ
میرا حضور کے دادا جان کا رفیق ہی مین نے آپ کی رفاقت کی شکر ہی کہ حضور
کے قدمون پر سے نثار ہوتا ہون ہر چند کہ گستاخی ہی مگر امیدوار ہون کہ غلام
کا لاشہ بہ آبرو اُٹھے حضور بھی ساتھ ہون اور کل سردار بھی ہمراہ ہون لوگون
کو معلوم ہو کہ آج عیار طلسم کشا کا سیار گلشن جنان ہوا اُس سرفروش کا لاشہ جاتا
ہی آقاے نامدار ہمراہ ہین تو روح کو راحت قلب کو فرحت ہوگی کہ شعلہ جوالہ
آسمان پر آکر چمکی قبہ بارگاہ کو توڑ کر گری شبرنگ بن عمرو کو پنجے مین داب کر
اُٹھا لیا سکندر ثانی جو آکر پہونچا بارگاہ مین آتے ہی ایسے دو تین گولے مارے
کہ بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا ارسطوے ثانی اُسی اندھیرے مین آکے گرا اور
نورالدہر کی قید جسم سے دور کی نیچہ ہاتھ مین دیا نورالدہر جوبل کرکے اُٹھے
اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بچیاو ای نابکاران پر دغا نعرۂ نورالدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده

شاہور گھبرا گیا اگرچہ کئی ہزار پہلوان جمع ہین مگر اس شیر کے نعرے سے سب کانپ گئے
قبہ بارگاہ تھرایا یقین تھا کہ بارگاہ لب آکر گرے شاہور کو دکر باہر آیا رفقا سے کہا
کہ یارو کیا صلاح ہی مگر ساحرون کو نورالدہر نے منع کیا کہ یارو سحر نہ کرو جرأت لڑو

یا خاموش رہو ہمارے سر کی قسم کوئی سحر ہرگز نہ کرے یہ مجھپر شاق ہی میرا چشم مجھپر طعن و
تشنیع کریگا بارگاہ مین شرمندہ ہونگا یہان شاہور کے رفقانے صلاح دی کہ آپ
طبل باز گشت بجوا دیجیے ورنہ دیکھیے لشکر طلسم کشا آیا چاہتا ہی اگر کل لشکر انکا آپڑا
تو جان بچانا مشکل ہو گی آٹھ لاکھ کا لشکر ہی اگر ساحرون کو طلسم کشا منع نہ کرتا تو کل
لشکر آپ کا تباہ ہوجاتا دیکھیے سکندر ثانی وارسطوے ثانی وغیرہ خاموش پشت پر
چلے آتے ہین کوئی زبان نہین ہلاتا شاہور تو ناچار ہورہا تھا اُس نے فوراً حکم دیا
کہ طبل امان بجے ادھر طبل امان پہ چوب پڑی لشکر نورالدہر جو تیار ہوکر چلا تھا
وہ تو اپنے مقام پر سُن کر رُک گیا شاہور لشکر کو لیکر پلٹا نورالدہر مع سکندر و
ارسطوے ثانی اپنے لشکر کی طرف چلے مگر قید آہن جو توڑی ہی بغلون سے خون
جاری ہی ارسطوے ثانی نے بڑھ کر ایک سوار کو مارا اُسکا گھوڑا لاکر پیش کیا اُسپر
نورالدہر سوار ہوے اپنے لشکر کی طرف چلے سر سے پا تک دریاے خون مین نہائے
ہوے ہین سبھون سے پوچھا کہ شبرنگ تو بخیر و عافیت نکل گیا ارسطوے ثانی نے
عرض کی کہ اُسکو شعلۂ جوالہ لے گئی ہی نورالدہر نے کہا کہ آپ لوگ اس طرح پر نہ
آپڑا کیجیے خیال رہے کہ ساحر ساحر سے لڑے غیر ساحر پر سحر نہ کرے ارسطوے ثانی
نے کہا کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس ہر چند کہ آپ جرأت مین عدیل و
بے نظیر ہین مگر ہم لوگ جب حال ابتر سُنین گے تو ہمکو صبر نہ آئیگا ضرور براے جانبازی
آوین گے جو مناسب ہو وہ غلامون کو سزا دیجیے نورالدہر جی مین کہتے ہین کہ ای
نورالدہر حقیقت مین سردار تمھارے تمھاری محبت مین چور ہین اسی حال سے
داخل لشکر ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھے شبرنگ بن عمرو کی زخم دوزی کی شفاخانہ
مین سردارون نے بھیجا یہان تو یہ کیفیت ہی مگر شاہور جو لڑ بھڑ کر نکلا پھر پلٹ کر
بارگاہ مین آیا سردارون کی اپنے زخمدوزی کی اور آپس مین صلاحین کرنے لگا کہ
کیونکر صاحب جواب کیا کرنا چاہیے سردارون نے کہا کہ ای شہریار جرأت کو طلسم کشا
کی دیکھا ہمت یہ کہ اس حال زار مین بھی آنا ساحرونکا ناگوارہوا ملکہ شعلۂ جوالہ

بجبر شیر نگ بن عمرو کو اُٹھالے گئی مگر طلسم کشا پر یہ بھی شاق تھا ہم لوگ جو مکر کرتے ہین وہ بھی طلسم کشا کو ناگوار ہی وہ یہ چاہتے ہین کہ ساحر سے ساحر لڑے مگر غیر ساحر سے ساحر نہ لڑے سب نے کہا مناسب یہ ہی کہ ایک شبخون مارییے اگر غالب آئے تو فبہا ورنہ بھاگ چلین گے شاہور کو یہ مشورہ سب کا پسند آیا یہ کہ کر اُسی وقت لشکر کو تیار کیا منظور ہوا کہ بعد دو پہر شب کے شبخون جاوین گے شاہور افسوس کرتا ہی کہ اگر اس وقت عیار ہوتا تو لشکر اسلام سے خبر لاتا کہ بارگاہ طلسم کشا کدھر ہی اُس طرف جا کے گرتے کیا عجب ہی کہ طلسم کشا پر غالب آتے ماہور عیار کا بھائی کافور تیز رو روتا ہوا سامنے آیا کہا کہ غلام کو اپنے بھائی کا بڑا قلق ہی اگر فرمایئے تو وہ ہی سب کام بجا لاؤن خبر دریافت کر آؤن کہ بارگاہ طلسم کشا کس طرف کو ہی اور جو ضرورت ہو وہ ارشاد ہو کہ بجا لاؤن شاہور نے اُسے گلے سے لگایا کہا کہ ای کافور اس قدر گریہ نہ کر تیرے بھائی کا عہدہ تجکو دیا انتظام شاطران کیا کرنا غرض کافور شاہور سے وعدہ کر کے چلا یہان اتفاق سے بحکم سکندر ارسطو طلایہ پر ہین انتظام کر رہے ہین جا بجا سوار و پیدل مقرر کر کے سامنے لشکر شاہور کے آ کر ٹھہرے ہین دیکھا کہ ایک سیہ پوش آتا ہی ارسطوے ثانی نے سحر کر کے اُسے گرفتار کیا لشکر مین آ کے اُسے ہوشیار کیا پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی کافور نے اپنے کو مجمع عام مین پایا سوا راست بیان کرنے کے کوئی چارہ نہ دیکھا صاف صاف بیان کر دیا کہ مین برائے خبر آیا تھا شاہور کا ارادہ ہی کہ شبخون مارے ارسطو نے اُسی وقت شعلہ جوالہ کو بلوایا اور کہا کہ ای شعلہ جوالہ ہمارے مرصع پوش کو بیدار کر کے لاؤ سامنے کا انتظام مین کرونگا عیار کو تو قید کرا دو تین طرف تین ساحر مقرر کرو اُسی وقت ہمارے مرصع پوش بھی بیدار ہو کر اپنی بارگاہ سے آئین القصہ تین طرف تین ساحر مقرر ہوے یہان شاہور نے جو دیکھا کہ وقت گذر گیا اور کافور پلٹ کر نہین آیا افسرون سے کہا کہ تیار ہو وقت شبخون جاتا ہی ایسا نہو کہ یہ ارادہ بھی باطل ہو افسرون نے کہا کہ سب لشکر تیار ہی شاہور یہ سُن کر گینڈے پر سوار ہوا

تین طرف تین افسر روانہ کیے رو کی طرف سے آپ چلا ارسطوے ثانی ہوشیار بیٹھا ہے
فوج کو جو آتے ہوے دیکھا سب ساتھ والے ہوشیار تھے بڑھ کر کہا کہ ای شاہور
یہ خیال خام اور تصور ناتمام ہی یہان سب بیدار ہین تمھارا خیال شبخون بیکار رہا
فقط طلسم کشا کا ہم کو خوف ہی ورنہ لشکر تمھارا ایک اشارے مین پامال ہو سکتا ہی
شاہورنے جو ارسطوے ثانی کو دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا کہ یارو بڑا
غضب ہوا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کافور گرفتار ہو گیا ارسطوے ثانی ایسا
شخص طلائے پر ہی کیونکر شبخون مارین جس طرف گئے وہان انتظام پایا چارون طرف
لشکر کے ایک ایک ساحرہ مقرر تھی یعنی ہمارے مرصع پوش و مربع نشین و ملکہ
شعلۂ جوالہ آخر کو آپس مین یہی صلاح ٹھہری کہ اب پلٹ چلو سامان شبخون مٹ گیا
ذکر یکے اپنے مقام پر آکر صلاح کی کہ طبل جنگی بجاؤ دو پہر رات گئے نقارۂ رزمی گڑگڑوائے
جاسوسان لشکر اسلام جو حاضر تھے خبرین لیکر خدمت سکندر ثانی مین آئے اور تمام
کیفیت عرض کی کہ اُس طرف طبل جنگی بجا ہی یہ سُن کر سکندر ثانی نے بھی طبل جنگی بجوایا
گر شاہور کو بڑا خوف ہی چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش
اکھاڑے سے مشرق کے اُبھر کر نکلا شاگردان ضیا و شعاع ساتھ ہین میدان
چرخ زبرجدی مین آکر ٹھہرا تمام عالم نورانی اور منور ہوا شاہور سوار ہوا لیکن
ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ کیون یارو طلسم کشا کو للکارون یا اورونکو پکارون
ساتھ والے کہتے ہین کہ حضور کیون تکلیف فرمائین تنخوار مقابلہ کرین گے شاہور
کہتا ہی کہ مین تو مقابلے سے طلسم کشا کے خائف ہون تمکو بھلا طلسم کشا مارے گا جو سامنے
جائیگا عاقبت شمشیر آبدار ہوگا یہ کہتا ہوا میدان مین آیا اُدھر سے بصد کروفر شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان مع لشکر گران و ساحران ہوشیار و سرداران نامدار
میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہونے لگین مگر شاہور خائف و ترسان ہی
کہ دیکھیے میدان مین کون نکلیگا نقیبون نے نقابت کی اشعار عبرت آمیز پڑھے
زیل کی انکی آواز مین گونجون کے لڑکے سرود بھیڑے یہ اشعار پڑھ نغمے لگے قطعہ

ای مقیمانِ تہِ سقفِ سپہر غدار +
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہلیں رہا کرتی تھیں سرداروں میں
شاخ گل زمزمہ سنجوں کی نشیمن تھی مدام
بار تھا واں تو خزاں کو نہ کسی موسم میں
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
جن پہ پڑتا تھا پریزادوں کے جھومر کا عکس
گھونسلے سقف میں ہیں لاکھوں ابابیلوں کے
چیلیں منڈلاتی ہیں اُٹھتے ہیں بگولے حسرت
قصر کو جانے دو باشندوں کو ان کے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و لب مُہر سکوت +
نہ وہ چہلیں نہ ترنگیں نہ خود آرائی ہے
تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
ہو خرابے میں اگر قصر فریدون کے گزار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار
ارغنوان وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
کبھی گل منھدی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ ری تیری تنک ظرفی بایں عز و وقار
آج کل وہ لب جو چند کا ہے آئنہ دار
مسکنِ فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
ہے نیابان میں پرِ زاغ و زغن کے انبار
تکیۂ گور و گوزن آج ہے ہر اک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
کُنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے +

یہ اشعار عبرت آثار پڑھ کر نقیب ہٹے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ جا پڑیں لڑیں بھڑیں نام پیدا کریں ایسے ایسے جلیل پردۂ دنیا سے گذر گئے جنکے نام کا نشان تک نہیں شاہور سوچ رہا ہے کہ اب کیا کروں یکایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ ایک پہلوان ظاہر ہیں دیو بند و دیو کش بصد شوکت و حشم آکر پہونچا پشت پر کئی لاکھ فوج شاہور نے استقبال کیا کہا کہ ای برادر اسوقت کہاں سے آتے ہو اس پہلوان کا نہنگ خون آشام نام ہے نہنگ نے کہا کہ قدرت نے یہ مجکو حکم دیا ہے کہ ہمارا پہلوان حیران و پریشان ہو رہا ہے تم جاکر مدد کرو میں فوراً حاضر ہوا شاہور نے کہا کہ صفوف آرائی ہو چکی ہے جائیے جیسے ہی شاہور نے یہ کہا نہنگ سے نہ گیا اژدہا یا میدان کارزار میں آیا سلحشوری کرنے لگا اور پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان تم میں سے جس کسی کو

تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور نکل کر مقابلہ کرے یہ جوانسے آواز دی نورالدہر نے مرکب اپنا بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا نظم

قم وصف توسن رقم کیا کرون
ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال ،
قدم کی روانی کو دریا لکھون
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

کہ شبدیز خاصے کا پالنگ ہی
اسی سے لقب اسکا شیرنگ ہی
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم با قدم مائل جنگ ہی
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
کہ وُسعت جہان کی بہت تنگ ہی

طرارے بھرتا ہوا مرکب طلسمی میدان مین آیا نورالدہر ایسا شہسوار اُسپر سوار ہی نورالدہر جو مقابلۂ نہنگ مین آئے نہنگ صورت زیبا کو دیکھ کر حیران ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ ای نہنگ یہ جوان حسین وجمیل میرے مقابلے مین آیا ہی یہ تو اس لائق ہی کہ صحبت مین اسکو جگہ دو رونق محفل ہی مقابلہ کیا کریگا اگر ہاتھ اسکے پکڑلون تو کلائیان ٹوٹ جائین نورالدہر نے جو اسکو پریشان دیکھا فرمایا کہ ای پہلوان ذرا ان باعث تردد کیا ہی نہنگ نے کہا مجکو خوف آتا ہی کہ تم میرے ہاتھ سے کہین ہلاک نہ ہو کہ مجکو بڑا اقلق ہوگا مین یہ چاہتا ہون کہ میرا مذہب اختیار کرو مین اپنے لشکر کا تمھین بادشاہ کرونگا نورالدہر نے کہا کہ ای پہلوان دوران یہ تمھارا خیال خام و تصور ناتمام ہی اسکو دل سے نکال ڈالو یہ میدان کارزار ہی زبان تیغ سے کام لو نہنگ نے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی تینون لشکر نگران ہین ہمراہیان شاہ ورحیران ہین کہ ایسے چھوٹے قد کا جوان اتنے بڑے پہلوان سے کس طور سے مقابلہ کر رہا ہی نورالدہر نے ایک مقام پر نیزے کو نہنگ کے گانٹھ کر تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نہنگ کے نکل گیا نہنگ نے جھلا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے باڑھ کو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ بھی لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین

کشتی ہونے لگی تینوں لشکر دیکھ رہے ہین اور شاہور اپنے سردارون سے کہ رہا ہی
کہ دیکھو صاحبو طلسم کشا کس زور و شور سے لڑ رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی کس لطف سے
معرکہ پڑ رہا ہی یقین ہی کہ طلسم کشا نہنگ خون آشام پر غالب آئے اگو ان ایسا
پہلوان کس طرح اسکے ہاتھ سے مارا گیا لیکن بعد چند ساعت کے نہنگ خون آشام
شاہزادے کو ریل کرلے دوڑا چند قدم پر لاکر ہکہ مارا کہ بایان گھٹنا نورالدہر
کا آشنا بہ زمین ہوا نورالدہر نے تڑپ کر لنگر قایم کیا نہنگ اوپر آکر چھایا ایک
زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ کر پھینک دیتا مگر اُس کوہ وقار کے
لنگر مین جس و حرکت نہ پائی نہنگ نے تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا نورالدہر تڑپ کر
اپنے مقام سے اُٹھے ریل کرلے دوڑے پندرہ قدم پر لاکے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے
نہنگ خون آشام کے آشنا بہ زمین ہوے اسنے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قایم کردون مگر
حریف زبردست لنگر کب قایم ہونے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا چاہا کہ زمین پر مارون نہنگ خون آشام نے فریاد کی
کہ اے شہریار اطاعت کرتا ہون نورالدہر نے کہا کہ بقراط ثانی پر لعنت کرو
مذہب وحدہٗ لاشریک قبول کرو نہنگ نے بقراط ثانی پر لعنت کی کلمۂ طیبہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا اب شاہور بہ نگاہ حیرت دیکھ رہا ہی اور ساتھ والوں سے
کہ رہا ہی کہ یارو دیکھو ایک معین و مددگار آیا تھا وہ بھی زیر ہوکے شریک طلسم کشا
ہوا اب طلسم کشا کو کون جواب دیگا یہ کہ رہا ہی اور فوج والے نہنگ کے پاس
چلے جاتے ہین اور شاہور گھبرا رہا ہی کہ کل کون جواب دیگا آج مددگار آیا تھا وہ
بھی طلسم کشا کے ہاتھ سے زیر ہوا کہ صحرا سے دوسری گرد اُڑی دیکھا کہ ایک
پہلوان کرگدن سوار پشت پر کئی لاکھ فوج نہنگ شعلہ زن اِسکا نام ہی عین وقت
پر آکے پہونچا شاہور گھبرا رہا تھا اُسکو تسکین دی کہ اے شاہور نہ گھبرا کیون
اسقدر پریشان ہوا اگر نہنگ مسلمان ہو گیا ہی تو ہو جانے دو مین سمجھ لونگا قدرت کو

سب حال تمہارا معلوم ہی بین قدرت کے سامنے حاضر تھا کہ ارشاد فرمایا کہ لو غضب ہوا نہنگ مسلمان ہو گیا اپنے کو جلد پہونچاؤ ہین چل نکلا مگر خیر وقت پر آیا یہہ کہکر شاہور کو پلٹایا ادھر نورالدہر نہنگ کو لے کر پلٹے بارگاہ مین آئے سب سردارون کو خوشی ہوئی کہ آقا ہمارے میدان مین جاکر پہلوان پر غالب آئے مگر نہنگ خون آشام نے کہ حاضر خدمت ہی کہا غلام آج سب کی دعوت کریگا نورالدہر نے کہا کہ ہم نے قبول کیا نہنگ خون آشام نے بارگاہ کو آراستہ کیا اپنے سردارون کو حکم دیا کہ بارہ تیاری کرو آج سرداران طلسم کشا کی دعوت ہی طائفے معقول طلب کیے شب کو نورالدہر کو بہ اعزاز و اکرام لایا لا کے مقام صدر پر جگہہ دی سکندر ثانی کو تخت پر جگہہ دی دنگلون پر سرداران نامی آکر بیٹھے طائفون کو اشارہ کیا اپنے اپنے طور پر کمال دکھانے لگے ایک مہ جبین نہایت شوخ و شنگ بیچ محفل مین بیٹھ کر بصد ناز و ادا بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

کام رہنے کا نہین بند اپنا
بندہ پرور ہی خداوند اپنا

اپنی قسمت کا ہو وہ بوسۂ لب
ہمکو چکھوائے مزا قند اپنا

دیکھیے کستے ہین کب تک وہ ہمین
امتحان ہوتا ہی تا چند اپنا

ای پری وہ ہون ترے دیوانے
دیکھین سودا جو خردمند اپنا

کیون نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز
کسکو پیارا نہین فرزند اپنا

سیر رکھتا ہی وہ گل ہنس ہنسکر
رزق ہی شہد شکر قند اپنا

سر کو سودا ہی کسی کاکل کا
دل ہی زنجیر کا پابند اپنا

تیغ قاتل سے اُڑین گے ٹکڑے
بند سے ہوگا جدا بند اپنا

ناصحا چپ نہ بس اب بک بک کر
سر پھراتی ہی تری پند اپنا

دور بھاگین گے نہ ہم آپ کی طرح
پاس تمکو نہ ہو ہر چند اپنا

سر ترا ہمکو ہی مصحف کی جگہہ
ہی یہ ایمان تری سوگند اپنا

دولت فقر سے رکھتا ہی غنی
ہمکو آتش دلِ خرسند اپنا

مین گرمی صحبت ہی کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے آکر عرض کی کہ ای شہریار پتنگ شعلہ زن شبخون آیا ہی سکندر ثانی نے دست بستہ عرض کی کہ غلام پاکر انتقام لے نور الدہر نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیے طہماس کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا کہ ای طہماس دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی طہماس بہت خوب کہکر اُٹھے باہر نکل کر دیکھا کہ خیمے جل رہے ہین پتنگ کے نعرے کی آواز بلند ہی اہل لشکر حیران اور مضطر ہین ہر طرف سے کفار چلے آتے ہین ایک طرف شاہور لڑرہا ہی طنابین خیمون کی زد در کر کاٹتا پھرتا ہی کہ طہماس نے بڑھکر نعرہ کیا اور آواز دی کہ ای سرداران نامی یہ کفار جو آئے ہین جانے نہ پائین اتنی آواز جو فوج نے سُنی چہار جانب سے کفار کو گھیر لیا سب سے زیادہ ملازمان مونگ جو اپنے مقام سے اُٹھے اکثر اُنکے جان پہچان اور عزیز دار بھی لشکر پتنگ شعلہ زن مین ہین مگر جو سامنے آیا اُسکو قتل کیا بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو مارا اتفاق سے کار قریب خیمۂ مریخ نشین جو یہ ہنگامہ ہوا کسی نے طناب خیمے کی کاٹ دی مریخ نشین جھلاکر اپنے خیمے سے نکل آئی باہر آکر دیکھا کہ میرے خیمے کے گرد لڑائی ہورہی ہی انھین لوگون مین سے کسی نے طناب کاٹی ہی تاب نہ باقی رہی خوف طلسم کشا کا بھولین نکلتے ہی موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کلوا بھیرون کا نام لیکر پھینک مارا اور آواز دی کہ ای نسخیر صورت کش لینا یہ لوگ جانے نہ پائین جیسے ہی موتیون کا مالا ٹوٹا جسپر موتی گرا حیران ہوگیا کئی ہزار جوان فریاد کرتے ہوے دوڑے پلنگ خونخوار بھائی پتنگ کا بیقرار ہوکر پکارتا ہوا دوڑا کہ ای ملکۂ عالم غلام کو اپنے تک آنے دیجیے بہت بیقرار ہون نظم

اس شبجمت مین خوب تری جستجو کرین	کعبے مین جاکے سجدہ تجھے چارسو کرین
عاشق جو حُسن پاک مین کچھ گفتگو کرین	دامن کا پیچھے نام لین پہلے وضو کرین
پیدا کرین جو تجکو اُنھین کو ہی دسترس	پامرد ہین وہ ہی جو تری جستجو کرین
لیجا چکی چمن مین صبا بوے زلف یار	سنبل کے سلسلے کو بھی برہم وہ مو کرین
افسانہ گوے افعی گیسوے یار ہین	خاموش ہون چراغ جو ہم گفتگو کرین

دیوانگی کا سلسلہ جائے نہ ہاتھ سے
ای بادشاہ حُسن فقیرون کی طرح سے
دیدار عام کیجیے پردہ اُٹھائیے +
مستی مین مجھسے بے ادبی ہوگی یاس سے
دیوان حُسن مین سے ہوئی ہی یہ انتخاب
حیران کار ہون ترے رخسار صاف کا
تاثیر دار لوگ ہین اللہ کے فقیر +
آتش یہ وہ زمین ہی کہ جسمین ہی قول درد

دامن کو پھاڑلے جو گریبان رفو کرین
عاشق دعاے خیر تجھے کو بکو کرین +
تا چند بندہاے خدا آرزو کرین
مجکو گناہگار نہ جام و سبو کرین
عاشق مزاج سیر بیاضِ گلو کرین
سکتہ ہو آئنہ جو ترے روبرو کرین
سنگ صنم ہون آپ جو ہم ذکر ہو کرین
دل ہی نہین رہا ہی جو کچھ آرزو کرین

مربع نشین نے پکار کر آواز دی کہ ای پلنگ جلد ہمراہیان پتنگ کو قتل کرو ہم تک آکے کیا کروگے پلنگ دو ہزار ساتھ والون کو ساتھ لیکر لشکر پتنگ پر گرا کئی ہزار جوان مارے لڑتا بھڑتا قریب پتنگ کے پہونچا للکار کر آواز دی کہ او نمکحرام تو نے بڑا مکر کیا کہ لشکر پر آقاے نامدار کے شبخون مارا پتنگ گھبرایا ہوا ہی اپنی جان سے تنگ ہی کہ اسکو کیا ہو گیا جو ایسے کلمات کہتا ہی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی مربع نشین بوجہ خوف طلسم کشا کے ایک سحر کرکے خاموش ہو رہی در خیمہ پر کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہی کہ پلنگ خونخوار بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ اُس آندھی سے ایک ساحرہ اُڑتی ہوئی قریب پتنگ کے آئی اور کہا کہ ای پتنگ پلنگ خونخوار جو یہ باتین کر رہا ہی اسکی باتون کا بُرا نہ ماننا یہ سحر مین مربع نشین کے مبتلا ہی اُسکے خیمے کی طناب جو کٹی وہ بدحواس ہو کر نکل آئی اگر طلسم کشا مانع نہ ہوتا تو بھلا تم شبخون مار سکتے تھے دیکھو مین اسکا ابھی سحر اُتارے دیتی ہون اور تمھاری فتح کرا دونگی یہ کہکر اسنے کچھ دانے ماش کے مارے کہ پلنگ خونخوار یا تو پتنگ کے ساتھ والونکو قتل کر رہا تھا یا تھرا کر رُکا ساتھ والون سے کہا کہ یارو اپنے ہمراہیونکو قتل کرتے ہو مربع نشین نے جو دور سے دیکھا کہ یا تو پلنگ خونخوار بزور و شور لڑ رہا تھا یا خوش ہو کر پلٹا مربع نشین کو خیال ہوا کہ کوئی ساحر آگیا اب تو آگے بڑھی

ہنگامہ جو زیادہ ہوا تو شعلۂ جوالہ بھی اپنے خیمے سے نکل آئی پوچھا کہ ای مربع نشین کیا ہی مربع نشین نے بیان کیا کہ مین نے سحر کیا تھا کسی نے اُتار دیا اور یہان وہ ساحرہ موسوم بہ تیرہ بخت کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی اہل اسلام پامال ہو رہے ہین کہ شعلۂ جوالہ نے دور سے دیکھا بہت ناگوار ہوا کہا کہ ای مربع نشین ہم لوگونکو آقاے نامدار منع کرتے ہین کہ غیر ساحر پر سحر نہ کرو دیکھیے یہ ساحرہ کھڑی سحر کر رہی ہی یہ کہکر کڑکی اور گرجی برق بنکر تیرہ بخت پر گری کہ اسکے دو ٹکڑے کیے ابتو اہل اسلام جم کر لڑنے لگے مگر طہماس جو لڑتا ہوا آتا تھا برے کے برے پامال کر دیے نورالدہر بھی بیرون بارگاہ آئے ہین کھڑے دیکھ رہے ہین کہ طہماس لڑ رہا ہی کئی افسرون کو مارا پلنگ خونخوار کی فکر مین جاتا تھا کہ ایک نخل کے نیچے آکے ٹھہرا رومال سے خون پاک کر رہا ہی کہ نخل سے ایک پنجہ پیدا ہوا کمر مین طہماس کی پڑا اور لے اُڑا پتنگ نے فوج والون کو آواز دی کہ یارو اب نکل چلو مسلمانون کی طرف سے سحر ہونے لگا شعلۂ جوالہ و مربع نشین کڑک کڑک کر گرنے لگین جسپر سحر کیا اُسکے دو ٹکڑے کیے کسی پر برق بن کر گرین کسی کو آتش قہر و غضب سے جلا دیا پتنگ نے اپنی فوج سے کہا کہ بس اب مین جنگ کر چکا فتح ہونا دشوار ہی لشکر طلسم کشا بے شمار ہی فضلے کا رشا ہور لڑتا ہوا سامنے بارگاہ نورالدہر کے پہونچا اور اسنے شاہزادے کو پہچانا گینڈا اُڑا کر چلا نورالدہر نے دہین سے للکارا کہ ای شاہور مین تو تیرا مشتاق ہون شاہور نے بڑھکر نورالدہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا تیغۂ طلسمی بلند کر کے ہاتھ مارا کہ تا بہ جگر گاہ تیغہ پہونچا لاشۂ شاہور لہرا کر گرا فوج مین ہنگامہ ہو گیا کہ شاہور مارا گیا اب تو پتنگ اور زیادہ گھبرایا کہ شاہور ایسا پہلوان طلسم کشا کے ہاتھ سے یون مارا گیا جلدی سے طبل امان بجوا کر بھاگا نورالدہر کو خبر پہونچی کہ پتنگ نکل گیا اب نورالدہر نے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ طہماس کو ڈھونڈھکر لاؤ شبرنگ نے عرض کی کہ طہماس کو بہت ڈھونڈھا مگر کہین پتہ نہین لگتا کہ چند

ہمراہیان طہماس روتے ہوے آئے اور عرض کی کہ ای شہریار ہمارے آقاے نامدار لڑتے ہوے فلان نخل تک پہونچے تھے کہ نخل سے ایک پنجہ پیدا ہوا وہ طہماس کو اُٹھاکر لے گیا نورالدہر نے کہا کہ نجم اخترشناس کو بلاؤ صبح ہو چکی ہے نورالدہر اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین نجم حاضر ہوا نورالدہر نے فرمایا کہ ای نجم اخترشناس تمنے سنا کہ طہماس کو کوئی اُٹھاے لگیا ذرا دریافت تو کرو کہ طہماس کو کون لے گیا نجم چاہتا تہا کہ دیکھے پانسے وغیرہ نکالے ہین کہ مربع نشین و شعلۂ جوالہ حاضر ہوئین اور تمام احوال بیان کیا کہ عین گرمی جنگ مین تیرہ بخت جادو آئی مگر ہاتھ سے کنیز کے ماری گئی نجم اخترشناس نے عرض کی کہ تیرہ بخت جادو اخفاے جادو کی زوجہ تھی وہ ہی طہماس کو لے گیا یقین ہے کہ باغ دلکشا مین ہو اگر حکم ہو تو غلام جائے اور طہماس کو تلاش کر کے لائے نورالدہر نے کہا کہ تم تکلیف نہ کرو شبرنگ جائیگا جس طرح بنے گا تلاش کر کے لائیگا ای شبرنگ تم جاؤ جس باغ کا نام لیتے ہین اُس باغ مین اپنے تئین پہونچاؤ خدانخواستہ البیانہ ہو کہ طہماس پر کوئی اُفتاد پڑے تو باعث خرابی ہو کیسا عقیل و فہیم پہلوان زبردست ہے کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہاے افسوس اُسنے ہمکو بھی آواز نہ دی نجم اخترشناس نے کہا کہ غلام بہ آسانی جائیگا اور جہانتک بن پڑیگا بہ احتیاط تمام اُنکو لائیگا شعلۂ جوالہ کہتی ہین مین جاؤن گی مربع نشین کہتی ہے مجکو حکم ہو مین جاؤن ارسطوے ثانی اُٹھے ہر ایک ساحر اپنے مقام پر یہی کہتا ہے کہ ہم جائین اور رہا کر کے طہماس کو لائین شاید کوئی مطلب نکلے اور نورالدہر فرما رہے ہین کہ آپ سب صاحب تامل فرمائین شبرنگ بہ آسانی جائیگا اور بحفاظت تمام طہماس کو رہا کر کے لائیگا اور کوئی ارادہ نہ کرے مگر ارسطو یہ کہکر اُٹھے کہ مین اخفاے جادو سے بخوبی آگاہ ہون مین تلاش کر کے لاؤنگا یہ کہکر ارسطوے ثانی چلے طہماس کو تلاش کرتے ہوے جاتے ہین قریب ایک کوہ کے پہونچے کہ کان مین آواز آئی ای جانے والے کہان جاتا ہے ہمسے ملاقات کرتے تو جا ارسطوے ثانی نے دیکھا کہ ایک نازنین ہے دوازدہ سالہ دوپٹہ ڈھلکا ہوا اور

ہاتھ مین کچھ اشیا ہین چھپتی ہوئی کوہ سے اُتر رہی ہی مگر ارسطو کو پکار رہی ہی
کہ ذرا میان جانے والے ادھر ہوتے جاؤ ارسطوے ثانی نے دیکھا کہ پہلوے
کوہ مین جو باغ ہی اُسکا راستہ نہین مگر ہواے سرد آرہی ہی طائر زمزمہ سرائی کر رہے
ہین شاخین ہاتھ اُٹھاتی ہین معلوم ہوتا ہی بلا رہی ہین ارسطوے ثانی پر پرواز
پیدا کرکے اُس پار کوہ کے آیا دیکھا کہ در باغ پر طہماس کھڑا ٹہل رہا ہی ارسطو سمجھ گئے
کہ یہ شعبدہ ہی پکار کر آواز دی کہ ای ہزبر بیشۂ کالنگان ذرا اس طرف آؤ ہم سے
بیان کرو کہ تمپر کیا معرکہ گذرا طہماس نے کچھ جواب نہ دیا اور باغ مین داخل ہو گیا
ارسطوے ثانی بھی اندر باغ کے آئے دیکھا ہواے معتدل چل رہی ہی باغ قطعہ ارای
طائران خوش گلو کی پکار ہی ہر طرف عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین
ارسطو ٹہلتا ہوا چلا ایک روش باغ پر پھر اُسی نازنین کو دیکھا کہ سامنے سے آتی ہی
مگر مسکراتی ہوئی آکے ارسطوے ثانی کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا ای ارسطو
تمکو اخفاے جادو بلاتے ہین ارسطوے ثانی اُس نازنین کے ساتھ آتے آتے
وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ چبوترے پر فرش بچھا ہی مسند آراستہ ایک جادوگر
تاجدار تاج پہنے ہوے مسند پر بیٹھا ہی اور ایک طرف طہماس ایک ستون سے
بندھا ہی ارسطوے ثانی آکے بیٹھے حیران ہین کہ کیا کرون کیونکر طہماس کو رہا کرکے
لے جاؤن اور طہماس کچھ اشارے کر رہے ہین مراد اُن اشارون سے یہ ہی کہ
خاموش بیٹھے رہو جو مسند پر بیٹھا ہی وہ ہی اخفاے جادو ہی کہ ایک ابر سیاہ پہلوے
باغ سے اُٹھا سر پر آکر پھٹا ایک ساحرہ نوجوان ابر سے نکلی اور آکر اخفا کو
سلام کیا اخفاے جادو کے قریب آکر بیٹھی کہا کہ ای اخفاے جادو یہ جوان جو
بندھا ہی کون ہی اخفاے جادو نے کہا کہ یہ طلسم کشا کا سردار ہی خداوند لقا
کا گنہگار ہی متین جادو نے کہا کہ ای اخفاے جادو یہ قدرت کو سجدہ کیون نہین
کرتا ہی اخفا نے جواب دیا کہ یہ لوگ مسلمان ہین جو مذہب اختیار کرتے ہین پھر دوسرے
مذہب پر توجہ نہین کرتے مین نے بہت سمجھایا مگر یہ نہین مانتا متین نے کہا کہ مجکو حکم ہو

کہ مین اس کو لے جاؤن اور اس کو سمجھا کے خداوند کو سجدہ کراؤن لیکن اخفاے جادو چاہتا ہی کہ جواب دے کہ یہ خداوند لقراط کا گنہگار ہی یہ یہان سے ہرگز نہ جائیگا کل یہ قتل ہوگا عرضی گئی ہوئی ہی جواب آیا چاہتا ہی کل یہ ضرور ضرور قتل کیا جائیگا قدرت آٹھ پہر انھین لوگون کا خیال رکھتے ہین اخفا یہ کہنے نہ پایا تھا کہ متین اپنے مقام سے لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی طہماس کے قریب آئی کمر مین پنجہ دیا چاہا لے اُڑون اخفا نے منع کیا کہ ای متین یہ کیا کرتی ہو لیکن متین نے نہ مانا اخفا نے اُٹھنا چاہا کہ سحر کرون متین کے ہاتھ مین خنجر تھا اسنے وہ خنجر اخفا پر پھینک مارا کہ اخفا کے دو ٹکڑے ہوے اخفاے جادو کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا برفباری و سنگباری ہونے لگی اُسی ہنگامہ مین متین طہماس کو لے اُڑی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اخفاے جادو بود ارسطوے ثانی پریشان ہوے کہ یہ کیا غضب ہوا نخل سب جل گئے باغ مین سناٹا ہی ای ارسطو اب کیا تدبیر کرون مگر متین جادو طہماس کو لے کر اپنے باغ مین آئی کہا کہ ای طہماس مجکو قبول کر مین تجکو قید سے رہا کر کے لائی ہون تیری محبت مین مین نے اخفاے جادو کو قتل کیا اسی امید پر مین تجکو لائی ہون کہ تو مجھے قبول کر وہ مرتبہ تیرا کرونگی کہ عالم عالم رشک کرے میرا تو یہ حال ہی نظم

کہتا ہی بھر کے جام مین گلرو شراب سُرخ — آغوش ماہتاب مین ہی آفتاب سُرخ
بلبل کا خون کشید مین ہوتا اگر شریک — کھنچتا گلاب صورت لعل مُذاب سُرخ
لکھین اگر حضور مرے زخمون کا شمار — یاقوت کا قلم ہو تو فرد حساب سُرخ
آنکھین تو نذر گریۂ خونبار ہمنے کین — ہین بجز خون کے اب یہ فقط دو حباب سُرخ
غنچے خجل ہوے ہین گلوری جو نوش کی — ایسا ہوا ترا دہن لاجواب سُرخ
ہم سمجھے جوش مین ہی لہو آفتاب کا — چہرہ ہوا جو یار کا وقت عتاب سُرخ
مٹنے کے بعد پھر نہین رہتا وہ رنگ روپ — گل سُرخ ہوتے ہین نہین کھنچتا گلاب سُرخ
کیا جانین کسکے غم مین سیہ پوش ازل سے ہی — دیکھا سُنا نہین کبھی ہمنے سحاب سُرخ

پہنی ہی اُسنے محرمِ گلرنگ روز وصل
پھولی ہوئی سامنے خورشید کے شفق
کس بے گنہ کا خون کیا خواب ناز مین
ہوتے جو پاس تم گلِ شاداب کی طرح
رخسار آتشین کا تصور رہا ای رہبر

ہین لعل شبخراغ کے یہ دو جاب سُرخ
ڈالے ہوے ہو آج وہ رُخ پر نقاب سُرخ
کس واسطے ہو آج ترا فرش خواب سُرخ
رکھتی ہمارے چہرے کو فصلِ شباب سُرخ
اس آگ سے جگر ہی بر نگ کباب سُرخ

طہماس نے جواب دیا کہ ای متین جادو ہمارے آقاے نامدار کا یہ قاعدہ نہین ہی کہ ساحرہ کو قبول کرین متین نے جھلا کر طہماس کو قید کیا کنیزون کو حکم دیا کہ اس جاہل کو سمجھاؤ اگر یہ نہ مانیگا تو مین اسے قید مین مار ڈالونگی میری قید سے رہائی ناممکن ہی کنیزین آتی ہین دمبدم طہماس کو یہی سمجھاتی ہین کہ ای پہلوان کیون انکار کرتا ہی ملکۂ عالم تجھپر جان دیتی ہین اور تو قبول نہین کرتا اگر قبول کریگا تو وہ ایسی شی بنا دینگی کہ کوئی تجھپر غالب نہ آسکیگا مگر ارسطوے ثانی نے جب دیکھا کہ وہ باغ ویران ہوگیا کسی انسان اور حیوان کا نام نہین ہی حیران ہوے کہ اب کس سے دریافت کرون دل مین یہ سوچ کر پرپرواز پیدا کرکے چلے کوہ و دشت کو دیکھتے ہوے جاتے ہین جابجا ساحرون کو دیکھا کہ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوے شراب خواری کر رہے ہین ہر طرف بقراط ثانی کے نام کی دھوم ہی بعض مقام پر دیکھا کہ دیر بنا ہوا ہی اور تصویر بقراط ثانی لگی ہی وہان پر سب ساحر پوجا پاٹ کر رہے ہین مگر ارسطوے ثانی دیکھتے بھالتے ہوے جاتے ہین لیکن متین جادو تیسرے دن بہت بتنگ ہوئی اور کنیزون سے پوچھا کہ وہ جاہل کیا کہتا ہی کنیزون نے عرض کی کہ اپنے قول پر ثابت ہی اب ہی کہے جاتا ہی کہ مین قبول نہ کرونگا متین نے جھلا کر کہا کہ اُس کو قید خانے سے لاؤ کنیزین جاکر طہماس کو قید خانے سے لائین جب طہماس سامنے آیا تو متین جادو چیخین مار مار کر رونے لگی کہا کہ ای طہماس مقام افسوس ہی کہ تو نے مجھ ایسی معشوقہ کو نہ قبول کیا آج تجھے قتل کرونگی بنفشہ نامے جستن سامنے کھڑی تھی کہا ہان بنفشہ اس جوان کا

علاج کر بنفشہ نے طہماس کو کھینچا گردن پر کوئلے کا خط دیا خنجر لیکر للکارنے لگی کہ ای
ملکۂ عالم حکم اول ہی سمجھ کر دیجیے گا خنجر باڑھ دار بازو پُر قوت ہی ایک ہاتھ مین سر کو تن سے
مین قلم کرونگی متین جادو نے کہا کہ ای بنفشہ اب دیر نہ کرو مگر آنکھون سے بنفشہ
کو اشارہ کرتی جاتی ہی کہ قتل نہ کرنا فقط ڈراؤ دھمکاؤ مین چاہتی ہون کہ شاید
ڈر کر قبول کرے مین اسکے وصل سے کامیاب ہون ہر چند کہ بنفشہ ڈراتی ہی اور
دھمکاتی ہی مگر طہماس کسی طرح نہین مانتا وہی قول ہی کہ ہمارے آقا کا حکم نہین ہی
کہ ساحرہ کو قبول کرو ای متین سحر سے توبہ کر بقراط ثانی پر لعنت کر تو شاید مین تجکو
قبول کردن متین کہتی ہی کہ ارے ظالم جاہل اجہل مجھ کو سحر یا در ہنے سے تجکو بھی
نفع ہوگا اگر ہزار آدمی یا لاکھ آدمی تجھپر بلوہ کرین تو ایک سحر مین سب کو دیوانہ کردون
تجکو ایک ہیکل ایسی بنادون کہ جسپر کسی کا زور تاثیر نہ کرے جس سے مقابلہ کرے گا
اُسپر غالب آئیگا کوئی تجھپر غلبہ نہ پاسکیگا طہماس نے جواب دیا کہ اب مجھپر کون
غالب آیا سوا نورالدہر کے اور کسی سے میری پشت زمین کو نہین لگی انتہا یہ کہ
صاحبقران سے لڑا کولھا اُتر گیا مگر زیر نہین ہوا لیکن اُس شیر نے مجکو بجرأت
زیر کیا مین نے اطاعت کی اب مین اُسکا مطیع ہون اور کسی کی مجال آج تک نہین
ہوئی کہ میری پشت زمین سے لگا تا جھلا کر متین نے کہا کہ ای بنفشہ اسکا سر کاٹ لے
اور دوپٹہ مُنھ پر رکھ کر رونے لگی بنفشہ خنجر چمکاتی ہوئی چلی قصد کیا کہ خنجر مارون آسمان
سے ایک برق گری کہ بنفشہ کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز آئی کہ خبردار او بیحیا
منم ارسطوے ثانی نمک خوار طلسم کشایہ کہکر ارسطوے ثانی زمین پر آیا متین
نے جو ارسطوے ثانی کو دیکھا اُٹھ کر ایک گولہ مارا ارسطوے ثانی نے اُس گولہ
کو کاٹا دو چار سحر آپس مین رد و قدح ہوے تھے کہ ارسطوے ثانی نے سحر کیا طہماس
کے ہاتھ پانٗون کھل گئے طہماس رہا ہوے رہا ہوتے ہی اپنے مقام سے اُٹھے
قریب متین پہونچے بال تھام کے ایک جھٹکا مارا متین مُنھ کے بھل زمین پر گری اوپر
سے ایک لات ماردی کہ استخوان متین کے چور چور ہوگئے شور و غل پیدا ہوا آواز آئی

کشتی مرا نام من متین جادو بود ارسطوے ثانی نے قریب آکر طہماس کو گلے سے
لگایا کہا کہ اے طہماس مرحبا تمہارے لیے آقا بیچین ہین دو دن سے تمکو تلاش کرتا پھرتا تھا
مگر شکر ہے کہ تمکو بخیر و عافیت پایا اب تخت سحر تیار کرون اُسپر تمکو بٹھا کے لے چلون طہماس
نے کہا کہ تم تخت پر سوار ہو کے چلو مین پیدل آتا ہون ارسطوے ثانی مجبور ہوے
پر پرواز پیدا کر کے چلے مگر طہماس رہوار وی کرتا ہوا جاتا ہے دو کوس چل کر تھک گیا
ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر
سوار پشت پر ستر اسّی ہزار فوج نمایان ہوا اسنے اپنے عیار سے کہا کہ دیکھ تو یہ
جوان کون کھڑا ہے عیار قریب طہماس کے آیا ہیبت دیکھ کر کانپنے لگا جھک کے
سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ حضور کا نام نامی کیا ہے ہمارا آقا وجدان کرگدن سوار
نام پوچھتا ہے طہماس برہم کھڑا تھا اِسنے جواب دیا کہ سرکوب کافران رفیق نبیرۂ
صاحبقران عیار کانپتا ہوا سامنے وجدان کے آیا کہا حضور عجب ٹیڑھا نام بتایا
ہے کہتا ہے کہ میرا نام سرکوب کافران ہے وجدان نے کہا کہ مین سیدھا کر دون گا
یہ کہہ کر گینڈا اُٹھکرایا پکار کر آواز دی کہ آپ سرکوب کافران ہین آکر میری سرکوبی
کیجیے طہماس وہی لباس شبخوابی پہنے ہوے سامنے وجدان کرگدن سوار
کے آئے وجدان نے کہا کہ اے جوان مین سپر و شمشیر دون طہماس نے جواب دیا
کہ یہی ایک ہاتھ سپر ہے اور ایک شمشیر ہے ایک سے اپنے کو بچائین گے اور ایک سے
وار کرین گے وجدان نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ تلوار
کا مارا طہماس نے ایک تھپکی ماردی کہ تلوار وجدان کے ہاتھ سے نکل گئی اور
طہماس نے بڑھ کر کرگدن پر ایک گھونسہ مارا کہ سر گینڈے کا پھٹ گیا گینڈے نے
چرخ مارا وجدان کو دکر الگ ہوا طہماس نے جو وجدان کو پیدا دیکھا دوڑکر
لپٹ پڑا وجدان نے پکار کر آواز دی کہ یارو دیکھ رہے ہو اور یہ جوان
مجکو مارے ڈالتا ہے چار طرف سے افسر دوڑ پڑے نیزے مارنے لگے بعض نے
تلوار کے وار بھی کیے کہ طہماس زخمون سے چور چور ہوا تمام جسم فوارہ بن گیا

طہماس بھلا ان زخمون کو کب مانتا ہی وجدان کو نہ چھوڑا مسوس کر مار ڈالا مار کر
وجدان کو طہماس مثل شیر غضبناک پلٹا ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا سپر و شمشیر
دستیاب ہوئی اب طہماس سے بھلا کون لڑ سکتا ہی چند افسرون کو تاک کر مارا لیکن
سلطان کرگدن سوار جو سب کا افسر ہی گینڈے کو ٹھکرا کر سامنے طہماس کے آیا اور
ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے اوجھڑ سپر کی مار دی کہ تلوار ہاتھ سے سلطان کے
نکل گئی طہماس نے کمر مین ہاتھ ڈال کر سلطان کو اُٹھا لیا سلطان کرگدن سوار
نے پکار کر آواز دی کہ الامان طہماس نے کہا کہ امان بشرط ایمان سلطان کلمہ پڑھ کر
بصدق دل مسلمان ہوا اور کل فوج کو سمجھا کر سامنے طہماس کے لایا سب نے بدل
اطاعت کی طہماس سب کو ساتھ لیکر بخوشی چلے اب طہماس کو بڑی فرحت ہوئی
گینڈے پر سوار ہوے سلطان کرگدن سوار بعہدۂ رفاقت پشت پر ساٹھ ستر ہزار
جوان نوبت و نقارے بجتے ہوے اس عظم و شان سے طہماس طرف لشکر نور الدہر
کے چلے یہان نور الدہر فراق طہماس مین رات بھر تڑپے صبح کو گھبرا کر حکم دیا کہ
ای شبرنگ ہم براے شکار جاوینگے یا دمین طہماس کی دم گھبراتا ہی شبرنگ
نے اُسی وقت سامان شکار درست کیا بہلیے قراول حاضر ہوے پشت مرکب طلسمی پر
سوار ہو کے چلے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے طائران ہوائی اسقدر شکار کیے کہ
ارابے بھر دیے شکار کھیلتے ہوے ایک دشت مین آکر پہونچے چند سوار پشت پر
ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان نمایان ہوا گینڈے پر سوار پشت پر تیس
ہزار سوار و پیدل فوج کے دَل کے دَل دور سے جو اُسنے نور الدہر کو دیکھا کہ
ایک جوان آفتاب جمال زیر درخت کھڑا ہی عیار سے کہا کہ دیکھ تو یہ جوان کون ہی
شاطر نے جا کر پوچھا نور الدہر نے اپنا اصلی نام بتا دیا تمار صحرا نشین طلسم کشا
کا نام سُن کر بہت خوش ہوا ساتھ والون سے کہا کہ ہان یارو اس جوان کو گھیر کر
پکڑ لو خدمت مین قدرت کی روانہ کرونگا قدرت خوش ہونگے تمام فوج بلوہ کر کے
چلی نور الدہر نعرہ کر کے جا پڑے کفار مکار دور سے نیزے اور تیر مارتے ہین

کوئی قریب نہین آتا اور نور الدہر شیرانہ لڑ رہے ہین تیمار آواز دیتا ہی کہ بلوہ کرکے اس جوان کو گرفتار کرلو کیا مشکل ہی وہ ایک ہی اور تم تیس ہزار ہو مگر ایسے بیکار ہو جب اِسنے طعن وتشنیع کی تو اہل فوج بلوہ کرکے چلے نور الدہر کو چہار جانب سے آکر گھیر لیا نور الدہر نے جو دیکھا کہ چہار طرف سے فوج کفّار کا نرغہ ہی پروردگار سے ہاتھ اُٹھا کر رجوع کی کہ ای خالق بے نیاز و ای ربّ کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

سینۂ خود کُن صفا ای سینہ صاف ٭ دور کُن از دیدۂ روشن غلاف
چون تو ئی بندہ مکن از بندگی ٭ سرکشی و اختلاف و انحراف
دارای مرد موحد ہر زبان ٭ بر زبان اقرار و در دل اعتراف
در زمانہ راست بازی پیشہ کُن ٭ تا توانی شو نہ از حق برخلاف
کُن بخلوت بندگی شام و سحر ٭ پا مکش بیرون ز کُنج اعتکاف
راز دل ظاہر مکن با ہیچ کس ٭ دائما پرہیز کُن از انکشاف
ہست چون رازق کفیل روزیت ٭ ہست لاحاصل غم و رنج کفاف
رزق تو خود میرسد نزدیک تو ٭ گر بود پوشیدہ زیر کوہ قاف
صورت دلدار صاف آید نظر ٭ از کدورت باشد ار آئینہ صاف
حضرتِ ستار و غفار الذنوب ٭ میکند جرم گنہگاران معاف
در جہان کرد عیان ہر روز و شب ٭ حالتِ ہر انقباض و انکشاف
گاہ باشد پرتو افگن آفتاب ٭ گاہ رو پوشد بکنج اعتکاف
ہند یا صبر و قناعت پیشہ کُن ٭ باش ایمن در مقام لاتخاف

نور الدہر نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز آئی اور نعرہ ہوا کہ منم ہژبر بیشۂ کلنگان صاحبِ سطوت گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پر ور اپنے آقا کو جو اس مصیبت مین دیکھا وہین سے نعرہ کرکے آپڑا دو حملون مین فوج کو تہ و بالا کر دیا نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب تیمار کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے وار اُسکا

روک کر بہ آسانی ہاتھ مار دیا کہ سر تیمار کا اُڑ گیا اہل فوج چند کس باقی رہے تھے وہ ہاتھ باندھ کر سامنے آئے اور بصدق مسلمان ہوے نور الدہر نے طہماس سے حال پوچھا طہماس نے سب حال مفصل بیان کیا اس عرصے مین ارسطوے ثانی بھی آکر پہونچے ارسطوے ثانی آگے بڑھے ہوے کانٹون کو پاک کرتے ہوے جاتے ہین کہ ایک صحرا مین پہونچے چند زاغ و زغن یہ اشعار پڑھتے ہوے سامنے آئے نظم

تجلّو جب مرغوب رنگ ای دلبر آبی ہو گیا
لہلہاتا تھا جو چرخ اخضر آبی ہو گیا +
آشیان سدرہ پہ رہتا مرا مرغ نگاہ
چشم گریان مین مگر رہ کر آبی ہو گیا
پہنی ہین جب دن سے تمنے آبی آبی چوڑیان
رنگ اِن رنگون مین سب سے بہتر آبی ہو گیا
اسمین ماتم ہی کسی لیلی شمائل کا ضرور +
خیمۂ گردون وگرنہ کیونکر آبی ہو گیا +
پڑ گیا اک دن مسی مالیدہ دندان کا جو عکس
انکی بیسر مین جو تھا وہ گوہر آبی ہو گیا
اک ہمین کو میکشی کا ذوق ہی کیا محتسب
دیکھ آنکھین کھولکر زاہد شرابی ہو گیا
ہی ترے عاشق کے غم مین ساری دنیا سوگوار
پیرہن خلق خدا مین گھر گھر آبی ہو گیا
دل مین چٹکی لیکے کھلوادی جو اُسنے میری فصد
خون نیلا ہو کے نکلا نشتر آبی ہو گیا +
مستی ملکر دھوئی ساحل پر جو اُنگلی یار نے
دامن دریا اُسی دم یکسر آبی ہو گیا
تیغ تھی بے شبہہ و شک زہر آلودہ تری
نیلگون ہو کر مرا زخم سر آبی ہو گیا
سینے مین سوزان جو تھا وہ اشک ہو کر بہ گیا
آتشی تھا دل ہمارا کیونکر آبی ہو گیا
حبِ شاہِ تشنہ لب کا کچھ کھلا رنگ ای خضر
گر سیہ جامہ نہ آنسو بہہ کر آبی ہو گیا

اُن طائرون کی آواز سُن کر ارسطوے ثانی ٹھرائے نور الدہر نے دور سے دیکھا کہ ٹھراکر زمین پر گر سے اور زمین مین غائب ہوے تھوڑے عرصے مین طہماس بھی حیران ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا یکایک ایک زاغ گرا طہماس کو بھی اُٹھائے گیا نور الدہر حیران و پریشان کھڑے دیکھ رہے ہین تھوڑے عرصے مین سب ہمراہی غائب ہوے نور الدہر اکیلے رہگئے اور شبرنگ بن عمرو بھی باقی رہگیا کہ یہ واسطے لینے خبر کے ایک طرف روانہ ہوا تھا اس حیرانی مین نور الدہر کھڑے ہوے تھے

کہ قضائے کار جب شاہزادۂ نور الدہر پر اے شکار چلے تھے تو ملکہ شعلۂ جوالہ نے
کہا تھا کہ صاحبو جس طرف آقائے نامدار شکار کھیلنے گئے ہین خدا خیر کرے اُس طرف
صحرائے زاغ منقار دراز ہے وہ عجائب و غرائب مین اپنا مثل نہین رکھتا یقین ہی
کہ کچھ شعبدہ کرے یہ کہکر شعلۂ جوالہ چلی اُس وقت آکر پہونچی کہ سب لشکر غائب ہو چکا
ہی نور الدہر حیران حیران صحرا کو دیکھ رہے ہین دل مین کہتے ہین کہ ابھی تک
شبرنگ بھی پلٹ کر نہ آیا کہ شعلۂ جوالہ آکر پہونچین نور الدہر کو حیران و پریشان
دیکھ کر پوچھا کہ ای شہریار کیا معرکہ گذرا نور الدہر نے سب حال بیان کیا کہ اول
چند زاغ سیاہ آئے اُنھون نے کچھ اشعار پڑھے ارسطوے ثانی غائب ہوے بعد
غائب ہونے ارسطوے ثانی کے طہماس غائب ہوے طہماس کے بعد فرداً فرداً
سب غائب ہو گئے کسی کا نشان نہین معلوم ہوتا یہ سُن کر شعلۂ جوالہ نے عرض کی
کہ کنیز ابھی اُسے حاضر کرتی ہی یہ کہکر آواز دی کہ ای عقاب تیز پرواز ابھی جا کے
زاغ منقار دراز کو لاؤ کہ ایک طرف سے سناٹا ہوا دیکھا کہ ایک زاغ بھاگا ہوا
آتا ہی اور ایک عقاب اُسکے تعاقب مین چلا آتا ہی شعلۂ جوالہ نے پکار کر آواز دی
کہ ای عقاب تیز پرواز اس زاغ منقار دراز کو لینا زاغ بھی پلٹ پڑا عقاب
سے لڑنے لگا لیکن عقاب کے سامنے زاغ کی کیا حقیقت ہی عقاب نے زاغ کو
چیر پھاڑ کے پھینک دیا زاغ کے مرتے ہی صحرا کی صورت تبدیل ہو گئی دیکھا کہ
ایک قصر بنا ہوا ہی باہر سے نور الدہر نے دیکھا کہ سب ہمارے سردار اُسی قصر
مین مقید بیٹھے ہین شعلۂ جوالہ نے قصر مین جا کے اول ارسطوے ثانی کو رہا کیا
ارسطوے ثانی نے طہماس وغیرہ کو چھڑایا سب فوج والے چھوٹے مگر زاغ کا لاشہ
ہوا پر اُڑتا ہوا چلا یہان بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا تھا کہ دیکھا یکایک
لاشۂ زاغ منقار دراز آکر پہونچا اور بیرون نے غل مچایا کہ ای خداوند زاغ
مارا گیا طلسم کشا اپنے لشکر مین پہونچ گئے بقراط ثانی نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ہمکو
یہ یقین تھا کہ زاغ منقار دراز سب کو پامال کریگا مگر زاغ کی کاؤن کاؤن نہ چلی

یہ کہکر اسنے پھر زانو پر ہاتھ مارا ایک تراقہ ہوا تمام قصر سیاہ ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل جوڑا بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن ظاہر ہوئی آواز دیتی ہوئی سنم روشن عذار ہمشیرۂ قمر عذار بقراط ثانی نے کہا کہ ای روشن عذار مزاج تمھارا کیسا ہی روشن عذار نے کہا کہ قدرت کی ترقی کی دعائین کیا کرتی ہون بقراط ثانی نے کہا کہ ای روشن عذار دو نر سینۂ طلسم کشا لشکر سے اپنے پیچھے ہین اور لشکر کے آگے شعلہ جوالہ ہی پہلے جاکر شعلۂ جوالہ کو لو پھر ارسطوے ثانی سے مقابلہ پڑیگا ان دونون کے بعد طہماس ملیگا اُن کے بعد طلسم کشا ہین یہ سُنکر روشن عذار چلی شعلۂ جوالہ وارسطوے ثانی آگے بڑھے ہوے جاتے ہین روشن عذار نے سحر کیا کہ ارسطوے ثانی وشعلۂ جوالہ غرق زمین ہوگئے مگر آواز دی کہ ای شہریار لونڈی اور غلام کو بچائیے نور الدہر گھوڑا چمکا کر آئے دیکھا دونون غرق زمین ہو چکے ہین مگر پہلو سے رونے کی آواز آتی ہی نور الدہر نے پکار کر آواز دی کہ ای شعلۂ جوالہ تم کس مقام پر ہو مگر روشن عذار بالاے قلعہ کہ ایک کوہ پر واقع ہی آکر ٹھہری اور اُس قلعہ کے اوپر سے بیٹھی دیکھ رہی ہی کہ ایک جوان ماہ رخسار قمر عذار گھبرایا ہوا دوڑتا پھرتا ہی روشن عذار جمال جہان آرا کو دیکھ کر گھبرا گئی پیشانی پر پسینہ آیا جی مین کہتی ہی کہ یہ انسان ہی یا فرشتہ کبھی جمال جہان آرا کو دیکھتی ہی کبھی سلاح طلسمی پر نظر ہی کہ سپر پشت پر مثل قرص قمر تیغۂ ہلالی زیب کمر خنجر کمر سے لگا ہوا اگر سپر سے ظاہر ہی کہ یہ سپر براے طلسم کشا سینہ سپر ہی شمشیر پُر جوہر خنجر کا خم براے دشمن حلقۂ ماتم سکتہ ہو گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا گھبرا کر گر پڑی ہاتھ پاؤن مار رہی ہی لیکن شاہزادۂ نور الدہر اُسی پریشانی مین براے رفقا حیران ونالان پھر رہے ہین روشن عذار کو جب ہوش آیا پہاڑ کے اوپر سے اُتر آئی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار خیر تو ہی آپ کسے تلاش کرتے ہین اصل کیفیت یہ ہی نظم

ہی نگاہ وابرو و مژگان چشم یار کج
کیا ہی منہ کرتا ہی ٹیڑھا دیکھتا ہی جب مجھے
کج ادائی یار کی مجکو گوارا ہی دلا
وہ گئے دن جو ہمیشہ مجھسے سیدھی آنکھ تھی
پھر گئے بندے تو برگشتہ نہ ہو کیونکر خدا
راستی کا نام بھی اس شہر مین سنتے نہین
ہین کجی مین مردم کج طبع بھی کتّے کی دُم
ہی مساوی اہل دنیا کی کجی و راستی
تانے ہی ذرات سر جنگ حوادث آسمان
سرو تک بستان عالم مین نہ پاے راستی
ظاہر و باطن مین ہی یان یون کجی و راستی
دامن نظارہ بھی ناسخ اُلجھ کر چھٹ گیا

فوج کج مج سی نہو کیونکر کہ ہی سردار کج
کردے یارب روے دشمن لقوے کا آزار کج
پر غضب یہ ہی کہ اب رہنے لگے اغیار کج
جب نہ تب مین اینٹھ پاتا ہون نگاہ یار کج
دیکھی مسجد خانہاے خلق سے سو بار کج
کیون نہون سب لکھنؤ کے کوچہ و بازار کج
راست اُنکو کیجیے سو بار ہون سو بار کج
راست ہین جیسے اگر دو چار تو دو چار کج
سر پھرا ہی سرکشو رکھتے ہو کیون دستار کج
کیا اچنبھا ہی ہوے مجھسے جو اور اشجار کج
راست ہی اندر سے گھر باہر سے ہی دیوار کج
گرد چشم نرگسی کے ہین مژہ کے خار کج

پھر کہا ای شہریار اپنے سردارون کو آپ چاہتے ہین ابھی حاضر کرون نور الدہر نے کہا تمھاری مہربانی اُنھین کے واسطے بیقرار ہون یا تو ابھی پھر رہے تھے یا دفعۃً غائب ہو گئے روشن عذار نے ایک دستک دی شعلۂ جوالہ و ارسطوے ثانی دونون سردار اِن کے زمین سے نکلے روشن عذار نے کہا اب رخصت ہوتی ہون وقت پر حاضر ہونگی آئی تھی کہ آپ کے لشکر کو برباد کرون مگر خود اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی اسوقت میرا حاضر رہنا بہتر نہین یہ کہکر روانہ ہوئی نور الدہر اپنے سردارون کو ہمراہ لیکر لشکر مین آئے سکندر ثانی سے یہ سب ذکر کیا سکندر نے کہا کہ آپ صاحب نصیب ہین ایسے نہ ہوتے تو اس خارستان کی فتح پر کیونکر دست انداز ہوتے اگر روشن عذار سرکار پر نہ مائل ہوتی تو لشکر کو تباہ کر دیتی سوا غلام کے روکے اور کسی سے نہ رُکتی نور الدہر نے شبرنگ بن عمرو کو حکم دیا کہ ایک خیمہ علیحدہ استادہ کرو اُسمین جلسہ آراستہ ہو شبرنگ نے کنارے پر لشکر کے آگے ایک

خیمہ استاد کیا اب اُس مین نور الدہر داخل ہوے شبرنگ کو سامنے بٹھا لیا
شبرنگ بن عمرو سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

آسمان حسن وہ مہ پارہ ہی + خال ثابت مردمک سیارہ ہی
ماہ کو جسنے دو پارہ کر دیا دل کے ہر پارہ مین وہ مہ پارہ ہی
مین وہ گریان ہون کہ بعد از مرگ بھی ہر منارہ روضے کا فوارہ ہی
اشتیاقِ نامۂ محبوب مین اب مصاحب ڈاک کا ہرکارہ ہی
کیا سُنہرا رنگ ہی محبوب کا تار زر اب شیشۂ نظارہ ہی
پھرتی ہی نوبت مرے قدمونکے ساتھ پانوٗن کا ہر آبلہ نقارہ ہی +
ہو گیا طفلی مین وہ عاشق مزاج ہاتھ مین سیپارہ دل صدپارہ ہی
گردن گلچین پہ ہی بلبل کا خون پیٹھ پر پھولون کا گر پشتارہ ہی
بعد مدت سو گیا ہون چین سے یہ جنازہ ہی دیا گہوارہ ہی
روح تو رہتی ہی کوے یار مین دشت مین گو مشت خاک آوارہ ہی
ساتھ رندونکے پلا ساقی شراب روزہ خواری کا یہی کفارہ ہی
ایک جا زر کو نہین ہوتا قرار جو درم ہی اک فلک سیارہ ہی
طفل بھی روتے ہین تیری یاد مین صورتِ دولاب ہر گہوارہ ہی
کوہکن کے زخم سے ہی جوش خون کیا ہی جوش شیر مین فوارہ ہی
کیا گلِ صدبرگ دیکھون ہجر مین ناخنِ غم سے جگر صدپارہ ہی
مرگ پر ناسخ نہ کیون آمادہ ہو ہجر مین ناچار یہ بیچارہ ہی +

صحبت عیش و عشرت آراستہ ہی شبرنگ بن عمرو بیٹھا گا رہا ہی نور الدہر بلا تکلف
بیٹھے ہوے گانا سُن رہے ہین کہ یکایک روشنی ہوئی دن سے بہتر معلوم ہونے لگا وسط
خیمہ مین روشن عذار ظاہر ہوئی خرامان خرامان قریب آکر بیٹھی کہا ای شہریار
آپ سے ملاقات کرکے جو گئی تو بقراط ثانی نے پوچھا کہ ای روشن عذار کیا کیا مین نے کہا
مین گئی تھی لشکر طلسم کشا نہین ملا اب پھر براے تلاش جاتی ہون اب اگر لشکر ملیگا

تو تباہ کرونگی ای شہریار اب جاکر کیا حیلہ کرون نور الدہر نے کہا کہ جو مناسب ہو وہ حیلہ کر دینا روشن عذار چند ساعت صحبت مین ٹھہری نور الدہر سے رخصت ہو کے بقراط ثانی کے پاس پہونچی بقراط ثانی نے پوچھا کہ کیون ای روشن عذار تمنے جاکر کیا کیا روشن عذار نے گھبرا کر پھر وہی کہا کہ مین گئی تھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کرون مگر کہین مجکو نہ ملا اب پھر جاکر تلاش کرونگی بقراط ثانی نے غصے سے کہا کہ ای روشن عذار ایسے حیلے نہ کرو ہم تمھارے حال سے بخوبی واقف ہین جسوقت چاہین گرفتار کرلین مگر ہمکو خیال ہی کہ جب ثابت ہو تب گرفتار کرین یقین ہی کہ تمنے طلسم کشا سے ملاقات بھی کی ہمکو تمھاری باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تمنے طلسم کشا سے ضرور میل کیا روشن عذار اُٹھی کہا کہ یا خداوند کنیز جاتی ہو میرے ملنے کا حال خداوند پر ثابت ہوگا بقراط ثانی نے کہا کہ ای روشن عذار ٹھہر جاؤ ہم تمھارا علاج کرتے ہین روشن عذار ٹھہری بقراط ثانی نے اشارہ کیا کہ مُنھ سے زبان نکالو روشن عذار کا رنگ رو تو اُڑ گیا مگر زبان نکالدی مجبور ہوئی سوچی کہ اگر اسکا حکم نہ بجالاؤنگی تو یہ سحر کریگا مین اسکے سحر سے سر بر نہین ہو سکتی جیسے ہی اس نے زبان نکالی بقراط ثانی نے زبان مین سوزن دی کنیزون کو پکارا کہ اسکو لیجا کر قید کرو کنیزون نے جو تامل کیا بقراط ثانی نے کہا کہ صاحبو تمکو اسکا حال بھی معلوم ہی اسنے طلسم کشا سے میل کیا اور وعدہ کر کے آئی تھی کہ مین جاکر قدرت سے لوح کا حال دریافت کرونگی چند کنیزین روشن عذار کے ساتھ کی بھاگین کہ جاکر نور الدہر سے حال بیان کرین نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی حاضر خدمت ہین کہ کنیزان روشن عذار روتی ہوئی آئین عرض کی کہ ای شہریار روشن عذار قید ہوگئین یہ سُن کر نور الدہر نے شبرنگ کو حکم دیا کہ ای شبرنگ جاکر جستجو کرو شبرنگ اُسی وقت روانہ ہوا مگر قصر ہشت پہل مین جانا نہایت دشوار ہی گرد قصر چرخ مارتا پھرتا ہی مگر بقراط ثانی جو شب کو فرش خواب پر آیا کنیزون سے کہا کہ جاکے روشن عذار کو لاؤ کنیزین اُسی وقت گئین اور

قفس روشن عذار کا لائین اور لاکر سامنے بقراط کے رکھا صرف اُس وقت اس مقام پر بقراط ثانی اور قفس روشن عذار ہی بقراط نے دیکھکر آواز دی کہ کیون ای روشن عذار اب کیا کہتی ہو اسی قید مین مار ڈالونگا اب قید سے رہائی نہ پاؤگی جو حرکات تمنے کیے وہ مین نے آنکھون سے دیکھے کہ پہلوے طلسم کشا مین جاکے بیٹھین اور وعدہ کر کے آئین کہ مین حال لوح دریافت کر کے آؤنگی تمنے دیکھا کہ ہم نے تمھین کس طور سے گرفتار کر لیا روشن عذار نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے بقراط ثانی نے کہا کہ او بے وفا جواب نہین دیتی قدرت نے تیرے ساتھ کیا کیا احسان کیے اور تو نے اُسکا بدلہ یہ کیا مین تجکو اُسی وقت قتل کرتا مگر تامل کیا یہ کہکر قفس کھول دیا کہا ای روشن عذار نکلو روشن عذار جو قفس سے نکلی بقراط ثانی نے چاہا کہ دست درازی کرون روشن عذار نے ہاتھ بقراط کا جھٹک دیا کہا یا خداوند بہتر یہ ہی کہ میری زبان سے سوزن نکالیے تو مین اپنے قابو مین ہوکے نکل جاؤن ورنہ تڑپ تڑپ کر جان دونگی آپ کو کیا نفع ہوگا بقراط نے زبان سے سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی روشن عذار تڑپ کر الگ ہوئی بقراط نے کہا کہ او بے وفا کہان جاتی ہو روشن عذار نے پلٹ کر کہا کہ او شیطان دشمن خدا اپنی صورت تو بنا تب ایسا ارادہ کر اب مین جاتی ہون اپنے کو خدمت مین اُس شہریار کی پہونچاؤنگی کہ جسکے خوف سے تو کانپا کرتا ہی یہ کہکر تڑپکر قصر سے نکلی بقراط ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ای جستجوے جادو لینا یہ جانے نہ پائے ایک جادوگر مہیب بشکل عجیب وغریب پہلوے قصر سے پیدا ہوا اور روشن عذار پر جا پڑا زیر قصر آکر ہاتھ ہلایا روشن عذار گری جستجو نے چاہا کہ دوڑکر پکڑلون کہ پہلو سے آواز آئی ای جستجوے جادو ذرا تامل کرو ٹھہر جاؤ یہ منظور نظر خداوند ہین جستجو نے پلٹ کر دیکھا کہ پہلوے قصر سے ایک مہ جبین دل آرام وخود کام چلی آتی ہی اور مسکرا مسکرا کر کہہ رہی ہی کہ خبردار قتل نہ کرنا جستجو نے ہنس کر کہا کہ ای مہ جبین تیرا کیا نام ہی تیری باتون سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی کیا قدرت نے منع کیا ہی مفصل تو معلوم ہو

کہ باعث منع کرنے کا کیا ہی یہ وہ ہی کہ جسنے قدرت کے حکم کی نافرمانی کی مجکو قدرت نے آواز دی کہ ای جستجو لینا تب مین نے یہان آکے اسکو بیہوش کیا مین امیدوار ہون کہ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کیجیے اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ میرا نام تو دل پر کندہ ہوگا کون ایسا بندہ ہی جو قدرت کو نہ پہچانتا ہوگا مین نے ہزار مرتبہ قدرت کو دیکھا اور احکام بھی سُنے اور جسکا کتاب احکام نام ہی وہ ہمارے سامنے لکھی گئی جو جو فرشتے اُسکی حفاظت کو مقرر ہین وہ سب میرے پاس آتے ہین میرا نام نہ پوچھو میرے قریب آؤ تو مین مفصل نشان اپنا بتاؤن تم ہنستے کیون ہو تمھاری ہنسی سے مجھے خوف آتا ہی آنکھون مین کھائے جاتے ہونگا ہون سے تیری قدرت بچائیمین کوئی بھی مرد وا ایسا ڈھیٹ ہی کہ آنکھ مین شرم و لحاظ کا نام نہین ہنسے دیتا ہی کیا باتون مین آبرو لینا ہی قدرت سے فریاد کرونگی کہ میان جستجوے جادو مجکو نگاہونین کھائے جاتے تھے بس اب سر جھکا کو نگاہ نہ ملاؤ دیکھو مین اب پکارتی ہون یہ کہکر آواز دی کہ یا خداوند دوڑیے اس ظالم کے ہاتھ سے مجکو بچائیے اس طرح کی باتین اُس نازنین نے کین اور گنگنا کر یہ اشعار بھی گانے لگی نظم

دَورِ حُسنِ یار نے عالم دکھایا کال کا + سیکڑون عاشق ہین سائل ایک دانہ خال کا

ہی تصور جب سے آنکھونمین کسی کی چال کا + میری پلکون مین ہی عالم سبزۂ پامال کا

آدمی کو عشق نازیبا ہی زلف و خال کا + جانور ہوتا ہی قیدی دانے کا اور جال کا

جب سے نظرونمین سمائی ہی کمر ایذا مین ہون + رنج دیتا ہی بہت آنکھونمین پڑنا بال کا

حیلہ ہو موے پیمبر کی زیارت کا اِنھین + زاہدونکو عشق ہی تیری کمر کے بال کا

ہی بجا گر دیدۂ تر سے چلے آتے ہین اشک + ہون مین دیوانہ نہ کیونکر ہو ہجوم اطفال کا

وصل ہی یان آج بھی ہی عید کل بھی عید ہی + کیا شبِ فرقت مین ظالم طول تھا اک سال کا

وہ گلے لگتا ہی اُس دن اسلیے کرتے ہین عید + سارے عزّون سا وگرنہ غرہ ہی شوال کا

چہرۂ تابان نظر آتا ہی جبین زلف سے + چشمۂ خورشید ہی چشمہ ہر اک اس جال کا

اہلِ دنیا سے تبرا مثل ناسخ ہی مجھے + بس دلا کافی تولّا ہی نبیؐ کی آل کا +

یہ اشعار پڑھ کر دونون ہاتھ گورے گورے بڑھائے کہ جس مین حنا ملی ہوئی ہی ہاتھ بڑھا کر
کہا کہ دیکھو طائر رنگ حنا گرفتار ہی ذرا ادھر آکر ایک تماشا دیکھو نیولے اور سانپ آپسمین
لڑرہے ہین نیا تماشا ہی جستجو جھپٹ کر قریب آیا کہا صاحب کہان ہین نازنین نے ہنسکر
کہا کہ وہ دیکھو سانپ نے نیولے کو کاٹا نیولہ لڑکھڑاتا ہوا جاتا ہی سامنے جو درخت ہی
اُسکی پتی جاکر کھائیگا پھر ہوش آجائیگا جستجو نے مُنھ پھیر کر کہا کہ کہان نازنین نے کمر سے
خنجر نکالکر مارا کہا دیکھو اب سوجھا یا اب بھی نہین سوجھا خنجر پڑا جستجو کا شکم چاک قصہ
پاک ہوا جیسے ہی جستجو مرا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دفع ہوئی اور
آواز آئی کشتی مرا نام من جستجوے جادو بود روشن عذار اُٹھی اور پکار کر کہا کہ
ای عیار طرار ماشاءاللہ کیا کار نمایان کیا ہی تم خوب وقت پر آئے ورنہ یہ ظالم مجکو
بقراط ثانی کے پاس لے جاتا شبرنگ بن عمرو نے کہا کہ کل سے گرد قصر کے پڑا
پھر رہا تھا قصد کرتا تھا کہ اندر جاؤن مگر حوصلہ نہین پڑتا تھا اسوقت مطلب نکلا
روشن عذار نے کمر مین شبرنگ کی پنجہ دیا لے اُڑی یہان بقراط ثانی اپنے قصر
مین بیٹھا تھا کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من جستجوے جادو بود زانو پر ہاتھ
مارا قصر سے سر نکال کر دیکھا کہ جستجو کا لاشہ تڑپ رہا ہی حیران ہی کہ عیار کیونکر پہونچا
کیونکر جستجو کو مار لیا معلوم یہ ہوتا ہی کہ وقت پر موجود رہتے ہین ای سرشار بلند رکاب
تم حاضر ہو ایک ساحر سیہ فام پہلوے قصر سے حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آیا کہا یا خداوند
کیا ارشاد ہوتا ہی بقراط ثانی نے بیقرار ہو کر کہا کہ روشن عذار شبرنگ عیار کو
لیے ہوے جاتی ہی اسے لینا جانے نہ پائے سرشار بلند رکاب چلا قریب لشکر
روشن عذار پہونچ چکی ہی کہ کان مین آواز مہیب آئی کہ ای روشن عذار خبردار
آگے نہ بڑھنا منم مشیر قدرت روشن عذار نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام
بدانجام جھپٹا ہوا آتا ہی روشن عذار نے جھپٹکر موتیون کا مالہ مارا اگر اُس ساحر
نے ہاتھ مار دیا موتیون کا مالہ ٹوٹ کر گرا اور جھولی سے گولہ نکال کر مارا روشن عذار
نے اُس گولے کو کاٹا اور سحر اُسکا دفع کیا مگر بھاگی ہوئی جاتی ہی سرشار چاہتا ہی کہ

جھپٹ کر پکڑلون قضاے کار نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ دنناٹے اور سناٹے کی آواز کان مین آئی گھبرا کر کہا کہ کوئی ساحر لڑ رہا ہی نجم اختر شناس اُٹھا اور باہر نکل کر دیکھا کہ روشن عذار بھاگی ہوئی آتی ہی سحر کرتی جاتی ہی مگر ایک ساحر پشت پر سحر دفع کرتا ہوا جھپٹا ہوا آتا ہی شبرنگ بن عمرو پنجہ مین روشن عذار کے دبا ہی مگر روشن عذار کو یہ بھی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو پنجے سے شبرنگ بن عمرو چھوٹ جائے تو یہ ہلاک ہوجائیگا ہر مرتبہ بھاگتی ہی نجم اختر شناس جھپٹ کر قریب روشن عذار آیا شبرنگ کو اسکے پنجے سے لیا کہا کہ تم بھاگو مین نکل آؤنگا سرشار نے جو دیکھا کہ نجم اختر شناس واسطے روشن عذار کے سینہ سپر کیے ہوے آتا ہی اسنے گولہ مارا وہ گولہ قریب نجم آکر پھٹا اُس گولے سے دھوان نکلا نجم اختر شناس جھومنے لگا شعلۂ جوالہ نے جو دیکھا کہ نجم لہرایا ایسا نہ ہو کہ گر پڑے شعلۂ جوالہ تڑپ کر گری قصد ہوا کہ سرشار کو مارلون مگر سرشار بلاے روزگار ہی شعلۂ جوالہ نے چاہا تھا کہ شبرنگ کو پنجے سے نجم کے لیکر بھاگون مگر سرشار کب مہلت دیتا ہی سحر کی بوچھار کر رہا ہی شعلۂ جوالہ کو بھی اپنے رنگ مین پھنسایا ہر چند کہ نجم کا حال ابتر ہی مگر شبرنگ کو نہین چھوڑتا کہ پہلو سے سناٹا ہوا اور آواز آئی ای سرشار نہ گھبرانا منم ہوشیار بلند پرواز اگر ہزار ایسے ہونگے تو مین لڑلونگا قریب آکر گلے سے طوق آہن اُتارا یا خداوند بقراط ثانی کہکر پھینک مارا ایک طوق آہن گران گلے مین نجم اختر شناس کے پڑا اور ایک گلے مین شعلۂ جوالہ کے پڑا ہوشیار نے چاہا کہ دونون کو گرفتار کرلون مربع نشین تڑپ کر گری دونون کے طوق کاٹے چاہا کہ لے نکلون لیکن سرشار و ہوشیار دونون ملے ہوے سحر کر رہے ہین مربع نشین بھی مبہوت ہوئی جھومنے لگی شعلۂ جوالہ و نجم و مربع نشین تینون جھوم رہے ہین نکل نہین سکتے جب زیادہ دنناٹا اور سناٹا ہوا اسکندر ثانی بارگاہ سے نکل آئے یہ معرکہ دیکھا کہ دو ساحرون نے شعلۂ جوالہ و نجم و مربع نشین کو مبہوت کیا ہی اب تلوار کھینچ کر بڑھے ہین کہ قتل کرین اِن تینون کے قتل کا ارادہ ہی

دعائین کر رہے ہین کہ ای پروردگار ہمارے افسروں کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے ای کریم و رحیم تجھپر تجھ بی ظاہر ہی نظم

در محبان باعث رنج و نزاع
هر که پشت نفس سرکش را شکست +
هست ملک و دولت و مال و متاع +
او بهادر پهلوان است و شجاع +
زینت دنیا است عزّ و جاه و مال
دولت و اقبال و فخر و ارتفاع
علم هم کرده عطا پروردگار
داد بر هر راز پنهان اطلاع
نسخهاے تازه تازه کن رقم
مشتهر کن عمده عمده اختراع
بر سرت پیک اجل حاضر شود +
ناگهان چون بے خبر بے اطلاع
جان دهی بر بستر درماندگی
با هزاران عجز ای مرد شجاع
گردد از هر چار سو غوغا بلند
الوداع و الوداع و الوداع
بندگی کن بندگی کن بندگی +
حق نمی خواهد بغیر از اتباع
گوش کن هندی کلام وعظ و پند
باز تا باشد ترا گوش سماع +

سکندر ثانی نے جو یہ معاملہ دیکھا آواز دی کہ ای سرشار و ہوشیار اپنی جان کو غنیمت جانو بھاگ کر نکل جاؤ جان بچا کر ٹل جاؤ ورنہ ایک لمحہ مین تمھارا کام تمام ہوگا ہمارے قید ہوتے ہی ایسے آپ سے باہر ہوے کہ ہمارے ساتھ والون سے یون لڑ رہے ہو جسکے بھروسے پر جنگ کرتے ہو اُسکا بھی وقت مرگ قریب آتا ہی خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے وہ ہی اُسکے قاتل ہین طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا اُس سے پوچھنا کہ اب کہان جائیگا انشاء اللہ تعالے لوح کا بھی پتہ ہم کو ملا چاہتا ہی ہوشیار نے جھلا کر آواز دی کہ ای سکندر ثانی یہ خداوند کی بیوقوفی تھی کہ تجکو قید کیا قتل نہ کر ڈالا یہ سُنتے ہی سکندر ثانی نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق تڑپ کر گری کہ دونون کے سر اُڑ گئے بقراط ثانی قصر ہشت پہل پر کھڑا ہوا یہ سب معرکہ دیکھ رہا تھا برق کی چمک جو اُسنے دیکھی کہا یہ علامت سحر سکندر ثانی ہی اسکو کون روک سکیگا کہ یکایک کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرشار بلند رکاب

دہوشیار باشند پروا از جادو بود بقراط ثانی نے زانو پر ہاتھ مارا کئی سو افسر جو گرد کھڑے تھے اُن کے چہرے سفید ہو گئے کہا یا خداوند اسکی تدبیر کیجیے ساحر تو لشکر طلسم کشا پر نہین جا سکتا کیسے کیسے ساحر جمع ہوتے جاتے ہین بقراط ثانی نے کہا کہ جس دن مین سحر کرونگا سکندر ثانی کو دیوانہ کرونگا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرسکے مگر حقیقت مین مین نے بڑی غفلت کی کہ سکندر کو قتل نہ کر ڈالا کتاب سوانحات مین مین نے خود لکھا ہی کہ سکندر ثانی کو طلسم کشا رہا کریگا مگر ایسے پردے غفلت کے پڑے کہ یاد نہ آیا کہ حکم قتل سکندر دون سنہ بھی مین نے بمقدمہ رہائی لکھا تھا مگر جو تقدیر کر چکا اُسکا ظہور ہوا ساحرون نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو ہم سب بلوہ کرکے جا پڑین بقراط ثانی نے کہا کہ ابھی بلوے کا وقت نہین ہی لوح مین نے ایسے مقام پر رکھی ہی کہ اب ملنا مشکل ہو اُن سب سردارون مین دختر مواج لطمہ زن گرداب کشتی نشین بھی موجود ہی اسنے کہا کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو سب کو جا کر ڈبو دون بقراط ثانی نے کہا کہ جو جس سے ہو سکے وہ تامل نکرے مین وقت پر مدد کو آؤنگا گرداب کشتی نشین چار سحر کنیزون کو ساتھ لیکر برائے بربادی لشکر طلسم کشا چلی رات کو آکر پہاڑ پر ٹھہری یہان سکندر ثانی ان سب سردارون کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے روشن عذار بھی ظاہر ہو کر شریک ہوئی مگر بارگاہ مین جو آکر بیٹھی اور جلسہ آراستہ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہچکی لگ گئی طلسم کشا نے پلٹ کے پوچھا کہ کیون ای روشن عذار اب کیا قلق ہی عرض کی ای شہریار اس وقت آراستگی جلسہ دیکھ کر کنیز کو مادر مہربان یاد آئین ملکہ مشعل روشن مزاج کہ نہایت نازک مزاج ہین جس وقت بقراط ثانی اُنسے پرسش کریگا کہ بیٹی پہ یہ کیا معرکہ گذرا وہ کیا جواب دے سکین گی یقین ہی کہ اپنے کو ہلاک کرین آرزو ہی کہ جا کر اُنسے تنہائی مین ملون اور اُن کو سمجھا کر نکال لاؤن سکندر ثانی نے کہا کہ ای روشن عذار اگر تم جاؤگی تو کوئی اُفتاد پڑیگی بہن تمھاری قمر عذار تمھاری جستجو مین نکلی ہین کیوان حصار مین جاؤ وہان بہن سے ملاقات ہوگی جو پیغام چاہو مان کے

پاس بھیجو مگر ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کوئی دشمن آجائے بہن کا نام سُنکر روشن عذار
بہت روئی مگر گھبرا کر محفل سے اُٹھی صحرائے کیوان حصار کی طرف روانہ ہوئی مگر
جس وقت صحرائے کیوان حصار مین پہونچی تو بیقرار ہو کے بہن کو پکارتی پھرتی تھی
قمر عذار کہ ایک گوشے مین بیٹھی تھی حیران تھی کہ بہن سے کیونکر ملاقات کرون کہ بہن
کی آواز جو کان مین آئی بیقرار ہو گئی پکار کر آواز دی کہ اس صدا کے صدقے مین
یہان حاضر ہون روشن عذار جھپٹ کر آئی دونون بہنین لپٹ کے رونے لگین
قمر عذار کہتی تھی کہ کیون بہن اب تم ہم سے چھوٹین روشن عذار جواب دیتی تھی
کہ بُوا کیا کہین دل سے ناچار ہوے کہ سامنے سے غبار اُڑا ایک ساحر موسوم بہ
خاکسار غبار انگیز مشیر بقراط ثانی یہ سب معرکے سُن کر نکلا تھا اِس نے آواز دی
کہ ای روشن عذار و قمر عذار چلو تمکو قدرت نے بلایا ہی روشن عذار نے کہا
کہ بُوا دیکھو یہ ساحر بے ادبی کرتا ہی قمر عذار نے کہا کہ ای خاکسار تو کیون ہم کو
ستاتا ہی جدھر سے آیا ہی اُدھر چلا جا ہمارے مقدمے مین دخل نہ دے یہ کہکر قمر عذار
نے کچھ سوکھے ہوے ہار جو ہاتھون مین پڑے تھے وہ پھینک مارے ایک غبار اُڑا وہ
غبار خاکسار کی طرف چلا خاکسار نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ غبار ان دونون کے
قریب آیا دونون گھبرا کے اُٹھین غبار جو مُنھ پر پڑا دونون بیہوش ہو گئین خاکسار
نے آکے دونون کی زبان مین سوزن دی مشکین باندھ لین کشان کشان لے کر چلا
منظور ہی کہ بخدمت بقراط ثانی لے جاؤن دونون کی جو آنکھ کھُلی دل دھڑکنے لگا اور
دعائین مانگنے لگین کہ ای خالق بے نیاز و ای ربِّ کارساز وقت مدد ہی تو بخوبی ہمارے
حال و آل سے آگاہ ہی کہ طلسم کشا کے شریک ہوے اور اعتقاد ہمارے ٹھیک ہوے نظم

گہے پردہ نشین کنج وحدت +	گہے بے پردہ در بازار کثرت
گہے عابد بسجدہ سر نہادہ +	گہے معبود محراب عبادت +
گہے مفلس گدا و زار و محتاج	گہے سلطان بتاج ملک و دولت
گہے سرگرم بزم عشرت و عیش +	گہے پابند زندان مصیبت +

گہے عارف بعرفانِ الٰہی	گہے قاضی بہ احکامِ شریعت
گہے در رنج و غم مغموم و محزون	گہے خرسند در جشنِ مسرت
گہے در حالتِ غم سینہ صد چاک	گہے سر در گریبان از ندامت
گہے در بزم جلوت جلوہ دادہ	گہے رو پوش اندر کنج خلوت
ز ہر صورت خدا صورت نماید	نقاب از چہرۂ انور کشاید

خاکسار دونون کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی یہ دونون شاہزادیان پروردۂ ناز و نغم اُنپر یہ رنج والم کہ ایک ساحر کریہ صورت گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی اور زبان سے کلمات سخت کہتا ہی دونون شاہزادیان اپنی جان سے بیزار ہین چاہتی ہین کہ ہمکو قتل کر ڈالے مگر کلمات سخت دسست نہ کہے لیکن خاکسار بدزبان اپنی حرکات سے باز نہین آتا مگر مشعل نازک مزاج نے یہ خبر مفصل پائی کہ روشن عذار نکل گئی قلب پر قلق ہوا کنیزون سے پوچھا قمر عذار کہان گئی کنیزون نے کہا واری سوتے سوتے اُٹھین گوشے مین بیٹھ کر خوب روئین یہ کہکر گئی ہین کہ مین اسوقت طرف صحراے کیوان حصار کے جاتی ہون مشعل نام کیوان حصار سُنکر بہت بھڑکی کہا لو غضب ہوا کمبخت کہان جا کر پھنسی ہی ارے ذرا آئینۂ سکندری تو اُٹھا لاؤ کنیزین آئینہ اُٹھا کر لائین اُسمین مفصل دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام و بدانجام دونون بیٹیون کو گرفتار کیے لیے جاتا ہی اور یہ دونون بھڑک رہی ہین منتین کرتی ہین کہ ای خاکسار ہمنے تیرا کیا لیا ہی کیون ناحق کو ہمکو ستاتا ہی ہمارے ستانے سے کیا ہاتھ آئیگا ہمکو قتل کر کے بہت پچتائیگا اور وہ ساحر کہتا ہی کہ میرا وصل تم دونون قبول کرو قمر عذار جواب دیتی ہی کہ او بے حیا ایسے کلمات زبان سے نہ نکال ہمکو قتل کر تو بہت بہتر ہی ہم مشعل نازک مزاج کی بیٹیان ہین ہمیشہ مان کو ہماری دربار سکندر مین بھی آبرو ملی بقراط نے بھی سرفراز کیا تو وہ ساحر ہاتھ اُٹھاتا ہی کہ طمانچہ مارون روشن عذار کا بلکنا قمر عذار کا پھڑکنا یہ جو سب آئینہ مین دیکھا دل بقرار ہو گیا سر زمین پر دے مارا چیخین مار کر رونے لگی کنیزون نے آکر گھیر لیا پوچھتی تھین کہ کیون

ملکۂ عالم خیر تو ہی اسقدر بیقراری کا کیا باعث مشعل نے کہا کہ وہ مصیبت دیکھی کہ دلکو
تاب باقی نہ رہی جی چاہتا ہی کہ اپنے کو ہلاک کر دون مگر اب جو کچھ ہو اُن بدنصیبونکو جاکر
آفت سے نکالون جس طرح ہو سکے چھڑا دون بعد اُسکے جیسا کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا
بے آبروئی ہمسے نہ اُٹھائی جائیگی ایک ساحر ذلیل ہمارے گھر کے خادمون سے
بدتر وہ ہماری بیٹیون پہ یہ بدعت کرے اور ہم آنکھون سے دیکھین ہمسے اب صبر
نہین ہو سکتا خواہ بقراط قتل کرے خواہ چھوڑے سرکار بقراط مین تو ظلم اور
بدعت کا وقت ہی نیک و بد کی پرسش نہین یہ کہ کر روتی ہوئی طرف صحراے کیوان جھاڑ
کے چلی مگر جو معرکہ آنکھون سے آئینۂ سکندری مین دیکھا ہی وہ آنکھون کے نیچے
پھر رہا ہی یہان خاکسار دونون کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی نصف صحرا طے کر چکا ہی
دہان پر آکے شیطنت دل مین سمائی روشن عذار سے کہا کہ اب میرا وصل قبول کرو ورنہ
قتل کردونگا زندہ نہ چھوڑونگا روشن عذار نے کہا مین تو مبتلاے محبت السلم کشا ہون
مین تجھ ایسے گندہ دہن کو کیا قبول کرونگی قمر عذار نے جو یہ دیکھا کہ بہن کی عصمت
لینے کا ارادہ کرتا ہی بلبلا کر روئی کہ ای خالق بے نیاز میری بہن کو اس ظالم کے ہاتھ
سے بچالے یہ ملعون بدعت پر آمادہ ہی تیرا فضل و کرم زیادہ ہی یہ کہ کر جو روئی پہلو سے
آواز آئی کہ او خاکسار کیا ستم کرتا ہی منم مشعل نازک مزاج خاکسار نے پلٹ کے
دیکھا کہ ملکہ مشعل بھڑکتی ہوئی آتی ہین دسون اُنگلیان مثل پنجشاخے کے روشن ہین
منھ سے دھوان نکلتا ہو اللکار کر چاپڑین آواز دی کہ او بے حیا تیرا ابھی یہ منھ ہی
کہ ان صاحبزادیون سے وصل کرے مقابلہ تو کر تجکو مثل ہیزم خشک جلا دونگی خاکسار
ہی خاک مین ملا دونگی خاکسار نے کہا کہ ای مشعل تم دشمن خداوند ہو الگ رہو
ایسا نہ ہو قہر خداوندی نازل ہو مشعل نے کہا کہ تو کیا ہی اور تیرا خداوند کیا ہی
خاکسار نے غبار اُڑایا مشعل نے منھ سے دھوان چھوڑا غبار متفرق ہوگیا ابتو
مشعل نے ہاتھ ہلا کر نعرہ کیا کہ منم مشعل نازک مزاج او نابکار دیکھ تیری پشت
پر کون کھڑا ہی خاکسار پلٹا مشعل نے ایک دوہتڑ مارا کہ شعلہ بھڑک کر گرا اُدھر سوے

جسم سے خاکسار کے شعلے نکلنے لگے تمام اعضا مثل ہیزم خشک جلنے لگے آہ آہ کرتا پھرتا
ہی چاہتا ہی کہ اپنے کو جھیل مین گرا دون مگر جھیل تک نہین پہونچتا تڑپ تڑپ کر رہتا ہی
آب کو اس ناری سے نفرت پانی کو عداوت مچھلیان غوطے مار کر غائب ہوتی ہین
نہنگان خون آشام آنکھ چُراتے ہین کنارہ کنارہ کرتا ہی پانی بھاگ کر کنوئین مین
چھپا ہی آگ لپٹی جاتی ہی مشعل نے سحر کو اور زور دیا قریب آ کر چاہا کہ بیٹیونکو رہا کرے
زبانون سے سوزن نکالے کہ پہلو سے آواز آئی ای مشعل غضب کیا کہ ایسے ساحر
کو جلایا کہ قدرت کو بہت قلق ہوا حکم ہی کہ مشعل کو لاؤ مشعل نے کہا کہ تیرے
خداوند کے کیا ہم زر خرید ہین نوکری سے ہمنے ہاتھ اُٹھایا آج سے اُس بیجیا کے
دربار مین نہ آوینگے اُس ظالم کو صورت نہ دکھائین گے مگر وہ ساحر دوڑا ہوا آتا
ہی نعرے کرتا ہوا کہ ہاے بھائی میرا جل جل کر خاک ہوا جاتا ہی اور مجھسے کچھ
نہین ہو سکتا منم غبار صحراے کیوان حصار میری عملداری مین میرا بھائی
مارا گیا مشعل نے بھڑک کر جواب دیا اپنے بھائی کے پاس جائیگا دیکھ وہ غبار اُڑا
تیرا باپ بھی آتا ہی جیسے ہی اُس ساحر نے مُنھ پھیرا مشعل نے مُنھ سے دھوان
چھوڑا وہ شعلہ اِس ساحر پر بھی گرا کہ یہ بھی مثل اُسکے جلنے لگا دونون ساحر
جل جل کر خاک ہوے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خاکسار جادو وغبار جادو
بود مشعل نے بیٹیونکی زبانون سے سوزن نکالی کہا کہ چلو باغ تمھارا مشتاق ہی سب
کنیزین انتظار کر رہی ہونگی قمر عذار تو مان کے پاس آئی مگر روشن عذار
یہ کہکر پیچھے ہٹی کہ ای مادر مہربان انصاف تو کیجیے کہ اب ہم اُس باغ مین جانے
کے لائق ہین پھول ہنسین گے غنچے طعن کرین گے شاخین خم دکھائین گی درخت اکڑینگے
چشمے آبروریزی کرینگے حباب بہ نگاہ حسرت دیکھین گے اب یہ لونڈی آپ کی لشکر
طلسم کشا مین جائیگی مشعل نے کہا کہ ای نور چشم مین بھی جانتی ہون کہ باغ روشن
مین جانا بہتر نہین نہین معلوم کیا اُفتاد پڑے بقراط ثانی کس طرح پیش آئے
کسی ساحر بد مزاج کو روانہ کر دے میرے نزدیک تو بہتر یہی ہی کہ لشکر طلسم کشا مین چلو

وہ ہی معین و مددگار ہین دیکھانے اس وقت جو ساحر آیا ہین نے کیسا غدر کیا مگر وہ ملعون
بہی چاہتا تہا کہ مجکو بھی گرفتار کرے اب صلاح یہ ہی کہ مکان پر چل کر اسباب لدواؤ اور
چھکڑون پر آپ برائے حفاظت بیٹھو اور طرف لشکر طلسم کشا کے چلو راہ مین جو اُفتاد پڑیگی
وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر کیون روشن عذار تم طلسم کشا سے ملاقات کر آئین
ساتھ مہربانی کے پیش آئے روشن عذار نے کہا کہ ای مادر مہربان خُلق و مروت کا
طلسم کشا پتلہ ہی مگر ایک عرضی روانہ کر دین کہ ہم آپ کے لشکر کی طرف آتے ہین خیال
رکھیے وہ کسی سردار کو ضرور روانہ کرینگے میری بڑی خاطر کی پہلو مین اپنے جگہہ دی وہ
یہ نہین چاہتے ہین کہ ہمارے کسی ہمراہی کو تکلیف پہونچے مان نے کہا کہ ای نور نظر
عرضی لکھہ کر روانہ کر دو روشن عذار نے عرضی لکھی کہ ای شہریار طلسم کشائی مبارک ہو
کنیز صحرا سے کیوان حصار مین آئی بہن سے ملاقات ہوئی ایک ساحر نے مجکو گرفتار
کر لیا تہا عین وقت پر مادر مہربان آکر پہونچین اُس ساحر کو مارا یہ تو بخوبی ظاہر ہوا
کہ بقراط سے بغاوت ہوئی اب ارادہ ہی کہ گھر جا کر مال و اسباب لدوائیے اور آپکے
لشکر مین آئیے برائے اطلاع عرض کی گئی یقین ہی کہ حضور خیال کرین مشعل نے اس
عرضی کو بہت پسند کیا ایک طائر کے گلے مین باندھ کر طلسم کشا کی بارگاہ کی طرف بعجلت
روانہ کر دیا تینون مان بیٹیان صلاحین کرتی ہوئین اپنے قصر مین آئین چھکڑے بلوائے
اُسپر اسباب لدوانا شروع کیا جب اسباب بار ہو چکا آگے سب کے چھکڑے پر ملکہ
مشعل جادو بیٹھین بیٹیان اور چھکڑون پر بیٹھین طرف لشکر کے چلین مگر طلسم کشا اپنی بارگاہ مین
بیٹھے تھے سکندر ثانی تخت پر جملہ ساحر حاضر ہین کہ طائر بارگاہ مین آیا سکندر ثانی نے
پہچانا چمکار کر ہاتھ بڑھایا طائر آکر سامنے بیٹھ گیا گلے سے اُسکے عرضی کھول لی مضمون
سے اُسکے نور الدہر کو آگاہ کیا نور الدہر نے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ ای شبرنگ
جا کر دیکھو تو ملکہ مشعل نازک مزاج آتی ہین اگر راہ مین کوئی روکے تو اُسکی فکر کرنا
اگر فکر اُسکی تمھارے اختیار سے باہر ہو تو ہمکو اطلاع کرنا نجم نے کہا کہ اگر حکم ہو تو غلام
جائے نور الدہر نے کہا کہ بسم اللہ اول شبرنگ برائے خبر چلا بعد اسکے نجم اختر شناس

روانہ ہوے شعلۂ جوالہ نے کہا کہ مین بھی جاؤن نور الدہر نے منع کیا اور کہا کہ کیا
نجم اختر شناس کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہی شبرنگ عیار گیا ہی اگر کوئی بات ہوگی تو
وہ خبر پہونچائیگا نجم اختر شناس سحر کریگا مگر ملکہ مشعل نازک مزاج آتی ہین کوئی
دو کوس مکان سے نکلی ہین کہ چھکڑے چلتے چلتے رُکے لاکھ طرح پر گاڑی بان بیلون پر
سڑاکے رسیون کے لگاتے ہین مگر بیل دبیل ہوگئے قدم نہین اُٹھاتے پیچھے ہٹے جاتے ہین
شبرنگ ایک ساحر کی شکل بنا ہوا زیر نخل کھڑا تھا آمد چھکڑون کی دیکھ رہا تھا قریب
ملکہ مشعل کے آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم طلسم کشا نے مجکو بھیجا ہی مین براے خبر آیا ہون جو
حکم دیجیے وہ بجالاؤن مشعل نے کہا کہ کسی ساحر نے سحر کیا ہی کہ چھکڑے نہین چلتے دیکھو
یہ کسکا فعل ہی شبرنگ بن عمرو بھاگا دیکھا کہ ایک کوہ سے دھوان اُٹھ رہا ہی اور
وہی دھوان قریب چھکڑون کے پہونچتا ہی چھکڑے چلنے سے باز ہین شبرنگ اُسی کوہ
پر چلا گھاٹیان طی کر کے پہاڑ پر آیا دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی شبرنگ
نے آکر سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران کیا کام کرتے ہو ساحر نے کہا ملکہ مشعل
نکلی جاتی ہین مجکو قدرت نے بھیجا ہی مین نے چھکڑون کو تو روک دیا اب اور سردار
آئیگا سب کو قتل کریگا شبرنگ نے کہا کہ یہ آگ کیسی روشن ہی قریب آگ کے بیٹھ گیا
آنکھ بچا کر ڈلی عود بیہوشی کی اُس مین ڈال دی تھوڑے عرصے مین دھوان نکلا
اُس دھوئین سے وہ ساحر بیہوش ہو کے گرا شبرنگ نے خنجر مارا اِدھر تو وہ ساحر
مرا دھوان بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من کمیل جادو بود اُدھر آسمان سے
آواز آئی او ناعیار غضب کیا منم شامل جادو برادر کمیل اور سحر کیا کہ شبرنگ
لڑکھڑا کر گرا وہ ساحر تڑپ کر زمین پر آیا تیغہ کھینچ کر چلا اُس وقت شبرنگ بن عمرو
کی بیقراری دعائین کرنے لگا کہ ای کارساز بے نیاز اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے نظم

باش حاضر صبح و شام اندر حضور	سرکشی کن از دماغ خویش دور
نوش کُن جام محبت نوش کُن	از شراب عشق کُن حاصل سرور
درمیانِ سینہ کُن روشن چراغ	تا شود ظاہر ازان بر چہرہ نور

توبہ کن از ہر گنہ ای عذر خواہ — تا ببخشد جرم تو ربِ غفور
از غبار کینہ سینہ صاف کن — تا شود رنگ از رخ آئینہ دور
عاجزی کن عاجزی کن عاجزی — حق نماید عفو تا ہر یک قصور
عذر خواہی گر کنی پیش خدا — جرمت ای عاصی خدا بخشد ضرور
ہست خلاق زمین و آسمان — رازقِ وحش و طیور و مار و مور
پس بغیر از وے بوقتِ احتیاج — پیش کس حاجت مبر ای بے شعور
زانکہ می بخشد خدای لایزال — حاجت ہر مرد سائل بے سوال

شبرنگ بلک رہا ہی وہ ساحر خنجر کھینچے کھڑا ہی مگر نجم جو چلا تھا آسمان پر آکے چمکا دیکھا کہ شبرنگ زیر تیغ بیٹھا ہی نجم نے وہین سے نعرہ کیا کہ باش او بیحیا کیا کرتا ہی منم نجم اختر شناس یہ کہکر کڑک کر گرا اُس ساحر کے دو ٹکڑے کیے شبرنگ کو رہا کیا وہان جھگڑے چل نکلے مگر بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین بیٹھا ہی معلوم ہوا کہ دونون بھائی مارے گئے چھکڑے روانہ ہو گئے صیفور تیغزن بیٹھا ہوا ہی اسنے کہا یا خداوند اگر غلام کو حکم دیجیے تو جاکر چھکڑے لوٹ لون بقراط نے اشارہ کیا صیفور پچاس ہزار فوج لیکر چلا یہان ارسطوے ثانی نے نور الدہر کو خبر دی کہ صیفور تیغزن آتا ہی نور الدہر نے طہماس کو اشارہ کیا طہماس بل کرکے اُٹھا پانچ ہزار فوج لیکر چلا بقراط کو خبر معلوم ہوئی طائرون نے آکر اطلاع دی اسنے قمقام خون آشام کو حکم دیا کہ جاکر طہماس کو روکو قمقام ساٹھ ہزار فوج سے چلا مگر اول صیفور تیغزن جو آیا اسنے آتے ہی مال و اسباب ملکہ مشعل کا لوٹنا شروع کیا کہ طہماس کے نعرے کی آواز آئی کہ او نامرد کیون دست اندازی کرتا ہی یہ کہکر ساطور کھینچ کر گرا لوٹنے لگا تہلکہ ڈال دیا کئی ہزار جوان مارکر ڈال دیے کہ صیفور لڑتا ہوا سامنے آیا طہماس نے للکارا کہ او نامرد بندگان خدا کو کیون قتل کرتا ہی صیفور طہماس پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر رد کا پیچھے ہٹ کر ساطور کا وار کیا صیفور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر ساطور کب رکتا ہو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے

سپر کو کاٹ کر جو گرا خود وغیرہ کو کاٹ کرتا یہ جگر گاہ پہونچا مرتے ہی صیفور تیغ زن
کے ہلڑ ہوا اہل فوج گھبرائے کہ دوسری گرد اُڑی قمقام خون آشام آکر پہونچا
خبر سُنی کہ صیفور مارا گیا تلوار کھینچ کر لڑنے لگا طہماس کو شبرنگ نے خبر دی کہ اب
دوسرا سردار ساٹھ ہزار سوار و پیدل سے آیا طہماس نے کچھ خوف نہ کیا اُسیطرح
شیرانہ لڑ رہا ہی لڑتا بھڑتا قریب قمقام کے پہونچا للکارا کہ او نامرد ہمسے مقابلہ کر
قمقام طہماس پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر گانٹھا اور
اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا ساطور کا ہاتھ مار دیا کہ قمقام کے دو ٹکڑے ہوے
اب وہ وقت ہی کہ بقراط ثانی دریچۂ قصر سے دیکھ رہا ہی قمقام کے مرتے ہی
چہرہ سُرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین خود اُڑتا ہوا اُس وقت پہونچا کہ طہماس
کافرون کو قتل کر رہا ہی ہنگامۂ دار و گیر بلند ہی بقراط ثانی نے آکر اشارہ کیا
طہماس گینڈے سے گرا ہمراہی سب لڑنے سے رُک گئے بقراط نے آواز دی کہ ہان
لوٹ لو اسباب لٹنے لگا اُس وقت ملکہ مشعل کی بیقراری ہی بقراط ثانی طعن کرتا ہوا
سامنے مشعل کے آیا کہا کہ کیون مشعل اِس وقت کی یاد نہ تھی ہین نے دم بھر مین
خاتمہ کر دیا اب تمکو کون بچائیگا مگر شبرنگ یہ حال دیکھ کر بھاگا تینون مان بیٹیان مثل
آئینہ حیران ہین زبان نہین ہلتی چُپ دیکھ رہی ہین کہ اسباب لٹ رہا ہی بقراط
فوج کے آگے خود چلا آتا ہی کہ شبرنگ نے جاکر نور الدہر کو خبر کی کہ حضور
بقراط خود آگیا مشعل ودختران مشعل مثل آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان ہین
سحر نہین کر سکتین سحر یاد نہین آتا بیقرار و مضطر ہین مگر شبرنگ نے جو جاکر نور الدہر
سے کہا کہ خود بقراط آگیا نور الدہر خود اُٹھے ہرچند کہ سکندر نے عرض کی کہ
حضور تکلیف نہ فرمائین غلام جاکر انتظام کیے لیتا ہی نور الدہر نے کہا کہ وہ کسیکو
نہ مانیگا نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا یہ فرما کر مرکب طلسمی پر سوار ہوے مشعل حیران
ہی کہ اب کیا ہوگا بعد لٹنے اسباب کے یہ ہمپر بھی ہاتھ ڈالیگا یقین ہی کہ اب ہم
گرفتار ہون مگر روشن عذار بلک رہی ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے ربّ کارساز

اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے مگر بقراط بھی چہار جانب دیکھ رہا ہی یہی گمان ہی
کہ طلسم کشا آیا چاہتا ہی کہ نورالدہر کے نعرے کی آواز آئی کہ باشیدای کافران
بیحیا وای نابکاران پردغا منم نورالدہر بن بدیع الزمان او بقراط ثانی ہین
تیراسرکوب آپہونچا نورالدہر کے نعرے کی صدا سُنکر بقراط ثانی نظر آگیا مگر
سوچا کہ ایک دن مقابلہ کرنا پڑیگا آج ہی خاتمہ کرلو جھپٹ کر سامنے نورالدہر
کے آیا آگ برسانے لگا مشعل نازک مزاج نے جمال جہان آرای نورالدہر
دیکھا کہ تیغہ طلسمی ہاتھ مین کھنچا ہوا صفین درہم و برہم کرتے ہوے آتے ہین سپر مدور
پشت پر مثل قرص قمر چہرہ آفتاب عالمتاب دل مین خوش ہوگئین کہ کیا داماد ملا
ہی کیسا صف شکن و تیغزن ہی کہ بقراط سے کچھ خوف نہین ماشاء اللہ کس دھوم
سے لڑتے ہوے آتے ہین ایسے داماد کسکو ملتے ہین کیا شرف پروردگار عالم نے
مرحمت کیا دیکھا کہ بقراط ثانی سامنے سے آیا کئی صورتین مختلف کرکے دکھائین
مگر یہ شیر بیشۂ جرأت دیکہ تاز میدان جلالت کب خوف کرتے ہین ہر چند کہ اسنے
دھڑو کے مارے آخر مین آگ برسانے لگا مگر نورالدہر پر آگ وغیرہ نے کچھ تاثیر
نہ کی نورالدہر لڑتے ہوے قریب بقراط کے پہونچے بقراط نے ہاتھ تلوار کا
مارا نورالدہر نے وار اسکا روک کر ہاتھ مارا کہ سر بقراط کا زخمی ہوا آہ کرکے
اپنے کو گرا دیا زمین پر لوٹنے لگا نورالدہر مرکب پر سے کودپڑے چاہا کہ دبوچ لون
مگر چونکہ لوح نہین ملی ہی قریب بقراط کے نہ پہونچ سکے بقراط تڑپ کر بلند ہوا
نورالدہر لڑتے ہوے سامنے مشعل نازک مزاج کے آئے جُھککر سلام کیا مشعل
نے برخوردار کہکر سینے سے لگایا اور کہا کہ پروردگار تمھاری ترقی کرے طلسم کو فتح کرو
لوح دستیاب ہو عظم و شان کو تمھارے پروردگار بڑھائے روز سیاہ نہ دکھلائے اُدھر
سے ملکہ روشن عذار آئین ماں کو دیکھ کر سر جُھکا کر کھڑی ہو ئین قمر عذار نے آکر سلام کیا
کہا بھتیا بڑی اس ملعون نے آفت برپا کی تھی مگر آپ کے سامنے سے بھاگا سکندر ثانی
بھی آکر پہونچے سب نے یہ حال دیکھا طلسم کشا کو آفرین کی مگر بقراط ثانی جو قصر ہشت پہل

مین آیا سر سے خون جاری کراہتا ہوا نازنینون کی گود مین آگرا کہتا تھا کہ زخم مین آگ لگی ہوئی ہی تیغۂ طلسمی سے زخمی ہوا مین ہی ایسا تھا کہ بچ کر نکلا اور جو کوئی ہوتا مارا جاتا کنیزون نے زخمدوزی کی پٹیان مرہم کی چڑھائین بقراط دربار مین آیا افسرون نے پوچھا کہ یا خداوند طلسم کشا کیسا ہی بقراط نے کہا کہ یہ نمونہ کافی ہی کہ قدرت زخمی ہوے تڑپ کر نکل آئے ورنہ چولا چھوڑنا پڑتا بھائی میرے پونے دوسو مدد کو آئے تھے اُن سب نے بچالیا ورنہ آج جان بچنا دشوار تھی مگر طلسم کشا کو ضرور قتل کرونگا قصر ہشت پہل تک نہ آنے دونگا یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکے طلسم کشا کو روکے سب نے کہا کہ راہ مین بیشۂ پُرخار ہی وہان کا حاکم فرخار ابلق سوار وہ پہلوان ہی کہ اُسنے رستم اور اسفندیار کو شکست دی اگر وہ جائیگا تو طلسم کشا کو روک لیگا بقراط نے فوراً نامہ لکہا کہ ای بندۂ خاص الخاص وای طاعت گزار با اخلاص فرخار ابلق سوار تمکو معلوم ہو کہ طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلوانونکو مارا اب تک لوح اُسکو نہین ملی لہذا تم جاکر اُسکو روکو اس طرف نہ آنے دو یہ نامہ جو پہونچا فرخار ابلق سوار دیوانہ مزاج ڈیڑھ لاکھ فوج سامنے اُتری ہوئی ہی اکھاڑے مین اُترا ہوا شاگردون کو زور دلا رہا ہی اُسی حال مین نامہ پہونچا نامہ کو دیکھ کر بہت اُچھلا کودا کہا قدرت کو اب مین یاد آیا فوراً جاکر روک دونگا تا بہ قصر ہشت پہل نہ آنے دونگا سب تیار ہو کر سامنے آئے افسرون سے کہا کہ وہ گینڈا ابلق مایدولت کا لاؤ کر گدن مست بل کرتا ہوا سامنے آیا اُسپر سوار ہوا ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر چلا راہ مین جو قلعہ ملا اُسے لوٹ لیا اس جرم پر کہ مایدولت آئے اور تمنے استقبال نہ کیا کیا سامان دعوت مہیا نہ تھا کہ میری دعوت کرتے راہ مین کئی سو قریے ملے اُنکو لوٹتا ہوا قریب لشکر نورالدہر پہونچا نورالدہر کو خبر ملی کہ فرخار ابلق سوار نہایت زبردست ہی آپ کو روکنے آیا ہی نورالدہر نے کہا کہ خداے مابزرگ است مشعل وغیرہ کو لیکر آئے ہین اُنکی دعوت کا سامان ہو رہا ہی بارگاہ آراستہ ہی سکندر تخت پر بیٹھے ہین سب شاہزادیان اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین

روشن عذار کے آنے سے بارگاہ روشن ہو گئی مشعل کی روشنی قمر عذار کی چمک تینون شاہزادیان رونق بارگاہ نور الدہر ہین نور الدہر نے شبرنگ بن عمرو کو اشارہ کیا شبرنگ بارگاہ مین آکر بیٹھا بایان چھیڑ کر یہ اشعار گانے لگا نظم

کیا عجب سودائے زلف یار کی تاثیر سے ❊ سنبلستان ہو جو پیدا دانۂ زنجیر سے
ہستی عاشق ہی تیرے حسن کی تاثیر سے + ❊ ذرے پیدا ہوتے ہین خورشید کی تنویر سے
بخت بد نے مورد نفرت کیا ایسا مجھے ❊ ہو گیا چین بر جبین کاغذی تصویر سے
پائے قاصد پھرتے پھرتے گھس گئے مثل قدم ❊ خط وہ لیتا ہی نہین کیا فائدہ تحریر سے
ہو خط مشکین سے دونا کیون نہ حسن روے یار ❊ قدر صفحہ کی زیادہ ہوتی ہی تحریر سے
سارے عالم کو ہی کیا بے اختیارانہ رجوع ❊ خاک گورستان نہین کم سرمۂ تسخیر سے +
عاریت جو شی ہی حاجت اُس سے بر آتی نہین ❊ پر تو ہین پھر کب اُڑا جاتا ہی از خود تیر سے
خط جو نکلا ہی تیرے مُنھ پر پڑی ہی میری آہ ❊ سبز مزرع ہو گیا ہی برق کی تاثیر سے
ہون مین ایسا پست طالع ہو نہ صرصر سے بلند ❊ کاغذ بادی بنا مین گرمی تصویر سے
آئنہ خانہ ہی عالم عکس افگن ہی وہ ہی ❊ ہی فروغ مہر و ذرات ایک ہی تنویر سے
خط نکل آیا وہان باقی ہی یان مضمون شوق ❊ دیکھیے کب ہو فراغت نامے کی تحریر سے
ہو نہ برہم گر تری زلفو نہین غل کرتے ہین دل ❊ کسطرح نالے نہ نکلین ای پری زنجیر سے
اپنی صورت دیکھکر وہ آپ دیوانہ ہوا ❊ آئنہ شاید بنا ہی آہن زنجیر سے +
فندقہ نے گوری گوری اُنگلیان ہین مثل شمع ❊ ہی بجا تمثیل ناخن گیر کو گلگیر سے +
وہ تو ہو تیرے لیے ناحق یہ اور ون کے لیے ❊ قبر کی تعمیر کرنا قصر کی تعمیر سے +

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ہر میخوار محفل بے شرم ہی کہ صدائے طبل جنگی کان مین آئی نور الدہر نے سر اُٹھا کے فرمایا کہ ای شبرنگ خبر تو لو کہ یہ کیسی آواز آئی شبرنگ نے کہا کہ شاگرد گئے ہوے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ جوڑیان ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق آکر حاضر ہوئین بعد دعا و ثنائے شاہی کے عرض کی کہ یہ پہلوان جو آیا ہی نہایت مغرور و متکبر ہی کہ رہا ہی کہ طلسم کشا کو چیر پھاڑ کے

پھینک دونگا اُسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہو اُسی نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرے نور الدہر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی جواب مین دشمن کے طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین مگر فرخار ابلق سوار پہر رات گئے سوار ہوا لشکر والے گھبرائے کہ آقائے نامدار کہان جاتے ہین گینڈے کو ٹھکراتا ہوا ادل بازار مین آیا سوار و پیدل جا بجا چھوڑتا ہوا سامنے نور الدہر کے لشکر کے پہونچا ساتھ والون سے پوچھا کہ یہ کسکا لشکر ہی ساتھ والون نے کہا کہ حضور یہی طلسم کشا کا لشکر ہی بس یہ سُنکر گینڈا اُٹھکرا دیا لشکر نور الدہر پر آپڑا سلطان کرگدن سوار کہ مہبر طلایہ لشکر نور الدہر تھے اُنکو آکر زخمی کیا کئی سو جوانون کو قتل کر کے پلٹ گیا یہان ہنگامہ ہوا نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے مقام طلایہ پر آکر دیکھا کہ سلطان زخمون مین چور چور جھوم رہا ہی کئی سو لاشے پڑے ہوئے ہین نور الدہر نے پوچھا کہ کیا معرکہ ہوا سب نے کیفیت عرض کی کہ فرخار آپڑا سلطان زخمی ہوے کئی سو جوانون کو مار کر پلٹ گیا نور الدہر نے کہا کہ مقام افسوس ہی ہمکو خبر نہ کی ورنہ اُسکے غرور کو دیکھتے سلطان کو پلٹایا سب سردارون کو خبر ہوئی طلسم کشا بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین سب سردار حاضر ہوے پوچھتے تھے کہ ای شہریار یہ کیا معرکہ ہوا نور الدہر نے کہا کہ فرخار اپنی جرأت دکھا گیا کیا کہون کہ ان لوگون نے مجکو خبر نہ کی خیر اب صبح کو میدانِ کارزار مین سمجھا جائیگا سلطان کو شفاخانے مین بھیجا کہ پھر لشکر مین ہلڑ ہوا نور الدہر نے سر اُٹھا کے فرمایا کہ یارو دریافت کرو کہ یہ کیا معرکہ ہی ہرکارون نے بڑھکر عرض کی کہ فرخار پھر آپڑا نور الدہر نے نکل کر نعرہ کیا کہ ای فرخار ہم تیرے مقابلے کے مشتاق ہین فرخار نے جو آواز نور الدہر کی سُنی گینڈے کو روک کر کھڑا ہوا کہ سامنے سے دیکھا کئی سو افسر گھبرے ہوے آگے آگے ماہ اوج صاحبقرانی مرکب طلسمی کو ٹھکراتے ہوے آتے ہین وہین سے نور الدہر نے للکارا کہ او فرخار جانا نہین ہم تیرے مقابلے کو آتے ہین فرخار نے

جو دور سے نور الدہر کو دیکھا کہ آفتاب چمکتا ہوا آتا ہو طہماس الیاس سردار ساطور
ہفت صد منی کاندھے پر جھومتا ہوا آتا ہی دور ہی سے جمال جہان آرا کو دیکھکر فرخار
پیچھے ہٹا اپنے لشکر مین آکر طلایہ دینے لگا مگر کچھ زور نہین چلتا مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی
نور الدہر نے آتے ہی اول مجمع کو متفرق کیا پھر گھوڑے کو چھیڑکر سامنے فرخار کے
آئے فرخار نے گینڈا بڑھاکر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تھپکی ماردی کہ تلوار
ہاتھ سے فرخار کے نکل گئی فرخار تلوار اُٹھانے کو جھکا نور الدہر نے اوپر سے
ہاتھ تیغے کا مار دیا سر فرخار کا زخمی ہوا اسنے زخمی ہوتے ہی کہا کہ ای شہریار بس
اب میرے اور آپ کے صبح کو امتحان ہوگا یہ کہکر گینڈا بھگایا بھاگ کر نکلگیا نور الدہر
پلٹ کر آئے مگر فرخار جو پلٹ کر آیا رفقا کو جمع کیا کہا کہ طلسم کشا بڑا تیز دست ہے
میدان کارزار مین سمجھونگا سب نے کہا کہ حضور آپ سے کون مقابلہ کرسکتا ہی
آپ پہلوان زبردست ہین اتفاق سے زخمی ہوے فرخار نے زخمون مین ٹانکے لگوائے
صبح کو گینڈے پر سوار ہوا لشکر کو لیکر چلا میدان کارزار مین آیا کہا یارو مین آج
زخمدار ہون آج تم لوگ مقابلہ کرو کل مین سمجھ لونگا اُدھر سے نور الدہر لشکر لیکر
آئے سبکے آگے بڑھے ہوے پشت پر سب سردار تخت پر سکندر ثانی آٹھ نو لاکھ
کا لشکر ہمراہ آمد لشکر اور شوکت نور الدہر دیکھ کر فرخار بہت گھبرایا کہتا ہی
کہ یارو آج کا مقابلہ تو روک لو کل میرے ہاتھ سے طلسم کشا نہ بچیگا ایک ضرب مین
قتل کرونگا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرہٹے فرخار نے
پہلو کی طرف دیکھا بھائی اسکا تیمور بن تیمار کرسی نشین کھڑا ہوا جھوم رہا تھا اسنے
گینڈا بڑھاکر کہا کہ بھائی صاحب مین جاؤن طلسم کشا کو تو کون فرخار نے کہا کسی کا
نام لینا کیا ضرورت ہی جو مقابلے مین آئے اُس سے لڑنا اگر طلسم کشا آجائے تو اُس سے
بھی کمی نہ کرنا تیمور گینڈا اُٹھاکر میدان مین آیا سلحشوری دکھلانے لگا جب خوب
غرق عرق ہوا دونون زلفون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین
اپنے کو روک کر پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے

بقول شاعر فرد گران ہر کرا بار سر بر تن است + جگیم علاجش بدست من است +
یہ جو اسنے پکارا نورالدہر نے قصد کیا تھا مگر طہماس کو تاب نہ رہی گینڈا ٹھکر اکر
دوڑ پڑا سامنے نورالدہر کے آیا عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان مرحمت ہو
نورالدہر نے سر جھکا کر کہا کہ ای برادر اختیار ہی تمکو پروردگار کے سپرد کیا کہ
صحراسے گرد اُڑی تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا نوبت و نقارے کی آواز سے تمام
صحرا کانپ گیا نورالدہر نے دیکھا کہ نقابدار زرین پوش پشت مرکب پر پٹری
جمائے ہوے وہ ہی بارہ ہزار جوان پشت پر عیار مثل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوے باز سفید سر پر سایہ فگن گھوڑے کو چمکا کر میدان مین آیا تیمور سے آکر
نگاورزن ہوا گرد برد کر دیا یقین تھا کہ تیمور گینڈے سے گرے اپنے کو بمشکل سنبھالا
نیزہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا تیمور نے قبضے پر ہاتھ ڈالا
تیغ کو کھینچا اور للکار کر آواز دی کہ ای نقابدار نہین معلوم تیرا گریبان کہان سے
پنجۂ اجل مین پھنسا ہی کہ کشان کشان یہان لایا خبردار ہو جا کہ اب وار کرتا ہون یہ
کہکر ہاتھ مارا نقابدار نے اوجھڑ سپر کی ماری کہ تیغہ ہاتھ سے تیمور کے نکل گیا وہ جھکا
کہ تیغہ اُٹھاؤن نقابدار نے تیغہ کمر سے کھینچ کر بہ آسانی ہاتھ مار دیا کہ سر تیمور کا
اُڑ گیا یہ حال دیکھ کر سفاک گرہ پیشانی گینڈے کو جھپٹا کر آیا نقابدار پر برس پڑا
نقابدار نے وار روکتے روکتے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا رکابون مین پانون
جما کر ہاتھ مارا کہ سفاک کے دو ٹکڑے ہوے سات پہلوان پے در پے مارے آخر
فرخار نے ناچار ہو کر طبل امان بجوایا پلٹا مگر نہایت رنجیدہ بارگاہ مین آکے بیٹھا
نورالدہر نے قصد کیا کہ بارگاہ نقابدار مین جا کر ملاقات کرون مگر سکندر نے
منع کیا کہا کہ ای شہریار کیا ضرور ہی نقابدار کو اپنی جرأت کا گھمنڈ ہی مگر نورالدہر
نے نہ مانا چند رفقا کو ساتھ لیکر چلے نقابدار کو خبر پہونچی کہ نورالدہر آتے ہین برائے
استقبال نکلا راہ مین صاحب سلامت ہوئی نورالدہر نے پوچھا ای نقابدار بہادر
کہان سے آتے ہو نقابدار نے کہا کہ پردۂ قاف مین کربت بن قہقہہ نے خروج کیا تھا

اُس سے لڑ بھڑ کر پلٹا ہون مگر آپ کے اقبال سے شکست دی اب چاہتا ہون کہ تا اختتام
فتح طلسم آپ کا ساتھ دون نور الدہر نے کہا کہ آپ کی عنایت چاہیے مجھے پروردگار
فتح دیگا اگر بقراط کی میرے ہاتھ سے قضا ہی تو انشاء اللہ جا کر مارونگا اب تو سنتے ہین
آیا ہی کہ اُسنے قصر ہشت پہل کو مقام سکونت قرار دیا ہی سب اہلِ طلسم اُسی مقام
پر آتے ہین ہرچند کہ بقراط ثانی سحر بین بلاے روزگار ہی مگر بہ عنایت پروردگار
میرے ہاتھ سے زخمی ہوا زخمی ہو کر نکل گیا انشاء اللہ اب کے مقابلے مین اُس کا کام
تمام کرونگا نقابدار نے کہا اب آپ کے پاس تو فوج بہت ہی بلوہ کر دیجیے میدان
کو لاشون سے بھر دیجیے مین آپ کے ساتھ چلونگا نور الدہر نے کہا کہ آپ صحرا مین جاکر
شکار کھیلیے مجھپر جو گذریگی وہ سمجھ لونگا اگر پروردگار نے اپنا فضل شریک حال کیا تو دو
تین مقابلون مین خاتمہ ہی مگر افسوس ہی کہ لوح کا پتہ نہین ملتا جس دن لوح طلسمی ملی
اُسی دن طلسم کا خاتمہ ہی نقابدار ہمراہ لیے ہوے نور الدہر کو اپنی بارگاہ مین آیا شراب
و کباب سے خاطر کی اپنے عیار سے اشارہ کیا عیار یہ اشعار عاشقانہ بیٹھکر گانے لگا **نظم**

خانہ خراب نالو نکی بل بے شرارتین ٭ بہتی ہین پانی ہو ہو کے سنگین عمارتین
سر کونسا ہی جسمین کہ سودا نہین ترا ٭ ہوتی ہین تیرے نقش قدم کی زیارتین
خانہ ہی گنجفے کا ہر اک قصر شہر عشق + گھر گھر ہین بادشاہیان گھر گھر وزارتین
دیدار یار برق تجلی سے کم نہین + بند آنکھین تمکو دینگی دعائین بصارتین
گویا زبان ہو تو کرے شکر آدمی ٭ سمجھے جو تو تو کرتے ہین یہ گنگ اشارتین
زیر زمین بھی یاد ہین ہفت آسمان کے ظلم ٭ بھولا نہین ہین تنگ دلون کی شرارتین
خضر و مسیح کاٹتے ہین رشک سے گلا + تو بھی تو کر شہیدونکی اپنے زیارتین
عالم کو لوٹ کھایا ہی اس پیٹ کے لیے ٭ اس غار مین گئی ہین ہزارون ہی غارتین
باقی رہیگا نام ہمارا نشان کے ساتھ ٭ اپنی بھی چند بیتین ہین اپنی عمارتین
اہل جہان کا حال ہی کیا جسے کیا کہین ٭ بدگوئیان ہین پیچھے تو منھ پر اشارتین
عاشق ہین ہمکو مد نظر کوے یار ہی + کعبے کی حاجیونکو مبارک زیارتین +

ایسی خلاف ہمسے ہوئی ہی ہواے دہر	کافور کھائیے تو ہو پیدا حرارتین
آتش یہ شعشعت ہی مگر کو چہ یار کا +	چارون طرف سے ہوتی ہین ہمپر اشارتین

پہر رات گئے تک نورالدہر دربار مین نقابدار کے رہے خادمون کی آمد و رفت رہی فرخار نے جاکر اپنے عیار رستگار تیز رو کو روانہ کیا کہ نقابدار کو جاکر پکڑ لا اُسنے دربارگاہ پر آکر یہ ہنگامہ دیکھا بشکل خدمتگار اندر بارگاہ کے آیا ایک گوشہ مین چھپ رہا جب نورالدہر رخصت ہو کر گئے تو نقابدار نے خاصہ نوش کیا اور چھپرکھٹ پر آیا عیار نقابدار نے بارگاہ بند کرائی باہر نکلا نگہبانون سے کہا کہ تم سب ہوشیار رہنا چہار طرف سے بارگاہ کے صداے حاضرباش و ناظرباش بلند ہی مگر جب سب سو گئے تو عیار گوشے سے نکلا قریب چھپرکھٹ کے آیا چاہتا تھا کہ نقاب چہرے سے دور کرون مگر ہاتھ پانون کانپنے لگے خیال ہوا کہ نقابدار بہت برہم ہوگا آخر بیہوشی دی بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اب حیران ہوا کہ کدھر سے نکلون چہار طرف بارگاہ کے حاضرباش و ناظرباش کی آواز آتی ہی آخر نقب کھودنے لگا مہرہ نقب کا ایک نخل کے نیچے نوڑا پشتارہ لیکر بھاگا عیار طلایہ دیتا ہوا بازار مین آیا تھا کچھ خود بخود گھبرایا دربارگاہ پر آیا نگہبانون کا نام لیکر پکارا سب نے جواب دیا کہ حضور ہم سب جاگ رہے ہین عیار جست و خیز کرتا ہوا قریب آیا اندر بارگاہ کے پہونچا چھپرکھٹ جو خالی پایا ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ ای عیار غضب ہوا دشمنون نے اپنا کام کیا گھبرا کر باہر نکلا جست و خیز کرتا ہوا چلا ستارۂ سحری چمک چکا ہی ایک بلندی پر سے دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی مگر اپنے لشکر کے قریب پہونچ چکا ہی سرنگون پلٹا قضاے کار نورالدہر بن بدیع الزمان نماز سحر پڑھ کر براے ہواخوری نکلے ہین کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین کہ دور سے عیار کو آتے ہوے دیکھا کہ رنجیدہ چلا آتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای شاطر کہا سے آتے ہو عیار بے اختیار رونے لگا کہا ای شہریار غضب ہوا آپنے جو سرفراز فرمایا پہر کامل سب کی آمد و رفت رہی عیار فرخار بھی آکر چھپ رہا غلام کو خیال نہ رہا اُسی دہوکے مین گرفتار کر لیگیا ہین

تعاقب مین گیا تھا وہ کنارے پر لشکر کے پہونچ چکا تھا ناچار ہو کر پلٹ آیا نور الدہر
نے کہا کہ تم نہ گھبراؤ مین ابھی جاتا ہون اور نقابدار کو رہا کر کے لاتا ہون یہ کہکر
نور الدہر سوار ہوے فرخار کی بارگاہ کی طرف چلے ہرچند کہ سردارون نے قصد کیا
کہ ہمراہ جائین مگر نور الدہر نے نہ قبول کیا یکہ و تنہا چلے یہان فرخار نے رات بھر
انتظار کیا صبح ہوتے زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش آتا
ہی پکار کر آواز دی ای شاطر شیر یار و باہ عیار نے عرض کی کہ آپ کے اقبال سے
شیر رہتے ہین مین نقابدار کو لایا یہ کہکر پشتارہ سامنے ڈال دیا فرخار نے کہا اسے
ہوشیار کرو عیار نے کہا کہ پہلے مسلسل و مطوق کیجیے پھر ہوشیار کرنے کا آپکو اختیار
ہی فرخار نے آہنگرون کو بلوایا نقابدار کو مسلسل و مطوق کرایا اب عیار سے کہا
کہ ہوشیار کر عیار نے ہوشیار کیا نقابدار کی آنکھ جو کھلی دیکھا فرخار سامنے ہی اور
سردارون سے دربار معمور ہی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا اکڑ کر جو اٹھا خانۂ زنجیر
مین غل ہوا پکار کر آواز دی کہ او نامرد مردان عالم کے ساتھ مکر کیا اسپر یہ غرور ہی
اپنے نزدیک بہت دور ہی فرخار نے کہا نقابدار کے چہرے سے نقاب اٹھا دو عیار
بڑھا نقابدار نے کہا کہ او مردود بخدا اگر گوشۂ نقاب ہٹایا تو دربار کو خون سے
لال کر دونگا اس طرح غصے مین جھڑکا کہ عیار کا حوصلہ نہ پڑا ہر مرتبہ پیچھے ہٹ جاتا ہی
فرخار للکارتا ہی کہ ارے قیدی سے کیون ڈرتا ہی عیار گھبراتا ہی کہ ایسا نہو قریب
جاؤن نقابدار جوان بےمثل و بےنظیر ہی ہتھکڑی مار دے تو سر پھٹ جائیگا
اس وقت بارگاہ مین ایک عجب غریو ہی فرخار نے جھلا کر کہا کہ او ناعیار کیون
خوف کرتا ہی نقاب نوچ لے نقابدار نے زنجیرین ہلا کر کہا کہ او فرخار تو خود عیار
کی تو کیا مجال ہی کہ ہاتھ لگا سکے بخدا اگر میرے قریب آیا اور نقاب کو ہاتھ لگایا
تو زمین ہلا دونگا مگر مقام تعجب ہی کہ ہمارا عیار ہمارے حال سے بےخبر ہی یقین ہی
کہ بارگاہ مین ہو لیکن مجبور و ناچار ہی اسکا کیا اختیار ہی مگر چاہیے کسی مقام پر
رک جائے یا تم لوگون سے آنکھ جھپکائے یہ غیر ممکن ہی مگر مقام افسوس ہی کہ شاہزادہ

نورالدہر بن بدیع الزمان کہ طلسم کشا مشہور ہین ہرچند کہ لوح ابھی نہین پائی اُدھر ایمج کو بھی یہی دعویٰ ہی دیکھیے لوح کسکو ملے کیونکر غنچۂ آرزو کھلے مگر نورالدہر نے ہماری خبر نہ لی فرخار نے جھلاکر کہا کہ ارے جلاد کو بلاؤ جلاد اندر آیا فرخار کو سلام کیا کہا ای شہریار کیا حکم ہوتا ہی فرخار نے کہا کہ اس جوان نقابدار کا سر کاٹ لے وہ جلاد تلوار کھینچ کر شلنگین لگانے لگا آواز دیتا تھا فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہی کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی کسکی اجل دامنگیر ہی تیغہ باڑھ دار بازو پُرقوت رکھتا ہون ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرون رگنا کیسا فرخار نے کہا کہ بس باتین نہ بنا اسکا سر کاٹ لے مردہ کا چہرہ دیکھین گے نقابدار سر جھکا کر بیٹھا جیسے ہی جلاد نے قصد کیا کہ ہاتھ مارے دربارگاہ برپا ہوا فرخار نے دیکھا کہ سردرگہ سالار کا ڈھلکتا ہوا آتا ہی گھبرا کر کہا یہ کسکی دست درازی ہی عیار نے عرض کی کہ طلسم کشا آپہونچا درگہ سالار نے روکا تھا اُسکو تمانچہ مار دیا فرق زنجیر قلم کی پردۂ زنبوری توڑ کر پھینکا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے شاہزادۂ نورالدہر آفتاب عالمتاب جرأت ماہ آسمان جلالت سینہ سپر کیے آگے تیغۂ طلسمی کھینچا ہوا ہاتھ مین جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا جھپٹ کر جلاد کو ہاتھ تیغ کا مارا آواز دی کہ او فرخار تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ نقابدار بہادر کو قتل کرے یہ کہتے ہوے قریب نقابدار آئے ہتھکڑی کاٹی نقابدار نے نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من +	گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من +	باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک دتنگ بستہ بزنجیر عشق +	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا فرخار نے بڑھ کر ہاتھ مارا نقابدار نے ہاتھ مڑوڑ کر تلوار چھین لی انتہا کا غصہ تھا تمانچہ مار دیا فرخار لڑکھڑا کر گرا لوگ دوڑ پڑے ہاتھون ہاتھ اُسکو اُٹھا کر لے گئے وزرا و امرا نے دیکھا کہ نقابدار

وطلسم کشا دونون شیر دلیر شیرانہ لڑ رہے ہین صدہا سر کٹ کر گرے لاشے تڑپ رہے ہین
بقول شاعر فرد مگر تیغ او آیۂ سجدہ بود + کہ آمد سر سرکشان در سجود + بیت
گرتی ہوئی وہ برق بلا کب نظر آئی + جس خود پہ چمکی تو مرکب نظر آئی + اب افسران فوج
فرخار بھاگنے لگے باہر جا کر لشکر جمع کرنے لگے افسرون نے آواز دی کہ یارو دیکھتے ہو
کہ ایک نے آکر ایک کو رہا کیا دونون شیرانہ لڑ رہے ہین کل فوج تیار ہوئی ملازمان
نقابدار کو خبر پہونچی کہ ہمارے آقا نے رہائی پائی مغلوبہ ہو رہی ہو وہ بھی سب
نوبت و نقارے بجاتے ہوے آپڑے وہ بارہ ہزار جوان جو آکر گرے فوج کو
تہ و بالا کر دیا ادھر سے چند ملازمان نورالدہر بھی آئے سب سے پہلے طہماس
آکر گرا اسکا ساطور جو چلا صدہا افسرون کے سر کٹ کر گرنے لگے نقیب جابجا پکارتے
پھرتے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید فرد روز جنگ است
جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + کہان رستم و سام و برزو و
بیژن ہین آئین اور اپنے باپ دادا کا نام روشن کرین یارو یہ مقام نام و ننگ ہی
چند کس نے لشکر کو درہم و برہم کر دیا اب گھیر کر ان سب کو مار لو نکلنے نہ دو نقیبون کی
آواز سُن کر اہل فوج نے بلوہ کیا مگر وہ دونون شیر لڑتے ہوے باہر نکلے دیکھا کہ
ہنگامۂ عظیم بلند ہی فوجین لڑ رہی ہین نورالدہر نے کہا کہ ای شہریار اب مناسب
ہو تو نکل چلیے جنگ کا خاتمہ ہوا نقابدار پشت مرکب پر سوار ہوا دونون شیر دلیر
لڑتے بھڑتے چلے فرخار نے پھر بڑھ کر روکا نقابدار نعرہ کر کے جا پڑا للکارا کہ او
نامرد تو ابھی زندہ باقی ہی تجکو کیا گمان ہی فرخار نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا فورًا
نقابدار نے وار اُسکا روک کر خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مارا چمک کر برق شمشیر جو گری
فرخار کے دو ٹکڑے ہوے فرخار کے مرتے ہی فوج کو ہراس ہو گیا بھاگنے لگی لیکن
نقابدار نے بڑھ کر آواز دی کہ یارو کیون بھاگے جاتے ہو اطاعت کرو افسران
فوج پلٹ پڑے خدمت نقابدار مین آئے نقابدار نے سب کو کلمہ پڑھایا سب بصدق
مسلمان ہوے نقابدار سب کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ کی طرف چلا نورالدہر بھی

ساتھ ہین وسط راہ مین نقابدار آکر رُک گیا کہا اے نبیرۂ صاحبقران اگر تم سے
صاحبقران سے ملاقات ہو تو ہمارا پیام پہونچانا کہ غلام چاہتا ہی بانہلے صاحبقرانی
رحمت فرمائیے ورنہ فساد ہوگا مین یہ نہین چاہتا کہ آپ کو ملال پہونچے مین ایکمرتبہ
جو آؤنگا صاحبقران زبان سے خود عرض کرونگا نورالدہر نے پلٹ کر کہا کہ یہ
نیازمند حاضر ہی جس طرح جی چاہے امتحان کیجیے نقابدار نے ہنسکر کہا کہ مین آپ
لوگون سے امتحان نہین چاہتا کیا آپ لوگون سے امتحان کرون مین یہی چاہتا ہون
کہ صاحبقران سے امتحان ہو مین یہ نہین چاہتا کہ سر میدان جنگ ہو مگر امیر
ہمیشہ یہی فرماتے ہین کہ میدان کارزار مین سب کے سامنے مقابلہ ہو مجھے خیال ادب
ہی کہ ایسا نہ ہو کچھ میرے لیے خفت ہو یقین ہی کہ صاحبقران کو بھی ناگوار ہو میری
ذلت نہ چاہین گے وقت پر افسوس کرین گے فرمائین گے کہ مین یہ نہین جانتا تھا
اور نہ پہچانتا تھا یہ کہکر تخت پر سوار ہوا صحرا سے دیوزاد آئے سردارون کو اُٹھا لیا
نقابدار پر سائبان زربفتی کا سایہ ہوا نوبت و نقارے بجواتا ہوا پردۂ قاف
کی طرف روانہ ہوا نورالدہر پلٹ کر بارگاہ مین آئے سردار جمع ہوے سکندر
نے عرض کی کہ حضور بڑی تعجیل کرتے ہین لشکر دشمن مین یکہ و تنہا جانا اور جا کر
جنگ کرنا نورالدہر نے کہا کہ آپ اس نقابدار سے آگاہ نہین ہین ہمیشہ
دادا جان سے دعوی ہمسری کرتا ہی جا بجا سب کی مدد کی ہی ایسے کی مدد نہ کرنا
جرأت کے خلاف تھا اگر قید مین اُسپر کوئی اُفتاد پڑ جاتی تو سب طعن و تشنیع کرتے
ہر مقام پر برائے مدد آتا ہی لڑ بھڑ کر چلا جاتا ہی کیونکر اُسکی مدد کو نہ جاتا شاید کوئی
ایسا مقدمہ ہو کہ نقابدار بھی سر جھکائے اور اپنے مقام پر کہے کہ فرزندان
صاحبقران مین نورالدہر بے مثل و بے نظیر ہین آپ کو یہ مقدمہ معلوم نہین
ہی سکندر ثانی نے سر جھکا لیا کہا اے شہریار جستجوے لوح مین یہ تدبیر ذہن مین آتی
ہی کہ دریاے قلزم کی طرف چلیے کیا عجب ہی کہ وہان لوح کا پتہ ملے نجم نے بھی یہی کہا
کہ غلام نے جو منسوبات پر نگاہ کی تو بعلم ستارہ شناسی یہ ہدایت ہوئی کہ لوح

دریاے قلزم مین گئی مواج موج خیز دہانگی حاکم ہی جیسا کچھ ہو گا وہان جا کر دیکھا جائیگا سب سردارون کی راے اسی بات پر رجوع ہوئی کہ اُسی طرف چلیے نورالدہر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو لشکر تیار ہوا سکندر تخت پر سوار ہوے طرف دریاے قلزم کے کوچ کیا بقراط ثانی قصر ہشت پہل مین داخل ہو مصروف عیش و نشاط ہو کہ چند طائر آسمان سے آئے زمزمہ سرائی کرنے لگے بقراط نے گھبرا کر کہا کہ لو صاحبو طلسم کشا نے طرف دریاے قلزم کے کوچ کیا ہی مجکو خوف ہی کہ شاید لوح کا پتہ لے کوئی شریک ہو جائے نشان بتا دے یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جا کر طلسم کشا کو روکے اور دریاے قلزم کی طرف سے پھیرے یہ سُنکر سحر نگاہ نامے ایک ساحر اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین جا کے روکے دیتا ہون یہ کہتا ہوا چلا اس گمان پر کہ دریا جاری کرون لشکر طلسم کشا ڈوب ڈوب کر مرے کسی صورت سے دریا سے گذارہ نہو راہ مین آکر سحر نگاہ نے ایک سحر کیا کہ دریاے قہار مواج لطمہ سنج آفت زا موج مارنے لگا ہزارہا مچھلیان اُبھرتی ہین بلند ہو کر پھر دریا مین گرتی ہین ہزارہا نہنگان خون آشام بہے ہوے چلے جاتے ہین تیسرے دن لشکر نورالدہر قریب اُس دریا کے پہونچا لشکر والے چلتے چلتے رُک گئے نورالدہر نے پوچھا کیا باعث ہی جو آگے نہین بڑھتے شبرنگ نے بڑھ کر خبر دی کہ ایک دریاے قہار بیچ مین واقع ہی اس وجہ سے لشکر رُک گیا سکندر ثانی تخت سے اُترے سامنے آکر دریا کو دیکھا دیکھ کر ہنسے کہا یہ انقلاب فلکی ہی کہ میان سحر نگاہ نے آکر ہمکو روکا ہی یہ کہکر ایک نہنگ کو اشارہ کیا کہ سحر نگاہ کو جلد لاؤ وہ نہنگ تڑپ کر دریا سے نکلا صحرا کیطرف چلا یہان سحر نگاہ ایک گوشے مین بیٹھا ہی دیکھ رہا ہی کہ لشکر طلسم کشا کا رُکا سامنے سے دیکھا کہ ایک نہنگ آتا ہی پکار کر آواز دی کہ او نالائق تو کیون دریا سے نکل آیا تیری خوراک تو لشکر طلسم کشا مین ہی جسکو چاہے جا کر کھالے یہ کہکر سحر کرنے لگا جون جون سحر کرتا ہی نہنگ اور جھپٹا ہوا آتا ہی جب سحر نگاہ نے دیکھا کہ میرے روکے سے نہنگ نہین رُکتا گھبرا کر اُٹھا نہنگ کے سامنے سے بھاگا نہنگ پیچھے چلا آتا ہی ایک صحرا مین آکر

سحر نگاہ منھ کے بھل گرا نہنگ نے دوڑ کر چاہا کہ دہن مین لون سحر نگاہ پکار اُٹھا کہ یا
خداوند بچائیے ایسا نہ ہو کہ یہ نہنگ مجکو نگل جائے میرا ہی بنایا ہوا ہی اور میرا ہی
دشمن ہو رہا ہی یہ کہکر جو بقراط ثانی کو پکارا تو یکایک ایک برق تڑپ کر آسمان سے
گری نہنگ کے دو ٹکڑے ہوے غریو ہوا کہ نہنگ مارا گیا سحر نگاہ کو قوت حاصل ہوئی پھر
جھپٹ کر کنارے دریا کے آیا دستکین دینے لگا دریا کا جوش بڑھا آواز آئی کہ ای
بندۂ خاص الخاص اپنے کو بچا یہ دریا تیری آبرو لے لیگا پناہ پانی مشکل ہوگی بنگاہ
غور دیکھ کہ حباب دریا آنکھین نکال رہے ہین راستہ دیدے ورنہ باعث خرابی ہم
سحر نگاہ نے گھبرا کر ایک دوہتڑ مارا کہ دریا پر ایک پل بنکر تیار ہوا ملازمان طلسم کشا
گذرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارا بادشاہ سکندر ثانی کیا کسی بات مین
بندہی کیسا دریا کو مٹا یا پل بنا دیا مگر نورالدہر جب پل پر آئے تو پل ہلنے لگا قریب
تھا کہ گرے سکندر ثانی نے تخت سے کود کر ایک لات ماری اور کہا کہ او پل
کمی کرتا ہی خود کھڑے رہے اور ہاتھ ہلایا کیے کسی کے لیے کچھ ضرر نہ ہوا جب دریا
کے پار پہونچے سکندر نے آواز دی کہ ای سحر نگاہ کیا کر رہے ہو ہمسے ملاقات کرو
یا تو سحر نگاہ کھڑا سحر کر رہا تھا یا آواز سکندر جو کان مین پہونچی گھبرا گیا اپنے کو
ظاہر کیا پل کو طی کر کے سامنے سکندر کے آیا رومال سے ہاتھ باندھے آکر قدمون پر
گرا عرض کی کہ غلام کو معاف فرمائیے گا مجھسے بے ادبی ہوئی اب آپ تشریف لیجائیے
کیا مجال کہ کوئی روکے ہفت جوش جادو آپ کے خوف سے دریاے قلزم مین
چھپا ہی اور ملکہ گرداب کشتی نشین دختر مواج موج خیز کی مشتاق جمال بیمثال
طلسم کشا ہین یقین ہی کہ آئین اور ملاقات کرین اب غلام رخصت ہوتا ہی یہ کہکر
سحر نگاہ بھاگا گرداب کشتی نشین کا حال تحریر کرتا ہون کہ دربار مین ان کے پاس
پہلو مین بیٹھی تھی کہ چند مچھلیان آکر گرین بے پانی تڑپ رہی ہین ایکنے انہین سے
سر اُٹھا کر مثل انسان کے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم طلسم کشا نے دریاے قلزم
کی طرف کوچ کیا ہی یہ سنکر گرداب کشتی نشین اپنے مقام سے اُٹھی ماں نے کہا کہ

بیٹا کہان جاتی ہو کہا حضور برائے سیر باغ جاتی ہون یہ خبرین سُن کر دل گھبراتا ہی
تاکہ باغ مین جاکر فرحت حاصل کرون مان نے کہا کہ ای نور نظر آج کل طلسم مین انقلاب
ہی خبردار خبردار اور کہین جانیکا ارادہ نہ کرنا اب مین تدبیر گرفتاری طلسم کشنا
کرونگی یہ کہکر بیٹی کو رخصت کیا آپ ہو مخانے مین آئی منسوبات پر نگاہ ڈالنے لگی
جس ورق کو دیکھتی ہی حال شکست نظر آتا ہی اور یہ بھی نکلا کہ تمھارے ہی گھر سے
مدد پہونچیگی اس لفظ پر بہت گھبراتی ہی جی مین کہتی ہی کہ ای امواج موج خیز
میرے گھر سے کون مدد دیگا خیر طلسم کشا نے تین منزلین طی کی ہین کچھ نہ کچھ تدبیر اُن کی
ہوجائیگی یہ کہکر اُٹھی یہ تو ٹہلنے لگی مگر گرداب کشتی نشین جو اپنے باغ مین آئی رونے لگی
یہی سوچ ہی کہ اس طلسم کو قدرت ہاتھ سے مسلمانون کے بچالین کہ چند طائر آکر بیٹھے
زمزمہ سرائی کرنے لگے اُنکی آواز سُن کر سر پھرا بارہ دری مین آکر پلنگ پر لیٹی تڑپ رہی ہی
دل سے یہی باتین ہین کہ باعث بیقراری کیا ہی ہر چند کہ جستجو کی مگر کوئی بات اسکو
دستیاب نہ ہوئی آخر تڑپتے تڑپتے سوگئی دیدۂ ظاہری بند ہوے مگر دیدۂ باطنی
واسطے عالم خواب مین دیکھا کہ مین ایک کوہ پر بیٹھی ہون، کہ صحرا سے گرد اُڑی آمد
لشکر ہوئی سامنے سے پلٹنین رسالے گذرے اُسکے بعد دیکھا کہ ایک جوان حسین و
جمیل آفتاب جمال خورشید مثال مرکب پری پیکر پر سوار ایک تاجدار جلیل تخت پر
چار سو ساحر و غیر ساحر چار جانب سے گھیرے ہوے نوبت و نقارے بجتے ہوے وہ
جوان گھوڑے کو اُڑاتے ہوے آتا ہی گرداب کشتی نشین جمال بے مثال دیکھ کے
تڑپ گئی پکار کر آواز دی کہ ای جانیوالے ذرا ٹھہر جاؤ نظم

دھیان اُس کاکل مشکین کا جو آیا مجکو	خواب مین آکے سیاہی نے دبایا مجکو
نہ سنا تھا سو وہ کانون نے سُنایا مجکو	جو نہ دیکھا تھا اِن آنکھون نے دکھایا مجکو
شکر صد شکر تعلق نہ ہوا دل کو کہین	یار و اغیار کے جھگڑے سے چھُڑایا مجکو
طور پر حضرتِ موسیٰ نے تجلی دیکھی	بام پر یار نے دیدار دکھایا مجکو
اُس پریرو کے جو گیسو کا ہوا سودائی	مین نے جانا کہ یہ دل پیچ مین لایا مجکو

جان بھی نکلی دم نزع تو آسانی سے
کار مشکل کوئی درپیش نہ آیا مجکو
فکر اشعار مین کاٹی شب تاریک فراق
رات بھر صبح کے مضمون نے جگایا مجکو
بعد مردن بھی دکھادیگی شجاعت جوہر
شیر ماریگا جو روباہ نے کھایا مجکو
جوش وحشت مین جو کُنتا کہ کبھی اُٹھ بھاگا
سیکڑون کوس غزالون نے نہ پایا مجکو
شام سے پہلوِ خالی نے اک آفت ڈھائی
صبح تک طالع خفتہ نے جگایا مجکو
حشر کے روز مین اتنا تو کہونگا آتش
ان پریرویون نے دیوانہ بنایا مجکو

گرداب کشتی نشین نے جو پکار کر یہ اشعار پڑھے پلٹ کر اُس جوان نے دیکھا مسکرا کے آواز دی کہ ای نازنین پری پیکر تیرا نام نامی کیا ہی تیرے جمال نے مشتاق کیا مین نے ہنس کر جواب دیا کہ مجکو گرداب کشتی نشین کہتے ہین دختر مواج موج خیز آپ کی مشتاق ہوکر اس مقام پر آئی یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن ہرچند کہ دل کو سنبھالا نہ سنبھلا غش کھاکر گری بیہوش ہو گئی اُس جوان نے آکر سر زانو پر رکھا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا جب گرداب کی آنکھ کھلی تو اپنے بالین پر اپنے مسیحا کو پایا سر کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا کہا ای شہریار کنیز کو رخصت کیجیے آپ جس فکر مین نکلے ہین اُسکی جا کر تدبیر کرون یہ کہکر خرامان خرامان چلی اُس جوان نے اُٹھکر آواز دی کہ ای مسیحاے زمان ذرا ٹھہر جاؤ چند باتین تو کرلو کہ دل کو تسکین ہو گرداب جھپٹ کر بڑھی ایک تختۂ سنگ کی ٹھوکر لگی کہ منہ کے بل گری آنکھ کھل گئی گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی پریشان پریشان کہتی تھی کہ ہاے کیا سامان دیکھا خواب میرا بیداری سے بہتر تھا ہاے کیا کرون نظم

ہوکے حیران ہرطرف دیکھا
اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا
پھر نہ ہو نہین یہ آفتین برپا
ای فلک کیا قصور میرا ہی
زلفِ جانان کا مجکو سودا ہی

روکے کہتی تھی کیا ہوا یہ خدا
ستیاناس ہوئے آنکھون کا

آنکھ کھلتے ہی ہو گیا سکتا
ہاے کیا ظلم یہ فلک نے کیا
کور ہوجاتین یہ تو صبر آتا

پھر رو رو کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

دربدر مجکو کیون پھراتا ہی
غول بھی بھاگتے ہین ڈر ڈر کے

کیون نہ تاریک آنکھون مین ہو جہان
کیا ہی پُرخوف میرا صحرا ہی

یار آیا نہ پھول اُٹھانے مرے
اب دم اُسکا حباب دریا ہی
اس غزل نے جو آگ بھڑکائی

عشق کا کیا یہی نتیجا ہی +
ای قمر حال دل کہین کس سے
جان گھبر کے لب تلک آئی +

نہ کنارہ کر اپنے عاشق سے
دل نالان کی کون سُنتا ہی +

چیخین مار کر جو روئی کنیزین دوڑ پڑین کسی نے آگے آنسو پاک کیے کوئی تلوے سہلاتی تھی کوئی قربان جاتی تھی کہ حباب خوش چشم وزیرزادی نے آتے ہی بلائین لین کہا واری خیر تو ہی گرداب نے کہا کہ ای حباب کیا پوچھتی ہی مجھپر آسمان پھٹ پڑا وہ خواب پریشان دیکھا کہ جس سے کلیجہ نکل گیا دل خانہ خراب بہت بیتاب ہی حیران ہون کہ یہ ظالم کون تھا کہ جسنے دل چھین لیا پہلو مین دل طپان ہی نئی مصیبت کا سامنا ہی حباب نے عرض کی کہ لونڈیان کسواسطے ہین ہمسے تو ظاہر کیجیے ہمین تو اُس دردسے ماہر کیجیے گرداب نے سب کو ہٹا دیا حباب کا ہاتھ تھام لیا ایک گوشے مین آئی کہا ای حباب جلد بتا اسطرح کا لشکر کسکا ہی آٹھ نو لاکھ کا لشکر پشت پر چار ساڑھے چار سو سرداران نامی اور ایک تاجدار جلیل تخت پر اور ایک سردار ساطور ہفت صدمنی کاندھے پر دو پہلو مین تھا حباب نے کہا یہ نشان تو حضور لشکر طلسم کشا کا دیتی ہین نازنینان مہ جبین شاہزادیان بھی ہمراہ ہونگی گرداب نے کہا تونے ٹھیک پتہ دیا حقیقت مین کیسی کیسی شاہزادیان حسین وجمیل مثل چاکران کمترین ہمراہ تھین گلچینی گلشن جمال کی کر رہی تھین اور ہر ایک شاہزادی اُس جوان پر مائل و فریفتہ تھی یہی چاہتی تھی کہ اس جوان کو ملال نہ پہونچے جب مین غش کھا کر پہاڑ پر گری تو وہ جوان بمحبت بالین پر آیا گرد وغبار چہرے کا پاک کیا کیا کہون کہ کس محبت سے پیش آیا مین چھپٹ کر چلی اُسنے چاہا کہ مجکو روکے مین زمین پر گری آنکھ کھل گئی اپنے کو اس مکان مین پایا اُس وقت سے ہوش درست نہین ہین دیکھیے تقدیر نے کیا چاہا ہی حباب نے کہا کہ مین ابھی جاتی ہون خبر لیکر آتی ہون ملکہ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای حباب اگر یہ پتہ لگایا تو مجھ کو خرید لیا حباب نے کہا واری کیا کنیز کوئی کوشش اُٹھا رکھے گی ملکہ نے کہا ای حباب یہ بھی مجکو معلوم ہوا کہ وہ بتلاش لوح نکلے ہین مین نے وعدہ کیا کہ آپ جس فکر مین ہین

مین اُسکی جستجو کرونگی یہ سُنکر حباب خوش چشم پر پرواز پیدا کرکے چلی بر سر راہ آکے ٹھہری کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو مرکب اُڑاتے ہوے آتا ہی چند شاہزادیان گرد اور چند افسران فوج چہار جانب سے گھیرے ہوے اُسی صحرا مین آکر لشکر اُترا بارگاہ الگ استادہ ہوئی وہ جوان خوشرو سب کا افسر بارگاہ مین آیا سکندر ثانی تخت پر بیٹھے حکمرانی ہونے لگی حباب نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر بھاگی خدمت مین گرداب کی آئی عرض کی کہ واری ایک لشکر صحراے گردن کشان مین آکر اُترا ہی جو نشان آپ نے دیے وہ سب موجود ہین گرداب یہ سُنکر خوش ہوگئی حباب کو ساتھ لیکر اپنے مقام سے اُٹھی لباس تبدیل کیا طاؤس زرین بال کے اوپر سوار ہوئی حباب کو ساتھ لیکر چلی سامنے کوہ مینوسواد تھا اُسپر آکر اُتری ٹہل رہی ہی کہ کوہ سے اُترون اور بارگاہ مین اُس شہریار کی جاؤن مگر مواج موج خیز مان اِسکی اپنی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا کہ کیون صاحبو کچھ معلوم ہی کہ گرداب کہان گئی مصاحبون وغیرہ نے عرض کی کہ حضور اپنے باغ مین گئی ہین دل بہلا رہی ہین مواج یہ سُن کر اُٹھی چند کنیزون کو ساتھ لیکر اول طرف باغ گرداب کے آئی دیکھا کہ باغ مین سناٹا پڑا ہی تخت سے اُتری چند کنیزین جو موجود تھین اُنھون نے آکر سلام کیا پوچھا کہ گرداب کہان گئی کنیزون نے کہا کہ واری بھر رات رہے چیخین مار کر روئین حباب نے آکر کچھ سمجھایا اُسی کو ساتھ لیکر گئی ہین اتنا تو لونڈیون کو معلوم ہی کہ کسی لشکر کی تلاش مین گئی ہین دیکھیے کیا انجام ہو کچھ مقدمہ خراب ہی یہ سُنکر مواج اور زیادہ برہم ہوئی طاؤس کو اُڑاتی ہوئی چلی اُس وقت آئی کہ نورالدہر بارگاہ سے نکل کر سامنے کوہ کے کھڑے ہوے ہین آپس مین نگاہین لڑ رہی ہین دونون نوجوان محبت مین چور اشارے کنائے ہو رہے ہین گرداب کبھی ہاتھ اُٹھا دیتی ہی کبھی اشارے کرتی ہی کبھی آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین کبھی مسکرا دیتی ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا او گیسو بریدہ او شوخ دیدہ مین نے دیکھا آکے یہ شخص طلسم کشا ہی جرأت و طاقت مین یکتا ہی دشمن خاندان ساحران اور فتاح

طلسم خیال سکندری اسی کے خوف سے قدرت بھاگ کر طلسم مین آئے ہین یہ صدائے ہیبتناک جوشنی اور ماں کو آتے ہوے دیکھا نازک مزاج پروردۂ مہد ناز و نعم اسیر رنج و الم تھرا کر گری بیہوش ہو گئی دانت بیٹھ گئے آنکھین پلٹ گئین بس اتنا تو کہا کہ مین نے کیا خطا کی آپ کیون غصہ کرتی ہین مواج زمین پر آئی ہاتھ حباب کا تھام لیا کہا کیون وزیر زادی یہ کیا معرکہ تھا وزیرزادی نے تھرا کر کہا کہ آپکو فقط خیال خام و تصور ناتمام ہی ہماری ملکہ تشریف لائی تھین ارادہ تھا سحر کرین مین نے منع کیا تھا کہ سنبھل کر سحر کیجیے گا مگر مواج موج خیز ایک ظالم ہی وزیرزادی کو اور گرداب کو گرفتار کیا اور لیکر چلی مگر نور الدہر نے جو دیکھا کہ اُس محبوب کو ایک ساحرہ گرفتار کر کے لیے جاتی ہی شبرنگ کو بُلایا کہا کہ ای شبرنگ خبر تو لو یہ ساحرہ کون ہی کہ جو اس محبوب کو لے گئی شبرنگ نے کہا کہ غلام ابھی جاتا ہی یہ کہکر شبرنگ نے صورت تبدیل کی طرف قصر مواج کے چلا مگر مواج جو گرداب کو لیکر آئی اسی کے باغ مین آکر اُتری کہ اس باغ کا نام باغ گلگون ہی اُترتے ہی دونون کی زبان مین سوزن دی قفس آہنی منگایا ایک ہی قفس مین دونونکو بند کیا بارہ دری مین قفس کو لٹکا دیا اُنھین کنیزون کو بعہدۂ نگہبانی مقرر کیا کہدیا کہ خبردار در قفس نہ کھولنا یہ دونون گنہگار ہین اسی سزا کی یہ امیدوار ہین کل اِن دونون کو قتل کرونگی مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ طلسم کشا سے باتین کر رہی تھی مجکو دیکھ کے بیہوش ہو گئی کنیزون کو بخوبی سمجھا کر باہر نکلی شبرنگ ایک جادوگرنی بنا ہوا بیرون باغ گلگون کھڑا تھا دیکھا کہ ایک ساحرہ باغ کے اندر سے نکلی مگر ابرو ون پر بل پڑے ہوے کفِ افسوس ملتی ہوئی کف مُنھ سے جاری شبرنگ نے جُھک کے سلام کیا مواج نے سلام نہ لیا دوسری طرف سے شبرنگ نے آکر پھر سلام کیا اور قریب آکر کہا کہ حضور کیون درہم و برہم ہو رہی ہین لونڈی سے حال بیان کیجیے مواج نے کہا کہ ای نیکبخت تو کون ہی شبرنگ نے کہا کہ نہنگ بحری میرا نام ہی برائے تباہی لشکر طلسم کشا جاتی ہون قدرت نے حکم دیا ہی آپ کو جو درہم و برہم پایا

خیال مین آیا کہ دریافت کرون آپ کی برہمی کا کیا باعث ہی مواج نے کہا کہ ای نہنگ
تباہ کرنا لشکر طلسم کشا کا نہایت دشوار ہی ہر طرف سے سبب پیدا ہوتا ہی قدرت نے
لوح ایسے مقام پر رکھی ہی کہ جسکا نشان دشوار ہی مگر اُسکے سبب پیدا ہونے لگے
ان نازنینان مہ جبین نے گھر کے گھر برباد کیے میرے گھر سے آتش افروزی شروع ہوئی
بی گرداب کشتی نشین آج طلسم کشا سے برسر کوہ باتین کر رہی تھین مین نے خود
اپنی آنکھون سے دیکھا اُسے گرفتار کر لائی کل قتل کر ڈالونگی تب راز لوح چھپیگا
یہ سُن کر نہنگ بحری نقلی نے سب باتین پوچھین کہا آپ جائیے مین اب جا کر لشکر
طلسم کشا کو برباد کرتی ہون وہ پانی برساؤن کہ لشکر طلسم کشا ڈوب جائے مہلت
نہ پائے یہ کہکر شبرنگ پیچھے ہٹا مواج روانہ ہو گئی شبرنگ اس فکر مین ہی کہ
اپنے کو کسی طرح باغ مین پہونچاؤن اگر بن پڑے تو اُسکو رہا کرون اُسپر بڑی افتاد
پڑی مواج تو نکل گئی شبرنگ دروازے پر آکر ٹھہرا اس فکر مین کہ کوئی کنیز
نکلے تو اُسکو گرفتار کرون اُسکی شکل بنکر جاؤن کہ شعلہ رخسار نامے کنیز کسی کام
کو نکلی شبرنگ نے پکار کر کہا کہ حضور کہان جاتی ہین شعلہ رخسار نے کہا کہ تمھارا
نام کیا ہی وہ ہی نہنگ بحری نام بتایا شعلہ رخسار نے پوچھا کہ کس کام کیواسطے
نکلی ہو کہا قدرت نے حکم دیا ہی مین برای تباہی لشکر طلسم کشا جاتی ہون یہ سُن کر
شعلہ رخسار نے کہا کہ بی نہنگ بحری تمکو معلوم بھی ہی کہ طلسم کشا پر کسی کا سحر
تاثیر نہین کرتا لوح محفوظ اُسکے گلے مین ہی سلاح طلسمی و مرکب طلسمی یہ سب اشیا
مل چکے اب صرف لوح کا ملنا باقی ہی جستجو ہو رہی ہی یقین ہی کہ لوح طلسمی بھی دستیاب ہو
دریاے قلزم کی طرف طلسم کشا نے رُخ کیا ہی یہ کہکر شعلہ رخسار رونے لگی
کہا ہماری بی بی تو آج قید ہو گئین دیکھیے انجام کیا ہو اُس ظالم نے قید کیا ہی
کہ جو بالاعلان کہ گئی ہی کہ کل دشمنون کو قتل کرونگی شبرنگ کنیز کو لگا کر کنارے لایا
کنارے لا کر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر باغ مین آیا دیکھا کہ باغ ویران پڑا ہی
چہار جانب روشین ٹوٹی ہوئین نخلون کے پتے زرد زاغ و زغن جابجا بول رہے ہین

شبرنگ دیکھتا بھالتا بارہ دری مین آیا دیکھا کہ چالیس کنیزین بعہدۂ نگہبانی بیٹھی ہین تیر و کمان ہاتھ مین اور قفس مین گرداب بیٹھی رو رہی ہی ایک طرف حباب وزیرزادی سرنگون بیٹھی ہی دمبدم کہتی ہی کہ واری آپ کی محبت مین یہ نوبت پہونچی کہ آپ کے ساتھ قید ہین مگر شکر ہی کہ حق نمک سے ادا ہوے دیکھیے اب انجام کیا ہو ہمین تو امید نہین کہ اب قید سے رہائی پائین صرف باتین کرتے دیکھا اُسپر تو یہ بدعت ہی اگر خدانخواستہ پاس بیٹھے دیکھ لیتین تو اُسی وقت قتل کرتین کہ شبرنگ آکر پہونچا کنیزون سے مسخرہ پن کرنے لگا کسی کے سر سے دوپٹہ اُتار لیا کسی کے چٹکی لے لی کسی سے کہتا ہی کہ بُوا میرا دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی کہ مین تم سب کو گانا سُناؤن تم بھی خوش ہو اور مجکو بھی فرحت ہو یہ کہ کر بایان کھینچا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

چاند کہنا ہی غلط یار کے رخسارونکو
نسبت ذرۂ خورشید نہین تارون کو

ای صنم ہوئے نہ خورشید قیامت طالع
دھوپ مین تو نہ بٹھا اپنے گنہگارون کو

حُسن یوسفؑ کو ترے حُسن سے نسبت کیا ہی
پھونک دے گرمی بازار خریدارون کو

داغ چیچک کے ترے چاند سے مُنھ پر دیکھے
ہلوِ ماہ مین دیکھا جو نہ ہو تارون کو

ہون وہ مردود خلایق کہ یقین ہی پسِ مرگ
سہو ہو فاتحۂ قبر مرے یارون کو

ای بتو دلمین تمھارے جو اثر ہو تو نہو
زلزلے آئے ہین ان نالو نسے کُہسارونکو

یارین مجکو چمن ہو گیا آتش خانہ
برگ گل سے نہ رہا مرتبہ انگارون کو

عید قربان ہی ہزارون ہی گلے کٹتے ہین
تو بھی آزاد کر اب اپنے گرفتارون کو

ای اجل جسم سے چھٹ بھی چکے جان شیرین
زندگی تلخ ہوئی ہی ترے غمخوارون کو

اپنے بیمار کی حالت کو وہ صحت سمجھے
دیکھے نرگس جو ترے چشم کے بیمارون کو

مُنھ نہین پھرنے کا قاتل کیطرف سے میرا
چہرے پر کھاؤنگا مین یار کی تلوارون کو

کوئی انسان سے سوا سخت نہ پایا ہمنے
موت آئی نہ شب ہجر کے بیدارون کو

اپنے ہاتھونسے کیا جب مجھے اُس شوخ نے قتل
غیر تو مر ہی گئے داغ رہا یارون کو

جاکے اس باغ سے کیا یاد کرین گے ناسخ	۔	چشم تر ہمکو ملی خشک زبان خارون کو

تمام کنیزین تعریفین کرنے لگین کہتی تھین کہ ای شعلۂ رخسار تونے تو آگ لگا دی
غضب کا گاتی ہی حقیقت مین یہ کمال تجھکو کسنے بتایا آواز مین کیا سوز و گداز ہی ہمنے
ایسا گانا تیرا کبھی نہین سُنا تھا شبرنگ نے سب کو باتون مین لگا کر شراب کا
چرچہ کیا گلابیان لاکے رکھین اُسمین بیہوشی ملائی جام بھر کر سرگردہ کنیزان گلعذار
کو جام دیا اب تو دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی دو دو جام
جو پلائے کنیزین بدحواس ہو گئین کوئی کہتی ہی بوا شیر آتا ہی کوئی کہتی ہی کوئی جانور
آنکھین دکھاتا ہی کسی نے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کسی نے کسی کو تمانچہ مارا کوئی گھبرا کر
اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی کوئی چیخین مارتی ہوئی چلی گر کر بیہوش ہوئی کوئی
گھبرا کر کہتی ہی خداوندا آتے ہین دیکھیے اب کیا کیفیت ہو تھوڑے ہی عرصے مین
سب گر گر کر بیہوش ہوئین گرداب و حباب حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا شبرنگ نے
قریب قفس آکر کہا کہ ای ملکۂ عالم منم شبرنگ بن عمرو آپ کے گرفتار ہونے کی
خبر شاہزادے کو پہونچی مجکو حکم ہوا تھا کہ اُنکو رہا کر کے لاؤ ملکہ خوش ہو گئین کہا
کہ ای شبرنگ تمنے بڑا کارنمایان کیا کہ اس قیدخانے مین آکر مدد کی شبرنگ نے
چاہا کہ قفس کا قفل کاٹون یکایک زمین شق ہوئی آواز آئی کہ منم مواج موج خیز
او ناعیار غضب کیا تھا کہ میرے قیدیون کو لیجاتا تھا مین اس گیسو بریدہ کو تڑپا
تڑپا کر مارونگی کہ اسکے عاشق کو سوز و گداز ہو شبرنگ نے چاہا کہ جست کر کے
نکل جاؤن مگر اِسنے زمین سے سر نکالتے ہی آواز گیر دی کہ شبرنگ کے پاؤن زمین
نے تھام لیے لڑکھڑا کر گرا مواج نے باران سحر برسایا سب کنیزین ہوشیار ہوئین
کہا اری کمبختو ایسی غفلت کنیزون نے کہا واری کبھی ایسا معاملہ ہمنے کاہے کو
دیکھا تھا ہم سمجھے تھے کہ شعلہ رخسار ہی یہ نہ سمجھے تھے کہ عیار مکار ہی مواج نے
کہا کہ اور ایک قفس آہنی لاؤ اس مکار کو بھی قید کرو مگر خبردار ہوشیار رہنا
جو کوئی کنیز باہر جائے اور وہانسے پلٹ کر آئے تو اُس سے بخوبی پوچھ گچھ لینا تب

اپنی صحبت مین جگہ دینا اتفاق سے مین آگاہ ہوگئی اور طائر نے مجکو خبر دی کہ عیار اپنا کام کرچکا گرداب کہہ لیجایا چاہتا ہی مین غرق زمین ہوکر آئی خداوندان سب سے بیزار ہین مگر اس سال مین تقدیر نہین جمتی دیکھیے اس اقلیم مین کیا غدر ہوتا ہی ہمارے بھائیصاحب تو دریا مین مخفی ہین اُنکو نکلنے کا حکم نہین مین مصروف انتظام ہون مگر گرداب کو کچھ ہمارا خیال نہین نین مٹکا کرکے بیٹھی ہین طلسم کشا کی صورت مین سحر ہی تمام شاہزادیان اُس نوجوان پر عاشق ہوئین اپنے اپنے گھر بار کو ویران کیا یہ کہکر شبرنگ کو قید کیا کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا کہ اگر غافل رہو گی تو جان کا خوف ہی ایک دم بھر بین اور نہ آتی تو تم سب کو یہ قتل کرکے نکل جاتا ہی گرداب وحباب کے مُنھ پر کیسی بحالی تھی عیار کے گرفتار ہونے پر کیسی رنجیدہ ہین یہ کہکر اُسیطرح غرق زمین ہوکر روانہ ہوئی اب کنیزین شبرنگ کو ستا رہی ہین کہ کیون نگوڑے شعلہ جسالہ کو کیا کیا جو اُسکی شکل بنکر آیا کل تو قتل ہوگا شبرنگ جواب دیتا ہی کہ تم سب کی موت قریب ہی جہان ہم لوگ گرفتار ہوے سب کو قتل کیا اور گرداب کو کون مارسکتا ہی یہ معشوقہ طلسم کشا ہی کنیزین یہ سُنکر ہنستی ہین کہ دیکھو نگوڑا قفس مین بند ہی مگر کیا باتین بناتا ہی اب ہم لوگون کے ہاتھ سے یہ کیونکر بچیگا قضاے کار دربار مین نور الدہر کے شعلۂ جوالہ جو بیٹھی تھی اُسنے جو شاہزادے کو ملول دیکھا گھبرا گئی چپکے سے اُٹھی بیرون بارگاہ آئی کنیزون سے کہا کہ اگر شہریار مجکو پوچھین تو کہہ دینا اپنے خیمہ مین گئی ہین جب شبرنگ کو یاد کرتی ہون تو دل تڑپتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اُسپر کوئی سخت افتاد پڑی شعلۂ جوالہ کنیزون کو سمجھا کر چلی کوہ و دشت دیکھتی ہوئی طائر بنی ہوئی اُسی باغ مین پہونچی شاخ نخل پر بیٹھ کر دیکھا کہ چالیس کنیزین بیٹھی ہین شبرنگ دگر داب وحباب قفس ہاے آہنی مین بند ہین مگر چہرے پر شبرنگ کے اُداسی چھائی ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے نجات دے اِن ظالمون کے بس مین پڑا ہون یہ تجکو نہین مانتین مجکو تیرا دل سے اعتقاد ہی اور یہ اشعار بخوبی یاد ہین خمسہ

قرب گر خواہی ہمیشہ حاضر دربار باش — پیش در استادہ مثل سایۂ دیوار باش
سر نہادہ روز و شب بر آستان یار باش — ہست مخدومی اگر مطلوب خدمتگار باش
بادشاہی گر طلب داری غلام زار باش

بر رخ دلدار شیدائی اگر ای دردمند — شیفتہ بر حسن زیبائی اگر ای دردمند
تابع فرمان مولائی اگر ای دردمند — عاشق ذات مسیحائی اگر ای دردمند
در طلب زار و نزار و لاغر و بیمار باش

شعلۂ جوالہ نے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھی کہ عیار نے آکر عیاری کی مگر پھنس گیا اب کیا تدبیر کرون اس سوچ مین پریشان بیٹھی ہی کہ ایک کنیز اپنے مقام سے واسطے رفع حاجت کے اُٹھی ایک چمن مین آکر بیٹھی شعلۂ جوالہ نے سحر کرکے اُسکو مارا اُسکی شکل بنکر اُس جلسے مین آئی کنیزون نے پوچھا کہ بُوا کہان گئی تھین شعلۂ جوالہ نے کہا کہ برائے رفع حاجت گئی تھی تم کیون پوچھتی ہو کنیزون نے کہا کہ ملکہ مواج موج خیز کہہ گئی ہین کہ جب کوئی کنیز جاکر آئے تو اُس سے حال ضرور دریافت کرنا گلعذار جو سب کی افسر ہو اُسنے کہا بُوا ہکو بڑی مشکل ہی اگر دخل دیتے ہین تو تمھارے خلاف ہوتا ہی اگر دخل نہ دین تو باعث قباحت ہی کل کو کوئی اُفتاد پڑجائے تو ہم لوگون کو اپنی جان کا خوف ہی شعلۂ جوالہ نے کہا کہ عیار تمھارے پاس قید ہی اب کسکا خوف ہی کون آنیوالا ہی کسیکی مجال نہین کہ ہماری نگہبانی مین آسکے سحر بھی تھوڑا بہت جانتے ہین کسکی مجال ہی کہ ہم لوگون سے نگاہ ملائے ذرا باہر نکلو آج ہمارے تمھارے سحر کا امتحان ہو گلعذار تڑپکر اُٹھی باہر آکر شعلۂ جوالہ پر سحر کیا شعلۂ جوالہ نے ہاتھ ہلا دیا برق کڑک کر گری کہ گلعذار کے دو ٹکڑے ہوے سب کنیزین گھبرا کر اُٹھین اور کہا کہ ای گلرو یہ تونے کیا کیا ہماری افسر کو مار ڈالا اگر مالک پوچھین گی تو ہم کیا جواب دینگے شعلۂ جوالہ نے کہا کہ مین تم سب کو کب زندہ چھوڑونگی تم سب کی میرے ہاتھ سے موت ہی منہم شعلۂ جوالہ گلرو کون کمبخت تھی اس پردے مین تمھارا مارنا منظور تھا یہ کہکر سحر کی جسپر گری اُسکے دو ٹکڑے کیے تھوڑے ہی عرصے مین سب کو مار کر ڈال دیا مگر کنیز دو ایک

سحر جو کیے تو صورت شعلۂ جوالہ کی اصلی ہو گئی اب طرف قفس کے چلی جیسے ہی چاہا سحر کرکے قفل توڑ دون کہ زمین سے دھوان نکلا آواز آئی کہ ای شعلۂ جوالہ کیون شامت آئی ہی نم مواج موج خیز نکلتے ہی شعلۂ جوالہ پر سحر کرنے لگی شعلۂ جوالہ اسکے سحر کو رد کرتی جاتی ہی مگر مواج بلاے روزگار ہی جب دو ہتھڑ زمین پر مارا چشمۂ آب ظاہر ہوا اُس چشمے سے مچھلیان نکل کر شعلۂ جوالہ پر گرتی ہین مگر شعلۂ جوالہ مچھلیون کی ماہیت سے ماہر ہی جب ہاتھ ہلاتی ہی چار چار کے سر اُڑ جاتے ہین چشمۂ آب نایاب ہوتا ہی کئی چشمے مواج نے بنائے مگر شعلۂ جوالہ نے مٹائے دو گھڑی کامل آپسمین ردو قدح ہوئی طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین شاخین بڑھ کر سر پر شعلۂ جوالہ کے آتی ہین کہ مار سیاہ بنکر ڈس لین مگر شعلۂ جوالہ ان شاخون کو قلم کرتی ہی یہان تو یہ معرکہ ہی مگر نور الدہر نے دربار مین بیٹھے بیٹھے پلٹ کر دیکھا شعلۂ جوالہ کی کرسی خالی پائی کنیزون سے پوچھا کنیزون نے سر جھکا لیا نور الدہر نے جھلا کر کہا صاف صاف نہین بتاتی ہو ابھی تُمھارے قتل کا حکم دونگا کنیزین کانپنے لگین کہا ای شہریار صاف صاف تو یہ ہی کہ وہ تلاش مین سبز رنگ کی گئی ہین ہمکو منع کر گئی تھین کہ صاف صاف نہ کہنا یہ سُن کر نور الدہر نے کبیدہ ہو کر فرمایا صاحبو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکر شعلۂ جوالہ کی خبر لے میرا تو دل یہ گواہی دیتا ہی کہ شعلۂ جوالہ کسی مصیبت مین ہی کچھ اُسپر سختی پڑی نجم اختر شناس یہ کہکر اُٹھے کہ غلام بھی یہی عرض کرتا ہی جو حضور نے فرمایا یہ وہ اقلیم ہی کہ کبھی کسی ساحر نے قدم نہین رکھا سرحد دریاے قلزم اس مقام کا نام ہی ہمیشہ مواج موج خیز یہان کی نگہبان رہی کبھی کسی کو آنے نہین دیا جو اس طرف آیا اُسکے ہاتھ سے مارا گیا اُسکو اپنے سحر پر ناز ہی سکندر تخت سے اُٹھے کہا حضور غلام جاے جاکر شعلۂ جوالہ کی خبر لے نجم اختر شناس نے کہا کہ کیا غلام کمی کریگا آپ کے اقبال سے اُس ملعونہ کو ڈبو کر مارونگا اُسی کا سحر اُسی پر غالب آئے اُسکو پانی برسانے پر بڑا ناز ہی آپ کا اقبال یاور ہی اور طالع مددگار ہین تو سہی کہ وہ ہی پانی اُسکے چنگاریان بن کر لپٹ جائے تمام اعضاے جسم اُنھین چنگاریون سے

چھن جائین ہرچند سکندر نے کہا مگر نجم نے قبول نہ کیا اور عقاب پر بیٹھ کر برائے خبر شعلۂ جوالہ روانہ ہوا یہان وہ وقت ہے کہ شعلۂ جوالہ و مواج لڑ رہی ہین ققنس سے شبرنگ و گرداب و حباب بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہین بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہین کہ اے پروردگار وای معین و مددگار شعلۂ جوالہ کو مواج پر غالب کر اگر یہ ملعونہ غالب آئی تو ہمکو قتل کریگی تو ہی بچانیوالا ہے تینون بلک بلک کر دعائین کر رہی ہین مگر شعلۂ جوالہ کو مواج نے عاجز کر دیا ہے چاہتی ہے کہ ٹکڑے کر گردن اور اس کے دو ٹکڑے کردن مگر شعلۂ جوالہ روک رہی ہے جب شعلۂ جوالہ قصد کرتی ہے کہ تڑپون اور گڑ گون تو مواج بلند ہو جاتی ہے ہر طرح اپنے کو بچاتی ہے شعلۂ جوالہ کا قصد ہے کہ اگر بن پڑے تو نکل جاؤن مگر مواج جانے نہین دیتی جب شعلۂ جوالہ سحر کرتی ہے تو مواج گرجتی ہے برستی ہے کہ ناگاہ آسمان پر سناٹا ہوا آواز آئی کہ اے شعلۂ جوالہ نہ گھبرانا منم نجم اخترشناس اے شعلۂ جوالہ ماشاء اللہ تم بڑی ساحرہ سے لڑ رہی ہو یہ وہ ساحرہ ہے کہ جسکا کوئی جواب نہین دے سکتا مگر سبحان اللہ کیا کیا جواب دیرہی ہو اب ہم تم گھیر کر مار لینگے اُترتے اُترتے نجم نے سحر کیا کہ خنجر برسنے لگے اُدھر سے شعلۂ جوالہ نے سحر کیا برقین گرنے لگین مگر مواج نے دونون کے سحر مٹائے نجم تلوار کھینچ کر چلا کہ اسیر جا پڑون اُدھر سے شعلۂ جوالہ نے پنجہ کھینچا دونو نکو جو مواج نے تیغ بکف دیکھا گھبرائی کہ دو کے وار کیونکر روکونگی آخر گھبرا کر گرداب کی طرف متوجہ ہوئی آواز دی کہ اے گیسو بریدہ یہ تیرے معین و مددگار ہین مین حیران ہون کہ انکو کسنے خبر دی ایسا نہو نگوڑا اسکندر ثانی آجائے تو پھر جان بچانا مشکل ہوگی اُسکے سحر کو سوا خدا کے کوئی نہین روک سکتا ایسا ہی بقراط نے کمال پیدا کیا کہ سلطنت سکندری کی اور ایسے گرگ باران دیدہ کو قید کیا اب اُسکا وقت اقبال ہے خیر مین تو رخصت ہوتی ہون یہ بیچارے کیا ہین اگر ایسے دوسی ہون تو مجھکو نہ روک سکین مگر تجھے سمجھونگی تو نے میرا گھر برباد کیا میری اقلیم مین بھلا کوئی آسکتا تھا تیری وجہ سے یہ خونریزی ہوئی کیا تجکو آرام لینے دونگی کہ تو پہلوے طلسم کشا مین بیٹھے کہ نجم قریب پہونچا اُدھر سے شعلۂ جوالہ

کڑکتی ہوئی آئی مواج نے دونون پیر زمین پر مارے غرق زمین ہونے لگی نجم نے ہرچند روکا زمین سنگ لاخ بنائی مگر مواج زمین مین یہ کہتی ہوئی اُتر گئی کہ اے نجم و شعلہ جوالہ جاؤ ساعت اچھی تھی اس گیسو بریدہ کو لیجاؤ جب ارادہ کرونگی لے آؤنگی یہ کہکر غائب ہوئی نجم و شعلہ جوالہ نے آکر شبرنگ کو قفس سے نکالا اور گرداب کشتی نشین اور اسکی وزیرزادی کو بھی قفس سے نکالا گرداب نے کہا اب آپ لوگ جائین مین چلی آؤنگی نجم نے کہا کہ تمکو ساتھ لیکر جاوینگے یہ کہکر گرداب وغیرہ کو ہمراہ لیا طرف لشکر نورالدہر کے روانہ ہوے نورالدہر انتظار مین بیٹھے ہین کہ خبر پہونچی نجم وغیرہ آتے ہین نورالدہر خود بارگاہ سے نکل آئے گرداب و حباب کو دیکھکر شگفتہ ہوگئے گرداب نے سلام کیا نورالدہر نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا بارگاہ مین آئے گرداب نے عرض کی اے شہریار ہرچند کہ کنیز نے لوح کو نہین دیکھا مگر بادرجہربان کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ لوح طلسمی ہفت جوش کے پاس ہی یہانسے دریاے قلزم بارہ منزل ہی کنیز وعدہ کرتی ہی کہ دریاے قلزم پر چلکر لوح آپ کو ضرور ملیگی اگر ہفت جوش جادو اصلاح پر ہوا توسبحان اللہ اگر اُسنے بغاوت کی تو جستجو کرنا ہوگی سکندر ثانی نے بھی عرض کی کہ ملکہ بہت درست فرماتی ہین کتاب سوانحات طلسم مین بھی یہی صاف صاف لکھا ہی کہ جب طلسم کشنا دریاے قلزم پر پہونچین گے تو لوح ضرور پاوینگے سب کی صلاح لے کے نورالدہر نے مع شاہزادیون و ساحرون و سکندر کے دریاے قلزم کی طرف کوچ کیا ذکر انکا دفتر پر تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان جلالت عنوان صاحبقران زمان بہمراہی خواجہ عمرو اڑہکر پہونچنا تابہ دریاے قلزم و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف تصنیف

پلا ساقیا جام صہباے عشق	کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عشق	کیا تیری الفت نے ایسا نحیف
دکھایا جوانی نے رو ے ضعیف	اسی جام کا بس یہ انجام ہی	کہ اس میکدے مین مرا نام ہی
اُٹھا دے الو سے اپنے نقاب	کہ طالع ہو پھر برج سے آفتاب	وہ زلف سیہ تاب کالی بلا

نشان صاف ہی راہ ظلمات کا
رخ صاف کو چھولے دون مثال
تو ہو شب کا گویا سحر سے وصال
وہ چاہ زنخدان مین ہی آبرو +
ستارے ہین جنپر ہمیشہ نثار
وہ سینہ صفائی مین آئینہ ہی
حسین ہے جبین قاتل عاشقان

وہ ہی مانگ یا کہکشان کا نشان
تو ہو عندلیب گلستان نہال
لب لعل فخر مسیحا بنے +
کہ ہی یوسف دل کو ہی جستجو
صراحی کہون نور کی یا گلو
وہ بازار الفت کا گنجینہ ہی
قمر داستان اور منظور ہی

خوشا بوے ہر تار عنبر فشان
جو ہو چہرہ مہتاب سے دون مثال
جو جنبش ہو تو جلد مُردہ جیے
وہ دندان ہین یا گوہر شاہوار
کہ ہی شیشۂ نور گویا گلو +
سراپا کا اُسکے کرون کیا بیان
دل سامعین جس سے مسرور ہی

چہرہ رہروان منازل صدق و صفا و گام فرسایان صحراے پر آفت جہاد در راہ خدا اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ترنم سراے ستودہ خصال چنین میبنگارد ز کلک خیال + سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ جب صاحبقران زبان دربند عیار بچیون سے فارغ ہوے اور عقد خواجہ کا سب کی افسر کے ساتھ ہوگیا تحریر کرچکا ہون کہ عیار بچی حاملہ ہوئی ہی اُسکے بطن سے ایک عیار طرار خنجر گزار فخر دودمان خواجہ عمرو عیار پیدا ہوگا اور بڑے بڑے مقامات دشوار گزار پر کارہاے نمایان اُسکے ہاتھ سے سرزد ہونگے اُن مقامات پر وہ عیار پہونچتا ہی کہ جہان کبھی خواجہ بھی نہین پہونچے اور عیاری مین بھی وہ خواجہ سے سوا ہوگا غرضکہ صاحبقران نے خواجہ سے صلاح کی خواجہ نے آگر ز وجہ سے پوچھا اُسنے کہا کہ مین نے کتاب سوانحات مین دیکھا ہی کہ دریاے قلزم پر جھگڑے ہونگے اور وہین طلسم کشا سے ملاقات ہوگی اور وہین طلسم کشا کو لوح بھی ملیگی مگر ہنگامۂ عظیم ہوگا صاحبقران نے سردارون کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو سردارون نے لشکر تیار کیا صاحبقران کوچ کرکے طرف دریاے قلزم کے چلے کل لشکر ساتھ ہی عادی اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر آگے بڑھتے ہین قریب ایک دریا کے پہونچے چاہتے ہین کہ اُس پار اُتار اکر بن کہ صحراسے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ستر ہزار فوج پشت پر آیا اُس پہلوان نے جو عادی کو دیکھا گینڈا بڑھا کر آپڑا فوج کو اشارہ کیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی عادی لخت شدادی جو پکڑ کر گرا جسپر مار دیا خون کا

تھلتھلا دہ ہو کر رہگیا قزاقون نے گھوڑے دوڑائے جسپر جا پڑے اُسکو مارا اگر وہ پہلوان
بہمن سیہ قبا عادی پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا عادی نے چاہا کہ سپر کو چہرے کی پناہ کرے
سپر سر تک نہ آنے پائی تھی کہ تلوار بہمن کی چل گئی سر عادی کا زخمی ہوا خون پونچھ
پونچھکر پیے جاتے ہین اور بھائی جا پڑے چالیسون بھائی زخمی ہوے افسرونکے زخمی ہونے
سے کُل فوج پراگندہ ہوئی بہمن نے بارگاہ چھین لی فوج نے افسرونکو زخمی دیکھ کر
ہوا دارون پر ڈال لیا بھاگ کرنے نکلے بہمن بارگاہ کو دیکھ کر جی مین کہتا ہی کہ حمزہ کا کیا
عظم و شان ہی کہ مقدمۃ الجیش جس کا اس عظم و شان سے آیا تھا یہ بارگاہ تو لائق
خداوند ہی قدرت اسمین بیٹھین گے بہت خوش ہونگے افسرون کے سامنے فخر کر رہا
ہی کہتا ہی مین نے آج وہ کار نمایان کیا کہ کسی سے نہ ہوسکتا ساتھ والے کہ رہے ہین حقیقت
مین آپ کا کون ہمسر ہی کس زور و شور سے جنگ کی کسکی مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے شراب
چل رہی ہی محفل عیش و جیش آراستہ ہی مگر قزاق عادی کو لیے ہوے بھاگے جاتے ہین
کہ یوق ترکی کی آواز کان مین آئی ہمراہیان عادی ٹھہر گئے قضائے کار شہسوار
عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی شکار کھیلتا ہوا آتا تھا عادی کو جو زخمی دیکھا پوچھا
کس مقام پر مقابلہ پڑا سب نے بیان کیا اسد کے تیور پر بل پڑ گیا کہا کسنے بارگاہ چھینی
قاسم تنگ رو احلی نے بیان کیا کہ بہمن سیہ قبا نام پہلوان آتا تھا ستر ہزار
فوج سے آپڑا اثالہ بارگاہ کا قبضے مین کر لیا یہ سُنکر اسد نے مرکب پر بڑی جمائی اپنے
افسرون کو ساتھ لیکر مرکب بڑھایا ابراہیم بن مالک ولندھاوہ بن لندھور وغیرہ ہمراہ
ہین اسد سب کے آگے گھوڑا ڈالے ہوے جاتے ہین آتے آتے برابر لشکر بہمن کے
پہونچے آتے کے ساتھ ہی اسد نے نعرہ کیا نعرہ اسد ٥ اسد شہسوار م کہ در
روز جنگ + پدرم دلِ شیر و چرم پلنگ + شہنشاہ نام آور و کامران +٭+ اسد
شیر دل ابن صاحبقران + نعرہ کرکے لشکر بہمن پر جا پڑے تلوار چلنے لگی قزاقان اسد
اڑے بھڑے جس طرف جا پڑے نیمچے ڈال دیے پرے کے پرے پامال کیے لشکر بہمن
تہ و بالا ہوا ہرکارے نے بہمن کو خبر دی کہ نبیرۂ امیر مع قزاقون کے آپڑا ہی تمام لشکر

پامال ہو رہا ہی بہمن چلا اُٹھا کر نکلا سر اُٹھا کر دیکھا کہ خیمون مین آگ لگی ہوئی ہی ہزار ہا لاشہ جابجا لوٹ رہا ہی دریاے خون جاری ہی فوج والے بھاگے بھاگے پھر رہے ہین بہمن کا بھائی دینار سفید پوش طرز جنگ اسد دیکھ کر بہت بلبلایا للکارا کہ او قزاق پیشہ تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ دن دہاڑے لڑنے آیا ہی اسد شعلہ مزاج ہوا اس بیحیا نے جو تو کا تڑ پکر جا پڑا جیسے ہی اُسنے آکر نیزہ مارا اسد نے ہاتھ بڑھا کر ڈانڈ کو توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے نیزہ پھیرا کر مرکب کی آنکھ پر مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا دینار مرکب سے گرا اسد نے اُتر کر اُسکو بھی چور رنگ کیا بہمن نے جو دور سے دیکھا ڈکارتا ہوا سامنے اسد کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے گھوڑا پیچھے ہٹایا جھونک مین تلوار کی بہمن جُھکا اوپر سے اسد نے ہاتھ مارا سپر کو کاٹکر تلوار جو گری سر اسکا زخمی ہوا چاہا کہ ہٹون اسد نے گھیر لیا جدھر گیا اُدھر تلوار کا وار کیا آخر گھبڑے سے کود کر بھاگا اُدھر سے ابراہیم بن مالک آتے تھے آواز دی کہ او نامرد کہان جاتا ہی ہمارے آقا کے سامنے سے بھاگا یہ کہکر نیزہ دوزبان چمکایا تاک کر سینہ پرکینہ پر مارا کہ پشت کو توڑ کے پار گذرا اُکھیڑ کر مارا کہ استخوان بہمن کے چور چور ہوے اب فوج کو اسکی گھیر لیا قزاقون نے گھوڑے جو دوڑائے کافرونکی آنکھون مین گردسمائی آنکھین ملتے تھے کہتے تھے یارو سوجھتا نہین کدھر بھاگ کر جائین جدھر جاتے ہین قزاق ہی نظر آتے ہین الامان الامان کر رہے ہین مگر قزاق کب سُننے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان ریحان مغربی نام جو کسی قلعے پر لشکرکشی کیے ہوے جاتا تھا راہ مین خبر سُنی کہ بہمن کے لشکر پر آفت ہی ڈیڑھ لاکھ فوج اسکے ہمراہ ہی پلٹا کہ ان سب کو گھیر کر مار ڈالون کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر بن اسد اسپ بادپا پر سوار آتا ہی اپنے والد کو جو لڑتے دیکھا دور ہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا مگر ریحان مغربی نے چاہا کہ اسد پر جا پڑون غضنفر نے راہ مین روکا کہ او نامرد اِدھر آ کہان جاتا ہی ریحان کو روک لیا غضنفر کے قزاق لڑنے جُٹے ہوے دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کے تاج تلوارین کھینچکر ہو گرے کشتگر ریحان کو تہ و بالا کر دیا ریحان نے جو دور سے دیکھا

که ایک طفل کمسن بڑے بڑے قد کے پہلوانون پر جا پڑتا ہو کسقدر تیز دست ہو که آنکھ ملی
اور حریف کو مار اگینڈے کو ٹھکرا کر للکارتا ہوا چلا که او طفل بے ادب کیا تیری فضا دانگیز
ہو یہی تیرے قتل کی تدبیر ہو یہ سُنکر غضنفر نیزہ ہلاتے ہوے پلٹے للکارا که او نامرد مردان
عالم کو تو کمسن کہتا ہو ریحان اس گھمنڈ مین ہو که اگر تلوار رد کیگا تو کلائیان اس کی
ٹوٹ جاوینگی پشت مرکب سے اُٹھا لونگا زمین پر مارونگا که ہڈیان چور چور ہو جائینگی ایسے
خیالات سوچتا ہوا قریب آیا گینڈا ارانون مین بیچین ہو غضنفر نے نیزہ مارا ریحان نے سینہ کو
بچایا یہ سیسے پرکب نیزہ مارتے ہین ہاتھ کو کن دیکر گینڈے کی آنکھ مین نیزہ مار دیا ڈیڑھ
ہاتھ نیزہ آنکھ مین گینڈے کی اُتر گیا نیزے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈا چرخ مارنے لگا ادہر
سے غضنفر برس پڑا اسقدر ریچھے مارے که پشت و پہلو سے خون جاری ہوا آخر ریحان
گینڈے سے کود کر بھاگا غضنفر نے بیچھا کیا اُسنے چاہا بھاگ جاؤن غضنفر نے گھوڑے کو کاوہ
پر ڈالا ریحان بیچ مین آیا اسکو نیزہ مارا مگر نیزہ انکے ہاتھ کا اوچھا پڑتا ہو اسقدر نیزے
مارے که ریحان مغربی گرا دھماکا ہوا زمین ہل گئی ریت یہ زخمون مین بھری ریت پر لوٹنے لگا
غضنفر نے بہ اطمینان قریب آکر سر ریحان کا کاٹا ہما کو سر دیا نوک نیزے پر بلند کر دے
اہل فوج نے جو سر دیکھا گھبرا گئے بھاگنے لگے ادہر سے اسد نے سب کو بھگایا
چاہا غضنفر سے ملاقات کرون مگر غضنفر نے بوق بجا کر سب کو اکٹھا کیا گھوڑا بڑھا کر طرف صحرا کے
چلا اسد نے آواز دی که ای فرزند ذرا ٹھہر جاؤ ہمسے ملاقات کرو تب آگے بڑھنا یہ
سُنتے ہین گھوڑا اور تیز کیا گھوڑا جھمکا کر نکل گئے اسد ناچار ہو کر ٹھہرے عادی کو اٹالہ
بارگاہ سپرد کیا اپنے سامنے دریا سے پار اُتارا ایک قلعہ ہو که اُسکو قلعۂ زبردستان کہتے ہین
وہانکے حاکم ہلال سرکش و ضلال چوب گردان ہین قلعے پر دیکھ رہے تھے که ایک لشکر
آکر دامنہ مین قلعے کے اُترا ہی عیار کو بھیجا که جاکر دریافت کرو که یہ کسکا لشکر ہو عیار دریافت
کرکے گیا پہلوانون سے بیان کیا دونون بھائیون نے صلاح کی که آج رات کو انکو لوٹ لو
یہ سوچکر لشکر جمع کیا اور عادی پر یہ معرکہ گذرا که سامنے دو قریب تھے اُنکو جاکر لوٹا مچانے
لوٹ کر لائے سبھون نے خوب شراب پی ناچ دیکھے کھاپی کے سوئے دو پہر رات گئے ہلال و

جہلال لشکر لیکر قلعے سے نکلے بطور شبخون گرے قزاق جو گھبرا کر نشے مین اُٹھے زخمی ہوے
بھاگنے لگے ہلال و جہلال نے پیچھا کیا دور تک ایسا بھگایا کہ قزاق جاکر دامنۂ کوہ مین
اُترے بارگاہ کو ہلال و جہلال نے قبضے مین کیا بارگاہ کو لیکر پلٹے چاہا کہ قلعے مین جائین
پہلوان عادی کو صبح کو ہوش آیا معلوم ہوا کہ بارگاہ چھنگئی بڑا قلق ہوا چاہا کہ
سوار ہون مگر رات کو اسقدر زخمی ہوے تھے کہ حوصلہ نہ پڑا بھائیون سے صلاح کر رہے ہین
کہ کیون بھائیو کیا قصد ہی بھائی کہ رہے ہین کہ اب وہ قلعے مین جایا چاہتا ہی جو منظور
ہو وہ کیجیے اس سوچ مین عادی بیٹھے تھے مگر حیران ہین کہ ہاتھ دستگیری نہین کرتے پانون
مین ثابت قدمی نہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ قبۂ دین ستون اسلام کرب نامدار شکار
کھیلتے ہوے آتے ہین عادی کو جو دامنۂ کوہ مین پڑے ہوے دیکھا گھوڑے کو بڑھا کر آئے
احوال دریافت کیا معلوم ہوا کہ شکست کھا کر آئے ہین بارگاہ چھنوادی کرب کو یہ سُنکر بڑا
غصہ آیا کہا کہ مین جاکر بارگاہ لاتا ہون یہ کہکر ابرش گل اندام سکندری کو بڑھایا
فتاح پلنگینہ پوش و ثریاے زنگی و فاخر تاجدار یہ سرداران قدیم ہمراہ ہین یہان تک
دونون بھائی بارگاہ لیکر آئے ہین بہت خوش ہین کہتے ہین کہ اس بارگاہ کو استاد کرینگے
ابھی مین بیٹھا کرینگے ابھی صبح کو اٹھا لے لو ایا طرف قلعے کے چلے چاہتے مین داخل ہون کہ صحرا سے
گرد اُڑی بوق ترکی کی آواز آئی نعرۂ شبر کی صدا تھی کہ باشید اے کافران غدار منم قبۂ
دین ستون اسلام کرب پُر حرب نظر کردۂ شاہ ولایت امیر عرب نعرہ کرب سے کرب تھے سوار آم
پی تیغزن نظر کردۂ شاہ خیبر شکن او بیچیا بارگاہ صاحبقران کہان لیے جاتا ہی اب مین
تجکو جانے دونگا یہ نعرہ کرکے آگے کرب کا گرنا ایسے مقدمات جھیلے ہوے جان پر کھیلے ہوے
ثریاے زنگی ایسا سردار پہلو مین شمشیر زنی کرتا ہوا آتا ہی قزاقون نے جو گھوڑے
دوڑائے اسقدر گرد اُڑی کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا ہلال سامنے آکر چمکا نعرہ کیا کہ او
دیوانے ادھر آ مجھسے مقابلہ کر کرب ایسے آتش خو شعلہ مزاج ان لفظونکو کب سُن سکتے ہین
وہین سے گھوڑا پھیرا آواز دی کہ او نامرد مین خود مشتاق ہون کہ مجھسے مقابلہ کر وہ
قریب آکے بڑھا کرب نے جو پہلے ہاتھ مارا سر گینڈے کا اُڑ گیا دوبارہ نعرہ کرکے ہاتھ مارا

ہلال دو ٹکڑے ہو کر گرا غرض جو ہلال مارا گیا ہلال نے جو خبر سُنی کہ بھائی مارا گیا
جھپٹا گینڈا اُڑا کر قریب آیا اللکارا اور جوان نے غضب کیا ایسے شخص کو مارا جو بے مثل تھا
یہ کہکر بڑھا چند ہاتھ تلوار کے مارے کرب نے سب ہاتھ خالی دیکر ہاتھ مارا کہ ہلال کے بھی
دو ٹکڑے ہوئے ہلال کو مار کر بارگاہ لی قلعے کو لوٹ لیا پہلوان عادی کو بلا کر بارگاہ دی
کہا قبلہ و کعبہ آپ تو مقدمۃ الجیش ہین نشیب و فراز دیکھکر اُترئیے بارگاہ چھین جانا
معیوب ہے اب قلعے مین جا کر اُترئیے مین رخصت ہوتا ہون کرب اُسیطرح شکار کھیلتے ہوے
چلے گئے عادی قلعے مین آکر اُترے اہل قلعہ سے کھانا طلب کیا کئی اونٹ نحر ہوے خوب
پلاو پکے وسط قلعے مین ٹاٹ بچھوا دیا اُسپر دیگین اُلٹ دی گئین خوب قزاقون کے ہتھے
پڑے دو روز قلعے مین رہے تیسرے دن لشکر صاحبقران آیا صاحبقران نے خبر سُنی
کہ عادی نے قلعے پر قبضہ کیا فرمایا کہ بھائیو چل کر قلعے مین اُترو سارا لشکر قلعہ مین آکر
فروکش ہوا صاحبقران قلعۂ زبردستان مین ہین شب کو جلسہ آراستہ ہوتا ہی امیر آکر
مقام صدر پر بیٹھتے ہین خواجہ عمرو یہ اشعار عاشقانہ گاتے ہین نظم

دوست رکھتے ہین جوانمرد اہل جوہر یار کو ... تول کر زر سے سپاہی لیتے ہین تلوار کو
صاف یون ہی کرتا ہو شانہ موے جعد یار کو ... جنتری ہین کھینچتے ہین جس طرح سے تار کو
کر دیا نوع دگر سرمے نے چشم یار کو ... نرگس شہلا بنایا نرگس بیمار کو
خوشنویسی مین بھی کی اُس طفل نے مشق ستم ... خون سے بلبل کے لکھا قطعۂ گلزار کو
شمع کے شعلے کو جب گلگیر نے منھ مین لیا ... پر نچا آنکھون نے دیکھا مرغ آتش خوار کو
جب سے دیکھا ہی گذرگاہ نگاہ یار اُسے ... مثل ناوک جانتا ہون روزن دیوار کو
پیچھے رکھنا میرے داغون پر اے ای دوستو ... آگ پر رکھ دیکھو پہلے مرہم زنگار کو
پردۂ دل سے نکلنا نالے کا یاد آگیا ... خوب رو دیا سنکے مین آواز موسیقار کو
زحمت قدرت نے بنایا حسن کا مجھکو گدا ... آنکھونکے کاسے دیے دریوزۂ دلدار کو

صاحبقران مصروف عیش و نشاط ہین تمام سرداران تہمتن و جوانان صف شکن جمع ہین
عادی نے اثالہ بارگاہ کا تیار کیا ارادہ ہے کہ بارگاہ لیکر آگے چلون کہ جوڑیان ہرکارونکی

حاضر ہوئین عرض کی کہ ای شہریار یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی اُسکو قلعۂ سرطان
کہتے ہین سرطان مردم دردہانکا حاکم ہی اُسکو خبر پہونچی کہ اٹالہ بارگاہ صاحبقران کا
آتا ہی راہ مین دریاے غراب ہی دہان کوے بہت جمع رہتے ہین اُس دریا پر پل
بندھا ہوا ہی سکندر کے زمانے کا وہ پل ہی اُسپر اُسنے میلان بلند رکاب کو تین لاکھ
فوج سے روانہ کیا ہی وہ پل کو روکے کھڑا ہی کہ اٹالہ بارگاہ کا آدے تو چھین لون امیر نے
فرمایا کہ دریافت تو کرو عادی روانہ ہو گیا عرض ہوئی کہ دو دن اُن کی قلعے مین
عملداری رہی خوب قزاقون نے لوٹ لوٹ کر کھایا اور غلہ وغیرہ بھی ساتھ لیا پہر رات رہے
سے روانہ ہو گئے امیر نے فوراً چوکی رکھوائی اور پکار کر آواز دی کہ ایک پہلوان تم مین سے
چاہتا ہون کہ جادے اور اٹالہ بارگاہ کا باسانی پل سے اُتروادے یہ کلمہ زبان سے
امیر کے تمام نہ ہونے پایا تھا کہ مالک اپنے دنگل سے کود ے کرب کو نہایت غصہ آیا
کہ یہ کیون اُٹھا اور میرے باپ کی مدد کو کیون گیا مالک نکلتے ہی اپنے نیزہ دارونکو
تیار کرکے روانہ ہو گئے کرب غازی دنگل پر بیٹھے بل کر رہے ہین امیر نے پلٹ کر پوچھا
کہ کیون ای نور چشم نظر کردہ بزرگان تم کبیدہ کیون ہو رہے ہو کرب نے دست بستہ عرض کی
کہ غلام داروغۂ بارگاہ ہی غلام روانہ ہوتا اس جنگ کو سر کرتا امیر نے فرمایا ای کرب
تم بھی روانہ ہو جاؤ کرب غازی فوراً اُٹھے اسد بھی ساتھ ہوے ہرچند کرب نے
منع کیا کہ ای فرزند تم کیا کروگے اسد نے نہ مانا نکل کر باپ سے قبل روانہ ہوے دوسرے
صحرا سے چلے کرب و اسد جاتے ہین مگر سرطان کو خبر پہونچی کہ حمزہ نے دو سردار روانہ
کیے ہین اسنے اسی وقت حکم دیا کہ دو پہلوان اور روانہ ہون جاکر اُن دونونکو روک لین
مگر اٹالہ بارگاہ کا نہ جانے پائے دو پہلوان اور ہیکلان فیلسوار و قبقاب رومی چھ
لاکھ فوج لیکر روانہ ہوے یہ خبر امیر کو ہوئی امیر نے کہا ایک دلیر اور جائے اور اُن
دونون کو پل پر نہ آنے دے اور عادی کی مدد کرے اب تو دارا سے ہند اپنے مقام
سے اُٹھے نکل کر سوار ہوے نو لاکھ ہندی لیکر روانہ ہوے یہ خبر سرطان کو پہونچی کہ
لندھور آتے ہین اسنے پلٹ کر داہنی طرف دیکھا ابلیس گرگدن سوار چار لاکھ فوج

لیکر چلا یہ خبر ہر کارون نے صاحبقران کو دی کہ اُسکا جانشین بھی آتا ہی امیر خود اپنے
مقام سے اُٹھے ابتو کل لشکر تیار ہوا بادشاہ جبجاہ نے عرض کی کہ ہم بھی اس جنگ کا تماشا
دیکھینگے صاحبقران نے کہا کہ بسم اللہ حضور بھی سوار ہون ابتو صاحبقران مع بادشاہ
چلے کل لشکر ہمراہ ہوا مثل مور و ملخ کے جاتا ہی مگر اولان اول پہلوان عادی جو قریب
دریاے غراب پہونچے دیکھا کہ ایک پہلوان وسط پل پر گینڈا چمکارہا ہی ساتھ والے
اُسکے راستہ روکے کھڑے ہین عادی کوہ ہامون نورد کو چھیڑکر طرف پل کے چلے انکے
قزاق کب رُکتے ہین سب نے بلوہ کیا پل پر چڑھ گئے عادی سے اُس پہلوان کا مقابلہ
ہوا عادی ہمیشہ کے زخم نصیب ہین زخمی ہوے فوج سے تلوار چلنے لگی دونون پہلوان
ہیکلان فیلسوار و قبقاب رومی بھی چھ لاکھ فوج سے آکر پہونچے اب جو یہ پہونچے فوج
تازہ دم آئی قزاقون کو شکست ہونے لگی ایک ایک پر دس دس ٹوٹ پڑے عادی
انتہا کے زخمی ہوے آخر قزاقون نے عادی کو گود مین لیا ہوادار پر ڈال لیا لیکر بھاگے
پل سے اُتر آئے کہ صحرا سے گرد اُڑی اسد و کرب پیدا ہوے عادی کو جو زخمی دیکھا انکھون
مین خون اُتر آیا اسد نے گھوڑا بڑھایا اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا سب قزاق
پل پر چڑھ آئے اول جو پہلوان آیا تھا اُسکو للکارا کہ او میلان بلند رکاب خبردار
آگے نہ بڑھنا ہر چند کرب نے چاہا کہ مین اپنے کو پہونچاؤن مگر اسد شعلۂ جوالہ ہی فوراً
پہونچا میلان کو ٹوکا وسط پل پر مقابلہ پڑا کہ اور گرد اُڑی خود سرطان جمعیت تمام
سامنے پہونچا میلان نے جو اپنے مالک کو آتے ہوے دیکھا اور زیادہ گرمایا پھر گرد اُڑی
مالک اب آکر پہونچے بعد مالک کے لندھور بن سعدان و صاحبقران زمان بافوج
گران آکر پہونچے مگر دیکھا کہ انتہا کا جماؤ ہی لندھور سے کہا کہ اے دارا ے ہند اپنا ہاتھی
قریب لاؤ کہ مین اُسپر سوار ہو کر تماشاے جنگ کرون لندھور ہاتھی سے کود پڑے
جھول کو تھام لیا صاحبقران فیل میمونہ پر سوار ہوے ایکطرف آکر ٹھہرے تماشاے
جنگ دیکھ رہے ہین کہ دیکھا اسد نے گھوڑا بڑھایا قصد ہی کہ پار اُتر جاؤن میلان نے
بڑھکر روکا اور نیزہ مارا اسد نے نیزہ توڑ ڈالا دیکھ رہا ہی کہ نانا جان ملاحظہ کر رہے ہین

جلد دریا سے اُتر جاؤن میلان نے جب دیکھا کہ نیزہ ٹوٹ گیا تو قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار
خبردار کہکر ہاتھ مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر
کیا اور ہاتھ تلوار کا مارا اس ترکیب سے تلوار ماری کہ کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا میلان
نے سپر اُٹھادی مگر تیغۂ اسد کب رُکتا ہی سپر کو کاٹ کر گرا میلان کے دو ٹکڑے ہوے
اور گھوڑے کو مہمیز کیا قبقاب رومی گینڈا بڑھا کر آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر
اسد نے ہاتھ خالی دیے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا قبقاب کے بھی دو ٹکڑے ہوے
چار پہلوان نامی اسد نے مارے مگر سرطان کی طرف سے تار بندھا ہوا ہی کہ ایک کے
بعد ایک آتا ہی اسد کی برق شمشیر چمک رہی ہی سرطان نے بھلا کر داہنی طرف مڑ کے دیکھا
فولاد خارہ شکن گینڈے کو بڑھا کر چلا اب دونون طرف کی فوجین کھڑی ہین ملاحظۂ جنگ
اسد کر رہی ہین اور صاحبقران تعریفین کر رہے ہین خواجہ ایک نخل پر چڑھ گئے ہین
اُسپر سے تماشا جنگ کا دیکھ رہے ہین اور ہر مرتبہ پکارتے ہین کہ ای فرزند ماشاءاللہ کیا
جنگ کر رہے ہو کیسے کیسے پہلوان مارے اسد پلٹ کر سلام کرتے ہین مگر گھوڑا ایڑ ملتے جاتے
ہین کہ اُدھر سے نعرے کی آواز آئی کہ منم فولاد خارہ شکن او جوان آگے نہ بڑھنا کیا
تو نے سب کو دبا لیا اسد نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال آتا
ہی مگر گرز کو چرخ دیتا ہوا اسد نے بھی تلوار کو نیام مین کیا اور گرز گران سنگ اُٹھایا
فولاد نے قریب آ کر گرز کو چرخ دیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا اسد نے گرز کو گرز پر
روکا اور اپنے گرز کو چرخ دیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ ان جوانون کو منع کرو
کہ آپس مین گرز نہ چلے پل کہنہ ہی اور وسط پل پر یہ معرکہ ہی دیکھو پل تھرا رہا ہی عمرو نے
ہر چند پکارا مگر اسد گرم جنگ تھا چہرہ سُرخ ہو رہا ہی چھینٹین خون کی جسم پر پڑی ہوئی ہین
کچھ جواب نہ دیا اور گرز کو چرخ دیکر جا پڑا گرز مارا ضرب دست اسد سے پل انتہا کا کانپا
فولاد گرز کھا کر دل گرد مین چھپ گیا اسد نے نعرہ کیا زدم وپست کردم فولاد نے
آواز دی کہ او جوان کسے مارا منم فولاد خارہ شکن گرز ہتواسے ہوے دل گرد سے
نکلا اور پھر گرز مارا اسد نے گرز کو گرز پر روکا اور پھر جا پڑا محمودی کے رومال سے

گرد چہرے کی جھاڑتا ہوا دو دستی گرز مارا ایکے گرز مین چند اینٹین پل کی گرین دو دو ضربین ردو قدح ہوئی تھین تیسرا گرز جو اسد نے مارا لندھور بن سعدان بموجب حکم صاحبقران دامن گردان کردوڑے پکارتے ہوے کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی اب گرز نہ مارنا دیکھو پل کی اینٹین گر چکی ہین مگر اسد نے کچھ جواب نہ دیا اور پھر دو دستی گرز مارا ایکے جو گرز پڑا پل اڑاڑا کر گرا ایک دناٹا ہوا اور غبار اُڑا کہ اُس غبار نے تمام عالم کو گھیر لیا اسد و فولاد گرے لندھور بھی قریب پہونچ چکے ہین یہ بھی گرے صاحبقران نے گریبان پھاڑ ڈالا دام داروں کو حکم ہوا اور فرمایا کہ جلد جال پھینکو شاید اسد نکل آئین مگر وہ دریاے قہار تھا کہین پتہ نہ لگا عیار اسد یعنی ضرغام شیر دل یہ بھی دریا مین پھاند پڑا کہ آقا ڈوب جائین اور مین غرق دریاے محبت نہ ہون صاحبقران کنارے دریا کے پچھاڑین کھا رہے ہین سب سے زیادہ کرب غازی خاموش کھڑے ہین مگر چہرہ سُرخ ہوا اشک حسرت آنکھون سے جاری اپنے عیار اندلس صبا رفتار سے فرما رہے ہین کہ کیا غضب کی بات ہی ہمکو یہ گمان نہ تھا کہ پل پھٹ پڑیگا مگر صاحبقران زمان جہاندیدہ و کار آزمودہ ہین فرماتے تھے کہ آپس مین گرز زنی نہ ہونے پائے ایسا نہ ہو کہ پل پھٹ پڑے دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی ای کریم و رحیم پھر اسد کو صحیح و سالم دکھانا نظم

بود ہمیشہ دم مرد اہل دل محفوظ	بشاہراہ طریقت قدم قدم محفوظ
بحال نیست بیک حال حالت انسان	نہ برقرار خوشی و نہ رنج و غم محفوظ
نہ ملک و دولت اسکندری سلامت ماند	نماند تخت سلیمان نہ جام جم محفوظ
کسے بدہر رہائی ز دست مرگ نیافت	نہ بیش ماند سلامت ازو نہ کم محفوظ
بکن بدست سخا گنج سیم و زر تقسیم	منہ بکیسۂ حرص و طمع درم محفوظ
نہ عرش ماند نہ کرسی نہ آسمان نہ زمین	نہ لوح گشت مبرا نشد قلم محفوظ
بود محافظ حسن عمل اگر ہمراہ	شود ز حملۂ رہزن رو عدم محفوظ
بہ بوستان جہان باش مثل سرو آزاد	بہر بہار و خزان شو ز ہر الم محفوظ
کسے ز گردش گردون دون نہ جان بر شد	کسے نماند بدنیا ازین ستم محفوظ

اُسی شدت گریہ مین ضبط کرکے کہا کہ ای اندلس تم کنارے کنارے دریا کے جاؤ اگر کہین پتہ مل جائے تو اُس نہنگ بحر جرأت کو ڈھونڈھ کر لاؤ یہ سُنکر اندلس نے بانہلے عیاری جسم پر آراستہ کیے کنارے کنارے چلا بادشاہ جمجاہ نے مجبور ہو کر اس پار لشکر اُتارا لگر مالک کو حکم دیا کہ پل تیار کراؤ ہم اُس پار جاکر اُترین سرطان کو کثرت فوج پر بڑا گھمنڈ ہے اُس سے مقابلہ شروع ہو جائے اُسکو بھی حال کھلے کہ بہادران عرب ایسے ہوتے ہین اگر حیات باقی ہے تو انشاء اللہ پھر اسد سے ملین گے اتفاقات روزگار دیکھیے کہ جب لندھور قریب پہونچ چکے تب پل گرا ایسے بہادر کہان ممکن ہوتے ہین اور ایک نیا معرکہ گذرا کہ جب صاحبقران فیل میمونہ پر سوار ہوے تو اشقر کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے تو اُسنے زبان حتنی مین عرض کی کہ یا صاحبقران زمان اگر آپ کو بلندی کی ہوس تھی تو کوہ **نورستان** پر میرے پر کیون قلم کرائے اگر میرے پر نہ قلم ہوتے تو برابر کہکشان فلک کے آپ کو لیکر پہونچتا میرے مان باپ آپ پر نثار ہوے اب مین بھی حضور پر تصدق ہوتا ہون صاحبقران ہان ہان کرتے رہے اشقر جست کرکے دریا مین جا گرا موجۂ آب اُسکو بھی بہا کرلے گیا اگر خدانخواستہ اشقر نہ ملا تو صاحبقران کس سواری پر سوار ہونگے ایسے مرکب خیرخواہ کسکو ملتے ہین شایستہ خوش قدم تیز رو برق دو چست و چالاک دبے باک برق دم سبک رو دور رس اشارے کا پہچاننے والا ای شہنشاہ اوج عیاری اگر مناسب ہو تو آپ بھی برائے تلاش جائیے عمرو نے کہا کہ ای شہریار آپ میرے حال سے بخوبی واقف ہین کہ میرے اوپر آج کل فرزندارون کا بلوہ ہے ایسا نہ ہو مین نکلون اور مجکو پکڑ لین تو باعث خرابی ہے امیدوار ہون کہ ادائی سود کی کچھ تدبیر کر دیجیے تو مین برائے تلاش لندھور و اسد جاؤن بادشاہ نے دس توڑے منگوا کر خواجہ کو دیے خواجہ نے لیکر نذر زنبیل کیے بانہلے عیاری ذات پر آراستہ کرکے تلاش اسد اور لندھور مین نکلے مگر اولان ادل اسد نامدار جو دریا مین گرے ادل تو موجۂ آب مین غوطہ کھایا پھر کوئی دس کوس پر جاکر جو سر نکالا دیکھا کہ ایک گھوڑا غوطہ کھا رہا ہے

اسد نے پہچانا کہ میرا ہی مرکب ہی جیسے ہی آواز دی گھوڑے نے جو اپنے آقا کو دیکھا شیہہ
بھرتا ہوا قریب آیا اسد غازی نے گھوڑے کو قبضے مین کیا تھوڑی دور بڑھے تھے کہ دیکھا
ایک جوان دیوخصال غوطے کھارہا ہی گھبرایا ہوا ہی اسد نے پکار کر کہا کہ ای جوان اسقدر
نہ گھبرا رکاب میری تھام لے مین تجکو بھی نکال لونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا اُس جوان کا ہاتھ
تھا جب وہ رکاب تھام چکا تموج آب سے مہلت پائی نگاہ اُٹھا کر دیکھا اُسی جوان
کو پایا کہ جس سے مقابلہ کر رہے تھے اُسنے عرض کی کہ آپ تو میرے جان بخش ہوے مین آپ کا
تابعدار ہون اسد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا مین اب بھی موجود ہون فولاد نے کہا کہ اب تو
مین بندگان عالی مین داخل ہوا سر حاضر ہی کاٹ لیجیے جو چاہے سزا دیجیے اسد نے
پشت پر ہاتھ رکھا کہا ہمارے برادر عزیز ہوا ای فولاد آگاہ ہو کہ جہان ہمسے اور
تمسے گرز چلا صاحبقران اُسی مقام پر رہے افسوس ہی کہ ہم اس مقام پر آگئے خدا وہ
دن کرے کہ خدمت مین صاحبقران کی ہم تم پہونچین فولاد درست کہ رہا ہی موج آب
جو بڑا فولاد کے ہاتھ سے رکاب چھوٹ گئی موج بہا کر الگ لے گیا اسد کو بڑا افسوس ہوا
دعائین مانگتے ہوے جاتے ہین کہ ای پروردگار فولاد کو صحیح و سالم ملانا اب تو وہ مسلمان
بھی ہو گیا تو ہی اُسکو بخیر و عافیت ملائیگا مگر فولاد ایک جزیرے مین جا کر نکلا کپڑے سب
بھیگے ہوے اُسی حال سے سامنے ایک قریہ تھا اُسمین پہونچا پہلوان زبردست ہی چار پہر
تموج آب اُٹھایا بھوکھ کے مارے عجب حال تھا اہل قریہ سے کھانا طلب کیا کچھ لوگون نے
چند چیزین لا کر رکھین اُنکو کھا کر فولاد کا پیٹ نہ بھرا اور طلب کیا اُن لوگون نے جو عذر
کیا فولاد نے اُنکو مارا دو چار کو چیر کر پھینک دیا سب اہل قریہ بھاگ کر بیرون قریہ
کھڑے ہوے آواز الغیاث کر رہے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان آفتاب
جمال گرد و غبار مین اٹا ہوا بڑے قد و قامت کا آیا سبنے کہا کہ ای جوان ایک پہلوان
ہمارے قریے مین آیا ہی اُس اکیلے نے ہم سب کو بھگا دیا یہ جانشین صاحبقران
لندھور بن سعدان ہین یہ سُنکر کہنے لگے کہ ہمکو چلکر بتا دو ہم اُسکی بدعت سے تم سب کو
بچا دینگے سب نے کہا کہ اگر ہم بتانے جاوینگے تو وہ ہمکو ماریگا لندھور نے کہا کہ نشان تو

بتادو سب نے کہا کہ وہ اکیلا قریے مین ہر گھر دن مین گھُستا پھرتا ہی جسکے گھر مین جو کھانے کی
چیز پاتا ہی وہ کھالیتا ہی ہم لوگون کو نکالدیا لندھور سب کے آگے ہوے سب اہل قریہ
پیچھے پیچھے لندھور نے جو دور سے دیکھا تو وہ ہی فولادخارہ شکن گھر دن مین گھستا پھرتا ہی
جسکے گھر مین کھانے کی چیز پائی اُٹھا کے کھالی لندھور نے للکارا کہ او نامردان غربا کو کیون
ستایا ہی کیون حیران کر رہا ہی فولاد نے جو لندھور کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ مین تو آپکا
بہت مشتاق تھا یہ کہکر جھپٹا لندھور بھی نہتھے ہین فولاد کے پاس بھی ہتھیار نہین دونون
آپس مین لپٹ پڑے آپس مین کشتی ہونے لگی لندھور ہر مقام پہ زیادتی کرتے ہین جب
بگڑ لاتے ہین دو گھسے ایسے مارتے ہین کہ پیشانی سے قطرے خون کے ٹپکنے لگتے ہین اُلجھ
اُلجھ کے فولاد لڑتا ہی جب لندھور گھسے دیتے ہین تو اہل قریہ غل مچاتے ہین کہ ای پہلوان
دوران خوب اسکو سزا دی اِسنے ہمکو بہت ستایا تھا قریے کے باہر کھڑے ہین ڈر کے
مارے اندر نہین جاتے کہ اگر یہ پہلوان چھوٹیگا تو ہم لوگون پر پھر بدعت کریگا کہ پھر دریا کی
طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال پشت مرکب پر سوار ہی مگر پانی
مین نہایا ہوا قطرے پانی کے گھوڑے کے جسم سے ٹپک رہے ہین اُن لوگون نے جو دیکھا پکار کر
آواز دی کہ ای شہسوار ہماری فریاد کو پہونچ دو پہلوان آپس مین لڑ رہے ہین ہمنے قریہ
خالی کردیا اُنہین کے ڈر سے یہان کھڑے ہین یہ اسد نامدار ہین سب کی آواز سُنکر گھوڑا
بڑھایا فرمایا کہ یارو کیا ہوا ہی جو اسقدر پریشان ہو اُن سب نے کہا کہ اول مین ایک
پہلوان آیا اُسنے ہم سب کو مار کر نکالدیا پھر دوسرا پہلوان آیا اب آپس مین دونون لڑ رہے
ہین مگر جو آخر مین آیا ہی وہ بڑا زبردست ہی پہلوان اول کو عاجز کردیا ہی مگر وہ لڑے ہی
جاتا ہی ہم لاکھ غل مچاتے ہین دونون مین ہماری کوئی نہین سُنتا اسد نے کہا ہمین بتادو
ہم اُنکو الگ کردینگے سب نے دور سے بتایا کہ وہ سامنے درخت کے نیچے لڑ رہے ہین اسد
نے دور سے دیکھا کہ لندھور و فولادخارہ شکن آپس مین لپٹے ہوے کشتی لڑ رہے ہین
اسد نے وہین سے نعرہ کیا کہ ای دارائے ہند اور ای چھوٹے نانا جان صاحب یہ مسلمان
ہوچکا ہی اسکو زیر کرنے کا ارادہ نہ کیجیے گا سب اہل قریہ نے دیکھا کہ اسد کو دیکھتے ہی

دونون آپس سے جدا ہوئے فولاد نے جھک کر سلام کیا اسد گھوڑے سے کود پڑے اور لندھور کو سلام کیا لندھور نے گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ماشاءاللہ برسر پل کیا جنگ کی ہی سب کو قلق ہوگا صاحبقران بہت بیقرار تھے اب آپکو لشکر مین چلنا چاہیے اسد نے سب کو بُلایا زمینداروں کو بسایا سعید زمیندار جو سب کا افسر تھا اُسنے اسد کے قدمون کو بوسہ دیا کہا آپ کے تشریف لانے سے ہم سب کی جان بچی ورنہ ہم سب کو یہ دونون مار ڈالتے اسد نے سعید کو کلمہ تعلیم کیا سعید زمیندار کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا سب اہل قریہ نے کلمہ پڑھا یہ تینون جوان اُترے شب کو سعید نے دعوت کی اسد نے کہا کہ ای وارائے ہند اب لشکر کو چلنا چاہیے فولاد خارہ شکن نے کہا کہ یہ قریہ میری عملداری کا ہی یہ لوگ مجکو نہین پہچانتے اسد شب کو آکر خیمے مین اُترے سعید نے طائفے بلوائے دیہاتی رنڈیان ڈھیلی ڈھیلی کرتیان گلبدن کے پائجامے تول کی گوٹین زنگاری دوپٹے ایک اُنمین کی جو بڑی شایستہ تھی وہ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

پیکرِ محبوب مین نقشہ ہی سارا صبح کا +	چہرۂ تابان نظر آتا ہی تارا صبح کا +
بام پر وہ ماہ کرتا ہی نظارا صبح کا +	آج بارے خوب چمکا ہی ستارا صبح کا
ہی بھڑک جتنی زیادہ جلد ہی اُتنا زوال	سب ستارون سے ہی روشن تر ستارا صبح کا
داغ ہی خورشید پر تیرے پیرہن رنگت سفید	صاف مجھ مین عشق نے نقشہ اُتارا صبح کا
سب گریبان پھاڑین اپنے اس خورشید کو	ہی یہی چاک گریبان سے اشارا صبح کا +
وصل کی شب ہو چکی داغ کُہن تازہ ہوے	میرے مرہم مین پڑے کا فور سارا صبح کا
زندگی کرتی ہی کوتاہی شبِ فرقت دراز	حشر پر موقوف رکھتا ہون نظارا صبح کا
ہولناک ایسی شبِ تار جدائی ہی کہ بس	ہو سکے باہر اُفق سے کب ہی یارا صبح کا
ہو گئی آخر شبِ فرقت مین میری زندگی	عہد پیری مین کیا مین نے نظارا صبح کا
لے کے تیغ آفتاب آئی ہمارے قتل کو ۔	ظلم ناسخ ہو گیا ہی آشکارا صبح کا ۔

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی رات بھر یہی جلسہ رہا صبح کو تینون سردار بیٹھے ہین کہ کچھ گنوار روتے ہوے آئے کہا ای شہریار ہماری زراعت پامال ہو رہی ہی شمس نیزہ باز

ایک پہلوان زبردست ہی اپنے بیشے سے نکلا ہی ہمارے قریے کی طرف سے گذر اہی فوج کی
آمد سے زراعت ہماری پامال ہو رہی ہی سر راہ نہین جاتے کھیتون مین گھوڑے ڈالدیے ہین
یہ سُنکر اسد اُٹھنے لگے فولاد نے کہا کہ حضور تامل فرمائین مین جاکر سمجھائے دیتا ہون مگر
لندھور اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای فولاد تم مہمان ہو مین خود جاکر سمجھادونگا کیا مجال ہی
کہ کھیت کو پامال کرین بقول شخصے کھیت پڑے کسنائی ہو آخر تینون جوان اپنے مقام سے
اُٹھے آگے آگے اسد نامدار ایک طرف لندھور بن سعدان اور ایک طرف فولاد
مرکب فقط اسد کے پاس تھا اسد بسبب لندھور کے سوار نہ ہوے لندھور نے
بہت کہا کہ شاہزادے سوار ہو لو ہم تمھارے گھر کے نمکخوار ہین اسد نے کہا کہ آپ ہمارے
بزرگ ہین ہم آپ کے سامنے سوار ہو سکتے ہین نانا جان آپ کا پاس کرتے ہین قریے سے
باہر نکلے سعید زمیندار گہار یے پشت پر ہو کہ سامنے سے دیکھا شمس گینڈے پر سوار ہی
اسنے جو کھیت مین گینڈا اڈالا سب ساتھ والون نے گھوڑے ڈالدیے اسد نے للکارا
کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ نوجوان غربا کی کھیتی کیون پامال کرتے ہو شمس نے
کچھ جواب نہ دیا فوج والے جُھک جُھک کر زراعت کو توڑ رہے ہین گھوڑون کی لگا مین
اُتارین گھوڑے بھی چر رہے ہین جب تو لندھور نے بڑھ کر للکارا کہ او سخن ناشنو نبیرۂ
صاحبقران کیا فرماتے ہین اسقدر غرور ہی کیا عقل و فراست سے دور ہی کہ جواب بھی نہین
دیتا اب جو لندھور نے للکارا شمس پلٹ پڑا اپکار کر آواز دی کہ ای شخص تو کون ہی
ہم اس سرحد کے حاکم ہین جس طرف جی چاہا اُس طرف راستہ چلتے ہین لندھور نے کہا کیا
مجال تمنے بہت جھک مارا کہ جو کھیتون مین سے آئے اب گینڈے کو ہٹا شمس لندھور پر
جا پڑا نیزہ بھرا کر مارا لندھور نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا شمس نے اپنی فوج کی طرف دیکھا
کہا اس جوان نے بڑی بے ادبی کی کہ مابدولت کا نیزہ توڑ ڈالا تم لوگ اسکو ملکر مار لو
سوارون نے گھوڑے بڑھائے لندھور نے ایک سوار کو ٹانگ پکڑ کے کھینچ لیا اُسی
گھوڑے پر سوار ہوے اُسی کی سپر و شمشیر لی لڑنے لگے اسد نے جو دیکھا کہ لندھور سے
تلوار چلنے لگی وہین سے نعرہ کرکے آپڑے نعرۂ اسد ہ اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ء

بدرم دل شیر وچرم پلنگ + شہنشاہ نام آور وکامران + اسد شیر دل ابن صاحبقران +
فولاد خارہ شکن نے نعرہ کیا اور جا پڑا ایک پہلوان کو مار کر گینڈا لیکر مصروف
جنگ ہوا مگر اسد کو جو شمس نے دیکھا کہ اس جوان نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا
مگر شیرانہ لڑ رہا ہی جیسر جا پڑا اُسے ٹوک کر مارا شمس نے للکارا کہ ای جوان مجھسے مقابلہ کر
تو احوال معلوم ہو جیسے ہی اِسنے ٹوکا اسد مثل شیر خشمناک کے جا پڑا اُسنے نیزہ مارا
اسد نے گیارھوین طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا اسد نے
تلوار کو تلوار پر روکا مگر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈال کر اُٹھا لیا ہاتھ پر چرخ دیا شمس نے پُکار کر آواز دی کہ ای شہریار الامان
اسد نے فرمایا امان بشرط ایمان شمس کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا سب فوج
دائرۂ اسلام مین آئی سب کو مسلمان کر کے پلٹے اب اسد نے برائے لندھور سواری ملکہ کی
اور فولاد کے واسطے گینڈا لیا شمس کو تخت پر سوار کیا بارہ ہزار جوانون کو ہمراہ
لیکر قریے سے کوچ کیا دن بھر رہروی کی شام کو ایک صحرا مین اُترے کہ سامنے سے
گرد اُڑی دیکھا خواجہ گریبان چاک چلے آتے ہین لشکر اسد دیکھ کر نہال ہو گئے
دیکھا لندھور اور فولاد بھی موجود ہین عمرو نے سب حال بیان کیا کہ صاحبقران
تمھارے واسطے بیقرار ہین اب جلد چلو مگر یہان لشکر مین بادشاہ نے مالک کو حکم دیا ہی
کہ پل بنواکے اُس پار اُترین مالک پل بنوا رہے تھے ایک دن صبح کو جو اُٹھے دریا کا زور
دیکھنے لگے دیکھا غراٹے کے ساتھ پانی بہہ رہا ہی اُس پار فولاد کا بیٹا حداد خارہ شکن
گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار جوان ہم سن تماشائے بحر دیکھ رہا ہی اس پار مالک
مادیان پر تھے دونون مین آنکھ لڑی مالک کے مُنھ سے نکلا کہ مین آتا ہون حداد نے کہا
کہ کیا مجال اگر اس پار آؤ تو مزہ چکھاؤن مالک نے فوراً مادیان کو دریا مین ڈالدیا
انکے ساتھ کے جوانان عرب نے بھی گھوڑے ڈالدیے اُدھر سے حداد نے گینڈا ڈالا
اسکے ساتھ کے بارہ ہزار جوانون نے محبت مین اپنے آقا کی گھوڑون کے تنگ کاٹے اور دریا مین
ڈالدیے اُدھر سے حداد آتا ہی اور ادھر سے مالک جاتے ہین دریا مین تلوار و نیزہ

چلنے لگا مگر ایک ایک عرب نے دو دو تین تین سو جوانون کو مارا تمام غدیر یا خون ہو گیا ہر طرف
موجۂ خون بلند ہی ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی صاحبقران اور بادشاہ بارگاہ
سے نکلے تماشا دیکھ رہے ہین کہ وسط دریا مین جب مالک پہونچا غوطہ کھایا پانی کا پڑ رہا
ہی کہ حداد نے نیزہ مارا مالک نے چاہا کہ نیزہ چھین لون کہ گھوڑا انکا بہا دونون الگ
ہو گئے صاحبقران ملاحظہ فرما رہے ہین کہ مالک کا یہی قصد ہی کہ حداد کو گرفتار کر لون مگر
حداد جب سامنے آتا ہی موجۂ آب ہٹا دیتا ہی کنارہ قریب تھا مالک مادیان کو ٹھکرا کے
حداد کے قریب آئے ادھر سے کئی سو کشتیان چھوٹین اہالی قلعہ کشتیون پر سوار ہونے لگے
ملازمان مالک نے جو دیکھا کہ وہ لوگ کشتیون پر سوار ہوتے ہین انھون نے کشتیون
پر قبضہ کیا یہان مالک اور حداد سے مقابلہ پڑا مالک نے تلوار چھین لی کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالا حداد لپٹ پڑا عرب دراز عیار مالک کا کشتی لیکر قریب آیا مالک نے کشتی کو
لیا اور حداد کو گرفتار کیا کشتی پر ڈال لیا اس زور و شور سے مالک لڑتے ہوے پار
پہونچے مادیان پر سوار ہو کے چلے فواج والے لڑائی مین رہ گئے مالک لڑتے بھڑتے
آگے بڑھ آئے قضائے کار در قلعہ پر اب ملازمان حداد نے گھیرا مالک لڑ رہے ہین
مینوش شیرین کلام دختر فولاد اپنے قصر سے دیکھ رہی ہی کہ مالک اکیلے در قلعے مین
ڈٹے ہوے ہین ہزار ہا جوان مالک کو گھیرے ہوے ہین مگر اُس غول مین شیرانہ لڑ رہے ہین
مینوش دیکھ کر عاشق ہو ئی اپنے قصر پر کھڑی ہو گئی کنیزون سے کہتی ہی کہ صاحبو تم لوگ
دیکھ رہے ہو کہ یکہ و تنہا یہ جوان کس زور و شور سے لڑ رہا ہی کسی مقام پر کمی نہین کرتا
مین تو اسکی جرأت کی قائل ہوئی میرا تو یہ حال ہی نظم

غم فرقت سے جان تن مین نہین	جان کیا تن بھی پیرہن مین نہین
لے کے بوسے ہوا مین کیون بیہوش	مر تو اُسکے چہ ذقن مین نہین
لطف اُٹھاؤن جو وصل جانان کا	اتنی طاقت مرے بدن مین نہین
صاف یوسف کو ہی جنون تجھپر	بے سبب چاک پیرہن مین نہین
جیسے ابر تنک مین ہو خورشید	یان نہان داغ پیرہن مین نہین

گورا گورا بدن سفید لباس + یہ لطافت تو نسترن مین نہین +
کب سے پایا نہین ہی بوسۂ لب + کچھ حلاوت مرے سخن مین نہین +
خط بنا آئنہ سے کھل گئے بال + اب حلب مین ہی دل ختن مین نہین
یہ فتیلہ ہی داغ حسرت کا + شمع بے یار انجمن مین نہین +
ہی غضب عضو عضو تیرا گداز + استخوان کیا کوئی بدن مین نہین
لے گیا جذب جانب سگ یار + ہڈیان بھی مرے کفن مین نہین
مشک کے سامنے ہی کیا کافور + نکہت زلف یاسمن مین نہین +
کیا کرون شکوہ رنج غربت کا + فی الحقیقت کوئی وطن مین نہین
ہلی مژگان تو پھڑکی چشم صنم + وحشتین اسقدر ہرن مین نہین +
روسیہ ہو گیا ترے آگے + چاند ای ماہ رو گہن مین نہین
مثل یوسفؑ ہوا ہون ضعف سے گم + غیر بو ناک پیرہن مین نہین
موتیون سے بھرینگے وہ ناسخ + غم نہین دانت اگر دہن مین نہین

مینوش دیکھ رہی ہی کہ ایک طرف سے ہنگامہ ہوا چار سی پیچے کمندین لیے ہوے آئے مالک کو آکر کمندون مین گرفتار کیا حداد کو ملازمان مالک لے گئے اور مالک کو ملازمان حداد یعنی عیار بچے گرفتار کرکے لے گئے مگر ملکہ نے جو اپنی آنکھون سے یہ معاملہ دیکھا بڑا انتشار ہوا کنیزون سے کہا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ اس شیر کو کس مقام پر قید کیا ایک کنیز صورت بدل کر آئی اُسنے دیکھا کہ ملازمان حداد پریشان ہو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارے آقا مسلمانون مین قید ہین دیکھیے کیونکر رہائی ہو وزرا نے کہا کہ کل پیغام کرینگے کہ مالک کو ہمسے لو اور حداد کو ہمین دے دو یہ صلاح کرکے مالک کو ایک باغ مین قید کیا اُس کنیز نے جاکر ملکہ کو خبر دی کہ فلان باغ مین مالک کو قید کیا ہی مرکب اُنکا اصطبل مین آیا ہی ملکہ نے اُسی وقت مادیان کو منگوا لیا مادیان کو دیکھکر حیرت ہوئی کہ کیا عمدہ مادیان ہی ایسے شہسوار کے لیے ایسی ہی سواری کی ضرورت ہی مگر وہ دن پہاڑ ہو گیا ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی کبھی کہتی ہی کہ آج شب کیونکر ہو گی کنیزین ہر طرح بہلاتی ہین کہ

داری اب دن تمام ہوتا ہی آپ کو بھی انتشار ہی کہ شب ہو تو اُنکی رہائی کی تدبیر کیجائے ملکہ نے کہا کہ صاحبزادہ تو یہی ہی آئندہ جیسا کچھ ہو اسی تڑپن مین سارا دن گذرا تڑپ تڑپ کر شام ہوئی شام کا ہونا تھا کہ ملکہ نے کہا کیون صاحبو تمسے ہوسکتا ہی کہ نقب اُس مکان مین پہونچاؤ چند جشنون نے عرض کی واری اُسی مقام پر نقب پہونچیگی اس طرح نکال لائین کہ ہوا کو خبر نہ ہو یہ کہکر جشنین جوڑیان خنجر کی لیکر کھڑی ہوئین اول مکان کہ تاکا اور نقب دینے لگین چار جشنین قوی تن قوی من کھودنے مین اور مٹی نکالنے مین مصروف ہین کہ کھودتے کھودتے مہرہ نقب کا قید خانے مین جاکر توڑا پیچھے سے ملکہ پہونچین مالک بیٹھے تھے کہ زمین سے آفتاب طالع ہوا دیکھا کہ ایک ماہ پیکر سمنبر غنچہ دہن شیرین سخن رشک نسرین ونسترن نقب سے نکلی مگر شرماکر منھ پھیر لیا مالک نے بے اختیار آہ کی اور کہا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی تشریف لائیے اس کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن کیجیے چارون جشنین بھی نقب سے نکلین ملکہ نے اشارہ کیا کہ قید کاٹو مالک کو یہ کلمہ سنکر تاب باقی نہ رہی ہکہ مارکر ہتھکڑی کو توڑا قید آہن کو مثل تار عنکبوت جسم سے دور کیا اور جوش جرأت مین نعرہ کیا کہ ای کافرو ہوشیار رہو جاؤ نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من +	گرمی بازار عشق از تف خون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بر زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من ❖	باک ندارم ز دار چوب ستون من است

اور پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی یہ غزل نعت آمیز تو سنو نظم

خوبی کو دی خدا نے جو تنویر ہاتھ مین	یان سنگریزے کرتے ہین تقریر ہاتھ مین
لیتا ہی اُسکی زلف گرہ گیر ہاتھ مین	میرے طرح ہو شانہ کے زنجیر ہاتھ مین
دل ہی اگر بیاض تو ہی دست بھی نگار	دل مین تصور اُسکا ہی تصویر ہاتھ مین
مکتوب یار کیا کہون کیسا عزیز ہی ❖	رکھتا ہون مثل نسخۂ اکسیر ہاتھ مین
صیاد دکیا ہی رنگ حنا کا اثر ہی واہ +	لالون سے کم نہین ہین عصافیر ہاتھ مین
اس باغ مین بہار ہی اُس گل کی ہی خزان	رنگ حنا ہو گیا کبھی تغیر ہاتھ مین +

خم ہو کے رشک ناوک مژگان سے ہو کمان
صیاد بہر صید جو لے تیر ہاتھ مین

ہوتی ہے طبع یون مدد خامہ سے روان
رکھتے ہین جسطرح سے عصا پیر ہاتھ مین

بیڑی کے بدلے ہون مرے پانؤن مین پائزے
دروازۂ صنم کی ہو زنجیر ہاتھ مین

ہے مچھلیون کو آتشِ رنگ حنا مین چین
واللہ کیا ہی رکھتے ہو تاثیر ہاتھ مین

دو ٹکڑے چاند اشارۂ انگشت سے کیا
کیا تمکو اور چاہیے شمشیر ہاتھ مین

کرتی ہے مجکو قتل تری پھولون کی چھڑی
کیا دی ہے گلفروش نے شمشیر ہاتھ مین

فرقت مین ہے اشارہ ہلالِ صیام کا +
لے اپنے ذبح کرنے کو شمشیر ہاتھ مین

بے حکم مین جو آپکو چھولون تو کیا مجال
ایسی کہان ہے طاقتِ تقصیر ہاتھ مین

ناسخ مین جبکہ عرصۂ محشر مین جاؤنگا
ہوگی رکاب حضرتِ شبیرؑ ہاتھ مین

اس طرح سے مالک نے یہ اشعار پڑھے کہ ملکہ ہنس پڑین فرمایا کہ چلیے نکل چلیے دوپٹے سے اپنے خون جسم مالک کا پاک کیا مالک کو ساتھ لیکر نقب مین کو دین اور اپنے ہمراہ بلغ مین لائین جلدی مین یہ خیال نہ کیا کہ نقب کو بند کرین نقب اُسی طرح رہی صبح کو نگہبان جو اُٹھے دروازہ کُھلا دیکھا ہتھکڑیان بیڑیان ٹوٹی پڑی ہین قیدی ندارد اور ایک نقب لگی ہے چند نگہبان جو نقب مین کو دے دوسرا اُدھر نقب کا باغ مین ملکہ کے نکلا دیکھا کہ چبوترے پر ملکہ پاس مالک کے بیٹھی ہین آپس مین رمز و کنایہ کی باتین ہو رہی ہین کنیزین شراب و کباب رکھ رہی ہین ملکہ اسباب عیش و نشاط کی تاکید کر رہی ہین ملازم یہ سب حال دیکھ کر پلٹے آکر آزاد گوشہ گیر کو کہ بعد حداد کے یہی حاکم ہے اطلاع کی کہ آپکے بھائی صاحب کی صاحبزادی قیدی کو لے گئین باغ مین اپنے رکھا ہے سامان عیش و نشاط ہو رہا ہے ایسے مین وہ شخص تنہا ہے اگر حضور لشکر کشی کرین تو گرفتار کر لین یہ سُن کر آزاد گوشہ گیر اُٹھا مگر مالک نے یہان یہ کام کیا کہ ملکہ جب پاس آکے بیٹھین تو ایک عرضی بنام بادشاہ اسلام لکھی مضمون یہ تھا کہ یا ظل اللہ یہ نیاز مند آپ کا جو عیار (ن) کے ہاتھ سے گرفتار ہوا مینوش شیرین کلام دختر حداد نیازمند کو اپنے باغ مین لائی ہے مگر یہ خبر مخفی نہ ہوگی اگر حضور بلوہ کرکے تشریف لائین تو غلام لڑتا بھڑتا اپنے کو

پہونچائیگا ورنہ یقین ہی کہ غلام پھر گرفتار ہو جائے تیر پر یہ نامہ رکھ کر طرف لشکر اسلام کے پھینکا تیر جا کر مورچے پر گرا لوگون نے اُٹھا کر اپنے افسر کو دیا افسر اُس نامے کو لیکر خدمت صاحبقران مین آیا صاحبقران نے جو اُس نامے کو دیکھا گھبرا گئے اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ حقیقت مین جانشین ہمارا ایک وہ تنہا ہی اُسکی مدد واجب و لازم ہی یہ کہہ کر جو صاحبقران اُٹھے سب فرزندان صاحبقران و سرداران نامی ہمراہ ہوے ہر چند کہ صاحبقران نے منع کیا مگر کسی نے نہ مانا صاحبقران گھوڑا اُڑا کر چلے طبل سکندری پر چوب پڑی دیوارین قلعے کی ہل گئین اہل قلعہ نے جوان سردارون کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گئے سمجھے کہ صاحبقران بلوہ کرکے آتے ہین گولہ اندازون کو حکم دیا توپ پڑنے لگی مگر صاحبقران کے ہاتھ مین گرز سام بن نریمان ہی گولے رد کرتے آتے ہین سرداران نخستین و فرزندان صف شکن گھوڑون کو ڈالے ہوے ہین پشت پر صاحبقران نے جو گولہ آیا اُسپر گرز مار دیا اِدھر دس ہزار فوج نے چاہا کہ باغ کو پامال کرین کہ مالک اندر سے باغ کے نکلے مصروف جنگ ہوے دس ہزار جوان ہر چند کہ چاہتے ہین مالک کو گرفتار کرلین مگر گرفتار نہین کر سکتے مالک شیرانہ لڑ رہا ہی جسپر جا پڑا اُسکو مار لیا نیزے پر اُٹھا لیا زمین پر مارا کہ استخوان چور چور ہوے کئی پہلوانون کو اسی طرح مارا کوئی پہلوان مُنھ پر نہین آتا دور سے نیزے مار رہے ہین مگر مالک توپ کی آواز سُن رہے ہین یقین ہوا کہ ہمارے آقائے نامدار بلوہ کیے ہوے آتے ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز آقائے نامدار کو جلد یہانتک پہونچا دے مخمسہ

ای گروہ باصفا سررشتۂ الفت بہ بند — باجناب دلربا سررشتۂ الفت بہ بند
با محبت دائما سررشتۂ الفت بہ بند — از دل و جان باخدا سررشتۂ الفت بہ بند

خواہ در تسبیح باش و خواہ در زنار باش

ای موحد صرف با ذات احد کن دوستی — بگذر از بغض و حسد با نیک و بد کن دوستی
ترک کن ہر یک تعلق با صمد کن دوستی — باہمہ وحش و طیور و دام و دد کن دوستی

	درجهان گنجینه دار مخزن اسرار باش	
خواهش دلدار گر داری ز خدمت سر متاب کن اطاعت تا توان در تن بود در جسم تاب		زانکه از خدمت بکام خویش باشی کامیاب روز بهر خدمتش سرگرم شو چون آفتاب
	شب بشکل ماه بهر بندگی بیدار باش	

مالک بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہا ہی مگر صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب خندق کے
پہونچے ہین اہل قلعہ سنگ و کلوخ پھینک رہے ہین بعض گرم تیل کے کڑھاؤ ڈھالکاتے
ہین صاحبقران چاہتے ہین کہ یہ لوگ رکین تو مین خندق فراؤن اہل قلعہ گھبرائے ہوے ہین
اب فوج صاحبقران نے بھی اپنے مقام سے جنبش کی نوبت و نقارے بجاتے ہوے آتے
ہین ہر ایک کمیدان و رسالہ دار کو یہی خواہش ہی کہ ہم پہلے پہونچین آزاد گوشہ نشین
نے جو یہ معرکہ دیکھا بہت گھبرایا ہرکارون نے یہ بھی خبر دی کہ دس ہزار جوان جو حضور
نے بھیجے تھے اُنسے وہ جوان اکیلا لڑ رہا ہی لاکھ تدبیر کرتے ہین کہ گرفتار کرلین لیکن
کسی کی اتنی مجال نہین کہ اُسپر ہاتھ ڈالے یہ خبر وحشت اثر سُنکر بہت بیقرار ہوا گھبرا رہا
ہی کبھی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو باہر نکل پڑون نکل کر لڑون شاید فتح نصیب ہو
سردار عرض کرتے ہین کہ ملاحظہ تو فرمائیے کہ صاحبقران کے ساتھ کون کون سردار
کھڑے ہین کہ جنکا عدیل و نظیر نہین ہی باغ پر اکیلا شخص ہی اُسکو تو دس ہزار جوان
گرفتار نہین کرسکتے ہم بند ہو چکے اُن کی فوج قریب آچکی اِنکو کون روکیگا یہ لوگ
ایسے ہین کہ جنکو کوئی شکست دے خود صاحبقران ساتھ ہین یہ ذکر تھا کہ پشت قلعے
پر بلوہ ہوا اور آوازِ گیرودار آئی آزاد گوشہ نشین نے پلٹ کر دیکھا کہ مالک بیچ مین
دس ہزار جوان گھیرے ہین اور مالک شیرانہ لڑ رہا ہی چاہتا ہی پھاٹک تک پہونچون
فوج والے گھیرے ہوے ہین آزاد نے جو قلعے پر سے یہ معرکہ دیکھا بہت مضطر ہوا کہتا ہی
یارو یہ لوگ بلا کے ہین اکیلا جوان دس ہزار سے لڑ رہا ہی گرفتار نہین ہوتا اُدھر سے
صاحبقران نے جو دیکھا کہ قلعے سے سنگ و کلوخ پڑ رہے ہین اہل قلعہ باز نہین آتے
مرکب کو مہمیز کیا اور قصد کیا کہ خندق فراؤن سب سردار آمادہ ہوے کہ ساتھ ابھر کے

پار خندق کے پہونچین ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ رُک نہ جائین پھاٹک پر ہمارا اگر زپڑے
بدیع الزمان و قاسم آپس مین آنکھین لڑا رہے ہین بدیع الزمان چاہتے ہین کہ مین
پہلے جاؤن اور قاسم کا قصد ہی کہ مین پہلے جاؤن جمہور و ضرام زگرز تولے ہوے آگے
بڑھے ہین آپس مین آنکھ مل رہی ہی ایک طرف سے بہرام و ہرزبان خراسانی
اسی ارادے مین ہین کہ اپنے کو پہونچائین ہر طرف سے ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ دریا کو
عبور کر کے جلد قلعے مین جا پڑین بہزاد نے فریاد کی کہ شہریار ہمکو مہلت دیجیے امیر
نعرۂ مالک کی صدا سُن چکے ہین فرمایا کہ مالک کو نکل آنے دو تو تمکو مہلت ملے
ورنہ مین قلعے مین آتا ہون بہزاد کہتا ہی کہ ای شہریار مالک نے بڑی خطا سے
فاش کی ہی ہم مالک کو نہ نکلنے دینگے صاحبقران نے فرمایا تو ہم آتے ہین جس طرح جی
چاہے روکو یہ کہکر قصد کیا کہ خندق فراؤن بہزاد نے غل مچایا کہ ای شہریار مین
فریاد کرتا ہون میری مدد کیجیے صاحبقران نے نہ مانا فرمایا کہ ہمارے قول کو قبول
کرنہین تو باعث خرابی ہوگا ہم مالک کے واسطے جان دینگے کہ صحرا سے گرد اُڑی امیر
دیکھنے لگے دیکھا کہ آگے آگے اسد نامدار ہین اور ایکطرف لندھور بن سعدان اور
ایکطرف فولاد خارہ شکن فولاد نے جو دیکھا کہ قلعے پر بلوہ ہی اور بہزاد کو دیکھا
کہ بالاے قلعہ گھبرا رہا ہی فولاد نے اسد سے کہا کہ ای شہریار اپنے نانا جان کو منع کیجیے
کہ بالاے قلعہ نہ جائین مین اپنے اسلام کو ظاہر کرتا ہون اسد نے پُکار کر آواز دی
کہ ای بہزاد رومال سے ہاتھ باندھکر قلعے سے باہر آؤ اور تمھارا افسر کلان مسلمان ہوا
مگر صاحبقران نے جو اسد غازی کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئے دوڑ کر گلے سے لگایا
لندھور نے قدم صاحبقران کو بوسہ دیا فولاد گرد پھرا اہل قلعہ نکل کر مسلمان ہوے
صاحبقران زمان اسد کو ساتھ لیے ہوے داخل قلعہ ہوے بہزاد بھی مسلمان ہوا
حداد کو بُلا کر سمجھایا وہ بھی بصدق دل مسلمان ہوا اب ذکر اشقر دیوزاد کا کیا جاتا ہی
کہ خواجہ اسکی تلاش مین صحرا صحرا پھر رہے ہین کبھی کنارے دریا کے جاتے ہین دریا کو
دیکھکر ڈر جاتے ہین مگر اشقر دیوزاد بعد کئی دن کے ایک جزیرے مین جاکے نکلا

چرا مین مصروف ہوا ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرا چہار جانب حیران حیران دیکھ رہا ہی اور مثل انسانون کے پریشان اپنی جہالت پر شرمندہ ہی کہ آقا تو عذر کرتے تھے مین نے یہ کیا حرکت کی اب آقا تک کیونکر پہونچون کہ یکایک دریا مین غرش ہوئی دیکھا بیچ دریا سے ایک مادیان نے سر نکالا رنگ مشکی سفید لکیر پشت پر پڑی ہوئی کوہ سہ رن کوہ کفل شناوری کرتی ہوئی کنارے پر آئی چرا مین مصروف ہوئی اشقر کو پسینہ آگیا مادیان کو دیکھکر ہنہنانے لگا کڑکڑا کے چلا چاہا کہ مادیان کے قریب جاؤن مادیان دریائی ہی اسنے مرکب کو کبھی کاہیکو دیکھا تھا گھوڑے کو دیکھ کر طرارہ بھرا اور دریا مین پھاند پڑی اشقر مایوس ہو کے رہگیا مگر نہایت متردد و متوحش ہی اُسی جانب دیکھ رہا ہی زین ڈھلکا ہوا دہانہ مُنھ سے نکال کر پھینک دیا چرنا موقوف کیا دریا ہی کی جانب دیکھ رہا ہی تین روز برابر اُسی مقام پر کھڑا رہا مادیان نہ نکلی اشقر فراق مادیان مین تڑپ رہا ہی آب و دانہ چھوڑ دیا آخر تیسرے دن سوچا کہ اس جزیرے سے اور جزیرے مین نکل گئی ٹہلتا ہوا ایک جانب چلا ایک کنارے پر آکے ٹھہرا صبح کا وقت ہی اور اشقر دریا پر کھڑا دیکھ رہا ہی کہ دریا مین تلاطم ہوا دیکھا کہ وہ ہی مادیان شناوری کرتی ہوئی آتی ہی اشقر نے جو مادیان کو آتے دیکھا ایک گوشے مین مخفی ہوا مادیان نکلی اور چرنے لگی اشقر گوشے سے نکلا دریا کا راستہ روکا سوچا کہ اگر مادیان بھاگے گی تو اسی طرف جائیگی یہ سوچ کر اشقر کڑکڑا کر چلا مادیان نے جو پلٹ کر دیکھا کہ اشقر آتا ہی اور اُسی طرف دریا ہی مادیان نے چاہا پلٹے اور اپنے کو دریا مین گرائے اشقر قریب پہونچ گیا مادیان مجبور ہو کر ٹھہر گئی اشقر نے وصل حاصل کیا بعد حصول وصل گر کر بیہوش ہو گیا مادیان دیر تک ٹھہری بعد عرصۂ دراز آخر ناچار ہو کر دریا مین پھاند پڑی اشقر کو بعد عرصۂ دراز کے ہوش آیا اب نشہ اُترا آقا کا پھر خیال آیا یہان صاحبقران زمان قلعے مین فروکش ہین جشن ہو رہا ہی کہ خبر پہونچی سہراب اژدر گیر ایک پہلوان خال فتح قلعہ سُنکر آیا ہی تین کوس ہٹ کر آپ کے لشکر سے اُترا ہی صاحبقران نے بھی آراستگی لشکر کا حکم دیا مگر سہراب الگ اُترا ہوا ہی مقابلۂ صاحبقران کا ارادہ نہین ہی چاہتا ہی کہ کوئی ایسا سبب ہو

کہ سرداران صاحبقران کو مین زیر کرون اور امیر دخل نہ دین کیونکہ حمزہ جرأت مین
بے عدیل وبے نظیر ہین اس ضعیفی مین بھی جرأت کا یہ حال ہی کہ اُن سے کوئی مقابلہ نہین
کرسکتا اس وجہ سے مین مقابلۂ امیر مین نہ جاؤن لیکن اشقر پھرتے پھرتے ایک روز
بالاے کوہ پہونچا سر اُٹھا کے جو دیکھا دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی روشنی جابجا ہو رہی
ہی دل مین سوچا کہ کیا تعجب ہی یہ لوگ میرے آقا کے دشمن ہون یہ سوچکر رات کو کوہ سے اُترا
لشکر پہ جا پڑا پشتکین اور دولتیان مارنے لگا ہزارہا مرکب مار ڈالے قضاے کار
سہراب کو خبر پہونچی کہ آپکے لشکر پر مسلمان شبخون گرے ہین حکم دیا کہ گھیر کر سب کو مار لو
اہل لشکر چہار جانب سے چلے مشرق والے مغرب والون پہ جا پڑے اور مغرب والے
مشرق والون سے لڑنے لگے اہل جنوب نے اہل شمال کو حریف جانا اور اہل شمال
نے اہل جنوب کو مگر اشقر ایک گوشے مین جنگ کر رہا ہی وہان بھائی نے بھائی کو باپ
نے بیٹے کو مارا ہزارون کافر آپس مین لڑکے مرے جبکہ مرکب مشکین پرند آفتاب عالمتاب
بھان سے مشرق کے نکلا اور چرخ لاجورد فلک کا سبزہ چرنے لگا اب لازمان سہراب
نے دیکھا کہ ہر طرف آپس مین جنگ ہو رہی ہی صرف ایک مرکب کوہ سرین وکوہ کفل کف
مُنھ سے جاری خیمون کی ڈوریان کھینچتا پھرتا ہی جس ڈوری کو مُنھ مین داب کے جھٹکا مارا
وہ خیمہ گرا اسی طرح صدہا خیمے گرا دیے اُن کو پامال کر رہا ہی اب تو کل لشکر نے اشقر کو
گھیرا مگر دور سے لینا لینا کر رہے ہین کوئی قریب نہین آتا کسی کے ہاتھ مین بانس ہی
کوئی رسن وزنجیر لیے کھڑا ہی مگر دور ہی سے کہہ رہے ہین کہ ہان یارو گرفتار کرلو اب
سہراب کی نگاہ جو اشقر پر پڑی دیکھا کہ ایک مرکب کوہ سرین وکوہ کفل نہایت حسین و
جمیل ہی کہ ایسے مرکب نگاہ سے نہین دیکھے طنابین خیمون کی کاٹ رہا ہی سہراب نے اہلِ
فوج کو ترغیب دی کہ یارو اس گھوڑے کو گرفتار کرلو جو مجھسے مانگوگے وہی دونگا
جنکو دعویٰ چابک سواری کا ہی وہ قصد کرکے جاتے ہین اشقر ایک پشتک مار دیتا ہی
یا ایک دولتی کہ آنے والا اپاہج ہو جاتا ہی سہراب کے کہنے سے لوگ گھیرے ہوے کھڑے ہین
مگر کوئی قریب نہین جاتا قضاے کار مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری پھرتے پھرتے

اُس طرف آئے دور سے دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی صدہا بارگاہین گری پڑی ہین اور
ہر اسپا لاشہ لوٹ رہا ہی بھائی کی لاش پر بھائی اور باپ کی لاش پر بیٹا رو رہا ہی بیچ ہین
سب کے اشقر گھرا ہوا ہی مگر مثل شیر کے نعرے مار رہا ہی اور سہراب نے توڑے روپیون کے
منگوا کر رکھدیے ہین پُکار پکار کے کہہ رہا ہی جو کوئی گھوڑے کو گرفتار کر لائے یہ مال موجود
ہی لے جائے خواجہ نے کنارے آکر رنگ ور دغن عیاری کا لگایا ایک چابک سوار کی
شکل بنکر سامنے سہراب کے آئے کوڑا ہاتھ مین دھوتی باندھے ہوے مرزائی زیب جسم
پُکارتے ہوے کہ ای بادشاہ عالیجاہ وای پہلوان دوران کیا حکم ہوتا ہی سہراب نے کہا
کہ ای چابک سوار کئی سو چابک سوار مارے جا چکے ہین ایسا نہ ہو کہ تمھاری جان بھی جائے
عمرو نے کہا کہ روپے کے واسطے ہم لوگ جان دیتے ہین توڑے روپے کے دیکھے سہراب
نے اشارہ کیا کہ توڑے رکھے ہین آگے لے لینا خواجہ نے کہا یہ غیر ممکن ہی اگر میری جان
جائے تو روپیہ تو میرے پاس رہے قلب کو تسکین تو ہو یہ کہہ کر روپیہ اُٹھا لیا نذر زنبیل کیا
دو گولیان کمر سے نکالین ہتھیلی پر رکھ کے اشقر کو دکھائین اشقر ہینسے بھر رہا ہی عمرو نے
چُپکے سے کہا کہ ای اشقر دیوزاد تیرے آقا تجھے بُلاتے ہین یہ کہہ کر عمرو بھاگا اشقر نے
پیچھا کیا عمرو جست کرتا ہوا بھاگا اشقر چاہتا ہی عمرو کو پکڑلون ایک پشتک ماردون مگر
اشقر نے جب عمرو کو نہ پایا کنارے پر لشکر کے آکر رُک گیا عمرو نے پُکار کر آواز دی کہ
ای بچہ خرنا ئمیں کیون رُکتا ہی اب تو اشقر کڑکڑا کر چلا وہان صاحبقران کو خبر پہونچی
کہ رات سے اشقر اس لشکر مین گھرا ہوا ہی کنارے پر نکل کر کھڑے ہوے ہین چاہتے ہین
کہ خود جا پڑون دیکھا کہ عمرو بھاگا ہوا آتا ہی اور اشقر مُنھ کھولے ہوے آتا ہی عمرو نے
پُکار کر آواز دی کہ ای آقا مجکو بچائیے صاحبقران نے پُکار کر آواز دی کہ ای اشقر
کیون خیر تو ہی اشقر نے زبان جنّی مین عرض کی کہ یہ مجکو بچہ خرنا ئمیں بناتا ہی مین اسکو
مار ڈالونگا صاحبقران نے کہا کہ ای اشقر دیوزاد یہ میرا یار وفادار عمرو عیار
ہی تم اتنے عرصے تک کہان رہے ہم تمھارے مشتاق تھے ہمنے کسی سواری پر قدم نہین رکھا
اب تمھارے سوا کسی کی پشت پر سوار نہ ہونگا اشقر گرد صاحبقران کے پھرا امیر نے

یال تھام لی اشقر کو لیکر لشکر مین آئے سب کو خوشی حاصل ہوئی امیر نے اشقر کے آنیکا
جشن کیا سہراب کو خبر معلوم ہوئی کہ یہ چابک سوار نہ تھا عمرو عیار تھا اشقر کو لگائے گیا
امیر بہت خوش ہوے سہراب نے جھلا کر طبل جنگی بجوایا اور قصد یہ ہی کہ جنگ کرکے حمزہ
سے یہ مرکب لونگا ایسے مرکب کسکو ممکن ہوتے ہین حمزہ بڑا صاحب اقبال ہی کیا مرکب
دستیاب ہوا صاحبقران کو خبر معلوم ہوئی کہ سہراب نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُس کا
ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین وعناد و فساد کو دوبالا کرے مگر مرکب کو
بہت پسند کیا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ جنگ کرکے مرکب کو لون صاحبقران نے فرمایا کہ کیا
مجال ہی کہ مرکب پر نگاہ ڈالے یا مرکب لے سکے یہ وہ گھوڑے نہین ہین کہ کوئی اِنکو اپنے قبضے
مین کرے تیاریان ہونے لگین سُہراب بھی تیاری جنگ مین مصروف ہی چار پہر رات
اسی تیاری مین گذری اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش
کاشانۂ مشرق سے نکلا تخت زبرجدی پر آکر ٹھہرا یہی ارادہ ہی کہ تماشائے جنگ کرون
فوج ضیاء و شعاع ہمراہ ہی تمام عالم کو منور و نورانی کیا وقت سحر سُہانا وقت نسیم سحری
چل رہی ہی عندلیبان خوشنوا آشیانون سے نکل نکل کر پہلوے گُل مین پھول کر بیٹھی ہین
زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہر طرف عالم نور ہر ایک نخل کو سرور صاحبقران زمان اپنے
سردارون کو ساتھ لیکر سوار ہوے ہر ایک سردار مسلح و مکمل سب کے آگے صاحبقران
بڑھے ہوے زیر سایۂ علم اژدہا پیکر سرداران دست راستی دست راست پر دست چپی
دست چپ پر ایک ایک شیر اپنے زمانے کا رستم صاحب شوکت وحشم بادشاہ کجکلاہ تخت
پر سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی سات سو تاجدار گھیرے ہوے طبل سکندری پر چوب پڑتی ہوئی
کہ سامنے سے گرد اُڑی سُہراب اژدر گیر آگے بڑھا ہوا پشت پر تین لاکھ فوج علمہاے
زنگاری کے پھرہرے کُھلے ہوے اس شوکت و شان سے سہراب میدان مین آکے
پہونچا نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ صاحبقران اُسی گھوڑے پر سوار ہین نگہ راتون مین
بیچین ہو نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرکھٹے سُہراب نے گھیڈا اپنا نکالا میدان
مین آکر پہونچا سخنوری کرنے لگا پُکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین

آئیے مجھے آپ سے جنگ منظور ہی ایک نحیف وضعیف گینڈے پر سوار ہو کر آیا ہی مطلب کچھ اور ہی جیسے ہی اِسنے نام صاحبقران کا لیکر پکارا صاحبقران اشقر کو پھیر کر سامنے بادشاہ کے آئے اجازت طلب کی بادشاہ نے کہا کہ ای شہریار حضور کیون تکلیف فرمائین اور ملازم میدان مین جاوینگے صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی میرا ہی جانا ضرور ہی یہ فرماکر بادشاہ کے تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے فرمایا خداحافظ امیر نے اشقر کو اُڑایا اشقر ایسا مرکب صاحبقران ایسے شہسوار مرکب طرارے بھرتا ہوا آتا ہی بقول مصنف نظم

قلم وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی
ہلا ہی عجب رنگ مشکین اسے	اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہی پنجہ بے مثال	قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون	وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
نہ کادے کا محتاج ہو کسطرح	کہ وُسعت جہان کی بہت تنگ ہی

اس شوکت وشان سے صاحبقران گھوڑا اُڑاتے ہوے سامنے شہراب کے پہونچے شُہراب بہ نگاہ حسرت گھوڑے کو دیکھ رہا ہی جیسے ہی صاحبقران قریب آئے اِسنے بخوشامد سلام کیا دیکھ کر کہا کہ ای شہریار یہ مرکب آپ نے کہا سے پایا صاحبقران نے کہا کہ سفر پردۂ قاف مین یہ مرکب دستیاب ہوا مان اسکی لانیشا پری باپ اسکا دیوار نامیس اسی وجہ سے مرکب مین اِسقدر تیزی وطرّاری ہی مین نے کوہ نورستان پر اگر اسکے پر قلم کرائے کہ پہلوانون کو اعتراض نہو کہ مرکب پرند پر چڑھ کر مقابلہ کرتے ہین مین یہ نہین چاہتا کہ کسی سے خلاف ورزی کرون یہ سُنکر شُہراب نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزہ روکا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ سنان پر سنان اور بنان پر بنان پڑ رہی ہی کوئی کسی پر کمی نہین کرتا ہر مقام پر یہی ارادہ ہی کہ نیزہ ایک کا ایک نکال دے مگر ممکن نہین ہوتا دونون بہ ہشیاری لڑ رہے ہین صاحبقران نے ایک مقام پر نیزہ کا ٹھاتھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شُہراب کے نکل گیا شُہراب نے تلوار کھینچی

ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے اپنے کو بچایا تیغۂ عقرب کا ہاتھ مارا سُہراب نے اپنے
کو بچایا مگر گینڈا جو سامنے آگیا صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا سُہراب پیدل ہوا
چاہا کہ ہاتھ مارون گھوڑے کے پاؤن اُڑجائین صاحبقران گھوڑے سے کود پڑے
سُہراب نے جو امیر کو پیدل پایا تلوار کے ہاتھ اسقدر مارے کہ صاحبقران کو مرکب کے
پاس سے ہٹایا آپ جست کرکے چاہا کہ مرکب پر سوار ہون مرکب نے ہنہنا کر پشنگ ماری
کہ سہراب گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا اشقر نے جھپٹ کر دونون ٹاپین سُہراب پر رکھدین
سُہراب پامال ہوا صاحبقران نے ہان ہان کرکے گھوڑے کو روکا اور آواز دی
کہ یار و اسکا لاشہ اُٹھا لیجاؤ ارتھی بناکر جلاؤ اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ آئے بھائی اسکا
قرطاس تیغزن بل کرتا ہوا نکلا پکارتا ہوا کہ بھائی صاحب کو گھوڑے کی ہوس تھی اُسی گھوڑے
سے پامال ہوے اگر ہم ارادہ کرین تو گھوڑا لے لین وہ پھر کیا بچ سکتا ہی گھوڑے پر سے سوار
کو اُتار لین جھکائیان دیکر بار لین اب دیکھون یا صاحبقران آپ کی بہادری کیونکر چلتی ہی
ہاتھ مین وہ تیغۂ برقتاب ہی کہ جسکو دیکھ کر خاص برسات مین برق جہندہ بیتاب ہی اسکا
وار کبھی خالی نہین جاتا یہ کہتا ہوا صاحبقران پر آپڑا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
تلوار کو تلوار پر گانٹھا چونکہ قرطاس بڑا غرور کرتا ہوا آیا ہی صاحبقران زمان نے
نیچہ سہراب پل کھینچا یہ تیغہ دیوکُش ہی خبردار کہکر ہاتھ مارا فرمایا کہ ای قرطاس
اپنے کو بچاؤ مگر تیغہ جو تڑپ کر گرا قرص سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو گرا قرطاس
کے دو ٹکڑے کرکے گینڈے کو کاٹا زمین پر آکے بوسہ دیا قرطاس کے مرتے ہی تمام اہل
فوج صاحبقران پر آپڑے صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا
کہ باشید ای کافران بجیا و ای نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد
نعرۂ امیر ع منم اختر برج عز و جلال ✤ منم ماہتاب سپہر کمال ✤ سمندون زبیمم فراری
شدہ ✤ زمن دیو عفریت عاری شدہ ✤ ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف ✤ سلیمان کوچک
لقب شد بہ قاف ✤ ہمہ شہر آباد اسلام شد ✤ کہ صاحبقران درجہان نام شد ✤ دوسری
طرف سے نعرہ ہوا کہ منم دارا ے ہند لندھور بن سعدان نعرۂ لندھور جزیرہ ہا کے

دریا را گرفتم تا بہ ہندستان + اگر نامم بمیدانی منم لندھور بن سعدان + دست
چپ کی طرف سے نعرہ ہوا کہ منم مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبیؐ و چاکر حیدرؑ
نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہل دین + بیک نیزہ گیرم ز عالم
خراج + بگیرم ز شاہ یمن تخت و تاج + کہ داہنی طرف سے پھر نعرہ ہوا کہ منم انجم گروہ
رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن بائین طرف سے
آواز آئی نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لال پوش خاوری + ملک
قاسم آن شاہ خاور سپاہ + زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ + ز آب دم تیغ ششتم زمین +
ہمہ باختر شد بہ زیر نگین + یہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی جو آ کر گرے فوج کو تار تار
کر دیا علمدار کو بڑھ کر مارا علم فوج جو سرنگون ہوا کفار نے شکست فاش کھائی کچھ
بھاگے کچھ پکڑے گئے کچھ مسلمان ہوئے کچھ نیرہ بخت بھاگ کر دریاے کوہ میں چھپے امیر نے
بارگاہیں لوٹ لیں خزانے کو تلاش کر کے خواجہ پہونچے خزانچی کو ڈرایا کہا اب نقد جان
بچاؤ یہاں سے بھاگ جاؤ خزانچی بخوف جان بھاگا خواجہ نے خزانہ لیکر نذر زنبیل کیا امیر
اُس طرف تشریف لائے فرمایا کہ خواجہ خزانے میں کیا نکلا عمرو نے کہا کہ خزانہ تو خالی
پڑا ہے کچھ کوڑیاں بھری ہوئی تھیں وہ میں نے فقرا کو لٹا دیں صاحبقران نے فرمایا
جب تمھارا گذر خزانے پر ہوا تو اب خزانے میں کیا نکل سکتا ہے عمرو نے کہا کہ اے شہریار
ایسی باتیں نہ کیجیے لوگ بدگمان ہونگے صاحبقران نے فرمایا خواجہ تمسے سب بدگمان
ہیں سب فوج کا حق تمنے لے لیا اب اہل فوج کیا لوٹیں خواجہ عمرو سامنے سے ہٹ گئے
فرمایا خزانہ موجود ہے لوٹ لو اہل فوج جو آ کر گرے خزانے میں ٹکہ نہ پایا بورے خالی تھے
سب نے پکار کر عرض کی کہ اے شہریار خزانہ تو بالکل خالی پڑا ہے خواجہ سب لے گئے امیر
نے فرمایا اُس ساربان زادے سے روپیہ کب بچا ہے بفتح و فیروزی پلٹے آ کر بارگاہ میں
داخل ہوئے سب سردار جمع ہوئے بادشاہ آ کر تخت پر بیٹھے دورہ سب سردار دن کا
بندھا ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کو بلواؤ خواجہ چھپتے پھرتے تھے بہ مشکل
تشریف لائے صاحبقران نے فرمایا خواجہ روپیہ تو سب لیا اب کچھ بیٹھ کر گاؤ عمرو نے

زنبیل سے نکالی اور نئے طور سے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

مانگتے ہو جب نہ تب میرے دلِ بیتاب کو
دیکھتا ہون جب جدائی مین شبِ مہتاب کو
دیکھے بیتابی بطِ مے کی جو بے ساقی کوئی +
بے سبب اسباب او غافل فراہم کیا کرون
عہد کی کرتے ترک لیتا ہی اگر راہ سلوک
ہجر کی برسات مین بجلی کے صدمے کیا کہون
روز روشن کردے ساقی آفتابِ جام سے
جب نہا دھو کر نکل آیا دُرِ دریائے حُسن
آنکھ کیا رانو نکو جھپکے ہجر کی برسات مین
شغل میخواری کیا جب گردشِ ایام مین
خم کے خم اس ناتوانی مین بھی پی جاتا ہو مین

سچ بتاؤ کیا کردگے کُشتۂ سیماب کو +
داغ مثلِ ماہ لگتا ہی دلِ بیتاب کو
بُھول جائے اضطراب ماہیِ بے آب کو
چھوڑ جاؤنگا مین سارے عالمِ اسباب کو
کب روان دیکھا ہی تونے موتیونکی آب کو
جانتا ہون صاعقہ پھر کر مکِ شبتاب کو +
کردیا تاریک بدلی نے شبِ مہتاب کو
دامِ ماہی گیر سمجھین مچھلیان تالاب کو
شہپرِ پرواز ہین بادل ہمارے خواب کو
ہمنے پیمانہ بنایا کوزۂ دولاب کو +
ایک تنکا جذب کر لیتا ہی کیا سیلاب کو

خواجہ گا رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی صاحبقران بھی خوش بیٹھے ہین امیر و سب سردار خواجہ کی تعریف کر رہے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار غلامون نے ابھی خبر پائی ہی یہانسے پندرہ کوس پر ایک صحرا ہی کہ اُس صحرا کو صحرائے ویران کہتے ہین آپ کے فرزند یعنی رستم وہان اُترے ہوے تھے سمنان مردم در اُسی حوالی مین رہتا ہی اُسنے جو خبر پائی کہ فرزند صاحبقران صحرائے ویران مین ہین رات کو اُسنے شبخون مارا رستم شب کو ایسا لڑے کہ لشکر سمنان کو عاجز کردیا صبح ہوتے صحرا سے ادر گرد اُڑی اقتباس روئین تن تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا اُسنے جو خبر سُنی کہ لشکر سمنان تباہ ہو رہا ہی اپنی فوج لیکر آگرا رستم زخمی ہوے اُس زخمداری مین از روے بلوہ کے اُنکو گرفتار کر لیا اب قید رستم لیے ہوے جاتا ہی کیا عجب ہی کہ وہ اسی طرف سے گذرے یہ خبر وحشت اثر سُنتے ہی قاسم اپنے مقام سے اُٹھے اور چلنے کا ارادہ کیا قیماس خان خاوری حسن خان خاوری بھی اپنے اپنے مقام سے اُٹھے

قاسم نے عرض کی دادا جان غلام جائیگا صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا قاسم نکل کر
شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہوے اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر چلے بعد جانے
قاسم کے بدیع الزمان اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی جناب قبلہ و کعبہ جو ارشاد ہو بجالاؤن
مگر مقام انصاف ہی کہ غلام کے ہوتے قاسم کو کیا دخل تھا کہ وہ سب کے پہلے روانہ ہوے
غلام بھی جاتا ہی ایسا نہ ہو کہ قاسم پر کوئی چشم زخم پہونچے تو غلام کے خلاف ہوگا امیر
خاموش ہو رہے بدیع الزمان بھی باہر نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوے تعاقب مین قاسم
کے چلے مگر سمنان رستم کو عالم زخمداری مین گرفتار کر کے لے چلا چالیس سرداران نامی
مثل آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی وارزال وزلزال و دیوانہ نہنگ بچہ دریائی
وغیرہ چالیس سردار اس طرح کے یہ بھی سب مسلسل و مطوق ساتھ رستم کے قید مین مگر حیران
و پریشان نیزہ دار چار جانب سے گھیرے ہوے رستم ایک ادا بے پر مثل شیر کے بیٹھے ہوے
جھوم رہے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالین زنجیرین ہلا رہے ہین خانۂ زنجیر مین غل ہی سمنان
نے جو یہ خبر سُنی کہ رستم نے نگہبانون کو بہت حیران کیا ہی جھپٹ کر قریب آیا پکار کر آواز دی
کہ کیون رستم قید مین بھی سرکشی کرتے ہو بادولت کے خوف سے نہین ڈرتے ہو رستم
نے جھلا کر آواز دی کہ کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر خداے ما بزرگ است
فرد سرنمی پیچم ز شمشیر حبیب ؛ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ؛ سمنان نے جھلا کر جواب دیا
کہ ای رستم چپ رہو ورنہ ایک ہاتھ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا رستم نے زنجیر ہلائی کہا او
نامرد کیا بیہودہ بکتا ہی ہم لاکھ حقیر ہون اور گرفتار خانۂ زنجیر ہون مگر تیرا خوف نکرینگے
جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہمکو افسوس یہ ہی کہ تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے گرفتار ہوے
اگر تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے قتل ہونگے تو مردان عالم مین نام ہوگا کہ ایک نامرد
کے ہاتھ سے رستم مارگئے از دوے بلوہ تو نے عالم زخمداری مین گرفتار کیا اُسپر ناز
کرتا ہی سمنان تلوار کھینچکر دوڑا چاہا کہ قتل کرون رستم نے اپنے خدا سے رجوع کی
کہ ای خالق کارساز و ای بے نیاز فضل و کرم اپنا شریک کر اور اس نامرد کے
ہاتھ سے مجھکو بچالے نظم

سعی کن ای طالبِ ذاتِ خدا ہر ماہ و سال
گاہ اندر قال کن پیدا کمال اہل قول ٭
باش قایم چون الف اندر قیام بندگی
گاہ از خورشید تابان بین رخِ دلدار خویش
بگسل از ہر رشتۂ پیوند تعلق در جہان
محو شو از دل بحسن صوت آن جان جہان
از زمین تا آسمان بہرِ تلاشِ دلربا ٭
کن نظر با چشم حق بین تا ترا اندر جہان
حاضر و ناظر پس و پیشت خدا آید نظر ٭

تا شوی موصول با مطلوب خود قبل از وصال
گاہ زپای ثبات اندر طریقِ اہل حال ٭
کن دو تا پشت اطاعت ہر زمان مانند دال
گاہ از آئینۂ بدر و گہ از روی ہلال ٭
دور کن از خاطر غمگین غم و رنج و ملال
بر فگن از ہر دو جانب پردہ ہای انفعال
ہمچو مرغان در ہوای شوق بکشا پر و بال
راست و چپ شاہد مقصود بنماید جمال ٭
زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر ٭

رستم دعا مین مصروف ہین سمنان تلوار کھینچے ہوے قریب آیا غصے مین ہاتھ تلوار کا مار دیا رستم نے ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی رستم نے وہی ہتھکڑی پھینک ماری گینڈے کا سر پھٹ گیا رستم نے غصے مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من ٭
بو سر دار فنا خانۂ غوغای من ٭
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق

گرمی بازار عشق از تفِ خون من است
باک ندارم ز دار چوب ستون من است
بشکنم این بند را وقتِ جنون من است

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا ایک پہلوان کو بیڑی کھینچ ماری اُسکا سر پھٹا رستم نے اُسکی تلوار اُٹھالی اور نعرہ کر کے جا پڑے عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی قاسم نوجوان بصد شوکت و شان پیدا ہوے دوڑے دیکھا کہ قبلہ و کعبہ لڑ رہے ہین یہ بھی نعرہ کر کے آپڑے رستم قاسم کو دیکھکر خوش ہو گئے کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی آواز آئی کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران بر دغا نعرۂ بدیع الزمان ۔

مہ برج خوبی شہ انجمن ٭
بدیع الزمانم کہ در روز کین
زتیغم بسی ملک اسلام شد ٭

بدیع الزمان گرد لشکر شکن ٭
توانم کشم آسمان بر زمین
کہ سر فتنۂ باختر نام شد

بدیع الزمان آگرے رستم بدیع الزمان کو دیکھ کر پریشان ہوئے بدیع الزمان نے آتے ہی سرداران رستم کو قید سے رہا کیا سردار بھی لڑنے لگے مگر رستم نے سمنان کو گھیر کے قاسم کی طرف کیا کہ یہ نامرد قاسم کے ہاتھ سے مارا جائے مگر بدیع الزمان نے جو دور سے دیکھا کہ رستم نے سمنان کو قاسم کے سامنے کیا بدیع الزمان نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے سمنان کے پہونچا سمنان نے جو بدیع الزمان کو دیکھا ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا تیغۂ طلسمی بصورت دیو بند دست زبردست بدیع الزمان تیغہ جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کرتا بہ جگر گاہ کاٹا قاسم نے جو دور سے دیکھا کہ بدیع الزمان نے سمنان کو مار لیا جگر گاہ تک تلوار پہونچ چکی تھی کہ قاسم نے آکر کمر پر ہاتھ مارا سمنان کے دو ٹکڑے ہوئے قاسم نے کہا وہ مارا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ مردہ کشی نہیں موقوف کرتے قاسم نے جھلا کر کہا کہ اگر میں نہ آتا تو اُسنے خنجر کمر سے نکالا تھا خنجر پڑتا شکم چاک قصہ پاک ہوتا بدیع الزمان نے کہا آپ کی عنایت قاسم کو بہت ناگوار ہوا ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان کے شانے پر تلوار پڑی بدیع الزمان نے تلوار کھا کر ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ سر قاسم کا زخمی ہوا علمشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ سر سے قاسم کے خون جاری ہے للکارا کہ او کشتی گیر تیری یہ کیا حرکت تھی تو نے کچھ قاسم کا پاس نہ کیا گھوڑے کو اُڑا کر قریب آئے ہاتھ تیغۂ کیبنان کا مارا بدیع الزمان نے سر آگے کر دیا اور بہ آسانی جواب دیا کہ خوشا نصیب حضور کے ہاتھ سے زخم کھاؤں سر سے بدیع الزمان کے خون جاری ہوا بدیع الزمان تو عذر کر رہے ہیں علمشاہ جھلا کر فرماتے ہیں کہ قاسم تو آیا تھا تم کیوں آئے کہ پہلو سے گرد اُڑی نقابدار پلنگینہ پوش گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آیا مقابلے میں رستم کے پہونچا کہا کیوں رستم یہ کیا حرکت تھی بس دشمنی دکھا چکے اُسنے تو سر جھکایا تمنے ہاتھ تلوار کا مار دیا رستم نے کہا کہ کیا میں تمسے باہر ہوں یہ کہہ کر ہاتھ تلوار کا مارا پلنگینہ پوش نے روک کر بہ آسانی ہاتھ مار دیا کہ سر رستم بھی زخمی ہوا اب تو قاسم اور زیادہ دلیر ہوئے نقابدار پر جا پڑے پلنگینہ پوش ہاں ہاں کرتا ہے مگر قاسم نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے

روک کر جو ہاتھ مارا سر قاسم کا جو پارہ ہوا اب بدیع الزمان و پلنگینہ پوش ایکطرف ہین اور ایک طرف قاسم و علمشاہ تلوارین کھینچے ہوے مگر پلنگینہ پوش منع کر رہا ہی کہ آپس کی تکرار بہتر نہین سمک نے جو یہ معرکہ دیکھا سوچا کہ اگر یہ چارون جوان لڑینگے تو کوئی بیکار ہو جائیگا صاحبقران کی طرف بھاگا اور ایک طرف سے سیارہ بھی چلا اور یہان صاحبقران کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین خواجہ سے فرما رہے ہین کہ ذرا جا کے خبر لاؤ یہ دونون جاہل گئے ہین ایسا نہ ہو آپس مین لڑنے لگین کہ سیارہ و سمک آ کے پہونچے عرض کی کہ ای شہریار جلدی چلیے ورنہ رستم و قاسم و بدیع الزمان سے اب ہاتھ اُٹھائیے ایک نقابدار پلنگینہ پوش طرفداری بدیع الزمان مین مصروف ہی رستم و قاسم ایک طرف ہین بدیع الزمان و پلنگینہ پوش ایک طرف مگر پلنگینہ پوش کی شوکت و لیاقت مثل حضور کے ہی سمجھا رہا ہی رستم نہین مانتے پلنگینہ پوش کے ہاتھ سے زخمی ہوے ہین صاحبقران نے فوراً اشقر طلب کیا گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے دور سے آ کے دیکھا کہ چارون جوان پھر مصروف جنگ ہوا چاہتے ہین مگر بدیع الزمان و قاسم و رستم زخمدار ہین پلنگینہ پوش صحیح و سالم ہی بہ فصاحت سمجھا رہا ہی کہ ای رستم اب قاسم کو لیجاؤ زیادہ تکرار نہ بڑھاؤ ایسا نہ ہو مجھے بھی غصہ آجائے مین ٹال رہا ہون صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا کہ ای رستم و قاسم خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا پلنگینہ پوش نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا گھوڑا اُڑا کر نکل گیا چشم زدن مین آنکھون سے نابود ہوا صاحبقران نے آ کر بدیع و قاسم کو جھڑکا قاسم نے چپکے سے کہا کہ قبلہ و کعبہ جنّم سے ڈرتا ہون ورنہ ہاتھ مڑوڑ کر تلوار آپکے ہاتھ سے چھین لیتا سب صاحبقرانی رکھی رہتی رستم نے کہا خاموش رہ وہ مؤید من اللہ ہین اُنپر آج تک کوئی غالب نہین ہوا یہ کہکر صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے بدیع الزمان اور قاسم کو ساتھ لیا چاہا رستم کو بھی ہمراہ لین رستم نے عرض کی جناب قبلہ و کعبہ مبرا لشکر تباہ و برباد ہی مین سب کو جا کر ایک جگہ کرون سمنان نے ایسا شبخون مارا کہ سب لشکر جا کر دراہ کوہ مین چھپا اب مین جا کر سب کو ایک جگہ کرونگا

یہ کہکر رستم روانہ ہوے صاحبقران بدیع الزمان و قاسم کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے مگر
قاسم کو بڑا ملال ہی کہ دادا جان نے کلمات سخت کہے مین نے طرح دی اب مین لشکر مین
نہ رہونگا لشکر مین جو آئے یہی ذکر سرداروں سے کیا سردار انکے سب آتشخو و شعلہ مزاج
سب نے یہی صلاح دی کہ نکل چلیے لشکر مین رہنا بہتر نہین قاسم نے سیارہ سے صلاح کی
سیارہ نے جواب دیا کہ حضور بزرگون کی بات کا برا نہین مانتے قاسم نے سیارہ کو جھڑکدیا
کہا کہ تم بے غیرت ہو ہم لشکر مین نہ رہینگے یہ کہکر بدیع الزمان کو رقعہ لکھا کہ او کشتی گیر باپ
کے سامنے ٹسوے گھلاتا ہی اگر صحرا مین آتو احوال جرأت معلوم ہو یہ رقعہ بھیجکر قاسم شبکو
اکیلے لشکر سے نکلے جدھر ویرانہ دیکھا اُسی طرف چلے بدیع الزمان رقعہ دیکھکر پریشان ہوے
سوچے ایسا نہ ہو فرزند برادر کہین جاکر اپنے کو ضائع کرے اگر بن پڑے تو چلکر اُسکو پھیر لاؤن
یہ بھی شب کو نکلے تین پہر گھوڑا اُڑاتے ہوے چلے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا دو شاہزادے
ایک نخل کے سائے مین بیٹھے ہین چند مصاحب گرد شکار طائران پر ند ہو رہا ہی کہ صحرا سے
ایک شیر نکلا دھڑ وکہ مارکر طرف اُن شاہزادون کے چلا مصاحب سب بھاگے دور سے لینا لینا
کر رہے ہین وہ شیر حملہ کرکے چاہتا ہی ان دونون جوانون پر جا پڑے ان کہ اُن دونون نے
گھبراکر کہا کہ ای نوجوان اس شیر صحرائی سے بچالے بدیع الزمان سینہ سپر کرکے بڑھے
شیر نے جو بدیع الزمان کو آتے دیکھا دونون ہاتھ اُٹھاکر مارے منظور تھا گوشت و پوست
نوچ لیجاؤن بدیع الزمان نے پیترہ بدلکر ہاتھ خالی دیے اور کلائیان شیر کی پکڑ لین ایک
گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا وہ دونون جوان دوڑکر بدیع الزمان سے پٹ گئے
کہا ای جوان تو نے جان بخشی کی فرخار و معمار ہم دونون کے نام ہین یہانسے قریب قلعہ
ہی ہم دونون بھائی ملک سلطنت کرتے ہین ہم تمسے اقرار کرتے ہین جہانتک ہو سکیگا تم کو
راحت پہونچائینگے نام تمہارا کیا ہی بدیع الزمان نے کہا کہ مین فرزند صاحبقران شاہزادہ
بدیع الزمان ہون بتلاش اپنے فرزند کے نکلا ہون مگر ابتک اُس سے ملاقات نہین ہوئی
دونون شاہزادے بدیع الزمان کو ساتھ لیکر اپنے ملک مین آئے کلمہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوے دعوت و ضیافت بدیع الزمان مین مصروف ہوے طائفے عمدہ بلوائے

ناچ گانا ہونے لگا ایک نازنین نے بدیع الزمان سے آنکھ ملا کر یہ اشعار شروع کیے نظم

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین
راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے
ای دام کشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل مین نے کہے اُنسے
باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچے کی تمہارے کھینچی
فردوس اُٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین
قول اہل سخن کا ہی اُستاد اسے کہتے ہین

اس لطف سے یہ اشعار گا رہی ہی کہ سب اہل محفل متوجہ ہین فرخار و معمار نے توڑے
روپون کے پہلو مین بدیع الزمان کے رکھ دیے ہین بدیع الزمان انعام دے رہے ہین
رنگ محفل کا جما ہوا ہی رات بھر یہی جلسہ رہا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہی کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار ایک نقابدار سیہ پوش تین لاکھ فوج سے آیا
ہی بیرون قلعہ اُترپڑا ہی کہتا ہی کہ فرخار و معمار نے بڑا غضب کیا کہ پسر حمزہ کی اطاعت کی
میرے مقابلے مین آئے تو احوال معلوم ہو بدیع الزمان نے فرمایا کہ ای شاہزادو
تم بھی باہر لشکر نکالو ساٹھ ستر ہزار فوج جو انکے ساتھ تھی سب کو ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلے
مقابلے مین نقابدار سیہ پوش کے اُترے نقابدار آمد بدیع الزمان دیکھکر جلگیا حکم دیا
کہ طبل جنگی پر چوب پڑے ہرکارون نے بدیع الزمان کو خبر دی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو
بدیع الزمان سوار ہوے میدان مین آئے اُدھر سے نقابدار آیا فوجین جمین نقیبون نے
نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکے ہٹے میدان تیار ہی نقابدار نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر
آواز دی کہ فرزند صاحبقران کہان ہی اگر میرے مقابلے مین آئے تو حال معلوم ہو
بدیع الزمان نے مرکب نکالا مقابلے مین نقابدار کے پہونچے اُسنے دیکھتے ہی نیزہ مارا
بدیع الزمان نے چند طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اب نقابدار نے قبضے پر
ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار
بھی لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی بدیع الزمان نے

دیکھا کہ جب مین لپٹ کر پیچ باندھتا ہون تو بدن سے نقابدار کے آگ نکلتی ہی تمام اعضا جلے جاتے ہین مگر بدیع الزمان ضبط کرکے لڑ رہے ہین زور دمبدم گھٹا جاتا ہی نقابدار زیادتی کر رہا ہی جہان پر بدیع الزمان پکڑ لاتے ہین نقابدار تڑپکر نکل جاتا ہی دونون شاہزادے دیکھ رہے ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق لیل ونہار فرزند امیر کو اسکے ہاتھ سے بچانا ای پروردگار یہ ہمارا بھائی عزیز ہی ایسا نہو کہ اسکے لیے کوئی آفت ہو یہ وہ جوان ہی کہ جسنے ملک سنجان کو ویران کیا گنجاب ایسے بادشاہ کو شکست دی ہرچند کہ گنجاب سات سو ملک کا مالک تھا ہفت صف آراستہ کی تھی مگر کچھ زور نہ چلا آج کیا معرکہ ہی کہ نقابدار سے اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہا ہی ایسا نہو کوئی چشم زخم پہونچے تو ہی مددگار ہی نظم

گے گدا گر و مسکین و مفلس و رنجور	گے امیر و شہنشاہ و صاحب مقدور
نوشتہ نقشۂ دانش بہ صفحۂ ایجاد	بلوح جان وجگر نام نامیش مسطور
بمدح جود و کرم ذات پاک او ممدوح	بوصف رازقی و بندہ پروری مشہور
جہان بمنت و احسان لطف او ممنون	زمان بہ نعمت بے انتہائے او مشکور
زہے نصیب زہے افتخار تو ہند ہی	کہ پیش اہل نظر ہست نظم تو منظور

بدیع الزمان نقابدار سے اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہے ہین اس خرابی مین بدیع الزمان تین پہر کامل لڑے معلوم ہوتا ہی کہ جیسے کسی نے خون جسم سے نکال لیا پہر دن رہے نقابدار ایکبار دوڑا ہرچند بدیع الزمان چاہتے ہین رُکین مگر نہین رُک سکتے نقابدار دس قدم ریل کے لایا وہان پر آکر کہ مارا دونون گھٹنے بدیع الزمان کے آشنا بہ زمین ہوئے نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے ہی زور مین بدیع الزمان کو اُٹھا لیا سر سے اُس افسر کو بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا بدیع الزمان ایسا جوان چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوا مشکین باندھ کرکے گیا شاہزادے روتے ہوئے بلبلے بدیع الزمان کے مرکب کو بھی ساتھ لے گیا بعد تھوڑی دیر کے ان شاہزادون نے دیکھا کہ نقابدار نے سر بدیع الزمان کا کاٹا لاشے کو گھوڑے پر کمندون سے باندھا اور ایک نامہ لکھ کر گھوڑے کے کان مین باندھا اور گھوڑے کو طرف صحرا کے روانہ کر دیا شاہزادے بارگاہ مین آکر بیٹھے

کہ نقابدار کا پیغام آیا کہ لات ومنات کو سجدہ کرو ورنہ مین آتا ہون سب کی مشکین باندھکر
لیجاؤنگا شاہزادون نے ناچار ہوکر اطاعت اختیار کی قلعے مین نقابدار آیا شاہزادون
پر قبضہ کیا تخت پر خود بیٹھا ایک عیار طرار پشت پر کھڑا مگس رانی کر رہا ہی وہان صاحبقران
غم مین بدیع الزمان اور قاسم کے تھے رات کو جو پلنگ پر لیٹے نیند نہین آتی تڑپ رہے ہین
تڑپتے تڑپتے نیند آئی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین دیکھا
کہ بدیع الزمان کو ایک نقابدار سیہ پوش نے قتل کیا اور لاشہ گھوڑے پر باندھ کر
طرف صحرا کے روانہ کیا یہان وہ شاہزادے دل وجان سے بدیع الزمان کے شریک
تھے جب قبضے مین نقابدار سیہ پوش کے آئے تخلیے مین آکر ایک عرضی صاحبقران کو
لکھی کہ ای شہریار اس طرح بدیع الزمان ہمارے ملک مین آئے ہاتھ سے نقابدار کے
سیار گلشن جنان ہوے وہ نقابدار ہمارے ملک پر اُترا ہی ہمنے ناچار ہوکر اطاعت کی
اگر نہ کرتے تو مارے جاتے ایک شاطر کو عرضی دی کہ جاکر صاحبقران کو یہ عرضی دینا یہان
صاحبقران یہ خواب پریشان دیکھکر روتے ہوے اُٹھے سردارون نے آکر حال پوچھا
امیر نے حال خواب بیان کیا سب سے زیادہ کرب بیقرار ہوے عرض کی غلام ڈھونڈھنے
جائیگا گھوڑے پر سوار ہوکے براے تلاش بدیع الزمان نکلے صحرا ابن جبران پھر رہے
تھے کہ گرد اُڑی دیکھا کہ مرکب گلگون باختری خون مین نہایا ہوا لاشہ بدیع الزمان
پشت پر لدا ہوا یال کے بال کھلے ہوے جیسے زن سوگوار بال کھولتی ہی آنکھون سے
آنسو جاری سمون سے خاک اُڑاتا ہوا آتا ہی کرب نے جو مرکب کو دیکھا اپنے کو گھوڑے
سے گرادیا لاشے سے لپٹ گئے روتے ہوے اُس مرکب کو لیکر سامنے صاحبقران کے
آئے جدھر سے مرکب کو لیکر نکلے کمیدان ورسالہ دار سر پیٹنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ
یارو بدیع الزمان ایسے تھے کہ اس طرح مارے جاتے جنھون نے جنگ گنجاب کو فتح کیا
کرب غازی لاشہ ساتھ لیے ہوے بارگاہ صاحبقران مین آئے صاحبقران نے جو
لاشہ فرزند کا دیکھا خود اپنا دے مارا بادشاہ تخت سے گر پڑے تمام سردارون مین شور
گریہ وزاری بلند ہوا صاحبقران نے فرمایا یارو میرے تو حواس درست نہین ہین لہذا

تم مین سے ایک شیر کو چاہتا ہون کہ تلاش مین نقابدار کی جائے یہ ذکر تھا کہ عیار شاہزادونکا
آکر پہونچا اُسنے عرضی امیر کو دی امیر نے عرضی پڑھی حال سے آگاہ ہوے فرمایا کہ قلعہ معمار
و فرخار پر یہ معرکہ گذرا وہین وہ نقابدار اُترا ہی پھر دیکھا کہ گھوڑے کے کان مین ایک
نامہ بندھا ہی اُسکو کھولکر پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ یا صاحبقران آپکے ہاتھ سے میرا خانمان
برباد ہوا اب مین نے یہ قوت پیدا کی ہی کہ خروج کرکے آیا ہون اور اگر آپ اپنی بہتری
چاہتے ہین تو ملک باختر سے ہاتھ اُٹھائیے یا میرے مقابلے مین آئیے امیر نے یہ نامہ پڑھکر
سرداروں کو سُنایا فرمایا کہ تم مین سے کوئی جائے اُس سے بدلہ لے لندھور بن سعدان
کہ عاشق فرزندان امیر ہین ڈنگل سے کودے جام پیا سپر و شمشیر اُٹھائی عرض کی کہ
غلام جائیگا امیر نے فرمایا کہ ای دارای ہند یہ مقدمہ سحر معلوم ہوتا ہی مین حرز ہیکل
تمکو پہنائے دیتا ہون شاید مقدمہ سحر ہو تو تمپر تاثیر نہ ہو یہ کہکر حرز ہیکل لندھور کو پہنادی
لندھور فوراً سوار ہوے فرہاد خان یکضربی وارشیون پریزاد یہ دونون فرزند
بھی ساتھ ہین اور سرداروں نے قصد کیا لندھور نے سب کو منع کیا فقط ساٹھ ہزار
فوج ساتھ لی داراب کلیجر گی عیار ساتھ ہی لندھور طرف قلعے کے روانہ ہوے یہان
نقابدار سیہ پوش قلعے سے باہر نکلتا ہی انتظار کیا کرتا ہی کہ مین نے اتنا بڑا کارنمایان کیا
مگر مقام تعجب ہی کہ حمزہ نے کسی کو مقابلے مین نہین بھیجا اب مین خود بمقابلہ حمزہ جاؤنگا
سب کی مشکین باندھونگا جیسا اُنھون نے میرے بزرگونکا ملک تباہ کیا باختر اُن سے
چھین لونگا کنارے پر لشکر کے کھڑا ہوا یہ باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا لندھور
بن سعدان جانشین صاحبقران مع ساٹھ ہزار فوج کے آکر پہونچے سامنے قلعے کے آکر
اُترے نقابدار لندھور کو دیکھکر پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا لندھور نے داراب کو
حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ بارگاہ مین نقابدار کی کیا رنگ ہی داراب صورت بدلکر
چلا بارگاہ مین نقابدار کی آیا دیکھا سامنے تخت کے ایک طشت رکھا ہی اُسمین ایک سر رکھا ہی
داراب نے ایک خدمتگار سے پوچھا کہ یہ طشت مین سر کسکا ہی وہ خدمتگار حیلہ کر کے ہٹا
نقابدار کے سر پہ جو عیار کھڑا ہی اور مگس رانی کر رہا ہی خدمتگار نے جاکر کہا کہ فلان

خدمتگار جو کھڑا ہے وہ پوچھتا ہے کہ یہ طشت مین کسکا سر ہے عیار کترا کر پشت داراب پر آیا اور
حلقہ کمند مارا داراب نے ہنستے ہنستے خنجر مارا کہ ران عیار کی زخمی ہوئی چاہا کہ بھاگ کے
نکلجاؤن چار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے ہاتھوں ہاتھ داراب کو پکڑ لیا نقابدار نے عیار سے
کہا کہ اسکا سر کاٹ لے عیار نے کہا کہ اگر یہ صاحب غیرت ہوگا تو خود جان دیدیگا یہ کہکر
عیار نے داراب کے کان کاٹ لیے اور رہا کر دیا اور کہا جا نکل جا خبردار اب کبھی یہان
نہ آنا داراب کان کٹنے پر روتا ہوا نکلا اُسی حال سے سامنے لندھور کے آیا لندھور نے
دیکھا کہ داراب دریاے خون مین نہایا ہوا آیا پوچھا کیون برادر خیر تو ہے داراب نے
تمام حال بیان کیا اور کہا کہ حضور اب مین رخصت ہوتا ہون میرا بیٹا جو ہے الیاس اُسکو
میرا عہدہ مرحمت فرمائیے گا یہ کہکر داراب نے الیاس کو بلوایا اپنے سامنے خلعت
دلوایا جب بیٹا خلعت پہن چکا تو داراب نے خنجر کمر سے کھینچکر اپنے شکم مین مار لیا اسطرح
سے داراب نے جان دی لندھور کو بڑا غم ہوا الیاس باپ کی لاش پر چیخین مار مار کے
رویا لندھور نے بڑے دھوم سے جنازہ داراب کا اُٹھوایا یہ حال نقابدار نے سُنا
مگر الیاس ہندی اپنے باپ کے غم مین لباس سیہ پہنے ہوے صورت بدلکر دربار مین
نقابدار کے آیا اُسیطرح ایک سر طشت مین رکھا دیکھا خدمتگار سے پوچھا خدمتگار نے
کہا کہ مین بتائے دیتا ہون چاہا کہ جا کر عیار سے خبر کرون جیسے ہی خدمتگار چلا الیاس فورًا
سمجھ گیا ہوشیار ہو کر کھڑا ہوا خدمتگار نے جا کر عیار سے اطلاع کی عیار کترا تا ہوا اچلا
الیاس دیکھ رہا ہے جیسے ہی اُسنے آکر حلقہ ہاے کمند مارے الیاس بیٹھ گیا برابر اور
ایک بیک بچہ کھڑا تھا اُسکے گلے مین حلقہ ہاے کمند پڑے وہ عیار گرا الیاس نے ایک خنجر
اُسکو مارا اور ایک خنجر عیار کو مارا عیار کا سر زخمی ہوا عیار چرخ کھا کر گرا نقابدار نے جو
دیکھا کہ میرے عیار کو مارے ہوے جاتا ہے اور الیاس بھی یہ سمجھا کہ مین نے اسکو مار لیا اور
عیار زخمی ہو کر گرا تھا آنکھ ملا کر نقابدار سے الیاس نے کہا کہ مین نے اپنے باپ کے خون کا
بدلہ لیا یہ کہکر لڑتا ہوا بھاگا نقابدار گینڈے پر سوار ہوا تعاقب مین الیاس کے چلا
اب وہ وقت ہے کہ لندھور اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین داراب ہی کا ذکر ہو رہا ہے لندھور

فرماتے ہین کہ بخدا مجکو اسقدر داراب کا قلق ہو کہ اگر میرا بیٹا مارا جاتا تو اسی قدر صدمہ ہوتا سردار عرض کر رہے ہین کہ حضور داراب آپکا رفیق قدیم تھا کیونکر اُسکا صدمہ ہو مگر قضا اُسکی اسی طرح تھی اس سے سب مجبور و ناچار ہین لندھور داراب کو یاد کرکے رو رہے ہین کہ دربارگاہ پر ہڑبڑا ہوا دیکھا کہ الیاس ہندی بھاگا ہوا آیا زیر دنگل لندھور چھپا کہ پھر پردہ بارگاہ کا اُٹھا لندھور نے دیکھا کہ نقابدار سیہ پوش بصد جوش و خروش بارگاہ لندھور مین آیا مثل کافرونکے صاحب سلامت کی لندھور نے جواب دیا نقابدار نے کھڑے کھڑے کہا کہ ای دارا سے ہند تمھارا عیار میرے عیار کو مار کر آیا ہو لہذا اُسے میرے حوالے کردو لندھور نے کہا کہ ای نقابدار انصاف تو کر کہ ابھی ایک ہی دن گذرا ہو کہ الیاس کے باپ کو اس ذلت سے تیرے عیار نے کان کاٹ کر بھیجا کہ اُس غیرت دار نے اپنی جان دی عیارون کے مقدمے مین ہمکو تمکو کیا دخل ہو تم کیون دوڑے آئے یہ کہکر دنگل بیٹھنے کو دیا جب نقابدار بیٹھ چکا تو لندھور نے کہا ای بہادر مین تیری صورت کا مشتاق ہون کہ تو نے بدیع الزمان کو کس خطا پر مارا نقابدار نے کہا مین نے زیر کیا قتل کر ڈالا میرا خاندان صاحبقران کے ہاتھ سے تباہ ہوا مین نے بھی اُسکا بدلہ لیا کہ ایک داغ تو دل پر صاحبقران کے بڑے اب پڑ رہا یہ حرکت کرونگا جو میرے قبضے مین آئیگا اُسے قتل کر ڈالونگا لندھور نے کہا کہ نقاب چہرے سے اُلٹو کہ ہم تمھاری صورت دیکھین تمھارے قول کی تصدیق ہو کہ یہ کس ملک کا معرکہ ہی ہم ہر مقام پر موجود رہے کل معرکے دیکھے سب جگہ کے حال سے آگاہ ہین یہ سُنکر نقابدار نے نقاب چہرے سے اُلٹی لندھور نے دیکھا کہ ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی شیطنت کی نشانی قوی تن قوی من ہی لندھور نے کہا کہ ای پہلوان مین نے تجھے نہین پہچانا تیرے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون نقابدار نے کہا کہ میرا نام فرزیل بن قرامر تہ بن قارن عدنی ہو میرے باپ نے صاحبقران کو عقابین پر کھینچا تھا نو مہینے صاحبقران قید رہے میرے دادا اور باپ ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے اب مین نے فنون پہلوانی حاصل کیے خروج کرکے نکلا ہون اپنے بزرگون کے خون کا بدلہ لونگا تنہا نہین ہون

بادشاہ مغرب سانحہ ہو ہیکلان مغربی کہ بیٹا اسکا بھی ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا
وہ مار امارا پھرتا تھا مین نے اسکو اپنے لشکر کا بادشاہ کیا ہو اب ہم دونون دعوی جاگیر
کرکے نکلے ہین اب مین جاکر طبل جنگی بجواتا ہون کل سر میدان مقابلہ ہوگا لندھور
یہ سنکر فرزیل کی حیران ہو گئے فرزیل لندھور سے رخصت ہو راہ مین ہرکارے
نے خبر دی کہ آپ کا عیار زخمی ہوا ہو مارا مین گیا فرزیل بہت خوش ہوا پلٹ کے
اپنی بارگاہ مین آیا آکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون نے خبر لندھور کو دی لندھور
نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہو نے لگین چار پہر رات لو
اسی سامان مین گذری جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین آئے بموجب قاعدہ
صفین مرتب ہوئین جب نقیب نقابت کر چکے نقارہ نے گینڈا نکالا نعرہ کیا کہ جسکو
تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لندھور کا بیٹا فرہاد خان یکمرگی گینڈا چمکا کر آیا لندھور نے
اجازت دی مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا ای فرزند بدیع الزمان کا سانحہ
سُن چکے ہو بہت سمجھ کے مقابلہ کرنا فرہاد خان نے عرض کی اقبال حضور کا یاور ہو
یہ کہکے فرہاد خان چوبدست ہلاتا ہوا سامنے فرزیل کے آیا فرزیل نے گرز اُٹھایا
خبردار خبردار کہکے ایک گرز مارا فرہاد خان نے چوبدست کو چہرے کی پناہ کیا مگر
فرہاد خان کا ہاتھ کانپا چوبدست ہاتھ سے چھوٹی سر پر گینڈے کے پڑی سر گینڈے
کا پھٹا مگر گرز فرزیل کا کاندھے پر فرہاد خان کے پڑا کہ شانہ فرہاد کا اُتر گیا فرہاد
گینڈے سے گرا فرزیل نے کود کر مشکین باندھ لین ہرچند پہلوانون نے آواز
دی کہ ای فرزیل یہ کیا کرتا ہو کوئی صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہو مگر فرزیل نے کچھ خیال
نہ کیا فرہاد خان کو باندھکر لے گیا طبل بازگشت بجوا دیا لندھور رنجیدہ ملتے لیکین
بارگاہ مین آکر بیٹھے سرداروں سے صلاح کی کہ یہ جنگ بدون صاحبقران نہ فتح
ہوگی فرہاد خان پر یہ معرکہ گذرا مین بدیع الزمان سے نہ یادہ زبردست نہین
ہون سب نے کہا بہت مناسب ہو ایک عرضی صاحبقران کو لکھی مضمون یہ تھا
کہ ای شہریار یہ غلام مقابلہ فرزیل مین پہونچا فرہاد خان پر یہ معرکہ گذرا اب کل غلام

سے معرکہ ہو امیدوار ہون کہ سرفراز فرمایئے حضور کے سامنے غلام کا خاتمہ ہو مین ضرور مقابلہ کرونگا آیندہ جو منظور پروردگار ہو یہ عرضی لکھکر روانہ کی شاگرد الیاس نے آکر عرضی صاحبقران کو دی یہان طبل جنگی بج چکے ہین امیر نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ لندھور کو نہایت یاس ہو کبھی ایسا کلمہ نہین لکھا فوج تیار ہو کر وہم خود ہی جاوینگے یہ فرماکر مقبل کو ہمراہ لیا بہرام کے بارہ ہزار جوان ساتھ لیے خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر طرف لندھور کے روانہ ہوئے یہان طبل جنگی بجکر وقت صبح دونون لشکر میدان مین آچکے تھے فرزیل نے میدان مین آکر نعرہ کیا کہ اے لندھور اب تم میرے مقابلے مین آؤ لندھور نے ہاتھی نکالا مگر فیل میمونہ بیمار تھا اور فیل مست پہ سوار ہوکر لندھور آئے فرزیل نے نیزہ مارا لندھور نے تیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین ہر چند لندھور چاہتے ہین کہ نیزہ نکالون مگر ممکن نہین ہوتا فرزیل و لندھور دونون آپس مین لڑ رہے ہین فرزیل نے ایک مقام پر جھٹکا دیکر نیزہ لندھور کا توڑ ڈالا لندھور نے شرمندہ ہوکر تیغہ کھینچا ہاتھ تلوار کا مارا فرزیل نے باڑھ بچاکر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا لندھور نے ضبط کیا مگر فرزیل لندھور کو کھینچکر زمین پر لایا دونون مین کشتی ہونے لگی جب لندھور دیکھتے ہین کہ زور کمی کرتا ہو حرز ہیکل پہ ہاتھ پھیرتے ہین پھر لڑنے لگتے ہین پہر دن پچھلا باقی تھا لندھور اپنی جان سے بیزار ہین کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون سب فن صرف کیے مگر کوئی فن کام نہین آتا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ صاحبقران مع بارہ ہزار فوج کے آکر پہونچے لندھور صاحبقران کو دیکھکر نہایت شگفتہ ہوگئے چک چک کے لڑنے لگے مگر فرزیل پر قبضہ نہین ہوتا صاحبقران بھی ایک طرف آکر ٹھہرے تماشہ دیکھا کیے مگر دیکھ رہے ہین کہ لندھور بہت عاجز ہو رہے ہین مگر لڑ رہے ہین کہ چار پہر دن تمام ہوا آفتاب بھی بارنگ زرد لرزان و ترسان آشیانۂ مغرب مین جاکر چھپا فرزیل روک کر لندھور کو کھڑا ہوا کہا اے وار اے ہند مقام افسوس ہو کہ تم دن بھر مجھسے خوب لڑے اب کل مقابلہ کرونگا

ہر چند کہ لندھور کا طریقہ نہ تھا کہ مقابلے سے پلٹیں مگر کہنا اسکا غنیمت ہوگیا فوراً ہاتھ
چھوڑ دیا کہا جو تمھاری خوشی فرزیل اُدھر ہٹا لندھور خدمت صاحبقران میں آئے
صاحبقران نے پوچھا ای دارا سے ہند اسکو کیسا پایا لندھور نے عرض کی حضور
بڑا زبردست ہی مین نے ہر چند چاہا زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا اب سرکار ملاحظہ فرمائینگے
مین چاہتا ہون کہ کل حضور کے سامنے مقابلہ ہو سرکار بھی ملاحظہ کرین امیر باتوقیر
نے فرمایا یہ تو ظاہر ہوگیا کہ مقدمہ سحر و ساحری ہی اگر ایسا نہ ہوتا تو تم چار پہر مین زیر
کر لیتے لندھور نے کہا حضور جب اِس سے مقابلہ کیا تھا تو دل پر خوف و بیم تھا یہ ڈر
معلوم ہوتا تھا کہ چیخ مار کر کہین بھاگ جاؤن مگر اِس سے مقابلہ نہ کرون خدا نے
آبرو رکھی حضور نے حرز ہیکل پہنا دی تھی اسیوجہ سے غلام بچا کیا تعجب ہی کہ اب
بدیع الزمان سے بھی ملاقات ہولاشہ تو اُس بے حیا نے گھوڑے پر لاد کے
بھیجا لیکن سر زیر تخت رکھا ہوا ہی ہم کیونکر عرض کرین بیشک اُسنے بدیع الزمان
کو کشتہ سحر کیا امیر نے کہا ای لندھور خدا تمکو سچا کرے کہ بدیع الزمان سے پھر
ملاقات ہو سب سردار دعائین مانگنے لگے مگر فرزیل نے جاکر ہیکلان عاد مغربی
سے صلاح کی سب نے کہا ای فرزیل صاحبقران ہمہ دان و ہمہ گیر ہین ایسا نہو
کہ تمھارے اُنکے مقابلہ پڑے تو باعث خرابی ہو ابھی دو چار روز توقف کرو بعد
اِسکے دیکھا جائیگا مگر امیر نے جب شام ہوئی اور صدا سے طبل جنگی نہ آئی خواجہ
سے فرمایا کہ خواجہ جاکر لشکر فرزیل کی خبر تو لاؤ الیاس نے کہا اُستاد مین بھی ساتھ
چلونگا خواجہ صورت تبدیل کر کے نکلے الیاس بھی ساتھ ہوا جب لشکر کے قریب
آئے تو فرمایا ای فرزند مجھسے الگ جاؤ تم جاکر فرہاد خان کو رہا کرو مین فرزیل کی
فکر مین جاتا ہون الیاس نے کہا بہت مناسب ہی خواجہ ایک طرف چلے الیاس
طرف قیدخانۂ فرہاد کے چلا سامنے قیدخانے کے آکر پہونچا دیکھا چند نگہبان
بیٹھے ہین کچھ آپس مین چرچا ہو رہا ہی یہی ذکر ہی کہ دیکھے صاحبقران سے کیسی گذرتی
ہی الیاس نے کنارے سے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک گھڑا شراب کا

لیا اُنمین بیہوشی ملائی بد سے گاتا ہوا چلا نگہبانون نے دور سے دیکھا کہ ایک کلوار
نشے مین شراب کے جھومتا ہوا آتا ہی جا بجا بیٹھ جاتا ہی گھڑا رکھکر شراب انڈیلتا ہی
کچھ گراتا ہی اور کچھ پیتا ہی نگہبانون نے صلاح کی کہ چلکر اسکو باتون مین لگاؤ اور
کچھ اسکے سر سے گھڑا لیکر بھاگو یہ صلاح کر کے چند کس چلے یہان کلوار نے گھڑا ایک
مقام پر رکھا اور ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر گا رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ مفت کی شراب قاضی کو بھی
حلال ہی کہ ایک شخص نے آکر باتون مین لگایا اور دوسرا شخص گھڑا لیکر بھاگا کلوار
اُٹھکر دوڑا بیہوشی نے تمانچہ مارا اگر کر بیہوش ہوگیا سبھون نے وہ شراب لیکر پی
پیتے ہی سب بیہوش ہوے الیاس اندر خیمے کے آیا فرہاد خان کو قید مین دیکھا
قید کاٹی عطر بیہوشی سنگھا کر فرہاد خان کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگا
قضائے کار مقیما سے سنگ دندان عیار فرزیل طلایہ پھر رہا تھا اُسنے دور سے
دیکھا کہ ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہی پکار کر آواز دی اے جانے والے
ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا الیاس ایک طرف بھاگا مقیما اکیلا دوڑا صحرا مین آکر الیاس
کو گھیرا الیاس اور مقیما سے نیمچہ چلنے لگا مگر الیاس اس زور و شور سے لڑ رہا ہی
کہ نہ پشتارہ چھوڑتا ہی اور نہ بھاگتا ہی ایک مقام پر الیاس نے کہا اے مقیما دیکھ
تیری پشت پر کون ہی مقیما پلٹا الیاس نے بیٹھکر ایک ہاتھ مارا کہ دونون پانون
مقیما کے اُڑ گئے مقیما زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر آواز دینے لگا کہ اے الیاس ایک
ہاتھ اور مار دے مگر خواجہ عمر و نقب دیکر بارگاہ سیاہ پوش مین پہونچے چاہا کہ
بیہوش کرون مگر نقابدار سیاہ پوش بیدار تھا للکارا کہ ارے تو کون ہی خواجہ
بھاگے نقابدار اُٹھا باہر نکلکر گینڈے پر سوار ہوا تعاقب مین خواجہ کے چلا
اُس مقام پر خواجہ پہونچے کہ جہان مقیما تڑپ رہا تھا خواجہ کو دیکھکر چلایا کہ
ارے جانے والے مین عجب مصیبت مین ہون میرے پانون کاٹ کر الیاس
نکل گیا تو ایک نیمچہ مار دے کہ میری مشکل آسان ہو خواجہ نے ہلکا سا نیمچہ مار دیا
کہ سر بھی مقیما کا دو پارہ ہوا اور زیادہ تڑپنے لگا کہ فرزیل آکر پہونچا مقیما نے

پکار کر آواز دی کہ اے گردن سوار میری مشکل آسان کہ میرا سر بھی زخمی ہے اور پانوں بھی میرے کٹ گئے ہین اب میرا سر کاٹ لے کہ مشکل میری آسان ہو فرزیل نے جو اپنے عیار کو اس حال مین دیکھا اور زیادہ غصہ آیا تعاقب مین عمرو کے چلا گینڈے کو کک مارتا ہوا خواجہ قریب ایک کوہ کے آکر پہونچے جب کسی طرف راستہ نہ پایا تو پہاڑ پر چڑھ گئے فرزیل بھی آکر پہونچا فرزیل نے پکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے تو نے میرے عیار کو مارا ہے کیا مین اب تجھکو زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ موڑونگا یہ کہکے گینڈے سے اُترا تیغہ ہاتھ مین لیا اور پہاڑ پر چڑھنے لگا خواجہ نے للکارا کہ او فرزیل کیون شامت آئی ہے بہتر یہ ہے کہ پلٹ جا تیرا قاتل آچکا ہے صاحبقران کے ہاتھ سے تو واصل جہنم ہوگا لیکن فرزیل کب مانتا ہے گھاٹیان طے کر رہا ہے جب دو چار گھاٹیان طے کر چکا تو خواجہ نے تاک کر پتھر مارا وہ پتھر مشت پر پڑا کہ ہاتھ سے فرزیل کے تلوار چھوٹی فرزیل چوٹ کھا کر گرا پہاڑ سے مثل گیند کے ڈھلکتا ہوا چلا خواجہ نے دوسرا پتھر مارا جو پتھر پڑتا ہے وہ پشت فرزیل پر پڑتا ہے خواجہ نے اِتنے پتھر مارے کہ فرزیل زیر کوہ گر کر بیہوش ہوا خواجہ باطمینان کوہ سے اُترے فرزیل کا پشتارہ باندھا لیکے چلے راہ مین الیاس ہندی سے ملاقات ہوئی دیکھا کہ فرہاد خان کا پشتارہ لیے ہوے جاتا ہے خواجہ نے پکارا کہ اے فرزند کیا کیا الیاس نے کہا اُستاد باپ کے خون کا بدلہ لیا اور فرہاد خان کو لے آیا عمرو نے کہا مین فرزیل کو لایا دونون آپس مین باتین کرتے ہوے لشکر امیر مین آئے صاحبقران شب بھر منتظر رہے بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ خواجہ و الیاس ہندی آتے ہین مگر دونون پشتارہ بدوش ہین صاحبقران زمان کھڑے ہو گئے فرمایا کہ جلد دونون کو لاؤ دونون عیار حاضر خدمت صاحبقران ہوے خواجہ نے پشتارہ فرزیل کا سامنے ڈالدیا امیر نے اُسکو ونگل پر بٹھا کے ہوشیار کیا فرزیل کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار صاحبقران مین پایا دیکھا کہ لندھور بیٹھے ہین فرہاد خان کو دیکھا کہ الیاس نے ہوشیار کیا یہ دست بستہ سامنے صاحبقران کے حاضر ہین امیر نے فرمایا اے فرزیل تو نے قدرت خدا کو دیکھا کہ تو گرفتار ہو کر آیا اب تو

شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہو فرزیل حالات مزاج صاحبقران سے بخوبی واقف
ہو جواب دیا کہ حضور نے مجھکو بہ مردی میدان مین نہین زیر کیا آپ کیا سمجھ کے براے
اطاعت ارشاد فرماتے ہین میرے دل مین حوصلہ ہو کہ سر میدان آپ سے مقابلہ کرین
اگر آپ زیر کرین تو اطاعت کرون اور اگر مین غالب آیا تو مجھکو اختیار ہو صاحبقران
نے یہ سنکر خلعت اور سلاح جنگ سے فرزیل کو خلع کیا فرمایا کہ اب جاکر طبل جنگی بجواؤ
سر میدان کا بھی حوصلہ نہ رہجاے فرزیل نے کہا او شہریار میرے عیارہ کو آپ کے عیار
نے مارا مجھکو بڑا قلق ہو کہ اُسنے تڑپ تڑپ کے جان دی الیاس نے اُسکے پانؤن
کاٹے خواجہ نے سر اُسکا زخمی کیا وہ تڑپ تڑپ کے کہتا تھا کہ میرا سر کاٹ لے کوئی
اُسکے قریب نہ جاتا تھا اپنے عیارہ کا بھی بدلہ لونگا خواجہ میرے لشکر مین نہ آئین ورنہ
مارے جائین گے اگر مین خواجہ کو پا گیا تو فوراً قتل کرونگا ہیکلان عاد مغربی میرے
لشکر کا بادشاہ ہو اُسکی جرأت سے بھی آپ آگاہ ہونگے امیر نے فرمایا سب کا حال سر
میدان کھلجائیگا پھر اُسنے کہا خواجہ نے ایسے تیر مجھکو مارے ہین کہ تمام جسم مین درد ہو
بعد دو روز کے حضور سے مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا اختیار ہو جسوقت تم
طبل جنگی بجواؤ گے اُسیوقت ہم بھی جواب دینگے پیش دستی ہمارا دستور نہین ہو بعد
طول کلام فرزیل صاحبقران سے رخصت ہو اگینڈے پر سوار ہو کے لشکر مین
آیا خبر سُنی کہ مقیما نے جان دی لاش اُسکی اٹھوائی صحرا مین جاکر لاشہ جلوایا پلٹ کر
آیا جسم کو اپنے سِکوانے لگا کہنے لگا بعد دو دن کے صاحبقران سے مقابلہ کرونگا
اِسی مقابلے پر خاتمہ ہو مگر اب حال بدیع الزمان تحریر کرنا منظور ہو معرکہ یہ ہو کہ ایک
ساحرہ ہو کہ نام اُسکا زمزمہ جادو ہو وہ فرزیل سے ملوث ہو اُسنے زمزمہ سے اپنی
تباہی کا حال بیان کیا کہ میرے بزرگ ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے تمام
ملک ومال پر قبضہ کیا ہر چند کہ مین نے فنون سپاہ گری حاصل کیے مگر صاحبقران سے
خوف کرتا ہون زمزمہ جادو نے ایک زرہ اُسکو پہنادی اور کہا تو جس سے مقابلہ
کریگا اُسپر غالب آئیگا اِس بھروسے پر فرزیل نکلا بدیع الزمان کو بزور سحر گرفتار کرلایا

اِرادہ کیا کہ قتل کرون زمزمہ نے منع کیا کہا ای فرزیل اِسکے خون کے دعوےدار بہت ہین
جب حمزہ کو قتل کر لینا تب بدیع الزمان کو قتل کرنا قید بدیع الزمان مجھے دیدو مین
لیجا کر معنبر کوہ پر قید کرون وہان سے پلٹ کر آؤنگی حمزہ کو تیرے ہاتھ سے زیر کراؤنگی
فرزیل اسپر راضی ہوا زمزمہ جادو قید بدیع الزمان لیکر معنبر کوہ پر آئی اور ایک
قفس مین بند کیا ایک غار مین قید اُتارہ دی قضاے کار شاہزادہ سکندر فرخ لقا
ایک جوان ہی کہ معنبر کوہ کا بادشاہ تھا جب معنبر کوہ پر فرزیل نے قبضہ کیا تب
سکندر کو گرفتار کیا فرزیل کا اِرادہ ہوا کہ اِسکو قتل کرون زمزمہ سکندر پر عاشق
ہوئی کہا کہ ای فرزیل اِسکو رہا کر دے تنخواہ مقرر کر فوج پر جمع نہ کرنے پائے اِسکا ہمیشہ
خیال رہے جب سکندر رہا ہوا اور اپنے مکان مین آکر بیٹھا تو زمزمہ جادو آئی کہا
ای سکندر میرا وصل قبول کر تیری سلطنت تجھکو ملیگی فرزیل کو نکالدونگی تیرا مرتبہ
بڑھاؤنگی سکندر نے قبول نہ کیا زمزمہ جادو کبھی کبھی دیکھنے سکندر کو آتی ہی غرض
یہانتک کہ اُس ملک پر پہونچا اور زمزمہ نے سحر کر کے بدیع الزمان کو گرفتار کرایا
اور قید لیکر معنبر کوہ پر آئی چونکہ سکندر پر مائل ہی رات کو پھر پہونچی کہا ای سکندر
دیکھ مین نے یہ رُتبہ فرزیل کا بڑھایا کہ بدیع الزمان ایسے جوان کو ہاتھ سے فرزیل
کے گرفتار کرایا آج چلکر قید بدیع الزمان دیکھ ہم تو بیٹھکر میخواری کرین پھر حمزہ کو
جلائین اگر میرا وصل اختیار کرے گا تو یہی مرتبہ تیرا بھی ہوگا کہ پہلوانان عالم تیرے
ہاتھ سے زیر ہونگے سکندر نام بدیع الزمان سُنکر بیقرار ہو گیا کہا تو چلکر اول جلسہ
آراستہ کر مین بھی آتا ہون زمزمہ خوشی خوشی روانہ ہوئی زیر کوہ آئی فرش وغیرہ
آراستہ کیا سکندر بھی رات کو آیا جب سکندر آکے بیٹھا تو زمزمہ بہت خوش ہوئی
سکندر نے حکم دیا کہ اُس قیدی کو نکالو کہ مین بھی اُس قیدی کو دیکھون زمزمہ جادو
نے بدیع الزمان کو غار سے نکالا گرسحر مین زمزمہ کے بتلا ہین سکندر صورت
زیباے بدیع الزمان دیکھکر دل وجان سے عاشق ہوا افسوس کرنے لگا کہ ای
سکندر مقام افسوس ہی کہ ایسا جوان خوشرو وخوشخو صاحب شوکت ولیاقت قتل ہو

اِس حرامزادی نے رنویل فرزیل کے ہاتھ سے گرفتار کرایا اِسکو کسی طور سے رہا کردن
یہ سوچکر زمزمہ کو شراب پلانے لگا اِسقدر شراب پلائی کہ زمزمہ مبہوت ہوئی سکندر
نے ہاتھ پکڑ کے چھپر کھٹ پر چل تو مین وصل کرون زمزمہ جو نشے مین اٹھی لڑکھڑا کر گری
بیہوش ہو گئی سکندر نے خنجر کمر سے کھینچا چھاتی پر چڑھ کے زمزمہ کو قتل کیا اندھیرا
ہو گیا سکندر اُس اندھیرے مین گھبراتا تھا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا
نام مین زمزمہ جادو بود مرنے سے زمزمہ کے بدیع الزمان کو ہوش آیا دیکھا لاشہ
ایک ساحرہ کا خاک وخون مین غلطان ہے اور ایک شاہزادہ والاقدر سامنے کھڑا ہے
بدیع الزمان کو قفس سے سکندر نے نکالا قدمون پر گرا عرض کی کہ اے شہریار مین نے
آپ کے دشمن کو مارا آپ زیر ہونیکا رنج نہ کیجیے سحر سے اِس ملعونہ کے زیر ہوے
اب چلکر شہر پر قبضہ کیجیے غلام کے بزرگون کی سلطنت ہے زمزمہ نے سحر کرکے میرے
باپ کو قید کیا اور مجھکو بھی پکڑ لیا تھا مگر مجھپر عاشق تھی اِسی بہانے سے مین نے اُسکو
قتل کیا بدیع الزمان نے سکندر کو گلے سے لگایا فرمایا کہ تم ہمارے جان بخش ہو
اب تمکو بادشاہ کرکے لے چلین گے یہ وعدہ کرکے سکندر کو ساتھ لیے ہوے
معنبر کوہ مین آئے اہالی معنبر کوہ سکندر کے خواہان تھے سب نے اطاعت کی
بدیع الزمان نے سکندر کو تخت پر بٹھایا سب اہل شہر مسلمان ہوے سکندر نے
جلسہ آراستہ کیا چہار طرف روشنی کرائی عمدہ عمدہ طائفے بلائے ایک نازنین نہایت
شوخ وشنگ سامنے بدیع الزمان کے گانے لگی نظم

رسائی ہو متاع حسن تک کب دست دشمن کو
نہین ہوتی کبھی بجلی کی دہشت مہ کی خرمن کو

تصدق سے کیے دیکھا جو اپنے روے روشن کو
چراغ آفتاب اُسنے بنایا ظرف روغن کو

یہان کیا ہے جو چھپاے ہے تو اے برق دامن کو
اگر چاہے ابھی اُٹھوا جلاے جھونٹی میرے خرمن کو

کرے تیرے سے آلودہ ہے ہونٹونکی ثناخوانی
خدا نے اِسلیے اتنی زبانین دی ہین سوسن کو

اگر اُسکی جگہ پر ہوتی آنکھ اپنی تو کیا ہوتا
بحسرت دیکھتے ہین ہم در جانانکے روزن کو

ظہور حسن گر چاہے نہ عاشق کو رلا یا کر
چھپا دیتا ہے باران دیکھ مہر وماہ روشن کو

موافق حوصلے کے سمجھے ہین سب رتبہ جانان
برنگ زخم بیدردی سے تو خندان ہوا ای غافل
بنا دے شیشۂ مے اُسکو بھی آتے ہی متوالا
نہین تاب سخن آگے مسی آلودہ ہونٹوں کے
سمائے گو نہ ہم اُسکی نظر مین ایکدن لیکن
خمارہ اِکدن نہ ٹوٹا جز سبو ای چرخ مینائی
گریبان چاک ہین ابتک سُنا تھا میرا اِک نالہ
بھلا غیراز غزل خوانی ہو تجھسے کام کیا ناسخ

کو ذرے سے جانتے ہین مشرق خورشید روزن کو
ہمارے زخم نے پُرخون کیا ہی چشم سوزن کو
جو پھینکے میکدے مین محتسب سنگ فلاخن کو
زبانین ہی زبانین گرچہ دین خالق نے سوسن کو
غبار اپنا پس از مردن ہی سرمہ چشم دشمن کو
بجاے جام یان گردش رہی سنگ فلاخن کو
ہنسی مین گل اُڑا دیتے ہین بلبل تیرے شیون کو
بجز نالہ نہین آتا ہی کچھ مرغ نوازن کو

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط قایم رہا صبح کو بدیع الزمان نے سکندر کو تخت پر سوار کیا بارہ ہزار فوج جمع ہوئی اپنے چہرے پر نقاب ڈالی طرف فرزیل کے نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے یہان فرزیل نے بعد کئی دن کے طبل جنگی بجوایا صاحبقران کو خبر ہوئی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جسوقت کہ نقابدار زرین پوش کاشانۂ مشرق سے نکلا توسن فلک پر سوار ہوا اور نقاب چہرۂ زیبا سے اُلٹی تمام عالم نورانی اور منور ہوا فرزیل بہ صد شوکت سوار ہوا ہیکلان عاد و مغربی بصد صولت تخت پر سوار ہوے لشکر کو لیکر میدان کارزار مین آیا اُسوقت صاحبقران بھی لشکر کو ساتھ لیکر آئے فرزیل کو انتہا کا خیال ہی کہ آج حمزہ سے مقابلہ ہی دیکھون کیا ہو اگر حمزہ پر غالب آیا تو گویا تمام عالم کو زیر کیا مگر کیا وجہ ہوئی کہ زمزمہ نہین آئی صفین آراستہ ہوئین نقیب میدان مین آئے اور گویون کے لڑکے لٹ پٹے پیچ بندھے ہوے سرود ہاتھ مین میدانین آئے سرود چھیڑے اور یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
اِس چمن کی ہواے بہمن ودی
خاک جب ہو گئے قد رعنا

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
آستین زن چراغ عقل یہ ہی
تب ہوا سرو خوشنما پیدا

لالہ رو دلپہ لیگئے جب داغ
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ

جب بیٹھے میکشان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد

جب ہوے خاک صاحب کاکل
تب نظر آیا گیسوے سنبل

مرگئے جب ہزار غنچہ دہان
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان

گل ہوا جب چراغ عارض یار
تب گلستان مین گل ہوا اظہار

نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین

شاخ پہ ہی جو سیب زیب چمن
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن

عندلیبون کے ہین یہی الحان
غافلو کل من علیہا فان

خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
باغ مین آبشار روتے ہین

دیکھکر بے ثباتی عالم
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
خاک اڑانے لگی نسیم سحر

اسی اندوہ مین کرو جو قیاس
گل سوسن کا ہی کبود لباس

یہ گلستان نہین ہی قابل سیر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اسطرح کے تقیئون نے اشعار پڑھے کہ بہادر رجھومنے لگے ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ پس جا پڑین لڑین بھڑین نام پیدا کرین دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہان اولو العظم حسرت ویاس لیکر پردہ دنیا سے روانہ سوے عدم ہو گئے جنکے نام کا کوئی نشان بھی نہین پایا جاتا کوئی نام بھی نہین لیتا کہ دارا وکیقباد وجمشید جم صاحبان شوکت وحشم کہان جا کر چھپے مگر فرزیل نے جو دیکھا کہ میدان مین سناٹا ہی گینڈا بڑھایا ہیکلان عاد مغربی سے اجازت لی میدان کارزار مین آیا گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی صاحبقران آمادہ کھڑے ہین کہ فرزیل پکارے تو مین جاؤن مگر خواجہ عمرو فرما رہے ہین کہ ای شہریار نہین معلوم آج کیا سبب ہی کہ فرزیل کے منہ پر ہوائیان اڑ رہی ہین معلوم یہ ہوتا ہی کہ جب ساحرہ کے یہ قبضے مین تھا اسیر کوئی افتاد پڑی چہرہ اداس چہار جانب دیکھ رہا ہی یا وہ ساحرہ یہان نہین ہی اسکے انتظار مین ہمہ تن چشم ہو رہا ہی

مگر یا صاحبقران جب اسکے مقابلے مین جائیے گا اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ
خدانخواستہ مثل بدیع الزمان کے پریشانی ہو صاحبقران فرماتے ہین خواجہ مجکو خود خیال ہی
یہ اُس باغی کا فرزند ہی جس نے مجکو نو مہینے عقابین پر کھینچا کیا کیا صدمات پہونچائے تمھاری بھی
کوشش مجکو یاد ہی کہ دن کو سرداروں کو ناسے پہونچاتے تھے اور شب کو مجھے آکے کھانا
کھلاتے تھے یہ اسی فرامرز کا فرزند ہی انشاءاللہ اسکو سزاے معقول دونگا کیا اسکے مقابلہ
مین کوئی نئی اُٹھا رکھونگا آیندہ پروردگار حاکم و ناظم ہی مگر ایک خیال رکھنا کہ اگر خدانخواستہ
مین زیر ہونے لگون تو مجکو ایک تلوار ماردینا میرا مردہ لیجاے زندہ نہ پائے خواجہ عمرو
کہتے ہین اے شہریار خدا نہ کرے کہ آپ کے دشمنون پر غالب آئے اسم اعظم ورد زبان ضرور
رکھیے گا سحر اُسکا نہ چلیگا اگر مقدمہ سحر و ساحری نہ ہوتا تو بدیع الزمان ایسا صف شکن
یون زیر ہوجاتا بیشک سحر کامل تھا کہ بدیع الزمان زیر ہوے آپ کے جتنے فرزند ہین
کسی سے سواے آپ کے اُنکی پشت زمین کو نہین لگی امیر مشتاق کھڑے ہین کہ یہ پکارے
تو مین جاؤن لندھور عرض کر رہے ہین اے شہریار غلام کو ہوس ہی کہ اِس ملعون سے
مقابلہ کرے آج تو غلام کا تماشہ دیکھیے کل آپ کو اختیار ہی صاحبقران فرماتے ہین کہ اے
وارا اے ہند مین تمھاری جرأت سے آگاہ ہون مگر جنگ کو طول نہ ہو آج جو ہونا ہی
وہ ہوجاے یا تو خاتمہ صاحبقرانی اِس میدان مین ہی یا انشاءاللہ خون بدیع الزمان
کا بدلہ لونگا دل پر بدیع الزمان کا داغ ہی آٹھ پہر صورت خیالی آنکھون کے نیچے پھرتی ہی
کہ میرے نور نظر پر کیا اُفتاد پڑی کہ ایسے حقیر سے زیر ہوا اُسکے دل پر کیا گذری ہوگی یہ
ذکر ہو فرزیل چاہتا ہی آوازدون مگر آج گھبرایا ہوا ہی دمبدم یہی خیال ہی کہ نہین معلوم
زمزمہ جادو پر کیا گذری کہ پلٹ کر نہ آئی اُسکو تو میری جدائی گوارا نہ تھی یہ راتین اُسنے
تڑپ تڑپ کے کاٹی ہونگی گینڈے کو مہمیز کرکے روکا طرف لشکر صاحبقران کے دیکھنے
لگا چاہتا ہی آوازدون کہ بھراسے گرد اُڑی سب نے دیکھا آگے آگے بارہ علم نشان
بارہ ہزار سوار سے کے ہین علمدار آکر ٹھہرے بعد اُنکے نقابدار زمرد پوش گھوڑے
کو اُڑاتا ہوا تخت پر ایک نوجوان حسین و جمیل پشت پر بارہ ہزار سوار اِسطور سے صف

باندھے ہوے ہین کہ معلوم ہوتا ہی لاکھون جوان ہین سب جوانان صف شکن تیغ زن مسلح
ومکمل وہ بادشاہ جو تخت پر سوار ہی آمادہ حرب وپیکار ہی سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ہی تاج
زرین سر پر لباس پر تکلف زیب جسم النور لشکر کا انتظام کرتا ہوا تخت کو بڑھاے ہوے
پشت نقابدار پر مگر نقابدار نے جو دیکھا کہ سیاہ پوش میدان کارزار مین ہی پلٹ کر
تاجدار سے کہا ای شہریار خدا حافظ یہ حقیر رخصت ہوتا ہی یہ کہکے کوڑا اٹھایا عکس تازیانہ
جو زمین پر پڑا گھوڑا بے عدیل شہسوار جلیل گھوڑا طرارہ بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا
دم سے چنور کرتا ہوا جب طرارہ بھرا ہوا سے چند قدم آگے نکل گیا بقول قمر مصنف

کتاب صفت مرکب در نظم

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
کرشبدیز خامہ کا پالنگ ہی

ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی

تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی

ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال
قدم با قدم مائل جنگ ہی

قدم کی روانی کو دریا لکھون
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی

نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلۂ فرزیل مین پہونچا فرزیل نے جو نقابدار کو دیکھا دنگ
ہو گیا کہا او نقابدار تو کون ہی تیرا گریبان کہان سے پنجۂ اجل مین پھنسا ہی کہ کشان
کشان تجھکو یہان لایا جدھر سے آیا ہی ادھر ہی واپس جا کیون مفت جان دیتا ہی مجھکو
تجھپر رحم آتا ہی یہ بادشاہ تیرے لشکر کا کون ہی یہ تو شاہزادہ معتبر کوہ کا ہی تیرے ساتھ
کیونکر آیا بدیع الزمان نے کہا اب محل کلام نہین زبان تیرو کلا عمود سے کام کر تب مطلب
حاصل ہوگا وقت تیرے غرور کا گذر چکا فرزیل نے یہ سنکر نیزہ مارا نقابدار نے سنان
نیزہ کو بچاکر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا کہ نیزے کے دو ٹکڑے ہوے نیزہ جو ٹوٹا
فرزیل نے غصے مین تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے بار ھر بچاکر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی گھوڑے کو بڑھاکر پہلو مین آیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر

زور کیا تاش زمین سے اکھیڑا ہر چند فرزیل چاہتا ہی کہ لنگر قایم کرون مگر نقابدار نے بقوت مردی لنگر فرزیل کا اکھیڑا ہاتھ اپنا بلند کر کے زمین پر مارا فرزیل نے چاہا پٹ گرون مگر نقابدار نے اس زور سے پٹکا کہ چارون شانے چت گرا کود کر نقابدار چھاتی پر سوار ہوا اور نقاب اُسکی نوچکر پھینکدی اپنے چہرے سے بھی نقاب ہٹائی سارا میدان روشن ہوگیا اُسوقت صاحبقران کی خوشی کہ بند قبا ٹوٹے جاتے ہین فرماتے ہین کہ خواجہ دیکھیے ہو کہ یہ عالم خواب ہی یا بیداری ہی مین نے بدیع الزمان کو بخیر و عافیت دیکھا خواجہ عرض کرتے ہین اے شہریار مین نہ عرض کرتا تھا معلوم ہوتا ہی اُس ساحرہ کو مار نقابدار بنکے آئے یہان بدیع الزمان کو جو فرزیل نے دیکھا مثل بید کانپنے لگا کہنے لگا اے بدیع الزمان زمزمہ کیا ہوئی بدیع الزمان نے کہا وہ جہنم واصل ہوئی تو نے بدعت کا انجام دیکھا پروردگار نے کیا سامان دکھایا اب بہتر یہ ہی کہ لات و منات پر لعنت کر مذہب اسلام اختیار کر تو جان بری ہی اسی مین تیرے واسطے بہتری ہی فرزیل نے کہا لاکھ جان میری لات و منات پر نثار ہی بدیع الزمان سینے سے اُٹھے ایک پانون دونون پانون سے دبایا اور ایک پانون کو دونون ہاتھون سے تھام کر جھٹکا مارا پہلے جھٹکے مین گردن تا سے تا بہ ناف دوسرے جھٹکے مین مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینکدیا بادشاہ لشکر فرزیل یعنی ہیکلان عاد و مغربی اپنے فوج کو آواز دی یارو پسر حمزہ کو مار لو چہار جانب سے فوج بلوہ کر کے چلی بدیع الزمان فرزیل کو مار کر پشت مرکب پر سوار ہوئے گھوڑا بڑھا کر فوج فرزیل پر جا پڑے اُدھر سے صاحبقران نے فوج کو اشارہ کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے بڑھکر نعرہ کیا اور کہا او نابکاران بد دغا اے کافران بیحیا نعرہ بدیع الزمان

مہ برج خوبی شہ انجمن بدیع الزمانم گہ داروزکین زتیغم بسے ملک اسلام شد	بدیع الزمان گرد لشکر شکن توانم کشتم آسمان بر زمین کہ سرفتنہ باختہ نام شد

صاحبقران زمان نے جو اپنے فرزند یہ بلوہ دیکھا گھوڑے کو بڑھا کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

بحکم خدا بستہ شمشیر چار	امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام	یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد	بگن کافران از جہان پاک کرد

ایک طرف سے لندھور نے ہاتھی بڑھایا قریب آکر نعرہ کیا نعرہ لندھور جزیرہ ہاے دریا رہ اگر فتم تا بہ ہندستان ✤ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ✤ تلوار کھینچکر آگرے ایک طرف سے بادشاہ لشکر بدیع الزمان شاہزادہ سکندر فرخ لقا بے خوف آپڑا گھمسان کی تلوار چلنے لگی مگر بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب تخت ہیکلان پہونچے ہیکلان نے پہلوانون کو اشارہ کیا جو پہلوان بڑھکر آیا ہاتھ سے بدیع الزمان کے مارا گیا لڑتے بھڑتے جسوقت برسر ہیکلان پہونچے ہیکلان بڑے قد کا جوان ہو اسنے جو ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر کاٹا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ ہیکلان کے بھی دو ٹکڑے ہوے ہیکلان کا مارے جانا کہ فوج کے پانوٗن اُٹھے فریاد و الامان کی صدا آنے لگی چند افسر باقی ماندہ آکر قدمون پر گرے بدیع الزمان نے اُنکی پشت پر ہاتھ رکھا اور وہ سب بہ صدق مسلمان ہوے مال و اسباب سب لوٹ لیا خزانے پر خواجہ نے قبضہ کیا ہرچند امیر نے فرمایا مگر خواجہ کب مانتے ہین یہی جواب دیا کہ خزانہ خالی تھا صاحبقران خاموش ہو رہے کل لشکر کو لیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے قلعے مین آئے زختار اور معمار نے بڑی دھوم سے دعوت کی قلعے مین روشنی ہوئی شب کو نازنینان مہ جبین و مہجبینان مہر تمکین سامنے جمع ہوئین اور یہ اشعار مصنف گانے لگین

نظم

مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت	طفلی ہی سے تھے ہم تو ثنا خوان محبت
قمری و عنادل ہین اسیران محبت	اک دام مین صیاد کے اک طوق بہ گردن
چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت	پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے
دکھلا دو ہمین سرو گلستان محبت	کہتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ
ہو ورد زبان مصرع دیوان محبت	یاد ابروے دلدار کی رہتی ہی قمر کو

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا صبح کو صاحبقران نے کوچ کیا بدیع الزمان ہمراہ لشکر
نے کوچ کیا مگر حال قاسم عرض کرتا ہون کہ قاسم غصّے مین گھوڑا اڑا لے چلے تین شبانہ
روز برابر رہبر وی کی تیسرے دن بھوک کی شدت سے بے تاب ہوئے غصّہ بھی اُترا سامنے
دیکھا ایک باغ نظر آیا گھوڑے سے اُترے بلاتکلف باغ مین آئے ایک مرد ضعیف کو
دیکھا کہ سڑے گلے پھل اُٹھاتا پھرتا ہی قاسم کو دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا اور
پوچھا ای جوان تیرا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی قاسم نے کہا مجھکو حسین تیغ زن کہتے
ہین ایک تاجر نامی کا نوکر تھا قزاقون نے اُسے لوٹ لیا ناچار ہوکر اسطرف نکل آیا اُسنے
کہا میرا نام فولاد باغبان ہی یہ سرحد ملک مہرانیہ ہی یہان سے تین کوس پر قلعہ ہی
ملک مہران بلند رکاب وہان کا حاکم و ناظم ہی یہ باغ اُسکی دختر بلند اختر ملکہ میمونۂ
شیرین کلام سے متعلق ہی مجھکو یہان کا منتظم کیا ہی اکثر برائے سیر تشریف لاتی ہین
مین تمکو اپنا فرزند کرتا ہون میرا کوئی بیٹا نہین ہی میری جائداد کے مالک ہوجاؤگے
قاسم نے قبول کیا فولاد باغبان نے شاہزادہ خاور سپاہ کو ایک حوض پر لاکے
بٹھایا شراب لاکر پیش کی کچھ پھل بھی توڑکر رکھدیے قاسم چونکہ کئی دن سے بھوکے
تھے پھلون کو نوش کرنے لگے فولاد نے شراب کا جام لبریز کیا اور پیکر ناچنے لگا بھی
گاتا ہی قاسم کو ہنساتا ہی قاسم ہنس رہے ہین باغبان سامنے ناچ رہا ہی کہ دروازے
سے آواز آئی کہ ای فولاد دروازہ کھول ملکۂ عالم تشریف لائی ہین فولاد نے گھبراکر
کہا ای شہریار غضب ہوا ملکۂ عالم آگئین اور مین نے شراب پی ہی مجھ پر خفگی ہوگی
کنج باغ مین میرا بنگلہ ہی آپ اُس مین چلکر ٹھہریے مگر باہر نہ نکلیے گا اگر کوئی دیکھ لیگا
تو غلام کے واسطے بدنامی ہوگی قاسم طرف بنگلے کے چلے فولاد نے جاکر دروازہ
کھولا کنیزین جیسے ہی اندر آئین فولاد نے طرف ایک کنیز کے ہاتھ اُٹھایا کہا پیاری
کیا دوپٹہ رنگین ہی سینے پر تو خوب اُبھار ہی وہ کنیز چیخ مار کر علحدہ ہوئی اور پکار کر
آواز دی ای ملکۂ عالم دیکھیے فولاد نے پھر شراب پی ہی لنگوٹا مجھپر ہاتھ بڑھاتا ہی بمشکل
اپنے کو بچایا ملکہ نے جو پلٹ کر دیکھا تو فولاد کنیزون سے خوش فعلی کر رہا ہی ملکہ نے

یکبارگی آواز دی کہ ہون فولاد تو نے آج پھر شراب پی ہمنے تجھکو منع کیا تھا کہ اب تو باغ مین شراب نہ پینا یہ کہکے حبشیون کو اشارہ کیا کہ اِسکو گرفتار کرکے لاؤ حبشیون نے فولاد کو گرفتار کیا مگر قاسم جو طرف بنگلے کے چلے تھے قریب بارہ دری کے پہونچے تھے کہ یکایک دیکھا کنیزین جست وخیز کرتی ہوئی آتی ہین ناچار ہوکر بارہ دری مین گھس گئے جیسے ہی بارہ دری مین قدم رکھا کنیزون کے ہاتھ معلوم ہوے کہ پردے باندھ رہی ہین قاسم گھبرائے کہ اب کسطرف جاؤن سامنے کوٹھے پر جانے کا راستہ تھا اُن سیڑھیون پر فوراً چڑھ گئے روشندان سے دیکھنے لگے یکایک ہڑ ہوا پہلے تو کنیزون نے پردے باندھے اُسکے بعد دیکھا کہ ملکہ آتی ہین دیکھا کہ ایک نازنین سیمبر رشک قمر غنچہ دہن سیمتن رشک چمن ابتداے شباب سینے پر دو حباب بہ قول حقیر نظم

جنت مین اللہ کی قدرت کا تماشہ دیکھا
وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے بھی یجائے ہوش

غرق دریاے جواہر مین قدم سے تا فرق
زیور نور وصفا زیب بدن گوہر پوش

کان کی بجلیون مین تابش برق سر طور
اختر بخت جبیان تھا کہ انجم در گوش

روے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح
مہر سے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش

وہ جبین جسکی محبت کا دلِ بدر مین داغ
خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش

شیشۂ میکدۂ حسن گلوے زیبا
جس مین معمور نزاکت کی شراب سر جوش

حور آئین و قمر طلعت و آئینہ جمال
نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش

کبھی عشوہ کبھی غمزہ کبھی شوخی کبھی شرم
بے حجابانہ کبھی جلوہ نگاہ رو بہوش

جنبش لب کا ارادہ ہو کہ کچھ بات کرے
نازکی کا یہ اشارہ ہو کہ بس بس خاموش

دیگر

وہ سینہ حسینون کی مدنظر
کہ اُبھرے ہوے دو تھے جسپر شم

بحر دیگر

ہاتھ آئین کمین جو عاشق کے
تو لگالے وہ اپنے سینے سے

وصف موے کمر ہو حد سے فزون
درد سر ہو جو موشگافی کرون

وہم روشن نے کچھ لگا کے پتہ
تار خطِ شعاع مہر کہا

طبع نازک نے بھید یہ پایا +
آئینے مین شکم کے بال آیا +

ساق پا ہین نو نور کا ہی ظہور	یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن	شمع فانوس جیسے ہو روشن
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا	پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

قاسم نے جو یہ جمال بے مثال دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قریب تھا کہ غش کھاکر گر پڑین مگر اپنے کو سنبھالا سر روشن دان پر رکھدیا آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری چشمہ چشم سے دریا بہ رہا ہی چاہتے ہین کہ اپنے کو سامنے پہونچاؤن قدمون پر سر رکھدون عذر کرون مگر دل دھڑکتا ہی کہ صورت سے وہ ناواقف ہی ایسی گستاخی مناسب نہین قاسم تو یہ سوچ رہے ہین ملکہ چاہتی ہی تخت پر بیٹھون کمان کہین پھینکی سپر کہین ڈالدی نیمچہ ہلالی کمر مین لگا ہی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ جھاڑ وغیرہ ٹکرانے لگے ملکہ گھبرا کر اُٹھی گل کنیزین حیران و پریشان ملکہ غل مچاتی ہین کہ ارے روشنی لاؤ کنیزین جو روشنی لاتی ہین ہوا کے زور سے گل ہو جاتی ہی آخر ملکہ گھبرا کر ایک ہاتھ دیوار پر دوسرا آگے بڑھا ہوا ٹٹولتی ہوئی چلی قاسم نے جو دیکھا کہ ملکہ کوٹھے پر آتی ہین خیال مین آیا کہ ایسے مین تم اُتر چلو یہ سوچتے ہوے قاسم اُسیطرح چلے کہ ایک ہاتھ دیوار پر دوسرا ہاتھ مثل ملکہ کے آگے بڑھا ہوا آخر کی سیڑھی پر جب قدم رکھا تو ملکہ کا ہاتھ تو منھ پر قاسم کے پڑا اور قاسم کا ہاتھ ملکہ کے سینے پر پڑا قاسم ٹٹولنے لگے ملکہ نے ایک چیخ ماری کہ ارے یہان چور ہی نیمچہ کمر سے کھینچا مگر سینے پر ہاتھ پڑنا بہت شاق ہوا اپنے کو گرا دیا قاسم بارہ دری سے کود کر بھاگے جاکر فولاد کے بنگلے مین پہونچے مگر ہانپنے لگے ہتھیار تو ڈالدیے آپ چارپائی پر سر جھکا کے بیٹھے فرما رہے ہین کہ اے دل خانہ خراب یہ کیا کیا دام زلف مسلسل مین پھنسا دیا دیکھیے انجام کار کیا ہو ملکہ نے عجب نفرتہ ڈالا کہان لاکر پھنسایا یہان ملکہ غل مچاتی ہین کنیزین روشنی لیکر دوڑین کہتی ہوئین کہ واری خیر تو ہی آپ کیون ڈرین اب آندھی بھی موقوف ہو گئی جب روشنی آئی تو ملکہ نے کہا نگوڑے فولاد کو بلا لاؤ چور ون کو باغ مین بٹھا تا ہی ایک شخص کالا کالا بدن مین تیل ملا ہوا تھا مین نے جب نیمچہ کھینچا تو بھاگا اگر وہ موذی بھاگ نہ جاتا تو اسقدر نیمچہ مارتی کہ ہاتھ پاؤن کٹ گے

ڈال دیتی مگر جان بچاکر بھاگا گیا کھون میرے گلے سے طوق اُتارتا تھا کنیزین گئین فولاد کو بلا کر لائین ایک کنیز کے منھ سے نکلا کہ واری کوئی جن ہوگا یا کسی درخت کا عکس پڑا ہوگا یہان چور کی کیا مجال ہو کہ آسکے ملکہ نے کنیز کو نیچپا مارا کہا او خانہ خراب تو ہمکو جھوٹا بناتی ہو وہ کنیز مر کر گری ابتو سب کنیزین درست بجا بجا کہنے لگین ایک نے بڑھکر کہا واری کل میرا لوٹا جاتا رہا تھا ایک نے کہا میری انگوٹھی چوری گئی دوسری نے کہا اکثر چیزین یہان سے گئین مگر حضور کے خوف سے ذکر نہین کیا کہ چند کنیزین فولاد کو کھینچتی ہوئی لائین ملکہ نے کہا کہ او نگوڑے چورون کو کوٹھے پر بٹھاتا ہی تیری ہی ذات کی یہ شیطنت ہو فولاد نے کہا حضور کیا مجال ہو کہ یہان چور آسکے ملکہ نے بنفشہ جبشن سے کہا اِسکا سر کاٹ لے یہ نگوڑا ہمکو جھوٹا بناتا ہو فولاد نے جب دیکھا کہ مفت مین جان جاتی ہو ہاتھ باندھکر عرض کی کہ تھوڑی دیر کی مجھکو مہلت ملے ایک شخص میرے یہان مہمان ہو تو مین اُس سے رخصت ہولون ملکہ نے کہا اگر بھاگ جائیگا تو تیرے عیال کو مین قتل کرونگی فولاد نے کہا حضور سے بھاگ کر کہان جاؤنگا ملکہ نے کہا اچھا جاؤ یہان قاسم بنگلے مین بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

مس کیا عجب طلا اگر اکسیر سے ہوا
کم ہو جو کچھ کہ صاحب تاثیر سے ہوا

قابو مین یار عشق کی تاثیر سے ہوا
کیا حسن اتفاق یہ تدبیر سے ہوا

دل تنگ گھونگھٹ کے زلف گرہ گیر سے ہوا
سودا نکل کے خانۂ زنجیر سے ہوا

مردان عشق زلف کے پھندے مین پھنس گئے
شیرونکو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا

دکھلائی شان طالع بیدار حسن نے
یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا

شداد کو خدا سے نہ کرنی تھی ہمسری
دوزخ مین گھر بہشت کی تعمیر سے ہوا

گرمی جو کی مقابلے مین روے یار نے
خورشید سرد قرص تباشیر سے ہوا

جھڑنے لگے جو منھ سے اُس آرام جان کے پھول
دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا

دنیا سے بے نیاز قیامت نے کر دیا
اکسیر کا جو کام تھا اکسیر سے ہوا

وحشت ہوئی تصور رخسار یار سے
دیوانہ آفتاب کی تسخیر سے ہوا

خمخانۂ حدوث مین مست قدیم ہون
طفلی مین مجھکو نشۂ مے شیر سے ہوا

مارا پڑا مین جنبش ابرو سے بیگناہ
رتبہ شہید کا تری شمشیر سے ہوا

یاد آئی زلف یار جو سنبل کو دیکھکر
گلزار تنگ حلقۂ زنجیر سے ہوا

پھڑکا کیا مرقع عالم کے حسن پر
ہر روز عشق اِک نئی تصویر سے ہوا

اُس نوجوان کا ناز یہ کہتا ہی کیجیے
وہ ظلم جو فلک سے نہ ہو پیر سے ہوا

زندان مین اُس پری کا جو آیا کبھی خیال
کار سپند دانۂ زنجیر سے ہوا

حسن آڑے آگیا مرے بخشا کریم نے
شایان عفو عشق کی تقصیر سے ہوا

ای پیر عقل پھر نہین آتشؔ ترا مرید
تقدیر کے خلاف جو تدبیر سے ہوا

قاسم اِس حال مین بیٹھے تھے دیکھا کہ فولاد روتا ہوا آتا ہی قاسم رونے پر فولاد کے بے اختیار ہنس پڑے فرمایا کیون باباجان خیر تو ہی فولاد نے کہا تم بڑے بھنڈ پیرے ہو میرے گھر سے جاؤ مین اب قتل ہوتا ہون ملکہ کہتی ہین کوٹھے سے چور اُترا میرا اطوق اُتارتا تھا لہذا چور کو حاضر کرو یا اپنی جان دینا قبول کرو قاسم نے کہا تم جاکر ملکۂ عالم سے عذر کرو کہ میرا بیٹا ایران سے آیا ہی فن کوتوالی مین دخل رکھتا ہی وہ چور کو پیدا کردیگا آپ اُسکو بلاکر کوتوال کیجیے وہ چور کو پکڑ لائیگا اتب فولاد ہنس پڑا کہا ای فرزند ایک بات کو ڈرتا ہون کہ ایسا نہ ہو وہ قاتل عالم تمکو قتل کرے قاسم نے کہا مین قتل ہو جاؤن تو بلا سے مگر آپ کی جان بچے آپ کے رونے سے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی فولاد خوشی خوشی چلا سامنے ملکہ کے آیا کہا حضور میرا فرزند ایران مین کوتوال تھا نہایت حسین وجمیل ہی اگر حضور اُسکو کوتوال کردین تو وہ چور کو پیدا کردیگا ملکہ نے کہا تمکو نہ اُسکے حسن وجمال کا کیون ذکر کرتا ہی اگر وہ چور کو نہ پیدا کریگا تو اُسکو قتل کرونگی فولاد نے سر جھکا کر کہا اُسکے قتل کو آپ نہ کہین گی صورت اُسکی دیکھکر فوراً عاشق ہو جائین گی نہ جیا ہو گی کہ میرے پاس بیٹھے ملکہ نے کہا ارے بیہودہ یہ کیا فضول بکتا ہی مجھے کبھی رحم نہ آئیگا جا اُسکو لا فولاد خوشی خوشی چلا قاسم سے کہا چلیے آپ کو یاد کیا ہی قاسم نے ہتھیار لگائے خود وغیرہ پہنا پیر جو ہوئی ملکہ نے کنیزون سے کہا جاکر دیکھو تو

اِسکا بیٹا کون ہی یہ تو ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ میرے اولاد نہین ہی کنیزین چلمن اُٹھوتنت پہونچین کہ دیکھا قاسم اکڑتے ہوے آتے ہین ایک جوان حور مثال خورشید تمثال سلاح جنگجو سے آراستہ آگے آگے خوب پیچھے پیچھے فولاد آتا ہی کنیزون نے جو دیکھا ایک نے کہا یہ تو کوئی شاہزادہ ہی دوسری نے کہا بوا مان کا پیٹ کمھار کے آوین کے مثال ہی ماں اِسکی خوبصورت ہوگی تیسری نے کہا رُعب دیکھو جاہ وجلال کو دیکھو فولاد لنگوڑا اِسکا غلام معلوم ہوتا ہی آخر ایک کنیز بیقرار ہوکر قریب قاسم کے آئی ہاتھ پکڑ کر کہا کیون میان یہ تمھارا باپ ہی قاسم نے کہا او خبیثہ تیرا ہی باپ ہوگا وہ ٹھٹھا مار کر ہنسی اپنی ساتھ والیون سے کہا لو بوا نئی بات سنو باپ سے اِنکار ہی میرا باپ بناتے ہین یہ کہکے ہنستی ہوئی سب بھاگین سامنے ملکہ کے آئین کہا واری وہ جوان تو آفتاب عالمتاب ہی حسن وجمال مین ماہتاب ہی یہ نگوڑا اُسکا غلام معلوم ہوتا ہی اِن پاجیون مین یہی دستور ہی کہ باپ سے لحاظ نہین کرتے میرا باپ بناتے ہین چلمن چھوڑ دیجیے پردے مین آپ ہو بیٹھیے ملکہ نے چلمن چھڑوا دی آپ کرسی پر بیٹھین کچھ کنیزین اندر رہین اور کچھ باہر ہین جو دیکھکر آئی ہین وہ ہنس رہی ہین کہ ملکہ نے دیکھا چمنستان سے روشنی ہوئی آگے آگے ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال خود زرین سر پر سپر فولادی پشت پر اُسپر موتیون کا جال پڑا ہوا تیغۂ ہلالی زیب کمر جمال قاسم دیکھکر ملکہ کو لیسینہ آگیا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا یقین تھا غش کھاکر گرے مگر اپنے کو سنبھالا بے اختیار آہ زبان سے نکل گئی قاسم قریب چلمن کے کھڑے ٹہل رہے ہین کنیزین کہ رہی ہین میان سلام کرو قاسم کب جھکتے ہین ایک نے کہا یہ پاجی لوگ. سلام بندگی کیا جانین ملکہ نے جو یہ سُنا چلمن سے دیکھا وزیرزادی سے کہا اِن شفتلون کو منع کرو کیون اُنکی جان کھائے جاتی ہین مجھکو اُنکے سلام سے کیا نفع ہوگا اری کمبختہ کرسی لاکر بچھا دو اُنھیں بٹھاؤ کنیزون نے لاکر کرسی بچھائی قاسم کرسی پر بیٹھے ملکہ بغور جمال جہان آرا دیکھ رہی ہین دل سے کہتی ہین اے دل خانہ خراب باغبان بچے پر عاشق کرایا دیکھیے کیا انجام ہو مگر قاسم خاموش بیٹھے ہین طرف چلمن کے دیکھ رہے ہین مگر حیران ہین کہ فولاد نے

بڑھکر عرض کی حضور ریبر سے جیتے کو خلعت کو توالی دیجیے ملکہ نے خلعت منگواکے دیا قاسم خلعت
پہنکر اُٹھے چلے تو ملکہ نے حکم دیا کہ جاکر باہر بستر لگاؤ جب قاسم چلے تو پھر دل بیقرار ہوا
کہا ارے ذرا بلانو پھر قاسم پلٹ کر آئے ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ کہدو صاحب
ایسا نہ کرنا کہ اکیلے کسی گانوُن مین گھس جاؤ گنوار بڑے حرامزادے ہوتے ہین شاید
بےادبی پیش آئین چور بھی ملجائیگا کئی مرتبہ قاسم گئے اور ملکہ نے حیلہ کر کے بلایا آخر چوتھی
مرتبہ جو قاسم گئے ملکہ نے نہ بلایا اپنے بھی جلال کا خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو بدنام ہوجاؤن
ماں باپ کی آبرو مین فرق آئے تو باعث خرابی ہو قاسم جب باہر آئے سپاہی آکر سامنے
حاضر ہوے ملکہ کو یہان بیقراری بڑھی سب کنیزون کو ہٹا دیا بارہ دری مین اکیلی آکے
بیٹھین اُس بیقراری مین زبان سے نکل گیا

نظم

وہ گل ہون رنج جسے چھوٹ کر چمن سے ہوا
وطن کا داغ نکلکر مجھے وطن سے ہوا

گل مراد دل عاشق پُر ارمان ہون
وہ پھول ہون کہ نہ واقف کبھی چمن سے ہوا

لباس گل کی اڑین دھجیان گلستان مین
مقابلہ جو شہیدونکے پیرہن سے ہوا

چمن مین غنچے نہ واقف تھے مسکرانے سے
نصیب حسن تبسم ترے دہن سے ہوا

کیا ہے پرزے جو دست جنون نے صحرا مین
عناد کیون یہ اسے میرے پیرہن سے ہوا

نہ تھی خدا کی خدائی مین رسم خونریزی
رواج قتل فقط تیرے بانکپن سے ہوا

تمام عمر نہ چھوٹا دل اُسکے گیسو سے
کبھی فراغ نہ اس چاند کو گہن سے ہوا

چھڑایا نزع کے عالم نے درد ہجران سے
الٰہی شکر کہ فارغ غم و محن سے ہوا

رہا نہ ہوش سراپا کا جوش وحشت مین
خبر بھی مین نہ کبھی اپنے تن بدن سے ہوا

جہان مین دھوم ہوئی ہر طرف قیامت کی
خدائی مین وہ تلاطم ترے چلن سے ہوا

قفس بسانے جو صیاد لیچلا مجھکو
گلون سے مل کے مین رخصت چمن سے ہوا

بڑا محاسبہ دینا تھا ای ہنر بر مجھے ++
حساب پاک مرا عشق پنجتن سے ہوا

وزیرزادی نے سُنا کہ ملکہ اکیلی بارہ دری مین بیٹھی ہین بیقرار ہوکر آئی پردے کے
پاس جو پہونچی رونے کی آواز کان مین آئی پریشان ہوگئی پردہ اُٹھاکر جو اندر پہونچی

دیکھا کہ ملکہ کی آنکھین سرخ ہو رہی ہین اِسقدر روئی ہین کہ ہچکی لگی ہوئی ہی وزیرزادی
کو جو آتے ہوے دیکھا اپنے کو پلنگ پر گرا دیا وزیرزادی سرھانے آکر بیٹھی بلائین لینے
لگی اور آنسو پونچھے کہا او ری کنیز سے مفصل حال بیان کیجیے ہم لوگ اِسی واسطے ہین
کہ جب کوئی صدمہ پہونچے تو ہم اُسکی جستجو کرین کچھ لونڈی سمجھ بھی گئی ہی لیکن عرض نہین
کرسکتی حضور کی زبان سے سنون تو اُسکا انتظام ہوسکتا ہو ملکہ یہ باتین وزیرزادی سے
سُنکر رونے لگی کہا ای خیر خواہ مین کیا تجھسے کہون جو مجھپر ماجرا گذرا یہ باغبان بچہ جسوقت
سے سامنے آیا یہ نوبت ہی کہ دل کو کوئی کھینچ رہا ہی وزیرزادی نے عرض کی یہ شخص تو حضور
کے قبضے مین ہی ابھی اُسکو بلالون پہلو مین حضور کے بٹھادون کہ دل کو تسکین ہو
ملکہ نے کہا ای گل اندام خیال تو کر یہ شخص غیر قوم کا باغبان اُسکو پہلو مین بٹھاؤن ماں
باپ کی آبرو خاک مین ملاؤن اگر یہ فعل ظاہر ہوا تو لوگ کیا کہین گے ہر ایک کا یہی
قول ہوگا کہ شاہزادی ایک باغبان بچے سے پھنس گئی ہی اُسوقت کیسی ذلت ہوگی
وزیرزادی نے کہا حضور اُس شخص کے جاہ و جلال سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ فولاد
کا بیٹا ہی اِس بات مین کوئی بھید ہی آخر احوال کھلیگا یہ شخص کسی خاندان عالی سے ہی اور
رعب و دبدبہ چہرہ زیبا سے ظاہر ہی ضرور یہ رئیس زادہ ہو ملکہ نے کہا ای گل اندام اگر شاید
ایسا ہی ہو تو بھی مقام مشکل ہی بقول میر حسن صاحب فرد مسافر سے کرتا ہی کوئی بھی پیت
مثل ہی کہ جوگی ہوے کسکے میت ✤ وزیرزادی ہر کلام کو ملکہ کے رد کرتی ہی مگر ملکہ کی
بیقراری بڑھتی جاتی ہی فرماتی ہین ای گل اندام مین کیا کرون دل میرا قابو مین نہین
ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون طرف صحرا نکلجاؤن اِنتو یہ کیفیت ہی نظم

چشم یاران مین مرے بعد نہ خوناب اُترا ... یاد آیا نہین پھر دھیان سے جو خواب اُترا
شرط ہی تیغہ مردان خدا کا انصاف ... ڈوبا فرعون وہین موسیٰ وہین پایاب اُترا
ہوگیا شوق شہادت سے حلال اپنا دل ... سان پر چڑھ کے اگر دشنۂ قصاب اُترا
روز روشن شب تاریک ہوا آنکھون مین ... بام پر سے جو وہ خورشید جہانتاب اُترا
عشق اُس چاہ زنخدان کا ہوا جسدم سے ... مین نے سمجھا لحد مین دل بیتاب اُترا

قتل مستی مین کیا دوست جو سمجھا اُسنے
دشمن جان سے مرے نشۂ احباب اُترا

سامنا روے منور سے ہوا ہی کس کے
چہرۂ ماہ ہی تجھ اوشب مہتاب اُترا

وقت مشکل مین ہین سب اہل کرم کے محتاج
دیکھ لے لشکر جنگی کو لب آب اُترا

آتش عشق مین ثابت دل بیتاب رہا
رنج کھا کھا کے مین قایم نہ سیماب اُترا

بوسۂ لب کا مزہ لیکے پیا ہی مین نے
حلق سے میرے ہی جب شربت عناب اُترا

برق وش دیکھ کے گیسوے سیہ کو تیرے
چشم انصاف سے ہی ابر سیہ تاب اُترا

بھولنا بحر محبت کے غریقون کو نہ یار
پار بیڑا یہ ترا آتش بیتاب اُترا

آخر صلاح ہوتے ہوتے یہ قرار پایا کہ چلکر باپ سے ذکر کرین وہ اِنکو ملازم کرلین ہم کوٹھے پر سے دیکھ لیا کرینگے یہ باعث تسکین ہوگا ملکہ نے یہ کہکے اُسی وقت حکم دیا کہ محافہ تیار کرو قاسم نے جو خبر سُنی کہ محافہ تیار ہوتا ہی مسلح ہوکر قریب محافے کے آکھڑے ہوے ملکہ مع وزیرزادی سوار ہوئین دیکھا کہ قاسم قریب محافے کے کھڑے ہین ملکہ نے کہا اوگل اندام تو دیکھتی ہی رعب وجلال سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ شخص کوئی خاندان عالی سے ہی جب محافہ چلا تو قاسم نے پاے پر ہاتھ رکھا دوڑتے ہوے چلے ملکہ نے کہا اوگل اندام اِنکو منع کر کہ محافے کے ساتھ نہ دوڑین بلکہ یہ کہدے کہ ہم جاکر شاہ سے ذکر کرتے ہین تمکو شہر مین بلائین گے شاہ کے ملازم رہو گے سپہ سالاری ملیگی چند قدم قاسم چلے تھے کہ وزیرزادی نے کہا صاحب دوڑتے ہوے نہ آؤ ملکہ شہر مین جاتی ہین وہان جاکر تمکو بُلا بھیجین گی قاسم رُک گئے جبتک محافہ سامنے رہا دیکھا کیے جب محافہ نظر سے مخفی ہوا تو پلٹ کر آئے اپنے مقام پر لیٹے مگر بیقرار ہین دل سے باتین کررہے ہین کہ اوقاسم یہ کیا اُفتاد ہوئی کہ ملکہ سوار ہو گئین مجھکو ساتھ نہ لیا دیکھیے کیا ہو دل تردد مین ہی مگر محافہ ملکہ کا شہر مین پہونچا محل مین جاکر آتزین ناظر سے کہا ذرا ابا واجان کو بُلا لے جب مہران تاجدار اندر آیا تو ملکہ نے سلام کیا عرض کی اووالد نامدار ایک مسافر آوارہ ہوکر ہمارے باغ مین آیا ہی مین نے اُسکو خلعت کوتوالی دیا ہی چورون کا آنا بند ہوا اگر مناسب ہو تو حضور اُسکو بلاکر ملازم کر لیوین

بارگاہ کی رونق ہوگئی چہرے سے اُس شخص کے جلالت پیدا ہی جرأت اُسکی ہویدا ہی
مہران شاہ نے باہر آکر چوبدار کو حکم دیا کہ باغ مین ملکہ کے جاؤ جو شخص نیا ملازم
ہوا ہی اُسکو بُلا لاؤ یہ کہنا کہ شاہ تمکو ملازم کرینگے یہان قاسم حیران بیٹھے تھے کہ چوبدار
نے آکر خبر دی قاسم اُٹھے سلاح جسم پر آراستہ کیے مرکب پر اپنے سوار ہوے طرف
مہرانیہ کے چلے جب شہر مین آئے تو دیکھا شہر آباد ہی پر رونق پاکیزہ گل دوکاندار جمال
قاسم دیکھکر اپنی اپنی دوکانون سے براے تعظیم اُٹھے جُھک جُھک کر سلام کرنے لگے
کمرون سے کسبیان دیکھ رہی ہین بلائین لیتی ہین اِشارے کر رہی ہین کہ ہمارے کمرے
پر آؤ قاسم نے کسیکو جواب نہ دیا شاہ کے در دولت پر پہونچے درگہ سالار شوکت
دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا گھوڑا قاسم کا تھام لیا ملکہ آکر چلمن سے دیکھ رہی تھین کہ یکایک
پردہ بارگاہ کا اُٹھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری دروازہ
سے نمایان ہوا قاسم نے دیکھا مہران تاجدار تخت پر بیٹھا ہی دنگل پر اُمرا وزرا
کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین قاسم نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ
نے بھی اُٹھکر تعظیم کی سب سردار اُٹھ کھڑے ہوے ملکہ نے کہا ای گل اندام تو نے دیکھا
کہ باواجان نے تعظیم کی بیشک کسی خاندان عالی سے ہی نہین معلوم کیا سبب ہی کہ فولاد
کا بیٹا کہلاتا ہی تمکو بھی یقین نہین آتا قریب تخت مہران تاجدار ایک دنگل بچھا ہوا تھا
قاسم اُسپر آکر بیٹھے بادشاہ نے مزاج پوچھا قاسم نے کہا حضور کو دعا دیا کرتا ہون بادشاہ
قاسم سے باتین کر رہا ہی کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی ای شہریار دولاب پنجہ کش ایک
پہلوان آپکے شاہ کی طرف سے کچھ نامہ و پیام لایا ہی مگر جلدی کر رہا ہی کہ خدمت مین شاہ کی
حاضر ہون بادشاہ نے حکم دیا کہ بلا لو دولاب اکڑتا ہوا سامنے شاہ کے آیا سلام بھی نہ
کیا ایک کرسی پر آکر بیٹھا نامہ کمر سے نکالکر بادشاہ کے ہاتھ مین دیا بادشاہ نے جو نامہ پڑھا
عجب مضمون دلخراش تھا کہ بادشاہ کانپنے لگا لکھا تھا کہ منم سلطان ابلق سوار ای بادشاہ
مہران تمھاری دختر بلند اختر کی تصویر ہمنے پائی مائل بدولت مائل ہوے پہلوان کو ہمنے
روانہ کیا ہی مناسب ہی کہ دیکھتے ہی اس نامے کے دختر کو اپنی عروس بناکر ہمراہ ایلچی کے روانہ

کرو اگر اسکے خلاف کیا تو ملک و مال چھین لونگا اور کسیکو حاکم کرونگا قلعہ کھدوا ڈالونگا بادشاہ یہ نامہ پڑھکر کاغذ ہاتھ مین سرنگون بیٹھا ہو سوچ رہا ہو کہ کیا کرون ایک دختر کی وجہ سے ملک و مال جاتا ہو اگر بیٹی دیدون تو باعث ذلت و خرابی ہو مگر دینا ہی بہتر ہو بڑے بادشاہ سے عزیزداری ہوگی ضرور ہمارا پاس کریگا یہ سوچ رہا ہو رنگ رو متغیر متردد و متحیر کہ قاسم نے عرض کی اے شہنشاہ اِس نامے مین کیا لکھا ہو کہ حضور متغیر ہو گئے بادشاہ نے جواب دیا تمہین ان مقدمات مین کیا دخل ہو جب قاسم نے یہ سُنا ہاتھ بڑھا کر نامہ ہاتھ سے شاہ کے لے لیا اُسے جو پڑھا نام جو اُسمین معشوق کا دیکھا شعلۂ قہر و غضب بھڑکا ہر چند چاہا ضبط کرنا نہ ہوسکا آخر نامہ پھاڑ ڈالا اور طرف دولاب کے پھینکا کہا اپنے شاہ سے کہنا کیون تو اسقدر مغرور ہوا ہو شاہون کی بیٹیان یون طلب کرتے ہین دولاب خود آتش خو شعلہ مزاج ہو یہ سُنکر تلوار کھینچی ہاتھ قاسم پر مارا قاسم نے وار اُسکا روک کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا دولاب لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی بادشاہ غل مچاتا ہو کہ نہ لڑو اِدھر ملکہ حیران حیران دیکھ رہی ہو کہتی ہو کہ اے گل اندام یہ کیا معرکہ ہوا یہ پہلوان اِنسے کیون متعرض ہوا وزیرزادی نے کہا دیکھیے اُسکو یلکر لے دوڑے چند دنگل کر سیان گرین دس بارہ قدم پر آکر قاسم نے ہکّہ مارا دونون گھٹنے اُسکے آشنا بہ زمین ہوے قاسم نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا چارون شانے چت گرا کود کے چھاتی پر سوار ہوے فرمایا او بیحیا اب کہ کیا کہتا ہو دولاب نے کلمۂ سخت سے جواب دیا قاسم کو غصہ آگیا سینے سے اُٹھے پانؤن تھام کر جھٹکا مارا اشل کر پاس کہنہ چیر کر پھینکدیا اُسکے ساتھ جو دس ہزار جوان تھے وہ بلوہ کر کے اندر گُھس آئے قاسم اُنسے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ہر چند شاہ منع کرتا ہو کہ اے جوان نہ لڑ لیکن یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کب رُکتے ہین کمیدان رسالدار غیرت مین آکر اپنے مقام سے اُٹھے کہنے لگے کہ غیرت کی بات ہو کہ ہمارے شاہ کی طرف سے یہ جوان لڑ رہا ہو اور شاہ ایسا نامرد ہو کہ منع کر رہا ہو ہملوگ تو شرکت کرین یہ سوچکر ملازمان مہران اُٹھے قاسم لڑتے ہوے باہر آئے اور ملکہ دیکھ رہی ہین کہتی ہین کیون اے وزیرزادی تعجب کی بات ہو

کر یہ جوان کیون بگڑ گیا وزیر زادی نے کہا اب مجھکو معلوم ہوا کہ سلطان ابلق سوار
جسکے آپ کے باپ خراج گزار ہین اُسنے آپ کو طلب کیا تھا اور کچھ کلمات ایسے لکھے تھے کہ
آپ کے والد کو تغیر حاصل ہوا اس جوان کو ناگوار گذرا آمادہ جنگ ہوا دیکھیے کس لطف
سے جنگ کر رہا ہی کیسے کیسے جوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے یہ تو خوب ہین آپ کو
مطمئن کرتی ہون کہ یہ جری بہادر صف شکن ہی مگر مارے جانا دولاب کا آپکے والد کو
خلاف گذرا دیکھیے کس نگاہ سے دیکھ رہے ہین ملکہ نے کہا والد کا ناگوار ہونا سراسر خلاف
ہو ہین کیا کسی کی لونڈی ہون کہ جہان چاہین بھیجدین ہمراہیان مہران تاجدار نے
پانچ چار ہزار جوان قتل کیے آخر وہ لوگ بھاگے ایسا اُنپر دباؤ پڑا کہ سب ڈر گئے
مگر سرداروں نے جرأت کر کے لاشہ دولاب کا اُٹھایا طرف سلطان کے بھاگے قاسم
کو آکر بادشاہ نے پھیرا وزرا سے صلاح کر چکا ہو کہ اس جوان کو بارگاہ مین اپنی رکھین
سلطان ضرور آئیگا اسی کو ہم حوالے کر دینگے اور کہین گے کہ ایلچی آپ کا اسی جوان
کے ہاتھ سے مارا گیا اور بیٹی بھی دیدینگے یقین ہو کہ شاہ خوش ہو جائیگا یہ سوچ کے
قاسم کو لا کر ایک بارگاہ مین اُتارا خادم خدمتگار مقرر کیے محل مین جو بادشاہ آئے
ملکہ نے پوچھا کیون والد نامدار فساد کا کیا باعث ہوا مہران تاجدار نے کہا اے نور
نظر مقام فخر ہو کہ بادشاہ نے ہمارے تمکو طلب کیا ہو جسکے خراج گزار ہین اُسکے عزیزدار
بھی ہوتے ہین اس جوان کو ناگوار گذرا ناحق کو بگڑ گیا ہماری فوج والون نے بھی
ساتھ دیا مگر وزرا نے صلاح دی ہو کہ اس جوان کو اُتاریے جب بادشاہ آئے تو اُسکو
حوالے کر دیجیے اور تمکو بھی سوار کر دونگا اس وجہ سے اُسکو اُتارا ہی اگر بادشاہ نے آکر
جنگ کی کیونکہ وہ خود بھی پہلوان زبردست ہو کون تاب جنگ لائیگا یقین ہو مارے
جانا ایلچی کا سلطان کو بہت شاق ہوگا دو چار دن مین حال کھلا جاتا ہو مین نے بھی
ہرکارے روانہ کیے ہین وہ خبر لیکر آئین گے دیکھا جائیگا مگر تمھارا جانا پاس بادشاہ کے
ضرور رہو ملکہ سُنکر خاموش ہو رہی باپ کو کچھ جواب نہ دیا مگر دل پر چھری پھر گئی جی مین کہتی
ہو کہ مین اُس بیچیا کے پہلو مین جا کر بیٹھون بادشاہ تو ملکہ سے کہکر بیرون محل آیا مگر ملکہ نے

کوٹھے پر پلنگ بچھوایا جا کر لیٹی لیکن نیند نہین آتی تڑپ رہی ہی یہی خیال ہو کہ دیکھیے
اِس جوان پر کیا گذریگی وہ یکہ و تنہا یہان فوج و لشکر خدا اُسکی جان بچاے ملکہ تو اِس
خیال مین تڑپ رہی ہی مگر قاسم کو جو جوش وحشت ہوا دو پہر رات رہے اُٹھے لباس
شب روی زیب جسم کیا تلوار بغل مین دبائی کمند مار کر اُترے طرف قصر ملکہ کے چلے
شہر مین جا بجا طلایہ پھر رہا ہی حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی مگر قاسم اپنے کو بچاتے
ہوے قریب محل کے پہونچے آکر کمند ماری ذریعہ سے کمند کے بالاے بام پہونچے
ملکہ نے جو قاسم کو آتے دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئین بے اختیار پکار اُٹھین کہ اے شہریار
آئیے قاسم آکر برابر ملکہ کے بیٹھ گئے ملکہ نے پہلے پوچھا آپ کو اپنے دین و مذہب کی
قسم ہی مفصل بتائیے کیا آپ فولاد کے بیٹے ہین قاسم نے کہا اے ملکہ عالم مین نبیرہ
صاحبقران ہون خفا ہو کر نکل آیا ہون باغ مین جو آیا فولاد سے میل کیا اُسنے کہا
مین تمھین اپنا فرزند کرتا ہون مقدمۂ ملکہ گیتی افروز سنا ہوگا کہ دختر لقا کو نکال لیگیا
اُسکے بطن سے فرزند پیدا ہوا میرا نور نظر ایرج نامور ہی کہ اُسنے جوش عشق مین اپنے
اٹھارہ سو ملک طے کیے قلعۂ ذوالامان پر جا کر لڑا ابھی اِس طلسم مین موجود ہی یقین ہی کہ
بقراط ثانی کو جا کر مارے لوح حاصل کرے نور الدہر پر غالب آئے مین اِسطرف
آنکلا یہ دونون عاشق و معشوق پلنگ پر لیٹے نشۂ شباب مین سو گئے اُنکے سوتے ہی
فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا ایک کنیز کی جو آنکھ کھلی اُسنے سر اُٹھا کر دیکھا کہ وہی باغبان بچہ پہلو
مین ملکہ کے سو رہا ہی اپنے مقام سے اُٹھی دبے پانون زیر قصر آئی مہران تاجدار کو
کو جگایا کہا اے شاہ غضب ہوا وہی باغبان بچہ پہلو مین آپ کی دختر کے سو رہا ہی مہران
تلوار لیکر اُٹھا بالاے بام آیا ملکہ کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا قاسم پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر
قاسم کا زخمی ہوا قصد کیا کہ اُٹھون مگر مہران نے مہلت نہ دی پانچ چار ہاتھ اور بھی
مارے کہ قاسم انتہا کے زخمی ہوے اپنے نزدیک اُس ظالم نے قاسم کے ٹکڑے ٹکڑے
کیے ملکہ کو کنیزین پکڑے ہوے ہین یہ پیٹ رہی ہین کہ او ظالم یہ کیا غضب کیا گنہگار
تو تیری مین تھی اِس بیچارے کو کیون مارا ملکہ کی مان کو خبر ہوئی پیٹ پکڑے ہوے دوڑی

ہوئی آئین کنیزون سے ملکہ کو چھڑایا کہا او بدنصیب دیکھتی ہی کہ باپ کو تیرے غصہ ہی ایسا نہ ہو کر تجھپر بھی دو ہاتھ مار دے لیکن مہران تاجدار نے قاسم کو اُسی چاندنی مین لپیٹا گٹھر اُٹھا کے باغ کی پشت پر پھینکدیا لیکن مان ملکہ کی جب ملکہ کو لیکر چلی تو ملکہ کہتی تھی کہ ای مادر مہربان کس ظلم سے اِس جلاد نے ماہ اوج صاحبقرانی کو مارا لیکن اب تا بہ قلعہ نہ پہونچیگا جسوقت اُسکے بھائی بند سنینگے لشکر کشی کر کے آئین گے کوئی اس قلعے مین زندہ نہ بچیگا مان نے کہا ای نور نظر وہ تو باغبان بچہ تھا ملکہ نے منھ پیٹ لیا اور یہ کہا ای مادر کیا پوچھتی ہو وہ جوان نبیرہ صاحبقران تھا اتفاق سے فولاد کے یہان آگیا خدا اُسکا حافظ و نگہبان ہی میرے دل کی تو یہ کیفیت ہو رہی ہی نظم

نہ داد ملتی تو پھر دادخواہ کیا کرتا
خدا کے سامنے عذر گناہ کیا کرتا

خلاف عدل عدالت پناہ کیا کرتا
نگاہ قہر سوی بیگناہ کیا کرتا

کسے کا اپنے وہ یوسف نباہ کیا کرتا
کوئین مجھے وہ جھکا نا مین چاہ کیا کرتا

جو دل پہ رنج ہی اللہ خوب واقف ہی
فراق یار مین حالت تباہ کیا کرتا

گناہگار رہون نا زنان ہون تیری رحمت پیر
مین لیکے ہاتھ مین فرد گناہ کیا کرتا

غریب عاشق بیکس فراق جانان مین
سوائے نالہ و فریاد و آہ کیا کرتا

سوا خذہ نہ بتون سے تھا حشر مین منظور
خدا کو ظلم و ستم کا گواہ کیا کرتا

سوائے رنج کے حاصل نہین حسینونسے
نہ ترک کرتا جو مین رسم و راہ کیا کرتا

ازل سے رنج شب ہجر تھے مقدر مین
بھلا مین شکوہ کہ روز سیاہ کیا کرتا

بتونکی خلق مین ہین بیوفائیان مشہور
مین دل مین اُنکے محبت کی راہ کیا کرتا

شہید کرتے ہین بے شبہہ آنکھونکے ڈورے
چڑھا کے سان پہ تیغ نگاہ کیا کرتا

وہ ناتوان ہون نظر پر چڑھا نہ قاتل کی
شہید جو ہر تیغ نگاہ کیا کرتا

عمل نہ چاہیے غیرون کے کہنے سننے پر
کہ شر کی بات بھلا خیرخواہ کیا کرتا

بہ رنگ دانہ مجھے پیسنا تھا پیس چکا
مین نالش فلک کج کلاہ کیا کرتا

تو وہ حسین ہی کہ خورشید کو نہین نسبت
تجھ کے رات کو گردونیہ ماہ کیا کرتا

ہلا دیا دل جانان کو صورت گردون	بس اور نہ توڑ بھلا تیر آہ کیا کرتا
عدو تھے تفرقہ پر دا زعین صحبت مین	وہ نور لطف کی مجھپر نگاہ کیا کرتا

مان نے بیٹی کو جو بیقرار پایا ایک کوٹھری مین بند کر کے قفل دیدیا بعد تھوڑی دیر کے
مہران تاجدار تلوار کھینچے اندر آیا نہ وجہ سے پوچھا وہ بدنصیب کہان ہی معشوق کو
اُسکے مین نے مارا اب اُسکو بھی قتل کرونگا نہ وجہ نے ہاتھ باندھکر کہا بس صاحب اب غصہ
تھوک ڈالو بادشاہ آئیگا اُسکے سپرد کر دینا تمھارا ملک و مال تو بچے سلطنت باقی رہے
یہ باتین زن وشوہر مین ہو رہی تھین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کرنے لگین کہ
وارث لاشۂ دولاب جو ہو بچا سلطان تاجدار تین لاکھ فوج لیکر آیا ہی اور مع اپنے
چند سرداروں کے آپ کے دربار مین آکر بیٹھا ہی آپ کو پوچھ رہا ہی وزرا آپ کے
کہ رہے ہین کہ محل مین تشریف لیگئے ہین آیا چاہتے ہین یہ خبر سُنکر مہران بہت گھبرایا
اندر سے باہر آیا دردولت پر وزیرون کو پایا کہ ہاتھ باندھے کھڑے ہین اور کہ رہے
ہین کہ حضور سلطان کو بڑا غصہ ہی فوج اُسکی قلعے مین بھر گئی آپ ترنج خوشبوئی اُسکے
سینے پر مار دیجیے شاید غصہ اُتر جاے ورنہ کہتا ہی کہ دولاب کے عدد اسم برابر آدمی
مارونگا اور قتل کر کے واپس جاؤنگا مہران تاجدار کو کچھ خوف نہ آیا کہ ہمارے ایلچی
کو قتل کیا شاید معشوق کے نام سے خوش ہو جائے مہران تاجدار نے اِس راے
کو منظور کیا ایک وزیر کے ہاتھ مین ترنج خوشبوئی رکھا آگے سلطان کے اِسطور سے
دربار مین آیا بادشاہ کو سلام کیا وزیر نے ترنج خوشبوئی لگایا مہران نے کہا اے شاہ
مین نے قاتل دولاب کو قتل کیا وہ دختر خدمت مین حاضر ہی مگر امیدوار ہون کہ
آبرو عطا فرمائیے کہ میری بیٹی کو بیاہ کے لیجائیے سامان بیاہ مع جہیز وغیرہ حاضر ہی یہ
باتین سُنکر بادشاہ خوش ہو گیا کہا اے مہران تاجدار اِسوقت تمنے وہ عذر کیا کہ میرا
غصہ اُتر گیا ورنہ سب کے پہلے تمکو قتل کرتا خیال یہ آیا کہ ہمارے ہی ملک مین ہمارا
ایلچی قتل ہو مگر ہم بانجھا پہنین گے سہرا باندھکر تمھارے گھر پر آئین گے مہران تاجدار
نے بیرون قلعہ ایک باغ خالی کرا دیا اُس مین آکر سلطان اُترا جا بجا مین تیاریان

شادی کی ہونے لگین مگراب حال مصیبت مآل اُس کشتۂ حسرت ویاس کا گذارش کرتا ہون کہ مہران ناجلادنے اپنے نزدیک قاسم کو قتل کرکے لاش نالے مین پھینکی تھی ایک زمیندار اُسی حوالی کا باشندہ جسے رشید براے سیر جو صبح کو نکلا ایک پاسی نے خبر دی کہ حضور نالے مین ایک گٹھری پڑی ہی رشید نے حکم دیا اُٹھالاؤ وہ پاسی اُس گٹھری کو اُٹھالایا رشید اپنے مکان پر لایا سب کو ہٹا دیا چاندنی جو کھولکر دیکھا کچھ دھبے خون کے ظاہر ہوے گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی جب بالکل کھولا دیکھا ایک جوان آفتاب جمال ٹکڑے ٹکڑے بیہوش پڑا ہی آمد شد نفس کی باقی ہی رشید نے حسن وجمال دیکھکر ایک آہ کی اور ملازمون کو حکم دیا جراح کو لاؤ جراح جو حاضر ہوا کہا اِس جوان کا علاج کرو نہین معلوم کس جلاد نے اِس آفتاب جمال کے ٹکڑے ٹکڑے اڑاے جراح نے دیکھکر عرض کی کہ آپ نہ گھبرائیے کوئی رگ وپٹھا ایسا نہین کٹنے پایا کہ جس سے کچھ خوف جان ہو یہ کہکے جراح نے زخمون کو دھویا ٹانکے لگاے پٹیان مرہم کی چڑھائین اور رخصت ہوا رشید رومال لیکر سرھانے بیٹھا مگس رانی کرنے لگا گلچینی گلشن جمال کی کررہا ہی کہ قاسم کو آرام جو ملا آنکھ کھولی دیکھا کہ کچا مکان جسمین کوٹھری نہ دالان کھپریل پڑی ہوئی اپنے کو اُس مکان مین پایا اور دیکھا کہ ایک جوان سیاہ فام سرھانے بیٹھا ہوا رومال ہلارہا ہی قاسم نے پوچھا اے جوان تو کون ہی اور مین کس مقام پر ہون رشید نے کہا رشید زمیندار میرا نام ہی آپ کو پشت باغ پر زخمی پایا زمین پر پشتارہ پڑے ہوے دیکھا فرط محبت سے اُٹھالایا امیدوار ہون کہ نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے قاسم نے کہا آوارہ وطن عزیز واقارب سے دور دلبر سے مہجور ہ انشاء اللہ نام بھی اپنا تمکو بتائین گے اور بھی داستان سنائین گے رشید نے یخنی تیار کرائی وہ حاضر خدمت کی قاسم نے یخنی نوش کی مگر جب جراح آتا ہی اپنے سامنے زخم کھلواتا ہی پٹیان مرہم کی چڑھواتا ہی قاسم نے دوسرے دن موتیون کا مالا اپنے گلے سے اُتارکر رشید کو دیا کہا اے برادر تم ہمارے جان بخش ہوا اسکو فروخت کرکے خرچ کرو انشاء اللہ صحت پاکر اِس لگانونکا معافی نامہ تمکو دینگے رشید نے صبح کو مہاجن کو

بلا کر وہ مالہ دکھایا ہر چند کہ مقدمہ دیہات تھا مگر مہاجنون نے پندرہ ہزار روپیہ رشید کے سامنے پیش کیے رشید خوش ہو گیا جی مین کہتا ہی یہ کون شخص ہی جسنے ایسا مالہ مجھکو دیدیا اور کہتا ہی کہ گانؤن کا معافی نامہ دونگا بدل وجان مصروف ہی آٹھ پہر حاضر رہتا ہی روپیہ تو پاس موجود ہی اشیاے مقوی تیار کراتا ہی وہ قاسم کے سامنے پیش کرتا ہی بعد دو ہفتے کے قاسم نے صحت حاصل کی رشید زمیندار نے بڑی دھوم سے جلسہ کیا طائفے بلوائے قاسم کو مسند پر بٹھلایا طائفے سامنے حاضر ہین یہ اشعار عاشقانہ بآواز نگار ہے ہین

نظم

پہونچے نہ تیرے چہرۂ انور کو بار شمع — اِس سوزِ غم سے رہتی ہی نت اشکبار شمع
اُس گل کے غم مین شوق شہادت ہی اسقدر — گلگیر سے کٹاے ہی سر بار بار شمع
دل بھی جلین گے کثرت پروانہ سے ضرور — لاے مزار پر نہ کوئی زینہار شمع
حال دل برشتہ جو پروانے سے سُنا — جل جل کے بڑھگئی مرے مرقد پہ یار شمع
کیا سوز دل سے تجھکو شفا کے خبر ہوئی — رو رو کے شام سے جو تھی تو بیقرار شمع

رشید حاضر خدمت ہی کہ چند پاسی دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ٹھاکر صاحب آج بادشاہ کی بیٹی کے مانجھے کی تیاری ہی جمعدار آپ کو بلاتے ہین یقین ہی بڑی تیاری ہوگی باغ مین مہران تاجدار کے روشنی وغیرہ کی تیاری ہو رہی ہی رشید نے دست بستہ عرض کی اے شہریار مجھکو معاف فرمائیے گا بادشاہ کے یہان تقریب ہی غلام وہان جاتا ہی بہت جلد حاضر ہوگا امیدوار ہون کہ حضور کی صحت کا جلسہ ایک ہفتہ تو رہے گا گانؤن بھر کو جوڑے تقسیم کرونگا جراح کو نہال کرونگا کئی بیگھے زمین دونگا قاسم نے کہا ہم بھی تمھارے ساتھ چلین گے رشید نے عرض کی حضور بادشاہ کے گھر کی تقریب مین کون آپ کا ادب کریگا قاسم نے کہا ادب وقاعدہ ہم آپ کرائینگے دربار مین مہران کے خون کا دریا بہائین گے یہ سُنکر رشید گھبرایا کہا اے شہریار آپ کیا مہران تاجدار کو جانتے ہین قاسم نے کہا اے رشید آگاہ ہو کہ مہران ہی نے مجھکو زخمی کیا مین نبیرۂ صاحبقران فرزند رستم ہون اون توچالاکر مہران تاجدار کے

سمجھونگا بعد اُسکے سلطان سے مبارزہ ہی رشید کلام قاسم سُنکر کمانپنے لگا کہا ای
شہریار وہان فوجین جمع ہین قاسم نے کہا یہ میلہ فقط دیکھنے کا ہی مین چلتے ہی پہلے
مہران سے بدلہ لونگا بعد اُسکے سلطان کا ہاتھ تھامونگا کہ میری معشوقہ سے تم
شادی کرنے آئے ہو پہلے مجھسے مقابلہ کرلو پھر اختیار ہی آخر بہ مجبوری رشید راضی
ہوا اپنے گانؤن کے کچھ لوگ جمع کیے کچھ پاس ہین کچھ ملازم قاسم نے رشید سے
ماربان لی رشید بھی ہمراہ ہوا طرف شہر کے چلے پشت پر دو تین سو جوان ڈھال اور
تلوارین باندھے ہوے پاس نیزکٹھے ہاتھون مین لیے ہوے اِس طریقے سے قاسم
روانہ ہوے یہان وہ وقت ہی کہ مہران تاجدار ہ مانجھا لیکر آیا ہی سلطان مانجھا
پہنکر تخت پر بیٹھا ہی گرد سردار جمع ہین لوگ آتے جاتے ہین سلطان پر سے نچھاور
زر وجواہر دے رہے ہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ رشید زمیندار بھی آیا ہی
مہران نے حکم دیا کہ بُلالو قاسم اُسکے آگے آگے پہلو مین رشید بگر رنگ روے
رشید اُڑا ہوا حیران ہی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی خدا اُسکو غالب کرے مگر قاسم جوانمرد
بارگاہ کے آئے سلطان کو تخت پر پایا مہران پہلو مین بیٹھا ہی قاسم نے آکر مثل
اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اب مہران نے قاسم کو دیکھا پہچانا کہ یہ وہی جوان
ہی کہ قاسم قریب مہران کے آئے اور ہاتھ تھام کر کہا ای مہران تاجدار تمنے سوتے
مین ہمکو زخمی کیا اب مین بھی صحیح وسالم ہون میرے تمھارے امتحان ہوجاوے
مہران نے یہ سُنکر طرف سلطان کے دیکھا سلطان نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی ابتک
مہران نے سب کیفیت بیان کی قاسم نے ہاتھ پکڑکے کھینچا کہا او نامرد کیا بیان کرتا
ہی اُٹھکر تلوار کھینچ کچھ جرأت دکھا سلطان کے خیال سے مہران نے تلوار کھینچی ہاتھ
تلوار کا مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا کمر بتا کے سر پہ ہاتھ مارا کہ مہران کے
دوٹکڑے ہوے اب طرف سلطان کے متوجہ ہوکر کہا ای سلطان تمنے یہ مانجھا نہین
پہنا خلعت مرگ ہی لہذا مناسب یہ ہی کہ محافہ منگا کر بیچ مین رکھو تمھارے ساتھ تین لاکھ
فوج ہی ان سب کو حکم دو یا محافہ تم لیجاؤگے یا معشوق پر ہم قبضہ کرینگے سلطان جرأت

قاسم دیکھکر حیران ہو رہا ہی کہتا ہی کہ کیا بے کلیجہ جوان ہوا اتنے بڑے دربار مین مہران کو مار اب مجھے آمادۂ حرب و پیکار ہی سلطان نے کہا ای شہریار مین بہادر کا دشمن نہین ہون ہمیشہ سے بہادر کا قدردان رہا مین چاہتا ہون سر میدان میرے آپ کے مقابلہ ہو اگر آپ مجھپر غالب آئین تو معشوق بھی لیجیے اور مین بھی حاضر خدمت رہون اور اگر غلام غالب ہوا تو معشوق کا نام نہ لیجیے گا تم کو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا آپ ایسا بادشاہ مجھ ایسا سپہ سالار لوگ جانین کہ بہادر ایسے ہوتے ہین یہ کہکے حکم دیا کہ اکھاڑا تیار کرو اور ڈھنڈھورا پیٹ جا سے جا بجا اشتہار چھپان ہون کہ کل سلطان و قاسم سے مقابلہ ہی سب واسطے تماشہ دیکھنے کے آئین اسی وقت مشتہر ہوا اکھاڑے کی تیاری ہونے لگی سلطان نے پہلو مین قاسم کو جگہ دی رقص و سرود ہو رہا ہی نازنینان مہ جبین بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

سامنا تجھسے جو ہو ناوک فگن ہو جائے گا
چوکڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائے گا

نام تیرا جسکو ورد ای گلبدن ہو جائے گا
غنچۂ گل کی طرح خوشبو دہن ہو جائے گا

موسم گل مین بدن کو کپڑے پھاڑے کھائینگے
دھجیان لینے کے قابل پیرہن ہو جائے گا

تیرے آنیکی چمن مین ہوگی ہر گل کو خوشی
سرخ تر لالے سے رنگ یاسمن ہو جائے گا

حسن کا عالم دکھا دیگی مجھے سیر چمن
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہو جائے گا

عشق شیرین مین عبث دونو نکو ہوا بیمین نشاط
کوہکن خسرو نہ خسرو کوہکن ہو جائے گا

خلعت شاہی نہین ای بوالہوس تشریف عشق
جسنے پہنا اُسکو یہ جامہ کفن ہو جائے گا

بعد مردن بھی رہیگا شوق عریانی مجھے
روح کو جسم مثالی پیرہن ہو جائے گا

ہمکنار اکدن مری تمثال ہوگی یار سے
آئینہ جوش صفا سے وہ بدن ہو جائے گا

پھاڑ کر پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس
پیرہن درویش کا دلق کہن ہو جائے گا

موت کے آنیکی ہوگی اسقدر شادی مجھے
پھٹ کے اُتر ے گا شگفتہ پیرہن ہو جائے گا

روے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی نہ ڈال
سامنا قصاب کا او برہمن ہو جائے گا

سکۂ داغ وفا اِکدن مرے کام آئین گے
عشق کے بازار مین اُنکا چلن ہو جائے گا

مدعی کیا تشنۂ دیدار ہو وینگے ترے
آب زہرہ دیکھکر چاہ ذقن ہو جائے گا

چار دن ہو گرم بازار شباب اے نونہال
کوڑیون کے مول یہ سیب ذقن ہو جائے گا

یار مہمان ہوگا آتش وصل کی شب آئیگی
خانۂ شادی مرا بیت الحزن ہو جائے گا

سلطان تاجدار بہ محبت قاسم کے ساتھ پیش آرہا ہو بانجھا اُتار ڈالا چار پہر رات تیار رہی رہی مگر یہ خبر ملکہ کو پہونچی کہ قاسم نے سر دربار آکر مہران تاجدار کو مارا اب سلطان سے مقابلہ ہو مان سے کہا اے مادر مہربان آپ کا بڑا احسان ہوگا آپ نے اُس شیر کی جرأت کا حال سُنا کہ سر دربار آکر اپنے دشمن کو مارا اور سلطان سے مبارز طلب ہو یقین ہو کہ سلطان پر غالب آئین ایسی تدبیر کیجیے کہ اِس کشتی کا ہم بھی تماشہ دیکھین مان نے حکم دیا اور سلطان سے کہلا بھیجا کہ باغچۂ حرم کے سامنے آپ اور قاسم سے کشتی ہو کہ ہملوگ بھی تماشہ دیکھین مالک ہمارا قتل ہوا اب آپ ہم سبکے سرپرست ہین سلطان نے یہ سُنکر حکم دیا کہ روبرو باغچۂ حرم کے اکھاڑا بنجائے ہمین اُن سبکی خاطر ضرور ہو خواہ مالک میری قرار پائین گی خواہ جو رشتہ مین سوچا ہون وہ ہوجائیگا خداوند لات و منات کو اختیار ہو سامنے باغچۂ حرم کے ایک میدان وسیع تھا اُسمین اکھاڑا درست ہوا ٹھاٹھر بندی ہوگئی فوجین جمع ہین اہل شہر چلے آتے ہین ہر ایک کا یہ قول ہو کہ اِس جوان کی جرأت کا کیا بھلا ذکر کرین کہ مہران تاجدار ایسے بہادر کو سر دربار آکر مارا اب سلطان سے مقابلہ ہو دیکھیے کیا کیفیت ہو کہ سلطان قاسم کا ہاتھ تھامے ہوے نوبت نقارہ بجتا ہوا اِس عظم و شان سے آکر پہونچے ملکہ نے جو آگر بالاے بام سے دیکھا صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہوگئی مان سے کہا اے مادر مہربان بہ نگاہ الفصاف ملاحظہ فرمائیے اتنا بڑا مجمع عام ہو تین لاکھ فوج کے افسر کل اہل شہر جمع ہین معلوم ہوتا ہو کہ سب اِسکے ملازم ہین آفتاب عالمتاب چمک رہا ہو خوف و ہراس کا نام نہین مان نے شرما کر کہا اے نور نظر حقیقت مین تم بہت بڑی جوہر شناس ہو عجب معشوق پایا ہو مین بھی اِسکے غالب ہونے کی دعائین کر رہی ہون خدا اِسکی آبرو بچائے دشمن پر غالب ہوکر آئے کہ سلطان لنگوٹ باندھکر اکھاڑے

مین اُترا اول گیارہ ڈنڈ پیلے مٹی اکھاڑے کی اُٹھا کر بازوؤن پر چڑھائی سب نے دیکھا
کہ ایک دیو جھوم رہا ہی قاسم کا قد چھوٹا سلطان نے پکار کر کہا ای شہریارہ آئیے یہ سنکر
قاسم مع لباس اُترے سلطان نے کہا لنگوٹ تو باندھ لیجیے قاسم نے کہا سر بازار
برہنہ ہونا سراسر خلاف ہی جو نہ ور خدا اوا دہی اُسکا امتحان ہو جائے گا سلطان حیران
ہی کہ اِس جوان کو کس بات پر ناز ہی قد مین مجھسے چھوٹا رگڑ کر مار ڈالون گا ہڈیان اور
پسلیان چور اکر دونگا یہ سوچکر بایان ہاتھ بڑھایا قاسم نے جو گردن پر ہاتھ رکھا سر
سلطان کا جھک گیا حیران تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی آپس مین کشتی ہونے لگی سب
اہل شہر دیکھ رہے ہین کہ قاسم نے اُترتے ہی زیادتی شروع کی جس مقام پر سلطان
کو پکڑ لائے ایسے گھسّے مارے کہ جسم کی کھال بالکل پارہ پارہ ہوگئی قطرات خون ٹپک
رہے ہین یہ مشکل نکلتا ہی جہان سلطان قاسم کو پکڑ لاتا ہی مثل برق تڑپ کر نکلجاتے
ہین سلطان دنگ ہو رہا ہی چاہتا ہی کہ مین بھی ایسے دو چار گھسّے مارون کہ پیشانی سے
قطرات خون ٹپکنے لگین عاجز ہو کر دعائین مانگتا ہی قاسم اُسکے قبضے مین نہین آتے تماشہ
دیکھنے والے تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کی زبان پر یہی ہی کہ ای نوجوان ماشاءاللہ
کس لطف سے لڑ رہے ہو سلطان تین پہر کامل اُلجھ اُلجھ کے لڑا پہر دن رہے گھبرا کر کہا
ای شہریارہ ایک زور آخر کرتا ہون آپ کو معلوم ہو کہ پہلوان ایسے ہوتے ہین قاسم
نے کہا بسم اللہ مین بھی مشتاق ہون زور آخر تمھارا دیکھون شاید برداشت کرین
سلطان نے دونون مونڈھے قاسم کے تھامے سر سینے مین اڑا کر لے دوڑا آٹھ نو
قدم تک لایا وہان آکر قاسم ٹک گئے فرمایا کہ اب نہ ہٹین گے سلطان نے بکہ
مار اکہ بایان گھٹنہ قاسم کا جھکا تڑپ کر لنگر مارا سلطان اوپر آکر چھایا ایک زور
ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر وہ زور کرتا تو اُسمین بھی جنبش آجاتی مگر لنگر قاسم نے حرکت نہ کی
آخر تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا سلطان نے کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون قاسم اپنے
مقام سے اُٹھے دونون مونڈھے تھام کر لے دوڑے پچیس قدم پر لا کر بکہ مارا کہ
دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے قاسم نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نعرۂ قاسم

آفتاب مشرقِ دین پروری
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
زآب دمِ تیغ شستم زمین

دیگر

شہسوار لعل پوش خاوری
زخم تیغ بر ابرو نیزہ بر ماہ
ہمہ باختر شد بہ زیر نگین

نعرہ کرکے جو زور کیا لنگر سلطان کا اُکھیڑا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا ہرچند کہ سلطان جرأت قاسم پر عاشق ہی مگر یاد مین معشوق کی بیقرار ہی انتشار ہی کہ کیا کرون پکار اُٹھا کہ ای شہریار الامان قاسم نے کہا امان بشرط ایمان سلطان نے عرض کی جبتک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا یہی آرزو ہی کہ حضور کا رفیق بنون قاسم نے ہاتھ سے رکھدیا کلمہ پڑھایا سلطان کے خیال مین آیا کہ کلمہ تو پڑھ لون مگر رفقا سے صلاح کرونگا اگر بدل اطاعت کرتا ہون تو یہ جوان معشوق کو لے لیگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ جس محل مین معشوق رہے مین رقیب کی اطاعت کرون دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا قاسم کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا ملکہ نے جو قاسم کو غالب دیکھا جو خوف کہ دل مین تھا سب نکلگیا مان سے ہنس ہنس کے باتین کرنے لگی کہتی تھی اماں یاور مہربان آپ نے جرأت بھی دیکھی کہ مہران کو سر دربار مارا سلطان کو کس زور و شور سے زیر کیا مگر سلطان مکار معلوم ہوتا ہی اُنکی صفائی یہ تھی کہ ابھی زیر کیا ابھی اُسکے ساتھ بارگاہ مین چلے گئے مان نے کہا ای نور نظر اب خوف نہین ہی سلطان کو اپنے زور پر بڑا گھمنڈ تھا امتحان کرچکا اب کیا کریگا سب سے زیادہ رشید زمیندار خوش ہی قاسم بارگاہ مین بیٹھے کہ خیال آیا معافی نامہ اُس قریے کا لکھکر رشید کو دیا کہا تم تو جاکے چین کرو ہم پھر تمھاری ملاقات کو آئینگے رشید کہتا تھا ای شہریار غلام کو ابھی رخصت نہ کیجیے غلام بھی شریک جلسہ رہے آپ کے تصدق سے سب کچھ پایا ہی یا تو قریے کا زمیندار تھا یا معافی دار ہوا موتیون کا مالا حضور نے ایسا دیا کہ دولت سے گھر بھر گیا آپ کو دعائین دیا کرونگا قاسم نے رشید کو خلعت دلوایا اور معافی نامہ دیکر رخصت کیا مگر رشید کو تردد ہی چلتے وقت دو پاسی بڑا سے خبر چھوڑ گیا سلطان نے

جو دربار خالی پایا دیکھا کہ قاسم اکیلے ہین ایک جام شربت تیار کیا اُسمین بیہوشی ملائی
اور سامنے قاسم کے پیش کیا کہا اِسے نوش فرمایئے دن بھر حضور کو مشقت مین گذرا
اتبو آرام ملے قاسم نے بلا تکلف وہ جام نوش کیا جام پیتے ہی یہ انجام ہوا کہ قلب سے
دھوئین نکلنے لگے ہر چند چاہا ضبط کرون مگر جب ضبط نہ ہوسکا تو گھبرا کر فرمایا کہ او سلطان
اِس شربت مین کیا تھا کہ کلیجہ بھُن رہا ہی سلطان نے جھلا کر کہا او جوان تیری جرائت
نے پریشان کر دیا اگر مقدمۂ معشوق نہ ہوتا تو مین بدل اطاعت کرتا رقیب کی کیونکر
اطاعت کرون اِس جام مین بیہوشی تھی قاسم جھلا کر اُٹھے بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی
ڈگمگا کر گرے بیہوش ہوے سلطان نے حکم دیا اِس جوان کو مسلسل کرو اُسی وقت
آہنگر حاضر ہوے ہتھکڑیان بیڑیان قاسم کو پہنائین کئی سو من آہن مین مسلسل کیا
خوف ہی کہ جوان صاحب طاقت ہی ایسا نہو غصے مین قید توڑ ڈالے جب خوب ضبطی
کر چکا تو قاسم کو ہوشیار کیا قاسم کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا پکار کر
آواز دی او سلطان تو نے یہ مکر کیا اگر چھوٹونگا تو تجھسے سمجھونگا سلطان نے کہا
اب رہائی کی امید نہ رکھو ابھی تمکو قتل کرتا ہون مین سُن چکا ہون کہ جہان تم لوگ
قید ہوے کوئی مددگار پیدا ہو کر تمکو قید سے رہا کر لیتا ہی مین ابھی میدان خونی کی تیاری
کرتا ہون کیا زندہ چھوڑونگا او قاسم مقدمۂ معشوق بہت نازک ہی کیونکر ہوسکتا تھا
کہ مین رقیب کی اطاعت کرتا وزرا نے کہا اِس جوان کو قید کر کے اپنے ملک مین لیچلیے
وہان چلکر سامان قتل کیجیے اہل شہر سے یہ کہیون کہیے کہ مین نے مکر سے پکڑا ہی یہ مشہور کیجیے
کہ مین نے اِسکو زیر کیا ہو سب اہل شہر کو بڑی خوشی ہوگی یہ راے سنکر سلطان بہت
خوش ہوا کہا یارو خوب تدبیر بتائی اپنے ملک مین لیچلونگا وہان چلکر یہی مشہور کرونگا
جو تمنے ابھی بیان کیا مگر رشید جو دو پاسی چھوڑ گیا تھا اُنھون نے جو دیکھا کہ قاسم کو قید
کر لیا لشکر کی تیاری ہو رہی ہی بھاگے ہوے خدمت مین رشید کی آئے سامنے آکر رونے
لگے رشید نے پوچھا کہ یارو تمکو کیا ہوا کہا اُٹھا کر صاحب سلطان نے مکر کر کے قاسم
کو گرفتار کر لیا اب لشکر تیار ہو رہا ہی طرف اپنے قلعے کے لیجائیگا وہان جا کر دشمنون کو

قتل کریگا یہی صلاح مین ہوئی ہین رشید سنکر بہت رویا کہا یارو کیا کرون اگر مین کسی لائق
ہوتا تو جاکر سلطان سے لڑتا شاید کوئی مطلب نکل آتا ایسا نہ ہو اُسکو میرا ابھی خیال آے
تو گانؤن لٹوا لے باعث خرابی ہو اور مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ ضرور میرے ساتھ دشمنی کریگا
اُسیوقت رشید نے لباس فقیری جسم پر آراستہ کیا اور اِس فکر مین نکلا کہ اگر اُنکا کوئی عزیز
ملے تو اُسے اطلاع دون رشید تو فقیر بنا ہوا ہو حق کرتا ہوا گانؤن سے نکلا اہل قریہ سے
کہ گیا اگر کوئی ملازم سلطان آئے اور مجھکو پوچھے تو کہدینا کہ وہ فقیر بنکر نکل گیا ہملوگ
تابعدار ہین گانؤن والے بہت رو رہے ہین کہتے ہین کہ سلطان نے بڑا مکر کیا لیکین
یہان سلطان جب لشکر تیار کرچکا تب قاسم کو اراپے پر لادا چند سوار و پیدل کو
ور دولت ملکہ پر روانہ کیا کہلا بھیجا کہ اُسنے حریف کو پکڑ لیا اب تم لوگ بہ آرام آؤ اپنے ملک
کو چلتا ہون وہان چلکر شادی کرونگا اِس دھوم سے شادی ہو کہ دیکھنے والے کہین کہ
ایسی شادی کبھی ہمنے نہین دیکھی تھی ملکہ یہ سنکر سر پیٹنے لگی کنیزون سے کہا جاکر کہدو
کہ او بے حیا فوج کو بھیج ہم بے وارثون کو قتل کرے زندہ تو ہملوگ نہ جائین گے جو مکر
تونے قاسم کے ساتھ کیا اُسکا بدلہ خداے تعالی تجھسے لیگا ملازم نے آکر سلطان سے
یہ سب بیان کیا کہ ملکہ بگڑی ہوئی بیٹھی ہی آپ کے ساتھ جانے پر راضی نہین ہی کہتی ہی
ہمکو قتل کرو وزیر سے اِسنے صلاح کی کیون صاحب اِس مقدمے مین کیا کرون وزیرنے
کہا حضور عورات سے اُلجھنا کیا ضرور ہی اول چلکر قاسم کو قتل کیجیے جب ملکہ کو یقین ہوگا
کہ قاسم قتل ہوگیا باپ مارا جاچکا سمجھے گی کہ سواے سلطان کے کوئی وارث نہین
ہی ضرور اطاعت کریگی سلطان کو یہ راے پسند آئی اُسیوقت کوچ کیا طرف اپنے ملک
کے چلا مگر غضنفر بن اسد قریات کو لوٹتے پھرتے ہین جس قریے کے قریب پہونچے کہلا
بھیجا کہ آج ہم سب کی دعوت کرو جو زمیندار حال غضنفر سے آگاہ ہین وہ فوراً اقبال
دعوت کرلیتے ہین جو نہین آگاہ ہین وہ دعوت کا اقرار نہین کرتے جسنے انکار کیا فوراً
گھر بار مال اسباب لوٹ لیا غرض ایک قریے پر تین دن سے فروکش تھے تیسرے دن
زمیندار روتا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار ہمارے گانؤ مین ایک دانہ غلے کا نہین ہی غضنفر

کوچ کیا ایک محافے مین معشوقہ ہمراہ ہی اور ساتی ہزار دیو انے ساتھہ ملکہ برقان برق وش
یہ غضنفر پر عاشق ہی اس زور وشور سے لشکر غضنفر کا جاتا ہی جس طرف سے نکلجاتے ہین
اہل شہر یہ بھاگ نکلتے ہین بعض نذرین لیکر آتے ہین لیجا کر اُتارتے ہین اکثر جو قلعہ راہ مین ملا
اُسپر بلوہ کیا رئیس کو مارا قلعے کو لوٹ لیا پھر روانہ ہوے قضاے کار رشید زمیندار
فقیر بنا ہوا کئی دن سے پھر رہا تھا ایک روز زیر نخل بیٹھا رو رہا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ اے
خالق بے نیاز و اے رب کارساز آرزو میری پوری کر کوئی عزیز صاحبقران کا ملجاے
کہ اُس سے اطلاع کرون کہ قاسم رہا ہون مطلب دلی حاصل ہو اِس سوچ مین بیٹھا تھا
کہ بوق ترکی کی آواز کان مین آئی دیکھا آمد لشکر کی ظاہر ہوئی ہزارہا قزاق گھوڑے
ڈالے ہوے معلوم ہوے ایک کمسن کو دیکھا کہ مرکب بادرفتار پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا
نمایان ہوا رشید نے جو بغور دیکھا صورت سے قاسم کی صورت ملتی ہو وہی حال ہی
کہ رنگ ہاشمی چہرے پر جوشان و نمایان ہی ہوا سے زلفین ہلتی ہین تمام صحرا مشک و
عنبر سے بسا ہوا ہی رشید نے بڑھکر سلام کیا اُس جوان نے گھوڑا روکا پوچھا کیون
شاہ صاحب کیا چاہتے ہو کسنے ستایا ہی اُسکو چلکر سزا دین یا کچھ مال دنیا کی خواہش ہی
آخر کیا کاہش ہی رشید رونے لگا کہا حضور کے نام نامی سے آگاہ ہون تو مفصل عرض
کرون غضنفر نے کہا نام ہمارا شہنشاہ قزاقان نبیرہ صاحبقران اِس ملک مین مثل
آفتاب کے نام ہمارا روشن ہی بس نام سُنکر رشید قدمون سے لپٹ گیا کہا اے شاہزادے
قاسم عالی وقار کو سلطان نے بہ مکر قید کیا ہی طرف اپنے قلعے کے براے قتل لیے جاتا ہی
امیدوار ہون کہ چلکر اُنکو رہا کیجیے نام قاسم سنکر غضنفر ہنسے کہا یہ دست چپی ہمیشہ سے
یون ہی تباہ رہتے ہین کبھی یہ نہ سنا کہ کوئی ملک فتح کیا ہو اے رشید تم ساتھہ رہو جسطرف کہو
اُسطرف چلون رشید نے رہبری کی غضنفر کو لیکر چلا سلطان ایک صحرا مین فروکش
تھا بڑی جلدی ہی کہ اپنے قلعے پر پہونچون قاسم کو قتل کرون معشوق پر قبضہ ہو ابھی
اُسکو گمان ہی کہ قاسم زندہ ہین جب سُن پائیگی کہ قاسم قتل ہوگئے تب بخوشی قبول کریگی
کہ رشید نے بڑھکر غضنفر کو خبر دی کہ صحرا مین لشکر فروکش ہی مگر آپ کے ساتھہ فوج کم ہی

وہ تین لاکھ کے لشکر سے فرد کش ہو کیونکر غالب آئیے گا غضنفر نے کہا سُٹھا کر صاحب یہ اسّی ہزار جوان اسّی لاکھ پر بھاری ہین تب رشید نے بتایا کہ سامنے صحرا ہو روشنی معلوم ہوتی ہو آج سلطان کے یہان جلسہ ہو کچھ طائفے وغیرہ بلائے ہین روشنی بھی ہو رہی ہو غضنفر نے لشکر اپنا عقب کوہ اُتار افزافون وغیرہ نے کھانا پکا کر کھایا دو پہر رات گئے غضنفر نے بوق ترکی بجایا یہ صدا اُٹھی کہ ای قزاقان تیار شو یہ آواز جو گھوڑون نے سنی یا تو صحرا مین چرا کر رہے تھے یا فوراً طرف اپنے مالکون کے دوڑے غضنفر نے دوسری آواز دی گھوڑون پر کاٹھیان پڑ گئین تیسری آواز مین سب تیار ہو کر سامنے آئے غضنفر نے کہا بھائیو چلکر ایک شبخون مارو مگر آج اُس خاوری کو ہاتھ نہ کرو سب نے عرض کی جو رائے اقدس ہو سامنے لشکر سلطان تھا سب کو لیکر پہونچا سامنے لشکر کے آکر اول تین تیر مارے نعرہ کر کے گھوڑے اُٹھائے قزاق لڑے بھڑے ہوے رنگ شبخون کو خوب جانتے ہین مگر غضنفر نے برقان برق وش کو منع کر دیا تھا کہ تم نہ شریک ہونا قزاقون نے اِسطرح گھوڑے دوڑائے کہ گرد و غبار بلند ہوا طنابین خیمون کی کاٹ دین اور آگ لگا دی تہلکہ ڈالدیا لوٹ رہے ہین اور مصروف جنگ ہین قاسم ایک خیمے مین قید ہین کئی ہزار نگہبان اور پاسبان بیٹھے ہین کہ بوق ترکی کی آواز کان مین آئی زانو پر ہاتھ مارا فرمایا کہ اِس وحشی کو کیونکر خبر ہوئی نگہبان تو اُٹھکر بھاگے ورہ ہائے کوہ مین جا کر چھپے قاسم قید خانے مین بیٹھے ہین کہ سامنے سے دیکھا غضنفر دریائے خون مین نہایا ہوا لڑتا ہوا آتا ہو قاسم سوچے کہ اب آکر رہا کریگا مگر غضنفر نے طرف سے قاسم کے منھ پھیر لیا قاسم نے مجبور ہو کر آواز دی کہ ای فرزند مین اِس مقام پر قید ہون غضنفر نے کچھ جواب نہ دیا ملازمون نے جا کے سلطان کو خبر دی کہ آپ کے لشکر پر شبخون آیا ہو غضنفر بن اسد فوج کو قتل کر رہا ہو ہزارہا خیمہ جلگیا بازار غلہ فروشان لٹ رہا ہو یقین ہو کوئی زندہ نہ بچیگا سلطان مسلح ہو کر جو نکلا دیکھا کہ لشکر بھاگا جاتا ہو ہر طرف صدائے فریاد بلند ہو نعرہ کر کے لڑنے لگا جس مقام پر آیا اپنے ہی ملازمون کو دیکھا کہ آپس مین لڑ رہے ہین بھائی نے اپنے

بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا روشنی مین جب دیکھا تو پہچانا بے اختیار رونے لگے
سلطان نے کہا او نامردو آپس مین لڑے اب کیون روتے ہو سامنے آکے دیکھا
ایک لڑکا کمسن جنگ مین مصروف ہے دنگ ہو گیا نعرہ کرکے آواز دی ہنم سلطان
ابلق سوار او طفل بے ادب غضب کیا کہ میرے لشکر پر شبخون مارا میرے مقابلے
مین تو آ گویا شیر کے بچے کو ٹوکا غضنفر نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا سلطان گینڈا اپنا
بڑھا کر قریب آیا نیزہ مارا غضنفر نے خالی دیکر جواب مین نیزہ مارا سلطان نے
سینہ اپنا بچایا غضنفر نے آن دیکر نیزہ گینڈے کی آنکھ پر مارا اور نیزہ چھوڑ دیا گینڈے
نے چرخ مارا غضنفر برس پڑا اتنی تلوارین مارین کہ سلطان زخمون سے چور چور
ہو کر گینڈے سے گرا اور سامنے سے بھاگا غضنفر نے کئی نیچے بھگوڑے کی پشت پر
مارے لوگ بیچ مین آپڑے سلطان کو بچا کر نکال لیگئے جب سلطان اس حال زار
سے بھاگتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا منھ کے بھل گرا یہان غضنفر نے جب دیکھا سب
قزاق مال لوٹ چکے بوق ترکی بجایا کہ ای قزاقان بدر رو بد قزاق نکلنے لگے فرودگاہ
پر پہونچے تھوڑے عرصے مین غضنفر بھی آئے اسی مقام پر اتر پڑے جشن ہونے
لگا قزاقون نے دائرے بجا کے چھار بیت ہونے لگی مال لوٹ کر لائے کسبیان
سنکے دوڑین آکر قزاقون کو گھیر لیا ناچ ہو رہے ہین قزاق بیل دے رہے ہین مگر
یہان قاسم کو بڑا اندیشہ ہے کہ چھوکرے نے آکر کیون شبخون مارا مجھے کیون نہ رہا کیا یہ
مقام خالی پایا سامنے سے چلا گیا بیچارہ اتو آواز نہ دی مگر سلطان نے صبح کو ہزیمت خوردہ
لشکر کو درست کیا قاسم کی قید پر اور زیادہ نگہبان مقرر کیے مگر حیران ہے کہ یہ چھوکرا
میرے لشکر پر کیون شبخون لیکر آیا و زرا اگر جواب دیتے ہین کہ آپ کا لشکر آباد
دیکھا وہ شخص لٹیرا ہے لوٹ مار کرکے گیا پھر دن چڑھے کوچ کیا پانچ کوس پر آکر اترا
رشید نے غضنفر کو خبر دی کہ یہان سے پانچ کوس پر جا کر اترے ہین غضنفر نے دو پہر
رات گئے وہی بوق بجایا تیسری آواز مین سب قزاق تیار ہو کر آئے غضنفر نے
گھوڑا اٹھایا چشم زدن مین پانچ کوس کو طی کیا سامنے لشکر سلطان کے پہونچے

بوق ترکی بجایا اُسمین یہ آواز نکلی کہ ای قزاقان بزنید و بہ بندید صدا دیتے ہی جابجا سے
لشکر سلطان کو قتل کرنے لگے طنابین کاٹین اور خیمون مین آگ لگادی گھوڑے
دوڑا کے فوج کو گھبرادیا ہرکارون نے سلطان کو خبر دی سلطان آنکھین ملتا ہوا
اُٹھا لڑتا ہوا چلا غضنفر لڑتا بھڑتا قریب قید خانے کے آیا نگہبانون کو قتل کیا قریب
قاسم کے پہونچے پکار کر آواز دی آپ کو ہمیشہ قید ہی مین دیکھا ہاتھ اُٹھائیے مین
قید کاٹون قاسم خود آتش خو شعلہ مزاج جواب دیا آپ جائیے ہم رہا ہو جاینگے قید مین
پھنسنا یہ بھی اتفاق ہی اس ملعون نے مکر کیا ہم مکر کو کیا جانین اُسکے دام مین گرفتار
ہوے غضنفر نے کہا اب زیادہ مزاج داری نہ کیجیے ورنہ سلطان آتا ہی مین نکلجاؤنگا
قاسم نے کہا مجھے ایسی رہائی سے قید منظور ہی غضنفر نے بڑھکر ہتھکڑی کاٹی قاسم نے
نعرہ کرکے یہ اشعار پڑھے نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من — گرمی بازار عشق از تف خون منست
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من — باک ندارم ز دار چوب ستون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق — بشکنم این بند را وقت جنون منست

قید کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا غضنفر نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا پیش کیا
کہا سوار ہوجیے قاسم پشت مرکب پر سوار ہوے لڑتے ہوے چلے جو کوئی پہلوان
سامنے آتا ہی غضنفر آگے قاسم کے بڑھ جاتا ہی نیزہ آنکھ مین گینڈے کی مار دیا اسقدر
نیچے مارے کہ ٹکڑے ٹکڑے کرکے پہلوان کو ڈالدیا پلٹ کر کہا آپ نے ملاحظہ کیا دیکھیے
پہلوان کو یون مارتے ہین قاسم نے جواب دیا تم بے نظیر جوان ہو پہلوان کا تو
حوصلہ دل مین رہجاتا ہی غضنفر نے کہا مطلب یہ ہی کہ اپنے حریف کو قتل کرین کہ سامنے
سے جاؤ لشکر کا ہوا غضنفر نے دیکھا کہ سلطان لڑتا ہوا آتا ہی فوج پر طعن کی ہی کہ یارو
بڑے افسوس کی بات ہی کہ چند قزاق ہمکو لوٹ لین اور تم کچھ نہ کرسکو تین لاکھ سوار
پیدل تم ہو غضنفر نے کہا ای قاسم مین تو جاتا ہون تم بھی میرے ہمراہ نکل آؤ یہ کہکے
بوق بجایا کہ ای قزاقان بدر روید قزاقون نے جو آواز بوق کی سنی لڑتے بھڑتے نکلے

قاسم انکے ہمراہ کب جاتے ہین قاسم اکیلے رہگئے سلطان نے گھیر لیا اہل فوج سے
کہا یارو یہ ہمارا قیدی نہ جانے پاوے مگر رشید نے جو دیکھا کہ غضنفر تو لڑتے بھڑتے
نکل گئے قاسم گھرے ہوے ہین یہ نہ منظور کیا کہ ان سب کے ساتھ مین بھی نکلجاؤن
یہی خیال کیا کہ اور زیادہ طعن کریگا اسوجہ مین لڑ رہے ہین دور سے تیر پڑ رہے ہین
نامرد تیر سے مارکر بھاگتے ہین قاسم زخمون سے چور چور ہین مگر لڑ رہے ہین وہ لوگ
چاہتے ہین کہ گرفتار کرلین مگر کوئی قریب نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہے ہین مگر
سلطان نے گینڈا ابھارا مقابلۂ قاسم مین آیا تلوار پکڑ کر برس پڑا قاسم روک رہے
ہین روکتے روکتے ہاتھہ تلوار کا مارا کہ سر سلطان کا زخمی ہوا نقیب آواز لگا رہے
ہین کہ ای مردان بکوشید تا چاسۂ زنان نپوشید ایک جوان تمسے گرفتار نہین ہوسکتا نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر رہا نہ آئینہ حیرت افزا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان فنا

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا

اس گلستان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا

لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری

ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری

آوازین نقیبون کی سُن سُنکے اہل لشکر کو جوش و خروش ہوتا ہی جھپٹ کے قاسم پر
آتے ہین مگر قاسم شمشیر ہاتھہ مین دوسرے ہاتھہ مین سپر اس رنگ سے لڑ رہے ہین
زخم کھاتے ہین پشت و پہلو سے خون بہ رہا ہی مگر جسپر جا پڑے اُسکو مارا سلطان الگ
کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہی مگر رشید نے جو دیکھا کہ قاسم اکیلے گھر گئے روتا ہوا لشکر سے

دکھلا ایک صحرا مین آکر ٹھہرا سوچ رہا ہی کدھر جاؤن کہان سے مدد لاؤن کہ اُس شبیر کو بچاؤن
یقین ہی کہ آخر گرفتار ہو جائین گے زخمدار کہانتک لڑینگے اِس سوچ مین رشید کھڑا ہی
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رشید نے ایک مرد بزرگ پہلو مین ایک جوان قوی تن قوی
من فیل سفید پر سوار ایک جانب جوان خوشرو صورت سے قاسم کی ملتا جلتا پشت پر
ساٹھ ستر ہزار جوان علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے اُنپر تعریف الٰہی
ونعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم رشید آگے بڑھا پکار کر آواز دی اے
افسر اعلی تمسے فریاد کرتا ہون بیچ مین جو دونون جوانون کے تھے انھون نے گھوڑا
روکا پکار کر آ.. دی اے شخص کیا کہتا ہی رشید نے کہا نبیرہ صاحبقران قاسم عالیشان
لاکھ فوج مین گھرا ہی اُسکو کوئی بچائے ایسا نہ ہو کہ وہ قتل ہو جائے یہ سُنکر وہ جوان
جو آفتاب جمال ہی گھوڑے کو بڑھا کر سامنے رشید کے آیا پوچھا تیرا کیا مطلب ہی کہا
مین قاسم کا غلام ہون فوج سلطان مین گھرے ہین مگر اکیلے لڑ رہے ہین شاہزادہ
بدیع الزمان نے بارہ ہزار جوان ہمراہ لیے ساتھ رشید کے چلے صاحبقران نے
فرمایا اے دارا اے ہند تم بھی جاؤ یہ فرما کر خود بھی گھوڑا بڑھایا اُن دونون جوان کے
جانے سے تسکین نہ ہوئی گھوڑے کو اُڑاتے ہوے سامنے فوج کے آتے ہی نعرہ
کیا کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نعرہ

امیر عرب حمزہ شیر دل — گرز و گشتہ سہراب و رستم خجل
امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

برابر دوسرا نعرہ ہوا کہ منم دارا اے ہند و مالک سواد اعظم مالک ہندوستان
رکن رکین و دل وجان حمزہ صاحبقران نعرہ بلند ہوا .

جزیرہ ہاے دریا اگر فتم تا بہ ہندستان — اگر نام نمیدانی منم لندھور بن سعدان

دوسری طرف سے نعرہ ہوا کہ منم انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر پہلوان پہلتن

بدیع الزمان فرزند صاحبقران نعرہ بدیع الزمان

مہ برج خوبی شہ انجمن ✣ بدیع الزمانم کہ در رزم کین ✣ زتیغم بسے ملک اسلام شد		بدیع الزمان گرد لشکر شکن توانم کشم آسمان بر زمین ✣ کہ سر فتنہ باخستہ نام شد

قاسم نے جو نعرہ بدیع الزمان کی آواز سنی یا تو آنکھیں بند تھیں زخم کھا رہے تھے یا قاسم نے آنکھیں کھولیں مرکب پر پٹری جما گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا نعرہ قاسم

آفتاب مشرق دین پروری ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ز آب دم تیغ شستم زمین	دیگر	شہسوار لعل پوش خاوری زنم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ ہمہ باختر شد بہ زیر نگین

نعرہ کر کے قاسم لڑنے لگے کہ سامنے سے صاحبقران لڑتے ہوئے آئے ایک طرف سے لندھور آکر گرے دور سے جو قاسم کو از حد زخمی دیکھا بیقرار ہو گئے لڑتے ہوئے قریب سلطان کے پہونچے قاسم نے وہین سے للکارا کہ او کشتی گیر خبردار ہاتھ نہ ڈالنا یہ میرا حریف ہی یہ کہکے گھوڑا بڑھایا سلطان نے بدیع الزمان پر ہاتھ مارا شاہزادہ بدیع الزمان نے روک کر تیغہ طلسم طہمورث کا ہاتھ مارا یہ تیغہ طلسمی دست زبردست بدیع الزمان سپر کو کاٹ کر جو گرا تا بہ جگر گاہ پہونچا قاسم نے آکر ہاتھ مارا کہ سلطان کے دو ٹکڑے ہوئے صاحبقران نے چند عرصے مین فوج کو تار تار کر دیا کچھ بھاگے کچھ مارے گئے باقی جو رہے انھون نے امان مانگی سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے صاحبقران نے آکر قاسم کو سنبھالا اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی شب کو صاحبقران بارگاہ مین آکر بیٹھے جلسہ آراستہ ہوا خواجہ عمرو نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بلند آواز سے گانا شروع کیے نظم

آج تو مستی کر رہی ہر شور گھٹا آگ برسے تو نہین جائے عجب فرقت مین کوڑے بجلی کے نہ کیون رعد لگاتے ہیم	ساقیا دیر نہ کر دیکھ تو ہو زور گھٹا یہ ہر دو دل سوزان نہین گھنگھور گھٹا میکشو چادر مہتاب کی ہر چور گھٹا

جسطرح باغ مین بارش ہی یون ہی جنگلین — نظر آتا نہین کچھ ہوگئی ہی کور گھٹا
دم بخود صورِ قیامت ہو جو نالان ہون — پر یہ چپ رہتی نہین ہی بڑی منھ زور گھٹا
دھوے وان بال ہوا یان دل پر داغ کو جب — رقص کرتے ہین اگر دیکھتے ہین مور گھٹا
ناتوانی ہوئی دن رات کے غم کھانے سے — جسقدر بجھ کے بڑھی اور ہر اندور گھٹا
خم برسات مین اِسدرجہ ہوا جوش شراب — ہوگئی بادۂ گلگون سے شرابور گھٹا
لازم اُس مہ کی سواری مین گھٹا ٹوپی بھی ہے — نہ بھگو دے ترے سکھپال کا سب تور گھٹا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو صاحبقران نے کوچ کیا مگر قاسم کو ملکہ میمونہ کا خیال نخفار رشید کو ہمراہ لیکر چیلے سے شکار کے نکل گئے قریب ملک مہرانیہ آکر پہونچے ملکہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ شہزادہ آتا ہی اِسقدر بدحواس ہوئی کہ قصد کیا خود نکل پڑے ان مان نے روکا کر نور نظر کنیزون کو روانہ کرو یقین ہی کہ تمھارے وارث کے خلاف ہوگا کنیزین اور ناظر قاسم کو لاے جب محل مین آئے مادر ملکہ کو سلام کیا مادر ملکہ نے بلائین لین تیاری عقد کی ہونے لگی قضاے کار یہ خبر مشہور جو ہوئی کہ قاسم کا عقد ساتھ میمونہ کے ہوتا ہی یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی وہان کا حاکم ہیجان مردم در ملکہ کا منسوبہ یہ خبر سنکر بارہ ہزار فوج سے طرف قلعۂ مہرانیہ کے چلا یہان تقریب مانجھا وغیرہ ہوچکی ہی شب عقد ہی اور قاسم تخت پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی کہ رشید گھبرایا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہریار ہیجان مردم در بارہ ہزار فوج سے براے مقابلۂ حضور آتا ہی قاسم نے لشکر تیار کیا بیرون قلعہ آکر اُترے دوسرے دن ہیجان آکر پہونچا خبر سُنی کہ رقیب میرے مقابلے مین آیا ہی یہ اپنے مقام پر کہنے لگا اِس جوان نے اب یہ طاقت پیدا کی کہ مابدولت کے مقابلے مین آیا ہی اِسطرح مارون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اِسکے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجھکو افسوس نہ آئے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا رشید نے قاسم کو خبر دی قاسم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری جب مرغ سحر آوازین دینے لگا اور روشنی ہوئی نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خوار روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار ✢	کر پہلے کیا زاغ شب کو شکار

دونون لشکر باقاعدۂ قدیم میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے ہیجان نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا پکار کر آوازدی وہ جوان کہان ہی جو ہماری منسوبہ سے عقد کرتا ہی قاسم نے مرکب نکالا اہل فوج پریشان تھے کہ ہیجان کی جرأت مشہور ہی جس جنگ پر گیا اُسے فتح کرکے آیا قاسم جو مقابلے مین پہونچے ہیجان نے جو صورت زیبا دیکھی مثل آئینہ حیران و بہ شکل زلف پریشان حیران جمال ہوکر صورت زیبا دیکھنے لگا پوچھا کہ اے جوان تیرا نام نامی کیا ہی سلطان کو تو ہی نے مارا مہران تاجدار تیرے ہی ہاتھ سے مارا گیا قاسم نے کہا اُسکی قضا آئی ہاتھ پڑ گیا مارے گئے یہ تو کوئی فخر کی بات نہین ہی ملک سنجان مین گنجاب کو شکست دی ملک عجم تک جاکر بھگایا آخر ٹھہر نہ سکا گھبرا کے بھاگا باختر مین جاکر دم لیا وہان بھی ہم پہونچے عشق ملکہ گیتی افروز مشہور عالم ہی باغ سے اُسکو نکال لایا قلعۂ زرتاسیہ پر آکر اُترے لقا نے بڑے بڑے پہلوان بھی روانہ کیے جو گیا اُسنے شکست کھائی آخر بطن ملکہ گیتی افروز سے ایک فرزند پیدا ہوا ایرج نوجوان اُسکا نام ہی دشت جرأت مین اُسکی تلوار کی دھاک ہی جس معرکے مین پہونچا قصہ وہان کا پاک کیا یہ سُنکر ہیجان کانپنے لگا کہا اے شہریار مین اطاعت کرتا ہون گینڈے سے کود پڑا قدمون کو بوسہ دیا گر دپھرنے لگا قاسم نے گلے سے لگا لیا کلمہ ارشاد کیا مکرّر سے کلمہ پڑھکر ہیجان مسلمان ہوا دل مین حیران ہی کہ جب اِس جوان نے سلطان ابلق سوار کو مارا اور مہران تاجدار کو بارگاہ مین قتل کیا تو مین اِسکا کیا کرسکونگا عرض کی حضور آج میرے یہان دعوت قبول کیجیے رشید نے عرض کی کہ حضور اِسکی بارگاہ مین نہ جائیے اِسکی صورت سے مکر معلوم ہوتا ہی یہ سُنکر

قاسم نے جھڑک دیا کہا ہمارا رعب دیکھکر مسلمان ہوا ہی اگر مکر کریگا تو پروردگار مالک ہی
ہیجان قاسم کو اپنی بارگاہ مین لایا مقام صدر پر جگہ دی جام شراب آغشتہ بدارو ے
بیہوشی سامنے قاسم کے پیش کیا قاسم نے جام شراب نوش کیا بیہوشی نے تاثیر کی گھبرا کر
اُٹھے گر کر بیہوش ہوے ہیجان نے آہنگرون کو بلایا دوہری قید جسم پر آراستہ کی مگر
رشید یہ معرکہ دیکھکر بھاگا فوج مین آکر اطلاع کی سب کو صلاح دی کہ بھاگ کر قلعے مین چلو
قلعہ بند کر لو ورنہ صبح کو دبا لیگا کون اُس دیو خصال سے مقابلہ کریگا سب حیران و پریشان
بھاگ کر قلعے مین آئے پھاٹک بند کر لیا خندق پر آب کی گولہ انداز و برق انداز مقرر کیے
جب یہ خبر وحشت اثر ملکہ کے گوش زد ہوئی پیٹنے لگی مان نے سمجھایا کہ بیٹیا خدا پر نگاہ کرو
سلطان گرفتار کر کے لیگیا تھا پروردگار نے اپنا فضل کیا اب بھی کوئی سبب ضرور
پیدا کریگا ناچار ملکہ سر جھکا کر بیٹھی مگر زار زار رو رہی ہی کہتی ہی اے کریم کارساز و اے مالک
بے نیاز میری مدد کر نظم

تو بودی بیشک و لاریب موجود — ہنوز و قتیکہ بود و نا بود
ز جود تو ظہور جسم و جان ست — وجود ہر وجود از تست موجود
تو مطلوبی برائے اہل مطلب + — تو مقصودی برائے اہل مقصود
تو بایک لفظ کن کردی اشارہ — زمین و آسمان موجود شد زود
تو کردی گرم بازار محبت + + — ازان سودا رساندی خلق را سود
بہ فرمان تو بد گردد نکو کار — شود مقبول از حکم تو مردود

کبھی بیقراری مین تڑپتی ہی کہ اس اندھیری رات کا دیو غم مجھے کھا جائیگا دیکھیے کیونکر
زندگی ہو یارب تو اپنا رحم کر کبھی رشید کو دروازے پر بلوایا کہا اے رشید تمنے رفاقت
کا خاتمہ کیا قید سلطان سے چھڑوایا دادا جان کہان چھوٹے تھے رشید نے کہا اے
ملکۂ عالم شاہزادہ خاور سیاہ کا عجب مزاج ہی ایک شب دادا جان کے ہمراہ رہے
صبح کو مجھسے کہا کہ ہم شکار کا حیلہ کرتے ہین تم بھی ساتھ چلو اتنے مین قلعے مین چلا آیا قلعہ
چہار جانب سے گھرا ہوا ہی اگر قلعے سے نکل سکتا تو صاحبقران کو خبر کرتا وہ سنتے ہی

تشریف لانے دو سردار نامی وگرامی اُنکے ساتھ ہین ایک فرزند نامی بدیع الزمان دوسرے انکا جانشین لندھور بن سعدان جسکو بعید بیٹے اِس بیمیا کے لیے کافی تھا اگر پہلے مجھکو یہ خیال آتا تو مین قلعے مین نہ آتا اپنے کو خدمت مین صاحبقران کی پہونچاتا سُنتے ہی وہ تشریف لاتے آپ کی تکلیف گوارا نہ کرتے ملکہ نے کہا اے رشید مین کیا اپنا حال کہون جس روز سے اِنپر مائل ہوئی ایک ساعت آرام سے نہ کٹی روز مصیبت اُٹھائی فلک کج رفتار اور گردون غدار نے یہ صورت دکھائی عین شادی مین یہ بربادی نظر آئی اب دیکھون کیا فلک دکھاتا ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

زندان مین بھی کوچہ ترا اے یار آتا ہی نظر — بلبل قفس مین ہو مگر گلزار آتا ہی نظر
عاشق ہی کا تیرے گمان ہوتا ہی مجھکو جانِ جان — کوئی بہت جو ناتوان بیمار آتا ہی نظر
تجھسے جدا ہین جب سے ہم ہی محبت انسانسے غم — غمخوار ہر اک اے صنم خونخوار آتا ہی نظر
تھا دم جو جسم زار مین ہو دیدۂ خونبار مین — جینا فراق یار مین دشوار آتا ہی نظر
یاد آتی ہی تیری ہنسی بربادیٔ عشق کی — بھٹکا ہوا جبدم کوئی میخوار آتا ہی نظر
جی سے ہون بیزار مانند نون ہی مرگ درکار اندنون — مجھسے مرا یار اندنون بیزار آتا ہی نظر
دیکھی ہین جب سے اک نظر آنکھین تری اے فتنہ گر — مانند نرگس زیست بھر بیدار آتا ہی نظر
تیرا خدنگ اے غنچہ لب دل مین ہوا ہی غرق جب — سینہ کو شق کرتے ہین تب سوفار آتا ہی نظر
تاسخ ہی اب آنکھون بہر مشق تصور اسقدر — جس سمت کرتا ہون نظر دلدار آتا ہی نظر

رشید نے دست بستہ عرض کی اے ملکۂ عالم اپنے کو سنبھا لیے یقین ہی کہ قادر ذو الجلال مدد کرے غلام رخصت ہوتا ہی بالاے قلعہ جا کر بیٹھون گولہ اندازون کو ہوشیار کرون اول تو حضور مطمئن رہین قلعے سے آگ برساؤنگا کیا مجال ہی کہ تا بہ قلعہ آسکے پانچ چار ہزار جوان مسلح و مکمل مین نے اپنے پاس رکھے ہین اگر وہ آجائیگا تو وہ لڑینگے دشمنون پر بے خوف جا پڑینگے ہزارون کو مارکر مرینگے جب دیکھونگا شکست ہوتی ہی تو آکر آپ کو قتل کرونگا پھر اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا اے رشید مین اپنا خون تمکو معاف کرتی ہون جو مناسب جانو وہ کر دگر میری عصمت بچا لو ہیجان مجھکو زندہ

نہ پاے لاشہ اُٹھا کر لیجاے رشید نے کہا حضور آخری یہ تدبیر ہی پہلے دشمنون کو مین
توپ دم کرونگا پھر تلوار سے لڑونگا جب کچھ نہ بن پڑے گا تو مین باہر نکلکر جان دونگا
آپ اندر رجان دیجیے اگر خدا نے اپنا فضل کیا اور کوئی معین و مددگار آگیا تو مین
خود قلعے سے نکل پڑونگا ملکہ نے رشید کو دعائین دین کہا بیٹا تمھاری ذات سے بڑی
تسکین ہی تم وہ کر رہے ہو جو رفیقان جانباز کرتے ہین اپنے آقا کی آبرو پر مرتے ہین اگر
خدا نے فضل کیا اور شاہزادے نے رہائی پائی تو تمکو اِس قلعے کا حاکم کرونگی رشید
نے کہا پروردگار مشکل آسان کرے مجھکو غلامی شاہزادہ خاورسپاہ کی سلطنت سے بہتر
ہی مین نے اُس شاہزادے کا علاج کیا اُس شیر نے مجھکو یہ مرتبہ دیا کہ معافی دار فرمایا
بنایا قلعے مین حکومت کر رہا ہون خوب سمجھا کے ملکہ کو رشید بالاے قلعہ آیا ملکہ نے جام زہر
بھروا کر رکھ لیا ہی خنجر برہنہ ہاتھ مین کنیزون کو سفر کیا ہی کہ دم بدم خبر پہونچا نا کہ گریبان
سحر غم مین اہل اسلام کے چاک ہوا یہان ہیجان نے سلاح جسم پر آراستہ کیے کرگدن
مست پر سوار ہوا بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیکر بیرون بارگاہ آیا دیکھا قلعہ خوب آراستہ
ہی توپین لگی ہوئی ہین سب سامان حرب تیار ہی ماتا متنو الاتیل کے گرٹھا ؤ بارود کی ہنڈیان
موجود رشید کرسی پر بیٹھا ہی پانچ ہزار جوان پشت پر سب کا یہ قول ہی کہ حضور اِسکو آنے
دیجیے گھیر کر مار لین گے یا اپنی جان دینگے رشید کہتا ہی دیکھو تو کتنی توپین مارتا
ہون خدا چاہے تو زمین ہلجاے یہ بیچیا مہلت نہ پاے ہیجان نے فوج کو اشارہ
کیا کہ یارو تم بڑھو مین بھی عقب مین آتا ہون بارہ ہزار جوان لیتا لیتا کہکے بڑھے
دیدبان نے رشید سے عرض کی وہ لوگ چہارم میدان زد کا طے کر چکے ہین رشید نے
ہوائی کو داغا آواز شر کی بلند ہوئی یہ بھی نشان شر و فساد کا تھا گولہ اندازون نے
توپون کو جھکا کر بتی دی آگ برسنے لگی چار ہزار جوان پہلی ہی باڑھ مین اُڑ گئے
یا تو بلوہ کرکے آتے تھے یا فریاد کرتے ہوے بھاگے کہتے ہوے حضور گوشت و
مٹی کی لڑائی ہی بلاحظ کیجیے کہ آگ برس رہی ہی کیونکر آگے جائین دیکھیے چار ہزار کا
کھیت ہوا ہیجان نے کہا یارو مین کیا تمھارے بھروسے پر آیا ہون مین جسوقت

جا کے پھاٹک توڑ دن تب تم بھی آ جانا یہ کہکے گرز اُٹھایا گردہ بہپر کا منتظر پر کھینچا گینڈے کو
بڑھا کے چلا گولہ داہنے بائین جاتا ہی گینڈے کو کاوے اپٹرن پر ڈالے بہ ہ سے آتا ہی ہر چند
رشید نے گولے مارے مگر اُسنے اپنے کو بچایا جھپٹا ہوا بالاے خندق پہونچا فوج بھی
اُسکی آگئی کھڑا ہوا للکار رہا ہی اے رشید تو نے جرأت میری دیکھی کسطرح قریب خندق
کے پہونچا اب قلعے مین آ کر قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بارود کی ہانڈیان بالاے
قلعہ سے پڑنے لگین رشید نے بیقرار ہو کر خود سر سے اُتار رکھا یارو آمین کہو سب نے
کلاہین سر سے اُتارین رشید پکار رہا ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم اپنا
شریک کر یہ وقت مدد ہی میرے دل کو یقین ہی کہ تو ضرور رحم کریگا نظم

نمود چہرہ روشن ز ہر طرف دلدار — گہے ز خانہ گہ از کوچہ و گہ از بازار
زہے رحیم و زہے راحم و زہے غفار — زہے شفیق و زہے اشفق و زہے ستار
خداست عالم و علام و واقف اسرار — خداست ہمدم و ہمراز و محرم اسرار
چسان ز دیدہ بود حسن صورتش پنہان — کہ نقش اوست نوشتہ بہر در و دیوار
گہے ز شاخ برون آید و گہے از برگ — گہے ز سبزہ شود جلوہ گر گہے از خارہ
گہے بہ دانۂ تسبیح ہر دو دست کشاد — گہے بہ گردن خود بست رشتۂ زنار
گہے وصال و گہے ہجر گاہ راحت و رنج — گہے دوا و گہے چارہ گر گہے بیمار
گہے بہ قدرت حق زندہ میشود مردہ — گہے بہ حکم خدا خفتہ میشود بیدار
گناہ بندہ خدا بار بار می بخشد — اگرچہ توبۂ خود بندہ بشکند صد بار
نرفت بر در دیگر ز روے استغنا — نہاد ہر کہ سر عاجزی در این دربار

پانچ ہزار جوان سر کھولے ہوے آمین کہ رہے ہین ہیجان چاہتا ہی کہ خندق کو
فراؤن پھاٹک توڑ کر قلعے کے اندر جاؤن آٹھ ہزار سوار اُسکے کھڑے ہین مگر
کنیزون نے یہ خبرین جو ملکہ کو پہونچائین کہ حضور ہیجان گولون کو رد کرکے قریب
خندق آ گیا ہی چاہتا ہی اگر پھاٹک توڑون ملکہ نے جام زہر اُٹھایا کنیزون نے
ہاتھ تھام لیا کہا حضور رشید کہہ گیا ہی جب وہ قلعے مین آئیگا تو لڑونگا اُسوقت حضور

گو اختیار ہی جب خبر سنیے کہ رشید مارا گیا تب اپنی بھی جان دیجیے ملکہ نے کہا اچھا جاؤ خبر لاؤ
مگر ملکہ بلک رہی ہی کہتی ہی اے کریم کارساز مین تو ناموس خلیل الرحمان مین داخل ہوئی
کافر کے ہاتھ سے مجھکو بچائے مگر رشید بڑی جانبازی کر رہا ہی کنیز سے کہتا ہی ملکہ سے کہنا
ابھی جان نہ دین جب سنیے گا کہ غلام مارا گیا تو آپ کو اختیار ہی ہیجان نے گینڈا بڑھایا
مگر رشید نے پکار اٹھاکر رباعی اے مالک ہر بلند و پستی ✽ شش چیز عطا بکن بہ ہستی ✽ علم و
عمل و فراخ دستی ✽ ایمان و امان و تندرستی ✽ خود زمین پر دے مارا تلوار کھینچی پانچ
ہزار سوار اسکے ساتھ آمادہ ہین منتظر رہے ہوا کہ قلعے سے نکلکر لڑون اپنی زندگی مین تو
اندر نہ آنے دون جیسے رشید نے قصد کیا کہ پھاٹک قلعے کا کھلوا دون کہ صحرا سے گرد
اڑتی دیکھا ایک بادشاہ عالی جاہ تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر چار قب شہنشاہی
در بر سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی پشت پر تین سو جوان شکار کھیلتا ہوا آتا ہی اس بادشاہ
نے سر اٹھاکر دیکھا قلعے پر اہل اسلام بدحواس ایک گبر قوی تن قوی مسن گرز ہاتھ
مین چاہتا ہی کہ خندق کے پار جاؤن چہرے پر اس بادشاہ کے نقاب نارنجی پڑی ہی
ایک شاطر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے شاطر سے تاجدار نے اشارہ کیا دریافت
تو کر یہ کیا معرکہ ہی نہ یہ قلعہ کون ہی اندرون قلعہ والے کیون بدحواس ہین عیار گیا
چند منٹ مین پلٹ آیا عرض کی اے شہریار شاہزادہ خاور سپاہ کو کمر سے ہیجان نے
پکڑا ہی قلعے مین ناموس اس شیر کا ہی ہیجان بلوہ کرکے آیا ہی قلعہ لے چکا توپ بند ہو گئی
اہل قلعہ رو رہے ہین ارادہ ہی نکلکر جان دین یہ سنکر نقابدار تاجدار نے گھوڑا اپنا
طلب کیا مرکب بڑھاکر نعرہ کیا شعر منم شاہ شاہان فریدون حشم ✽ بہار گلستان کاؤس و جم ✽
تین سو سوارون نے تلوارین کھینچین ہمراہ نقابدار چلے نقابدار نے وہین سے
للکارا او ناہنجار خبردار آگے نہ بڑھنا مردان عالم کے ناموس پر نگاہ ڈالتا ہی بہادرون
کے طریقے سے یہ خلاف ہی اور اہل قلعہ سے آواز دی ہان بھائیو نہ گھبرانا مین اسکو
سمجھائے دیتا ہون ہیجان نے دیکھا کہ نقابدار گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہی تین سو
جوان آٹھ ہزار پر جا پڑے مگر تاجدار مذکور مقابلۂ ہیجان مین پہونچا نگاور زن ہوا

تگا و رہی ہین گرد برد کر دیا ہیجان نے اپنے کو سنبھالا گرز ہاتھ مین تھا خبردار خبردار نہ کہکے نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے نیمچہ ہلالی کھینچا گرز کو مثل کھیرے کے کاٹا ہیجان نے تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے باڑھ سے بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بڑی جرأت سے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا ہاتھ پر تول کے طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت چورنگ ہوائی قلم کیا غریو ہوا کہ ہیجان مارا گیا رشید بھی نکل پڑا اور قریب نقابدار کے آیا کہا ای شہریار آپ نے کیون مدد کی آپ کو ہمارے آقا سے نامدار سے کچھ واسطہ حاصل ہی یا کوئی رشتہ ہی تاجدار نے سر جھکا کر کہا وہ ہمارے آقازادے ہین لشکر میرے ساتھ زیادہ ہی یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی سات لاکھ فوج اُس مقام پر فروکش ہی جسدن سے خبر سُنی کہ نورالدہر بن بدیع الزمان فتاح طلسم خیال سکندری ہین منظور ہوا کہ اِس طلسم کو ہاتھ سے ایرج نوجوان کے فتح کرائین نورالدہر خالی ہی رہجائین یہ کہتا ہوا اُترتا بھرتا قریب قید خانے کے پہونچا قاسم کو رہا کیا قاسم نے رہا ہوتے ہی آفت برپا کردی ملازمان ہیجان شکست کھا کر بھاگے مگر نقابدار سے قاسم نے کہا آج میری دعوت قبول کیجیے نقابدار ناچار ہو کر ٹھہر گیا قاسم نقابدار کو لیکر قلعے مین آئے قضائے کار سیارہ بن عمرو جسدن سے قاسم لشکر سے نکلے اپنے آقا کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا دریافت کر کے یہان آیا دعوت وغیرہ کے سامان مین مصروف ہوا جب قاسم نے نقابدار کو لا کر مقام صدر پر بٹھایا سیارہ سے اِشارہ کیا ای یار وفادار آج کچھ آپ گائیے سیارہ بن عمرو سرود لیکر وسط محفل مین بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

حق نے پہلے یار سے پیدا کیا اغیار کو	جسطرح نشو و نما ہی گل سے اول خار کو
ہو یقین دیکھیے جو دونون ابرو رخسار کو	دوسری بھی کھنچتی ہی کھینچو جو اک تلوار کو
دی ہی خالق نے ازل سے ابرو تلوار کو	کیون نہ آنکھون پر جگہ ہو ابروِ خمدار کو
کون ہو گلگشت کا عازم کر استقبال کو	گل پیادہ ہو کے گلشن سے چلے بازار کو

آبلے جبتک نہ ہون پا نہین صحرا کو مین
قتل کرتا ہو مجھے تیرا یہ انداز نماز
ہو اگر دربان سلامت یار کا تیر نگاہ
کیا ولا شکوہ جنون کا قصۂ موسیٰ ہو یار
سورۂ یٰسین کے بدلے حشر کی صورت پڑھین
سامنے خالق کے اے ناسخ کراماً کاتبین

تا نہ میرے سخت تلوون سے ہو ایذا خار کو
سجدہ گہ ہو سنگ تیغ ابروِ خمدار کو
غم نہین تو بند کردے روزن دیوار کو
رنج دیتا ہو خدا بھی طالب دیدار کو
مرتے دم مین یاد کرتا ہون خرام یار کو
روز لیجاتے ہین لکھہ لکھکر مرے اشعار کو

نقابدار بھی سیارہ کی تعریف کر رہا ہو اور کہتا ہو اوشیر بیشۂ صاحبقرانی جیسے دربارہ صاحبقران سے جدا ہوے آج یہ آوارگی ہو دلپر یہ اشعار تاثیر کرتے ہین قاسم نے دیکھا زیر نقاب نقابدار کے اشک حسرت جاری ہین قاسم نے اشک پاک کیے کہا اے نقابدار رونے کا کیا سبب اور آپکا نام کیا ہو نقابدار نے کہا ہم آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہین نام دریافت نہ کرو ہم نام نہ بتائینگے اگر پوچھوگے تو ہمکو ملال ہوگا صحبت عیش وجیش مین رنج کا کیا ذکر ہو مگر ہمراہیان ہیجان نے لاشۂ ہیجان لیکر فرار کیا تھا بارہ کوس پر آکر ٹھہرے ارادہ کیا کہ اسکی لاش جلادین قضائے کار وہان ایک قلعہ ہو اُس قلعے کا حاکم نعمان مردم در بھائی ہیجان کا بالائے قلعہ بیٹھا ہوا سیر صحرا کر رہا ہو کہ اُسنے شیشۂ دوربین سے دیکھا کہ چند شخص ایک لاش لیے ہوے صحرا مین آکر ٹھہرے ہین لاش کے جلانے کا سامان کر رہے ہین نعمان نے ہرکارے کو بھیجا کہ جاکر دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین اور کسکی لاش لاے ہین ہرکارہ گیا چشم زدن مین واپس آیا مگر روتا ہوا آیا عرض کی اے سامری پرست آپ کے بھائی کسی کے ہاتھ سے مارے گئے ملازم اُنکی لاش لیکر آئے ہین اب جلانے کا سامان کر رہے ہین لکڑیون کا انبار بھی لگا چکے ہین یہ سُنکر نعمان روتا ہوا اُٹھا قلعے سے باہر آیا مگر ایک بانس ہاتھ مین لیے ہوے ملازمون نے دیکھکر کہا آئیے آپ ہی اپنے بھائی کا لاشہ جلائیے آپ ہی کے ہاتھ سے بہ تدبیر قدم سامری وجمشید جاوین آپ اپنا بقدرہ کراڈالیے گا یہ کہکر ملازمون نے لاش کو وسط انبار مین رکھا اور تھوڑا تیل بھی ڈالدیا نعمان نے جو سامری وجمشید کی بولکر

ایک بالش لاش کی کھوپری پر مارا جیسے ہی کھوپری پھٹی ایک شعلۂ آتش نکلا کہ تمام لکڑیان
جلنے لگین تھوڑے عرصے مین لاشہ جلکر خاک ہوا نعمان نے وہی خاک اُٹھائی اسم سحر
پڑھکر جانب ہوا اُڑادی اُسیوقت تین لاکھ ساحر بنکر تیار ہوے نعمان نے ملازمان سے
اپنے بھائی کے مارے جانے کا حال پوچھا اُنھون نے سب کیفیت بیان کی نعمان
نے کہا کیا اب مین اُس نقابدار کو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر اپنے قلعے مین مع اُنھین تین
لاکھ ساحرون کے آیا اور آکر حکم دیا کہ اے ساحران خاک برادر جلد مسلح وکمل ہوکے
تیار رہو مین برائے معاوضۂ خون برادر جاتا ہون سب اُسیوقت مسلح وکمل ہوکر تیار ہوے
نعمان گینڈے پر سوار ہوا تین لاکھ فوج سے تلاش نقابدار مین چلا یہان نقابدار
جو قاسم سے رخصت ہوے ایک صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے وہی تین سو جوان
ساتھ ہین دن بھر شکار کھیلتے ہین شام کو اُسی صحرا مین اُتر پڑتے ہین اپنے لشکر مین نہین
پہونچے تیسرا دن ہو اُسی صحرا مین اُترے ہوے ہین دربارگاہ پر کرسی بچھی ہو صحرا کی سیر
دیکھتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نعمان مردم زادہ تین لاکھ فوج سے پہونچا نقابدار کو اُترے
ہوے دیکھا بہت رو یا مگر عیار نقابدار نے جو فوج نعمان کو دیکھا نقابدار سے کہا
اے شہریار یہ فوج گران سے آیا ہو آپسے ارادہ مقابلے کا رکھتا ہو اب اِسی مقام پر آپ
رہیے اپنے لشکر مین نہ جائیے اگر حکم ہو تو قاسم سے جاکر اطلاع کرون مگر نعمان نے
جو دیکھا کہ نقابدار چند لوگون سے اُترا ہوا ہو اپنی فوج کی جمعیت پر مغرور ہوا ساتھ
والون سے کہا یارو بڑے افسوس کی بات ہو کہ مجھ ایسے کا بھائی مارا جاے اور
نقابدار زندہ رہے چند کس اُسکے ہمراہ ہین چہار جانب سے گھیر کر مارلو سب نے کہا
حضور اِسطرح گھوڑے دوڑائین کہ سب کو پامال کرڈالین چند لوگ اُسکے ہمراہ زیر
نخل اُترے ہوے ہین یہان خداوند کے صدقے سے فوج کثیر ہو نقابدار کس کسکو
قتل کریگا نعمان نے اُسیوقت فوج کو اِشارہ کیا تین لاکھ نے چہار جانب گھیر اڈالا
لینا لینا کہکر آپڑے نقابدار جو اُٹھا تلوار کھینچکر جا پڑا اور دریائے فوج مین غوطہ مارا اگر عیار
نکلکر بھاگا جی مین کہتا ہو اگر تا آنے قاسم کے آقا کو زندہ پاتون تو بڑی بات ہو یہ کہتا ہوا

جاتا ہی قاسم بہ عیش و راحت اُترے ہوے ہین ملکہ سے عقد کیا ہی حجلۂ عروسی مین داخل ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین کہ عیار روتا ہوا آیا عرض کی اے شہریار لغمان مردم دربھائی ہیجان کا تین لاکھ فوج سے آپڑا ہی آقاے نامدار ہرچند کہ بہادر بے نظیر ہین مگر کس کس سے لڑ سکین گے حضور براے مدد چلین نقابدار کو بچائین بڑی خدا کی عنایت ہی جو ہم جائین اور انکو زندہ پائین یہ سُنکے قاسم گھبرا گئے سامنے بڑا کارگزار رشید حاضر ہی حکم دیا کہ فوج تیار کرو رشید نے فوج تیار کی قاسم سوار ہوے فوج کو ہمراہ لیکر طرف نقابدار کے چلے یہان نقابدار لڑ رہا ہی فوجون کے بلوے ہین جسپر جا پڑا اُسکے دو ٹکڑے کیے کلغی تاج کی لچک رہی ہی نقابدار مصروف جنگ ہی لغمان نے آواز دی کہ ہان یارو گھیر کر مارلو بھائی صاحب کا خون بالا بالا نہ جاے مجھکو بڑا قلق ہی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ بھائی صاحب مارے گئے وہ کیا کسی فن مین کم تھے صاحب شوکت وحشم تھے جسپر چڑھکر گئے فتح کرکے آئے اِس قلعے پر کیا مجبور ہوے کچھ زور نہ چلا فوج والے جھپٹ جھپٹ کے آتے ہین مگر غول کے غول بھاگتے پھرتے ہین نقابدار جب انتہا کا زخمی ہوا اپنے خدا سے قلب کو رجوع کیا اور پکارا کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اِس آفت سے نجات دے تیری مدد چاہتا ہون نظم

ہر کرا باشد بہ روے دلربا پنہان نظر	آیدش از پردۂ جان چہرۂ جانان نظر
پردہ بردارد گر از روے منور پردہ دار	مہر و مہ ناید بہ اوج گنبد گردان نظر
بلبلے کو ہست بر حُسن رخش نغمہ سرا	کی کند بر چہرۂ گلزار در بستان نظر
بندۂ زار خداوند زمین و آسمان	کی کند بر تخت و تاج و دولت سلطان نظر
سیر بستان را نمی خواہد گداے کوے او	عاشق رویش ندارد بر گل خندان نظر

نقابدار زخمی ہو رہا ہی مگر دل طرف پیدا کرنے والے کے رجوع ہی ہرچند وہ چاہتا ہی کہ اپنے کو قریب لغمان کے پہونچاؤن مگر لاکھون آدمیون کے پرے بندھے ہین اگر ایک غول سے لڑ بھڑ کر نکلا تو دوسری صف مین جا کر پھنس گیا ہر صف مین بڑے بڑے پہلوان ہین موک کے سامنے آتے ہین تیغۂ نقابدار بے پناہ چل رہا ہی جسپر ہاتھ

مارا اسکے دو ٹکڑے کیے مگر تبرزون نے جسم غربال کر دیا ہی ہر طرف سے عقاب تیر پر
کھولکر آتے ہین خانہ ہاے زرہ خون سے معمور تمام جسم فوارہ بنا ہی ہر عضو چھنا ہی مگر
شیرانہ نہنگانہ لڑ رہا ہی کہ دشمن تعریف کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ ایسے شیر صولت
نگاہ سے نہین گذرے کس زور و شور سے لڑ رہا ہی کوئی منھ پر نہین رجا سکتا پشت
سے نیزے مار رہے ہین عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ خاور سپاہ
مع فوج جنگی ورشید زمیندار آکر پہونچے دور سے قاسم نے دیکھا کہ نقابدار بادل پوش
دریاے فوج مین غوطہ زن ہی مگر کیا صف شکن ہی کہ بے خوف لڑ رہا ہی قاسم نے دور
سے یہ رنگ دیکھا تو طرف لغمان کے چلے فوج کو فوج پر اشارہ کیا ہمراہیان قاسم
نے اول کمانین کیانی کاندھون سے اتارین بارہ ہزار تیر پھینکے بارہ ہزار جوان واصل جہنم
ہوے دوسرا وار نیزے کا ہوا تیسرا وار تلوار کا اب جو گرے فوج مین تہلکہ پڑ گیا
رشید ایک مادیان پر سوار تلوار ہاتھ مین کھینچے ہوے مصروف جنگ ہی مگر قاسم
نے لڑتے لڑتے اول اپنے نام کا نعرہ کیا کہ یا شید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا
منم شیر بیشۂ صاحبقران فرزند رستم عالیشان لغرہ قاسم

آفتاب مشرق دین پروری ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ز آب دم تیغ ششستم زمین	دیگر	شہسوار لعل پوش خاوری زنم تیغ بر ابر و نیزہ بہ ماہ ہمہ باختند رشتہ بہ زیر نگین	

یہ کہکے قاسم قریب لغمان کے پہونچے للکارے او نامرد مردونکا یہی شیوہ ہی کہ الگ سے
للکار رہا ہی مقابلے کو نہین آتا ضرب نہین روکتا الگ سے لینا لینا کر رہا ہی لغمان نے
جو دیکھا ایک جوان گلگون پوش صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا آتا ہی مگر دریاے
خون مین نہاے ہوے اور پلارک افراسیابی ہاتھ مین علم جس پہلوان پر جا پڑا
اسکو مار کر گرا دیا سوچا کہ اب اسی سے مقابلہ کرون یہی مددگار نقابدار کا ہی اگر اسکو
مار لیا تو جنگ فتح ہی نقابدار کھڑا ہوا لڑ رہا ہی فوج والے اسکو زندہ نہ چھوڑینگے
خوب اہل فوج نے جانبازی کی یہ سوچتا ہوا قریب قاسم کے آیا خبردار خبردار کہکے

ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے وار اوسکا پلا رکھ پر کا تھا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر مارا تیغہ جو تڑپ کر گرا اسپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر خود و بلغہ عرق چین کو کاٹتا تا بہ جگر گاؤ تلوار پہونچی نعمان گینڈے سے گرا فوج مین غریو ہوا کہ افسر ہمارا مارا گیا ملازمان قاسم نے فوج کو تارتار کر دیا صفین درہم و برہم ہو گئین سب پہلوان بھاگے بھاگے پھرتے ہین مگر بھائی نعمان کا رہجان فیلسوار جب اسکو معلوم ہوا کہ بھائی میرا مارا گیا اور فوج کے قدم اُٹھے اسنے بہ مشکل تلاش کر کے لاش نعمان اُٹھا لی اب سب طرف صحرا کے بھاگے نقابدار اُسی مقام پر اُتر پڑا کہ انتہا کا زخمی تھا ساتھ والون نے زخمون مین ٹانکے دلوائے قاسم بھی اُتر پڑے مگر عیار نقابدار کہ نہایت کارگزار ہی شب کو اسنے جلسہ آراستہ کیا طائفے عمدہ بلوائے جلسۂ عیش و نشاط شروع ہوا ایک مہ جبین نہایت حسین سامنے قاسم کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

حشر کو بھی دیکھنے کا اُسکے ارمان رہگیا
دن ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان رہگیا

بندگی عشق مین بھی بھولا نہ مین یاد صنم
تو بہ کی لیکن داغ داماں رہگیا

جوش وحشت مین بیابان کو گیا اندر روح
جسم خاکی کی طرح سے میرا زندان رہگیا

پاس اُلفت سے جنون مین بھی نہ کپڑے پھٹ گئے
طوق بنکر میری گردن مین گریبان رہگیا

او صبا جا دے چمن مین تو تو کہیو یار سے
باغ مین جا کر تو اے سرو خرامان رہگیا

سامنے ہوتے ہی قزگان کے ہوا دلکو یقین
موت سے اب تیر کے پلے کا میدان رہگیا

پہلے ہی پرزے اُڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک
یار ثابت وقت بد مین اک گریبان رہگیا

حسن مین بھی عزت و دولت خدا کے ہاتھ ہو
گل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہگیا

بعد مدت ساتھ اُس گلرو کے جو دیکھا ہے مجھے
اُڑ گئے مرغ چمن خالی گلستان رہگیا

چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہے یقین یان رہگیا وان رہگیا

کر کے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل
بند آنکھین ہو گئین آئینہ حیران رہگیا

راہ اُلفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند
گر کے کب یوسف میان چاہ کنعان رہگیا

لاشے اُٹھوا کر نہ اسکو تو اے قاتل اُجاڑ
ہے فقط آباد اک گنج شہیدان رہگیا

کھا نچکر تلوار قاتل نے کیا مجھکو نہ قتل	شکر ہو گردن تنگ آنے آتے احسان رہگیا
شام فرقت صبح بھی کرکے نہ دیکھا روز وصل	سانپ کو کھلایا پر آتش گنج پنہان رہگیا

رات بھر جلسۂ جنبش و نشاط رہا صبح کو قاسم رخصت ہوئے مگر نقابدار اُسی صحرا مین شکار کھیلا کیا لیکن ملازمان لغمان جو لاش لیکر چلے ایک صحرا مین آکر پہونچے دیکھا ایک کوان ہر اُسپر آکر لاش کو اُتارا کہ ہوا سے گرم چلی آسمان پہ برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار آکر اُتری لاش کو دیکھکر پوچھا یہ کسکی لاش ہی مجھکو مدت سے اسکی تلاش ہی سب نے کہا لغمان مرحوم دربہلوان ہی ایک مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا ساحرہ رونے لگی کہا صاحبو یہ تو میرا معشوق تھا مین مدت سے اِسکی چاہ مین ڈوبی ہوئی تھی اِس لاش کو اِسی کوئین مین ڈالدو اور چلکر مجھے اُسکو بتاؤ کہ جسنے اِسکو مارا ہی مین اُسکا زہرہ آب کردونگی تنکے چنوا دونگی پناہ پانی مشکل کردونگی ملازمون نے پوچھا آپ کا نام کیا ہی ساحرہ نے کہا میرا نام سمندر جادو ہی یہ کہکر سمندر لاش لغمان پر بہت روئی مثل ماہی بے آب کے تڑپا کی ناچار لاش کو پھکوا کر سب کو اپنے ساتھ لیا کہتی ہوئی چلی کہ مجھے اُس جوان کو بتادو جسنے میرے معشوق کو مارا افسوس کوئی دوسرا اُسکا جگت آشنا نہ تھا جو اُس سے معاوضہ لیتا ملازمون نے ساحرہ کو لاکر مقابلۂ نقابدار مین اُتارا نقابدار کو بھی معلوم ہوا کہ ایک ساحرہ براے معاوضۂ خون لغمان آئی ہی مقابلہ کرنا چاہتی ہی سب سنکر خاموش ہو رہے ساحرہ نے رات کو پہاڑ پر جاکر ایک ابر سحر تیار کیا اُسمین برف بھردی طرف نقابدار کے اِشارہ کیا دو پہر رات رہے نقابدار نے دیکھا کہ اول آسمان پر ایک ابر آیا ہوا سے سرد چلنے لگی بعد تھوڑی دیر کے برف برسی جسپر ٹکڑا برف کا گرا وہ بیہوش ہو گیا تھوڑے عرصے مین سب ہمراہیان نقابدار بیہوش ہوے نقابدار بھی اپنی بارگاہ مین پڑا ہو اُٹھنے بیٹھنے سے ناچار سردی سے ہاتھ پانوں ٹھنڈے ہو رہے ہین کانپ رہا ہی جب ارادہ کرتا ہی کہ اُٹھون لرز کر گر پڑتا ہی خدا سے اپنے یہ دعا مین مانگ رہا ہی کہ ای خالق لیل ونہار اِس مشکل کو آسان کر نظم

نمود آن پردہ دار از پردۂ رخسار	جہان شد روشن از حسن پر انوار

گہے از نور شد روشن گہ از نار	گہے از مور شد ظاہر گہ از مار
گہ از گل کرد ظاہر حسن رنگین	گہ از سبزہ ہویدا شد گہ از خار
گہے موصول گشت وگاہ مہجور	گہے اقرار کرد وگاہ انکار
گہے مسلم شد وبگرفت تسبیح	گہے ہندو شد وپوشیدہ زنار

مگر عیار نقابدار برف کے برسنے سے پہلے نکل بھاگا تھا قاسم لشکر کو لیے جاتے ہین
کہ عیار آپہونچا عرض کی اے شہریار عجیب معرکہ گذرا بھائی نعمان کا ریحان مقابلے مین
آکر آنتزا ہے اُسی رات کو اسقدر برف برسی کہ سب بیکار ہین نقابدار ایسا بہادر اپنی
بارگاہ مین پڑا ہوا آہ آہ کر رہا ہے سیارہ نے یہ سُنکر کہا معلوم ہوتا ہے کوئی ساحر ہے شاید
جو یہ اُسکے سحر کی علامت ہے قاسم تو پلٹ کر برائے مدد نقابدار چلے مگر سیارہ عیار کو
ساتھ لیکر قبل ہین روانہ ہوا یہان سمندر نے لشکر تیار کیا ہے یہ کہ رہی ہے کہ اب چلکر
بہ آسانی نقابدار کو قتل کر لو سب نے قصد کیا کہ صحرا سے گرد اُڑی قاسم نعرہ کر کے
آپڑے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا ساحرہ نے جو ہنگامہ دیکھا پہاڑ پر چڑھ گئی دوسرا ابر سحر
تیار کیا اُسکو لشکر قاسم پر گرایا برف جو گری ہمراہیان قاسم بیکار ہونے لگے شور
گریہ وزاری بلند ہے ملازمان ریحان ہمراہیان قاسم کو قتل کر رہے ہین یہ لوگ سردی
مین کانپ رہے ہین دشمن نے جسطرح چاہا قتل کیا کون روک سکتا ہے ہاتھ پانون
قبضے مین نہین گھوڑے رہروی نہین کرتے بدلگامی کر رہے ہین چاہتے ہین سوار
کو گرا دین قاسم نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ساتھ والے بیکار ہیں اگھوڑا رہروی نہین کرتا
ہرچند چاہتے ہین کہ بڑھاؤن مگر مرکب قدم نہین اُٹھاتا چہار طرف سے ہنگامہ ہے
کہ مسلمانون کو مار لو مگر سیارہ بن عمرو چلے اپنے لشکر سے نکل گیا تھا عیار نقابدار
بھی اُسکے ساتھ ہے ایک نخل کے نیچے دونون کھڑے ہوئے دیکھا کہ پہاڑ سے لگے ہوئے ابر
سحر ہین سیارہ اُسی جانب چلا عیار نقابدار سے کہا ایک لڑکے کی صورت بنو
مین گویا بنکر پہاڑ پر جاتا ہون عیار نقابدار ایک طفل حسین کی صورت بنا اور
سیارہ ایک گویے کی شکل بنکر یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا چلا نظم

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خاک چھانی ہم سبک روحون نے مثل گردباد
زہر کھا کر اک شکر لب پر ہوا ہون دیکھنا
عالم اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن
ناتوانی سے فشار قبر کی طاقت نہ تھی
تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا
دیدہ و دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین
باغ عالم مین ہی نا فہمو نکو بے برگی کا غم
مصحف رخسار کے مضمون سوا مضمون نہین
کوئی ہو من ہو نہ گل در رگل آئی بعد مرگ
گردش چشم غزالان نے سنا یا دشت مین
دیکھ سکتے تھے کہان کافر مسلمان کی نمود

خال مشکین دلبری مین گوے سبقت لیگئے
وادی پر خار سے تلوے سلامت لیگئے
قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے
چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے
گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے
صبح کو گوٹے اُٹھا کر شمع تربت لیگئے
کھینچکر مجھکو فرشتے سوے جنت لیگئے
سبز بنتے اِس چمن سے زرد صورت لیگئے
سب کے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لیگئے
واے بر حال اُنکے جو دل مین کدورت لیگئے
ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے
کھود کر بت ساز آتش سنگ تربت لیگئے

جیسے ہی گانے کی آواز بلند ہوئی سمندر نے جُھک کے دیکھا کہ ایک بڈھا نحیف و ضعیف ڈھول بجارہا ہی اور ایک طفل حسین تانین مار رہا ہی اشعار سُنکر بیقرار ہوگئی لڑکے کی زیل کی آواز بڈھا ڈھول کے ٹکڑے باندھ رہا ہی ایکبے مرتبہ جو بڈھے نے تان ماری تو اور زیادہ لطف حاصل ہوا جی مین کہتی ہو کہ ای سمندر اِس بڑھاپے مین آواز مین یہ مزہ ہی کہ جب تان مارتا ہی دل ہلا دیتا ہی پکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا ہمارے پاس آؤ ہم بھی تمھارا گانا سنین بڈھے نے لڑکے سے کہا بیٹا چلو قدردان ہین بہت کچھ دینگی پکار کے یہ کہا کہ ملکۂ عالم نیچے آئیے سمندر ہنس پڑی پھر کہنے لگی بڑے میان مین کام مین ہون دو گھڑی مین فراغت پاؤنگی تب تمکو بارگاہ مین بلوانگی بڈھے نے اشارہ کیا کہ بیٹا دہین چلو لڑکے نے ہنسکر کہا باواجان بھیجی ہمارا انتظار ہوگا شراب بھی وہان پیتے گانا بھی سُناتے سو پچاس آدمی ہوتے پیسہ پیسہ ملتا تو کتنا کچھ ہو جاتا یہان یہ اکیلی ہین کیا دینگی بڈھے نے کہا بیٹا یہ شاہزادیان ہین

نہال کرونگی دامن مدعا گل مراد سے بھر دینگی لڑکا بھی چلا دونون گھاٹیون کو طے کرکے
بالائے کوہ آئے بڈھے نے کہا ہان بیٹا گاؤ ملکۂ عالم کو اپنا کمال دکھاؤ لڑکا رونے لگا
کہا باوا جان آپ کے مزاج مین جہالت ہے ایک جام شراب پیتے سرور ہوتا اشعار
یاد آتے سامنے سمندرہ کے بوتل شراب کی رکھی تھی اُسنے اُٹھا کر لڑکے کے سامنے
رکھدی لڑکے نے جام لبریز کیا چاہا کہ پی جاؤن بڈھے نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے
بے وقوف پہلے مالک کو پلاتے ہین تب آپ بھی پیتے ہین پہلے آپ ہی پینے لگا روز
بھٹی پر جو جاکر پی تو امیرونکی صحبت کے قابل نہین رہا لڑکے نے جام سمندرہ کے آگے
کیا سمندرہ نے ہاتھ بڑھا دیا چاہتی ہی کہ جلدی پی جاؤن کہ اِنکا گانا سنون جیسے ہی
جام ہاتھ مین لیا شراب سرخ ہوگئی چرخ مارنے لگی اور جام سے اُڑ گئی جام ٹوٹکر
زمین پر گرا سمندرہ نے کہا ارے تم کون ہو ایک طرف سے سیارہ نے نعرہ کیا کہ ہم
سیارہ بن عمرو ایک طرف سے لڑکے نے آواز دی کہ ہم عیار نقابدار مگر سمندرہ ہوشیار
ہوچکی دونون سے اپنے کو بچایا ایک دو خنجر زمین پر مارا کہ دونون زمین پر گرے
رنگ وروغن چہرے سے اُڑ گیا سمندرہ اُٹھی چاہا قتل کرون مگر دیکھا لکہ ہاے ابر مین
خفت ہی قاسم مصروف جنگ ہی سوچی کہ پہلے یہ کام کرلون تب اِنکو قتل کرونگی قدرت
نے کہا تھا کہ اے سمندرہ جو مسلمان جہان پر ملے پہلے اُسکا کام تمام کرنا دیر نہ ہو ورنہ
مسلمانون کے مددگار زمین سے پیدا ہوتے ہین یہ سوچکر ابر پر سحر کرنے لگی یہان
قاسم نے جو دیکھا کہ ابر کے پہاڑ بن رہے ہین برف آسمان سے گر رہی ہی جسپر گری
وہ بیہوش ہوگیا ہزارہا بندۂ خدا بیہوش پڑے تڑپ رہے ہین حسرت سے یہ صدا
بلند ہی اے کریم ورحیم مشکل آسان کر نظم

کن بہ اوج دل منور نیر صدق ویقین
بخشش باطن را ہمیشہ روشنی نہ انوار دین

ساز در دنیا ز نقش نام حق روشن نگین
عکس روے دلربا از سینۂ صافی بہ بین

روز وشب چون آئنہ محو جمال یار باش

از زبان جز ذکر حق ہرگز مگو ہرگز مگو
در دو خو صبح ومسا در زندگی گو نام او

طالب دیدار جانان باش دوست از جان لشنو		شائق ذوق خدا ہستی اگر ای نیک خو
	در گذر از دل ہمیشہ طالب دیدار باش	

ہر ایک اپنے حال مین مبتلا ہو سمندر نے سحر کی بوچھار کر دی ریحان مردم درنے فوج سے اشارہ کیا ہی نقیبان کفار ہر طرف آواز دیتے پھرتے ہین ہان یارو مسلمانون کو قتل کرو یہ سب دشمن خداوند ہین آج سب دردمند ہین اگر یہ زندہ بچین گے تو دشمنی کرینگے یہ قدرت خداوند کی دیکھو کہ نقابدار تو گھر انتخا قاسم بھی مع فوج آکر پھنسے ایسا دن کبھی نصیب نہ ہوا ہوگا ملازمان ریحان نیزے اپنے ہاتھون مین لیے جنگ کر رہے ہین اہل اسلام کل بیکار ہو رہے ہین ہاتھ دستگیر نہین پانون مین ثابت قدمی نہین مجبور رہ کر قتل ہو رہے ہین قاسم ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہوے ہین تلوار پر قبضہ نہین گھوڑا رہروی سے عاجز ہر مرتبہ سوارونکو آواز دیتے ہین کہ یارو ہمکو قتل کرو کہ نام مردی ہم از مرد گر کوئی قریب نہین آتا دور سے نیزے دکھاتے ہین قاسم خود چاہتے ہین کہ مین قتل ہو جاؤن اپنے دوستون کو دیکھ رہا ہون کہ کس ناچاری سے قتل ہو رہے ہین بحسرت و یاس رو رہے ہین قاسم نے بیقرار ہو کر خالق سے اپنے دل کو رجوع کیا اور دعا کرنے لگے کہ ای سمیع و علیم و ای کریم و رحیم تیرے نزدیک سب آسان ہی قاسم نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحراے گرد اڑی بوق ترکی کی آواز کان مین آئی قاسم نے دیکھا غضنفر بن اسعد گھوڑا دوڑاے ہوے مع اپنے قزاقون کے آتا ہو غضنفر نے دور سے قاسم کو جو اس مصیبت مین مبتلا دیکھا قزاقون سے کہا یارو لینا یہ بیچارہ دست جپی بڑی ہی مصیبت مین ہی ہم لوگونکا کام مدد کرنا اور غریبون کو بچانا ہی اسی زور بازو پر ناز رکھتے ہین غضنفر نے آواز دی ای قزاقان بزنید و بہ بندید قزاقون نے گھوڑے دوڑاے قزاقون کا بلوہ کرنا اسطور سے گھوڑے دوڑاے کہ غبار بلند ہوا جس سے سب نابینا ہونے لگے اس ابتری مین غضنفر مثل آفتاب تابان گھوڑا دوڑاتا پھرتا ہی جس پہلوان پر جا پڑا اسکو ٹوک کر مارا سمندر جادو نے کوہ سے

جو یہ معرکہ دیکھا کھڑی ہو گئی تماشہ دیکھنے لگی دیکھا کہ چند قزاق فوج ریحان کو قتل کر رہے ہین اور ایک لڑکا کمسن مثل آفتاب عالمتاب مرکب باد رفتار پر سوار اور تیغ خون چکان ہاتھ مین دشمنون کو قتل کرتا پھرتا ہی یا تو سمندرہ کا یہ ارادہ تھا کہ سیارہ وعیار نقابدار کو قتل کرون اب تامل ہوا جنگ کو دیکھ رہی ہی مگر صورت زیبا غضنفر کی دیکھکر حیران جمال و محو و بیدار ہو رہی ہی اور کبھی بیقرار ہو کر پکارتی ہی مین تو تجھکو دیکھکر بیقرار ہوئی میرا تو یہ حال ہی کہ ضبط نہایت محال ہی کیا بیان کرون نظم

پھر وحشت لا مکان کا چاہیے میدان مجھے
عالم امکان ہوا ہی گوشۂ زندان مجھے
واقعی انسان ہی اشرف ساری مخلوقات سے
لاکھ پریون کو بھلا دیتا ہی اک انسان مجھے
میرے بستر سے جو وہ صبح شب وصل اٹھ گیا
صورت تصویر تو شک کر گیا بیجان مجھے
جانتا گر یہ شرارت دل نہ دیتا ای صنم
سنگ مین آے نظر کیا آتش پنہان مجھے
پاسبان سمجھا نکیرین آے جب پھر سوال
گور مین آیا خیال کوچۂ جانان سے مجھے
ہوتا ہون اپنے پہرون دانتون سے جیا تا ہون آہ
یاد جب آجاتے ہین اُسکے لب و دندان مجھے
ہوش آتا ہی جو سودا مین تو کرتا ہون خیال
کیا مین کانٹا ہون سا جو دشت کا دامان مجھے
حور ہی تو ای پری و گھر ترا باغ بہشت
مثل رضوان ہی ترے دروازے کا دربان مجھے
مردم دنیا مرے حق مین سگ دیوانہ ہین
کاٹنے کو دوڑتے ہین صورت حیوان مجھے
کیون ملامت کرتے ہین ناسخ یہ چاک جیب پر
چاک کرنا ہی ابھی تو دشت کا دامان سے مجھے

ہر چند سمندرہ پکارتی ہی مگر غضنفر جواب نہین دیتے اب جو پلٹ کر دیکھا ایک ساحرہ کالی صورت جھریان پڑی ہوئین لباس سیاہ پہنے ہوے بھجنت پکار رہی ہی اور مجھکو دیکھ رہی ہی اور یہ بھی دیکھا کہ سیارہ بن عمرو اور ایک عیار دوسرا دونون پڑے تڑپ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے سمندرہ نے کئی مرتبہ پکارا ای آرام جان عاشقان مین وہ مرتبہ تیرا کرونگی کہ عالم عالم تیرے مرتبے پر وجد کرے وہ چیز بن نادون کہ تو جس سے مقابلہ کرے اسپر غالب آئے مگر غضنفر دیکھتے ہین کہ میرے قزاق عاجز ہین سمندرہ نے کئی مرتبہ سحر سے ابر کو اشارہ کیا ابر سے برف برسی ہمراہیان غضنفر

سست ہونے لگے لیکن جو حریف اُنپر آتا ہی اُسے مار لیتے ہین مگر گھوڑون مین وہ روانی
نہین غضنفر ہر ایک کے قریب جاکر انگشتر مہر وماہ کو چمکاتا ہی سایہ تیغۂ روئین شگاف کا
ڈالتا ہی جسپر سایہ تلوار کا پڑا یا عکس انگشتر پڑا وہ پھر چالاک وچست ہو گیا لیکن اکیلا
کہان کہان جاے سمندر جادو نے دیکھا کہ مین نے لاکھ پکارا اگر یہ جوان سفر و عقل و
فراست سے دور ہی ابر کو اشارہ کرکے پہاڑ سے اُتری ایک مار سیاہ پر سوار بصورت
مہیب آواز دی ای جوان ذرا اوپر تو دیکھ لے مین تیری مہر و وفا کی امیدوار ہون
تیرے جام محبت سے سرشار ہون اپنی جرأت کا خیال نہ کرنا مین نے ابھی تجھپر حرف
نہین برسائی تیرے ساتھ والے سست ہو گئے ملازمان ریحان تیز وطرار زیادہ
ہین دیکھلے جنگ پر آمادہ ہین اگر ساتھ والونکا افسوس ہی تو سب کو زندہ کر دونگی یہ
سب کشتۂ سحر ہین ہر چند سمجھاتی ہی پکارتی ہی مگر غضنفر جواب نہین دیتے لڑتے ہوے
قریب قاسم کے پہونچے عکس انگشتر ڈالا کہا مقام افسوس ہی کہ تمکو ہر مقام پر ہمنے
گرفتار ہی پایا ہمارا تو یہی کام ہی دست چپیونکی مدد کرتے ہین جب بلا مین مبتلا ہوتے
ہین اُس آفت کو رد کرتے ہین جاؤ اب سحر تاثیر نہ کریگا قاسم نے جو دیکھا کہ گھوڑا
قبضے مین آیا ہر چند کہ باتین غضنفر کی بہت ناگوار گذرین مگر لڑتے ہوے ریحان
کے قریب پہونچے للکارا کہ او نامرد دور سے لوگون کو آمادہ کرتا ہی میرے مقابلے مین
آ تو حال معلوم ہو ریحان نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے وار اسکا بیلارک پر روکا
اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر وار کیا ریحان کے دو ٹکڑے ہوے اور غضنفر نے بڑھکر
نقابدار پر عکس انگشتر ڈالا نقابدار بھی لڑتا ہوا چلا دو جوانون نے بڑھکر شمشیر زنی
کی فوج ریحان کے پانون اُٹھنے لگے افسرون کو قاسم نے قتل کیا کچھ ہاتھ سے
نقابدار کے مارے گئے الامان الامان کی صدا دے رہے ہین مگر سمندر بلکتی ہوئی
قریب غضنفر پہونچی چاہتی ہی مثل جان کے آغوش مین لون لطف وصل حاصل کرون
قریب آکر ہاتھ بڑھاۓ غضنفر نے تیغۂ روئین شگاف سے ہاتھ اُسکے قلم کیے ہاتھ جو
سمندر کے کٹے چاہا بھاگ کر کلجا ئن پہ پرواز بیدا کرکے نکل چلون غضنفر نے کی ان

کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بھر کمان مین پیوست کیا اور تاک کر تیر مارا جیسے ہی سمندر بلند ہوئی تیر آکر سینہ پُر کینہ پر پڑا ہا تھون سے پرنالہ خون کا بہ رہا تھا تیر جو پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر الڑکھڑا کر گری تڑپ تڑپ کر جان دی اسکے مرنے سے شور بلند ہوا ہمراہیان قاسم و نقابدار نے سحر سے مہلت پائی مصروف جنگ ہوے ہمراہیان ریحان تو بدحواس ہو رہے تھے روتے پیٹتے بھاگے قاسم نے چاہا کہ مین غضنفر سے ملاقات کرون جنگ موقوف ہوتے ہی غضنفر نے بوق ترکی بجایا کر ای قزاقان بدر رو بیہ سب قزاق ستمگر پشت غضنفر پر آئے غضنفر کہتے ہین کہ ای قاسم اب کبھی نور الدہر سے دعوئ ہمچشمی نہ کرنا اُنکے چھوٹون نے تمکو مصیبت سے بچایا ہر چند کہ قاسم نے پکارا کہ ای فرزند ٹھہر جاؤ مگر غضنفر لوٹ مار کر نکل گئے نقابدار تو لوٹ مار کر اُسی مقام پر اُتر پڑا قاسم طرف قلعے کے چلے یہان قلعے پر جو مشہور ہوا تھا کہ قاسم کی شادی ہوگئی بنیاد کوہکن پہلوان زبردست ساٹھ ہزار فوج لیکر چڑھ آیا قلعے کو گھیر لیا اہل قلعہ نے قلعہ بند کر لیا توپین لگا دین مگر بنیاد کوہکن گرز کو اُٹھا کر اکیلا طرف قلعے کے چلا فوج سے کہہ گیا کہ مین چلکر پھاٹک توڑتا ہون تم بھی سب آجانا لڑتا بھڑتا برابر خندق کے پہونچا اہل قلعہ نے دعا کی کہ ای خالق کارساز و ای بندہ نواز رحم اپنا شریک حال کر یہ وقت مصیبت ہے

نظم

شو پشیمان تو بہ کن بعد از گناہ	زانکہ بخشد حق گناہ عذر خواہ
خاک بودی باز خاکستر شوی	کن بہ اصل خویش ای خاکی نگاہ
بندہ باشد نام تو در بندگان	گرچہ گردی در ولایت بادشاہ
سجدہ کن قرب خدا خواہی اگر	یاد کن حق را بہر شام و پگاہ
از خدا خیرے کہ حاصل میشود	در جہان از بندگان ہرگز مخواہ
زاب اشک از نامۂ اعمال خویش	کن سیاہی دور ای نامہ سیاہ
زینت دنیا ندار د اعتبار	ہان مشو غرہ بہ ملک و مال و جاہ
خیرہ شہر اگن تصور از خدا	منظہر نور الٰہی کوہ و کاہ +

دور کن از خاطر خود دور کن		ہر گمان و ہر شک و ہر اشتباہ	
تا رسی بر منزل صدق و یقین		از عنایت ہائے رب العالمین	

بنیاد کوہکن برابر خندق کے پہونچ چکا ہی ارادہ ہو کہ خندق فراؤن اور ربیعا تک توڑ دن اہل قلعہ بلک بلک کے دعائین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی نعرۂ قاسم کی آواز آئی قاسم نے آکر بنیاد کی بنیاد مٹائی لشکر نے لشکر کو تباہ کیا جو بچے وہ بھاگے قاسم بہ فتح و فیروزی قلعے مین آئے دربار مین آکر بیٹھے کہ عرض ہوئی ایک تاجر حاضر ہی قاسم نے بلوایا کچھ مال خریدا بعد خریداری پوچھا کہ کہان سے آتے ہو تاجر نے کہا کہ مین مدت سے لشکر نور الدہر مین تھا اب وہ طرف دریائے قلزم کے گئے ہین یقین ہی کہ وہان جاکر لوح کا پتہ ملے قاسم نے رفقا سے صلاح کی سب نے یہی صلاح دی کہ اب طرف دریائے قلزم کے چلیے قاسم نے لشکر اپنا تیار کیا طرف دریائے قلزم کے چلے قضائے کار گذر انکا سرحد قصر ہشت پہل سے ہوا لقراط ثانی کہ قصر مذکور مین داخل ہوا افسر سب بیٹھے ہین پہلوانون و ساحرون کا مجمع ہی کہ چند ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ قاسم نوجوان بہ فتح و فیروزی طرف دریائے قلزم کے جاتا ہی بلیث کے اسنے طرف ساحرون کے دیکھا کہا یارو یہ کیا ستم ہی کہ اب سب طرف دریائے قلزم کے جاتے ہین یہی خبرین مجھکو مل رہی ہین کوئی ساحر ایسا ہی کہ لشکر قاسم کو تباہ کرے شباب جادو ساحرۂ نوجوان اپنے مقام سے اٹھی یہ کہکر کہ یا خداوند جاتے ہی سب کو دیوانہ کردون آپس مین لڑین بھائی کو بھائی قتل کرے باپ کو بیٹا مارے لقراط نے سمن جادو کو ہمراہ کیا اور کہدیا کہ اے سمن اگر شباب سے کوئی امر خلاف ہو تو انکو روکنا سمن و شباب اٹھین بارہ ہزار جادوگرنیان ساتھ لین اور برائے تباہی لشکر قاسم چلین یہان قاسم نوجوان قصر ہشت پہل سے بارہ کوس ہٹ کے اترے ہوئے ہین یہ خبر مل چکی ہی کہ لقراط یہان سے بارہ کوس پر ہی اپنے مقام پر فرمایا کہ لقراط کو قتل کرون طلسم یون ہی رہجائے سب خاموش ہو رہے مگر قاسم نے سیارہ کو حکم دیا گوشۂ صحرا مین ایک بارگاہ استادہ کرو ہم اسمین چلکر بیٹھین سیارہ نے

ایک خیمہ مغفول اپنے ساتھ لیا گوشۂ صحرا مین لاکر استادہ کرایا قاسم نوجوان شام سے
جاکر وہان بیٹھے سیارہ خدمت مین حاضر ہی سرود بجارہا ہی اشعار عاشقانہ گارہا ہی
مگر شباب و سمن قریب لشکر قاسم پہونچین آسمان سے آکر سحر کرنا شروع کیا آگ برسنے
لگی لشکر قاسم تباہ ہونے لگا قاسم جو خیمے سے نکلے دیکھا لشکر تباہ و برباد ہورہا ہی
سرداران لشکر دیوانہ وار وحشی مثال اشعار عاشقانہ پڑھتے پھرتے ہین بلٹن رسالے
آپس مین لڑرہے ہین شباب جادو سحر کرتی ہوئی ایک تخل پر آکر بیٹھی سحر کو زور
دے رہی ہی آسمان سے آگ برس رہی ہی ہوا سے تند چل رہی ہی نخلستان کے
شعلون کی گرمی کوئی برداشت نہین کرسکتا ہر طرف یہ غلغلہ ہی کہ یارو اس آگ سے خدا
بچاسے دیکھین انجام کار کیا ہو قاسم نے یہ معاملہ دیکھکر نعرہ کیا نعرہ کرکے لشکر مین
آئے ہر طرف پکارتے پھرتے ہین کہ یہ کون مکارہ ہی کہ جسنے مخفی سحر کیا سامنے آئے
تو احوال معلوم ہو شباب جادو کی جو نگاہ جمال جہان آرا سے قاسم پر پڑی بیقرار
ہوگئی سراپا دیکھ رہی ہی خود یاقوت احمر سر پر تیغ ہلالی ہاتھ مین جوش جرأت مین
حال لشکر دیکھکر چہرہ سرخ ہورہا ہی کبھی پکارتے ہین کہ یہ کسنے سحر کیا کبھی تلوار چمکاتے
ہین مگر کوئی معلوم نہین ہوتا شباب کو حال قاسم دیکھکر رحم آیا جی مین کہتی ہی کہ
ایسے بہادر کے لشکر کو تباہ کرنے سے کیا نفع ہوگا یہ سوچکر سحر اپنا آپ ہی مٹایا جب
قاسم نے دیکھا کہ آگ برسنا موقوف ہوئی لشکر کو اطمینان ہوا بارگاہ مین آکر داخل
ہوے شباب جادو سحر مٹاکر پلٹی اپنے مقام پر آئی سمن جادو سے ملاقات کی سمن
نے کہا اے شباب کیا کیا شباب نے کہا کل جاکر تباہ کرونگی آج تو اُنکے تڑپنے پر رحم
آیا اسوجہ سے تامل کیا سمن نے کہا دشمن پر رحم کیسا شباب نے کہا اے سمن انصاف
کرکہ وہ لوگ جری و بہادر ہین اسکے عادی ہین کہ دشمن سامنے آئے اُس سے مقابلہ
کرین اُنکے لشکر پر جو آگ برسی اُنکی بیقراری پر رحم آگیا سمن نے کہا اے شباب تمہاری
باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ تم کسی پر عاشق ہوئین تمکو پاس خداوند کے لے چلونگی
شباب نے کہا نہین تو نہ جاؤنگی میرے سراسر خلاف ہی کہ ایسون کو ناچار کرکے قتل کرون

شباب نے کہا مین تو ہرگز نہ جاؤنگی سمن نے کہا مین تمکو لے چلونگی آپس مین یہانتک تکرار ہوئی کہ سمن نے گرز مارا شباب نے خالی دیا کئی سحر سمن نے کیے مگر شباب نے رد کیے پکار کر کہا لو اسمن تمھاری قضا آئی ہی اب مین بھی سحر کرتی ہون مجھپر بہت شاق گذر رہا ہی کہ تمسے کشتی کرتی ہو یہ کہکے کاردچھولی سے نکالی خون اپنا اسپر ڈالکر کھینچ ماری کاردچو سینۂ سمن پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری لاشہ اسکا پھنکوا دیا شام کو لباس زرنگار پہنکر آمادہ ہوئی کہ جاکر معشوق کو دیکھ آؤن کنیزون نے پوچھا واری کہان آپ جاییگا آنکھون مین آنسو بھر کر کہا صاحبو کیا پوچھتی ہو میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کیا بیان کرون

نظم

ہشیار ی رنج دیتی ہی قید فرنگ کا
دیوانگی نشانہ بناتی ہی سنگ کا

سودائی ہی جو تیرے خط سبز رنگ کا
رہتا ہی اسکو آٹھ پہر نشہ بنگ کا

مہمان بہار باغ ہی دو چار روز کی
چندے ہی دور دور شراب فرنگ کا

غیرت کا کوئی عشق و جنون مین گذر نہین
ہوتا ہی تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا

صوفی ہی دور جام ہی جوش بہار ہی
خرقہ مین بھی ہی داغ مئے لالہ رنگ کا

او بت خدا کے واسطے دل کو نہ سخت کر
اس کعبے مین ضرور نہین فرش سنگ کا

مجنون آب و گل مین ہی رہتے ہین مست ہم
کسکو دماغ ہی مے یا قوت رنگ کا

سنتا ہون تختہ پھولا ہی نرگس کا باغ مین
آنکھین لڑائیے جو ارادہ ہو جنگ کا

مرغ چمن کے نالون سے ہی یہ صدا بلند
قابل ہو دید کے یہ طلسم اب فرنگ کا

رتبہ ہی پست تخت سلیمان کا او پری
پایہ بہت بلند ہی تیرے پلنگ کا

وحدت پسند ہی تو زمانے سے کر گریز
یکرنگ آشنا نہین ہوتا دو رنگ کا

تیار رہتی ہین صف مژگان کی پلٹنین
رخسار یار ہی کہ جزیرہ فرنگ کا

چھرّون سے کم نہین شررہ آہ آتشین
طاؤس آسمان ہی شکار اس تفنگ کا

زور کمان ہی ابروے خمدار یار مین
موے مژہ مین توڑ ہی تیر خدنگ کا

رخسار صاف چاہئین نظارے کے لیے
آئینہ ہو حلب کا و یا ہو فرنگ کا

وہ چشم گھات میں دل پر داغ کے نہیں
بعد فنا بھی رنگ طبیعت نہ جائیگا
یوسف کے حسن کے ہیں سبھی کاروانمین مست
ساقی نہ قطع سلسلۂ دور جام ہو
میری طرح ہوئی ہو نہ بیمار چشم یار
اس گنبد سپہر کو مین کیا کرونگا بار

آہو کو ہو ارادہ شکار پلنگ کا
تربت سے میری پھر اٹھے گا پتنگ کا
نالہ سرود کا ہو اُنھین شور زنگ کا
مطرب نہ تار ٹوٹے اب آواز چنگ کا
کھلتا نہین سبب کچھ اجل کے درنگ کا
آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

کنیزوین خاموش ہو گئین عرض کرتی تھین واری آپ کی باتین سنی نہین بجا تین کیا امر ورپیش ہی حضور کو بڑا لیس و پیش ہی شباب جادو کنیزون کو سمجھا کے چلی یہان قاسم ایک بارگاہ مین داخل ہین سب سردار جمع ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کہ ہوا کے گرم چلی سرداران قاسم اپنے مقام سے اُٹھے قاسم سے گفتگوے سخت کرنے لگے قاسم نے گھبرا کر جواب دیا کہ یارو تمکو کیا ہو گیا ہی کیسے کلام کر رہے ہو چالیس سردار تلوارین پکڑے ہوے کھڑے ہین ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ قاسم پر جا پڑین مگر قاسم بھی تیغہ لیے کھڑے ہین فرماتے ہین کہ کیا مین تمسے باہر ہون جو مزاج مین آوے وہ کرو سردار کہتے ہین کہ آپ نے ہمارا مذہب لیا مذہب اسلام مین کیا اب ہم آپ کو قتل کرینگے کہ پھر ایک ہوا چلی ایکے مرتبہ ہوا چلتے ہی سب نے تلوارین کھینچین قاسم پر جا پڑے قاسم حیران ہین کہ یہ وہ سردار ہین کہ جو نام سے ہمارے کانپتے تھے آج یہ بے اعتدالی کہ تلوارین کھینچی ہین لیکن چالیسون جوان قاسم پر برس پڑے سیارہ گھبرایا ہوا بیرون بارگاہ آیا دیکھا لشکر مین ہنگامہ ہی تمام لشکر مین تلوارین کھنچ گئین بھائی سے بھائی آمادۂ فساد ہی سیارہ سمجھا یہ مقدمہ کسی کے سحر کا ہی دیکھا ایک ساحرہ شاخ نخل پر بیٹھی سحر کر رہی ہی جون جون ماش کے دانے طرف لشکر کے پھینکتی ہی جوش سپاہیون کا زیادہ ہوتا ہی کئی ہزار آدمی اُتنے عرصے مین مارا گیا سیارہ نے چاہا کہ کچھ عیاری کرون وہ ساحرہ ہر مرتبہ نعرہ کرتی ہی اے مسلمانو مین اب تمکو زندہ نہ چھوڑونگی تمھین سب کی وجہ سے سمن جادو کو شباب نے قتل کیا سیارہ نے چاہا کہ کسی تدبیر سے

شاخ نخل سے اُتار رون کنارے آکر ایک طفل حسین کی شکل بنا یہ اشعار گاتا ہوا آیا نظم

گیسوئے مشکین رُخ محبوب تک آنے لگے
دور کر دی ہی پسینے نے نقاب گلعذار
چال لیلی کی کنار جو جو وہ خوش قد چلا
لیکے دل کو چار بوسون پر دیا اک یار نے
رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نو بہار
ظلم مُردون پر کیا مشتق خرام یار نے
تو بھی تو اے شعلہ رو اک شب اُلٹ منھ سے نقاب
کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ
گاہ مستی کی دھڑی ہی گہ لکھوٹا پان کا
نام جسنے عشق کا روے کتابی کے لیا
آنکھ پھیری تو نے جس سے دم فنا اُسکا ہوا
دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو
مر بھی جاؤن تو نہ آتش گو ریر آے وہ گل

چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے
قطرہ شبنم بھی دیوار چمن ڈھانے لگے
بید مجنون کی طرح سے سر و تھرانے لگے
ہنسنے یہ سمجھا رو کے ہاتھ چار آنے لگے
اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے
گرد شمعون کے بہت رہتے ہین پروانے لگے
دیکھیلے طاؤس کافر کو تو چلانے لگے
رنگ عاشق سے تمھارے لعل لب لانے لگے
اُسکو زلفون کے شکنجے مین وہ کھنچوانے لگے
مُردے کے آثار زندے مین نظر آنے لگے
عاشق جانباز ہستی سے عدم جانے لگے
کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

جب سیارہ گاتا ہوا سامنے پہونچا تو اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی ارے تو کوئی عیار مکار و غدار رہ قدرت نے مجھکو سمجھا دیا تھا کہ نخل سے نہ اُترنا اِن مسلمانون کے ساتھ کے عیار بلاے روزگار ہین تو لاکھ فقرے کرے جب تک ایک بھی زندہ رہیگا مین نخل سے نہ اُترونگی سیارہ سامنے سے بھاگا لشکر مین دیکھتا ہی کہ سردار و غیر سردار سب قاسم کے دشمن ہو گئے ہین سب کا یہ قول ہی کہ قاسم کو مار لو اِسنے غضب کیا کہ سب کا مذہب لیا مقام افسوس ہی کہ پونے دو سو خداوند چھوٹے ایک خدا سے سامنا پڑا اجسکو دیکھ نہین سکتے مسلمانون کا قول ہو کہ ہمارے خدا کو کوئی دیکھ نہین سکتا آج اِسکا بدلہ لو اور قاسم کو قتل کرو قاسم اُس ہنگامے مین لڑ رہے ہین سب کے وار روکتے ہین خود کسی پر حملہ ایسا نہین کرتے کہ وہ مارا جاوے سیارہ

عرض کر رہا ہی آقاے نامدار مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا کہ ساحرہ نخل سے سحر کر رہی ہی
اُسی کے سحر نے یہ آفت برپا کی جابجا تلوار چل رہی ہی ہزارہا بے خطا مارے گئے لاشے
تڑپ رہے ہین دریاے خون جاری ہی یہ سنکے سیارہ پھر چلا اُسکے ایک نازنین کی شکل
نظر آیا خوب خوب گایا شعبدے دکھائے اُس ساحرہ نے جواب دیا منحم کمال جادو داو
عیار مکار کیون اوقات اپنی خراب کرتا ہی تو لاکھ دھوکہ دے مین زیر نخل نہ آؤنگی اب
سیارہ بیقرار ہی کئی صورتین بدل بدل کے آیا مگر وہ ساحرہ شاخ نخل سے نہ اُتری ناچار
سیارہ پلٹ گیا قاسم کو دیکھا کہ اب زخمی بھی ہوے کس کس سے اپنے کو بچائین کئی سو
سردار زخمی پڑے تڑپ رہے ہین قاسم کسیکا قتل کرنا نہین چاہتے تلوار دکھاکر ہٹا لیتے
ہین اُنپر رحم کھاتے ہین مگر سردارون کو بچاتے ہین جانتے ہین کہ یہ لوگ اپنے ہوش
مین نہین ہین مگر قدم وہین گاڑ دیے ہین پیچھے ہٹنا اُنکے آگے عیب ہی سیارہ ہر مرتبہ
نئی صورت بناکر جاتا ہی مگر سامنے اُسکے جاکر مایوس ہوتا ہی بقراط ثانی نے اُسکو خوب
سمجھا دیا ہی کہ کسیکے دام مکر مین نہ آنا اپنے کو عیارون سے بچانا مسلمانون کا مار لینا کچھ
بات نہین ہی مگر دم بھر مین عیار مار لیتے ہین اگر عیارون سے بچے تو ایک سحر مین سب کا
خاتمہ ہوتا ہی جو ساحر گیا مکر مین پھنسا اور مارا گیا اِسی وجہ سے یہ نخل پر آکر بیٹھی ہی کہ جب
کوئی آئیگا تو یہی تدبیر کریگا کہ مجھکو نخل سے اُتارے مین ہرگز نخل سے نہ اُترونگی سیارہ ایک
گوشے مین سر پیٹ رہا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ اے خالق کون ومکان اِس آفت
ارضی وسماوی سے بچالے تو مدد کر اور اِس بلا کو دور کر مطلع اے ابر رحمت خرم
گل بستان ما ٭ گفتگوے حرف عشقت مطلع دیوان ما ٭ اے رب بے نیاز اے خالق کارساز
گلزار ابراہیم کا پھول مرجھایا جاتا ہی صاحبقران کو کیا جواب دونگا فرمائین گے کہ
کیون سیارہ تیرے سامنے یہ معرکہ گذرا تو فرزند عمرو تھا تو نے آنکھون سے دیکھا
کہ قاسم مارا گیا ہاے کیا جواب دونگا خاموش رہونگا اے رحیم جلد مدد کر اِس بلا کو دور
کر سب دعائین مانگ رہے ہین یارب تا و یا مستغیثاہ کی صدائین بلند ہین کہ صحرا سے گرد
اُڑی اور آسمان پر برق چمکی ملکہ شباب جادو کہ براے ملاقات قاسم چلی تھین اُسوقت

آگر بہو بخین آسمان سے دیکھا کہ سارے لشکر قاسم مین تلوار چل رہی ہی اور کئی سو افسران فوج قاسم کو گھیرے ہوے ہین اور تلوارین مار رہے ہین مگر لیاقت و جرات اسکا نام ہی کہ سب کے وار روکتے ہین اور اپنا وار نہین کرتے اور یہی چاہتے ہین کہ میرے ہاتھ سے کوئی مارا نہ جائے اِن سب کی جان بچ جائے کل کو لوگ طعن کرینگے اور کہین گے کہ سیارہ اپنی آنکھ سے دیکھ چکا کہ ساحرہ سحر کر رہی ہی سیارہ نے کئی مرتبہ آ کے آپ سے اطلاع بھی کی کہ مین نے کد و کوشش کی مگر وہ ساحرہ ایسی ہوشیار ہی کہ شاخ نخل سے نہین اُترتی اُسکا قول ہی کہ جبتک ایک بھی لشکر کا زندہ رہے گا مین شاخ نخل سے نہ اُترونگی آخر عیار کیا کرتا مگر قاسم کے سر سے خون جاری ہی خود یاقوت احمر و عارض انور خون سے سرخ ہو رہے ہین صاف ظاہر ہی کہ قریب ماہ تابان شفق کا گذر ہی قطرے خون کے ٹپک رہے ہین شباب عاشق جمال ہی معشوق کا جو یہ حال دیکھا دل بیقرار ہو گیا ایک طرف دیکھا کہ سیارہ عیار زمین پر پڑا تڑپ رہا ہی یہ حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ کیا انقلاب فلک نے دکھایا قاسم ایسا افسر کہ افسرون کے نام پر جان دیتا تھا اُسکو افسرون نے گھیرا ہی قتل کا قصد رکھتے ہین نگاہ جو ڈالی دیکھا شاخ نخل پر ایک ساحرہ بالاعلان سحر کر رہی ہی جب مٹھی مین لیکر ماش کے دانے پھینکتی ہی تب لشکر کا جوش و خروش بڑھتا ہی آپس مین لڑنے لگتے ہین ہزار ہا لاشے تڑپ رہے ہین دریا سے خون جاری ہی جب تو شباب کو تاب باقی نہین رہی بے اختیار پکار اُٹھی کہ او ساحرہ مکارہ کوئی ایسا سحر کرتا ہی سارے لشکر مین ہنگامہ ہی بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا تاک رہا ہی اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگی یہ کہکے گجرے پھولون کے ہاتھون سے کھولے طرف لشکر اسلام کے پھینکے لڑنے والے ٹھہرے اب ایک کو ایک قتل نہین کرتا تلوارین کھینچے ہوے کھڑے ہین دوبارہ گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اور پھینکا وہ موتی آسمان پر جا کر ٹوٹے قطرے پانی کے برسنے لگے جسپر قطرہ پڑا وہ آپس مین ایک سے ایک منت کرنے لگا وہ سردار جو قاسم کو گھیرے تھے تلوارین اپنی پھینک پھینک کر قدمون پر گرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آقا ہے نامدار ہمکو

معاف فرمائیے ہم اپنے ہوش مین نہ تھے یہی دل چاہتا تھا کہ آپ سے لڑین مگر آپ نے کیا عنایت فرمائی ہی کہ زخم کھائے مگر ہمکو قتل نہین کیا اگر آپ قصد کرتے تو ہماری کیا حقیقت تھی کمال جادو نے جو یہ رنگ لشکر کا دیکھا کہ ایک سے ایک عذر کر رہا ہی تلوارین نیام مین کیا چاہتے ہین سر اُٹھا کر دیکھا ایک ساحرہ حسین وجمیل دریاے جواہر مین غوطہ مارے غنچہ دہن شیرین سخن رشک سمن ویاسمن کبک رفتار شیرین گفتار آسمان سے اُترتی ہوئی آتی ہی اور نعرہ ہی کہ او کمال مین نے تجھکو پہچانا بہتر اسی مین ہی کہ جان بچا کر چلی جا اب تک مین تیرے سحر کو دفع کر رہی ہون تجھپر کوئی سحر نہین کیا ورنہ حال معلوم ہوتا تو نے یہ جو ہزار ہا بندگان خدا کو قتل کیا کچھ خوف نہ آیا وہ بہادر ایسا ہی جری و صف شکن تھا کہ اُسکی جان بچی ورنہ سو سردار ضرب لگاتے تھے تلوارین مارتے تھے للکارتے تھے مگر وہ شیر سب کے وار روکتا تھا اپنا وار کسی پر نہین کیا مگر خدا نکردہ کوئی زخم کاری اُسپر پڑ جاتا تو مین تجھکو زندہ نہ چھوڑتی یہ سُنکر کمال شاخ نخل سے اُتری اور مقابلہ مین شباب کے پہونچی اب قاسم وسیارہ دیکھ رہے ہین کہ دونون مین سحر ہو رہے ہین ایک پر ایک آگ برساتی ہی مگر شباب یہی چاہتی ہی کہ یہ بھاگ جائے جب کمال نے نہ مانا او نہ تلوارین گرائین کہ شباب کا سر زخمی ہوا سر زخمی ہوتے ہی چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا کارد سحر جھولی سے نکالی اُسپر اپنے سر کا خون ڈالا سحر کامل کیا کارد پھینک ماری ہر چند کمال نے چاہا بچون مگر وہ کارد نہ رُکی سینے پر کمال کے پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری سب اہل لشکر تعریفین کرنے لگے کہ ای ملکۂ عالم بڑا کمال کیا کہ کمال کا کمال مٹایا لاشہ کمال کا زمین پر گرا آواز آئی کشتی مرا نام من کمال جادو بود سب لشکر والے اپنے ہوش مین آ گئے تلوارین نیام مین کین قاسم نے جو جمال جہان آرا دیکھا پُکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم تمنے جان بخشی کی اپنی تو یہ صورت ہی دل کی عجب حالت ہی

نظم

تشنگی مین گر مرا حلق ای سکندر خشک ہو — آ گئے سے چشمۂ حیوان فزون تر خشک ہو
تر جو دیکھے تیرے ہونٹھون کو شراب لعل سے — کیون نہ پھر لعل بدخشان مثل اخگر خشک ہو

دل شکستہ گلشن عالم مین ہون اے رشک گل
صورت شاخ شکستہ کیون نہ پیکر خشک ہو

بادۂ گلگون ہو بے ساقی آتی مجھکو آگ
چشمۂ خورشید سان لبریز ساغر خشک ہو

بخت بد نے آب دریا کو کیا ریگ رواں
میری قسمت سے سبا دا حوض کوثر خشک ہو

کون پانی حلق مین اُسکے چوائے وقت نزع
جسکے ہوتے ہی تولد شیر مادر خشک ہو

جو کہ ظالم ہین وہ ہرگز تر زبان ہوتے نہین
کیون نہ خونریزی سے آب تیغ و خنجر خشک ہو

گریہ ہی منظور ہم رندون کی آنکھین تر نہ ہون
فصل گل مین ایک دم ساقی یہ ساغر خشک ہو

گو پسیجے میرے نالون سے تو پھر اے سنگ دل
ہے یقین مانند یخ ہرگز نہ پتھر خشک ہو

دھوئے دریا مین اگر تو اپنی زلف عنبرین
مثل موج ریگ غم سے موج عنبر خشک ہو

دیکھکر آغاز خط اُس گل کی آنکھین تر ہوئین
کیون بنایا آئنہ دست سکندر خشک ہو

چشم تر کو گرمی داغ جنون سے کیا ضرر
تابش خورشید سے گرداب کیونکر خشک ہو

میری آنکھین روتی ہین ناسخ اسی افسوس مین
آہ ہم تر ہون لب آل پیمبر خشک ہو

قاسم نے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ شباب نے مسکرا کر سر جھکا لیا سارا لشکر کہ رہا ہو کہ
اے ملکۂ عالم آپ نے سب کی جان بچائی ورنہ اِس ساحرہ نے غضب کا سحر کیا تھا قاسم
اُسی وقت بارگاہ مین آئے سیارہ نے اہتمام کیا ملکہ شباب دربار مین آئین قریب
قاسم آکر بیٹھین تمام کیفیت اپنی بیان کی کہ اول سمن جادو کو مار کر پلٹ گئی تھی
مگر دل نے نہ مانا اِسوقت گھبرائی شکر ہی کہ وقت پر آکے پہونچی اگر ذرا دیر ہوتی تو
آفت برپا ہوئی تھی خدا نے اپنا فضل کیا قاسم نے بڑی خاطر کی مگر بقراط ثانی کہ قصر
ہشت پہل مین داخل تھا وہین سے کمال جادو کو اُسنے بھیجا تھا حال اُسکو شباب
کا معلوم ہوا کہ پہلو مین قاسم کے جا کر بیٹھی جادوگرنیان جو جمع ہین سب اپنے
نہودون پر بیٹھی ہین کہ بقراط نے میکار کر کہا تم مین سے کوئی ایسا ہو کہ شباب کو
گرفتار کر لائے وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے نام عشق نہ لے فہیم جادو ایک ساحر
زبردست اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوندا اگر کنیز کو حکم ہو تو جائے فوراً شباب کو
گرفتار کر لائے بقراط نے کہا اے فہیم اتنا خیال رکھنا کہ جب دربار سے قاسم کے شباب

اُٹھے تب اُسکو گرفتار کرنا فہیم نے کہا مین سمجھ لونگی یہ کہکے روانہ ہوئی یہان شباب چند
ساعت خدمت قاسم مین حاضر رہی کہا اب مین رخصت ہوتی ہون قاسم نے کہا ای ملکہ
تمھارا حال اب کھل گیا اب نہ جاؤ ایسا نہ ہو بقراط کچھ کر گذرے اور ہمکو خبر نہ ہو شباب نے
کہا مین اپنے باغ مین جاتی ہون فوج کو جمع کر کے لاؤنگی آپ کے ساتھ تا بدریاے
قلزم چلونگی قاسم نے رخصت دی شباب جادو باہر نکلی سیارہ باتین کرتا ہوا پیچھے
آتا ہی شباب کہتی جاتی ہو مہتر صاحب ہمارا خیال رکھنا آج تمکو بڑی مشقت پڑی لیکن
اس ساحرہ نے نہ مانا یہ کہکے بیرون جلوخانہ آئی قصد کیا کہ طاؤس سحر بناؤن اسپر سوار
ہون کہ ایک برق چمکی سیارہ تو پیچھے ہٹا لغرہ ہوا کہ او شباب خوب مزے اُڑائے
اب تو دل خوش ہی پنجہ کمر مین شباب کی پڑا اسے اُٹھا شباب نے پکار کر آواز دی
ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی قاسم نے جو آواز شباب کی سُنی بیقرار ہو کر اپنے مقام
سے اُٹھے جلوخانے مین آکر دیکھا کہ شباب تو بیہوش ہی اور ایک ساحرہ کمر مین پنجہ
دیے لیے جاتی ہی اور پکار کر آواز دی کہ ارے قاسم ہوشیار رہنا تجھکو بھی لیجاؤنگی
قدرت کا حکم ہی کہ عاشق و معشوق کو لاؤ ایک قفس مین دونون کو قید کرو کہ یاد کرین
کہ انجام عشق یہ ہی قاسم نے دیکھا کہ ایک گوشے مین سیارہ پڑا ہی فرمایا ای مہتر والا گہر
بہت جلد اپنے کو چھو بچاؤ اگر شباب کو قصر ہشت پہل مین لیگئی تو وہ ہمارے نام کا بڑا
دشمن ہی غیرت کا حکم قتل دیگا پھر کیسی مشکل ہوگی اُسنے ہماری جان بخشی کی اور رحم
اُسکی فکر نہ کرین یہ سنکر سیارہ چلا آسمان پر فہیم جاتی ہی سیارہ چھپا ہوا اُٹھتا اور
بیٹھتا چلا جاتا ہی چاہتا ہی اس سے آگے نکل جاؤن تو عیاری کرون مگر فہیم کا باغ
راہ مین ملا سوچی کہ یہان ٹھہر جاؤن یہ سوچکر آسمان سے اُتری باغ مین آئی نورا
کنیزین دوڑین چبوترے پر فرش بچھایا فہیم آکر مسند پر بیٹھی کنیزون سے کہہ رہی ہی
کہ آج مین نے بڑا کام کیا دربار قاسم سے بی شباب کو لائی کوئی بھی کچھ نہ کرسکا قاسم
اُسکے تیر و کمان مانگا مگر مین بلند ہو کر نکل آئی کنیزون نے لاکر گلابیان شراب کی سامنے
رکھین فہیم شراب پینے لگی کہ آسمان پر برق چمکی گلفام جادو ایک تاجدار کہ مدت سے

شباب پر عاشق ہی تخت اُٹھائے ہوئے جاتا تھا فہیم نے پکار کر کہا ای گلفام ہمارے باغ کے سامنے سے جاتے ہو چند ساعت ٹھہر جاؤ گلفام آسمان سے اُتر آیا شباب پر جو نگاہ پڑی کہ بیہوش پڑی ہوئی ہی بیقرار ہو گیا کہا ای فہیم اِسنے کیا خطا کی کہ جو اِسکو یون ڈالدیا ہی فہیم نے کہا یہ خداوند کی گنہگار ہی قاسم پر جا کر عاشق ہوئی ہی وہین سے گرفتار کر لائی لہٰذا اب اِسکو خدمت خداوند مین لیجاؤنگی گلفام نے کہا ای فہیم مین تو مدت سے اِسپر عاشق ہون یاد مین اِسکی راتون کو رویا کرتا ہون دل بہت بیقرار ہی اگر اِسکو میرے لیے راضی کردو تو بڑا احسان ہوگا مین قدرت سے اِسکی خطا معاف کرا دونگا دیکھو تو میرا کیا حال ہی

نظم

فصل گل ہی خون حیض دخت رز کا جوش ہی
گردن قاضی مین دست رند ساغر نوش ہی

یار سے دست و بغل ہوتا ہی عنقا کا شکار
تنگ اُس گل کی قبا سے بھی مرا آغوش ہی

حال دل ہوتے ہین حسرت کی نگاہون سے عیان
میری اُسکی گفتگو مین اب زبان خاموش ہی

پشت بر دیوار حیرت ہین ہزارون صورتین
صاحب آئینہ خانہ آجتک روپوش ہی

جامۂ ہستی جنون مین مثل گل پرزے اُڑے
سنگ یان پھر شکست شیشۂ مے کا جوش ہی

موسم سرما مین دیوانہ ہی پہلو سے تہی
اب کف دریا بدن پر میرے بالا پوش ہی

وصل کی شب کھوئی شادی مرگ ہو کر جان زار
تنگ مُردے سے ہمارے گور کا آغوش ہی

فرط اُلفت کا مآل کار ہی عاشق کو موت
جب شرابی کو زیادہ نشہ ہو بے ہوش ہی

مردہ کس بیکس کا دریا مین بہایا جائے گا
جس حباب بحر کو دیکھا سراپا دوش ہی

گفتگوے اہل غفلت کی حقیقت کچھ نہین
خواب مین چلائے ہر چند آدمی خاموش ہی

اہل دنیا حال ہمدیگر سے کیا ہون مطلع
مجلس تصویر مین کسکو کسی کا ہوش ہی

یار سرگرم خرام ناز مین محو جمال
گوہر جان گرامی صدقۂ پاپوش ہی

کنج تنہائی مین بھی چلا کے رو سکتا نہین
لوگ کہتے ہین در و دیوار کے بھی گوش ہی

گل ہر اک ساغر بکف بلبل ہر اک نغمہ طراز
سیر باغ آتش یہی ایمان او نوش ہی

فہیم نے کہا ای گلفام اپنے کو سنبھالو یہ قدرت کی گنہگار ہی میری کیا مجال ہی کہ مین

اِسکو تمھارے حوالے کرون گلفام بگڑا کہا ای ملکۂ عالم اب مجھکو اور زیادہ خوف پیدا
ہوا کہ اگر یہ قدرت کے سامنے جاویگی تو قدرت اِسکو قتل کرینگے مجھے یہ کب گوارا ہی
کہ اِسکو چشم زخم پہونچے مین تمسے لیکر جاؤنگا اپنے باغ مین جاکر چھپا رکھونگا فہیم نے کہا
ای گلفام جانتے ہو کہ قدرت کل حالات سے آگاہ ہوجاتے ہین طائران سحر مقرر ہین
کہ اُنکو خبر پہونچاتے ہین اِسوقت کا بھی وہ حال دیکھ رہے ہونگے اگر تم لیجاؤ گے
تو قدرت مجھپر ناراض ہونگے فرمائینگے تو نے کیون دیا گلفام نے کچھ ہمارا خوف
نہ کیا گلفام اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین تو لیجاؤنگا فہیم نے ہرچند منع کیا مگر گلفام کب
مانتا ہی چاہا پنجہ کر مین شباب کی دیکر لے اُڑون کہ سیارہ پھرتا پھرتا سامنے اُس باغ
کے پہونچا چند خادم دروازے پر دیکھے اُنسے حال پوچھا اُنھون نے کہا اِسوقت عجب
ہنگامہ ہی ہماری ملکہ فہیم جادو شباب جادو کو لائی ہین گلفام بگڑا ہوا ہی کہ مین اِسکو
لیجاؤنگا سیارہ نے باتین کرتے کرتے ایک خدمتگار کو حباب مار کر بیہوش کیا اُسکی
شکل بنکر اندر آیا دیکھا گلفام کھڑا ہوا ہی مگر فہیم منت کر رہی ہی کہ ای گلفام واسطہ
خداوند لقراط کا ایسا ارادہ نکرو اُنکے بہت خلاف گذریگا گلفام نہین مانتا
سیارہ نے دوڑ کر گلفام کا ہاتھ تھاما چپکے سے کہا ای شہنشاہ نہ گھبرائیے میرے بزرگ
آپکے بزرگون کے نوکر رہے مجھے ہمیشہ سے آپکا پاس ہی آپ مسند پر بیٹھیے بی
فہیم جو غصے مین سرخ ہین اِنکو ٹھنڈا کیجیے مسند پر بٹھا دیجیے مین ابھی شراب پلا کر
بیہوش کرون اِنکو کتے کی موت قتل کیجیے اور اگر مقابلہ پڑا تو وہ ساحرہ زبردست ہی شاید
سرکار کو بھی آزار پہونچے اور مین جانتا ہون کہ مدت سے آپ شباب پر عاشق ہین
کیونکر دل کو آرام آئے جب معشوق اِس حال مین ہو اُنکو بھی ہوشیار کر دیجیے بی
فہیم جیت پڑی ہونگی جسطرح جی چاہے اُسطرح قتل کیجیے گلفام نے کہا اب تو تکرار ہوگی
اب کیونکر اصلاح ہو سیارہ نے کہا مین اصلاح کراتا ہون گلفام کو سمجھا کر ہنستا ہوا
سامنے فہیم کے آیا کہا ای ملکۂ عالم اِسوقت ایک نیا معاملہ درپیش ہوا آپکو خوشی کی
جگہ ہی کہ آپکے خدمتگارون کے یہ مرتبے ہین مین باغ مین کھڑا تھا کہ یکایک خداوند

آئے میرے گلے پر ہاتھ رکھا فرمایا کہ علم موسیقی کا تجھکو بادشاہ کرتے ہین دیکھیے سچ ہو کہ جھوٹ ہو اور اشارے سے کہا مین گلفام کو ابھی ٹالے دیتا ہون وہ فقرہ کرون کہ آپ سے ناراض نہون اور چلے جاوین فہیم نے کہا حقیقت مین مین بھی نہین جانتی کہ گلفام سے فساد ہو سیارہ نے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

یار قاتل ہو تو کسکو موت سے پرہیز ہو
سر تصدق ہو اگر مژگان کا خنجر تیز ہو
توڑیے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت
آجکل جوش جنون کا اپنے لوہا تیز ہو
طول عمر خضر دے تمکو خدا اے منچلو
چشمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہو
زندگی کی کون سی صورت فراق یار مین
فتنہ انگیز آہ ہو نالہ بلا انگیز ہو
سر کو لیکر ہاتھ پر رکھ کوچۂ قاتل مین پانون
آسمان سے بھی سوا یان کی زمین خونریز ہو
کاتب قدرت سے اپنی گفتگو ہو روز حشر
خط پیشانی ہمارے پاس دستاویز ہو
یار بن ساقی قیامت ہو مجھے ساغر کشی
قاتل مینا نہین ہو شور رستا خیز ہو
غیر رسوائی کبھی اِسنے نہ کچھ حاصل ہوا
عشق سے نفرت ہو مجھکو حسن سے پرہیز ہو
منزل مقصود تک الله پہونچائے ہمین
وقت شب ہو ابر ہو صحرائے آفت خیز ہو
عشق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجیے
کوہکن اسپہر سرے جو گشتۂ پرویز ہو
ظلم کرتے ہین بتان سنگدل بہر نمود
شہرۂ آفاق خون خلق سے چنگیز ہو
بلبل بستان کے نالے سے یہ آتی ہو صدا
گوش گل نا آشنا ہو حرف شوق آمیز ہو
تختہ پارہ کی طرح ہو حال دل آتش نباہ
بیقراری لجۂ دریائے طوفان خیز ہو

اِسطرح یہ اشعار گائے کہ فہیم تعریفین کرنے لگی کہا اے نیرنگ حقیقت مین تمھارے پاس باغ مین قدرت آئے تمکو کمال دے گئے ہمنے تو آجتک ایسا گانا نہین سُنا تھا حقیقت مین اے نیرنگ قدرت تمپر مہربان ہوے کیون اے گلفام تمنے بھی سنا ہمارا نیرنگ کیا خوب گاتا ہو گلفام نے کہا میرے کلیجے پر چھریان پڑ گئین مین تو عاشق مزاج ہون سیارہ نے اشارہ کیا خاموش رہیے کہا اے ملکہ عالم ایک کمال اور عطا ہوا ہو وہ بھی ظاہر کرون شراب منگوائیے تو بین نئے طور سے پلاؤن اور

ناچ بھی میرا دیکھیے سب راگنیان سامنے کھڑی ہین اِشارے کر رہی ہین کہ جب ہمارا
نام لو تو ہم حاضر ہون در و دیوار کو مست کر دین مجال ہی کہ تمھارے گانے کو ناپسند
کرین قدرت بیٹھے ہوے ہمشت پہل سے گانا سن رہے ہین فہیم نے قرابہ شراب کا
سامنے نیرنگ نقل کے کھسکا دیا سیارہ نے شراب مین بیہوشی ملائی جام بھر کے
سر پر رکھا توڑے لینا ہوا سامنے فہیم کے آیا کہا حضور دیکھیے کیا مجال ہی کہ ایک قطرہ
گرے ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے فہیم نے دونون ہاتھ پھیلادیے
جام سر سے لیا بے اندیشۂ انجام پی گئی دوسرا جام گلفام کو دیا اِشارہ کرتا جاتا ہی
کہ پی جایئے آپ کے پینے سے گمان فہیم کا نکل جائیگا مطلب برآئیگا گلفام بھی جام
پی گیا بعد اُسکے طرف کنیزون کے متوجہ ہوا سب کو شراب پلائی شباب کی آنکھ کھلی
ہی دیکھ رہی ہی کہ یہ کیا انتظام ہو رہا ہی دعائین مانگ رہی ہی کہ پروردگار میری
آبرو کو بچانا ہر چند کہ انتظام یہی ہو رہا ہی کہ یہ سب بیہوش ہون تو یہ بے حیا مجھپر
دست اندازی کرے ای رحیم و کریم مین نے اپنے کو ناموس خلیل الرحمٰن مین داخل
کیا ہی میری آبرو بچانے

نظم

به نوک خامۂ اصلاح دور کن اغلاط
که درج نامۂ اعمال تست با افراط

خبر نیافت ز توحید حق گهے بقراط
نگشت واقف این نکتۂ خفی سقراط

به صبح و شام ادا کن حق عبادت حق
کہ گردد از تو ادا قرضہ ات بچند اقساط

ہوا و حرص چو دامان صبر پارہ کند
رفو دوبارہ نگردد ز سوزن خیاط

به خواه عذر و بکن توبہ و ندامت کش
ز ہر گناہ کہ کردی بہ کثرت و افراط

به اعتدال طبیعت ہمیشہ کوشش کن
شود دگر نہ تغیر بہ صحت اخلاط

بہ جبر کار عبادت ز نفس خود بستان
کہ چوب کج نہ شود راست تر بجز خراط

ہمیشہ توبہ بعجز و نیاز کن ہندی
شوند جملہ گناہان ازین عمل اسقاط

تھوڑے عرصے مین فہیم گھبرائی اور کہا ای نیرنگ قدرت تشریف لاے ہین
شمعین پکار رہے ہین نیرنگ نے اشارہ کیا کہ قدرت کو بلا لیجیے کہ وہ بھی شریک

جلسہ ہون فہیم اپنے مقام سے اُٹھی تھی آپ خداوند کنتی ہوئی چلی تھی کہ لڑکھڑا کے
گری گلفام بھی اپنے مقام سے اُٹھا اُٹھکر گرا سیارہ نے دیکھا دونون بیہوش ہوے
اور کنیزین بھی آپس مین لڑبھڑ کر گرین اور بیہوش ہوئین سیارہ قریب شباب کے
آیا کہا اے ملکۂ عالم غلام کو نہین پہچانا منم سیارہ بن عمرو جسوقت سے آپ کو لے چلی آقا
بیقرار ہوے مین تلاش مین آپ کی نکلا قریب باغ کے پہونچا اب انکو قتل کرتا ہون
شباب نے اشارہ کیا کہ فہیم قتل ہو تو میرے حواس درست ہون عجب سحر بے حیا
نے کیا ہے کہ مین سحر بھول گئی سیارہ نے فہیم کو قتل کیا شباب اپنے مقام سے اُٹھی ہاتھ
جھٹکا دیا برق گری کہ گلفام کے بھی دو ٹکڑے ہوے شباب و سیارہ اُن سب کو
مارکر باغ سے نکلے چند قدم چلے تھے کہ آواز آئی او شباب تو نے غضب کیا کہ فہیم
اور گلفام کو قتل کرایا سیارہ تو کو دکر بھاگا ایک غار مین اپنے کو گرادیا چھپا ہوا
دیکھ رہا ہے کہ ایک ساحر سیاہ فام بدانجام گوشۂ صحرا سے پیدا ہوا شباب پر ایسا سحر
کیا کہ شباب کی زبان بند دل درد مند لڑکھڑا کر گری وہ ساحر چلا کہ شباب کو قتل کرے
سیارہ نے دیکھا کہ شباب قتل ہوتی ہے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ او ساحر
یہ کیا کرتا ہے دیکھ تو قدرت نے کیا لکھا ہے کاغذ ہاتھ مین تھا جھپٹ کر اُس ساحر کو دیا وہ
کاغذ ساحر نے پڑھا طرف سے بقراط کے لکھا تھا اے صحر النورد تو نے بڑا کام کیا مگر
جس ساحر کو ہمنے بھیجا ہے اسرار جادو اسکا نام ہے ہمارے امورات خدائی کا وہ
منتظم ہے جو یہ کہے وہی کرنا صحر النورد نے ہنسکر کہا کیون میان اسرار جادو کیا حکم
کرتے ہو سیارہ نے کہا تھوڑی آگ منگایئے لوبان میرے پاس ہے آگ پر ڈالیے
آواز آئیگی جیسا حکم ہو بجالانا صحر النورد نے آگ سلگائی شباب دیکھ رہی ہے
کہ یہ کیا معرکہ ہے مین تو بیکار ہوئی اس ساحر نے مجھے کیون بچایا صحر النورد نے
جیسے ہی لوبان ڈالا دھوان پیچ کھا کے نکلا دماغ مین صحر النورد کے پہونچا فوراً
لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا سیارہ نے اُسکو بھی قتل کیا شباب ہوشیار ہو کے
اُٹھی سیارہ کی تعریفین کرنے لگی کہ اے منترو الاگر کیا کہنا تمھارے نزدیک ساحر کی

کیا مجال ہو اب لشکر خاور سیاہ مین جلو راہ مین دریاے قلزم کی بڑے معرکے پڑینگے راہ کو بہ مشکل طے کر کے سیارہ و شباب خدمت قاسم مین آئے قاسم یہان حیران بیٹھے تھے کہ سیارہ و شباب آکر پہونچے قاسم نے شباب کو صحبت مین جگہ دی کہ شباب نے کہا اب حضور کوچ کرین اگر آپ دریاے قلزم تک پہونچ گئے اور لوح ملگئی تو فتاح طلسم آپ ہونگے قاسم یہ سُنکر خوش ہوے اُسیوقت لشکر تیار کیا ملکہ شباب نے ابر سحر تیار کیا اُسمین چھپکر سر پر قاسم کے سایہ فگن ہوئی اِس معصوم سے لشکر کو لیکر طرف دریاے قلزم کے چلی دوسری منزل ہر کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان حکاک قوی ترکیب نامے تین لاکھ فوج سے آکر اُترا قاسم سے کہلا بھیجا کہ آپ یہان سے پلٹ جائیے یہ صحراے حکاکیہ وہ مقام ہی کہ اِدھر سے کبھی کوئی حریف نہین گذرا مین آپ کو نہ جانے دونگا قاسم نے جواب دیا کہ ہم نہ پلٹین گے اور اِسی راہ سے جائین گے حکاک نے طبل جنگی بجوایا قاسم کو خبر پہونچی قاسم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکر مین نقارے بجے تیاریان ہونے لگین

چار پہر رات گذر گروہ وقت آیا نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	دیگر	خروس صبح دم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند		غلاف غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست		بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست
علم آفتاب نکلا جب		فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا		رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اِکبار		مہ انجم سپاہ رو بہ فرار

جانبین سے فوجین میدان مین آئین قاسم نے شباب سے منع کر دیا کہ اے ملکۂ عالم تم میدان مین نہ آنا شباب خاموش ہو رہی بارگاہ مین بیٹھی ہی مگر خبر منگا رہی ہی کہ حکاک میدان مین نکلا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر مین قاسم کا خواہان ہون قاسم مرکب بڑھا کر سامنے حکاک کے آئے

اُسنے نیزہ مارا چند طعنون مین قاسم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا
ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا آپس مین کشتی ہونے لگی
دونون لشکر دیکھ رہے ہین سیارہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ قاسم و حکاک سے کشتی
ہو رہی ہی قاسم زیادتی کر رہے ہین جب پکڑ لاتے ہین ایسے گھسے لگاتے ہین کہ نہ رہ
اُسکی پارہ پارہ پیشانی سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہین دو پہر تک تو قاسم
بہ لطف لڑے اِدھر زوال آفتاب ہوا زوال زور قاسم ہونے لگا حکاک چست و
چالاک ہو گیا قاسم سُست ہوتے جاتے ہین پہر بھر اُلجھ اُلجھ کے لڑے پہر دن رہے
حکاک نے دونون مونڈھے تھامے ریل کرلے دوڑا ہر چند قاسم چاہتے ہین کہ
روکون مگر نہین روک سکتے نہ خود اُسکے ہکہ سے رُک سکے بارھوین قدم پر لا کے
حکاک نے ہکہ مارا کہ قاسم کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے حکاک نے کمر
مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا قاسم صدمے سے بیہوش ہوے حکاک قاسم کو باندھکر
لے گیا سیارہ بیتاب و بیقرار اول سامنے شباب کے آیا کہا اے ملکۂ عالم غضب ہوا
حکاک قاسم کو گرفتار کر کے لے گیا شباب نے کہا اے ھنرور والا گہر مین نے تو
کہا تھا مجھے ساتھ لیجیے مگر اُنھون نے نہ مانا معلوم ہوتا ہی اُسکے ساتھ کوئی ساحرہ ہی
اُسنے اپنے کو ظاہر نہین کیا مخفی سحر کیا لہذا قاسم گرفتار ہوے سیارہ نے کہا
مین جانتا ہون اگر ساحرہ ہی تو اُسکو ڈھونڈھکر مارونگا آقا کو چھڑاؤنگا شباب نے
کہا اے سیارہ نہایت مشکل ہی جو ساحرہ کہ حکاک کے ساتھ ہی پہلے سے مین نے
فراموش کیا مگر اب مجھکو یاد آیا کہ ایک دن سامنے بقراط ثانی کے گفتگو تھی اور یہ
حکاک رو رہا تھا بقراط نے پوچھا کیون روتا ہی حکاک نے کہا سنبل جادو پر
عاشق ہون بدون وصل سنبل زندگی نہ ہوگی کئی مہینے گذرے کہ اُسکی یاد مین مرتا
ہون بقراط نے سنبل جادو کو بلوایا کہا اے سنبل دیکھو تو حکاک کا کیا حال ہی
حکاک سنبل کو دیکھکر رونے لگا کہا اے ملکۂ عالم غلام کا یہ حال ہی قلب پر ہجوم
غم و ملال ہی کیا کہون نظم

رسا اوج حقیقت پر کرون اب عشق بازی کو — بجاے نرد بان سمجھا ہون مین عشق مجازی کو
ہوئی اقلیم خوبان مین یہ قدر جنس خود بینی — سکندر ڈھونڈھتا ہی اب دکان آئینہ سازی کو
بیان کیا ہو سکے عمر روان کی مجھسے چالاکی — کہ اس توسن سے لگا ہی نہ ترکی کو نہ تازی کو
اکیلا دل مرا فوج تمنا کے مقابل ہی — الٰہی کیجیو تو منتجاب اِس مرد غازی کو
ہمیشہ ہاتھ مین رکھتا ہی زلف یار کو شانہ — ذرا دیکھو تو اُسکے دست کوتہ کی درازی کو
کہانتک ای بتو ہمکو دماغ ناز برداری — خدا کرتا ہی شرمندہ تمھاری بے نیازی کو
ثمر پختہ جو ہی ای خام طبعو باغ عالم مین — نہ کیجو فکر خاکساری سے وہ بدلے سرفرازی کو
اُتر جاؤن ابھی دریاے غمسے وہ اگر چاہے — مین کشتی جانتا ہون یار کی تیغ جہازی کو
بحسرت دیکھتا ہی ماہ کنعان مجھکو ای ناسخ — دیا دل جب سے مین نے ایک محبوب حجازی کو

بقراط نے جو حکاک کا حال ابتر دیکھا سنبل کو سمجھا کر اُسکے ساتھ کیا یہ مجھے یاد ہی کہ تخت پر سوار کر کے سنبل اُسکو لیگئی تھی اگر وہی ساحرہ ہی تو بلاے روزگار ہی ای مہتر والا گہر بہت سمجھ کے جانا مین بھی وقت پر کد و کوشش کرونگی اگر میرا سحر چلگیا تو رہا کر لونگی ورنہ وہ صاحب اقبال ہین خدا کوئی سبب پیدا کریگا یہ سب حال سُنکر سیارہ فوراً طرف لشکر حکاک کے چلا جیسے ہی اپنے لشکر سے نکلا بیچ مین جنگل پڑتا تھا دیکھا ایک صحراے ویران ہی لشکر حکاک کا نشان نہین معلوم ہوتا بڑے بڑے پہاڑ بڑے بڑے درخت معلوم ہوتے ہین سیارہ دور تک گیا چہار جانب ڈھونڈھا کہین لشکر کا نشان نہ پایا شام کو پلٹ کے پاس شباب کے آیا کہا ای شباب جادو لشکر حکاک اِس صحرا مین نہین ہی شباب نے کہا یہی تاثیر سحر ہی بارگاہ سے نکلکر دیکھو لشکر مین نوبت نقارے بج رہے ہین ہاتھی گھوڑے پھر رہے ہین سیارہ نے کہا مین تمام دن پھرا مین نے کسیکو نہ پایا ناچار ہو کر پلٹ آیا شباب خود اپنے مقام سے اُٹھی دربارگاہ سے دکھایا کہ دیکھو وہ جھنڈے فرا رہے ہین اب چلو مین بھی ساتھ چلتی ہون سیارہ نے سب لشکر دیکھا شباب و سیارہ صحرا مین آئے ہر چند کر رات ہو چکی ہی مگر وہی سناٹا پایا لشکر نہ ملا شباب نے کھڑے ہو کر سحر کیے مگر کچھ نہ ہوا ناچار سیارہ

کو ساتھ لیکر شباب جادو پلیٹ آئی جب دربارگاہ سے دیکھتے ہین تو لشکر موجود ہی جب
ٹھہرا ہین جاتے ہین اور نگاہ اٹھاتے ہین تو لشکر نہین معلوم ہوتا حیران ہو کر پلٹ آتے
ہین شب بھر یہی ہیر اپھیری رہی صبح کو نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا حکاک
نے قاسم کو ارابے پر سوار کیا وہ مسلسل و مطوق بیٹھے ہین سب لشکر کو تیار کرکے طرف
قصر ہشت پہل کے چلا شباب نے بھی لشکر تیار کرایا آگے آگے لشکر حکاک جاتا ہی
پیچھے پیچھے سیارہ و شباب مع لشکر ہمراہ ہین جب سیارہ ارادہ کرتا ہی کہ مین لشکر مین
جاؤن تب لشکر نظرون سے مخفی ہو جاتا ہی فقط ہر طرف نوبت نقارے کی آواز سنائی
دیتی ہی سیارہ ناچار ہو کر پلٹ آتا ہی دو شبانہ روز یہی معرکہ گذرا کہ کسی طرح سے
اندرون لشکر نہ جا سکا شباب نے بھی خوب خوب سحر کیے مگر کسی سحر نے یہ تاثیر نہ کی
کہ سیارہ کو لشکر معلوم ہوتا تیسرے دن لشکر تیار ہوا اور شباب اپنے لشکر کو
لیکر چلی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ ایرج نوجوان چند جادوگرنیان
ساتھ سرداران تہمتن جوانان صف شکن ہمراہ آتے ہین ایرج نے جو دور سے
قاسم کو ارابے پر دیکھا بیقرار ہو گیا مرکب اپنا صف سے نکالا پکار کر آواز دی او
حکاک یا تو قبلہ و کعبہ کو چھوڑ دے یا میرے مقابلے مین آ حکاک گینڈا بڑھا کر
میدان مین آیا شباب نے بھی لشکر روکا ایرج و حکاک سے مقابلہ ہونے لگا دل
دوپہر تک تو ایرج نے زیادتیان کین اور زور و شور سے لڑے نیزہ نکالا کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا وہ گھسے مارے کہ عاجز کر دیا ادھر زوال آفتاب جب ہوا اب
حکاک زیادتیان کرنے لگا شاپور شیر دل حیران ناچاری ایرج کی دیکھکر بہت
پریشان ہی پکار رہا ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

خالق یکتا کہ بہ یک کاف و نون ۔ از عدم آوردہ دو عالم برون
نقش طرازندہ کون و مکان ۔ سقف فرازندہ نہ آسمان
ارض و سما نقطہ پرکار او ۔ نقش طرازی صور کار او
چہرہ کشائے صور کائنات ۔ راہ نمائے ہمہ سوئے نجات

دادہ بلندی بہ سپہر برین — پہن بگستردہ بساط زمین
نور قمر شمع شب افروزہ کرد — گرم بہ خور معرکۂ روزہ کرد
قدرت او لیل و نہار آفرید — خلق خزان کرد و بہارہ آفرید
کرد رقم با قلم اختراع — بر ورق مہر خطوط شعاع
از گہر نجم بہ شبہائے تار — قصر فلک کرد جواہر نگار

اے رحیم و کریم میرے آقائے نامدار کو بچالے اس آفت سے نجات دے پھر پھر اور
ایرج نوجوان الجھ الجھ کے لڑے وہی پہر دن رہے حکاک ریلکر لے دوڑا بارہ
چودہ قدم پہ لاکر بکہ مارا کہ دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے کمر زنجیر بین بانھ ڈالکر
ایرج نوجوان کو اٹھا لیا مثل قاسم کے ایرج کو بھی قید کیا ہمراہیان ایرج حیران
و پریشان سیارہ شاپور کی ملاقات کو آیا کہا اے فخر دودمان مہتر مہتران کیا تدبیر
سوچی ہے یہ تو عقل سے ظاہر ہے کہ کوئی ساحرہ اسکے ساتھ ہے ورنہ یہ نوجوان ایسے
ہین کہ انکو کوئی تین چہر مین زیر کرے شاپور نے کہا ابھی جاتا ہون ساحرہ کو پکڑ کے
لاتا ہون اسی صحرا مین لاکر قتل کرون سیارہ نے کہا عجب عجائب و غرائب ہین کہ
لشکر مین انکے نہین پہونچ سکتے دیکھکر پلٹ آتے ہین شاپور نے لشکر ایرج کو
تسکین دی کہا بھائیو تم تو ٹھہرو مین برائے خبر جاتا ہون یہ کہکے چلا سیارہ بھی
ہمراہ ہے جب جنگل مین پہونچے شاپور نے بھی سر اٹھاکر دیکھا کہ لشکر کا بالکل نشان
نہین وہی صحرائے ویران ہے شاپور و سیارہ روتے ہوئے پلٹے سیارہ تو
پلٹ کے اپنے لشکر مین آیا اور شاپور روتا ہوا سامنے دونون جادوگرنیو نکے
آیا ملکہ بلقیس زعفران پوش و مینائے سر جوش حال سنکر ہنسین کہا ہم جاکر
سحر کرتے ہین دونون نے صحرا مین آکر خوب سحر کیے مگر لشکر ظاہر نہ ہوا ادھر سے
بیقرار ہوکر شباب بھی پہونچی صحرا مین کھڑے ہوکر سحر کیے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر
پلٹ آئین کئی مرتبہ جا جاکر سحر کیے مگر کچھ مطلب حاصل نہ ہوا صبح کو حکاک نے
کوچ کیا یہ دونون لشکر بھی عقب مین ساتھ ہین دو منزلین اسی طرح طے کین تیسری

منزل مین لشکر حکاک اُتر رہا ہی خیمے اِستادہ ہو رہے ہین جا بجا سوار و پیدل بھی اُتُرتے ہین شباب و بلقیس و مینا بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہین کہتی ہین کیا تدبیر کرین بلقیس بڑھی کہ مین دن سے لشکر مین داخل ہو جاؤن جب تو مطلب نکلے گا کہ آسمان پر برق چمکی مینا نے دیکھا کہ بلقیس کی کمر مین پنجہ پڑا اُٹھا کر لے گیا پکار کر مینا نے آواز دی کہ ای شاپور شیر دل جلد آؤ غضب ہوا بلقیس کو کوئی لیے جاتا ہی شاپور دامن گرد انکر دوڑا صحرا کو طی کر کے لشکر کو دیکھ رہا ہی سیارہ پیچھے آیا دیکھا لشکر رو برو موجود ہی جیسے ہی شاپور کنارے پر لشکر کے پہونچا دیکھا ایک نخل پر ایک طائر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی کہ اُسکے زمزمے سے یہ آواز نکلتی معلوم ہوتی ہی **نظم**

ہی شوق ماہ رو کو ہمارے ستارہ کا	تار شعاع مہر نمونہ ہی تار کا
دل سے حضور کے نہین جاتین کدورتین	اِس آئنے مین زنگ ہی میرے غبار کا
برگشتہ قسمتون کی نہین خاک کو بھی چین	کھاتا ہی پیچ و تاب بگولہ غبار کا
دل کی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر	اور نا نمونہ ہی یہ مرے اضطرار کا

شاپور یہ اشعار سننے لگا سیارہ نے دور سے دیکھا کہ شاپور خاموش کھڑا ہی اشعار سن سنکر سُن ہو گیا معلوم ہوتا ہی پابہ گل ہی بہت مضمحل ہی وہ طائر تڑپ کر گرا شاپور کو اُٹھا لیگیا سیارہ اُلٹا بھاگا آکر دعائین مانگنے لگا ای کریم و رحیم یہ کیا عجائب و غرائب ہین بھائی بھی غائب ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ شاپور و بلقیس ایک خیمے مین بیٹھے ہین مگر مسلسل و مطوق سیارہ حیران ہی کہ مین بھی خیمے مین جاؤن مگر کیونکر پہونچون ایسا نہو قید ہو جاؤن کیونکر امان پاؤنگا اِس فکر مین کھڑا ہو تھا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی تمام صحرا تارہ یک ہو گیا دیکھا آگے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان چار سو سردار چہار جانب سے گھیرے ہوے پشت پر لشکر بیحد و حصر جادوگر نیان طاؤسان زرین بال پر سوار نجم اختر شناس ایک عقاب کو اُڑاتا ہوا آتا ہی نور الدہر نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم و ایرج مقید ہین اُسی مقام پر اُتر پڑے لشکر ٹھہرا ساحر بھی اپنی سواریون سے اُترے نجم اختر شناس

آگے بڑھے مگر حکاک نے جب نجم اختر شناس کو دیکھا اور سکندر ثانی کو تخت پر پایا گھبرایا ہوا پاس سنبل جادو کے آیا کہا اے ملکۂ عالم لشکر طلسم کشا آگیا سکندر ثانی تخت پر ہین نجم اختر شناس وارسطوے ثانی و ملکہ شعلۂ جوالہ وہماے مرصع پوش و ملکہ مربع نشین و گرداب دریا نشین و حباب خوش چشم وغیرہ ہمراہ ہین اب کیا حکم ہوتا ہے سنبل نے کہا نہ گھبراؤ سب کو آوارہ کرونگی ایسے عجائب وغرائب مین پھنساؤن کہ عاجز ہو جائین تا بہ دریاے قلزم نہ جانے دونگی کل تمکو لے چلونگی دیکھون قدرت کیا فرماتے ہین مگر بہت سمجھ کے لڑنا کہ طلسم کشا کے گلے مین لوح محفوظ موجود ہے سحر اُسپر تاثیر نہ کریگا وہ فکر کرو نکہ اسپر سحر تاثیر کرے لوح محفوظ قبضے سے نکلجاے حکاک یہ باتین سنکر اپنی بارگاہ مین آیا حکم دیا طبل جنگی بجے اُسیوقت طبل جنگی پہ چوب پڑی نور الدہر کو شبرنگ نے خبر دی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہوئین چار پہر رات گذرکر وہ وقت آیا **نظم**

یکایک ہوا دوان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خواور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

ہر دو لشکر با قاعدۂ قدیم میدان کارزار مین آئے حکاک نے گینڈا نکالا میدان مین نیزہ ہلاتا ہوا آیا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہووہ نکلے کہ طہماس نے گینڈا اپنا اُڑایا نور الدہر بیچین ہوکے رہگئے سکندر ثانی سے اجازت لیکر طہماس سامنے حکاک کے آیا نگاوہ رمین گردبرد کر دیا اُسنے نیزہ مارا طہماس نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا حکاک نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر تلوار کو روکا کہ تلوار حکاک کی ٹوٹ گئی قبضہ طہماس پر کھینچ مارا طہماس نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی نور الدہر دیکھ رہے ہین کہ طہماس اس زور وشور سے لڑرہا ہو کہ حکاک اپنی

جان سے عاجز ہو دو پہر تک تو یہ زد و شور رہا جیسے ہی دو پہر ڈھلی نور الدہر نے دیکھا کہ انتو طہماس سست ہوا حکاک چالاک و چست ہوا تڑپ تڑپ کے لڑنے لگا جب طہماس کو پکڑ لاتا ہو ایسے گھسے مارتا ہو کہ طہماس الجھ الجھ کے نکلتے ہین پہر دن رہے تک الجھ الجھ کے لڑے اب حکاک زیادتیان کر رہا ہو نور الدہر بیچین ہین فرماتے ہین ای سکندر ثانی تمنے دیکھا طہماس پر کیا مصیبت ہو طہماس وہ جوان ہو کہ دو چچا ہمارے اسکے ہاتھ سے مارے گئے خدا کی قدرت تھی کہ میرے ہاتھ سے زیر ہوا کبھی ایسا طہماس کو ناچار و مجبور نہین دیکھا سکندر فرماتے ہین ای شہریار خوب ہوا کہ آج حضور نہین نکلے سب امورات ذہن مین آگئے کل انشاءاللہ علاج بھی ہو جائیگا اس بیحیا نے اپنے نزدیک بڑا کمال کیا کہ ساحرہ کو ساتھ لایا ہو وہی سب یہ شعبدے دکھاتی ہو خیر کل اسکا علاج کرینگے اب طہماس نہین بچ سکتے وہ دیکھیے ریلکر لے دوڑا پانچ سات قدم پر لا کر پٹکا مارا کہ دونون گھٹنے طہماس کے آشنا بزمین ہوے طہماس صدمے سے بیہوش ہو گیا حکاک نے کمر مین ہاتھ ڈالکر طہماس ایسے جوان کو اٹھا لیا اپنی بارگاہ مین لایا آہنگرون کو بلایا مسلسل اور مطوق کیا کہا ای طہماس اگر تم میری اطاعت کرو تو وہ مرتبہ دون کہ اپنے لشکر کا سپہ سالار کر دون کوئی تمسے مقابلہ نہ کر سکے طہماس نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہو جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر مین ظاہر مین انکا رفیق ہون مگر عاشق آقاے نامدار کہلاتا ہون بارگاہ مین انکی سب سرداران پر مقدم بیٹھتا ہون بادشاہ لشکر میرا اعزاز فرماتے ہین سپہ سالار کل لشکر لقب ہو تو کیا مرتبہ دیگا مین تیرا حال سن چکا ایک ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہو لشکر مین آقا کے وہ ساحر موجود ہین کہ جنھون نے بقراط سے مقابلہ کیا کہ جسکو دعوی خدائی ہو اسکے مقابلے سے منہ نہین پھیرا تو کیا مرتبہ دیگا تیرا لشکر کیا ہو جسکا سپہ سالار کریگا حکاک بہت بگڑا کہا جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوا گردن ہی طہماس کی کوسلے کا خط کھینچا خنجر چمکا کر نعرہ کیا فرد

سلطنت سلطان کند فرمان بر جلاد چیست بد مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست

کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا اسکا ساغر عمر لبریز ہوا تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازو پر توت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا مگر ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان قتل کرنا میرا کام ہو آیندہ زندہ کرنا بقراط ثانی کا کام ہو مگر جسکا ک نے کہا مین تجھکو حکم دے چکا زیادہ باتین نہ بنا جلد اِسکا سر کاٹ لے اب دیر نہ کر جلاد سرپر آیا خنجر کو سنگ چٹایا طہماس نے جو اپنے قریب جلاد کو پایا بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا یہان شبرنگ بن عمرو جسوقت طہماس کو گرفتار کر کے وہ لے گیا ہو حیرت زدہ کنارے پر لشکر کے کھڑا ہو اور لشکر مین اِس خوف سے نہین جاتا ہو کہ گرفتاری شاپور کا حال سُن چکا ہو کہ اندر سے بارگاہ کے چند سردار رنجیدہ نکلے کہتے ہوے کہ عجب شیر دلیر ہو کہ جلاد قریب خنجر برہنہ کھینچے کھڑا ہو اور ہراس کا نام بھی نہین اِن مسلمانون مین کیا کیا بہادر پیدا ہوے ہین شبرنگ نے ایک سردار کو اِشارے سے بلایا کہتا ہو بھائیو کیا معرکہ ہو اُس سردار نے دیکھا کہ ایک عیار پیشہ مجھکو اشارے سے بلا رہا ہو وہ سردار قریب آیا شبرنگ نے پوچھا کہ کیا افسوس کرتے تھے اُس سردار نے کہا ای عیار کیا پوچھتا ہو وہ سردار قتل ہوتا ہو جسکا ہزار دو ہزار مین مثل نہین ہو شبرنگ نے پوچھا کون اُسنے کہا طہماس بن عنقوبل دیوبرور شبرنگ نے جو ذکر قتل طہماس سُنا سوچا کہ غضب ہو جائیگا آقا سنکر کہین گے کہ ہمکو خبر نہ کی صورت سے بیزار ہو جائین گے روتا ہوا بھاگا اُسوقت آیا کہ نور الدہر پلٹ کر میدان کارزار سے آئے ہین گرد سردار بیٹھے ہین تمام جادوگرنیان ونگلون پر بیٹھی ہین کہ شبرنگ نے آکر سلام کیا نور الدہر نے پوچھا خیر تو ہو شبرنگ نے دست بستہ عرض کی حضور کو آگاہ کرتا ہون کہ اب طہماس کے قتل کا حکم جسکا ک نے دیا جلاد حکم پوچھ رہا ہو یہ سُنکر نور الدہر بیتاب ہو گئے اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ مرکب طلسمی تیار کرو مرکب طلسمی تیار ہو کر آیا تیغہ طلسمی قبضے مین کیا پشت مرکب پر سوار ہوے سکندر ثانی نے سمجھایا کہ آقا آپ نہ جائیے ہم لوگ جا کر طہماس کو چھڑا لاوینگے مگر نور الدہر نے

بہ فرط محبت نہ قبول کیا مرکب پر سوار ہو کے چلے سکندر ثانی بھی تخت سے اُٹھے
شعلۂ جوالہ وغیرہ سب جادوگرنیان اپنے اپنے مقام سے اٹھین ہمراہ نور الدہر چلین
یہان وہ وقت ہی کہ جلاد حکم پوچھ رہا ہی طہماس دعا کر رہے ہین حکاک کہتا ہی جلد
سر کاٹ لے مابدولت کی اطاعت نہین کرتا ہمنے یہ وعدہ کیا کہ کل لشکر کا سپہ سالار کرینگے
اِسنے جواب سخت دیا اپنے آقا کی تعریفین کرتا ہی جلاد خنجر کھینچکر قریب طہماس آیا جیسے
اِسنے خنجر مارا طہماس نے ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی طہماس نے وہی ہتھکڑی جلاد پر
پھینک ماری قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت پھینک دیا اور نعرہ کر کے لڑنے لگا
کہ منم ہژبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن غنقویل
دیو پرور ایک پہلوان کو مار کر تلوار اُٹھا لی اب کون قریب طہماس آسکتا ہی
جو قریب آیا اُسے ہاتھ تلوار کا مار دیا چیر کر پھینک دیا کئی سو جوانون کو مار کے
طہماس نے ڈالدیا دریاے خون جاری ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ حکاک پر جا پڑون مگر
حکاک دور سے لینا لینا کر رہا ہی قریب طہماس نہین آتا پہلوانون کو پکار رہا ہی
کہ یارو اِس اکیلے کو مار لو شرماتے نہین ہو کہ اکیلا کس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ
دریاے خون بہا دیا صدہا لاشے تڑپ رہے ہین طہماس نے جو دیکھا کہ حکاک
قریب نہین آتا ستون بارگاہ تھامے کھڑا ہی ایک ستون طہماس نے تھاما ایک
ہکا مارا کہ بارگاہ کو جنبش ہوئی دوسرے ہکے مین بارگاہ گر گئی سو جوان دبے
طہماس لڑتا ہوا باہر نکلا فوج مین فرنا ہوئی کل فوج نے آکر گھیر لیا طہماس تنہین
لاکھون مین یگانہ لڑ رہا ہی نقیب آوازین لگا رہے ہین کہ یارو مقام افسوس ہی
ہنگامۂ جنگ گرم ہی دنیا ناپائدار ہی بھلا اِسکا کیا اعتبار ہی آج ہی کل ندارد **نظم**

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا	نہ سکندر ہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی	کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اِس منزل سے	گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اِس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال	جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اِس باغ میں ہنستے دیکھا / ٹھنڈی سانسیں نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اِس خیابان کا ہر اِک نخل ہی نخل ماتم / کف افسوس ہر اِک برگ ہی اِس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار / جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھیں / ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

نقیب یہ آوازیں دیتے ہیں تو اہل فوج ہر طرف سے بلوہ کر کے آتے ہیں مگر جب طہماس
سنبھل کے جا پڑتا ہی تو غول کے غول بھاگتے ہیں مگر طہماس بلوے سے پریشان ہی
ہر مرتبہ عرض کرتا ہی ای خالق بے نیاز و ای مالک کارساز ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم
روے زیباے آقاے نامدار دکھا دے اپنے آقا کی صورت دیکھ لوں تو راہی ملک
عدم ہوں اُس آقا کے واسطے دل بیقرار ہی پشت میری قبر سے نہ لگیگی روح تڑپیگی
کیونکر اپنے کو آقا تک پہونچاؤں کیونکر جمال بے مثال دیکھوں اِس بیقراری میں
طہماس ہی ہر طرف سے تیر چل رہے ہیں جب تیر جسم پر پڑتا ہی تو طہماس تیر کو نکال کر
پھینک دیتا ہی جسم سے فوارہ خون کا بہ رہا ہی تمام جسم چھدا ہوا مگر تیوری پر بل نہیں
یکایک نعرۂ شیر کی آواز آئی صدا بلند ہوئی کہ یا شبیر ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا
ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نورالدہر نے نعرہ اپنے نام کا کیا نعرۂ نورالدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی / کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش / عدو در رزم گاہش صد ہزاران الاماں خوانند

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم / لقا را بہ یک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم / شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرہ کر کے صفوں کو درہم و برہم کرتے ہوے چلے مگر حکاک نے ایک خدمتگار
سے کہا کہ جا کر ملکہ سنبل کو خبر کر دے کہنا کہ طلسم کشا خود آگیا جو تمنے کہا تھا اب
اُسی کا وقت ہی خدمتگار نے جا کر سنبل سے کہا سنبل کانپنے لگی کہا ارے جا کے
حکاک سے کہ کہ میں جب دو چار دن مشقت کرتی تو شاید لایق مقابلۂ طلسم کشا
ہوتی تو فوراً طلب کرتا ہی میں کیا کر سکونگی مگر آتی ہوں خیمے سے جھلا کر نکلی آکر دیکھا

کہ طلسم کشتا اُس بلوہ عظیم مین لڑ رہے ہین جسپر جا پڑے اُسکو قتل کیا تیر اندازون نے ارادہ کیا کہ دور سے تیر مار کر گرا دین نور الدہر نے قبر دلی ایک ہاتھ مین لی تیرون کو قلم کرنے لگے اسقدر تیر قلم کیے کہ گرد مرکب انبار ہو گئے ایک طرف طہماس شیرانہ لڑ رہا ہی آقا کو دیکھکر وہ جوش و خروش ہوا کہ جس سوار نے نیزہ مارا جھپٹ کر اُسکو مع مرکب اُٹھا لیا دوسرے سوار پر پھینک مارا کہ دونون پر اٹھا ہو کر رہگئے یہ جو سنبل نے دیکھا ایک گولہ پھینک مارا وہ گولہ آکر پھٹا نور الدہر کے گرد آگ جلنے لگی مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی طہماس کے جو ہاتھ پر آگ پڑی اُٹ کر کے تلوار ہاتھ سے چھوٹی ساکت ہو کر کھڑے ہو گئے سنبل نے آواز دی ارے گھیر کر مار لو چہار طرف سے کافرون نے بلوہ کیا ہر طرف سے حربے پڑنے لگے طہماس تیر سے اور شمشیر کھا رہا ہی بیقرار ہو کر آواز دی ای آقا سے نامدار و ای مولا سے قدر شناس یہ عاشق صادق رخصت ہوتا ہی نور الدہر نے جو دور سے طہماس کا یہ حال دیکھا غصے سے کانپنے لگے مرکب کو مہمیز کیا حکاک آواز دیتا ہی یارو اس جوان کو مار لو دیکھو خاموش کھڑا ہی جنگ سے معذور ہی موت سے قریب زندگی سے دور ہی کفار یہ سنکر بلوہ کر کے چلے منظور یہ ہوا کہ طہماس کو پکڑ لین نور الدہر گھوڑا بڑھاتے ہین اسقدر بلوہ ہی کہ مرکب قدم نہین اُٹھا سکتا اگر ایک سوار کو مارا افسوس اُس مقام پر آگئے بڑھ بڑھکے روکتے ہین افسر نعرہ کر کے ٹوکتے ہین جسنے ٹوکا اُسپر جا پڑے بڑھکر لڑے بہ یک ضرب شمشیر دو پر کالے کیے افسر بھاگتے بھرتے ہین سوار منھ کے بھل گرتے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ یارو ورا سننا وہ اس جوان کے ہاتھ سے جان نہ بچیگی نور الدہر لڑتے ہوے قریب طہماس کے پہونچے مگر دیکھا کہ طہماس پر آگ برس رہی ہی ہر چند طہماس اپنے کو بچاتا ہی مگر سحر سے بچنا دشوار ہی لڑائی سے جیکار ہی نور الدہر نے دور سے جو طہماس پر یہ آفت دیکھی وہین سے نعرہ کیا کہ ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا کفار روکتے ہین مجھکو نہین آنے دیتے دیکھو تم کیرے بندھے ہوے ہین اپنا تو عجیب حال ہی ای طہماس مقام افسوس ہی کہ تجھ ایسے رفیق سے جدائی ہوتی ہی

بارگاہ سونی ہو جائیگی ہر سردار کی صورت سے بیزاری ہو گی یہ فرماکر نورالدہر رونے لگے یہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا کہ ایک طرف سے دناٹے کی آواز آئی اور نعرہ ہوا کہ منم سکندر آتے ہی ایک گولہ مارا کہ طہماس پہ پانی برسنے لگا سب آگ بجھ گئی طہماس کے ہاتھ پائوں مین طاقت آئی کئی ہزار جوانون کے سر اڑگئے نورالدہر نے اگرچہ آواز دی کہ ای سکندر ثانی مروت شرط ہی سکندر نے کچھ جواب نہ دیا مگر جی مین کہتا ہی کہ جرأت وبہادری انکا نام لیکر کرے اس حال پر ملال مین بھی دشمن کا خیال ہی سحر کو منع کرتے ہین خود بھی گھرے ہوے ہین چاہے غصہ کرین چاہے رنجیدہ ہون مگر مین نہ مانونگا کہ دوسرے پہلو سے نعرۂ شیرانہ ہوا کہ منم نجم اختر شناس اور ایک طرف سے ارسطوے ثانی دوسری طرف سے دیکھا کہ ملکہ شعلہ جوالہ تیسری سمت سے ملکہ ہماے مرصع پوش چوتھی جانب سے دیکھا کہ ملکہ مربع نشین یہ سب جادوگرنیان کڑک کڑک کے گرین مگر شعلہ جوالہ نے حکاک کو تاکا اور تاک کر گولہ مارا کچھ پھول برسے حکاک جھومتا ہوا طرف شعلہ جوالہ کے دوڑا جوراہ مین ملگیا اسکو قتل کیا کئی سو پہلوان مارڈالے کہ شعلہ جوالہ نے آواز دی کہ مین تو اس مقام پر ہون ادھر کہان جاتا ہی جیسے حکاک سامنے آیا شعلہ جوالہ نے کہا کہ اپنی معشوق قدیم کو بلاکر لاؤ حکاک یہ سنکر چلا ادھر سے گوزرا جدھر سکندر لڑ رہے تھے سکندر نے پکار کر پوچھا کہ ای پہلوان دوران کہان جاتے ہو حکاک نے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ ای شہنشاہ ساحران معشوق جدید نے معشوق قدیم کو یاد کیا ہی اسی پریشانی مین سنبل کو بلانے جاتا ہون سکندر نے کہا ای حکاک یہ زنجیر لیے جاؤ اس مین باندھکر لانا اپنے بالون سے ایک موے سر توڑ کر اسکو جھٹکا دیا ایک زنجیر طلائی بنگئی وہ حکاک کے ہاتھ مین دی اب زنجیر ہلاتا ہوا حکاک چلا کہ نجم اختر شناس نے پوچھا ای رستم وقت کہان جاتے ہو حکاک نے وہی کہا کہ معشوق جدید نے معشوق قدیم کو یاد کیا ہی نجم نے پوچھا یہ زنجیر کیسی ہی حکاک نے کہا ہماے جوشاہ

ہین سکندر ثانی اُنھون نے یہ زنجیر دی ہی کہ اگر نہ مانے تو مشکین باندھ لینا نجم نے
کہا ای رستم وقت وہ ساحرہ ہی ایسا نہ ہو سحر کرے تو پھر کیا کروگے لہذا زبان مین انگلی
سوزن دے لینا تب مشکین باندھنا حکاک نے کہا سوزن میرے پاس نہین ہی
نجم نے جھولی سے ایک سوئی نکالکر دی کہا خبردار پہلے سوزن دے لینا وہ سوزن
بھی حکاک نے لے لی اکڑتا ہوا چلا ادھر جنگ مین نورالدہر اور طہماس نے
قیامت برپا کی ہی مگر سحر سنبل کا چھایا ہوا ہی شبرنگ وسیارہ دوڑے دوڑے
پھرتے ہین جس خیمے مین قاسم وایرج وشاپور ومقناطیس قید ہین وہ خیمہ نہین
ملتا سیارہ روتا پھرتا ہی صدا ہیچے جہان ڈالے شبرنگ سے کہتا ہی کیون ای بھائی
خدانخواستہ اِن جوانون کو اس بے حیا نے قتل کرڈالا ہو سارے لشکر چھان چکے اب
کدھر جاوین کہان ڈھونڈھین مگر سنبل سحر کر رہی تھی کہ آواز آئی ہنم حکاک اژدر
سوار ای سنبل چل تجھکو ملکہ شعلۂ جوالہ نے بلایا ہی اگر نہ جائیگی تو اِس زنجیر مین
باندھکر لے چلونگا سنبل نے دیکھا کہ حکاک اکڑتا ہوا چلا آتا ہی راہ مین جو ملا اُسے
مارا سنبل نے سحر کیا کہ حکاک پیچھے ہٹ گیا لاکھ طرح پر دوڑتا ہی مگر قریب سنبل
نہین پہونچتا جب قریب سنبل پہونچتا ہی سنبل سحر کر دیتی ہی کہ پھر پیچھے ہٹ جاتا ہی
اُدھر سے لڑتے ہوے حکیم ارسطوے ثانی آتے تھے اُنھون نے دیکھا کہ حکاک
سنبل کو گالیان دے رہا ہی سنبل جانتی ہی کہ یہ ہوش مین نہین ہی ایک ہی طرح کا
سحر کر رہی ہی ارسطو نے نعرہ کیا کہ ای حکاک کیا منظور ہی حکاک نے گڑگڑا کے
کہا مین اِس فاحشہ کے قریب نہین پہونچتا ارسطو نے ایک انگوٹھی ہاتھ سے
اُتار کر حکاک کو دی کہ یہ پہن لو سحر سنبل تمپر تاثیر نہ کریگا حکاک وہ انگوٹھی
پہنکر طرف سنبل کے چلا سنبل نے ہرچند سحر کیا مگر حکاک چلا ہی آتا ہی قریب
پہونچکر سنبل سے کہا منھ کھول سنبل نے چاہا ایک تمانچہ ماردون کہ حکاک
لپٹ گیا سنبل کو دے مارا چھاتی پر چڑھ گئے زبان مین سوزن دی اُسی زنجیر
سے مشکین باندھین کھینچتا ہوا لے چلا راہ مین سکندر ثانی سے ملاقات ہوئی

سکندر نے پوچھا کہان لے چلے حکاک نے کہا ملکہ شعلۂ جوالہ کے پاس مین لیے
جاتا ہون سکندر نے کہا شعلۂ جوالہ نے سر مانگا ہی اور کہا ہی کہ سر لیکر آؤ زندہ
اُسکا لانا بہتر نہین یہ سُنتے ہی حکاک نے ایک گھونسہ مارا کہ سر سنبل کا پھٹ گیا
سیارہ و شبرنگ ایک خیمے کے قریب کھڑے تھے کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا
نام من سنبل جادو بود زنجیرون کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ اُسی خیمے مین
قاسم و ایرج وغیرہ قید ہین سیارہ نے بڑھکر قاسم کی قید کاٹی سیارہ نے
شاپور کو رہا کیا شاپور نے اُٹھتے ہی ایرج کی قید کاٹی یہ دونون جوان نکلے
ایک طرف سے بلقیس تڑپ کر آسمان پر آئی اُترتے اُترتے آگ برسادی ہزارہا
کافر جلکر گرے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی مگر حکاک لڑتا ہوا جاتا ہی کہ قاسم نے
للکارا او نامرد اِدھر تو آ حکاک قاسم پر جا پڑا اور تلوار کے کرنے لگا قاسم نے
روکتے روکتے ہاتھ مار دیا کہ حکاک کے دو ٹکڑے ہوے قاسم و ایرج لڑتے
ہوے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے نور الدہر نے لڑائی فتح کی باقی ماندہ مسلمان
ہوے خیمے لوٹ لیے بارگاہین قبضے مین کین بہ فتح و فیروزی پلٹے اُسی صحرا مین
اُتر پڑے سکندر ثانی نے عرض کی اے شہریار قاسم و ایرج کیون چلے گئے اِس مقام
پر نہ ٹھہرے آج اُنکی بھی دعوت ہوتی ہم لوگ خدمتگزاری کرتے نور الدہر نے کہا
قاسم تو بزرگ ہین جو مناسب جانا وہ کیا مگر وہ تاجرزادہ رشک رکھتا ہی شان و
شوکت ہمارے لشکر کی دیکھکر بہت گھبرایا اور ذلیل بھی ہوے تھے کہ حکاک
مشکین باندھکر لے گیا ہمارے ہاتھ سے رہا ہوے انشاء اللہ اے سکندر یہ سب
لوگ دریاے قلزم پر آوینگے اور کوشش کرینگے کہ لوح ہمکو ملے مگر یہ تو پروردگار کے
اختیار ہی سکندر نے کہا اے شہریار آپ کے ساتھ وہ سامان ہی کہ کسی کو ممکن نہین
اگر خود لقراط آوے تو اُس سے منھہ نہ پھیرین تین دن اُس صحرا مین فروکش رہے
تیسرے دن لشکر کو آراستہ کیا ساحر و غیر ساحر سب تیار ہوے طرف دریاے
قلزم کے کوچ کیا ایک منزل طے کی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نور الدہر نے

صاحبقران زمان مع سرداران تہمتن و جوانان صف شکن و سعد بن قباد بادشاہ اور خواجہ عمر و رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے اسطرح صاحبقران زمان ظاہر ہوے فورًا نورالدہر نے بڑھکر سلام کیا صاحبقران نے گلے سے لگا لیا سرداردن کو دیکھکر بہت تعریف کی فرمایا کہ اے نورِ نظر بڑا اسامان تمھارے پاس موجود ہے ساحر انتخاب سردار لاجواب خدا تمکو مظفر و منصور کرے مین بھی طرف دریاے قلزم کے جاتا ہون صاحبقران اُسی مقام پر اُتر پڑے نورالدہر چونکہ سعادتمند ہین ہر چند کہ قصد تھا آگے بڑھکر اُترون مگر اُسی مقام پر اُتر پڑے مگر نورالدہر جو شب کو اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے سکندر ثانی تخت پر تمام افسر آکے جمع ہوے نورالدہر نے کہا صاحبو کیا ارادہ ہے دادا جان کے ساتھ چلون یا اپنا لشکر بڑھاؤن سب نے عرض کی کہ حضور بڑھ چلین اگر صاحبقران کے ساتھ چلیے گا تو ہمچشمون کو کہنے کو ہوگا کہ امیر ساتھ تھے اسوجہ سے لوح ملی یہ سفر حضور کا خالی از لطف نہ ہوگا لہذا مناسب یہ ہے کہ ساتھ صاحبقران کا چھوڑیے اور بڑھ چلیے نورالدہر اُسی وقت سوار ہوے لشکر تیار ہوا نورالدہر رات ہی رات روانہ ہو گئے صبح کو جو صاحبقران اُٹھے ہرکارون نے پرچہ دیا کہ نورالدہر کوچ کر گئے صاحبقران نے فرمایا کہ نورالدہر نے جلدی کی ہمنے جانا تھا کہ ہمارے ساتھ چلین گے مگر خواجہ لشکر تیار کرو آج دو منزلہ ہو کہ ہم جا کر نورالدہر سے ملجائین واحد وارا اسے ہند الصاف کہ دیکھ نورالدہر کیا کارہاے نمایان کر رہا ہے بادشاہ سابق طلسم بھی اُسکے ساتھ ہے ایرج و قاسم نے ناحق آوارگی اختیار کی ہے ہر چند کہ خالی وہ بھی نہ رہین گے ملک فتح کر رہے ہین مگر تمنے دیکھا کہ آٹھ نو لاکھ کا لشکر ہمراہ چالیس پچاس ساحران نامی و نازنینان مہجبین و پہلوان شیر صولت ہمراہ کس عظم و شان سے طرف دریاے قلزم کے چلا ہے کہ دریاے قلزم پر تہلکہ پڑ جاے گا پہونچنا نورالدہر کا خالی از لطف نہ ہوگا جسوقت نورالدہر لشکر کشی کریگا بادشاہ وہانکا اپنی جان سے عاجز ہوگا اگر سامنے آکے مقابلہ کرے گا تو بہتر اگر مکر کرے گا تو سکندر ایسا بادشاہ ساتھ ہے سب کو جانتا ہے

ایک ایک کو پہچانتا ہر ایسا منظور نظر ہوگا کہ وہ کس کے بکر مین آئے نجم اختر شناس الہام کا ہین دریائے خادم یہ جانا نور الدہر کا خالی از بہتری نہ ہوگا لندھور عرض کرتے ہین کہ اے شہریار نور الدہر نے جو شوکت و شان پیدا کی ہر وہ کسی فرزند مین آپکے نہین ہر کہ مالک ٹہلتے ہوے آئے سُنا کہ لندھور تعریفین نور الدہر کی کر رہے ہین برہم ہوے کہا اے شہریار اس طلسم خیال سکندری مین ایرج و قاسم کس زور و شور سے لڑ رہے ہین کل ایک تاجر نے خبر دی ہر کہ شباب جادو ایک ساحرہ مصاحبان بقراط سے شریک قاسم ہوئی ہر نور الدہر نے جماؤ کر لیا ہر صاحبقران نے فرمایا بھی کہ مالک تم طرفداری کا دم بھرتے ہو جو شوکت کہ نور الدہر نے پیدا کی ہر وہ دوسرے نے اس طلسم مین نہین پیدا کی مالک خاموش ہو رہے مگر اُسیوقت لشکر مین فرمان ہوئی صاحبقران بھی لشکر تیار کر کے چلے جلدی کر رہے ہین کہ قریب لشکر نور الدہر پہونچ جاؤن پانچ کوس راستہ طے کیا تھا کہ سامنے ایک قلعہ معلوم ہوا صاحبقران قلعے کو دیکھکر اُتر پڑے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو کہ اس قلعے کا حاکم کون ہر خواجہ گئے راہ سے دریافت کر کے آئے کہا شاداب حیلہ گر اس قلعے کا حاکم ہر ہم پہلوان و ہم عیار لشکر صاحبقران جو اُترا شاداب نے لشکر کو اُترتے ہوے دیکھا سرداروں سے اپنے دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہر کل تو ایک لشکر گران سامنے سے گذر گیا ہر اب یہ لشکر کسکا ہر انکا تو حال ہمکو معلوم ہوا کہ وہ طلسم کشا تھے مگر قلعے پر توجہ نہین فرمائی لوگون نے بیان کیا کہ یہ صاحبقران زمان ہین راہ مین جو قلعہ ملیگا اُسکو فتح کر کے جائین گے یہ خبر سُنکر شاداب نے اُسیوقت چند کشتیان جواہرات کی تیار کرائین اور چند ملازمون کو ساتھ لیا قلعے سے نکلا دل مین اپنے سوچتا ہوا کہ کیا تدبیر کرون جو صاحبقران پر غالب آؤن صاحبقران کو خبر پہونچی کہ شاداب حیلہ گر بہ طریق اصلاح آتا ہر چند سردار واسطے استقبال کے بھیجے شاداب کو استقبال کر کے لائے شاداب نے آکر سلام کیا صاحبقران کی خدمت مین کشتیان لا کر پیش کین قدمون کو امیر کے

بوسہ دیا عرض کی غلام نے جو خبر سنی کہ حضور نے نزول اجلال فرمایا غلام برائے قدمبوسی
حاضر ہوا صاحبقران نے کلمہ تعلیم کیا شاداب طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا
خواجہ عمرو نے کہا او شہریار اسکی پیشانی سیاہ ہو صاحبقران نے فرمایا خواجہ وہ
خود بخود آیا اگر مسلمان ہوا اور تم ایسا کہتے ہو شاداب نے عرض کی آج غلام
خدمت مین حاضر ہی کل حضور کو قلعے مین لے چلیگا امید وار ہون کہ دھوم سے
ایک دعوت کرون کہ غلام کا نام ہو تب حضور کو جانے دونگا صاحبقران نے
تحفہ جات اُسکے قبول کیے اور ایک بارگاہ اُسکو رہنے کو دی اور خواجہ سے
فرمایا کہ خواجہ مین تو اِسکی دعوت قبول کرونگا تم بڑھ جاؤ اور جاکر نورالدہر کو
روکو کہ ہم آئین تو چلنا خواجہ نے عرض بھی کی کہ آج غلام کو نہ رخصت فرمایئے کہ
شاداب حیلہ گر لشکر مین رہیگا میرا جانا بہتر نہین امیر نے فرمایا ہم ہوشیار رہینگے
خواجہ اُسیوقت روانہ ہوے شاداب کو جو خیمہ ملا تھا اُس مین جاکر بیٹھا ملازم
چند اِسکے ساتھ ہین نقب کھودنے لگا اُس شب کو صاحبقران بارگاہ حشامی مین
جاکے رہے اپنے مہرہ نقب کا بارگاہ مین توڑا صاحبقران غافل سو رہے تھے
صاحبقران کو شاداب نے بیہوش کیا امیر کو لیکر اپنے خیمے مین آیا پشتارہ اپنے
دوش پر لگایا ملازمون کو گرد کر لیا امیر کو لیکر چلا طلاے پر بہرام تھے بہرام نے
دیکھا شاداب حیلہ گر جاتا ہو چند ملازم گھیرے ہوے ہین پکار کر آواز دی کون
جاتا ہو شاداب نے پکار کر جواب دیا ہو رفیق صاحبقران مین نے امیر سے
دعوت کا وعدہ کیا ہو رات سے قلعے مین جاتا ہون کہ جاکر لشکر کے واسطے جگہ کرون
کہ کل لشکر کل قلعے مین ہوگا بہرام خاموش ہو رہے اور ساتھ والون سے کہا
کہ اِسکو نہ روکو جانے دو اِسنے ہمارے سامنے صاحبقران سے وعدہ کیا تھا یہ
جاکر سامان کریگا ساتھ والے خاموش ہو رہے شاداب روانہ ہوا امیر کو
تو ایک مکان مین قید کیا قلعہ بند کر لیا خندق پر آب کی توپین لگا دین بالاے
قلعہ آکر بیٹھا یہان صبح کو سردار بیدار ہوے مقبل حسب براے نماز جگانے آیا

صاحبقران کو پلنگ پر نہ پایا لندھور و مالک بھی آئے صاحبقران کو نہ دیکھا مقبل
رو رہا ہی لندھور نے بہرام سے پوچھا بہرام نے بیان کیا کہ شاداب یہان
رہے یہان سے گیا عیارون نے کہا اُسی کا پیتہ معلوم ہوتا ہی وہی صاحبقران کو
لے گیا لندھور اُسی وقت ہاتھی پر سوار ہوے مالک مادیان پر چڑھے اور سردار
پشت پر لندھور نے سامنے آکر دیکھا کہ شاداب بالاے قلعہ بیٹھا ہی توپین لگی
ہین لندھور نے پکار کر آواز دی ای شاداب تو نے غضب کیا کہ مکر سے امیر کو
گرفتار کر کے لیگیا بہتر یہ ہی کہ قلعہ کھولدے اور نکل آ صاحبقران کو لیتا آ ورنہ
ابھی آکر قلعہ لونگا پھاٹک توڑ کر اندر گھس آؤنگا شاداب نے جواب دیا کہ ای
وارہ اے ہنداب صاحبقران کا ملنا دشوار ہی بہتر یہ ہی کہ پلٹ جاؤ ورنہ سب کو
توپ دم کرونگا لندھور کو یہ سنکر غصہ آیا ہاتھی کو بڑھایا مالک مادیان کو بڑھاکے
ہوے آتے ہین پشت پر جملہ سردار آمادہ حرب و پیکار شاداب نے توپین مارین
سردارون نے اپنے کو بچایا مگر کئی سو جوان اُڑ گئے لندھور نے فوج کو روکا کہا کہ
آپ لوگ رکجائین جب ہم جاکر پھاٹک توڑ ین اُسوقت آئیے گا مین ابھی جاکے
قلعہ لیتا ہون یہ کہکے لندھور بڑھے سرداران صاحبقران کب رُکتے تھے سب نے
گھوڑے بڑھائے شاداب نے گولے مارنا شروع کیے یہ سرداران تہمتن
گولون کو رد کرتے ہوے قریب قلعے کے پہونچے لندھور نے برابر خندق
کے آکر نعرہ کیا کہ او شاداب کیون مال خراب کرتا ہی ہمنے قلعہ لے لیا شاداب
گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی مجھکو یہ گمان نہ تھا کہ سرداران حمزہ یون قلعہ
لے لین گے مگر ایک تدبیر سوچا ہون حمزہ کو قید خانے سے لاؤ زیر تیغ بٹھاؤ اور
سردارون سے کہو پلٹ جاؤ ورنہ ہم صاحبقران کو قتل کرتے ہین اور یہ سب
عاشقان صاحبقران ہین قتل اپنے آقا کا نہ گوارا کرینگے سب نے کہا خوب بات
آپ نے سوچی لندھور چاہتے ہین خندق کو فرائین کہ شاداب نے پکار کے
آواز دی ای وارہ اے ہنداب قدم آگے نہ بڑھانا لندھور نے سر اُٹھا کر دیکھا

کہ صاحبقران مسلسل بہ طوق زیر تیغ بیٹھے ہین جلاد تلوار کھینچے ہوئے سر پہ کھڑا ہوا ہی
صاحبقران نے فرمایا کہ ای دارائے ہند تم اپنی مشقت ضایع کرو آؤ قلعے مین داخل
کرو میری موت اگر اسی کے ہاتھ سے ہی تو مجبوری ہی لندھور نے گرز ٹیک دیا پکار کر
آواز دی کاش کے یہ آنکھین پھوٹین کہ آپ کا قتل نہ دیکھین ہمسے صبر نہ ہوگا ای شاداب
کیا وعدہ کرتا ہو شاداب نے کہا مین نے قدرت کو عرضی لکھی ہی جیسا حکم ہوگا وہ مین
بجا لاؤنگا اگر اصلاح کا حکم دینگے اصلاح کرونگا ورنہ نکلکر مقابلہ کرونگا لندھور اپنے
سرداروں کو ساتھ لیکر روتے ہوئے پلٹے چہار طرف سے قلعے کو گھیر لیا مورچے
آراستہ ہوگئے تیر چلنے لگے مگر بالائے قلعہ سے جو تیر آتا ہی وہ کام کرتا ہی یہان سے تیر
سست جاتا ہی بالائے قلعہ کام نہین کرتا ہر وقت ملازمان صاحبقران جا کے ہڑ
کرتے ہین شاداب نے صاحبقران کو پھر قید خانے مین بھیجا بالائے قلعہ بیٹھا ہی
دم بھر کی مہلت نہین دیتا اور ملازمان صاحبقران غلغلہ کر رہے ہین اسکو ڈر ہی
کہ آنہ پڑین ہر وقت قلعے پر بیٹھا رہتا ہی یہی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو ملازمان صاحبقران
قلعے مین گھس آئین تو کیونکر جان بچیگی ہر وقت اہتمام مین رہتا ہی یہان سردارون
نے تڑپ تڑپ کے رات کاٹی صبح کو دربار مین آکر جمع ہوے لندھور نے آہ کا نعرہ
کیا مالک رونے لگے بہرام نے سر اپنا دے مارا اور کہا کہ یارو کیا غضب ہی کہ آقا
ہمارے قید ہین اور ہم لوگ بہ آرام بیٹھین سب سردار اپنے مقام سے جھلا کر اُٹھے
پھر قلعے پر یلغار کرکے پہونچے شاداب نے پھر وہی حرکت کی کہ صاحبقران کو لاکر
زیر تیغ بٹھایا سردار روتے پیٹتے پلٹ آئے پلٹے ہوئے آتے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی
دیکھا خواجہ عمرو پلٹ کر آئے لندھور نے جو عمرو کو دیکھا ہاتھی سے کود پڑے
لپٹ کر خواجہ عمرو سے رونے لگے خواجہ عمرو نے پوچھا ای دارائے ہند کیا ہوا
لندھور نے کہا آپ کا قول کرسی نشین ہوا کہ شاداب حیلہ گر آقائے نامدار کو
چرا لیگیا ہم لوگ بلوہ کرکے گئے تھے اُسنے صاحبقران کو زیر تیغ بٹھایا ہم لوگ
مجبور ہوکر پلٹ آئے اب کوئی تدبیر بتاؤ عمرو نے کہا مین تدبیر کرونگا ای لندھور

مقام افسوس یہ ہی کہ مین نے اسی وقت صاحبقران سے کہا تھا کہ اسکی پیشانی سیاہ ہی آقا نے نہ مانا اور مجھے طرف نور الدہر کے روانہ کیا لشکر نور الدہر مجھکو نہین ملا وہ آگے بڑھ گئے آخر مجبور ہو کر پلٹ آیا اب قلعے مین جاؤنگا جو معرکہ گذریگا نامہ لکھکر پھینکونگا اسکا خیال رکھنا یہ کہکے خواجہ عمرو نے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف قلعے کے چلے پہلوے قلعہ پر آکر دیکھا کہ خندق پانی سے مملو ہی برجون پر سپاہی بیٹھے ہین دور سے دیکھا ایک شخص کھڑا ہی طرف قلعے کے دیکھ رہا ہی اُن لوگون نے تیر مارے خواجہ وہان سے بھاگے لپشت قلعہ پر آئے دیکھا پشت پر صحراے خارستان ہی کانٹون کے جنگل کو جو طے کیا دیکھا ایک کُھڑی بنی ہی پیچھے آہن کے اُسمین لگے ہین خواجہ اُترے چند سلاخین کاٹین اُسی راہ سے قلعے مین آئے ایک فقیر کی صورت بنے ہوے قلعے مین پھرنے لگے رات ہوگئی ایک دوکان مین پڑ رہے یہان شاداب دن و رات قلعے پر رہتا ہی ہر وقت انتظام کیا کرتا ہی لشکر اسلام سے صدا لینا لینا کی بلند رہتی ہی یہی خوف ہی کہ ایسا نہو گھس پڑین شاداب ہر وقت سب کو بیدار کرتا ہی کہ یارو جاگتے رہو صبح جو ہوئی خواجہ پھرتے ہوے سامنے قید خانے کے آئے دیکھا نگہبان رو رہے ہین عمرو نے پوچھا تمکو کیا ہوا نگہبانون نے جواب دیا کہ کوئی صاحبقران کو چُرا لیگیا اسوجہ سے ہم بیقرار ہین عمرو بہ شکل فقیر حیران کھڑا ہی کہ دیکھا قلعے پر ہلڑ ہوا سرداران صاحبقران آگئے شاداب گھبرایا ہوا زیر قلعہ آیا نگہبانون سے کہا صاحبقران کو لاؤ نگہبانون نے بڑھکر عرض کی صاحبقران کو کوئی چُرا لیگیا شاداب گھبرایا کہ اب کیا کرون زیر قلعہ گھبرایا گھبرایا پھرتا ہی راہ مین ایک شخص کو دیکھا کہ جاتا تھا قد و قامت مین صاحبقران کے اُسکو مطابق پایا فوراً اُسکو قید خانے مین لایا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بہ شکل صاحبقران بنایا زنجیرین پہنا کر بالاے قلعہ لایا اُسکو سمجھا دیا کہ سرداروں کو جواب دینا کہ تم لوگ آؤ میرے قتل کا خیال نہ کرو شاداب اُسکو بالاے قلعہ لایا عمرو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ایک راہگیر جاتا تھا اُسکو اسیر بنا کر

شاداب لیگیا سرداروں کو دکھا کر کہا کہ پلٹ جاؤ ابھی جواب عرضی نہین آیا وہ قیدی
رو رہا ہی سردار حیران ہین کہ آج صاحبقران کو کیا ہو گیا کہ خوف جان سے روتے
ہین مگر خاموش ہو رہے شاداب سے پوچھا کہ اب کیا فیصلہ کروگے شاداب نے
کہا ابھی عرضی کا جواب نہین آیا چندروز تامل فرمائیے مین نکلکر آپ لوگون سے
مقابلہ کرونگا یا مسلمان ہو جاؤنگا سردار روتے پیٹتے پلٹے مگر عمرو نے ایک گوشے
مین آکر ایک نامہ بنام لندھور لکھا مضمون یہ تھا کہ ای داراے ہند تم سب نے
دھوکا کھایا وہ صاحبقران نہ تھے صاحبقران قید خانے سے چوری گئے مگر آج
شب کو تلاش کرونگا وہ راہ گیر تھا جسکو صاحبقران بنا کر تم سب کو دھوکا دیا
پیکان تیر مین باندھکر وہ نامہ عمرو نے بیرون قلعہ پھینکا وہ نامہ کسی نے نہ دیکھا
تیر زمین مین پڑا رہا یہان عمرو رات کو تلاش مین صاحبقران کی نکلا ہر گلی مین
ڈھونڈھتا پھرتا ہی ہر مکان کے قریب آتا ہی آواز سنتا ہی پھر آگے بڑھ آتا ہی کہ ایک
گوشے مین آیا سنا کوئی گائن یہ اشعار گا رہی ہی نظم

دیوانہ اک پری کا ہی رکھتی ہوا مجھے	زندان سے تنگ تر ہی یہ وحشت سرا مجھے
ہوتا ہی لقمہ میرے دہن کا نصیب غیر	کمبختی نے کیا ہی سفال گدا مجھے
رانہ وبنا زکی ہی ترقی وہی ہنوز	صد آفرین ہی یا یہ تجھے مرحبا مجھے
افشان چھڑا کے چہرے سے تمنے دکھا دیا	ذرون کا آفتاب سے ہونا جدا مجھے
صورت حزین نصیب گلوے بریدہ ہی	آتش حلال کرتی ہی بانگ درا مجھے

عمرو نے جو یہ آواز سنی کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک مہ جبین مسند پر بیٹھی ہی
اور صاحبقران پہلو مین بیٹھے ہین ایک گائن سامنے گا رہی ہی عمرو نے آکر پہلے
محفل مین ہلڑ ڈالا کہ گائن کی چوٹی کاٹ لی ناچنے والی کی پیشواز کاٹ لی امیر نے
رقاصہ کو دیکھکر کہا اری جسم تو اپنا چھپا رقاصہ اوہی کر کے بیٹھ گئی گانے والی
نے جو سر پر ہاتھ رکھا تو چوٹی ندارد رونے لگی کہ ارے کسنے میری چوٹی کاٹ لی
کنیزون مین ہلڑ ہوا کسینے سینے پر ہاتھ رکھدیا کوئی کہتی ہی میرا ازاربند کٹ گیا محفل

مین اندھیرا ہوا لالٹینین جو روشن تھین کسی نے گل کر کے اٹھا لین صاحبقران نے فرمایا ارے یہ کیا معرکہ ہو وہ نازنین صاحبقران سے لپٹ گئی کہا برائے خدا کوئی دعا پڑھیے کسی بھوت پلید کا گذر ہوا صاحبقران اسم اعظم پڑھنے لگے ایک کنیز نے سر کو اٹھا کر دیکھا ایک شخص دبلا پتلا تا منتہا شاخ نخل پر بیٹھا ہی کنیزون کا منھ چڑا رہا ہی اُس کنیز نے پکار کر کہا او شہر یارہ دیکھیے نخل پر بن مانس بیٹھا ہی امیر نے جو عمرو کو دیکھا پکار کر کہا خواجہ آیئے تمسے مطلب پوچھنا ہی عمرو نے کہا کچھ رونمائی منگوا لیے امیر نے ملکہ سے کہا ملکہ نے چند کشتیان جواہرات کی منگوا کر رکھین تب خواجہ نخل سے اُترے کشتیان اُٹھا کر نذر زنبیل کین صاحبقران نے عمرو کو گلے سے لگا لیا کنیزین حیران ہین کہ یہ کون شخص ہی جلمانس ہی یا بن مانس ہی عمرو نے کہا مین تو خاصہ بھلا مانس ہون خواجہ نے بعد لینے نذر و نیاز کے اُس شاہزادی سے نام پوچھا وزیرزادی نے کہا ملکہ مفتاح شیرین کلام دختر شاداب حیلہ گر جب شاداب صاحبقران کو گرفتار کر کے لایا ملکہ نے بام سے جا کر دیکھا تھا جمال جہان آرا دیکھکر مائل ہوئی تھین ہم سب سے صلاح کر کے نقب لگائی صاحبقران کو نکال لائین دربار مین شاداب کے ہلڑ ہو رہا ہی آج شاداب نے یہ حیلہ کیا کہ ایک راہ گیر کو امیر بنا کر سرداران امیر کو ٹالا یون اپنا مطلب نکالا عمرو نے کہا مین نے اِس حال کا نامہ لکھکر لندھور کو اطلاع کی ہی کیا عجب ہی کہ کل جو بلوہ کرین تو نہ رُکین عمرو نے یہ سب امور بخوبی صاحبقران کو سمجھائے مگر ایک کنیز ہی کہ اُسکا فساد برپا نام ہی صاحبقران کو پہلو مین ملکہ کے دیکھکر بہت جلی سانتھ والیون سے کہا دیکھو اِس دھگڑے پیٹی کو کہ معشوق کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی ہم سب کو جلاتی ہی کنیزون نے کہا بی فساد برپا خاموش رہو ایسا نہ ہو ملکہ سُن لین تو ناک چوٹی کاٹی جاوے فساد برپا نے کہا مین خود اُنکی ناک چوٹی کٹواؤنگی اِس پیار اخلاص کو خاک مین ملاؤنگی کنیزین سمجھین کہ اِسکے مزاج مین فساد ہی کتنے دسمجھ لین گے یہ نہ سمجھی تھین کہ آتش افروزی پر آمادہ ہی سب کنیزین تو اپنے کام مین مصروف ہوئین

یہ جھلو چلکے سے اُٹھی باہر آکر ڈولی منگوائی سپاہیون نے پوچھا کہ بوا کہان جاتی ہو کہا میری نواسی بیمار ہو اُسکو دیکھکر آتی ہون یہ کہکے ڈولی پر سوار ہوئی کہارون سے کہا دردولت پر ڈولی لے چلو راہ بھر ڈولی مین بکتی ہوئی دردولت سلطانی پر پہونچی اور پائنچے سنبھالے ہوئے اندر گھُس گئی غل مچانے لگی ہر چند کنیزین کہتی ہین کہ شہنشاہ آرام فرماتے ہین مگر یہ شعلۂ جوالہ کب مانتی ہو جب بہت چیخی تو بادشاہ کی آنکھ کھلگئی گھبراکر خوابگاہ سے نکل آیا پوچھا ای فسادبرپا کیا ہو کہا حضور آگ لگے اِس جوانی کو کیا کیا حوصلے ہوتے ہین جس قیدی کو آپ لائے تھے آپ کو معلوم ہو کہ وہ کہان گیا شاداب حیلہ گر تو اسی تلاش مین تھا سب حال مفصل پوچھا سب اِسنے بیان کیا اور کہا چلیے مین پکڑوادون دونون کو گرفتار کر کے سزا دیجیے شاداب باہر نکلا کچھ فوج قلعے پر چھوڑی اپنے مقام پر افسر مقرر کیا کہدیا کہ مسلمانون کو نہ آنے دینا اگر یلوہ کرین تو روکنا یہ کہکے باہر آیا بارہ ہزار فوج کو ساتھ لیا طرف باغ دختر کے چلا آگے آگے فسادبرپا غل مچاتی ہوئی کہتی ہوئی اب دھگڑے بیٹی کو معلوم ہوگا مشکین باندھکر باپ لیجائیگا دونون کو ایک مقام پر قید کریگا شاداب منع بھی کرتا ہو کہ بوا خاموش رہو سر بازار نہ چیخو اور لوگ سُنتے ہین جو سنے گا وہ بدنام کریگا اُسنے پلٹ کے جھک کے جواب دیا تمھاری تو اُسنے ناک کاٹ ڈالی وہی مثل ہو کہ تھالی پھوٹی یا نہ پھوٹی جھنکار تو سب نے سنی غرض دو چار مرتبہ شاداب نے منع کیا آخر گھوڑا اُڑا کر قریب ڈولی کے آیا کہا بوا غل مچا کے بات نہ کرو ورنہ ایک ہاتھ تلوار کا مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا فسادبرپا نے مٹک کر جواب دیا کہ بٹیا کو ہاتھ مارو مین تو دروازے پر کسی سے بات نہین کرتی ہون داروغہ صاحب کسقدر مہربانی کرتے ہین مین کبھی منھ نہین لگاتی بہ قول جان صاحب فرد ہون تو بڑھیا یہ ہزارون کے گلے کاٹتی ہون ہلہ اب بھی یہ گُند چھُری میری ہو دو چار سے تیز ہلہ لیکن شاداب نے ڈرانے کو تلوار کھینچ لی فسادبرپا نے کہا بس تلوار نہ چمکا مجھکو اپنا بانکپن نہ دکھا اپنی صاحبزادی پر وار کر وجو مسلمانون کے پہلو مین بیٹھی ہو شاداب نے

جھلا کر ہاتھ تلوار کا مار دیا کنیز کے دو ٹکڑے ہوے مگر اور کنیزین کسی کام کو نکلی تھین
اُنھون نے جو سواری بادشاہ کی دیکھی پلٹ کر خدمت صاحبقران مین آئین آکے
عرض کی ای شہریار شاداب حیلہ گر کو آپ کا حال معلوم ہو گیا فساد برپا نے جاکے
کہا ہر چند کہ شاہ نے اُسکو مار ڈالا مگر فوج لیکر آتا ہی صاحبقران پہلو سے ملکہ کے اُٹھے
فرمایا کہ مین کبھی گوارا نہ کرونگا کہ میرے سامنے کوئی اِس باغ مین آئے مین نکل کے
ٹھہرونگا سپر شمشیر اُٹھائی عمرو پیچھے پیچھے ساتھ ہوا ملکہ روتی ہوئی پیچھے کہتی ہوئی چلی
ای شہریار مجھے قتل کرتے جائیے مجھسے ہرگز صبر نہ ہو سکیگا رو رو کر مر جاؤنگی نظم

چمکے برنگ برق جو چہرہ جناب کا	خجلت سے جھلملاے چراغ آفتاب کا
رکھدینا میری قبر مین ساغر شراب کا	پیلونگا مین جب آئیگا موقع حساب کا
آنسو بھرے ہین آنکھ مین دانتون کی یاد ہی	معمور موتیون سے ہی ساغر شراب کا
کیا خوف روز حشر مین ہو مجھکو ای قمر	مداح ہون مین شافع یوم الحساب کا

صاحبقران پلٹ کر فرماتے ہین ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تھوڑی دیر
صبر کرو انشاء اللہ مین شاداب کو گرفتار کر کے لاتا ہون صاحبقران سمجھا کر ملکہ کو
بیرون باغ آئے چند قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے ملکہ حیران و پریشان در باغ
سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین کہ ای کریم و رحیم صاحبقران اکیلے
ہین اور وہ بارہ ہزار فوج سے آتا ہی تو مدد کرنے والا ہی میرے وارث کو دشمن
کے ہاتھ سے بچانا یہان لندھور را مالک نے بموجب قاعدۂ روزمرہ برسر قلعہ
بلوہ کیا توپین پڑنے لگین اول کئی سو جوان اُڑ گئے تب سردارون نے فوج کو
روکا کہا تم لوگ ٹھہر جاؤ جب ہم وہان پہونچ لین تب آنا اہل فوج کے سردار
گھوڑون کو ڈالکر چلے اہل قلعہ گھبرا کے آلین مین کھڑے کہ رہے ہین بادشاہ کو
خبر کرو کسی کو صاحبقران بناکر بھیجین ملازمون نے آکر شاداب سے کہا یہ سنکر
شاداب نے ایک افسر کو بصورت صاحبقران بنایا مسلح کر کے بھیجا سردار
خندق تک پہونچے تھے کہ افسر نے آواز دی کہ ای لندھور زرا ادھر دیکھو تو

لندھور نے صاحبقران کو زیر تیغ پایا بیقرار ہوکر رونے لگا مگر کسی افسر نے وہ
تیر پایا لاکر لندھور کو دیا لندھور نے جو نامہ پڑھا ہاتھ کا خواجہ عمرو کے نوشتہ
پایا وہان شاداب قریب باغ کے پہونچا صاحبقران کو جو اکیلے کھڑے ہوے
دیکھا فوج سے اِشارہ کیا امیر نے نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران
پردغا نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون ز بیمم فرارے شدہ	زمین دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

امیر کے نعرے کی آواز بارہ کوس تک جاتی ہی لندھور نے اِدھر نوشتہ عمرو پڑھا
اُدھر نعرہ صاحبقران کی صدا سنی ہاتھی کو ہولا دیا کود کر ہاتھی سے خندق پر آے
ہرچند اہل قلعہ چیخے چلاے مگر لندھور نے کچھ خیال نہ کیا کہا یار دین کچھ سمجھ گیا
ہون اپنے آقا کی آواز سن رہا ہون کسی مقام پر لڑ رہے ہین اُنکے نعرے کی آواز
آتی ہی کہین مصروف جنگ ہین یہ اہل قلعہ کا مکر ہی آخر اُن لوگون نے ہاتھ مار دیا
سر اُس افسر کا کٹکر گرا لندھور نے پھاٹک پر گرز مارا ہرچند کہ جانتے تھے کہ اہل
قلعہ کا مکر ہی مگر روتے ہوے قلعے مین گھسے ہر گلی کوچے مین تلوار چلنے لگی فوج
بھی بلوہ کرکے آگئی ہر طرف سردار جنگ کر رہے ہین لاشونکے انبار لگا دیے
مگر فرہاد خان دار شیون پریزاد فرزندان لندھور صدمہ اسے نعرہ صاحبقران
پر جاتے ہین اُسوقت آکر پہونچے کہ صاحبقران اکیلے لڑ رہے ہین ملکہ [illegible]
امیر پر بلوہ دیکھا بہت تڑپی ساتھ سو کنیزین ہمراہ تھین سب کو ساتھ لیکر بام
پر چڑھ گئی سب نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا فوج شاداب پر تیر [illegible]
سات سو تیر بالاے بام سے چلے سو دو سو کو غربال کیا سوار [illegible]
فوج شاداب مین ہنگامہ ہوا بعض افسر اپنی جانین بچا کر نکل بھاگے [illegible]

کہ سات سو تیر آرہا ہو کیونکر اپنی جان بچائین کہان جا کر چھپین کہ فرہاد خان مدار شیون
جا کر پہونچے اِنکے ساتھ کچھ ہندی بھی تھے چند نے جا کر لندھور کو خبر دی کہ یارو
یہان کہان لڑ رہے ہو چلکر صاحبقران کے شریک ہو سب سردار چلے اُسوقت
پہونچے کہ صاحبقران مغلوبہ مین لڑ رہے ہین ایک طرف سے لندھور کا نعرہ ہوا
نعرۂ لندھور جزیرہ ہاے دریا رہ اگر تم تا بہ ہندستان ہا اگر نامم شنیدانی منم لندھور
بن سعدان ہا طرف سے دست چپ کے نعرہ ہوا کہ منم مالک اژدر صاحب نیزۂ
دو سر غلام نبی و چاکر حیدر نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر
اہل دین + ایک طرف سے بہرام کا نعرہ ہوا کہ منم خاقان ابن الخاقان بہرام گرد
بن خاقان چین نعرۂ بہرام منم گرد بہرام خاقان چین ہا کہ از ہیبت من بلرزد زمین
فرداً فرداً سردار آکر جمع ہوے اور ایک جانب سے سب آکر گرے ملکہ نے جو بالاے
بام سے ان سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئین امیر
لڑتے بھڑتے قریب شاداب کے پہونچے شاداب امیر پر برس پڑا امیر نے
حربے اُسکے خالی دیے جواب مین بہ قوت صاحبقرانی ایک ہاتھ مارا کہ شاداب
کے دو ٹکڑے ہوے چند شخص نے جانبازی کر کے لاشۂ شاداب اُٹھا لیا قلعے سے
نکلکر بھاگے باقی جو رہے انھون نے فریاد کی کہ ہم مسلمان ہوتے ہین امیر نے
سب کو پناہ دی سردار آکر حاضر خدمت ہوے امیر نے اُنکو کلمہ پڑھایا سب بصدق
دل مسلمان ہوے امیر نے دروازے پر باغ کے سب کو لا کر اُتارا اب باغ
مین آئے پاس ملکہ کے بیٹھے دوسرے دن انتظام قلعے کا کیا ملکہ سے وعدہ ہوا کہ
انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح طلسم خیال سکندری تمھیں عقد مین لینگے ایک سردار کو ملکہ
کی طرف سے تخت پر بٹھایا خود فوج کو لیکر طرف دریاے قلزم کے چلے قلعے سے پانچ
کوس باہر نکلے ہین ایک صحرا مین آکر اُترے کہ صحرا سے گرد اُٹھی تین لاکھ فوج نے
ایک تاجدار آکر ہیبت ناک گینڈے پر سوار تاج سر پر چہار طرف سے سردار گھیرے
ہوے صاحبقران کے مقابلے مین آکر اُترا صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ آپ نے

برہم کیا کہ شاداب حیلہ گر کو مارا اور ناموس مین اسکے رخنہ اندازی کی اب بہتر یہ ہی
کہ اگر اطاعت کرو منم سرخاب حیلہ گر اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سُنکر آیا ہون امیر نے
صاف جواب دیا کہ جو ہو سکے قصور نہ کر خداے ما بزرگ است سرخاب نے طبل جنگی
بجوایا امیر نے جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے
لگین چار پہر رات اسی تیاری مین گذری وہ وقت آیا کہ صداے مرغ سحر آئی نظم

علم آفتاب نکلا جب ❊ فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا ❊ رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے یکبار ❊ مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے سرخاب نے گھوڑا اپنا نکالا میدان
مین آکر آواز دی قاتل کا اپنے برادر کے خواہان ہون شاداب حیلہ گر کا کون
قاتل ہی مین اسکے خون کا پیاسا ہو رہا ہون صاحبقران نے یہ سُنکر مرکب کو چھیڑا گھوڑا
طرارہ بھرتا ہوا چلا مقابلۂ سرخاب مین پہونچے سرخاب نے جو جمال جہان آرا
دیکھا خوش ہو گیا کہا یا صاحبقران آپ کے ہاتھ سے شاداب مارا گیا وہ ایسا
پہلوان نہ تھا کہ آپ کے ہاتھ سے مارا جاتا نہین معلوم کیا اُفتاد پڑی چند لوگ آپکے
شریک ہونگے گھیر کر اسکو مارا حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے گیا آپ تو اس لایق
ہین کہ میری صحبت مین بیٹھین اور مجھکو شراب پلایا کرین صاحبقران نے فرمایا کہ
سرخاب زیادہ لاف و گزاف مناسب نہین یہ میدان کارزار ہی زبان تیر و تلوار
عمو سے کام کر سرخاب نے نیزہ مارا امیر نے بیچ ہی مین طعن مین نیزہ اُسکا رد کیا
سرخاب نے جھلا کر تلوار کھینچی اور کہا یا صاحبقران اب امان نہ ملیگی یہ تلوار وہ
ہی کہ جسپر چلی برق لامع کیطرح خرمن ہستی کو جلا دیا صاحبقران زمان نے سپر کو سر پر
کھینچا سرخاب نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے سپر کو گردش دی تھپکی ماردی کہ تلوار
اُسکی پٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سرخاب نے گریبان مین ہاتھ ڈالا آپس مین
زور ہونے لگے آخر دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے باہم کشتی ہونے لگی

صاحبقران چاہتے ہین کہ سرخاب کو زیر کرین مگر سرخاب اپنے کو بچاتا ہی
اُلجھ اُلجھ کے نکلجاتا ہی بڑے زور و شور سے کشتی ہو رہی ہی چہار طرف سے پہلوان
تعریفین کر رہے ہین مگر ہمراہیان سرخاب آپس مین کہ رہے ہین ہمارے آقا
اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین ایسا کبھی اتفاق نہین ہوا تلوار سے مطلب نہ نکلا تو نوبت
کشتی کی پہونچی لات و منات اُنکی مدد کرین مگر یارو دیکھتے ہو کہ صاحبقران کے
تیور پر میل نہین ایک طور پر لڑ رہے ہین کیا کیا پیچ کرتے ہین انتہا کے پچیت ہین
ایک واقف کار کھڑا تھا اُسنے کہا بھائیو تم نہین جانتے صاحبقران اِنکا لقب بیوجہ
نہین ہی پردۂ دنیا مین نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی اٹھارہ برس کے
سن مین پردۂ قاف گئے دیو راہ دار وغیرہ کو مارا دیو عفریت کو شکست دی پھر
طلسم ملعونہ جادو کو شکست کیا بعد اِسکے پردۂ دنیا مین آکر سلطنت نوشیروان
لیلی گنجاب کو شکست دی لقا ایسے بادشاہ کو بھگایا صدہا پہلوان زیر کیے صف
پر اُنکی جو بڑے بڑے پہلوان کھڑے ہین سب اُسنکے زیر کیے ہوے ہین سرخاب
کی کیا حقیقت ہی تم سب کے خیال عجب ہین یہ امیر عرب ہین مگر سرخاب جان بیچے
ہوے صاحبقران سے لڑتا ہی جب چار پہر دن کشتی مین گذرا تو رک کر امیر
کو کھڑا ہوا کہا یا امیر بالتوقیر اب مین کل آپ سے لڑونگا صاحبقران نے فرمایا کہ
میرا یہ دستور نہین کہ حریف کو چھوڑ کر جاؤن یا تو تم ہمین زیر کرکے پلٹنا یا شاید
ہم غالب آوین تو ہماری اطاعت کرنا سرخاب نے کہا یا صاحبقران رات کی
جنگ بے لطف ہوگی اندھیرے مین کون تماشہ دیکھیگا صاحبقران نے فرمایا کہ
بادشاہون کو رات کا دن کرنا کتنی بڑی بات ہی روشنی کو حکم دو مین بھی حکم دیتا ہون
ابھی دن ہو جائیگا سرخاب نے جب دیکھا کہ صاحبقران کسی طرح نہین مانتے تو
ہاتھ چھوڑ کر الگ ہو کہا اجی شہریار مین شب کو نہ لڑونگا صاحبقران نے پھر ہاتھ
پکڑا کہا اجی سرخاب مین نہ جانے دونگا جب سرخاب نے دیکھا کہ صاحبقران
کسی طرح نہین مانتے جی تو چھوڑ چکا ہی آخر گڑگڑا نے لگا کہا یا امیر مجھے تین دن کی

مہلت دیجیے بعد تین دن کے آپ سے مقابلہ کرونگا اور یہ بھی واضح رہے کہ اس تین دن
میں کثرت کرونگا زوروں پر اپنے کو چڑھا کر آپ سے مقابلہ کرونگا تو دو ہی پہر مین فیصلہ
ہوجائیگا صاحبقران مجبور ہوے فرمایا اے سرخاب تیرے تیور سے معلوم ہوتا ہے کہ
تو کچھ مکر کریگا سرخاب نے کہا نہیں شہریار صرف مجھکو اپنے زور کا خیال ہے آج قوت
نہیں ہے اگر آپ مجھکو زیر بھی کرینگے تو مین عذر کرونگا کہ مجھے صاحبقران نے عاجز کرکے
زیر کیا اور اگر تین دن کی مہلت دیجیےگا اور شاید آپ غالب آئے تو فوراً اطاعت
کرونگا صاحبقران ناچار ہوے فرمایا کہ اے سرخاب جاؤ سرخاب پلٹا اپنی بارگاہ
مین داخل ہوا سر جھکا کر بیٹھا سرداروں نے دیکھا کہ آقا مکدر بیٹھے ہین عرض کی کہ اے
شہریار آپ کیون تشویش مین ہین اور کیا چاہتے ہین جو فرمایئے اسکی تدبیر کرین
سرخاب نے کہا صاحبو مین کیا حال اپنا بیان کرون تم سب نے دیکھا کہ مین نے
کس مصیبت مین دن کاٹا مجھکو خیال تھا کہ حمزہ مجھکو زیر کریگا مگر عنایت لات ومنات
سے میری جان بچگئی کہ مین حمزہ سے دن بھر لڑا اور صحیح وسالم پلٹ آیا اب چاہتا ہون
کہ حمزہ کسی طرح گرفتار ہوجائے کوئی ایسی تدبیر کرو کہ حمزہ سے مقابلہ نہ ہو اور وہ
گرفتار ہوجائے عیار اسکا وبال جان یہ کہکر اٹھا کہ مین گرفتار کیے لاتا ہون سرخاب
نے کہا اے وبال جان اسکا عیار بڑا زبردست ہے ایسا نہ ہو وہ روکے تو بڑی مشکل
پڑیگی وبال نے کہا مین ایسی تدبیر سے جاؤن کہ کوئی آگاہ نہ ہو اور بہ آسانی گرفتار
کرلاؤن پھر آپ کو اختیار ہے یہ کہکے وبال جان چلا باہر آکر صورت تبدیل کی طرف
لشکر صاحبقران کے چلا یہان دروازے پر مقبل بیٹھا تھا وبال بصورت ضعیفہ
سامنے آیا سوال کیا مقبل نے جیب سے پیسہ نکالا ہاتھ بڑھا کر دینے لگا وبال نے
قریب آکر جاب مارا کہ مقبل بیہوش ہوا مقبل کی شکل بنکر وبال اندر بارگاہ کے
آیا صاحبقران آرام فرمارہے تھے وبال نے بیہوش کیا پشتارہ باندھا باہر لیکر
پشتارہ نکلا اب راستہ پکڑا یہ جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہے خواجہ ایک دوکان مین
پڑے سو رہے تھے خواب مین دیکھا کہ صاحبقران کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہے

آنکھ کھلگئی اُٹھکر دوڑے در بارگاہ پر آئے مقبل کو پکارا آواز نہ آئی قریب آکر دیکھا کہ زیر
کرسی مقبل بیہوش پڑا ہی عمرو گھبرا گیا کہ بڑا غضب ہوا مقبل کی شکل بنکر عیار آیا ہا ے
مین کیا جانتا تھا ورنہ بارگاہ مین سوتا بارگاہ مین جاکر دیکھا صاحبقران کو پلنگ پر
نہ پایا بہت پریشان ہوا باہر نکلکر مقبل کو ہوشیار کیا کہا او مقبل غضب ہوا امیر کو
عیار آکر لے گیا مگر اب ہوشیار رہنا یہ کہکے عمرو جھپٹا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ ایک
عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی عمرو نے للکارا کہ او نا عیار آگے نہ بڑھنا وبال نے پلٹ کر
دیکھا کہ عمرو آتا ہی طرف صحرا کے بھاگا عمرو نے جنگل مین آکر اُسکو گھیرا آلیس مین پہنچ چلا
ہر مقام پر خواجہ ڈرتے ہین کہ ایسا نہ ہو صاحبقران پر کوئی چشم زخم پہونچے تو
غضب ہو اور وبال پشتارہ نہین چھوڑتا عمرو نے ایک مقام پر بیٹھکر پہنچ مارا دونو
پانؤن وبال کے اُڑ گئے وبال منھ کے بھل گرا اور تڑپنے لگا مگر لشکر امیر سے وبال
قریب تین کوس کے نکل آیا تھا وہان پہنچ چلا عمرو نے چاہا اِسکو پڑا رہنے دون
اور پشتارہ لیکر نکلجاؤن یہ سوچکر پشتارہ کھولنے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی قضاے کار
شبرنگ قزاق لوٹ مار کر پلٹا تھا دور سے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کو مارا ہی اور
ایک پشتارہ کھولا چاہتا ہی شبرنگ سمجھا کہ یہ بھی کوئی قزاق ہی کہ ایک شخص کو مار کر
مال اُسکا لے رہا ہی سواروں سے اشارہ کیا اُن سب نے گھوڑے دوڑاے عمرو
پشتارہ نہ لے سکا سواروں نے للکارا کہ او قزاق خبردار مال نہ لینا عمرو جو بھاگا
قزاقون نے پیچھا کیا مگر خواجہ بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین چھپے شبرنگ قریب
پشتارے کے آکر گھوڑے سے اُترا وبال کا تو خاتمہ ہو چکا تھا دیکھا پشتارے مین
ایک جوان آفتاب جمال بندھا ہوا ہی شبرنگ نے کہا یارو یہ تو عجب نعمت ملی ایک
شخص حسین وجمیل اس پشتارے مین بندھا ہی اِسکو قلعے مین لے چلو اپنا رفیق مین
بناؤنگا میری صحبت مین رہیگا ساتھ والے جھپٹ کے گھوڑے سے اُترے پشتارہ
صاحبقران کا اُٹھا لیا شبرنگ صاحبقران کو لیکر اپنے قلعے مین آیا ساتھ والون
سے کہا اِسکو ہوشیار کرو صاحبقران کو ہوشیار کیا آنکھ جب صاحبقران کی کھلی دیکھا

بالین پر قزاق جمع ہین اپنے اپنے طور سے کلام کر رہے ہین صاحبقران اُٹھے شبرنگ سے کہا ہمکو اِس مقام پر کون لایا شبرنگ نے جواب دیا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو قتل کیا اور آپ کو بھی قتل کرتا تھا ہمنے اُسکو سمجھایا اپنے قلعے مین لے آئے اور آپ کو بیدار کیا مگر آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی صاحبقران نے حسب و نسب اپنا بتایا جب شبرنگ آگاہ ہوا کہ یہ صاحبقران زمان ہین قدمون پر گر پڑا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بعجز کہا مین تو مدت سے آپ کی تلاش مین تھا آج فیضیاب ہوا کہ خدمت مین پہونچا آپ کو بخیر و عافیت لشکر مین آپ کے پہونچا دونگا شبرنگ خوشامدین کر رہا ہی صاحبقران کو مسند پر بٹھایا سب قزاقون نے اطاعت کی اور بصدق دل مسلمان ہوے شبرنگ بہزار محبت کہتا ہی آج شب کو یہان رہیے دعوت کرون پھر آپ کے لشکر مین پہونچا دون صاحبقران بیٹھے ہین شبرنگ مصروف خدمتگزاری ہی کہ چند قزاق دوڑے ہوے آئے عرض کی اے شبرنگ مجمر آتشخوار پہلوان زبردست کہ آپنے اُسکا مال لوٹ لیا تھا وہ پچاس ہزار فوج سے آیا ہی قلعے کے سامنے اترا ہی طالب جنگ ہی یا کہتا ہی مال ہمارا پھیر دو شبرنگ نے گھبراکر کہا کیون شہریار کیا تدبیر کرون مین اُسکے مقابلے کے لایق نہین ہون وہ بڑا زبردست پہلوان ہی صاحبقران نے فرمایا ہم جنگ کرینگے جواب صاف دو کہ ہم مال نہ دینگے یہ جو شبرنگ نے کہلا بھیجا مجمر بہت جھلایا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے جب مجمر نے طبل جنگی بجوایا اور شبرنگ کو خبر ہوئی گھبرا گیا صاحبقران نے فرمایا اے شبرنگ کیون گھبراتے ہو ہم مجمر سے مقابلہ کرینگے انشاء اللہ تمکو بچائین گے تمکو نہ لڑنے دینگے یہ کہکے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا مجمر نے جو صداے طبل جنگی سُنی کہا یارو یہ کیا معرکہ ہی شبرنگ کی بھی یہ مجال تھی کہ ہمسے مقابلہ کرتا عیار نے کہا مین جاکر دریافت کرتا ہون عیار بصورت مبدل دربار شبرنگ مین آیا صاحبقران کو بیٹھے ہوے دیکھا آکر مجمر کو خبر کی کہ دربار شبرنگ مین صاحبقران موجود ہین مجمر بہت خوش ہوا کہا میرے پاس قدرت کا نامہ بھی آیا تھا کہ مسلمانون کو روکو اب سردار مسلمانان مل گئے اِنکو قتل کرکے

سب کا سد راہ ہونگا تا بہ دریاے قلزم نہ جانے دونگا یہ کہکے تیاری مین مصروف ہوا
چار پہر رات تیاری مین گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے شبر نگ فوج کو
تیار کر کے باہر نکلا صاحبقران سب کے آگے پشت پر شبر نگ مگر صاحبقران سے
کہتا ہوا حضور ہمارے مہمان ہین آپ کو میدان مین نہ جانے دونگا صاحبقران زبان
فرماتے ہین اے شبر نگ تمنے ہمپر احسان کیا اُسکا ہم بدلہ کرینگے لشکر مجمر سے لڑینگے
صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے مجمر نے طرف دست
راست کے دیکھا اورنگ بیشہ نشین ایک پہلوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے
آیا مجمر نے اورنگ کو اجازت دی اورنگ نے میدان مین آکر للکارا کہ امیر
مقابلے مین آوین مین اُنھین کا مشتاق ہون صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا
مقابلہ اورنگ مین آئے شبر نگ تڑپ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو
بڑے افسوس کی بات ہی میرا مہمان برائے مقابلہ گیا ہی خدا اُسکو خیر و عافیت سے
پھیرے مگر صاحبقران جو گھوڑا اُڑا کر مقابلہ اورنگ مین پہونچے اُسنے نیزہ
مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا چالیس طعنین
ردو بدل ہوئی تھین کہ امیر نے نیزہ اورنگ کا تھا تھپیڑا مار دیا کہ نیزہ ہاتھ
سے اورنگ کے نکلگیا اورنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار
پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر مارا کہ اورنگ کے دو ٹکڑے ہوے اورنگ
کا مارے جانا کہ مجمر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا وہ پہلوان مارا گیا کہ فوج مین جسکا نظیر
نہ تھا اب مین حمزہ کا سر لاتا ہون یہ کہکے گینڈا بڑھایا نعرے کرتا ہوا سامنے امیر
کے آیا کہتا ہوا حمزہ تمنے بڑا غضب کیا اُس پہلوان کو مارا کہ جو میرا قوت بازو و
زینت پہلو تھا لشکر کا سپہ سالار شہسوار فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق
تھا وہ دو گھڑی مین تمھارے ہاتھ سے مارا گیا صاحبقران نے فرمایا اُسکی قضا
آئی ہاتھ تلوار کا پڑ گیا مجمر نے کہا یا صاحبقران اب آپ کا بچنا بہت دشوار ہی
یہ حقیر آمادۂ حرب و پیکار ہی یہ کہکے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا مجمر نے جھلاکر

تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے گردہ سپر کا اُٹھایا مگر تلوار جو
مجمر کی گری گوشۂ سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا سر پر گری کہ دو اُنگل کا زخم سر مین آیا امیر
نے داستانہ مارا کہ تیغہ جھنّا کر نکلا مگر چادر خون کی چہرے پر آئی امیر نے زخم کو بائین
ہاتھ سے تھاما خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر اُتنا ہی زخم سر مین مجمر کے
آیا فوج مجمر آپڑی امیر نعرہ کرکے فوج مجمر پر جا پڑے شبرنگ نے قزاقونکو اشارہ
کیا کُل قزاق آپڑے فوج مجمر کو قتل کرنے لگے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی صاحبقران پر
فوج کا بلوہ ہی کئی تلوارین صاحبقران نے کھائین کہ زخم چوپارہ ہو گیا اِسقدر خون
جاری ہوا کہ صاحبقران کو غش آنے لگا صاحبقران نے دونون ہاتھ گردن مین
مرکب کی حمایل کیے زبان معجز بیان سے فرمایا کہ اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل اب مجھ مین
لڑنے کی طاقت نہین ہی گھوڑا اصیل دولتیان مارتا ہوا لتّیکین مارتا ہوا صاحبقران
کو لے نکلا لیکن شبرنگ کو جو معلوم ہوا کہ صاحبقران کو مرکب نکال لے گیا طبل
بازگشت بجوا کر پلٹا ایک طرف مجمر بھی آکر اُترا مگر کہتا ہوا کہ نہین معلوم صاحبقران کا
مُردہ مرکب کہان لے گیا کچھ ہرکارے روانہ کیے مگر شبرنگ نے دیکھا کہ اب مجمر کا
معرکہ کون سنبھالے گا بھاگ کر قلعے مین آیا پھاٹک بند کر لیا خندق پُر آب کی توپین
لگا کر بیٹھا مجمر کو جو خبر معلوم ہوئی بہت جھلایا کہا سر سواری قلعہ لونگا ایک قزاق
کو زندہ نہ چھوڑونگا شبرنگ کو نہایت ہراس ہی جی مین کہتا ہی کہ دیکھیے مجمر سے کیونکر
جان بچتی ہی مگر صاحبقران کو گھوڑا لیے ہوے ایک دشت مین پہونچا ایک جھیل
پر لا کر گرایا صاحبقران کا سر جھیل مین پڑا خون کی ایک لکیر بندھی ہوئی ہی لیکن
یہ جھیل باغ مین ملکہ شہلاے نرگسی چشم کے نکلی ہی حوض سے ملی ہوئی ہی صبح کا وقت
ہی منھ دھونے آکر بیٹھی ملکہ نے چلّو مین پانی جو اُٹھایا خون کا رنگ دکھائی دیا ملکہ
نے کہا معلوم ہوتا ہی کسی نے کسی کو قتل کیا جھیل مین خون کی لکیر بندھی ہوئی ہی
چلو چلکر دیکھین یہ کہکے اُٹھی چند کنیزین ہمراہ ہوئین باہر آکر ملکہ نے دیکھا کہ ایک
مرکب کوہ سرین کوہ کفل چر رہا ہی اور قریب جھیل کے صاف ثابت ہوتا ہی کہ برج

آبی بین آفتاب اُترا ہی ملکہ قریب آئین دیکھا ایک جوان رعنا حور مثال پری تمثال
بیہوش پڑا ہی سر زخمدار خون جاری ہی ملکہ نے دیکھتے ہی مائل ہوکر کنیزون سے کہا اِس
شخص کو اُٹھالو مین اِس سے حال پوچھونگی کہ ہماری سرحد مین کسنے قتل کیا اُنکو سزا
ملے لیکن اسباب ظاہری توسب موجود ہین معلوم ہوتا ہی یہ جوان ایسا لڑا کہ اسباب
اپنا نہین دیا کنیزون نے صاحبقران کو اُٹھایا ملکہ نے بھی ہاتھ لگا دیا جا رہا ئی پر ڈالا
باغ مین لیکر آئین حکم دیا کہ جراح کو لاؤ جراح نے آکر ٹانکے لگائے اور کہا کہ حضور
کچھ خوف نہ کرین یہ زخمی بہت جلد اچھا ہوگا کوئی رگ دیٹھا ایسا نہین کٹا کہ جس سے
جان کا ضرر ہو ملکہ رومال ہاتھ مین لیے کرسی پر بیٹھی ہین مگس رانی کر رہی ہین کہ امیر
کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مہ جبین نہایت حسین وجمیل سرہانے بیٹھی ہی مگر حسن مین وہ
بے مثال ابرو رشک ہلال عارض بدر آسمان کمال دیکھکر مائل ہوے پوچھا کہ اے
ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی تمھارا کیا ہی ملکہ نے سر جھکا لیا ایک کنیز نے بڑھکر عرض
کی کہ نام نامی ملکہ کا ملکہ شہلاے نرگسی چشم دختر بلند اختر گیہان ببر سوار یہان سے
تین کوس پر قلعہ ہی یہ باغ ملکۂ عالم کے نام کا بنا ہی یہان ملکہ تشریف رکھتی ہین آپ کو
جو زخمی دیکھا رحم آیا اُٹھوا لائین علاج کیا یہ آپ سے پوچھنا ہی کہ کن قزاقون نے
آپ کو زخمی کیا ہی اور کہان پر مغلوبہ ہوئی مگر مال آپ نے نہین دیا اور انتہا کے زخمی
ہوے امیر نے فرمایا قزاقون کی کیا مجال تھی کہ ہمپر دست انداز ہو تے مجھر آتشخوار
قلعۂ قزاقان پر چڑھ آیا اُسکا ایک پہلوان میرے ہاتھ سے مارا گیا مین اُسکے ہاتھ
سے زخمی ہوا مرکب اِسطرف نکال لایا گھوڑا ابھی آپ صحرا سے لائین کنیز نے عرض کی
مرکب بھی آپ کا اصطبل مین بندھا ہوا ہی صاحبقران نے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا اور
کہا اے شہنشاہ ملک خوبی و اے سرو باغ محبوبی اتنی باتین ہوئین مگر زبان معجز بیان
سے کچھ اِرشاد نہ فرمایا ہم آپ کی بات کے بہت اشتیاق مین ہین چاہتے ہین کہ
آپ کی زبان معجز بیان کی بھی کچھ گہر ریزی سُنین ملکہ نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا
اے شہریار مین بدنصیب کیا کلام کرون میرا حال لایق عرض کرنے کے نہین ہی باپ میرا

گیہان ببر سوار کہ جنے صدہا پہلوان زیروزبر کیے جس مہم پر گیا اُسے سر کیا جہان گیا اُسے فتح کرکے آیا دوسرا قلعہ یہان سے چوبیس کوس پر ہو اُسکا حاکم ہنگام نیلی پوش ہم ساحر و ہم پہلوان اُسنے میرے حُسن کا شہرہ سُنکر باپ کو میرے پیغام دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردو باپ نے میرے قبول کیا اِس خوف سے کہ وہ ساحر ہو اُسنے لکھا تھا کہ کوئی زمانہ قرار دیجیے کہ مین آؤن اور بیاہ کے لیجاؤن باپ کو میرے ٹالنا منظور تھا سال بھر کا وعدہ کیا تھا اب وہ زمانہ آگیا آج چوتھا دن ہو کہ ہرکارون نے میرے باپ کو خبر دی کہ مع سامان و سامان شادی وہ اپنے ملک سے چلا ہو اور کارگزارونکو آگے روانہ کیا ہو کہ تم لوگ وہان جاؤ اور مین ایک ہفتے مین آجاؤنگا اور تم چلکر شاہ کو آمادہ کرو کہ مین جو آؤن تو زیادہ دیر نہ ہو جس شب کو پہونچی پھرے صبح کو روانہ ہوجاؤن مین نے ملکہ کے نام کے باغ تیار کرائے ہین تالاب بنوائے ہین کئی سو کنیزان چینی و ترکی و رومی خرید کر مقرر کی ہین اُن کارگزارون نے آکر باپ سے میرے سب حال بیان کیا باپ روتے ہوے پرسون یہان تشریف لائے تھے مجھکو گلے لگا کر خوب روئے اور فرمایا کہ اے نور نظر تم اب ہمسے چھٹتی ہو اِنکار کرون تو نہین معلوم کیا قیامت برپا کرے باپ ہمارے ناچار ہوے تیاریان ہو رہی ہین جب سے آپ کو اُٹھا کر لائی ہون دل تو میرا دام مسلسل زلف عنبرین مین پھنسا ہو اُسوقت خیال نہ آیا کہ انجام اِس عشق کا کیا ہوگا مین کیا جواب دون کیا کلام کرون کتابون مین جو لکھا تھا وہ سب سچ ہو **نظم**

عشق ہو تازہ کار و تازہ خیال	ہر جگہ اِسکی اِک نئی ہو چال
کہین آنسو کی یہ سرایت ہو	کہین یہ خون چکان حکایت ہو
گہ نمک اِسکو داغ کا پایا	گہ پتنگا چراغ کا پایا
کہین طالب ہوا کہین مطلوب	دونون باتین غرض ہین اِسکی خوب

وہی سب سامان دکھائی دیتے ہین اگر مناسب وقت ہو تو مین آپ کے علاج کی تدبیر کرون آپ طرف اپنے لشکر کے چلے جائیے امیر نے فرمایا اے ملکۂ عالم کیا مجال ہو

اور کیا تاب وطاقت ہی کہ تمھاری طرف وہ بیجیا نگاہ بد ڈالے بہ عنایت پروردگار جب ہمکو تمیز ہیبل ہو تو ساحر وغیر ساحر کی کیا مجال ہی ملکہ نے اشک حسرت آنکھوں سے ٹپکائے اور عرض کی کہ ای شہریار زور وطاقت کا یہان کام نہین ایک اشارے مین وہ کوہ کو کاہ کرتا ہی علم شعبدہ بازی پر مرتا ہی جو نزدیک پروردگار کے بہتر ہوگا وہی ہوگا صدمۂ فراق حضور اُٹھاؤنگی تڑپ تڑپ کے جان دونگی آپ کے حالات سے بخوبی آگاہ ہون مگر سحر سے آپ بھی ناچار ہونگے ایک اشارے مین اُس بیجیلے کے ہاتھ پانوُن بیکار ہونگے مجھکو یہی خوف ہی کہ علم سحر اور شعبدے مین وہ بیجیا طاق ہی زور مین بھی شہرۂ آفاق ہی اگر صرف مقدمۂ زور ہوتا تو باپ بھی میرے پہلوان زبردست ہین کبھی اقرار نہ کرتے جواب صاف دیتے کہ جو تجھسے ہوسکے تقصور نہ کرا امیر نے دامن سے اشک ملکہ کے پاک کیے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ انشاء اللہ اُسکا علاج بھی ہوگا جیسی سرکشی کریگا ویسا جواب پائیگا انشاء اللہ گھبراجائیگا عرصۂ دراز تک ملکہ یہی باتین کیا کین مگر ملکہ کے دل کو تسکین نہ ہوئی سوچتی ہی کہ فنون سپاہ گری سے میرے باپ بھی بخوبی ماہر ہین مگر کیا خوف پیدا ہوا کہ منسوب کردیا اگر ایسا نہ کرتے تو پھر سلطنت نہ رہتی صاحبقران کو اپنے زور پر ناز ہی طریقۂ سحر سے ناواقف دیکھیے کیا کیفیت ہو خدا اُس ظالم کے ہاتھ سے اِنکی جان بچائے اِسطرحکی باتین سوچ سوچکر چہرہ آور اس عالم پاس وزیرزادی اسکی دلارام مزاج سے بخوبی ماہر ہی اسنے چبوترے پر صحن باغ مین فرش بچھوایا اور مسندین آراستہ کرکے عرض کی باہر تشریف لے چلیے ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھرکر کہا ای دلارام بیرنگ ہمکو نہ دکھا جب یہ نہ ہونگے تو کیا کرونگی سر ٹپک ٹپک کے مرونگی یہ غم ایسا ہی کہ صبر ہوسکیگا نہین معلوم کیا رنگ ہوگا دم ہونٹون پر آئیگا مگر وزیرزادی نے ملکہ کو مسند پر بٹھایا گائن سے اِشارہ کیا گائن نے واسطے بہلانے ملکہ کے یہ اشعار عاشقانہ بخوش الحانی گانا شروع کیے نظم

فریب حسن سے گبر ومسلمان کا چلن بگڑا	خدا کی یاد بھولا شیخ بُت سے برہمن بگڑا
نہین بیوجہ ہنسنا اسقدر زخم شہیدان کا	تری تلوار کا منھ کچھ نہ کچھ ای تیغ زن بگڑا

زوال حسن کھلا تا ہی میوے کی قسم مجھسے
لگا یا داغ خط نے اُنکے سبب ذقن بگڑا

رُخ سادہ نہین اُس شوخ کا نقش عداوت ہے
نظر آتے ہی آپس مین ہر اہل انجمن بگڑا

کسی کی جب کوئی تقلید کرتا ہی مین روتا ہون
ہنسا گل کیطرح غنچہ جہان اُسکا چمن بگڑا

امانت کی طرح رکھا زمین نے روز محشر تک
نہ اِک مو کم ہوا اپنا نہ اِک تار کفن بگڑا

بناوٹ کیفِ مے سے کھل گئی اُس شوخ کی آتش
لگا کر منھ سے پیمانے کو وہ پیمان شکن بگڑا

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی اختلاط ظاہری عاشق و معشوق سے ہو رہا ہی رات کوئی پہر بھر باقی ہی کہ بیرون باغ گرد آڑی نوبت نقارے کی آواز آئی ملکہ نے گھبرا کر ایک کنیز سے کہا ذرا دریافت تو کر کہ کیسی گرد اُڑی کنیز گئی تھوڑے عرصے مین پلٹکر آئی اُڑی رنگت ہوئی ملکہ نے پوچھا خیر تو ہی کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ حضور وہی نگوڑا موا موئنڈی کاٹا ظالم جفا پسند ہنگام نیلی پوش آگیا ہی مع ساز و سامان ہی کئی ہزار چھکڑے اُسکے ساتھ ہین رنگ روے ملکہ اُڑ گیا گائن سے اِشارہ کیا کہ بس تم گانا موقوف کرو لپٹ کر صاحبقران سے اِسقدر روئی کہ دامن و گریبان صاحبقران کا تر ہو گیا صاحبقران نے دامن سے اشک پاک کیے فرمایا ای ملکۂ عالم کیون گھبراتی ہو اگر وہ ملعون ساحر ہی تو کوئی خوف نہ کرو مین مالک اسم اعظم ہون مجھپر سحر تاثیر نکریگا مین ابھی اُسکا سر لاتا ہون صاحبقران نے سلاح جسم پر آراستہ کیے جب امیر نے ہتھیار جسم پر لگائے ملکہ بے اختیار روئین کہا ای شہریار ہر چند کہ آپ فرماتے ہین مگر دل کو صبر نہین آتا اُسکے ساتھ ساٹھ ہزار آدمی کی فوج ہی اپنی کیا کیفیت عرض کرون ہائے کیا کرون کلیجہ منھ کو آتا ہی خود بخود دل گھبراتا ہی نظم

تیز ہر دم کرتی ہی تیغ نگاہ یار کو
چشم کی گردش ہوئی ہی سان اِس تلوار کو

شانہ ترغیب ستم دیتا ہی زلفِ یار کو
دشمن جانِ جہان کرتے ہین دندان مار کو

یون نزاکت سے گران ہی سرمہ چشم یار کو
جسطرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو

خاکسار ان جہان کا ہی ادب ایسا مجھے
پانٔون رکھتا ہون بچا کر سایۂ دیوار کو

درد ہو اہل نظر کا کیا انھین جو ہین حسین
پوچھتا ہی کوئی گل کب نرگس بیمار کو

صاحبقران نے تیور پر بل ڈال کے کہا اے ملکۂ عالم برائے خدا چند ساعت تو صبر کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہے میں ابھی جا کر اُس بیحیا کا سر لاتا ہون اور یا اپنی جان دیتا ہون ملکہ نے کہا یہی کلمہ حضور کا مجھے شاق گذرتا ہے اگر حضور کے دشمنون کو چشم زخم پہونچا تو مین کدھر کی ہونگی کیونکر جیونگی صاحبقران نے دامن چھڑا لیا اور طرف در باغ کے چلے ملکہ پیچھے پیچھے روتی ہوئی کنیزون سے کہتی ہوئی صاحبو انکو روکو یا ایک ہاتھ تلوار کا مجھے مار دین صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا در باغ سے نکلے اور یہان ہنگام نیلی پوش بھی خبر سنکر قریب باغ آگیا ہے کہ میری معشوقہ یہان ہے مین یہین سے لونگا اور چلا جاؤنگا در بارگاہ پر بیٹھا ہے سب سردار گرد مقام نیلی پوش بھائی اسکا انتظام لشکر کر رہا ہے کہ ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ صاحبقران زمان آتے ہین نہین معلوم یہ باغ مین کیونکر آئے در باغ سے نکلے ہین کہ ہنگام جھلا کر اُٹھا کہتا ہین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون اگر رُستم و اسفندیار ہوتے تو اُنکو بھی زیر کرتا میرے ہی خوف سے رُستم و اسفندیار نے گوشۂ کفن سے منھ چھپایا ہے سامنے بھی نہین آتے سب رفقا کھڑے ہو گئے کہ سامنے سے نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی دیکھا صاحبقران اِس کرّ و فر سے آتے ہین کہ تیغہ ہاتھ مین جس مقام پر پلٹن اور رسالہ دیکھا اُنھین کے بیچ سے چلے جس سردار پر تیور ڈالدیے اُسنے سر جھکا لیا کوئی صاحبقران کو نہین روکتا ہنگام نے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین سے حریف چلا آتا ہے ہنگام نے جو للکارا افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے للکارا کیا صاحبقران آپ کہان جاتے ہین ہم سب کو نامرد سمجھا ہے امیر نے تلوار کھینچی افسرون نے تلوار چلنے لگی ہنگام نیلی پوش نے دور سے سحر کیا آگ برسنے لگی مگر صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین آگ تاثیر نہین کرتی صاحبقران لڑتے ہوئے طرف ہنگام کے چلے ہر چند افسرون نے چاہا روکین مگر صاحبقران صف شکن اور تیغ زن ہین افسرون کے روکے سے کب رُکتے ہین کئی سو افسرون کو مار کے ڈالدیا اب افسر انکے خوف سے قریب نہین آتے دور سے لینا لینا کر رہے ہین

صاحبقران لڑبھڑ کر دریاے خون مین نہاے ہوے سامنے ہنگام کے پہونچے ہنگام دیوخصال عفریت مثال جھومتا ہوا چلا افسرون نے جو دیکھا کہ ہنگام خود آتا ہو رک گئے مگر امیر قریب ہنگام کے پہونچے ہنگام نے اُسوقت بھی سحر کیا لیکن تاثیر نہ ہوئی امیر اسم اعظم سے ہوشیار ہین ورد زبان ہو قریب پہونچکر ہنگام کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون او بیحیا تو کس ارادے پر آیا ہو ہنگام نے گرگرما کر کہا اس باغ مین میری منسوبہ ہو اُسے لینے آیا ہون آپ کیون بگڑے ہین صاحبقران نے فرمایا وہ تیری منسوبہ نہین ہو اور یہان باغ مین اور کنیزین ہین خود ملکہ نہین ہین ورنہ مجھسے مقابلہ کر ہنگام لپٹ پڑا امیر تو جھلاے ہوے تھے پہلے ہی پیچ پر اُکھیڑ کر مارا کہ ہنگام گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے سر ہنگام کا قصر بدن سے کھینچ لیا زلفین پکڑے ہوے سر لٹکتا ہوا لیکر اُٹھے افسرون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا امیر نے چشم زدن مین ہمارے افسر کو مار لیا جسکا کوئی مثل نہ تھا ہم لوگ بھی سو دوسو ابھی مارے گئے اب انکو نکلجانے دو صاحبقران سر لیکر طرف باغ کے چلے افسر سامنے سے ہٹ گئے صاحبقران سر لیے ہوے در باغ پر آئے مگر تمام لباس سے خون برابر ٹپک رہا ہو ملکہ نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا کہ جو لکر گئے تھے وہی کر کے آئے بیقرار ہوکر دروازے سے نکل آئی بلائین لینے لگی کنتی تھی یا صاحبقران آپ نے کیا کار نمایان کیا مین دیکھ رہی تھی کہ آپ پر آگ برسائی تلوارین گرائین مگر آپ کے خدا نے آپ کو بچایا یہان جو لشکر مین تڑہ ہوا مقام نیلی پوش کہ انتظام لشکر کر رہا تھا گھبرا کر دوڑتا اُس مقام پر آیا دیکھا سب سردار تو روتے ہین اور بھائی کا لاشہ بے سر پڑا ہوا اُسنے کہا یارو یہ کیا ہوا سب نے کیفیت بیان کی کہ صاحبقران نے آکر اسکو مارا نہ سحر چلا اور نہ زور سے کچھ ہوا وہ تو بڑے ہی بہادر ہین کشتی مین جیتنے یہ دیکھا کہ آقاے نامدار اچھی طرح لپٹنے بھی نہ پاے کہ امیر نے دے مارا اور سر کھینچکر لے گئے باغ مین داخل ہوے مقام یہ سانحہ سنکر تھرا گیا کہتا ہو یارو میرا بھائی ایسا تھا کہ کسی سے یون دبے اور یون مارا جاے اب مین

چلکر بادشاہ سے صلاح کرتا ہون یہ کہکے لشکر کو تیار کیا اور بکتا ہوا چلا کہتا ہوا کہ
گیہان ببر سوار سے مجھے چند باتین کہنا ہین اگر اُسنے قبول کیا تو فبہا ورنہ اُسنے
فساد ہوگا افسرون نے پوچھا آپ کیا سوال کیجیے گا مقام نے کہا مین دعویدار ہون
گیہان سے کہونگا کہ اگر بھائی میرا مارا گیا تو کچھ پرواہ نہین اپنی بیٹی کی شادی میرے
ساتھ کردو اسی مین بہتر ہی ورنہ مین تہ و بالا کردونگا قلعے کو کھود ڈالونگا یہان
گیہان ببر سوار تخت پر بیٹھا ہو رفقا جمع ہین کہ چند خادم دوڑے ہوسے آئے آکر
عرض کی ای بادشاہ جمجاہ ہنگام نیلی پوش مارا گیا صاحبقران باغ مین موجود ہین
اُسی باغ سے آئے پھر وہین چلے گئے یہ سُنکر گیہان گھبرا گیا ہرکارون نے آکر یہ بیان کیا
کہ بھائی اُسکا آتا ہی اُسکا ارادہ یہ ہی کہ آپ سے فساد کرے گیہان نے کہا یارو یہ تو
دریافت کرو کہ صاحبقران باغ مین کیونکر پہونچے اُنکی جرأت کے تو شہرے ہین
ہرکارون نے کہا ہم جاکر دریافت کرتے ہین ہرکارے تو اُدھر چلے اور ادھر
مقام نیلی پوش اکڑتا ہوا بارگاہ گیہان مین آیا آپس مین صاحب سلامت ہوئی
آکر دنگل پر بلا اجازت بیٹھ گیا کہا ای بادشاہ عالیجاہ بھائی میرا ہاتھ سے حمزہ کے
قتل ہوا لہذا مین دعویدار خون برادر ہون سب انتقام میرے ہی سپرد ہی لشکر
بیرون قلعہ اُترا ہی بہتر اسی مین ہی کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کردو تاکہ مین
پلٹ جاؤن گیہان نے دیکھا کہ یہ آمادہ حرب و پیکار ہی یقین ہی کہ ابھی فساد کرے
کہا آپ اپنی بارگاہ مین چلیے مین تدبیر کرتا ہون مقام دربار گیہان سے اُٹھا خوشی
خوشی لشکر مین آیا افسرون سے کہتا تھا لو یارو مین طے کر آیا اب وہ معشوق مجھکو
ملیگی یہان گیہان رفقا سے صلاح کررہا ہی کہ یارو تم سب کی کیا صلاح ہی میرے
نزدیک تو اسی مین فلاح ہی کہ قلعہ بند کر لون اور مقام سے کہلا بھیجون کہ اب
تم پلٹ جاؤ جسکے ساتھ ملکہ منسوب تھی وہ مارا گیا سب سردار عرض کررہے ہین حضور
یہی مناسب ہو کیا خوب بات سرکار نے تجویز کی ہی اس انتشار مین گیہان بیٹھا تھا
کہ جو ہرکارے واسطے دریافت خبر صاحبقران بھیجے تھے وہ آکر حاضر ہوے عرض کی

ای شہریار صاحبقران سرکار کی دختر پہ عاشق ہین اور باغ مین پاس ملکہ کے بیٹھے ہین جو مناسب ہو وہ کیجیے گیہان یہ سُنکر تھر آگیا مگر جواب دیا کہ مقام سے فیصلہ کریون تو پھر اُنکو جاکر گرفتار کرونگا صاحبقران کو قتل کرونگا بیٹی کو پکڑ لاؤنگا اور اس گستاخی کی سزا دونگا سب نے کہا حضور یہی مناسب ہی یہ کہکے قلعہ بند کرایا خندق کو پُر آب کیا توپین قلعے پر لگائین گولہ انداز مقرر کیے مقام نے جو بیرون قلعہ سے یہ معرکہ دیکھا گھبرا کر سامنے قلعے کے آیا پکار کر پوچھا ای گیہان کیا قصد ہی قلعہ کیون بند کیا گیہان نے چند تیر مارے اور پکار کر آواز دی کہ ای مقام اگر اپنی بہتری چاہتے ہو تو پلٹ جاؤ ممکن نہین ہو کہ بیٹی تمکو ملے جسکی نسبت تھی وہ مارا گیا اس نسبت کا ہونا غیر ممکن ہی گیہان یہ کہکے پلٹا اُدھر مقام نے جواب دیا کہ کل مین قلعے مین گھس آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بالائے قلعہ سے اور چند تیر پڑے اب تو مقام پلٹ کر بارگاہ مین آیا قلعے کو گھیر لیا شام کو طبل یورش بجوایا گیہان نے بھی جواب مین طبل جنگی کو حکم دیا لشکر مقام مین تیاری ہونے لگی مقام جوش محبت مین کہتا ہو کہ بے ملکہ کے لیے نہ جاؤنگا کل قلعے کو مٹا دونگا مین کسی کے بھروسے پر نہین ہون یا کسی بات مین کم ہون ایسے قلعے کی کیا حقیقت ہی ایسے گھروندے مین نے بہت سے بگاڑے ہین یہ کہکے فوج کو حکم دیا تم سویرے سے سامنے قلعے کے جلنا مین بھی آجاؤنگا اہل فوج نے کہا ہم چلکر جنگ ڈالین مقام نے کہا جب مین آؤنگا تب دیکھا جائیگا چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ سحر نے منھ دکھایا **نظم**

رُخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان	اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

فوج نے سامنے قلعے کے آکر پرا باندھا گیہان کرسی پر بیٹھا دیکھ رہا ہو اکثر کو تیر مار مار کر گرا دیا تھہرنے نہین دیتا مقام کے ملازم انتظار مقام کر رہے ہین کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا مقام نمایان ہوا فوج کے آگے آکر ٹھہر اپکار کر آواز دی

اے گیہان تمکو فساد ہی منظور ہو دیکھو ہمسے اصلاح کرو بھائی صاحب سے بہتر چین رہیگا
ہزارون کنیزین براے خدمت مقرر کرونگا تم تک شکایت نہ آویگی گیہان نے
جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہو ایک تیر بھر کمان مین پیوست کرکے مارا کہ ران پر مقام
کی پڑا چند قطرات خون ٹپکے جھلاکر گینڈا امہمیز کیا اور فوج سے آواز دی کہ ہان
یارو قلعہ لیلو لینا لینا کہکر لوگ بڑھے اہل قلعہ نے توپین مارین کئی ہزار جوان اڑگئے
اتنو لوگ بھاگے کہتے ہوے کہ یارو گوشت مٹی کی لڑائی ہو ہمارا حربہ نہین پہونچتا ہی
انکا حربہ آکر تاثیر کرتا ہو مگر قضاے کار صاحبقران زمان پاس ملکہ شہلاے نرگسی چشم
کے بیٹھے ہین اختلاط ظاہری ہو رہا ہو ملکہ بھی نخلی بالطبع ہوکر ہر مرتبہ گلے مین امیر کے
ہاتھ ڈالدیتی ہو کنیزین ہر کام کے حیلے سے ہٹ جاتی ہین کہ صاحبقران زمان کے
کان مین آواز توپ کی آئی سر اٹھاکر فرمایا کوئی خبر تو لاے کہ یہ توپ کی آواز کہان
سے آئی کنیزین براے خبر دوڑین تھوڑے عرصے مین پلٹ کر آئین عرض کی کہ اے
شہریار مقام نیلی پوش نے قلعہ ملکہ کے والد کا گھیرا ہی بلوہ کیا تھا چند کس مارےگئے
اب خود قصد کر رہا ہی یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا
کہا اے شہریار آپ کو کیا مطلب گوش خر دندان سگ جو جاہے قتل ہو آپ کے دونون
دشمن ہین تصور فرمایئے جو اِس مین سے مارا جاے آپ کا مطلب ہو امیر نے
فرمایا اے ملکۂ عالم بجا فرماتی ہو مگر ہم تمہارے پہلو مین بیٹھے ہین اور باپ پر تمہارے
بلا نازل ہو اور ہم سنین اور دخل نہ دین ہماری جلالت سے بہت بعید ہی اپنے
خدمتگارون کے واسطے سالہا سال مقابلے کیے ملکہ رونے لگین کہ ہچکی لگ گئی
اس شدت گریہ مین یہ اشعار پڑھے

نظم

جل اٹھا باغ اسکی برق حسن کی تاثیر سے	پھول اب گلچین اٹھاتے ہین تو آتش گیر سے
چھوٹتا ہی کب لہو میرا کسی تدبیر سے	تیغ جوہر دار قاتل ہی سوا زنجیر سے
مست ہی عالم مرے اشعار کی تاثیر سے	مثل مینا مو ٹپکتی ہی مری تقریر سے
فاش ہو باغ جہان مین راز دل ممکن نہین	سیکھ لین طرز فغان ہم بلبل تصویر سے

شمع ہی وصف رخ پر نور لکھنے مین قلم　　ہی بجا نسبت جو دون قط گیر کو گلگیر سے

ہو گنہ ایذا نہ دے ہمکو صنم بہر خدا　　امن ہی سودائیون کو جرم کی تعزیر سے

نرم کرتے دل ترا اگر عشق کھو دیتا عقل　　کرتے ہین پتھر کو پانی شیشہ گر تدبیر سے

می پرستو آؤ کر لین محتسب کو سنگسار　　بچ رہے ہین سنگ کچھ میخانے کی تعمیر سے

موج خون ہی مثل ابر و برق آسے گھیرے ہوے　　جا سکا قاتل نہ میرے خون دامنگیر سے

ہی نکوکاری عبث ای بانی بنیاد ظلم　　فائدہ حجاج کو کیا کعبے کی تعمیر سے

ہی ریاض فکر ناسخ کی جو شادابی یہی　　لکھنؤ مین آئیگی روح غنی کشمیر سے

صاحبقران نے فرمایا ای ملکۂ عالم میرا نہ جانا باعث ہتک ہی اگر شاید خدا نخواستہ مقام نے قلعہ فتح کیا اور باپ تمھارے مارے گئے تو سردار میرے لشکر کے کہینگے کہ صاحبقران موجود تھے اور معشوق کا باپ قتل ہوگیا اور دخل نہ دیا مجھے حجاب ہوگا یہ کہکے غصہ کیا ملکہ نے خوف کھاکر دامن چھوڑ دیا صاحبقران نے مرکب خود تیار کیا اسپر سوار ہوکے چلے یہان مقام نے جب دیکھا کہ فوج نے شکست کھائی اور پیچھے ہٹ آئی یہ لاکھ کہتا ہی مگر کوئی آگے نہین بڑھتا جب تو اسنے گرز اٹھایا اور گردہ سپر کا ہاتھ مین لیا یکہ وتنہا طرف قلعے کے چلا یہان سے گولہ پڑنے لگا لیکن مقام مقدمۂ قلعہ گیری مین بہت طاق ہی کچھ سحر بھی کرتا ہی ایک گولہ اٹھاکر پھینکا کہ توپ بند ہوگئی گولہ انداز ہرچند کدوکاوش کرتے ہین مگر توپ گولہ اگل دیتی ہی اسیطرح مقام گولون کو رد کرتا ہوا یعنی سحر سے مٹاتا ہوا گنبد اچکاتا ہوا قریب خندق کے پہونچا اہل قلعہ گھبرا گئے گیہان نہایت بدحواس ہی کہتا ہی بارہ کیا تدبیر کرون کہ یہ دشمن ہمارے قلعے مین نہ آوے دیکھو اسنے سحر سے توپ بند کردی کچھ زور نہ چلا اسیطرح قلعے مین بھی آکر سحر کریگا کون اسکو روکیگا یہ کہکر بالک رہا ہی صعب نے کہا حضور لات و منات کو تو پکار رکھیے اب خدائے نادیدہ سے قلب رجوع کیجیے غرض گیہان بیتاب و بیقرار ہوکر پکار اٹھا کہ ای آسمان کے خدائے نادیدہ اسوقت مدد کر اس آفت کو رد کر

نظم

کی کند از مال دنیا مرد دنیادار بس — از زبان گرچہ بگوید ہر زمان صد بار بس
وقت مشکل حق فقط مشکل کشائی میکند — چین غم ہست آن خبرگیر جہان غمخوار بس
خالق خلق و خداوند جہان پروردگار — رازق و روزی رسان بندگان زار بس
شور و شر پیدا کند تا ہست زندہ آدمی — چون بمیرد خود بخود گردد ہمہ تکرار بس
عمرت اندر انتظام عالم فانی برفت — بس شدی لیکن نہ شد این جملہ کار و بار بس
حیرت کردی بر بنائے قصر دنیا عمر خویش — کی شود ختم این عمارت بس کن ای معمار بس
رفتہ رفتہ پیر و از دست تو وقت عزیز — ہر دم و ہر لحظہ میگیرد دم آخر کار بس
نوش جام غفلت ای ہندی ہمہ شب کردہ — چون سحر گردید حالا بس کن ای ہشیار بس

سب اہل قلعہ دعائیں مانگ رہے ہیں مقام چاہتا ہی خندق کو فراؤن اور قلعے مین جاؤن اور ملکہ کے نام سے تو بہت خوش ہوتا ہی کہتا ہی معشوق کو جاکر لاؤنگا اسی قلعے مین معشوق ہی سردار جو نام معشوق کا لیتے ہین مقام خوش ہوتا ہی کہتا ہی بھائیصاحب اسیر جان دیتے تھے مگر انکی تقدیر مین وصل نہ تھا یہ معشوقہ میرا حصہ ہی ای گیہان اب بھی خیر ہی یہ کہکے اُسنے گولہ مارا کہ سب اہل قلعہ کے ہاتھ سے ہتھیار گر پڑے اب تو سب زیادہ بیقرار ہوسے ہر ایک پکارتا تھا ای مقام ہمکو عاجز کرکے قتل کریگا مقام کہتا ہی ای گیہان اب بھی خیر ہی اب کے مرتبہ سحر کرونگا کہ تم سب بیہوش ہو جاؤگے گیہان منتین کر رہا ہی کہتا ہی تم پلٹ جاؤ مین تمھارے پاس آؤنگا مقام کہتا ہی اتنو مین مشقت کرکے آیا معشوق کا محافہ ساتھ کردو تو پلٹ جاؤن تم سب سے تعرض نہ کرونگا گیہان نے کہا ای مقام معشوق یہان کہان ہی وہ تو باغ مین صاحبقران کے قبضے مین ہی مقام نے کہا مین اِن عذرات کو نہین مانتا اگر باغ مین معشوق ہوتی تو بھائیصاحب چھوڑتے گیہان قسمین کھاتا ہی مگر مقام نہین مانتا جھولی سے اور گولہ نکالا کہا کہ اب کے مرتبہ کے سحر مین تم سب بیہوش ہو جاؤگے گیہان کہتا ہی ای مقام مین جھوٹ نہین کہتا مقام کہتا ہی مین نہ مانونگا ملازمون نے گیہان سے کہا کسی کنیز کو محافے مین سوار کرکے باہر نکالدیجیے یہ صلاح گیہان کو بہت پسند آئی ایک کنیز کو

محافے مین سوار کیا کفر کی سے محافہ نکالا مگر مقام بہت بیتاب تھا پردہ اُٹھا کے دیکھا
کہ ایک کنیز سیاہ [illegible] ن ہے ہاتھ پکڑ کے کنیز کو باہر کھینچ لیا کہا او گیہان یہ کیا مکر کیا
مین ایسے فریب کو کب مانتا ہون ابکا سحر غضب کا کرونگا تم سب بیہوش ہو جاؤ گے
کُل اہل قلعے کو یون ہی بیہوش کرونگا اُس عالم غشی مین محل مین جاؤنگا اور ملکہ کو
گود مین اُٹھا کر لاؤنگا تین دن تک تم لوگ بیہوش رہو گے گیہان نے ناچار
ہو کر کہا او مقام اختیار ہے ہم مجبور و ناچار ہین ملکہ یہان نہین ہے جو تیرے مزاج
مین آئے وہ کر مقام نے گنبد سے کو مسخر کیا اور گولہ ہاتھ مین ہے اُسپر اسم سحر پڑھ رہا
ہے گیہان نے بیتاب و بیقرار ہو کر آواز دی او خداے نادیدہ آسمان کے تیرا
مذہب بہ صدق اختیار کرتا ہون اِس ظالم کے ہاتھ سے بچالے سب نے یہی نیت
کی کہ بہ صدق مسلمان ہونگے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا صاحبقران زمان
گھوڑا اُڑاے ہوے آتے ہین مقام کو جو قریب خندق دیکھا کہ کھڑا جھوم رہا ہے
وہین سے نعرہ کیا باش او کافر خاسر خبردار قلعے مین نہ جانا یہ سُنکر مقام بہت جھلایا
پکار کر آواز دی او حمزہ تیری قضا میرے ہاتھ سے تجھی گریبان تیرا پنجہ اجل مین پھنسا
ہے یہان کھینچکر لایا ہے جسطرح مزاج مین آئے مجھسے مقابلہ کر گیہان نے جو امیر کو
دیکھا بے اختیار پکار اُٹھا یا صاحبقران زمان خوب وقت پر آئے لیکن مقام ساحر
بھی ہے اپنے کو سحر سے بچائیے گا صاحبقران زمان نے فرمایا اے گیہان وہ حافظ حقیقی
رب تحقیقی ہے خود بچاے گا مجھپر سحر تاثیر نہ کریگا صاحبقران زمان تو یہ فرما کر اسم اعظم
پڑھنے لگے مگر مقام نے وہی گولہ جو ہاتھ مین تھا صاحبقران پر پھینک مارا کہ
صاحبقران کو غفلت ہونے لگی صاحبقران نے فوراً حرز ہیکل کو جنبش دی
غفلت دفع ہوئی کئی سحر مقام نے کیے صاحبقران کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین اور
کبھی حرز ہیکل کو جنبش دیتے ہین سحر دفع ہو جاتا ہے برابر وار سحر کے روکتے ہین
جب قریب مقام کے پہونچے تو مقام نے نیزہ مارا صاحبقران نے سنان نیزہ کو
پہلے سے تلوار کے کاٹا مقام نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا

صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا نیمچہ سہراب پیل کمر مین تھا اُس کو کھینچا مقام پر نعرہ کیا او مقام تو بڑا پہلوان ہو ایک وار ہمارا ابھی قبول کر ہم تیرے کئی وار اور کئی حربے اُٹھا چکے ہین مقام نے گردہ سپر کا سر پر کھینچا مگر تیغۂ برق تاب جو گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا سراسر گلے اور جبڑے کو دو کیا تا بہ جگر گاہ پہونچا مگر مقام جو مارا گیا اہل فوج نے صاحبقران پر بلوہ کیا صاحبقران زمان اُنسے لڑنے لگے گیہان نے فوج کو حکم دیا یار و صاحبقران کی شرکت کرو اہل فوج نے پھاٹک کھولا گیہان فوج لیکر باہر نکلا دونون فوجین ملگئین مگر صاحبقران جنگ مین مصروف ہین تاک تاک کے افسرون کو مارا جب کئی افسر قتل ہوے تو اہل فوج گھبرا کے چادر ہلانے لگے فریاد کرنے لگے کہ یا صاحبقران ہم اطاعت کرتے ہین ہمارے افسر مارے گئے اب کوئی سرپرست نہین ہی ہماری دستگیری کیجیے صاحبقران نے ہاتھ روکا سب اہل فوج آکر قدمون پر گرے صاحبقران نے سب کو مسلمان کیا لیکن گیہان نے صاحبقران کا استقبال کیا رکاب پر ہاتھ رکھدیا بہ اعزاز و اکرام امیر کو قلعے مین لایا مقام صدر پر جگہ دی افسرون سے صلاح کی کہ اب تمھاری کیا صلاح ہی ملکہ کو انھین کے ساتھ منسوب کرون سب نے کہا اب اگر یہ نہ کیجیے گا تو کیا اختیار ہی وہ اکیلے آپ کے دربار مین بیٹھے ہین اور تیور پر بل نہین ہی حقیقت مین ایسے دلیر نگاہ سے نہین گذرے یکہ و تنہا آکر ملک تسخیر کرلیا اور کسی کی کچھ نہ چلی و زرا سنے آکر سینے پر صاحبقران کے ترنج خوشبوئی لگایا آواز مبارکباد بلند ہوئی ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ کس خوبصورتی سے معشوق کو لیا ہی بعض صورت زیبا دیکھکر کہتے ہین کہ صاحبو وہ نازنین انھین کے لایق تھی حقیقت مین جو مارا گیا وہ اِس لایق نہ تھا کہ پہلو مین اُس گلعذار کے بیٹھتا وہ محبوب مطلوب اِنکے لایق ہی یہ بھی تم سب نے دیکھا کہ خدا نے جو صورت زیبا عطا کی ہی جراٴت اُس سے بڑھکے ہی کہ ہنگام نیلی پوش تو قریب باغ کے اُترا یکہ و تنہا باغ سے نکلے اور اُسکو قتل کیا گیا کیا اُسنے کد کی مگر کچھ نہ ہوا کس زور و شور سے اُسکو مارا گیہان نے دست بستہ

عرض کی کہ حضور یہ فرمائیں کہ اُس مہ جبین کنیز کو قبول کیا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ مین نے
بسر وچشم قبول کیا لیکن مجھکو ایک عذر ہو اتنے دن تامل فرمائیے کہ فرزند میرا نورالدہر
بن بدیع الزمان طلسم کو فتح کرنے جاتا ہی جب وہ طلسم کو فتح کر کے پلٹے تب سامان عقد
ہو مین بھی اُسی کے ساتھ جاتا ہون وہ آگے بڑھگیا مین پیچھے رہگیا ہون یہ فرما کے
صاحبقران نے حکم دیا کہ جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ تیار رہو ہمین مہم درپیش ہی
اسکا بڑا پس وپیش ہی گیہان نے عرض کی مین چاہتا ہون حضور کے ہمراہ رہون
صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ گیہان نے اُسیوقت بارہ ہزار سوار تیار کیے امیر
نے گیہان کو تخت پر سوار کیا آپ مرکب پر سوار ہوے بہ شوکت روانہ ہوے
یہان مجمر آتشخوار نے جب دیکھا کہ صاحبقران کا گھوڑا اپنے سوار کو زخمی پاکر کسی
طرف نکال لے گیا اور شبرنگ جاکر قلعہ بند ہوا مجمر نے حملہ کیا مگر شبرنگ نے
ایسے گولے مارے کہ فوج آگے نہ بڑھ سکی دوسرے دن مجمر طبل جنگی بجوا کے
میدان مین آیا قلعے پر بلوہ کیا کئی ہزار جوان مارے گئے تب ناچار ہوکر اپنے
یکہ وتنہا گینڈا بڑھایا قزاقون نے خوب تیر مارے مگر مجمر نے تیر تھم لیے اور برابر
خندق کے پہونچا قصد ہوا کہ خندق فراکن شبرنگ نے بیقرار ہوکر دعا کی پکار
اٹھا کہ اے دستگیر بیکسان واے والی غریبان واے سامع الدعوات واے رفیع الدرجات
حکم دے ملک الموت کو کہ ہماری قبض ارواح کرے یا اِس آفت سے نجات ملے
اور اے کریم کارساز واے رب بے نیاز تیری ذات سے سب طرح کی امید ہی شیطان
راندۂ درگاہ بھی یہی خواہش رکھتا ہی کہ پروردگار میرے گناہ کو معاف کرے
ہر چند کہ شیطان کا ہونا خالی از مصلحت نہین ہی مگر تو وہ کریم و رحیم ہی کہ علاوہ شیطان
کے اور جس صورت سے چاہے دنیا کو آباد رکھے جب شیطان ایسا گنہگار تجھسے
امیدوار ہی تو ہم بندگان ناچیز بے تمیز کیونکر تجھسے امید نہ کرین لیکن اب مدد کر کہ نوبت
بجان و کارد براستخوان ہی نظم

میکند کلک قدرت تو قدیر	ہر زمان تازہ نقش نو تحریر

آدمی را اشرف تو بخشیدی — خاک را لطف کردہ تو تو خیر
مرحمت کردہ تو انسان را — دولت علم و دانش و تدبیر
نیک و بد را تو میکنی تقسیم — رزق شان بے توقف و تاخیر
سر نگون ہر جوان بخاک درت — سجدۂ عجز میکنند ہر پیر
خامہ عاجز ز شرح اوصافت — ہر زبان است لال از تقریر
ذات پاکِ تو ہست عالمِ غیب — واقف و محرم و علیم و خبیر
تو بدانی و بینی و شنوی — حالت خلق یا سمیع و بصیر
بے مثالی و لا شریک توئی — تو نداری دگر عدیل و نظیر
عرش و فرش و بلندی و پستی — یافتہ از تو صورتِ ہستی

شبرنگ نے جو بلک کر دعا کی اُسیوقت صحرا سے گرد اڑی سامنے آکر دامنہ گرد کا
نشگافتہ ہوا شبرنگ نے بالائے قلعہ سے دیکھا کہ آگے مرکب پر صاحبقران زمان
بصد شوکت و شان تخت پر ایک بادشاہ بارہ ہزار سوار پیدل پشت پر اِس عظم و
شان سے صاحبقران زمان نمایان ہوئے صاحبقران کے کان مین توپ کی
آواز پہونچ چکی تھی گھوڑا بڑھائے ہوئے آتے تھے مجمر کو جو قریب خندق کے
دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار اے بے ادب آگے نہ بڑھنا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالجام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

زور صاحبقران کی صدا صحرا مین گونجی مجمر کانپ گیا گینڈا پھیر کر ارادہ ہوا کہ لشکر
مین داخل ہو جاؤن مگر صاحبقران زمان گھوڑا اچھکا کر مقابلۂ مجمر مین آئے اُسدم
مجمر کے ہاتھ مین وہی گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو چڑھا ہوا تھا خبر نہ
تھی ہر دار گستہ ہاتھ مارا اچھیر نے گرز کو تلوار سے کاٹا گرز کاٹ کر چاہا کہ وار کرے لیکن
مگر مجمر [illegible] صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا

روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری برق شمشیر نے
خرمن ہستی کو جلا دیا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے شبرنگ بھی باہر نکل آیا فوج کو
درہم و برہم کیا باقی سب مسلمان ہوئے شبرنگ صاحبقران کو لیکر قلعے مین آیا
بڑی دھوم سے صاحبقران زمان کی دعوت کی اپنی رفاقت پر ناز کر رہا ہو امیر
لشکر کو لیکر بیرون قلعہ نکلے قصد ہوا کہ طرف اپنے لشکر کے جاؤن یہان سرخاب
کو عیار کے انتظار مین تھا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ حضور عیار آپکا مارا گیا لیکن
حمزہ کو ایک قزاق لے گیا یقین ہو کہ جاکر مار ڈالے وہ لوگ قزاق ہین مال دنیا
لے لینگے اور صاحبقران کو قتل کرینگے سرخاب بہت خوش ہوا کہا بلا سے
عیار ہاتھ سے گیا مگر حمزہ بھی غارت ہوا یہ سوچکر طبل جنگی بجوایا صبح میدان مین آیا
لندھور مقابلے مین نکلے خواجہ بھی پلٹ کے آئے سب حال بیان کیا کہ اِسطرح
صاحبقران کو ایک قزاق لے گیا ہو مگر لندھور جو سرخاب سے لڑے پاؤن مرکب
لندھور ہو تھانے مین جا پڑا ہاتھ سے سرخاب کے زخمی ہوئے دوسرے دن
مالک نکلے انپر بھی کچھ اُفتاد پڑی اِسی طرح سات میدان داریان سرخاب نے
کین سرداران نامی زخمدار ہوئے آٹھوین دن جو سرخاب میدان مین آیا
گینڈے کو مہمیز کر رہا ہو کوئی لشکر صاحبقران سے نہین نکلتا عمرو دعائین مانگ
رہا ہو سردار کہتے ہین کہ ایسے ایسے سردار زخمی ہوئے کہ جنکا مثل نہ تھا ہم لوگ
مجبور و ناچار ہین اُن سردارون کے سامنے بیکار ہین اِس بوم شوم کے
مقابلے مین کون جائے لندھور و مالک و بہرام وغیرہ زخمی ہوئے اِس
انتظار مین تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا صاحبقران زمان لپشت مرکب پہ
سوار تخت پر ایک بادشاہ ایک پہلو مین ایک قزاق مگر دیو خصال جمعیت [illegible]
ساتھ ساتھ صاحبقران کے صاحبقران نے وہین سے گھوڑا اُٹھایا دیکھا سب
فریاد کر رہے ہین ایک پہلوان میدان کارزار مین کھڑا ہوا للکار رہا ہو مگر
کوئی مقابلے مین [illegible] نہین آتا گھوڑا اُٹھا کر مقابلے سرخاب [illegible] ہو گئے

گفتگو سرخاب نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیکر رد کیا
سرخاب نے دوسرا وار کیا صاحبقران نے خالی دیا عرصے تک یہی رد و بدل رہا
بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران نے چند طعنون مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے
جھلاکر تیغ لنگردار کا ایک وار کیا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روک کر اپنا وار
کیا تلوار جھک کر جو گری سپر کو کاٹ کرتا دوا بر و پہونچی اسنے داستانہ مارا تیغ جھٹکا کر
نکلی چادر خون کی سرخاب کے منھ پر گری اگر امیر با توقیر چاہتے دوسرا ہاتھ مار دیتے
کہ سرخاب کے دو ٹکڑے ہوتے مگر ہاتھ روک لیا فرمایا کہ او سرخاب جا کر علاج
کر وجب صحت پانا تو پھر میرے مقابلہ مین آنا سرخاب غنیمت جان کے پلٹ آیا مگر
صاحبقران اپنے لشکر مین اُتر پڑے اہل لشکر نے بڑی خوشی کی اُدھر سرخاب کے
ٹانکے دیے گئے اب اسنے رفیقون کو جمع کیا اور اُنسے صلاح کی کہ بار و زور مین
حمزہ مجھسے زیادہ ہی مجھے یقین ہو کہ اسکے مقابلے مین نہ بچونگا ارادہ ہی کہ شبخون
مارون کیا عجب ہی کہ حمزہ کو مار لون سب سردارون نے کہا یہی صلاح بہتر ہی
چوتھے دن سرخاب نے دو پہر رات گئے لشکر تیار کیا لشکر صاحبقران پر شبخون
آیا سردار لڑنے لگے صاحبقران کو خبر پہونچی صاحبقران نکلے اندھیرے مین
اُدھر سے سرخاب آتا تھا اِدھر سے صاحبقران زمان اپنی بارگاہ سے نکلے
تھے اِس نے جو صاحبقران کو تنہا پایا پشت پر سے آکے ہاتھ مار دیا امیر زخمی
ہوسے لیکن صاحبقران نے پلٹ کر اُس زخمداری مین ایسا ہاتھ مارا کہ مرکب
سرخاب کا مارا گیا سرخاب نے فرار پر قرار کیا مگر صاحبقران اُس اندھیری
رات مین انتہا کے زخمی ہوسے غش آنے لگا پھر رات رہے گردن مین اپنے
گھوڑے کی ہاتھ حمایل کیے فرمایا اے مرکب اصیل اگر مناسب ہو تو مجھکو نکال لیچل
گھوڑا جنگ کرتا ہوا صاحبقران کو نکال لیگیا غرض وہان سے بارہ کوس پر ایک
قلعہ ہی کہ وہانکا حاکم عقاب نجومی یا نرو ہی بیٹی اُسکی ملکہ شہناسے شیرین کلام اپنے
باغ مین پڑی سو رہی تھی عالم خواب مین ایک مرد بزرگ تشریف لاسے انھون نے

اُسکو مسلمان کیا اور مژدہ دیا کہ کل صاحبقران کو گھوڑہ الیکر پہونچیگا یقین ہے کہ زیر
دیوار باغ لاے اُنکا علاج کرنا اور تو اُنکی پہلو نشین ہوگی شہنا صبح کو سو کر اُٹھی
مگر مزاج درہم و برہم حیران ہے کہ مین نے کیا خواب دیکھا یہ سوچکر دو منزلے پر آکر بیٹھی
سیر صحرا کرنے لگی کہ ایک طائر سبز رنگ اُڑتا ہوا چہکارے مارتا ہوا قریب ملکہ آکے
بیٹھا اور صدا دی کہ اے شہنا جو خواب تمنے شب کو دیکھا ہے اُسکا ظہور ہوتا ہے شہنا
نے کہا اے طائر سبز رنگ جب سے مین نے خواب دیکھا ہے عجیب حالت ہے صاحبقران
کون شخص ہین طائر مثل انسان کے گویا ہوا اور کہا اے ملکۂ عالم وہ جد فتاح طلسم
خیال سکندری ہین زخمدار آتے ہونگے اُنکا تمھارا ساتھ ہوگا یہ کہکر طائر بالاے
آسمان پہونچا بعد چند ساعت کے ملکہ کی آنکھون سے پوشیدہ ہوا کہ ملکہ نے دیکھا
سامنے سے ایک مرکب اُڑا ہوا آتا ہے اُسکی پشت پر ایک زخمی سر سے خون جاری ہے
زیر دیوار باغ گھوڑہ آکر ٹھہرا شہنا اُترکر باغ سے باہر نکلی جمال صاحبقران
دیکھکر مائل ہوئی صاحبقران کو اپنے باغ مین اُٹھوا لائی مرکب چرا مین مصروف
ہوا کنیزون سے حکم دیا جلد جراح کو بلواؤ کنیزون نے تعمیل حکم کی جراح کو بلایا
علاج صاحبقران کرایا جراح نے آکر پٹیان مرہم کی چڑھائین ملکہ نے رومال سے
مگس رانی شروع کی چندے کے بعد صاحبقران نے صحت پائی شہنا کو دیکھکر
مائل ہوے صحبت مین آکر بیٹھے پہلوے قلعہ مین ایک گنبد ہے اُس گنبد پر دیو
زنگین رہتا ہے چہار جانب سے شکار کرکے لاتا ہے اُسی گنبد پر بیٹھکر کھاتا ہے غرض
جس روز صاحبقران پہلوے شہنا مین آکر بیٹھے صاحبقران نے شہنا سے
پوچھا کہ تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے شہنا نے کہا اے شہریار مین نے یہ خواب
دیکھا اور صبح کو پھر ایک طائر سبز رنگ نے وہی خبر بیان کی کہ اُسکا ظہور ہوا اور
آپ کو گھوڑہ لیکر آیا مین آپ کو اُٹھا لائی اور لاکر علاج کرایا پروردگار نے آپکا
جمال بیمثال دکھایا مگر ایک مشکل سخت ہے کہ باپ میرا عقاب قوی بازو بڑا جری
دبہادر ہے اگر سُن پائیگا تو آفت برپا کریگا مجھکو خوف ہے کہ ایسا نہ ہو آپ کو آزار

پہونچائے ہیں چاہتی ہون کہ آپ کو لیکر نکلجاؤن صاحبقران نے فرمایا یہ خیر ممکن ہی
کہ ایک ہاتھ مین تلوار لین اور دوسرے ہاتھ سے تمہارا ہاتھ تھام کر لیجائین یہ ہمارے
طریقے کے خلاف ہی تمھارے والد سے مقابلہ پڑے تب بات بنے قضائے کار
دیو زنگین برائے شکار اڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جو معشوق کو دیکھا تڑپ کے گرا
ملکہ کو بالائے گنبد اٹھالیگیا صاحبقران نے ہرچند تیر مارے مگر دیو تک نہ پہونچے
دیو نے بالائے گنبد ملکہ کو لا کر رکھا صاحبقران کو بہت صدمہ ہوا اتفاقاً یہ خبر چنچل
نامے ایک کنیز نے عقاب کو پہونچائی کہ آپکی بیٹی کو دیو زنگین اٹھا کرلے گیا اور
صاحبقران جد فتاح طلسم خیال سکندری باغ مین ہین یہ سنکر بارہ ہزار فوج وہ
لیکر در باغ پر آیا صاحبقران باغ سے نکلے عقاب سے مقابلہ پڑا ملکہ گنبد سے
دیکھ رہی ہی کہ فوج عقاب سے اول ایک پہلوان زبردست بادۂ کبر و نخوت
سے مست نکلا نیزہ ہلاتا ہوا تلوار چمکاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا آتے ہی
نیزے کا وار کیا صاحبقران نے اشارے مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے جھنجھلا کر
ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر
ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ تلوار ہاتھ سے پہلوان کے چھوٹ کر گری پہلوان گھبرا گیا
صاحبقران زمان سے لپٹ پڑا امیر سے کشتی ہونے لگی دو چار داؤ پیچ ہوئے
تھے کہ صاحبقران نے ایک مقام پر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا گھما کر زمین پر
مارا کہ پہلوان کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوگئین بیجا نکل پڑا مار کر پہلوان کو امیر
قریب عقاب کے پہونچے عقاب کو اٹھا لیا چاہا کہ زمین پر مارون عقاب نے
آواز دی اے شہریار تا زندہ ایم بندہ ایم صاحبقران نے چھوڑ دیا عقاب کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران عقاب کو ساتھ لیکر سامنے گنبد کے
آکر اُترے اِس امید پر کہ شاید دیو آکر مقابلہ کرے مگر دیو کو معلوم ہوا کہ یہ امیر
باتوقیر ہین دیو بند و دیو کش مقابلہ کرکے اِنپر نہ غالب آؤنگا گنبد سے نہین اُترتا ہی
صاحبقران بہت بیقرار ہوئے رات کو سجادہ بچھا کر دعا کی صبح کو خواجہ عمر و آکر پہونچے

اور امیر سے ملاقات کی امیر نے سب حال بیان کیا کہ بالاے گنبد ملکہ شہنا کو دیو لیگیا
ہی کیون خواجہ کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا مین کیونکر گوارا کرون کہ آپ بالاے گنبد
جائین اور دیو سے مقابلہ کرین مین اوسکی تدبیر کرتا ہون اور اپنے کو بالاے گنبد
پہونچاتا ہون یہ عیاری دیو کو گرفتار کرکے لاتا ہون سامنے ایک پہاڑ تھا خواجہ
اسپر آئے زنبیل سے نی نکالی بیٹھکر گانے لگے خواجہ کے گانے مین تاثیر ہی گرد ہزارہا
طائر آ آکر بیٹھے ہرن صحرائی جنگل سے نکلکر آئے بیچ مین اونکے خواجہ نی بجار ہے ہین
اور گا رہے ہین نظم

طالب کو وصل مین یہ ملے رات بھر جواب	دیگا ترے سوال کا مرغ سحر جواب
طالب ہوے جو دید کے غش کھاکے گر پڑے	موسی کو کیا ملا یہ سر طور پر جواب
اُس گل نے پڑھکے نامے کے پرزے اُڑا دیے	لائی یہ خط شوق کا باد سحر جواب
معجز نمائیون پہ جو آئے مرا مسیح	دینے لگین سوال کا سنگ و شجر جواب
رکتی ہی ہمسری شب زلف دراز سے	ای شام ہجر سوچ کوئی مختصر جواب
طول شب فراق جو مین نے بیان کیا	فرمایا ہنسکے بات کا دے مختصر جواب
وہ ماہ اوج حسن اگر امتحان لے	دیوان انوری کا لکھون ای قمر جواب

یہ اشعار جو خواجہ نے گائے اور گرد طائر جمع تھے کچھ جانوران صحرائی آواز سنکر
آگئے ہین وہ بھی بیٹھے ہین قضائے کار دیو رنگین گنبد پر نشے مین بیٹھا ہی اور ملکہ
کانپ رہی ہین کہ گانے کی آواز کان مین دیو رنگین کے پہونچی سر اٹھاکے
دیکھنے لگا دیکھا صدہا طائر گرد بیٹھے ہین اور ایک طائر کلان لطف سے زمزمہ
سرائی کر رہا ہی اپنے مقام سے اٹھا ملکہ سے کہا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ
محبوبی تمہارے واسطے وہ طائر لاتا ہون کہ ہزار داستان ہی یہ کہکے گنبد سے
تڑپ کر گرا خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر اٹھا لیگیا قفس آہنی لایا اُس مین خواجہ کو
بند کر دیا جب شراب پیتا ہی اور نشہ ہوتا ہی تب قفس سامنے رکھ لیتا ہی اور لکڑی
ہاتھ مین لیکر کہتا ہی ای ہزار داستان کچھ گاؤ خواجہ خوب خوب اُسکے سامنے گاتے

ہین اور دیو جب کسی کام کو جاتا ہی تو ملکہ بالاے گنبد سے صاحبقران کو دیکھ لیتی ہی
کچھ اشارے ہو جاتے ہین دیو زنگین کا بھی عجیب حال ہی جی مین کہتا ہی یہ طائر خوب
ملا خوب بولتا ہی چو تھے دن خواجہ نے دیو کو باتون مین لگا یا خوب میٹھی میٹھی باتین
کر کے کچھ اشعار گائے کہا ای دیو زنگین مجھکو ایک کمال بہت بڑا حاصل ہی مین اپنے
ہاتھ سے شراب پلاؤن ایسا نشہ ہو کہ کبھی ایسا نہ ہوا ہو یہ باتین سنکر ملکہ نے بھی
کہا ای دیو زنگین ہزار داستان کو قفس سے نکالو سامنے بٹھا کر گانا سنو اُسنے عمرو کو
قفس سے نکالا خواجہ نے جام بیہوشی لبریز کیا دیو زنگین کو دیا دیو پی کر گھبرایا
کہا ای ہزار داستان ہمارے خداوند پردۂ قاف سے تشریف لائے ہین اُنکو بھی بُلاؤن
عمرو نے کہا ضرور اُنکی بھی ٹانگ لیجیے آکر گانا سنین شریک صحبت ہون دیو زنگین
نشے مین اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا ملکہ گھبرا گئین کہ یہ کیا معرکہ ہوا عمرو نے کہا
ای ملکۂ عالم حضور نے مجھکو نہین پہچانا آپ کا تابعدار عمرو عیار ہون ملازم امیر
با توقیر ملکہ نے نام تو سُنا تھا دیکھکر کہا ای شہنشاہ ادج عیاری تمنے بڑا کمال کیا تم
اِس بلندی سے کیونکر اُترو گے عمرو نے کہا پہلے اِس دیو بدخو کا علاج کر لون تب
تمھین لے چلون یہ کہکر عمرو نے دیو کا شکم چاک کیا رسی سے باندھکر نیچے پھینکدیا
تخت زبرجدی زنبیل سے نکالا ملکہ کو بھی اُسپر سوار کیا اور تخت کو اُڑایا مگر
صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ آج خواجہ تخت پر سوار تخت کو اُڑاتے پھرتے
ہین کبھی زمزمہ سرائی کرتے ہین کبھی فرماتے ہین کہ یا صاحبقران آتا ہون عقاب
باپ ملکہ کا منتین کرتا ہی کہ ای شہنشاہ عیاران آئیے ہم آپ کے مشتاق ہین خواجہ
نے کہا کچھ نقد دلوائیے تو مین آؤن عقاب نے کئی کشتیان جواہر کی دکھائین
تب خواجہ عمرو زمین پر آئے عقاب نے جو بیٹی کو اپنی دیکھا بہت بیقرار ہو گیا
لپٹ کر رونے لگا جو لوگ وہان حاضر تھے سب نے آنکھین بند کر لین عقاب نے
صاحبقران سے کہا اب قلعے مین تشریف لے چلیے صاحبقران ہمراہ عقاب قلعے
مین آئے دیو کا لاشہ دیکھکر خبر مشتہر ہوئی کہ دیو زنگین ملکہ شمسنا کو اُٹھا کر لے گیا تھا

عمرو نے جاکر اُسکو مارا اب وہ معشوق قبضے مین صاحبقران کے ہی سیماب آتش خوار
کہ پہلوان زبردست ہی اپنے بیشے مین بیٹھا ہی چالیس کوس تک عملداری ہی ساٹھ ستر ہزار
جوان اہل فوج وہ سب اُترے ہوے ہین کہ ہر کارون نے آکر خبر سُنائی سیماب یہ خبر
سُنکر بہت جھلایا کہا مقام تعجب ہی کہ ہماری حوالی مین ایک معشوقہ حسین تھی وہ بھی
مسلمانون کے قبضے مین پہونچی یہ کہکر نفیر بجائی ستر ہزار جوان جمع ہوکر سامنے آئے
کہا کیون اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان کیا ارادہ ہی سیماب نے کہا صاحبو
تمنے سُنا ملکہ شہنائے شیرین کلام کہ اُسکے حسن و جمال کا تمام عالم مین شہرہ ہی مجھکو
منظور تھا کہ جسوقت موقع ہوگا تقریب کرونگا اور اپنے گھر بیاہ لاؤنگا مگر اب اُسکو
صاحبقران اپنے قبضے مین کیے ہوے ہین منظور یہ ہی کہ اب صاحبقران کو جاکر مارون
اور معشوقہ پر قبضہ کرون سب نے کہا بہت مناسب ہی ہمنے یہ خبر سُنی ہی کہ عقاب نے
بہت کچھ مال جمع کیا ہی قلعہ اُسکا خزانون سے بھرا ہی خوب چلکر مال لوٹین گے سیماب
سوار ہوا صاحبقران قلعے سے نکلے ہین ارادہ ہی کہ کوچ کرین کہ سیماب آکر پہونچا
امیر سے کہلا بھیجا کہ یا صاحبقران زمان آپ نے بڑی بدعت کی کہ میری معشوقہ کو
اپنے قبضے مین کیا قلعہ اسلام آباد ہوا اب بہتر یہ ہی کہ قلعے کو ترک کیجیے معشوق کو محافے
مین سوار کر کے روانہ کیجیے ورنہ سر میدان برائے مقابلہ آئیے صاحبقران یہ سُنکر
بہت برہم ہوے عقاب نے عرض کی غلام جائے جاکر جواب دے امیر نے فرمایا
ایسے جاہل کا جواب دینا سر میدان ہوگا سیماب نے یہ سنکر طبل جنگی بجوایا یہان بھی
طبل جنگی بجا دونون طرف تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سیماب نے چاہا گینڈا اپنا نکالون کہ ایک جوان
پہلوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ستر ہزار جوانون کی صف سے نکلا کہا
اے سیماب اول مجھے مقابلۂ صاحبقران مین جانے دو جب مین زیر ہو جاؤن تب
تم جانا سیماب نے کہا اے نایاب طرحدار تمہارے جانیکا کوئی کام نہین مین امیر کو
دم بھر مین زیر کرونگا نایاب نے نہ مانا گینڈا اپنا بڑھا کر میدان مین آیا آکر للکارا

کہ یا صاحبقران اول میرے مقابلے مین آیئے بعد کو سیماب سے مقابلہ کیجیے گا یہ
سُنکر صاحبقران کو غصہ آیا فورًا گھوڑا بڑھا کر مقابلۂ نایاب مین آئے نایاب نے
جھپٹ کر نیزے کا وار کیا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نایاب نے
دوسرا وار کیا امیر نے جھنجھلا کر ہاتھ مارا کہ نیزہ اُسکا دو ٹکڑے ہوا نایاب نے
ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے خالی دیا اور چاہا کہ مین بھی ہاتھ مارون کہ اُسنے
دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا امیر باتوقیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ
نکالکر بہ زور ہاتھ تلوار کا مارا کہ وہ تلوار دست زبردست صاحبقران سے جو پڑی
تا بہ زمین در آئی مع گھوڑے نایاب کے چار ٹکڑے ہوے سیماب نے بیقرار ہو کر
سر پیٹ لیا اور فوج والون کو آواز دی کہ یارو دوڑو والیسا نایاب پہلوان مارا
گیا کہ جو آجتک کسی سے زیر نہ ہوا تھا اِسکا لاشہ اُٹھا کر لیجاؤ یہ کہکر کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تاک کر تیر مارا امیر باتوقیر غافل کھڑے تھے کہ تیر شانے پر پڑا شانہ لشانہ ہوا
امیر نے تیر شانے سے نکالا فورًا خون جاری ہوا سیماب نے دوسرا تیر مارا وہ
صاحبقران کی ران پر پڑا ران بھی زخمی ہوئی صاحبقران کے قریب آتے آتے
سیماب نے سات تیر مارے سات زخم جسم پر صاحبقران کے آئے اُسی حال مین
قریب سیماب کے پہونچے سیماب و صاحبقران سے اب نیزہ بازی ہونے لگی
اُدھر چند جوانون نے جو لاشۂ نایاب اُٹھایا اور لیکر طرف بیتۂ سیماب کے چلے
اثنائے راہ مین سیلاب برق بار بھائی نایاب طرحدار کا سامنے سے شکار کھیلتا
ہوا آتا تھا اُسنے دیکھا کہ چند جوان ایک لاش کے دو ٹکڑے لیے ہوے آتے ہین وہ
دیکھکر جھپٹا آکر اپنے بھائی کو پہچانا اور کہا اے جوانان صف شکن یہ میرا بھائی تھا
اِسکو کسنے مارا کس جوان سے مقابلہ پڑا جو ایسے پہلوان جلیل حسین و جمیل طرحدار
ذیوقار کو مارا ذرا مین بھی اُس جوان کو دیکھون یہ کہکر لاش کو تو اُسی مقام پہ
چھوڑا اُن جوانو نکے ہمراہ بارا ن اشک آنکھون سے برساتا ہوا چلا جب قریب مقام
جنگ پہونچا تو دیکھا کہ صاحبقران و سیماب مین نیزہ بازی ہو رہی ہے سیماب نے

نیزہ مارا امیر نے نیزہ ہوائی کیا سیلاب نے جو دیکھا کہ نیزہ سیماب کا ہوائی ہوا ایک
پتھر مارا ادھر سیماب نے تلوار کھینچی تلوار ہاتھ مین تولکر کہا یا صاحبقران پیٹھ پر
آپ کی کون کھڑا ہی مجھکو پتھر مار رہا ہو امیر سمجھے کہ شاید عمرو ہوگا میری بیقراری زخم مین
پتھر مار رہا ہوگا یہ سوچکر پلٹے دیکھا ایک پہلوان کھڑا پتھر مار رہا ہی پلٹتے ہی امیر نے
سیلاب پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سیلاب کے دو ٹکڑے ہوے ادھر سے سیماب نے
صاحبقران پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر صاحبقران کا زخمی ہوا تلوار کا ہاتھ مار کے
فوراً کمند ماری کہ صاحبقران کمند مین پھنسے چونکہ عرصے سے لڑ رہے تھے بہت سے
زخم کھا چکے تھے دو پہلوانون کو بھی مار چکے تھے گھوڑے سے گرتے ہی بیہوش ہوے
سیماب نے اُتر کر صاحبقران کو گرفتار کیا اور یہ کہتا ہوا پلٹا کہ کل صبح کو انکو قتل
کرونگا سب سردارون نے جو یہ معرکہ دیکھا اپنے مقام پر بگڑے کہ اپنے تو ٹڑا نکر گیا
سیماب نے لاکر صاحبقران کو قید کیا صبح کو خواجہ عمرو برا ے خبر آئے ہین کہ دیکھون
آقا پر کیا گذرتی ہی اور یہان سیماب نے حکم دیا کہ جاکر صاحبقران کو لاؤ نگہبانون
نے قیدخانے مین آکر دیکھا ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین اور قید صاحبقران
ندارد روتے پیٹتے ہوے سامنے سیماب کے آئے عرض کی اے شہریار قیدخانے
سے کوئی حمزہ کو چرا لیگیا سیماب نے جھلاکر حکم دیا تلاش کرو چہار جانب تلاش
ہونے لگی مگر خواجہ عمرو یہ خبر سُنکر بہت ہنسے کہ کون ایسا دوست بیٹھا تھا جسنے یہ
حرکت کی کہ رات کو صاحبقران کا رہنا ناگوار ہوا مگر یہ سوچے کہ اسی لشکر مین
کسی نے یہ کام کیا ہی عمرو ڈھونڈھتا ہوا چلا قریب ایک بارگاہ کے آیا ایک سردار کو
دیکھا کہ کاکلین چھوٹی ہوئین کبھی خیمے مین جاتا ہی کبھی گھبرا کر باہر آتا ہی ملازمون سے
کہتا ہی کہ سیماب نے کیا حکم دیا خدمتگار عرض کرتے ہین کہ لوگ براے تلاش نکلے
ہین خواجہ نے اُس پہلوان کا نام دریافت کیا معلوم ہوا کہ قیلاب کوہ کن
اِسکا نام ہی نہایت جری و بہادر ہی ہرچند کہ سیماب کا ملازم ہی مگر اکثر سیماب سے
تکرار ہوتی ہی وہ جراٴت کے جو کام کرتا ہی تو اِسکو ناگوار گذرتے ہین یہ جواب دیتا ہی

اسی پر سیماب بگڑتا ہی خواجہ عمرو نے دن اُسی مقام پر بسر کیا شب کو پشت بارگاہ پر آکے سراچہ چاک کیا دیکھا صاحبقران بیٹھے ہین قیلاب دست بستہ سامنے کھڑا ہوا ہی عرض کرتا ہی کہ ای شہریار میرے خواب مین بزرگان دین تشریف لاے تھے مجھکو مسلمان کرکے اِرشاد فرمایا تھا کہ کل صاحبقران قید ہونگے تو رہا کرکے انکی طاعت کرنا تیرے واسطے سب طرح کی بہتری ہوگی جب حضور قید ہوے تو غلام نے بموجب حکم بزرگان دین نقب لگائی اور آپ کو نکال لایا خواجہ عمرو یہ معاملہ دیکھکر بہت خوش ہوے اور دل مین شکر پروردگار کرنے لگے کہ آقا ہمارے آرام سے تو ہین باقی جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا خواجہ عمرو نے صاحبقران زمان سے ملاقات نہ کی پلٹ آئے بارگاہ سیماب مین پہونچے دیکھا کہ ایک ہرکارہ بیٹھا ہوا سیماب سے سرگوشی کررہا ہی سیماب نے ہرکارے سے باتین کرکے خدمتگار سے کہا کہ قیلاب کوہکن کو بُلا لا اُسیوقت خدمتگار گیا اور قیلاب کوہکن سے جاکر کہا کہ تمکو سیماب نے بُلایا ہی قیلاب کوہکن اُسیوقت ہتھیار لگاے ہوے آیا قریبِ سیماب آکے بیٹھا سیماب نے کہا کیون ای قیلاب کوہکن صاحبقران قید خانے سے کیا ہوے یہ سُنتے ہی رنگ روے قیلاب تو اُڑ گیا لیکن فوراً ہی جواب دیا کہ ای شہریار مین کیا جانون نہین معلوم کسنے یہ کام کیا کہ صاحبقران کو قید خانے سے نکالدیا سیماب نے کہا ای قیلاب کوہکن تمھارا اِتنا بڑا نام ہی تمکو جھوٹ بولنا لازم نہین ہی بس اب اِنکار نہ کرو مناسب یہ ہی کہ صاحبقران زمان کو بیہوش کرکے لاؤ مجھکو بہت بڑی آرزو ہی کہ مین صاحبقران زمان کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون اگر مین اُنکو قتل کرونگا تو قدرت مجھسے بہت خوش ہونگے اور عہدۂ جلیل دینگے تیرا بھی مرتبہ بڑھیگا قیلاب کوہکن نے کہا بہت خوب مین جاکے ابھی صاحبقران کو لاتا ہون پھر آپ کو اختیار ہی یہ کہکے قیلاب کوہکن اُٹھا بارگاہ سے باہر آیا طرف اپنی بارگاہ کے چلا راہ مین اِسکے رُفقا نے پوچھا کہ حضور خیر تو ہی آپ اسقدر کیون حیران و پریشان ہین کیا ہوا قیلاب نے کہا مجھکو متہم کرتے ہین

کہ حمزہ کو توڑے گیا ہی اور مین حمزہ کو نہین لایا قیلاب یہ سرداروں سے کہتا ہوا بارگاہ
مین آیا صاحبقران کو سلام کیا اور عرض کی کہ ای شہریار سیماب مجکو کہتا ہی کہ امیر کو تم
لے گئے لہذا کیا حکم ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا ہرچند کہ مین زخمی ہون مگر بارگاہ
سے نکلون تو سیماب سے سمجھ لونگا جیسا مقدمہ پیش آئیگا وہ ظاہر ہوگا سیماب نے
میرے ساتھ بڑا مکر کیا پہلے تیر مارے بعد اُسکے جب مقابلے مین آیا تو اُسنے دھوکا دیکر
زخمی کیا پھر حلقہ ہاے کمند مارے مین گرفتار ہوا گرتے گرتے گھوڑے سے بیہوش ہوگیا
اس حال مین اُسنے مجکو گرفتار کیا گو لائق جنگ نہین ہون مگر مقابلے سے اُسکے تامل نکرونگا
سیماب کو بھی معلوم ہو کہ ایسے جری ہین یہان سیماب نے جو دیکھا کہ قیلاب کے
آنے مین دیر ہوئی افسران فوج کو بُلایا حکم دیا کہ تیار ہو قیلاب کی بغاوت مجپر
کُھل گئی اُسنے بڑا غضب کیا کہ صاحبقران کو چُھڑا کے گیا مین نے جو پوچھا تو مجھسے
انکار کیا کہ مین نہین لیگیا اور میرے ہرکارے نے مجکو خبر دی کہ صاحبقران اپنی
بارگاہ مین بیٹھے ہین افسران فوج تیار ہوکر آئے حکم ہوا فوج بھی تیار ہو ساٹھ ہزار
جوان تیار ہوکر آئے سب کو ساتھ لیکر چلا نقارے پر چوب پڑی صاحبقران زمانہ
قیلاب سے باتین کر رہے ہین کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی صاحبقران
نے فرمایا کہ ای قیلاب فوج آتی ہی مگر خواجہ عمرو جو بشکل مبدل پھر رہے تھے اُنھون
نے جو دیکھا کہ فوج جاتی ہی اب آقا پر بلوہ کرینگے حیران ہین کہ ای عمرو اب کیونکر
بچاؤن آخر رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ہرکارے کی صورت بنے اور دوڑے ہوے
سامنے سیماب کے آئے کہا ای بادشاہ عالیجاہ قیلاب حمزہ کو لیکر بھاگ گیا صحرا
مین جاتا ہی اگر لشکر کو لیکر چلیے تو مین نشان بتا دون کیا عجب ہی گرفتار ہو جائین
یہ سُن کر سیماب بہت خوش ہوا کہا ای ہرکارے تو نے کیونکر دیکھا عمرو نے عرض کی
جس وقت سے حضور نے قیلاب سے کہا آپ سے جو قیلاب رخصت ہو کر گیا جاکے
حمزہ سے کہا حمزہ نے گھبرا کر کہا کہ مجھے بھگا لے چل مین اپنے لشکر مین پہونچ جاؤن قیلاب
حمزہ کو لے بھاگا ہین صاحبقران کے لشکر کی طرف سے آتا تھا راہ مین مین نے دیکھا

که قیلاب اور حمزه بهاگے هوے جاتے هین اگر آپ پهونچ جاوین تو کیا عجب هی حمزه
کو گرفتار کرلین یه سنکر سیماب پلٹا اُسی طرف که جدهر هرکارے نے اشاره کیا به تعجیل
جاتا هی خواجه عمرو سامنے سے سیماب کے هٹ کر خدمت صاحبقران مین آئے اور
عرض کی که ای شهریار مین نے سیماب کو طرف صحرا کے روانه کردیا لهذا اب نکل چلیے
اب جو وهان سے پلٹیگا تو بهت برهم هوگا کیونکه هرکارے نے خبر خلاف کهی صاحبقران
نے فرمایا که ای خواجه مین مکر کا خواهان نهین چاهتا هون سیماب سے مقابله کردین
تمنے یه کیون کها که صاحبقران بهاگے هوے جاتے هین عمرو نے عرض کی اجی مین نے تو
اُسے دوڑا دیا امیر نے فرمایا که ای قیلاب مرکب تیار کرو قیلاب نے اُسی وقت مرکب
تیار کیا اور خود حکم دیا که گینڈا ابهی آراسته هو ساتهه والون سے کهتا هی که مین حمزه کے
ساتهه جان دونگا یا انشاء الله لڑ بهڑ کر لشکر مین پهونچونگا صاحبقران پشت مرکب پر
سوار هوے قیلاب ساتهه هی همراهیان قیلاب نے جو دیکها که آقا همارے همراه جاتے هین
هم بهی اُنکے ساتهه جائین چهه سردار پانچ سو سوار همراه هوے صاحبقران نے آگے
بڑهکر نعره کیا که او سیماب کهان جاتا هی مین تو یهان موجود هون سیماب صاحبقران
کو دیکهکر پلٹا ساٹهه هزار جوان ساتهه هین سب سے اشاره کیا که حمزه کو پکڑ لو پانچ سو
جوانون نے صاحبقران کے ساتهه تلوارین کهینچین همراه صاحبقران زمان کے
ساٹهه هزار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی مگر صاحبقران چونکه زخمی تهے جهپٹ جهپٹ کر
جو لڑے زخم سر کهل گیا خون جاری هوا ایک سردار نے آکر پشت سے هاتهه مارا که
زخم سر صاحبقران چوپاره هوا هنگامهٔ گیر و دار بلند هی سیماب نے جو دیکها که
حمزه کا سر چوپاره هی پشت سے آکر حلقه هاے کمند مارے صاحبقران کمند مین بندهکر
گهوڑے سے گرے سیماب گینڈے سے کودا چند سردار بهی ٹوٹ پڑے اور دے بلوه
کے صاحبقران کو گرفتار کرلیا قیلاب نے جو خبر سُنی که صاحبقران گرفتار هوگئے
لڑتا هوا آیا چاهتا هی صاحبقران کو رها کرون مگر صاحبقران جو گرفتار هوے
به سبب زخم سر کے بے هوش هوگئے اُس حال مین سیماب نے هتهکڑیان بیڑیان پهنائین

صاحبقران کو کشان کشان لے گیا لیکن قیلاب خوب لڑا کئی سو پہلوان مارے لاشون کے انبار لگا دیے مگر چار سردارون نے ملکر قیلاب کو زخمی کیا اور کمند بن مار کر قیلاب کو بھی پکڑ لیا جب قیلاب بھی گرفتار ہو چکا ساتھ والے عرصے تک لڑے پانچ سو جوانون نے پانچ ہزار آدمی قتل کیے آخر کو سب مارے گئے سیماب بہت خوش ہی کہ مین نے حمزہ کو گرفتار کرلیا قیلاب بانی فساد بھی گرفتار ہوا ان دونون جوانون کو لیکر پلٹا حکم دیا کہ انکو لیجا کر قید کرو کل دونون کو قتل کرونگا سیماب دونون کو ایک خیمے مین قید کرا کے بارگاہ مین اپنی آبیٹھا گانیون کو بلا کر حکم دیا کہ مبارکباد گاؤ نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

آگ داغون نے ہمارا جسم عریان ہوگیا
ای جنون ہر دانہ زنجیر بریان ہو گیا

ایک دن وہ چاند کا ٹکڑا جو عریان ہوگیا
عکس سے اوصاف داغ ماہ تابان ہو گیا

داغ سر پر مرہم زنگار کا پھاہا نہین
یہ تو جیب صبح مین خورشید پنہان ہو گیا

بذب میرا لے اڑا جو رات کو تیرا پلنگ
ای پری وصاف او رنگ سلیمان ہو گیا

گل ہوے جب زرد تیرے روے رنگین کے حضور
خار گلبن مین جو تھا خار مغیلان ہو گیا

دی لب ساقی سے جو نسبت مے گلرنگ کو
رشک سے دنیا مین غائب آب حیوان ہو گیا

پانی پانی رشک دندان سے ستارے ہو گئے
آسمان ای ماہ تابان ابر باران ہو گیا

ایسے ہم گمراہ تھے جو بعد مرگ اپنا غبار
سرمہ بہر دیدہ غول بیابان ہو گیا

کسقدر آشفتہ خاطر ہون خیال زلف مین
جاگنا بھی ان دنون خواب پریشان ہو گیا

تو جو نکلا میرے گھر سے ہوگیا سودا مجھے
چاک در بھی صاف اب چاک گریبان ہو گیا

بدر تھا یا ماہ نو تھا ای شب کوتاہ وصل
بس ادھر دیکھا ادھر نظروں سے پنہان ہو گیا

کرکے جب گلگشت او قاتل تو اپنے گھر چلا
ہر گل خندان چمن کا زخم خندان ہو گیا

ای پری ہون اسقدر لاغر فلک کو لیچلا
باد کا جھونکا مجھے تخت سلیمان ہو گیا

جب چلا وہ میرے گھر سے مین بھی کیا رونے لگا
چھید جو دیوار مین تھا چشم گریان ہو گیا

ایسے ظالم تیرے گیسو ہین کہ انکے خوف سے
سایہ بھی مارسیہ بنکر گریزان ہو گیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی سیماب بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی معشوقونسے اختلاط کر رہا ہی
کہ یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا سیماب نے سر اُٹھا کر پوچھا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہی ہرکارہ نے
بڑھ کر خبر دی کہ خونخوار نامے قزاق آپ کے لشکر پر آگرا ہی شبخون مارا ہی آپکے لشکر
کو قتل کر رہا ہی صداے فریاد و الغیاث بلند ہی صدہا خیمے اُسنے پھونک دیے سیماب
سوار ہوا سردارون کو ساتھ لیکر اپنے نام کا نعرہ کیا سب قزاق بھاگنے لگے سیماب
پلٹ آیا خبر سُنی کہ سب بھاگ گئے پھر آکر بارگاہ مین بیٹھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
عرض کی کہ ای شہریار یہ خونخوار قزاق جو آیا لڑتا ہوا اُس خیمے پر پہونچا کہ جہان امیر
اور قیلاب قید تھے لڑبھڑ کر نگہبانونکو قتل کیا اور دونون کو لے گیا نہین معلوم کیا باعث
تھا سیماب نے کہا کہ بیداے خبر جاؤ یہ دریافت کرو کہ وہ کس مقام پر رہتا ہی ہرکارے
جا کر خبر لائے کہ بربان سے بارہ کوس پر قلعہ ہی اُسمین صاحبقران کو لے گیا غلامون نے
اپنی آنکھون سے دیکھا کہ دونون کا علاج کر رہا ہی اور فوج اُسکی بیرون قلعہ اُتری
ہی سیماب صبح کو سوار ہوا سامنے قلعۂ کوہ کے آیا خونخوار نے جو خبر سُنی مسلح ہو کر قلعے سے
نکلا سیماب نے گینڈا نکالا پکار کر آواز دی کہ ای خونخوار تونے بڑی بے ادبی کی کہ
میرے قیدیون کو لے آیا میرے مقابلے مین آتو حال معلوم ہو خونخوار نے گینڈا چمکایا
مقابلۂ سیماب مین آیا پہلے نیزہ چلا خونخوار نے نیزہ سیماب کا نکالا سیماب نے قبضے
پر ہاتھ ڈالا خونخوار نے کہا کہ ای سیماب تیری پشت پر کوئی کھڑا ہی تیر مارا چاہتا
ہی اُسکو تو منع کر جیسے ہی وہ پلٹا خونخوار نے حلقہ ہاے کمند مارے سیماب گرا خونخوار
گینڈے سے کودا سیماب کو گرفتار کر لیا نوبت و نقارے بجاتا ہوا پلٹا سیماب کو لاکر
قید کیا اہل فوج اسکے حیران و پریشان ہین کہ کیا کرین ہرکارون کو روانہ کیا کہ جا کر
دریافت کرو ہمارے افسر پر وہان کیا گذری ہرکارے صورتین تبدیل کر کے بصورت
مبدل دربار مین خونخوار کے پہونچے دیکھا خونخوار دنگل پر بشوکت تمام بیٹھا ہی حکم دیا
کہ قیدی کو لاؤ چند نگہبان روتے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار سیماب قید خانے
سے غائب ہو گیا خونخوار کو بڑا تعجب ہوا کہ میرے لشکر مین کون آیا اور اُسکو چھڑا کر لیگیا

چند قزاقون نے کہا دریافت کرو انھون نے آکر دیکھا کہ ایک دوکان سے نقب دی ہوئی ہی وہ دوکان ہمیشہ سے بند رہتی تھی سب حیران ہوکر پلٹے عرض کی کہ ای شہریار فلان دوکان مین کسی نے نقب دی ہی مہرہ نقب کا قید خانے مین ٹوٹا ہی عجب خوبصورتی سے لیجانیوالا لے گیا خونخوار نے حکم دیا کہ تلاش کرو یہ کسکا کام ہی ہرکارے تلاش کرتے ہوے چلے عیار اسکا میخوار کو ہی یہ کہکر اٹھا کہ غلام ابھی تلاش کرتا ہی یہ کہکر پھرتا ہوا اجلا قریب ایک باغ کے پہونچا آواز سنی کہ کوئی یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہی نظم

یک بیک عشق سے کیونکر ہو مرا دل خالی ۔ کہ بدن جان سے ہوتا ہی یہ مشکل خالی
لوگ کہتے ہین کہ ہالہ ہی عیان چاند نہین ۔ یان جو آغوش ہی بے حور شمائل خالی
نہ ہوا ہجر مین لبریز مرا ساغر عمر + ۔ کر گیا مین قدح زہر ہلاہل خالی +
نفع پروردۂ آغوش سے پایا کسنے + ۔ موتیون سے نہ ہو کیون دامن ساحل خالی
بیحیائی سے ہی دنیا مین حصول مقصد + ۔ نظر آیا نہ کبھی کاسۂ سائل خالی +
جب ترے چاہِ زنخدان کو بھرا اشکونسے ۔ چاہ کہتے ہوے مثل چہ بابل خالی +
پُر ہوے اشکون سے دریا کیطرح دیدۂ تر ۔ نہ ہوا چشمے کے مانند مرا دل خالی +
ای پری سب نظر آتے ہین ترے سودائی ۔ کہ نہین داغ سویدا سے کوئی دل خالی
شمع سان گھر ترے جلوے سے تھا سارا پُرنور ۔ ترے اُٹھتے ہی نظر آگئی محفل خالی :
نہ ہمارے دہن زخم سے چھوٹی تلوار ۔ لے گیا میان ہی مقتل سے وہ قاتل خالی
یاد آیا مجھے کیا مصرع گرم ای ناسخ + ۔ نفسِ سرد بھرون تو بھی نہ ہو دل خالی

میخوار نے جو یہ اشعار عاشقانہ سُنے سمجھا کہ یہ دختر خونخوار کا باغ ہی گانا ہو رہا ہی مگر خیال مین آیا کہ یہان بھی دیکھ لون یہ سوچ کر پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ سیماب پہلوے گلپوش مین بیٹھا ہی اختلاط ظاہری ہو رہا ہی گائنین سامنے بیٹھی گارہی ہین جام مئے ارغوانی گردش مین ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی میخوار جل گیا جی مین کہتا ہی کہ ای میخوار اس گیسو بریدہ نے یہ کیا غضب کیا کہ لاکے ایسے دشمن کو پہلو مین بٹھایا ہی خونخوار مردسپاہی ہی وہ اس خبر کو کیونکر سن سکیگا یقین ہی

کہ نہایت درہم وبرہم ہوے سوچ کردیوار سے اُترا ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہو کے
سوچنے لگا کہ کیا تدبیر کرون اسکو گرفتار کرکے لے چلون آخر خیال مین آیا کہ اس کا
گرفتار کرنا ہی بہتر ہی ورنہ خونخوار جنگ آزما لشکرکشی کریگا یہ کھڑا سوچ رہا ہی ارادہ
ہی صورت بدلون کنیز بنکر باغ مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے
پر سوار جارہی جوان پشت پر بسہولیت گینڈے کو اُڑائے ہوے آتا ہی اور ساتھ والون کو
بھی حکم ہی کہ بسہولیت گھوڑون کو دوڑاؤ گرد بھی نہ اُڑنے پائے ہمارے آنے کی کسی کو خبر
نہ معلوم ہو دیوار سے چند قدم پیشتر ایک نالہ تھا اُسمین آکر وہ پہلوان اُترا اور اپنے
عیار برق دو کو حکم دیا جاکر دریافت تو کر کہ وہ آفتاب فلک خوبی کیا کر رہی ہی اگر
تنہا پانا تو میرا پیغام پہونچانا کہ ما بدولت بموجب وعدے کے آگئے اب نکل چلو یہ سُن کر وہ
عیار چلا مہیخوار دیکھ رہا ہی کہ وہ عیار دیوار باغ پر چڑھا دیوار پر سے دیکھا کہ ملکہ گلپوش
پہلو مین سیماب کے بیٹھی ہی اب حیران ہوا کہ کس سے پیغام کہون یہ تو عجب سامان دیکھا
کہ دوسرا دھگڑا پہلو مین بیٹھا ہی مگر عیار اُس پہلوان کا نہایت چست و چالاک و بیباک ہی
دیوار باغ سے اُترا باغ مین آیا قضلے کار سیماب واسطے رفع حاجت کے اُٹھا جب
گوشے مین آیا اور بیٹھا تو برق دو نے اُسے بیہوش کیا اور بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر
لے بھاگا اِدھر میخوار یہ سب معاملہ دیکھا کیا اور یہ بھی دیکھا کہ سیماب کو لیے جاتا ہی لیکن
ملکہ نے بعد چند ساعت جو دیکھا کہ سیماب پلٹ کر نہین آیا بدگمان ہوئی سوچی کہ شاید کسی
کنیز سے باتین کرتا ہوگا دبے پاؤن اُٹھی آکے دیکھا کہ پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا
ہی جا بجا بیہوشی بھی اُس مقام پر پڑا ہی سوچی کہ یہ حرکت کسنے کی کون دشمن لگا ہوا تھا ایک
کنیز کو بُلایا اُس سے کہا ذرا باہر نکل کر دیکھ تو یہ کسکی حرکت ہی کوئی سیماب کو لے گیا اگر
اُسکا کوئی ملازم آیا تو بہتر ہوا اگر ملازم خونخوار ہی تو راز افشا ہوجائیگا جلد دریافت کر
نرگس تیز دو نامے ایک خواص ہی نہایت چست و چالاک وہ اپنے مقام سے اُٹھی سوچی
کہ بیشک کوئی دشمن لے گیا کہا واری مین دریافت کرکے آتی ہون یہ کہکر دیوار باغ
پر چڑھی دیکھا سامنے نالے مین کئی سو جوان کھڑے ہین ایک افسر اعلی سیماب کو گرفتار

کر رہا ہی طوق و زنجیر پہنا رہا ہی گلپوش نے یہ خبر سُن کے مُنہ پیٹ لیا کہ اژدہاے فیل سر
چند ہمراہیون کو لیکر آیا اور اُسنے سیماب کو چھڑوا لیا کنیزون سے کہا کہ اگر تم لوگ مدد کرو
اور جان کو نہ ڈرو تو ابھی سیماب کو رہا کرین سب نے کہا کہ لونڈیان جان و مال سے حاضر
ہین میخوار گوشۂ باغ سے دیکھ رہا ہی کہ ملکہ نقاب ڈال کر باغ سے نکلین چارسو کنیزین پشت
پر اژدہاے فیل سر نے سیماب کو مسلسل کر کے گینڈے پر ڈالا مُنہ پھیرا ہی کہ پشت پر سے
تیر پڑنے لگے جب کئی سوار گرے تو اژدہا پلٹا اور دیکھا کہ ایک نقابدار چارسو نقابدارون
سے میری فوج پر تیر مار رہا ہی للکار کر پلٹا ساتھ والون کو اشارہ کیا اسکے ساتھ بھی اتنے ہی
جوان ہین جتنے نقابدار کے ساتھ ہین تلوار چلنے لگی ہنگامہ جو ہوا میخوار بھاگا آکر خونخوار سے
اطلاع کی کہا کہ اے پہلوان دوران عجب معرکہ گذرا کہ پہلو مین ملکہ کے سیماب کو دیکھا کہ
ایک پہلوان چارسو جوانون سے آیا پشت باغ ملکہ پر ٹھہرا عیار کو براے خبر بھیجا سیماب کو
گرفتار کر لیا اب ملکہ نقابدار بن کر نکلی ہین آپس مین تلوار چل رہی ہی جتنے مرد ہین اُتنی ہی
عورتین ہین خونخوار نے یہ سب معرکہ صاحبقران سے عرض کیا صاحبقران نے پوچھا
کہ تمھین کیا منظور ہی یہ تو ظاہر ہی کہ دختر تمھاری خراب ہی سیماب کو بھی چُرا کے لے گئی
اُس پہلوان سے وعدہ تھا رقیب کو اُسنے گرفتار کیا ہی اگر بیٹی کو بچانا منظور ہو تو چلو
دونون کو قتل کرین ورنہ تماشاے جنگ کرو عیار کو بھیجو یہ مفصل خبر لائیگا خونخوار نے
جھلاّ کر کہا کہ اے میخوار جاؤ خبر لیکر آؤ کہ کیا گذرتی ہی مین تو صاحبقران کے واسطے
گیا تھا عالم خواب مین ایک بزرگ نے مجکو مسلمان کیا بموجب ہدایت کے گیا امیر کو
لایا سیماب آیا اُسکو بھی گرفتار کیا اب یہ افتاد پڑی خبر لاکر مجکو دو کہ وہان کیا انجام
ہوتا ہی میخوار پھر آیا اُس وقت آکر پہونچا کہ اژدہانے جملہ کنیزون کو قتل کیا ملکہ کو کمند مین
مار کر گرفتار کر لیا مگر نصف اسکے ساتھ والے بھی زخمی ہوے سو آدمی مارے گئے زخمیون
کو اُٹھوا لیا اور ملکہ گلپوش کو ایک گینڈے پر ڈال لیا چاہا کہ اپنے ملک کی طرف روانہ ہون
چار کوس پر اسکا قلعہ ہی میخوار نے آکر یہ سب خبرین خونخوار سے بیان کین کہ ملکہ کو بھی
گرفتار کر لیا قلعہ اُسکا بہت قریب ہی طریقے سے معلوم ہوا کہ ملکہ سے اور اژدہا سے

شکارگاہ مین ملاقات ہوئی یہ اکثر براے ملاقات ملکہ باغ مین آیا اس سے اقرار ہوا تھا
کہ مین تیرے ساتھ نکل چلونگی وہ اپنے وعدے پر آیا تھا اُسنے یہان اپنے رقیب کو پایا
دونون کو گرفتار کر لیا اور اپنے قلعے کی طرف جاتا ہی اب جو مناسب ہو وہ کیجیے مگر امیر
خونخوار کے ساتھ مین فرمایا کہ اے خونخوار اگر تمکو بیٹی کا جانا ناگوار ہو تو مین ابھی جاؤن
اور راہ سے گرفتار کر لون سیماب اگر چھوٹیگا تو اُس سے جنگ کرونگا سنا ہی کہ وہ بھی
گرفتار ہوا ہی اُسکو قتل کرونگا یا شاید مجکو قضا لیے جاتی ہو خونخوار نے کہا کہ حضور
انتہا کے زخمی ہین مین آپ کا لے چلنا مناسب نہین سمجھتا مگر مین براے رہائی دختر نہین
جاتا ہون بلکہ اُسکو قتل کرونگا افسوس یہ ہی کہ آج تک یہ حالات مجکو معلوم نہ تھے کہ یہ
ایسی آوارہ ہی خونخوار یہ کہکر سوار ہوا پانچ ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر چلا مگر امیر
نے خونخوار سے کہدیا کہ مجکو بڑی دیر میں خبر پہونچانا خونخوار نے اقرار کیا کہ مین فوراً حضور
کو خبر پہونچاؤنگا مگر اژدہاے فیل سر قید دختر خونخوار و سیماب لیے ہوے جاتا ہی کہ
صحراے گرد اُڑی بہمن سیاہ رو ایک پہلوان زبردست ہی کہ مدت سے اس نازنین سے
پیام و سلام رکھتا تھا اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ اژدہاے فیل سر اُسکو گرفتار کرکے
لیے جاتا ہی بارہ ہزار فوج ساتھ لیکر دوڑ پڑا کہتا ہی کہ مین گوارا نہ کرونگا کہ میری
معشوقہ کو یہ ظالم بظلم و ستم لیجائے سامنے جو آکر پہونچا اژدہاے فیل سر انتظام لشکر
کرنے لگا قیدیون کو ایک گوشے پر ٹھرایا بہمن آگے بڑھا للکار کر آواز دی اے او
اژدہاے فیل سر منم بہمن سیاہ رو بہتر یہ ہی کہ آکر اطاعت کر اور ملکہ کو حوالے کردے
ورنہ آفت برپا کرونگا اژدہاے فیل سر مقابلے مین نکلا بعد نیزہ بازی آپس مین
تلوار چلی مگر بہمن نے کمر کو بتا کر سر پہ ہاتھ مار دیا سر اژدہاے فیل سر کا زخمی ہوا
ساتھ والے اُسکے جا پڑے اپنے افسر کو قتل سے بچایا مگر اُس زخمداری مین بھی اژدہا
لڑ رہا ہی مگر بہمن نے اُسکے ساتھ والون کو قتل کیا چاہتا ہی کہ اژدہاے فیل سر کو
گرفتار کر لون اژدہا اپنی جان بچاتا پھرتا ہی بہمن نے آکر گینڈے سے ملکہ کو اُتارا سیماب
کو ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ سیماب کے دو ٹکڑے ہوے اژدہاے فیلسر کو ملازمان بہمن

گھبرے ۲۷ ــ ہین مگر یہ اسی حال مین جنگ کر رہا ہی بہمن نے سیماب کو مار کر ملکہ کو اپنے قبضے مین کیا ہی چاہتا ہی نکل جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی خونخوار کو میخوار نے خبر دی کہ ملکہ کا دور آشنا پیدا ہوا خونخوار نے پوچھا کہ وہ کون ہی میخوار نے کہا کہ بہمن سیاہ رو کہ اُسنے آکر سیماب کو قتل کیا اژدہا کو بھی زخمی کیا اب چاہتا ہی کہ نکل جاؤن مگر اژدہا اکیلا لڑ رہا ہی خونخوار نے گینڈا بڑھایا مگر شرم کے مارے عرق عرق ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ اس نگیسو بریدہ نے بلغ مین بیٹھے بیٹھے خوب خوب پیغام پہونچائے ہین اگر یہ جانتا تو اب تک اسکو زندہ نہ چھوڑتا میخوار بھی عذر کرتا ہی کہ ای شہریار اسکا خیال بھی نہ تھا کبھی اس بات کا تفحص بھی نہین کیا آج سب حال کھلے کہ جا بجا سے چاہنے والے آئے خونخوار بہمن پر آپڑا مغلوبہ ہونے لگی مگر خونخوار کے ساتھ پانچ ہزار جوان ہین اور بہمن کے ہمراہ بارہ ہزار جوان ہین خونخوار آتے ہی گھر گیا میخوار نے جھپٹ کر یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ ای شہریار خونخوار نہایت صاحب غیرت ہی پانچ ہزار جوانون سے بارہ ہزار پر جا پڑا ہرچند کہ گھرا ہوا ہی مگر شیرانہ لڑ رہا ہی بہمن نے اب دیکھا کہ خونخوار کے قزاق پس پا نہین ہوتے جان لڑا رہے ہین خونخوار کا بھی قصد ہی کہ جس طرح بنے دختر کو قتل کرون صاحبقران یہ خبر سُنکر سوار ہوے قیلاب ساتھ ہی چند قدم چلے تھے کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا صاحبقران کو اُٹھالے گیا تموج ہوا سے صاحبقران کی آنکھین بند ہو گئین قیلاب بہت پریشان ہوا کہ یہ کون دشمن لگا ہوا تھا کہ جو صاحبقران کو لے گیا آخر آکر شریک جنگ ہوا قیلاب نے جو نعرہ کیا خونخوار مین جان آگئی سمجھا کہ صاحبقران بھی آئے ہونگے مگر پلٹ کر دیکھا کہ قیلاب اکیلا آیا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا سمجھا کہ بسبب زخمداری کے تشریف نہین لائے انکے زخمدار تھے خدانخواستہ اگر انپر کوئی چشم زخم پہونچتا تو مین منھ دکھانے کے لائق نہ رہتا لوگ کہتے کہ خونخوار صاحبقران کا دشمن تھا اُنکو لیجاکر قتل کرایا مگر قیلاب لڑتا بھڑتا قریب بہمن کے پہونچا بہمن نے کئی تلوارین ماری مگر قیلاب نے سب وار روکے جو تھے وار پہ سنبھل کر نعرہ کیا کہ او بے حیا ہمارا ابھی تو وار قبول کر مگر تو بتا کر

سر پر ہاتھ مارا کہ بہمن کے مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوے بہمن کو مار کر قیلاب قریب خونخوار کے آیا کہا اے برادر افسر کو تو مٹایا اب فوج بے دل ہو رہی ہے فوج کو شکست دے خونخوار نے قزاقون کو اشارہ کیا قزاقون نے جو گھوڑے دوڑائے ملازمان بہمن گھبرا ہوے تھے فرار پر قرار کیا دامن صحرا کو مثل دامن مادر جان کر صحرا مین جا کر چھپے مگر خونخوار نے جا کر دختر کو قتل کیا لاشہ اُسکا جنگل مین پھنکوا دیا قیلاب کو ساتھ لیکر اپنے قلعے مین آیا انتظار صاحبقران کر رہا ہے مگر اب حال صاحبقران تحریر کرتا ہون کہ صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قلعۂ بلور مین پایا قریشہ کو دیکھا چھپر کھٹ پر پڑی ہین انتہا کی زخمدار ہین آسمان پری نے عرض کی کہ قہقہہ قلعے کو گھیرے ہوے ہے قریشہ جب ہاتھ سے قہقہہ کے زخمی ہوئی تو بن قلعے مین بھاگ آئی تندک کو بھیجا کہ جا کر صاحبقران کو تلاش کر کے لاؤ صاحبقران نے اُسیوقت سلاح سلیمانی ذات پر آراستہ کیے قہقہہ نے لشکر تیار کیا ہے کہ قلعۂ بلور پر قبضہ کر دان ستر اسّی ہزار نرہ ہاے دیو پشت پر اسکی صف باندھے کھڑے ہین چقماق چادرین کلھاڑے وغیرہ سب کے ہاتھ مین ہین ارادہ ہے کہ بلوہ کرین ملکہ سلاسل پری بالاے قلعہ گھبرا رہی ہے کہ اسکے بلوے کو کون روکیگا کہ بھاٹک قلعے کا کھلا قہقہہ نے دیکھا کہ ثانی سلیمان زمان صاحبقران قلعے سے باہر نکلے اور نعرہ کیا کہ او بھگوڑے سیکڑون مرتبہ شکست کھائی بھاگ کر پردۂ ظلمات مین چلا جاتا ہے اور پھر جماؤ کر کے آتا ہے قہقہہ نے جو صاحبقران کو دیکھا کہا آج حمزہ کو مار لونگا سب دیوزاد مل کر بلوہ کرین اور صاحبقران کو گھیر کر مار لین یہ سُن کر سب دیوزادون نے بلوہ کیا امیر اُن سب پر جا پڑے اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بے حیا و اے نابکاران پُر دغا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان ہمراہیان ملکہ قریشہ بھی جمع آئے دیو تندک کہ شاطر لشکر آسمان پری ہے نعرے کر رہا ہے ترغیب جنگ کرتا جاتا ہے کہ ہان یارد آنکے نامدار تمھارے آگے جم کر لڑو دنیا نا ئدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے بڑے بڑے شاہان جہان پیوند خاک ہوے کہ نام کو اُنکا نشان نہین نظم

گئے کل سوے گورستان جو ہم باختہ حالی تھے		مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُس جا بمضمون خیالی تھے		مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
	سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے	

کسکی مجال ہی کہ صاحبقران سے جنگ کرے یہ بے حیا قہقہہ کہ جنگ صاحبقران کو ہنسی سمجھا ہی اپنی جان دے رہا ہی جس وقت مقابلہ پڑے گا بھاگتا پھریگا مگر صاحبقران لڑتے بھڑتے سامنے قہقہہ کے پہونچے کئی ہزار من کی جو بدست گران سنگ کاندھے پر قہقہہ کے تھی صاحبقران پر لگائی صاحبقران نے تیغ عقرب نیام سے کھینچا یہ تیغہ ملکہ قریشہ کے باندھنے کا ہی اب جو تڑپ کر گرا جو بدست قہقہہ کو کاٹا دہاسنے جو تڑپ کر گرا قہقہہ کے سر پر پڑا کہ سر اور شانہ زخمی ہوا قہقہہ چیخ مار کر بھاگا قہقہہ کے بھاگتے ہی سب دیوزاد بھی بھاگے یہ تو پردہ ظلمات کی طرف جاتا ہی پھر جمعیت کرکے خروج کریگا مگر صاحبقران جو پلٹے بفتح و فیروزی قلعے مین آئے قریشہ کے زخم بھی قریب صحت تھے جشن مین شریک ہوے صبح کو صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکہ مجکو روانہ کرو لشکر والے میرے انتظار مین ہونگے ملکہ آسمان پری نے چار دیوزاد ساتھ کیے اور حکم دیا کہ جہان صاحبقران فرمائین وہان پہونچادو دیوزاد صاحبقران کو لیکر چلے آتے آتے شکارگاہ سلیمانی مین پہونچے دیو ہومان مالک مشعل سلیمانی کو دیکھا کہ ایک صحرا مین اُترا ہی ساتھ کے دیوزاد پریشان پھرتے ہین صاحبقران کو دیکھ کر دوڑا قدمونکو بوسہ دیا عرض کی کہ ای آقاے نامدار خدا کی طرف سے اعانت ہوئی کہ حضور کو غلام نے دیکھا غلام سے مشعل سلیمانی چھن گئی باعث یہ ہوا کہ ایک مہینے کا زمانہ گذرا کہ پہلوے کوہ بلور مین ایک قلعہ پیدا ہوا ہی برج بارے اُسکے نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ ہین اور برج کلان مین ایک میمون کلان بیٹھا ہی قلعے سے اُتر کر وہ میمون آتا تھا اور دیوزادون کو ڈراتا تھا دیوزاد ڈر کر بھاگتے تھے ایسی غرش کرتا تھا کہ دیوزاد ڈر جاتے تھے ایک دن جو آیا تو کئی سی بندر اُسکے ساتھ تھے غلام نے دیوزادون کو مضبوط کیا کہا بندرون سے جنگ کرو ہرچند کہ دیوزاد صاحب قد و قامت و

صاحب قوت و طاقت تھے مگر جب چنگل مارتے تھے مین دور سے دیکھ رہا تھا کہ بندر زنگی مین
نہ آتا تھا کاندھے پر دیو زاد کے آبیٹھتا تھا اور اس طرح پنجہ مارتا تھا کہ دیو زاد کا سر
اُڑ جاتا تھا کئی سو دیو جب مارے گئے اور بندرون کا مین نے بلوہ دیکھا تب خود
گنبد سے نکلا جو بدمست پکڑ کر گرا اور سب بندر تو مجھسے لڑائی مین مصروف ہوئے بعض
کرتے تھے مگر مین خائف نہ ہوتا تھا مگر وہ بندر کلان جو برج پر بیٹھا رہتا تھا وہ گنبد مین گھس گیا
اور مشعل سلیمانی کو منھ مین دبا یا جست کر کے بھاگا مین اُسکے تعاقب مین چلا سب
بندر اُسکے پیچھے تھے جب قریب قلعے کے بندر پہونچا تو ایک چیخ ماری قلعے کے اندر سے ایک
گینڈا نکلا وہ مجھپر حملہ آور ہوا مین تو گینڈے سے لڑائی مین مصروف ہوا مگر وہ سب بندر قلعے مین
گھس گئے گینڈا ابھی میرے سامنے سے غائب ہوا مجبت مشعل مین مین نے
قصد کیا کہ قلعے مین گھس جاؤن خندق سے شعلۂ آتش نکلنے لگے اسقدر مجکو گرمی معلوم ہوئی
کہ لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی دیکھا قلعے پر وہی بندر بیٹھے
ہین اور خندق مین بجاے پانی آگ روشن ہے آخر قلعے مین نہ جاسکا ہر روز چاہتا ہون
کہ قلعے مین گھس جاؤن مشعل کو لاؤن اب اُس مشعل کی یہ کیفیت ہے کہ بالاے قلعہ
جو برج کلان خالی ہے اُسمین مشعل رکھی ہے حضور جانتے ہین کہ مشعل ہفت سر سلیمانی اسکا
نام ہے ساتون ستارے چمک رہے ہین سارا قلعہ اُس سے منور و روشن ہے امیر نے
فرمایا کہ انشاء اللہ مین اپنے کو قلعے مین پہونچاؤنگا اور مشعل لاکر تمکو دونگا یہ عہدہ
حضرت سلیمانؑ کا دیا ہوا ہے جب بدیع الزمان نے آکر یہان قبضہ کیا تو یہ عہدہ تمھارے
سپرد کیا انشاء اللہ اُسی عہدے کا تمکو مالک کرونگا یہ فرماکر صاحبقران طرف حاملان
تخت کے متوجہ ہوے فرمایا کہ آسمان پری سے کہدینا کہ شکارگاہ سلیمانی مین امیر
ٹھہرے ہین دیو ہومان مالک مشعل ہفت سر اُسپر ایک مصیبت ہے لہذا اُسکو اُس آفت
سے رہا کر کے پردۂ دنیا پر جاوینگے حاملان تخت تو روانہ ہوے صاحبقران شب کو
دیو ہومان کے مہمان رہے چند پریزادین حاضر تھین دیو ہومان نے اُنکو اشارہ کیا
اُنھون نے صاحبقران کے سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

دیدۂ اعمیٰ ہوے روشن تری تنویر سے
یار نے مجکو لڑایا ہر جوان و پیر سے
گھر مرا شورِ جنون سے اسقدر معمور ہی
ہی یہ پاس بخت خوابیدہ کہ زلفون کیطرح
خانۂ دنیا دلا گویا کمان خانہ ہی
اہل غفلت جو کہ ہین دنیا مین نابینا وہ ہین
زلف ورخسار صنم پر ہو گیا سودا مجھے
ابرِ غم مین گھر گیا مین تیری زلفین دیکھ کر
خشک ہونے پر بھی فارغ خامۂ قدرت نہین
ہو دلا مضطر نہ اتنا کیا ہی وہ رعنا غزال
کیون نہو تیرا تصور قلب ناسخ مین مدام

گوش کر کان ہوا ہر بن گئے تقریر سے
ہون تن تنہا مقابل سو کمان و تیر سے
خود بخود برپا ہی غل دروازکی زنجیر سے
غل کبھی برپا نہین ہوتا مری زنجیر سے
ہو گیا جنکا گذر اسمین گئے وہ تیر سے
بند ہو جاتی ہین آنکھین خواب کی تعبیر سے
گل کھلے ہین عشق پیچے کی طرح زنجیر سے
بجلیان گرتی ہین مجھپر سونے کی زنجیر سے
سادہ لوحون کے خط رخسار کی تحریر سے
شیر کو لاتے ہین قابو مین بشر تدبیر سے
مرتبہ ہی عرش اعلیٰ کا تری تصویر سے

رات بھر صاحبقران عیش و نشاط مین رہے صبح کو اُٹھے قلعے کی طرف چلے دیو ہومان اُس وقت دور سے دیکھ رہا ہی جب امیر قریب خندق کے پہونچے شعلہ ہاے آتش نے زور کیا صاحبقران پر گرنے لگے صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین شعلے پانی ہو ہو کر گر جاتے ہین جب امیر نے دیکھا کہ شعلہ ہاے آتش کی ترقی ہی اسم اعظم الٰہی پکار کے بڑھا ایک دناتا ہوا شعلے شق ہوے صاحبقران خندق فرا کر قریب پھاٹک کے آئے گرز سام بن نریمان مارا کہ پھاٹک اڑ اڑا کر گرا صاحبقران اندر قلعے کے آئے ایک ہواے سرد چلی دیکھا کہ سامنے ایک دروازۂ باغ مثل آغوش عاشق کھلا ہی اور چند نازنینان مہ جبین در باغ پر کھڑی ہین صاحبقران کو دیکھ کے آواز دی کہ ای شہریار یہان تشریف لائیے ملکہ نہایت مشتاق ہین صاحبقران جھپٹ کر قریب در باغ کے پہونچے کنیزین صاحبقران کو لیکر اندر باغ کے چلین جیسے ہی باغ مین داخل ہوے دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون ہین نہرین آب صاف سے مملو پانی وہ صاف و شفاف ہی کہ آب گوہر کی آبرو گرد ہی امیر سیر کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے

دیکھا ایک چبوترے پر فرش مشجر بچھا ہی اور ایک نازنین نہایت حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہی
صاحبقران کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار تشریف لائیے
صاحبقران اُس نازنین کو دیکھ کر مائل ہوے اُسکے بُلانے سے چبوترے پر آئے اُسنے
صاحبقران کو پہلو مین جگہ دی ناز و کرشمہ کرنے لگی پوچھا کہ ای شہریار کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ مین تلاش مین مشعل ہفت سر سلیمانی کی آیا ہون
اُس نازنین نے ہنس کر جواب دیا کہ مشعل ہفت سر سلیمانی مین آپ کو دلوا دونگی
وہ میرے قبضے مین ہی مگر گلے مین جو آپ ہیکل پہنے ہین یہ مجھے دیجیے صاحبقران نے چاہا کہ
ہیکل اُتارون یاد آیا کہ یا امیر اس عجائب وغرائب مین آئے ہو اسم اعظم پڑھو امیر نے
اسم اعظم پڑھ کر اُس نازنین کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اُس نازنین نے ایک چیخ ماری کہا
کہ ای شہریار آپ نے تو مجکو جلا دیا ایک دناٹا ہوا رنگ رو چہرے سے اُڑ گیا امیر نے
دیکھا کہ ایک جشن ضعیف جھریان گالون پر پڑی ہوئین سامنے امیر کے بیٹھی ہی وہ جشن
گھبرا کر اُٹھی کہا ای شہریار مین جاتی ہون صاحبقران نے تیغہ عقرب سے اُسکو قتل کیا
جب وہ ساحرہ مری تو اندھیرا ہو گیا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ملکہ صندل جادو
دربان طلسم میمون بود اب صاحبقران نے دیکھا کہ وہ باغ تو غائب ہوا مگر سامنے ایک
درۂ کوہ کے کھڑا ہون کہ اندر سے درے کے ایک جوان تیغہ کھینچے ہوے سامنے آیا ہاتھ
تلوار کا مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا صاحبقران سے اور
اُس جوان سے کُشتی ہوئی صاحبقران نے اُسکو زیر کیا چھاتی پر چڑھ کر فرمایا کہ در شناخت
پروردگار چہ میگوئی اُسنے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ای شہریار حیات جنی میرا نام ہی جب
آپ نے طلسم شطرنج سلیمانی فتح کیا تھا تو مین اُس طلسم کا دربان تھا وہانسے بھاگ کر
یہان آیا اہل طلسم میمون نے مجکو گرفتار کیا اور صدہا بندگان خدا مین نے قتل کیے آپکے
بھی قتل کو آیا تھا اب دریافت ہوا کہ آپ صاحبقران زمان ہین فتاح پردہ ہاے قاف
کیسے کیسے طلسم آپ کے ہاتھ سے فتح ہوے مگر اب آپ چل کر لوح حاصل کیجیے تب یہ طلسم
فتح ہو صاحبقران نے فرمایا لوح کہان ہی حیات جنی نے عرض کی وادۂ میمون جس

مقام پر ہی دہان تشریف لے چلیے شکم مادۂ میمون مین لوح ہی صاحبقران حیات جنی کے ساتھ چلے حیات جنّی صاحبقران کو قریب ایک قصر کے لایا عرض کی کہ اس قصر مین جائیے مادہ میمون سے مقابلہ پڑیگا مگر آپ اُسپر غالب آوینگے اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا اور پڑھتے رہیے گا صاحبقران قریب قصر آئے اندر سے آواز آئی کہ کون آتا ہی حیات جنّی نے پکار کر کہا کہ ای مادۂ میمون فتاح طلسم آگئے ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ تو مجھسے شکایت کرے کہ حیات جنّی نے مجکو ہوشیار نہ کیا مین یہ چاہتا ہون کہ تو قتل ہو اور طلسم ٹوٹے یہ آواز سُن کر دروازہ کُھلا دیکھا کہ ایک مادۂ میمون ایک میمون کلان پر سوار دھاڑ کہ مار کر نکلی صاحبقران کا قلب تھرایا مگر اسم اعظم پڑھا کہ قلب کو تسکین ہوئی تیغۂ عقرب کو کھینچا اُس مادۂ میمون نے جست کی چاہا کہ کاندھے پر صاحبقران کے جا بیٹھون امیر نے اسم اعظم پڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ مادۂ میمون کا سر کٹ کے گرا حیات جنّی نے بڑھکر مبارکباد دی کہا کہ ای شہریار اب اسم اعظم پڑھ کر اسکا شکم چاک کیجیے لوح طلسم میمون نکلے گی مگر ہوشیار رہیے گا اب ہمراہیان مادۂ میمون آوینگے اور آپ کو ڈرائینگے مگر آپ شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت ہین اسم اعظم کو نہ فراموش کیجیے گا یہ سُنکر صاحبقران نے کمر سے خنجر کھینچا اسم اعظم پڑھ کر شکم مادۂ میمون کا چاک کیا ایک برق چمکی اور اندر سے قصر کے کئی ہزار میمون غریو کرتے ہوے نکلے صاحبقران پر حملہ آور ہوے صاحبقران نے لاش کو تو چھوڑا جنگ مین مصروف ہوے اسم اعظم پڑھ کر جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے تھوڑے عرصے مین صاحبقران نے کئی ہزار میمون مارے پھر اندر سے قصر کے ایک میمون نکلا دار شمشاد ہاتھ مین صاحبقران پر حملہ کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر جو دم کیا وہ دیو سامنے سے بھاگا صاحبقران نے نعرہ بھی کیا مگر وہ قصر مین جا کر غائب ہوا مادۂ میمون کا شکم چاک قصہ پاک کر چکے تھے تھوڑے عرصے مین ایک اور دیو قصر سے نکلا اُسنے آکر صاحبقران پر حملہ کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر اُسکو بھی قتل کیا صورت مادۂ میمون کی تبدیل ہوئی شکم سے اُسکے ایک صندوقچی نکلی صاحبقران نے اُس صندوقچی کو کھولا اُسمین سے ایک تختی نیلم کی نکلی کہ اُسپر بخط جلی لکھا تھا کہ ای جن

لوح طلسم میمون انت صاحبقران نے اُس لوح کو گلے مین ڈالا حیات جنی سے پوچھا
کہ کیون برادر اب کیا کرنا چاہیے کہا حضور غلام تو اب رخصت ہوتا ہی آپ لوح کو ملاحظہ کیجیے
جو حکم نکلے اُسپر کاربند ہو جیے مگر یہ خیال رہے کہ بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا یہ
سُن کر صاحبقران نے حیات جنی کو رخصت کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ ای
فتاح طلسم وای سیار این عجائبات دو کوس پر قصر زندانخانہ ہی زندان محن اُسکو کہتے ہین
قیدیان طلسمی اُسمین قید ہین اُنکو چلکر رہا کیجیے تب مطلب حاصل ہوگا صاحبقران نے جو یہ
مضمون لوح مین دیکھا بموجب ہدایت لوح چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا دیکھا سامنے
ایک قصر سیاہ ہی اور دروازے پر کئی ہزار نرہ ہاے دیو بیٹھے ہین صاحبقران کو دیکھکر
وہ سب دیو اُٹھے امیر کو چار جانب سے گھیر لیا حربے امیر پر پڑنے لگے مگر صاحبقران
لوح کو گردش دے رہے ہین جس دیو پر عکس پڑا وہ جلنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین وہ
سب دیو جل کر خاک ہوے صاحبقران نے آکر دروازہ کھولا بجاے قفل کے ایک
مار سیاہ لپٹا تھا اُسپر لوح کا عکس ڈالا وہ مار بھی جل کر خاک ہوا صاحبقران اندر آئے
دیکھا کہ صدہا بندگان خدا مسلسل و مطوق بیٹھے ہین امیر نے سب کو رہا کیا کہ گوشۂ قصر
سے رونے کی آواز آئی امیر اُس طرف پلٹے دیکھا کہ ایک تاجدار بلک بلک کر رو رہا ہی
امیر نے نام پوچھا اُسنے نعمان نام بتایا امیر نے قریب آکر فرمایا کہ ای نعمان تاجدار آج
دن خوشی کا ہی کہ تم زندان محن سے رہائی پاتے ہو نعمان یہ سُنکر اور زیادہ رویا کہا ای
شہریار خوشی جاری تقدیر سے اُٹھ گئی کہ ملک و مال چھوٹا یہان آکر مثل گنہگارون
کے قید ہوے صاحبقران نے فرمایا کہ ای برادر اس قید خانے مین کیونکر آئے اُس نے
عرض کی کہ مین بہارستان مغرب کا رہنے والا ہون نعمان مغربی میرا نام ہی مین
برائے شکار نکلا صحرا مین ایک بندر کو دیکھا اُسپر مین نے تیر مارا ایک ہنگامہ ہوا کہ
آنکھین جھپک گئین پھر میری آنکھ کھلی تو مین نے اپنے کو اس قید خانے مین پایا روز ایک ساحرہ
کریہ منظر شب کو آتی ہی کہ بوے بد ملعونہ کے مُنھ سے آتی ہی نام جو پوچھا کہا مادہ میمون
میرا نام ہی ای نعمان مغربی میری تجھپر جان جاتی ہی اگر میرا وصل اختیار کرے تو تجھے

بادشاہ کرون صاحبقران نے فرمایا کہ ای نعمان مغربی مبارک ہو کہ مادہ میمون کو مین نے
مارا اُسی کے شکم سے لوح نکلی نعمان نے عرض کی دوسرے قصر مین میرے ہمراہی قید ہین
اُنکو بھی رہا کیجیے صاحبقران نے عکس لوح ڈالا نعمان مغربی قید سے رہا ہوا دوسرا
قصر کھول کر دیکھا اسکے ساتھ والے دس ہزار جوان قید تھے اُنکو بھی رہا کیا ایک بارگاہ
زربفتی اُسی قصر سے نکلی نعمان مغربی نے وہ ہی بارگاہ بیرون قصر استاد کرائی امیر
اُس بارگاہ مین آکر بیٹھے نعمان مغربی پہلو مین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین سامنے
صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین صاحبقران
فرما رہے ہین کہ افسوس ہی ہمارا یار وفادار نہین آیا اگر اس وقت وہ ہوتا تو بیٹھ کر کچھ
گاتا دل بہلاتا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار
جوان پشت پر مقابلۂ صاحبقران مین آکر اُترا طبل جنگی بجوایا صاحبقران زمان نے
بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین شب بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر
بقاعدۂ قدیم میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ اُس پہلوان نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر نعرہ کیا کہ منم
سوسمار قلعہ شکن حمزہ کہان ہی کہ میرے مقابلے مین آئے تو حال معلوم ہو نعمان
نے کہا کہ غلام جاکر مقابلہ کرے صاحبقران نے فرمایا کہ ای نعمان مغربی یہ مقدمۂ طلسم
ہی تمھارا جانا مناسب نہین یہ کہکر صاحبقران نے اپنے کو بڑھایا سوسمار نے کئی تیر
مارے صاحبقران نے لوح کو چمکا دیا وہ تیر کٹ کر گرے جب امیر قریب پہنچے تو
سوسمار نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اُسکا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سوسمار
کے نکل گیا سوسمار نے تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے لوح چمکا دی لوح کو چمکاتے ہی اُسکے
ہاتھ سے تلوار نکل گئی جب تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹی صاحبقران نے اوپر سے ہاتھ مارا
پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اسکی فوج والے صاحبقران پر آپڑے صاحبقران نے لوح
کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ لوح کو ان سب کے آگے پھینک دو اور یہ کہو کہ جو زیادہ بہادر
ہو وہ اسے لے لے یہ حکم دیکھکر صاحبقران نے لوح کو پھینکا جیسے ہی لوح اُن سب کو

بیچ مین گری آپس مین سب لڑنے لگے ہر طرف ایک نے ایک کو مارا بعض نے چار چار جوان قتل کیے دو گھڑی مین سب لڑ لڑ کے اسی طرح قتل ہوے جب وہ سب مارے جا چکے تو اب صاحبقران بفتح و فیروزی پلٹے خون جسم کا پاک کیا لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس مین یہ نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم اب شغتل جادو دختر وزیر طلسم بڑے فساد برپا کریگی تمکو مناسب ہی کہ قبل مین جاؤ اُسکے مکر سے بچو لوح ملاحظہ مین رہے صاحبقران طرف دست راست کے چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا سامنے ایک قصر آراستہ و پیراستہ ہی دروازے پہ قصر کے ایک نازنین کھڑی ہی مگر یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گا رہی ہی نظم

عشق اُسکا جان کھوتا ہی برنا و پیر کی
اُس شاہ حُسن کو یہ دعا ہی فقیر کی

بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیہ کی
سیدھی ہی سمجھے تو اگر اُلٹی کبیر کی

صحرا سے پیچلا ہی ہمین شہر کی طرف
کم ہو گئی ہی عقل جنون کے مشیر کی

پیدا کریگا یوسفِ گم گشتہ جذب عشق
تاثیر اسمین دی ہی دعاے امیر کی

دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہی دل
زنجیر مین ہمارے صدا ہی فقیر کی

اسمدرے اُس صنم کے بدن کی ملائمت
جامہ ہی جسم کا کہ قبا ہی حریر کی

دم بند اُنکا زمزمون نے میرے کر دیا
آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہم صفیر کی

وہ لعل لعل لب ہی مرے شاہِ حُسن کا
سودے مین جسکے بکتی ہی گدڑی فقیر کی

چھیڑا ہی مین نے جا کے برہمن کو دیر مین
لی ہی قسم بتون سے خداے کبیر کی

جیسا کہ شادمان ہون مین روز وصال مین
شیعہ کو یہ خوشی نہ ہو عیدِ غدیر کی

اُس طفل شوخ کا جو لیا ہی زبان نے نام
بُو آتی ہی ہمارے دہن مین سے شیر کی

آنکلے تھے کدھر سے کہان یان سے جائینگے
اول کی کچھ خبر ہی نہ ہمکو اخیر کی

اُس ماہِ چاردہ کو ہی حاصل کمال حُسن
رُخ مین صفا ہی سینۂ روشن ضمیر کی

تعریف تیرے حُسن جوانی کی کیا کرون
طفلی مین تجھپہ رال ٹپکتی ہی پیر کی

دیکھے اگر مرا دل سودا زدہ وہ زلف
ہر موے ہو بلند صدا دار و گیر کی

اپنی شرارتون سے نہ باز آئے آسمان
کو دک مزاجی مجکو خوش آتی ہی پیر کی

سودا لے راہ یار کا اللہ رے اثر +	جادہ بنی جو ہمنے زمین پہ لکیر کی +
اُس گوش وچشم کا سا نہ دیکھا ہے نہ سُنا	آتش قسم ہے ذات سمیع و بصیر کی +

صاحبقران یہ ہنگامہ دیکھ کر بہت خوش ہوے لوح پر نگاہ ڈالی مطلب لوح کا ذہن
مین کرکے قریب در قصر تشریف لائے وہ جو عورتین کھڑی ہین اُنھون نے سلام کیا امیر نے
مُنھ پھیر لیا جواب مین فرمایا یہ لوح حاضر ہے اسکو لے لو یہ سُنکر وہ عورتین دعائین دینے لگین
کہتی تھین خدا تمکو سلامت رکھے تمنے وہ شے دی کہ جسکی ہوس مین ہمارے بزرگ رہے
ہر خرد و کلان کو یہی حسرت تھی کہ اگر لوح ملے تو آرزو پوری ہو صاحبقران نے لوح
زمین پر ڈال دی سب لینے کو جھکین ایک نے ایک کے بال پکڑے ایک ایک کو کوسنے لگی
آپس مین اسقدر لڑین کہ سب نے اپنی جان دی اب صاحبقران نے لوح کو اُٹھایا
باغ کے اندر تشریف لائے دیکھا ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین ایک طاؤس وسط
باغ مین ٹہل رہا ہے صاحبقران کو دیکھ کر وہ طاؤس بھاگا صاحبقران اُسکے پیچھے
دوڑے طائرون نے جو یہ معاملہ دیکھا چاہا کہ صاحبقران کو روکین مگر صاحبقران
نے بڑھ کر طائرون کو لوح دکھائی وہ طائر اُڑکر شاخون پر بیٹھے امیر نے طاؤس کو
تیر سے مارا طاؤس کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا درخت جلنے لگے آواز آئی کشتی مرا
نام من طاؤس جادو بود صاحبقران طاؤس کو مارکر آگے بڑھے دیکھا کہ صحرا ہے
ایک گنبد بنا ہے ہزارہا آہوان صحرا کر چالین بھرتے ہوے آتے ہین اور گرد گنبد چرخ
مار رہے ہین صاحبقران نے بڑھ کر لوح کو گنبد سے مس کیا جیسے ہی لوح گنبد سے
مس ہوئی ایک دناتا ہوا گنبد مین در پیدا ہوا اندر سے کئی سو شیر نکلے آہوان صحرا
پر حملے کرنے لگے آہو چاہتے ہین کہ بھاگین مگر شیر بھاگنے نہین دیتے جسپر حملہ کیا اُسے چیر کر
پھینک دیا تھوڑے عرصے مین شیرون نے سب آہوون کو مارا جب سب آہو مارے
جا چکے اور وہ شیر اُنکو کھا گئے تب وہ شیر صاحبقران کی طرف متوجہ ہوے امیر نے
لوح پھینکی شیرون کے بیچ مین لوح گری شیر آپس مین لڑنے لگے پنجون سے زخمی ہو رہے ہین
جب ایک دوسرے کو مار کر چاہتا ہے کہ لوح اُٹھا لون اور مُنھ مین لیکر بھاگون دوسرا

شیر اُسپر حملہ کرتا ہی آپسمین جنگ ہو رہی ہی سب کو مار کر ایک شیر باقی رہا اُسنے چاہا لوح جھپٹ کر اُٹھائے صاحبقران جست کرکے پشت شیر پر سوار ہوے جیسے ہی صاحبقران پشت پر آئے وہ شیر ایک جانب بھاگا صاحبقران پڑی جمائے ہوے ہین کہ سامنے ایک قلعہ معلوم ہوا دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا خلقت کی آمد و رفت صاحبقران نے لوح کو گریبان مین رکھ لیا اب جو قلعے مین وہ شیر آیا دوکاندار و راہ گیر ہلڑ کرنے لگے غل مچاتے تھے کہ شیران جادو طلسم کشا کو لایا کہ یکایک ڈنکے پر چوب پڑی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار ساحران غدار مسلح و مکمل اُس بادشاہ کے ساتھ ہین شیران جادو صاحبقران کو پشت پر لیے ہوے سامنے تخت کے آیا اُس بادشاہ نے پکار کر پوچھا کہ ای شیران کیا طلسم کشا کو لایا ہم سب انتظار مین تھے شیر مثل انسان کے گویا ہوا کہ ای بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا میری پشت پر ہی جس طرح بنے قتل کرو ورنہ طلسم کا خاتمہ ہوتا ہی وہ بادشاہ رفیقون کی طرف متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو کیا صلاح ہی سبنے کہا طلسم کشا پشت پر شیران کے موجود ہی مگر ہم نہین دیکھتے بہتر یہ ہی کہ سب ملکر شیران کو قتل کرو طلسم کشا بھی مارا جائیگا یہ راے بادشاہ کو پسند آئی بادشاہ نے تیغہ ہاتھ مین لیا بارہ ہزار جوانون نے تلوارین کھینچین شیران جانتا ہی کہ طلسم کشا کو قتل کرین گے تیغہ کھینچ کر بادشاہ تخت سے کودا شیران پر چہار جانب سے حملہ ہوا جب شیران پر تلوارین پڑنے لگین تو صاحبقران پشت شیر سے کود کر علحدہ ہوے اُن سب نے شیران کے ٹکڑے ٹکڑے کیے بادشاہ کھڑا ہوا کہ رہا ہی کہ ای ساکنان طلسم مبارک ہو کہ طلسم کشا قتل ہوا ہماری تمھاری زندگی سالہا سال کی ہی ہزارہا سال سے طلسم مین عملداری کر رہے تھے مگر اب مایوس تھے کہ طلسم کشا آیا ہی ہم سب کی جان کیونکر بچیگی مگر شیران کے مارے جانے پر مقام افسوس ہی کہ کس کد و کوشش سے طلسم کشا کو لایا سب کہتے ہین کہ ای بادشاہ ایک ساحر کے مرنے سے کچھ کمی نہین ہوئی طلسم کشا کا مرنا ہمارے واسطے نعمت عظیم ہی ذرا سامری نامہ تو دیکھو قدرت لکھ گئے ہین کہ طلسم کشا جس زمانے مین براے طلسم کشائی آئیگا تو کوئی ساحر نہ بچیگا ایک ساحر مارا گیا اور ہم سب بچ گئے تو یہ عنایت سامری ہی

بادشاہ کہتا ہی کہ فی الحال وقت زوال ہی ہمکو اپنے بچنے کا تعجب ہی جو کچھ دیکھا اگر اصل مین
یہی ہوا تو بتاؤ لاشہ طلسم کشا کہان ہی بادشاہ یہ کہہ رہا تھا کہ پہلو سے نعرے کی آواز آئی
کہ او بیحیا اگر طلسم کشا کو دیکھنا چاہتا ہی تو بنگاہ غور دیکھ نعرۂ صاحبقران زمان

منم اختر برج عز و جلال +	منم ماہتاب سپہر کمال +
سمند دن ز پیشم فراری شدہ	ز من دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو چک لقب شد بقاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد +	کہ صاحبقران در جہان نام شد

اُس بادشاہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور لوح گریبان سے نکالی اب سب نے صاحبقران زمان
کو دیکھا کہ بادشاہ کا ہاتھ پکڑے ہین اور فرما رہے ہین کہ شناخت مین پروردگار کی کیا
کہتا ہی بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران تو پہلو مین کھڑے تھے ذرا جھج ہوئے
وزیر اعظم برابر کھڑا تھا اُسپر تلوار پادشاہ کی پڑی وزیر کا سر کٹ کر گرا صاحبقران
نے خنجر مارا بادشاہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا جسم سے اُس بادشاہ کے شعلہ ہاے آتش
نکلے سب اہلِ فوج جلنے لگے تھوڑی دیر مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من میمون شاہ جادو
بود صاحبقران نے اپنے کو قریب ایک درۂ کوہ کے پایا درۂ کوہ سے آواز آئی کہ اے
شہریار آئیے یہ کنیز مدت سے آپ کی مشتاق تھی دیکھا چھم چھم کی آواز آئی ایک نازنین حور
مثال پری تمثال اندر سے درۂ کوہ کے نکلی مگر چند کنیزین اُسکی پشت پر صاحبقران نے
جو اُس نازنین کو دیکھا سمنبر عارض رشک قمر تمام سراپا موزون چہرہ گلگون بقول
میر حسن نظم جہان راستی چاہیے راستی + کجی جس جگہ چاہیے وان کجی + تبسم حیا ناز شوخی
غرور + ہر اک اپنے موقع سے وقتِ ضرور + اُسنے آکے امیر کا ہاتھ پکڑ لیا اب تک امیر
اپنے ہوش مین تھے مگر جب اُسنے ہاتھ تھاما امیر بدل مبہوت ہوے وہ نازنین امیر کو
لیکر چلی مگر گنگناتی ہوئی اور یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی نظم

کونسے دل مین محبت نہین جانی تیری +	جسکو سنتا ہون وہ کہتا ہی کہانی تیری
کچھ دہن ہی نہین واہمی شعرا کے نزدیک	موسے باریک کمر بھی ہی گمانی تیری +

جسکے آگے سے گذرتا ہی وہ کہتا ہی یہی کیا تری شان ہی قربان ہون ای عفو کریم
اس خرابے مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب عین احسان ہی مرے صفحۂ دل پہ مجکو +
مثل گل ہنس کے کسی روز تو دلکو خوش کر ناز و انداز و ادا مین ہی ترقی دہ چند
کونسے غلّے کا دانہ ہی تو ای دانۂ خال + گرمجوشی سے جلایا کرے کشت و خرمن
جان کی طرح سے رکھتا ہی عزیز ای گلرو مصرع تیغ ہی ہر مصرع موزون آتش

دیکھی ای روح روان ہمنے روانی تیری
آس رکھتا ہی ہر اک فاسق و زانی تیری
جستجو ہمکو ہی ای گنج نہانی تیری +
ایک تصویر اگر کھینچدے مانی تیری +
خون رُلاتی ہی ہمین غنچہ دہانی تیری
فتنہ طفلی تھی قیامت ہی جوانی تیری +
ہمنے ارزانی مین بھی پائی گرانی تیری
برق ہو سکتی نہین شوخی مین ثانی تیری
داغ دل لالہ نے سمجھا ہی نشانی تیری
دیکھ لی یار مرے سیف زبانی تیری +

سامنے سے ایک باغ معلوم ہوا مگر باغ بہشت آئین گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا حباب شناوری کر رہے ہین معلوم ہوتا ہی چشم معشوق براے نظارۂ باغ وا ہی یا تختۂ نرگس کھلا ہی اُسمین جو عکس روے گل پڑا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ بُرج آبی مین پھول اُترا ہی یا قد معشوق کا تماشا برج آبی دکھا رہا ہی ہر ایک نہر یا آبروے یار روے نگار خوش تختہ ہی کسی مقام پر پھولون کا انبار عندلیبان خوشنوا کی پکار نخل سایہ دار اُسکے نیچے چشمے جوش مار رہے ہین صاحبقران تماشا باغ کا دیکھتے ہوے وہ گلعذار آنکھون سے اشارے کرتی ہوئی کہ اس چمن کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے باغ پُر بہار ہی عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہین پرون کو تولتی ہین کبھی منقار کھولتی ہین صاف ظاہر ہی کہ باغبان قضا و قدر کو پکار رہی ہین مست نظارۂ روے گل پیچ و تاب سنبل صاف ظاہر ہی کہ زلف محبوب پیچ و خم مین خوب نہا کر کھلی ہی قطرات شبنم گل سنبل سے ٹپک رہے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ بقول قمر فرد: آنسو بھرے ہین آنکھون مین ان کی یاد مین + معمور موتیون سے ہی ساغر حباب کا + یہ قصیدہ کا شعر ہی حقیر عرض کرتا ہی منقبت جناب امیر علیہ السلام مین مطلع اُسکا یہ ہی مطلع لکھون جو وصف شاہ ام الکتاب کا

سونا اُتارلون ورق آفتاب کا ٭ اور دوسرا شعر لائق ملاحظہ ہی فرد لکھون ہلال تیغ علیؑ کا اگر مین وصف ٭ نقشہ بگاڑ دون سپر آفتاب کا ٭ یہ شعر بھی نایاب ہی لائق ملاحظہ ناظرین شعر لکھتا ہون وصف مصحف رخسار شاہ دین ٭ کرتا ہون ترجمہ مین خدا کی کتاب کا ٭ اسطرح کا تماشا صاحبقران دیکھتے ہوے وہ مہ جبین ناز و کرشمہ کرتی ہوئی عبث کا دم بھرتی ہوئی خرامان خرامان باغ کو پامال کرتی ہوئی جس مقام پر قدم رکھا نشان قدم سے صد ہا ہلال ظاہر ہوے اگر دوسرا قدم بھی اُسی مقام پر پڑا اور دونون نقش مل گئے تو بدر کامل کا گمان ہی سامنے ایک بارہ دری تھی اُس مین صاحبقران کو لیکر آئی مسند جو بچھی تھی اُسپر اشارہ کیا صاحبقران آکر بیٹھے اُس نازنین نے آواز دی چند کنیزان گلرو یاسمن بو گوشہ ہاے باغ سے ظاہر ہوئین اُس مہ جبین نے اشارہ کیا کہ ارے کمبختو مہمان آیا ہی اسکی خاطر کرو یہ اتفاق قضا و قدر ہی ان ایسے جلیل بزرگون کا تشریف لانا اور ہم کو سرفراز کرنا یہ بھی ہماری نصیب وری ہی یہی بہتر ہی کہ سامان دعوت مہیا کرو کنیزان گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لائین محفل مین قرینے سے رکھین اُس مہ جبین نے ساتھ ناز کے ہاتھ بڑھایا جام مے ارغوانی سے لبریز کیا پنجۂ نگارین پر رکھ کر سامنے صاحبقران کے پیش کیا عرض کی کہ ای شہریار فرد بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ آپ نے طلسم کشائی مین بڑی تکلیف اُٹھائی چند ساعت تو آرام کیجیے یہ تقریب تو کنیز نے خاص آپ کے واسطے کی صاحبقران بدل باتون پر اُسکی متوجہ ہین گُہر ریزی زبان معجز بیان کی لطف دیتی ہی ہر مرتبہ زانو سے زانو ملانا اور آنکھون سے آنکھین ملاکر مسکرانا صاف ثابت ہوتا ہی کہ برق چمک جاتی ہی خرمن عاشق کو جلاتی ہی صاحبقران بہ نگاہ محبت سراپا دیکھ رہے ہین ہر مرتبہ زانو بدلتے ہین جوش محبت کہتا ہی کہ گلے مین ہاتھ ڈالیے مگر دور باش عشق مانع ہی کہ معشوق کا لحاظ واجب و لازم ہی ہر مرتبہ دل کو سمجھاتے ہین کہ او دل خانہ خراب کیا کسی کو پیچ و تاب مین ڈالیگا آخر کبو نکر مطلب نکالیگا مگر اب تاب ضبط باقی نہین عشق ہر مرتبہ زور دکھاتا ہی یہی اشارہ ہی کہ کیا خوش نصیبی ہو کہ معشوق خوشرو پہلو مین ہو اسباب عیش و نشاط موجود ہی محبوب کے ہاتھ مین جام شراب

منت کر رہی ہو کہ جام نوش فرمائیے اب کیا عذر ہی کہ معشوقۂ سرکش بر سر رحم ہی اسکو غنیمت جانیے بخوبی آگاہ ہین کہ عشق نے صدہا گھر ویران کیے بموجب قول شاعر نظم

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار
عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ نخل ہی جسمین نہ لگا پھل اک بار
عشق وہ باغ ہی جسمین نہ کبھی آئی بہار
عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتہ دیکھا
عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتہ دیکھا

بڑے بڑے عقیل و فہیم جب عشق کے دام مین پھنسے ساری فراست بھول گئے بقول شاعر نظم

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال
ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی
کہین یہ خون چکان حکایت ہی
گہ نمک اسکو داغ کا پایا
گہ پتنگا چراغ کا پایا
کہین طالب ہوا کہین مطلوب
دونون باتین غرض ہین اسکی خوب
طوق و زنجیر اسکا گہنا ہی
میان مجنون نے جسکو پہنا ہی
گو کہ گذری نہین پہ سنتے ہین
اسکے دیوانے تنکے چنتے ہین
یہ کرشمے اسی کے سارے ہین
کیسے کیسے جوان مارے ہین

فرہاد کوہ کن کس مصیبت مین در مجوب تک آیا عشق شیرین مین مبتلا ہوا جان شیرین گنوائی یہ دولت ہاتھ آئی مگر جوش محبت نے معشوق کو بھی بیقرار کیا قصر پر آکر پرویز سے پوچھا کہ فرہاد نے کس مقام پر جان دی پرویز نے جھلا کر جواب دیا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اُس ظالم نے یہ سب تصویرین بنائین نہر کاٹ کر لایا ارادہ یہ تھا کہ تمہارے مکان تک نہر پہونچا دے جب مجکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ فرہاد ناشاد نے پہاڑ کو کاٹ ڈالا دل کوہ سے صداے الامان بلند ہی ایک ضعیفہ کو بھیجا کہ جاکر فرہاد کو خبر دے کہ تو کسکے واسطے پہاڑ کاٹ رہا ہی شیرین نے انتقال کیا یہ سُنتے ہی اسنے نعرہ آہ کا مارا تیشہ سر مین مار کر مر گیا سُننے والون کو غش آگیا مرنے پر فرہاد کے طائران صحرا روتے تھے غزالان دشت بیتاب و بیقرار ہوتے تھے یہ انجام ہوا ہر جگہ ایسے ہی ایسے سانحے سُنے فرہاد کا یہ حال ہوا شیرین کو

زندہ رہنا محال ہوا شاعر کیا خوب کہتا ہی فرد فرہاد جون پیشہ بر سنگ بزد تیشہ + میگفت بہ اندیشہ سنگ آمد و سخت آمد + دل مین یہ باتین صاحبقران سوچ رہے ہین مگر حیران جمال و محو دیدار ہین یہی دل چاہتا ہی کہ جام اسکے ہاتھ سے لون اور لیکر نوش کرون ہاتھ بڑھایا کہ جام لیکر پیون دل دھڑکا سامنے ایک نخل تھا دیکھا کہ اُسپر ایک طائر بیٹھا ہوا ہی آنکھون سے اُسکی آنسو جاری صاحبقران سے آنکھ ملا کر پکار اُٹھا کہ ای شہریار آگاہ ہو جیے سنم حیات جنی جلد لوح ملاحظہ فرمائیے صاحبقران نے یہ سُنکر جیسے ہی لوح پر ہاتھ ڈالا اُس نازنین کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور پہلو سے اُٹھی عرض کی کہ ای شہریار مجکو خوف ہی کہ آپ میرے ساتھ دشمنی کرین گے انجام دوستی کا دشمنی ہی امیر نے فرمایا صاحب تم کیون گھبراتی ہو مین لوح دیکھ کر تمسے کلام کرتا ہون اُسنے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ حضور لوح نہ دیکھین اور جام نوش فرمائین حیات جنی کے کہنے سے صاحبقران کو ہوش آگیا ہی صاحبقران نے کہا کہ مین لوح دیکھ کر جام پیونگا ایک ہاتھ سے جام لیا اور ایک ہاتھ سے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات یہ نازنین شفتل جادو ہی دختر وزیر پُر تدبیر جام شراب لیکر اس پر ڈالدو صاحبقران نے جیسے ہی جام اُٹھایا اور چاہا کہ پھینک مارون شفتل نے چاہا کہ نکل جاؤن مگر موت دامنگیر تھی اپنے مقام سے نہ اُٹھ سکی امیر نے جو شراب پھینکی چند قطرے اُسکے جسم پر پڑے شعلہ ہاے آتش ہر عضو سے نکلنے لگے تمام اعضا مثل ہیزم کے جلنے لگے آہ کر کے ہٹی کنیزون سے لپٹنے لگی جس کنیز کے پاس پہونچی اُسکے بھی بدن مین فوراً آگ لگ گئی کنیزین بھی جلنے لگین تمام باغ آتش بہار ہو گیا گل درختون سے آگ نکل رہی ہی جل جل کر درخت گر رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کُشتی مرا نام من شفتل جادو دختر وزیر اعظم بود صاحبقران زمان شفتل کو مار کر بارہ دری سے نکلے بارہ دری بھی گر پڑی تمام باغ کو دیکھا کہ ویران پڑا ہی جابجا خاک اُڑ رہی ہی آوازین مہیب ہر طرف سے آ رہی ہین بجاے عندلیبان خوشنوا زاغ و زغن چیخ رہے ہین سامنے جو دیکھا تو ایک ضعیفہ قوم کی زنگن ایک دھوتی باندھے ہوے لاشہ اُسکا زمین پر پڑا ہی گرد اُسکے

اچھی صورت کی کنیزین بھی پڑی ہین صاحبقران لاحول پڑھ کر لوح کو ملاحظہ کرتے ہوئے نکلے اب جو خیال کرتے ہین اپنے کو اُس مقام پر پایا کہ جہانسے دیو ہومان سے جدا ہوئے تھے ہومان نے جو صاحبقران کو دیکھا قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا کہ حضور نے بڑی تکلیفین اُٹھائین مگر تھوڑا زمانہ گذرا کہ ایک زنگی سیہ رو آیا مشعل کو اُٹھا کر لے گیا نہین معلوم کہان لیجا کر رکھی مگر آج شب کو حضور گنبد مین تشریف رکھین پریزادین جمع ہین صبح کو تلاش مشعل مین جائیے گا صاحبقران دیو ہومان کے ساتھ گنبد مین آئے بسبب نہ ہونے مشعل کے گنبد ویران پڑا ہی مگر صاحبقران مسند پر آکر بیٹھے پریزادین جو حاضر تھین رقص کرنے لگین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین	راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے	ای دام کشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
نقشے گل و بلبل کے کل مین نے کہے اُسنے	باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچے کی ترے کھینچی	فردوس اُٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین	قول اہلِ سخن کا ہی اُستاد اسے کہتے ہین

پہلو مین ہومان بیٹھا ہی پریزادین رقص و سرود کر رہی ہین جام مے ارغوانی گردش مین ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی امیر لوح کو دیکھ کر فرماتے ہین کہ ای ہومان ہوشیار رہو بادشاہ طلسم آیا چاہتا ہی لوح خبر دیتی ہی کہ بادشاہ طلسم لشکر تیار کر چکا اس فکر مین آتا ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون ہومان عرض کر رہا ہی کہ غلام ہوشیار ہی کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی صاحبقران نے سر اُٹھا کر دیکھا آگے سب کے ایک بادشاہ تخت پر اُسکے مشعل ہفت سر رکھی ہوئی ساتون سر روشن ہین آپ گھوڑے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے اُس بادشاہ نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ اس گنبد کو گھیر لو اگر طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تو تم سب کے واسطے بہبودی ہی ورنہ باعث خرابی ہی ساٹھ ستر ہزار ساحر گولے ترنج و نارنج لیکر گنبد پر مارنے لگے گنبد تھرایا امیر کو یقین ہوا

کہ گنبد گرتا پیکار کر اسم اعظم الٰہی پڑھا لوح کو بھی چمکایا تب گنبد کی جنبش موقوف ہوئی
صاحبقران تلوار کھینچ کر نکلے دیو ہومان بھی ساتھ ہی پریزادون نے بال کھول دیے اور
دعائین مانگنے لگین صاحبقران نے دریاے فوج مین غوطہ مارا لوح کو گردش دیتے ہوے
طرف اُس بادشاہ کے چلے ہومان چاہتا ہی کہ مشعل پر قبضہ کرون مگر وہان تک نہین
پہونچتا جب سامنے پہونچتا ہی تو وہ بادشاہ ایسا سحر کر دیتا ہی کہ جس تخت پر مشعل ہی وہ
تخت ہٹ جاتا ہی ہومان بھی ہٹ آتا ہی صاحبقران زمان بھی رستمانہ لڑ رہے ہین
اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین لوح کو گردش دیتے ہین جس ساحر پر عکس پڑا سحر بھولا اور
مُنھ کے بھل گرا صاحبقران اس طرح جنگ کرتے ہوے سامنے بادشاہ کے پہونچے
بادشاہ نے نعرہ کیا او طلسم کشا الگ رہنا منم میمون ابلق سوار بادشاہ طلسم میمونہ
میرے سحر سے زمین تھراتی ہی کسکی مجال ہی کہ بار سحر میرا اُٹھا سکے یہ کہکر گولہ پھینکا امیر پر
تلوارین برسنے لگین امیر لوح چمکا دیتے ہین تلوارین باطل ہو کر ٹوٹ جاتی ہین ساحر
جنگ صاحبقران سے عاجز ہو رہے ہین پکار کر کہتے ہین کہ اے بادشاہ طلسم ہمارا
سحر تاثیر نہین کرتا طلسم کشا نہین معلوم کیا پڑھتا ہی جب اُسکی آواز ہمارے کان مین
پہونچتی ہی سحر فراموش ہوتا ہی دریاے حیرت کو جوش ہوتا ہی ہمنے کیسے کیسے سحر کیے
مگر وہ سب سحر باطل ہوے صاحبقران تلوار تول کر قریب بادشاہ کے پہونچے اُسنے
ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے روک کر ہاتھ مار دیا برق شمشیر تڑپ کر گری خرمن
حیات میمون کو جلا دیا بادشاہ کے مرتے ہی فوج کے پاؤن اُٹھے ہومان نے بڑھکر
مشعل ہفت سر پر قبضہ کیا اسقدر خوش ہوا کہ معلوم ہوا اُسکو دولت کونین ملی
کہ پہلو سے ایک مرد بزرگ آیا اُسنے آکر صاحبقران کو سلام کیا ازار بند سے کُنجیان
کھول کر سامنے صاحبقران کے پیش کین کہا اے شہریار یہ کُنجیان خزانۂ طلسمی کی ہین
چل کر خزانہ لیجیے صاحبقران نے آکر کوٹھے کُھلوائے اسقدر خزانہ نکلا کہ نصف خزانہ
صاحبقران نے آسمان پری کے پاس روانہ کیا اور نصف اپنے ساتھ لدوایا
دیو ہومان نے دس نرہ ہاے دیو براے بار برداری ساتھ کیے صاحبقران زمان

تخت پر سوار ہوے پردۂ دنیا کی طرف چلے ہدمان کو اُس مقام کا حاکم کیا ناظرین پر
واضح ہو کہ صاحبقران زمان طلسم میمونۂ سلیمانی کو فتح کرکے طرف پردۂ دنیا کے جاتے ہین
اور منظور یہ ہی کہ اپنے کو دریاے قلزم پر پہونچاؤن اور اسکا بھی خیال ہو کہ قبل از
نورالدہر دریاے قلزم پر پہونچون اور فکر لوح کردن ہرچند کہ خو ! جہ زادے
فرما چکے ہین کہ فتاح طلسم خیال سکندری نورالدہر بن بدیع الزمان ہین مگر شاید
کدو کاوش کام آوے اور لوح مل جائے تو یہ بھی ایک فخر رہے کہ صاحبقران
جو پردۂ قاف سے پلٹے طلسم خیال سکندری پر آکر قبضہ کیا اس خیال ہین صاحبقران
جاتے ہین کوہ فیروزہ پر پہونچے کان مین آواز تسبیح خوانی کی آئی صاف ثابت ہوتا ہی
کہ جیسے کوئی مرد باخدا یاد مین اپنے مالک حقیقی کے مصروف ہی صاحبقران زمان نے
دیوزادون کو اشارہ کیا کہ تخت ہمارا کوہ فیروزہ پر اُتارو کسی عابد کا اس مقام پر
گذر ہی پہاڑ پر اُتر کر صاحبقران نے دیکھا کہ سامنے ایک حجرہ ہی اُس کے اندر سے
یہ آواز بار بار آرہی ہی نظم

چہ بودی غور کن در ابتدا چیز	چہ باشی باز وقت انتہا چیز
ترا حاصل شود گنجینہ از خاک	کہ ہست این خاکساری کیمیا چیز
ز الطاف خداوندی چہ دور است	اگر سازد خدا ناچیز را چیز
کند گر جمع دولت مند دولت	برد با خود چہ زین دولتسرا چیز
بغیر از بندگی چیزے نباشد	متاع قیمتی و بے بہا چیز

صاحبقران یہ باتین سُنتے ہوے حجرے مین تشریف لائے ایک مرد عابد و زاہد کو دیکھا
ریش سفید پلکین بھی سفید سجادۂ عبادت پر بیٹھا گریہ و زاری کر رہا ہی کبھی بیقرار ہو کر
پکارتا ہی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی شرف آخر بھی عنایت فرما جمال اُس غازی کا دکھا
کہ آواز پاے صاحبقران اُس درویش نے سُنی دیکھتے ہی صاحبقران کو اپنے مقام
سے اُٹھا محبت سے گلے ملا صاحبقران کے ہاتھ ڈال دیے عرض کی کہ ای شہریار آج دعا
میری قبول ہوئی کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوا مدت سے بھی دعائین مانگتا تھا کہ جمال

صاحبقران سے مشرف کر آج آرزو پوری ہوئی کہ آپ کا جمال جہان آرا دیکھا آج بڑی
فرحت حاصل ہوئی صاحبقران نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی زاہد نے
کہا کہ ای شہریار مین آصف بن برخیا کا نواسہ ہون ایک روز حضرت سلیمان جو اس
پہاڑ پر تشریف لائے مجھسے فرمایا کہ ای فیروز تجکو عبادت کا شوق ہی تو اس پہاڑ پر اپنی
سکونت اختیار کر ایک زمانے مین صاحبقران زمان تشریف لائینگے تم ملاقات سے
اُنکی مشرف ہوگے مگر ای شہریار سامنے جو صحرا ہی ایک دیو اُسمین رہتا ہی دیو ابلیس اُسکا
نام ہی وہ شب کو آکر مجکو ستاتا ہی چراغ گل کر دیتا ہی کھانا اُٹھا لیجاتا ہی گھڑیون سامنے
ٹہلتا ہی چاہتا ہی کہ مجھسے ڈرین مگر بہ عنایت پروردگار مین کچھ خوف نہین کرتا کبھی شیر بنکر
آتا ہی ایک دن مار سیاہ بنکر پاؤن مین لپٹ گیا مین نے یا حفیظ کہکر پاؤن جھٹک دیا صورت
اُسکی تبدیل ہوگئی دیکھا مین نے کہ دیو ابلیس سامنے کھڑا ہی پکار کر کہا کہ او مکار کیون
دھوکے دیتا ہی میری عبادت مین خلل ڈالتا ہی جس دن کوچک سلیمان آوینگے اُس دن
تجکو سزا ملیگی لہذا آپ تکلیف کرین اور جا کر اُسے سمجھا دین اگر وہ مان جائے تو مقابلہ
نہ کیجیے گا اگر نہ مانے تو آپ کو اختیار ہی صاحبقران پہاڑ سے اُترے اُس صحرا مین
جو آئے دیکھا اسقدر روشنی ہی کہ تمام صحرا مین معلوم ہوتا ہی وقت صبح صادق ہی باعث
یہ ہی کہ صحرائیان ابلیس نے درخت کاٹ کر گرائے ہین اور اُنھین کو روشن کیا ہی مثل
جھاڑ وہ درخت روشن ہین اُس آگ مین طائران صحرا و آہوان دشت کو بھون بھونکر
کھا رہے ہین شرابین پی رہے ہین اور نشے مین اُسکے مبہوت دوڑے دوڑے پھرتے ہین
ایک نخل کے نیچے ابلیس بھی بیٹھا ہی کباب اژدہے کے کھا رہا ہی اور دمبدم پکارتا ہی
کیا عمدہ گوشت ہی جسمین استخوان کا نام نہین صاحبقران نے آکر نعرہ کیا کہ او ملعون
دیو ابلیس خبردار کوہ فیروزہ پر کبھی نہ جانا اُس زاہد کو نہ ستانا یہ سُن کر ابلیس
اپنے مقام سے اُٹھا چوبدست کو چرخ دیا خبردار کہکر ہاتھ مارا صاحبقران نے
چوبدست کو قلم کیا جھپٹ کر ہاتھ تیغۂ عقرب کا مارا ابلیس نے کلائی پکڑ لی صاحبقران
سے کشتی ہونے لگی امیر نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا کہ دیو ابلیس زمین پر گرا امیر

کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ ای ابلیس شناخت ہین پروردگار کی کیا کہتا ہی ابلیس
نے جھلا کر جواب دیا کہ لاکھ جان میری اپنے ہم نام پر نثار ہی جسے مین پوجا کرنے جاتا ہون
مجھسے باتین کرتے ہین مین اُنکی خدائی کو نہ چھوڑونگا صاحبقران سینے سے ابلیس کے اُٹھے
ایک پائون دونون ہاتھون سے تھاما اور ایک پائون کو دونون پائون سے دبایا پہلے
جھٹکے مین تا بہ ناف دوسرے جھٹکے مین تا بہ سینہ تیسرے جھٹکے مین مثل کرپاس کہنہ چیر کے
پھینک دیا دیوزادون نے جو دور سے دیکھا لینا لینا کرکے دوڑ پڑے صاحبقران زمان
اُنسے لڑنے لگے جنگ مین مصروف ہوے مگر بارہ ہزار دیوون کے حملون سے دم نہین لے سکتے
ذرا ٹھہرے اور چار طرف سے دیوزادون کا بلوہ ہوا چاہتے ہین بلوہ کرکے پکڑلین
مگر صاحبقران کسی کو قریب نہین آنے دیتے صاحبقران نے بیقرار ہوکر دعا کی رات بھر
لڑتے لڑتے گذر گئی حیران ہین کہ کیا تدبیر کرون پکارتے ہین کہ ای خالق لیل و نہار و ای
پروردگار رحم اپنا شریک کر بارہ ہزار دیوزاد زنجیرین اور رسیان مار رہے ہین سب
مل کر چاہتے ہین کہ صاحبقران کو گرفتار کرلین مگر صاحبقران زنجیرین توڑتے ہین
رسیان کاٹتے ہین جب زنجیرون اور رسیون سے بچے کسی دیو کو مارا جس وقت سے لڑائی
شروع ہوئی ہی کئی سو نرہ ہاے دیو قتل کیے ہین صاحبقران نے جو بیقرار ہوکے دعا کی
مشرق و مغرب سے گرد اُڑی صاحبقران نے دیکھا مشرق کی طرف سے نقابدار زمرد پوش
اور مغرب کی طرف سے نقابدار یاقوت پوش بارہ بارہ ہزار دیوزاد دونون کے ساتھ
ہین دور سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صاحبقران گھرے ہوے لڑ رہے ہین دونون نقابدار
نعرے کرکے آگرے نقابدار زمرد پوش لڑتا ہوا قریب صاحبقران پہونچا جھک کر
سلام کیا کہا کہ ای شہریار حضور کے آنے کا کیا باعث ہوا ہم بڑے صاحب نصیب ہین
کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوے اُدھر سے لڑتا بھڑتا نقابدار یاقوت پوش بھی آگیا
للکارا کہ او زمرد پوش کیا خوشامد ین کر رہا ہی اگر سامنے آ تو تیرے دو ٹکڑے کرون ستم
نقابدار یاقوت پوش ہوا خواہ قاسم نوجوان نقابدار زمرد پوش نے ہنس کر
کہا کہ او بے ادب ادب نہین کرتا آقا کے سامنے یہ باتین بس معلوم ہوتا ہی جیسے تمھارے

آقا بے ادب ہین کہ اپنے چچا کا پاس نہین کرتے اُسی طرح تم بھی بے ادب ہو یہ سُن کر
نقابدار یاقوت پوش نے بڑھ کر نقابدار زمرد پوش کو ہاتھ مارا کہ سر زمرد پوش
کا زخمی ہوا زمرد پوش نے تلوار کھا کر یاقوت پوش کو بھی زخمی کیا جب دونون کے سر سے
خون جاری ہوا تو صاحبقران بیچ مین آئے فرمایا کہ ارے جاہلو یہ کیا حرکات ہین کہ
آپس مین لڑتے ہو کافر زور ڈالین گے بلوہ کر کے پکڑ لین گے اگر اُنکے قبضے مین جاؤ گے
تو دیو ابلیس تو مارا جا چکا ہی وہ بدلے مین اپنے آقا کے تمکو قتل کرینگے دونون یہ سن کر
الگ ہوے چند حملون مین دیوزادون کو بھگا دیا دونون نے آکر صاحبقران زمان
کو سلام کیا صاحبقران نے دونون کی تعریفین کین ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ امیر
ہماری تعریف کرین مگر صاحبقران نے دونون کے زخم اپنے ہاتھ سے باندھے دونون
کو رخصت کیا مگر تاکید کر دی کہ خبردار آپس مین نہ لڑا کرو ورنہ باعث خرابی ہی نقابدار
بہت خوب کہکر رخصت ہوے صاحبقران کوہ فیروزہ پر آئے فیروز زاہد نے امیر کو
گلے سے لگایا اور کہا کہ ای شہریار مین نے آپ کی جانبازی دیکھی بڑے دشمن کو آپ نے
مارا مین دیکھ رہا تھا جو دیوزاد کہ اسباب طلسمی لیے ساتھ تھے اُن سے صاحبقران نے
اشارہ کیا کہ اسباب لا دو اسباب طلسم میمونہ مین جواہر بہت ہی اُس سب کو لے کے
دیوزادون نے بار کیا صاحبقران زمان فیروز سے رخصت ہوے سوار ہو کے
تخت پر دیوزادون کو حکم دیا کہ ہمارا لشکر قلعے پر ہی اول کوہ خونخوار کے اوپر آئے
خونخوار کو بہت سا مال دیا اور قیلاب وغیرہ کو ہمراہ لیا اور دیوزادونکو رخصت کیا
خونخوار بھی ہمراہ ہوا وہانسے صاحبقران اپنے لشکر مین آئے سرخاب سرداران
صاحبقران سے مصروف جنگ تھا صاحبقران نے عین وقت پر آکر سرخاب کو قتل کیا
فوج کو اُسکی شکست دی ہمراہیان سرخاب بھاگے صاحبقران بفتح و فیروزی اپنے
سردارون سے ملے عمرو نے جو صندوقچے جواہرات کے دیکھے صاحبقران زمان کی
خوشامد کرنے لگے کئی صندوقچے خوشامد کر کے لیے امیر نے پوچھا کہ کچھ نور الدہر کا
بھی حال معلوم ہوا عمرو نے عرض کی کہ یہانسے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی کہ اُس کو

صحرائے مبہوت کہتے ہین وہان پر پہلوانون نے نورالدہر کو گھیرا ہی صاحبقران نے اُسی دن حکم دیا لشکر تیار ہوا ہوائے ملاقات نورالدہر روانہ ہوئے اس مقام پر حقیر جلد ثانی کو ختم کرتا ہی اب تیسری جلد مین دریائے قلزم وحصول لوح کا حال عرض کرونگا۔

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب سہیل فرزند مصنف کتاب

بعد حمد الٰہی ونعت رسالت پناہی ومنقبت حیدر کرار غیر فر[illegible] عرض ہے ظاہر ہو کہ ماشاء اللہ قلم قبلہ وکعبہ کا کیا زورون پر ہی کس خوبی سے ان جلدون کو تحریر فرمایا کیا کیا عجائب وغرائب ظاہر ہوے ناظرین بخوبی ماہر ہوے اب اس جلد کے آگے تیسری جلد شروع ہوگی جسمین صاحبقران اور نورالدہر بن بدیع الزمان اور جملہ سردارون کا پہونچنا تا بدریائے قلزم ومقدمۂ حصول لوح بتفصیل تمام تحریر ہوگا اول داخلہ نورالدہر کا مرحلہ جات پر اور ساحرون سے مقابلے عیارون کی عیاریان اور سردارون کی نبرد آزمائیان اس حُسن وخوبی سے معرض تحریر مین آئینگی کہ باید وشاید الغرض جناب قبلہ وکعبہ کی تعریف کرنا چھوٹا مُنھ بڑی بات ہی اُنکی نثاری نہین کرامات ہی تمام عالم قبلہ وکعبہ کے محامد اوصاف سے ماہر ہی کُل حضرات پر اُنکی جودت طبع ظاہر ہی

تاریخ طبعزاد من تصنیف منشی احمد حسین صاحب قمر مصنف کتاب ہذا در صنعت توشیح کہ اگر از سر ہر مصرع یک حرف بگیرند سنہ ۱۳۱۸ھ پیدا گردد

غم دہر نے یون پریشان کیا		شگوفہ دکھایا نئے رنگ کا
ہوئی دوسری جلد بھی اختتام		ہوا تیسری جلد کا انصرام
الٰہی دعا میری مقبول ہو	سنہ ۱۳۱۸ھ	زہے غنچۂ فکر گر پھول ہو

الحمد للہ کہ جلد دوم طلسم خیال سکندری بہزاران آب وتاب مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں [illegible] طبع ہوئی سنہ ۱۹۰۰ع

نام کتاب	قیمت
۱۳- طلسم ہوش ربا جلد ششم-	ہے/ر
۱۴- ″ جلد ہفتم-	ے/ر
۱۵- بقیۂ طلسم ہوش ربا جلد اول از منشی احمد حسین صاحب تخلص بہ قمر-	عہ ۱۲ ر پ
۱۶- ایضاً حصۂ دوم-	[illegible] پ
۱۷- صندلی نامہ دفتر شش[illegible]	عنا پ
۱۸- تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ-	ے پ
۱۹- لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم-	عنا ۱۲ ر پ
۲۰- ایضاً جلد دوم- ″	عنا ۱۲ ر پ
طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول جسکی خوبی وعمدگی ملاحظہ پر موقوف ہی-	ے پ
۲- ″ جلد دوم-	ہے ۸ ر پ
۳- ″ جلد سوم-	للعہ پ
کامل جلد یکمشت کے لیے-	لعہ پ
ترجمۂ داستان امیر حمزہ بالتصویر- ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ ترجمۂ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین	عہ ۸ ر
بوستان خیال- مصنفۂ محمد تقی خان- انکو میر تقی خ[illegible] کہتے ہین باشندۂ گجرات یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے	

نام کتاب	قیمت
بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اِس قصہ دلآویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اِس قصۂ عجیب کے واسطے دیا- یہ کتاب دربار شاہی مین پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلےٰ کے اسکا رواج جاتا رہا- اِس زمانہ مین کہ سواے اُردو کے فارسی کا درس تدریس بھی کم بلکہ کالعدم ہی تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی ہی زبان مین شایع ہونا مناسب تھا لہذا اِن اجلاد کے ترجمے اور طبع کرانے مین کارخانہ اودھ اخبار نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہی پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا- اصل کتاب	